مضمون	صفحہ
داستان بادشاہ لشکر اسلام دارا سے بن جمشید کو خبر پہونچنا حالات ساریقیہ کی اور آگاہ ہونا بادشاہ کا حالات سکندر وغیرہ سے ۔ اور روانہ ہونا طرف ملک ساریقیہ کے ۔	۱۱۲
چند کلمے داستان گلستان باختر کے بیان ہوتے ہیں ۔	۱۱۳
داستان فرقت بیان ملکہ سپہر آرا و مہر آرا وانجم آرا واختر آرا دختران ساریق بن بقا کی بیان ہوتی ہے ۔	۱۲۱
داستان شوکت نشان بادشاہ اسلام یعنی امیر عالی مقام ۔	۱۲۴
چند کلمے داستان اژدر سیاہ سر کا پہونچنا شہر سرشار میں اور مقابلہ کرنا سرداران لشکر اسلام کا اژدر کے ہاتھ سے آخر میں نیچا دکھانا اژدر کو ۔	۱۳۰
قلعہ مارگیر میں پہونچنا خوہ جادو کا نامہ و پیام ہونا صاحبقران سے اور طبل جنگ بجنا ۔	۱۳۸
داستان ملکہ مہ جبین گل لالہ پوش شہزادی طلسم لالہ زار سلیمانی معشوقہ ایرج نوجوان برباد ہونا طلسم مذکور کا اور تباہ ہونا مہ جبین گل لالہ پوش کا اثنا راہ میں مصیبتوں کا پیش آنا اور پیدا ہونا دو شہزادوں کا اور پرورش پانا شہر زرینہ میں اور ذکر خروج کفار ۔	۱۵۵
کچھ حال شہر زرینہ کا بیان کیا جاتا ہے ۔	۱۶۱
ذکر خروج سکندر آئینہ پرست کا ۔	۱۶۲
بیان خروج شمشاد بن مشمش کا ۔	۱۷۳
داستان شوکت بیان صاحبقران گیتی پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ ۔	۱۸۲
کچھ حال ملکہ ساریقیہ کا بیان کیا جاتا ہے ۔	۱۹۸

مضمون	صفحہ
داستان خروج لاجورد شاہ برادرزادہ زبرجد شاہ بیان کی جاتی ہے ۔	
چند کلمے داستان اخضر زرد پوش اور خمار جادو کے مرتد ہو جانا اخضر کا اور درپے آزار ہونا طیمور کا ۔	۲۳۹
کچھ حالات شہر زرینہ کے بیان کیے جاتے ہیں	۲۴۶
پھر داستان ملکہ ساریقیہ کی بیان کی جاتی ہے	۲۴۹
داستان زلازل بن زلزلہ بن زلزال دیو و اژدر کش بیان کی جاتی ہے ۔	۲۷۳
داستان شوکت بیان صاحبقران کبری امیر بن امیر سلطان دریا شکوہ فرزند عادل کیوان شکوہ کے ولادت کی بیان ہوتی ہے ۔	۲۷۴
داستان عادل کیوان شکوہ و یوسف شاہ کہرانی و ساریق بن بقا و خوہ جادو وغیرہ ۔	۲۷۹
ذکر ان نامہ جات کا جو ساریق نے طلسم دروبین جا بجا روانہ کیے تھے ۔	۲۸۶
داستان عادل کیوان شکوہ و سہیل [illegible] و ساریق و یوسف کہرانی و فریب جادو حاکم دربند خورشید [illegible] پوش و [illegible] وغیرہ ۔	۲۸۹
ذکر شاہزادہ طیمور شیر پیکر کا ۔	۳۱۵
بیان پہونچنے کا راندہ درگاہ خدا ساریق بن بقا کو ۔	۳۲۴
داستان ملکہ مہتاب حور جمال دختر خورشید زرین کمر پہونچنا قاصد کا اور آگاہ کرنا حال طیمور سے بیتاب ہو کر آنا ملکہ کا اور کے دیدار کو مع حالات متعلقہ داستان مذکور ۔	۳۴۵
بیان لشکر ساریق بن بقا ۔	۳۵۰
داستان ارقم تتاری و فضل تتاری اور [illegible]	

مضمون	صفحہ
بیان ساریق بن بقا و افلاک دیو سر کا —	۵۷۶
بیان شاہزادہ طیمور شیر پرور اور طلب کرنا سلیمان صاحبقران کا دیو سلیس کو بھیجکر شاہزادہ مذکور کو پرستان مین وحال حکیم دانشور و طوفان دریا موج وحامد بیدائی اور تمکین کجکلاہ اور بہروت تہمتن وغیرہ —	۵۷۷
داستان نصرت نشان صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ اور شکست کھاکر پہونچنا ساریق کا شہر افلاکیہ مین —	۵۸۶
بیان شاہزادہ طیمور شیر پرور و شاہبود شیردل و خورشید زرین کمر و حسین کجکلاہ وغیرہ —	۶۰۰
چند کلمے داستان زلزال بن غلغال ترک کے بیان کیے جاتے ہین —	۶۰۶
داستان شاہزادہ طیمور شیر پرور و حسینہ پری جمال و ملکہ بحرین جادو وطلسم عجائب سلیمانی وغیرہ —	۶۱۱
حال شاہزادہ طیمور شیر پرور اور لاجورد شاہ اور شیر کش نیستانی و بہروت رعد آواز وحالات شہر ندینہ —	۶۱۹
داستان شاہزادہ عادل کیوان شکوہ و کیوان زرین کلاہ و جزیل عادو عارف بن معروف و مظفر وغیرہ —	۶۲۱
احوال طوفان دریا موج و سہیل اختر شناس وغیرہ —	۶۲۶
داستان نقاش صورت کش و غلطان در در گوش و طوفان دریا موج اور کوچ کرنا صاحبقران کا طرف طلسم زلزال کے اسی داستان پر جلد دویم کو ختم کیا ہے اور باقی داستانین جلد سویم مین تحریر کی گئی ہین —	۶۲۷ لغایت ۶۵۵ خاتمہ کتاب

تو ہمارا ارادہ ہوا تھا کہ یہاں سے قلعہ کی جانب چلے جائیں لیکن یہ شرم ہے کہ جسنے ہمارے ساتھ یہ احسان کیا کہ
ہمکو اسیر غل و زنجیر میں نہ کیا ہم اسکے حلقۂ اطاعت سے کیونکر قدم باہر نکالیں لہذا اپنا تو قصد ایسکے کہ زلزال قلعہ پر
دھاوا کرے آپ ہمیں قتل کر ڈالیں اور یا اجازت دیں کہ جسوقت زلزال دھاوا کرے اُس وقت ہم جا کر سد
راہ ہوں لقا بادشاہ نے فرمایا کہ تم لوگ آرام سے بیٹھو خداوند کو ظلم نہیں پسند ہے میں تو جس کام پر معین ہوا ہوں وہ ابھی
ختم نہیں ہوا اس سے دوسرے کام میں دخل نہیں دیسکتا لیکن اتنا معلوم ہوگیا کہ غیب سے مدد ہوگی کوئی نہ کوئی
فرشتۂ قدرت اسکی گوشمالی کے واسطے پیدا ہوگا اور اگر ایسا نہوا اور زلزال برلب خندق پہونچ جائے اُس وقت تمکو
اختیار ہے کہ جا کر زلزال سے جس طرح چاہنا پیش آنا لیکن جبتک زلزال دروازۂ قلعہ تک نہ پہونچ لے اسوقت تک
انتظار کرنا مسعود نے کہا کہ ہم اس سے زیادہ بھی انتظار کر سکتے ہیں لیکن جسوقت زلزال قلعہ سے پھر لگا اُسوقت
ضرور اس سے لڑکر قلعہ کو چھڑائینگے بعد اسکے شاہزادہ سکندر رستم خو ملکہ مہرو برق جمال کے خیمہ میں آئے
نقاب چہرے سے دور کی اور کہا کہ اے ملکہ آج ہم کچھ رات رہے سے جائینگے اور کل دوپہر تک واپس
آجائینگے تم تشویش نکرنا ملکہ نے کہا کہ یہ تو بتاؤ کہ بعد تمہارے یہاں کیا ہونا ہے زلزال طبل جنگ بجوا چکا ہے تم دوپہر بعد
آنے کو کہتے ہو اور ملکہ کا کوئی مددگار نہیں نہ ظاہر بظاہر تم مدد کرسکتے ہو بھائی اور ملازم اسکے تمہاری قید میں ہیں اور
رفیع البخت مفقود الخبر ہے یہ کیسی عزیزداری ہے کہ کچھ پاس قرابت نہیں پہلے رفیع البخت کے رفیقوں کو
گرفتار کیا پھر انھیں سے مقابلہ بھی کیا اور یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ وہ رشتہ میں میرے چچا ہوتے ہیں اور سن میں بھی بڑے
ہیں اسپر انکے ناموس پر تباہی آیا چاہتی ہے اور تم چلے سکندر رستم خو ہنس کے فرمایا کہ تم ان باتوں کو نہیں جانتی
ہو ہم لوگ آپس میں اسی طرح لڑا کرتے ہیں لیکن جب وقت آجاتا ہے تو ایک دوسرے پر جان فدا کرنے کو موجود
ہوجاتا ہے میں بھی کچھ راستہ سے جاؤنگا تو اسی واسطے کہ لباس و ہیئت تبدیل کرکے زلزال کو اسکے ارادہ
سے باز رکھوں اور ملکہ کی حفاظت کروں یہ سنکے اسکو اطمینان ہوا غرضکہ شاہزادہ نے ملکہ کے ساتھ خاصہ
تناول فرمایا اور آرام کیا کچھ رات تھی کہ سیارہ کوچک نے آکے جگا دیا اور کہا کہ آپ درست ہوکے تشریف
لائیے میں لباس و مرکب لیکر فلان صحرا کی طرف چلتا ہوں فرمایا بہتر ہے غرضکہ سیارہ کوچک اُدھر روانہ ہوا اور
شاہزادہ سکندر رستم خود ہی بوقت ... نارنجی پوش بنکر خیمہ سے نکلے اور پشت مرکب پر بیٹھکر روانہ ہوگئے یہاں
صبح ہوئی زلزال ملعون اپنے گینڈے پر سوار ہوا اسکی بارہ سو سوار ساتھ تھے اور طرف قلعہ کے روانہ
ہوا جسوقت سامنے قلعہ کے پہونچا اور نظر اہل قلعہ کی پڑی انھوں نے توپیں مارنا شروع کیں اُدھر
زلزال نے گینڈے کو تھپک مارکے آگے بڑھایا داہنے ہاتھ میں گرز بائیں ہاتھ میں سپر سنبھالی اور قلعہ
کی طرف چلا ساتھ زلزال کے بارہ سو سواروں نے گھوڑے ڈالدیے قلعہ پر سے گولہ برسنے لگا تو بجا
رعد و آواز توپ میں آیا زمین ہلنے لگی صحرا دھوان دھار ہوگیا اس تاریکی میں گولے مانند تیر شہاب کے برستے
رہے تھے کوئی سات سو سوار بیچارہ یہاں زلزال سے اُڑگئے اور پانچ سو سوار واپس آئے قدم انکے
تھم نسکے لیکن زلزال گولوں کو خالی دیتا ہوا گرز سے روکتا ہوا برلب خندق جا پہونچا جسوقت اہل قلعہ نے
اپنے خیال کے موافق ایک ایک ذرہ زمین کا اُڑا دیا تو ہاتھ کو روکا کچھ دیر میں دھوان منتشر ہوا تو دیکھا کہ صحرا
میں لاشیں پڑی ہوئی ہیں کسیکا ہاتھ اُڑگیا ہے کسیکی ٹانگ ندارد ہے کسیکا سر اُڑگیا ہے عجیب عجیب ہیئت
سے لشکر زلزال ... پڑے ہیں لیکن زلزال برلب خندق کھڑا ہوا نعرے کرتا ہے کہ اے
... قلعہ دار اگر ... سوار ... کے توپوں ... قلعہ میں ... قلعہ سے ... کار نہیں میں ...
ملکہ کو لینے آیا ہوں ... قلعہ دار نے آواز دی کہ او ... اپنا نام بتا کہ ... نکرا ...

کہ اب ملکہ ناموس شاہزادہ رفیع البخت ہو تجھے شرم نہیں آتی کہ حاکم قلعہ موجود نہیں اور تو نے قلعہ پر چڑھائی کی
ہے زلزال نے کہا کہ شادی ملکہ کی میرے ساتھ ہو لی اور ناموس رفیع البخت کی بن گئی تو مجھے فریب دیتا ہے
ہنوز سخن اسکا ناتمام تھا اہل قلعہ پریشان تھے نہیب مغربی وغیرہ غصہ کے سبب سے کانپ رہے تھے
اور سرندہ قدرت عیار سے کہہ رہے تھے کہ جس وقت زلزال کا قدم دروازہ قلعہ پر پہونچا اس وقت ہم
یہاں نہ سمجھینگے کہ یہی وعدہ سوار قدرت سے ہوا تھا سرندہ قدرت کہہ رہا تھا کہ نہ گھبراؤ وہ وقت قریب ہے
کہ یہ اپنی سزا کو پہونچے ادھر ملکہ بال سر کے کھولے ہوئے دست بدعا تھی کہ خداوندا میری عزت کا تو ہی
نگہبان ہے اس کافر کے ہاتھ سے مجھے بچانا کہ وارث میرا یہاں موجود نہیں ہے کہ ایکمرتبہ جانب صحرا سے
گرد اٹھی گرد کا نمودار ہوا اور آتے آتے شق ہوا تو دیکھا کہ ایک نقابدار سبز پوش گھوڑا مارے چلا آتا ہے نقابدار
نے وہیں سے نعرہ کیا کہ باش اے وقد مساق خبردار و ہوشیار باش کہ منم نقابدار سبز پوش کہ زلزال کو کہ ارم کا ہے دست میں
زندہ و سلامت بدر رودی زلزال نے کہا کہ او نقابدار مفلوک روزگار تجھے امور سلاطین میں کیا دخل ہے جا
جا ورنہ مارا جائیگا میرے ہاتھ سے نقابدار نے فرمایا کہ کیا جھک مارتا ہے لا حربہ اپنا زلزال نے کہا کہ تیری
قضا تجھکو لے کے آئی ہے نہیں جانتا کہ میں کون ہوں منم زلزال بن خلخال بن صلصال یہ کہکر نیزہ سینہ
نقابدار سبز پوش پر مارا نقابدار نے ترچھے ہو کے بغل کشادہ کر دی اور نیزہ سے کو بغل میں داب کے توڑ ڈالا
زلزال نے تلوار ماری نقابدار نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مار کے نقابدار نے زلزال کو اوندھے منہ گرا کے
آ رہا نقابدار نے کمر بند کا بند پکڑ کے جو زور کیا زین سے اٹھا لیا اور آواز دی کہ اے عنقا سے قلعہ دار اس مجرم
رفیع البخت کو لیجا عنقا سے قلعہ دار خوشی خوشی قلعہ سے باہر آیا اور زلزال کو قید کر کے لیگیا نقابدار
جانب صحرا روانہ ہو گیا پھر یہاں زلزال نے یہ خبر سنجاب شاہ مغربی کو دی کہ زلزال لشکر سے خندق
تک جا پہونچا تھا کہ ایک نقابدار سبز پوش پیدا ہوا اور اسنے زلزال کو باندھ کے اہل قلعہ کے حوالے
کر دیا یہ سنکر سب حیران ہوئے کہ یہ سبز پوش کون ہے اور کہاں سے آگیا لیکن بہمن اژدر گیر آل سہراب
ہے کہ اسنے اژدہے کو مارا تھا اور یہ بھی ہمراہیان زلزال میں سے ہے اسکو جوش آیا اور کہنے لگا کہ آج میں طبل
جنگ بجواؤنگا اور کل صبح کو دھاوا کرونگا مجھے بھی دیکھنا ہے کہ وہ نقابدار سبز پوش کیسا ہے ادھر طلوس
شاہ جبالی نے افسوس ظاہر کیا کہ آج سوار قدرت تشریف نہ رکھتے تھے ورنہ اس نقابدار سبز پوش
سے سمجھ لیتے خیر کل دیکھا جائیگا یہی ذکر تھا کہ سوار قدرت مع سرندہ قدرت آکے بیٹھے اور قبل
اسکے کہ کوئی اسیری زلزال کا حال بیان کرے خود ارشاد کیا کہ آج زلزال اسیر ہو گیا جیسے خداوند نے
بیان کیا اور یہ بھی فرمایا تھا کہ کل اور ایک شخص اسیر ہوگا جتنے مغرور ہیں انکا یہی انجام ہوگا یہ سنکے سب سردار
جنکو اپنے اوپر ناز تھا تھرا گئے اور توبہ توبہ کرنے لگے کہ خداوند کو غرور کسیکا پسند نہیں ہے اور اس بات پر
اور بھی تعجب ہوا کہ ملکہ ستاریقیہ کئی روز کے راہ پر ہے سوار قدرت اس وقت تک ستاریقیہ میں تھے
جب زلزال اسیر ہوا ہے اور اسوقت یہاں موجود ہیں یہ اتنے دنوں کی راہ اسقدر جلد کیونکر طے ہوئی کیا طے ارض
ہو گیا یا خداوند نے نقابدار کو وہاں سے اٹھا کر اپنے دست قدرت کو دراز کر کے پہونچا دیا غرضکہ
جو فعل خداوند کا ہے عقل سے بعید ہے وہاں عنقا سے قلعہ دار نے زلزال کو قید سخت میں مبتلا کیا اور
جا کر تمام کیفیت ملکہ سے بیان کی ملکہ بھی متعجب ہوئی کہ یہ سبز پوش کون شخص ہے یہاں سوار قدرت
کی نسبت تو شاہزادہ رفیع البخت نے ارشاد کیا تھا کہ یہ شخص ہمارے خاندان کا معلوم ہوتا ہے کسی مصلحت
سے نقاب چہرہ پر ڈالے ہوئے ہے ورنہ قیدیوں کو آرام دینے کی کیا ضرورت تھی خیال اسکے حرکات

ہیں ان عزیزوں کہ کچھ ہو شکر کیا ہے خدا کرے یہ سبز پوش بھی کوئی عزیز یا رفیق انکا ہو اسکی ہمدردی سے تو یہی
پایا جاتا ہے کہ ضرور عزیز قریب ہی اور عزیز نہیں ہے تو عزیزوں سے بڑھ کر کہ اسوقت انکی عزت کی حفاظت
کر رہا ہے ای عنقا سے قلعہ دار اب اگر نقابدار سبز پوش کو دیکھ لینا تو اسکی دعوت ہماری جانب سے کرنا
اور ذرا دریافت کرنا کہ آپ کون صاحب ہیں جب شام ہوئی تو بہمن اژدر گیر نے طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر مشتہر
ہوئی کہ کل پھر قلعہ پر دھاوا ہونے والا ہے زلزال کے رفیق نے اپنے آقا کے چھڑانے کا ارادہ کیا ہے
عنقا سے قلعہ دار نے بھی نقارۂ رزمی بجوا دیا سوار قدرت نے آج پھر یہی انتظام کیا کہ پچھلے سے اٹھ
کے صحرا کو نکل گئے جب صبح ہوئی اور بہمن اژدر گیر نے قلعہ پر دھاوا کیا تو عنقا سے قلعہ دار نے زلزال
کو لا کے فصیل قلعہ پر بٹھا دیا اور کہا کہ اپنے باپ کو منع کر کہ ادھر نہ آئے زلزال ہر چند چلاتا ہے مگر آواز زلزال
کی توپوں کی گڑگڑاہٹ میں کسے سنائی دیتی ہے بہمن گولوں کی بوچھار میں گھستا ہوا چلا جاتا ہے جب دیکھا اہل قلعہ نے
کہ بہمن لب خندق پر آ پہونچا ہے انھوں نے زلزال کو جا بجا تیر مارنا شروع کئے کہ دیکھیں تیرا باپ تیر سے منع
کرنے کو کبھی نہیں مانتا زلزال نے کہا کہ بہمن میرا کیا قصور ہے اب عنقا سے قلعہ دار نے یہ ارادہ
کیا کہ اگر یہ قلعہ کا پھاٹک توڑ کر اندر آنے لگے تو زلزال کو قتل کر ڈالیں کہ ایکا ایک صحرا سے وہی بگولہ
گرد کا اٹھا اور نقابدار سبز پوش پیدا ہوا بہمن کو ڈانٹا کہ او بہمن کہاں جاتا ہے خبردار قدم آگے نہ بڑھانا
کہ ملک الموت تیری جان کا آپہونچا آج سنجاب شاہ منقلی اور طرطوس جبالی بھی تماشا دیکھنے آئے تھے
بہمن نے جو نقابدار کو اپنی طرف آتے دیکھا تیر حلہ کمان میں پیوستہ کرکے نقابدار پر مارا نقابدار نے
تیر کو تلوار سے قلم کیا اور مثل آفت ناگہانی کے سر پر بہمن کے آپہونچا بہمن نے تلوار ماری نقابدار نے
وار اسکا لبلبۂ شمشیر سے روک کے کوڑا مارا کہ بہمن تڑپ کے گوشۂ زین سے زمین پر گرا نقابدار نے مرکب سے
کود کے مشکیں انکی باندھیں اور عنقا سے قلعہ دار کو آواز دی عنقا سے قلعہ دار قلعہ سے باہر آیا بہمن
کو تو قلعہ میں بھیج دیا اور نقابدار سے عرض کی کہ ہماری ملکہ نے آپکی دعوت کی ہے اور یہ فرمایا ہے کہ اگر کسی
مصلحت سے آپنے روپوشی اختیار کی ہے تو ہمسے کیا پردہ ہے جب آپ ایسے ہمدرد ہیں کہ ہماری طرف سے جانبازیاں
کر رہے ہیں تو ضرور کوئی عزیز شاہزادہ رفیع البخت کے ہیں اگر آپ بزرگ ہیں تو میری تسلیم یہ دعوت قبول ہو
اگر خورد ہو تو میں دعا دیتی ہوں کہ خدا اقبال و جاہ میں ترقی دے فرمایا کہ ای عنقا سے قلعہ دار کہہ دینا کہ میں لایق اسکے
نہیں ہوں کہ آپ مجھے تسلیم کہیں بلکہ میری تسلیم قبول ہو اور دعوت کا یہ وقت نہیں ہے جس وقت شاہزادہ
رفیع البخت تشریف لائینگے اسوقت دیکھا جائیگا عنقا سے قلعہ دار نے عرض کی کہ اتنی دیر توقف فرمائیے
کہ ملکہ سے جواب منگا لوں ورنہ آپ تو تشریف لیجائینگے مجھ پر عتاب آئیگا مہر سحیل سے کہا کہ جو کچھ نقابدار
دلاور ارشاد فرماتے ہیں یہ کہ آ مہر سحیل عیار جانب قلعہ روانہ ہوا اور ملکہ سے عرض کی کہ نقابدار یہ تو نہیں
بتاتے کہ میں عزیز ہوں یا دوست لیکن اتنا ارشاد کیا کہ میں قابل سلام نہیں ہوں بلکہ میری تسلیم ملکہ سے کہہ دو
ملکہ نے فرمایا کہ معلوم ہوگیا کہ رشتہ میں چھوٹا ہے جو اسنے یہ جواب دیا ضرور یہ کوئی عزیز انکا ہے جا ای مہر سحیل
کہہ دینا کہ ملکہ آپنے سر کی قسم دیتی ہیں اور فرماتی ہیں کہ اندر قلعہ کے آؤ مجھے کچھ کہنا ہے سنجاب شاہ منقلی اور
طرطوس جبالی تو بعد گرفتار ہونے بہمن کے میدان سے پھر گئے تھے نقابدار دروازۂ قلعہ پر کھڑے ہوئے
عنقا سے قلعہ دار سے باتیں کر رہے تھے کہ مہر سحیل نے آکر ملکہ کا پیغام دیا نقابدار سبز پوش یعنی سکندر رستم
قسم سے مجبور ہوگئے اندر قلعہ کے تشریف لیگئے ملکہ نے نقابدار کو پردہ کے پاس بلایا اور فرمایا کہ ای نقابدار
تمھیں قسم ہے اپنے دین و مذہب کی سچ بتاؤ کہ تم کون ہو مجھے تمپر اسی شخص کا شبہہ ہے جو سوار قدرت میں کے

آیا تھا دور سے تم دکھائی دیے تو سوار قدرت نہ معلوم ہوا فرمایا کہ بیشک مین وہی شخص ہون اس وقت رفیع البخت
موجود نہ تھے اگر مین یہ تدبیر نہ کرتا تو تمھاری حفاظت کیونکر ہوتی ملکہ نے فرمایا کہ اسقدر تو تمکو رفیع البخت کی عزت
کا پاس ہی اور پھر ظاہر مین دشمن بنے ہوئے ہو دشمن کے شریک ہو یہانتک کہ میرے بھائیون کو گرفتار کر لیگئے
خود رفیع البخت سے مقابلہ کیا یہ سنکے سکندر رستم خو ہنسے اور فرمایا کہ ان باتون کو تم نہین سمجھتی یہ جھگڑے
خاندانی ہین مدت سے چلے آتے ہین مگر یہ ممکن نہین ہی کہ ہمارے سامنے دوسرا آزار رسانی کرسکے رفیع البخت
کی عزت ہماری عزت ہی ہماری عزت رفیع البخت کی عزت ہی ملکہ نے کہا کہ ہمارے سر کی قسم اب آپس مین
نہ لڑنا وہ وقت ہی کہ دشمنون کو زک دیجائے پس اب تم بھی یہین رہو سکندر نے کہا کہ ابھی میرا ٹھہرنا مناسب
وقت نہین ہی تمھارے بھائی وغیرہ میری قید مین ہین پھر انکا رہا کرنا دشوار ہوگا ملکہ نے کہا کہ مین نے سنا ہی کہ
طرطوس شاہ کی دختر پر تم عاشق ہو اور تم بھی اسپر عاشق ہو آج ملکہ کو یہان بھیج دو کہ ذرا ہمارا اور انکا دونون
کا دل بہلے اور ہم بھی دیکھین کہ تمھاری معشوقہ کیسی ہی سکندر نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہی شب کو مین بھیج دونگا
غرضکہ بعد اسکے ملکہ نے شاہزادہ کو کھانا کھلا کے رخصت کیا سکندر رستم خو قلعہ سے نکلکر صحرا کی طرف روانہ
ہوگئے وہان عیار مرکب و لباس نارنجی لیے ہوئے منتظر تھا جس وقت شاہزادہ سکندر رستم خو ہو چکے تو سارا
واقعہ ستارہ کو چابک سے بیان کیا ستارہ نے عرض کی کہ اے شہریار آپ پردہ فاش کیا چاہتے ہین آج کفار
ضرور بدگمان ہوگئے ہونگے فرمایا کچھ پروا نہین دیکھا جائیگا غرضکہ لباس و مرکب تبدیل کرکے اپنے لشکر مین
آئے اور اپنے بارہ سو سوارون سے کہا کہ آج شب کو جب سیاہی پردہ پوش عالم ہو جاے تو ملکہ کو ان قیدیون
سمیت قلعہ مین پہونچا دینا اور وہان سے آکر نہیب منزلی سے ارشاد کیا کہ آج شب کو مین تجھے بھی تمھارے قلعہ
مین بھیج دونگا بلکہ اپنے ناموس کو بھی تمھارے سپرد کرتا ہون ملکہ کو اپنی بہن کے پاس پہونچا دینا
اور کل اگر کوئی دعوا کرے تو قلعہ کے باہر نکل کے مقابلہ کرنا نہ اپنے تو ظاہر کرنا جب تک لیے قلعہ مین آتا
اسوقت اختیار ہی ان باتون پر یہ لوگ سمجھ گئے کہ یہ شخص ضرور کوئی عزیز قریب رفیع البخت کا ہی جب آپ نے
میرے ہاتھ سے نیزہ نکالا ہی تو شاہزادہ نے فرمایا کہ یہ ڈھنگ ہمارے خاندان کا معلوم ہوتا ہی اگر دشمن ہوتا
تو ہمین اس راحت سے کیون رکھتا یا ملکہ کی حفاظت سے اسکو کیا بحث تھی ان لوگون نے شکریہ ادا کیا اب
شاہزادہ سکندر ملکہ لصوبہ برق جمال کے خیمہ مین تشریف لائے ملکہ نے کہا کہ آج تو تم قلعہ مین بھی گئے تھے
تم نے کبھی دیکھا یا نہین فرمایا کہ جبتک رفیع البخت خود سامنے نکلینگے مجھے کیا ضرورت ہی کہ مین ملکہ کو دیکھون
اور انکو انھون نے بلایا ہی آج شب کو مین تمھین قلعہ مین بھیج دونگا ملکہ نے کہا جو تمھاری خوشی لیکن اسمین کب
انکا ملنا ہو سکتا ہی لیکن جس وقت دربار سنجاب مین تشریف لائے تو ملکہ طرطوس شاہ کی بیٹی نے کہا کہ اے
سوار قدرت آپ دور دور سے تشریف لے جاتے ہین اور یہان لڑائی ہر روز ببر پوش نے قیامت برپا کر رکھی
ہی آج آپ خداوند کی خدمت مین نہ تشریف لیجائیے گا ورنہ ایک سنجاب سے لوگون کو شبہ گذرے گا
کہ آپ ہی ببر پوش بن کے آتے ہین چونکہ یہ لوگ بد اعتقاد ہو رہے ہین اسلیے بعید نہین ہی کہ بات
آپکے منہ تک آئے اور علاوہ اسکے یہ بات تو ظاہر ہی کہ اگر آپ ہوتے تو اتنی بھی مجال کتنی تھی بدر
ببر پوش کی کہ وہ زلزال اور بہمن کو اسیر کرلیجاتا اگر آپ نے ان دونون کو اسیر کیا تھا تو خود آپ کے
ہاتھ سے گرفتار ہوتا یہ سنکے سوار قدرت نے کہا کہ مجھے سب باتین خداوند نے بیان کردی
تھین اور کہا تھا کہ مین ان بد اعتقادون پر اپنا غضب نازل کرونگا اور مین تو خود بھی نکل نہ جاتا اگر آج ببر
پوش نہ آیا تو یہان کے لوگ اور بھی یقین کرلینگے کہ سوار قدرت ہی ببر پوش بن کے آتے تھے

یہ خیال نکرینگے کہ اب جو بہر پوش نہین آیا تو بہت سوار قدرت سے گریزان ہوا یہ سن کے اہل دربار شرمندہ ہوگئے
اور اپنے خیالات انھون نے بدل دیئے اور کہا کہ واقع مین ہم لوگون کو ایسے شکوک اپنی بد اعتقادی کی وجہ
سے گذرے تھے مگر اب تو یہ کرتے ہین کہ کبھی ایسا خیال نکرینگے اب سوار قدرت ہمارے قصور کو خداوند
سے عفو کرا دیجئے تاکہ اب وہ غضب اپنا نازل نکرین اور ہم سب محفوظ رہین سوار قدرت نے کہا کہ اپتو
خدمت خداوند مین پہنچاؤنگا کہ مجھے حاکم نہین یہ ماننے کا ہوا ہی لیکن سفارش تمھاری کردونگا اور وہ سفارش
خداوند تک پہونچ جائیگی لوگون نے اسکو بھی غنیمت جانا جب شام ہوئی تو محیط روشن ضمیر نے کہا کہ آج مین بھی
طبل جنگ بجواتا ہون سوار قدرت نے کہا کہ تمکو اختیار ہی لیکن مین اس معاملہ مین اُس وقت تک دخل
ندونگا جبتک رفیع البخت نہ آئینگے مجھے خداوند کا جتنا حکم ہی اسی قدر بجا لاؤنگا اگر بہر پوش خود مجھسے
لڑیگا یا لشکر بہیجیگا قدرت سے مبارزہ طلب کریگا تو مجھے لڑنے سے عذر و انکار نہوگا محیط روشن ضمیر نے کہا
کہ آپکا اس وقت پر موجود رہنا ہی کافی ہی یقین ہی کہ آپ کے رعب سے بہر پوش خود ہی نہ آئیگا اور دل مین
محیط روشن ضمیر کے یہ خیال پختہ ہوگیا تھا کہ بہر پوش جنکے بھی ہی آتے ہین اور پردۂ نقاب مین کوئی اسرار ہو یہ
قیدیون کو آرام سے رکھنا علامت سے خالی نہین ہی غرضکہ محیط روشن ضمیر نے نقارۂ رزمی بجوا دیا جب خبر
قلعہ دار کو ہوئی اُسنے بھی کوس حربی بجنے کا حکم دیا اتنے غفلت سے قلعہ دار کو بھی اطمینان ہی کہ بہر پوش ضرور
مدد کو آئینگے اور شام ہوتے ہی ملازمان سکندر رستم خو نے پوشیدہ طور پر انتظام کیا اور ملکہ تصویر برق جمال
کو محافہ مین سوار کرکے مع نہیب مغربی و صمصام مغربی و ہشام مغربی و مقام مغربی و سہمست قزل
وقیصر شیرافگن بغیر روشنی ساتھ لیے ہوئے اسی پردۂ شب مین جاکر قلعہ مین پہونچا آنے تقاضا سے قلعہ دار
نہایت خوش ہوا جب محافہ ملکہ تصویر برق جمال دروازۂ محل پر پہونچا اور ملکہ شمسن اندام کو خبر ہوئی یہ دروازہ
تک استقبال کو آئی اور ملکہ تصویر برق جمال کو باعزاز تمام لیگئی اور نہایت خوش ہوئی کہ واقع مین عشق
نقابدار کا اس عورت سے بیجا نہین ہی اسکو برق جمال جو کہتے ہین تو بہت بجا کہتے ہین کہ چہرہ اسقدر روشن
ہی کہ نگاہ قایم نہین ہوتی اور یہ جو اس عزیز روپوش پر عاشق ہی اسکا حال نہین معلوم کہ کیسا ہی جب نقاب
ہٹیگی تو معلوم ہوگا لیکن یقین ہی کہ یہ ذرہ سے حسین ہوگا اسلیئے رفیع البخت ہی کا تو عزیز ہی اور اُسکے
کم سن بھی ہی بلحاظ ملکہ تصویر نازک خیال و برق جمال کے شمسن اندام نے اپنے بھائیون کو ابھی اندر
نہین بلایا صرف سُن لیا کہ سب رہا ہوگئے آگئے چونکہ تصویر برق جمال کو سکندر رستم نے کہا تھا اپنے
حسب و نسب اور درجہ قرابت سے آگاہ کردیا تھا کہ رفیع البخت رشتہ مین میرے چچا ہوتے ہین اسی
بنا پر ملکہ تصویر برق جمال شمسن اندام سبز پوش سے بہت جھک کے ملی سلام مین سبقت کی شمسن اندام
نے اشفاق بزرگانہ کی شان دکھائی اپنی مسہری کے پاس اسکی مسہری بھی بچھوائی بلکہ دونون ایک ہی جگہ
لیٹین جب کھانے پینے سے فراغ حاصل ہوچکا تو ملکہ شمسن اندام سبز پوش نے تصویر برق جمال سے پوچھا
کہ سچ بتاؤ نام اس شخص کا کیا ہی جو سوار قدرت بنا ہوا ہی تصویر برق جمال نے کہا مجھے معلوم تو ضرور
ہی مگر اس خوف سے بتا نہین سکتی کہ مبادا اُنکے خلاف مزاج ہو ملکہ شمسن اندام نے کہا کہ تمھین اُنھین کے سر کی
قسم بتا دو مین کیا اُنسے کہتی پھرونگی اس وقت بپاس قسم تصویر برق جمال نے ڈرتے ڈرتے
بیان کیا کہ نام اُنکا سلطان مونگ جو ہین شاہزادہ سکندر رستم خو ہی اور رشتے مین رفیع البخت کے
بھتیجے ہوتے ہین ایک بھائی کی اولاد وہ ہین ایک کی اولاد سے ہم ہین باہم جنگ بھی رہتی ہی اور ایکدفعہ دوسرے کا
شیدا بھی ہی یہ سنکے شمسن اندام نہایت خوش ہوئی اور تصویر برق جمال کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ

کہ اب خدا شاہزادہ رفیع البخت کو جلد لائے تو مین آپس مین جنگ نہونے دونگی اب یہ لوگ اِنتظار صبح مین لیکن

چند کلمے داستان نصرت نشان زینت تاج و تخت شاہزادہ رفیع البخت کے بیان کیے جاتے ہین کہ اُنکا مقابلہ سکندر رستم خو سے صبح لگیا تھا

پہچلے لیجا کے اک صحرا مین اُتار دیا دیکھا رفیع البخت نے کہ اک دیو بہت اچھا اُنکو پہار تھا ہاتھ باندھے سامنے
کھڑا ہوا ہے فرمایا کہ تو مجھے کیون اُٹھا لایا ہے اُسنے عرض کی کہ مین مبتلا ہے مصیبت ہون آپ سے داد
چاہتا ہون مین رہنے والا ملک تمکین کا ہون دیو تمکین میرا نام ہے اور مذہب ابلیس پرستی رکھتا ہون
میرے ملک سے سرحد ملک زرین کی ملی ہے بادشاہ وہان کا دیو زرین بال ہے اُسنے چڑھائی کی اور
مجھسے لڑا مین نے شکست کھائی ملک چھین لیا خود بھاگ کر جان بچائی کوہ و صحرا کی ٹھوکرین کھاتا پھرتا تھا
یہ تمنا تھی کہ کون ایسا معین و مددگار اپنا پیدا کرون جو اُس دیو سے میرا ملک مجھکو دلادے جسوقت گزر میرا
شہر سنجابیہ مین ہوا تو مین نے دیکھا کہ گرز اُسنے اِتنے بڑے ہین کہ دیو بھی اُتنا بھاری جسہ نہین باندھ سکتے گرز
کیا چل سکتے ہین گویا پہاڑ پر پہاڑ گرتا ہے مجھے خیال ہوا کہ آپ سے زیادہ کون زبردست ہوگا مین آپکو اُٹھا لایا
پہلے مین نے تقاضا کرکے لانے کا قصد کیا تھا لیکن اُسنے مین نے کچھ بدمزاج سا پایا اس وجہ سے نہین
لایا شاہزادہ رفیع البخت نے فرمایا کہ مین ایک شرط سے تیرا شریک ہوتا ہون وہ یہ کہ تو دین اسلام
قبول کر اور دین ابلیس پرستی کو ترک کر دیو نے کہا کہ جسوقت آپ فتحیاب ہوکر میرا ملک مجھکو دلا دینگے اُسوقت
مجھے مذہب اسلام کے اختیار کرنے مین کوئی عذر و انکار نہوگا یون تو مجھے خود ہی نام ابلیس سے نفرت ہوگئی ہے
کہ بروقت مقابلہ مین نے ابلیس کو بہت پکارا مگر اُسنے میری مدد نہ کی اور حریف نے میرے ایک مرتبہ بھی
نام ابلیس نہین لیا تھا اور پھر وہ مجھپر غالب ہوا تو معلوم ہوا کہ نام ابلیس مین کوئی تاثیر نہین ہے شاہزادہ
رفیع البخت نے فرمایا کہ اب دیر کیا ہے مجھکو اُس ملک پر لیچل جہان دیو زرین بال رہتا ہو تاکہ تیرا ملک تجھکو
دلاکر پھر یہان سے شہر سنجابیہ کو واپس جاؤن اسلیے کہ وہان ناموس میرا قلعہ مین ہے رفقا اسیر ہو چکے ہین ایسا
نہو کہ زلزال یاقوت قلعہ پر دھاوا کرے ہر چند کہ ہر شخص کا حافظ حقیقی خدا ہے لیکن مقتضائے بشریت سے
پریشانی ضرور ہوتی ہے یہ سنکر دیو تمکین نے کہا کہ مین اپنے لشکر پراگندہ کو جمع کرون یہ کہکر دیو چلا گیا اور اک پہاڑی
پر کھڑے ہوکے چلایا قریب بارہ سو دیوکون کے جمع ہوگئے اب دیو تمکین ان سبکو لیے ہوئے خدمت
مین شاہزادہ رفیع البخت کے حاضر ہوا اور ہمراہ اُسنے شاہزادے کو لیکر طرف شہر تمکین کے روانہ ہوا جسوقت
قریب شہر ہو پہنچا لشکر کو اُتارا اور خیمہ برپا کیا رفیع البخت خیمہ مین تشریف لائے اور دیو تمکین سے کہا کہ ایک نامہ
میری جانب سے دیو زرین بال کو لکھ بھیجو مضمون نامہ یہ ہو کہ اے دیو زرین بال آگاہ ہو کہ مین وہ شخص ہون
جسکو دیوکش کہتے ہین میرے خاندان مین جتنے گزرے ہین اور جتنے موجود ہین سب دیوکش ہین تمام
قاف تو میرے ہی بزرگون نے اسلام آباد کیا اور سرکشان قاف کو پست کرکے اپنا مطیع و فرمانبردار بنایا نام
میرا صاحبقران بن صاحبقران یعنی شاہزادہ رفیع البخت نوجوان ہے چونکہ تو نے بہ جبر ملک دیو
تمکین کا چھین لیا ہے اور وہ مجھسے جاکے فریادی ہوا لہذا مین اسلیے آیا ہون کہ ملک اُسکا اُس سے دلا دون اگر
تو خیریت اپنی چاہتا ہے تو شہر تمکین کو خالی کر دے ورنہ آمادہ جنگ ہو حکم شاہزادہ رفیع البخت
دیو تمکین نے اس مضمون کا نامہ دیوون کی زبان مین تحریر کرکے اپنے اک دیو کو دیا کہ لیجا کر دیو
زرین بال کو دیدے اور جواب نامہ کا اُس سے لا جسوقت دیو نامہ لیکر شہر تمکین مین پہونچا اور خیمہ

دیو زرین بال کو سپرد کی کہ حاکم سابق اس شہر کا کسیکو مدد کے واسطے لایا ہے اور نامہ سپاہ کا آیا ہے دیو زرین بال
ہنسا اور کہا کہ بار ہو قاصد نے سامنے جاکر نامہ دیو زرین بال کو دیا دیو زرین بال نے نامہ کو پڑھا اور
پشت پر جواب جنگ تحریر کر دیا چونکہ دیو زرین بال کو اپنے دست و بازو کی قوت پر بہت کچھ بھروسا تھا
اور نام آدم زاد سنکر اور بھی یہ ہنسا کہ ادھر او اور مجھسے مقابلہ کر یہ سے قاصد تو اس طرف روانہ ہوا اور
دیو زرین بال فوج لیکر قلعہ کے باہر آیا خیمہ بپا کیا ساتھ اسکے چالیس ہزار دیو تھے اور دیو تکاپن کے ہمراہ
صرف بارہ تیرہ سو دیو تھے دیو زرین بال نے حقارت کی نظروں سے دیو تکاپن کی طرف دیکھا اور خیمہ
میں جاکر بیٹھا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی آواز نقارہ کی گرجی خبر شاہزادہ
رفیع البخت کو پہونچی کہ پہلے نامہ کا جواب جنگ پہونچا پھر آواز طبل گوشزد ہوئی دونوں لشکروں میں تیاریان
جنگ کی ہونے لگیں یہان بھی دیووں نے نقارے بجانا شروع کیے جب صبح ہوئی تو اس طرف سے دیو
زرین بال اپنے چالیس ہزار دیووں کو لیکر میدان میں آیا ادھر دیو تکاپن شاہزادہ رفیع البخت
کو لیے ہوے اپنے بارہ سو دیووں سے میدان میں پہونچکر صف آرا ہوا دیو زرین بال پکارا کہ او دیو تکاپن
جب شامتیں آتی ہیں تو کہکے نہیں آتی ہیں تو جو اس آدمزاد ضعیف البنیاد کو لیکر آیا ہے تو سودا اسکے کہ یہ
لقمہ حریر سا کسی دیو کے حلق کا ہے اور تیرے واسطے ذلت و خواری ہے پہلی جنگ میں تو بھاگ کے نکل گیا اسکی
تجھے بھی گرفتار کرکے قتل کروا ڈالونگا دیو تکاپن نے کہا کہ بھیج کسی دیو کو یا خود میدان میں آ تو معلوم ہو جائیگا
کہ لقمہ حریر ہے یا سخت ہے دیو زرین بال نے کہا کہ اس سے لڑنا میری حقارت ہے یہ کہکر دیو سنبل کو میدان
رزم میں بھیجا اور کہا کہ اگر یہ آدمزاد تیرے سامنے آئے تو اسے کھا لینا اور اگر کوئی دیو نکلے تو مقابلہ کرنا
دیو سنبل میدان میں آیا اور اپنا دہن کھولکر جماہی لی اور رفیع البخت سے کہا کہ خداوند ابلیس نے
تیری قبر میرے شکم کو قرار دیا ہے اور تیری قسمت میں زندہ درگور ہونا تھا میرے منہ میں کود پڑ دانت بھی
نہ لگاؤنگا یونہیں نکل جاؤنگا شاہزادہ رفیع البخت ایک دیو کی گردن پر سوار ہو کر سامنے دیو سنبل کے آئے
اور فرمایا کہ او ملعون ہوشیار ہو جا میں لقمہ نرم نہیں ہوں بلکہ لقمہ سخت ہوں لاحریہ اپنا دیو سنبل نے کہا کہ تجھ جیسے
کیا اٹھاونگا اسلیے کہ حکم میرے سردار کا نہیں ہے یہ کہکر ہاتھ بڑھایا اور چاہا کہ بازو رفیع البخت کا پکڑ کے حلق میں
ڈال لوں رفیع البخت نے ہاتھ دیو کا جو مانند خرطوم فیل کے تھا پکڑ لیا اب دیو اپنی طرف کھینچتا ہے یہ اپنی طرف
کھینچتے ہیں ایسی کشاکش میں شہزادہ رفیع البخت نے ذرا سا ہاتھ آگے بڑھا کے جھٹکا جو مارا ہاتھ دیو سنبل کا شانے سے
اکھڑ کے رفیع البخت کے ہاتھ میں آ گیا اور دیو سنبل ایک چیخ مار کر گرا اور تعب سے بیہوش ہو گیا یہ قوت
رفیع البخت کی دیکھکر دیو ششدر ہو گئے اور دیو زرین بال نے گر کر اپنا سنبھالا اور پکارا کہ بیشک مقابلہ کرنا تجھسے
ہر دیو کا کام نہیں ہے مجھے معلوم ہوا کہ تو بغیر میری ضرب کے پست نہوگا یہ کہتا ہوا قریب شاہزادہ رفیع البخت
کے آیا اور وہی گرز گران سنگ سر پر رفیع البخت کے مارا رفیع البخت نے سپر اکاٹ کے ضرب کو خالی
دیا گرز جو زمین پر گرا اتفاک آدھی طبقہ ہل گیا ہاتھ تمامسا گرز زمین میں دھنس گیا دیو پکارا کہ افسوس گو نشانہ تیرا
برگردا ہو گیا کھانے کے کام کا نہ رہا ہاں رفیع البخت نے پہلو بچا کے آواز دی کہ او ملعون کیا بکتا ہے میں صحیح و
سالم موجود ہوں یہ کہکر شاخ سرو دیو زرین بال کے ہاتھ ڈال دیا دیو نے چاہا کہ اسے شاخ سرا اکھیڑ لوں
رفیع البخت نے ایسا قائم کیا دیو نے دیکھا کہ شاخ نہیں چھوٹتی بس گرز کو ہاتھ سے چھوڑ کر رفیع البخت
سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی رفیع البخت نے کچھ دیر تک خالیان دیے دیو کو تھکایا جب دیکھا
سکے ہم تھکا رفیع البخت بغل سے نکل کے پشت پر ایک لات جماتے تھے پھر دیو بلبلاتا تھا یہاں تک کہ ہار

لاتون کے دیو کو ادھموا کر دیا اسوقت بڑتی ہو نبود تیغ اٹھاتا ہے مگر رفیع البخت پر قابو نہین پاتا آخر شاہزادہ رفیع البخت نے ایسا ہاتھ لگایا کہ دیو نہایت تو چکا ہی تھا گر پڑا رفیع البخت سینے پر دیو کے جابیٹھے تلوار کھینچی گلے پر رکھدی دیو نے آواز امان دی فرمایا کہ امان بشرط ایمان ہے دیو زرین بال نے کہا کہ قبول ہے اور لعنت ہے ابلیس پر جسکے بہکانے سے مین نے اپنے دل مین بہت اس ملعون کو یاد کیا مگر اسنے مدد نکی شاہزادے نے سینہ دیو سے اترکر کلمہ تلقین فرمایا دیو از صدق مسلمان ہوا رفیع البخت نے دیو تکاپین کو بلاکر دیو زرین بال اور دیو تکاپین کو گلے ملوایا اور فرمایا کہ آیندہ سے تم دونون ایک ہوکے رہو یہ اپنے ملک مین سلطنت کرے تم اپنے ملک مین حکومت کرو خبردار آپس مین اب نہ لڑنا دونون دیوون نے بسر وچشم قبول کیا اور دیو تکاپین شاہزادہ رفیع البخت کو اپنے ملک مین لایا اور سیر کرائی بعد اسکے دیو زرین بال منت کرکے شہر زرین مین لیگیا دیکھا رفیع البخت نے کہ دیو اس ملک کے نہایت حسین ہین یہان بہت خوبصورت رستہ مین پہاڑیان سنگ ستارہ کی ہین انھین کو تراش کے قلعہ کی صورت بنایا ہے اور زمین پر جو شعاع آفتاب پڑتی ہے تو ستارے سے چمکتے ہین رفیع البخت نے اس مقام کو نہایت پسند کیا اور ایک روز رہکر خوب سیر کی دوسرے روز فرمایا کہ اب مجھے ملک سنجابیہ مین پہونچا دو دیو زرین بال نے اپنی گردن پر سوار کیا اور طرف شہر سنجابیہ کے روانہ ہوا جسوقت صحرا سے ملک سنجابیہ مین پہونچ گئے تو شاہزادہ رفیع البخت نے کہا کہ اے دیو زرین بال اگر تو ہیئت اصلی سے جائیگا تو آدمزاد تیری صورت دیکھکر ڈرینگے لہذا اب تو مرکب بن جا دیو زرین بال مرکب بن گیا رفیع البخت اس مرکب پر بیٹھے ہوئے قلعہ جبل الحدید کی طرف روانہ ہوگئے لیکن

اب چند کلمے داستان دھاوا کرنا سہراب وارزلزال کا قلعہ جبل الحدید پر اور بہ قبضہ پہونچنا رفیع البخت کا وباقی حالات متعلق داستان ہذا غزل از طرز داستان

نکل ہی جائینگے ارمان گو مشکل سے نکلینگے
جو کانٹے ہوگئے پیوست وہ مشکل سے نکلینگے
لگاوٹ سے نہین کچھ کم حسینون کی رکاوٹ ہے
قیامت تک نہ یہ قیدی چہ بابل سے نکلینگے
غم دیوانۂ الفت پہ ازبر کھلائیگا جس دن
وہین پر بیٹھکے جائینگے جس منزل سے نکلینگے
فلک برگشتہ وقسمت برخلاف وحید حسینونکی
ابھی لیسے بہت سے کام اس بسمل سے نکلینگے
دیا ہو کام پردہ لینے کی جنکو پردہ داری کا
تڑپکے وحشی نشان نہ الٹینگے جس محفل سے نکلینگے
حجاب ارزو نے پاؤن پھیلائے ہین کچھ ایسے

فغان بنکر زبان سے وہ بنکر لب سے نکلینگے
نہ یون جل جائیگا سوز الفت دل سے نکلینگے
نکلنا ہین وہ قابو سے نہ لیکن لب سے نکلینگے
بہت آسان ہے شکوہ لگا زبان تک آسے جانا
گریبان پھاڑ کر لیلی او محمل سے نکلینگے
فراق انکا ہمارے حق مین وحشت خیز ساباں ہے
جو کام آسان ہین انسان سے بھی بڑی مشکل سے نکلینگے
جہان ہم سے لطف جنت کا وہین سے زندگی کے
بھلا وہ ہاتھ دل لینے کو کیا محمل سے نکلینگے
ادھر ارمان لیٹے ہین ادھر آکر ہاتھ قاتل کا
نکالے جائینگے جب یار کی محفل سے نکلینگے

تڑپ کے جھٹکے سے اداز کیا اس سے نکلینگے
لگیگی آگ جب لیلی وہ محمل سے نکلینگے
ڈبویا دین وایمان عشق نے زیر جنبون کے
سو ڑیا ریان اگر یہ بھی تو مشکل سے نکلینگے
یہین پر چھوٹکے پھولونگی کی کروشش
لگاہی منیگے ضحر کو جو اس محفل سے نکلینگے
سمجھا یا ہے انکا کہ انکو مین آج تو دل سے
جو نکلینگے تو مرکر کوچۂ قاتل سے نکلینگے
یہان کا شوقین سمجھیگا کہ یہان آسن جگہ مین
کشاکش مین ہین ناوک بڑی مشکل سے نکلینگے
شعر بیا لقنتو اے ہمدم داستان

کہ باز آمدم بر سر داستان ہاں یہان طبل جنگ بج چکا ہے انتظار صبح ہے آج یہ بھی اطمینان ہے کہ سوار قدرت یہین موجود ہین صبح کو نقابدار سبز پوش انکی ہیبت سے نہ آئیگا اور اگر آئیگا تو زک پائیگا قلعہ فتح ہو جائیگا جب صبح ہوئی تو سنجابیہ شاہ مغربی اور طمطوس شاہ جبالی اور محیط روشن ضمیر اپنی اپنی فوجین لیکر

سامنے قلعہ جبل الحدید کے آئے اور سہراب نے بچھوا سے اجازت مانگی اور دو ہزار آدمی لیکر جانب قلعہ مذکور روانہ ہوا شاہزادہ سکندر رستم خو
سوار قدرت نے پہلے سے موجود تھے یہ اطمینان تھا کہ یہ ملعون قلعہ میں جائیگا تو گرفتار ہو جائیگا اگر جدال کرے کوئی مددگار آجائے تو بہتر
ہوا ادھر عنقا سے قلعہ دار قتیل شہید دروازے پر بیٹھا تھا دوربین اسکے ہاتھ میں تھی ہنوز سہراب سنبلی نے دھاوا نہ کیا تھا
کہ جانب صحرا سے بگولا گرد کا اٹھا اور آتے ہی شق ہوا دیکھا تو شاہزادہ رفیع البخت اک مرکب زرین دم
زرین عیال پر سوار چلے آتے ہیں اہل قلعہ نے تو نقارہ شادمانی پر چوب لگائی دروازہ قلعہ کا کھول دیا لشکر قلعہ
کے باہر آیا توپیں کچھ دیر سے گزار دی گئیں لیکن سہراب سنبلی آمد رفیع البخت سے مایوس ہوا کہ اب قلعہ کا سر ہونا
بغیر مدد سوار قدرت کے ناممکن ہے لیکن رفیع البخت نے آتے ہی آواز دی کہ او گبر نابکار ادھر آ کہاں جاتا
ہے سہراب سنبلی نے کہا کہ کیا تو ہی دو روز سے نقابدار سبز پوش بن کے آتا تھا فرمایا کہ نہیں نقابدار سبز پوش
سے آگاہ نہیں کہ وہ کون ہے آج وہ نہیں آئے تو میں تیری گوشمالی کے واسطے موجود ہوں سہراب سنبلی نے
اژدر پشت نہنگ کا وار کیا شاہزادہ رفیع البخت نے ذوالفقار سے قلم کر کے جو ہاتھ سر کا مارا تو تا بوا زخود
پر چلی تھی تا زگب و مرکب کو چور تک کرتی ہوئی تسلیم زمین سے نکل گئی سہراب سنبلی مارا گیا چونکہ اہل قلعہ بھی آگئے تھے
کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ رفیع البخت پر حملہ کرے رفیع البخت نے نقابدار نارنجی پوش کی طرف دیکھ
کے آواز دی کہ اے نقابدار عالی مقدار مجھے معلوم ہو گیا کہ تو بھی لباس بہادر ہے لیکن اسوقت میں تجھے منانا بلا
نکرونگا کہ ابھی چلا آتا ہوں ہاں بعد اس وقت کے جب جنگ بچیگا تجھے کوئی عذر و انکار نہ ہوگا یہ فرما کر شاہزادہ
رفیع البخت قلعہ میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ جو سردار اسیر ہو گئے تھے وہ سب موجود ہیں اُن لوگوں نے
جو رفیع البخت کو دیکھا ملازمت حاصل کی شاہزادہ کو تعجب ہوا کہ یہ لوگ میرے استقبال کو کیونکر آئے
اور انکی رہائی کس سبب سے ہوئی لیکن کچھ دریافت نہیں کیا نہ انھیں کچھ بیان کیا تھا کہ شاہزادہ محل میں داخل
ہوا یہاں عجیب سحر کو دیکھا کہ پاس آفتاب کے ایک ماہتاب اور جلوہ گر ہے شاہزادہ نے ملکہ سیمین اندام
سے متعجب ہو کر پوچھا کہ یہ ملکہ کون ہے کیا تمھاری چھوٹی بہن ہے ملکہ نے ہنسکے کہا کہ ہاں رفیع البخت نے فرمایا کہ میں نے
اس سے پہلے تو نہ سنا تھا نہ دیکھا تھا کہ کوئی اور بہن بھی تمھاری ہے ملکہ نے کہا کہ بہن نہیں صحیح ہو ہے ادھر ملکہ
مذکور برق جمال نے ادب سے خردوں کی طرح سلام کیا شاہزادہ نے دعا تو دی لیکن سمجھ میں نہ آیا کہ
اسنے کیوں سلام کیا اور سیمین اندام نے صحیح ہو کیوں کہا فرمایا کہ اے ملکہ ہمارے سر کی قسم سچ بتاؤ کہ یہ کون
ہے ملکہ نے فرمایا کہ یہ دختر ہے ملک خطا طوس (?) کی اور معشوقہ ہے نقابدار نارنجی پوش کی جب آپ کو
پتہ لگیا ہے تو نقابدار نے پوشیدہ طور سے ہماری مدد کی سبز پوش بن کے آیا پہلے فولاد (?) کو اسیر کرکے
عنقا سے قلعہ دار کے حوالے کر دیا بعد اسکے بہمن اژدر شکل کو اسیر کیا اسکے بعد مجھے تسلیم کہلا بھیجی چونکہ
حالات نقابدار کے مجھکو بذریعہ جمیل (?) عیار کی زبانی معلوم ہو چکے تھے میں نے نقابدار سے کہا کہ ملکہ کو آج نہیں
بھیج دو کہ تنہا میرا جی گھبراتا ہے نقابدار نے ملکہ کو بھی بھیج دیا اور ساتھ ملکہ کے میرے بھائیوں اور ملازموں کو
بھی قلعہ میں بھیج دیا لیکن یہ تاکید کر دی تھی کہ یہ راز فاش نہ ہونے پائے تمہارے آنے کو ابھی ظاہر نہ کرنا جب
کوئی سرکش اندر قلعہ کے آجائے اور مددگاری ہو اس وقت اختیار ہے تو خدا کا شکر ہے کہ یہ راز ابھی تک
فاش نہیں ہوا اور تم آ گئے اگر سہراب سنبلی قلعہ میں آجاتا تو ضرور ظاہر ہو جاتا یہ سنکے رفیع البخت
نے فرمایا کہ مجھکو نقابدار نے ممنون کیا مگر اتنی تجھکو (?) بتا دینا تھا یہ ارشک ہوتا ہے کہ کوئی عزیز اہل اسلام سے کیا ہو
وہ مجھ سے کسی مصلحت سے پردہ کیے ہوئے ہے خیر غالباً اس ملکہ کا نام معلوم ہوگا کہ یہ کس کی معشوقہ ہے رفیع البخت
نے ملکہ سے فرمایا کہ بی بی تمہارے عاشق کا کیا نام ہے ملکہ نے تو شرم سے گردن جھکا لی ملکہ سیمین اندام سے لوگ

کہا کہ کوئی سکندر رستم خو تمھارے عزیزون مین ہی فرمایا ہاں وہ رشتہ مین میرے کچھ ہوتے ہین ملکہ نے کہا
کہ یہ سوار قدرت وہی حضرت ہین رفیع البخت نہایت خوش ہوے کہ ہم تنہا تھے ایک قوت بازو گیا
لیکن ساتھ ہی یہ خیال گذرا کہ ای رفیع البخت اسنے تجھکو تمام سردارون کی نظر سے گرا دیا ابھی تک سوا نہ کسی نے
تجھسے مقابلہ کیا اور نہ زیر ہوا اور اسنے آتے ہی سبکو سر میدان باندھ لیا ہی اب یہ سردار اسے مانینگے یا مجھے مانینگے
یہ خیال شاہزادہ رفیع البخت کو پیدا ہوگیا ادھر جناب شاہ مغربی اور طرطوس شاہ جبالی وغیرہ جو میدان
سے پھر کر داخل بارگاہ ہوے تو محیط روشنضمیر نے سوار قدرت کی طرف دیکھکر کہا کہ آپ اس معاملہ مین دخل ہی
نہین دیتے آج بہرام پوش آپکی ہیبت سے نہین آیا تو خود رفیع البخت آ گئے لہذا اتنا تو کیجیے کہ زلزال کو رہا
کروا دیجیے فرمایا کہ اس شرط سے کہ پھر زلزال قلعہ پر جانے کا ارادہ نکرے جب یہ ظاہر ہوگیا کہ زلزال رفیع البخت
سے لڑ نہین سکتا تو کیون مقابلہ کرتا ہے مجھے خداوند کا حکم نہین کہ مین ملکہ کو اس سے چھین کے زلزال کے سپرد
کرون زلزال کا لے آنا کچھ دشوار نہین ہی اگر اس وقت مین چلا جاؤن تو میرے خوف سے یقین ہی کہ اسیوقت
رفیع البخت زلزال کو رہا کر دیگا لیکن اگر پھر زلزال نے مقابلہ کیا تو تجھے شرمندگی ہوگی اب تم زلزال کو
لیکر خدمت مین خداوند کے جاؤ اور ایسے عرض حال کرو اگر خداوند کو رحم آئیگا تو وہین بیٹھے بیٹھے ملکہ کو منگا دینگے ابھی کل
کی بات ہی کہ خداوند نے اپنی محبوبہ ملکہ تصویر برق جمال کو اور تمام قیدیون کو اپنے پاس بلا لیا جب کام آسانی
سے نکلے تو جھگڑا کرنے سے کیا فائدہ ہی یہ سنکے طرطوس جبالی نے کہا کہ کیا آج نذر میری قبول ہوگی سوار
قدرت نے کہا کہ بیشک نذر قبول ہوگی جناب شاہ مغربی وغیرہ سبکے سب تعریفین سارق بن لقا کی
کرنے لگے اور انھون نے بھی رہائی زلزال کے بارہ مین مقابلہ سے سعی کی مقابلہ مجبور ہوکے جانب قلعہ
جبال الحدید روانہ ہوے وہان خبر شاہزادہ رفیع البخت کو ہوئی کہ مقابلہ نارنجی پوش آتے ہین رفیع البخت
واسطے استقبال کے آئے اور اندر قلعہ کے لیکے جاکے مسند پر بٹھایا آپ بھی بیٹھے سب سردار جمع ہوے
اور ہر ایک تعریفین مقابلہ کی کرنے لگا کہ ہمین یہ راحت دی اور یہ راحت وہی قید کیا تھی کہ ہمالی تھی سکندر رستم خو
دل مین مسکرا رہے تھے رفیع البخت برابر ہی تو بیٹھے تھے پس آخر نقاب جلدی سے کھینچ لی اور کہا اے
ہرو تو نے یہ کیا حرکت تھی کہ یہان آکے بھی تو دشمن کے شریک ہوکر اور ہمسے روپوشی اختیار کی سکندر رستم
مسکرانے لگے اور کہا کہ ابھی پردہ ہی راز فاش نکرو مین اس زلزال کے تعاقب مین شہر سمرقند سے یہانتک آیا
تو اس صورت سے آنا ہوا کہ اس سے ظاہر لڑا پر لڑ نہ سکا جب تمہین نیچا دیکھا تو مین نے مقابلہ ہوکر پوشش
پہنکے زلزال کو اسیر کیا اور تمھارے قلعہ دار کے سپرد کر دیا رفیع البخت نے سامان دعوت مہیا ہونے کا
کا حکم دیا سکندر نے کہا کہ اس وقت رفیع کو رہنے دو مجھے زیادہ ٹھہرنے کی فرصت نہین ہی مین اسلیے آیا ہون
کہ زلزال اور اسکے سردار کو جو یہان قید ہی رہا کر دو مین نے محیط روشنضمیر کو ایسا سمجھا دیا ہی کہ وہ زلزال
کو لیے ہوے یہان سے جانب سارلقیہ روانہ ہوجائیگا رفیع البخت نے کہا کہ ابھی اور اسیوقت حکم دیا
کہ لاؤ زلزال کو داروغہ زندان زلزال کو لیے ہوے حاضر ہوا مقابلہ نارنجی پوش نے زلزال کی طرف
دیکھکر فرمایا کہ مین نے تجھے اس شہر دا پر رہا کرا دیا ہی کہ اب زبان سے نام ملکہ کا نہ لینا اور نہ ایک دم ملک
سنجاب مین قیام کرنا زلزال نے جانا کہ جان بچی لاکھون پائے ہتھکڑیان بیڑیان کھلتے ہی مقابلہ کو سلام کرکے
کہا کہ رفیع البخت سکندر کا ہاتھ پکڑے ہوے اندر محل کے لے گئے ملکہ نے لباس نارنجی دیکھکر پہچان لیا کہ
وہی نارنجی پوش ہی سکندر نے ملکہ کو سلام کیا سمن اندام نے دعا دی تصویر برق جمال نے رفیع البخت کو سلام
کیا سب ایک جگہ بیٹھے سمن اندام نے کہا کہ اے سکندر تمہین ہماری جان کی قسم ہی کہ اب آپس مین نہ لڑنا

اگر لڑنا ہی تو ان کفار سے جاکے لڑو سکندر نے ہنس کے فرمایا کہ اب ضرورت بھی لڑنے کی نہین ہی میرے انکے
زور آزمایش نہین ہوسکے تھے نہ اس ملک مین کوئی پہلوان دکھائی دیا کہ ہاتھ پاؤن کا درد برطرف ہوتا اسوجہ
سے انھین سے زور کر لیا اگر آپکی خوشی نہین ہی تو آیندہ ایسا نہوگا یہ فرما کر اسکو ٹھٹھکے ہوئے ہر چند ملکہ نے
روکا فرمایا کہ اب زیادہ ٹھہرنا میرا مناسب نہین ہی یہ فرما کے بند نقاب درست کیا اور قلعہ سے نکلکر اپنے لشکر کی
جانب روانہ ہوئے وہان زلزال پہلے پہونچا اور اسیوقت اسنے سامان کوچ کردیا سنجاب شاہ مغربی نے
کہا کہ ایک عرضی ہماری جانب سے بھی خدمت خداوندین لیتے جاؤ یہ کہکر ایک نوشتہ دیا جسکا مضمون وہان
سمارلیق بن لقا مین معلوم ہوگا اور کہا کہ زبانی بھی سفارش کردینا زلزال تو اپنی جلدی بھاگا کہ اسنے لقا بدار
قدرت کے واپس آنے کا بھی انتظار نکیا لیکن جسوقت سوار قدرت مع پرندہ قدرت قلعہ سے واپس
ہوکر دربار سنجاب شاہ مغربی مین آئے اور ذنگل شوکت پر متمکن ہوئے تو ان معاملات سے ہمشیر نسیم
مغربی عیار سنجاب شاہ کو شک پیدا ہوا کہ یہ سوار قدرت بھی ایسے ہی کچھ معلوم ہوتے ہین جیسے فتح نصیب
ہین آخر دشمن سے دو لڑنا کیا معنے سنجاب شاہ اب خوف مین کچھ نہین کہتا ہی کہ ایسا نہو یہ مجھکو پیغمبری سے
معزول کر کے طرطوس شاہ جبالی کو پیغمبر بنادین اور طرطوس شاہ جبالی بھی ڈرتا ہی کہ یہ مقرب خداوندین
مبادا برخلاف ہوجاین ادھر سوار قدرت کو بھی یہ خیال پیدا ہوا کہ اب رنگ یہان کا بگڑ رہا ہی ایسا نہو
حال کھلجاے یہ سوچ کے سنجاب شاہ مغربی سے کہا کہ مین نے تمام حالات سے خداوند کو اطلاع دی ہی
اور ہنوز کوئی حکم جدید نہین نافذ ہوا ہی لہذا مین لشکر پر جاتا ہون اور جسوقت مجھے کوئی حکم تازہ پہونچیگا اسکی
تعمیل کی کوشش کرونگا سنجاب شاہ مغربی نے کہا کہ جو آپ مناسب جانین آپ تو ملجا ہین سبکے حق مین
جو خیال قدرت مین لقا بدار تو اسیوقت مع پرندہ قدرت اپنے بارہ سو سوارون کو لیکر جانب صحرا روانہ
ہوگئے اور یہان شب کے وقت نسیم مغربی ہیئت تبدیل کرکے داخل قلعہ جبال محمدیہ ہوا اور قلعہ مین پھر کر تمام
حالات اسنے دریافت کئے فکر یہ کی تھی کہ اگر قابو پاؤن تو ایک دو کو گرفتار بھی کرکے لیجاؤن مگر قابو نہ پایا اپنی
جان بچاکے چلا آیا صبح کو سنجاب شاہ مغربی سے خلوت مین عرض کی کہ یہ سوار قدرت نہ تھا بلکہ مثل رفیع البخت
کے یہ بھی کوئی مخلص ولا حمزہ اول سے ہی مجھے بعض باتون پر شک تھا وہ قلعہ مین جانے سے رفع ہوگیا ضرور
یہ سوار قدرت رفیع البخت کا عزیز ہی اور اس سے بھی زک پہونچنے کا خوف ہی ملک طرطوس جبالی کی بہتر
خوشنودی خداوند کے واسطے تجویزین کی گئی تھین اور سوار قدرت کی سرکشی مین نکلین وہ قلعہ مین آپکی دختر کے ساتھ
موجود ہین اور باہم بڑی محبتین ہین اور سرداران رفیع البخت جو آپ سے برگشتہ ہوکر اسکے شریک ہوگئے
تھے جنکو سوار قدرت نے گرفتار کیا تھا اور کہا تھا کہ خداوند نے سبکو اپنے پاس بلالیا وہ سب بھی قلعہ مین
موجود ہین یہ سنکے سنجاب شاہ مغربی کے ہوش اڑ گئے اور کہا کہ اگر ممکن ہو تو جاکر رفیع البخت کو مع
ملکہ گرفتار کرلا جب مین اپنی آنکھ سے دیکھونگا تو یقین آئیگا اسکے بعد سوار قدرت کو بھی گرفتار کرانا نسیم
مغربی نے کہا کہ اسکا یہان سے چلے جانا اور بھی اچھا ہوا ورنہ وہ پرندہ قدرت بلاے بد ہی اسپر عیاری کا چلنا
دشواری سے خالی نہ تھا اب صحرا مین وہ ہمارے دھوکا کھا جائیگا غرضکہ جب شام ہوئی تو نسیم مغربی جانب قلعہ جبال اکیلا
روانہ ہوا سلسلہ اسکے پہونچنے کا یہ تھا کہ بی بی عنقا بے قلعہ دار کی نسیم مغربی کی بہن تھی یہ اسسے ملنے کو
جایا کرتا تھا پہلے ظاہر ظاہر جاتا تھا اور اب پوشیدہ طور پر جاتا تھا اسی پہچان سے نسیم مغربی نے تمام حالات قلعہ کے
دریافت کرکے سنجاب شاہ سے بیان کئے تھے آج بھی یہ مکار اپنی بہن کے یہان آیا کچھ دیر یہان قیام کیا اسکے
رخصت ہوکے جو مکان سے نکلا تو ہیئت ایک فقیر کی بناکر دروازہ محل پر پہونچا صدا لگائی ایک کنیز کچھ دینے کے

واسطے دروازے پر آئی اس سے کہا کہ میں پیاسا بھی ہوں کنیز پانی لینے کی غرض سے اندر گئی نسیم مغربی نے
یہاں دانہ بند وہ پھیلایا کہ جب وہ کنیز پانی لیکے آئی تو کہا کہ لے یہ تکڑا اردی کا تو بھی کھا لے فقیر کی دعا سے
کبھی بھوکی نہ رہیگی آپ سنتے ہی خوشی سے لیکے کھا لیا جیسے کہ رفیع البخت نے یہاں آکر باغ کو سیراب کیا تھا
اُس وقت سے اعتقاد لوگوں کے فقیروں کی طرف سے بہت بڑھ گئے تھے خصوصاً عورتوں کے کوئی سایل
کسی دروازے سے خالی نہ پھیرتا تھا وہ کنیز تکڑا اردی کا کھاتے ہی بیہوش ہو گئی نسیم مغربی نے اُسے برہنہ
کرکے کسی گوشہ میں چھپا دیا اور آپ اُسکی صورت بنکے اندر محل کے داخل ہوا کام کاج میں مصروف ہوا
قضا سے کار و اتفاقات روزگار کہ ملکہ سویرے سے آرام کرنے کی عادی تھی اور رفیع البخت رات گئے
دربار برخاست کرکے آتے تھے ملکہ جاکے مسہری پر لیٹ رہی روشنی کم کر دی گئی باری داریں بھی رخصت
ہو گئیں صرف ایک عورت رہ گئی اُسکو پیشاب معلوم ہوا اُٹھ کے گئی پس اسکو موقع غنیمت ہاتھ آیا جاکر ملکہ کو
بیہوش کیا اور چادر عیاری میں پشتارہ باندھ کر کمرے کا دوسرا دروازہ کھول کے لیے نکلا چونکہ یہ بادون شکوہ کے
راستوں سے قلعہ کے خوب آگاہ تھا ملکہ کو لیے ہوئے صاف نکلا چلا گیا جب اپنے قلعہ کے باہر قدم نکالا تو وہ
راہ ترک کر دی کہ مبادا لوگ آگاہ ہو جائیں اور میری تلاش میں آئیں تو مجھکو پائیں یہ خیال کرکے صحرا کی طرف
روانہ ہوا یہاں جو شاہزادہ رفیع البخت دربار برخاست کرکے محل میں تشریف لائے تو ملکہ کو مسہری پر نہ پایا
پوچھا کہ ملکہ کہاں ہیں کہا تصویر برق جمال کے کمرہ میں ہیں ابتو خواصیں پریشان ہوئیں عرض کی کہ ملکہ تو آرام
کر رہی تھیں پس رفیع البخت پریشان ہوکے تلاش ہونے لگی خواجہ خضران کو اطلاع ہوئی انھوں نے
آکے بیرا عیاری کا پہچانا اور رفیع البخت کو آگاہ کیا رفیع البخت اسی وقت لشکر لیکر پر بیٹھ کے تلاش
عیار مکار روانہ ہوئے اس قلعہ سے تین راستے شہر سنجابیہ کو گئے تھے ایک طرف رفیع البخت روانہ
ہوئے ایک جانب سرمست فیل زور چلا ایک طرف خواجہ خضران اور مہتر شبل چل کھڑے
ہوئے لیکن نسیم مغربی نے تو پہلے ہی عاقبت اندیشی کرکے ان راستوں کو چھوڑ دیا تھا اور یہ بھی
لکھا کہ قلعہ عشرت قزاق کی طرف سے چلا جاتا تھا قضا سے کار اُس طرف سے عشرت قزاق
آتا تھا اور ادھر سے نسیم مغربی پشتارہ بدوش جاتا تھا نظر جو عشرت قزاق کی پڑی کہ ایک شخص کوئی گٹھری
لیے جاتا ہے سمجھا کہ اسمیں کچھ مال ہوگا کہا رکھ دے نسیم مغربی نے جواب دیا کہ او عشرت قزاق میں تجھے خوب
پہچانتا ہوں تو بھی مجھے پہچان لے کہ میں کون ہوں اور دراندازی مکر ورنہ پچھتائیگا بادشاہ نے ہمیشہ تیرے
ساتھ رعایت کی ہے اور یہ جگہ تیرے رہنے کو مرحمت فرمائی ہے مناسب ہے کہ تو بادشاہ کے کام میں دراندازی نہ
کر اس پشتارے میں مال نہیں ہے عشرت قزاق نے بسبب تاریکی ہونے سے نسیم مغربی کو نہ پہچانا
کہا کہ پشتارہ رکھ دے میں کھول کے دیکھ لوں نسیم مغربی نے ہر چند کہا کہ ایسا نہ کر کوئی اور شخص آجاے
تو نہ پشتارہ میرے ہاتھ آئیگا نہ تجھکو فائدہ ہوگا لیکن ان باتوں پر عشرت قزاق اور مشکوک ہوا ایک
بھی نہ سنی اور پشتارہ کھول ڈالا ہنوز ملکہ کو نہ دیکھا تھا کہ گرد اُڑی اور نعرہ ہوا کہ باش او نا عیار
کہاں لیے جاتا ہے ملکہ کو کہ میں آپہونچا عیار نے کہا کہ تجھے کیا فائدہ ہوا محنت میری برباد ہوئی یہ کہتا ہوا اپنی
جان بچا کے بہ جانب سنجابیہ روانہ ہو گیا اور یہاں رفیع البخت آپہونچے عشرت قزاق نے کہا کہ تو
کون ہے فرمایا میں اس پشتارہ کا مالک ہوں عشرت قزاق نے کہا کہ مالک اسکا بادشاہ ہے کہ اسکی دختر
اسمیں ہے تو کون ہے فرمایا میں اسکا شوہر ہوں عشرت قزاق نے کہا کہ شاید تو اسکو کسی فریب سے لیگیا تھا
ورنہ بادشاہ اپنے عیار سے کیوں چرا منگاتا ابھی کہے چھوڑتا ہوں تجھکو کہ تو نا سمجھ ہے ایسی گستاخی کرے

یہ کہکے عشرت فزا نے تلوار ماری رفیع البخت نے بند دست پکڑ کے کھینچ لیا اور دوسرا ہاتھ بڑھا کر کمر بند
کے بند میں ڈالکر جو زور کیا تو زمین سے اٹھا لیا عشرت فزا نے آواز امان بلند کی فرمایا کہ امان بشرط اسلام
آنے پر قبول کیا شاہزادے نے اسکو آہستہ سے چھوڑ دیا عشرت فزا اسی صدق کا کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور
ایک آہ سرد کھینچی فرمایا کہ تمہیں آہ کرنے کا کیا سبب ہے عرض کی کہ میں لیلا سے چنگ نواز پر عاشق ہوں وہ بھی
میری دلدادہ تھی نہ اکرسے دیو فولاد فراق کا کہ وہ لیلا کو مجھسے چھین لے گیا چونکہ دیو زبردست ہے میرا بس
نہیں چلتا اسوجہ سے میں فراق لیلا سے چنگ نواز میں رویا کرتا ہوں رفیع البخت کو رحم آیا کہا
میں تیری معشوقہ کو بھی تجھسے ملا دونگا عشرت فزا نہایت خوش ہوا اور شاہزادے کو قلعہ میں لایا
رفیع البخت نے ملکہ کو ہوشیار کر کے ایک مکان میں بٹھایا اور ساری روداد بیان کی ملکہ نے شکر خدا بجا
لائی کہ اگر میں رہا ہو جاتی اور باپ کا سامنا ہوتا تو سوا خودکشی کے کوئی چارہ کار نہ تھا عشرت فزا نے
خدمت ملکہ کے واسطے اپنی ماں بہنوں کو حاضر کیا جب صبح ہوئی تو شاہزادہ ہمراہ عشرت فزا کے روانہ
ہوا قلعہ سے کوس بھر کے فاصلہ پر ایک گنبد تھا کہ وہی مسکن دیو فولاد فراق کا تھا اور دیو نے لیلا سے چنگ نواز
کو بھی لیجا کے اسی جگہ رکھا تھا جس وقت رفیع البخت قریب گنبد پہنچے تو دیکھا کہ لیلا سے چنگ نواز
بیرون گنبد ایک چبوترے پر بیٹھی ہوئی چنگ نوازی کر رہی ہے دونوں آنکھوں سے لیلا سے چنگ نواز کے
آنسو جاری ہیں نظر جو اسکی عشرت فزا پر پڑی چنگ نوازی موقوف کی اور للکار کر او ناعاقبت اندیش
کیوں میرے قریب چلا آتا ہے یہ وقت دیو کے آنے کا ہے اگر وہ آجائیگا تو تجھے کھا جائیگا یہ ذراسی امید جو باقی
رہ گئی ہے ٹوٹ جائیگی ہر چند کہ زندگی میں بھی تجھسے ملنے کی امید نہیں ہے لیکن کبھی کبھی دور ہی سے تجھے دیکھ
لیتی ہوں عشرت فزا نے کہا کہ اے محبوبہ دلنواز اب تیرا زمانہ جدائی گذر گیا میں تجھے لینے کو آیا ہوں
ہمراہ میرے وہ شخص ہے جو دیو کش ہے لیلا سے چنگ نواز نے کہا کہ اپنے ساتھ اور بیگناہ کی جان کیوں لیگا
ایسے کہیں انسان بھی دیو پر غالب آسکتا ہے اس شخص کو بھی سمجھا کے پھیر لیجا رفیع البخت نے فرمایا کہ نہ گھبرا
دیکھنا تیرے سامنے میں دیو کی کیا حالت کرتا ہوں یہی کہ رہے تھے کہ ہوا سے تند چلی اور ایک ابر نمودار
ہوا دیکھا کہ دیو اڑتا چلا آتا ہے نظر دیو کی جو ان دونوں آدمیوں پر پڑی للکارا کہ او فراق آج یہ کس شخص کو
ہمراہ لایا ہے یہ مجھے زیادہ خوب ہے گوشت اسکا نہایت بامزہ ہوگا تجھے تو اپنی معشوقہ کے خاطر سے میں نے
چھوڑ دیا ورنہ ریشہ کا لقمہ کر جاتا لیکن اس شخص کو نہ چھوڑونگا یہ کہکر زمین پر اترا اور رفیع البخت کی طرف
بڑھا رفیع البخت دیو کی طرف بڑھے دیو نے ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ رفیع البخت کو اٹھا کر منھ میں ڈال
لوں رفیع البخت نے ہاتھ دیو کا پکڑ کے جھٹکا مارا کہ دیو اوندھے منھ سامنے آرہا دیو نے دیکھا کہ یہ نہایت
زبردست ہے چاہا کہ اٹھوں پھر اٹھا اول رفیع البخت نے ہاتھ چھوڑ کر شانوں پر سر دیو کی پکڑ لیں زور
ہونے لگا رفیع البخت نے ایسا کل دیا کہ دیو نے قابو نہ پایا سر رفیع البخت کے چست کر رفیع البخت نے
دونوں پاؤں سینے پر جما کر دونوں ہاتھوں کو بل دیا تو دیو کی گردن کٹ گئی پاؤں پکڑ کے جھٹکا مارا کہ دھڑ سے
سر کھنچ آیا سامنے لیلا سے چنگ نواز کے ڈال دیا اسکے دیو کی کھال پھٹنے لگی اور تھوڑی دیر میں دیو فنا
ہوگیا لیلا سے چنگ نواز قدموں پر گر پڑی عشرت فزا نے ہاتھ چوم لیے اور اندر گنبد کے آئے جو کچھ
مال و اسباب دیو کا تھا وہ قبضہ میں کیا اور وہاں سے مع لیلا سے چنگ نواز جانب قلعہ روانہ ہوئے کوئی
پہر دن چڑھا ہوگا کہ قلعہ میں آپہنچے عشرت فزا نے لیلا سے چنگ نواز کو خدمت ملکہ کے واسطے
سپرد کیا ملکہ کو جو معلوم ہوا کہ یہ مالک قلعہ کی معشوقہ ہے اور دیو کے قید سے رہا ہوکے آئی ہے نہایت

مسرت فرمائی لیکن حال نسیم مغربی کا سنئیے کہ یہ جو سر پر پاؤں رکھ کے بھاگا تو جا کر جناب شاہ مغربی سے
اطلاع کی کہ میں نے عیاری کرکے ملکہ کو قبضہ میں کیا تھا لیکن عشرت قزاق نے پشتارہ ملکہ کا مجھ سے چھین لیا
وہ بھی ہنوز پشتارہ لیکے جانے نہ پایا تھا کہ اک سوار پیدا ہوا اور عشرت قزاق سے اسنے چھین لینے کا
قصد کیا دونوں میں جنگ ہونے لگی میں نے دور سے دیکھا کہ عشرت قزاق زیر ہو کر مطیع ہوا اور بعد اسکے
دونوں عشرت قزاق کے قلعہ میں چلے گئے پہلے میں سمجھتا تھا کہ یہ سوار رفیع البخت ہے تلاش ملکہ میں
نکلا ہوگا لیکن اب وہ خیال میرا برطرف ہوگیا اسلیے کہ اگر وہ سوار رفیع البخت ہوتا تو اپنے قلعہ کے
طرف جاتا عشرت قزاق کے قلعہ میں ملکہ کو کیوں لیجاتا یہ سن کے جناب شاہ مغربی کو نہایت غصہ آیا
کہا ایسا ہم ایسے ہوگئے کہ ایک قزاق نے سر اٹھایا ہے بس اسیوقت اسنے تیاری لشکر کا حکم دیا جب
لشکر تیار ہوگیا تو خود جناب شاہ مغربی مع لشکر جانب قلعہ روانہ ہوا اس وقت یہاں مہتر سرخیل
و مہتر خضران موجود تھے یہ ملکہ کو تلاش کرتے ہوئے یہاں تک آ گئے تھے کہ اگر عیار پہنچا ہے
پشتارہ لیکر یہاں پہونچ گیا ہو تو ہم بھی عیاری کریں اور پھر ملکہ کو لے جائیں جس وقت یہاں یہ خبر وحشت اثر سنی
تو پلٹ کر قلعہ جبل الحدید کی طرف چلے کہ اہل قلعہ کو اطلاع دیں اور رفیع البخت کو آگاہ کریں راستے میں
سرمست فیل زور کو صحرا کی خاک چھانتے دیکھا خواجہ خضران نے سرمست سے کہا کہ یہاں کس واسطے ڈھونڈھ
رہے ہو اگر ملکہ کی تلاش ہے تو عشرت قزاق کے قلعہ پر حملہ کرو کہ ملکہ وہیں ہے راستے میں کسی شخص نے ملکہ کو
عیار سے چھین لیا اب وہ بھی عشرت قزاق کے قلعہ میں ہے بس یہ سننا تھا کہ سرمست فیل زور
نے قلعہ قزاق کی طرف رخ کیا اور چل کھڑا ہوا مہتر سرخیل اور خواجہ خضران قلعہ جبل الحدید میں آئے
سوسن مغربی وغیرہ رفقا سے رفیع البخت کو بھی اس حال پر ملال سے آگاہ کیا یہ سب بھی پشت مرکب پر
بیٹھ بیٹھ کے جانب قلعہ قزاق روانہ ہوئے لیکن سب سے پہلے سرمست فیل زور قریب قلعہ پہونچا
نگہبانوں نے عشرت قزاق کو اطلاع دی کہ سرمست فیل زور بڑے زور و شور سے آتا ہے عشرت
قزاق نے شاہزادہ رفیع البخت کو آگاہ کیا کہ پیچھے رفقا آپ کے آئے ہیں رفیع البخت نے کہا
کہ اے عشرت قزاق انھیں آگاہ مکرنا کہ رفیع البخت قلعہ میں موجود ہیں میں نقابدار بنکر ان سب کی آزمائش
کرونگا کہ یہ لوگ کیسی قوت و جرات رکھتے ہیں تم فصیل قلعہ پر جاکے منع کردو اور کہو کہ پلٹ جاؤ ورنہ نقابدار
اطلس پوش کے ہاتھ سے ذلیل ہوگے اب ملکہ کا نام نہ لو کہ اسکو نقابدار نے لے لیا ہے عشرت قزاق
فصیل قلعہ پر آیا اور رفیع البخت نے جلدی سے لباس اطلسی زیب جسم کرکے مرکب طلب کیا ادھر
سرمست جو پاس قلعہ کے پہونچا آواز دی کہ او قزاق لا ملکہ کو ہمارے سپرد کر ورنہ ایک دم میں قلعہ
کو برباد کردونگا نہیں جانتا کہ یہ ملکہ کس کا ناموس ہے عشرت قزاق ہنسا اور کہا کیوں شامت آئی ہے پلٹ
جاؤ ورنہ نقابدار اطلس پوش کے ہاتھ سے بہت ذلیل ہوگا سرمست نے کہا کہ نقابدار کہاں ہے کہدو
اس سے کہ اپنے ہاتھوں اپنی قضا نہ بلائے اتنے میں دروازہ قلعہ کا کھلا اور نقابدار اطلس پوش
نمودار ہوا سرمست سے کہا کہ تو کون آیا ہے سرمست نے کہا او نقابدار غضب کیا تو نے کہ ملکہ کو
عیار سے چھین کر اپنے قبضہ میں کیا تو نہیں جانتا کہ ملکہ ناموس کس شہریار کی ہے جو صاحبقران ابن صاحبقران
ہے اور میں کون شیر دل کہ جو قلعہ جبل الحدید میں رہتے ہیں اور دختر اس شخص کی ہے جو بارہ لاکھ کی فوج کا
افسر ہے ایک دم میں قلعہ تاراج ہو جائیگا اور اس قزاق کو بھی شامتوں نے گھیرا ہے جو یہ شرارت ہوا اسی واسطے
بہتر ہے کہ ملکہ کو میرے سپرد کر رفیع البخت یعنی نقابدار نے کہا کہ تجھے ملکہ کا کیا دعویٰ ہے سرمست نے کہا

کہ مین ملکہ کا لوکا ہون اور رفیق ہون رفیع البخت کا نقابدار نے غصہ دلانے کو کہا کہ اتو ملکہ ہمارے پسند
آگئی تو بھی چلا آ کہ مین تیری بھی عزت کرونگا تو بھی رشتہ مین سالا ہوا بس یہ سنتا تھا کہ سمرست کی آنکھون
مین دنیا تیرہ و تار ہوگئی جھپٹ کے تلوار ماری رفیع البخت نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور کمر زنجیر کا بند
پکڑ کے سمرست کو ایک ہی زور مین اٹھا لیا اور لیے ہوے قلعہ مین چلے گئے جس وقت سمرست
کو ہاتھ سے چھوڑا تو اسنے خودکشی کا قصد کیا رفیع البخت نے ہاتھ پکڑ کر نقاب چہرہ سے اٹھائی اور کہا
کہ ای سمرست مین تو ہون تو کسی غیر کے ہاتھ سے نہین زیر ہوا ای سمرست نے عرض کی کہ ای شہریار
اس سے کیا حاصل فرمایا کہ تمکو سکندر نے آکے زیر کر لیا تھا اور میری اطاعت تم سب نے بغیر لڑے
بھڑے اختیار کر لی تھی تمکو میرے زور کا حال کیونکر معلوم ہوتا کہ مین کیسا ہون سمرست ہنسنے لگا اور عرض
کی کہ مین پہلے سے آپکو ایسا ہی سمجھے ہوے تھا اتنے مین عشرت فزا نے آکے عرض کی کہ ای شہریار
اتبو صحرا فوجون سے بھر گیا سنجاب شاہ بھی مع کل لشکر آگیا ہی اور طوس شاہ خیالی بھی چار لاکھ
سوارون سے موجود ہی اور ملکہ کے بھائی اور آپکا رفیق قیصر [illegible] یہ سب چلے آتے ہین آپ کس کس
سے لڑینگے فرمایا نہ گھبراؤ مین سبکو اسی قلعہ مین باندھ کے لیے آتا ہون یہ فرما کے سمرست سے کہا کہ تم بھی تماشا دیکھو
ہو کہ مین کیونکر ان سب سے تنہا مقابلہ کرتا ہون سمرست بھی چہرہ پر نقاب ڈال کے فصیل قلعہ پر آکے بیٹھا
اور رفیع البخت پھر نقاب کے بند باندھ کر قلعہ سے باہر نکلے تو دیکھا کہ ایک جانب شہسب
مظفر لی ایک طرف صمصام مظفر لی وغیرہ تمام سامنے اور رفیق انکے مع لشکر موجود ہین اور ایک جانب
طوس شاہ خیالی مع چار ہزار سوارون کے صف آرا ہی ایک سمت سنجاب شاہ مظفر لی اپنے سرداران
نامی گرامی کو لیے ہوے موجود ہی سنجاب شاہ نے چاہا تھا کہ قلعہ پر دھاوا کرون کہ ہامان و الشوکت نے
منع کیا اور کہا کہ ابھی تو رفیقان رفیع البخت بھی لڑنے کو موجود ہین پہلے انکی جنگ کا تماشا دیکھیے کہ کیا
ہوتا ہی اسکے بعد دیکھا جائیگا سنجاب شاہ تو خاموش ہو رہا لیکن شہسب مظفر لی نے نہیب دی کہ او
نقابدار تو کہان سے آیا ہی اور کیا ملت و مذہب رکھتا ہی کہ تجھکو میرے ناموس پر تصرف کرنے مین خوف
خدا ہی نہ شرم دنیا نقابدار نے جواب دیا کہ اب ملکہ ہماری بیاہی ہی یہ سودا رضامندی کا ہوتا ہی تمکو شرم
نہین آتی کہ اپنے بہنوئی سے لڑنے آئے ہو بس یہ سنتے ہی شہسب مظفر لی آگ ہوگیا گرز گرانبار کو ہوا پر لگا
لیا اور قصد کیا کہ سر پر نقابدار کے مارون نقابدار نے بغل کشادہ کر دی اور شہسب مظفر لی
کا بغل مین دابکے بازو کا ٹکن دیکر توڑ ڈالا شہسب مظفر لی نے گریبان مین ہاتھ ڈال دیا اور پکارا کہ کاو
زوری دکھاتا ہی نقابدار نے بھی گریبان شہسب مظفر لی کا پکڑا دونو ہوسے لگے ہر چند رفیع البخت نے
چاہا کہ اسے اٹھاون ممکن نہوا آخر دونون نے زین خالی کیے اور مصروف تلاش ہوے رفیع البخت کو
یہ کوشش تھی کہ کسیطرح شہسب مظفر لی کو جلد اسیر کرون اتنا وقت نہ گذرے جو سکندر کے مقابلہ مین
صرف ہوا تھا مگر ممکن نہوا آخر شام ہو گئی اور مقابلہ اول سے بھی کوئی گھڑی بھر زیادہ گذرنے کے بعد
شہسب مظفر لی زیر ہوا نقابدار اسے اپنے ہاتھ پر بلند کیے ہوے طبل بازگشت بجوا کر قلعہ مین چلا گیا
صمصام مظفر لی نے آج اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا عشرت فزا نے قلعہ مین بھی نوبت شادی
بجوا دیا تھا یہان جنگ کی ہو رہی تھین لیکن رفیع البخت جو شہسب مظفر لی کو لیے ہوے قلعہ مین
داخل ہوے تو سامنے ملکہ کے لیجا کے شہسب مظفر لی کو چھوڑا اور نقاب چہرہ سے اٹھا دی کہ البتہ
شہسب بھی خودکشی کا قصد کرے شہسب مظفر لی دل مین کہتا ہی کہ یہ کیا آفت ہی کہ جو نقاب چہرہ پر

ڈال لیتا ہو وہ زیر دست ہو جاتا ہے انہیں کچھ اصرار ضرور ہے جب رفیع البخت نے نقاب چہرے سے اٹھا دی
تو نہیب مغربلی نے وہی شکایت کی رفیع البخت نے وہی جواب اسکو بھی دیا جو سہم ست کو دیا تھا
نہیب مغربلی کا موش ہو رہا جب صبح ہوئی تو پھر نقاب دار شکر رفیع البخت قلعہ سے نکلے صمصام مغربلی
نے آکر سامنا کیا نیزہ بازی ہوئی رفیع البخت نے نیزہ ہاتھ سے صمصام مغربلی کے نکال دیا تلوار
چلی رفیع البخت نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کشتی ہونے لگی وہ صمصام مغربلی کو زیر کیا پھر قمقام مغربلی آیا
دوپہر میں وہ بھی زیر ہوا رفیع البخت اپنے دل میں زور سے انکے قائل ہوئے کہ اتنے دن میں ان بھائیوں
بھائیوں کو زیر کیا تھا اور تیسرے دن پہر میں وہ بھی زیر ہوئے قلعہ میں جا کر ان دونوں پر بھی اپنے کو ظاہر
کر دیا وہاں ہشام منصر ملی نے پھر طبل جنگ بجوا دیا صبح کو نقاب دار سے سامنا کیا آج رفیع البخت
نے ہشام مغربلی اور قیصر شیرزن کو اسیر کیا اور میدان سے پھر گیا جب قلعہ جبل البحار کے سردار
اسیر ہو چکے تو سنجاب شاہ مغربلی نے طبل جنگ بجوا دیا خبر رفیع البخت کو ہوئی فرمایا کچھ پروا نہیں
کسیرو کہاں رہے یہاں بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی نتیجے طبل جنگی اسی وقت نقارہ زری پر چوب
لگی اور آواز نقارہ کی گونجی لیکن طرطوس شاہ جبالی نے اپنے عیار کو تلاش میں سوار قدرت
کے روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ نقاب دار نے بہا قیامت مچا رکھی ہے آپ جلد تشریف لائیے عیاروں
نے جا کر ہر چند تلاش کیا مگر سوار قدرت کو نہ پایا اور آکر عرض کی کہ معلوم ہوتا ہے سوار قدرت کو خدا
نے بلا لیا ہے وہ اس نقاب دار سیاہ پوش البتہ معروف صحیح ہونا ہے اور نا پتہ کہ اس کا کہیں پتا بھی
نہیں ملتا اس سے طرطوس شاہ جبالی کو یہ سوچ پیدا ہوا کہ ایسا نہو خداوند مجھ سے بھی ناراض ہو گئے
ہوں اور مثل سنجاب شاہ کے مجھ پر بھی غضب نازل کریں الغرض جب صبح ہوئی تو سنجاب شاہ
مغربلی مع لشکر میدان میں آیا طرطوس شاہ بھی ہمراہ تھا دونوں فوجیں آراستہ ہو گئیں تب اس طرف
دروازہ قلعہ کا کھلا نقاب دار اطلس پوش میدان میں آیا سنجاب شاہ نے زرتاش فیل شکست
کو حکم دیا کہ جا کر باندھ لا اس نقاب دار کو زرتاش فیل شکست میدان میں آیا اور کہا کہ او نقاب دار
چالاکی سے شاہوں اور شہریاروں سے گٹھی کمائی اور پھر قدرت کی دختر کو بہ زبردستی چھین لیا بہتر ہوگا
اگر تو اگر کو ہوا رکے کھینچ دے ورنہ تیرے مقابلے کو اس وقت سولہ لاکھ کا لشکر موجود ہے جس میں ایک
ایک پہلوان رستم وقت و سہراب زمانہ ہے رفیع البخت نے فرمایا کہ سنجاب شاہ کو سمجھا دے کہ پلٹ جائے
ورنہ میں اکیلا اس سولہ لاکھ کے لشکر کو پامال کر دونگا اور سنجاب شاہ کی سلطنت الٹ دونگا پھر زرتاش
نے کہا کہ بس زیادہ دم بازی اور زبانی جنگ سے تلوار کی جنگ بہتر ہے کہ جس سے مطلب نکلے ہو فرمایا کہ میں
تیری خدمتگاری کو موجود ہوں لا حربہ اپنا زرتاش نے نیزہ بڑا رفیع البخت نے نیزہ کو نیزہ سے سرکا دیا
طعنیں چلنے لگیں رد و بدل ہونے لگی قریب چالیس طعنوں کے خالی ہو گئی کہ رفیع البخت نے نیزہ
زرتاش کے ہاتھ سے نکال دیا پس دنیا اسکی نگاہوں میں تیرہ و تار ہو گئی زرتاش نے للکارا کر اور سرکش غضب
کیا الغرض کہ نیزہ اس شخص کے ہاتھ سے نکال دیا جسکو اس فن میں ید طولیٰ حاصل تھا جس کو سر و انہیں نیزہ بازی کا
حلال باز گر بازی حال بازی تیغ بازی راست بازی عسکہ حلال مشکلات جہان کہتے ہیں پھر تم کہو زرتاش نے
تلوار کھینچی اور رفیع البخت پر حملہ کیا رفیع البخت نے وار تلوار کا رد کر کے جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا زرتاش
نے سپر پھینکی تلوار سے سپر قتل ہوئی زرتاش نے سمجھے کھینچا تلوار گردن مرکب پر پڑی گردن مرکب
قلم ہوئی مرکب نے قتل مرکب آئندہ بازی کے چوتھ مارا زرتاش کود کر علیحدہ ہوا اور تلوار کھینچ کر نقابدار

فوج تیغ زن وغیرہ کے سب نکل آئے اور اب لشکر بھی انکا آکر شریک ہو گیا قلعہ جبل الحدید تک یہ خبر پہونچ گئی
وہاں صرف عنقا سے قلعہ وار اپنی فوج قلعہ گیر سے تو مقیم رہا کہ محافظ قلعہ ہر یا لیکن تمام سردار مع فوج آکر
شریک ہوئے بارگاہ برپا کی پردے بہا کے کھڑے ہوئے اتنی کہی لاکھ کا لشکر رفیع البخت کی طرف بھی نظر
آنے لگا رفیع البخت اور تمغاج [illegible] کشتی ہو رہی تھی زور کشاکش کے ہو رہے تھے نقابدار سیر پوش غور سے
دیکھ رہے تھے تمام دن [illegible] جدا ہوئے دونوں جانب سے روشنی آگئی تمام رات بھی کشتی میں
بسر [illegible] غرضکہ تیسرے دن قریب شام رفیع البخت نے لنگر تمغاج
[illegible] کر کے مشکیں عیار کے حوالے کیا تمغاج کے اسیر ہوتے
[illegible] طبل بازگشت بجا اکر میدان سے پھر گیا رفیع البخت اپنی بارگاہ
[illegible] روانہ ہو گئے رفیع البخت تین روز کے تھکے ہوئے تھے خاصہ نوش فرما کر
[illegible] چیپالی عیار طرطوس شاہ نے آکر خبر دی کہ دختر تنگ اختر آپ کی قلعہ جبل الحدید
[illegible] میں بالفعل یہ لوگ یہاں ہیں کوئی سردار کو قلعہ پر تسخیر [illegible] طرطوس شاہ کو یہ سن کے نہایت
غصہ آیا پس اپنے عنقا سے کوہ پیکر سے کہا کہ تو جا کر قلعہ پر دھاوا کر دے اگر رفیع البخت کو معلوم
ہوگا تو ہم یہاں سد راہ ہونگے اور مدد کے واسطے نہ جانے دینگے یہ سنکر عنقا سے کوہ پیکر اسیوقت
چالیس ہزار سوار ساتھ لیکر جانب قلعہ جبل الحدید روانہ ہو گیا ادھر شاہ مغربی کا ارادہ تھا آلات طبل جنگ بجواتے کہ ادھر
طرطوس شاہ چیپالی نے خود ہی نقارہ رزمی بجوا دیا شہزادہ رفیع البخت کو ہوئی وہاں بھی کوس حربی نوازش
میں آیا دونوں طرف تہیہ [illegible] بازار جنگ کی [illegible] ادھر نقابدار سیر پوش جو صحرائی ہو گئے تھے اپنے پہلوانوں کو
سامنے طلب کیا اور نقاب اپنے چہرہ سے اٹھا دی فرمایا کہ میں نے تمکو زیر کیا الست دلوا کے اور صحراب
کمان کش نے کہا کہ جس طرح بہادر بہادروں کو زیر کرتے ہیں فرمایا کہ اچھا تمھیں میری اطاعت میں کیا عذر ہے دونوں
نے عرض کی کہ تا زندہ ہیں بندہ ہیں شاہزادہ سکندر نے ان دونوں کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا الست دلوا کے اور
صحراب کمان کش نے عرض کی کہ فوج آپ کے پاس بہت کم ہے اگر ہمارا اعتبار ہو تو ہم جا کر لشکر کو بھی اپنے لے
آئیں کہ یہ رنگ دگرگون ہوا چاہتا ہے یقین ہے کہ جس دن تخت نشیں ریش سے سامنا ہوا اور شکست پا گیا یا اسیر
ہوا اسیدن جنگ مغلوبہ ہو جائیگی اسلئے کہ اب تمغاج زرہ پوش اور غضنفر دیو پوش سردار دار السلطنت
ہی شاہزادہ سکندر تم نے فرمایا کہ میں تمکو منع نہیں کرتا لیکن مجھے فوج و سپاہ کا بھروسا نہیں ہے میں اپنے زور
بازو اور مدد خدا کو مقدم جانتا ہوں یہ سنکے دونوں سردار جانب لشکر روانہ ہوئے [illegible] لشکر میں آئے تو اپنی فوج
کو لیکر [illegible] جانب صحرا نکل گئے راستہ بھولا کر قلعہ جبل الحدید کی طرف پہونچ گئے یہاں لشکر عنقا سے کوہ پیکر
کا اترا ہوا تھا اور عنقا سے کوہ پیکر نے طبل جنگ بجوا دیا تھا ادھر عنقا سے قلعہ دار نے بھی کوس حربی بجوا کر
تیاریاں جنگ کی ہو رہی تھیں صحراب کمان کش حیران ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے لشکر میں عنقا سے کوہ پیکر
کے آیا اور پوچھا کہ آپ ادھر کس لیے آئے ہیں عنقا سے دیو پیکر نے بیان کیا کہ دختر طرطوس شاہ اس
قلعہ میں ہے میں اسکے لینے کو آیا ہوں چونکہ یہ اپنے آقا کو یہاں چھوڑ گئے تھے اور اسکی زبانی [illegible] حالات سے
واقف ہو گئے تھے صحراب کمان کش اور الست دلوائے دونوں چپکے چلے گئے جب تھوڑی رات باقی رہی تو آکر
لشکر پر عنقا سے دیو پیکر کے شبخون مارا اور لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا جو ہوا تو عنقا سے دیو پیکر خیمہ سے
باہر آیا یہ دونوں تو شبخون مار کر نکلے ہوئے صحرا کی طرف چلے گئے لیکن لشکر عنقا سے دیو پیکر میں [illegible]
[illegible] کو ایک دوسرے نے سمجھا [illegible] افسوس کیا چالیس ہزار سوار [illegible] سے آدھے [illegible]

آپس میں لڑکر آدھے سوار قتل ہوگئے عنقا سے دلو سنگھ کو نہایت غصہ آیا اور سمجھ گیا کہ یہ فعل انھیں دونوں
کا ہے جو رات کو آئے تھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ زیر ہوکر دشمن کے شریک ہوگئے ہیں عنقا سے دلو سنگھ نے قلعہ پر
دھاوا کردیا ادھر المست دلوانہ اور مہراب کمانکش جو شبخون مارکر چلے تو ندامت میں نقابدار سبز پوش
سے کیسے پہونچ گئے اور سارا ماجرا بیان کیا کہ اس طرح کا واقعہ پیش آیا شب کو تو ہم شبخون مارکر چلے آئے لیکن
صبح کو قلعہ پر ضرور دھاوا ہوگا شاہزادہ سکندر رستم خو نے فرمایا کہ میں جاکر قلعہ کی خبر لیتا ہوں تم لشکر سنجاب کی
طرف جاؤ اور یہ سپاہ لشکر سنجاب شاہ مغربی ہے برائے مقابلہ آئے اس سے مقابلہ کرنا رفیع البخت ا
کو نکلنے دینا بیٹے المست دلوانہ اور مہراب کمانکش تو جانب قلعہ قزاق روانہ ہوئے اور خود
سکندر رستم خو جانب قلعہ جبل الحدید روانہ ہوگئے وہاں عنقا سے دلو سنگھ نے دھاوا کردیا تھا اور
عنقا سے قلعہ دار نے قلعہ کا انتظام کرکے توپیں مارنا شروع کردی تھیں زمین تھرا رہی تھی آسمان لرز
رہا تھا تمام صحرا دھواں دھار تھا لیکن عنقا سے دلو سنگھ برابر گولوں کو روکتا ہوا چلا جاتا تھا یہاں تک کہ لب
خندق جا پہونچا اور آواز دی کہ اے عنقا سے قلعہ دار اب بھی مالکہ کو سوار کرکے بھیج دے ورنہ توپیں چلا
جاؤں ورنہ قلعہ میں گھس کر تمام قلعہ کو تاراج کردونگا عنقا سے قلعہ دار نے گالیاں دیں کہ او مردود کیا بکتا
ہے مالکہ نامور یہاں داخل ہوچکی ہے اس شخص کے جو رستم وقت ہے بس خبردار اب زبان سے مالکہ کا نام نہ لینا
ادھر مالکہ کو یہ معلوم ہوا کہ سردار سرے باپ کا سر لینے کو آیا ہے تو اس نے بال کھول دیئے اور دعا کرنے
لگی یہاں عنقا سے دلو سنگھ نے مرکب کو اشارہ کیا کہ اڑکر پشتہ دیوار پر قائم ہوا اہل قلعہ نے اس کا مقابلہ
کرنا کہ کالا پولا یا پردہ گیا اندر کی قتل کا کرتا اور تمام حربے دیوار پر سے پھینکے لیکن عنقا سے دلو سنگھ نے سب
حربوں کو خالی دیکر قصد کیا تھا کہ کود کر اندر [illegible] قلعہ کا تو دونوں کی جانب صحرا سے بگولہ گرد کا پیدا ہوا اور دل
گرد سے نقابدار سبز پوش نمودار ہوا نقابدار نے آتے ہی للکارا کہ ہاں او گبر کہاں جاتا ہے ادھر آ کہ میں تیری
خود سنگداری کو دیکھوں عنقا سے دلو سنگھ نے کہا کہ او سبز پوش مجھے تیرے مقابلہ کا اشتیاق تھا یہ کہکر ملتا
اور سامنے نقابدار کے آیا نقابدار نے فرمایا کہ تجھے شرم نہ آئی قلعہ پر دھاوا کرتے ہوئے کہ مالکہ قلعہ موجود
نہیں ہے عنقا سے دلو سنگھ نے کہا کہ المامور معذور میں اپنے بادشاہ کا تابع فرمان ہوں جو اس نے حکم دیا
اس کی تعمیل پر آمادہ ہوگیا اب تو دراندازہ ہوتا ہے تجھے قتل کرکے قلعہ کا فتح کرونگا یہ کہکر خبردار خبردار کہکر نیزہ
مارا نقابدار سبز پوش نے نیزہ کو تلوار سے قلم کیا عنقا سے دلو سنگھ نے تلوار کو علم کیا اور نقابدار پر پیا
پڑا نقابدار نے کئی وار اس کے رد کرکے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور مروڑ کے ہاتھ سے تلوار چھین لی اور کمر
زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو قاش زین سے اٹھا لیا اور فرمایا کہ کیا کہتا ہے شناخت پروردگار عالم میں عنقا سے
دلو سنگھ نے اطاعت اختیار کی شاہزادہ نے عنقا کو آہستہ سے چھوڑ دیا اور کلمہ تلقین فرماکر مسلمان کیا اور ساتھ ا
لیکر لشکر سنجاب کی طرف روانہ ہوئے وہاں صبح سے میدان رزم و پیکار گرم تھا فوجیں آراستہ تھیں عشتر دیو نے
اجازت سنجاب شاہ طرطوس شاہ سے لیکر میدان میں آیا آتے ہی مبارز طلب ہوا المست دلوانہ اس کے
مقابلہ کو آیا الٹی ضرب کی رد و بدل میں المست زخمی ہوا مہراب کمان کش نکلا یہ بھی زخمی ہوا رفیع البخت
کے لشکر سے قیصر شیرزن نکلا یہ بھی زخمی ہوا تھے کہ خود رفیع البخت مقابلے کو آئے نیزہ رفیع البخت
نے عشتر کے ہاتھ سے نکال دیا لیکن جب نوبت شمشیر زنی کی آئی تو ضرب رفیع البخت نے سکندری کھائی
خود سر سے گرا تیغ سر پر بیٹھا تا دو ابرو اتر آیا رفیع البخت نے دستار باندھ تھا کہ سر سے نکل گیا
سنجاب شاہ نے کہا کہ تھا شاید اس کا عشتر نے جواب دیا کہ یہ شیوہ بہادروں کا نہیں ہے کہ زخمی پر ہاتھ

اٹھا میں لیجاؤ اس زخمی کو لوگ آئے اور رفیع البخت کو لے گئے عفریط نے پھر مبارز طلب کیا ہنوز کوئی اسکے مقابلہ کو
نکلنے نہ پایا تھا کہ جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور شاہزادہ سکندر رستم تو نقابدار سبز پوش بنے ہوئے
نمودار ہوئے اور آواز دی کہ او عفریط دیوکش میں آپہونچا لیکن طرطوس شاہ نے جو دیکھا کہ سبز پوش کے
ہمراہ عنقا سے دیو پیکر ہے اسنے آواز دی کہ تجھے تو ہمنے قاصد پرمایہ کے لینے کو بھیجا تھا تو نقابدار کے
ساتھ کیون آیا ہے عنقا سے دیو پیکر نے کہا کہ اے بادشاہ مین بروقت مقابلہ اس نقابدار عالی تبار سے
زیر ہوا مین نے اطاعت اسکی اختیار کی اور نقابدار سے کہا کہ اب آپ پہلے میرے مقابلہ کا
تماشا دیکھئے نقابدار نے کہا کہ بہتر ابھی نہین ہے کیا فائدہ کہ مثل اور سرداروں کے تو بھی زخمی ہو مگر یا کہ عنقا
دیو پیکر کو روکا اور اسپ عرصہ کو جولان کر کے عفریط کے سامنے ہوئے عفریط نے وہی شمشیر خونریز آلودہ اسکے
سر پر لگائی نقابدار نے تھپکی دی کہ تلوار سپٹ پڑی پس جلدی سے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور چاہا کہ تلوار اسے
چھین لون ممکن نہوا عفریط نے کہا کہ اے سبز پوش تو نے یہ پیچ بچائی سپر پر ڈال لیا اور اسنے کو رستم وقت سمجھ لیا
تو میرے ہاتھ سے تلوار چھینتا ہے مین وہ شخص ہون جسنے چار دیوان شہر تین کو مار کر دیوکش کا خطاب پایا ہے
انسان ضعیف البنیان کیا طاقت رکھتا ہے کہ مجھ سے مقابلہ کرے پس یہ سنتے ہی سکندر کو غصہ آگیا فرمایا
کہ تو اگر دیوکش ہے تو مین بھی دیوکش ہون تو نے معمولی دیوون کو مارا ہوگا مین نے سرکشان قاف کو پست
کیا ہے دیو تہمتن نے میری اطاعت اختیار کی جسکا گرز جو مین سو من کا ہے یہ فرما کر اپنے لشکر کی طرف دیکھا
اور فرمایا کہ لاؤ تو گرز دیو تہمتن کا لوگ اسی وقت آئے کھینچتے ہوئے سامنے لائے گرز کو دیکھ کر عفریط کے
ہوش اڑ گئے ساتھ ہی شیطان نے بہکایا کہ ہاں وہ گرز تو کیا بنا ہوا ہے بھلا انسان میں اتنی قوت کہاں
کہ اس گرز کو اٹھا سکے چہ جائیکہ اس سے ضرب لگانا عفریط نے کہا کہ نہیں تجھ جیسے ہونگا ظاہر ہی ہوگا
تو گرز کیا دکھاتا ہے کچھ بازوون کی طاقت دکھا سکندر رستم نے اپنا ہاتھ سے کلائی کو چھوڑ دی دوسرے
ہاتھ کو گردن میں ڈالکر جو کھینچا تو عفریط گھوڑے پر آرہا پس سنبھل کے سکندر لڑائی کی طرح
لپٹا اسی کشمکش مین مرکب تو چار دن ہاتھ پاؤن پھیلا کے بیٹھ گئے دونون دیوکش زمین پر کود پڑے
اور مصروف تلاش ہوئے زور کشمکش سے ہونے لگے جلنے لگے تھوڑے ہی عرصہ مین تمام ٹوٹ گئے پان
زرہ کی ٹوٹ ٹوٹ کے بکھر گئین اور بیچ مین شام تک کشتی رہی مطلب نہ حاصل ہوا شام کو دونون
جانب سے روشنی آگئی اور ایک ایک کاسہ شربت آیا جو دونون دلاورون نے پیا اور پھر گرم تلاش ہوئے
یہانتک کہ صبح ہو گئی پھر جدا نہوئے اور دیکھا تو دونون اسی طرح مصروف کشتی ہیں نہ انکی سانس پھولی ہے
نہ اسکا دم آیا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی کشتی شروع ہوئی ہے وہ دن بھی اسی طرح تمام ہو گیا اور مطلب نہ حاصل
ہوا پھر شام ہو گئی چونکہ سرداران سپاہ منتظر تھے اور خود بادشاہ عفریط دیوکش کے زور سے آگاہ تھے
کہ یہ وہ سردار ہے جسنے اکثر سرداران سپاہ کو زیر کیا ہے اور اسکو کبھی کسی نے
پست نہین کیا ہے کچھ دنون سے فراق کر رہا تھا آخر پہنچا بادشاہ نے نقابدار کی منت و سماجت کر کے
اسکو ملازم کیا اور تمام فوج پر حسب معاہدہ افسر کیا اور سردار جنگ انکا سردار ہے چار جانب لشکر
کر سپاہ بھی ہوئی ہین سردار نے انکا سے جنگ دیکھا یہ سب ہر اس طرف شاہزادہ رفیع البخت نے بھی
بسبب روز آکر جنگل پر قیام فرمایا ہے زخم سر پر کی نہ کھایا ہوا ہے مگر اب زخم مندمل ہو گیا ہے دن بھی
تمام ہوا اور فیصلہ جنگ نہوا جو نقابدار ہو اسی حالت میں ہے کہ ہر مرتبہ نعرہ کرکے نذر کرتا ہے
چاہتا ہے کہ نقابدار کو اٹھا دون نقابدار دم کے سہارے سے پاؤن جمائے کہ جیسے لنگر قائم کر لیا ہے

تو قیامت برپا ہوتی بالاسے ہوا میں ہاتھ سے رفیع البخت کے جو نگاہ ہوا تو رفیع البخت سنجاب کی دختر کو لیگیا خاکہ
سنجاب شاہ نے شادی اُسکی میرے ساتھ کردی تھی فرزندان سنجاب شاہ اُسکے شریک ہوگئے ساریق نے
سخن قطع کرکے کہا کہ ہمنے بادشاہ شہر جبالی کو تمہاری مدد کے واسطے روانہ کیا تھا اُسے ہمنے نہایت زبردست
پیدا کیا ہے وہ شاید تمہارے سامنے بہارستان مغرب میں نہیں پہونچا ورنہ رفیع البخت اُسکے ہاتھ سے ضرور
شکست ہوتا زلزال نے کہا کہ وہ میرے سامنے پہونچ گیا تھا بلکہ اُسکے ساتھ ایک نقابدار نارنجی پوش تھا وہ
کہتا تھا کہ میں سوار قدرت ہوں اُسنے بڑے بڑے کام کئے رفیع البخت سے مقابلہ کیا اُس مقابلہ میں رفیع
کو پیچھے لیگیا بعد رفیع البخت کے گم ہوجانے کے میں نے قلعہ پر دھاوا کیا کہ ایک نقابدار سبز پوش آیا اُسنے
مجھے اسیر کرکے قلعہ میں قید کردیا جبتک رفیع البخت نہ آیا اُس وقت تک سبز پوش اُسکی طرف سے
لڑتا رہا جب رفیع البخت آیا تو سنجاب شاہ کے کہنے سے اُسی سوار قدرت نے مجھکو رہا کرایا سوار
قدرت کا ایسا خوف تھا کہ رفیع البخت بھی اُسکا کہنا مانتا تھا لیکن اُس سوار قدرت نے میری مخلصی
نہ دلائی بلکہ بادشاہ شہر خیال نے اپنی دختر سوار قدرت کے سپرد کی کہ یہ تحفہ ہمارا خداوند کی خدمت میں پہنچ
دو سوار قدرت نے کہا کہ ملکہ کو خداوند نے منگا لیا فرشتگان مقرب آ کے لیگئے یہ سنکے ساریق کے
کان کھڑے ہوئے کہا کہ میں نے سوار قدرت کو ہرگز نہیں بھیجا تھا نہ ملکہ مجھتک آئی اسمیں بھی کچھ فریب معلوم
ہوتا ہے آخر میں زلزال نے عرضی سنجاب شاہ مغربی کی پیش کی ساریق نے اُس عرضی کو پڑھا مضمون عرضی
یہ تھا کہ یا خداوند مجھپر عتاب نازل ہونے کا کیا سبب ہے میں نے تو اس وقت تک کوئی قصور نہیں کیا ہے میرے
حالات آپکو بانی زلزال خان بن خلخال کے معلوم ہوجائینگے میں نے فرزند و دختر سب سے ہاتھ اُٹھایا
آپکے لئے دشمن ہوا سبکو اپنا دشمن بنایا لیکن آپکی محبت سے اس وقت تک ہاتھ نہیں اُٹھایا اب مجھپر وقت تنگ
ہے لہذا از راہ کرم خداوندی اب سے قصور فرضی کو عفو کرکے کسی کو برائے مدد روانہ فرمائیے یہ مضمون دیکھکر عرضی
ساریق نے پھاڑ ڈالی اور کہا کہ اب یہ پیمبری کے لائق تو کیا بادشاہی کے لائق بھی نہیں رہا جب ہمنے اُسکو
دختر حسینہ جمیلہ عنایت کی تھی تو کیا اسلیے دی تھی کہ یہ ہمارے سرکش بندوں کے حوالے کردے کیوں نہ اُسکو
ہماری نذر کیا اور مجھپر لکھتا ہے کہ قصور فرضی کو معاف کیجیے گا در اصل یہ خبطی ہے اور ہم عادل نہیں ہیں بلکہ اُسکے نزدیک
ظالم ہیں لہذا اے ترکش ناوک انداز اور سرکش ناوک انداز اور اصنام سنگ انداز اور اعجاز سنگ انداز
تم جاؤ اور بہارستان مغرب کو تاراج کرکے سنجاب شاہ کو گرفتار کرلاؤ اگر وہ کچھ عذر و معذرت کرے
تو ندرہ انکار نیا اور باندھکے لیتے آنا اور پسر بدر لیجا گیا ہے اُس سے ملکہ کو بھی چھینکے لیتے آنا کہ اُسے خداوند
نے اپنے واسطے پیدا کیا تھا ہم اُسکے شکم میں خود لوح قدرت اُتارینگے اور اُسکے بطن سے اپنا پیمبر پیدا کرکے
اُسکو ملک سنجاب میں بھیجینگے یہ حکم پاکر سرکش و ترکش و اصنام و اعجاز ایک ایک لاکھ سوار اپنے ہمراہ
لیکر جانب بہارستان مغرب روانہ ہوئے انکو راہ میں چھوڑا جاتا ہے

اور یہاں سے چند کلمے داستان لشکر اسلام کے تحریر ہوتے ہیں

راوی بیان کرتا ہے کہ جب انتظار میں رفیع البخت اور شہر اسپادر سکندر کے بادشاہ کو کئی مہینے کا عرصہ گذرا
تو ظل اللہ نے صاحبقران کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ اب اس مقام پر خیمہ رہنے سے کیا حاصل ہے میری
رائے میں بہارستان مغرب کی طرف کوچ کرنا چاہیے مشاہ ہے کہ گرفتاری کا بہت کچھ جوش و خروش ہے ہمیں شاہزادے
گئے ہوئے ہیں اور وہ بھی نہایت بے سامانی کے ساتھ ایسا نہو کہ وہ کسی بلا میں گرفتار ہوگئے ہوں تو کوئی

پا کرنے والا بھی نہیں ہو اگرچہ خضران بن عمر ثانی چند عیاروں کو لیکر روانہ ہوگئے ہیں لیکن کچھ ایسا ہی سبب ہے کہ
اس وقت تک وہ واپس نہ آسکے صاحبقران حق شدہ یعنی عادل کیوان شکوہ نے عرض کی کہ اے ظل اللہ کی
صائب ہے ضرور تشریف لے چلئے میں نے سنا ہے کہ سارلیق نے بھی مثل لقا کے سامان خداوندی فراہم
کیا ہے اور جس وقت اسکے نائب سے جنگ شروع ہوگئی تو سارلیق کی جانب سے بھی اسی قسم کی تو ہو گی پس یہ
رائے قرار پاتے ہی حکم کوچ کا ہوا لشکر تیار ہونے لگے اور مسعود بن عدل عادی ثانی بارگاہ سلیمانی کا لشکر
جانب بہارستان مغرب روانہ ہوگیا تھا کہ تمام سردار یکے بعد دیگرے چل کھڑے ہوئے
آخر میں سواری بادشاہ اسلام کی مع صاحبقران بہارستان مغرب کی طرف روانہ ہوگئی انکو بھی راہ میں چھوڑیے

اور اب چند کلمے داستان شوکت بیان زیب اورنگ جہانبانی و کشورستانی شاہزادہ سہراب بن رستم ثانی کے بیان ہوتے ہیں

کہ یہ بھی بعد روانہ ہونے شاہزادہ سکندر رستم جو کہ بڑے بیٹے سکندر اور تیلانش شاہزادہ کے رفیع بخت
جو روانہ ہوئے تھے پہلے شہر سمرقند میں پہونچے افغان بن طول سمرقندی نے انکو بھی مہمان کیا اور
بعد دعوت و مدارات حال شاہزادہ سکندر رستم جو کا بیان کیا سہراب بھی کوچ کرکے جانب بہارستان
مغرب روانہ ہوئے چونکہ معلوم ہو گیا تھا کہ سکندر رستم جو نے کسی کو راستے راہبری بھی ہمراہ نہ لیا تھا
لہذا انھوں نے بھی تکیہ ذات پروردگار پر کیا اور جانب بہارستان مغرب چل کھڑے ہوئے بعد
طے مراحل و قطع منازل یہ بھی اسی سہ راہے پر پہونچے جہاں سکندر پہونچے تھے یہاں سے ایک راہ سیدھی
بہارستان مغرب کو گئی تھی اور ایک راہ شہر خیال کو اور ایک راہ شہر عرفانیہ کو گئی تھی عرفان
کج کلاہ یہاں کا بادشاہ ہے اور یہ بھی سارلیق پرست ہے سہراب سہ راہے پر پہونچ کے پریشان ہوئے
کہ کس طرف جاؤں آئندہ و روندہ کے انتظار میں دیر ہوگئی تھی یہ بھی ایک راستے پر چل کھڑے ہوئے
جاتے جاتے ایک مقام پر چند آہو نظر آئے سہراب نے گھوڑا ڈالا آہو بھاگے تمام آہو متفرق ہو گئے
ایک آہو باقی رہ گیا اب آگے آگے تو آہو ہے اور پیچھے پیچھے آہو کے سہراب گھوڑا مارے چلے جاتے ہیں
یہاں تک کہ لشکر بہت دور رہ گیا اب یکہ و تنہا تعاقب میں آہو کے اتنی دور آگئے کہ دن تھوڑا سا باقی رہ گیا
یکایک ایک چار دیواری نظر آئی آہو جست کرکے اندر اس چار دیواری کے گرا ساتھ ہی انھوں نے بھی گھوڑے
کو مہمیز کیا اڑا کر دیوار کو پھاندا اور اندر باغ کے پہونچا آہو سنبھلنے نہ پایا تھا کہ سہراب نے حلقۂ کمند مار کر
آہو کو پکڑ لیا اور اسی مقام پر ذبح کر ڈالا یہ باغ ملکہ شعلان سرخ پوش کا تھا ملکہ اپنی سہیلیوں کو ساتھ
لیے ہوئے ٹہل رہی تھی کہ دفعۃً ایک پہلے آہو آکے گرا ساتھ ہی ایک شخص مرکب پر سوار تعاقب میں اسکے
پہونچا اور اسنے آہو کو ذبح کر ڈالا ملکہ کو یہ فعل نہایت ناگوار گذرا اسنے غصہ میں حبشنوں اور ترک سوار کو
حکم دیا کہ گرفتار کر لو اس شخص گستاخ کو کہ یہ میرے باغ میں دیوار پھاند کے آیا اور کس بیدردی سے
اسنے آہو کو ذبح کیا ہے حکم پاتے ہی حبشنیں اور ترک سوارنیاں تلواریں کھینچ کھینچ کر دوڑ پڑیں سہراب نے
جوان خوبصورتوں کو اپنی طرف آتے دیکھا گھوڑا سنبھالا جسنے تلوار ماری سہراب نے وار اسکا رد کرکے کوڑا مارا
جسکے کوڑا پڑ گیا وہ تڑپنے لگی کوئی ادھر بھاگ رہی تھی اور کوئی ادھر تڑپ رہی تھی اب وہ عورتیں بھاگیں ملکہ
تو مشتعل مزاج تھی اسکو نہایت غصہ آیا کہا کہ تیری شامت آگئی ہے میں تو میرے ہی ہاتھ سے اس گستاخی کی سزا
پائیگا یہ کہکے تلوار کھینچکر سہراب پر چلی نظر جو سہراب کی شعلان سرخ پوش پر پڑی تو اب دونوں میں فرق

آگہیا آواز دی کہ اے ظالم تلوار سے پہلے تو تو نے شمشیر غضب سے ہلاک کر ڈالا یہ چڑھی ہوئی تیوریاں جگر کو فگار کرگئین
اشتیاق سے قتل کر ڈال تیرے ہاتھوں سے قتل ہونا زندہ رہنے سے بہتر ہی یہ کہکر گردن جھکا دی لعلان بانو
غصہ مین چلی تھی اس حرکت پر سہراب کے ٹھٹھک گئی کہ جو گردن جھکائے دیتا ہی اسپر تلوار کیا لگاؤن کہا کہ کیا خوب
اب تو یہ رنگ لایا مجھے تو بڑا فریبی معلوم ہوتا ہی لے ٹھنڈا ٹھنڈا میرے باغ سے چلا جا کیا مجھے بدنام کریگا
سہراب نے کہا کہ اب کیا بغیر تمکو لیے ہوئے یہان سے جاؤنگا ملکہ نے کہا کہ یہ ہرجائی پن مجھکو اچھا نہین
معلوم ہوتا ہی خیریت اسی مین ہی کہ چلا جا ورنہ سوا جان جانے کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا مین ایسی ویسی نہین ہون
اس شخص کی دختر ہون جسکا نام عرفان کج کلاہ ہی خود بھی زبردست ہی اور بڑے بڑے سرداران نامی
وگرامی اسکے ملازم ہین ایسے ویسے لوگون کے لیے تو مجھ ایسی عورتین کافی ہین مجھکو نازک اندام نہ سمجھ مین تیغ اجل
ہون کہ دو ٹکڑے ہو جاتی ہون اور پھر ایسی کس ہی کہ جب چھوڑ دیا تو زخم کا اثر بھی جسم مین نہ رہا سہراب نے کہا کہ سپاہی
مزاج ایسی ہی عورت کو پسند کرتے ہین کہ اگر وقت پڑے تو وہ اپنی عزت تو دشمن کے ہاتھ سے بچائے
اب اتنی گفتگو مین ملکہ کی نظر بھی چہرہ سہراب پر پڑی سہراب بن رستم کے بڑی اتنو بھی دل مین پشیمان ہوئی کہ اگر
یہ قتل ہو جاتا تو خود مجھے بھی افسوس رہتا خیر غنیمت ہوا کہ بچ گیا کہا اے شخص اگر تو کہین دور سے آیا ہی
تو خیر آج تو میرا مہمان ہی کل چلا جانا تو جا کر اپنے شہر مین بدنام کریگا کہ ایسے کے گھر ہو پہنچے تھے جو ایک رات
مہمان بھی نہ رکھ سکا مین اگر مرد ہوتی تو اچھی طرح تیری دعوت کرتی اور جبتک تو میرے شہر مین رہتا اس وقتتک
تمام ملک کی سیر کرائی مگر کیا کرون عورت ہون ظاہر بظاہر تیرے مہمان کرنے مین میری بدنامی ہی
لوگ کہینگے کہ ملکہ بدکار ہو گئی ہی سہراب نے یہی غنیمت جانا کہ ایک رات تو اسکے مہمان رہکر دیکھا جائیگا
غرض کہ ملکہ وہان سے پھری ایوان مین آئی انھون نے گھوڑے کو دانہ آب کے چھوڑ دیا وہ چرنے لگا یہ
ہمراہ ملکہ کے ایوان ملکہ مین تشریف لاے جہان ملکہ بیٹھی اسی کے برابر یہ بھی بیٹھ گئے اور عورتون نے جو
انکو خوب سے دیکھا دل مین ہنس گئین کہ اگر ملکہ نے اسکی طرف رغبت نہ کی تو ہم اظہار عشق کرینگے شاید یہ ظالم
قبول کرے سہراب آتے ہی ملکہ کے پہلو مین بیٹھ گیا ملکہ نے کہا کیون صاحب یہ بے تکلفی مین دیکھتی ہون
کچھ تمھارے دماغ مین خلل بھی ہی فرمایا ہان آپکے خلل بھی پیدا ہو گیا یعنے تمھاری محبت نے مجنون کر دیا اب
سہیلیان انکی حرکتون پر مسکراتی ہین ملکہ اپنی کنیزون پر خفا ہو کر بات کو ٹال رہی ہی مگر دل اسکا بھی سہراب
کی طرف میلان کیے ہوئے ہی مگر بہ شرم تمام اظہار عشق نہین کر سکتی حسب الحکم ملکہ لعلان سر شوق
سامان دعوت مہیا ہوا آبدست کیا سہراب نے لگا رکھ گئے اور لاکر رکھے گئے دستر خوان چنا گیا ملکہ نے سہراب
سے کہا کہ ماحضر تناول قبول کیجیے فرمایا کہ مین بغیر تمھارے ہرگز نہ کھاؤنگا ملکہ نے کہا کہ مجھے ابھی بھوک نہین ہی
فرمایا کہ بہتر یہ کرکے ایک نوالہ بنایا اور کہا کہ ہمارے سر کی قسم یہ نوالہ کھا لو یہ کہکے منہ سے لگا دیا ملکہ نے کہا اے شخص تو
بہت پریشان کرتا ہی مین تیرے ساتھ کھانا کھا لیتی ہون مجھے پریشان نہ کر یہ کہکے نوالہ کھا لیا اور دستر خوان پر
آ بیٹھی ساتھ کھانے لگی جب کھانے سے فراغت ہوئی تو گانے والیان حاضر ہوکر گانا ہونے لگا غزل

ہمارے دل کی تڑپ کا جو امتحان ہوگا
کوئی گرے ہی گا حسن لوٹن جب کنوین ہوگا
یہ جیسے کہتی ہی شمع فانوس بڑھ بڑھ کے
تمھین بتاؤ کہ اب کسکا امتحان ہوگا
ادا مین قتل کریگی جلا کے بھسم کر

نہ پھر زمین ہی ہوگی نہ آسمان ہوگا
یقین ہی فصل بہار آئے باغبان جائیگا
تمھارا نام بھی آلودہ ہے نشان ہوگا
چمن مین گل شبنم سا لوگ کہتے ہین
قیامت اٹھیگی وہ شوخ جب جوان ہوگا

ذقن مین دلکو پھنسا ہیگا سنبل رخ یار
جو باغ مین نہین بلبل کا آشیان ہوگا
دل و جگر کو لیے ابرو و مژہ نے فگار
وہ آہ بلبل ناشاد کا جو ہجران ہوگا
تباہ سب یار کہ جلوہ کہان رہیگا ترا

مکان دل مرا ہوگا کہ لامکان ہوگا
ہمین ہو آپسے محبت تو آپکو بھی ہوگی
بہ خاکسار کہیں گرد کاروان ہوگا
کرینگی قتل ہمین اسکی جو ادا ہوگی
نہ آپکے شعر مین لطافت نہ شاکنگان ہوگا

ملے گا چین سے سونا نہ بعد مردن بھی
اثر یقین ہے مرا بیان دہان ہوگا
وہ آئینگا مرے گھر بھی تو غیر سے بیزار
جو کھینچ کے تیغ تو جھکا کے گردن بسمل

مرا مزار اگر زیر آسمان ہوگا
عدم کو لوگ چلین ہین کبھی چلنے والا ہون
مجھے جلائیگا جب یار مہربان ہوگا
کلام ویل کا ہر شعر سے ابھرا ہے

دو پہر تک آنے جانے کی نسبت رہی بعد دوپہر کے نصیحت برخاست ہوئی ملکہ نے آرام فرمایا شاہزادہ بھی سو رہا صبح کو منہ ہاتھ دھونے سے فراغ حاصل ہوا اور کھانا بھی کھا چکے تو ملکہ نے پوچھا کہ مکان آپکا کہان ہے اور نام کیا ہے کس خاندان سے ہین فرمایا کہ مجھکو سہراب بن رستم ثانی کہتے ہین اولاد صاحبقران سے ہون جنھون نے چارون سمت مین اسلام کا ڈنکا بجایا سیکڑون کا فرون کی خداوندیان بگاڑدین ملکہ نے کہا کہ ای ہے تم خدا پرست ہو فرمایا تمھارا کیا مذہب ہے ملکہ نے کہا کہ باپ اس شخص کا نام ہے مہ ساریق بن لقا کا بہا لن سب ساریق پرست ہین تم خدا کے لیے یہان سے جاؤ مجھے معلوم ہوا کہ طبیعت مین تمھارے جھگڑا اور فساد ہے تم مار ڈالے جاؤ گے اور ہمارا تمھارا ساتھ نہین ہو سکتا اسلیے کہ مذہب ہمارا اور ہے اور تمھارا اور ہے اس اختلاف مذہب مین لڑائی ہوگی میرے باپ کے یہان بڑے بڑے سرداران نامی وگرامی ہین تم اب جلد یہان سے چلے جاؤ سہراب نے دل مین کہا کہ اب چلے ہی جانا مناسب ہے اگر اسے بھی کچھ محبت ہے تو حال کھل جائیگا فرمایا کہ اچھا ای ملکہ خدا حافظ یہ کہکر اٹھے اور مرکب پر اپنے سوار ہو کر چلے ملکہ بیتاب ہو کے آگے بڑھی اور فرمایا کہ ای مہمان تیرا پھر بھی کبھی اس طرف آنا ہوگا سہراب نے کہا دیکھا جائیگا ملکہ نے قسم دی کہ بہت جلد آنا سہراب مرکب کو اڑا کر روانہ ہو گئے یہان ملکہ کا دل بس سے ہو گیا آکر مسہری پر درد سر کا بہانہ کر کے لیٹ رہی دل مین کہتی تھی کہ مین نے کیون ایسی بے اعتنائی کی کہ وہ چلا گیا خود کردہ را علاج نیست اب زندگی دشوار سمجھتا نا ہوگا ای خدا بنا دیجو اگر تو برحق ہے تو مجھے پھر اس شہریار سے ملا دے مین تیری پرستش اختیار کرونگی ملکہ تو یہ نیت کر کے سب مسہری پڑی اسکا حال پھر بیان ہوگا لیکن اول حال شاہزادہ سہراب بن رستم ثانی کا سنیے کہ جس وقت یہ باغ سے نکلکر چلے تو یہ خیال ہوا کہ ذرا دربار عرفان شاہ کی سیر کرنا چاہیے کہ کیسے کیسے پہلوان اسکے یہان ہین یہ سوچکر شہر کی طرف چلے دیکھا کہ کچھ سامان شکار روانہ ہو رہا ہے ان لوگون سے دریافت کیا کہ یہ سامان کسکا ہے انھون نے بیان کیا کہ عرفان کج کلاہ بادشاہ شہر عرفانیہ واسطے صید و شکار کے جانے والا ہے سہراب نے دل مین کہا کہ یہ خوب ہوا اب شکار ہی پر کوئی صورت ملاقات کی نکل آئیگی اتنے مین سواری عرفان کج کلاہ کی نمودار ہوئی دیکھا عرفان کج کلاہ نے کہ ایک شخص سپاہی وضع سامنے کھڑا ہے پوچھا تو کون ہے کس ملک کا رہنے والا ہے فرمایا کہ نام میرا ملکہم شیرعلی ہے کچھ زمانہ تک مین نے پیشہ قزاقی کیا جب اسکو برا سمجھا تو مین نے ترک کر دیا اور سپہگری کو ذریعہ معاش کر کے تلاش روزگار مین آپکی خدمت میں چلا آیا عرفان کج کلاہ نے کہا کہ ہماری نوکری کرو گے سہراب نے کہا کہ مین مردکی نوکری کرتا ہون اگر تم مرد ہو تو مجھے نوکر رکھو عرفان کج کلاہ نے کہا کہ مردی و نامردی کا حال کیونکر معلوم ہو سہراب نے کہا کہ بہت سے موقع ایسے آپڑتے ہین جنمین امتحان ہو جاتا ہے عرفان کج کلاہ کے ساتھیون نے کہا کہ یہ شخص کو سنک سی معلوم ہوتی ہے عرفان کج کلاہ نے کہا کہ یہ تو صحیح ہے مگر تیور اسکے کڑے ہین آدمی سخت معلوم ہوتا ہے سہراب نے کہا کہ یہ لوگ جو آپکے ساتھ ہین کچھ انمین مادہ جرأت و بہادری کا ہے عرفان شاہ نے کہا کہ یہ سب میرے رفیقان جان نثار ہین سہراب نے کہا کہ زبانی یاد راصل یہ سنکے انمین سے ایک شخص آگے بڑھا اور بولا کہ تو کچھ دیوانہ تو

نہین ہو گیا ہوا اپنے سامنے کسیکو موجود ہی نہین جانتا ہے مین موجود ہون سہراب نے کہا کہ حملہ کر تو مزا دیکھ کہ کیا ہوتا ہے اُسنے تلوار ماری سہراب نے بندوست پکڑ کے سامنے کھینچ لیا اور کمربند پکڑ کے اُٹھا لیا اور پھر چھوڑ دیا وہ تو سخت خفیف ہوا لیکن عرفان شاہ نے کہا کہ بیٹے تمکو نوکر رکھ لیا بیشک تم بہادر ہو غرضکہ سہراب عرفان کج کلاہ کے ساتھ ہو لئے اور جانب صحرا روانہ ہوئے راستے مین سہراب نے کہا کہ یہان کوئی مسکن شیرون کا بھی ہے عرفان کج کلاہ نے کہا کہ اکثر شیر ادھر نکل آتے ہیں یہی باتین کر رہے تھے کہ ایک غول آہوون کا نظر آیا عرفان کج کلاہ نے تیر مارا ایک آہو گرا باقی آہوون کے پیچھے گھوڑا ڈالا سب رفیق بھی ساتھ تھے سہراب بھی ہمراہ تھے عرفان نے دوسرا تیر مارا کہ اور ایک آہو گرا عرفان کج کلاہ مرکب سے کودا اور آہو کو ذبح کرنے لگا قضاے کار برابر جھاڑی مین شیر سو رہا تھا اُسنے جھاڑی سے نکل کے عرفان کج کلاہ کو دبا لیا جتنے رفیق تھے تھر تھر کانپنے لگے سہراب نے ڈانٹا کہ او کتے کیا کرتا ہے ادھر آ اور ہمسے سامنا کر شیر کو غصہ آیا عرفان کج کلاہ کو چھوڑ کر سہراب پر آ پڑا اور طمانچہ مارا سہراب نے کلائی اسکی پکڑ لی شیر نے دوسرے ہاتھ سے طمانچہ مارنے کا قصد کیا سہراب نے دوسری کلائی پکڑ لی شیر نے منھ مارنے کا قصد کیا سہراب نے جھٹکا دیا کہ تڑاق سے دونون کلائیان شیر کی ٹوٹ گئین سہراب نے ہاتھ سے جھٹک دیا عرفان کج کلاہ نے جو یہ جرأت سہراب کی دیکھی جان کا خطاب دیا اور وہان سے پلٹ کے اپنے شہر مین آیا یہ خبر مشہور ہوئی کہ ایک شخص نووارد نے بادشاہ کو پنجۂ شیر سے بچایا اور کلائیان مروڑ کر شیر کو مار ڈالا یہان بادشاہ نے اُنکے رہنے کے واسطے مکان عمدہ عنایت کیا اسباب راحت فراہم ہوا شاہزادہ کو یاد ملکہ لعل ان سرخ پوش کی بیچین کیے ہوئے تھی ایک روز یہ دربار مین عرفان کج کلاہ کے بیٹھے ہوئے تھے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ شہر اسلوبیہ سے سالب کشتی گیر آیا ہے اور امیدوار باریابی ہے عرفان شاہ نے بلا لیا اور ایک دنگل سالب کشتی گیر کے واسطے بچھوا دیا سالب کشتی گیر آکے دنگل پر بیٹھا اور خط منشور اسنے عرفان شاہ کے ہاتھ مین دیا اور کہا کہ یا تو کسی پہلوان کو مجھسے لڑوائیے یا اس فرمان پر مہر کر دیجیے کہ ہمارے یہان کوئی پہلوان لایق تیرے مقابلہ کے نہین ہے عرفان شاہ کو یہی لکھتے ہوئے شرم آئی کہ میرے یہان کوئی پہلوان لایق نہین اور اگر خیال کیا تو کوئی کشتی گیر ایسا نہ پایا جسکو سالب کشتی گیر سے لڑوا تا یہ اسی فکر و تردد مین تھا کہ فرزند عرفان شاہ معروف کج کلاہ آیا باپ کو سلام کر کے بیٹھ گیا بادشاہ کو متردد پاکر عرض کی کہ حضور کو اس وقت کیا فکر ہے عرفان شاہ نے وہ فرمان اپنے فرزند کے ہاتھ مین دیا اور کہا کہ اے فرزند یہ پہلوان شہر اسلوبیہ سے آیا ہے اور کشتی مانگتا ہے تمکو زور کشتی وغیرہ کا زیادہ ذوق ہے اگر کوئی پہلوان تمھاری نظر مین ہو تو اس سے لڑوا کر تماشا دیکھو معروف کج کلاہ نے کہا کہ میرا شاگرد رشید ضیغم کشتی گیر موجود ہے وہ اس سے لڑیگا بادشاہ نے سالب کشتی گیر سے کہدیا کہ آج ہی سے روز دنگل ہوگا تم بھی اکھاڑا بناؤ اور زور کیا کرو مین شہر مین ڈھنڈورا پٹوا تا ہون تا کہ خلق اللہ جمع ہو کر کشتی کا تماشا دیکھے سالب کشتی گیر رخصت ہوا بادشاہ کی طرف سے اسکے رہنے کو مکان ملا اسکی خوراک کے واسطے پچاس روپیہ روزانہ معین ہوے اُدھر معروف کج کلاہ نے اپنے اکھاڑے پر پٹھون کو جمع کیا اور ضیغم کشتی گیر نے سبکو زور دلوا کر ضیغم کو تیار کرنا شروع کیا بادشاہ نے باہر شہر مین ایک مقام تجویز کر کے اکھاڑا بنوایا شہر مین منادی کرا دی کہ فلان روز بادشاہ کے پہلوان سے اور شہر اسلوبیہ کے پہلوان سے کشتی ہوگی جسکو تماشا دیکھنا ہو وہ آئے جو لوگ کشتی کے شوقین تھے اُنکے دل مین تمنا کی

پیدا ہوئی کہ کسی طرح روز معین آئے تو جلد تماشا کشتی کا دیکھیں چنانچہ جب وہ روز آیا تو خلقت آ کے جمع ہوئی
سواری بادشاہ کی بھی آئی چونکہ ملکہ کو بھی ان باتوں سے زیادہ دلچسپی تھی یہ اپنے باغ میں عورتوں کو لڑا دیا کرتی تھی
اور تماشا دیکھا کرتی تھی بادشاہ نے اپنی دختر کے واسطے بھی سامان کیا اور دختر پاس کہلا بھیجا کہ اگر تماشہ
کشتی کا دیکھنا ہو تو آؤ میں نے سامان تمہارے بیٹھنے کا درست کرا دیا ہے ہر چند کہ ملکہ لعلان سخن پوش اپنے حال
میں تھی اسکا دل نہ چاہتا تھا کہ باغ سے کہیں جاؤں آنکھیں شاہزادہ سہراب ثانی کو ڈھونڈھ رہی تھیں
مگر اپنے باپ کے خیال سے جانا قبول کیا سواری ملکہ کی بھی آئی اور اکھاڑے کے ایک جانب جہاں
چلمنیں وغیرہ پڑی تھیں ملکہ محافہ سے اتر کے بیٹھی اب سلاسب کشتی گیر اپنے شاگردوں کو لیے ہوئے
آیا اور ایک جانب بیٹھا ایسے خوبصورت اسکے ہاتھ پاؤں تھے کہ لوگوں کی نظر پڑتی تھی ساتھ ہی معروف
کج کلاہ صمصم کشتی گیر کو لیے ہوئے اکھاڑے پر پہونچا ملکہ چلمنوں سے سب تماشا دیکھ رہی ہے اب
وہ وقت آیا کہ سلاسب کشتی گیر دنگل میں اترا اور خم مار کر اسنے آواز دی کہ اے بادشاہ جسکو آپ نے میرے
مقابلے کے واسطے تجویز کیا ہو بھیجئے بادشاہ نے معروف کی طرف دیکھا معروف شاہ کج کلاہ نے اپنے
شاگرد کی طرف اشارہ کیا وہ سلام کر کے دوپٹہ پھینک کر اکھاڑے میں اترا نظر سہراب کی جو سلاسب
کشتی گیر اور صمصم کشتی گیر پر پڑی بے تکلف کہہ بیٹھے کہ یہ کیا لڑ سکیگا اس طرح کہا کہ یہ آواز سب نے
سنی معروف کج کلاہ سمجھا کہ یہ اشارہ سلاسب کشتی گیر کی طرف ہے کہ وہ صمصم سے کیا لڑ سکیگا اور
سلاسب کشتی گیر یہ سمجھا کہ صمصم کو کہا ہے بات ٹل گئی لیکن ملکہ کے کان میں جو یہ آواز پہونچی اسنے کان
کھڑے کیے کہ یہ تو اسی ظالم کی آواز معلوم ہوتی ہے چلمن سے گھبرا گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا دیکھا
تو اک دنگل پر آپ تنے ہوے بیٹھے ہیں یہ دیکھکر ملکہ نے شکر خدا بجا لائی اور دل میں قائل ہوئی کہ خدا کے
نادیدہ بیشک برحق ہے کہ اسنے بہت جلد یہ صورت پھر دکھائی یہ ظالم یہانتک کیونکر پہونچ گیا اب یہ تو چلمن سے
ٹکٹکی باندھے ہوئے سہراب کی طرف دیکھ رہی ہے اور یہاں سلاسب کشتی گیر اور صمصم کشتی گیر سے ہاتھ
ملا پھر کچھ دیر تک زور ہوتے رہے بعد ازاں پھر صمصم کشتی گیر کا دم ٹوٹنے لگا اور اپنے کو بچا بچا کے لڑنے لگا
دو پہر کے اندر سلاسب کشتی گیر نے لنگر صمصم کا توڑ لیا اور سر سے بلند کر کے اکھاڑے میں چت لٹا
دیا ادھر تو صمصم کشتی گیر زیر ہوا ادھر سہراب نے کہا کہ ہم نہ کہتے تھے کہ یہ کیا لڑ سکیگا بس یہ کلمہ معروف
کج کلاہ کے خلاف گذرا ایک تو اسکو اپنے شاگرد کے زیر ہو جانے کا ملال تھا طرہ اسپر یہ ہوا کہ سہراب
نے بھی مذمت کی بس معروف کج کلاہ نے کہا کہ ایسی بات اسکو کہنا چاہیے جو اپنے بازوؤں میں بھی دم
رکھتا ہو تم اس سے لڑوگے فرمایا کہ ہاں میں لڑونگا سلاسب کشتی گیر نے کہا کہ آؤ پھر دیر کیا ہے فرمایا آج
اگر تو زیر ہوا تو یہ عذر کریگا کہ میں ایک سے لڑ کر تھک چکا تھا کل مجھسے لڑنا سلاسب نے کہا بہتر وہ تو
اپنے شاگردوں سمیت چلا گیا دنگل برخاست ہوا ملکہ سوار ہو کر باغ کی جانب روانہ ہوئی دل میں
کہتی تھی کہ دیکھیے اسکے ولولے کیا کرتے ہیں نہیں معلوم کس طرح میرے باپ کے دربار میں پہونچ
گیا تھا اب یہ سوجھی کہ پہلوان سے لڑتے ہیں وہ اتنا زبردست پہلوان افسوس کہ یہ اپنے کو ذلیل کرینگا
اور دربار سے نکالا جائیگا بھائی یہ میرے آگے بیٹھا ادھر معروف کج کلاہ نے سمجھایا کہ تم مرد سپاہی
پیشہ ہو پہلوانوں سے کیوں الجھتے ہو یہ کام دوسرا ہے سہراب نے کہا سپاہی وہی ہے جو کسی بات میں
عاجز نہو آپ دیکھیےگا کہ کیا ہوتا ہے میں موجود ہوں اور سلطنت کا نام بدنام ہو کہ کوئی پہلوان اسکے مقابلہ کا
نہ نکلا نہ نکسا وغا کبھی نہ کے گوارا نہ کرینگی غرضکہ جب دوسرا دن ہوا تو پھر پہلے دن کی طرح لوگ جمع ہوئے

اکھاڑا اکھوڑ اکیا آج تو ملکہ بیتابی کے دعائیں مانگتی ہوئی آئی ہے کہ خدا اس جاہل کو اس پہلوان پر فتحیاب کرے
یہ بھی کس سے اچھی بیٹھا معروف کج کلاہ بھی اپنے شاگردوں سمیت آیا بادشاہ کی سواری بھی آئی آخر میں سلیب کشتی گیر
سو سو اسو بچھوں کو ساتھ لیے ہوئے اکھاڑے میں آیا اور بادشاہ سے اجازت لیکر اکھاڑے میں
اترا اور خم مار کر آواز دی کہ ای یکہ و تیغ زن یہ تیغ زنی نہو یہ کشتی ہے آؤ دیکھوں تو کہ تم کیسے پہلوان ہو سہراب
پہلے سے چپ لنگوٹ کسے بیٹھے تھے جلسے ہی وہ بہ آسانی ان کا دور کیا اور اکھاڑے میں اترے
دیکھنے والے دستار باکی جو تصویر تھی دیکھ کر ٹھٹھک گئے کہ کتنا حسین پہلوان ہے ادھر ملکہ تو دلدادہ بھی
ہو چکی تھی اور ملکہ بلاسا کے دعائیں مانگنے لگی سہراب نے سلیب کشتی گیر سے ہاتھ ملایا داؤں پیچ
ہونے لگے دستیاں زبردستیوں کے ساتھ بند ہونے لگیں دیکھنے والے وجد کر رہے تھے کہ دونوں پہلوان
زبردست ہیں تمام دن کشتی ہوتی رہی شام کو بھی علیحدہ نہو سکے روشنی آ گئی ملکہ بھی چلمن سے دیکھ رہی
تھی رات بھی اسی طرح بسر ہوئی دوسرے دن دوپہر کو سہراب نے لنگر سلیب کشتی گیر کا توڑا
اور سر سے بلند کرکے زمین پر مارا کہ چاروں شانے چت گرا سلیب کا زیر ہونا تھا کہ اک غل ہوا کہ
واہ واہ کس پہلوان کو زیر کیا ہے ملکہ نے دل میں شکر کیا اور انعام کے نام سے بازوبند اپنا چلمن کے
باہر پھینکا دل میں یہ خیال کیا کہ کوئی نشانی تو ہماری اس ظالم پاس بطور یادگار کے رہے ایسا نہو یہ وحشت کی
لے اور یہاں سے پھر کہیں چل دے عرفان شاہ نے خلعت منگا کے دیا لیکن معروف کج کلاہ کو
جوش آیا اس نے کہا کہ مجھ سے بھی لڑو گے سہراب نے کہا کہ عالم میں جسکا جی چاہے مجھ سے لڑے تم کیا ہو وہ
ہے مجھے رستم سے بھی انکار نہیں ہے بادشاہ نے فرزند کو منع کیا کہ کوئی بھی اپنے ملازم سے لڑتا ہے معروف
کج کلاہ نے کہا کہ ملازم جبتک رہیگا نہیں مانیگا کیونکہ آپ دیکھیگا لوگوں نے سہراب سے شاہ
کیا کہ تم انکار کرو شاہزادے سے نہ لڑو فرمایا کہ میں مرد کی نوکری کرتا ہوں نامرد کی نوکری نہیں کرتا ہوں
اتنے اہل شہر میں اک غوغا ہو گیا کہ شاہزادہ سے اور اس شخص نووارد سے کشتی ہوگی پھر اکھاڑے
کی درستی ہوئی ملکہ جو آج اپنے باغ میں گئی تو نہایت پریشان تھی اسکی عیارہ نے کہا کہ ای ملکہ عالم
دشمن آپ کے اسقدر پریشان کیوں ہیں ملکہ نے کہا کہ تجھ سے پردہ کس بات کا ہے تو نے اس شخص کو پہچان
تو لیا ہوگا جس سے کشتی ہوئی تھی فتانہ نے کہا کہ یہ وہی ہے جو آپ کے باغ میں آیا تھا ملکہ نے فرمایا کہ ہاں وہی
ہے تو اتنا کر کہ میری طرف سے جا کے اسکو سمجھا دے کہ او ظالم کیوں میرے بھائی سے لڑتا ہے اگر وہ تجھ سے
زیر ہو گیا اور اسے کدا آپڑی تو مروا ڈالیگا اسوقت باپ اسکا چار لاکھ سواروں کا حاکم ہے کیسے کیسے سرداران
تیغ زن اسکے محکوم ہیں اس جہالت سے کیا فائدہ ہے فتانہ اسی وقت روانہ ہوئی اور بصورت فقیرنی کی بنکر مکان
پر سہراب کے آئی سوال کیا سہراب نے اسکو بلا لیا اور کہا کہ تو کسکے نام پر مانگتی ہے اس نے کہا کہ خداوند
سارلوق کے نام پر فرمایا کہ خداے برحق کے نام پر مانگ کیا سارلوق کیا مسخرہ ہے لا زمین نے کچھ خیال نہیں کیا اسلیے
کہ ڈرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ شخص جنونی ہے فقیرنی نے کہا کہ خداے برحق کے نام پر مانگنے پر بہت کچھ ملتا ہے فرمایا
کہ ہاں اس نے کہا کہ پھر علیحدہ چلیے تو بتاؤں شاہزادہ سہراب اسکے ساتھ ہو لیے اس نے علیحدہ جا کر رقعہ شوقیہ
و نصیحت آمیز ملکہ کا دیا اور زبانی پیام بھی کہا سہراب نے جواب میں تحریر کیا کہ مجھے تو تمہارے باپ کے یہاں
کوئی بھی اتنا معلوم نہیں ہوتا کہ مجھ سے اٹک سکے اگر ان کے نیزہ باز جو سپہ سالار ہیں یہ کچھ معلوم ہوتا ہے اسکے بعد
اس سے بھی دیکھ بھال لونگا تم تماشا دیکھے جاؤ ان معاملات میں دخل نہ دو فتانہ جواب لیکر رخصت ہوئی
اور ملکہ سے بیان کیا ملکہ نے کہا کہ یہ ظالم ماننے والا نہیں ہے خیر دیکھیے خدا کیا دکھاتا ہے یہاں جب صبح ہوئی

تو پھر اکھاڑے پر اسی طرح کا مجمع ہوا عالم کا عالم جمع ہوا سواری بادشاہ کی آئی ملکہ بھی آ کے چلمن کی آڑ میں بیٹھی معروف
کج کلاہ اکھاڑے میں اترا اور سہراب کی طرف دیکھ کر کہا اسلیب کشتی گیر نے کہا کہ اسکی حقیقت کیا ہے کہ
یہ کیا آپ سے لڑیگا سہراب نے کہا کہ تم تماشا دیکھو کہ ہوتا کیا ہے غرضکہ یہ بھی اکھاڑے میں اتر کے ہاتھ
ملتے ہی زور ہونے لگے تمام دن کشتی رہی رات کو بھی جدا نہوئے دوسرا دن ہوا پھر دیکھا کہ اسی طرح لڑ رہے
ہیں بادشاہ نے کہا کہ دونوں بہادر برابر ہی کے معلوم ہوتے ہیں اب لڑنا بیکار ہے سہراب نے کہا کہ جب لڑے
تو زیر و زبر ہو جانے دیجیے آج میں انھیں بھی نیچا دکھا دونگا معروف نے کہا کہ تو مجھے کیا نیچا دکھائیگا میں تین
روز تک دم نہیں لیتا ہوں فرمایا کہ تین روز ہر دو دن سے لڑتے ہو گئے کسی زندہ سے سامنا نہ پڑا ہوگا
جب تین پہر دن تمام ہوا تو عرفان کج کلاہ نے کہا کہ اتنا تو معلوم ہو گیا کہ اسکی کشتی میں وقت زیادہ صرف
ہوا اگر میرا فرزند بھی پہلوان اسلوب سے لڑتا تو زیر کر لیتا سہراب نے آواز دی کہ میں رعایت بھی کر رہا
ہوں معروف نے کہا کہ تم رعایت نکرو اب سہراب نے قوت کے ساتھ پیچ باندھنا شروع کیے
کہ معروف کج کلاہ کو توڑ کرنا دشوار ہو گیا قریب شام سہراب نے لنگر توڑا سر سے بلند کر کے
زمین پر آہستہ سے چھوڑ دیا چت نہیں کیا اس حرکت پر بادشاہ بھی خوش ہوا اور معروف کج کلاہ
نے بھی سر خم کیا اور ممنون ہوا کہ اسنے ذلیل نہیں کیا ورنہ جب زیر کر لیا تو چت کرنا کیا دشوار تھا اب تو معروف
بھی شاگرد ہوا اور اسلیب کشتی گیر تو پہلے سے مطیع ہو چکا تھا اب روز اکھاڑے پر مجمع رہتا ہے زور ہوا
کرتے ہیں بادشاہ نہایت خوش ہے کہ ایک بھلا شخص میرے ملک میں آیا ہے کہ اسکی وجہ سے سلطنت کو زور
ہو گیا کوئی سرکش جلدی حوصلہ نکریگا ایک روز معروف کج کلاہ اکوان نیزہ باز کی صحبت میں
بیٹھا تھا کچھ ذکر اس کشتی کا نکلا اکوان نے کہا کہ بابا کشتی کا تو آخری درجہ ہے سلطنت کی قوت ہم لوگوں
سے ہے جو تلوار کی دھار سے سامنا کرتے ہیں جی داری کا حال تلوار کی جنگ میں کھلتا ہے معروف خاموش
ہو رہا لیکن یہ کلام اکوان کا معروف کے خلاف گذرا جب یہ سہراب کی صحبت میں آیا تو کہا کہ آج ہمارے
استادوں سے اور ہم سے آپکی بابت بحث ہو گئی وہ کہتے ہیں سپہ گری اور شے ہے کشتی اور شے ہے فرمایا کہ میں
سپہ گری کو کشتی سے زیادہ جانتا ہوں تم جا کر بادشاہ سے کہو میرے اور اکوان کے مقابلہ ہو جائے معروف
شاہ نے عرفان کج کلاہ سے بیان کیا عرفان کج کلاہ نے کہا کہ اس سے کیا فائدہ کہ دونوں سے ایک
رہجائے اکوان سالار لشکر ہے اور یہ شخص بھی بہادر اور زبردست ہے جو مارا جائیگا مجھے صدمہ ہوگا معروف
شاہ نے عرض کی کہ یہ تو صحیح ہے لیکن مثل مشہور ہے کہ دو تلوار ایک نیام میں نہیں رہتیں میں زیر و زبر ہو جانے
دیجیے ایک حاکم ایک محکوم ہو جائیگا غرضکہ معروف کج کلاہ نے اکوان سے پیام دیا کہ کلیم تیغزن
آپ سے مقابلہ کرنے کو موجود ہیں پھر ڈھنڈھورا پٹا اور میدان تیار ہوا عرفان شاہ سہراب کو اپنے
ہمراہ لیے ہوئے آیا اور اکوان چند سواروں کو ساتھ لیکر آیا زیر دیوار باغ پر مقابلہ قرار پایا وہاں ملکہ کو
معلوم ہوا کہ اب وہ ظالم سپہ سالار سے الجھا ہے آج زیر دیوار باغ تلوار چلیگی ملکہ نہایت پریشان ہوئی
اور اسکو یقین ہو گیا کہ آج اس شخص نے اپنی جان دی اکوان وہ شخص ہے جو چار لاکھ سواروں پر حاکم ہے
سلطنت کی محافظت کا ذمہ دار ہے یہاں اکوان نے کہا ای کلیم تیغزن آؤ انھوں نے کہا کہ میں موجود
ہوں یہ بھی نیزہ پکڑ کے سامنے اکوان کے پہونچے اکوان نے نیزہ کو گردش دیکر سینہ پر وار کیا
سہراب نے نیزہ کو نیزہ پر لگا کے ٹالا نیزہ بازی ہونے لگی دونوں نیزوں کو اس طرح گردش تھی کہ ایک ہالہ
بندھ گیا تھا ملکہ بھی بالاخانہ سے تماشا دیکھ رہی تھی قریب شتر انی طعنوں کی نوبت آئی ہو گی کہ ایک مرتبہ

سہراب نے نیزہ اکوان کے ہاتھ سے نکال دیا اکوان نہایت شرمندہ ہوا اسکو اپنی نیزہ بازی پر بہت گھمنڈ
تھا اب اکوان نے تلوار کھینچ لی اور بادشاہ کی طرف دیکھکر کہا کہ اسنے نیزہ میرے ہاتھ سے نکال دیا اب مین
اس بدنامی کو مٹاؤنگا کوئی رعایت نکرونگا اگر یہ میرے ہاتھ سے مارا جاے تو شکایت نہو سہراب نے کہا کہ مرنا
برحق ہے جو پیدا ہوا ہے وہ ناپید ضرور ہوگا لیکن یہ کسی کے اختیار مین نہین جو تجھسے ہوسکے قصور نکر اکوان برس
پڑا سہراب نے وار روکنا شروع کیے لڑتے لڑتے ایسی تھپکی ماری کہ تلوار اکوان کی قبضہ سے نکلکر
دور جا پڑی اور شاہ تحسین کا نعرہ آیا پس اکوان نے گھوڑے سے کودکے رکاب چوم لی اور کہا کہ ای بہادر
واقعی مین تیرا مثل و نظیر نہین ہے بیشک تو دولت سلطنت ہے عرفان شاہ نہایت خوش ہوا اور اپنے ساتھ
لیے ہوے بارگاہ مین آیا اکوان نے فنون سپہ گری مین شاگردی اختیار کی ایکبار و سہراب بارگاہ مین
بیٹھا ہے کہ عرفان شاہ نے سہراب کی طرف دیکھا ایک ٹھنڈی سانس بھری سہراب نے کہا کہ
اس وقت دم سرد بھرنے کا کیا سبب ہے عرفان شاہ نے کہا کہ یہ بات کہنے کے قابل نہین ہے فرمایا مین ایسے
شخص کی نوکری نہین کرتا جو اپنا راز دل چھپاے بادشاہ نے کہا کہ مین تجھسے بیان کرکے کیا کرون اگر تمکو
کبھی ہاتھ سے کھو دون تو بیان کرون سہراب نے کہا کہ نہ بیان کیجیے گا تو مین اب ہی چلا جاؤنگا اس سے بیان
کیجیے عرفان شاہ نے کہا کہ ایک سردار ایسا نہایت منچلا تھا ہماری ولدیت دیکھکر اسوقت اسکی صورت
میری نظرون سے پھر گئی اگر وہ بھی موجود ہوتا تو اسوقت میرے دربار مین ایکسا تیرے برابر ہوتا
سہراب نے کہا کہ وہ کیا ہوا اور نام اسکا کیا تھا عرفان شاہ نے کہا کہ میرے شہر سے جنوب کی جانب
ایک تالاب ہے آٹھوین روز اسمین گلستان نمودار ہوتی ہین رات کو صحبت رقص و سرود گرم رہتی ہے صبح کو
گلستان غرق ہوجاتی ہین میرے سردار نے یہ تماشہ دیکھکر اس صحبت مین جانے کا قصد کیا وہان سے
ایک زنگی آیا اور اس سردار کو پانی مین کھینچ لیگیا اکثر بہت سے پہلوانون نے جاکر اس زنگی
سے مقابلہ کیا سب اسیر ہوگئے تقدیر ہوگئے آخر اس زنگی نے میرے پاس کہلا بھیجا کہ اگر خیریت اپنی چاہتے
ہو تو اپنے افراد فوج کو منع کردو کہ میری طرف آنیکا قصد نکرین ورنہ سلطنت الٹ دونگا ابھی تک تو جسقدر
آکر زندہ رہنا چاہا اسکو مین نے گرفتار کر لیا آئندہ یہ ہوگا کہ مین تمہاری عاقبت تنگ کردونگا اس روز سے
ہم نے ممانعت کردی کہ کوئی سردار اس تالاب کی طرف نجاے نام اس سردار کا شفا دشیرول تھا یہ سنکر
سہراب نے کہا کہ خدا حافظ مین تو جاتا ہون مین نے پہلے ہی کہدیا تھا کہ مین مرد کی نوکری کرتا ہون آپ اس زنگی
سے ڈرکے بیٹھے ہین یقین ہے کہ مجھے بھی جانے کو منع کیجیے گا اور مین جاونگا ضرور لہذا آپ سے کہلا بھیجا
کہ مجھے اپنے بیان سے مکرم شخصون کو چھڑا دیا تاکہ تنہا اگر مین اسیر ہوجاؤن تو آپ پر آنچ نہ آوے عرفان نے کہلا
نے کہا کہ ای مکرم شخص اگر تم بھی اسیر ہوگے تو مین بھی خودکشی کردونگا یا تو تالاب کو مین نے کھدوا کے
پھنکوا دیا اور یا خود بھی اسیر ہوا دیاو کھا کے سلطنت کرنے سے تو مرجانا بہتر ہے سہراب نے کہا کہ مین اس
زنگی سے ضرور لڑونگا یہ بتاے کہ وہ محفل کس روز آراستہ ہوتی ہے عرفان شاہ نے کہا کہ کل شام کو
گلستان تالاب مین نمودار ہوگی سہراب نے کہا کہ کل ہم جا بیٹھینگے جب دوسرا دن ہوا تو شاہزادہ سہراب تنہا
سوار ہوکر تالاب کی طرف روانہ ہوے یہ خبر ملکہ کو پہونچی کہ آپ اس جاہل نے تالاب پر جانیکا قصد کیا ہے
اسکے پیچھے سے دوڑنے کو چاہا ملکہ نہایت پریشان ہوئی کہ اب اسکا زندہ پلٹنا نہایت دشوار ہے اسکا
تو ہولون کے مارے عجیب حال ہوا جاتا ہے لیکن حال شاہزادہ سہراب ابن رستم کا سنئے کہ جو قریب تالاب کے
پہونچے شام ہوچکی تھی چاندنی دھوپ کی طرح کھلی ہوئی تھی دیکھا کہ گلستان پانی پر ابھرنا شروع ہوئین سرسبزی

مجمع حسینان و مہ جبینان ہی شاہزادہ سہراب نے یہین سے آواز دی کہ ہم آتے ہین جسکو پردہ کرنا ہو وہ پردہ کر لے
اس حرکت پر جو لوگ ہمراہ گئے تھے وہ ہنس پڑے کہ لو اور سنو جاتے ہین تو پردہ پکارتے ہوے جاتے ہین
اُدھر اُن پریزادون نے جو دیکھا آواز دی کہ آج تک کوئی در انداز ہونے کو نہ آیا ہو اور ہماری محفل پر ہم کیا جانا
ہی پس یہ کہنا تھا کہ اُسی تالاب مین سے ایک زنگی سیہ فام نمودار ہوا آلات حرب و ضرب سے آراستہ تھا آتے ہی للکارا
کہ تجھے کسنے بھیجا ہی فرمایا خدا نے زنگی نے کہا خدا نے نہین قضا نے تجھے بھیجا ہی یہ کہکر زنگی قریب آیا اور تلوار
ماری سہراب نے وار اُسکا رد کرکے اپنا وار کیا زنگی نے ضرب انکی اپنے سپر پر رد کی تلوار نے اثر بھی نکیا
زنگی نے کلائی پکڑی اور کمر بند کا بند پکڑ کے جو زور کیا زمین سے اُٹھا لیا اور لیے ہوے تالاب مین چلا گیا
جو لوگ ساتھ آئے تھے اُنھون نے جا کر عرفان شاہ سے یہ ماجرا بیان کیا عرفان شاہ کو نہایت افسوس
ہوا معروف پنجہ نگار نے کہا لشکر ہمارا تیار ہو یا تو ہمنے اس تالاب ہی کو مٹا دیا یا اپنی بھی جان دی آج کے
تیسرے روز ہم بھی جائینگے لشکر تیار ہونے لگا اور معروف پنجہ نگار اپنی بہن سے ملنے کو باغ مین گیا اور سارا
ماجرا اسیری مکرم شہزادون کا بیان کرکے کہا کہ الساعہ مہ مکرم شہزادون کے گرفتار ہونے کا ہی کہ یا تو مین نے
اُس تالاب ہی کو مٹا دیا یا خود ہی اسیر ہوا یہ سنکے ملکہ رو گئین ہاتھ ڈالکر رونے لگی جتنی دل کی بھڑاس تھی
بھائی کو رخصت کرکے نکال لی دعا کرتی تھی کہ خداوندا تو اُنکو کسی صورت سے اُس قید سے رہا کر نہین
معلوم وہ زنگی ہوا کون ہی جسپر نہ تلوار اثر کرتی ہی نہ برچھی یقین ہی کہ یہ بھی اسیر ہو جائیگا ملکہ کا کھانا پینا ترک
ہو گیا ہی ہر وقت منھ لپیٹے پڑی رہتی ہی لیکن حال شاہزادہ سہراب ثانی کا گذارش کیا جاتا ہی کہ جس وقت
زنگی انکو لیے ہوے اپنے مقام پر پہونچا تو قید کر دیا جب صبح ہوئی اور صحبت برخاست ہوئی دلربا پری قیدخانہ مین
آکر بیٹھی گبران جادو سامنے دلربا پری کے آیا اور کہا کہ اے دلربا تیری خاطر سے مین نے تیرے دونون کا
صبر کیا اب وصل میرا قبول کر مین نے پرستان سے لا کر تجھکو اس مقام پر رکھا اور تیری ہی دلجوئی کے
واسطے جان اپنی معرض خطر مین ڈالی کہ آٹھوین دن کی صحبت تالاب معین کی بادشاہ شہر عرفانیہ سے
عداوت مول لی اُسکے سردارون کو لا کر قید کیا یہ سنکر دلربا پری نے کہا کہ اسکا جواب مین تجھے آج کے
تیسرے دن دونگی لیکن جس قدر قیدی تیرے یہان ہین اُن سبکو میرے پاس بھجوا دے کہ مین اُن سے
کچھ باتین کرون گبران جادو نے کہا کہ اسکا مضایقہ نہین قیدیون کو تو اسنے دلربا پری کے پاس بھجوا
دیا اور آپ اپنے مسکن کی طرف روانہ ہو گیا واضح رہے ناظرین با تمکین ہو کہ یہ زنگی دراصل ساحر ہی نام اسکا
گبران جادو ہی یہ پردہ قاف کی سیر کو گیا تھا وہان اسنے دلربا پری کو دیکھا عاشق ہو کے بزور سحر گرفتار کر لایا
اور اس مقام پر اندر تالاب کے کچھ مکانات تعمیر کرا کے راستہ پر اُن مکانون کے تالاب سحر قائم کیا کہ اگر کوئی آنے کا
قصد کرے تو آ نہ سکے دلربا پری سے جس وقت طالب وصل ہوا تو دلربا پری نے چالیس دن کی مہلت طلب کی
اور دعا مین مصروف ہوئی ایک روز خواب مین دیکھا کہ ایک بزرگ فرماتے ہین کہ ایک شخص اولاد صاحبقران
سے آئیگا وہی باعث رہائی تیرا ہوگا دلربا پری نے اُسی خواب کے موافق خواہش کی کہ آٹھوین روز بیرون تالاب
جلسہ رقص و سرود ہوا کرے کہ میرا دل بہلے گبران جادو نے قبول کیا اور اپنی حفاظت کا یہ انتظام کیا کہ
تیغہ قتل اپنا تیار کیا کہ اگر وہ تیغہ دستیاب نہو تو مین مر نہ سکون اور اُس تیغہ کا محافظ ایک شخص کو قرار دیا
کہ نام اُسکا سرشار جادو ہی کوہ ابیض پر سرشار جادو قیام پذیر ہی سرشار جادو بہن پر گبران جادو
کی عاشق ہی نام اسکی بہن کا صہبا ہے ساغر چشم ہی آج جب گبران جادو نے پھر خواہش وصل ظاہر
کی تو دلربا پری نے قیدیون کو اسی غرض سے اپنے سامنے طلب کیا کہ انکے حالات دریافت کرون

شاید انمین وہ شخص بھی قید ہوکے آیا ہو تو اسکی رہائی کی کوئی سبیل نکالون جسوقت تمام قیدی سامنے دلربا پری کا
کے آئے تو اسنے صورت دیکھتے ہی زلفین چلیپا اور خال وخط ابراہیمی سے پہچان لیا اسلیے کہ دلربا پری نے
پردہ قاف مین اولاد امیر کو دیکھا تھا اور اچھی طرح ان نشانیون سے واقف تھی سب قیدیون کو تو اسنے پھر زندان
مین بھجوا دیا اور سہراب کو رہنے دیا تنہا کرکے کہا کہ ای شہریار آپ اپنے نام نامی واسم گرامی سے آگاہ کیجیے
مین دوست ہون دشمن نہین ہون فرمایا کہ مجھے سہراب بن رستم کہتے ہین دلربا پری نے اپنا خواب بیان کیا
اور عرض کی کہ مین آپکی رہائی کی فکر کرتی ہون آپ میری رہائی کی کوشش کیجیے گا ورنہ میری جان وآبرو دونون
بن جائیگی یہ باتین گبران جادو سحرنما سب کچھ ہوکے سن رہا تھا بس یہ ملعون اندر آیا اور بولا کہ ای دلربا مجھے
معلوم ہوا کہ تو میری تشنہ خون ہے اور مجھے جس شخص کا خوف تھا وہ ساحری وجمشید کے صدقے سے میرے
قابو مین آگیا اگر اسے مین نے قتل کر ڈالا تو پھر مجھے کوئی نہین قتل کرسکتا اب مین پہلے اسکے قتل سے فراغت
کرکے اپنا اطمینان کرلون اسکے بعد تجھسے بھی سمجھ لونگا مین چاہتا تھا کہ تو بخوشی مجھے قبول کرے اگر نہین
مانتی ہے تو جبر سے ہوگا یہ کہکر دوسرے روز سہراب کو لیکر تالاب کے باہر آیا اور زیر تیغ بٹھلا دیا یہ وہ دن تھا
کہ معروف کجکلاہ مع لشکر یورش کرکے آرہا تھا دیکھا معروف نے کہ مکرم تیغزن کو زنگی تہ تیغ کیا چاہتا ہے
بس بیتاب ہوگیا اور زنگی کو برا بھلا کہنا شروع کیا زنگی نے برسے قتل ہاتھ بلند ہی کیا تھا کہ پنجہ گرا اور سہراب
کو اٹھا لیگیا زنگی تو متحیر ہوکے رہگیا اور معروف کجکلاہ نہایت خوش ہوا اور اسنے اپنا ارادہ ملتوی کیا کہ جسکے
چھڑانے کو ہم جاتے تھے وہ رہا ہوگیا اب کیا ضرورت ہے لیکن زنگی نے آواز دی کہ ای قان کجکلاہ سے
کہدینا کہ مین چاہتا تھا کہ تجھسے جھگڑا نہو اسلیے کہ مین تمھارے ملک مین رہتا ہون مگر معلوم ہوا کہ تم مجھے
آرام سے بیٹھنے نہ دوگے اب یا مین اس ملک مین رہونگا یا تمھین رہوگے مین کل آؤنگا ہوشیار رہنا
یہ کہکر گبران جادو پلٹ گیا اور اسنے چالیس ہزار تیار سے سحر کی فوج رات بھر مین تیار کی اور صبح کو
تالاب سے نکلکر جانب شہر قانیہ روانہ ہوا خبر عرفان کجکلاہ کو ہوئی کہ زنگی چالیس ہزار سوار ساتھ لیے
ہوے مقابلہ کو آیا ہے عرفان کجکلاہ نے اپنی فوج کو حکم دیا یہان سے بھی سرداران لشکر فوج کو لیکر بیرون
شہر آئے بارگاہ برپا کی ادھر زنگی نے خیمہ برپا کرایا اور طبل جنگ بجوا دیا یہان بھی نقارہ رزمی بیچوب لگی اور
تیاری جنگ ہونے لگی لیکن ہیبت گبران زنگی کی چھائی ہوئی تھی کہ افسران فوج متفکر ہے کہ دیکھیے صبح
کو کیا ہوتا ہے نہ اس ملعون پر حربہ کارگر ہوتا ہے علاوہ روئین تن ہونے کے شہزور بھی ایسا ہے کہ مکرم تیغزن
سے زبردست کو اٹھا لیے چلا گیا یہان تو غضب کھلبلی ہے اور وہان ملکہ کو پہلے تو مژدہ جانفزا ملا کہ
مکرم تیغزن یعنی سہراب کو زنگی بارادہ قتل لایا تھا لیکن انکو پنجہ لیگیا ملکہ نے سجدہ شکر کیا لیکن جب یہ
خبر ہوئی کہ زنگی نے میرے باپ کے ملک پر فوج کشی کی ہے تو پھر یہ پریشان ہوئی اور دعا کرنے لگی لیکن
حال شاہزادہ سہراب ثانی کا سنیے کہ جس وقت آنکھ انکی کھلی تو سنگ کوہ پر پایا سامنے اپنے جندک
بن تندک دیو کو دیکھا اور ایک شخص ساحر بد وضع کو سامنے کھڑے دیکھا دونون نے سلام کیا سہراب نے
جندک کو تو پہچان لیا اور فرمایا کہ ای جندک تو نے بڑا کام کیا لیکن اس ساحر کو پوچھا کہ یہ کون شخص ہے جندک
نے عرض کی کہ یہ ساحر ہے نام اسکا سرشار جادو ہے یہ بیچارہ رو رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ تلاش مین ساحر ہوتا اور
غلامان صاحبقران سے ہوتا تو مطلب دلی میرا بر آتا یہ سنکر مین اسکے پاس آیا ادھر مین نے پوچھا کہ مطلب
تیرا کیا ہے اسنے بیان کیا کہ مین بہن پر گبران جادو کے عاشق ہون گبران جادو ساحر زبردست ہے اور وہ خود
بھی اپنی بہن پر فریفتہ ہے میرے ساتھ اسکی شادی کیون کرنے لگا میرے پاس تیغہ قتل گبران موجود ہے مگر تیغہ

میرے ہاتھ سے کام نہ دیگا یہ اُس شخص کے ہاتھ سے کام دیگا جو اولاد صاحبقران زمان سے ہو یہ بات سنکر
مین نے اُس سے کہا کہ اگر مطلب دل ظہور پر آئے تو تو غلامی اولاد صاحبقران کی اختیار کرلیگا اسنے قبول
کیا مین اسی تلاش مین چلا تھا کہ آپکو یہ تیغ دیکھا اُٹھالایا فرمایا کہ لاؤ وہ تیغہ کہان ہے سر شار جادو نے تیغہ حاضر
کیا شاہزادے نے چینڈک سے کہا کہ کہین سے مرکب لا چینڈک نے عرض کی کہ مین مرکب بنتا ہون یہ
کہکر قلابازی ماری اور صورت اپنی مرکب کی بنالی شاہزادے نے شب وہین بسر کی تھی صبح کو تیغہ کمر سے لگایا
اور پشت مرکب پر بیٹھکر بتلاش گبران جادو روانہ ہوے بہ صعوبت تمام قریب شہر عرفانیہ پہونچے تو دیکھا کہ ایک
طرف عرفان کجکلاہ کی فوج آراستہ ہے دوسری جانب گبران زنگی چالیس ہزار زنگیون سے آمادہ نبرد
ہے پس انھون نے مرکب کو اشارہ کیا اور نعرہ کیا کہ باش او زنگی بچے یہان آ سوتا تھا گبران ہنسا اور کہا کہ تو تو
رہا ہو گیا تھا مگر معلوم ہوا کہ قضا تیری میرے ہی ہاتھ سے ہے جو پھر تجھے کھینچ کر لے آئی اُدھر معروف
کجکلاہ اور آکوان نیزہ باز اور سلیب کشتی گیر وغیرہ نے جو انکو آتے ہوے دیکھا نہایت خوش ہوے
معروف کجکلاہ نے کہا کہ اے برادر اب ہماری جنگ کا تماشا دیکھو سہراب نے کہا کہ تمھارے پاس اسکی
قضا کا سامان نہین ہے مین اسکی جان کا ملک الموت بن کے آیا ہون یہ فرماکر سامنے گبران کے ہو گئے
گبران نے تلوار ماری سہراب نے وار اسکا اسی شمشیر نے ترش پر روکا اور اپنا وار کیا گبران نے حسب
عادت سر سامنے کر دیا تلوار سر پر پڑتے ہی زمین پر پہونچ گئی تیغ مرکب گبران کے چار ٹکڑے ہو گئے
لیکن اسکا مرنا تھا کہ قیامت کبریٰ برپا ہوئی صدائین گیر و دار کی آنے لگین آتشباری و برف باری ہونے لگی
جب لاش گبران کی پھڑک کے سرد ہوئی تو آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من گبران جادو بود حیف مردیم
و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو تاریکی برطرف ہوئی اور روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش گبران کی زمین
پر پڑی ہوئی ہے اور وہ فوج جو گبران کے ساتھ تھی وہ کاغذ کے پتلے بنے ہوے ہوا سے اُڑ رہے ہین
مین معروف کجکلاہ اور آکوان نیزہ باز وغیرہ نے آکر ہاتھ چوم لیا اور کہا کہ پہلے کیا تھا جو تم اسے قید کر کے
فرمایا کہ دھوکا کھا گئے اب فرمایا کہ تالاب کی طرف چلو معروف کجکلاہ اور چند سرداران مخصوص مثل
سلیب کشتی گیر وغیرہ کے ساتھ ہوئے جس مقام پر تالاب تھا وہان آکے دیکھا تو تالاب کا نشان بھی نہین ہے
ہان کچھ مکان بنے ہوے ہین سہراب اندر اُس مکان کے داخل ہوے دلربا پری سے اشارہ کیا
کہ تم جاؤ پھر کبھی ملاقات ہو جائیگی پیوند تیغ تمھارے ٹھہرنے کا نہین ہے دلربا تو دعائین دیتی ہوئی ارم کیجانب
قاف روانہ ہوئی سہراب نے جاکر قیدیون کو رہا کیا ان قیدیون مین کئی سردار عرفان کجکلاہ کے تھے
وہ اپنے شاہزادے سے ملکر خوش ہوے چند نازنینین جنکو قبل دلربا پری کے گبران نے لاکر رکھا تھا وہ
بھی وہین تھین انکو سرداران سہراب نے حصہ بانٹ کر لیا اسی سر شار جادو تابع سہراب نے صحبا سلیمانی جسکو
اُسکے سپرد کیا اور وہان سے پھرے دیو چینڈک نے آل مرکب ڈھونڈھ کے شاہزادے کی سواری کے
واسطے لا دیا اور یہ بھی جانب پردہ قاف روانہ ہو گیا سہراب ابن رستم ثانی خوشی خوشی سبکو ساتھ لیے ہوے
شہر عرفانیہ مین تشریف لائے عرفان کجکلاہ کو نہایت خوشی ہوئی شفقاد شیر دل نے بادشاہ کی ملازمت
حاصل کی بادشاہ نے احسانات بکار دہم تیغ زن کے شفقاد شیر دل سے بھی بیان کیے اور کہا کہ یہ شخص زور
سلطنت ہے اسنے ہمکو بھی رہا کیا چونکہ شفقاد بھی منجلا ہے سہراب کے دلون کا عاشق ہو گیا وہان ملکہ کو خبر
ہوئی کہ شاہزادہ سہراب نے آکر گبران جادو کو مار ڈالا اور تمام سرداران بادشاہ کو جو اسکی قید مین تھے رہا کیا
ملکہ نے قتانہ سے کہا کوئی ایسی تدبیر نکال کہ صورت اُس ظالم کی دیکھنے مین آئے قتانہ نے کہا کہ اب

گبران کے مرنے کا جلسۂ خوشی منعقد کرکے بادشاہ کی مع افسران فوج دعوت کیجیے تو یقین ہے کہ وہ بھی بادشاہ کے ہمراہ ضرور آئینگے ملکہ نے یہ رائے پسند کی اور اسی وقت اک عرضی اپنے باپ کو لکھی کہ میں نے جلسہ کیا ہے حضور تشریف لائیں اور دعوت کنیز کی قبول فرمائیں اگرچہ یہ بھی آپ ہی کا ہے لیکن اس کنیز کی خوشی ہو جائیگی جس وقت یہ عرضی ملکہ کی عرفان کجکلاہ کو پہونچی نہایت خوش ہوا اور کہا کہ ہم ضرور آئینگے یہاں ملکہ نے جشن کا سامان کیا باغ سے لیکر شہر عرفانیہ تک دو رویہ تختہ روشنی کے لگائے گئے باغ میں ہر درخت میں قندیلیں آویزاں کی گئیں درختوں کے تنہ تمامی سے منڈھے گئے قصر کی تیاری تو بیان سے باہر ہے جب شام ہوئی تو عرفان کجکلاہ اپنے سرداران نامی کو ساتھ لیکر روانہ ہوا مصروف کجکلاہ ملکہ کے بھائی نے تمام انتظام کیا تھا جس وقت سواری بادشاہ کی باغ میں اتری تو پہلے ملکہ بادشاہ کے استقبال کو دروازے تک آئی بعد اسکے پردہ ہوا اور بزم آراستہ کی گئی سب سردار بھی داخل باغ ہوے صدر میں بادشاہ بیٹھا پس پردہ ملکہ بیٹھی داہنی جانب سرداران لشکر بیٹھے بائیں جانب اولاد وزیر بادشاہ کے بیٹھے مصروف کجکلاہ نے اپنی صف میں سہراب کو جگہ دی ملکہ پردہ سے دیکھ رہی تھی جب وقت خاصہ کا آیا تو دسترخوان بچھا سب نے کھانا کھایا کھانے پینے سے فراغ حاصل ہونے کے بعد طائفے حاضر ہوے اور مجرا کرنے لگے ایک پری جمال نے بصد خوش الحانی یہ غزل گانا شروع کی غزل

دل جیسے ہی خم زلف گرہ گیر ہو گیا
کوچہ میں یار کے میں زمین گیر ہو گیا
مکتوب یار کا خط تقدیر ہو گیا
یہ طوق ہو گیا تو وہ زنجیر ہو گیا
ترچھی نظر نے مار اتاری تری اسے
تھا آدمی پر اب تو یہ تصویر ہو گیا
جوہر دکھا کے اپنے جو میری سرکشی نے
آخر کو خود مٹی ہوئی تقدیر ہو گیا
قاتل نے میری لاش پھرائی گلی گلی
پامال گردش فلک پیر ہو گیا
ایسا بٹھا دیا اسے اشکوں کے جوش نے
آخر کو خود میں یار کی تصویر ہو گیا
وحشی کی اپنی آپ نے خفت تو دیکھیے
خود میرا خواب ہی مجھے تعبیر ہو گیا
سیدھی کسی طرح نہیں ہوتی نگاہ یار
تجھ سے بانداز فلک پیر ہو گیا
حسن رخ کا بڑھ گیا سبزہ کی وجہ سے
برہم مزاج عاشق دلگیر ہو گیا
حاسد تمام ننگے ہوا نے بزم میں
یہ شہر لکھنو مجھے تسخیر ہو گیا

دیوانہ تھا کہ بستۂ زنجیر ہو گیا
ہمکو و بند زلف گرہ گیر ہو گیا
سمجھے اسے ظلم و ستم سے جو تیر ہو گیا
مجھکو دیے فلک نے جوانی میں پیچ یہ
بوجہ خون عاشق دلگیر ہو گیا
اس ترک چشم کا کوئی دیکھنا بانکپن
جھک جھک کے قد خم شمشیر ہو گیا
باغ جہان سے ایسی گئی تجھ شگفتگی
مرنے سے بھی میں شہر میں تشہیر ہو گیا
میں جسکو دیکھتا ہوں وہ عاشق ہے یار کا
پہلو میں دل گری ہوئی تعمیر ہو گیا
ایسا جنوں نے مجھکو کیا زار و ناتوان
اک تار زلف پاؤں کی زنجیر ہو گیا
مرنے کے بعد ہو گئی مٹی مری عزیز
برگشتہ ہوکے وہ مری تقدیر ہو گیا
رتبہ بلا شہید کا بسمل بھی ہم ہوے
خط مصحف جمال کی تفسیر ہو گیا
قوس قزح کو توڑ گیا میرا تیر آہ
روشن جو میرا شعلۂ تقدیر ہو گیا
[illegible] مجھے ہو جا [illegible] شفا

اس طرح ضعف پاؤں کی زنجیر ہو گیا
آنکھوں کا حلقہ حلقۂ زنجیر ہو گیا
برسوں سے عشق ہے تجھ ابرو و زلف کا
پیری نہ آنے پائی کہ میں پیر ہو گیا
خاموش مجھکو دیکھ کے کہنے لگا وہ شوخ
سر کا خط کھنچا تو وہ شمشیر ہو گیا
ایسا لٹایا مجھکو تصور نے خاک میں
پہلو میں دل بھی کھنچ کے تصویر ہو گیا
تنہا یہ دکھایا مقدر نے پھیر نے
عالم فریب حسن جہانگیر ہو گیا
نازک وہ تھا تو تجھکو کیا تم نے ناتواں
مجنوں کی اک مٹی ہوئی تصویر ہو گیا
دیکھا تھا شب کو وصل تجھکو دم سے
رہنا کسی کے کوچہ میں اکسیر ہو گیا
میرے دل ضعیف میں جو آبلہ پڑا
پیدا ہوا تھا جو وہ بس دم تکبیر ہو گیا
تو نے جو اپنے پاس بٹھایا رقیب کو
گردوں کے پار نالۂ شبگیر ہو گیا
سمجھے یہ سرو قمری محبوب ہے تری
اے پاس فصل حضرت شبیر ہو گیا

تمام رات جلسۂ رقص و سرود گرم رہا صبح کو بھی ملکہ نے ہنسی کی اور سہراب کو ہے نذر اور سامان دعوت مہیا کیا

بسنت کھانا کھایا ابھی پھر بلاغ شروع ہوتے کو ہی کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ شہر اسلوبیہ سے اہرمن دیوپیکر سردار چالیس
ہزار سوار سے کنارہ پر شہر ابان کے ٹھہرا ہے اور بادشاہ شہر اسلوبیہ اسلوب شاہ شیر چشم کی طرف سے آیا ہے
عرفان شاہ نے اکوان شہرباز کو برائے استقبال بھیجا اور اہرمن کو اسی جلسہ طرب میں بلا لیا کیونکہ عرفان شاہ
اسلوب شاہ کو خراج دیتا تھا اور شادی ملکہ کی بہت دنوں سے محبوب شاہ بن اسلوب شاہ کے ساتھ ٹھہری ہوئی تھی جب وقت
اہرمن سامنے آیا بادشاہ نے نہایت عزت کے ساتھ اسکو بٹھایا اور خیریت پوچھی اہرمن نے فرمان اسلوب شاہ
شیر چشم کا ہاتھ میں عرفان شاہ کے دیا اور کنار سہرا بندھی ہوئی تھی سامنے رکھ دی عرفان شاہ نے اسکو پڑھا لکھا تھا
کہ ای برادر اب وہ زمانہ آیا کہ باغ امیدین ہمارا آئی کشت تمنا سرسبز ہوئی یعنی فرزند میرا محبوب شاہ شیر چشم جوان ہوا اور
یقین ہے کہ تمھاری دختر بھی اب قابل شادی کے ہو گئی ہوگی اور زمانہ کچھ انقلاب دکھانے والا ہے کیونکہ ستارہ سلطنت
بسبب لحاظ بہار دوم دگرگون اتشو احوال عالم خداوند سارلق کا فرمان آیا ہے کہ یہان سے بہارستان منسوب
کی طرف جاؤ ہمارے ہمراہ کلان کچھ ہمیں سرگشتہ و بد اعتقاد ہو گیا ہے اسے اسیر کر کے ہمارے پاس بھیج دو
ہمنے تمکو اسکا قائم مقام معین کیا اور یہ ظاہر ہے کہ میں ستر لاکھ کی فوج رکھتا ہوں اور سنجاب شاہ
بارہ لاکھ کی فوج پہ حکمران ہے نہیں معلوم جنگ کا کیا نتیجہ ہو لہذا مناسب وقت یہی معلوم ہوتا ہے کہ گھر کو
آباد کر دین کہ بعد ہمارے چراغ سلطنت روشن رہے یہ کنار اپنے فرزند کی میں بھیجتا ہوں اسکے ساتھ ملکہ کو
دولھن بنا کے ہمراہ اہرمن دیوپیکر کے ہمارے پاس روانہ کر دو تو کہ ہم ملک سنجاب پر جانے کی
تیاری کرین سلطنت یہان کی اپنے فرزند کے سپرد کر دین یہ مضمون جو عرفان شاہ نے پکار کے پڑھا سہراب
کے دل پر تیر لگا کہ ہمارے سامنے اور خواہش ملکہ کی بس وہ فرمان اسلوب شاہ کا عرفان شاہ کے
ہاتھ سے لیکر چاک کر ڈالا اور اہرمن دیوپیکر کی طرف دیکھکر ارشاد کیا کہ تمھارے بادشاہ کو ذرا بھی تمیز
و تہذیب نہیں یہ کونسا طریقہ ہے کہ نہ برات نہ نوشاہ ایک آدمی کو بھیج دیا کہ جا کے ملکہ کو لے آؤ کیا عرفان شاہ
کج کلاہ دولا ہے رہے ہیں جو اس بے عزتی کو گوارا کرین یا محتاج ہیں اور نہیں دے سکتے ہیں جو اس طرح
ملکہ کو رخصت کر دیں اس حرکت پہ سہراب کی عرفان شاہ خوش بھی ہوا اور ڈرا بھی کہ غضب کیا اپنے
ایسا نہو کچھ اہرمن سے جھگڑا ہو جائے تو اس دیوپیکر سے کون لڑ سکیگا ادھر ملکہ پردے میں بیٹھی
ہوئی سب کچھ سنتے و دیکھ رہی تھی اسکا تو دلی دعا ہو ملا کرنے لگا اور اہرمن کی آنکھیں غصہ سے سرخ
ہو گئیں عرفان شاہ کی طرف دیکھکر کہا کہ ملازمین کو شاہوں کے معاملات میں کیا دخل ہے معلوم ہوتا
کہ آپکا ادب آپکے ملازمین میں بالکل نہیں ہے جو ایسی گستاخیاں کرتے ہیں عرفان شاہ کچھ عذر کرکے
یا بطالتف الحیل ٹالنے والا تھا کہ اتنے میں سہراب نے جواب دیا کہ معلوم ہوتا ہے تمھارے یہان نمک حرام بھرے
ہوئے ہیں جو مالک کی ذلت گوارا کر جاتے ہیں ہم کبھی اپنے بادشاہ کی ذلت گوارا نہ کرینگے اہرمن نے کہا کہ کچھ
تیری شامتیں تو نہیں آئی ہیں ورنہ ابھی سر کچلنے کے پھینک دونگا یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھا سہراب
اسی طرح اپنی جگہ پر بیٹھا رہا جیسے ہی اہرمن دیوپیکر قریب آیا اور اپنے ہاتھ سہراب کی طرف بڑھایا کہ گردن
پکڑ کے دبا دوں سہراب نے اسکا ہاتھ بائیں ہاتھ سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور داہنا ہاتھ گردن پر اہرمن کے
رکھ کر دبایا کہ اہرمن سامنے جھک گیا بس سہراب نے دونوں ہاتھوں سے سر اسکا پکڑ لیا اور دونوں پاؤں
شانوں پہ میں لگا کر جو کہ مارا دھڑ پر سے سر کھینچ کے پھینک دیا لاش تڑپنے لگی عرفان شاہ کا چہرہ فق ہو گیا کہ غضب
کیا اس نے اب اسلوب شاہ سے ضرور جنگ ہوگی لیکن محبوب کج کلاہ نے آکر ہاتھ چوم لیے اور
کہا آفرین شاباش اتنے بڑے جوان کی یہ حالت کر دینا آپ ہی کا کام تھا ملازمین سے کہا کہ لاش

اسکی باہر باغ کے پھینکوا دوا اور اسکے ہمراہیوں سے کہدیا کہ اٹھا لیجاؤ اور اسکو اسی وقت ملازمین نے لاش اہرمن
دیو پیکر کی باہر باغ کے پھینک دی اور ہمراہیان اہرمن سے کہدیا کہ اسنے گستاخی کی تھی اسکی یہ سزا اسکو
دی گئی ہے اور اپنے بادشاہ سے کہدینا کہ ایسے بیہودہ لوگ کبھی کسی شاہ و شہریار کے دربار میں نہ بھیجا
ورنہ یہی انجام ہوگا وہ لوگ لاش اہرمن کی اٹھا کر روتے پیٹتے ہوے شہر اسلوب کی جانب روانہ ہوے
جسوقت شہر میں پہونچے تو لاش کو لیجا کے سامنے بادشاہ کے رکھدیا اسلوب شاہ نے کہا کہ ارے
یہ اسکی حالت کس نے بنائی اُن لوگوں نے بیان کیا کہ کوئی مرد سپاہی نیا نیا شہر عوفان میں آیا ہوا ہے اُسنے
کشتی کا ارمان کیا ہمارے سپاہی کشتی کے پہلوان حفاظت کو مقرر کرا لئے گیا تھا پہلے اسکو
زیر کر کے مطیع بنایا پھر گیران جادو کو مارا عوفان شاہ کے سپہ سالار کو فن سپہگری میں زیر کیا آج یہ حرکت
کی کہ آپکے پہلوان کو مارا اسلوب شاہ شہر نے کہا کہ کس بات پر لڑا اسنے ان لوگوں نے سب حال
بیان کیا پس اسلوب شاہ کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ اسی وقت لشکر ہمارا تیار ہو عوفان شاہ کے یہاں
کوئی سردار زبردست تو تھا نہیں ایک پہلوان جو منچلا آگیا تو اب وہ اپنی شجاعت کو بھول گیا کہ ہمکو
کیوں نہیں بھیجتے اُسے شرم آئی کیا وہ میرے برابر کا تھا کہ میں اُسکے یہاں برات لیکر جاتا ایک باج گذار کو اسنے
برابر کا بنانا دیکھو تو کس ذلت سے اُسکی دختر کو لاتا ہوں اور کیا حال کرتا ہوں عوفان شاہ کا اور محبوب
شہر شہر کا یہ سب غصہ کے سرخ ہوگیا غرضکہ ساٹھ لاکھ فوج اُسی روز تیار ہوگئی اسلوب شاہ
مع محبوب شہر چشم اور جملہ سرداران نامی و گرامی کو ساتھ لیکر ساٹھ لاکھ کی جمعیت سے چل کھڑا ہوا
یہ خبر ہرکاروں نے عوفان شاہ کجکلاہ کو دی کہ بادشاہ شہر اسلوب بارادہ رزم و پیکار آتا ہے یہ سنکر
عوفان شاہ نہایت پریشان ہوا اور اپنے فرزند سے کہا کہ یہ شخص بہت منچلا ہے اور اُسی کی ذات کی
ساری لڑائی ہے اگر اسلوب شاہ اسکو پاگیا تو یہاں اُرڑا ڈالیگا اور زندہ نہ چھوڑیگا کہ اُسکی وجہ سے بہت بڑی
توہین اُسکی ہوئی ہے کوئی ایسی تدبیر کرو کہ اسکو یہاں سے ٹال دو پھر ہم اسلوب شاہ سے کسی نہ کسی طرح صلح
کر لینگے یا جنگ ہی ہوگی تو کچھ پروا نہیں ہے ہمارے یہاں بھی بہت سے سردار اور چار لاکھ جان نثار موجود ہیں
کہاں تک اسلوب شاہ لڑے گا یہ اُنکی موجودگی میں کسیکو مقابلہ نہ کرنے دیگا مفت اُسکی جان جائیگی
یہ سنکے معروف تاج کلاہ نے کہا کہ میں پہلے تو سمجھاتا ہوں اگر اسنے مانا فہو المراد ورنہ اسے بیہوش کرکے
چھوڑ دینگے اور اسلوب شاہ سے کہدینگے کہ ایک بیرونی شخص یہاں آگیا تھا اُسنے یہ حرکت کی معاف کیجئے
یہ فعل ہمارا نہ تھا یقین ہے کہ اسلوب شاہ کے دل سے یہ ملال دور ہوجائیگا اسلئے کہ اسکو ایک رشتہ بھی
تو قائم کرنا ہے بادشاہ نے اس رائے کو فرزند کے پسند کیا معروف کجکلاہ خدمت میں شاہزادہ سہراب ثانی
کے آیا اور عرض کی کہ اے برادر آپ تو ہم اپنا اُستاد بنا چکے آپکی عزت اور حفاظت ہمپر واجب ہوئی سنا ہے
کہ اسلوب شاہ نے لشکر کشی کی ہے اور یہ جنگ گویا آپ ہی کی ذات کی ہے فوج اُس بادشاہ کے ساتھ بہت
ہے اور اُسکے یہاں سردار بھی بڑے بڑے نامی و گرامی ہیں لہذا مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اب
ٹل جائے ہم اسلوب شاہ سے سمجھ لینگے یہ سنکر آپ ہنسے اور فرمایا کہ میں کثرت لشکر سے خوف نہیں
کرتا تم سے آپ نے لوہو نے مجھے بھی دیکھنا ہے کہ اسکے ساتھ کیسے کیسے پہلوان ہیں یہ جو سردار آپ نے بھیجا تھا
یہ تو کچھ نہ تھا معروف تاج کلاہ نے دیکھا کہ یہ ماننے والے نہیں ہیں اسنے اپنے عیار سے کہدیا کہ آج
دن کو کھانے میں بیہوشی ملا کر بیہوش کر لینا اور چھپا ڈالنا اور مشہور یہ کردینا کہ تکرار سے غضبناک ہو نے نوکری چھوڑ
دی اپنے وطن کو چلا گیا چنانچہ جب کھانے کا وقت آیا تو عیار معروف کجکلاہ مہتر دوررونده نے

اسکو بیہوشی آمیز کھانا کھلا کے بیہوش کیا اور اسیر غل و زنجیر کر کے قلعہ عرفانیہ کے ایک برج میں قید کر دیا اب
معروف تاج کلاہ نے فوج کو شہر کے باہر نکالکر سرحد پر قائم کیا بارگاہ برپا کر دی دوسرے روز صبح کو یہ خیمہ
سے نکلکر ٹہل رہا تھا کہ از پردہ بیابان گرد سے برخاست گرد گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ
دیا سے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان ایک آسمان خاکی نمودار تھا دیکھا کہ آتے آتے سوار نے مار گرد کو گرد سے مارا
ہوا کو دامنہ گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے سات سو علم سیاہ و زنگاری نشانہ سات لاکھ سوار کا پیدا ہوئے
سپہ سر و تیر انکے تعریف سارلیق بن لقا کے بعد صفت سنجاب شاہ مغربی کی اور اسکے بعد نام اسلوب شاہ
شیر چشم کا تحریر تھا اور معرکہ شیر کا مع شمشیر بنا ہوا تھا اسلوب شاہ نے مع لشکر آکر سامنے لشکر عرفان شاہ کے
بارگاہ برپا کی اور نقارہ رزمی بجوا دیا ادھر عرفان شاہ نے بھی کوس حربی بجوا دیا دونوں لشکروں میں تیاریاں
جنگ کی ہونے لگیں تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان کارزار میں آئے بعد
آراستگی صفوف قتال و جدال و درستی میدان جنگ لشکر اسلوب شاہ سے تہمتن شیر شکار میدان میں آیا اور بعد
سلح شوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑ کے اور دم کو آراستہ کر کے پکارا کہ ای پہلوانان شہر عرفانیہ جسکو دعوا سکندری و
مردانگی ہو وہ آوے میرے مقابلہ کو ادھر عرفان شاہ نے لشکر کی طرف دیکھا فرزین شتر لب اپنے
صف سے نکلا یہ بھی تیغ زن ہزار ہا اونکا افسر اور پہلوان زبردست تھا سامنے تخت عرفان شاہ کے آکر اجازت
حرب لی اور مقابلہ کو تہمتن شیر شکار کے آیا تہمتن نے نیزہ مارا فرزین نے نیزہ سے نیزے کو روکا غرض
طعنین چلنے لگیں چند ہی طعنین چلی ہونگی کہ تہمتن نے نیزہ ہاتھ سے فرزین کے نکالا فرزین نے تلوار ماری
تہمتن نے وار اسکا روک کے ایک تلوار ماری فرزین زخمی ہوا ایک ضرب سے لے گئے بعد اسکے ضیغم کشتی گیر
نے مقابلہ کیا یہ بھی زخمی ہوا سالب کشتی گیر بھی زخمی ہوا اب اکوان نیزہ باز عرفان شاہ سے اجازت
لیکر میدان میں آیا اور نیزہ بازی شروع ہوئی اکوان ایک تو یوہین فن نیزہ بازی کو خوب جانتا تھا دوسرے
سہراب کی تعلیم نے اسکو اور بھی مشاق کر دیا تھا چند ہی طعنین میں اکوان نے نیزہ ہاتھ سے تہمتن شیر شکار کے
نکال دیا لشکر عرفان شاہ سے واہ واہ کی صدا بلند ہوئی اور تہمتن کی نگاہوں میں دنیا تیرہ و تار ہو گئی اسنے
قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور سپر اکوان نیزہ باز کے وار کیا اکوان نے وار تہمتن کا رد کر کے جو ہاتھ تلوار کا
مارا تہمتن کو زخمی کیا لوگ اسکو بھی میدان سے اٹھا لے گئے اب لشکر اسلوب شاہ سے کیوان زرین کلاہ
نکلا پہلے نیزہ بازی ہوئی اکوان نے نیزہ کیوان کے ہاتھ سے بھی نکال لیا لیکن تلوار کی جنگ میں ہاتھ سے
کیوان کے زخمی ہوا جب سالار لشکر عرفان شاہ زخمی ہوا تو معروف شاہ کجکلاہ نے رخ میدان کارزار کا
کیا بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی معروف کجکلاہ نے بھی نیزہ کیوان کے ہاتھ سے نکال دیا نوبت
شمشیر زنی کی پہونچی کیوان ہاتھ سے معروف کجکلاہ کے زخمی ہوا بعد اسکے گرگین زحل پیشانی مقابلے
کو آیا یہ ہاتھ سے معروف کجکلاہ کے مارا گیا شام ہو چکی تھی طبل بازگشت بجکر دونوں لشکر میدان
سے پھر کے اپنی فرودگاہ پر آئے عرفان شاہ نے دیکھا کہ رنگ لڑائی کا بے طور ہے اگر اب فرزند
بھی زخمی ہو گیا تو پھر کچھ بنائے نہ بنے گا بس اسنے قلعہ دار شہر عرفانیہ کے پاس کہلا بھیجا کہ تم قلعہ کا انتظام درست
رکھنا مبادا کوئی افتاد پیش آوے تو ہمیں پناہ لینے کی جگہ تو رہے یہاں جب دوسرا دن ہوا تو پھر فوجیں میدان
میں صف آرا ہوئیں لشکر اسلوب شاہ سے صرصر جوشن پوش نکلا اور مبارز طلب ہوا یہاں سے بہمن
تیغزن نکلا دونوں میں دیر تک ساز و بدل ہوئی آخر بہمن تیغزن ہاتھ سے صرصر کے مارا گیا پھر دیو
بلند گمان نکلا یہ بھی زخمی ہوا اسی طرح دوپہر کی میدان داری میں سات سردار عرفان شاہ کے مارے گئے

اور چار زخمی ہوئے پھر معروف کج کلاہ نے باپ سے اپنے اجازت لی اور میدان مین آکر صرصر جوشن پوش
کو زخمی کیا بعد اسکے سہیم بالند تیر کیسا نکلا یہ بھی ہاتھ سے معروف کے مارا گیا سہام بلند بالا نکلا یہ بھی مارا گیا پھر کئی
میدانداری مین معروف نے بھی کئی سردار زخمی کیے اور کئی کو جان سے مارا آخر محبوب شیر چشم کو
غصہ آیا اور اسنے اپنا مرکب نکالا سامنے تخت اسلوب شاہ کے آکر عرض کی کہ اپنا کام اپنے سے خوب
ہوتا ہے مجھے اجازت دیجیے تو جا کر مقابلہ یکسو کرون اسلوب شاہ نے اجازت دی محبوب شیر چشم
میدان مین آیا اور کہا کہ ای معروف کج کلاہ تو اکیلا کہانتک لڑیگا اول تو میرے ہی ہاتھ سے تیرا سالم
پلٹنا دشوار ہے علاوہ اسکے اتنی فوج فراوان تیرے پاس کہان کہ تو تاب مقابلہ لا سکے معروف کج کلاہ نے
کہا کہ ای محبوب شیر چشم فرض کرلو کہ مین مارا بھی جاؤنگا تو اس دنیا کی زندگی سے مرنا بہتر ہے کہ مین مثل
فقیرون کے ملکہ کو سوار کرکے بھیج دیتا محبوب شیر چشم نے کہا کہ تم ملکہ کو اس طرح نہ بھیجو اب تو مین آگیا
ہون جس طرح تم کہو گے اسی طرح بیاہ کے لیجاؤنگا لیکن اس شخص کو باندھ کے ہمارے حوالے کردو
جسنے بادشاہ کو چاک کیا تھا ہم اسی طرح اسکا جگر چاک کرینگے یہ سنکے معروف کج کلاہ نے کہا کہ وہ
اک پردیسی شخص تھا اس طرف بھی آنکلا تھا چندروز یہان رہا اسکے بعد نہین معلوم کہان چلا گیا اگر تمکو اس سے
خصومت ہے تو ڈھونڈھ لو اور ہمارے یہان اگر وہ موجود بھی ہوتا تو پھر کر دیکھیے یہ کونسا انصاف ہے کہ وہ تو
ہماری طرف سے جانبازی کرے اور ہم اسکے ساتھ یہ سلوک کرین کہ اسکو باندھ کے دشمن کے حوالے کردین
اور نہ اب ملکہ کی شادی تمھارے ساتھ کرینگے اسلیے کہ ہمارے تمھارے اب وہ صفائی نہین رہی یہ سُن کے
محبوب شیر چشم کو غصہ آیا کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم جان سے بیزار ہو خبردار حربہ اپنا اور دیکھو تماشا اس سرکشی کا
کہ کیا ہوتا ہے معروف کج کلاہ نے کہا کہ یہ میرے استاد کی نصیحت ہے کہ جب تک پیشدستی نہ کیا کرو محبوب شیر چشم
نے کہا کہ میرے استاد کی نصیحت ہے کہ جہانتک ہو سکے پہلے اپنا وار کرلو کہ دل کی دل مین نہ رہجائے معروف شاہ
نے کہا کہ پھر دیر کیا ہے محبوب شیر چشم نے نیزہ مارا معروف کج کلاہ نے نیزہ کو نیزہ پر لیا اور بند باندھا
محبوب شیر چشم نے اس بند کو آسانی سے کھول کر اپنا بند باندھا معروف نے اس بند کو بھی آسانی سے
کھول لیا چونکہ شاہزادہ سہراب ثانی کی تعلیم نے اسکو برق کردیا ہے چندہی طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ معروف
نے نیزہ ہاتھ سے محبوب شیر چشم کے نکال دیا محبوب شیر چشم نے تلوار ماری معروف نے سپر بالند کی
تلوار لنگر دار تھی سپر کٹی جلدی سے معروف نے سر نیچے کھینچا تلوار سپر کو قلم کرکے گردن مرکب پر پڑی کہ گردن
اسکی قلم ہوئی اور مرکب نے چرخ مارا معروف جلدی سے مرکب پر سے کود کر علیحدہ ہوا اور تلوار کھینچکر چلا کہ
اسکے گھوڑے کو بھی ٹکڑے کر ڈالون محبوب شیر چشم بھی گھوڑے سے کود پڑا اور معروف کی طرف چلا معروف
نے تلوار ماری محبوب نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا زور ہونے لگے دوپہر کشتی مین آدھا دن وہ بھی تمام ہوگیا شام
قریب آگئی عرفان شاہ خوش تھا کہ میرا فرزند کشتی مین کم نہین ہے اگر اسنے فرزند اسلوب شاہ کو زیر کرلیا
تو گویا جنگ سر کرلی لیکن قضاے کار و از اتفاقات روزگار کہ پاؤن معروف کا موشخانہ مین جا کر پھنسا اور پرسے
محبوب شیر چشم نے زور کیا معروف سنبھل نہ سکا پاؤن جنبش بر سے اکھڑ گیا پس چہرہ معروف کا زرد
ہوگیا بدن مین تھرتھری پڑ گئی محبوب شیر چشم نے کہا یہ کیا حالت ہے معروف نے کہا کہ پاؤن میرا ٹوٹ گیا
پس محبوب شیر چشم معروف کو چھوڑ کے علیحدہ ہوگیا اور کہا کہ اب اپنا علاج کرلو پھر لڑنا لوگ آکر معروف
کج کلاہ کو پالکی مین ڈالکر اٹھا لے گئے اور محبوب شیر چشم طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا
عرفان شاہ نے دیکھا کہ سرداران نامی زخمی ہین اب کوئی میدان داری کے لائق نہین ہے بس [illegible]

مع لشکر کے گریز کر کے قلعہ عرفانیہ میں متحصن ہوا دارا کے قلعہ دار نے پہلے سے انتظام قلعہ کا کر رکھا تھا خندق پر از
آب کر دی اور پل تختہ ڈلوا دیا تھا دروازہ قلعہ کا بند کر لیا تھا توپیں پھر اسپر چڑھی ہوئی تیار تھیں گولہ انداز توپوں
پر مسلط تھے ہاتھے کا ہتھوالا کر اک کا پولا بارود کی باڑھی تیل کا کڑاہ سب چیزیں درست تھیں یہاں جو صبح ہوئی
تو اسلوب شاہ کو خبر پہونچی کہ عرفان کجکلاہ بھاگ کر قلعہ بند ہوا ہے بس اسنے اپنے فرزند سے کہا کہ اب
مہلت نہ دو ایسا نہو کہ کوئی دوسرا فرمان خداوندی عتاب آمیز نازل ہو کہ تم ابتک بہارستان مغرب کی طرف
نہیں گئے محبوب شیر چشم نے کہا کہ یہ فعل شان مردانگی کے خلاف ہے اسلیے کہ معروف کجکلاہ زخمی ہے
اگر وہ اچھا ہونے کے بعد ابھی مقابلہ نکرے اُس وقت دھاوا کرنا غیر مناسب ہوگا اس وقت تو کچھ اچھا
نہیں اسلوب شاہ نے کہا کہ اگر تمکو حجاب آتا ہے تو میں کسی اور سردار کو حکم دیتا ہوں اب قلعہ کا لے لینا
کوئی زیادہ دشوار بات نہیں ہے جواب دیا کہ آپ اپنے فعل کے مختار ہیں میں تو دھاوا نکرونگا اسلوب شاہ
مع لشکر کوچ کر کے قریب قلعہ آیا اور طبل جنگ بجوا دیا جبر اہل قلعہ کو ہوئی دارا کے قلعہ دار نے بھی
کوس حربی بجوا دیا لیکن معروف کجکلاہ نہایت پریشان ہوا اور عرفان کجکلاہ بھی متردد ہوا کہ اب کیا کرنا
چاہیے معروف نے کہا کہ میں محبوب شیر چشم کو نامہ لکھکر مہلت طلب کرتا ہوں یقین ہے کہ وہ مہلت دینے
میں دریغ نکریگا عرفان شاہ نے کہا کہ ای فرزند اگر اسکو اپنی آن بان کا خیال ہوتا تو نقارہ جنگ ہی
کیوں بجواتا معروف نے کہا کہ خیر حجت تو تمام کر دینا چاہیے ممکن ہے کہ یہ فعل کسی اور سردار کا ہو عرفان شاہ
خاموش ہو رہا معروف نے نامہ تحریر کیا اور ایک قاصد کے ہاتھ طرف لشکر اسلوب شاہ کے روانہ کیا جسوقت
قاصد دروازہ بارگاہ پر پہونچا اطلاع کرائی اسلوب شاہ نے بلا لیا قاصد نے نامہ پیش کیا اسلوب شاہ نے
نامہ پڑھا اور جواب میں تحریر کیا کہ ہمکو بہارستان مغرب پر جانا ہے اتنی فرصت نہیں کہ تمکو مہلت دیں اگر
تم لڑنے کے قابل نہیں ہو تو ملک کو ہمارے سپرد کر دو ہم چلے جائیں یہ جواب نامہ کا جو معروف کو پہونچا تو یہ نہایت
رنجیدہ ہوا اور باپ سے اسنے کہا کہ مکرم تیغزن کو اب محبوس رکھنا اچھا نہیں ہے اسلیے کہ وہ بھی لڑ کر اپنا حوصلہ
تو پورا کر لیگا اور اگر اسلوب شاہ قلعہ پر قبضہ پا گیا تو مکرم تیغزن کو قید کی حالت میں پائیگا چونکہ کوفت
اٹھائے ہوئے ہے اور دشمن ہو رہا ہے یقیناً بدسلوکی کریگا دوستی اسکے حق میں دشمنی ہو جائیگی اور وہ ایسا حلوا
بھی نہیں ہے کہ کوئی اسکو کھا لیگا بس معروف کجکلاہ سوار ہو کر اس حجرہ کے پاس آیا جہاں سہراب قید
تھے معروف نے وہ حجرہ کھلوایا جس وقت سہراب نے معروف کو دیکھا کہا ای معروف کجکلاہ تمہارے
یہاں جانبازوں کا یہی صلہ ہوتا ہے جو میرے ساتھ کیا گیا ہے میں نے کونسی برائی کی تھی جسکے عوض میں تمنے
مجھکو قید کیا ہے معروف کجکلاہ نے کہا کہ ای برادر لقبی نیکی بدی معلوم ہوتی ہے ہمنے تمہاری جان بچانے کی غرض
سے تمکو قید کر لیا تھا کہ اگر تم اپنے اختیار میں ہوتے تو مقابلہ حریف کو ضرور جاتے باز نہ آتے لیکن بد اقبالی
نے یہ منھ دکھایا کہ بہت سے سردار مقابلہ اسلوب شاہ میں مارے گئے بہت سے زخمی ہوگئے چنانچہ
میں بھی فرزند اسلوب شاہ کے ہاتھ سے زخمی ہوا اب وہ مہلت نہیں دیتا طبل جنگ بجوا چکا ہے صبح کو قلعہ سپرد کرنا
ہو جائیگا آج مجھکو یہ خیال ہوا کہ اگر تمکو اس طرح قید رکھا گیا اور اسلوب شاہ کی فتح ہوئی تو تمہاری دل
کی دل ہی میں رہجائیگی اور وہ تمہارا دشمن جانی ہے زندہ ہرگز نچھوڑیگا اس سے جب مرنا ٹھہرا تو ہاتھ پاؤں
چلا کے مرنا قید ہو کے بیکسی کی موت سے بہتر ہے یہ سنکے سہراب نے کہا کہ افسوس تمنے بڑی جہالت کی کوئی
ایسی بھی حرکت کرتا ہے اگر مجھے یہ معلوم ہوتا تو میں شکار کے بہانے یہاں سے نکل جاتا اور وقت جنگ آکر شریک
ہوتا خیر گذشتہ را صلوٰۃ اب بھی کچھ نہیں گیا ہے کیا حقیقت ہے اسکی کہ میری موجودگی میں کوئی قلعہ کے اندر قدم

رکھے سکے معروف شاہ نے کہا کہ بلاؤ آہنگرون کو سہراب نے کہا کہ آہنگرون کی کیا ضرورت ہے یہ قید ایسی نہین ہے
جسمین مین تو پڑ سکون صرف وقت کا منتظر تھا یہ فرما کر ہاتھ کی ہتھکڑیون کو بیڑیون مین ڈالکر جو زور کیا قید کو مانند تار
عنکبوت کے پارہ پارہ کرکے پھینک دیا اور ساتھ معروف شاہ کے پاس عرفان کجکلاہ کے آئے اور فرمایا کہ
آپنے غضب کیا کہ مجھے ایسے وقت مین قید کرکے مجبور کردیا سپاہی اسی دن کے واسطے نوکر رکھے جاتے ہین آپکو
یاد نہین کہ مین نے پہلے ہی دن کہدیا تھا کہ مین مرد ہون اور مرد کی نوکری کرتا ہون آپنے اپنی مردانگی تو دکھائی کہ
زبردست حریف سے مقابلہ کیا لیکن میری جرأت و مردانگی کو برباد کردیا خیر جو گذشت گذشت آئندہ
خیال رکھیگا خوقان شاہ نے کہا کہ بیشک غلطی ہوئی لیکن سہراب شفاخانہ مین آئے سب زخمیون کی
حالت دیکھی استفسار مزاج کیا اور ہر ایک سے شکایت کی کہ اگر بادشاہ کی عقل پر پتھر پڑگئے تھے تو تم لوگون کو
کیا ہوا تھا کہ تمنے بھی مجھے رہا نکردیا ہر ایک نے کہا کہ ہم مجبور تھے کہ خلاف بادشاہ تھے علاوہ اسکے یہ خیال
تھا کہ ستارۂ اقبال بادشاہ کا بدی پر ہے فرمایا کہ جسکی تیغ اسکی دیگ سارا اقبال فوج کی قوت ہے یہ تو پہلے ہی سے
معلوم تھا کہ حریف کے ساتھ زبردست سردار ہین یہ تو یہان انتظار صبح مین بیٹھے ہین لیکن محبوب شاہ حشم
نے یہ خیال کیا کہ اگر مین لشکر مین موجود رہا تو میری جرأت و سپہگری مین داغ لگ جائیگا یہ سوچکر بہانہ شکار کے تو
رات ہی کو صحرا کی طرف روانہ ہو گیا اور راستے مین ملازمین سے کہدیا کہ اگر والد ماجد مجھے ڈھونڈھین تو کہدینا کہ وہ
شکار کو گئے ہین شام تک آجائینگے الغرض جب صبح ہوئی تو اسلوب شاہ نے اپنے سردارون کی طرف دیکھا
اور کہا کہ تم مین سے ایسا کون ہے کہ قلعہ خرقانیہ پر جا سکے یہ سنتے ہی درید مردم ور اٹھ کھڑا ہوا اور بارہ ہزار
سوار اپنے ساتھ لیکر طرف قلعہ خرقانیہ کے روانہ ہوا یہان صبح ہوتے ہی سہراب نے اسلحہ سے آراستہ ہوکے
دروازہ قلعہ کا کھول دیا اور پشت مرکب پر بیٹھکر میدان مین آکر خیمہ زن ہوئے ایک لاکھ سوار بھی قلعہ کے باہر
آگئے اور چند قدم آگے بڑھ کر صفین جما کر کھڑے ہو گئے جسوقت درید مردم ور سامنے قلعہ کے آیا
تو دیکھا اسنے کہ ایک جوان حسین لاکھ جوانون سے آگے قلعہ کے صف آرا ہے دروازہ قلعہ کا کھلا ہوا ہے
توپین لگادی گئی ہین سردار زنجی فصیل قلعہ پر بیٹھے ہوے ہین پس اسنے ایک سوار کو بادشاہ کے پاس
روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ قلعہ سے ایک شخص لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے باہر آیا ہے اور سر میدان مقابلہ
کرنے کو موجود ہے لوگ بیان کرتے ہین کہ یہ وہی شخص ہے جسنے اہرمن دیو پیکر کو مارا ہے مین مقابلہ کرتا ہون
لیکن جنگ و سرداروں آپ بھی لشکر کو لیکر آجائیے جسوقت سوار نے جاکر اسلوب شاہ کو آگاہ کیا تو وہ بھی
ساٹھ لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے چل کھڑا ہوا یہان درید مردم ور میدان مین آیا اور بعد سلام شوری بسیار
نیزہ زمین پر گاڑا دم کو آراستہ کرکے پکارا کہ اے جوان آ اور مجھ سے سامنا کر تیرے بڑے دور دور شہرے
ہین مین بھی تو دیکھون کہ تو کیسا بہادر ہے یہ سنتے ہی شاہزادہ نے مرکب کو جولان کیا اور درید کی طرف چلے
درید نے بھی سپر سنبھالی اور بارادہ لگاورزی چلا وسط میدان مین آکر لگاور چلی سپر سے سپر لڑی چنگاریان
سپرون سے اڑین پانچ قدم مرکب درید کا پسپا ہوا اور مرکب سہراب اسی جگہ قائم رہا دیکھنے والون نے
دیکھ لیا اور اندازہ کرلیا کہ دونون مین کتنا فرق ہے درید نے نیزہ مارا سہراب نے نیزہ کو نیزہ پر لگا لیا اور
تیسری طعن مین نیزہ ہاتھ سے درید کے نکال دیا ارکان نیزہ باز اچھل پڑا معروف کجکلاہ نے
بھی تعریف کی درید نہایت خفیف ہوا اور کہا کہ اس فن کو تو خوب جانتا ہے یہ کہکر تلوار کھینچ لی اور سہرہ
سہراب کے وار کیا سہراب نے وار اسکا لشت شمشیر پر روک کے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا مع رکاب کمر
چار ٹکڑے ہوے قلعہ سے صدا واہ واہ کی بلند ہوئی اسکو سب شاہ بھی مع لشکر آپہنچا تھا اسنے

پڑے جوان کو اس طرح دو ٹکڑے ہوتے دیکھا ٹھہر گیا کہ تنہا بڑا کاٹ اسکی تلوار میں ہے اسنے پھر اپنے لشکر کی طرف
دیکھکر آواز دی کہ کون ہے جو اس سرکش سے انتقام لے یہ سنکے ترید بیژن مقابلہ کو آیا اور پھر کا وار کیا سہراب نے
تیغ کی شاخ حیات کو قلم کر کے ہاتھ تیغ آبدار کا کمر پر مارا کہ اسکے بھی دو ٹکڑے ہوے خلاصہ یہ کہ وہ پھر کی میدان داری
میں بیس سرداروں کو جان سے مارا اور کئی کو زخمی کیا جب یہ حالت اسلوب شاہ نے دیکھی تو اپنے لشکر کو آواز دی
کہ یہ آدمی نہیں کوئی بلا ہے ایک ایک کر کے تو یہ لشکر کا خاتمہ کر دیگا اسے گھیر کے مار دو بس یہ سننا تھا کہ سات لاکھ سوار
یورش کر کے چلے ادھر سے اسکے ایک لاکھ جوان آپڑے جنگ مغلوبہ ہو گئی تلوار چلنے لگی اہل قلعہ نے جو یہ
حالت دیکھی جن سرداروں کے زخم اندمال پا چلے تھے سب کے سب پٹیاں باندہ باندہ کے گھوڑوں پر سوار ہو
کے اور فوج لیکر قلعہ سے نکل پڑے اور شریک جنگ ہوے خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی اور تلوار
چلنے لگی ہر طرف سے صدائے بگیر و بزن بلند ہوئی کہ ایک صحرا سے تق گرد بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آیا
ہے کہ ایکا ایک دامنہ گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے شہزادہ شیر دل چالیس ہزار سوار سے آکر پہونچا دیکھا اسنے
کہ لشکر بادشاہ سے اور لشکر حریف سے جنگ ہو رہی ہے یہ بھی آکر شریک جنگ ہوا یہ جسوقت قید سے
رہا ہوا ہے تو عرفان شاہ سے اجازت لیکر اپنے مکان چلا گیا تھا وہاں اسنے خبر پائی کہ بادشاہ پر غنیم کی
چڑھائی ہے اور تمام سردار مع ولیعہد زخمی ہو چکے ہیں تو یہ چالیس ہزار سوار سے آکر شریک جنگ ہوا ادھر
محبوب شیر چشم جو بہانہ شکار ٹل گیا تھا اسکو معلوم ہوا کہ قلعہ سے ایک شخص نے نکلکر بہت سے
پہلوانان شہر اسلوبیہ کو مارا ہے وہی شخص ہے جسنے اہرمن کو مارا تھا پس محبوب شیر چشم بھی چل کھڑا ہوا اس
طرف سے لشکر شاہزادہ سہراب بن رستم کا اپنے آقا کی تلاش میں چلا آتا تھا جس وقت شہر عرفانیہ
میں پہونچا تو یہاں ہنگامہ جدال گرم دیکھا اور آواز نعرہ سہراب کی سنی یہ سب بھی آپڑے اور شریک جنگ ہو
ساکنان شہر عرفانیہ حیران تھے کہ چالیس ہزار سیہ پوش کہاں سے آگئے اور کسکی وجہ سے شریک جنگ ہوے
ہیں لیکن شاہزادہ سہراب اپنے لشکر کے آجانے سے نہایت خوش ہوے کوئی پہر بھر کامل ایسی تلوار چلی
کہ سم مرکبوں کے غرق خون ہو گئے اور کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار نظر آنے لگے ہر طرف کشتوں کے
تڑپنے کا تماشا تھا قضا دامن پھیلائے ہوے متاع جان لوٹتی پھرتی تھی کوندا برق شمشیر کا لپکتا رہا تھا بادل
سپروں کے چھائے ہوے تھے بارش خون کی ہو رہی تھی اولے سروں کے برس رہے تھے اسقدر خون اڑا
تھا کہ دامن سپہر سروں کے رنگین ہو گئے تھے اسی اثنا میں جانب صحرا سے گرد اڑی اور محبوب شیر
چشم چالیس ہزار سوار سے پیدا ہوا اور لشکر عرفان پر کجکلاہ پر گرا دیکھا اسنے کہ ایک جوان حسین لڑتا
ہوا تخت اسلوب شاہ کے قریب پہونچ گیا ہے بس اسنے وہیں سے نعرہ کیا کہ اے مرد میدان ابھی تخت
بادشاہ کی طرف نہ جا کہ میں صحیح و سالم موجود ہوں آ مجھسے سامنا کر کہ مجھے تیرے مقابلہ کا اشتیاق تھا
اگر میں یہ جانتا کہ تو قلعہ کے باہر نکلکر مقابلہ کریگا تو میں ہرگز کہیں نہ جاتا میں تو اپنے کو بدنامی سے بچانے کے
واسطے ٹل گیا تھا سہراب نے کہا کہ میں تیری خدمتگزاری کو موجود ہوں یہ فرما کر باگ موڑی اور طرف
محبوب شیر چشم کے چلے اس طرف سے یہ دریائے لشکر کو بہتے چلے جاتے ہیں اور اس طرف سے
محبوب شیر چشم کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار لگاتا ہوا چلا آتا ہے راستے میں سامنا ہوا محبوب شیر چشم نے
کہا لا ضرب بہادری کی فرمایا پیشدستی ہمارا شیوہ نہیں ہے محبوب شیر چشم خشم آلودہ ہو کر تلوار ماری سہراب نے
کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑکر جو زور کیا تو قاش زین سے اٹھا لیا سر جسکا
محبوب شیر چشم نے تڑپ تڑپ کے لنگر بالے سے کچھ نہ اٹھا شاہزادہ نے فرمایا کہ کیا کہتا ہے کہاں پھینکوں

محبوب شیر چشم نے کہا کیا اپنے قدموں کے سوا دو رنہ پھینکیگا میں بہادر کا غلام ہوں تا لو پرتی میرا شیوہ نہیں سہراب
نے مسکرا کے اسکے آہستگی سے پشت مرکب پر بٹھا دیا اسلوب شاہ فرزند کے زیر ہوتے ہی بیدل ہو گیا تھا جیسے ہی سہراب
نے اسکو چھوڑ دیا جلدی سے اسلوب شاہ نے طبل بازگشت بجوا دیا دونوں لشکر علیحدہ ہوے اور اپنی اپنی
فرودگاہ کی طرف چلے لیکن محبوب شیر چشم ہمراہ رکاب ہوا سہراب نے کہا کہ تو اپنے لشکر میں کیوں نہیں جاتا اسنے
کہا کہ اب میں آپکو چھوڑ کے کہاں جاؤنگا فرمایا کہ میں تو تیرے باپ کا ملازم ہوں عرفان کجکلاہ تیرے باپ
باپ کا خراج گزار ہے اور میں اسکا سپہ سالار ہوں محبوب شیر چشم نے کہا کہ آپ میرے مالک کے مالک ہیں ملازم آپکو
کون کہہ سکتا ہے بڑے بیوقوف ہیں شہر عرفانیہ والے کہ انہوں نے آپکو ابتک نہ پہچانا صاحبقران کو سنا تھا
اور آپکو دیکھا ہمارے صاحبقران آپ ہی ہیں یہ کہتا ہوا دامن سے لپٹا ہوا چلا عرفان کجکلاہ سہراب
پر سے زر نثار کرتا ہوا لایا اتنے چالیس ہزار سرجوشوں نے آکر سہراب کو گھیر لیا اور سیارہ ثانی نے آکر
رکاب کو بوسہ دیا گوشہ زین تھام لیا یہ دیکھکر عرفان شاہ نے کہا کہ یہ سرجوش کہاں سے آئے ہیں اور کسکے
ملازم ہیں سہراب نے تو کوئی جواب نہیں دیا لیکن ان سب نے کہا کہ یہ آقا ہمارے ہیں راستے میں آہو
کے تعاقب میں جا کر ہمسے جدا ہو گئے تھے یہاں آکر ہمنے انکو پایا یہ سن کے عرفان شاہ کے کان کھڑے
ہوے اور اب یہ سمجھا کہ یہ شخص تو خود شاہ و شہریار معلوم ہوتا ہے اب دریافت کرنا چاہیے کہ یہ کس مقام کا
فرمانروا ہے اور نام اسکا کیا ہے غرضکہ جسوقت عرفان شاہ کجکلاہ اپنی بارگاہ میں پہنچا تو تخت پر بیٹھا چتر گرد
میں آیا تمام سردار ذرنگاوں اور کرسیوں پر متمکن ہوے شاہزادہ سہراب ثانی اپنے ذرنگل پر بیٹھے اور برابر اپنے
ایک ذرنگل پر محبوب شیر چشم کو جگہ دی اس وقت عرفان شاہ نے کہا کہ اے کرم گستران اب آپ اپنا
نام اصلی ظاہر فرمائیے کہ آپ گل کس بوستان کے ہیں چراغ کس شبستان کے ہیں یہ تو معلوم ہو گیا کہ آپ خود
فرمانروا ہیں اس طرف راستہ بھول کر آنکلے آپنے جان بچائی سلطنت بچائی بات رکھی ہم آپکے ممنون
احسان ہوے لیکن اس وقت تک نام اصلی تک معلوم نہیں یہ سنکر شاہزادہ سہراب ثانی نے ارشاد فرمایا کہ
اے عرفان شاہ آگاہ ہو کہ نام اصلی میرا سہراب بن رستم ثانی ہے میں پوتا ایرج نوجوان کا اور پروتا شاہزادہ خاور
سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری کا ہوں جسنے لقا کی فوج بے پایان پر اٹھائیس شبخون مارے
اور دختر لقا سے عقد کیا جسکے بطن سے ایرج نوجوان پیدا ہوے اور میں بھی انشاء اللہ لشکر ساریق بن لقا
کا وہی حال کرونگا جو قاسم نے کیا تھا عرفان شاہ نے کہا کہ آپ ہر طرح لائق پرستش ہیں کہ سلسلہ قرابت بھی
خداوند سے رکھتے ہیں سہراب نے کہا اے عرفان شاہ اس خرنا شخص کو خداوند کہتے ہو خداوندی کی یہ شان ہے
کہ بندوں کے ہاتھ سے بھاگتا پھرے آخرکار صاحبقران اول نے گرفتار کرکے لقا کو قتل بھی کر ڈالا اگر خداوند
ہوتا تو قتل ہوتا لقا اک بادشاہ تھا اپنی زور حکومت سے خداوند بن بیٹھا تھا ساحروں نے عجائبات سحر سے لوگوں
کو برگشتہ کرکے لقا کا مطیع بنا دیا تھا تم ساریق کے پیرو ہو کے بیٹھے ہو تمھارا بھی وہی حال ہوگا جو مطیعان لقا
کا ہوا تھا یہ سن کے تمام اہل دربار مع عرفان شاہ لقا اور ساریق کی طرف سے بد اعتقاد ہوکر برگشتہ ہوگئے اور کہا
کہ بیشک آپ سچ کہتے ہیں خدا وہی ہے جسے آپ خدا کہتے ہیں ساریق بھی مثل ہمارے انسان ہے جو آپکے
دین میں آئے وہ کیا کہتے شاہزادہ نے کلمہ تلقین فرمایا سب کے سب از سرِ صدق مسلمان ہوے محبوب
شیر چشم بھی مسلمان ہوا اور اسنے عرض کی کہ اے شہریار میں جاتا ہوں اور اپنے باپ کو بھی مسلمان کرتا ہوں فرمایا
جاؤ مگر ایسا نہو کہ اس نیکی کا عوض بدی پاؤ باپ تمھارا تمکو قید کرے [illegible] اسلام میں قید ہوکے میں بھی
خبر حاصل ہوتا ہے یہ کہکے رخصت ہوا یہ خبر اسلوب شاہ کو پہنچی کہ فرزند آتا ہے سنتے ہی سرداروں کو استقبال کے

لیے روانہ کیا جب محبوب شیر چشم ساحشہ نے باپ کے پہونچا شاہزادہ سہراب ثانی کی بہت ثنا و صفت کی اور
عرض کی کہ مین نے تو دین مبین اسلام کو قبول کیا اگر آپ انجام بخیر ہونا چاہتے ہین تو آپ بھی اسی دین
مبین کو اختیار کیجیے یہ سنکر اسلوب شاہ نے کہا کہ اے فرزند حقیقت مین ساریق بھی مثل لقا کے گمراہ معلوم
ہوتا ہے آپ ہی سنجاب شاہ کو اپنا سپہر بنایا اور آپ ہی اب اُسکے مٹانے کے واسطے فوجین بھیج رہا ہے اگر
یہ خداوند ہوتا تو سو سال بیت کا تاک ہوتا ہمین سے روح سنجاب قبض کر لیتا ہزارون کا خون
کراتا ایک شخص کے لیے یہ تو عاجزی کا فعل ہے مین نے لعنت کی ساریق پر تجھے خدمت مین
اُس شہریار کے بھیجا مین تو اُس وقت سے اسکا بندہ بے درم ہو گیا ہون جب اُسنے مجھے زیر کر کے
چھوڑ دیا اور قتل نہین کیا جسکے ساتھ اسقدر دشمنی کی جاے وہ ایسی رعایت کرے مین خدمت مین اُس
شہریار عالی وقار کے چلتا ہون یہ کہکر مع سرداران سالم و زخمی خدمت مین شاہزادہ سہراب بن رستم
کے روانہ ہوا یہ خبر شاہزادہ کو پہونچی کہ اسلوب شاہ آتا ہے شاہزادہ نے تمام سرداران کو واسطے
استقبال کے بھیجا اور عرفان بجگلاوہ سے کہا کہ تمہین بھی پیشوائی کے واسطے جانا چاہیے اسلیے کہ تم اُسکے
ماتحت تھے عرفان شاہ بجگلاوہ اُسی وقت روانہ ہوا اور بعزت تمام اسلوب شاہ کو لیکر بارگاہ مین آیا
تخت پر بٹھا دینا چاہا ہی اسلوب شاہ نے کہا کہ ابھی تو مین اس شہریار کا مجرم ہون لائق تخت پر بیٹھنے کے
نہین ہون میرے قصور کو عفو فرمایے مین نہ جانتا تھا کہ آپ نورنگاہ رستم ثانی اور نبیرہ رستم اول ہین یہ
لطف و کرم و ممنون پر ہوا آپ کے خاندان کے دوسرے مین نہین ہے مین بدل مذہب آپ کا قبول
کرتا ہون اور لعنت بھیجتا ہون مین نے ساریق بن لقا ملعون پر مجھکو کلمہ طیبہ تلقین فرمایے شاہزادہ نے اسلوب شاہ
کو بھی اسکے سردارون سمیت مسلمان کیا اور اپنے ہاتھ سے تاج پہنایا تخت پر بٹھایا دونون بادشاہ
گلے ملے اور دونون طرف کے سردار بھی آپس مین بغلگیر ہوے کئی روز جشن خوشی رہا روز آخر
محبوب شیر چشم نے عرض کی کہ مین نے تو آج سے مالکہ کو اپنی پیر و مرشد سمجھ لیا اور جس طرح ایک بھائی
اسکا معروف بجگلاوہ ہے اسی طرح دوسرا بھائی مین ہون اب حضور کو اختیار ہے کہ چاہیے اپنے ساتھ مالکہ کا عقد
کرین چاہیے کسی دوسرے کے ہاتھ مین ہاتھ دیدین مجھے کوئی سروکار نہین ہے فرمایا کہ خیر دیکھا جائیگا اسے
محبوب شیر چشم اگر تم مالکہ کو بہن نہ کہہ چکتے تو مین تمھارے ساتھ عقد کر دیتا مگر تم نے کالی چڑھا کر مجبور
کر دیا غرضکہ جب یہان کے انتظام سے فراغت ہوئی تمام بتخانے توڑ کر مسجدین بنوائین اور سکہ تمام پر بادشاہ
اسلام کے جاری کرا لیا تب کوچ کر کے شہر اسلوبیہ مین آ کے اُس شہر کو بھی اسلام آباد کیا اور یہان سے
کوچ کر کے دونون بادشاہون سمت جانب گلستان باختر روانہ ہوے وزراے سلطنت کو
انتظام کے لیے چھوڑا چار لاکھ کی فوج شہر اسلوبیہ سے ساتھ کی اور دو لاکھ شہر عرفانیہ سے باقی فوج
انتظام ملک کے واسطے چھوڑ دی اب انکو تو راہ مین چھوڑ لیا جاتا ہے اور یہان سے

چند کلمے داستان مصیبت بربادی بہارستان شہر کے پہونچنا کشش تیر انداز اور کشش ناوک انداز اور راجا رسنگ بار اور اصنام سنگ بار کا چار لاکھ کی جمعیت سے زخمی ہونا رفیع البخت و سکندر کا برباد ہونا قلعہ جبال الحدید کا اور تباہ ہونا دونون شاہزادون کا اور باقی حالات متعلق داستان ہذا مختصر

ہم جو وحشت میں ذلیل و خوار ہیں — وحشت میں گو جانب کہسار ہیں
اے گریباں چند تیرے تار ہیں — کب یہاں دست جنوں بیکار ہیں
اپنے ہاتھوں دریئے آزار ہیں ٭

عشق میں اس ابرو خمدار کے — ہیں دن قید میں منزل دشوار کے
مر گیا گر ہجر میں اس یار کے — درد و غم رنج و الم مجھ زار کے
بس یہی دو چار ماتم دار ہیں

گو نہیں راحت مکاں و گھر میں ہیں — گل ہیں لیکن بوستاں و گھر میں ہیں
بیٹھتے ہیں ہم بتاں و گھر میں ہیں — آبرو سے عاشقاں و گھر میں ہیں
آپ سے اپنے ذلیل و خوار ہیں ٭

ہیں گلوں کے باغ میں روشن چراغ — جلتے ہیں لالے کے دل بسیار سو داغ
چرخ پر بھی یہ کا پہونچا اب د باغ — کون شعلہ رو چلا ہے سوے باغ
بوستاں شمع روشن بار ہیں

آہ آتشبار کی سوزش یہ ہے — عشق کے آزار کی سوزش یہ ہے
ہاں دل بیمار کی سوزش یہ ہے — داغ ہجر یار کی سوزش یہ ہے
شمع سے جلتے لگن سے تار ہیں

ہر جگہ وحشت طلب کھلا نہیں — صاف کہدیتے ہیں کچھ پروا نہیں
اور سمجھا نہ کبھی دیکھا نہیں — ہمکو اے ساقی تری پروا نہیں
ہم بھی الفت سے یہاں سرشار ہیں

عشق ابرو کا نہ منہ سے نام لو ٭ — ہاں نہ ان تیغوں کا سر گرد ہم کھرو
اک اشارے میں جگر پہونچی جو — کیوں دل عاشق نہ ٹکڑے ٹکڑے ہو
تیغ سے ابرو خمدار ہیں ٭

کیوں نہ میرے نام کا مالا جپیں — کیوں نہ میرا منہ سے ہر دم نام لیں
ساتھ میرا کیوں نہ یہ وحشت میں دیں — قیس و فرہاد جو ہیں اس عشق میں
دل سے میرے غاشیہ بردار ہیں

ہے ہمارا کوئی صحرا نہ پوچھ — کس قدر رہے حال وحشت کا نہ پوچھ
ہمکو ہے کیا آج کل سودا نہ پوچھ — اے جنوں کچھ حال دست و پا نہ پوچھ
مست ہیں در کار خود ہشیار ہیں

ایک ہیں جس جا شاہ و گدا — اس سرا میں اب نہیں مسکن روا
ہر جرس کی رات دن آتی صدا — غافلو اٹھو چلو بیٹھے ہو کیا
پہرہ والے کب سدا ہشیار ہیں

موسم گل آرزوے یار ہیں — چشم نرگس جستجوے یار ہیں
عالم گلشن سے کوے یار ہیں — انتظار گفتگوے یار ہیں
بلبلیں کھوسے ہیں اب منقار ہیں ٭

زلف کا پہلے تو سودا ہو گیا — پھر لبوں کی یاد نے بے جب کر دیا
دل میں ہر درد اب مزہ سے عشق کا — اے مسیحا پوچھتا ہے حال کیا

تیری آنکھوں کی قسم بیمار ہیں

اسکو اندیشہ نہیں ہے پروا نہ کچھ — مرنے سے ڈرتا نہیں ہے پروا نہ کچھ
پاس کو دھڑکا نہیں ہے پروا نہ کچھ — خوف برزخ کا نہیں ہے پروا نہ کچھ

ہم تمہارے غلام بے درکار ہیں

سخن بیا لشنود ہمدم داستان + کہ باز آمدم بر سر داستان + یہ داستان اس مقام تک تحریر ہوئی تھی کہ سیہ تاب شاہ مغربی بھاگ کر قلعہ بہار میں پناہ گزین ہوا ہے اور شاہزادہ رفیع البخت انتظام شہر سیہ تابیہ میں مصروف ہیں شاہزادہ سکندر رستم خو قلعہ جبل الحدید میں تشریف فرما ہیں جسوقت رفیع البخت انتظام شہر سے فارغ ہو چکے تو چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر طرف قلعہ بہار کے روانہ ہوئے یہ خبر سیہ تاب شاہ مغربی کو پہونچی کہ رفیع البخت قلعہ کی طرف آتے ہیں سیہ تاب شاہ نے قلعہ کی درستی کا حکم دیا اور فصیل قلعہ پر آ کے دیکھنے لگا کہ صحرا سے گرد اٹھی اور شاہزادہ رفیع البخت چالیس ہزار سوار سے سامنے قلعہ کے پہونچکر خیمہ زن ہوئے اور نقارہ زنی کا حکم دیا قلعہ پر بھی نقارہ بجا تمام رات تیاری جنگ ہوا کی سپیدہ سحری نمودار ہوا تو شاہزادہ نے اٹھکر فریضہ سحری کو ادا کیا اور اسلحہ تن پر آراستہ کرکے مرکب پر سوار ہوکر تن تنہا قلعہ کی طرف چلے لوگون نے ساتھ چلنے کا قصد کیا رفیع البخت نے منع کیا پھر یہاں رفیع البخت تو پر اچھا سے کھڑے رہے اور خود شاہزادہ گرز ہاتھ میں لیکر دامن زرہ گردان کر مرکب پر سوار ہوا اور جانب قلعہ روانہ ہوا ادھر بہار قلعہ دار کو فصیل بند دروازے پر بیٹھا دوربین لگا کر دیکھنے لگا دیکھا کہ رفیع البخت تنہا آتا ہے پس اسنے گولہ اندازون کو حکم فیر کرنیکا دیا اور آگاہ کر دیا کہ یہ سوار آتا ہے نشانہ باندھکے گولے مارنا شروع کردو کوئی گولہ تو فضا کا تک ہی جائیگا گولہ اندازون نے شصت باندھکے گولے مارنا شروع کیے اس طرح گولہ اندازون نے تاک تاک کے گولے مارے کی کہ لاہا دیکھنے والے حیران تھے رفیع البخت گولونکو رد کرتے ہوئے چلے جو داہنے جانب آیا اسکو گرز سے رد کیا جو بائیں جانب آیا اسے سپر پر روکا یہانتک کہ جب گولہ اندازون نے یہ اندازہ کر لیا کہ اب ہمنے خاک کا ذرہ ذرہ اڑا دیا اسوقت ہاتھ کو اپنے روکا دھوان ہوا سے منتشر ہوا اور روشنی ہوئی تو دیکھا کہ رفیع البخت زیر دیوار قلعہ کھڑے ہوئے پکار کے کہتے ہیں کہ او قلعہ دار اگر خیریت اپنی چاہتا ہے تو سیہ تاب شاہ کو بھیج دے ورنہ اندر قلعہ کے آکر تمام قلعہ کو تاخت و تاراج کر دونگا اس وقت قلعہ پر سے پتھر کا اولا گرتا کا بولا تیل کا کڑاہ بارود کی ہانڈی سب چیزیں پھینکی گئیں مگر کسی چیز نے اثر نکیا رفیع البخت نے ان سب چیزون کو رد کر کے خندق پھاندنے کا قصد کیا ہی تھا کہ جانب صحرا سے ایک گرد و غبار بلند ہوا اور آمد لشکر کے آثار ظاہر ہوئے رفیع البخت نے خیال کیا کہ اس گرد کا انتظار کر لینا چاہیے ادھر آتے آتے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے دو لاکھ ناوک انداز پیدا ہوئے آگے آگے انکے دو سرکش پہلوان زبردست تیر کمان لیے ہوئے پھریرون پر علمون کے تعریف سارق بن لقا کی تحریر بھی ہوئی ہوا ہوئے ان ناوک اندازون کو معلوم ہوا کہ وہ شخص کوئی ہے جو سرفتنہ بہار مغرب ہے اور سیہ تاب شاہ اسکے خوف سے قلعہ بند ہوا ہے پس ان دونوں نے کمانیں دوش سے لیں اور ترکشوں سے تیر کھینچے تیر انکے نیزوں کے برابر تھے قد مثل دیوان سرکش کے تھے انھوں نے رفیع البخت کو تاک کر برابر تیر سر کے ساتھ ہی لگے

دولاکھ کما مین کٹ گئین اور اس کثرت سے تیر آئے کہ زمین پر سایہ ہو گیا رفیع البخت نے تیر بہت سے قلم کیے
لیکن کئی تیر لگ ہی گئے دونون پاؤن اور ہاتھ زخمی ہوئے رفیع البخت نے مرکب کو رانون مین مسلا اور
اتنی مہلت نہ دی کہ دوبارہ تیر دن کو سر کر سکتے تلوار کھینچ کر جا پڑے اور ناوک اندازون کو قتل کرنا شروع کیا
یہ دیکھ کر سنجاب شاہ نہایت خوش ہوا کہ خداوند نے کیا وقت پر کمک بھیجی ہی لشکر رفیع البخت کے چالیس ہزار
سوار گھوڑے دوڑا کر چلے کہ شریک جنگ ہون مالک دولاکھ مین گھرا ہوا ہی ناوک اندازون نے
ان پر بھی باڑھ تیرون کی ماری تیس ہزار کے قریب گر گئے تیس ہزار آ کر ناوک اندازون پر گر کے تلوار چلانے
لگی یہ خبر لاہو تیز گام نے جا کر سرداران رفیع البخت کو دی کہ ملک سابق سے دولاکھ ناوک انداز آ گئے
ہین شاہزادہ زخمی ہی اور لشکر مین گھرا ہوا ہی یہ سنتے ہی نہیب مغربی قمقام مغربی صمصام مغربی ہشام مغربی
قیصر شیر افگن سرمست فیل زور یہ سب کے سب مرکبون پر بیٹھ بیٹھ کے روانہ ہوئے اور تعاقب مین انکے
فوج بھی چل کھڑی ہوئی ادھر مہتر سر چیل نے جا کر قلعہ جبل الصحہ مین شاہزادہ سکندر رستم دو سے اطلاع
کی کہ ای شہریار غضب ہوا جلد تشریف لے چلیے ناوک اندازون نے شاہزادہ رفیع البخت کو گھیر لیا ہی دولاکھ
کا یورش ہی اور شاہزادہ کے ساتھ چالیس ہزار سوار تھے جنمین سے بارہ تیرہ ہزار باقی رہ گئے ہونگے
باقی سب قتل ہو گئے یہ سنتے ہی شاہزادہ سکندر رستم جلدی سے پشت مرکب پر بیٹھ کر روانہ ہوئے انکے
جانے کے بعد انکے سردار مثل غضنفر دیوکش اور عنقا سے کوہ پیکر اور سہراب کمان کش کے جلدی جلدی
مرکبون پر سوار ہو ہو کے روانہ ہوئے لیکن المست دیوانہ اور تمغاج زرہ پوش شکار کو گئے ہوئے تھے
یہ اس حالت سے بیخبر تھے باقی کل سرداران چل کھڑے ہوئے ادھر سنجاب مغربی بھی مع لشکر قلعہ بہار سے
نکلا اور ناوک اندازون کا شریک ہوا باقی ماندہ فوج بھی رفیع البخت کی کام آ گئی اب انپر حلقہا کے کمند
پڑنے لگے یہ برابر حلقون کو کمند کے تلوار سے کاٹتے جاتے ہین اور لڑتے جاتے ہین کہ اک مرتبہ شہر سنجاب کی
جانب سے گرد اٹھی اور ساتھ آٹھ سرداران نامی رفیع البخت کے نمودار ہوئے پشت پر انکے ایک لاکھ
سوار تھے جیسے ہی ناوک اندازون نے دیکھا کہ کمک اس خدا پرست کی آئی ہی پچاس ہزار کا غول پرے
جما کر کھڑا ہوا اور باڑھ ماری پچیس ہزار سوار پھر کام آ گئے زمین پر گر کے تڑپنے لگے اور سرداران رفیع البخت
بھی پہونچنے نپائے تھے کہ زخمی ہو گئے لیکن اسی حالت زخمداری مین پچہتر ہزار سوار سے آ کر گرے اور جنگ
کرنے لگے جس طرف شاہزادہ رفیع البخت غرق خون لڑ رہے تھے یہ بھی اسی طرف حملہ کر کے پہونچ گئے اور
شاہزادہ کو حلقے مین لے لیا پھر جنگ اچھی طرح ہونے لگی اب گیارہ بارہ لاکھ کا یورش ہی اور ادھر صرف پچہتر ہزار
ہین یا چند سرداران تھوڑے سے شہرہ مین اور پچیس ہزار کام آ گئے اگرچہ فوج رفیع البخت اور سکندر
کی بھی قریب سات لاکھ کے ہو گئی تھی لیکن سب متفرق تھی جو لوگ خبر پاتے جاتے ہین وہ آتے جاتے ہین
لیکن قریب پہونچنے بھی نہین پاتے ہین کہ اوسی رہ جاتے ہین غرضکہ خدا پرستون پر تنگ ہی کہ اکمرتبہ پھر گرد
اڑی اور نعرہ شاہزادہ سکندر رستم کا ہوا دیکھا سکندر نے کہ رفیع البخت نرغہ مین گھرے ہوئے
لڑ رہے ہین پس یہین سے نعرہ کیا کہ ہان ای کافران بچیا مین آ پہونچا نعرہ کی آواز سنتے ہی ناوک انداز ادھر
پلٹ پڑے اور تیر برسانا شروع کیے سکندر نے گھوڑے کو سرپٹ ڈالدیا ڈھال کو سر سے بچایا اور تیر دن
کو قلم کرنا شروع کیا پھر اسیان رفیع البخت کو وقت غنیمت ملا یہ بھی لوٹین کر کے چلے کہ ناوک انداز سکندر
کی طرف متوجہ تھے پھر اسیان سکندر رستم کے بارہ ہزار سوار کام آ گئے اور سرداران سکندر بھی زخمی
ہوئے لیکن یہ سب کے سب آگے جو گرتے ہین تو ایسی تلوار برسائی کہ ناوک اندازون کے

ہی چھوڑ دادیے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے اب دو لاکھ آدمیون کے قریب اہل اسلام سے
ہین اور تیرہ لاکھ کفار ہین خوب تلوار چل رہی ہی لیکن سکندر راور بہرامیان سکندر نے آتے ہی ناوک اندازون
کا ستھراؤ کر دیا کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار لگا دیے قریب بیس ہزار کے ناوک اندازون مین سے
بھی کام آچکے ہین کہ یکایک پتھر گرد اُڑی اور احجار سنگ انداز اور اصنام سنگ انداز دو لاکھ سنگ اندازان زو
سے نمودار ہوے اور انکو معلوم ہوا کہ جنگ ہو رہی ہی بس یہ لشکر سکندر رستم فر کے عقب سے آئے اور
اُنھون نے باڑھ پتھرون کی ماری سنسانے کی صدا پیدا ہوئی اور پتھر برسنے لگے کسیکا شانہ ٹوٹا کسیکا
پھٹا جسپر ایک پتھر بھی پڑگیا وہ بیکار ہو گیا اب شاہزادہ سکندر نے سنگ اندازون کی طرف رخ کیا
اور گھوڑے کو اُڑا کے اُن کے غول پر آپڑے ناوک اندازون نے مہلت پائی اُنھون نے تیر برسانا
شروع کیے اب لشکر سکندر بیچ مین سنگ اندازون اور ناوک اندازون کے آگیا ادھر پلٹتے ہین تو ادھر
سے پتھر برستے ہین ادھر پلٹتے ہین تو تیر برستے ہین کسی طرف امان نہین ہی اس وقت افسران فوج نے داہنی
اور بائین جانب رخ کیا اور دونون لشکرون کے پیچھے ہو کر نکلے اس اثنا مین آفتاب غروب ہو گیا
لشکر سنجاب شاہ مین رت مہتابین روشن ہوئین لیکن یہ لشکر بے سر و سامان بھی تھا شام ہوتے ہی جسکا جدھر
منہ اُٹھا نکل ہوا چلا گیا سکندر اور رفیع البخت استقدر زخمی ہوے کہ بیہوش ہو گئے گھوڑے انکو
لے نکلے کفار نے نقارہ فتح بجایا اور خیمہ برپا کیا رات آرام سے گزاری جب صبح ہوئی تو سنجاب شاہ کی
بارگاہ مین سب جمع ہوے چونکہ ابھی یہ چارون سردار تازہ وارد تھے آتے ہی اتنی بڑی مہم سر کی سنجاب شاہ
خوشی کے مارے ہر قسم کی خاطر و مدارات مین مصروف ہی ابھی کسی نے کچھ نکہا تھا کہ یہ پوچھا کہ دشمن کہان
ہین اور وہ دونون شاہزادیان کس مقام پر ہین سنجاب شاہ مغرلی نے کہا کہ قلعہ جبل الحدید مین ہین
احجار سنگ انداز اور اصنام سنگ انداز نے تیر کش ناوک انداز اور سر کش ناوک انداز
سے کہا کہ تم یہان کا انتظام کرو اور ہم بربادی قلعہ کے واسطے جاتے ہین اور شاہزادیون کو گرفتار کر کے
لاتے ہین یہ کہکر یہ دونون تو اپنی فوج کو ساتھ لیکر طرف قلعہ جبل الحدید کے روانہ ہوے اور یہان
تیر کش ناوک انداز اور سر کش ناوک انداز نے پہلے تو کشتون مین سکندر و رفیع البخت کو تلاش
کیا جب نہ پایا تو کہا خیر دیکھا جائیگا اب انکی زندگی موت سے بدتر ہی اسلیے کہ بدست و پا ہین فوج تباہ
ہو گئی خود زخمی ہو کر خدا جانے کہان رو پوش ہوگئے جتنے دنون مین وہ اچھے ہونگے اتنے دنون مین
سنجاب شاہ اور دونون شہزادیون کو لیکر خدمت خداوند مین پہونچ جائینگے غرضکہ جب کشتون کے
دفن سے فراغ حاصل ہوا تو تیر کش ناوک انداز نے سنجاب شاہ کو پیام سارلق کا دیا اور کہا کہ تمکے
بارے مین یہ حکم خداوند سارلق کا ہی کہ گرفتار کر کے باعزت سے نہ لانا اور جسکو لائق انتظام دیکھنا
اُسکو حاکم کر کے چلے آنا ہم جسکو مناسب جانینگے اپنا پیر بنا کر بھیج دینگے یہ سنکے سنجاب شاہ نہایت
پریشان ہوا کہا کہ میرا کیا قصور ہی تم لوگون نے دیکھا کہ مین خود اس خدا پرست کے ہاتھ سے تباہ ہوا لیکن
اطاعت اُسکی اختیار نہین کی اور خداوند کی پرستش سے منہ نہین موڑا تیر کش ناوک انداز نے
کہا کہ یہ عذر خداوند کے سامنے پیش کر دیجیے گا وہ چاہیگا معاف کریگا چاہیگا نہ بخشیگا ہم جتنا حکم پاکر آئے
ہین اُسکی تعمیل ضرور کرینگے سنجاب شاہ نے ہراسان ہو کر نجم اختر شناس کی طرف دیکھا اور اشارہ سے کہا
کہ اگر مین ایسا جانتا تو رفیع البخت کی اطاعت اور پرستش خدا ے برحق کی اختیار کر لیتا افسوس کہ دنیا
اور عقبیٰ دونون خراب ہوئین نجم اختر شناس نے بھی اشارے مین سمجھایا کہ آپ نظر پروردگار حقیقی پر

رکھیے وہ مدد کرنیوالا ہی لیکن عہد میرا سننے ثابت رہیگا تیرکش ناوک انداز نے سنجاب شاہ کو اسیر غل و زنجیر کیا
اور تیرکش ناوک انداز سے کہا کہ مین تو اسے لیکر خداوند کی طرف چلتا ہون سنگ انداز شاہزادیون کے
لینے کو قلعہ کی طرف گئے ہوئے ہین تم ملک سنجاب کا انتظام کرو وزراے سلطنت کو انتظام ملک سپرد
کرکے ہمراہ سنگ اندازون کے آنا یہ کہکر تیرکش تیرانداز تو جانب ملک سماریق مع قیدی سنجاب شاہ
مغربی روانہ ہوا اور تیرکش تیرانداز نے نجم اختر شناس اور ہامان دانشور کو انکے عہدے پر
رہنے دیا اور بادشاہ کی جگہ تصویر سماریق کی نصب کردی اور اب یہ بھی رفیع الہمت اور سکندر
کی فکر کرنے لگا کہ جہان کہین پتا لگے تو انکو بھی اسیر کرکے خدمت مین خداوند کے روانہ کیا جاے ہرکارے
اسکے ہر جانب تلاش کرتے پھرتے ہین لیکن ٭

اب چند کلمے داستان سنگ اندازون کے سنئیے

کہ جسوقت احجار سنگ انداز اور اصنام سنگ انداز سامنے قلعہ جبل الحدید کے پہونچے تو انھون نے
خیمہ برپا کیا ان ظالمون کو دیکھتے ہی عنقا سے قلعہ دار نے جلدی سے قلعہ کا انتظام درست کیا خندق
پانی سے بھروادی پل تختہ اٹھوا لیا برجون پر چڑھ گئین اور گولہ اندازون پر مسلط ہوگئے یہان اصنام
سنگ انداز اور احجار سنگ انداز نے ایک نامہ تحریر کرکے عنقا سے قلعہ دار کو بھیجا مضمون نامہ
یہ تھا کہ اے عنقا سے قلعہ دار تو نے خداوند کو بھول گیا اور اطاعت ایک ایلچی خداپرست کی تو نے اختیار
کی یہ نہ سمجھا کہ ایسا نہو غضب خداوند نازل ہو آخر وہ وقت آگیا جن لوگون سے سارستان مغرب
[illegible] ار پا تھا ہم چار آدمیون نے آتے ہی انکو کیسا تباہ کردیا کہ پتا بھی نہین معلوم ہوتا کہ وہ خود کیا ہوے اور
رفیق انکے کہان گئے یہ سب قدرت خداوند کا ور کیا ہی لہذا تجھکو لائق و لازم یہ ہی کہ دونون شاہزادیون
کو لیکر حاضر ہو اور اس دین جدید کو ترک کرکے توبہ کر تو شاید خداوند خطا تیری عفو کرین ورنہ ہم قلعہ مین
گھس کے شاہزادیون کو بھی لیجائینگے اور قلعہ کو اس طرح تاخت و تاراج کردینگے کہ پتا بھی تو نہ معلوم
ہوگا کہ کبھی قلعہ اس پہاڑ پر تھا بھی یا نہین جسوقت نامہ دار سنگ اندازون کا سامنے قلعہ کے پہونچا تو اسنے
نامہ تیر مین باندہ کہ قلعہ مین پھینکا عنقا سے قلعہ دار نے نامہ کو پڑھا نامہ لیے ہوے خدمت مین
ملکہ سیمین اندام سیمین لوس کے حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے ملکہ عالم اب وہ وقت آگیا کہ غلام تو حق نمک سے
ادا ہوا چاہتا ہی آپ کو اگر اپنی جان و آبرو بچانا ہی تو نقابین چہرون پر ڈالکر قلعہ سے نکل جائیے اور شاہزادون
کو تلاش کیجیے یا کسی سے پتا پوچھکر ملک روشن بخت کی راہ لیجیے کہ وہان انکے تمام عزیز مع بادشاہ لشکر
اسلام اور صاحبقران زمان موجود ہین یہان کی تباہی کا حال بیان کیجیے گا وہ لوگ آپ کو عزت و حرمت سے رکھینگے
رکھینگے اور یقین ہی کہ یہان آکر انکا کامل انتظام کرینگے قلعہ کے چور دروازے سے مین اس طرح آپ کو
نکال دونگا کہ کسی پر ظاہر نہوگا یہ ایک راہ مخفی ایسی ہی جس سے سوا میرے کوئی آگاہ نہین ہی اب سوا اسکے
کوئی چارہ کار نہین معلوم ہوتا ہی یہ سنکے ملکہ رونے لگی اور فلکیہ کو دیکھا عنقا سے قلعہ دار بھی رو دیا کہا
کہ افسوس یہ پروردۂ ناز و نعمت اور یہ تباہی ملکہ تصویر برق جمال نے کہا کہ تم کیون روتی ہو یہ وقت استقلال
کا ہی سنا ہی کہ خاصان خدا ہی پر مصیبت بھی زیادہ نازل ہوتی ہی جب وہ وقت نہین رہا تو یہ وقت بھی نہ رہیگا
زندہ تو ہمین کوئی کیا پاسکتا ہی اگر پاسکیگا تو مردہ پائیگا عالم مین نام رہجائیگا اور انجام بھی درست
ہوگا جلد دو مرکب منگواؤ اور تبدیل لباس کرو نقابین ڈالکے اندر کا حال کون جانسکتا ہی کہ ہم کون ہین یا مرد

غرض کہ اسی وقت دو مرکب آئے دونون شاہزادیون نے مردانے لباس پہنے چہرون پر نقابین ڈالین
اور گھوڑون پر سوار ہوکر چور دروازے سے نکلکر جانب صحرا روانہ ہوئین یہان عنقا سے قلعہ دار نے
جواب تحریر کیا کہ ہمکو معلوم ہوا کہ سمارق لقا سے بھی زیادہ ظالم ہے اسکا دست ہمیشہ خراب و دشمن ہمیشہ شاد
سنجاب شاہ نے اسکی اطاعت کا دم بھر کے کیا پھل پایا جو اور کوئی امید کرے اگر بادشاہ ہمارا خداپرست
ہوجاتا تو آج اس طرح گرفتار ہوکے کبھی نہ جاسکتا تمام اہل اسلام جانین دیتے مگر سنجاب شاہ کو ضرور
رہا کرتے ہین جنت کا راستہ چھوڑکر جہنم کی طرف کبھی نہ جاؤنگا مرنا ایک دن ضرور ہے اگر قضا آگئی تو بچ نہین
سکتے اور اگر وقت قضا کا ابھی نہین ہے تو وہ تنکا بھی کوئی میلا نہین کرسکتا شاہزادیون کو تیرے سپرد کرکے نمکحرام
اپنے کو مشہور کرین دنیا کی بھی لعنتی اٹھائین اور عاقبت بھی بگاڑین یہ ننگ و عار کوئی سپاہی پیشہ کبھی گوارا
نکریگا جو تجھسے ہوسکے قصور نکر جبتک ہماری دم مین دم باقی ہے تجھے قلعہ مین قدم بھی تو نہ رکھنے دینگے اور جب
ہم نہونگے کوئی اور مددگار پیدا ہوجائیگا تم لوگ شاہزادیون کو پا نہین سکتے اب یہ خداپرست ہوگئین
اور انھون نے اپنے خالق حقیقی کو پہچانا اب خالق انکا نگہبان ہے یہ جواب تحریر کرکے اور نامہ تیر مین باندھکر
پھینک دیا نامہ دار جواب نامہ کا لیتے ہوے اصنام سنگ انداز اور احجار سنگ انداز کے پاس
آیا جب ان دونون نے نامہ پڑھا تو بہت غصہ آیا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب
لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر عنقا سے قلعہ دار کو ہوئی اسنے بھی نقارہ رزمی بجوا دیا اب یہ لوگ انتظام
صبح مین مصروف انتظام جنگ ہوئے ہین جب صبح ہوگی تو دیکھا جائیگا کہ کیا ہوا لیکن اول حال ملکہ
سمن اندام اور تصویر برق جمال کا سنیے کہ یہ دونون جو قلعہ سے نکلکر چلی ہین تو انھون نے ایک
سمت کو گھوڑے اٹھادیے نہ تو راستے سے واقف نہ ہمراہ ساتھ شب تاریک جنگل کا سناٹا اگرچہ تصویر
برق جمال شیردل عورت تھی لیکن پھر بھی بسبب ناتجربہ کاری اور عورت ہونے کے سناٹا صحرا کا دیکھکر دنگ
دھڑکے ہوئے تھے اور سمن اندام سبز پوش کا تو جلوون خون خوف سے خشک ہوا جاتا تھا وہ ہوا کا
سناٹا پتون کی کھڑکھڑاہٹ درندون کی ہیبت ناک آوازین دل دہلائے دیتی تھین کیا تقدیر
کی گردش اور زمانہ کا انقلاب پیش آیا تھا جان و آبرو کا خوف اس صحرا مین لیے جاتا تھا جاتے جاتے
صبح ہوگئی تو سامنے ایک قلعہ دکھائی دیا اگرچہ سمن اندام یہ جانتی تھی کہ ابھی سرحد بہارستان
مغرب کی باقی ہے اور یہ کوئی ملازم میرے باپ ہی کا اس قلعہ کا حاکم ہوگا زمانے کے انقلاب اور گردش
تقدیر سے یہ امید نہ تھی کہ اپنا نوکر بھی آشتی پیش آئیگا کیونکہ یہ خبر مشہور ہوگئی تھی کہ سنجاب شاہ
گرفتار ہوگیا ہے ایک صوبہ دار قلعہ دار اپنے مقام پر خود مختار بنا بیٹھا تھا اب ان شاہزادیون
پر بھوک اور پیاس کا غلبہ ہے اور آنکھون مین نیند کا خمار بھی ہے گھوڑے سے رات بھر کی رہروی سے
تھک چکی ہین یہ پریشان ہین کہ کیا کرین اور کہان جائین ایک درخت کے نیچے دونون نے گھوڑون کو
روکا ملکہ تصویر برق جمال نے کہا کہ بہن زرین پوش سمجھا کے بیٹھو گھوڑون کو چھوڑدو کہ یہ بھی چرلین
ہم تم بھی ذرا دم لے لین اسکے بعد دیکھا جائیگا یہان سے کسی اور شہر مین چلکر سرا وغیرہ مین قیام
کرینگے تو ٹھکانا ملے تو پتا ملک روشن بخت کا دریافت کرکے عملداری سمارق سے باہر قدم
نکالین دونون شاہزادیان گھوڑون سے اتر پڑین اور زرین پوش سمجھا کے بیٹھ گئین گھوڑون کو چھوڑ
دیا وہ چرنے لگے ملکہ سمن اندام کو تو گھوڑے سے اترتے ہی رات بھر کی زحمت سے بخار آگیا
لیکن تصویر برق جمال بسبب عادی ہونے کے زیادہ پریشان نہ تھی لیکن سمن اندام کی حالت

اس قابل نہ رہی تھی کہ یہ گھوڑے کی سواری میں سفر کر سکتی یہ حال دیکھکر تصویر برق جمال نہایت مضطر ہوئی اور رونے لگی نہ تو یہ ہو سکتا تھا کہ مالکہ کو چھوڑ کے قلعہ میں جاکر سواری کا بندوبست کرتی کہ یہاں کون حفاظت کرنے والا تھا نہ یہ بنتا تھا اور نہ ٹھہرتے بنتا تھا ایسی پریشانی کے عالم میں تھی اور سمن اندام شدت تپ سے بیہوش پڑی ہوئی تھی اول حال کچھ اس قلعہ کا بھی سن لیجیے کہ یہ قلعہ سمن زہرہ عذار کا ہے سنجابیہ شاہ مغربی کی طرف سے سمن اس مقام کا حاکم اور محافظ سرحد ہے یہ ٹہل قلعہ پر ٹہل رہا تھا کہ اسنے دیکھا دو نقابدار آکر ایک درخت کے نیچے ٹھہرے ہیں اور ملک سنجابیہ کی طرف سے چلے آتے ہیں اسنے اپنے عیار کو بلا کے اس سے کہا کہ جاکے ان دونوں نقابداروں سے دریافت کر کہ تم کہاں سے آتے ہو اگر یہ شہر سنجابیہ کے حال سے واقف ہوں تو انکو بلا لا یا حال ملک سنجابیہ کا دریافت کر تا ہیں نے سنا ہے کہ وہاں کوئی خدا پرست فقیر ان کے آیا ہوا ہے اور اسے اسنے ایسا عروج پکڑا ہے کہ ہمیں قدرت اسکے ہاتھ سے عاجز ہے بلکہ کچھ ایسی بداقبالی آئی ہوئی ہے کہ خداوند بھی ناراض ہو گئے ہیں اور آتشخونوں کے ناوک اندازوں اور سنگ اندازوں کو تباہی شہر سنجابیہ کے واسطے بھیجا ہے عیار اسکا حکم سنتے ہی چپ قلعہ سے نکلکر پاس ان شاہزادیوں کے آیا اور اسنے پوچھا کہ اے نقابدار تم کہاں سے آتے ہو اگر شہر سنجابیہ کے حال سے واقف ہو تو ہم سے بیان کر دو یا قلعہ میں چلو کہ حاکم قلعہ کو کچھ حال شہر سنجابیہ کا تمسے دریافت کرنا ہے یہ سنکے ملکہ تصویر برق جمال نے کہا کہ ہم واقع میں شہر سنجابیہ ہی سے آتے ہیں اور ملک سنجابیہ کا جو حال ہمکو معلوم ہے تجھسے کیا بیان کریں چل تیرے مالک ہی کے سامنے کہہ دینگے ہمیں ایک دن اور ایک رات قیام کرنا بھی منظور ہے کہ دوسرا نقابدار بیمار ہو گیا ہے ہر چند ملکہ نے آواز بنا کے بات کی مگر عورت کی آواز مرد سے کہاں ملتا یہ ہو سکتی ہے عیار سمجھ گیا کہ اس حجاب میں کچھ اسرار ضرور ہے یہ مرد نہیں بلکہ عورتیں ہیں اور عورتیں بھی خاندان شاہی کی معلوم ہوتی ہیں عیار نے کہا کہ میں جاکر نقابدار بیمار کے واسطے سواری لاتا ہوں آپ اچھا نہ گھبرائیں علاج نقابدار کا اچھی طرح کرینگے جس وقت صحت ہو لے اس وقت کوچ کیجیے گا یہ سنکے ان دونوں شاہزادیوں کو گونہ تسلی ہوئی اور سپہ زادہ پسر خدمت میں سمن زہرہ عذار کی آیا اور کہا کہ اے شہریار یہ دونوں نقابدار مجھے عورت معلوم ہوتے ہیں سواری بھیجے ساتھ جو لوگ ایک نقابدار بیمار ہے اسے سوار کر کے قلعہ میں لے آؤں [illegible] سے یہ پایا جاتا ہے کہ شہر سنجابیہ تباہ ہو گیا یہ عورتیں خاندان شاہی کی تباہی کی حالت میں روپوشی کرکے نکلی ہیں ان سے سب بھی اچھی طرح معلوم ہو جائیگا اور اگر یہ آئیں تو انھیں بھی اسنے قلعہ میں لا رکھیے اسلئے کہ سنجابیہ شاہ کا اب خوش نہیں ہے کہ وہ عتاب خداوندی میں گرفتار ہے اور کوئی آڑ کا کیا کر سکتا ہے اور کسکو معلوم ہے کہ کون تباہ ہوکے کدھر گیا چونکہ سمن زہرہ عذار آدمی شوقین ہے اسنے باشتیاق دیدار وصال اسی وقت سواری منگا کر ساتھ کی عیار پالکی لیکر خدمت میں نقابدار کے آیا اور عرض کی کہ یہ پالکی حاضر ہے سمن اندام اس وقت تک بے حال ہو رہی تھی عیار نے اٹھانے کا قصد کیا کہ پالکی میں سوار کر دوں نقابدار دیگر یعنی ملکہ تصویر برق جمال نے منع کیا غرض یہ تھی کہ نامحرم کا ہاتھ نہ لگے عیار نے سبب پوچھا نقابدار نے کہا کہ یہ شخص بدمزاج بہت ہے میں اسے سوار کیے دیتا ہوں یہ کہکر سمن اندام کو اٹھا کر پالکی میں ڈالا آپ گھوڑے پر سوار ہوئی عیار نے دوسرے گھوڑے کو لیا اور جانب قلعہ روانہ ہوئی جس وقت قلعہ میں پہونچی تو سمن زہرہ عذار نے کہا کہ اے نقابدار آپ قلعہ کے برج میں رہنا پسند کریں یا شہر کے اندر کوئی مکان آپکے رہنے کو دیا جائے تصویر برق جمال نے خیال کیا کہ شہر میں رہنا برا ہے ایسا نہو کہ راز فاش ہو کہا کہ ہمیں برج میں رہنا پسند ہے کہ یہ نہایت مقام پر ہوا ہے یہاں کی آب و ہوا اچھی ہوگی [illegible] مریض کے لیے بہت مفید ہے سمن نے قلعہ

کے برج شمالی مین انکو جگہ دی سامان راحت مہیا کر دیا اسی عیار کو خدمت کے لیے معین کیا کہ اگر یہ عورتین ہین اور ہمین
ہین تو معلوم ہو جائیگا ملکہ تصویر برق جمال نے دل مین شکر خدا کیا کہ وہ پریشانی تو دفع ہوئی اب یہان ایک یہی
خوف ہی کہ راز نہ افشا ہو ذرا طبیعت بہمن اندام کی سنبھل جائے تو کسی دوسری سواری کا بند و بست کرکے
یہاں سے بھی کوچ کرین دو ایک دن کی احتیاط زیادہ دشوار نہین ہی اور مقام بھی تنہائی کا ہی جب یہ آرام سے
بیٹھ چکین تو عیار نے کھانا لا کے رکھا اور کہا کہ منھ ہاتھ دھو کے کچھ نوش کیجیے ملکہ تصویر برق جمال نے
کہا کہ تم چلے جاؤ تو ہم منھ دھوئین اسلیے کہ اگر ہمکو صورت دکھانا ہوتی تو نقاب چہرہ پر کیون ڈالتے یہ عیار وہان سے
ہٹ گیا لیکن اسکو فکر یہی تھی کہ کسی طرح انکو بیحجاب دیکھنا چاہیے لیکن آج اسنے قابو نہ پایا مگر قرینے سے
خیال اسکا پختہ ہوتا جاتا ہی کہ یہ مرد نہین عورتین ہین یہان تخلیہ کرنے کے بعد دونون شہزادیون نے
باری باری منھ ہاتھ دھویا کھانے پینے سے فراغ حاصل کیا اب بہمن اندام سے تصویر برق جمال
نے کہا کہ تم زیادہ پریشان ہو ذرا سو رہو تو بہتر ہی بہمن اندام نے کہا کہ جس حال مین ہین ہون اسی حال مین
تم ہو تمھین کب راحت نصیب ہوئی تم بھی سو تو مین بھی سوؤن تصویر برق جمال نے جواب دیا کہ یہ بھی مگر نا
ایسا ہو کہ سونے کی حالت مین کوئی نقاب ہٹا کے صورت دیکھ لے اور راز فاش ہونے سے دوسری مصیبت
پیش آئے مردون کی نیتین خراب ہوتی ہین جب آبرو کی حفاظت کو یہ جفائین اور صعوبتین گوارا کی ہین پھر اسکی
حفاظت و شنوائی ہو چکی یہان تو کوئی اپنا نظر ہی نہین آتا اور یہ عیار جو سوا آیا کرتا ہی یہ پردہ دری کی
فکر ہی مین ہی یہ سنکے بہمن اندام کا دل اور بھی دھڑکنے لگا لیٹی تو مگر خوف کے مارے نیند نہ آئی بعد کچھ دیر
کے اٹھ بیٹھی اور کہا کہ بہن اب تم سو رہو تصویر برق جمال دوسری احتیاط یہ کی کہ اندر سے سب دروازون
کی کنجیان لگا دین اور سو رہی قریب شام آنکھ کھلی دونون نے نمازین پڑھین اب کچھ کسل برطرف ہوا تھا کہ تو
پھر عیار خوان کھانے کا لیکر حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ دونون صاحب خاصہ سے فراغت کر رکھین کہ حاکم
قلعہ آنے والا ہی آپ سے حالات شہر سنجابیہ کے دریافت کرنا ہی یہ کہکے عیار چلا گیا ان دونون نے فریضہ
مغرب و عشا کو پہلے ادا کیا اور کھانا کھا پی کے بیٹھ رہے اتنے مین بہمن زبیر یار خوار آیا اور قریب نقاب پوشان
کے بیٹھ گیا ملکہ تصویر برق جمال شتوری لباس پہنے تھی اور ملکہ بہمن اندام آسمانی لباس زیب جسم
کیے تھی بہمن نے سنجرفی پوش کی طرف خطاب کر کے کہا کہ ہان اب حالات شہر سنجابیہ کے بیان کیجیے
سنجرفی پوش نے تمام واقعات بیان کیے بہمن زبیر یار خوار نے کہا کہ دختر بادشاہ کہان ہی سنجرفی پوش
نے کہا کہ وہ رفیع البخت کے قلعہ مین تھی جسوقت ہم شہر سنجابیہ سے نکلے ہین اسوقت تک تو وہ وہین تھی
اب نہین معلوم کہ کیا حالت گذری بہمن زبیر یار خوار نے کہا کہ بادشاہ شہر جبال کی دختر کو بھی تو کوئی
خدا پرست سوار قدرت بن کے لے گیا تھا وہ کہان گئی مین نے سنا ہی کہ وہ ایسی حسین تھی کہ اسکے باپ
نے اسے نذر خداوند کے واسطے رکھا تھا اور شادی اسکی نہین کی تھی یہ سنکے دل ملکہ کا تھرایا کہ بات
تیسے کی تھی اور خود ہی چھیڑ دیا تھا کہا کہ وہ بھی اسی قلعہ مین تھی جو ایک ملکہ پر گذری ہوگی وہی دوسری پر گذری
ہوگی اور اے بہمن زبیر یار خوار وہ اس شخص کی دختر ہی جو علاوہ بادشاہ ہونے کے پہلوان زبردست ہی اور
ملکہ خود بھی سپہگری کے فن مین طاق و مشاق ہی اسپر کوئی قابو نہین پا سکتا جبتک وہ خود نہ مطیع ہو یہ اسکی
قدرت ہی تھی جو طاقت تھی کہ ملکہ کو زیر کر لیا تھا اور مجھے اسکی خوبصورتی کے ذکر سے کیا کام گو اسوقت
زمانہ ان لوگون سے ناموافق ہو رہا ہی مگر پھر بھی اس تباہی کی حالت مین بھی اگر انکو معلوم ہو جائے
کہ قلعہ دار زبیر یار خوار اس خیال کا آدمی ہی تو سرداران سنجابیہ بادشاہ اور سرداران ملکہ طلوس جبالی

اور رفیع البخت اور سکندر اور اُنکے تمام عزیز تجھے قلعہ مین رہنا دشوار کرین اور تجھے دختر سنجاب کا نام لیتے شرم
نہین آتی کہ وہ تیری آقازادی ہے تو وہی ہے کہ اُسکے باپ کا ادنے ملازم ہے بہمن نے کہا کہ اے نقابدار سنجاب شاہ
اسیر ہو گیا اور معتوب درگاہ خداوند ہوا اب وہ ایک غلام سے بھی بدتر ہے اور مین اُسی طرح حکومت کر رہا ہون
اب اگر سنجاب شاہ کی دختر میرے تصرف مین آئے تو سنجاب شاہ کے لیے جائے فخر ہے کہ وہ اب بادشاہ
نہین رہا لیکن دختر اسکی بادشاہ کی بی بی کہلائیگی یہ باتین سنکے ملکہ سمن اندام تو عرق عرق ہو گئی اور اُسنے فلک کو
دیکھا کہ کیا تیری گردش ہے کہ ایک ادنے ملازم ہمارا ہماری نسبت یہ کہہ رہا ہے اور ملکہ تصویر برق جمال کو
ایسا غصہ آیا کہ اسکا جی چاہا کہ تلوار مار بیٹھون مگر ضبط سے کام لیا اور یہ ارادہ کیا کہ اب ایک دم اس قلعہ
مین ٹھہرنا نہ چاہیے کہ جان و آبرو کا خطرہ ہے جس وقت بہمن اُٹھ کے اپنے مکان کی طرف روانہ ہوا تو
اُسنے عیار سے اُسنے کہا کہ یہ دونون نقابدار ضرور عورتین ہین اور اپنی جان بچا کر ملک سنجاب سے بھاگی ہین
کیونکہ انکی آواز بتاتی ہے کہ یہ مرد نہین اور تسخر کی لوثن کا برا ماننا بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہی دونون وہ
شہزادیان ہین جنکو مین نے پوچھا تھا آج جس طرح ممکن ہو اس بات کو دریافت کرکے مجھسے کہہ تو کل ہی ان
نقابون اُنکے چہرون کی نجیر دور کر دون عیار نے کہا کہ صبح کو مین آپ سے کہدونگا یہ کہکر عیار وہان سے
چلا اور صورت فقیرنی کی بناکر آیا یہان بعد جانے بہمن زہر مار خوار کے سمن اندام نے کہا کہ بہن خدا کے
واسطے ابیہان سے نکلو یہ راز فاش ہوا چاہتا ہے تصویر برق جمال نے کہا کہ صبح ہوتے دو درگاہ طلب کرکے
شکار کے بہانے سے نکلینگے اور چلے چلینگے اتنے مین ایک فقیرنی نے آکر سوال کیا سمن اندام نے جو کچھ کھانا
بچا رکھا تھا اسکو دیدیا فقیرنی نے ہزار دن دعائین دین اور عرض کی کہ مجھے سوجھتا کم ہے اگر حکم ہو تو رات بھر کے
لیے یہین پڑ رہون یہ تو عورتین تھیں ترس کھا گئین کہا کیا مضائقہ ہے ذرا دل ہی بہلے گا فقیرنی مسہری
کے پاس آکے فرش پر لیٹ رہی دونون شاہزادیان دروازے بند کرکے لیٹ کے سو رہین جب انکو
خواب بلند ہوئی تو یہ غدار بے پیر اپنے مقام سے اٹھا اور تھوڑی تھوڑی بیہوشی سنگھا کر اپنے بند نقاب کھولے
تو دیکھا کہ دو آفتاب حسن جلوہ گر ہین عیار کو سکتہ ہو گیا اور دیر تک محو حیرت کے عالم مین دیکھا کیا چونکہ دروازہ
صحرا کی طرف کا کھلا ہوا تھا کہ اس طرف سے کسیکے آنے کا خوف نہ تھا اور سرد افزا ہوائے سحر ساتھ آ رہی تھی تھوڑی
دیر مین اثر بیہوشی کا برطرف ہو گیا عیار یہ سوچ رہا تھا کہ اگر انمین سے ایک بھی مجھے مل جاتی تو زندگی کا لطف
حاصل ہو جاتا مگر بہمن زہر مار خوار کا ہمکو دینا پسند کریگا یہ اسی سوچ مین تھا کہ تصویر برق جمال کو چھینک
آئی بس جلدی سے پرندہ بے پیر لیٹ رہا وہان بائین منھ پر جو ہاتھ پھیرا تو بند نقاب کے کھلے
ہوئے پائے بس یہ سمجھ گئی کہ راز فاش ہوا اور یہ کام سوا اُس فقیرنی کے دوسرے کا نہین ہے جو غور کیا دیکھا
کہ سمن اندام کی نقاب کے بند بھی کھلے ہوئے ہین بس یہ تڑپ کے اپنی جگہ سے اُٹھی دیکھا کہ فقیرنی زمین پر
پڑی خراٹے لے رہی ہے تصویر برق جمال نے ایک لات ماری اور کہا کہ او بلا سچ بتا تو کون ہے پرندہ بے پیر
لات کھاکے تڑپ گیا اور اٹھ بیٹھا ملکہ نے ایک لات اور ماری اسنے اُٹھ کے بھاگنے کا قصد کیا ملکہ نے
ہاتھ پکڑ لیا چونکہ تصویر برق جمال نہایت شہزور ہے ہر چند عیار نے ہاتھ چھڑانا چاہا ممکن نہوا اور ملکہ نے خنجر گلو پر
رکھ دیا اور کہا کہ جلد بتا تو کون ہے اور تو نے کیون بند نقاب کھولے جب دیکھا عیار نے کہ نہ بتاؤنگا تو بے شک
اُس وقت قتل کر ڈالینگی کہا کہ ہان مین عیار بہمن ہون اور حکم بہمن سے مین نے گستاخی کی بس تصویر برق جمال نے کہا کہ
اے سمن اندام اٹھو اور چلنے کی تیاری کرو ورنہ قلعہ سے نکلنا دشوار ہو جائیگا سمن اندام اُٹھ بیٹھی اور دونون
نے بند نقاب درست کیے آلات حرب تن پر آراستہ کرکے عیار سے کہا کہ چل کہ بہانہ [illegible]

سکے برج شمالی مین انکو جگہ دی سامان راحت مہیا کر دیا اس عیار کو ہدایت کے لیے تعینات کیا کہ اگر یہ عورتین ہین اور حسین
ہین تو معلوم ہو جائیگا ملکہ تصویر برق جمال نے دل مین شک پیدا کیا اور وہ پریشانی تو دفع ہوئی اب یہان ایک ہی
خوف ہی کہ راز نہ افشا ہو قرار طبیعت سمن اندام کی سنبھل جاتے اگر یہی دوسری سواری کا بندوبست کرتے
یہان سے بھی کوچ کرین دو ایک دن کی احتیاط زیادہ دشوار نہین ہر اور یہ مقام بھی تنہائی کا ہر جب سے آرام سے
بیٹھ چکین تو عیار نے کھانا لا کے رکھا اور کہا کہ منہ ہاتھ دھو کے نوش جان فرمائیے ملکہ تصویر برق جمال نے
کہا کہ تم چلے جاؤ تو ہم منہ ہاتھ دھوئین اسلیے کہ اگر ہم صورت دکھانا ہوتی تو نقاب چہرہ پر کیون ڈالتے عیار وہان سے
ہٹ گیا لیکن اسکو فکر یہی کہ کسی طرح انکو بے حجاب دیکھنا چاہیے لیکن [illegible] ڈھونڈ پایا مگر قرینے سے
خیال اسکا پختہ ہوتا جاتا ہی کہ یہ مرد نہین عورتین ہین یہ مکان تخلیہ کرنے کے بعد دونون شہزادیون نے
باری باری منہ ہاتھ دھویا کھانے پینے سے فراغ حاصل کیا اب سمن اندام سے تصویر برق جمال
نے کہا کہ تم زیادہ پریشان ہوئی ہو اب سو رہو تو بہتر ہی سمن اندام نے کہا کہ جب خیال مین آتا ہی کہ کس حال مین
تم ہو تمھین کب راحت نصیب ہوئی تم بھی سو رہو تو مین بھی سو رہون تصویر برق جمال نے جواب دیا کہ [illegible]
ایسا نہو کہ سونے کی حالت مین کوئی نقاب ہٹا کے صورت دیکھ لے اور راز فاش ہو جائے [illegible]
پیش آئے مردون کی نیتین خراب ہوتی ہین جب آبرو کی حفاظت کو یہ [illegible] پھر اسکی
حفاظت دشوار ہو جائیگی یہان تو کوئی اپنا نظر ہی نہین آتا اور یہ عیار جو [illegible] کی
فکر ہی مین ہی سنکے سمن اندام کا دل اور بھی دھڑکنے لگا [illegible]
سکے اٹھ بیٹھی اور کہا کہ مین اب [illegible] تم سو رہو تصویر برق جمال [illegible]
کی کنجیان لگا دین اور سو رہی قریب شام آنکھ کھلی دونون نے نمازین پڑھین اب [illegible]
پھر عیار خوان کھانے کا لیکر حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ دونون صاحب کھانے سے فراغت [illegible]
قلعہ آنے والا ہی اسنے حالات شہر تجابیہ کے دریافت کرتا ہی یہ کہکے عیار چلا گیا ان دونون نے [illegible]
مغرب و عشا کو پہلے ادا کیا اور کھانا کھا لی سکے بیٹھے ہی تھے کہ استے مین بہمن زرہ بار خوار آیا اور قریب [illegible]
سکے بیٹھ گیا ملکہ تصویر برق جمال شترفی لباس پہنے تھی اور ملکہ سمن اندام آسمانی لباس [illegible]
سمجھی تھی بہمن نے شترفی پوش کی طرف خطاب کر کے کہا کہ ہان اب حالات شہر تجابیہ کے بیان [illegible]
شترفی پوش نے تمام واقعات بیان کیے بہمن زرہ بار خوار نے کہا کہ [illegible] شترفی پوش
نے کہا کہ وہ ربیع الجنت کے قلعہ مین تھی جس وقت ہم شہر تجابیہ سے نکلے ہین اسوقت تک تو وہ وہین تھی
اب نہین معلوم کہ کیا حالت گذری بہمن زرہ بار خوار نے کہا کہ بادشاہ شہر جبال کی دختر [illegible] تو کوئی
خدا پرست سوا قدرت بن کے لے گیا تھا وہ کہان گئی مین نے سنا ہی کہ وہ ایسی حسین تھی کہ [illegible]
نے اسے نذر خداوند کے واسطے رکھا تھا اور شادی اسکی نہین کی تھی یہ سنکے دل ملکہ کا [illegible]
[illegible] کی تھی اور خود ہی جو دیتا تھا کہا کہ وہ بھی اسی قلعہ مین تھی جو ایک ملکہ [illegible] ہوگی [illegible] دوسری [illegible]
ہوگی اور یہی بہمن زرہ بار خوار وہ اس شخص کی دختر ہی جو علاوہ بادشاہ ہونے کے پہلوان [illegible] ہی اور
ملکہ خود بھی سپہگری کے فن مین طاق و مشاق ہی اسپر کوئی قابو نہین پا سکتا جبتک وہ خود [illegible] مطیع ہو [illegible]
قدرت ہی مین طاقت تھی کہ ملکہ کو زیر کر لیا تھا اور [illegible] اسکی خوبصورتی کے ذکر سے کیا کام [illegible]
زمانہ ان لوگون سے ناموافق ہو رہا ہی مگر پھر بھی اس تباہی کی حالت مین بھی اگر [illegible] معلوم ہو جائے
کہ قلعہ دار زرہ بار خوار اسی خیال سے آدمی ہے تو سرداران تجابیہ بادشاہ اور سرداران [illegible]

اور رفیع البخت اور سکندر اور انکے تمام عزیز تجھے قلعہ مین رہنا دشوار کردین اور تجھے دختر سنجاب کا نام لیتے شرم
نہین آتی کہ وہ تیری آقازادی ہے تو وہی ہے کہ اسکے باپ کا ادنیٰ ملازم ہے بہمن نے کہا کہ ای ملکہ بار سنجاب شاہ
اسیر ہو گیا اور معتوب درگاہ خداوند ہوا اب وہ ایک غلام سے بھی بدتر ہے اور مین اسی طرح حکومت کر رہا ہون
اب اگر سنجاب شاہ کی دختر میرے تصرف مین آئے تو سنجاب شاہ کے لیے باعث فخر ہے کہ وہ اب بادشاہ
نہین رہا لیکن دختر اسکی بادشاہ کی بی بی کہلائیگی یہ باتین سنکے ملکہ بہمن اندام تو عرق عرق ہو گئی اور اپنے فلک کو
دیکھا کہ کیا تیری گردش ہے کہ ایک ادنیٰ ملازم ہمارا ہماری نسبت یہ کہہ رہا ہے اور ملکہ تصویر برق جمال کو
ایسا غصہ آیا کہ اسکا جی چاہا کہ تلوار مار کے ٹکڑے کرون مگر ضبط سے کام لیا اور یہ ارادہ کیا کہ اب ایک دم اس قلعہ
مین ٹھہرنا نہ چاہیے کہ جان و آبرو کا خطرہ ہے جس وقت بہمن اٹھکے اپنے مکان کی طرف روانہ ہوا تو
اپنے عیار سے کہا کہ یہ دونون نقابدار ضرور عورتین ہین اور اپنی جان بچاکر ملک سنجاب سے بھاگنے کی ٹھانی ہے
کیونکہ انکی آواز بتاتی ہے کہ یہ مرد نہین اور شجر فی پوشی کا بڑا ماہتا بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہی دونون وہ
شہزادیان ہین جنکو مین نے پوچھا تھا آج جس طرح ممکن ہو اس بات کو دریافت کرینگے مجھے کہہ کر کل مین
نقاب مین اسکا چہرہ دن کی چمک دور کردون عیار نے کہا کہ صبح کو مین آپ سے کہدونگا یہ کہکر عیار وہان سے
بابا اور وہ عورت فقیرنی کی بنا کر آیا یہان بعد جانے بہمن زہر مار خوار کے بہمن اندام نے کہا کہ بہن خدا کے
واسطے اب یہان سے نکلو یہ راز فاش ہوا چاہتا ہے تصویر برق جمال نے کہا کہ صبح ہونے دو دیکھو اللہ کرسکے
شکار کے بہانے سے نکلینگے اور چلے جائینگے اتنے مین ایک فقیرنی نے آکر سوال کیا بہمن اندام نے جو کچھ کہ
عیار رکھا تھا اسکو دیدیا فقیرنی نے ہزار دن دعائین دین اور عرض کی کہ مجھے سوجھتا کم ہے اگر حکم ہو تو رات بھر کے
لیے یہین کہین پڑ رہون یہ تو عورتون کی صورت کو ترس گئی تھین کہا کیا مضائقہ ہے ذرا دل ہی بہلیگا فقیرنی مسہری
کے پاس آکے فرش پر لیٹ رہی دونون شہزادیان دروازے بند کرکے لیٹ کے سو رہین جب ذرا فقیر
خواب بلند ہوئی تو یہ پرندہ بنکے پر اپنے مقام سے اٹھا اور تھوڑی تھوڑی بیہوشی سنگھا کر پہنچے بند نقاب کھولے
تو دیکھا کہ وہ آفتاب محشر جلوہ گر ہین عیار کو سکتہ ہو گیا اور دیر تک محویت کے عالم مین دیکھا کیا چونکہ دروازہ
صحرا کی طرف کا کھلا ہوا تھا کہ اس درخت کے آنے کا خوف نہ تھا اور بند اقرار کے ساتھ آگرہ ہی تھی تو وہ ناکی
وہین اثر بیہوشی کا برطرف ہو گیا عیار یہ افسوس کر رہا تھا کہ اگر انہین سے ایک مجھے ملجاتی تو زندگی کا لطف
حاصل ہو جاتا مگر بہمن زہر مار خوار کا ہے کو دینا پسند کریگا یہ اسی سوچ مین تھا کہ تصویر برق جمال کو جھپکی
آئی بس جلدی سے پرندہ بنکے پھر لیٹ رہا وہان ناک پر منہ پر جو ہاتھ پھیرا تو بند نقاب سے کھلے
ہوئے پائے بس یہ سمجھ گئی کہ راز فاش ہوا اور یہ کام سوا اس فقیرنی کے دوسرے کا نہین ہے جو غور کیا دیکھا
کہ بہمن اندام کی نقاب کے بند بھی کھلے ہوئے ہین بس یہ تڑپ کے اپنی جگہ سے اٹھی دیکھا کہ وہ فقیرنی زمین پر
پڑی خراٹے لے رہی ہے تصویر برق جمال نے ایک لات ماری اور کہا کہ او بلا سچ بتا تو کون ہے مرندہ ہے یہ
لات کھاکے تڑپ گیا اور اٹھ بیٹھا تاکہ ایک لات اور ماری اپنے اٹھ کے بھاگنے کا قصد کیا تاکہ
ہاتھ پکڑ لیا چونکہ تصویر برق جمال نہایت شہزور ہے ہرچند عیار نے ہاتھ چھڑانا چاہا ممکن نہ ہوا اور زمین پر دے مارا پٹخ
دیا اور کہا کہ جلد بتا تو کون ہے اور تو نے کیون بند نقاب کھولے جب دیکھا عیار نے کہ نہ بتاؤنگا تو جان بچنی مشکل
اس وقت قبولا کہ مین عیار ہون اور حکم بہمن سے مین نے یہ گستاخی کی بس تصویر برق جمال نے کہا کہ
اے بہمن اندام اٹھو اور چلنے کی تیاری کرو ورنہ قلعہ سے نکلنا دشوار ہو جائیگا بہمن اندام اٹھی اور اٹھکے
نے بند نقاب درست کیے آلات حرب تن پر آراستہ کرکے عیار سے کہا کہ چلکر ہمارے ساتھ

ہوے ہین نہ مین مسلمان ہوا ہون سنکے بہرام نے کہا کہ وسے لیشارہ مجھے بدنام کرائیگا غضب کیا تو نے
کہ ملکہ کو پھر لے آیا اتنے مین بہمن بھی آ پہونچا فرزند کو یہ اچھلا کر نہ لگا بہرام نے کہا کہ کافر باپ کی اطاعت
واجب نہین بہمن نے کہا کہ مجھے تو کافر کہتا ہے ایسی نالائق اولاد کا زندہ رہنا اچھا نہین جو باپ کے مقابلہ مین خلاف پر آمادہ
ہو یہ کہکر تلوار بہرام کو ماری بہرام نے وار اسکا رد کر کے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا بہمن کو قلم کر کے تلوار جگر گاہ
آستر آئی ہو نیچے پر لیشارہ بھاگنے کے بھاگنے پہنچا کہ بہرام نے تیر بالشت پر لگایا کہ سینہ توڑ کے پار گذر
گیا اب بہرام حیران تھا کہ ملکہ کو کیونکر ہوشیار کرا کے بھجوا دون کہ ہوا سے اثر بیہوشی بر طرف ہوا اور ملکہ
ہوشیار ہوئی تو اپنے کو صحرا مین پایا قریب اپنے اک لاش پڑی دیکھی اور ایک شخص کو سرہانے
کھڑے دیکھا حیران ہوئی کہ یہ کیا ماجرا ہے کہین یہ خواب پریشان تو نہین دیکھ رہی ہون یہ سوچ کے ہمراہیان
رہین وہان بار بار ہین جو ہوشیار ہوئین اور ملکہ کو نہ پایا قنات چاک دیکھی شور کرنے لگین کہ ملکہ کو کوئی لے گیا
جلدی سے محافظون نے جاکر شاہزادہ سہراب یکتن کو اطلاع دی کہ ملکہ کو کوئی لیگیا سب سنتے ہی
شاہزادہ پریشان ہوا سیارہ ثانی سے کہا کہ تو نے کیسی حفاظت کی جہان سے ملکہ کو لا ورنہ
سکندر کو کیا منہ دکھاؤنگا ستارہ آیا اور نشان قدم دیکھتا ہوا چلا اور شاہزادہ بھی
گھوڑے پر سوار ہو کے ساتھ چلے کبھی ادھر کبھی ادھر دیکھا ایک
مقام پر کوئی سوار کھڑا ہے آواز دی کہ کون بہرام نے آواز پہچانی اور کہا اے شہزادہ آپکا
تشریف لائیے شہزادہ سہراب نے اس پریشانی مین آواز پہچانی قریب آ کے بہرام کو دیکھا اور ملکہ
حال کو پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے بہرام نے لاش اپنے باپ کی اور دکھائی اور سارا ماجرا
بیان کیا شاہزادہ سہراب نے آفرین کی ملکہ کو خیمہ مین بھجوایا اور آپ باپ کے مین
آئے اور بہرام کو اور مصافحہ کر کے وہان سے کوچ کر کے طرف گلستان باختر
کے خوشی خوشی روانہ ہوئے

چند کلمے داستان شوکت بیان لشکر ثانی
سلطان عالی مقام یعنی بادشاہ لشکر اسلام و صاحبقران ذی احتشام کے بیان کیے
جاتے ہین اس طرح کہ پہونچنا لشکر اسلام کا بیابان سکندریہ مین گرفتار ہونا
اسلام کا تعلیم اسم اعظم ہونا صاحبقران عالی شان کو ہونا سکندریہ
باقی حالات متعلق داستان آغاز داستان

نگاہ و آنکھ سے باہر وہ نکلے — کہ میرے سینہ سے دل نکلے
تری تلاش مین نکلے — ہجوم شوق مین جب دل کی آرزو نکلے
کہ نکلے
ستاتے ہو — خود آنکھ کو
خدا ہی رکھیگا پوشیدہ راز الفت کو — وہ آتے ہین امتحان کو
خدا نکردہ نکلے

مگر گرد تیرہ و خیرہ چہرہ سہ گردید و بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان اک آسمان خاکی نمودار تھا
اسقدر گرد اڑی تھی کہ از سم ستوران دران پہن دشت زمین شش شد و آسمان گشت ہشت پر کا یک
ہوا نے بار گرد کو گردنے مارا ہوا کو دل گرد سے بارہ سو علم نشان بارہ لاکھ سوار کا نمودار ہوئے ہر پھریرے پر
تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی مرقوم تھی علم بردار ہاتھوں پر لیے ہوئے تھے بارہ سو فیل جنگی جھومتے
ہوئے نمودار ہوئے تمام صحرا جنگل بن معلوم ہوتا تھا عقب میں ان فیلان جنگی کے بارہ لاکھ سوار و پیدل تھے
سکندر رومیہ نشین سمجھا کہ کل لشکر اسلام ایک ہی مرتبہ آگیا بعد اس لشکر کے کہنا لے کے سواری
دارا سے ہند طلحہ بن لندھور کی نمودار ہوئی سکندر سمجھا کہ صاحبقران یہی ہیں لیکن ہرکاروں نے آکر
بیان کیا کہ یہ شخص سالار لشکر میمنہ طلحہ بن لندھور ہے یہ خاص اسکی فوج ہے ابھی فوج صاحبقران
نہیں آئی ہے اس وقت سکندر کی آنکھیں کھل گئیں دانتوں میں انگلی دبا کر کہا کہ اللہ اکبر کل فوج کتنی ہوگی جب ایک
سردار کی فوج اتنی بڑی ہے یہ لوگ اپنے بستر باندھ بیٹھے تھے کہ پھر گرد اڑی اور اسّی ہزار نیزہ بازوں
سے مملو کیں بار لگا ہوئے سکندر نے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہے لوگوں نے عرض کی کہ یہ میسرہ
فوج کا سردار ہے گو فوج جاہ و حشم میں اسکے ساتھ کم ہے لیکن مرتبہ میں طلحہ کا ہم پایہ ہے اسکے بعد پھر گرد اڑی اور گردن
بہرام ختنی بیٹا بہرام گردن خاقان چین کا کئی لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے پہونچا اور جانب دست راست
خیمہ زن ہوا ہرکاروں نے آکر بیان کیا کہ یہ شخص پسر خواندہ صاحبقران اول ہے سب لوگ اسکا ادب
اولاد صاحبقران کی طرح کرتے ہیں بعد اسکے هرنگ بن هرزبان خراسانی بھی اسی جاہ و حشم سے آکر
جانب دست چپ خیمہ زن ہوا پھر گرد اڑی اور قران فیل زور رفیق شاہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ ایک
لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے پہونچا اسکے بعد بہلول شیر دل رفیق شاہزادہ بدیع الملک بایک لاکھ
اسکندریہ نہایت جاہ و تجمل سے آکر خیمہ زن ہوا پھر گرد اڑی اور سعدان کرد رفیق شاہزادہ [illegible]
آئے کہ فوج قران کی سمت ٹھہرا اس لشکر کی آمد میں شام ہوگئی جو سردار آتا تھا سکندر رومیہ نشین جانتا تھا
کہ صاحبقران لشکر لیے آتا ہے لیکن جب آمد لشکر موقوف ہوئی اور شام ہوگئی تو سکندر رومیہ نشین اپنے
مقام پر آیا لیکن ہوش پرواز کر گئے تھے کہ بھلا ان لوگوں سے کون لڑ سکتا ہے جنکے ساتھ اتنی بڑی جمعیت
ہے اور یہ سردار رستم وقت و اسفندیار زمان ہیں رات بھر اسکو نیند نہیں آئی جب دوسرا دن ہوا تو پھر سکندر
رومیہ نشین اشتیاق میں آکر اسی پہاڑی پر بیٹھا جس طرف سے فوج اسلام آرہی تھی دیکھا سکندر
نے کہ ایسی گرد غبار بلند ہوا کہ زمین و آسمان کو ایک کر دیا یہ سمجھا کہ اب صاحبقران کی سواری آتی ہے
لیکن جب دامن گرد شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ علم ہائے سرخ سکے پھریرے اڑتے ہوئے ہر ایک پر
کلمہ طیبہ تحریر فوج کے جوان بھی سرخ پوش یہ معلوم ہوا کہ صحرا میں لالہ کھلا ہوا ہے دریافت کرنے سے
معلوم ہوا کہ یہ فوج صاحبقران اعظم شاہزادہ سکندر رستم خو کی ہے ہم رکاب ہیں دو سالار سکندر
کا اس فوج دریا موج کا سپہ سالار ہوا ہے آتے ہی بارگاہ یاقوت نگار برپا کی لشکر اترنے لگا تو پھر کل سکندر
کا لشکر آیا کہا کوئی سردار ایک لاکھ سے کوئی دو لاکھ سے کوئی تین لاکھ سے آکر پہونچا کوئی ایسا نہ تھا جسکے
ساتھ چالیس ہزار سے کم کی فوج ہو دوپہر بعد جو گرد اڑی تو فوج شاہزادہ سہراب ثانی کی آنا شروع ہوئی
اسکے بعد محمد شیر بن ہاشم شیر افگن کی سواری نہایت جاہ و تجمل کے ساتھ آئی آج ان تین سرداروں کے
لشکروں کی آمد میں دن تمام ہوگیا جب تیسرا دن ہوا تو پھر [illegible] آنے لگا میں شاہزادہ چھوٹا سا کئی لاکھ
سوار پیدل کی جمعیت سے پہونچے انکے بعد شاہزادہ بہارستان مغرب فریبرز بن فرامرز

عاد مغربی سات لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے پہونچے انکے بعد شاہزادہ بلقیس بن تہمورد لوہر ور آئے
بعد انکے شاہزادہ دارا سیاتاقی بہت بڑی فوج سے پہونچے پھر گرد اڑی اور مظفر بن غضنفر پہونچے
بعد انکے شاہزادہ وحید الملک آئے بعد انکے شہنشاہ گوہر کلاہ پہونچے جب چوتھا دن ہوا تو پھر دن چڑھے
تک تورفقا آیا کیے انکے بعد لشکر شہنشاہ صف شکن بن سلطان سعد کا آنا شروع ہوا عادیوں کے لشکر
کو دیکھکر اسکے نہرے آنیوالے تھے بہرام عاد سپہ سالار تھا جالوس عاد اور سالوس عاد وغیرہ کئی لاکھ
عادیوں سے پہونچے سہراب شاہ بادشاہ لشکر تھا اسکے بعد زنگیوں کی فوج آنے لگی تین دن تک انکی
فوج آیا کی آخر میں سواری شہنشاہ صف شکن کی آئی کہانتک بیان کیا جائے آٹھ روز تک برابر فوجین
آیا کین تمام بیابان اسکندریہ فوجوں سے مملو ہو گیا سکندر دیرہ نشین کے ہوش اڑے ہوئے تھے
کیا جاہ و حشم بادشاہ لشکر اسلام کا ہر گروہ دوسرا منفصل انکے مقام پر سلامتی خدا کو سمجھکر خود خدا وند بیجا ما ایک
عالم مطیع و منقاد ہو رہا ہے روز نہم تمام سرداران پیشوائی روانہ ہوئے اور سواری بادشاہ اسلام اور
صاحبقران عالی مقام کی نہایت جاہ و احتشام کے ساتھ نمودار ہوئی آصف طلعت اور شہنشاہ
گوہر کلاہ پایہ تخت بادشاہ کو پکڑے ہوئے تھے اور آگے آگے تخت کے ڈنکا بجتا ہوا نقیب بولتا
ہوا چتر سر پر گردش کرتا ہوا نظر سکندر دیرہ نشین کی جو صاحبقران حق پژوہ عادل کیوان شکوہ
پر پڑی اپنے دریافت کیا کہ یہ نوجوان کون ہے لوگوں نے کہا کہ صاحبقران یہی ہیں سکندر کو تعجب ہوا
کہ اس سن میں یہ صاحبقران ہوئے ہیں بادشاہ اسلام آئے ہیں داخل بارگاہ فلک جاہ ہوئے سکندر
دیرہ نے یہاں آ بادشاہ کو تو سوار ہا جب یہ ہی ہوا تو اسنے ایک نامہ لکھا کہ اے پشت پناہ دین اسلام یہ
اس مقام پر اسکی اجازت سے قیام کیا گیا ہے کہ اس مقام کے حاکم بھی آپ ہی تھے اور لیکن قیام فرمانے
کا قصد ہے تا ہم یہ نامہ سکندر دیرہ نشین کا ایلچی خدمت میں بادشاہ اسلام کے حاضر ہوا اور نامہ پیش کیا
بادشاہ اسلام نے اس نامہ کو پڑھا اور صاحبقران کو دیا صاحبقران جو مضمون نامہ سے آگاہ
ہوئے تو نہایت غصہ آیا صمصام ذوالیدین سے ارشاد فرمایا کہ جواب اسکا تحریر کرو کہ ہم کو خداوند عالم
نے اسلیے پیدا کیا ہے کہ ہم زمین کو خار و خس سے پاک کر کے گل در یا چین بوئیں پھر ہم خدا کے حکم سے
ربع مسکون کے حاکم ہیں اور بخطاب صاحبقرانی سے مخاطب ہیں ہم اور کسی سے اجازت مانگیں خبردار
آیندہ ایسی بے ادبانہ باتیں نکہنا ورنہ سزا پاؤگے یہ جواب جسوقت صمصام ذوالیدین نے تحریر
کیا تو اہل دربار پر رعب صاحبقران طاری ہوا بعض نے اپنے مقام پر کہا کہ یہ خاندانی غصہ اور
جلالت ہے مگر متانت کے ساتھ قاصد کو خلعت مرحمت ہوا جسوقت ایلچی سکندر دیرہ نشین کا جواب لیکر
پہونچا تو سکندر نے پوچھا کہ صاحبقران کس طرح پیش آئے اسنے بہت تعریف کی اور خلعت
دکھایا سکندر دیرہ نشین نے کبھی ایسا خلعت کاہیکو دیکھا تھا متحیر ہوا اور اسکو دربار میں حاضر ہونے
کا شوق پیدا ہوا زبانی کہلا بھیجا کہ اگر خلاف مزاج نہو تو میں بھی حاضر دربار ہوں فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے تم
شوق سے آؤ سکندر جانب بارگاہ آسمان جاہ روانہ ہوا جب یہ خبر صاحبقران حق پژوہ کو ہوئی کہ سکندر
آتا ہے صاحبقران نے لوگوں کو برائے استقبال روانہ کیا سردار گئے اور سکندر کو استقبال
کر کے لائے جسوقت سکندر نے دربار میں قدم رکھا تو اسپر ایسا رعب طاری ہوا کہ ہاتھ پانوں
کانپنے لگے جس بارگاہ میں کئی ہزار سردار بیٹھے ہوں اسکے عز و وقار کا کیا پوچھنا ہے جو مقام سکندر کے لیے
تجویز ہوا تھا وہاں بیٹھنے کی اجازت ہوئی سکندر سلام کر کے بیٹھ گیا صاحبقران عالی شان

نے جام عنایت فرمایا سکندر نے جام لیا اور سلام کیا جب شراب الصالحین اسکی حلق سے اتری تو اسکو
تعجب ہوا کہ شراب تو تلخ ہوتی ہے یہ کیسی خوش مزہ شراب ہے بعد اسکے صاحبقران نے فرمایا کہ اے
سکندر دیرہ نشین مین نے سنا ہے کہ تمکو یہان کے لوگ اپنا پیشوا جانتے ہین عرض کی کہ حضور نے سچ
سنا ہے ایسا ہی ہے فرمایا کہ کچھ صفت تو اس دین کی بیان کر جسکا تو پابند ہے سکندر نے عرض کی کہ اصل بیان کرون
یا ظاہری معاملات پر خیال کرکے عرض کرون فرمایا باطن و ظاہر دونون بیان کر سکندر نے عرض کی
کہ ظاہر مین تو مین بت پرست ہون بلکہ لوگ دوسو خداوندون کا ماننے والا اور یہ عالم اس دین و مذہب
کا ہون بلکہ لوگ مجھکو بھی مثل انھین خداوندون کے شمار مین لاتے ہین لیکن اصل یہ ہے کہ مین کسی
ہون کوئی دین میرا نہین ہے مین نے اسوقت تک کسی دین کو برحق نہ پایا جن لوگون کو خداوند مشہور کیا
ہے وہ سب فانی ہے فنا ہو گئے یہ کیسی خداوندی کہ خود ہی مٹ گئے رہکر یہ فکر ہے مجھے ضرور ہے کہ جو
حق ہو اسے اختیار کرون فرمایا کہ جوئندہ یابندہ اگر تجھے تلاش دین برحق ہے تو راہبر بھی مل جائیگا سکندر
دیرہ نشین نے کہا کہ بن ظاہری دلیلون کہ تسلیم نہین کرتا میرے پاس ہر سوال کا جواب عقلی موجود
ہے اگر کوئی بات خلاف عقل ظہور مین آئے تو اسے تسلیم کرونگا لیکن طلسم یا سحر سے ہو علم سحر کو بھی
خوب جانتا ہون فرمایا کہ اس وقت بھی تجھے کوئی اسم سحر یاد ہے سکندر دیرہ نشین نے جو خیال کیا تو
کوئی اسم یاد نہ تھا کہا بیشک اس وقت مجھے کوئی سحر یاد نہین آتا یہ صفت مین نے آپکی بارگاہ کی سنی تھی
جسطرح طلسم کی لوح تیار کی جاتی ہے اسی طرح یہ بارگاہ بھی تیار کی گئی ہوگی فرمایا کہ یہ برکت اسمائے الہی
کی ہے کہ اسمائے سحر تاثیر نہین کرتے سکندر دیرہ نشین نے کہا کہ اسما سے سحر مین یہ ہوتا ہے کہ کسی اسم
مین زیادہ تاثیر کسی مین کم ہوتی ہے ممکن ہے کہ اسمائے سحر سے زیادہ ان اسماء مین تاثیر ہو جنمین آپ اسمائے
الہی کہتے ہین مین اسے بھی ایک قسم سحر کی کہونگا ہان اگر آپ دو شرطین میری پوری کردین تو مین ایمان
لاتا ہون پہلی شرط یہ ہے کہ یہان ایک درخت صنوبر ہے اسپر ایک فاختہ آکر بیٹھا کرتی ہے جو شخص اسے
شکار کرنا چاہتا ہے اور تیر لگاتا ہے تو فاختہ دم بھرتی ہے اگر تیر پڑ گیا تو فاختہ زمین پر گر کے جلنے لگتی ہے
اور اسقدر دھوان پیدا ہوتا ہے کہ زمانہ تیرہ و تار ہو جاتا ہے جب روشنی ہوتی ہے تو تیر لگانے والا فنا
ہو جاتا ہے فاختہ پھر اپنے مقام پر اسکے بیٹھ جاتی ہے اور اگر تیر خطا کرتا ہے تو دہن سے فاختہ کے شعلہ نکل کے
اس شخص پر گرتا ہے دونون دھوان بن کے اڑ جاتے ہین اور نظرون سے غائب ہو جاتے ہین اگر یہ
راز مجھپر فاش ہو جائے تو مین دوسری شرط بیان کرون جسوقت دونون شرطین میری پوری ہو جائینگی
اس وقت ایمان لاؤنگا فرمایا کہ مین چلونگا اور اس فاختہ کو ضرور نشانہ کرونگا سکندر دیرہ نشین نے
عرض کی کہ مین کل صبح کو حاضر ہونگا اور آپ کو اپنے ہمراہ لیچلونگا یہ کہکر رخصت ہوا اور صبح رہے تا ظہور
بانکین ہو کہ یہ کرشمہ اسی سکندر دیرہ نشین کے سحر کا ہے اور یہ دوستی کے پردہ مین دشمنی پر آمادہ ہوا ہے
جب دوسرا دن ہوا تو سکندر حاضر خدمت ہوا اور عرض کی کہ تشریف لے چلیے صاحبقران سکندر
کے ساتھ ہوئے اور چلے تمام سرداران اسلام بھی ہمراہ تھے سکندر سب کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے
اس مقام پر آیا جہان وہ درخت صنوبر لگا ہوا تھا دیکھا کہ اسپر ایک فاختہ پھولی ہوئی بیٹھی ہے سکندر نے
کہا کہ وہ فاختہ یہی ہے یہ سنکے صاحبقران چاہتے تھے کہ کمان ہاتھ میں لیکر تیر پیوستہ کرکے چلہ
مقبول بن مقبل وفادار نے عرض کی کہ اگر ارشاد ہو تو مین اسکو گرا دون حضور کیون تکلیف
فرمائین تا کہ سکندر کو بھی معلوم ہو کہ غلامان صاحبقران بھی کیسے ہین صاحبقران نے

نے فرمایا کہ بہتر اس وقت قبیل بن مقبل وفادار نے تیر ترکش سے کھینچکر چلہ کمان میں پیوستہ کرکے آواز دی کہ ای سکندر
دیرہ نشین بتاؤ تیر فاختہ کے کس مقام پر پڑے سکندر نے کہا کہ تیر کا پڑنا چاہی دشوار ہی اور اگر تم بڑے قادر
انداز ہو تو فاختہ کی منقار پر تیر پڑے قبیل نے کہا کہ پہلو کی طرف سے یا سامنے سے سکندر نے کہا کہ سامنے
سے اس طرح کہ زبان فاختہ کی چھد جاے قبیل نے نشانہ باندھ کے تیر کو سر کیا دیکھا سب نے کہ تیر کا پیکان منقار پر پڑا
فاختہ نے دم بھرا تیر حلق کو توڑ کے پار نکل گیا فاختہ گری اور دھواں بنکر قبیل پر آئی قبیل دھوئیں میں چھپ
گئے پھر جو دھواں ہوا سے منتشر ہوا تو قبیل کو نہ پایا اس وقت گردن بہرام کو غصہ آیا انھوں نے اس
فاختہ کو تیر مارا انکی بھی وہی حالت ہوئی ہر تیر میں فاختہ گرجاتی ہی اور دھواں نکلکر اپنے صیاد کو غائب کر دیتی ہی
اور پھر شاخ درخت پر آ بیٹھتی تھی خلاصہ یہ کہ اسی طرح بہت سے سرداران اسلام بھی غائب ہو گئے صاحبقران نے منع فرمایا
کہ اب کوئی تیر نہ لگائے ہم خود اس فاختہ کو شکار کرینگے یہ کہکر چاہتے تھے کہ کمان کو دوش سے اتاریں اور تیر کو ترکش
سے لیکر فاختہ کو نشانہ بنائیں ادھر سکندر دیرہ نشین نے کہا کہ آپ صاحبقران زمانہ ہیں اگر یہ مشکل حل
ہوگی تو آپ ہی سے ہوگی کہ آپ صاحب اسم اعظم بھی ہونگے یہ ارادہ جو عیاروں نے دیکھا آکر عرض کی کہ ای
شہریار الہی تک آپ کو اسم اعظم کسی ذریعہ سے نہیں پہونچا ہے بدیع الملک نے آپ کے ساتھ اتنی کمی کی
کہ اسم اعظم تعلیم نہیں فرمایا یہ کار نشانہ سحر کا معلوم ہوتا ہے آپ آج اپنے خاندانی طریقہ کے موافق دعا کیجیے اور غیب
سے مدد طلب کیجیے کل کے دن دیکھا جائیگا یقین ہے کہ پروردگار عالم آپ کی مدد کریگا اسوقت فاختہ کو تیر
لگانا سراسر خلاف عقل ہے جو حالت اور سرداروں کی ہوئی ہے یہی حال آپکا بھی ہوگا یہ سنکے صاحبقران نے
رائے اپنے عیار کی پسند فرمائی اور سکندر کی طرف دیکھکے ارشاد فرمایا کہ کل صبح کو تم پھر آنا کل میں اس
فاختہ کو نشانہ تیر قضا کرونگا سکندر نے عرض کی کہ بہتر سکندر تو دل میں خوش اپنے دیرہ کی طرف روانہ ہوا کہ کل
صاحبقران کو اسیر کیا اور گویا چراغ اسلام کو گل کیا لیکن صاحبقران اپنے رفقا کے غم میں نہایت پریشان
واپس آئے مارے گریہ و زاری کے بیتاب اور وضو کرکے پہلے فریضہ مغرب و عشا کو ادا کیا بعد اسکے دو رکعت نماز حاجت پڑھ کر
مصروف دعا ہوے تھوڑی دیر میں غنودگی طاری ہوئی عالم رویا میں دیکھا کہ ایک مرد بزرگ تشریف لائے ہیں اور
فرماتے ہیں کہ ای عادل کیوان شکوہ یہ سارا کرشمہ سکندر دیرہ نشین کے سحر کا ہی اسنے خود اس قمری کو درخت
صنوبر پر بٹھایا ہی اور اسکو سحر شدید کیا ہی جو پیکان قضا اس قمری کا ہے جبتک وہ دستیاب نہوگا اس وقت
تک قمری کا مرنا غیر ممکن ہے عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ پھر وہ پیکان کیونکر دستیاب ہو ان مرد بزرگ نے
ارشاد فرمایا کہ یہاں سے قریب جانب شمال ایک درہ کوہ ہے اندر درہ کے پیکان لٹکا ہوا ہی اور بجز اسکے اس درہ کوہ کے
چند بلبلیں ہیں اگر کوئی شخص اندر درہ کوہ کے جانے کا قصد کرتا ہی تو بلبلیں اسکو لپٹ جاتی ہیں اور اسکے نوچ نوچ
کے کھا جاتی ہیں اور اگر بلبلوں کو کوئی مار ڈالے تو بلبلوں کی حیات کا ایک گلدستہ سکندر نے اپنے پاس رکھ چھوڑا
ہی فورا سکندر کو خبر ہو جائیگی کہ کوئی شخص پیکان لینے کو درہ میں گیا ہی اگر وہ پیکان دستیاب ہو تو فاختہ مر سکتی ہی بغیر اسکے
ناممکن ہی یہ فرما کر وہ مرد بزرگ نظروں سے پوشیدہ ہو گئے نصف شب گزرنے کے بعد عادل کیوان شکوہ
کی آنکھ کھل گئی عبادت خانے سے باہر تشریف لائے عیاروں کا مہتر طیقوں پادیہ گرد برائے حفاظت صاحبقران اور
عیاروں کو لیے ہوے موجود تھا جیسے خواجہ خضران بیارستان عرب کی طرف گئے تھے اس وقت سے تمام
عیار مہتر طیقوں کے ماتحت تھے عیار نے جا کے اپنے آقا کو خوش دیکھا عرض کی کہ کیا بشارت ہوئی صاحبقران نے
خواب اپنا بیان فرمایا اور ترکیب طلب کیا طیقوں نے عرض کی کہ ای شہریار یہ کام آپکا نہیں ہی اگر آپ بلبلوں
کو ہلاک کرینگے تو سکندر کو خبر ہو جائیگی اور یوں جائیے گا تو بلبلیں ہیں ہرا ... آپ تشریف نہ لیجیے میں

جاتا ہون اور چرانے جاتا تو وہ پیکان لاتا ہون فرمایا تو کیونکر لائیگا عرض کی کہ آپکو اس سے کیا بحث ہی مین کسطرح
لاؤنگا لے ضرور آؤنگا لیکن جسوقت تک مین واپس نہ آلون اُس وقت تک آپ کہین تشریف نہ لیجائیگا
اگر صبح کو سکندر نہ آجائے اور مین نہ پہونچون تو آپ توقف فرمائیگا صاحبقران تو یہ سنکے خوابگاہ مین
جاکے سو رہے اور طیفور یاوہ گرد نے ایک پتلا آدمی کے برابر کاغذ کا تیار کیا دونون پاؤن مین سے پتلے
کے پہیے لگائے اور ایک بکری کو ذبح کرکے خون اسکا جھلی سے پھکنون مین بھر بھر کے اندر پتلے کے رکھا
اور کلیجی وغیرہ بھی پتلے کے سینے مین رکھ دی بھیجا دماغ مین رکھ دیا اور پتلے کو لیکر طرف درہ کوہ کے روانہ
ہوا وہان قریب صبح پہونچا کچھ تاریکی باقی تھی طیفور نے اُس پتلے کی آڑ پکڑی اور طرف درہ کوہ کے
بڑھا ہیون کی گھڑ گھڑاہٹ جو سنی بطین منقار کھول کھول کے دوڑین اور آکر پتلے سے لپٹ گئین بطین تو
پتلے کو تو اسی جگہ ٹپک دیا اور آپ اندر درہ کوہ کے داخل ہوا مگر بسبب تاریکی کے پریشان تھا کہ پیکان
کیونکر ڈھونڈھون دیکھا کہ ایک مقام پر ایک ستارہ سا چمک رہا ہی طیفور اُس ستارے کے قریب آیا
اور ہاتھ سے دیکھا تو وہی پیکان تھا پس اپنے پیکان کو اُٹھا کر قبضہ مین کیا اور درہ سے نکلکر جانب لشکر
روانہ ہوا وہان بطون نے مصنوعی آدمی کو خوب نوچ نوچ کے کھایا اور مطمئن ہوکر درہ مین بیٹھ رہین یہان
جو صبح ہوئی تو بادشاہ اسلام آکر بارگاہ مین رونق افروز ہوئے سرداران اسلام آ آکر کرسیون اور دنگلون پر
متمکن ہوئے لیکن ابھی تک صاحبقران عالی شان تشریف نہین لائے ہین بادشاہ اسلام نے
بعد انتظار ارادہ کیا تھا کہ کسیکو دریافت خیریت مزاج کے واسطے روانہ کرین کہ اتنے مین چوبدار نے
آکر عرض کی کہ سکندر روبرو نشین حاضر ہی فرمایا بلاؤ سکندر حاضر ہوا مجرا گاہ پر سے مجرا کیا بادشاہ اسلام
نے بیٹھنے کو اشارہ کیا سکندر سلام کرکے بیٹھ گیا لیکن دنگل جو صاحبقران عالی شان کا خالی پایا متعجب
ہوکر پوچھا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ تشریف لاتے ہونگے صاحبقران نے پہلے تو اپنے عیار
کے آنے کا انتظار کیا جب دیر ہوئی تو سوار ہوکر خدمت بادشاہ اسلام مین تشریف لائے بادشاہ
نے مزاج پرسی کی صاحبقران نے عرض کی کہ شب کو جاگنے کا زیادہ اتفاق ہوا اس وجہ سے
بعد نماز صبح پھر میری آنکھ لگ گئی تھی سکندر روبرو نشین نے عرض کی کہ پھر اب دیر کیا ہی تشریف لیچلیے
اور اگر کچھ تامل ہو تو جانے دیجیے فرمایا کہ مجھے کوئی تامل نہین ہی یہ فرما کے تائید و استعانت پروردگار پر کرکے
اُٹھ کھڑے ہوئے بادشاہ اسلام نے ارشاد فرمایا کہ آج مین بھی چلونگا غرضکہ صاحبقران اور
بادشاہ اور تمام سرداران لشکر اسی درخت صنوبر کی جانب روانہ ہوئے اگرچہ امیر پیچ بیچ جاتے تھے
کہ قضا فاختہ کی سوا اس تیر کے نہین ہی جسکی تلاش مین عیار گیا ہوا ہی اگر دوسرا تیر مارونگا تو مین بھی اسیر
پنجہ تقدیر ہو جاؤنگا لیکن پابندی قول کے موافق چلے آئے جسوقت قریب درخت صنوبر پہونچے
تو سکندر نے تعریفین کرنا شروع کین کہ سردار ایسے ہی ہوتے ہین کہ بلا زبون کو بچائے کہیں اور غیرون
کی حاجت روائی کے واسطے اپنی جان کو جان نہین سمجھتے ہین ہنوز سلسلہ تقریر نا تمام تھا کہ دیکھا
صاحبقران نے کہ صحرا کی طرف سے طیفور یاوہ گرد دوڑتا چلا آتا ہی یہ دیکھکر صاحبقران نہایت
مسرور ہوئے اور وقت گذرنے کے پہلے خود بھی تقریر کا سلسلہ قطع ہونے دیا کہ طیفور جبتک پہونچ جائے
تاکہ اُسکو تو معلوم ہو جائے کہ پیکان دستیاب ہوا یا نہین جب طیفور قریب آیا سلام کیا صاحبقران
نے ارشاد فرمایا کہ اے طیفور کل سے تو دیکھا تھا کہ کتنے سردار مفقود الخبر ہوگئے اور آج ہماری
باری تھی آج تمکو ہمارے ساتھ سے دم بھر جدا ہونا چاہیے تھا کہ مین سے ساتھ کھیل کر ہی

ہوئے چند نفس حیات کے جو باقی تھے ہم تمکو دیکھ لیتے تم ہمکو طیفور نے کہا کہ مسافروں کی دوستی اچھی نہیں بقول
حسن سہ مسافر سے کرتا ہے کوئی بھی پیت مثل ہر کہ جوگی ہوئے کسکے میت ۔ اگر آپ ہمسے رخصت ہوتے
ہیں تو ہم پہلے ہی آپ سے علیحدہ ہوگئے یہ باتیں کرتے کرتے جیسے سے پیکان ہاتھ میں صاحبقران عالی
شان کے دیدیا میر بات قہر عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ اے یار وفادار مجھے اسکی کبھی شکایت نہیں اگر تو
اسوقت میں پہلے سے روگردانی کرتا ہے تو خیر اپنا اپنا دل ہے لیے خدا حافظ یہ فرما کے شانے سے کمان لی
ترکش سے تیر کھینچا تیر کا پیکان اصلی اتار کر وہ پیکان نصب کیا اور سکندر سے کہا کہ دیکھو اس قادر اندازی
کو کہ میں اسکی دم پر تیر مارتا ہوں تیر میرا منقار سے مثل زبان کے باہر آئیگا سکندر نے کہا کہ یہ اندازہ
عقل بشری سے باہر ہے وہی کیا کم تھا جو آپ کے رفیق اول قبیل ناوک انداز نے دکھایا تھا کہ تیر منقار پر
لگا تھا نہ کہ دم پر مارنا اور منقار سے پیکان کا باہر آنا سراسر خلاف عقل ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا دیکھو
یہ کہکر تیر کو چلہ کمان میں جوڑ کے نشانہ باندھا بادشاہ اسلام اور سرداران عالی مقام نے شور شاباش سے
صاحبقران کی طرف دیکھا تیر سر ہوا اور صاحبقران سے مفارقت نصیب ہوئی صاحبقران نے جو تیر سر دیا تو وہی ہوا کہ دم فاختہ پر
پڑا فاختہ کی منقار کھولی پیکان تیر کا زبان فاختہ کی لیے ہوئے مانند تیر قضا کے نکل گیا اور فاختہ تڑپ تڑپ کے
درخت کے نیچے گری اور تڑپنے لگی صدائیں ہا دلناک پیدا ہوئیں آتشباری و برف باری ہونے لگی دیر تک
قیامت برپا رہی تاریکی چھا گئی آخر آواز پیدا ہوئی کہ گشتی مرا نام من دمساز جادو بود حیف مردم و جا ندیدم
و مطلب خود نرسیدم اب جو دیکھتی ہوئی تو دیکھا کہ بجائے فاختہ لاش ایک ساحرہ سیہ فام کی زمین
پر پڑی ہوئی ہے سکندر دیدہ نشین حیران ہوا اور عرض کی کہ کیا اسم اعظم آپکو یاد ہے میرے علم کے موافق
تو ابھی آپ صاحب اسم اعظم نہیں ہیں صاحبقران ثالث نے ہاں ابھی اسم اعظم کی تعلیم نہیں فرمایا ہے اور
قضا اس فاختہ کی جب پیکان سے ہونا چاہیے تھی وہ پیکان کسیکو دستیاب ہونا غیر ممکن تھا سوا میرے کوئی
اس راز سے آگاہ نہیں پھر بھی انتظام یہ تھا اگر کوئی محافظان پیکان کو مار کر پیکان لینا چاہتا تو بھی مجھے
خبر ہو جاتی صاحبقران عالی شان نے ارشاد فرمایا کہ اے سکندر یہ وقت مشکل میں ہم نے خدائے
حقیقی سے رجوع کی ہے وہ ہماری مدد کرتا ہے سکو میں نے عبادت خانہ برپا کیا اور مصروف
عبادت الٰہی ہوا ایک مرد بزرگ نے اس پیکان کے حالات سے مطلع کیا میں پریشان تھا کہ پیکان
دستیاب کیونکر ہو عیار میرا آگیا اور پیکان لا کے اسنے مجھکو دیا یہ فطرت اسکی ہے کہ تمکو خبر ہونے پائی
اور پیکان قبضہ میں آگیا سکندر دیدہ نشین نے عیار سے کہا کہ حضرت ابو دوا کی مدد سے تم دشمن غالب
آچکے اتنا تو بتا دو کہ تم کس طرح وہاں تک پہونچے طیفور نے ہنسکے کہا کہ میں نے انکے برابر ایک پتلا کاغذ کا
بنایا اور اسکی آڑ میں اندر درہ کے چلا گیا بطن اس پتلے کو تو چھپکلیں میں پیکان لے کے چلدیا یہ سنکے
سکندر دیدہ نشین اسکی عقل و دانائی کو مان گیا اور بادشاہ اسلام نے ارشاد فرمایا کہ تیری اس عیاری
سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد خضر ان کے تجھ کو قائم مقام سواے تیرے کوئی نہیں ہو سکتا ہے اور خلعت عنایت فرمایا
سب کے سب بارگاہ سلیمانی میں آئے اب صاحبقران سے سکندر نے عرض کی کہ ایک شرط تو میری حضور نے
پوری کردی اور میں بھی آدھا مسلمان تو ہو چکا لیکن اگر دوسری شرط بھی پوری کردیجئے تو میں پورا مسلمان
ہو جاؤں ارشاد فرمایا وہ بھی بیان کرو اسنے عرض کی کہ میں ساحر زبردست ہوں اگر چاہتا تو مثل سامری و جمشید کے
میں بھی خداوند بن بیٹھتا اور ایک عالم میری خداوندی کو تسلیم کرتا لیکن میں اپنی حقیقت کو خوب سمجھتا ہوں
کہ ایک قطرہ منی سے پیدا ہوا محنت و مشقت سے اس مرتبہ کو پہونچا اگر سحر نہ جانتا ہوتا تو میری

کبھی بھی حقیقت وہ تھی مگر اپنے خالق حقیقی کو پہچاننا چاہتا ہوں اول تو یہ کہ آپ اگر صاحبقران ہیں تو صاحب
اسم اعظم ہونا آپ کے واسطے ضرور ہے میں نے ایک ابر سحر تیار کیا ہے کہ اگر میں اس ابر کو حکم دوں تو تمام عالم
کو گھیر لے اور ابر سے بارش پیکان ہونا شروع ہو تو کوئی اس سحر سے بچ نہیں سکتا ہے لہذا آپ میرے سحر کو
رد کر دیں تو میں مسلمان ہوتا ہوں صاحبقران نے ارشاد کیا کہ اے سکندر مجھے اسم اعظم ابھی نہیں تعلیم ہوا
ہے شاید اسکا سبب یہ ہو کہ وقت اسکی ضرورت کا نہ آیا تھا اگر صاحبقرانی میری منجانب پروردگار ہے تو اس سحر
کا بھی کوئی سامان پیدا ہی ہو جائیگا کل صبح کو تم آنا آج پھر میں اپنے پروردگار سے التجا کرونگا سکندر رخصت
ہو کر ویرہ کی طرف روانہ ہوا یہاں شام کو صاحبقران نے خیمہ عبادتخانہ برپا کرایا اور مصروف عبادت
ہوئے تمام رات عبادت کرتے رہے قریب صبح آنکھ لگ گئی پھر ایک مرد بزرگ خواب میں تشریف لائے
اور ارشاد کیا کہ آج تکمیل صاحبقرانی ہوئی ہے اس وقت تک تم صاحبقران ظاہر تھے وصف باطنی تم میں
نہ تھا اور بدیع الملک نے تمکو اسم اعظم اس وجہ سے تعلیم نہیں کیا کہ انکو یہ خیال تھا کہ صاحبقرانی میری
اولاد میں رہیگی اب اگر اولاد ملک شاہ میں صاحبقرانی خدا کی جانب سے گئی ہے تو اسم اعظم بھی کسی نہ کسی ذریعہ
سے پہونچ جائیگا لہذا میں تمکو اسم اعظم تعلیم کرتا ہوں یہ فرما کر اسم اعظم کو تعلیم فرمایا صاحبقران نے اسم اعظم
یاد کیا بعد اسکے ان مرد بزرگ نے ارشاد فرمایا کہ سکندر ویرہ نشین مسلمان ہوگا اور اسکی وجہ سے بہت سے
لوگ راہ راست پر آئینگے اور ایمان لائینگے اور تمکو چاہیے کہ کل ہی یہاں کے جھگڑے سے فرصت کر کے
بہارستان مغرب کی راہ لو کہ وہاں سکندر رفیع البخت پر وقت تنگ ہے اور کفار کا زور شور ہے اب
ارادہ ایران جانے کا ملتوی کرو در سارق بن بقا کے سامان خداوندی کو شاد کہ وہ ایمان بندگان خدا
سے برگشتہ کر رہا ہے اور اپنے خدا سے حقیقی کو بھول گیا ہے یہ باتیں ارشاد فرما کر وہ بزرگ تو نظروں سے پوشیدہ
ہو گئے صاحبقران کی آنکھ جو کھلی تو وقت نماز صبح کا تھا جلدی سے خادم کو پکارا اور وضو کر کے فریضہ صبح کو
ادا کر کے سجدہ شکر بجا لائے جس وقت وظائف پڑھ کے خیمہ سے باہر تشریف لائے اور طیفور نے صورت
صاحبقران کی دیکھی تو مسکرایا فرمایا کہ کیا ہے طیفور نے عرض کی کہ آج آپکے چہرہ پر ایسا رعب اور
نور ہے کہ کبھی نہ تھا صاحبقران نے اپنا خواب بیان کیا طیفور خوش ہو کر دست بوس ہوا صاحبقران
خدمت میں بادشاہ اسلام کے حاضر ہوئے بادشاہ اسلام اور سرداران عالی مقام نے بھی صاحبقران کی
صورت دیکھکر تعجب کیا صاحبقران داخل شوکت پر متمکن ہوئے اور بادشاہ اسلام کی طرف دیکھ کر عرض
کی کہ کل شب کو مجھے ایک بزرگ نے اسم اعظم تعلیم فرمایا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ یہی سبب ہے کہ آج
آپکے چہرہ کی رونق اور ہی کچھ ہو گئی ہے تمام سردار اٹھ اٹھ کر دست بوس ہوئے ہیبت صاحبقران کی
سب کے دلوں پر طاری ہوئی اتنے میں سکندر ویرہ نشین حاضر ہوا اسنے بھی جو صورت صاحبقران کی دیکھی
دل پر ہیبت طاری ہوئی آکر بیٹھا لیکن جرأت نہوئی کہ کچھ عرض کرے صاحبقران نے خود ارشاد فرمایا کہ اے
سکندر ویرہ نشین وہ ابر سحر تمہارا کہاں ہے سکندر نے عرض کی کہ یا صاحبقران وہ سحر میری زندگی بھر کا ریاض ہے
سحر بھی برباد ہوگا اور جبتک آپ اسکے مقابل میں شائیں لاکھوں بندگان خدا ضائع ہو جائینگے اس سے بہتر یہ ہے کہ
میں اور کوئی سحر کرتا ہوں صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس سے سروکار نہیں ہے کہ سحر مٹیگا یا رہیگا
جب تم اسلام لانے کو کہتے ہو تو سحر تمہارے کس کام آئیگا سکندر ویرہ نشین نے عرض کی کہ ایک وقت ایسا
آنیوالا ہے کہ اس ابر سے کام نکلینگے جس وقت آپ تک ساحر لشکر میں ہونگے تو شب کے بڑے بڑے ساحر
مقابلے پر آئینگے بعض سے تو ان پر آپ بھی مجبور رہ جائینگے اس وقت ممکن ہے کہ اسی طلسم کی اعانت سے ذکر

دل کی بیتابی میں ہی قاصد لکھا ہی میں نے خط
جو حقیقت میں ہو سب آنکھوں میں بھلا تحریر کیا
لوگ کہتے ہیں یہ مجھ وحشی کی صورت دیکھ کر
رنگ کھلاتی ہی او قاتل تری شمشیر کیا
دل عاشق کے اشارے میں پہونچ جاتا ہی تو
کہدیا بسمل نے قاتل سے یہ شمشیر کیا
حد ہی فرقت جو دیکھا وصل دلبر ہو گیا
موت کے آگے بھلا طفل و جوان و پیر کیا
تیغ کھینچے ہاتھ میں کیا سوچتا ہی ہمدمو
عالم ایجاد بھی ہی عالم تصویر کیا
پاس کو روضہ پہ اپنے جلد بلوا لیجیے

نہیں معلوم مجھکو آہ میں ہی تاثیر کیا
وہ چلا آئے گر تم لے بلا میرے گھر
صفحۂ ہستی پہ مجنون کی کھینچی تصویر کیا
وہم نہ مار جائیگا تیغ زبان کا جسم زار
خنجر ابرو کے آگے تیزی شمشیر کیا
زلف کے آگے شب دیجور کی کیا اصل ہی
مل گئی ہی مجھکو بھی اس خواب کی تعبیر کیا
رحم آجاتا ہی قاتل کو کہ ہوتا ہون میں قتل
آج میرے قتل میں قاتل کو ہی تاخیر کیا
قدر دانی یہ فقط احباب کی ای یار کی
دیر ہی اسکے لیے یا حضرت شبیر کیا

تیری یکتائی پہ کیون الٹے ہیں شیخ و برہمن
آج میری آہ نے دکھلا دی تیرا تیر کیا
خون عاشق سے بنا یا سا کہ میدان کو چمن
صاحب جوہر کرے گی جوہر شمشیر کیا
منفعل ہی ظلم سے اپنے جو بعد قتل ہم
نور رخ کے سامنے خورشید کی تنویر کیا
میں تڑپتا ہون پڑا اسکو خبر مطلق نہیں
دیکھیے یان آج ہوتا ہی دم تکبیر کیا
کوئی ہنستا ہی کوئی روتا ہی یہان صبح و شام
کیا سخن صحیح زبان کا اور کی تقریر کیا

۵ بیان سنو ای ہمدم داستان گویا نزاد هم سرسبز داستان میں یہ داستان یہانتک تحریر ہو چکی تھی کہ لوگ اجار سنگ انداز اور اصنام سنگ انداز نے طبل جنگ بیدرنگ بجوایا ہی عقب سے قلعہ دار نے پریشان ہو کر دونون شاہزادیون کو خدا کی ضمانت میں دیکر چور دروازے سے نکال دیا ہی اور خود اہتمام جنگ میں مصروف ہی لیکن عجب طرح کا تہلکہ ہی عقب سے قلعہ دار سرفروشی پہ تلا ہوا ہی لیکن اسکو امید فتح نہیں ہی اسلئے کہ یہ خوب آگاہ ہی کہ جس قلعہ کو تاراج کرانا ہوتا ہی اسی قلعہ پر یہ سنگ انداز بھیجے جاتے ہیں سارق بن بقا نے جو ان لوگون کو بہارستان فتح پہ بھیجا ہی تو اس سے سمجھ لینا چاہیے کہ اسکا یہ منظور ہی کہ یہان کی بہار خزان سے مبدل ہو جائے لیکن حتی الامکان لڑینگے اور جانون کو خدا راہ میں نثار کرینگے اسلئے کہ دنیا چند روزہ ہی تمام اہل قلعہ نے غسل کیے ہیں کفن پہنے ہیں ایک نے دوسرے کو اسلام کا رشتہ یاد کرایا ہی وصیتنامے تحریر کر کے اپنے اپنے بستون میں باندھ لیے ہیں کہ شاید بعد ہمارے شہر در در دہ اہل اسلام کا ہو اور یہ وصیتنامے انکے ہاتھ آئین تو عاقبت بخیر ہوگی فاتحہ خیر سے تو فراموش نفرمائینگے اسی حالت میں زمانہ شب کا بر طرف ہوا اور نشانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جہونکے نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان بزبان سریانی مصروف حمد سبحانی ہوئے اہل قلعہ نے فریضۂ سحری کو ادا کیا ادھر کافران بیحیا نے اپنے مذہب کے موافق رسم عبادت کو ادا کر کے رخ میدان کا کیا آگے آگے اجار سنگ انداز اور اصنام سنگ انداز جو اون میں پتھر بھرے ہوے ہاتھون میں گوپھنے پشت پر دولا کی سنگ انداز پتھر پشت پہ پل اور نشاستہ اور مختلف ہتھکنڈون کے ترشے ہوے سارے پتھرون سے بھرے ہوے سات سات دس دس بیس بیس من کے پتھر اور چوار اپنے اجار سنگ انداز اور اصنام سنگ انداز کے ساتھ تھے آہنی صندوقون کے متھر قرینہ ہوے اور ہر پتھر میں جا بجا پیکان آہنی نصب اس سامان سے یہ سنگ انداز سامنے قلعہ کے پہونچے ادھر قلعہ پر گوپھن اندازون پر مسلط کئے تھے قلعہ دار فصیل پہ دروازے کے بیٹھا ہوا تھا دیکھا اسنے کہ سنگ انداز قلعہ کے طرف بڑھے چلے آتے ہیں تو فیر کا حکم دیا گولہ اندازون نے قلعہ سے گولے مارنا شروع کیے ادھر سنگ اندازون نے بارہ پتھرون کی بارش دولاکی پتھر جا کر قلعہ پر پڑنے تمام قلعہ ہلگیا دوسری بار میں برجون کے کنگرے ٹوٹ ٹوٹ کے گرگئے اور دیوارین گرنے لگیں اجار و اصنام کے پتھر جس دیوار پر پڑتے تھے ایک مرتبہ میں دیوار گرنے جاتی تھی اور دو بار گر جاتی تھی

اگرچہ گولہ اندازوں نے بہت سے سنگ اندازوں کو اڑا دیا لیکن سنگ اندازوں نے اسقدر پتھر برسائے
کہ برج شکستہ ہوے بعض بعض دیواریں ٹوٹ پھوٹ گئیں بہت سے لوگ دب کر ہلاک ہوئے پتھر برابر
برس رہے تھے میں ٹہرنے نہیں ملتی ہے جسقدر آڑ کی دیواریں تھیں سب منہدم ہوگئیں اب جو پتھر آتا ہے خالی نہیں
جاتا ہے شفقال سے قلعہ دار برابر قدم جمائے ہوے اپنے لوگوں کو بھی لڑا رہا ہے کہ ایک مرتبہ اتفاقا سنگ
انداز نے ایک پتھر مارا کہ سر پر لگا تھا سے قلعہ دار کے بڑا بہادر مومن تھا شہادت سے سرفراز ہوا
اتفاق سنگ انداز دھاوا کر کے قلعہ میں گھس پڑے اور اہل قلعہ کو قتل کرنا شروع کیا فوج شفقال سے قلعہ دار
بھی خوب لڑی بعض تو قلعہ سے نکل گئے باقی سب لڑ کر مر گئے سنگ اندازوں نے مال و اسباب لوٹ کر
اپنے قبضہ میں کیا لیکن شاہزادیوں کا کہیں پتا نہ ملا اب ان سنگدلوں نے عیاروں کو روانہ کیا کہ جہاں جہاں
اہل اسلام کا پتہ ملے انکو قتل کریں عیار ہر طرف روانہ ہوے سنگ اندازوں نے جلسہ خوشی کیا لیکن
جس وقت یہ خبر انتخاب شناس کو پہونچی تو بہت خون کے آنسو رویا اور پوشیدہ طور پر اپنے فرزند سے کہا کہ
تم شفقال کی کام نہ دو گے جنگ کرو نہ بگاڑو ورنہ جو حال سنجاب شاہ مظفر لی اور اسکے فرزندوں کا ہوا
وہی ہوگا تمہارا ابھی ہو گا تم بھی جا کر شاہزادہ رفیع البخت کو تلاش کرو اگر وہ ملیں تو ان سے عرض کرنا کہ سنجاب شاہ
اسیر ہو گیا شہر انداز قید بادشاہ مغرب کی لشکر سارا یقینی کی طرف جاتا ہے اگر آپ اب سنجاب شاہ کو
دشمن کے ساتھ سے نکال لینگے تو یقین ہے کہ سنجاب شاہ مظفر لی ہمیشہ کے واسطے مطیع ہو جائیگا اور مجھے اسکے
ظلم کے ذریعے سے معلوم ہوچکا ہے کہ یہ سنگ انداز زندہ پلٹ کے عیارستان مظفر سے نہ جا سکینگے جو ستارہ سخت
خداپرستوں پر گیا تھا وہ بہت جلد ذبح ہوا چاہتا ہے کوکب روشن چشم تو تلاش میں شاہزادہ رفیع البخت کے
روانہ ہوا لیکن حال سکندر رستم خو کا سنیے کہ انکو جو حالت شمشیرداری میں گھوڑا انکا نکل گیا تھا تو جا کے
جانے اس طرف سے ہو کر گذرا جہاں شمشیر دلوکش انکا سردار بصورت شکار تھا گھوڑے نے اپنے لشکر کے
لوگوں کو پہچانا اور جاتے کھڑا ہو گیا لوگوں نے جو دیکھا کہ ایک گھوڑا کسی سوار زخمی کو لیکر آیا ہے تو وہ قریب
آئے تو دیکھا کہ شاہزادہ سکندر رستم خو زخموں میں چور پشت فرس پر بیہوش ہیں لوگوں نے جا کر شمشیر سے
بیان کیا کہ شاہزادہ اس حالت سے آیا ہے معلوم ہوتا ہے کوئی آفتاد پیش آئی شمشیر نے آکے جو حال
سکندر رستم خو کی دیکھی جلدی سے خیمہ میں لیگیا زخموں میں ٹانکے دلوائے اور مرہم کی چڑھائی تھوڑی دیر
کے بعد سکندر رستم خو کو ہوش آیا تو سامنے شمشیر کو پایا فرمایا اے شمشیر میں کہاں ہوں شمشیر نے عرض کی
کہ غلام کے خیمہ میں گھوڑا آپکو لیکر یہاں تک پہونچ گیا تھا سکندر نے سارا ماجرا بیان کیا شمشیر دلوکش
نے کہا کہ اب حضور کو صحت ہو لے تو دیکھا جائیگا سکندر نے فرمایا کہ میں تیراندازوں سے جنگ کر رہا تھا لیکن
پشت پر سے آکر سنگ اندازوں نے حملہ کیا اس دھوکے میں میں زخمی ہوا اور ساتھ میرے اور سردار بھی زخمی
ہوکے خدا جانے انپر کیا گذری یہاں تو علاج شاہزادہ سکندر رستم خو کا ہو رہا ہے یہ لوگ ایک پہاڑ
کی گھاٹی میں مقیم ہیں اب حال سردار رفیع البخت کا سنیے کہ کوئی کسی طرف نکل گیا کوئی کسی طرف
نکل گیا جو لوگ زخمی تھے انھوں نے جا جا کر مختلف مقامات پر پناہ لی اور مصروف چارہ سازی ہوے
اور فوج بیباک فراہم کرنا شروع کیا مظفر لی زیادہ زخمی تھا اور شاہزادہ رفیع البخت دونوں ساتھ
نکلے بچتے جاتے ایک مقام پر دونوں گھوڑوں سے گر گئے یہاں ایک سوداگر اترا ہوا تھا کہ نام اسکا
گوہر تھا اسنے جو دیکھا کہ دو زخمی سوار دونوں گھوڑوں سے گرے چونکہ یہ مرد رحم دل تھا اسنے اپنے ملازموں
سے کہا کہ ان دونوں زخمیوں کا علاج کرو اور گھوڑوں کو اصطبل میں بندھواؤ دونوں عالی خاندان معلوم ہوتے

ہین جیرون سے انکے آثار شاہی و شہریاری نمود ہین ملازمان اعظم کوفی نے گھوڑون کو چارون طرف سے گھیر کے
پکڑ لیا اور رفیع البخت و نہیب مغربی کو ایک خیمہ مین لائے بیہوش تھے جراحون کو بلا کر تھوڑا تھوڑا
علاج کیا دوا لگانا شروع کیا پٹیان مرہم کی چڑھوائین جب ایک کو ہوش آیا تو اپنے کو ایک نئے مقام پر پایا چند
لوگون کو خدمتی دیکھا شکر خدا بجا لائے اور پوچھا ان لوگون سے کہ تم کون ہو انھون نے بیان کیا کہ ہم
اعظم کوفی سوداگر کے ملازم ہین اور مسلمان ہین آقا ہمارا آپکا نمکخوار ہے فرمایا بلاؤ اعظم کوفی حاضر ہوا سلام کیا
اور عرض کی کہ اتنا تو مین خوب جانتا ہون کہ آپ اولاد حضرت صاحبقران سے ہین لیکن اسم مبارک سے آگاہ
نہین اسلیے کہ بہت زمانہ ہوا جو مین لشکر مین گیا تھا تو سنا تھا کہ صاحبقران ثانی خانہ کعبہ گئے اور صاحبقران
ثالث یعنی شاہزادہ بدیع الملک طلسم نہ طاق پر جانے والے ہین پس شاہزادہ رفیع البخت نے
اپنے حسب و نسب سے آگاہ فرمایا اور حالت اپنے زخمی ہوکر نکلنے کی بیان کی اور نہیب مغربی کے حالات سے
بھی آگاہ کیا اعظم کوفی نے اپنے ملازمون کو تاکید کر دی کہ خبردار کوئی شخص اس راز کا فاش نہ کرے اسکے
دشمن انکی تلاش مین ہونگے ایسا نہو کوئی عیار ادھر نکلے اور خبر لیجانے کا قصد کرے یا دشمنون کو
آگاہ کرے کہ صاحبقران ہین صاحبقران فلان مقام پر ہین اور ہر وقت خدمت مین حاضر رہتا تھا
انکا علاج تو اسی مقام پر ہو رہا ہے لیکن اب کچھ حال صمصام مغربی و ضرغام مغربی و ہشام مغربی و سرمست
فیل زور و قیصر شیرزن وغیرہ کا سنئے کہ یہ بوقت سنگ اندازون اور ناوک اندازون کے انبوہ سے
نکلے ہین تو سرمست فیل زور کچھ دور جا کر بیہوش ہو گیا کہ بہت زخمی تھا آگے گھوڑا ... کا تھا
... اور سردار تھے گھوڑے ایک دوسرے کے تکاؤ مین ایک ہی طرف چلے جاتے تھے
کہ جاتے تھے اس مقام پر پہونچے جہان لشکر تمغاج زرہ پوش کا اترا ہوا تھا تمغاج زرہ پوش کو ترنج الفاق
سے شکار بہت دستیاب ہوا تھا اسنے ارادہ کیا تھا کہ کچھ آہو وغیرہ شاہزادہ رفیع البخت اور انکے
سردارون کے واسطے روانہ کرون یہ اسی اہتمام مین مصروف تھا کہ آواز گھوڑون کے ٹاپون کی اسکے
کان مین آئی دیکھا اسنے کہ ایک جانب سے بہت سے سوار مست گھوڑے دوڑائے اسی طرف چلے آتے
ہین یہ متحیر ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے جو ہر ایک آگے تھا وہ قریب آکر ایک خیمہ کی طناب مین الجھا اور سوار اسکا سر
سے زمین پر آیا گھوڑا ٹھہر گیا اسکے پیچھے ہی تمام مرکب جو آگے تھے چلاتے تھے وہ بھی ٹھہر گئے صمصام مغربی نے
جو دیکھا سرمست گھوڑے سے گر گیا تو یہ اپنے مرکب سے اترا تو سرمست کے پاس آیا وہ بیہوش تھا تمغاج
زرہ پوش بھی آگے بڑھ کر دیکھنے لگا اب تمغاج زرہ پوش نے ان شاہزادون کو اور شاہزادون نے بھی تمغاج
کو پہچانا حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے کہ سب کے سب زخمی ہین پوچھا کہ آپ کہان سے چلے آتے ہین کیا کیفیت گذری
شاہزادہ رفیع البخت کہان ہین صمصام مغربی نے حال پہاڑی کا کہ سنجابیہ آیا سنگ اندازون اور
ناوک اندازون کا ملا سب سارا تفصیل سے بیان کیا اور کہا کہ نہین معلوم شاہزادہ رفیع البخت پر کیا گذری وہ بھی
بہت زخمی تھے اور تمام لشکر تباہ ہو گیا یہ سنتے تمغاج زرہ پوش نے ان سب کو لیجا کے خیمہ مین بٹھایا اور سرمست
فیل زور کو ایک مسہری پر ڈال دیا جراحون کو بلا کر چارہ سازی مین مصروف ہوا اپنے لشکر کے سوارون
کو روانہ کیا کہ جاکر دیکھو جہان جہان فوج تباہ ملے سب کو لاکر فراہم کرو سوار ہر جانب روانہ ہوئے اور جہان
جہان اہل لشکر کو تباہ دیکھا سب کو اطمینان دلایا اور ساتھ لا کر جمع کرنا شروع کیا اور شمشیر دو پیکر
نے بھی یہی استمام کیا تھا یہ بھی فوج جمع کر رہا تھا کہ شاہزادہ سکندر رستم فر کو تحقیقات ہوئے تو جل کر ... اللہ او
اور ناوک اندازون سے انتقام لین ادھر کوکب روشن چشم جو تلاش مین شاہزادہ رفیع البخت کے

نکلا بھی جابجا انکو بھی فوج تباہ ملی اپنے فوج کو اپنے ساتھ لیا چہرہ پر نقاب ڈال لی کہ کوئی پہچان نہ جائے یہ بھی فوج کو
فراہم کرتا ہوا چلا جاتا ہے عیاروں کی حالت سنیے کہ صورتیں تبدیل کیے ہوئے حیران و پریشان دوڑتے پھرتے
ہیں کوئی شاہزادیوں کی تلاش میں ہے کوئی رفیع البخت کو ڈھونڈھتا چلا جاتا ہے کسیکو سکندر رستم خو کی جستجو
ہے جابجا جو فوج کے لوگ تباہی کی حالت میں ملتے ہیں انکو جمع کرتے جاتے ہیں ادھر عیاران لشکر گنہار بھی
رفیع البخت اور سکندر رستم خو کی فکر میں گئے ہوئے ہیں نجم اختر شناس در پردہ خدا پرستوں کی بہبودی کی فکر
کر رہا ہے اور بظاہر کافروں سے ملا ہوا ہے اور ہامان دانشور کی تو بن پڑی ہے کہ یہ بجائے سنجاب شاہ
گویا حاکم بنا بیٹھا ہے سنگ انداز اور ناوک انداز دونوں کی اسقدر خاطر کر رہا ہے کہ جسکی حد نہیں چاہتا ہے کہ میں بھی
بادشاہ کر دیا جاؤں کہ نا ہمسر ساریق بن لقا کا بن جاؤں لیکن اول حال کوکب روشن چشم و نسیم
نجم اختر شناس کا سنیے کہ حسب اتفاق یہ اس طرف جا نکلا جدھر قافلہ اعظم کوفی سوداگر کا اترا ہوا تھا
آج وہ دن تھا کہ شاہزادہ رفیع البخت نے غسل صحت کیا تھا عجیب طرح کی خوشی تھی بالاے کوہ یہ لوگ
مقیم تھے دیکھو صحرا سے ایک نقابدار اختر پوش چلا آتا ہے تمام لباس میں اسکے ستارے جڑے ہوئے
ہیں یہ بھی حیران ہو کر کوہ کی طرف دیکھتا ہے اور کبھی کسی طرف نظر کرتا ہے اب اسنے کوہ پر جو کچھ لوگوں کو دیکھا
تو اس طرف کا رخ کیا اعظم کوفی نے شاہزادہ رفیع البخت سے عرض کی کہ ایسا تو یہ نقابدار کوئی
مخبر ہو فرمایا کیا پرواہ ہے اب تو میں اچھا ہوں مجھے دشمنوں سے قصاص لینا ضرور ہے بلاؤ اسکو شاید اس سے
کچھ حال معلوم ہو نقابدار تو خود ہی کوہ کی طرف آ رہا تھا جس وقت قریب پہونچا تو اسنے شاہزادہ رفیع البخت کو
دیکھا اس نقاب چہرہ سے اٹھا دی اور سلام کیا شاہزادہ رفیع البخت نے حیران ہو کر کوکب روشن چشم
کی طرف دیکھا کہ یہ تو دربار سنجاب شاہ کا بیٹھنے والا ہے مجھے اس طرح کیوں پیش آیا کوکب روشن چشم
نے عرض کی کہ حضور تھا و کیا سمجھتے ہیں کافر نہیں ہیں مسلمان ہوں اور والد سے دین اسلام رکھتے ہیں مصلحتاً
اپنے کو پوشیدہ کیے ہوئے ہیں میں نے اکثر ان سے اجازت چاہی کہ جا کر اہل اسلام کا شریک ہو جاؤں اور غلامی
آپکی اختیار کروں لیکن انھوں نے فرمایا کہ ابھی وہ وقت نہیں ہے میں خاموش ہو رہا اس تباہی کے زمانے
میں اگر میں آپکا شریک پہلے سے ہوتا تو کچھ مدد کر سکتا میں نے بیس ہزار آدمی ملکی فوج کے فراہم کیے ہیں ان سبکو
ایک باغ میں ٹھہرا آیا ہوں اور حضور کو تلاش کرتا پھرتا تھا الحمد للہ کہ مدعا حاصل ہوئی رفیع البخت
خوش ہوئے اور فرمایا کہ ای کوکب روشن چشم سنجابیہ کی کیا حالت ہے کوکب نے آہ سرد کھینچی اور
تباہی قلعہ جبل الحدید کا حال بیان کیا اور عرض کی کہ ملکہ آفاق کا پتا نہیں کہ کہاں گئیں اور کس حال میں ہیں
ہرکاروں کی زبانی اتنا معلوم ہوا ہے کہ فوجیں آپکی اور سرداران زخمی مختلف مقامات پر ہیں بادشاہ کو ناوک انداز
نے گرفتار کر لیا اور قید سنجاب شاہ مغربی کی لیکر پیش ناوک انداز ساریقیہ کی طرف روانہ ہو گیا اسکا ترکش
ناوک انداز اور اصنام سنگ انداز اور انجار سنگ انداز سنجابیہ میں مقیم اور مصروف عیش و عشرت ہیں
انکے ہرکارے بھی آپکی تلاش میں دوڑ رہے ہیں رفیع البخت نے فرمایا کہ اچھا سنجاب شاہ کو کیوں قید
کر لیا عرض کی ساریق کا حکم یہی تھا جب سنجاب شاہ اسیر ہوا اس وقت سے بہت افسوس کیا کہ اگر میں
ایسا جانتا تو رفیع البخت کا دین اختیار کر لیتا معلوم ہو گیا کہ ساریق بادشاہ ظالم ہے خداوندی اور رہی
نتی ہے پھر شاہزادہ رفیع البخت نے ارشاد فرمایا کہ ہرکاروں کو روانہ کرو تاکہ وہ بہت جلد خبر لائیں کس
رستے سے جا رہا ہے اور جو فوج تمنے باغ میں جمع کی ہے اسکو کمربندی کا حکم دو میں سنجاب شاہ کو چھڑانے جاؤنگا
کوکب روشن چشم نے عرض کی کہ بہت خوب ہے ہرکارے تو برابر دریافت احوال پر روانہ ہوئے ہیں اور کوکب

روشن چشم نے باغ میں جاکر نیندی کا حکم دیا یہاں شاہزادہ رفیع الجنت نے سوداگر سے فرمایا کہ تم اسی مقام پر
قیام پذیر رہو میں جاتا ہوں اور سحاب شاہ کو چھڑا کے لاتا ہوں یہ فرما کر گھوڑے پر سوار ہوئے اور رفیع نصیب
مغربی باغ میں آئے جہاں لشکر کو لیے ہوئے گوہر روشن مقیم تھا پس ان سبکو ساتھ لیکر
تعاقب میں سرکش ناوک انداز کے روانہ ہوئے وہاں سرکش ناوک انداز قلعہ قہرمانیہ میں مقیم تھا
قہرمان مغربی جو قلعہ دار سحاب شاہ کی طرف سے اس مقام کا حاکم تھا اُسے معلوم ہوا کہ سرکش ناوک انداز
سحاب شاہ مغربی کو لیے ہوئے سمار الغمہ کی طرف جارہا ہے تو قلعہ سے باہر آیا اور سرکش ناوک انداز کو
مہمان کیا سرکش نے یہاں سے نامہ اپنے پدر اسہوں کو لکھا تھا کہ ہم قلعہ میں مقیم ہیں تین روز بعد روانہ ہونگے
قہرمان مغربی نے بڑی دھوم سے دعوت سرکش ناوک انداز کی کی تھی اور اس فکر میں تھا کہ کسی طرح
سحاب شاہ مغربی کو رہا کروں مگر خوف کھاتا تھا کہ ایسا نہو کہ میری بھی عافیت تنگ ہوجائے تین روز کے
بدلے قہرمان مغربی نے پانچ چھ روز سرکش کو روکا مگر کوئی تدبیر نہ بنی یہی سوچتا تھا کہ اگر یہاں سے کسی طرح
بادشاہ کو اس سے لے بھی لیا تو بعد اسکے اور جو لوگ یہاں آئینگے تو میں انسے کس طرح اپنی
جان بچاؤنگا وہ لوگ قلعہ کا نشان تو باقی نہ رکھینگے پانچویں روز سرکش قلعہ سے نکلنا چاہتا تھا اور قہرمان
اسی فکر میں تھا کہ اب جس مقام پر منزل کریگا وہاں پہونچکر شبخون مارونگا ایک جانب صحرا سے
شتق گرد و غبار بلند ہوا سرکش ناوک انداز سمجھا کہ شاید اسہوں یہاں سے کوئی آتا ہے پھر گیا
اور انتظار کرنے لگا قلعہ سے چند ہی قدم کے فاصلے پر ایک باغ تھا چار دیواری اسکی نہایت بلند تھی دیکھا کہ گرد
اس باغ کی طرف بڑھتی چلی آتی ہے یہ فوج شاہزادہ رفیع الجنت کی تھی انکو ہرکاروں کے ذریعہ سے معلوم
ہوا تھا کہ سرکش قلعہ قہرمانیہ میں مقیم ہے اور قریب قلعہ ایک باغ ہے پس تجویز کہ جاکر باغ میں قیام کرنا چاہیے
اور جس وقت سرکش قلعہ سے نکلکر چلے اسی وقت حملہ کرکے سحاب کو چھڑانا چاہیے ورنہ اگر ناوک
اندازوں نے فاصلہ پاکر … رکھ لیا تو بڑی دقت ہوگی قریب پہونچنا دشوار ہوگا اس خیال سے
باغ میں آئے تھے یہاں دیکھا کہ سرکش قلعہ سے نکل چکا ہے اور جانا چاہتا ہے راستہ باغ کی دیوار ہی کے
نیچے سے ہے ایک طرف باغ ہے اور دوسری جانب نہر ہے بیچ میں راستہ ہے پس گوہر روشن چشم نے
عرض کی کہ میں دو ہزار سواروں کو لیکر سامنے سے جاتا ہوں جب ناوک انداز ادھر متوجہ ہوں تب
پہلو سے حملہ کرنا رفیع الجنت نے اس رائے کو پسند کیا سرکش نے جب دیکھا کہ فوج باغ کی طرف
سے ہو کر دوسری طرف چلی گئی تو یہ بھی اپنی جگہ سے ذرا آگے بڑھا کہ اگر ساتھ والے ہیں تو آکر مل جائینگے
اور اگر دشمن ہوں تو مقابلہ کروں یہ سوچ کر سرکش ناوک انداز آگے بڑھا بیچ میں سحاب شاہ
مغربی کی گاڑی چاروں طرف لشکر تھا جس وقت نزدیک اس باغ پہونچا تو سامنے سے گوہر روشن چشم
دو ہزار سواروں کو ساتھ لیے ہوئے سامنے ہوا اور نعرہ کیا کہ باش اے سرکش خبردار ہوشیار ہوجا کہ میں
آپہونچا سرکش نے کہا تو کون ہے اور آیا ہے تو کیا کریگا گوہر نے کہا کہ تیری جان کا ملک الموت ہوں
اور اپنے بادشاہ کو چھڑانے آیا ہوں سرکش ہنسا اور یہ خیال کیا کہ دو ہزار سوار ہیں کیا کرینگے اور یہ بھی اس کا
قائل نہیں ہے کہ مقابلہ کرسکے اسکو زندہ اسیر کرکے لیے چلنا چاہیے یہ سوچکر سرکش نے نیزہ سنبھالا اور گوہر
… چلنے لگا سرکش سمجھا تھا کہ مجھ سے مقابلہ کریگا گوہر روشن چشم نے
اسکے لشکر پر حملہ کیا ادھر رفیع الجنت نے باغ سے نکلکر نعرہ کیا کہ او سرکش ادھر آ کہ میں تجھکو
دکھلاؤں سحاب شاہ کو رہا کرکے لیے جاتا ہوں یہ فرما کر مع نصیب مغربی اور اٹھارہ ہزار سوار کے

ناوک انداز سات لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے برائے مقابلہ رفیع البخت روانہ ہوئے ہیں لشکر بس یہ
سنتے ہی سر مست فیل زور اور تمتعاج زرہ پوش اور شمشیر شیرزن اور صمصام منغربی وغیرہ تمام سردار
قریب پچاس ہزار سوار کے جو یہاں موجود تھے انکو اپنے ہمراہ لیکر جانب قلعہ قہرمانیہ روانہ ہوئے دیکھیے
کون کس وقت پہونچتا ہے اور لوگ بھی ملازمان رفیع البخت سے جہاں جہاں تھے جسنے خبر پائی دوڑ چل کھڑا
ہوا لیکن اول حال سنگ اندازوں اور ناوک اندازوں کا سنیے کہ جس وقت یہ طے مراحل و قطع منازل
کرتے ہوئے قریب قلعہ قہرمانیہ کے ہو گئے ہیں اور یہ خبر ہرکاروں کے ذریعہ سے شاہزادہ رفیع البخت
کو پہونچی کہ سنگ انداز و ناوک انداز برائے انتقام آگئے ہیں فرمایا کچھ پروا نہیں آنے دو اس وقت
کوکب روشن چشم نے عرض کی کہ ای شہریار یہ لوگ غضب سارق کے نام سے موسوم ہیں افسوس
کہ آپنے انکی حالت قلعہ جبل الحدید کی ملاحظہ نہیں فرمائی ہے اس قلعہ کی کیا حقیقت ہے اگر یہ لوگ دو دن
آتے ہی سنگ اندازی شروع کر دی تو قلعہ سے نکلنا بھی دشوار ہو جائیگا یہ سنکے رفیع البخت نے
کہا کہ کیا ہم قلعہ بند ہو کر لڑینگے جو تمہے اندیشہ ہوا آنے دو کچھ پروا نہیں ہے اور کہدو کہ خیمہ بیرون فصیل
برپا ہو جس وقت طبل جنگ بجیگا اس وقت دیکھا جائیگا اسی وقت حسب الحکم شاہزادہ رفیع البخت خیمہ
قلعہ کے باہر نصب ہوا اور رفیع البخت قلعہ سے نکلکر خیمہ میں تشریف لیے جاتے ہی تھے کہ جانب
صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا گھوڑوں کی ٹاپوں سے زمین تھرانے لگی گرد اسقدر اٹھی کہ زمین کا سلسلہ
آسمان سے ملا دیا اس وقت قہرمان قلعہ دار نے عرض کی کہ یہ تو سات آٹھ لاکھ سوار کی فوج آتی معلوم ہوتی
ہے یہانتک کہ ہوا نے غبار گرد کو گرد نے تار تار ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل لگر سے سات سو جھنڈے
سیاہ زرنگاری نشان سات لاکھ سوار کا نمودار ہوئے ہر علم کے پھریرے پر تحریر سارق بن لقا باتول کی
کی تحریر تھی تمام فوج سامنے آکر خیمہ زن ہوئی چونکہ اس دم سے یہ لوگ یہانتک آئے تھے اور کسی جگہ قیام
نہیں کیا تھا اس وجہ سے آغاز جنگ نہ کیا لیکن بارگاہیں برپا ہوئی ہی اصنام سنگ انداز نے حکم دیا
کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ زرہی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر شاہزادہ رفیع البخت
کو پہونچی کہ سنگ اندازوں نے نقارہ زرہی بجوایا ہے فرمایا کچھ پروا نہیں کہدو کہ ہمارے یہاں بھی بلافصل اردی
و ثیابہ ربانی بجے طبل جنگی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا اور تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں شاہزادہ
رفیع البخت نے ارشاد فرمایا کہ ای نہیب منغربی تم بیجاب شاہ کو لیکر باغ میں چلے جاؤ اور اسطرح
جاؤ کہ ان کافروں کو یہ حال معلوم نہونے پائے نہیب منغربی نے عرض کی کہ ای شہریار یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم
آپکو چھوڑکر چلے جائیں فرمایا کہ اس وقت اسی کا موقع ہے اسلیے کہ فوج دشمن کی بہت ہے اور لڑائی کا انکا حال
سن چکے ہیں اگر انھوں نے ایک بار پتھروں کی قلعہ پر لگا دی تو پھر قلعہ سے نکلنا دشوار ہو جائیگا ہم
تو لڑ بھڑ کر جو کچھ کر سکتے ہیں بادشاہ لڑنے بھڑنے کے لائق نہیں ہے اور ہمارا خدا مددگار ہے تم اندیشہ نکرو
نہیب منغربی حکم شاہزادہ عالی وقار سے مجبور ہو کر نزد بیجاب شاہ پاس آیا اور عرض کی کہ شاہزادے
ایسا حکم ارشاد فرماتے ہیں بیجاب شاہ منغربی نے کہا کہ ای فرزند جو ہر لوگوں کی طرح جسطرح ہم جانتے ہیں کہ ہم
شاہزادہ رفیع البخت سے کہدو ہم بھی اسکے ساتھ ہوں نہیب منغربی نے آکر عرض کی کہ وہ نہیں جاتے
اس وقت شاہزادہ رفیع البخت بنفس نفیس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ ای بادشاہ آپکو میرے
سر کی قسم آپ باغ میں تشریف لیجائیے اس وقت ان لوگوں کا اس مقام پر رہنا مناسب نہیں ہے جو لڑنے
والے ہیں انہیں آپ بادشاہ منغربی نے قسم سے مجبور ہو کر جانا قبول کیا نہیب منغربی دس ہزار سوار سے

کیا اتنے میں مثل قضائے مبرم کے سر ہی پر آ پہونچا پس جلدی سے تلوار کمر سے کھینچ لی اور رفیع البخت پر وار کیا رفیع البخت
نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا تو چار ٹکڑے ہو گیا اور ہر ایک چار ٹکڑے سے ہو گئے
اودھر شاہزادہ سہراب قریب ترکش ناوک انداز کے پہونچ گئے ترکش ناوک انداز نے دیکھا کہ اب
تیر کی زد باقی نہیں رہی ہے ایسے میں نیزہ سینے پر سہراب کے مارا سہراب نے نیزہ اسکا چھین لیا اور وہی اسکے سینے پر
مارا کہ توڑ کر پار گزر گیا پس سہراب نے ترکش ناوک انداز کو نیزے سے پر بلند کر کے آواز دی کہ ای ناوک
انداز دو دیکھ لو کہ سردار کو تمہارے میں نے کس ذلت و خواری سے مارا ہے یہ فرما کر سر پر حربے و بکو توڑ میں نے
مارا کہ استخوان اسکے پارہ پارہ ہو گئے پس مرنا تھا ترکش ناوک انداز کا کہ تمام تیر اندازوں کے ہوش اڑ گئے
اصنام سنگ انداز نے جو دیکھا کہ شاہزادہ سکندر بہ تیغ خونریز ہی کی طرف چلے آتے ہیں پس اصنام نے
پسائی پتھر مارنا شروع کیے سکندر برابر سپر کو گرز پر لیتے گئے دلی کو [illegible] قریب پہونچ لیے کہ اصنام سنگ انداز
نے پھر ایک پتھر کھینچ ہی مارا سکندر نے اس پتھر کو گرز مار کر اڑا دیا پتھر پلٹ کے سر پر اصنام کے
پڑا کہ منہ بگڑ گیا کاسہ سر چور ہو گیا پس مرنا تھا ان سرداروں کا کہ اپنے ہر طرف سے صدائے الامان یا
ہوئی صاحبقران حق پژوہ نے ارشاد فرمایا کہ امان اسکو ہے جسے دین میں اسلام اختیار کرتا ہو وہ
ہمیشہ امید اسکی [illegible] ایک [illegible] کا [illegible] تمام کفار نے کہا کہ ہم جلد اسلام [illegible]
[illegible] کی سارلیق بن لقا ملعون پر آس وقت اہل اسلام نے ہاتھ روک لیا دونوں گروہ [illegible] ہوئے
ملازمت صاحبقران حق پژوہ کی حاصل کی آج صاحبقران کا عجب اور ہی کچھ تھا چہرہ سے جلال
پیدا تھی رفیع البخت اور سکندر رستم خو اور سہراب وغیرہ سب ان سے [illegible] ملے انکے تازہ
رفقا نے بھی قدمبوسی حاصل کی تہہ بان [illegible] سامان دعوت کیا ایک شب سبھی اسی مقام پر قیام کیا
اور دوسرے روز کوچ کو سب کے سب کوچ کر کے طرف شہر [illegible]
روانہ ہوئے سنگ اندازوں اور ناوک اندازوں نے آپس کے سر کٹوا کر تمام لے لیے کچھ جسوقت یہ خبر
شہر [illegible] پہونچی کہ سنگ انداز اور ناوک انداز مارے گئے بعض شکست کھا کر بھاگ گئے باقی
مسلمان ہو گئے شاہزادہ رفیع البخت بالخیر و فیروزی تشریف لا رہے ہیں یہ سنکے یاران [illegible]
ہوکر بہراس سے بھاگ کے طرف گلستان کے روانہ ہوا کہ ان حالات کی اطلاع سارلیق بن لقا سے
کی جاسکے لیکن تمام اہل شہر اپنی دولت کو ساتھ لیکر برائے استقبال روانہ ہوا راستے میں سب کی
ملازمت حاصل کی شاہزادہ رفیع البخت شہر [illegible] میں داخل ہوئے صاحبقران نے سنگ اندازوں
کے بلند عماریوں پر نصب کرا دیے اور لاشیں پاسے فیل میں بندھوا کر تشہیر کرائیں تاکہ لوگوں کو عبرت ہو
بعد اسکے قلعہ جبل الحدید کی حالت پر بہت افسوس کیا اور اسکی تعمیر کا حکم دیا اتنے میں ہرکاروں نے
خبر دی کہ بادشاہ اسلام تشریف لا رہے ہیں صاحبقران تمام سرداروں کو ساتھ لیکر برائے استقبال روانہ
ہوئے اور ظل اللہ کو پیشوائی کر کے لائے شہنشاہ مظفر نے جلسہ خوشی منعقد کیا شہر کے گرد اور
جابجا مسجدیں تعمیر ہونے لگیں لیکن شاہزادہ رفیع البخت اور سکندر رستم خو دونوں شاہزادیوں کے
مفقود الخبر ہونے سے نہایت پریشان تھے ایک ہی خیمہ میں بیٹھے ہوئے تھے شہنشاہ مظفر نے
اپنے ملک کے اسلام آباد ہونے کی خوشی میں جلسہ تو منعقد کیا تھا مگر یہ بھی دختر کے غم میں مبتلا تھا شاہزادہ
سہراب بن رستم خیمہ میں رفیع البخت کے آئے دیکھا کہ سکندر اور رفیع البخت کچھ باتیں کر رہے ہیں
سہراب کو دیکھکر دونوں خاموش ہو گئے اس وقت سہراب کو رفیع البخت کی طرف سے ملال گزرا

گذرے سے تمھیں نقابیں اٹھاؤ سہراب نے کہا کہ میں نامحرم ہوں تمھیں شرم نہیں آتی کہ مجھ سے کہتے ہو رفیع البخت
نے کہا کہ تم سے کیا پردہ ہے کیا تم کوئی غیر ہو یہ سنکر ارجمن انار ام اور تصویر برق جمال نے ہنسی دونوں نے
نقابیں چہروں سے دور کردیں اور ہنسنے لگیں اور کہا کہ اگر یہ عزیز نہ پہنچ جاتا تو شاید ہم دونوں کا خاتمہ
ہوجاتا اور تمام سرگذشت اپنی بیان کی بعد اسکے پالکیاں آگئیں رفیع البخت نے دونوں کو سوار کرکے اپنے
ہمراہ لیا اور لشکر میں آئے مہتر نسیم مغربی اس وقت موجود تھا شاہزادہ رفیع البخت نے سنجاب شاہ
سے کہلا بھیجا کہ اب آپ پریشان نہ ہوں ملکہ کا پتہ مل گیا یہ سنکر سنجاب شاہ مغربی کو بھی نہایت خوش ہوا اور
طرطوس شاہ جبالی بھی شاد ہوا یہ دونوں بادشاہ اپنی اپنی دختروں کو دیکھنے آئے اب ان سبکو
تو مصروف جشن رکھا جاتا ہے

لیکن چند کلمے داستان ہامان دانشور وزیر سنجاب شاہ مغربی کے بھاگ کر جانا ہامان کا سارلیق میں اور حالات بیان کرنا سارلیق ملعون سے روانہ کرنا سارلیق کا ایک عیار کو اور ایک عیارچی کو براے گرفتاری سرداران لشکر اسلام و باقی حالات متعلق داستان ہذا غزل

حضرت ناصح ذرا ذکر رخ جانان کرینا
پھر کہاں جاکر تمھارے وصل کا ساماں کرین
کیوں نہ ہم وہ حضرت عیسیٰ سے خوش جا کرین
میں انھیں مہمان کروں یا وہ مجھے مہمان کرین
جنکو جو مرنا ہی جائیں درد کا درماں کرین
ہو اگر طاقت تو درد دل کو دل میں پنہاں کرین
کاٹ لیں وہ سر تو ہم بھی جان کو قرباں کرین
آرزو جنکی مجھے ہی وہ مرا ارمان کرین
حضرت واعظ نہ اسکا فرسے تو بیجے
جنکا ارمان ہی مجھے وہ غیر کا ارمان کرین
موت ہی کا بدگمانی سے یقین جنکو نہو
کیوں وہ عالم کو میرے ہاتھ سے حیران کرینا
نہ رہ در گور ہی فلک اس وقت کر دیتا ہمین
اب بھی لو سمجھیں ہوں تو انکو وہ حل بے جان کرین
منتظر ہے گنہگاروں کی پھر پرسش نہو
انسے ہاتھوں سے جسد ان اور زندان کرین
حضرت عیسیٰ کو میرے درد سے کیا واسطہ
آئینہ دیکھیں تو ہم انکو بھی حیران کرین

گر نہ وحشت ہو تو مجھکو داخل زندان کرین
دل کو تسکین ہے جائیں تو دل کا ساماں کرین
سب اچھے ہیں تو بے بیمار کیا درماں کرین
ہو یہی دنیا اگر مجھکو نہ وہ گریاں کرین
کیا ہے تعلیم تجھے شرمندہ احسان کرین
وہ مسیحا ہیں اگر مرے تو یہ احسان کرینا
ان کا ہم احسان اتارین وہ اگر احسان کرین
ہمکو فرصت بیقراری سے نہوگی کوئی دم
جب میں جانوں آپ سے شرمندہ احسان کرینا
قتل سے پہلے جھکے سر مجھ سے غیر کی طرح
وہ مریض عشق کا کسو اسطے درمان کرینا
وہ ہماری آنکھوں میں ہی منتظر ہم کیوں یہیں
صبا ہم قفس میں ہیں اپنے کوچہ جانان کرین
سنگ طفلان کی کہاں خاک جستجو وحشت میں ہے
روز محشر ہم اگر ذکر شب ہجران کرین
تا قیامت پھر کسی خاک رسکتی نہیں
ہو تا اسمیں کس کو تسلیاں وہ مرا درمان کرینا
زخم کو شاید سمجھ اگر زخم جگر دکھلا دیں ہمیں

ہم اگر جوش جنوں میں اپنا گھر ویراں کرین
تم میں آتا ہی لیکن ہم یوں شب ہجران کرین
ہوسکے اجابت میرے تو یہ احسان کرین
ورنہ پھر یا خدا معلوم کیا طوفان کرین
ہاتھ دو تو لو اسکو کھولیں سینے پر تجھ وہ جان کرینا
سنج کو راحت بنائیں درد کو درمان کرین
گر تجھے ناپسند کرنا لیکن منظور ہے
دل میں جو مہمان ہیں شاید کہ وہ مہمان کرینا
ترچھی کا یہ مدعا ہے بخت کی یہ آرزو
دو کوئی احسان بانٹیں شیر آپ احسان کرین
یا جنون کھوئیں مرا یا قید ہی کردیں مجھے
وہ ہمارے دل میں ہیں ہم اسکا کیوں ارمان کرینا
پیر سے جلوے کے مقابل کسکا جلتا ہو جگر
کاٹ لیں سر کو اگر میرے تو وہ احسان کرین
سکھر دن لوا سے ہو جائیں اسیر کے لیے
زندگی بھر رو ئیں وہ مجھکو اگر گریاں کرینا
انکو دعوےٰ ایک ہی کے دل میں ہم ہیں نہیں
کم سمجھ ہیں خیال جنبش مژگان کرین

آرزو ہی وصل میں ہوش اسکی چھوٹ جاتا
موت کی ہم آرزو کیونکر نہ شب ہجران کرین
ہونے کے سو قسمہی ہی جاتین جو کین عشق نہ تھا

ہین انھین حیران کرین وہ یہ حیران کرین
کس قیامت کی ہین آنکھین حضرت سے نگاہ
ہم بیان خواب اگر نظارۂ جانان کرین
آئینہ کیا گذرے اگر نظارۂ جانان کرین

بدگمانی سے گمان ہے بہت کو ہوگا خواب کا
آپہی بیمار ڈالین آپہی درمان کرین
جو کہ شوق دید ہی مین تجہہ بن کیا ہی کلیم

راویان شیرین زبان و حاکیان رنگین بیان اس داستان کو اس طرح بیان کرتے ہین کہ ہامان والشور وزیر سنجاب شاہ مغربی جو بہارستان مغرب بھاگا تھا جسنے گلستان باختر کا رخ کیا جو سنگ انداز اور ناوک انداز کہ بھاگ کر صحرا مین تباہ ہوتے تھے وہ سب ہامان کے ساتھ ہوسے اور صورت فریادیون کی بنا کر چلے اصل شہر ساریقیہ ہوئے جب یہ خبر ساریق بن لقا کو ہوئی کہ ہامان وزیر سنجاب فریادیون کی شکل بنائے ہوئے آتا ہی ساریق نے کہا معلوم ہوتا ہی تمنے جو غضب اپنا بہارستان مغرب پر نازل کیا تھا اسکا اثر اس وزیر پر بھی پڑا خبر آنے دو ہامان اسی صورت سے زیر قیطول پہونچا دیکھا ہامان نے کئی کروڑ کی فوج زیر قیطول جمع ہی اور ساریق ملعون بالائے قیطول بیٹھا ہوا ہی آواز اس گہر کی بہت بڑی ہی جسوقت یہ قیطول پر سے چلاتا ہی تو کوسون آواز اسکی پہونچتی ہی ہامان نے زیر قیطول پہونچ کے فریاد کی کہ اے خداوند یہ تو نے شغضب پر غضب نازل کیا پہلے تو ناوک اندازون اور سنگ اندازون نے بہارستان مغرب کو نیران سے مبدل کر دیا قلعہ کو تاراج کیا جسمین خداپرست مقیم تھے تمام خداپرست تباہ و برباد ہو گئے آخر مین اسنے بہمن کو گرفتار کرا کے منگوا دیا پھر خداپرستون کی حمایت کی کہ سنجاب شاہ رہا ہو کر مسلمان ہوا اور خداپرستون نے آکر سنگ اندازون اور ناوک اندازون کو مار ڈالا آنکے بانند شمار دیوان پر نصب کیے گئے لاشین پاسے فیل میں لنڈوا کر تشہیر کرائی گئین تمام بہارستان مغرب خداپرستون کا ہو گیا مین تیری ذات کے ساتھ خلوص رکھتا تھا تو بھاگ کے اس مقام پر آیا یہ سنکے ساریق ملعون نے دریچے سے سر نکالا اور کہا کہ اس بندۂ مغضوب کو لے آؤ تاکہ ہم اسپر رحمت فرمائین اگرچہ حال سب کو سنا ہی اگرچہ ہم سب کچھ جانتے ہین لیکن بندون کا حال بندون کی آنکھین کی زبان سے ظاہر کرنا چاہتے ہین یہ سن کے لوگ آئے اور ہامان کو لیکر حجاب کے قریب پہونچے دیکھا کہ باہر حجاب کے دربار آراستہ ہی تین ہزار سردار ان زبردست ذلگلون اور کرسیون پر بیٹھے ہین کہ ایک ایک انمین کا دیو پیکر اور اہرمن خصال ہی اور سامان آرایش و بار دیکھکر عقل دنگ ہوتی ہی ہامان نے جاتے ہی سجدہ کیا ساریق نے کہا کہ حال شہر سنجاب کا بیان کر ہامان نے اہل دربار کے سامنے مفصل بیان کیا سب حیران تھے کہ یہ خداوند نے کون سی حماقت آمیز قدرت کی لیکن بختگان نے کہا کہ یا خداوند ہم دیکھتے ہین کہ آپنے بھی بڑے خداوند لقا سے یہ لقا کی سیاہی تقدیر مین کہ یا ظفر گم کر دین یہ سنکر ساریق نے کہا کہ تو ہماری قدرت کے راز کو کیا سمجھ سکتا ہی اسکو ہمارے خاص بندے سمجھتے ہین کیون حکیم سودائی دانا تم کیا سمجھے ہو حکیم سودائی دانا نے کہا کہ یا خداوند مین تیرے زور و قدرت کو خوب سمجھتا ہون یہ سمجھ آگیا جان سکتا ہی ساریق نے کہا کہ اسے بھی آگاہ کرو یہ حکیم مرد مسلمان ہین اور اپنے مذہب کو چھپائے ہوئے ہین اور اسنے کو تمسخر مین ڈال دیا ہی ساریق کو بیوقوف بنا رکھا ہی چونکہ یہ حکیم ہین انکی دانائی کے آگے کسیکی فراست چلنے نہین پاتی ساریق اسنے نہایت خوش ہی بلکہ اکثر اوقات یہ ساریق کے منہ پر اسکو برا بھلا کہہ جاتے ہین ساریق سن کے چپ ہو رہتا ہی ہوا ایک مرتبہ لوگون نے چغلی کھائی اور کہا کہ یا خداوند یہ شخص خداپرست ہی اور لائق قتل ہی ساریق نے جواب دیا کہ اگر اسکے قتل مین نے کوئی اور بندہ پیدا کیا ہوتا تو اسے قتل کر ڈالتا یہ بندہ کچھ ایسا پیدا ہو گیا ہی کہ اب خداوند نے بہت کوشش کی کہ ایسا

اور بندہ پیدا کرے مگر نہو سکا ہین جتنے اچھے اور باکمال بندے پیدا کرتا ہون وہ سب مجھ سے برگشتگی کرجاتے ہین
اسلیے کہ وہ ناز کرتے ہین کہ ہم بھی ایسے ہین غرضکہ حکیم سودائی دانا نے کہا کہ ایہاالناس آگاہ ہو کہ خداوند کو
اپنی قدرت کاملہ کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ بہارستان مغرب کے لوگ نہایت دانا ہین ایسا نہو کہ یہ بھی
مثل خداپرستون کے سر اٹھاوین اس خیال سے خداوند نے اپنا غضب آمیز نازل کیا اور وہ تباہ و برباد ہوگئے
بعد اسکے سنگ انداز اور ناوک انداز حکم خداوند سے زیادہ ظلم کرنے لگے یہ بات خداوند کے خلاف
گذری خداوند نے تقدیرین سے پلٹ دی کہ پھر مرے ہوئے خداپرستون نے زندہ ہو کر تمام سنگ اندازون
اور ناوک اندازون کو نشانہ تیر قضا کردیا بس یہ سنکر سارلق بہت ہنسا اور الہام قدرت کا خطاب
حکیم سودائی دانا کو عنایت کیا بختگان بہت جلا اور کہا کہ واہ حکیم صاحب آپ بھی مجنون طرفہ ہین کیا خداوند کو
نسخہ پلایا ہی کہ جو کہدیا وہی خداوند کے بھی دل مین آگیا ہم دیکھتے ہین کہ بہت جلد آپ کے ہاتھون وہ وقت
آیا چاہتا ہی جو خداوند لقا کے واسطے آیا تھا یہ سنکر سارلق نے کہا کہ مارو اس شیطان کو کہ یہ شان مین
خداوند کے کلمات بدشگونی نکالتا ہی پہلے معزول حکیم صاحب نے رسید کی بختگان نے کہا کہ جو سچ
کہے وہ جوتیان کہائے کیا عدالت ہی خداوند کی یہ سن سرداران لشکر جو موجود تھے انمین سے آنکر نے
عرض کی کہ یا خداوند اگر حکم ہو تو ہم جا کر بہارستان مغرب کا طبقہ الٹ دین سارلق نے کہا کہ
کیا مین چاہون تو یہان بیٹھے بیٹھے طبقہ نہین پلٹ سکتا ہون مگر مجھکو یہ منظور نہین ہی کہ مین بندون کے مقابلہ مین دخل
دون کیونکہ حکیم الہام قدرت کیا کہتے ہو تم خداوند کے مسئلون کو خوب سمجھتے ہو بیان کرو حکیم سودائی
دانا نے کہا کہ اگر آپ اسی طرح ذرا ذرا سی بات پر بندون سے ناراض ہو کر غضب نازل کرتے تو آج کو
دنیا کاہی کو باقی رہتی سب فنا ہوجاتے اب اس باب مین اپنی قدرت پوشیدہ کو دخل نہ دینا ہان سرداران
اور پہلوانون کو بھیج دیجیے سارلق نے کہا کہ یہی قدرت مین ہے اسی سے ہزار برس پیشتر کی کہی اس وقت
مہتر آفات نیرنگ ساز عیار نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو آپ کے چار سردار ادبار سے گئے ہین مین بھی تنہا
سردارون کو اکیلا گرفتار کرکے لاسکتا ہون سارلق نے کہا کہ جا تو نے انصاف کو دل مین راہ دی [illegible]
تجھ سے نہایت خوش ہوئے مگر چار سردارون سے زیادہ کو اسیر کرکے نہ لانا ورنہ ظلم ہو جائیگا اور عدالت
جاتی رہیگی کہیں ایسا نہو کہ خداوند تیرے اوپر بھی مثل سنگ اندازون کے غضب نازل کردین آفات
نیرنگ ساز نے عرض کی کہ کیا مجال ہی یہ کہکر آفات نے فتانہ عیارہ بچی اور چار سو عیارون کو ساتھ لیا جو اسکے
شاگرد اور ماتحت تھے سبکو ساتھ لیکر جانب بہارستان مغرب روانہ ہوا سارلق نے ہامان
کو بھی ایک پایہ تخت پر جگہ دی اور وزیر چہارم معین کیا اور خلعت وزارت عنایت کیا ہامان نہایت خوش
ہوا ایک وزیر سارلق کے حکیم سودائی دانا ہین کہ یہ وزیر درجہ اول ہین اور بختگان وزیر درجہ دوم اور مہندل
عاقل وزیر درجہ سوم ہی ہامان چوتھا وزیر معین ہوا اب مفصل حالات یہان کے بعد کو تحریر ہونگے اول
حال مہتر آفات اور فتانہ فتنہ پرور عیارہ بچی کا سنیے کہ جس وقت یہ قریب بہارستان مغرب
کے پہونچے تو انھون نے آیندہ روند سے حالات دریافت کیے انھون نے بیان کیا کہ بہارستان مغرب
مین بہار اسلام آگئی ہی مسلمانون کا دور دورہ ہی جلسہ خوشی ہو رہا ہی جناب شاہ مغرقی نے بہا جعفران
اور بادشاہ اسلام کی دعوت کی ہی بس یہ سنکر مہتر آفات نے فکر تجویز لیا فتانہ کو طوائف بنایا اور آپ
اسکا باپ بنا سازندون کو ساتھ لیکر اپنے عیارون کے غول سے علحدہ ہوا اور سب سے کہدیا کہ تم صحرا
مین قیام کرو مین لشکر مین جاتا ہون اور بن پڑتا ہی تو سرداران اسلام کو اسیر کرکے لاتا ہون یہ سنکر

اسکے بعد انہوں نے ایک جگہ اپنے قیام کی بتلادی اور وہاں ایک جھنڈا نصب کر دیا لیکن اب کچھ حال اُس جلسہ کا سُنیے
کہ جو سنجاب شاہ نے منعقد کیا تھا آٹھ روز تک یہ جشن رہا آٹھویں روز خواجہ خضران نے بادشاہ اسلام
اور صاحبقران عالی مقام سے عرض کی کہ اسی جلسہ میں مناسب ہو تو شادی شاہزادہ رفیع البخت
کی ملکہ سمن اندام دختر سنجاب شاہ سے کر دیجیے اور شاہزادہ سکندر رستم خو ملکہ گلچہرہ برق جمال کے
ساتھ بادشاہ اسلام نے کہا کہ نہایت مناسب ہے غرضکہ دوسرے ہی دن کی تاریخ اچھی تھی صحبت عقد
منعقد ہوئی سنجاب شاہ نے اس شادی کو طول دینا چاہا تھا مگر بادشاہ اسلام نے منع فرمایا اور ارشاد کیا
کہ مجھکو یہاں سے گلستان باختر کی طرف جانا ضرور ہے کہ اژدرنگ بن زہرود جنگ بن زہرود وہاں
ہیں اور سمارلیق ملعون نے بھی بہت سر اُٹھایا ہے اگر ہم اس شادی کو طول دینگے تو دیر بھی ہوگی اور
زیر بار بھی ہوگے اور ابھی تمہارا انتظام سلطنت بھی بعد اس انقلاب عظیم کے درست ہونے نہیں پایا ہے
لہذا بہتر و مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ فرض کو ادا کرو اور طرطوس شاہ جبالی اور عرفان شاہ نے
بھی طول دینے کے ارادہ کو ملتوی کیا مختصر سامان فرض ادا کرکے اپنے گھر کو جانے کیلئے تیار ہو گئے اسی شب
آفات شہرنگ ساز عیار داخل شہر سنجابیہ ہوا اور اسنے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جشن تو ختم ہو گیا
لیکن شاہزادوں کا عقد ابھی نہیں ہوا ہے یقین ہے کہ کل شب کو عقد دختر سنجاب کا رفیع البخت کے ساتھ
اور دختر طرطوس شاہ جبالی کا نکاح سکندر کے ساتھ اور دختر عرفان شاہ کی کتخدائی سہراب
بن رستم کے ساتھ ہوگی یہ سنکے آفات شہرنگ ساز نے ساتھ والوں کو تو سرا میں چھوڑا اور آپ تلاش
میں خواجہ خضران کے روانہ ہوا یہاں خواجہ خضران انتظام میں مصروف تھے کہ آفات نے آکے سلام
کیا خواجہ نے پوچھا تو کون ہے کہاں سے آیا ہے عرض کی کہ غلام کو ولندو از نے باز کہتے ہیں دختر اس شخص
کی نہایت حسین ہے اور طوائف پیشہ ہے صاحبقران کا نام سُنکے ہم بڑی دور سے آئے تھے یہاں آکر
سُنا کہ جلسہ تمام ہو گیا ہمیں اپنی کم نصیبی پر افسوس ہوا تھا کہ بعد کو یہ خبر بھی سننے میں آئی کہ آج یہاں شاہزادوں
کے عقد ہونگے مگر صحبت ناچ رنگ کی نہو گی لہذا حضور ہماری جانب سے سفارش کر دیں کیونکہ حضور کا
کہنا سننا بہت کچھ ہے آپکی زبان ہلا دینے میں ہمارا پیٹ بھر جائیگا خواجہ نے فرمایا کہ اب کچھ
نہیں ہو سکتا صاحبقران کو گلستان باختر پر جانے کی جلدی ہے اس وجہ سے جلسہ ملتوی کیا گیا ہے
اگر صحبت ہوتی تو اچھی طرح ہوتی ایک طائفہ کے واسطے صحبت نہیں قرار پا سکتی ہے یہ سُنکے اسنے عرض کی
کہ غلام اپنی اوقات کے موافق حضور کی خدمتگذاری سے باہر نہیں ہے فرمایا کہ تمہارا کیا ادعا ہے عرض کی
کہ آئی تو روزی نہیں تو روزہ جیسا کچھ ہمیں ملیگا اسی کے موافق ہم بھی حاضر کرینگے اور اگر دولتمند ہوتے
تو یہ پیشہ کیوں اختیار کرتے خواجہ نے فرمایا کہ میں تجھے آنے روپیہ سے کم نہ دونگا اسنے عرض کی کہ مجھے
قبول ہے حضور گو تو دیں دیکھیے گا کہ سرکار لوگ کیسے خوش ہوتے ہیں اور کسقدر انعام پاتا ہے یہ سُنکے خواجہ
کو طمع دامنگیر ہوئی فرمایا کہ تم کس مقام پر ٹھہرے ہوئے ہو عرض کی کہ بیچ والی سرا میں ٹھہرا ہوں خواجہ
نے فرمایا کہ وہاں سے تو فاصلہ بہت ہے تم یہاں چلے آؤ ہم تمہارے ٹھہرنے کے واسطے جگہ دینگے اور
ضرور تمہاری دختر کا مجرا کرا دینگے نام اسکا کیا ہے ولندو از نے عرض کی کہ اختر بانی کہتے ہیں یہ سنکے
خواجہ نے ایک خیمہ قریب نصب کرا دیا اسمیں آفات شہرنگ ساز فتانہ کو طوائف بنا کے
ساتھ لئے حاضر ہوا اور خواجہ نے اسکو اسی خیمہ میں اترنے کا حکم دیا اور آپ خدمت میں بادشاہ اسلام
کے حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ظل اللہ کے حکم کی متابعت تو ہم ایک ہی ویسا ہی کیا ہے جو فرمایا

ہر نوشاہ اپنی اپنی عروس کے وصل سے کامیاب ہوا انہوں شاہزادیاں حاملہ ہوئیں بطن سے انکے لڑکے پیدا ہونگے
اور عنقریب انکا آگے بڑھ کر آئیگا لیکن اس طائفہ کا گانا سرداران اسلام کو اس قدر پسند آیا کہ خواجہ خضران
سے کہا اختر بانی کو ابھی رخصت نکرنا بادشاہ اسلام کے یہاں سے تو بہت کچھ انعام و اکرام کے ساتھ
یہ رخصت کر دی گئی لیکن سرداران نے باری باری تخلیہ کی صحبت معین کی اب اختر بانی ہر روز ایک جگہ
سے رخصت ہوتی ہے دوسری جگہ روک لی جاتی ہے جب آفات نیرنگ ساز نے دیکھا کہ اب یہ لوگ
مصروف عیش و عشرت ہیں تو اسنے رات کو جاکر سکندر رستم خو کے خیمہ میں قنات چاک کی اور یہ دوا سنے
بیہوشی کے شمع پر مار کے پروانے جلے اور دود بیہوشی ہوا سے منتشر ہوا جو ایک وہ باری دار اور تکیہ پہ تھا
وہ بھی بالکل غافل گیا بس آفات نیرنگ ساز اندر آیا اور کنجہ عیاری میں بیہوشی رکھکر دماغ میں سکندر کے
پھونک دی سکندر نے چھینک ماری بیہوش ہو گئے آفات نے چادر عیاری میں پشتارہ باندھا اور سکندر کے
کو یہ نکالا جاکر اپنے شاگردوں کے سپرد کر دیا اور وہاں سے پھر مثل باد صرصر کے آیا اور پھر منظر بن شاہ منظر کو لیا بعد
بعد اسکے شاہزادہ وحید الملک کا پشتارہ پہونچایا آخر میں شاہزادہ شہنشاہ صف شکن بن سلطان کا پشتارہ
کا پشتارہ لیگیا اسکے بعد صبح ہو گئی لشکر کے تو اسنے بجاکر اپنے شاگردوں کے حوالے کر دیے اور کہا کہ تم
انکو لیکر خداوند کی طرف چلو میں آج رات کو آؤنگا وہ لوگ پشتارے لیکر جانب گلستان باختر روانہ ہوئے
یہاں صبح جو ہوتی ہے جس شاہزادہ کے ملازم خیمہ میں آئے اپنے اپنے آقا کو نہ پایا نہایت پریشان ہوئے تمام
لشکر اسلام میں ہلڑ ہو گیا کہ چار شاہزادے بستر خواب سے گم ہو گئے یہ خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی عیاروں نے
پتہ لگایا نا اور کہا کہ یہ کسی عیار کا کام ہے بس اسی وقت بادشاہ اسلام نے خواجہ خضران کو طلب فرمایا اور ارشاد
کیا کہ تلاش کرو یہ کیا ستم ہے خضران نے عیاروں کو ہر طرف روانہ کیا آفات کے عیار روانہ ہو چکے تھے
کہیں پتا نہ لگا آفات نیرنگ ساز دلنواز لی بار بنا ہوا موجود تھا جب شام ہوئی تو اسنے ایک پرچہ لکھکر
ڈال دیا مضمون یہ تھا کہ او دزدمکار ظفر انشا دیکھا تو نے کس طرح میں نے چار سردار گرفتار کر لیے کہ تجھکو
خبر بھی نہوئی عیاری اسکا نام ہے اب یہ سردار خداوند کی خدمت میں جاتے ہیں انہوں نے خداوند کے سرداروں کو
مارا تھا ایسا انتقام انکا لیا جائیگا منتہ مہتر آفات نیرنگ ساز یہ پرچہ پھینک یہ تو چلدیا یہاں خواجہ
خضران جو اسکے خیمہ میں آئے تو خیمہ خالی پڑا دیکھا اور ایک پرچہ پایا اٹھا کر پڑھا سر جھکائے ہوئے خدمت میں
بادشاہ اسلام کے حاضر ہوئے اور پرچہ دکھایا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے خضران یہ جو کچھ ہوا تمہاری
غفلت کے سبب سے ہوا آئین نے اگر اسکی سستی کی تاج کرایا اسنے جو فی روپیہ کے لالچ میں یہ کیا اگر یہ شہزادے
قتل ہو گئے تو میں تاج و تخت کو چھوڑ کر فقیری اختیار کرونگا یہ سنکے خضران نے عرض کی کہ غلام ابھی ساریقیہ
کی طرف جاتا ہے اگر کسی شاہزادہ کا رونگٹا بھی میلا ہوا اگر ساریق کو سر دربار نہ ماروں تو اپنا نام خضران
نہ پاؤں ابھی حضور تاج و تخت سے دست بردار نہوں یہ کہکر خضران تن تنہا جانب ساریقیہ روانہ ہوئے
بعد روانہ ہونے خضران کے صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ نے بادشاہ اسلام سے عرض کی
کہ اگر مناسب ہو تو حضور بھی تشریف لے چلیں اسلئے کہ میں نے سنا ہے چار ہزار پہلوانان صف شکن دساریقیہ میں
ساریق کے بیٹھے ہیں یہ چار شاہزادے گئے ہیں اگر حیات انکی باقی ہے تو خداوند عالم حفاظت کریگا اور ہاتھ سے
ان ظالموں کے بچائیگا اس وقت میں لشکر انکی ضرور ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ میں ضرور جاؤنگا اسی وقت
سے تیاری سفر شروع ہوئی ۔

اب چمنستان کلک داستان پہونچنا شاہزادوں کا بحالت قید دربار ساریق میں

ملعون بیٹھا تھا چاروں کونوں پر تخت کے چار وزیر اسکے متمکن تھے اور دو دو ان پہلوؤں میں شیرنگ و خیزنگ
بیٹھے ہوئے تھے اور دو رویہ سرداران زبردست مثل نہنگ خون آشام و پلنگ خون آشام
و شیر پر خون آشام و ببر خون آشام قریب چالیس سرداروں کے موجود تھے اسکے عزیز
بھی ہوئے میں بیٹھے ہیں بعد انکے گونان گاؤ سوار خاقان کج کلاہ سیاوش جنگجو بیدریغ پیلتن مردان
جوشن پوش حیران گردن کش پہلوان پیلتن شیر بر مردم درفش بر دست تن ازجا سپاہ گردہ لہراسپ
گرد مہران مہر طلعت دست بہ فیل پیکر پیچان تیر انداز پیکان تیر انداز آہن ربا تن شگاف
مشہور مردم در مغفر و در مردم در اسود دین سوار زنگی اور سوار زنگی صیر فیل حشمت انداز زر جیل
حشمت انداز فولاد و سنگ بار [illegible] و سنگ یا نخل [illegible] اخضر چشم [illegible] طہماسپ پیلتن فرنا کوس
رعد آواز [illegible] رعد آواز قریب چار ہزار لشکر کشیدون کے بیٹھے ہوئے انکا لشکر بے شمار [illegible] اور [illegible]
بالا دست زلازل بن زلزال دیو بہرود اژدہا [illegible] در اسکے مقابل میں نہنگ بن طوفان دریا موج
کوہ شگاف اپنے اپنے لشکر پر [illegible] بیٹھے ہوئے ہجوم بہت سے تھے دو دو ہزار پہلوانان صف شکن انکے
ماتحت میں زلزال بن زلازل سو [illegible] کی [illegible] باندھتا ہے جس وقت یہ غضب سے لگاتا ہے تو دلیم زمین کا
ہل جاتا ہے اسی وجہ سے اسکا نام زلازل مشہور ہوا ہے اور نہنگ بن طوفان دریا موج کوہ شگاف ساطور
گران باندھتا ہے کہ اسکی ضرب سے سنگ خارا [illegible] چور ہو جاتا ہے اور یہ دونوں رعد آواز ان دونوں سے بھی بڑے
ہیں اور لقب قدرت [illegible] کہلاتا ہے یہ سب [illegible] کے سامنے موجود ہیں سامنے انکے یہ چاروں شیر دل یعنی سکندر رستم
اور حمید الملک سر و اسفندیار صف شکن اور [illegible] بن [illegible] مسلسل و مطوق ہو کے اور دو [illegible] ساریق
کے کافروں سے ملو دکھا آوازدی کہ اسلام [illegible] شخص ہر چہ [illegible] سے وحدہ لاشریک کو برحق مانتا ہو اور محمد
اسکے رسول کو پیغمبر برحق مانتا ہو یہ سنکر ساریق نے کہا کہ ای بندگان گستاخ یہ اپنے خداوند کے سامنے گستاخی
کرتے ہو کہ خدا [illegible] کا نام لیتے ہو کیا خداوند کو دیکھا ہے [illegible] نہیں ہوا ہے اور اس سے روگردانی کرتے ہو آدم
[illegible] سکندر [illegible] نے فرمایا کہ اے ساریق تو بڑا بزدل ہے کہ تو نے ہمکو عیاری کے ذریعہ
سے گرفتار کرا لیا کوئی سردار تیرا [illegible] یہاں اس قابل نہ تھا کہ ہم سے مقابلہ کرسکتا اب بھی قید ہماری
دور کرا کے دیکھ لے کہ تیری بارگاہ خون سے لال ہو جاتی ہے یا نہیں یہ سنکے زلازل بن زلزال اژدرکش
نے ساریق سے کہا کہ یا خداوند [illegible] کرکے تماشا ہمیں جنگ کا دیکھیے میں انکو میدان اسیر کرونگا
اس وقت یہ [illegible] میری اطاعت کرینگے ساریق ہنسا اور کہا کہ اے بندہ خاص [illegible] خاص اگر خداوند بھی
مثل بندوں کے ذرا ذرا سی بات پر بندوں سے بگڑا کریں تو انکا ٹھکانا کہاں لگے اور پھر ہم میں اور بندوں میں
فرق ہی کیا رہ جانے گا یہ خداوند بھی جفائیں ان لوگوں کی اٹھایا کیے مگر غضب اپنا نازل نہیں کیا ہمنے جو
انکو زبردست [illegible] لیا تو یہ ناز کرتے ہیں یہ سب [illegible] خداوندی کو نہیں سمجھتا ہو ان میں عقل نہ رہے زلازل
بن زلزال تو خاموش ہو رہا اور ساریق نے کہا کہ ان بندگان سرکش کو لیجا کر باغ محویت کی سیر کراؤ اسکے
بعد ہمارے پاس لاؤ یہ حکم پاکر محافظوں نے قیدیوں کو ساتھ لیا اور جانب باغ محویت روانہ ہوئے
زلزال بن جنجال نے عرض کی کہ یا خداوند پہلے میں بھی تیری قدرت کا دل سے قائل نہ تھا لیکن باغ
محویت کی سیر نے بالکل تیری قدرت کا یقین دلا دیا یقین ہے کہ یہ بھی اب جو پلٹ کے آئینگے تو وہاں سے
سجدہ کرتے ہوے آئینگے ججنگان نے کہا کہ یہ ایسے بیوقوف نہیں ہیں کہ سجدہ کرینگے ساریق
نے کہا کہ او شیطان ابن شیطان اپنے خداوند کو ہجو ای کر سجدہ کرنا بہت فرض ہی ہے ججنگان نے عرض کی کہ میں

اس نشانات سے کہا کہ انکو معلوم ہو کہ ہم خداوند سے پھیلینگے تو خداوند ہم سے اتنا خوش ہونگے جتنا ناز کرنے سے
خوش ہونگے اس بنا پر میں نے کہا کہ بیوقوف نہیں ہیں جو سجدہ کرکے خداوندی کی توجہ اپنی طرف سے کم کرا دیں خداوند
کو گنہگاروں کا خیال بیگناہوں سے زیادہ رہتا ہے ساریق نے کہا کہ ہاں یہ عادت تو میری ضرور ہے نہایت اقبال
بندے تو بخشے ہی جاوینگے برا عمال ہیں جب تک ہم نظر رحمت نکرینگے انکا کوئی سہارا ہی نہیں ہے مگر میں قسم
کھاتا ہوں اپنے ہی دست قدرت کی کہ اب میں انپر رحم نکرونگا اسلئے کہ انھوں نے خداوند کے ساتھ بہت
گستاخی کی ہے اگر باغ محبت کو دیکھ بھی ہے ایمان ہو لائے تو انکو ضرور عذاب میں گرفتار کرونگا بخشگان تو دشمن
قدیم ہے انکا ارادہ تھا کہ یہ کسی طرح قتل ہو جاویں ورنہ کوئی نہ کوئی صورت رہائی پیدا ہی ہو جاویگی انکے مددگار
زمین و آسمان سے پیدا ہو جاتے ہیں پس اسی شعبدہ والے نے ساریق سے کہا کہ آپ ضرور انپر عذاب نازل
کریں وہ آپکی جان کا تعدا ہو گئے جاتے تھے جسے خداوند تمام نہ پہنچائیں حمزہ اور سرداران حمزہ کے ساتھ
کیا کچھ نہیں کیا وہ زخمی ہیں جنکو راستہ سے انکو نیچے لگیا اور چھوٹے ہی انھوں نے تھوڑن اور دونوں
مار ناشروع کر دیے اور خداوند لقا کی فوج کو تباہ و برباد کر دیا ساریق نے کہا کہ میں انکے بارے میں جو
قدرت کرونگا اسے ہرگز نہ پاؤگے بخشگان نے کہا کہ دیکھا چاہئے غرضکہ اسے تمام ولیتیں بر ساریق
کو پورے طور سے آمادہ قتل کر دیا کہ ہم سودائی ہوا اسکی باتیں سنکے مطلب بخشگان کا سمجھے فرمایا کہ اے
شیطان تو خداوند کو بہکانا چاہتا ہے تو خدا معلوم خداوندی کو کیا سمجھتا ہے اکثر تمہاری مصلحت بدل جاتی ہے مگر
جو خداوند مناسب جانتے ہیں وہ کرتے ہیں بخشگان نے کہا کہ یہ تو ہم پہلے ہی سمجھ چکے ہیں اور ہمیشہ یہی ہوتا چلا آیا ہے
مگر ہمنے بھی انجام سمجھا دیا اچھا ہوگا دیکھا جائیگا یہاں تو یہ باتیں ہو رہی ہیں اور وہاں حمزہ آفات ان شاہزادوں
کو لیے ہوے اور مقامات کی سیر کرتا ہوا باغ محبت میں لایا دیکھا انھوں نے کہ دروازہ باغ کا یاقوت زرد کا
ہے اور چوکھٹ یا زرد نیلے یاقوت کے ہیں اور کہیں یاقوت سرخ کے نصب ہیں اور زنجیر زمرد کی ہے کنڈہ الماس کا
دروازے پر جو نگہبان بیٹھے ہیں وہ نہایت حسین لڑکے ہیں جسوقت اندر باغ کے داخل ہوئے تو دیکھا کہ
جسقدر درخت ہیں سب زمرد سبز کے ہیں پھول انمیں یاقوت سرخ و زرد کے کھلے ہوئے ہیں جو غنچہ کھلتا ہے
یا خداوند ساریق کی آواز دیتا ہے طائر عجیب عجیب طرح کے ہیں کہ کسیکے سر یاقوت کے پاؤں زمرد کے جسم الماس
کا کوئی اسکے خلاف ہے کوئی طائر ایک رنگ سبز کوئی یک رنگ سرخ کوئی زرد اسی طرح سب مختلف الرنگ
ہیں اور جسم انکے جواہر کے ہیں کہ روشن و منور ہیں اور ہر زبان پر یہی تعریف ساریق میں لقا کا دم بھرتے
ہیں اور جابجا غول کے غول نازنینوں کے جنمیں ایک ایک حور جمال اور پری تمثال ہے لباس شاہانہ
پہنے ہوے آپس میں چہلیں کرتی ہیں سن و سال بارہ سے لیکر سترہ برس تک کا ہے ایک ایک ان میں سے
پاس آتی ہے اپنا ناز کرشمے دکھاتی ہے اور کہتی ہے کہ اگر تم خداوند ساریق کو سجدہ کرو تو ہم تمہاری کنیز کی حیثیت
حاضر ہیں ہمیشہ اس بہشت میں رہو اور عیش کرو یہ حق شناس انسے بھی بدی کیا کہتے ہیں ساریق کو
برا بھلا کہتے ہیں وہ نازنینیں خفا ہو کے چلی جاتی ہیں جب تمام مقامات کی انکو سیر کرا چکے تو پھر سامنے ساریق
میں لقا کے لاکے اور کہا کہ خداوند نے انکو بہشت کی بھی سیر کرادی مگر یہ لوگ بیدل سے ہیں کہ ابھی تک
قدرت کے قائل نہیں ہوئے اور کہتے ہیں کہ یہ سب کرشمہ سحر کا ہے ساریق نے کہا کہ اچھا انکو لیجاؤ اور قید
کرو تاکہ یہ اپنے نیکی و بد پر غور کریں بخشگان نے کہا کہ یا خداوند انکو مہلت دینا اچھا نہیں ہے یہ سنتے ہی حکم
سودائی دربار نے کہا کہ جلدی کا کام شیطان کا ہوتا ہے خداوندی کی ذات میں رحم شامل ہے کہ دنیا خداوند
بھی تو یہ لیے ہے کہ تمام عالم انکی پیدا صنعت کا تحفہ انکو بہتر کرا دیتے تاکہ یہ سب بچا لیں لیکن یہ وہ ہیں

جو خداوند بنا کرتے ہیں سارلیق نے کہا میں نے دس ہزار برس آگے ہی تنبیہ کی تھی کہ یہ بندے سے تشہیر کیے جائیں
تاکہ سب دیکھ لیں کہ ان بندوں کو ہم نے کیسا حسین اور زبردست پیدا کیا ہے اور پھر انکو بے حقیقت عیار سکے ہاتھ
سے گرفتار کرا لیا جو پہلوانوں سے بھی نہیں رہ سکتے تھے نشگان نے کہا کہ جو حکیم صاحب کہتے ہیں وہ نادری
ہے لیکن یا خداوندا انہیں مکانات کی طرف سے انکا گذر دینا اچھا نہیں ہے اسکی مخالفت کرو تاکہ یہ تنہا بر راہ عام
سے گذریں ورنہ مجھے خوف ہے کہ یا خداوندزادیاں انکو دیکھ کر بیہوش ہو پڑینگی خداوند کی دختروں کی یہ تہیہ
کریں حکیم سوداگی دانا نے کہا کہ بس چپ رہ او ملعون تو خداوندزادیوں کی بابت ایسے کلمات کہتا ہے ایسا نہو
تجھپر بجلی گرے یا زمین شق ہو اور تو اسمیں ٹوٹ جا رے ارے خداوندزادیوں کی طرف کوئی نظر بھر کے
دیکھ بھی سکتا ہے ورنہ خداوندزادیاں نہ ہوتیں بندوں کی دختریں ہوتیں تو وہ بھی جو پاکدامن ہوتی ہیں وہ کسی کی
طرف نظر بھر کے نہیں دیکھتی ہیں چہ جائیکہ خداوندزادیاں سارلیق نے کہا کہ ای حکیم الہام قدرت
حکم ہوا کہ ان قیدیوں کو خاص باغ چہار بہشت سے لیکر گذریں جہاں چاروں بیٹیاں میری نور دیدہ رہتی ہیں
تاکہ اس شیطان کو بھی پاکدامنی کا حال ظاہر ہو جائے نشگان نے کہا کہ واہ ای حکیم ایسی تجھ [illegible]
ہے کہ اب موت سے تو یہ بال بال بچ گئے اور ایسے مخل اس تجھ [illegible] پیدا ہو گیا آئندہ [illegible]
اب یہ بیمار بھی چند روزہ نظر آتی ہے تو بکتا ہی رہیگا ان قیدیوں کو لیکر چلنے کی غرض سے باغ چہار بہشت
کی طرف سے لیکے چلے سارلیق نے دربار برخاست کیا اور آرامخوابگاہ میں گیا اور یہ مصروف عیش و
عشرت ہوا اور حکیم سوداگی دانا جو وہاں سے اٹھے تو قبل اسکے کہ قیدی باغ میں پہنچے حکیم صاحب باغ
گئے چونکہ یہ عہدہ اتالیقی پر بھی مامور ہیں شاہزادیاں انکی بہت عزت کرتی ہیں پیشوائی کو آئیں اور کہا کہ آج
آپ خلاف وقت کہاں آ نکلے حکیم سوداگی دانا نے کہا کہ میں نے لوگوں کی تصویریں تمہارے باپ [illegible] کی
کھینچیں انمیں کا ایک شخص وزین شاہزادے قیدی ہوکر آئے ہیں قیدی انکی تمہارے باغ سے ہوکر گذرنیوالی
ہے یہ تماشا بھی قابل دید ہے ان چاروں نے کہا کہ آپ تو ہمیشہ منع کیا کرتے تھے کہ غیر مرد کی صورت دیکھنا
نہ چاہیے آج خود ہی ترغیب دلاتے ہیں حکیم صاحب نے کہا کہ میں کوئی بات بغیر رضا سے خداوند کے
اپنی طرف سے تو کرتا نہیں ہوں اس وقت خداوند کا یہی حکم تھا اور ایسا نہ ہوتا تو [illegible] ان قیدیوں کو تمہارے
باغ میں کیوں بھیجتا بلکہ شاید اسکی مصلحت یہ ہو کہ یہ تمہارے [illegible] کے قابل ہیں انکو دیکھو چاروں کی
ہو جو چاہے کو تمام لشکر اسلام سے منتخب کرے [illegible] کبھی ہی ظاہر ہوتا ہے تو خداوند کر نہیں سکتے یا [illegible]
یہی مطلب ہے کہ ایک ایک کو پسند کر لو کہ [illegible] ایسے بندے پیدا کیے ہیں جنکو اپنا ہمسر بنایا ہے اگر انہیں
ایسا نہ ہوا کہ تمہارے [illegible] کیا لوٹے [illegible] داماد اپنے سے بہتر ہونا چاہیے انکو اپنے سے بہتر
پیدا کیا ہے یہ سنکے یہ چاروں خاموش ہو رہیں اور ایک ہی مقام پر آ کے منتظر ہیں حکیم صاحب نے
یہ بھی سمجھا دیا کہ اگر خداوند کی بلا مرضی کوئی نظر بد سے تمکو دیکھیگا تو وہ فورا جل جائیگا اس بات پر انکو اور
بھی اطمینان ہو گیا کہ حکیم سچ کہتا ہے بھلا بے مرضی خداوند کوئی خداوندزادیوں کو نظر بد سے دیکھ سکتا ہے
انہیں چاروں مخدرات العلیا کی سن و سال قریب قریب ہیں ایک کا نام ملکہ شہر آرا اور دوسری کا نام
مہر آرا تیسری کا نام انجم آرا چوتھی کا نام اختر آرا ہے چاروں حسن و جمال میں ایک دوسرے کی نظیر ہیں
سارلیق انکو نور دیدہ قدرت کہتا ہے اور ارادہ اسکا یہ ہے کہ شادیاں انکی اپنے لڑکوں سے کر دوں
اسلیے کہ خداوندزادیوں کا سوا خداوندزادوں کے کون شوہر ہو سکتا ہے غرض یہ چاروں ایک ہی مقام پر آ کے
ٹھہریں حکیم صاحب تو علیحدہ چھپ گئے تاکہ لوگوں پر ظاہر نہ ہو کہ میں بھی یہاں موجود ہوں لیکن [illegible]

مصاحبین ملکہ کے قریب ہی تھیں کہ اکثر تیغ سامنے سے ارایے نمود ار ہوئے ایک ایک آرایے پر ایک ایک
جوان بیٹھا تھا یہ معلوم ہوا کہ چار آفتاب طلوع ہوئے ہر ایک زنجیروں میں اس طرح جکڑا ہوا تھا جیسے آفتاب
خطوط شعاع میں اودھر نظر ان چاروں کی ان نازنینوں پر پڑی کہ چار چاند نکلے ہوئے ہیں گویا زمین کو
چار چاند لگے ہیں آرایے قریب آ لیے آگے آگے آرایہ شاہزادہ سکندر رستم خو کا تھا پس انہوں نے
لنگر یار کہ پہیے فرق زمین ہو گئے آرایہ دھنس گیا اب آگے نہیں بڑھ سکتا منظر بن غضنفر نے آواز
دی کہ زمین دلدلی ہے یہ اچھی بات نہیں سکندر نے کہا کہ زمین دلدلی نہیں ہو بلکہ دبتی ہے اور جگہ دیتی ہے
اب لوگ زور کر رہے ہیں اور آرایہ کو نکالا چاہتے ہیں یہ لنگر چاہے ہوئے ہیں بھلا کسکی مجال ہے کہ ارایے
کو نکال لے اب بطلف نظارہ بازی کے واسطے اچھی طرح فرصت ملگئی آگے آرایہ سکندر رستم خو کا تھا
نظر آنکی تا پہ سپہر آرا سے دو چار ہوئی اور نظر شہنشاہ صف شکن کی مہر آرا سے لڑی اور وحید الملک اور انجم آرا
کو دیکھ کر لگے منظر نے اختر آرا کو دیکھا اور آواز دی کہ ہمیں تو ان چاندوں سے یہ ستارہ اچھا معلوم ہوتا ہے
کہ اسکی چمک میں شوخی ہے اختر آرا ان سب سے چھوٹی اور شوخ و شنگ ہے اسنے بھی جواب دیا کہ
او نمرادو تو نذر دی تو نظر بد سے دیکھتا ہے ایسا نہو کہ تجھ پر آسمان سے ستارہ ٹوٹے کر سے منظر نے کہا کہ
کیا تم سارلیق کی دختر ہو پس کنیزوں نے کہا کہ او مفسدی ارے تو خداوند کا نام لیتا ہے ایسا نہو تیری زبان
جل جائے اور اگر دختر خداوند کی طرف نظر بد سے دیکھیگا تو تجھ پر آسمان سے بجلی گریگی منہ جل جائیگا اندھا
ہو جائیگا منظر نے کہا کہ مہر سے قریب آنے تو ہمیں لپٹ کے پیار کریں جب بھی کچھ نہو گا خالی دھمکانے سے کیا
ہوتا ہے کنیزیں یہ تو سہ کر رہی ہیں اور منظر لگاوٹ کی باتیں کیے جاتا ہے ادھر شاہزادہ وحید الملک
سے اور انجم آرا سے نگاہ چار ہوئی وحید الملک کی نگاہیں بھی انجم آرا کے چہرہ پر جم گئیں ملکہ بھی کن
انکھیوں نظروں سے دیکھتی ہے اور اتنی جی کہتی ہے دل میں کہتی ہے کہ خداوند نے اس شخص کو ایسا حسین کیوں پیدا کیا
کہ اسکو دیکھکر عورتوں کی نیت ڈانواں ڈول ہوتی ہے کنیزوں نے کہا کہ تو منہ نہیں چھپاتا کس ملکہ کی طرف دیکھے
جاتا ہے نہیں جانتا کہ یہ کون ہے یہ خاص نور قدرت ہے وحید الملک نے ہنس کے فرمایا کہ نور قدرت کو دیکھنا کیا
برا ہے انکھیں خدا نے دیکھنے کو دی ہیں ادھر شہنشاہ صف شکن اور مہر آرا سے نظارہ بازی ہوئی انہوں نے بھی
لنگر یار کہ آرایہ چرچرا گیا پہیے دھنس گئے مہر آرا نے سراپا کو دیکھا اور کنیزوں سے کہا کہ خداوند نے صورت
طاقت جرات تو ایسی دی مگر معرفت نہ دی کہ یہ اطاعت کرتا اور دشمن نہوتا شہنشاہ صف شکن نے فرمایا کہ تمہارا
دشمن نہیں ہوں جتنا تمہارے باپ کا دشمن ہوں اتنا ہی تمہارا دوست ہوں ملکہ نے فرمایا کہ جب تو خداوند کا
دشمن ہے تو میری دوستی سے کیا فائدہ اٹھائیگا ادھر شاہزادہ سکندر رستم خو سپہر آرا کی طرف دیکھ رہے تھے کہ ایک
کنیز سامنے دوپٹہ کی آڑ کر کے کھڑی ہو گئی اور کہنے لگی کہ ملکہ کو کیوں گھورتا ہے اپنی طرف دیکھ کہ تو کس حال میں
ہے فرمایا کہ اس قید کی تو کوئی حقیقت نہیں ہاں ملکہ کی زنجیر زلف میں جو دل اسیر ہو گیا ہے وہ البتہ بڑی سخت
قید ہے کنیز نے کہا کہ دیکھ زبان جل جائیگی کیا کہتا ہے سکندر نے فرمایا کہ کچھ بھی نہیں ہوگا اگر ملکہ کو خدا نے مہر
بھیج دے تو لیٹا بھی لوں سارلیق مسخرا ہے خدا حقیقی اور ہی ہے جسنے عالم کو خلق کیا ہے زندہ کیسا بیٹا ہے نمرود
صاحب اولاد ہے چند دنوں میں یہ حال ظاہر ہو جائیگا ادھر عیاروں نے ان آرایوں کو تو چھوڑ دیا اور آرایے لا کے
ان قیدیوں کو سوار کیا اور لیکر روانہ ہوئے جہاں جہاں پہرا لے کا حکم تھا وہاں وہاں پہنچا کر سارلیق سے اطلاع
کی سارلیق نے کہا ذرا ہی بہتر ان قیدیوں کے بارے میں خداوند نے کیا سزا تجویز کی کسی نے
کہا کہ قتل کر ڈالے کسی نے کہا جہنم میں جھونکوا دیجیے کسی نے کہا کہ زندہ دیوار میں چنوا دیجیے کسی نے

اُس مقام تک پہونچ گئے ہونگے جہاں سے زندہ نہیں نکل سکتے ہیں یہاں تو یہ تلاطم برپا ہی اور وہاں ان
شاہزادوں کو لیے تلوے سے ملازمان ساریلق اُس گنبد میں پہونچے چونکہ سب سلسل مطوق تھے انکو
ایک جگہ بٹھا کے نکل آئے اور دروازے بند کرکے باہر سے چنوا دیے گئے اب بسبب تیرگی کے دم
انکے گھٹنے لگے سکندر نے کہا کہ زندگی میں سیاہی قبر کا سامنا ہوگیا اُدھر لوگوں نے انکو بند کرتے ہی انبار
لکڑیوں کا چاروں طرف گنبد کے لگا دیا ساریلق نے کہا کہ آگ لگادو حکم پاتے ہی اُن وزیروں نے
آگ روشن کردی اور شعلے بھڑکنے لگے یہانتک کہ اب اندر گنبد کے بھی کچھ حرارت محسوس ہونی چلی اور
روشندانوں میں سے دھواں پھیلنا شروع ہوا اُسوقت شہزادہ صف شکن نے دست مناجات بدرگاہ
قاضی الحاجات بلند کیے اور عرض کرنے لگے کہ الٰہی کس بیکسان واسطے یاور غریبان ہر چند کہ ہم سراپا
عصیان ہیں اگر اس سے زیادہ سخت سزا ابھی ہمکو دنیا ہی میں مل جاسکے تو بہتر ہی مگر تو آتش
دوزخ کی حرارت سے محفوظ رکھنا بلکہ بواسطہ محمد و آل محمد اس بلا کو ہم سے دفع کر جس طرح تو نے
جناب ابراہیم پر آتش نمرود کو گلزار کردیا تھا اسی طرح ہم گنہگاروں پر بھی اس آگ کو سرد کردے یہ تو دعا کر رہے تھے
اور سب سردار آمین کر رہے تھے کہ ایک مرتبہ پاؤں میں شہنشاہ صف شکن کے کوئی چیز سی چبھی انھوں
نے پاؤں اپنا ہٹا لیا اسی مقام پر طبقہ ٹوٹا اور ایک زنگی نمودار ہوا سلام کیا سب متحیر ہو کے پوچھا
کہ تو کون ہے اور کسنے تجھے بھیجا ہے یہانتک کس طرح آیا اُسنے عرض کی کہ یہ گفتگو پیچھے کا جلد نکل چلیے
ورنہ جل جائیےگا آگ کے شعلے اب نہایت بلند ہو رہے ہیں یہ سُن کے چاروں شاہزادوں نے قیدیں
توڑیں اور اُس زنگی کے ساتھ ہی اُس ویسہ نقب سے نکل کر روانہ ہوئے زنگی بھی اس نقب کا بند کرتا ہوا
پلٹا جسوقت یہ لوگ حکیم سودائی دانا کے گھر میں پہونچ گئے تو زنگیوں نے نقب کو بالکل بند کر دیا اتنا
تک باقی نہ رہا وہاں او دیکھنے والوں نے یہ دیکھا کہ لکڑیاں جلنے لگیں شعلے اسقدر بلند ہوے کہ
گرد گنبد کے ایک گنبد آتش کا قائم ہوگیا اور سیر شعلہ پاتہ نکالکر اُس گنبد کا کلس بنگیا جو لوگ رحم دل تھے وہ
اس بیکسی سے جلنے پر افسوس کر رہے تھے کفار خوش ہو رہے تھے کہ ایسا وقت بھی آجتک خدا پرستوں پر
نہ آیا تھا کہ اس طرح جلے ہوں اُدھر شاہزادیوں کو بھی خبر پہونچی کہ وہ چاروں حسین قیدی گنبد میں بند
کرکے جلا دیے گئے یہ سُن کے ان چاروں کو نہایت قلق ہوا قریب تھا کہ جنون ہو جائے وہ چاروں
شاہزادیاں بیحد غم میں مبتلا ہوگئیں وہاں سکندر وغیرہ جو مکان میں حکیم سودائی دانا کے پہونچے تو دیکھا کہ
مکان ہوادار نہایت نفیس بنا ہوا ہی بیچ میں لگی درختوں کا ڈھیر ہی چار طرف چمن لگے ہوے ہیں جا بجا کمرے
نہایت سجے ہوے ہیں چالیس غلامان زنگی کمربستہ خدمت کو حاضر ہیں اور مالک خانہ کا پتا نہیں سکندر
نے پوچھا کہ یہ کسکا مکان ہی اور صاحب خانہ کہاں ہی زنگیوں نے عرض کی کہ یہ مکان حکیم سودائی دانا
وزیر ساریلق میں انکا ہی اور ہم سب غلام انکے ہیں حکیم صاحب دربار میں گئے ہوے ہیں فرمایا کہ
مجھے تم لوگوں نے کس کے حکم سے قید سے رہا کیا انھوں نے حکیم صاحب کا نام بتایا اور عرض کی کہ آپ
تعجب نکریں اسلیے کہ حکیم صاحب مرد مسلمان ہیں اور ان کافروں کے خوف سے کافر بنے ہوے ہیں
اور یہی حالت ہم سبکی بھی ہی اب جسوقت تک حکیم صاحب نہ آئیں اُس وقت تک آپ چاروں
صاحب یہیں مقیم رہیں تو بہتر ہی وہاں حکیم صاحب کو نہایت پریشانی تھی کہ چاروں شاہزادے آئے
گئے یا نہیں ساریلق نے اس خوشی میں جشن منعقد کیا اور حکم جشن عام کا دیدیا ہر طرف غل ہوا کہ خداوند
نے اپنے بندگان گنہگار کو بدلا اب میں گرفتار کرکے جشن خوشی منعقد کیا ہی جو اس خوشی میں شریک

سنگسار کرنے کی رائے دی بختگان نے عرض کی کہ یا خداوند ان لوگوں کو مرنے کی عادت نہیں ہے انکے واسطے
سخت انتظام ہونا چاہیے آپکے اللہ کرکے بھائی خداوند لقا نے قائم و بدیع الزمان کو جہنم میں پھینکوا دیا تھا
راستے سے بچ نکلا یہ سے نزدیک یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک گنبد تعمیر کیا جاوے آس پاس انکے بند کر کے
کرکے دروازے چنوا دیے جائیں اسکے بعد انبار ہیزم کر کے آگ دی جاوے اس صورت میں یہ بچ
نہیں ہو سکتے ضرور جل کے مر جائینگے سارق بہت خوش ہوا اور یہ رائے پسند کی لیکن چونکہ سودائی دنیا
پیشتر سے نہایت پریشان ہو رہے کہ ان ملعون نے پورا انتظام کر دیا کہ اب یہ کسی صورت سے رہا نہیں
ہو سکتے غرض یکجا انکا سارق نے سبکو زندان تھا … میں بھجوا دیا اور بارہ سو سپاہیوں کا پہرہ مقرر کر دیا
اور گنبد کی تیاری کا حکم دیا گنبد بننے لگا چونکہ سودائی دیوانا جو اپنے مقام پر آگئے تو چاہیے زنگی
جو انکے مطیع اور غلام قدیم تھے اور نیز سب کے سب آخر میں … ہمیشہ سے مسلمان تھے مگر یہ … ہوا تھے دل
کفار سے پوشیدہ رکھے ہوئے تھے … نے کہا کہ دیکھو یہی وقت ہے اپنے دین اسلام کا کہ یہ چاروں شاہزادے
جو اسیر ہوئے ہیں انمیں ایک تو یادگار رستم دستان شاہنشاہ نوجوان صاحبقران اوسط ہیں اور دو
فرزند صاحبقران ثالث یعنی بدیع الملک کے ہیں اور ایک شاہزادہ نشانی کہ نبیرہ دلاور اسد و غضنفر
کی ہے بختگان ملعون نے انکے جلا دینے کی تدبیر بتائی ہے کہ گنبد میں بند کر کے چاروں طرف سے آگ
دیدی جاوے اگر کوئی رہا کرنے کی غرض سے آئیگا تو پاؤں پڑ جاوے اور یہاں انکا رہا ہی کرنے والا کون ہے
لہذا اسی مکان سے ایک سرنگ ایسی لگاؤ کہ سرا اسکا اسی گنبد میں پہونچے کہ جس وقت ہیزم میں آگ لگائی جاوے
اسوقت ان چاروں شاہزادوں کو رہا کر کے نکال لاؤ۔ اسکا نتیجہ دنیا و آخرت دونوں میں اچھا ہے یہ سن کے
ان زنگیوں نے عرض کی ہم بسر و چشم اس خدمت کو بجا لائینگے اور اسیوقت سے انھوں نے رخ بتقریب …
لگانا شروع کر دی ادھر تو گنبد تیار ہوتا جاتا ہے اور ادھر نقب لگتی جاتی ہے چند روز میں گنبد بھی بن کے تیار
ہوگیا اور نقب بھی گنبد تک پہونچ گئی ادھر انہوں نے آکر سارق سے عرض کی کہ گنبد تیار ہوگیا سارق
نے حکم دیا کہ سب جا کر قیدیوں کو اور گنبد میں بند کر کے دیواریں چن دو کہ نہ وہ نکل سکیں اور نہ کوئی انکو بچا سکے
اسی وقت محافظ زندان چاروں شاہزادوں کو لیکر جانب گنبد روانہ ہوئے یہ خبر عام ہوگئی کہ وہ جو قیدی
آئے تھے انکے واسطے تازہ جہنم بنایا گیا وہ اس جہنم میں جلائے جائینگے خلقت کا سرپرست ہجوم ہے تماشائی
جمع ہیں لوگوں کے درمیان سے قیدی جا رہے ہیں جو رحم دل ہیں یا خدا پرست ہیں اور خوف جان سے
اظہار نہیں کر سکتے وہ افسوس کر رہے ہیں کہ یہ نوجوان مہروش اور ماہرو اس قابل ہیں کہ انکو گلے
بٹھایئے نہ کہ آتش سوزاں میں جلایئے اور جو دشمن نام اسلام کے ہیں وہ خوش ہو رہے ہیں اور کہتے ہیں
کہ یہ لوگ اسی سے زیادہ سزا کے مستحق ہیں کہ انہوں نے بڑے خداوند سے بڑی بڑی
گستاخیاں کی ہیں اور اب خداوند سے کبھی یہ خواہش رکھتے ہیں مگر یہ چاروں شاہزادے خوش و بشاش
ہیں کوئی فکر انکو جلنے مرنے کی نہیں ہے اور یہ خبر وحشت اثر ان چاروں شاہزادیوں کو بھی کہ آج وہ
چاروں اسیر گنبد میں بند کر کے جلائے جائینگے یہ تو تیر عشق کھا چکی تھیں یہ خبر سن کے نہایت مضطر ہو
ہراکیسا اپنے مقام پر رونے لگی ایک ایسی جلیس نے جو سبب کے رونے کا دیکھا تو سبب دریافت
کیا ہر چند کہ انھوں نے چھپایا مگر جو ہوشیار تھیں وہ سمجھ گئیں کہ رونا اور پریشانی انھیں قیدیوں کے
واسطے ہے اسلئے کہ ہر روز چار پانچ مرتبہ تو قیدیوں کا ذکر آجاتا ہوگا انھوں نے کہا کہ اب آپ نے اپنا
ملال ظاہر کیا اگر پہلے سے معلوم ہوتا تو کوئی تدبیر رہائی کی نکالی جاتی مگر اب کیا ہو سکتا ہے اسلئے کہ قیدی

اُس مقام تک پہونچ گئے ہونگے جہان سے زندہ نہین نکل سکتے ہین یہان تو یہ تلاطم برپا ہی اور وہان ان
شاہزادون کو لیے ہوئے ملازمان ساریق اُس گنبد مین پہونچے چونکہ سب کے سب مسلسل و مطوق تھے انکو
ایک جگہ بٹھا کے نکل آئے اور دروازے بند کرکے باہر سے چنوا دیے گئے اب بسبب تیرگی کے دم
رُکنے لگے سکندر نے کہا کہ زندگی مین سے یہی قبر کا سامنا ہو گیا اُدھر لوگون نے انکو بند کرتے ہی انبار
لکڑیون کا چارون طرف گنبد کے لگا دیا ساریق نے کہا کہ آگ لگا دو حکم پاتے ہی اُن دوزخیون نے
آگ روشن کر دی اور شعلے بھڑکنے لگے یہانتک کہ اب اندر گنبد کے بھی کچھ حرارت محسوس ہونے لگی اور
روشندانون مین سے دھوان پھیلنا شروع ہوا اُسوقت شہنشاہ صف شکن نے دست مناجات بدرگاہ
قاضی الحاجات بلند کیے اور عرض کرنے لگے کہ اے کس بیکسان والے یاور غریبان ہرچند کہ ہم سراپا
عصیان ہین اگر اس سے زیادہ سخت سزا بھی ہمکو دنیا ہی مین مل جائے تو بہتر ہی مگر تو آتش
دوزخ کی حرارت سے محفوظ رکھنا بلکہ بواسطہ محمد و آل محمد اس بلا کو ہم سے دفع کر جس طرح تو نے
جناب ابراہیم پر آتش نمرود کو گلزار کر دیا تھا اسی طرح ہم گنہگارون پر بھی اس آگ کو سرد کر دے یہ تو دعا کر رہے تھے
اور سب سر در آمین کہہ رہے تھے کہ اک مرتبہ پاؤن مین شہنشاہ صف شکن کے کوئی چیز سی چبھی اُنھون
نے پاؤن اپنا ہٹا لیا بس اُسی مقام سے طبقہ ٹوٹا اور ایک زنگی نمودار ہوا سلام کیا سب متحیر ہو کے پوچھا
کہ تو کون ہی اور کسنے تجھے بھیجا ہی یہانتک کس طرح آیا اُسنے عرض کی کہ یہ سب کچھ پوچھیے گا جلد نکل چلیے
ورنہ جل جائیے گا آگ کے شعلے اب نہایت بلند ہو رہے ہین یہ سُنکے چارون شاہزادون نے قید توڑ
توڑ ڈالین اور اُس زنگی کے ساتھ ہی اُس دہنۂ نقب سے نکل کر روانہ ہوئے زنگی ہمہ تن نقب کا بند کرتا ہوا
پلٹا جسوقت یہ لوگ حکیم سودائی دانا کے گھر مین پہونچ گئے تو زنگیون نے نقب کو بالکل بند کر دیا نشان
تک باقی نہ رہا وہان آگ دیکھنے والون نے یہ دیکھا کہ لکڑیان جلنے لگین شعلے اسقدر بلند ہوئے کہ
گرد گنبد کے اک گنبد آتش کا قائم ہو گیا اور ہر شعلہ زبانہ نکالکر اُس گنبد کا کلس بن گیا جو لوگ رحم دل تھے وہ
اُس بیکسی سے جلنے پر افسوس کر رہے تھے کفار خوش ہو رہے تھے کہ ایسا وقت بھی آجتک خدا پرستون پر
نہ آیا تھا کہ اس طرح جلے ہون اُدھر شاہزادیون کو خبر پہونچی کہ وہ چارون حسین قیدی گنبد مین بند
کرکے جلا دیے گئے یہ سنتے ہی ان چارون کو نہایت قلق ہوا قریب تھا کہ جنون ہو جائے یہ چارون
شاہزادیان تپ غم مین مبتلا ہو گئین وہان سکندر وغیرہ جو مکان مین حکیم سودائی دانا کے پہونچے تو دیکھا کہ
مکان ہوادار نہایت نفیس بنا ہوا ہی بیچ مین لگی درختون کا قطعہ ہی چارون طرف چمن لگے ہوئے ہین جا بجا کرسی
نہایت سجے ہوئے ہین چالیس غلامان زنگی کمربستہ خدمت کو حاضر ہین اور مالک خانہ کا پتا نہین سکندر
نے پوچھا کہ یہ کسکا مکان ہی اور صاحب خانہ کہان ہی زنگیون نے عرض کی کہ یہ مکان حکیم سودائی دانا
وزیر ساریق مین لقا کا ہی اور ہم سب غلام اُنکے ہین حکیم صاحب دربار مین گئے ہوئے ہین فرمایا کہ
مجھے تم لوگون نے کس کے حکم سے بچایا اُنھون نے حکیم صاحب کا نام بتایا اور عرض کی کہ آپ
تعجب نکرین اسلیے کہ حکیم صاحب مرد مسلمان ہین اور اُن کافرون کے خوف سے کافر بنے ہوئے ہین
اور یہی حالت ہم سب کی بھی ہی اب جسوقت تک حکیم صاحب نہ آلین اُس وقت تک آپ چارون
صاحب یہین مقیم رہین تو بہتر ہی وہان حکیم صاحب کو نہایت پریشانی تھی کہ چارون شاہزادے آگ سے بچے
گئے یا نہین ساریق نے اس خوشی مین جشن منعقد کیا اور حکم جشن عام کا دیدیا ہر طرف غل ہوا کہ خداوند
نے اپنے بندگان گنہگار کو بلا سے آزاد کر کے جشن خوشی منعقد کیا ہی جو اس خوشی مین شریک

ہو وہ بندہ خداوند کا نہین ہے یہ خبر نوشتہ ہو گئی تھی ہر گلی کوچے مین ناچ رنگ کی صحبت تھی شادیانے
اور لڑکی ڈیوڑھیون پر بج رہے تھے لیکن چارون ناکامون کے لیے قیامت تھی نوبت کی صدا نے دل مین
دھڑکن پیدا کر دی تھی القصہ حکیم صاحب کوئی بہانہ کر کے ساریق سے رخصت ہوئے اور اپنے
مکان مین آئے چارون شاہزادون کی قدمبوسی حاصل کی اور عرض کی کہ غلام نے اسی دن کے لیے یہان کی
سکونت اور اس گمراہ ہنجار کی اطاعت اختیار کی تھی مجھے اپنے علم کے ذریعہ سے معلوم ہوا تھا کہ وہ زمانہ بہت
قریب ہے کہ اولاد صاحبقران اسیر ہو کے یہان آئیگی اور ان کافرون کے ہاتھون اذیت اٹھائیگی یہ سنکے
ان چارون شاہزادون نے حکیم صاحب کا شکریہ ادا کیا اور پوچھا کہ دربار ساریق مین کیا ہو رہا ہے حکیم
صاحب نے عرض کی کہ حضور کے دشمنون کے قتل کی خوشی مین جشن ہو رہا ہے لیکن نہنگ ربا موج
جو پہلوان زبردست ہے اور منصف مزاج ہے اسکو اس حرکت پر ساریق سے نہایت ملال ہوا ہے وہ ٹل
گیا ہے فرمایا کہ وہ مرد بہادر معلوم ہوتا ہے اگر وقت مقابلہ زیر ہو گیا تو ضرور ایمان لائیگا خیر دیکھا جائیگا دن بھر
حکیم سودائی دانا انکی خدمت مین حاضر رہا جب شام ہوئی تو دربار ساریق مین جانے کا قصد کیا اسوقت
شاہزادہ سکندر نے کہا کہ اے حکیم سودائی دانا ہم یہان بند کب تک بیٹھے رہین حکیم نے عرض کی کہ
مین نے حضور کی دلبستگی کا انتظام تو کیا ہے مگر ابھی وقت اسکا آیا نہین ہے میری یہی رائے تھی کہ قید ہونے
شاہزادیون کے باغ کی جانب بھیجا جائے مین نے سنا ہے کہ چارون شاہزادیان نہایت پریشان ہین انکو
یہ تو معلوم نہین کہ آپ میرے گھر مین رونق افروز ہین وہ سمجھتی ہین کہ دشمن قتل کیے گئے خدا نے چاہا تو ایسی تدبیر
کرونگا کہ خداوندا آپکو خود ہی شاہزادیون کے باغ مین بھیج دونگا فرمایا کہ اگر تمہارے خلاف مصلحت نہو
تو ایک ایک مرکب اور اسلحہ ہمین منگا دو اور رات کے شبخون کا تماشا دیکھو حکیم سودائی دانا نے عرض
کی کہ چار مرکب کیا چار سو ممکن ہین اور اسلحہ بھی موجود ہین یہ کہکر اپنے غلامون سے کہا کہ جو چیز یہ شاہزادے
طلب کرین وہ لا دینا حکیم تو سوار ہو کے جانب دربار ساریق بن لقار روانہ ہوئے اور یہان چارون
شاہزادے اصطبل مین آئے مرکبون پر سوار ہوئے اسلحہ جسم پر آراستہ کیا اور جانب صحرا روانہ ہوئے
چونکہ مکان حکیم سودائی کا آبادی سے علیحدہ تھا صحرا پر تھا کچھ خوف نہ تھا کہ کوئی دیکھیگا اور پہچان لیگا
جب پہر رات آئی اس وقت ان چارون نے گھوڑے اٹھائے اور آ کے لشکر ساریق پر گر کے
قتل کرنا شروع کیا ادھر شاہزادہ سکندر رستم خو نے نعرہ کیا کہ زمانے مین رواج دین برحق کام
ہی میرا لقب صاحبقران ہے اور سکندر نام ہے میرا + ادھر شاہزادہ شہنشاہ صف شکن نے نعرہ کیا
کہ مین ہون جہان مین سالک و سیاف و تیغزن + سلطان کج کلاہ شہنشاہ صف شکن + ادھر شاہزادہ
وحید الملک نے نعرہ کیا کہ مین وہ ہون ابن امیر ابن امیر ابن امیر + جسکو کہتے ہین وحید الملک شاہ
جہانگیر ادھر مظفر بن غضنفر نے نعرہ کیا کہ شیر صفان کا جو ہے شیر وہ ضیغم شکار ہون + مشہور ہین
مظفر عالی وقار ہون + یہ نعرہ کر کے جو لشکر پر گرے ہین ایک تلاطم مچ گیا لوگ حیران تھے کہ یہ تو جلا
دیے گئے تھے اب کہان سے آ گئے لشکر مین غوغا ہوا ان چارون جوانون نے وہ تلوار برسائی
کہ خون کے دریا بہا دیے کئی کروڑ کی فوج کو ایک طرف سے پامال کرتے ہوئے جو چلے تو دوسری
جانب نکل چلے گئے اور راہ صحرا اختیار کی یہان کافرون مین رات بھر بلوا رہا صبح کو جو دیکھا تو ایک
لاکھ آدمی مارا گیا ہے کوئی بھائی کے واسطے رو رہا ہے کوئی بیٹے کے غم مین سر دھن رہا تھا کوئی باپ
کے واسطے رو رہا تھا ساریق نے کہا کہ ارے یہ شور کیسا ہے تم لوگ کیون رو رہے ہو اہل لشکر نے

غل مچایا کہ یا خداوند یہ تو نے کیسی قدرت کی کہ جن لوگون کو اپنی آتش غضب سے جلا دیا تھا وہ پھر سے گر کرکے
گرے اور ایک لاکھ بندے تیرے ہلاک ہوئے ساریق حیران ہوا اور حکیم سووالی دانا کی طرف دیکھا
اور بولا اے حکیم قدرت تمھین ہمارے اسرار قدرت جانتے ہو سخنگان تو درود پڑھنے لگا تمام اہل دربار
حیران تھے کہ یہ تو جلا دیے گئے تھے پھر کہان سے پیدا ہو گئے اُس وقت حکیم سووالی دانا نے کہا کہ یا خداوند
کچھ تیری قدرت کے کرشمے ہمین خوب سمجھتے ہین ساریق نے کہا کہ تم سمجھے ہو تو بھید بتانے کا وقت
نہین ہی سبکو آگاہ کرو اُس وقت حکیم سووالی دانا نے کہا کہ جو لوگ مرتے ہین آنکا کریہ کرم درود
فاتحہ ہوتا ہی تو وہ نہین آتے ہین ورنہ آ کرتا ہے ہین خداوند نے آنکو جلوا دیا اور پھر کوئی خبر نہ لی اسی
باعث سے وہ آئے اور سبکو پریشان کیا وہان شاہزادیون کو خبر پہونچی کہ جن لوگون کو خداوند نے
جلوا دیا تھا وہ تو پھر زندہ ہو گئے اور اُنھون نے آکے پندرہ کروڑ کی فوج کو تہ و بالا کر دیا ایک لاکھ
آدمی لشکر خداوند کے کچھ آپس مین لڑکے مارے گئے اور بہتون کو اُنھون نے بھی قتل کیا اور جا
صحرا روانہ ہو گئے یہ سنکے یہ شاہزادیان نہایت خوش ہوئین اور کہا کہ اگر ایسا ہی تو بیشک خوشی کی
بات ہی ہان انکے جلنے کا حال سنکے نہایت رنج ہوا تھا وہان حکیم سووالی دانا جو پلٹ کے پہونچے
تو دیکھا کہ چارون شاہزادے خوش و خرم بیٹھے ہوئے باتین کر رہے ہین حکیم سووالی نے نہایت ہی درجہ
تعریف کی کہ سوا آپکے کون کر سکتا ہے یہ جرأت دوسرون کی نہین ہی کہ اس فوج دریا موج پر اس طرح شبخون مارے
کیا کہنا فرمایا کہ ابھی تو پہلا دن تھا آج دیکھنا کہ کیا ہوتا ہی غرضکہ جب شام ہوئی تو پھر جا کے شبخون مارا جاتا آدمی
چار طرف سے لشکر پر حملہ آور ہوئے اور لوٹ کر کرتے ہوئے گرتے ہین تو لشکر کو تہ و بالا کر دیا جو مشرق کی
طرف سے آیا تھا وہ مغرب کی طرف چلا جو مغرب کی جانب سے آیا تھا اُس نے مشرق کی راہ لی یہی حالت
جنوب و شمال کی بھی ہوئی بیچ مین پہونچ کے چارون یکجا ہوئے اور بسبب ہجوم کے چارون ملکر تلوار برساتے
ہوئے ایک طرف سے نکلے چلے گئے یہ تو آدھی رات رہے سے مکان پر پہونچ گئے اور لباس رزم
اُتار کر محو خواب ہوئے یہان پر تمام رات آپس مین تلوار چلا کی صبح کو جو دیکھا تو پونے دو لاکھ آدمی کا
رفتا پڑا لوگون نے لاشین اُٹھائین اور زخمیون نے آکے صداے فریاد بلند کی ساریق دل مین حیران تھا
کہ یہ کیا معرکہ ہی اور سخنگان کہتا تھا کہ سب وہی حالتین ہین جو پہلے خداوند کے زمانے مین پیش آئی
تھین اسی طرح اُس وقت بھی بدیع الزمان اور قاسم نے شبخون مار مار کے لشکر کو تباہ کر دیا تھا
ساریق نے کہا کہ ابو شیطان تو خداوند کی مصلحتون کو کیا سمجھ سکتا ہی سخنگان نے کہا کہ آپ مصلحتون کو سمجھے
بیٹھا کرینگے اور یہی چار شخص تمام لشکر کو تباہ کر دینگے آنکی فکر کیجیے ادھر ملکاؤن کو خبر ملی کہ آج پھر اُنھون نے
شبخون مار کر لشکر ساریق مین بڑا کو تباہ کر دیا آج کل سے زیادہ لوگ مارے گئے اُنھون نے حکیم سووالی
دانا کو بلوا بھیجا جس وقت حکیم صاحب آئے اُنھون نے دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہی حکیم سووالی دانا نے
عرض کی کہ یہ سب کرشمے ہین خداوند کے اُنھون نے کہا کہ کچھ تو ہمپر بھی ظاہر ہو کہ یہ اسرار کیا ہی کیا یہ مرے نہین
ہین حکیم صاحب نے کہا کہ مر تو گئے ہین مگر خداوند مین زندہ کر دینے کی قدرت بھی ہی اگر وہ چاہین تو پھر وہ
صد سالہ کو زندہ کر دین پس یہ سنکے اُنھون نے کہا کہ دیکھیے آپ ہمارے اتالیق ہین ہمسے اس راز کو نہ
چھپایئے ساریق جیسا خداوند سے ظاہر ہو وہ اپنے کو تو زندہ نہین رکھ سکتا دوسرون کو کیا زندہ کریگا ہم سے
سچ سچ بیان کیجیے اور ہم بھی اپنے دل کا حال صاف صاف آپ سے بیان کر دینگے یہ سنکے حکیم سووالی دانا
نے فرمایا کہ وہ پھر اور وہ سب زندہ ہین اور بہت جلد تمسے ملینگے یہ سنکے چارون ملکاؤن کو گونہ اطمینان ہوا حکیم صاحب

نے پھر مفصل نہین بیان کیا اور چلے آگئے

لیکن اب چند کلمے داستان شاہ عیاران خواجہ خضران عالی شان کے بیان ہوتے ہین

راوی لکہتا ہی کہ یہ جو بہارستان مغرب سے گلستان باختر کی طرف چلے تھے تو نہایت پریشان تھے دو دو دن کی راہ ایک ایک دن مین طے کرتے چلے آتے تھے کہ جلد پہونچ کر شاہزادون کی رہائی کرنے کی تدبیر کرین جس روز شہر سارالقیہ مین پہونچے ہین اس دن شہر مین عجب رنگ تھا لوگ کپڑے پر تکلف پہنے ہوے آپس مین ملتے پہرتے تھے خضران نے صورت اپنی تبدیل کر کے دریافت کیا کہ آج یہان کون سی عید ہی انھون نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ اے شخص تو نووارد ہی اور مسافر ہی آج سے زیادہ کون سی عید ہوگی کہ خداوند سارلیق نے چار گنہگارون کو زندہ دردوزخ کر دیا خضران نے پوچہا کہ وہ قیدی کہان سے آئے تھے کہا کہ بہارستان مغرب سے آئے تھے اور اولاد صاحبقران سے تھے بس یہ سن کے نہایت پریشان ہوے اور دل مین کہا اے خضران آج اگر سر دربار سارلیق کو نہ مارا تو کچھ کام نہ کیا یہ سوچ کے چلے اسوقت پہونچے کہ لشکر پر شاہزادون نے نعرے کر کے شبخون مارا تھا یہ کیفیت دیکھکر خضران نے شکر خدا کیا اور اپنے ارادہ کو ملتوی کیا جس وقت یہ شبخون مار کے نکل گئے تو خضران نے دریافت حال کی غرض سے تعاقب کیا مگر فاصلہ بہت تھا رہ گئے دوسرے شبخون مین معلوم ہوا کہ یہ فلان طرف سے آئے ہین آج انھون نے بھی شبخون کی تیاری کی چنانچہ جسوقت شب ہوئی تو دیکھا کہ آج کفار نے خوب انتظام کیا ہی طلایہ پر کئی ہزار سوار متعین ہین ہر طرف آدمی بیدار باش و ہوشیار باش کی بانگ مین ادھر چارون شاہزادے گھوڑون پر سوار ہو کے چلے دیکھا انھون نے کہ آج بہت سے لوگ طلایہ پر پھر رہے ہین اور تمام لشکر ہوشیار ہی بسبب خوف کے لوگون کی نیند اڑ گئی ہی مظفر نے کہا کہ کیا رائے ہی شاہزادہ وحیدالملک نے فرمایا کہ زیر فصیل جو ایک باغ ہی جسکی دیوار دور تک چلی گئی ہی اسکی پشت پر سے آ کے حملہ کرنا چاہیے تاکہ یہ کفار آگاہ نہونے پائین یہ رائے کر کے یہ دونوں تو مرکب کو اڑا کر اس طرف روانہ ہوے یہان شہنشاہ صف شکن نے سکندر رستم خو سے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہی سکندر نے کہا کہ مین تو ارادہ اپنا ظاہر کیے دیتا ہون آپ اپنے فعل کے مختار ہین جو مناسب جانیے گا وہ کیجیے گا یہ فرما کے مرکب کو اشارہ کیا اور نعرہ کر کے انھین طلایہ کے سوارون پر جا پڑے شہنشاہ صف شکن نے بھی تلوار کھینچی اور شریک جنگ ہوے غل ہوا کہ وہ سرکش آ گئے اور نے نہ پائین کفار نے ہجوم کیا یہ دونون صف شکن ان دو چار ہزار کو کیا سمجھتے تھے لشکر پر جا ہی تو پڑے کسی خیمہ کو طنابین کاٹ کے گرا دیا اور کسی مین آگ لگا دی طلایہ والے باہر ہی رہ گئے یہ لشکر مین دخل کر گئے اور لڑنے لگے جو لوگ آرام سے بیٹھے تھے انھون نے جلدی جلدی اسلحہ آراستہ کیا اور گھوڑون پر سوار ہو کر شور کرتے ہوے چلے مار لو انکو جانے نہ پائین یہ شیر دل بھلا کب رکتے ہین ابھی یہان نظر آئے ابھی وہان لڑنے لگے اتنے عرصہ مین مظفر اور وحیدالملک دوسری جانب پہونچ گئے تمام فوج اس طرف متوجہ تھی انھون نے عقب سے حملہ کیا اور تلوار بے محابا شروع کر دی اتنے ادھر بھی ہلڑ ہو گیا کہ ارے یہ ظالم کہان سے آگئے کچھ فوج ادھر بھی متوجہ ہوگئی اتنے مین ایک سمت سے نعرہ ہوا کہ منم ملک الموت قدرت دیکھا کہ تیغ بےدریغ طول پا القامت لوگون کے سرون پر اچکتا ہوا خنجر چمکاتا چلا آتا ہی جسکو خنجر مارا وہ تڑپنے لگا کہ

صحبت میں تھے جو حکیم صاحب کے ہم مذاق تھے یعنے در اصل مسلمان اور اہل اسلام کے ہمدرد تھے اب ساریق نے
کہا کہ ہاں لے عمل اپنا شروع کرو حکیم سودائی دانا نے کہا کہ رنگیلوں سے کہا کہ ساز تیار کرو جو لوگ بلاوے میں رنگیلے تھے
ملکے ساز بجا بجا کے گانا شروع کیا اچھی روحیں آئیں آئیں پیاری روحیں آئیں پیاری روحیں آئیں اس طرح جھوم
جھوم کے گانا اور سر ہلانا شروع کیا کہ ساریق حیرت سے دیکھنے لگا کہ یہ کیا کرشمہ ہے استے میں سلام علیکم
کی آواز پیدا ہوئی اور دیکھا کہ چار ولی شخص چلے آتے ہیں اور آکے بیٹھ گئے دیکھا تو چاروں نانتھنیں بھی تھی
ہیں ادھر ان ملکاؤں نے دیکھا آج او یہ سب شاہزادے تھے لباس نفیس پہنے تھے آس روز حالت قید میں
آلودہ گرد و غبار تھے چاروں شاہزادیاں بیخود ہو گئیں اور زندگی پا زندہ کے دیکھنے لگیں منظفر نے کہا کہ ہمیں
کیسے بلایا ہے ساریق نے کہا میں نے تم کو بلوایا ہے منظفر نے ڈانٹ کے کہا کہ کیوں بلوایا ساریق ڈر گیا
کہا اس واسطے بلایا ہے کہ تم سے کچھ حالات وہاں کے دریافت کریں منظفر نے کہا کہ وہاں کے حالات
کا اگر اشتیاق ہو تو ہمارے ساتھ تم بھی چلے چلو اپنی آنکھ سے دیکھ لو تو کیا معلوم کہ جو ہم بیان کریں
وہ صحیح ہو یا غلط ہو ساریق نے کہا کہ ابھی خداوند کو دنیا ہی کے انتظام سے فرصت نہیں ہے وہاں کس طرح
جائیں اور دل میں ڈرا کہ ایسا نہ ہو یہ مجھ کو بھی مار ڈالیں ساریق نے کہا کہ یہ بتاؤ کہ وہاں کس حال میں
ہو جواب دیا کہ نہ تو کوئی غم کو جانتا ہے نہ پیٹ کو ساریق نے کہا کہیں منگوا دو لشکر منظفر نے کہا کیا منگاؤ گے
ساریق نے کہا کہ کھانا اور پانی منظفر نے کہا کہ اب شعور آپ ہی کا ساری بدل گئی ہے ابھی ہم جگر کا گوشت کھاتے
ہیں اور زہر پیا سے آپ پیتے ہیں ساریق کے دل میں تعجب آگیا کہا کہ تمہیں میرے لشکر کو کیوں مار کر دیکھا
ہے جواب دیا کہ او بے مروت خداوند ہی نے بنایا ہے اور نہ تو ہماری فاتحہ دلاتا ہے نہ ہمارے نام پر لنگر
جاری کرتا ہے ہم تجھ سے ناخوش ہیں اسی سے تیرے لشکر کو تباہ کر دیا اور ابھی اور تباہ کریں گے بلکہ جس دن
یہ دشمن سوار ہوئی اسی دن تجھے بھی پکڑے ہوئے لیے چلے جائیں گے ساریق نے کہا کہ تم نے
پھر وہی باتیں کہیں یہ بتاؤ کہ تم کس بات پر راضی ہو گے وہ سامان کر دیا جائے ہنوز سخن کا سلسلہ
قطع نہیں ہوا تھا کہ دیکھا ایک شخص عجیب الخلقت مہیب صورت سامنے موجود ہے اور اس نے نعرہ
کیا کہ میں ملک الموت ساریق نے جو صورت ملک الموت کی دیکھی زہرہ آب ہو گیا پاجامہ
خراب ہو گیا ملک الموت کے آنے سے خود حکیم صاحب اور شاہزادے بھی متعجب تھے کہ یہ شوں
حضرت ہیں لیکن ملک الموت بے تکلف آکے بیٹھ گئے ساریق نے کہا کہ تم کس کے تابع فرمان ہو اور یہ
کیا کرتے ہو ملک الموت نے کہا کہ ہمارا کام سوا قبض روح کے اور کیا ہے ہم کسی کے تابع نہیں ہیں اور سب کے
تابع ہیں جو ہمیں خوش رکھے ہم اس کے تابع ہیں ساریق نے کہا کہ تم کس چیز سے خوش رہتے ہو جواب
دیا کہ دنیا میں دولت سے بڑھ کے بھی خوش رکھنے والی کوئی چیز ہوتی ہے بقول شاعر ای زر تو خدا نہ ولیکن
بخدا ستار عیوب و قاضی الحاجاتی پس ساریق نے اسی وقت حکم دیا کہ لاکھ کشتیاں زر و جواہر
کی ملک الموت کے واسطے سنجگان بھی اس صحبت میں شریک تھا اور چل رہا تھا اور سب کا نام سنتے ہی
یہ سمجھ گیا کہ ملک الموت تو خواجہ سلامت ہیں کہا سبحان اللہ آپ بیشک ملک الموت ہیں مگر ذرا
مجھے معاف رکھیے گا اس لیے کہ میں تو آپ کے ماننے والوں میں ہوں میرے بزرگ آپ کے بزرگوں کو مانا کیے
ہیں میں آپ کو مانتا ہوں اور آپ سے زیادہ مانتا ہوں جو اچھے آنکھ دکھائی اور فرمایا کہ آیا تو تھا تیری ہی
قبض روح کو مگر تیرے گڑگڑانے سے چھوڑے دیتا ہوں لیکن اس احسان کا معاوضہ ہونا چاہیے
سنجگان نے عرض کی کہ بسر و چشم میں حاضر ہوں اب ملک الموت مخاطب ہوئے ساریق میں

لقا کی طرف اور فرمایا کہ ای خداوند شرک آپ کیا کہتے ہیں ہے شہنشاہ صدف شکن قصر زبرجد نگار میں رہنے لگے
لقا کا بھی معلوم ہی ہے ملک الموت سے کہا کہ جی ہاں یہ شہزادہ سکندر رستم جو قصر یاقوت نگار میں مصروف
تو مر کر گدھے کی شکل بن گئے ہیں کوئی خوک بنے ہیں سے کام لے رہے ہیں اور ادھر کا گلدستہ اٹھو اسکے آدھر
بیٹھے گئے وہ خشک ہو گیا [illegible] فلان مقام پر ہونا چاہیے کنیزیں حیران ہیں کہ یہ مردوا
[illegible] ایسا ایک میں سرگوشی ہو رہی ہے کوئی تو کہتی ہے کہ یہ خداوند کے وارد معلوم ہوتے ہیں
جو اس حکومت سے کام لے رہے ہیں کسی نے کہا کہ یہ تو وہی معلوم ہوتا ہے جو اس دن [illegible] زنجیروں میں
بندھا ہوا ادھر سے گیا تھا اور اسنے ایسا ہمکو مارا تھا کہ [illegible] مفلس کیا تھا مارے ڈر کے سب کی سب
دوڑ دوڑ کے کام کر رہی ہیں وہاں شاہزادیوں نے سارلق سے پوچھا کہ کیا ہم باغ میں جائیں سارلق
کہا کہ جاؤ اور کوئی بات ایسی نکرنا جو ان دونوں کے خلاف ہو اگر یہ چاہیں بگڑ جائینگی تو تمہیں آسے ستائیگی
شاہزادیوں نے کہا کہ ہم آپ کے حکم کے تابع ہیں جو حکم ہوگا آپ سے بسر و چشم بجا لائینگے کنیزان دل میں
کہتا ہے کہ کیا خوش اقبال یہ لوگ ہیں کس ذلت و خواری میں گرفتار تھے اب کیا سامان مہیا ہو گیا کہ ناز نعمت میں
پہلے میں بہشت رہنے کو دار (واہ یہ خدائی یا اقبال ہے) قاسم و بدیع الزمان کا عجوبہ لست لقا
کے یہان کی تھی وہ حالت انہوں نے یہاں کی ہے اور یہ جو کر یہاں بھی کتنی شان ہیں کہ خود سارلق سے
کہلا لیا کہ عدول حکمی نکرنا جو یہ لوگ کہیں اسے منظور کرنا اب اگر کسی وقت ظاہر بھی ہوا تو یہ تو ہم
سے بری ہیں کوئی الزام ہی نہیں رکھ سکتا سارلق تو اٹھ کے وہاں سے تسطول پر سوار آیا حاکم
رخصت ہو کے اپنے مکان میں گئے اور چاروں شاہزادیاں یہاں سے سوار ہو کر باغ میں پہنچیں
اور سواریوں سے اتر کر داخل باغ ہوئیں دل میں خوش ہیں سپہر آرا نے مہر آرا سے کہا کہ
بہن میں نے تو خدا سے نادیدہ سے دعا کی تھی کہ اگر وہ برحق ہے تو اپنے ان بندوں کو اس ظلم و ستم سے بچا لے
تو میں تجھپر ایمان لاؤنگی مہر آرا نے کہا کہ کیا کہوں باپ کو برا کہنا نہ چاہیے مگر یہ خداوند کیونکر ہو گیا جبتک
سلطنت [illegible] اور ساحر وغیرہ اسکے مطیع کہتے تھے اس وقت تک یہ بادشاہ کہلاتا تھا چند [illegible]
نے بہکا دیا کہ آپ خداوند ہیں یہ خداوند بن بیٹھے اصل یہ ہے کہ خدا کوئی اور ہی ہے جسکو مار ڈالنا اور پیدا
کر دینے کا اختیار ہے یہ کیسا خداوند کہ جس سے ناراض ہوتا ہے اسکو [illegible] کر دیتا ہے اور وہ جن اسکو آ کے
ستاتی ہیں تو انکا کچھ کر نہیں سکتا انجم آرا نے کہا کہ بہن روحیں کسی آجتک یہ بھی نہیں سنا تھا کہ روحیں آ
کے ستاتی ہیں یہ زندہ ہیں انکو روحیں نہ سمجھو یہ کرشمے حکیم صاحب کے ہیں وہ بابت ہم لوگوں کی بچا
ہیں انہوں نے کسی صورت سے انکو بچا لیا اور اس بہانے سے ہمارے باغ میں پہنچا دیا منظور کی
معشوقہ اختر آرا نہایت ہوشیار اور تیز ہے یہ چپکے چپکے مسکرایا کی اور سبکی باتیں سنا کی چونکہ یہ سب سے
چھوٹی ہے سپہر آرا نے کہا کہ تو کیا ہنستی ہے اختر آرا نے کہا کہ ہو بڑی مگر عقل میں چھوٹی ہو ویسے ہی
جاہل کو سب نے بھی کیا ہے ہم مدت سے جانتے ہیں کہ خلاق عالم اور ہی ہے غرضکہ ان چاروں نے آ کر وسط
باغ میں جو چبوترہ ہے اسپر قیام کیا سپہر آرا نے کہا کہ چلو اپنے اپنے قصر کی طرف دیکھو تو وہ چاروں
علیحدہ میں یا ایک ہی مقام پر ہیں یہ کہکر وہ اپنے قصر یاقوت نگار کی طرف بڑھی مہر آرا اپنے قصر کی طرف
چلی انجم آرا نے اختر آرا کی طرف دیکھا تو یہ مسکرا رہی ہے کہا کہ ارے تو کیا ہنستی ہے کہا جانے دو انکو اپنی قدرت
پہ خود دیکھ لیں ہمتو اس وقت تک نہ جائینگے جبتک ہمارا حاجتمند خود آکے ہمکو نہ لیجائیگا انجم آرا نے دل میں
کہا کہ بات دانائی کی کہتی ہے کہا میرا ابھی ارادہ نہیں کہ میں اپنے قصر میں جاؤں اگر وہ مرد وہاں ہوا تو نا

کہنے لگا کہ ہم ایسے ہین کہ ایسی نازنین ہمارے پاس خود آئی یہ دونون جو کھڑی رہین تو پلٹ کے سپہر آرا اور مہر آرا
نے دیکھا دل مین کہا کہ انہین کچھ بھید ضرور ہے بڑی ہوشیار ہین یہ بھی پلٹ آئین اور اُسی چبوترہ پر کھڑی
ہوگئین اختر آرا نے شوخی سے پوچھا کہ کیون کیا گئین اور کیا فورا پلٹ آئین سپہر آرا نے کہا کہ وہان
تو الٹا مردوا اٹھل رہا ہے مجھے اُسکے سامنے جاتے حیا آئی اس سے پلٹ آئی مہر آرا نے کہا کہ تم سب تو یہین
رہو مین اکیلی جا کے کیا کرونگی کنیزون کی نظر جو انہی شاہزادیون پر پڑی وہان سے دوڑین اور ایک
ایک نے عرض کی کہ ملکہ آپکے قصر مین اک مردوا آیا ہے اور اس طرح حکومت کر رہا ہے جیسے کوئی اپنے
گھر مین حکومت کرتا ہے یہ سُن کے چارون نازنینین سب کنیزون نے یہی بیان کیا وہان شاہزادون نے
جو دیکھا کہ کنیزین بھاگی چلی جاتی ہین یہ بھی اپنے اپنے مقام سے اٹھ کے ادھر متوجہ ہوئے کہ کہان جاتی
ہین دیکھا تو چارون شاہزادیان چبوترہ پر کھڑی ہین گرد کنیزون کا ہجوم ہے یہ بھی اُسی طرف چلے کہ اپنی اپنی
معشوقہ سے دولت دیدار لوٹین جس وقت قریب پہونچے تو مظفر نے یہ مصرع پڑھا ع طاقت مہمان نداشت
خانہ بہ مہمان گذاشت + اختر آرا نے کہا کہ مہمان تم خداوند کے ہو ہم سے کیا مطلب خداوند ہی نے تمکو یہان
بھیجا ہے مظفر نے کہا کہ تمکو ہماری خدمت کے لیے معین کیا ہے جلد قصر کا سامان درست کرو یہ کہکر ہاتھ
اختر آرا کا پکڑ کے اپنی طرف کھینچا اختر آرا کو سوا ساتھ چلنے کے کچھ نہ بن پڑا اُدھر وحید الملک نے
انجم آرا کا ہاتھ پکڑا اتنے مین شاہزادے نے بھی اپنی اپنی معشوقہ کا ہاتھ پکڑا اور اپنے اپنے قصر کی طرف روانہ ہوئے

لیکن اب دو کلمے داستان خواجہ خضران کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جو رقم سارلق لیکر روانہ ہوئے تو سیدھے حاکم خزانہ کے پاس پہونچے نوشتہ پیش کیا مالک خزانہ نے
نوشتہ پڑھا اور انکی صورت دیکھی کہ اسقدر روپیہ خداوند نے آجتک کسیکو نہین دلوایا تھا اگر ایسی ہی فیاضی
رہیگی تو چند دن مین خزانہ خالی ہوجائیگا مگر حکم قطعی تھا مجبور ہو کے روپیہ دیدیا اب یہ حیران تھا کہ یہ اکیلا
شخص اتنا روپیہ کس طرح لیجائیگا آنے تو دے اُٹھا اُٹھا کے جو زنبیل مین ڈالنا شروع کیے کل روپیہ
بذر زنبیل کر لیا اور وہان سے روانہ ہوئے مالک خزانہ نے سارلق کو عرضی لکھی کہ اس طرح کا ایک
شخص آیا اتنا روپیہ آپکی تحریر کے موافق لیگیا سارلق نے جواب مین کہلا بھیجا کہ تو ہنوز قدرت کو
نہین جانتا ہے خواجہ روپیہ لیکر باغ چہار بہشت مین تشریف لائے یہان وہ وقت تھا کہ چارون شاہزادے
اور شاہزادیان ایکہی مقام پر بیٹھے تھے اپنی صورت آپنے اک سوداگر کی بنائی اور کہلا بھیجا کہ میرے پاس
کچھ زیور لایق شاہون اور شہریارون کے ہے اگر حکم ہو تو حاضر ہون مین مرد نہین ہون بلکہ مخنث ہون مجھسے پردہ
بیکار ہے یہ سنکے ان شاہزادون نے بلا لیا آپ مرد مخنث بنے ہوئے سامنے پہونچے سلام کیا اور زیور
پیش کیا ان شاہزادیون نے اپنا اپنا زیور دیکھا تو پوچھا کہ تمنے یہ زیور کس سے مول لیا سوداگر نے کہا
کہ مین نے بنوایا ہے اُس وقت مظفر نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ خواجہ سبحان اللہ کیا ملک الموت
سے ہین یہ کام سوا آپکے دوسرے کا نہین ہے سوداگر نے کہا کہ خواجہ میرا نام آپکو کیسے ظاہر ہوا
میرا نام تو مسعود شاہی سوداگر ہے سکندر نے کہا کہ اگر یہ اپنے کو ظاہر نہین کرتے تو سب زیور رکھ
چھین لو ایک حبہ قیمت نہ دینا اتنے خواجہ کو اُنے کہا کہ بابا لوٹ لو مین بادشاہ اسلام سے اسکی دونی
قیمت وصول کرونگا مجبور آخر خضران نے اپنے کو ظاہر کیا اُس وقت شاہزادیون نے خوش ہو ہو کے
اپنا اپنا زیور پہچانا اور پہنا خواجہ کو دو چند و سہ چند قیمت عنایت کی اب انکو تو یہان مصروف عیش و عشرت

گلستان باختر مین چارون شاہزادون پر کیا گذری ایک روز دربار آراستہ تھا سب سردار
بیٹھے تھے عیار حاضر تھے کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ سلیمان خاوری سوداگر حاضر ہی فرمایا بلاؤ شاید یہ
ملک باختر کی طرف سے آیا ہو تو اس سے کچھ حالات شہر باختر کے دریافت ہو جائینگے سلیمان خاوری
نہایت مرد مومن ہی اور دین اسلام رکھتا ہی اسنے آکے سلام کیا نذر گذرانی چونکہ اسکو بھی قدامت حاصل تھی
نذر قبول ہوئی اور خلعت مرحمت ہوا قبل اسکے کہ سلیمان خاوری اشیاء تجارتی پیش کرے بادشاہ
اسلام نے ارشاد فرمایا کہ اے سلیمان خاوری یہ تو بتاؤ کہ تمکو گھر چھوڑے ہوے کتنا زمانہ گذرا اور
کس کس مقام کی سیر کی سلیمان خاوری نے عرض کی کہ قریب ایک سال کے ہوا کہ مین حالت سفر مین
ہون ہنوز مکان واپس جانے کا موقع نہین ہاتھ آیا اس سال نفع کم ہوا مال کم بکا جس طرف جانا ہوا
وہان ایک نہ ایک پریشانی دیکھی کسی ملک مین قحط پڑا تھا کہین بادشاہ کی غفلت شعاری اور عیش پسندی
سے رعایا تنگ تھی کسی جگہ افلاس کی حالت تھی ایک ملک کے ایک پر دوسرے نے قبضہ کر لیا تھا کہین
آغاز جنگ ہو رہا تھا کہین اہل اسلام کو پریشانی کی حالت مین دیکھا کفار کا زور بیشتر پایا بادشاہ اسلام
نے ارشاد فرمایا کہ کچھ حال گلستان باختر کا بھی معلوم ہی سلیمان خاوری نے عرض کی کہ باختر کے
حال سے تو مین خوب واقف ہون اسلیے کہ ابھی وہین سے چلا آتا ہون سب واقعات تازہ نظر سے
گذرے ہوے ہین اے شہریار عالی وقار کفار کا دور دورا ہی سارق جیسے چار ہزار سردار دنگل نشین ہر وقت
دربار مین سارق کے حاضر رہتے ہین ساحرون کا ذکر نہین یون سمجھیے کہ تمام عالم کے کفار آکر وہین جمع
ہوے ہین لیکن اے شہریار یہ چار شاہزادے تو نہ معلوم کون سے ہین جو گرفتار ہو کر پہنچے ہین اور کس طرح رستے
سے گرفتار ہوے ہین یہان بھی چار دنگلون پر نشستہ ہوے ہین فرمایا ان شاہزادون پر کیا گذری مجھے
انہین کی فکر ہی اسلیے باختر کا حال تجھسے پوچھتا ہون سلیمان خاوری نے بیان کیا کہ حضور اطمینان رکھین
اولاد صاحبقران صاحب اقبال ہی وہ وہان عیش کر رہے ہین خواجہ خضر ان بھی انکے ہمراہ ہین سارق
نے بصلاح منحنگان انکے جلا دینے کا حکم دیا تھا لیکن حکیم سودائی دانا وزیر سارق نے اپنے ملازمون
سے نقب دلوا کر انکو رہا کر لیا بعد اسکے انھون نے لشکر پر خوب خوب شبخون مارے حکیم سودائی
دانا نے کہا کہ یہ زندہ نہین ہین بلکہ روحین آکر پریشان کرتی ہین زندہ ہوتے تو اتنے بڑے لشکر سے صحیح سالم
نکل کے نہ جا سکتے کم سے کم زخمی تو ہوتے ایسی باتین کین کہ سارق کو یقین آگیا سارق نے انکو قلعہ
مین بلایا اور بہ رضامندی کے اپنے باغ مین بھیج دیا اب وہان دختران سارق کے ساتھ مصروف
عیش و عشرت ہین یہ سنکر بادشاہ اسلام نہایت خوش ہوے جسقدر مال سوداگر کا تھا سب خرید لیا
اور صاحبقران رابع سے ارشاد کیا کہ اگر آپکی بھی راے ہو تو کوچ کر کے جلد پہونچیے کہ وہان وہ چارون
ہین اور دشمنون کا ہجوم ہی صاحبقران نے عرض کی کہ ظل اللہ کی راے سب سے بہتر ہی غرضکہ اسی وقت
حکم کوچ ملا اور لشکر تیار ہونے لگا تیسرے روز پیش خیمہ روانہ ہوا اور فوجین یکے بعد دیگرے طرف
گلستان باختر کے جانے لگین انکو تو راہ مین اپنی حال پر چھوڑا جاتا ہی اب کچھ حال گلستان باختر
کا بخدمت ناظرین عرض کیا جاتا ہی

اب چند کلمے داستان گلستان باختر کے بیان ہوتے ہین

ساقیا بشنو اے ہمدم داستان بگو باز آ در ہم ہمسر داستان ، راوی بیان کرتا ہی کہ ایک روز سارق

دربار مین بیٹھا ہی اور تمام پہلوانان نامی و گرامی کا مجمع ہی ازژنگ بن زہرو چترنگ بن زہرو سب حاضر ہین سارلیق
بیٹھا ہوا تھد تین کچھ بار رہا ہی کہ ازژنگ نے کہا کہ دادا صاحب کے یہان شیطان بھی تھا لیکن آپ کے
کارخانہ قدرت مین شیطان نہین ہی جس سے دل بہلے سنتا ہو کہ دادا صاحب کے یہان بختیارک بہت ہنساتا تھا
سارلیق نے کہا کہ شیطان بندون کو بہکائیگا سختگان نے چپکے سے چترنگ کے کان مین کہا کہ کسی طرح
مجھکو شیطان بنوا دو تاکہ ہر بات کے کہنے سننے کا موقع ملے یون تو بخیال گستاخی مین کچھ کہہ نہین سکتا اور خداوند
تو بالکل گدھے ہین گلستان باختر کا خاتمہ کیجیے یہ روحون کا کرشمہ حکیم صاحب نے ایسا دکھایا کہ اس
خداوندی کو بھی مٹا یا بلبیا د خراب کی اسلام کی تخم پاشی ہوگئی اور یہ حکیم مسلمان ہی ظاہر مین دوست بنا ہوا ہی
باطن مین دشمن ہی یہ باتین سنکر چترنگ نے سارلیق سے کہا کہ یا خداوند یہ سختگان خاندانی شیطان ہی
اسکے گلے مین طوق لعنت ڈال دیجیے پھر دیکھیے کہ یہ کیسے کیسے راز قدرت بیان کرتا ہی شیطان بندون کو
اس وقت بہکاتا ہی جب چھوڑ دیا جاتا ہی اور جب تک خداوند مین حاضر رہیگا تو کسیکو نہین بہکائیگا بلکہ بہکے ہوؤن
کو راہ پر لائیگا سارلیق نے کہا کہ اگر تمھاری یہی خوشی ہی تو بہتر اسی وقت حکم دیا کہ طوق لعنت حاضر کیا جاے
ایک بہت بھاری طوق طلائی آیا اسپر لفظ لعنت کندہ کیا گیا اور سختگان کے گلے مین ڈالدیا گیا بس
طوق پہنتے ہی سختگان اٹھکے ناچنے لگا سارلیق بہت ہنسا یا کہ تمام اہل دربار ہنس پڑے جو لوگ مہذب
تھے انھون نے اسکی طرف سے منھ پھیر لا حول پڑھا سختگان نے کہا یا خداوند عجیب تاثیر تھی اس طوق
مین کہ تمام راز قدرت مجھپر ظاہر ہوگئے جہان کا حال کچھ بیان کرنا شروع کردون سارلیق نے کہا کہ بیان
کرو روحین کیا کر رہی ہین سختگان نے کہا باغ مین مزے کر رہی ہین اور بلبیا و خداوند بگاڑنے کی فکر مین
ہین سارلیق نے کہا یہ کیا سختگان نے کہا کہ او گدھے خداوند یہ بھی نہین خاندانی اللہ ہی لقا اول درجہ کا گدھا
تھا تو کچھ اس سے بھی بڑھ گیا سارلیق غصہ سے سرخ ہوگیا کہ تو گستاخی کرتا ہی سختگان نے کہا کہ شیطان گستاخ
نہین ہوتا تو کیا مہذب ہوتا ہی مین تو سچ کہتا ہون اور حکیم سودائی نے آپکو پورا پورا الو بنا رکھا ہی یا خداوند سمجھ کیجیے
اس وقت جو مین کہتا ہون اسے غور سے سنیے حکیم سودائی مسلمان ہی اسنے نقب دلوا کر ان چار دیوون کو رہا
کیا اور اسکے مکان سے آکر وہ شہزادون مار ڈالے تھے اسنے آپ کے باغ مین شاہزادیون کے پاس
پہونچوا دیا آپ سے باتین کرائین اور آپکی سمجھ مین نہ آیا کہ کہین روحین بھی آتی ہین آجتک کسی کی روحین
نہ آئین سرداران اسلام بھی کیسے کیسے مارے گئے قاسم علی شاہ بدیع الزمان حمزہ اول شیرویہ وغیرہ
لیکن کبھی کی روحین نہ آئین اب وہ آپکی بیٹیون کے ساتھ باغ مین مزے کر رہے ہین آپکو بھی تسکین
کر لیا ہوگا یہ سنکے سارلیق عرق شرم مین غرق ہوگیا کہا او شیطان اگر خداوندزادیون کو چھوئین تو جل کے
خاک ہو جائین مین نے ان روحون کو لشکر اسلام سے لڑوانے کے واسطے اپنا مطیع بنایا ہی سختگان نے
کہا کہ یہ لشکر اسلام سے تو نہین لڑینگے آپ ہی کا تخت الٹ دینگے اگر آپکو یقین نہین ہی تو حکیم کو قید کر کے
دیکھ لیجیے کہ کیا ہوتا ہی اگر آج ہی سارلیقہ مین قیامت نہ برپا ہوجاے تو مجھے قتل کرا ڈالیے گا یہ سنکے
سختگان سے سارلیق نے کہا کہ اگر اسکے خلاف ہوا تو ہرگز رعایت نہ کرونگا اسلیے کہ تو نے خداوند پر
تہمت لگائی ہی سختگان نے کہا کہ اگر سچ ہوا تو کچھ انعام بھی دیجیے گا سارلیق نے کہا کہ تجھکو حکیم سودائی کی
جگہ وزیر اول کر دونگا سختگان نے سلام کیا اور بیٹھ گیا سارلیق نے عیارون سے حکم دیا کہ جاکر دیکھو کہ حکیم
سودائی کہان ہی اور روحین باغ مین کیا کر رہی ہین یہ سنکر جھتہر آفات نیرنگ ساز طرف مکان
سودائی دانا کے روانہ ہوا حکیم کو مکان پر نہ پایا اب یہ وہان سے پلٹ کے صورت زن حسینہ

کی بنا اور داخل باغ چہار بہشت ہوا یہاں آج جلسہ تھا چاروں تنہا شاہزادے اور شاہزادیاں ایک ہی
مقام پر بیٹھے تھے حکیم سودائی بھی حاضر تھے باتیں ہو رہی تھیں آفات شیرنگ ساز نے ایک دورہ
کر کے تماشہ دیکھا اور چلا آیا اسلیئے کہ اسنے دیکھا تھا کہ خضران موجود ہے اسکے سامنے عیاری نہ چل سکیگی
ایسا نہو میں خود گرفتار ہو جاؤں یہ سوچکر باغ سے باہر آیا اور تمام کیفیت چہار بہشت کی سارلق
سے بیان کی سارلق نے کہا جسوقت حکیم باغ سے باہر آئے اور اپنے مکان کی طرف روانہ
ہوا اسوقت اسے بلا لانا جب یہاں آئیگا گرفتار کر کے بھیج دیا جائیگا چنانچہ جسوقت جلسہ برخاست
ہوا اور حکیم سودائی دانا شاہزادوں سے رخصت ہو کر اپنے مکان پر گیا تو آفات شیرنگ ساز
پہونچا اور کہا کہ خداوند نے یاد کیا ہے حکیم اسی وقت دربار کی لباس پہنکر جانب قیطول روانہ
ہوا یہاں آفات شیرنگ ساز نے پہلے ہی حکیم کے آنے کی خبر پہونچا دی تھی سارلق نے آہنگروں
کو بلا رکھا تھا جیسے ہی حکیم سودائی نے سامنا ہو کر سلام کیا اور اپنی جگہ بیٹھنے کا قصد کیا سارلق
نے بہرام خون آشام سے اشارہ کیا بہرام نے اٹھ کر حکیم سودائی کی مشکیں باندھ لیں حکیم
سودائی دانا حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے دیکھا تو سختگان مسکرا رہا ہے بس حکیم سودائی دانا سمجھ گئے
کہ اسی کی کوشش اور دزدی کا نتیجہ ہے خاموش رہے اب نہ یارا ہے کہ معذرت قبول ہو گی سارلق نے
اسی وقت حکیم سودائی کو مقید کر کے حکم قتل دیا سختگان نے کہا کہ آپ کیا غضب کرتے ہیں ابھی
بارگاہ خون سے لال ہو جائیگی وہ چاروں لشکر لیکر آ کر قیامت برپا کر دینگے آج ہی آپ کو تدبیر یہ
کرنا پڑیگی اس سے بہتر یہ ہے کہ اسے وقت کسی ملک کی طرف بھیج دیجیے اور حاکم کو وہاں کے لکھ
بھیجیے کہ جس وقت یہ قیدی تمہارے پاس پہونچے اسی وقت اسکو قتل کر ڈالنا سارلق نے کہا
کہ یہی تدبیر کی میں نے اسی وقت بہرام خون آشام کو بارہ ہزار سوار سے طرف ملک ہرستان کے
روانہ کر دیا بہرام خون آشام تو اس طرف روانہ ہوا یہاں جب دوسرا روز ہوا اور اپنے معمول کے
موافق حکیم سودائی باغ چہار بہشت میں نہ پہونچے تو شاہزادوں کو تردد ہوا کہ آج حکیم دانا
کیوں نہیں آئے خواجہ خضران سے کہا کہ ذرا آپ جا کر خبر تو لائیے حکیم صاحب کس رنگ
میں ہیں جو آج نہیں آئے خضران وہاں سے مکان پر حکیم سودائی دانا کے آیا دیکھا کہ تمام ملازم
رو رہے ہیں پوچھا خضران نے کہ خیریت تو ہے انہوں نے کہا کہ خیریت کہاں سارلق نے [illegible]
حکیم دانا کا لڑکا سختگان نے اسکو ہشیار کیا سارلق نے حکیم صاحب کو گرفتار کر کے کہیں
بھیج دیا ہے یہ نہیں معلوم کہ وہ کہاں گئے بس یہ سنکر خواجہ نہایت پریشان ہوئے اسلئے پاؤں پھر
اور سارا حال شاہزادوں کے سامنے بیان کیا یہ سنکر شاہزادے بھی نہایت پریشان ہوئے اور
اور کہا کہ خواجہ اب یہ آپ ہی کا کام ہے کہ دریافت کیجیے سارلق نے حکیم سودائی دانا کی کس طرف روانہ
کیا ہے خواجہ نے کہا کہ میں ابھی جاتا ہوں یہ کہکر خواجہ روانہ ہوئے یہاں جس وقت دربار سارلق
نے برخاست کیا اور سختگان اپنے مکان کی طرف روانہ ہوا تو راستے میں اسکو خیال فیروزہ جنگ نواز
کا آیا یہ عورت حسن و جمال میں عدیم المثال ہے فن جنگ نوازی کو خوب جانتی ہے سختگان ایک مدت
سے اسپر عاشق ہے اکثر اسنے پیام بھیجے مگر فیروزہ جنگ نواز نے بہانے کر کے ٹال دیا کیونکہ یہ عورت
نہایت متین ہے سختگان کے مسخرے پن سے اسکو سخت تنفر ہے خیال یہ ہے کہ جس وقت کوئی امیر رئیس
ایسا میری خواہش کریگا جو میرے لیے پسند ہوگا تو اسکے ساتھ عقد کر کے بیٹھ رہونگی آج پھر

سخنگان نے اپنے خدمتگار سے کہا کہ جا کسی طرح سے فیروزہ جنگ نواز کو بلا لا اگر نہ آسکے تو اسکا طرح
اطمینان کردینا کہ ملک جی نے کسی اور بات کے واسطے نہیں بلایا ہے صرف تمہاری جنگ نوازی کے مشتاق
ہیں یہ سنکر خدمتگار وہیں سے جانب مکان فیروزہ جنگ نواز روانہ ہوا راستے میں اسنے دیکھا
کہ ایک گنڈیری والا ٹوکرے میں گنڈیریاں لیے بیٹھا ہے خوشبو سے تمام گلی مہک رہی ہے یا تو یہ ٹھہر گیا یا بڑھا جا رہا تھا
یا ٹھہر گیا کہا کہ ایک پیسے کی گنڈیریاں دیدے گنڈیری والے نے صورت اسکی غور سے دیکھی اور گنڈیریاں
تول کے دیدیں اسنے ایک گنڈیری کا منہ میں ٹکڑا رکھ لیا اور کہا کہ کیا اچھی گنڈیریاں ہیں اگر
ملک جی یہ گنڈیریاں کھاتے تو بہت خوش ہوتے گنڈیری والے نے پوچھا کہ ملک جی کون کہا
سخنگان بن سخنگان جنکو آج وزیر اعظم کا عہدہ دربار خداوندی میں عنایت ہوا ہے سنا ہے کہ انھیں کی گذارش
سے وزیر اعظم اول معزول ہوا اور یہ انکے قائم مقام ہوے یہ سنکر گنڈیری والے کے کان کھڑے
ہوے کہا کہ ٹھہرو اپنے مالک کے واسطے بھی لیتے جاؤ خدمتگار نے کہا کہ میں اس وقت فیروزہ جنگ کو
لینے جاتا ہوں رات زیادہ آگئی ہے ایسا نہو اُنکے مکان کا دروازہ بند ہوجائے تو پھر کچھ نہو سکیگا اسلیے
کہ وہ ملک جی سے نفرت کرتی ہے اور یہ آپ مرتے ہیں تم گنڈیریاں لیے اسی مقام پر ٹھہرو میں فیروزہ
جنگ نواز کو لے آؤں تو اپنے ساتھ لے چلونگا پوچھا کتنی دیر میں آپ پلٹینگے کہا ایک گھنٹے میں گنڈیری
والے نے جواب دیا کہ گنڈیریاں تھوڑی سی باقی رہگئی ہیں میں دو لاکر دیدیتا ہوں آؤں کچھ بہانہ دیدیا ہے
خدمتگار نے ایک روپیہ نکال کے دیدیا کہا بس اب ٹکا ہو گیا خدمتگار تو آگے روانہ ہوا اسنے ٹوکرے
کو تو اٹھا کر واہیں تبدیل کیا اور دوسرے راستے سے جلدی جلدی مکان پر فیروزہ جنگ نواز کے
جا پہنچے کنڈی ہلائی ایک عورت دروازے پر آئی پوچھا کون کہا میں ہوں ایک پیغام لایا ہوں نفع کی
بات ہے کہا آئیے خواجہ خضر ان ہیئت بدلے ہوئے اندر مکان کے داخل ہوئے فیروزہ جنگ نواز
سے کہا کہ ذرا آپ علیحدہ آئیے مجھے کچھ کہنا ہے آپ کے فائدہ کی بات ہے فیروزہ جنگ نواز سمجھی کہ کسی
رئیس کا پیام لایا ہوگا اٹھکر علیحدہ آئی کان قریب لائی آپ نے جارکی سنگھا دی فیروزہ
ٹکرا کر گری بیہوش ہوگئی آپ نے اسکو تو کسی گوشہ میں ڈال دیا لباس اسکا اتار کر آپ پہنا اپنی صورت
فیروزہ جنگ نواز کی بنائی اور اندر مکان کے آئی نوکروں سے کہا کہ کوئی فقیر سا معلوم ہوتا تھا
خدا جانے یہ کہاں سے آیا تھا اتنے میں سخنگان کا خدمتگار پہونچا انکو معلوم ہی تھا کہ یہ آتا ہوگا پوچھا کیوں خیر
تو ہے آج پھر کچھ ملک جی کو وحشت ہوئی خدمتگار نے کہا اور کوئی بات نہیں انھوں نے فرمایا ہے کہ ہم فقط
اپنا جنگ سنا دو ہم تمہاری جنگ نوازی کے مشتاق ہیں اس سے زیادہ ہوس نہیں ہے جواب دیا کہ
اس سے زیادہ ہوس ہونے کے لیے زیادہ ہمت بھی چاہیے مجھے انکار کیا ہے یہ سنکے خدمتگار نہایت خوش ہوا
کہ آج تو رضامند معلوم ہوتی ہے ملک جی سے بہت کچھ انعام دینگے کہا چلیے چلیے فیروزہ جنگ نواز
نے کہا کہ میں پوشاک تو بدل لوں یہ کہکر اپنے پلنگ پر سولہ سنگار کیا بالکل زیور سے آراستہ ہوئی
کھڑی ہو رہی تھیں حیران تھیں کہ کیا آج بی بی پاگل ہو گئی ہیں ایک آدمی نے کہا نہیں کیا انکا حال ہے صندوق
پوشاک کا اور صندوقچی زیور کی سامنے لاکے رکھدی آپ نے بہت عمدہ جوڑا نکال کے پہنا اور سب زیور
وہاں اتار لا دیا اور وہاں سے خدمتگار کے ساتھ دوشالے کا گھونگھٹ مارکے روانہ ہوئی خدمتگار نے
کہا کہ اسوقت سواری ملنا دشوار ہے اور مکان بھی کچھ ایسا دور نہیں ہے ٹہلتی ہوئی چلیے فیروزہ
کہا کیا قباحت ہے خدمتگار ساتھ لیے ہوئے مکان میں سخنگان کے پہونچا سخنگان نے جو فیروزہ

ہین ہوں لیکن ہم سے کہے جاویں انکو تو یہی خیال ہو کہ بادشاہ جی نے منع کر دیا ہو کہ ہم لکارین بھی تو خبردار کوئی اندر
نہ آئے یہ کیا معلوم کہ وہاں ملک الموت پہونچ گئے ہین خضر ان نے کہتا نہ لگا کہ تو بدیر کہ دی اور
تھوڑی سی چھو بھی دی کہ جلد تیار رہ ابھی مار ڈالونگا اس وقت سنجگان قبولا اور کہا کہ شہر سمرشاریہ کی
طرف قید حکیم سودائی دانا کی گئی ہے بہرام خون آشام خاتو قدرت سارق کا بارہ نہیں ہے سوار ساتھ
لیکر گیا ہے یہ سنکے خضر ان نے کہا کہ خیر اودھر زادے اسوقت تو تجھے قتل نکرونگا لیکن اگر حکیم
مار ڈالا گیا تو وہاں سے آکر جسطرح تیرے باپ کو تیرے دادا کا حلیہ لگا کے دادا صاحب نے کھلا دیا تھا
اگر اسی طرح تیرا حلیہ لگا کے تیری اولاد کو نہ کھلایا تو میرا نام اپنا خضر ان نہ رکھنا یہ کہکر جابہ بیہوشی مارا کہ سنجگان
بیہوش ہوا آپ سنجگان کی صورت بنے اور سنجگان کو برہنہ کرکے ڈال دیا اور مال و اسباب اٹھا کر
نذر زنبیل کیا اور خیمہ سے باہر آئے کہا لاؤ ہمارا گھوڑا تاگن لوگوں نے کہا کہ اس وقت حضور کہاں جائینگے
جواب دیا کہ تمسے کیا بتائین خبردار کوئی خیمہ مین نجائے کہ وہان ملکہ فیروزہ چنگ نواز آرام کر رہی ہے
وہ بدمزاج ہوگی تاگن حاضر ہوا آپ سوار ہوکر چلے لوگ حسب معمول ساتھ ہوئے بادشاہ جی نے
باز رکھے منع کیا اور کہا کہ خبردار کوئی ہمارے ساتھ نہ آئے وہ لوگ باز رہے لیکن دل مین کہتے تھے کہ کیسا
بہتری ہوئے ہین کیا وحشت سما گئی ہے کہ تن تنہا صحرا کی طرف چلے جاتے ہین یہ تو اسی خیال مین رہے
اور خواجہ تاگن دوڑا کے روانہ ہوئے کہ صحرا مین پہونچکر تاگن سے کود آکھڑا کے داخل زنبیل کیا
اور آپ بہئیت اصلی بنا کر جانب باغ چہار بہشت روانہ ہوئے وہان شاہزادے پریشان بیٹھے
تھے کہ خواجہ کو گئے اتنی عرصہ ہوا نہ معلوم کیا مصیبت پیش آئی کہین کسی آفت مین مبتلا ہو گئے ہون کہ
اتنے مین خضر ان پہونچے اور ساری کیفیت بیان کی بس اسی وقت الیاس چارون شاہزادون نے
مرکب طلب کیے شاہزادیان پریشان ہوئین کہ ہمین کس پر چھوڑے جاتے ہو اب یہ راز فاش ہو گیا انھون
نے جواب دیا کہ وہی خدا ہے برحق جو سبکا خالق ہے وہی جان و آبرو کا محافظ بھی ہے تمہارا ہے واسطے کچھ
نہوگا اسلیے کہ تم خطاوار نہین ہو سکتین تمنے تو اپنے باپ ہی کے حکم سے ہماری اطاعت کی اور یہان ہمکو
رہنے کے لیے جگہ دی یہ فرما کر چارون شاہزادے سوار ہوکر جانب شہر سمرشاریہ روانہ ہوئے
لیکن اول کیحال قید حکیم سودائی دانا کا سنیے کہ بہرام خون آشام جس وقت قید لیے ہوئے قریب
شہر سمرشاریہ کے پہونچا خبر سمرشار شاہ کو ہوئی یہ بڑے استقبال آیا اور بہرام خون آشام سے
ملاقات کی بہرام نے فرمان خداوندی دیا سمرشار شاہ نے اسکو پڑھا اسمین لکھا تھا کہ ایر بندہ خاص اینا امن (?)
پہونچے یہ ہمارا ایسے کینہ رکھتا تھا اور اس سے بے ادبی ہوئی لہذا اسکو ہم تمہارے پاس بھیجتے ہین جسوقت
پہونچے قید کر کے اسکو قتل کر ڈالنا ایسا نہو کہ کوئی آکر اسے رہا کر لیجائے کہ اسکے حامی نہایت
زبردست ہین یہ دیکھکر سمرشار شاہ نے اسی وقت تیاری میدان خونی کا حکم دیا سامنے قلعہ کے
وہان ایستادہ ہوئین جلاد حاضر ہوئے چبوترہ نخوست پر بوریا بے فلاکت بچھا کے حکیم سودائی
دانا کو بٹھایا جو لوگ قریب قریب رہتے تھے وہ بڑے تماشا آئے یہان سمرشار نے حکم قتل دیا
جلاد تیغ برہنہ سر پر آیا آنکھون پر پٹی باندھی گولا اٹھا کر گردن پر خط کھینچا اور پکارا کہ اے شخص جو کہنا ہو
کہہ لے جو کھانا ہو کھا لے پینا ہو پی لے کہ وقت تیرا آخر ہے حکیم سودائی دانا نے جانب پروردگار
نظر کی اور جلاد کو جواب دیا کہ تو اپنا کام کر ہمین کوئی تمنا نہین ہے ہاں اتنا ہم جانتے ہین کہ بعد ہمارے آٹھ روز
بھی شہر سمرشاریہ مین امن نہین رہیگا ہمارے آقا ولی نعمت طبقہ یہان کا الٹ دینگے جو لوگ

ہمارے خون میں شریک ہیں وہ بہت جلد اپنے خون میں لوٹینگے جلاد نے سرشار شاہ کی طرف دیکھا
کہ کیا حکم ہوتا ہی بادشاہ نے دوسرا حکم دیا جلاد نے کہا سمجھ بوجھ کے حکم دیجیے اسلیے کہ مار ڈالنا میرا
کام ہی جلانا میرا کام نہیں ہی مبادا بعد کو آپ پچھتائیں سرشار نے تیسرا حکم بھی دیا اور کہا کہ جلد قتل کردے یہ نہ لگا
سننا کہ جلاد نے ہاتھ بلند کیا اور چاہتا ہی کہ تلوار مار کر کام تمام کرون اسی مجمع سے ایک پتھر اسکے جلاد کے
ہاتھ پر پڑا کہ گٹا ٹوٹ گیا خنجر ہاتھ سے چھوٹ کے دور گرا ساتھ ہی دوسرا پتھر سر پر پڑا کہ سر پھٹا اور جلاد گر
گیا سرشار شاہ نے کہا کہ اور جلاد کو بلاؤ دوسرا جلاد آیا چاہتا ہی پیشتر بدل کے ہاتھ ماروں کہ ایک پتھر اسکی
کنپٹی پر بھی پڑا یہ بھی تڑپ کے مر گیا چار یا پانچ جلاد مارے گئے تب جلادوں نے بھی انکار کیا کہ اتنے بھائی
ہمارے مارے گئے اب دو آدمی اور باقی رہ گئے ہیں اگر یہ بھی مرے خاندان مٹ گیا پھر شہر سرشار میں
کوئی جلاد باقی نہ رہیگا یہ سنکے سرشار شاہ پریشان ہوا اپنے عیار کی طرف مخاطب ہوا کہ یہ کون شخص
ہی دریافت کر عیار نے کہا کہ آپ کسیکو قتل کے لیے بھیجیے اگر پتھر آتے وقت دیکھیں سمجھ لونگا سرشار شاہ نے
ایک فوج کے سپاہی کو حکم دیا کہ تو قتل کر جیسے ہی وہ آگے بڑھا ایک پتھر اسکے بھی سینہ پر پڑا کہ پھڑک کے
تمام ہو گیا ہست یار سرشاری عیار نے دیکھا کہ فلاں شخص نے پتھر مارا تھا بس یہ تیغ کھینچ کے آپڑا اور
نعرہ کیا کہ منم ہست یار سرشاری خواجہ نے دیکھا کہ راز فاش ہو گیا انھوں نے بھی تیغ عیاری کھینچی
اور لڑنے لگے لڑتے لڑتے خواجہ خضران نے جست کی اور کرتے وقت سر پر ایسا مارا کہ ہست یار
مارا گیا تب تو اہل لشکر نے پہچان لیا آپڑے خواجہ جست کر کے کسی کے دوش پر پہنچے اور خنجر مار کر اسے
ہلاک کیا کہیں پیٹھ کی پانٹ کا ہاتھ مارا کہ پاؤں قلم کر دیے اسی طرح لڑتے بھڑتے چلے جاتے ہیں
ایک بجلی سی لگا ہوا میں کوندتی ہی کہ کبھی یہاں اور کبھی وہاں لیکن ہر چہار جانب سے یورش ہی مگر وہ
خضران کی آواز عکس ہو دانائی دانا کے کان میں بھی پہونچ گئی ہی یہ بھی مصروف دعا ہیں کہ حضرت خداوندا
خواجہ کی مدد کر کہ تنہا اسقدر فوج میں گھرے ہوئے ہیں کہ ایک مرتبہ جانب صحرا سے شق گرد بلند
ہوا اور بوقوں کی صدا کانوں میں آئی دیکھا کہ ایک جوان حسین مرکب پر سوار بھورے بھورے بال
ہوا سے اڑ رہے ہیں ہاتھ میں بوق پشت پر بارہ ہزار قزاق بوقوں کو دم دیتے چلے آتے ہیں
آتے ہی لشکر پر گرے اور لڑنے لگے خضران کی آنکھوں میں نقشہ اسد غازی کا پھرنے لگا ادھر وہ
جوان عجب آن بان سے لڑ رہا ہی لیکن صرف بارہ سو قزاق ساتھ ہیں قزاقوں کی یہ حالت ہی کہ جس سوار
کے پاس پہونچے بوق کو دم دیا اسکا گھوڑا بھڑکا سوار مرکب کو سنبھالنے لگا اتنی فرصت کو غنیمت جان کر
تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہو گئے یہ رنگ دیکھکر سرشار شاہ نے اپنے لشکر کو بھی حکم دیا کہ اسے گھیر کر
مار ڈالنا چاہیے یہ سنکے چالیس ہزار سوار اور دوڑ پڑے ان بارہ سو قزاق کے سینے چہار جانب سے
گھیر لیا تلوار چلنے لگی خضران کو بھی دفعتاً انھوں نے ہتھیاروں سے آتشبازی مارنا شروع کیے جہان دیکھا کہ قزاقوں
پیرا ٹوٹا ہی دو چار حقے آتشبازی کے مار دیے مجمع منتشر ہو گیا خوب ہی زور شور سے تلوار چل رہی ہی کہ یکایک
جانب صحرا سے چار بگولے گرد کے نمودار ہوئے ایک سے نعرہ کی صدا آئی کہ اس زمانے میں ترویج
دین برحق کام ہی میرا + لقب صاحبقران ہی اور سکندر نام ہی میرا + دوسرے بگولے سے یہ آواز
پیدا ہوئی کہ میں ہوں جہان میں سائف و سیاف و تیغزن + سلطان کج کلاہ شہنشاہ صف شکن +
تیسری آواز آئی کہ میں وہ ہوں ابن امیر ابن امیر ابن امیر + جسکو کہتے ہیں وحید زمانہ شاہ قلعہ گیر +
چوتھی آواز پیدا ہوئی کہ شیر ان کا ہی تیمور صیغم شکار ہوں + مشہور زمیں مظہر عالی وقار ہوں +

ساتھ ہی چار بگولون سے یہ چارون شیر بیشۂ صاحبقرانی پیدا ہوے اور آکر لشکر کفار پر گر پڑے ہلچل پڑ گئی
سرشار شاہ نے فوج کو للکارا کہ یہ چار جوان نہایت منچلے معلوم ہوتے ہین تم لاکھون ہو یہ چار کس
ہین انھین گھیر کے مارو سکندر رستم خو نے تو آتے ہی علمدار لشکر کو مارا اور گھوڑا اڑا دیا صفون
کو توڑتا پرون کو مسمار کرتا ہوا سرشار شاہ کی طرف چلا ادھر شہنشاہ صف شکن نے چبوترہ زنگبار پر
حکیم سودائی دانا کو بیٹھے دیکھا پس صفون کو توڑتے ہوے چلے کہ اصل مقصود یہی ہے کہ حکیم کو رہا کیجیے
وحید الملک نے بہرام خون آشام کو للکارا اور بہرام کی طرف چلے مظفر بن غضنفر نے بہمن سرشاری
سپہ سالار لشکر سرشار شاہ کی طرف رخ کیا اور بہمن سے للکارا کہ او ملعون اپنے تن و توش پر فوج کو لڑوا
رہا ہے خود مردان عالم سے سامنا نہین کرتا بہمن نے کہا کہ مین تیری خدمت گذاری کو موجود ہون یہ کہکر مرکب
کو چھیڑا اور مظفر کی طرف چلا ادھر سے مظفر صفون کو توڑتا پرون کو تھکاتا قریب بہمن کے پہونچا بہمن
سرشاری نے تلوار ماری مظفر نے خالی دیکر وار کیا کہ بہمن کے دو ٹکڑے ہوے ادھر وحید الملک
سے اور بہرام خون آشام سے سامنا ہوا بہرام خون آشام نے تلوار ماری وحید الملک نے وار
سپر پر روکا اور کلائی پر ہاتھ ڈال دیا دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر جو زور کیا قاش زین سے اٹھا لیا
اور بجائے سپر بلند کرکے لڑتے ہوے چلے پھر ایہان بہرام جب تلوار مارنے کا قصد کرتے ہین وحید الملک
بہرام کو سامنے کر دیتے ہین وہ رک جاتے ہین جب یہ ہاتھ مارتے ہین اسکے دو ٹکڑے ہو جاتے ہین
ادھر شہنشاہ صف شکن قریب حکیم سودائی کے پہونچ گئے محافظان قید کو مار کر حکیم سودائی
کو رہا کرکے اپنے ساتھ لیا اپنی بھی حفاظت کرتے جاتے ہین اور حکیم سودائی دانا کو بھی بچاتے
جاتے ہین اتنے مین خضران قریب آپہونچا اور حکیم کو جلدی سے زنبیل مین ڈالکر لے نکلا اور
دور جاکے آواز دی کہ اے شہریار آپ اطمینان رکھین مین حکیم سودائی کو لے آیا ہون شہنشاہ
صف شکن جب مطمئن ہوگئے تو مصروف جنگ ہوے ادھر شاہزادہ سکندر رستم خو لڑتے ہوے
قریب تخت سرشار شاہ کے پہونچ گئے سرشار شاہ نے تلوار ماری سکندر نے بند دست پکڑ کے
جو زور کیا قاش زین سے اٹھا لیا اور چاہا کہ چور تنگ کرون سرشار شاہ نے آواز امان بلند کی سکندر نے
فرمایا امان بشرط ایمان سرشار شاہ نے کہا کہ لعنت کی مین نے سارق بن لقا پر اتنا اسکو پکارا
لیکن کچھ نہوا معلوم ہوا کہ آپکا دین برحق ہے اور سارق بن لقا جھوٹا شخص ہے سکندر نے جلدی سے
سرشار شاہ کو چھوڑ دیا سرشار شاہ نے لشکر کو آواز دی کہ مین نے تو اطاعت اس شہریار کی اختیار کی
جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ دین اسلام قبول کرے اور جسکو میرا ساتھ نہ دینا ہو وہ شہر سرشاریہ کو خالی کر دے
سب نے کہا کہ ہمین آپکی اطاعت سے کام ہے جو آپکا دین وہ ہمارا دین دونون لشکر علحدہ ہوے اور وہ
جوان حسین جو بارہ سو قزاقون سے آکر شریک جنگ ہوا تھا اسنے جانے کا قصد کیا تھا کہ مظفر نے
آواز دی کہ اے جوان تجھکو قسم ہے اپنے دین و مذہب کی کہ ہم سے ملتا جا یہ سن کے وہ مجبور ہوا اور
قریب آیا مظفر نے کہا کہ نام تمھارا کیا ہے اور کس خاندان سے ہو اس جوان نے کہا کہ کیا مین ننگ
خاندان اپنا نام کیا بیان کرون بزرگ سب نامی تھے نامور گذرے مظفر نے کہا کہ تمھارا طریقہ ہمارے خاندان
کا معلوم ہوتا ہے صورت بھی دادا صاحب سے مشابہ ہے خاندان تو ہمارا طلسم طاق مین جاکر برباد ہو گیا
کوئی باقی نرہا یہ سنکے اس جوان کو مظفر پر بھی اپنے عزیز ہونے کا گمان ہوا چھپانا مصلحت وقت
نہ جانکر عرض کی کہ غلام ہون مین معروف بن اسد کا نام میرا عیار ہے یہ سنتے مظفر گلے سے اُس

جوان یعنے عارف بن معروف سے لپٹ گئے اور رونے لگے عارف بن معروف بھی مظفر سے لپٹ گیا دیر تک دونون بھائی لپٹے ہوے رویا کیے منظفر نے بھی بیان کیا کہ مین مظفر غازی کا بیٹا ہون سبب آپس مین ملے وحید الملک نے بہرام خون آشام کو تلقین دین اسلام کیا بہرام خون آشام بھی مسلمان ہوا اب سب ایک ہوے قلعہ سمرشاریہ مین آئے بتخانے منہدم کرا دیے اور مسجدون کی بنا ڈالی سکہ نام پر بادشاہ اسلام کے جاری کیا جسوقت سب کے سب مطمئن ہوکے بیٹھے تو عارف بن معروف نے اپنی سرگذشت بیان کی کہ مین فلان مقام پر پیدا ہوا جب مین بارہ برس کا ہوا تو اپنے عزیزون سے ملنے کے واسطے گھر سے چھپ کے بھاگا راستے مین اک سوداگر کو فریادی دیکھا اسکی حالت پوچھی اسنے بیان کیا کہ قافلہ میرا اک قزاق نے لوٹ لیا مین فقیر ہوگیا کہین کا نرہا یہ سنکے مین اس سوداگر کے ساتھ ہولیا اور مین نے کہا کہ تو مجھے اس قزاق کا پتہ بتا مین تیرا مال تجھے دلا دونگا سوداگر نے کہا کہ اسنے میرے ساتھ کے بہت سے لوگ مار ڈالے اب اگر جاؤنگا تو قزاق مجھے بھی مار ڈالیگا ایک مرتبہ اسنے زندہ چھوڑ دیا اب نہ چھوڑیگا مین نے اس سے کہا کہ تو مجھے دور سے مسکن قزاق کا بتادے سوداگر نے مجھے پتا بتا دیا چونکہ مین تنہا تھا اس فکر مین چلا کہ تنہا ہون اگر نسیم قزاق بھی تنہا ملجائے تو تو آسانی سے سر حلہ طے ہوجائے مین اسی فکر مین چلا جاتا تھا کہ دیکھا مین نے نسیم قزاق اپنے بارہ سو قزاقون کو لیے ہوے چلا آتا ہے مین خدا پر بھروسہ کرکے ٹوکا قزاق ہنسا کہ او طفل تو منچلا معلوم ہوتا ہے آ میرے ساتھ بیٹھ قزاقی اختیار کر مین تجکو مثل فرزندون کے سمجھونگا مین نے اسے سخت سست کہا نسیم قزاق نے مجھ سے تنہا مقابلہ کیا میرے ہاتھ سے مارا گیا اسکے ہمراہیون نے اطاعت میری قبول کی مال سوداگر کا اسکو دلا دیا اور مال نسیم قزاق کا بہت کچھ ہاتھ آیا راستے مین مین نے یہ خبر پائی کہ کوئی مسلمان شہر سمرشاریہ مین قتل ہوگئے کو ہمین اس طرف آکر شریک جنگ ہوا الحاصل یہ سب تو یہان مقیم ہوے ہین لیکن بیان سے

چند کلمے داستان فرقت بیان و مصیبت نشان ملکہ سپہر آرا و مہر آرا و نجم آرا و اختر آرا دختران ساریق بن بقا کے بیان ہوتے ہین غزل سرآغاز داستان

ہوا سے یار مین کیا دل کو اضطراب رہا
کہ ضعف سے صفت موجہ سراب رہا
ہوئی تھی جس سے چکا چوند چشم موسیٰ کو
بلا کی طرح سے سر پر مرے سحاب رہا
نہ مستفیض ہوے آپ تیغ قاتل سے
بہ رنگ خواب پریشان فراشباب رہا
ملائی خاک مین کیون دل کی منزلت تونے
چمن مین پھول رہا جسمین حباب رہا

چکور چاند کی خاطر بہت خراب رہا
ہمیشہ کوشش دنیا مین اضطراب رہا
ہماری آنکھ کا تارا وہ آفتاب رہا
ہم اپنے حال پہ روتے ہین اضطراب مین
ہمیشہ بادہ پہ دریاے اضطراب رہا
وہ بادہ نوش تھے پیری مین بھی تو بہ کیا
یہ وہ مکان ہے جو عرش کا جواب رہا
خطا آگیا نہ رہا عشق مصحف رخ یار

تڑپ فراق مین یہ حال اضطراب رہا
بہت خراب دل خانمان خراب رہا
نہ ہر شگال مین چھلک شراب پلوائی
خوشا وہ عہد کہ طفلی رہی شباب رہا
رہا دماغ مین گیسوے یار کا سودا
شراب خم مین رہی شیشہ مین خضاب رہا
ہر ایک مقام پہ نشو و نما رہی دل کی
نہ وہ گناہ رہی اور نہ وہ حساب رہا

ہمیشہ قائم ہستی میں صورتیں بدلیں
نہ ایک حال پہ دور روز ماہتاب رہا
عجیب طرح کے حوادث ہیں بحر ہستی میں
جہان ذرا سر اٹھاتے ہوئے حباب رہا

کبھی تو موج رہا اور کبھی حباب رہا
خوشی وہ کون سی ہے جس کے بعد غم نہ رہا
ہر اک کا حال یہاں مثل نقش آب رہا
برنگ موج ہوا ہی چھپا ہوا ہے خلق

یہ وہ فلک ہے کہ جس کے سبب سے عالم میں
ہمیشہ سر پہ فلک بر سر حساب رہا
کمند کیلئے وہیں موج ہوگئی موجود
رہے جہان میں جب سے دم تک اضطراب رہا

راویان اخبار و ناقلان آثار اس طرح روایت کرتے ہیں کہ بعد جانے خواجہ خضران کے تمام رات سخنگان اپنے خیمہ میں بیہوش پڑا رہا خدا جانے کتنی بیہوشی دماغ میں پھونک دی تھی کہ جب نسیم سحری چلی چراغ و شمع کی حیات ختم ہوئی تو سخنگان بھی خواب مرگ سے بیدار ہوا اپنے اوپر جو نظر کرتا ہے تو چلتھڑا بھی جسم پر نہیں ہے برہنہ پڑا ہوا ہوں سخنگان نے شکر کیا کہ جان تو بچ گئی اب جو خیال کرتا ہے تو سارا گھر لٹا پڑا ہے نہ فرش ہے نہ سامان راحت جیسے کسی نے جھاڑو پھیر دی کوئی شے باقی نہیں رہی سخنگان نے کہا خیر جان بچی لاکھوں پائے ہم زندہ ہیں تو مال بہت مل رہیگا مال بھی تھا کہ جانتا ایسا سنتے خدمتگاروں کو پکارا وہ حیران ہوئے کہ ملک جی تو کچھ رات باقی تھی اسی وقت سوار ہوکے کہیں نکل گئے تھے یہ اندر سے مکان کے کون پکار رہا ہے ایک آدمی نے کہا یہاں فیروزہ جنگ نواز کو وہ چھوڑ گئے تھے وہی ہوگی دوسرے نے جواب دیا کہ کہاں عورت کی آواز کہاں مرد کی یہ ملک جی ہی کی آواز معلوم ہوتی ہے سخنگان نے پھر پکارا کہ کمبخت امو گھر لٹوا دیا ہماری جان تو بچ گئی یہی غنیمت ہے اب بھی کوئی نہیں آتا سب کو نکال دونگا یہ سنتے ہی سب دوڑے ہوئے سامنے سخنگان کے پہونچے تو عجب تماشہ دیکھا کہ ملک جی ننگے کھڑے ہیں کوئی تو منھ پھیر کر ہنسنے لگا سخنگان نے کہا کہ دیکھتے کیا ہو بدن ڈھانکنے کے لیے کوئی شے دو ایک نے جلدی سے چادر کھول کے دیدیا سخنگان نے مثل لنگی کے لپیٹ لیا اور کپڑے منگا کے پہنے لوگ حیران تھے کہ یہ معاملہ کیا ہے ایک آدمی نے پوچھا کہ ملک جی یہ کیا معاملہ تھا سخنگان نے کہا وہی ساربان زادہ آیا تھا فیروزہ جنگ نواز بنکر مجھکو فریب دیا سب گھر میرا لوٹ لیگیا لاؤ میرا تانگن کہ جاکے خداوند نعمت سے اطلاع کروں آج ہی حکیم سودائی رہا ہوجائیگا خضران نے سارا حال مجھ سے دریافت کر لیا اگر نہ بتاتا تو میری جان جاتی انھوں نے کہا کہ وہ تو آپ کی شکل بنکر مکان سے نکلے تھے تانگن پر سوار ہوکے چلے گئے سخنگان نے کہا کہ خیر دوسرا تانگن لاؤ اسی وقت سواری آئی سخنگان سوار ہوکر جانب قسطول سارلیق بن لقاروانہ ہوا جسوقت دربار میں سارلیق کے پہونچا تو فریاد کی کہ یا خداوند میں لٹ گیا کہیں کا نہ رہا سارلیق نے کہا خیر تو ہے کچھ بیان کر سخنگان نے کہا کہ کیونکر وہ حالت آپ کو دکھاؤں جو میری گت بنی ہے سارلیق نے کہا کہ خداوند پر سب روشن ہے بندوں کے سامنے خود بیان کر سخنگان نے جلدی جلدی کپڑے اتار کر پھینک دیے اور برہنہ ہوکر بولا کہ یہ قطع میری خضران بن عمر ثانی نے بنائی فیروزہ جنگ نواز بنکر آیا تھا اور میری یہ قطع بنا کے چلا گیا لوگ ہنسنے لگے اور سارلیق کو نہایت غصہ آیا کہا جلد کپڑے پہن خداوند کے سامنے یہ گستاخی سخنگان نے کہا کہ خداوند پر جو چیزیں پوشیدہ رہتی ہیں وہ بھی ظاہر ہیں آپ سے پردہ کس بات کا یہ کہکر شراکت پہن لی اور کہا کہ حکیم سودائی چھوٹ جائیگا سارلیق نے کہا کہ کیونکر چھوٹ جائیگا وہ جاتے ہی قتل ہوجائیگا سخنگان نے کہا کہ حاشیہ اسکے پہونچ گئے ہونگے اس وقت سمر شاریہ میں نہیں معلوم کیا قیامت برپا ہوگی کیسے کیسے بندے آپ کے قتل ہوتے ہونگے سارلیق نے کہا کہ مسخرے کچھ بیان تو کر سخنگان نے کہا کہ خضران اسی واسطے آیا تھا مجھکو فیروزہ جنگ نواز بنکر دھوکا دیا

میں نے ہرچند اپنے آدمیوں کو پکارا کوئی نہ آیا اُن لوگوں کو یہ خیال تھا کہ تخلیہ ہے دربان خضر ان نے
میرے پیٹ پر خنجر رکھ دیا اگر نہ بتاتا تو میری جان جاتی میں نے سب حال اسیری حکیم دانا کا بیان کر دیا
خضر ان نے جا کر ضرور اطلاع دی ہوگی اور وہ چاروں خدا پرست جو روحیں تیرے ہوئے تھے باغ
چہار بہشت میں موجود تھے ضرور رہائی حکیم دانا کی فکر میں گئے ہونگے سارلیق نے کہا کہ جا کر نگے تو
کیا کر لینگے خدا تو قدرت قید حکیم کی پیکر لئے ہوئے ہیں سخت گان نے کہا کہ خدا تو قدرت بھی یا تو
اُنکے شریک ہو جائینگے یا آتش لاش آتی ہوگی سارلیق نے کہا کہ میں اور کسیکو بھیجتا ہوں سخت گان نے
کہا جو جائیگا مارا جائیگا یا اُلٹا عدو ہو کر آئیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ شاہزادیوں کی حفاظت کیجیے ورنہ
وہ پلٹ کے آئینگے تو پھر باغ چہار بہشت کو آباد کرینگے سارلیق نے کہا کہ کسی عیار کو بھیج دو کہ جا کر
شاہزادیوں کو سوار کرا لائے یہ سنکر مہتر آفات نیرنگ ساز جانب باغ چہار بہشت روانہ ہوا لیکن
کچھ حال اُن کشتگان خنجر مفارقت کا بیان کیا جاتا ہے کہ شاہزادے تو سوار ہو کر جانب شہر
شہر شاہیہ روانہ ہو گئے اور یہاں اُنھوں نے ایک ہی جگہ بیٹھ کر رات گزاری تمام شب کسیکو چین نہ تھا
فکر میں بسر ہوئی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے اتنے میں مہتر آفات نیرنگ ساز پہونچا سلام کیا اور عرض کی
کہ آپ کو خداوند نے یاد کیا ہے بس یہ سنتے ہی اُنکے چہروں کے رنگ اُڑ گئے ایک نے دوسرے
کی طرف دیکھا آفات نیرنگ ساز نے کہا کہ اگر دیر ہوگی تو خداوند ناخوش ہونگے اختر آرا بولی کہ
جاتے جاتے چلینگے یہ سن کے آیا تو غضب دکھاتا ہوا آیا جادو سو چونکہ یہ نہایت شوخ ہے اور ذرا خوف
نہیں کرتی ہے کوڑا لیا یہ آکھٹی آفات نیرنگ ساز بھاگا اور آ کر سارلیق سے بیان کیا سارلیق
نے کہا کہ ہم خود جاتے ہیں یہ کہکر اُٹھا اور باغ میں آیا یہ خبر اُن شاہزادیوں کو ہوئی کہ سارلیق آتا ہے
آپس میں صلاح کی کہ کیا کرنا چاہیے اختر آرا نے کہا کہ پریشان ہونا بیکار ہے ہمنے چوری کی ہے نہ وہ
بات جو عورتوں کو شایان نہیں ہوتی جو حکم خداوند کا تھا وہ بجا لائے اتنے میں سارلیق آیا دیکھا
کہ چاروں شاہزادیاں خفیہ کیے ہوئے ایک ہی مقام پر بیٹھی ہیں سارلیق نے غصہ میں آکے کہا کہ تمہیں
بلایا تو تمنے آفات نیرنگ ساز کو مارا اور عدول حکمی کی اختر آرا نے کہا کہ یا خداوند اب آپکے
بندے نہایت گستاخ ہو گئے ہیں وہ موا آیا اور حکومت جتانے لگا اسکی یہی یہ حقیقت ہے کہ خداوندزادیوں
پر جبر کرے سارلیق نے کہا کہ اگر اسنے ایسی گستاخی کی تھی تو تم نے اچھا کیا کہ جو اُسے
مارا لیکن یہ تو بتاؤ کہ میں نے تمھاری نسبت ایسی خبریں سُنی ہیں کہ تم قابل قتل ہو اختر آرا نے
کہا کہ اگر ہم ایسی ہی تھے تو آپنے ہمیں پیدا کیوں کیا کیا آپ اس سے واقف نہ تھے سارلیق نے
کہا کہ میں نے تمکو ایسا پیدا ہی نہیں کیا تھا کہ تم مجھ سے برگشتہ ہو جاؤ اختر آرا نے کہا کہ ہم برگشتہ
ہو جاتے تو چلے جاتے یہاں کیوں بیٹھے رہتے سارلیق نے کہا سچ بتاؤ تمھاری عصمت باقی ہے یا نہیں
اختر آرا نے کہا کہ خداوند خوب جانتے ہیں جسقدر ہمکو خداوند نے حکم دیا تھا اُتنی ہی ہمنے تعمیل کی ہے
خلاف اُسکے کوئی امر سرزد نہیں ہوا ہے آپ نے روحوں کو کیوں ہمارے باغ میں رہنے کا حکم دیا
سارلیق نے کہا ہمنے جو کچھ کیا اچھا کیا تمنے خلاف حکم کیوں کیا اختر آرا نے کہا کہ ہمنے خلاف حکم کچھ بھی
نہیں کیا جس طرح چاہیں خداوند اپنا اطمینان کر لیں بھلا آپ خود ہی خیال فرمائیں کہ کسی بندے کی مجال
ہے جو نظر بد سے خداوندزادیوں کو دیکھ سکے آنکھیں پھوٹ جائیں اور اگر ہاتھ لگائے تو جل جائے
سارلیق نے سخت گان کو بلوایا کہ اُسکی رائے اُنکے بارے میں صحیح ہے کی اسی وقت چہرہ اُسکا

گیا اور سنجنگان کو بلا لایا جب وقت سنجنگان حاضر ہوا تو سارلیق نے سنجنگان سے دریافت کیا کہ یہ عذر
کر لی ہین تیری کیا راے ہی سنجنگان نے کہا کہ آنکے باعصمت ہونے مین کوئی شک نہین ان لوگون کا دستور
یہ ہی کہ جب اپنے مذہب کے موافق عقد کر لیتے ہین تو عورت پر تصرف کرتے ہین ابھی تک تو ضرور باعصمت
ہونگی لیکن اب انکی ایسی حفاظت کیجیے کہ کوئی انھین پا نہ سکے یہ سن کے سارلیق نے حکم دیا کہ انکو سوار
کر کے بہشت مخفی مین پہونچا دو اُسی وقت سواریان تیار ہوئین اور چارون شاہزادیون کو سوار کر کے
جانب بہشت مخفی روانہ کر دیا یہ تو مفارقت شاہزادگان مین افسردہ ہو کر بیٹھی ہین لیکن سارلیق جو باغ
چہار بہشت سے واپس آیا اور بارگاہ مین پہونچا تو سنجنگان نے کہا کہ یا خداوند کسیکو شہر سرشاریہ کی
طرف بھی روانہ کیجیے ذرا وہان کی خبر لینا بھی ضرور ہی اسلیے کہ مجھے یقین ہی کہ خالو قدرت یا قتل ہو کر
اپنے بڑے بھانجے کے پاس پہونچ گئے ہونگے یا مجبوراً اطاعت گوارا کر لی ہوگی اور سرشار شاہ
تو یقیناً مطیع ہو گیا ہوگا یہ وہ لوگ ہین کہ بڑے خداوند کو بھی اُنھون نے بہت پریشان کیا تھا اور جس
عیار نے مجکو برہنہ کیا تھا اُسی کے بڑے دادا خداوند کے ساتھ یہ بے ادبی کی تھی کہ اُنکی داڑھی پیشاب
سے مونڈی تھی سارلیق نے کہا کہ بس زیادہ بیہودہ نہ بک مین ابھی ایسے شخص کو بھیجے دیتا ہون جو
میرے بندگان خاص سے ہی اور وہ جاتے ہی سبکو باندھ لائیگا یہ سنکے سنجنگان خاموش ہو رہا
اور سارلیق اژدر سیاہ سر کی طرف مخاطب ہوا اور کہا اے پہلوان قدرت جا اور بندگان گنہگار کو سزا
معقول دے کہ اُنھون نے بہت سر اُٹھایا ہی اژدر سیہ سر اُسی وقت اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنے لشکر مین
آکر ایک لاکھ سوار کو ساتھ لیکر طرف شہر سرشاریہ کے روانہ ہو گیا اسکو تو رہ دی مین چھوڑا جاتا ہی

چند کلمے داستان شوکت نشان بادشاہ لشکر اسلام اور امیر عالی مقام کے بیان کیے جاتے ہین

بیا لبشنو ای ہمدم راستان کہ باز آمدم بر سر داستان — یہان تک بیان ہو چکا ہی کہ بادشاہ اسلام نے سلیمان
خاوری کی زبانی حال گلستان باختر کا سن کے کوچ کیا تھا طی مراحل و قطع منازل کرتے چلے
جاتے تھے ایک منزل پر پہونچے تھے کہ سکندر دیرہ نشین آکے پہونچا سلام کیا فرمایا اے سکندر
تم کہان آ گئے سکندر دیرہ نشین نے عرض کی کہ اے شہریار مجھے معلوم ہوا کہ آپ بہار مغرب کو سر کر کے
اب گلستان باختر کی طرف تشریف لیے جاتے ہین چونکہ حضور راستون سے ناواقف ہین اور
کوئی راہبر ساتھ نہین ہی اور یہ غلام خوب آگاہ ہی لہذا اپنا حاضر ہونا ضروری سمجھا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ
تمنے نہایت مناسب کیا سکندر نے بھی قیام کیا جب صبح ہوئی تو پھر کوچ کیا کئی روز کے بعد ایک مقام پر
پہونچے کہ وہان ایک دوراہہ تھا اور تیسری جانب دریا حائل تھا بادشاہ اسلام اور صاحبقران عالی مقام
سے سکندر دیرہ نشین نے عرض کی کہ یا صاحبقران ان دونون راستون مین سے یہ جو راہ داہنے
جانب ہو کے گئی ہی یہ تو صاف ہی بہت آسانی سے وہان آپ پہونچ جائینگے اور یہ جو دوسری راہ ہی یہ
نہایت پرخطر ہی آگے بڑھ کر یہ راستہ درہ کوہ سے ہو کر گذرا ہی بالا سے کوہ قلعہ ہی مالک اُسکا مار گیر جادو
ہی اور درہ کوہ مین ہزار ہا ماران سیاہ رہتے ہین مار گیر جادو کی طرف سے اُنکے واسطے دودھ معین ہی
جو لشکر اُس طرف سے گذرتا ہی وہ سانپ اژدر کے کاٹتے ہین اور ہلاک کر دیتے ہین سانپ ایسے

زہر ملے ہیں کہ جسکو کاٹ لیتے ہیں اسکی چندیا چٹک جاتی ہے اور فوراً ہلاک ہوجاتا ہے اور ایک راستہ جو دریا سے
ہوکے گیا ہے یہ تو بہت بدتر ہے منزل مقصود سے جاکر خوفناک ہوگیا ہے مگر دریان آبی ساریق کی طرف سے میں ہیں
کہ جہازات کو غرق کر دیتے ہیں کوئی جہاز یا کشتی ساحل تک پہنچ نہیں سکتی یہ سنکے صاحبقران نے
ارشاد فرمایا کہ ہمکو خداوند عالم نے اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ ہم راہزنوں سے ہر راستہ کو پاک کریں اور سنائیں
ای سکندر بدیرہ شمن یہ بتاؤ کہ ان دونوں مخدوش راستوں میں سے زیادہ خوفناک کونسا راستہ
ہے سکندر نے عرض کی کہ یہی راستہ زیادہ خوفناک ہے جس طرف سانپ رہتے ہیں صاحبقران نے فرمایا کہ
میں اسی طرف سے جاؤنگا سکندر نے عرض کی کہ اگر یہی قصد حضور کا ہے تو بہتر ہے لیکن تدبیر کے ساتھ چلیے
تو مناسب ہوگا آپ لشکر کو لیکے چلیے اور میں چند سرداروں کو اپنے ساتھ لیکر جاتا ہوں اگر بن پڑتا ہے
تو مارگیر جادو کو گرفتار کرکے لاتا ہوں صاحبقران نے فرمایا کہ جو سردار ساتھ جانے پر رضامند ہوں
انکو اپنے ساتھ لے لو سرداران اسلام نے عرض کی کہ کسیکو بھی جانے میں عذر نہیں ہم سب جان نثار ہیں
اور سرفروشی کو حاضر ہیں اس وقت سکندر بدیرہ شمن نے عرض کی کہ اولاد صاحبقران میں سے
کسیکا ہمراہ جانا اچھا نہیں ہے اسلیے کہ نشانیاں اولاد صاحبقران کی سب پہچانتے ہیں خال فرخ
ابراہیمی اور زلفین چلیپا سب پہچانتے ہیں یہ سنکر رفقا اٹھ کھڑے ہوئے کہ ہم موجود ہیں سکندر بدیرہ شمن
نے کہا کہ رفقا سے تازہ میں سے تین شخص میرے ساتھ چلیں جنسے ابھی اہل عالم آگاہ نہ ہونے پائے
ہوں کہ یہ مسلمان ہیں کیونکہ میں ان کفار سے ملتا جلتا رہتا تھا چاہ بابل ہے اکثر مارگیر جادو سے ملاقات
ہوا کرتی تھی میں بہانہ ملاقات جاؤنگا اور مارگیر جادو کو گرفتار کرنے کی فکر کرونگا مارگیر جادو کا ایک دوست
ہے کہ نام اسکا سہیل روشن دل ہے وہ ایسا منجم ہے کہ سیکڑوں برس پیشتر سے جو حکم لگا دیتا ہے وہی ظاہر ہوتا ہے
ساریق نے اپنا وزیر مقرر کرنا چاہا لیکن سہیل روشن دل کو مارگیر جادو سے ایسی محبت ہے کہ اس نے
خداوندیا خنجر (?) کے وزارت کو بمقابل اسکی دوستی کے قبول نہیں کیا اور ہر وقت اسی کے پاس رہتا ہے اگر
سہیل روشن دل نے مارگیر جادو کو آگاہ کر دیا تو پھر کچھ بنائے نہ بنیگی لہذا میں ایک درخت
یہاں لگائے جاتا ہوں کہ اگر میں وہاں گرفتار ہو جاؤنگا تو درخت پژمردہ ہو جائیگا اور اگر قتل ہو جاؤنگا
تو درخت میں آگ لگ جائیگی یہ کہکے سکندر نے ایک ناند چاندی کا سامنے تخت بادشاہ اسلام کے
لگا دیا اور اسمیں کوئی تخم بو کر پانی میں خون اپنا شریک کرکے تھالے میں ڈال دیا اسی وقت اکھوا
پھوٹا اور درخت بالشت بھر کا تیار ہوگیا اب سکندر نے تو مسلمانان بہادر مغرب میں سے تین سرداروں کو
ساتھ لیا جنمیں ایک مست فیل زور تھا دوسرا قیصر شیرزن اور تیسرا سہراب کمانکش تھا اور انکو
سمجھا دیا کہ مذہب قدیم اپنا ظاہر کرنا اپنے کو مسلمان نہ بتانا اور کہنا کہ آپ کے اشتیاق ملاقات میں
ہم آئے ہیں اور جب میں اشارہ دوں اسوقت مارگیر جادو کو گرفتار کر لینا یہ سمجھا کر ایک تخت پر
ان تینوں سرداروں کو بٹھایا اور آپ بھی بیٹھکر جانب قلعہ مارگیر روانہ ہوا ادھر صاحبقران کوچ کرکے
طرف قلعہ کے چلے ہنوز تھوڑی راہ طے کی ہوگی کہ خضر علیہ السلام بادیہ گرد صاحبقران کے سامنے آکر
سلام رخصت کیا اور عرض کی کہ یا خدا نے حضور کو صاحبقران گردانا آپکا کام یہ ہے کہ ہر خطرے ہوں تو
ادھر ہی سے پاس مثل عمر کے تھا لیکن نہیں ہیں آپکا ساتھ ویسے دن آپ صاحب اسم اعظم وارث
زور صاحبقرانی ہیں آپکا ساتھ وہی دے سکتا ہے جو دنیا اور گلہ سے مستغنی (?) پاس رکھتا ہو لہذا مجھے ہم نیا دفعہ
ہاں میں بحیثیت (?) دکھاؤنگا جان ہو تو جہاں ہے اگر آپ کے ساتھ رہونگا تو کہیں نہ کہیں جان پر آ بنیگی مثلا

مرحلہ تو سانپوں ہی کا درپیش ہی انھیں سے جان بچنا دشوار ہی یہ سنکر صاحبقران بہت متعجب ہوئے
حیرت سے صورت طیفور یادیہ گرد کی دیکھی اور ارشاد فرمایا کہ مجھے تجھسے یہ امید نہ تھی خیر میں یہ نہیں
چاہتا کہ میرے ساتھ تو بھی اپنے کو ہلاکت میں ڈالے مگر چونکہ تو نے ساتھ بہت دیا ہی اسکے عوض میں چاہتا ہوں
کہ جو طلب کرو وہ تجھے دوں طیفور نے کہا مجھکو کچھ بھی نہ چاہیے جہاں جاؤنگا میرے واسطے کمی نہیں اگر چاہوں تو شہر کے شہر
لوں بادشاہوں کے خزانے اندر ہی اندر خالی کرکے غائب کردوں اور کسیکو خبر نہو یہ کہکے سلام کیا اور جانب صحرا روانہ ہوا
اسکے شاگردوں میں سے قریب بیس چالیس عیاروں کے اور اٹھکر ساتھ ہوئے کہ ہم بھی آپ سے سروکار رکھتے ہیں ہمارے
مالک اور صاحبقران آپ ہیں صاحبقران کو نہایت ملال ہوا کہ یہ حرکت اس سے کیسی ظہور میں آئی
مگر خاموش ہو رہے اب حال سکندر دیرہ نشین کا سنیے کہ یہ تخت اڑتا ہوا اور سیر کرتا ہوا اسکی
سرحد میں پہونچا جہاں سانپ ملے ہوئے تھے چونکہ یہ بلند بلند جا رہا تھا سانپ اذیت نہ پہونچا سکے لیکن
مگر یہ لوگ سانپوں کو دیکھتے چلے جاتے تھے کہ ہزارہا سانپ تمام صحرا میں زبانیں نکالے دوڑے دوڑے
پھر رہے ہیں جسوقت تخت سکندر دیرہ نشین کا قلعہ میں پہونچا اور نظر مارگیر جادو کی سکندر پر پڑی
بڑے تعظیم سے اٹھ کھڑا ہوا اور پوچھا کہ ای برادر اس وقت کہاں تشریف لائے ہیں اور جیسے چاہ بابل پر اکثر
ملاقات ہوتی رہتی ہی لیکن کبھی آپنے سرفراز نہ فرمایا تھا آج ایسا کونسا سبب قوی ہوا جو تشریف لائے
اور یہ تینوں صاحب کون ہیں سکندر نے کہا کہ یہ میرے دوست ہیں اور آپ کے اشتیاق ملاقات میں
آئے ہیں غرضکہ مارگیر جادو نے نہایت عزت کے ساتھ سکندر دیرہ نشین کو بٹھایا اور کہا کہ افسوس
ایسے پر آشوب زمانے میں آپ تشریف لائے ہیں کہ اس مقام ہولناک کی سیر بھی نہ کرسکے خیر یار
زندہ صحبت باقی اب سکندر نے ان سرداروں سے بھی شناسائی کرائی اور کہا کہ یہ سردار بہار مغرب کے
رہنے والے ہیں مارگیر جادو نے کہا کہ میں نے سنا ہی کہ بہار مغرب کو خداپرستوں نے فتح کرلیا
سکندر دیرہ نشین نے کہا کہ یہ صحیح ہی ان سرداروں نے میرے پاس آکر پناہ لی پہلے خوب خوب
لڑے ہیں زخمی ہوئے سرداران اسلام کو زخمی کیا آخر مجبور ہوکر ساحروں سے ملکر اسکے خواستگار
ہوئے ہیں انکو لیکر تمہارے پاس آیا ہوں مارگیر جادو نے کہا کہ کہاں آپ سے بہتر ہوں آپ
وہ شخص ہیں کہ نام ساحری و جبروت آپ سے زندہ ہی سکندر دیرہ نشین نے کہا کہ میں تو اپنے کو
سب سے کمتر جانتا ہوں مگر اصل بات یہ ہی کہ وہ کام اچھا ہوتا ہی جسمیں اور بھی چار کی رائے شریک کرلیجائی
مثل مشہور ہی کہ دو دل یک شود بشکند کوہ را پراگندگی آرد انبوہ را ہی اور کوئی راہ سوچ لو
اسکے بعد ہم تم شریک ہوکر استیصال خداپرستان کی فکر کریں مارگیر جادو نے کہا کہ وہ ایک بزرگ جنکا نام
سموئیل روشندل ہی مجھکو اپنے فرزند کی جگہ سمجھتے ہیں انھوں نے پیشین گوئی کی ہی کہ ایک وقت میں
خداپرست اسی راستہ سے ہوکر سارے لقیہ کو جائینگے اور بہار مغرب کو فتح کرکے اس طرف آئینگے لو
بہار مغرب کا فتح ہوجانا تمھاری زبانی معلوم ہوگیا اب خداپرستوں کا اس طرف آنا بھی قریب ہی
سمجھو میں خداپرستوں سے لڑینگے کہیں جانے کی کیا ضرورت ہی یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک ساحر نے
آکر عرض کی کہ آثار لشکر کے معلوم ہوتے ہیں مارگیر جادو مع سکندر دیرہ نشین فصیل قلعہ پر آیا
اور دیکھنے لگا کہ یکایک دامنہ کوہ شگفتہ ہوا اور دل گرد سے لاکھوں پھریرے سبز و سرخ و سفید نمود
ہوئے پھریروں پر تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی مرقوم تھی پشت پر فوج جرار [illegible]
کے بغلیں دستے کے دستے پرے جمائے صفیں باندھے ہوئے آکر سامنے قلعہ کے آ اترنے لگے خیمہ و خرگاہ میں

بارگاہین راؤٹیان چھولداریان استادہ ہونے لگین دوکانین آراستہ کی جانے لگین تھوڑے عرصہ مین سب
خیمے استادہ ہوگئے اب آمد سرداران اسلام کی شروع ہوئی دیکھا مارگیر جادو نے کہ جو جوان آتا ہے وہ
صاحبقران وقت رستم زمانہ معلوم ہوتا ہے آخر مین سواری بادشاہ اسلام اور امیر عالی مقام کی آئی مارگیر
جادو دل مین بہت سا جلا کہ ساری صفشکنین ان خداپرستون ہی مین جمع ہوگئی ہین کہ مال بھی جال گئی زور بھی
زر بھی سکندر سے کہا کہ اگر انپر فتح پائی تو بڑا مال ہاتھ آئیگا یہ وہ لوگ ہین جنھون نے تمام عالم کو لوٹا ہے
ادھر تو بادشاہ اسلام اور امیر عالی مقام داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے ادھر مارگیر جادو اپنے
مقام پر آیا ہنوز بیٹھنے بھی نہ پایا تھا کہ سہیل روشن دل گھبرایا ہوا آیا مارگیر جادو نے عرض کی کہ آپ
اسوقت کہان سے تشریف لاتے ہین سہیل روشن دل نے غور سے سکندر دیدہ نشین اور ہمراہیان
سکندر کو دیکھا اور اشارہ سے کہا کہ علیحدہ آؤ تو بیان کرون مارگیر جادو علیحدہ گیا سہیل روشن دل
نے کہا کہ مین اسوقت تیری قسمت کا زائچہ بناتے ہوئے خانہ حیات کو دیکھ رہا تھا مجھے یہ ثابت ہوا کہ قاتل
سر پر آگیا ہے یہ جو تیرے پاس چار شخص آئے ہین انکو دوست نہ سمجھ یہ دشمن ہین اور فکر گرفتاری مین
آئے ہین انکو کسی تدبیر سے گرفتار کرلے حالانکہ ساعتین تیری حیات کی کم نظر آتی ہین لیکن انسان
کو تدبیر سے غافل رہنا نہ چاہیے اسوقت تو زمین و آسمان دشمن معلوم ہوتے ہین لیکن دشمنان ظاہر کو
کیون چھوڑتا ہے مارگیر جادو نے ہزارون دعائین دین اور کہا کہ اگر آپ خبر نہ دیتے تو بیشک مین فریب
مین آجاتا لیکن یہ تو بتائیے کہ یہ لشکر جو آیا ہے اس سے کیسے بچنگی سہیل نے کہا پہلے تو انکو قتل کر اسکے بعد
دیکھا جائیگا قاتل تیرا اور ہی شخص ہے لیکن یہ بھی ذریعہ قتل ہوسکتے ہین ممکن ہے کہ پھر کوئی قاتل
تک پہونچا دین مارگیر جادو نے کہا کہ آج ہی بیہوش انکو گرفتار کرکے قتل کر ڈالونگا یہ کہکر اپنے ملازمون سے
کہا کہ کھانا ہمارے مہمانون کے واسطے نہایت پرتکلف پکاؤ جب کھانا تیار ہوجائے تو مجھے اطلاع کردینا اسکے
بعد دستر خوان چھانا یہ کہکر سکندر دیدہ نشین کے پاس چلا آیا اور اسی طرح خندہ پیشانی ہوکر باتین کرنے لگا
کہ سکندر کو مطلق کسی طرح کا شک نہ ہوا جب شام ہوئی تو خادم نے چپکے سے آکر کہا کہ کھانا تیار ہے پس
مارگیر جادو نے کئی مثقال بیہوشی کی پڑیا اسکو دی اور کہا کہ جو کھانا ان لوگون کے سامنے لگانا اسمین یہ بیہوشی
ملادینا خادم نے جاکر بیہوشی کھانے مین ملائی اور آکے اجازت لیکر دستر خوان بچھایا کھانا سامنے لگایا بیٹھنے والے بیٹھ
کھانا کھایا پانی پیا منہ دھونے نہ پائے تھے کہ تھوڑی دیر گزری تو سکندر دیدہ نشین نے کہا کہ اے برادر معلوم ہوتا ہے کہ کم
بہت بھاری غذا کے عادی ہو بس کھانے کی گرمی کو برداشت نہین کرسکتا یہ کہکر اٹھا اٹھنا تھا کہ فورًا چھینک
مارکر گرا ہمراہیان سکندر سنبھالنے اٹھے یہ بھی چھینکین لیکر بیہوش ہوگئے بس مارگیر جادو نے ان سب کو
اسیر طوق و زنجیر کرکے زندان مین بھجوادیا اور جاکر سہیل روشن دل سے بیان کیا کہ مین نے ان مکارون کو دام
تدبیر مین پھنسا لیا اب کیا ارادہ ہے سہیل نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور کہا کہ جہانتک جلد ہوسکے انکو قتل
کر ڈالو مارگیر جادو نے کہا کہ آپ نے ٹھنڈی سانس کیون لی سہیل روشن دل نے کہا کہ
جب مین نے یہ سمجھا کہ کیا تو مین نے ان لوگون کے خانہ قسمت پر بھی نظر ڈالی انکی حیاتین طولانی معلوم
ہوتی ہین مارگیر جادو نے کہا کہ جب قبضہ مین آگئے تو انکا مار ڈالنا کیا دشوار ہے آپ شاید کہ نکرین حساب مین
غلطی ہوگئی ہوگی سہیل روشن دل نے کہا کہ میرے حساب مین غلطی نہین ہے تیری تقدیر کے پھیر نے تجھکو بھی
چکر مین ڈالے ہوے ہے مین خبر جو تجھے ہوسکے وہ کہ آگاہ کردینا میرا کام ہے اور یہ بہتری کی بحث مین اسوقت
تک مین نے خداوند باختر کی وزارت قبول نہ کی مگر اب تقدیر اس گردہ سے ہٹا کے دیتی ہے ہر چند مین

محسوس ہوئی کہ سلسلہ چلنے لگا امیر نے باگ روک لی کہ یہ کیا آفت آئی دیکھا کہ زمین میں ایک تالاب سا ہو گیا
جہانتک مسکن سانپوں کا تھا اتنا طبقہ اڑ گیا اور جنگل میں آگ لگ گئی دھڑ دھڑ کر کے جلنے لگا سانپ
پیلوں کے ٹاڑوں کی طرح جلتے ہوئے زمین پر گرے اور تھوڑے عرصے میں جس مقام پر نشیب
ہو گیا تھا وہ پھر پٹ گیا ادھر مارگیر جادو حیران تھا کہ یہ کونسی آفت ارضی پیدا ہوئی جسنے طبقہ اڑا دیا
سانپوں کو جلا دیا اب جو دیکھا تو صحرا کے پہلو پر سے تخت طیفور رہا ہے گرد اس کے تین عیاروں کو ساتھ لیے
ہوئے منجنیق کو گردش دیتا چلا آتا ہے صاحبقران نے دیکھ کر پکارا کہ اے شہریار راستہ صاف ہو گیا اب تامل
کا ہے کا ہے بس امیر نے گھوڑا آگے اٹھا دیا اور قلعہ کی جانب چلے مارگیر جادو نے یہ دیکھ کر اہل قلعہ سے کہا کہ اب
اپنے قتل سے باز آؤ پہلے اس آفت کو روکو یہ کہکر گولے ترنج نارنج مارنا شروع کیے طیفور نے آواز
دی کہ یا صاحبقران اسم اعظم پڑھیے امیر نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا اور عیاروں کو جو بہانے سحر سے
ڈر کے بھاگ گئے تھے طیفور پشت پر صاحبقران کے آ گیا اور پکارتا جاتا تھا کہ اسم اعظم پڑھے جائیے گا اب سحر
سحر کے اور کوئی کلا کا نہیں ہے امیر اسم اعظم برابر پڑھتے چلے جاتے تھے ساحروں نے آگ برسائی دریا سے
سو بہانے سنگ باری کی آتشباری کی مگر کسی شے نے برکت اسم اعظم صاحبقران پر تاثیر نہ کی اور
طیفور بھی صاحبقران کی آڑ میں ہر بلا سے بچتا چلا آتا تھا یہاں تک کہ امیر لب خندق جا پہونچے دیکھا
مارگیر جادو نے کہ یہ ظالم یہانتک آ گیا بس بصورت اژدہا کی پنکھی آیا اور چاہا کہ امیر کو کاٹ کے
ہلاک کرے تو صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر جو ہاتھ تلوار کا مارا سانپ کے دو ٹکڑے ہوئے اور زمین پر
آ کے انسان کی لاش بن کر پڑا تڑپ کے شور گرد دار برپا ہوا آندھی چلی خاک اڑی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا ایک
کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام میں مارگیر جادو حیف مرد بکار و جادو دم مطلب نہ ہوا اور
تو یہاں مارگیر جادو کا کام تمام ہوا ادھر شمع حیات پر آگ برسا پروانہ اگر گرا کر پروانہ بھی جل گیا اور شمع بھی گل
ہو گئی بہ سبیل روشن دل نے افسوس کیا اور اپنی قوت جا بجا سارا لشکر رواں ہو گیا یہاں جس وقت غبار پاش
سحر بر طرف ہوئے اور روشنی پیدا ہوئی تو دیکھا کہ لاش مارگیر جادو کی زمین پر پڑی ہے اہل قلعہ تھرا گئے
دروازہ قلعہ کا کھول دیا رومال سے ہاتھ باندھ کر حاضر خدمت ہوئے صاحبقران داخل قلعہ ہوئے لشکر لیا اور
سردار بھی آ گئے بادشاہ اسلام بھی قلعہ میں تشریف لائے اس وقت بتخانے منہدم کرائے گئے مسجدوں
کی بنا پڑی تمام اہل قلعہ مسلمان ہوئے صاحبقران نے طیفور کو گلے لگایا اور فرمایا کہ جس وقت تو مجھ سے جدا
ہوا ہے تو مجھے حیرت ہوئی تھی طیفور نے عرض کی کہ اگر ایسا نہ کرتا تو ان سانپوں کو کس طرح ہٹاتا آپ نے تو اپنے
بخوف و خطر جان اجل میں دیدیا تھا لیکن خدا نے اپنا فضل کیا کہ قبل حضور کے میں پہنچنے کے نقب تیار کی
صاحبقران نے فرمایا کہ اے طیفور اتنی بڑی نقب اسقدر جلد تیار کرنا اور اسکے واسطے اتنی بارود اس جنگل میں
فراہم کرنا تیرا ہی کام تھا طیفور نے اسی وقت خندق نقب زن اپنے شاگرد رشید کو بلا دیا اور صاحبقران
سے عرض کی کہ یہ اسکا کام تھا کہ اتنی جلد اتنی بڑی نقب تیار کی اور بارود کا فراہم کرنا میرا کام تھا افسوس
کہ مہتر قران حبشی زندہ نہیں ہیں کہ اس نقب زنی کی داد دیتے شنا ہے کہ شاگرد ان کے بعد انکے میں نقب لی
مہتر قران کا حصہ تھا صاحبقران نے فرمایا یہ کام تو نے ایسا کیا ہے کہ تو وارث گلیم و زنبیل ہوا چاہتا
اور اصل یہ ہے کہ عمر ثانی اور صاحبقران کی قسمت سے یہ برکات تھے بدل گئے ورنہ قابل تھا شیخی عمرو کی
کے سوا شاید ہی لشکر اسلام میں دوسرا عیار نہ تھا یہ کہکر طیفور کو خلعت سے سرفراز کیا اور خندق
نقب زن کو مہتر قران حبشی کا قائم مقام کر دیا اب ان سبکو تو یہاں مصروف انتظام چھوڑا جاتا ہے کر

دوست نامردوں کے رقیب ترغیب جنگ دلا کر بیٹھ گئے تو اژدر سیہ سہر نے باگ اٹھائے گرگدن مست کی لی اور
میدان میں آکر نعرہ سلح شوری کی پیٹھ کے ہاتھ نکالے سراپا میدان کا دکھایا جسوقت خوب عرق عرق
ہوگیا پھر نیزے کو زمین پر گاڑ کے اور دم کو آراستہ کر کے آواز دی کہ ہاں ای گروہ خداپرستان و فرقہ
مسلمانان جسکو تمنائے مرگ و آرزوئے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلے کو کہ مجھے خداوند ساریق نے
تم سبکا ملک الموت بنا کے بھیجا ہی یہ سنکے عارف بن معروف نے بور باگ کا لیا اور سامنے اژدر سیہ سہر
کے پہونچ کے نعرہ کیا کہ او ملعون کیا بکتا ہی تو شیطان ہو کر ملک ہونے کا دعوی کرتا ہی یہ نیزہ میرا تیرے
واسطے تیر شہاب سے کم نہیں ہی لاضرب بہادری کی اژدر سیہ سہر نے کہا کہ او طفل تو مجھ سے کیا مقابلہ کریگا
کسی جوان کو بھیج کہ اس سے دو چار ہاتھ چلیں تو تو ضرب کے لنگر میں دب جائیگا عارف بن معروف
نے کہا کہ بس زیادہ یاوہ گوئی نہ کر دیکھ ابھی حال کھلا جاتا ہی یہ سنکے اژدر سیہ سہر نے نیزہ مارا عارف
بن معروف نے نیزے کو حریف کے اپنے نیزہ پر لیا طعنین چلنے لگیں بڑی دیر تک نیزہ بازی ہی مگر کام نہ نکلا
آخر عارف نے نیزے پر نیزہ اسا زور سے مارا کہ دونوں نیزے کی ڈانڈیں ٹوٹ کے گر گئیں اژدر نے ہنسا
اور کہا کہ جب نیزہ نکل نہ سکا تو یہ حرکت کی کہ اپنا نیزہ بھی بیکار کر دیا اور میرا نیزہ بھی خراب کیا عارف
نے تلوار کھینچ لی اور آواز دی کہ یہ سب کھیل تماشے کی باتیں ہیں تلوار کمر سے کھینچ کہ سپہ گری کے جوہر
دکھلاؤں اژدر سیہ سہر نے بھی تلوار کمر سے کھینچ لی پر دو بدل ہونے لگی عارف نے پھرتی سے اس طرح
ہاتھ تلوار کا مارا کہ گردن مرکب اژدر کی اڑ گئی کرگدن نے چرخ مارا اژدر نے زین خالی کیا اور دوسرا
مرکب طلب کیا عارف بن معروف باگ کو دست ٹھہرا رہا جب دوسرا مرکب آگیا اور اژدر سیہ سہر کھڑا سوار
ہولیا تب عارف بن معروف نے حملہ کیا فضائے کارزار دو بدل میں ناگہان مرکب عارف کا [illegible]
چار ہا گھوڑا اوندھے منہ گرا یہ چھوٹک میں سامنے آ رہا خود سر سے گرا تلوار اژدر سیہ سہر کی عارف کے سر پر
پڑی تا دو لہو آتر آئی عارف نے دو دستانہ باراتیغہ سر سے دور ہوا مگر چادر خون کی سر سے پاؤں تک آئی غشی
طاری ہوئی یہ رنگ دیکھا منظفر نے گھوڑا دوڑا دیا اور عارف کو لشکر کی طرف پھیرا آپ سامنا کیا دیر تک
تلوار چلی آخرکار منظفر بھی زخمی ہوا بعد منظفر کے وحید الملک نے نکلنے کا قصد کیا تھا کہ بہرام خون آشام
نے کہا میں جاتا ہوں اور اسکو سرکشی کا مزا چکھاتا ہوں یہ کہکر باگ گھوڑے کی اٹھائی اور سامنے اژدر سیہ سہر
کے آکر آواز دی کہ او بیوقوف کیوں عاقبت اپنی خراب کرتا ہی ساریق مسخرا ہی سلطنت کے زور پر خداوند
بن بیٹھا ہی خدائے حقیقی کو بھولا ہوا ہی ایک دن اسکے واسطے بھی وہی آنے والا ہی جو لقا کے لئے ہوچکا
ہی یہ سنکے اژدر سیہ سہر نے کہا کہ ای بہرام خون آشام تم سے عجب ہی جو ایسی باتیں کرو اسلئے کہ تم خود بڑا
خداوند سے ہو چکا ہو سے قدرت کہلانے سو تمھارا اور شوہ بزدل کے خداوند اول کا ایسا ساتھ دیا اور اسقدر
اطاعت لقا کی کی اور تم ذراسی بات میں برگشتہ ہوگئے بہرام نے کہا کہ میں تو ساریق کی حالت سے
کماحقہ آگاہ ہوں نہیں تھوڑے ہی اسکو خداوند جانوں گا وہ تو مٹتا ہی بس اُسے آشنا ہی بالو لگانہ سنکے اژدر سیہ سہر
نے کہا کہ میں جس کام کے لئے آیا ہوں اُسے انجام دونگا اگر ساریق خداوند نہیں تو بادشاہ ہو سے میں اسکا
کیا نمک ہی میں نے ساریق کا نمک کھایا ہی میں کس طرح اُس سے روگردانی کرسکتا ہوں بہرام نے
کہا کہ تو اپنے فعل کا مختار ہی میں اپنے فعل کا مختار ہوں مجھے تیرے کردار سے کوئی کام نہیں اسلئے کہ اپنی
اپنی گور ہی اور اپنی اپنی منزل تو مجھ سے مقابلہ میں دریغ نکر تلوار کمر سے کھینچ یہ سنکے اژدر سیہ سہر نے
وہی تیغہ خون آلودہ بہرام خون آشام پر مارا بہرام نے سپر کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا اور وار اژدر کا

رد کرکے اپنا وار کیا بہرام خون آشام کا وار اژدر نے رد کیا دیر تک بار رد و بدل ہوتی رہی آخرکار ستارہ
اژدر سیہ سر کا غالب آیا اور بہرام خون آشام ہاتھ سے اژدر کے زخمی ہوا بعد اسکے زخمی ہونے کے
شاہزادہ وحید الملک کو تاب نہ رہی مرکب کو جھپکا کر سامنے اژدر سیہ سر کے آئے اور فرمایا اے فرب
بہادروں کی اژدر سیہ سر نے کہا کہ لے تو بھی لے یہ کہکر تلوار ماری وحید الملک نے وار اسکا
پشت شمشیر پر روک کے جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا سپر قلم ہوئی اژدر سیہ سر نے تیغ کھینچ کر تلوار سر مرکب پر کی
گردن مرکب کی قلم ہوئی اژدر نے جلدی سے زین خالی کیا اور تلوار کھینچ کر چلایا کہ مرکب وحید الملک
کو اپنے گردن کہ وحید الملک تلوار پھینک کر اژدر سیہ سر سے لپٹ پڑے اژدر سیہ سر بھی
دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی افسران لشکر قریب آ گئے اور تماشا کشتی کا دیکھنے لگے اژدر
سیہ سر بڑے تن و توش کا جوان ہے لپٹا ہی رہا ادھر شاہزادہ وحید الملک بھی جسم مقام پر قائم
ہو جاتے تھے مجال نہ تھی اژدر سیہ سر کی کہ لنگر اکھاڑ دیتا شام تک کشتی رہی رات کو بھی علیحدہ
نہ ہونے دونوں جانب سے روشنی آگئی ان دونوں کو لڑنے کے سوا دوسرا کام نہ تھا غرضکہ خوب جنگ ہوئی کہ
قضا سے کار اتفاقات روزگار اس طرف سے ہمود جادو اپنا تخت سحر اڑائے ہوئے چلی جاتی تھی
یہ ساحرہ شاگرد ہے مار گیر جادو کی قلعہ زرگران کی اسنے خبر سنی تھی کہ اہل اسلام استاد کے قلعہ کی طرف
آئے ہیں تو یہ ارادہ بمدد مار گیر جادو چلی جاتی تھی اور ایک مدت سے اژدر سیہ سر پر عاشق تھی مگر اژدر
نے چونکہ اسکو اسکی اہلیت اصلی پر دیکھ لیا تھا اس وجہ سے وہ وصل سے انکار کرتا تھا یہ ساحرہ لیق کے
خوف سے اژدر جادو پر جبر نہ کر سکتی تھی رستے میں جو دیکھا میدان میں روشنی ہے اور دو جوان لڑ رہے
ہیں اسنے فتیلہ سحر روشن کرکے دیکھا اژدر سیہ سر کو پہچانا بس یہ تحیر ہنگامہ ہی اور اژدر سیہ سر
کو لیے ہوئے چلی گئی وحید الملک جانب آسمان دیکھکر رہ گئے لشکر اژدر سیہ سر کا اپنے مقام پر
پھر آیا ادھر شاہزادہ وحید الملک اور شہنشاہ صف شکن اور سکندر رستم خو میدان سے پھر کر
داخل بارگاہ ہوئے بیہوشوں مجروحوں کو شفا خانہ میں بھیج دیا لیکن احوال حال اژدر سیہ سر اور ہمود جادو
کا سنیے کہ ہمود جادو اژدر سیہ سر کو لیے ہوئے ایک دامن کوہ میں پہنچی اژدر سیہ سر
کو وہاں سے بیہوش کر دیا تھا ہمود جادو نے خیمہ کو آراستہ کیا اسباب آسائش مہیا کرکے
اژدر سیہ سر کا اسنے زیور لیا اور خوب آراستہ ہو کر بیٹھی پری کی صورت بنی ہوئی تھی جسوقت
آنکھ اژدر سیہ سر کی کھلی تو سرہانے ایک نازنین کے زانو پر دیکھا نہایت خوش ہوا نازنین نے کہا او ظالم تو تو خوب
کشتی لڑ رہا تھا اژدر سیہ سر نے کہا کہ ادھر تم مجکو کیوں اٹھا لائیں اب تجھے پھر سے محنت کرنا پڑیگی ایک
دن لڑ چکا تھا پھر دو پہر میں اور حریف کو زیر کر لیتا ہمود جادو نے کہا لڑنا بھڑنا اچھا یا معشوق کی بغل میں لیکر
سونا اچھا اژدر سیہ سر نے کہا کہ لیٹنا سہی تو کچھ اچھا ہے لیکن انجام خراب ہے کہ قوت زائل ہو جاتی ہے ہمود جادو
نے کہا کہ قوت بھی تو کس کام آئی اگر میں اسکو اٹھا نہ لاتی تو کوئی دم میں تم گرفتار ہو جاتے اژدر سیہ سر نے کہا کہ
اگر وہاں گرفتار بھی ہو جاتے تو عذاب خداوند ساریق میں تو گرفتار ہوتے کہ اسکا حکم یہ تھا کہ جا کر شہر شارستان
کو تاخت و تاراج کر دو اور ان سرکشوں کو جاکے گرفتار کر لاؤ یہ سنکے ہمود جادو نے کہا کہ تم نہ گھبراؤ میرا
ساماں دل بہلاؤ تمہارا مطلب بھی حاصل ہو جائیگا اژدر سیہ سر یہ سنکے نہایت خوش ہوا مگر اسنے اسوقت
ہمود جادو کو پہچانا نہیں یہ دیکھکر وہیں ہمود جادو سے ہم بستر ہوا صبح کو ہمود جادو نے اپنی صورت
اصلی دکھائی اور کہا کہ تو بہت تامل سے بچتا تھا دیکھا تو نے کہ میں نے کیونکر تجھے اپنے دام تزویر میں

پھنسا لیا اژدر جادو نہایت شرمندہ ہوا کہ اگر میں ایسا جانتا تو ہرگز اسکا کبھی قبول نکرتا مگر اب تو جو ہونا
تھا سو ہی چکا تھا نمود جادو سے کہا کہ ای ملک اب وہ انکار تو جاتا رہا مجھے تجھسے کبھی عذر و انکار نہوگا لیکن کسی طرح
ان لوگون کو گرفتار کرو سے کہ مین لیجا کر خداوند سارلق کے سپرد کر دون یہ سنکے نمود جادو نے کہا کہ تو اپنے
لشکر کی طرف چل اور طبل جنگ بجوا صبح کو مین نقابدار سیہ پوش بنکے آؤنگی اور سبکو گرفتار کرکے لے آؤنگی
اژدر سیہ سر یہ سنکے رخصت ہوا اور اپنے لشکر کی طرف چلا راستے مین کچھ لوگ اسکے لشکر کے اسکو ملے وہ ملازمان
مین اسکی سے چلے جاتے تھے اژدر سیہ سر ان سبکے ساتھ اپنے لشکر مین آیا اہل لشکر نے نقارہ خوشی بجایا
شاہزادہ سکندر رستم فر نے فرمایا کہ یہ نقارہ کیسا بجا ہے ذرا خبر تو لاؤ ہرکارے گئے بعد کچھ دیر کے
آکر عرض کی کہ اژدر سیہ سر اپنے لشکر مین آیا ہے اس خوشی مین اہل لشکر نے نقارہ شادمانی بجایا ہے ادھر
اژدر سیہ سر نے شام تک تو آرام لیا شام ہوتے ہی طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر ان شاہزادون کو
پہونچی کہ اژدر سیہ سر نے نقارہ رزمی بجوایا ہے انھون نے بھی کوس حربی بجنے کا حکم دیا تمام رات تیاری
جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب نسب دیکھ
رہے تھے ہنوز کوئی میدان مین نکلنے نہ پایا تھا کہ جانب صحرا سے بگولا گرد کا اٹھا اور ایک نقابدار سیہ پوش
پیدا ہوا سب متحیر تھے کہ یہ نقابدار کون ہے نقابدار نے ... ان مین آکر آواز دی کہ ہم غضب خداوند سارلق
ای خدا پرستو جسکو جان پیاری ہو وہ بھاگ جائے اور جسکو اپنے تئین عذاب مین پھنسانا اور گرفتار کرانا
ہو وہ میرے سامنے آئے ہم نقابدار سیہ پوش یہ سنکے سرداران اسلام نے سارلق کو برا بھلا کہا اور
شاہزادہ سکندر رستم فر کو نہایت غصہ آیا وحید الملک ارادہ ہی کرتے رہے کہ سکندر مرکب کو جھکا کر سامنے
نقابدار کے آیا لگا در چلی مرکب برابر سے لپا ہوئے نقابدار نے نام پوچھا سکندر نے نام مع لقب
صاحبقرانی بتایا نقابدار ہنسا اور کہا کہ تجکو کیا زیر کیا گویا صاحبقران کو زیر کیا سکندر نے فرمایا کہ مجکو زیر کیا
تو گویا لشکر اسلام کا بازو توڑ دیا مجھ مین اور صاحبقران مین اگر ہوگا تو تھوڑا ہی سا فرق ہوگا نقابدار نے
کہا کہ لاف سپاہی دیکھون تو کیسا صاحبقران ہے سکندر نے فرمایا کہ پیشدستی ہمارا دستور نہین ہے
نقابدار نے یہ سنکر نیزہ مارا سکندر نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین دیر تک نیزہ بازی رہی مگر کام
نہ نکلا دیکھا سکندر نے کہ نیزہ بازی کے فن سے تو نقابدار چندان واقف نہیں ہے مگر زبردست ضرور
ہے کہ جھٹکے کھاتا ہے اور نیزہ ہاتھ سے نہین چھوڑتا ہے بس سکندر نے ایک بند باندھ کے جھٹکا مارا تو سنان
نیزے کی نکل گئی لشکر اسلام سے تکبیر کی صدا بلند ہوئی نقابدار نے بھی تعریف کی مگر نیزہ کو پھینک کر
تلوار کھینچ لی اور سکندر پر وار کیا سکندر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور چاہا کہ مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لون تا
ممکن نہوا کشمکش ہونے لگی گھوڑے فنگرون کی تاب نہ لا سکے بیٹھ گئے سکندر بھی گھوڑے
سے کود پڑے اور نقابدار بھی کودا دونون مین کشتی ہونے لگی تمام دن کشتی رہی قریب شام نقابدار
نے سکندر کو اٹھا لیا اور یونہین ہاتھ پیر باندھے ہوئے جانب صحرا روانہ ہوگیا سرداران اسلام کو
سکتہ ہوگیا کہ سکندر وہ شخص ہے جو ثانی علمشاہ رومی ہے اور صاحبقران اوسط کا خطاب اسنے پایا
ہے ساتھ روز مین صاحبقران ثالث سے زیر ہوا تھا نقابدار کا اسکو دن بھر مین زیر کر لینا عجب سے
خالی نہین ہے غرضکہ سپاہ نہایت رنجیدہ اور کمال غمگین واپس ہوئے وہان اژدر سیہ سر نے پھر
طبل جنگ بجوا دیا یہان خبر ہوئی اس طرف بھی کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکرون مین تیاریاں
جنگ کی ہونے لگین وہان نقابدار سیہ پوش یعنی وہی کنیز نمود جادو جو سکندر کو لیے ہوئے

پہونچی تو ملازمین کے حوالے کر دیا کہ اسے لیجا کے قید کرو آپ لباس نرم پہنا آراستہ ہو کے بیٹھے اور سکندر
کو طلب کیا ملازموں نے آسکے کہا کہ وہ تازہ قیدی سر پھوڑے ڈالتا ہی نمود جادو نے کہا اسے
میرے پاس لاؤ لوگ سکندر کو لیکر سامنے نمود جادو کے آئے نمود جادو سکندر کی طرف مخاطب
ہوئی کہ ای جوان رعنا تو کیوں سر پھوڑتا ہی اگر تجھکو اپنی اسیری کا غم ہی تو یہ فضول ہی تجھے مین ہی نے
نازنین نے تو زیر کیا ہی کسی اور نے تو نہین زیر کیا ہی معشوق سے سبھی زیر ہوتے ہین سکندر نے خیال کیا
کہ صورت تو اچھی ہی مگر یہ ساحرہ ضرور ہی ورنہ ایک نازنین عورت مجھے کیا زیر کر سکتی علاوہ اسکے یہ تجالی اور
بیحیائی اس سن مین ہو نہین سکتی جو اسمین ہی یہ تجھکو نہ لگا ہی یہ خیال کر کے نمود جادو سے
کہا کہ یہ اور بھی شرم کی بات ہی کہ مین عورت سے زیر ہو جاؤن نمود جادو نے کہا کہ جان جہان یہ تو
سوچ کہ مین کیسی عورت ہون ارے مین ساحرہ ہون سحر سے زور نہین چل سکتا اگر تو وصل میرا قبول کر
تو مین تجھکو خداوند بنا دون قبطول خداوندی پر بٹھا دون سارے روی بن لقا کا ہمسر بنا دون یہ سنکے سکندر
نے کہا کیا خوب بات کی ہی مین کبھی وصل ساحرہ کا قبول نکرونگا خداوند باطل بننے سے خداوند حقیقی کی عبودیت
ہزار درجہ بہتر ہی یہ سنکے نمود جادو کو برا معلوم ہوا اسنے پھر سکندر کو زندان مین بھجوا دیا اور آپ
سو رہی مگر نیند نہ آتی تھی جب صبح قریب ہوئی تو یہ کچھ رات رہے سے اٹھکر نقابدار بنی اور قلعہ
کوہ سے نکلکر طرف قلعہ سمر شاریہ کے روانہ ہوئی وہان طبل جنگی بجتے بجتے زمانہ شبکا بہر طرف ہوا
اور خاتمہ شب سے صبح برآمد ہوئی جونکہ نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان شاخہا سے درخت پر
مصروف زمزمہ سرائی ہوئے فوجون نے رخ میدان کارزار کا کیا دونون طرف کی فوجین وعدہ گاہ مصاف
مین آکر صف آرا ہوئین بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب نہیب دیکر ہٹے ہی تھے کہ جانب صحرا
بگولہ گرد کا اڑا اور نقابدار سیہ پوش پیدا ہوا آج نقابدار سیہ پوش نے آتے ہی شاہزادہ
شہنشاہ صف شکن کو ٹوکا اور آواز دی کہ مین نے سنا ہی تجھے بھی اپنے زور و طاقت پر ناز ہی دیکھون تو
کہ تو کیسا ہی خضر ان نے آکر منع کیا کہ ای شاہزادہ اسکے مقابلہ کو جانا اچھا نہین ہی دیکھا آپنے کہ کل سکندر
کی کیا حالت ہوئی اس پردہ نقاب مین کچھ اسرار معلوم ہوتا ہی شہنشاہ صف شکن نے ارشاد فرمایا
کہ خواجہ کہتے تو سچ ہو مگر وہ مجھے ٹوک رہا ہی اگر نہ نکلونگا تو مردان عالم طعنہ زن ہونگے اس سے
تو گرفتار ہو جانا اور مر جانا بہتر ہی یہ فرما کر مرکب کو جھپٹا اور سامنے نقابدار سیہ پوش کے آئے نقابدار
نے نیزہ مارا انھون نے نیزہ کو نیزہ پر لگا نیچا دیا تا دیر تک نیزہ بازی رہی انھون نے بھی نیزہ نقابدار کا
بیچ سے توڑ دیا نقابدار نے کہا کہ تم لوگ کن کا تو نہین بھی جانتا ہی تو بھی اتنی ہی کر جاتے ہو یہ کہکر تیغہ کمر سے
کھینچ لیا اور سر پر شاہزادہ شہنشاہ صف شکن کے وار کیا شہنشاہ صف شکن نے وار نقابدار کا رد کر کے
شکستہ اپنا وار کیا نقابدار نے بھی وار شہنشاہ صف شکن رد کیا کئی ضرب کی رد و بدل ہوئی آخر مرکب نقابدار کا
مارا گیا نقابدار گھوڑے سے کود کر دوڑا کہ مرکب حریف کو بھی پکڑ ڈالون شہنشاہ صف شکن بھی گھوڑے
سے کود پڑے نقابدار تلوار پھینکا کے لپٹ پڑا شہنشاہ صف شکن بھی دست و گریبان ہو کے
کشتی ہونے لگی تمام دن کشتی رہی شام کو نقابدار نے شہنشاہ صف شکن کا بھی لنگر توڑا اور سر سے بلند
کر کے ہاتھ پر اٹھائے ہوئے جانب صحرا روانہ ہو گیا خضر ان نے جو یہ ماجرا دیکھا نہایت پریشان
ہوا اسکو یقین ہو گیا کہ اسمین کچھ اسرار ضرور ہی تعاقب مین نقابدار کے چلا کچھ دور گیا تھا کہ دیکھا نقابدار
نے یہ چلا ہی آتا ہی مایت سے آواز دی کہ او احمق رسیدہ کہان آتا ہی پلٹ جا ورنہ تجھکو بھی لے گیا سمجھے

خضران آ لیٹے باؤن پھر نقابدار نے شہنشاہ صف شکن کو بھی لیجا کے قید کو دیا رات کو پھر نقارہ
رزمی بجا اور صبح کو لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوے بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب نسیب
دیکر ہٹے تھے کہ پھر صحرا سے نقابدار سیہ پوش پیدا ہوا اور آج وحید الملک اسکے مقابلہ کو نکلے
چونکہ وحید الملک سمجھ چکے تھے اور خضران نے بھی سمجھا دیا کہ جب نقابدار نے دن دن بھر میں شہنشاہ
صف شکن اور سکندر رستم خو کو زیر کر لیا تو تم بھی اسکے ہاتھ سے بچ نہیں سکتے لہذا جہانتک ہوسکے
تلوار کی لڑائی لڑنا کشتی کی نوبت نہ آنے دینا وحید الملک نے کئی وار کیے سپر قلم ہوگئی خود
کٹا مگر نقابدار کے بدن پر زخم نہ آیا انجام کار نوبت کشتی کی آگئی اور آج نقابدار وحید الملک
کو بھی باندھ کے لیے چلا گیا وحید الملک کی گرفتاری کے بعد سرشار شاہ اور مظفر اور عارف
بن معروف نہایت پریشان ہوئے وہاں نقابدار نے وحید الملک کو بھی قید کیا اور اژدر سیہ
سے کہلا بھیجا کہ اب میں کل ایکہی روز میں جنگ کا خاتمہ کروں گی طبل جنگ بجوا اور زندانخانہ قیدیوں
سے بھرے اژدر سیہ سر نے اسی وقت طبل بجوا دیا ادھر اہل اسلام نے بھی کوس حربی بجنے کا حکم
دیا تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں آج لشکر میں عجب طرح کا انتشار اور ہنگامہ تھا کہ دیکھیے کل
کیا ہوتا ہے یہ نقابدار خدا جانے کونسی بلا ہے کہ اسنے ایسے شہزادوں کو اس طرح زیر کر لیا جیسے کوئی
پہلوان بچوں کو پکڑ لے جائے وہاں ہمو وجادو جو اپنے مقام پر پہونچی تو اسنے وحید الملک سے
بھی سوال وصل کا کیا انھون نے بھی انکار کیا اور اسکو برا بھلا کہا اسنے وحید الملک کو زندانخانے
بھیجکر شہنشاہ صف شکن کو طلب کیا انھون نے بھی انکار کیا اس وقت یہ سخت مین پڑ رہی
کہ ہمارا مطلب دل کسی مسلمان سے پورا ہوتا نظر ممکن ہے یہ کام ہوگا تو پھر اسی اژدر سیہ سر سے ہوگا
جب صبح ہوئی تو اسنے پھر نقاب سیہ چہرہ پہ ڈالی اور لباس سیاہ پہنکر جانب قلعہ سرشاریہ روانہ
ہوئی یہاں نقارہ بجتے بجتے صبح ہوئی ہنوز دونوں لشکر میدان میں پہونچکر صف آرا ہونے پائے
تھے کہ نقابدار پہونچ گیا لیکن خضران نے سرشار شاہ کو اچھی طرح سمجھا دیا کہ اگر سب سردار
گرفتار ہوجائیں تو تم ٹھیک کر لینا کہدینا کہ میں نے مسلمانوں کے دباؤ سے اسلام اختیار کر لیا تھا میں
اپنے دین قدیم ہی پر ہوں تاکہ نقابدار سلطنت سرشاریہ کو تباہ نکرے ورنہ تمام ملک تاراج ہو جائیگا
سرشار شاہ یہ سن کے رونے لگا خضران نے سمجھایا کہ تم کیوں روتے ہو جب تم یہ عذر پیش
کروگے تو تمھاری جان بھی بچیگی اور سلطنت بھی محفوظ رہیگی سرشار شاہ نے کہا کہ میں اس سے
نہیں روتا ہوں بلکہ یہ خیال کرتا ہوں کہ ابھی کل کس شد و مد سے ان شاہزادوں نے آکر مجھکو دانا
کو رہا کیا اس ملک کو اسلام آباد کیا آج وہ کس مجبوری کی حالت سے قید ہو کر پھر دربار سارے لوگ
میں جاتے ہیں سارلیق اب انھیں کا ہمکو زندہ چھوڑیگا خضران نے کہا کہ یہ اندیشہ نکرو یہ لوگ
صاحب اقبال ہیں انکو کوئی قتل نہیں کر سکتا جبتک موت نہ آئے یہ اسی طرح سیکڑوں بار اسیر
ہوئے ہیں اور پھر رہا ہوے ہیں انجام میں فتح کا سہرا انھیں کے سر ہوگا کافروں کے لیے چار دن کی
چاندنی ہے ابھی کل کی بات ہے کہ مہابر مغرب سے کس طرح گرفتار ہوکے آئے تھے اور یہاں سارلیق
نے اپنے نزدیک جلوا دیا تھا مگر خدا نے پہلے سے حکیم دانا کو انکی حفاظت کے واسطے پیدا کر رکھا تھا
کہ صحیح و سالم نکل آئے بال بھی بیکا نہوا سرشار شاہ نے کہا کہ بہتر ہے مگر یہ میں آپکی فہمائش سے
کرتا ہوں اسکا کوئی الزام مجھپر نہ آئے مجھے اپنی جان اور سلطنت عزیز نہیں ہے خضران سے ذکر کیا

الزام کا مین ذمہ دار ہون گا رتم اگر ایسا کرو گے تو ایک تمھارے ساتھ سارے ملک پر تباہی آجائیگی بہت سے
بندگان خدا کی جانین تلف و برباد ہونگی اول تو مین آج جان پر کھیل کے عیاری کرونگا جس طرح ہوگا اس
نقابدار کو مار کے اپنے شاہزادون کو رہا کرونگا اور بالفرض اگر مین نے قابو نہ پایا اور خود بھی اسیر پنجۂ تقدیر
ہوا تو خدا سے حقیقی کوئی اور صورت رہائی پیدا کردیگا یہ سنکے سمر شاہ تو خاموش رہا اور خضر الیاس تو
لشکر سے علیحدہ ہو کر جانب صحرا روانہ ہوا یہان نقابدار سیہ پوش میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا
شاہزادہ مظفر بن غضنفر غازی اسکے مقابلہ کو نکلے غضنفر نے گھوڑا نقابدار کا بے سر کر دیا اور کئی
ہاتھ ایسے مارے کہ پورے پڑے لیکن جسم پر نقابدار کے کوئی اثر نہوا آخر نقابدار لپٹ پڑا اور
پہر بھر کی کشتی مین غضنفر کو باندھ کر عیاران اژدر سیہ سمر کے سپرد کیا کہ لیجا کے قید کرو عارف
بن معروف نے جو دیکھا کہ بھائی میرا اسیر ہو گیا ہے یہ بھی آپڑا اور بار بار سے تلوارون کے نقابدار کو
دم لینا دشوار کر دیا آخر کار ہاتھ سے نقابدار سیہ پوش کے یہ بھی اسیر ہوا اسکے بعد بہرام خون آشام
نے مقابلہ کیا یہ بھی گرفتار ہوا کچھ دن باقی تھا کہ نقابدار سیہ پوش نے سمر شاہ کی طرف دیکھ کر آواز دی
کہ بس انھین لوگون کی حمایت پر تو نے اطاعت [illegible] سے روگردانی کی تھی سمر شاہ نے کہا کہ
اے نقابدار اگر مین اطاعت نکرتا تو کیا کرتا مین نے اپنی جان بچائی ورنہ یہ لوگ مجھکو کب زندہ چھوڑتے اژدر
سیہ سمر نے کہا کہ جب مین نے نامہ لکھا ہے تو تو نے جواب مین تحریر کیا تھا کہ مین نے خوشی سے دین اسلام
اختیار کیا ہے اب یہ قول تیرا صحیح سمجھا جائے یا وہ قول سمر شاہ نے کہا کہ اگر تو مجھ سے تنہائی مین پوچھتا
تو مین بیان کرسکتا تھا تو نے علانیہ نامہ بھیجا اگر مین یہ ظاہر کرتا کہ مین بخوف جان مسلمان ہوا ہون تو قبل
تیرے یہ لوگ میرا ہی خاتمہ کر دیتے بقول شخصے کہ تا تریاق از عراق آورده شود مار گزیده مرده شود
کا مصداق ہوجاتا اژدر نے کہا کہ یہ سچ کہتا ہے مگر اے نقابدار جو فتنہ و فساد ہے وہ ابھی باقی ہے یعنی حکیم سودائی
دانا ابھی گرفتار نہین ہوا ہے یہ سنکر نقابدار نے سمر شاہ سے حکیم کو طلب کیا اب سمر شاہ نہایت
پریشان ہوا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مین ایک بیگناہ کو گرفتار کر کے کافر کے حوالے کر دون یہ اسی فکر مین تھا
کہ حکیم سودائی دانا نے کہا مین موجود ہون اور اسی وقت لشکر سے سمر شاہ کے علیحدہ ہو کر چلا
آیا اب نقابدار حکیم سودائی کو ساتھ لیے ہوے جانب کوہ روانہ ہوا اور اژدر سیہ سمر سے کہا کہ
تو بھی اپنے لشکر سمیت اور ان قیدیون کو لیے ہوے دامنہ کوہ مین آ آج کی رات مین جشن کرونگی اور
کل پہلے قلعہ ہی پر چڑھاؤنگی اسکے بعد خدمت خداوند مین چلونگی اور انکے علاوہ اور جو سرداران
اسلام گرفتار ہونگے انکو بھی لیتی چلونگی سنا ہے کہ استاد کے قلعہ پر بھی عمد ایسلون نے یورش کیا ہے یہ کہکے
مع حکیم دانا کے جانب کوہ روانہ ہوئی حکیم سودائی دانا کو خیال تھا کہ شاید خواجہ خضر الیاس یا اور
کوئی ہماری رہائی کے واسطے آنے کا قصد کرے تو راستہ آسانی سے ملجائے یہ تصور کر کے رومال
پھاڑ کے اسکی دھجیان جابجا پھینکتے ہوے چلے گئے جب نمود جادو دامنہ کوہ مین پہونچی تو حکیم سودائی دانا
کو بھی زندان مین بھجوا دیا اور آپ جشن کی تیاری کی ادھر اژدر سیہ سمر بھی مظفر بن غضنفر اور عارف
بن معروف اور بہرام خون آشام وغیرہ کو قید لیے ہوے مع لشکر پہونچا اور گرد لشکر اتارا اب صحبت
مین نمود جادو کے پہونچا وہان تو سب مصروف جشن ہین اور یہان خواجہ خضر الیاس نے صورت زنگی
گویے کی بنائی بین ہاتھ مین لی اور تلاش مین چلے دیکھا انھون نے کہ دھجیان کپڑے کی جابجا پھیلی ہوئی
ہین خواجہ بھی دانائی مین فرد ہین انھین دھجیون کی رہبری سے تا بہ دامنہ کوہ پہونچ گئے دیکھا کہ گرد لشکر

اور بیچ میں ایک بارگاہ برپا ہے آواز ساز آرہی ہے پہ بھی تھیلا باندھے ہوے ہیں کاندھے پر رکھے داخل لشکر ہوے اہل لشکر سے پوچھا کہ یہاں کیسا جلسہ ہے ان لوگوں نے بیان کیا کہ ناکامہ مود جادو نے جلسہ کیا ہے خضر ان نے کہا کہ یہ تو مجھے معلوم ہے میں ملک مغرب سے آرہا ہوں اور ساریقیہ کو جاتا ہوں راستہ میں یہاں کا حال معلوم ہوا مجھے خیال آیا کہ اس طرف بھی ہوتا چلوں تاکہ شریک جلسہ ہوں لوگ اسکو تا بہ بارگاہ پہونچا گئے اور پکارا ٹمود جادو سے اطلاع کی کہ ایک نیا گویا آپکے اقبال سے آگیا ہے اگر اجازت ہو تو اسے بلا لیا جاے یہ سنکے ٹمود جادو نے کہا کہ بلا لو خواجہ خضر ان بارگاہ میں داخل ہوے دیکھا کہ ٹمود جادو مسند پہ بیٹھی ہے پہلو میں اسکے اژدر سیہ پیکر بیٹھا ہے خضر ان نے سلام کیا اور سامنے بیٹھ گیا ٹمود جادو نے پوچھا کہ نام تمہارا کیا ہے اور رہنے والے کہاں کے ہو خضر ان نے نام اپنا آہنگ بین کار بتایا اور کہا کہ میں بہارستان مغرب کا رہنے والا ہوں خدا تباہ کرے ان خدا پرستوں کا کہ جبسے انکے قدم آئے ہیں آسوب سے بہارستان مغرب پر خزان آگئی اور منتجاب شاہ مغربی مسلمان ہو گیا جن لوگوں کو اپنا دین قدیم پیارا تھا انھوں نے کنارہ کشی کی بہت سے بندگان خداوند ساریق شہر سے کنارہ کش ہو گئے میں نے بھی ساریقیہ جانے کا قصد کیا تھا رستے میں قزاقوں نے مال و اسباب لوٹ لیا میں بیدست و پا ہو گیا یہاں سنا کہ کچھ خداپرستوں کو آپنے اسیر کر لیا ہے میں اس شوق میں یہاں آیا کہ آپکی قدمبوسی حاصل کروں اور آپہی کے ساتھ ملک ساریقیہ تک پہونچ جاؤں یہ سنکے ٹمود جادو خوش ہو گئی اور کہا کہ اچھا آج روز جشن ہے تم اچھے وقت آگئے اگر مجھے خوش کر دوگے تو میں بھی خوش کر دونگی یہ سنکے خواجہ نے بین اٹھائی اور پردے اسکے درست کرکے بجانا شروع کی ٹمود جادو محو ہو گئی اژدر سیہ پیکر نے کہا کہ یہ تو باجا تھا کچھ گلے سے بھی کہو کہ لطف حاصل ہو اب خواجہ نے یہ غزل گنگنا کے شروع کی غزل

میان زیست جو کی کس سے بیے فغان میری — قضا سے پہلے ہو لی بند کیوں زبان میری
بہت خوشی سے وہ سنتا ہے داستان میری — پسند کرتا ہے ظالم ہر اک بیان میری
ہر ایک لب پہ ہے کمبخت داستان میری — زمانے بھر کی زبان بنگئی زبان میری
جو ناگوار تمہیں ہو تی ہو فغان میری — ہو بوسہ لینے کبھی کاٹ لو زبان میری
کرونگا ضعف کا اس بدگمان سے شکوہ — خدا کرے کہیں لکنت کرے زبان میری
جنون ہوا مجھے اس گل کی جامہ زیبی سے — اڑا ئیں جیب و گریبان نے دھجیان میری
تو ہی بتا ہو گیوں اپنے صعوبتوں سے نفرت — چلے تو ذکر ترا اور رکے زبان میری
خدا کرے نہ کبھی انکے کان تک پہونچے — بھری ہے درد سے کمبخت داستان میری
اگر اشاروں ہی میں بات کرلی ہو مقصود دل — کہو تو لب نہ ہلانے کبھی زبان میری
نہ غیر حال ہو کسطرح حال کا میرے — کہیں کہیں سے وہ سنتا ہے داستان میری
اسی کے نام کی رٹ اور اسیکا ہر دم ذکر — نہ جانے کیا مجھے سمجھا ئیگی زبان میری
مرے سے کہ نہ کمبخت مجھسے ہے ہی آگاہ — دہن میں رکھنے کے قابل نہیں زبان میری
خیال ہے وصل کا فقر اور بوسہ بازی سے — زبان آنکھ میں لیتا ہوں وہ زبان میری
جو دیکھے آنکھیں زلف و رخ غبار آلودہ — کبھی نہ خاک اڑا سکے وہ بدگمان میری
تجاہل کس سے ہو ا ذکر کرتا ہو ظالم دل — کچھ اور باہر لاتی ہیں سختیان میری
کسے جان میں ہے دشمن سے دوستی کی امید — نکالے آرزو دل کیوں تمکو زبان میری

کچھ ایسا ہون رہ الفت مین تیز جاتا ہون — کہ خاک بھی نہین پاتے ہین کاروان میری
زمین مل گئی مٹی مین اس جگہ کی سب — جہان پہ خاک سے اڑتا ہے آسمان میری
نہین کچھ لگی ہے تو برق گر پڑے گی ضرور — نہ رکھے دل مین کبھی الفت آشیان میری
تمہارا نام دہن مین رہے قیامت تک — دم اخیر اگر بند ہو زبان میری
ہر اک کلام کے آگے کلیم کیا ہین عدو — چلے تو لاکھ مین رکتی نہین زبان میری

خواجہ خضران اس طرح گاتے گئے کہ تمام محفل محو ہو گئی اور سب محو ہو گئے اک مرثیہ نیا روک کر خواجہ خضران خاموش ہو گئے ثمود جادو نے کہا کہ جمے ہوئے رنگ کو کیون مٹاتا ہے کچھ اور گا خواجہ نے کہا کہ کیا گاؤن ادب کے خلاف ہے ورنہ کچھ عرض کرتا مالکہ نے کہا بیان کر خضران نے کہا کہ حضور کے یہان کچھ پینے پلانے کا چرچا نہین اور غلام اسکا عادی ہے اب آواز کام نہین دیتی ثمود جادو نے کہا کہ مین بھی بہت عادی ہون لیکن تیرے گانے نے ایسا محو کر دیا کہ کچھ ہوش ہی نہ رہا لیے مین منگاتی ہون مگر افسوس کہ اسوقت کوئی ساقی گری کا جاننے والا نہین ہے خضران نے کہا کہ غلام کو اس کام مین بھی کمال حاصل ہے غرضکہ شیشہ و جام منگائین اور ایک پیالہ عنایت کرین ثمود جادو نے پورا جوڑا پیادر تار رنگا دیا جسے خواجہ نے وہ لباس زیب جسم کیا اور سامنے آ کے آئینہ خانے مین یہان صراحی کشتیان لا کے رکھی گئین خضران نے گانا شروع کیا اور جام و صراحی ہاتھ مین لیکر اشعار رندانہ پڑھتے ہوئے اور ناچتے ہوئے جام لبریز کر کے سامنے اژدر سیہ سر کے لے گئے اژدر نے مالکہ کی طرف اشارہ کیا ثمود جادو کو اسوقت خیال آیا کہ ہر چند دشمن کے جشن کرنا اور غیر آدمی کے ہاتھ سے شراب پینا احتیاط کے خلاف ضرور ہے مبادا یہ کوئی عیار ہو یہ سوچ کے اپنے ایک ڈبیا نکالی اور اسمین سے ایک پتلی نکال کے اس سے پوچھا کہ مین اسکے ہاتھ سے شراب پیون پتلی نے کہا کہ یہ جام شراب زہر سے کم نہین ہے شراب بیہوشی آمیز ہے اور ساقی عیار ہے آپکی گرفتاری کا ارادہ کر کے آیا ہے بس یہ سنتے ہی ثمود جادو نے جام ہاتھ سے پھینک دیا اور آواز دی کہ او مکار یہ فریب ہے کہان جائیگا سر کاٹتی ہون خضران نے بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ ثمود جادو نے گھیر کے آواز دی زمین نے پاؤن پکڑ لیے ہر چند خضران نے نالہ و فریاد کی مگر ثمود جادو نے نہ مانا اور انکو بھی زندانخانے مین بھجوا دیا اور اژدر سیہ سر سے کہا کہ اب مین یہان ٹھہرنا مناسب نہین سمجھتی ہون صبح قریب ہے تم تو لشکر کو لیکر قلعہ مارگیر کی طرف بڑھو اور مین ابر سحر مین تو بیٹھ کر آگے جاتی ہون بعد اپنے استاد سے ملنے کے خدمت مین خداوند کے جاؤنگی اژدر سیہ سر نے کہا کہ ایسا نہ ہو یہ بات خداوند کے خلاف ہو ثمود جادو نے کہا کہ جب انکے دشمنون سے لڑتے ہین اور انکو گرفتار کرتے جاتے ہین تو یہ انکے خوش ہونے کی بات ہے خلاف ہونا کیا معنے اژدر سیہ سر خاموش ہو گیا غرضکہ جب صبح ہوئی تو اژدر سیہ سر مع لشکر کوچ کر کے طرف قلعہ مارگیر کے روانہ ہوا اور ثمود جادو نے اپنے قیدیون کو لیا اور ابر سحر مین پوشیدہ ہو کر جانب قلعہ مارگیر روانہ ہوئے

لیکن اب یہان سے چند کلمے داستان قلعہ مارگیر مین پہونچنا ثمود جادو کا انکے پیام ہونا صاحبقران سے اور طبل جنگ بجنا باقی حالات متعلق داستان ہذا تحریر ہوتے ہین — غزل بر آغاز داستان

دل بلبل کو نہین باغ مین آرام کہین
یاس کہتے ہین کہین شوق بدنام کہین
کوئی مدت سے ہی وابستہ کوئی تازہ اسیر
نیک آغاز کہین ہی تو بد انجام کہین
دیکھو اچھا نہین ہر روز کا آنا جانا
کفر مشہور کہین ہی تو یہ اسلام کہین
جیسے انکے رخ و گیسو کا ہوا ہی سودا
یوش کہتے ہین کہین یار ترا نام کہین
تجھسے صدمین کہ دیتا ہون لینگے وہ چھٹ
وان سے کچھ گالیان ہو جائین انعام کہین
اڑ گیا رنگ جو چہرے سے گلو نکلے ہی پاس

خلش خار کہین ہی کشش دام کہین
فصل گل مین نہین بلبل کو کوئی دم آرام
یار کی زلف ہی زنجیر کہین دام کہان
باغ و صحرا مین سی حشتم کہ ہین نام جدا
صحبت غیر مین ہو جاؤ نہ بدنام کہین
باغ و صحرا مین کسی طرح نہین جی لگتا
لوگ پاتے ہین مجھے صبح کہین شام کہین
کسطرح آئین کہ پاس ہین اک کے سبب
پہلے لینا نہ خبر دار مرا نام کہین
ہمتو ہین دور کھڑے بیٹھے ہین پاس انکے رقیب
سیر کو باغ مین آیا تھا وہ گلفام کہین

میری تحقیر کہین ہوتی ہی اکرام کہین
غم صیاد کہین خطرۂ گلدام کہین
شادی وصل کہین ہی تو کہین رنج فراق
کہین نرگس کہین آہو کہین بادام کہین
آپکے عشق نے بدنام جہان مین ہم کو
دل عشاق کو ملتا نہین آرام کہین
پھر جگہ اوج پہ لے دل کو ہمارے تمکین
آ بیٹھے جاتے نہین وہ گھر سے لب بام کہین
بوسۂ لب جو طلب کرتا ہی آئینہ اگر دل
ہی یہ انصاف کی جا خاص کہین عام کہین

داستان ٥ بیا بشنو ای ہمدم داستان

کہ یاد آرم بر سر داستان ✦ راوی بیان کرتا ہی کہ بعد مارے جانے مار گیر جادو کے صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ نے اس قلعہ کو اسلام آباد کیا جب یہان کے انتظام سے فراغت پائی تو آگے چلنے کا قصد کیا تھا فصیل قلعہ پر ٹہل رہے تھے کہ اکمرتبہ جانب شمال سے ایک ٹکڑا ابر زنگاری رنگ نمودار ہوا اور وہ ابر اسی طرف بڑھنے لگا یہانتک کہ آتے آتے سامنے قلعۂ مار گیر کے نیچا ہو تا ہوا قریب زمین پہونچ کے وہ ابر شق ہوا اور اس ابر سے اک ساحرہ سیہ فام تخت پر سوار نمودار ہوئی ساتھ اسکے کچھ فوج ساحران بھی تھی اسنے زمین پر خیمہ سحر برپا کیا لشکر کو اتارا ہرکارے لشکر اسلام کے روانہ ہوئے بعد دریافت حال آکر عرض کی کہ نموو جادو کوئی ساحرہ ہی کہ واسطے مدد مار گیر جادو کے آئی تھی یہان اہل اسلام کا قبضہ دیکھکر اسنے لشکر کو اپنے صحرا مین آتارا ہی عجب نہین ہی کہ قصد مقابلہ کرے صاحبقران نے یہ سنکر حکم اپنا فسخ کیا کہ دیکھا چاہیے اس سے کیا ٹھہرتی ہی وہان نموو جادو نے لشکر کو اتارا طائران سحر اسکو خبر دیے چکے تھے کہ مار گیر جادو مارا گیا اور مسلمان قلعہ پر قابض ہین بس اسنے اک نامہ تحریر کرکے طائر سحر کے گلے مین باندھا اور طائر کو اڑا دیا یہان دربار اندر قلعہ کے آراستہ تھا سب سردار بیٹھے تھے یہی ذکر ہو رہا تھا کہ طائر نے آکر نامہ کو بادشاہ اسلام کے روبرو ڈال دیا اور اڑکر روانہ ہوگیا بادشاہ اسلام نے نامہ کو دیکھا لکھا تھا کہ مین نے سنا ہی کہ آپ لوگون نے مار گیر جادو میرے آدکو مارا اور قلعہ پر قبضہ کرلیا اگر چاہون تو اس سے زیادہ سخت بدلا لے سکتی ہون کیونکہ آپکے سردار تمہارے جو بعض عزیز ہین اور بعض غیر میرے قبضہ مین ہین اگر چاہون تو اس ایک خون کے بدلے ان سبکو قتل کرڈالون مگر چونکہ مین صلح پسند ہون مین نے انکو قتل نہین کیا ہی اگر آپ اس قلعہ کو چھوڑ دیجیے اور جہان چاہیے چلے جائیے تو آپ کے حق مین بہتر ہوگا اور اگر یہ منظور نہو تو آمادہ جنگ ہو جیے مین طبل جنگ بجواتی ہون یا تو آپ رات بھر مین قلعہ کو خالی کر دیجیے یا برسر مقابلہ آئیے یہ مضمون دیکھکر بادشاہ اسلام نے نامہ صاحبقران عالی مقام کے ہاتھ مین دیدیا صاحبقران نے بھی نامہ پڑھا اور مضمون نامہ سے تمام سرداران اسلام کو آگاہ کیا سب پریشان ہوے کہ کون سے سردار اسکے قبضہ مین ہین طیفور نے عرض کی کہ اوسمین سردار تو یہان موجود ہین ہون نہون وہی لوگ ہونگے جو مالک باختر مین گئے ہوے تھے کل انشاء اللہ معلوم ہو جائیگا اتنے مین طبل جنگ بجنے کی خبر پہونچی یہان بھی کوہ مرزبان نوازش مین آیا دونون

لشکروں مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین جوانان اسلام درستی اسلحہ و آلات حرب مین مصروف ہوے اور ساحران
لشکر کفار نے سحر جگانا شروع کیا ہر طرف آگیاریان روشن تھین بخور گگل رائی ہرسون کالے دانے وغیرہ کا ہو
رہا تھا آوازین یا ساھری و یا جمشید کی بلند تھین اور نمرود جادو نے اسم خوانی مین تمام رات بسر کی صبح
کو زندان مین آئی اور راگ آئینہ سحر تیار کرکے لیتی آئی اور سب سرداروں کو باری باری وہ آئینہ دکھا کر
سبکو قید سے رہا کر دیا یہ سب لوگ بیخود ہو کر نمرود جادو کا دم بھرنے لگے قلب اُنکے پھر گئے نمرود جادو
سے کہا کہ ای ملکہ آفاق ہم آپکے تابع فرمان ہین جو حکم دیجیے اُسے بجا لائین یہ سُنکے نمرود جادو نے
کہا کہ مین نے طبل جنگ بجوایا ہے کل صبح کو لشکر اسلام سے مقابلہ ہے ان لوگون نے کہا کہ ہمارے ہوتے
آپ کیون مقابلہ کرتی ہین اسلیے کہ امیر صاحب اسم اعظم مین سحر اُنکا کچھ کر نہین سکتا اور علاوہ امیر کے
جتنے سردار لشکر اسلام کے ہین ہم آنکو ہم اسیر کر لینگے امیر کو بھی ہمسے مقابلہ کرنے مین پسینے آجائینگے صبح
کو تماشا دیکھیگا نمرود جادو نے کہا کہ اسی واسطے مین نے تم لوگون کو رہا کیا ہے یہ کہکر اپنے ساتھ لیے
ہوئے اپنی بارگاہ مین آئی اور سبکو اسلحہ اور آلات حرب و ضرب دیے مرکب منگوائے اس انتظام مین
وہ وقت آگیا کہ نقطے لگے ہونے نظرون سے تارے نہان + چھپا اور مین جادہ کہکشان + موذن اذان
سے ہوے بہرہ مند + ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند + مسیحا نفس تھی نسیم روان + اُٹھے لوگ لے لے کے
انگڑائیان + جب بعد نماز صبح سواری بادشاہ اسلام کی نمودار ہوئی اور صاحبقران عالی مقام بھی مع سرداران
با احتشام میدان مین آکر صف آرا ہوے تو دیکھا کہ تخت پر نمرود جادو سوار ہے پشت پر بارہ ہزار
ساحرین ہمراہ تخت کے شاہزادہ سکندر رستم خو اور شہنشاہ صف شکن اور رومید الملک
اور مظفر بن غضنفر اور ایک لڑکا سی منظر سے مشابہ چونکہ اس وقت تک اہل اسلام نے عارف بن
معروف اور بہرام خون آشام اور حکیم سودائی دانا کو نہین دیکھا تھا اس وجہ سے نہین پہچانا کہ یہ کون لوگ
ہین لیکن ان لوگون کا اس طرح پر مسلح ہو کر میدان مین آنا دیکھکر سرداران اسلام نہایت متحیر تھے کہ یہ کیا
معاملہ ہے جسوقت صفین لشکر کی آراستہ ہو چکین اور میدان درست ہوگیا تو سب سے اول شاہزادہ سکندر رستم
نمرود جادو سے اجازت لیکر میدان مین آئے اور آواز دی کہ ای اہل اسلام تمنے بندگان خدا کو بہت
تکلیف پہونچائی ہے مجھے بھی اپنے ساتھ پھنسا رکھا تھا اگر ملکہ نمرود جادو کی بدولت وہ خیالات میرے
برطرف ہوئے اور اب مین نے یہ مذہب اختیار کیا کہ کسی کو ایذا نہ پہونچانا چاہیے نہ کسی کے دین و مذہب
سے تعرض کرنا چاہیے یہ سُنکے سہراب بن رستم نے آواز دی کہ ای سردار تم صاحبقران جانشین رستم زمان
شعلہ شاہ نوجوان ہو کر ایسی باتین کرتے ہو تمکو اس کمبخت نے بہکا دیا ہے تم گرفتار سحر ہو سکندر نے کہا
کہ مین تو آزاد ہون گرفتار ہوتا تو میدان مین کیونکر آتا ملکہ نے مجھے قید سے رہا کر دیا تھا مین نے خود ملکہ کے
دامن دولت کو چھوڑنا پسند نہین کیا سکندر کی اس مجنونانہ تقریر پر تمام سردار متحیر تھے اور افسوس کرتے
تھے لیکن عاقلون نے سمجھ لیا تھا کہ سکندر مسحور ہے سکندر رستم خو نے کچھ دیر تو انتظار کیا جب کوئی مقابلہ
کے واسطے نہ نکلا تو آواز دی ای عادل کیوان شکوہ معلوم ہوا کہ ہمین لوگون سے قوت صاحبقرانی
تھی ہمارے علیحدہ ہو جانے سے اب کوئی اس قابل نہ رہا کہ واسطے مقابلہ کے نکلے یہ طعنہ سُنکر شیران
اسلام نہایت رنجیدہ ہوے اور شاہزادہ قاراب ثانی نے مرکب اپنا پرے سے نکالا سامنے تخت
بادشاہی کے آکر اجازت میدان مانگی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ کس سے لڑوگے وہ کون غیر ہے تم کون
ہو قاراب نے عرض کی کہ یہ بجا ارشاد ہوتا ہے لیکن حضور سن رہے ہین کہ سکندر کس طرح کی باتین کرتا ہے

بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ بجا کیا ہے بعد صاحبقران کے سکندر ہی صاحبقران ہے یہ وہ سکندر ہے جسنے
بارہ برس کے سن میں پردہ قاف میں جا کر سرکشان قاف کو مارا اور نیست کیا تمام قاف کو بلید
پرستون سے پاک کیا دیو تہمتن ایسے شخص نے اسکی فرمانبرداری قبول کی جو جو بلید سون کا گرز
باندھتا تھا اور اس وقت وہ سحر میں مبہوت ہو رہا ہے اگر ایک دو کلمات نامناسب اسکی زبان سے
نکلے تو برداشت کرنا لازم تھے داراب نے عرض کی کہ اب جو میں نکل چکا اگر پلٹ جاؤنگا تو لوگ
کیا کہینگے بادشاہ اسلام نے مجبور ہو کر اجازت دی اُس وقت بار دیگر داراب ثانی مرکب پر
سوار ہوئے اور سامنے شاہزادہ سکندر رستم خو کے آئے بعد گفتگو کے بسیار نوبت نیزہ بازی
کی آئی کوئی سو اسو طعن چلی ہوگی کہ سکندر نے سنان نیزہ داراب کی نکال دی داراب نے دوڑ کر
چھڑ پر چھپٹ ماری کہ دونون چھڑین ٹوٹکر زمین پر گرین سکندر نے مسکرا کے کہا کہ جان بچانے کے
پہلو بہت سے تمکو یاد ہین خیر اب اور جس حربہ پر تمکو ناز ہو وہ اٹھاؤ داراب نے دیکھا کہ اگر گرز اٹھاتا
ہون تو سکندر کا کیا کرونگا بس تلوار نیام سے کھینچ لی اور آواز دی کہ نیزہ بازی جلال بازی گرز بازی
جمال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو جلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر تلوار ماری سکندر نے
جھکی دی کہ تلوار اُچٹ پڑی سکندر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ تلوار چھین لون مگر داراب
بھی ایسا تھوڑی ہی جسکو یہ آنا مانا تا ہین بہتیری جلد زیر کرسکین تلوار داراب کے ہاتھ سے نہ چھوٹی
لیکن دو ہاتھ سکندر نے اپنے سامنے داراب کو کھینچ لیا داراب نے بھی جو سنبھل کے زور کیا تو یہ
بھی ہاتھ بھر سے زیادہ سکندر کو کھینچ لائے اس کشاکش میں مرکب لنگڑون کی تاب نہ لا سکے
دانت نکال کے بیٹھ لیٹ گئے دونون شیر بیشہ شجاعت مرکبون سے کود پڑے کشتی ہونے لگی
تھوڑی ہی دیر میں زرہین پارہ پارہ ہو گئے مگر گئین سرداران اسلام قریب آ گئے تماشہ کشتی کا دیکھنے
لگے پانچ شبانہ روز داراب اور سکندر میں کشتی ہوئی پانچوین دن قریب شام داراب کی یہ حالت
ہوئی کہ سانس پھول گئی دم چڑھنے لگا اور سکندر کی ایسی حالت نہ تھی اُس وقت سرداران اسلام
نے دعا کی کہ خدا داراب کی عزت رکھے کہ یہ رشتہ مین سکندر سے بڑے ہین اگر زیر ہو گئے تو کسیکو
منہ دکھانے کے قابل نہ رہینگے قضا سے کار دا اتفاقات روزگار پاؤن داراب کا موش خانہ مین جا رہا
سکندر داراب کو لپٹائے ہوئے چلا آتا تھا کہ پاؤن داراب کا موش خانہ مین پھنسکے ٹوٹ گیا دفعتہ داراب
کی یہ حالت ہوئی کہ دست و پا مین لرزہ پیدا ہو گیا رنگ زرد ہو گیا سکندر نے پوچھا کہ یہ کیا حالت ہے
داراب نے بیان کیا کہ پاؤن میرا موش خانہ مین جا رہا تھا ٹوٹ گیا سکندر نے داراب کو چھوڑ دیا
اور طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا اہل اسلام داراب کو تخت پر ڈالکر اپنے مقام پر
لائے علاج ہونے لگا وہان نمود جادو نے سکندر کی بڑی تعریف کی شہنشاہ صف شکن نے فرمایا
کہ ای ملکہ آج میرے نام پر طبل جنگ بجوا نمود جادو نے پھر طبل جنگ بجوایا خبر اہل اسلام کو
ہوئی کہ آج شہنشاہ صف شکن نے فرمایش کر کے اپنے نام طبل جنگ بجوایا ہے سرداران اسلام
کو افسوس ہوا کہ دیکھیے کیا زمانہ کی گردش ہے کہ جو اپنے خون جگر سے تھے وہی تشنہ خون ہو گئے ہین یہان تک کہ
کوس حربی نوازش مین آیا صبح کو پھر دونون لشکر دعویگاہ مصاف مین پہنچکر صف آرا ہوئے آج شہنشاہ
صف شکن نمود جادو سے اجازت لیکر میدان مین آئے اور مبارز طلب ہوئے شہنشاہ گوہر لال
نے کہا کہ مین جاتا ہون اور شہنشاہ صف شکن کو سمجھاتا ہون صاحبقران نے فرمایا کہ آپ ایسا ارادہ

نہ کیجیے یہ لوگ نشۂ سحر میں چور بیہوش ہو رہے ہیں انپر نصیحت کارگر نہوگی امیر یا توقیر تو شہنشاہ گوہر کلاہ کے سمجھانے
میں رہے لیکن رفیع البخت نے مرکب اپنا بڑھا دیا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آ کر اجازت میدان
چاہی بادشاہ اسلام نے مجبوراً انکو بھی اجازت دی رفیع البخت سامنے شہنشاہ صف شکن کے
آ کے لگا در حلی کہ طبقۂ زمین کا دل گیا سنبھل سنبھل کے نیزے ہاتھوں میں لیے اور مصروف نیزہ بازی ہوئے بڑی
دیر تک نیزہ بازی رہی ایسے جھٹکوں سے جھٹکے کہ نیزوں کی سنانیں ٹوٹ گئیں لکڑیاں بھی چھوٹ گئیں
پڑنے لگی چھڑیاں بھی ٹوٹ ٹوٹ گئے مانند مسواک کے گرے کس اب سنبھل سنبھل کے گرز اٹھایا سب سے
پہلے ضرب رفیع البخت نے لگائی کہ مرکب شہنشاہ صف شکن کا لڑکھڑا گیا شہنشاہ صف شکن نے
دوسرا مرکب طلب کیا اور اپنا وار کیا رفیع البخت کا مرکب بھی مارا گیا آخر نوبت کشتی کی آئی دونوں
میں چھ روز کشتی رہی آخر رفیع البخت کا بھی زور اتر گیا اس وقت تک شہنشاہ صف شکن کے
زور کا حال نہ کھلا تھا آج سب کو معلوم ہوا کہ یہ بھی کچھ نہیں لوگ رفیع البخت کو لے گئے اور شفاخانہ میں
داخل کیا وہاں ثمود جادو میدان سے پھر گئی دل میں کہتی تھی کہ اگر میں سحر سے ان لوگوں کو گرفتار
نہ کر لائی تو اژدر سیہ سحر سے کیا مقابلہ کر سکتا ضرور گرفتار ہو جاتا یا مارا جاتا آج وحید الملک نے لشکر
تمام پر طبل جنگ بجوا دیا یہاں خبر ہوئی اس طرف بھی کوس حربی نوازش میں آیا دونوں لشکر صبح کو میدان
مصاف میں آ کر صف آرا ہوئے وحید الملک ثمود جادو سے اجازت لیکر میدان میں آ کے مبارز طلب
کیا شہنشاہ گوہر کلاہ نے سوچا کہ یہ میرا چھوٹا بھائی ہے اولاد کے برابر ہے میرا کہنا ضرور ہے گئے بادشاہ اسلام
سے اجازت لیکر سامنے وحید الملک کے آئے وحید الملک نے کہا کہ بھائی صاحب کیا قصد ہے شہنشاہ
گوہر کلاہ نے فرمایا کہ اے وحید الملک تم چھوٹے بھائی ہو فرزند کے مقام پر ہو میری نصیحت کو قبول
کرو اس ساحرہ نے تمکو بہکا دیا ہے اپنے ہی بزرگوں سے نہ لڑو ورنہ انجام میں پچھتاؤ گے جس وقت ساحرہ
ماری جائیگی اور تمپر سے اثر سحر برطرف ہوگا اس وقت سوا پچھتانے کے کچھ نہ بن پڑیگی یہ سنکے وحید الملک
نے کہا کہ اگر ملکہ عالم کی شان میں کوئی لفظ نکل جائیگا تو میں تجھے بھی خیال نہ کرونگا آپ کس لیے آئے ہیں اور میں
کون ہوں کسکی مجال ہے کہ ہمارے ہوتے مالکہ آفاق کے دشمنوں کو قتل کر سکے آپ اگر بارادہ پیکار
آئے ہیں تو تلوار کھینچیے ورنہ تلوار رکھکے پلٹ جائیے یہ سنکے شہنشاہ گوہر کلاہ کو غصہ آیا فرمایا کہ
او بے ادب تجھے ہم سے زیادہ اس ملکہ کا خیال ہے اور مجھ سے کہتا ہے کہ میں پھر سے سامنے ہتھیار رکھ دوں
وحید الملک نے نیزہ اٹھایا اور کہا کہ بس زیادہ سخت کلامی اچھی نہیں ہے ورنہ میں بھی سخت کلامی
کرنے میں ذرا بھی تامل نہ کرونگا یہ کہتے ہوئے بڑھے اور نیزہ سینے پر شہنشاہ گوہر کلاہ کے مارا شہنشاہ
گوہر کلاہ نے ترچھے ہو کر خالی دیا اور اپنا بھالا سنبھالا نیزہ بازی ہونے لگی دیر تک نیزہ بازی ہوتی رہی
کام نہ نکلا نوبت شمشیر زنی کی پہونچی گھوڑے سے شہنشاہ گوہر کلاہ نے سکندری دکھائی تیغ سر پر
بچاتا دو ابرو پر پڑا یا شہنشاہ گوہر کلاہ ہاتھ سے وحید الملک کے زخمی ہوئے لوگ آ کر انکو
لے گئے وحید الملک نے پھر مبارز طلب کیا شاہزادہ جمہور آئے یہ بھی زخمی ہوئے کئی سردار اونکا
کو وحید الملک نے زخمی کیا شام کو طبل بازگشت بجا کر میدان سے پھر گئے دوسرے روز عارف
بن معروف نے میدان میں آ کر اپنا حسب و نسب بیان کیا کہ میں دانا سردار آذری کا ہوں اس وقت
اہل اسلام عارف بن معروف سے آگاہ ہوئے معدول بن عدیل نے کہا میں جا کے سمجھاتا ہوں
اور اپنی قرابت جتاتا ہوں جس وقت معدول بن عدیل بن عادی سامنے عارف بن معروف

سکے آئے تو کہا کہ اے لڑکے تو مجھکو بھی جانتا اور پہچانتا ہی ہم تم ایک دادا کی اولاد ہین اور مین رشتہ مین تیرا دادا
ہوتا ہون اسد غازی میرا چچازاد بھائی تھا عارف نے کہا مین ان باتون کو نہین جانتا اگر تم مسلمانون
کے شریک ہو تو مجھے اپنا رشتہ دار نہ سمجھو مجھکو کوئی نصیحت تمھاری کارگر نہوگی یہ کہکر تلوار ماری معدل
بن مقاتل ہاتھ سے عارف بن معروف کے زخمی ہوے اسی طرح چار پانچ سردارون کو عارف بن
معروف نے زخمی کیا وہ اپنے میدان داری کی بعد عارف کے مظفر بن محمد مظفر نے میدان مین نکلکر
مبارز طلب کیا مظفر کے ہاتھ سے کئی کئی سرداران اسلام زخمی ہوے یہ لوگ رعایت کرتے تھے
کہ انکی قتل مین بدنامی ہی کیونکہ وہ بیہوش ہین اگر یون گرفتار ہوسکین تو انکو گرفتار کرلین اور مظفر کہین
چوکتا نہ تھا یا یہ کہ وہ چوکے دیکھ سردارون کو زخمی کیا شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے واپس
ہوے آج صاحبقران نے ممانعت کردی کہ خبردار کل کوئی سرداران لوگون کے مقابلہ کو نہ نکلے مین خود انسے
مقابلہ کرونگا جس وقت خبر طبل جنگ بجنے کی پہونچی تو صاحبقران نے اپنے نام سے طبل جنگ بجوایا اور خدا سے
دعا کی کہ تو مدد کر کل ان لوگون سے سامنا ہی جو مجھسے کسی طرح کم نہین ہین خصوصاً سکندر و تمنا شاہ صف شکن
جب رات گزر کر صبح ہوئی تو حسب معمول دونون طرف کی فوجین میدان مین آکر صف آرا ہوئین لشکر آراستگی
صفوف قتال و جدال جس وقت نقیب نہیب دیکر ہٹے ہین تو صاحبقران نے اپنے شہسوار سے ارشاد فرمایا
کہ میدان کو فرق کر طیفور نے کلاہ اپنی اچھالی علم اژدہا پیکر جلوہ گری پر آیا معلوم ہوا کہ صاحبقران
خود مقابلہ کے واسطے تیار ہین کوئی اور شخص قصد مقابلہ نکرے ادھر جو سرداران اسلام نے دیکھا
کہ آج صاحبقران سے سامنا ہی تو بہرام خون آشام مرکب اپنا بڑھا کر سامنے تخت محمود جادو
کے اور آیا اجازت میدان مانگی محمود جادو نے کہا کہ جا خداوند باشہ تیرا حافظ و نگہبان ہی بہرام خون آشام
میدان مین آیا اور لاف زنی کرنے لگا چونکہ امیر با توقیر میدان کو فرق کرا چکے تھے صف سے علیحدہ ہوے
اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر اجازت خواہ میدان کارزار ہوے بادشاہ اسلام نے تخت
رکھوا دیا اور صاحبقران سے بکار اجازت میدان دی امیر با توقیر بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر
میدان مین آئے بہرام خون آشام سے فرمایا کہ تو کون ہی بہرام خون آشام نے کہا کہ مین خداوند
باشہ کا خالو اور شاہزادہ وحید الملک کا غلام ہون مجکو شاہزادے نے ایک ہی زور مین زیر کیا تھا
فرمایا کہ لا حربہ اپنا بہرام نے نیزہ مارا صاحبقران نے نیزہ اسکا ہاتھ سے پکڑ لیا اور جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے
بہرام کے چھوٹ گیا بہرام نے غصہ مین آکر تلوار ماری صاحبقران نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور دوسرے
ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے اٹھا لیا اور داہنے عیارون کے سپرد کردیا یہ دیکھکر وحید الملک کو غصہ آیا
کہ میرے سردار کو صاحبقران نے گرفتار کرلیا مرکب کو بڑھا کر سامنے صاحبقران کے آئے
اور آواز دی کہ آپ نے کیا کمال کیا جو میرے سردار کو اسیر کرلیا اسی طرح ایک زور مین مین نے بھی
اسکو گرفتار کیا تھا معلوم ہوا کہ میری اور آپکی قوت برابر ہی صاحبقران نے فرمایا کہ اے وحید الملک
اگر یہ نشہ تمھارے سر مین ہی کہ مین ہمسر صاحبقران ہون تو آزمایش کرلو کہ یہی گو ہی یہی میدان
وحید الملک نے یہ سنکے نیزہ سنبھالا اور آواز دی کہ اگر آپ صاحبقران ہین تو مین صاحبقران
بن صاحبقران ہون یہ کہکر نیزہ مارا امیر نے نیزہ کو نیزہ پر لگا کے ٹالا ضربین چلنے لگین دیکھا عجب دل
کیوان شکوہ ہے کہ باوجود کمسن ہونے کے وحید الملک کہین چوکتا نہین ہی پس آواز دی
کہ اے وحید الملک تم نے اپنے سن سے زیادہ فن سپہگری کو حاصل کیا ہی مگر اس بند کو تو چھوڑ دو

ہمارا تمہارا فرق بتانے والے یہی نہیں ہیں یہ فرما کر کوئی ایسا بند باندھا کہ وحید الملک کی سمجھ میں نہ آیا اور صاحبقران کا
نیزہ نکل گیا بس لشکر اسلام سے تکبیر کی صدا بلند ہوئی وحید الملک نے خفیف ہو کر گرز اپنا سنبھالا
اور سر صاحبقران پر وار کیا صاحبقران نے بھی گرز سام بن نریمان کو چہرہ کی پناہ کیا گرز پر گرز جو پڑا
تو طراقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا صاحبقران نے گرد سے نکل کر
بہت تعریف کی لیکن اپنی ضرب وحید الملک پر نہیں لگائی اُس وقت وحید الملک نے صاحبقران
کو قسم دی اور کہا کہ آپ بھی مجھ پر ضرب لگائیے کہ مجھے بھی تو فرق معلوم ہو صاحبقران نے آہستی ضرب
وحید الملک پر لگائی اس ضرب سے مرکب وحید الملک کا مارا گیا وحید الملک نے قصد کیا کہ مرکب
امیر کو بھی پے کرے صاحبقران گھوڑے سے کود پڑے اور فرمایا کہ اے وحید الملک جانور کا
کیا قصور ہے وحید الملک نے امیر ربیع پر تلوار کا وار کیا امیر نے کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا زور ہونے
لگے سردار قریب آکر تماشا دیکھنے لگے تمام دن کشتی رہی شام کو بھی علیحدہ نہوئے دونوں جانب سے
روشنی آگئی خلاصہ یہ کہ پانچویں روز صاحبقران نے لنگر وحید الملک کا توڑا اور سر سے بلند کر کے
زمین پر گرا دیا اور اسیر کرنے آئے چونکہ دماغ وحید الملک کا اثر سحر سے خراب ہو رہا تھا فہمائش کا اثر نہوا
مجبوراً زندان میں بھجوا دیا نمرود جہادو کو اسیری وحید الملک کا نہایت ملال ہوا کہ طبیعت اسکی
وحید الملک پر مائل تھی اور اسنے کہ طبل جنگ بجوا دیا یہاں صاحبقران نے بھی نقارہ رزمی بجوایا
تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے بعد آراستگی صفوف قتال
وجدال نقیب نہیب دیکر ہٹے تھے کہ شاہزادہ سکندر رستم خو نے مرکب کو جولان کیا اور میدان میں
آکر سر را میدان کا دکھایا پیترے سے کہ ہاتھ نکالے بعد سلاح شوری کے نیزہ زمین پر گاڑا اور دم گورستہ
کر کے آواز دی اے جہاد ول کیوان شکوہ وہ وقت دوسرا تھا کہ میں نے تم سے مقابلہ کیا اب تمہارا
دوسرا طریقہ ہے میں اور راستے پر ہوں آج لطف مقابلہ اٹھیگا اور تمکو معلوم ہوگا کہ سکندر صاحبقران
ہے یا میں صاحبقران ہوں صاحبقران نے فرمایا کہ اے سکندر یہ حال تو طلسم اسرار باطنی میں جب میں
تم ایک ہی قیدخانہ میں تھے ظاہر ہو گیا تھا کہ تمہاری ضرب سے تا گاو فیل زمین میں غرق ہوا تھا اور میری
ضرب سے پورا فیل غرق ہو گیا تھا سکندر نے کہا کہ اگر پہلی ضرب تمنے لگائی ہوتی اور دوسری ضرب
میں نے لگائی ہوتی تو بھی یہی انجام ہوتا کیونکہ میری ضرب سے زمین اتنی نرم ہوئی کہ فیل گلے تک غرق
زمین ہو گیا اور تمہاری ضرب سے صرف سر فیل غرق زمین ہوا جو بینا ہیں وہ اسی سے فرق سمجھ لینگے
کہ کسکی ضرب کا لنگر زیادہ ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اے سکندر اس وقت تک میرے تمہارے
خلاصہ مقابلہ نہیں ہوا تھا یہ راز پوشیدہ تھا اور لوگ شک کر سکتے تھے لیکن اب تم اپنے ہاتھوں
سامنے مردان عالم کے اس فرق کو ظاہر کیا چاہتے ہو میں تم سے مقابلہ میں عاجز نہیں ہوں میں نے
سنا ہے کہ تم سات روز میں شاہزادہ بدیع الملک صاحبقران ثالث سے زیر ہوئے تھے میں
نو روز مقابلہ کیا تھا اور نویں دن مجھکو تم سے کیا تھا یہ فرق تو ایسا تھا کہ عالم عالم دیکھ رہا تھا بس یہ سنکے
سکندر طیش میں آیا اور کہا کہ ان باتوں سے کیا حاصل ہی گو یہی میدان آج میرے تمہارے
فیصلہ ہی کیوں نہو جائے صاحبقران نے فرمایا مجھے کچھ عذر نہیں ہی اور مرکب کو جھکا کر سامنے سکندر
رستم خو کے آئے سکندر نے سپر سنبھالی اور گرز لٹکا کر بودا باگ کا لیا ادھر صاحبقران عادل
کیوان شکوہ نے جو دیکھا کہ یہ قصد لگانے کا رکھتا ہے تو سپر سنبھالی درمیان میدان میں لگا ورچلی معلوم

ہوا کہ زمین ہل گئی سپر سے سپر جو لڑی دونوں سپروں سے پھول جھڑنے چنگاریاں اڑیں مرکب سکندر
کا تین قدم اور مرکب صاحبقران حسب عادت ڈھائی قدم پیچھے ہٹا یہ اتنا فرق تھا جسکا اندازہ عام نظروں
ہونا مشکل تھا مگر دیکھنے والوں نے دیکھ لیا سکندر نے پہچھا سنبھالا اور سینہ صاحبقران عالی شان
پر وار کیا صاحبقران نے نیزہ کو نیزے پر گانٹھا طعنین چلنے لگیں یہ معلوم ہوا کہ دو سانپ زبانیں
نکالے گتھے گئے ہیں سرداران اسلام دیکھ رہے تھے اور وجد کر رہے تھے ہر مقام پر سکندر چاہتا تھا
کہ نیزہ صاحبقران کا توڑ دوں یا سنان نیزہ نکال دوں مگر ممکن نہ ہوتا تھا پس ایک مقام پر صاحبقران
نے نیزہ کو اپنے پیچ دکھایا سکندر پیچھے ہو کر نیزہ کو اڑا لے چلا صاحبقران نے وہیں سے رخ
بدل کے جو جھٹکا مارا تو قریب تھا کہ نیزہ ہاتھ سے سکندر کے نکل جائے لیکن سکندر بھی ایسا تھا
جسنے کہ نیزے کو سنبھال لیا مگر سنان نیزہ مانند تیر ارے کے ٹوٹ کر بلند ہوئی ہر طرف سے واہ واہ کی صدا
بلند ہوئی عمادوگ بن مالک نے آواز دی کہ یا صاحبقران یہ بات آپ ہی کے واسطے تھی دوسرا سکندر
نے شرمندہ ہو کر جھپٹ پر جھپٹ ماری کہ دونوں نیزے ٹوٹ گئے پس ڈانڈوں کو ہاتھ سے
پھینک کر اپنا گرز آرا سے پیسر سے لیا یہ وہی لوہمن والا گرز ہے جسکا وزن چوبیس سو من کا ہے ایک
پر چھ کو ہے ادھر صاحبقران نے بھی گرز سام بن نریمان اٹھارہ سو من کی ضرب کو اٹھا کر چہرے
کی پناہ کیا سکندر نے گرز کو اپنے سر پر چرخ دیا اور خبردار خبردار کہکر دو دستی ضرب سر صاحبقران پر
لگائی صاحبقران نے گرز کو گرز سپر کا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین
ہول سے شق ہو گیا کمر مرکب کی ٹوٹی سکندر نے نعرہ کیا کہ دم و پست کر دم تھا صاحبقران
دوڑا ہوا آیا گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا کہ ہر بن مو سے پسینہ جاری ہے لیکن دونوں
ہاتھ مانند ستون فولادی کے قائم ہیں طیفور نے آواز دی کہ یا صاحبقران ہوشیار رہو جیسے کہ حریف
لاف زنی کر رہا ہے صاحبقران سمجھ چکے تھے کہ مرکب نہ بچا ہوگا اتر کر مرکب سے دوسرا مرکب طلب کیا
یہ مرکب مرکب گلی ہو چکا تھا طیفور نے دوسرا مرکب حاضر کیا صاحبقران نے فرمایا اے طیفور اگر میں
نہ ہوتا تو سوا سکندر کے لائق صاحبقرانی کوئی نہ تھا وہ ضرب لگائی ہے کہ ضرب بدیع الملک کا
مزا آ گیا جب صاحبقران دوسرے مرکب پر سوار ہوئے تو سکندر نے آواز دی کہ اے عادل کیوان شکوہ
تمکو قسم ہے اپنے دین و مذہب کی کہ تم بھی دو دستی ضرب لگانا اور کوتاہی نکرنا اس وقت عادل کیوان
شکوہ نے بھی نعرہ مارا اور گرز گران سنگ الماس رنگ ہشت پہلو پرچہ وہ اٹھارہ سو من کی ضرب کو
سر پر چرخ دیکر سر سکندر پر وار کیا سکندر نے اسی گرز لوہمن پر وار صاحبقران کا روکا لیکن
گرز پر گرز جو پڑا یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا آتش کرہ مانند ہوا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا
مرکب نہنگ شکم غرق زمین ہو گیا ہاتھ تو قائم رہے مگر سکندر پر بیہوشی سی طاری ہو گئی بدن میں
سستی سی پیدا ہو گئی صاحبقران ضرب لگا کر ہٹے اور آواز دی کہ تو خبر اسکی خضر ان دوڑا ہوا آیا گرد
گرد کی چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا سکندر بیہوش کھڑا ہے ہر بن مو سے پسینہ
بہہ رہا ہے لیکن ہاتھ دونوں اسطرح مانند ستون فولادی کے قائم ہیں انمیں فرق نہیں ہے آواز دی کہ اے
صاحبقران اوسط ہوشیار ہو چکے ہیں کہکے تیغہ پر پانی کا چھینٹا مارا سکندر کو ہوش آیا دیکھا سکندر نے
کہ مرکب مر چکا ہے خضر ان سے کہا کہ واللہ ضرب بدیع الملک سے جو حالت میری ہوئی تھی وہی
اس ضرب سے بھی ہوئی یہ کہکر گرد سے باہر آیا اور تلوار کھینچکر چلا کہ مرکب کو عادل نے پکڑ دوں

عادل کیوان شکوہ گھوڑے سے علیحدہ ہوے اور کہا ای یار عزیز جانور کا کیا قصور ہی سکندر نے
تلوار ہاتھ سے پھینک دی اور گریبان مین ہاتھ ڈال دیا صاحبقران بھی دست و گریبان ہوئے دونون
طرف کے سردار قریب آ گئے اور تماشا کشتی کا دیکھنے لگے تمام سردار نگاہ غور سے دیکھ رہے تھے کہ آج
صاحبقران اوسط اور صاحبقران رابع مین مقابلہ ہی دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی یہان تمام دن کشتی رہی
تمام رات کشتی رہی صبح کو بھی علیحدہ نہوے کہانتک بیان کیا جاے سات شبانہ روز کشتی رہی آٹھوین
روز عادل کیوان شکوہ نے زور مین سکندر کو زیر کیا مگر سینہ تک اٹھا کے چھوڑ دیا سر سے بلند
نہ کیا تا کہ اور لوگون مین اور سکندر مین فرق باقی رہے اور طبل بازگشت بجوا کر خیمہ کی جانب پہنچے نمرود جادو
تو تصویر حیرت بنی ہوئی یہ تماشہ دیکھ رہی تھی کہ ایسے بھی مقابلے ہوتے ہین کہ سات سات آٹھ آٹھ
روز تک لڑا کرتے ہین اور کوئی تھکتا نہین یہان صاحبقران سکندر کو لیے ہوے بارگاہ مین آئے
دنگل پر متمکن ہوے اور فرمایا کہ ای سکندر ای صاحبقران اوسط کیا ارادے ہین سکندر نے گریہ کر کے
جواب دیا کہ اب آپ مجھکو صاحبقران کہکر شرمندہ کرتے ہین مین ہرگز صاحبقران نہین ہون اگر
صاحبقران ہوتا تو آپکو زیر کر لیتا فرمایا کہ اسکا ملال نکرو تم دوسرے درجے کے صاحبقران ہو
مین بھی تمکو سر سے بلند نکر سکا سکندر نے کہا یہ آپنے رعایت کی عادل نے قسم کھائی کہ مین نے کچھ
رعایت نہین کی تم مین اور مجھ مین جو فرق ہی وہ خداوند حقیقی نے تمام عالم کے سامنے ظاہر کر دیا بعد
میرے تمھین صاحبقران ہو سکندر نے کہا یہ باتین اسوقت تک رہا کرتین جبتک مین اور آپ
ایک مذہب رکھتا تھا اب مین تو آل کا مذہب رکھتا ہون اور آپ خدا پرست ہین بہتر یہی ہی کہ
مجھے نمرود ہی کے پاس بھجوا دیجیے یا قتل کر ڈالیے صاحبقران نے فرمایا کہ ای سکندر ہم تم ایک
دادا کے پوتے ہین ایک خون ہین کیونکر ہو سکتا ہی کہ ہم تمھارے ساتھ یہ بدسلوکی کرین سکندر
نے کہا مین نے آپکے ساتھ کونسا سلوک نیک کیا تھا مین اگر پا جاتا تو بغیر دین خدا پرستی چھوڑوائے
باز نہ آتا یا قتل کرتا یا قید رکھتا عادل نے کہا کہ تم اپنے ہوش مین نہین ہو تمکو سحر نمرود جادو
نے برگشتہ کر دیا ہی یہ فرما کر پانی طلب کیا اور اسم اعظم اس پانی پر دم کر کے سکندر کو پلایا اسوقت
سکندر اپنے ہوش مین آیا اور شرما کے گردن نیچی کر لی اور عادل کیوان شکوہ سے شکایت
کی کہ جب آپ جانتے تھے کہ یہ نشہ سحر مین چور ہی تو پہلے ہی کوئی تدارک کیون نہ کیا آپکو میرا ذلیل کرنا
منظور رہتا پھر بھی قباحت نہین مردان عالم نے دیکھ لیا کہ صاحبقران کون ہی عادل نے سکندر
کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ ای برادر اگر مین اس وقت قابو پاتا تو پہلے ہی تمکو ہوشیار کر دیتا بعد اسکے
صاحبقران نے وحید الملک اور بہرام نوین آتشام کو بھی پانی پلایا برکت اسم اعظم سے یہ لوگ
بھی ہوش مین آ گئے وہان نمرود جادو نے پھر طبل جنگ بجوا دیا تھا فوج ہر کس کوس حربی نوازش
مین آیا تمام رات تیاریان جنگ کی ہوتی رہین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی
صفوف قتال وجدال نقیب نہیب دیکھتے تھے کہ شاہزادہ صف شکن میدان مین آئے
دیکھا کہ سکندر اور وحید الملک لشکر اسلام کے ساتھ میدان مین آ گئے ہین شہنشاہ صف شکن
نے سکندر کو طعنہ دیا کہ ای سکندر تمنے بھی قابو پرستی اختیار کر لی زیر ہو کر صاحبقران کے مطیع
ہو گئے خیر کچھ پروا نہین مین اس شخص کا پوتا ہون جو ثانی صاحبقران تھا اور اسنے کبھی دعواے
صاحبقرانی نہین کیا مین نے بھی وہی روش اختیار کی تھی مگر اب مین نہین مجبور ہون آج صاحبقران کو

معلوم ہوگا یہ کہکر آواز دی کہ ای عادل کیوان شکوہ تم رشتے مین میرے پوتے ہو لیکن نوجوان میرے
بھائی اور شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم میرے چچا ہو لیے تھے مین تم سے ہرگز مقابلہ نکرتا اگر ایسا مجبور ہوتا
کہ تم مسلمان ہو اور مین یہ مذہب نہین رکھتا بلکہ اسہت تجھ سے مقابلہ کرتا ہون لیکن ذرا سوچ سمجھ کے میرے
مقابلہ پر آنا یہ سنکے عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ ہرچند آپ رشتے مین مجھسے بڑے ہین لیکن سن
مین زیادہ بڑے نہونگے اور آپ ہی مجھے ٹوک رہے ہین ورنہ مین خود آپ سے لڑنا نہ پسند کرتا
یہ فرما کے میدان مین تشریف لائے ابتدا نیزہ بازی سے ہوئی ستر یا اٹھارہ طعن کی نوبت آئی ہوگی
کہ نیزے بیکار ہو گئے ایسے جھٹکے چلے کہ سنانین بنانین نکل گئین اور ڈانڈ ان کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے
نیزون کو بیکار سمجھ کے پھینکدیا اور گرز بلند ہوئے ایسی ضربین چلین کہ طبقے ہل ہل گئے گرز سب مارے گئے
ہر ضرب مین یہ معلوم ہوتا تھا کہ حریف ہو نہ خاک ہوا ایسا تھک کے نوبت کشتی کی آئی ساعت شبانہ روز
کشتی رہی اس وقت شہنشاہ صف شکن نے پانی طلب کیا صاحبقران نے اپنے عیار سے کہہ رکھا تھا
کہ پانی اسم اعظم دم کرکے مین تجھے دے دیتا ہون پلا دینا تیرا کام ہے بس ادھر تو شہنشاہ صف شکن نے
پانی مانگا ادھر طیفور نے دوڑکر پانی دیا چونکہ طیفور خضران کی صورت بنا کر کھڑا تھا شہنشاہ صف شکن
نے بے تامل پانی پی لیا پانی پیتے ہی پھریری سی آئی اور جیسے آنکھیں کھل گئیں کہا کہ مین یہ مین ایسے
کیون لڑ رہا ہون عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ آپ گرفتار سحر تھے شہنشاہ صف شکن نے
لاحول پڑھا اور کہا کہ اب مین آپ سے نہ لڑونگا خدا نے آپ کو صاحب اسم اعظم اور صاحبقران وقت
کیا ہے ادھر خضران نے دیکھا کہ یہ دوسرا خضران کہان سے آگیا جسنے شہنشاہ صف شکن
کو پانی پلایا صاحبقران تو شہنشاہ صف شکن کو اپنے ساتھ لیے ہوئے پلٹ آئے نقارہ خوشی
بجا شہنشاہ صف شکن کی زور و طاقت کی امیر نے نہایت تعریف کی اور فرمایا کہ لاکو صاحبقرانی
آپ ہین شہنشاہ صف شکن نے کہا کہ یا صاحبقران وہی ہے جسے خدا صاحبقران بنائے مجھے اگر
قوت صاحبقرانی دی ہے تو تمہین صاحب اسم اعظم کیا ہے لوازم صاحبقرانی تمہین مین جمع ہین اگر
مین اپنے ہوش مین ہوتا تو ہرگز تم سے مقابلہ نکرتا اور یہ بھی تمہارا کام تھا کہ میرے ٹوکنے پر بھی تم کو غصہ
نہ آیا اور تحمل سے کام کیا لیکن اس عہد سے تمہارا شکر گذار ہون مجھے یہی روش پسند آئی کہ میرے جد نامدار
عمرو بن حمزہ کی یعنی یہ بانی کی تھی آج یہ پورے طور سے قائم مقام عمرو بن حمزہ کے اور سکندر قائم مقام
علاء شاہ کے ہو گئے اور انھون نے لباس بھی اپنا بدل دیا سرخ پوشی ترک کرکے سبز پوشی اختیار
کی آج حالت تو یہ داری ہین یہ خود پوش اور سکندر یہ سبز پوش اور رحید الملک پلنگینہ اثر ہونگے ادھر صاحبقران
نے اپنے عیار سے فرمایا کہ ای طیفور کسی طرح خضران کو ہوشیار کرو ورنہ ساری محنت خاک ہو جائیگی
جن لوگون کو ہمنے سات سات روز مین اپنا کیا ہے انکو خضران دم بھر مین پھر وہین پہونچا دیگا مین کہانتک
مقابلے کیا کرونگا طیفور نے کہا کہ آپ خیال کر سکتے ہین کہ خضران عمرو ثالث ہین اور شاہ عیاران ہین
انپر میری عیاری چل سکیگی فرمایا کہ کیا عمرو نے کسی عیار سے دھوکا نہین کھایا طیفور نے کہا وہ اتفاقی
فعل تھا مگر خیر تعمیل ارشاد مین مجھے عذر نہین ہے آپ تھوڑا سا پانی مجھے پڑھ دیجیے یہ کہکر ایک قلم تھیلے
کی نکال کے صاحبقران کو دی امیر نے اسم اعظم پڑھ دیا طیفور یہان سے رنگ اور روغن عیاری
چہرہ پر مل کے جانب لشکر ساحران روانہ ہوا جسوقت لشکر ساحران مین پہونچا تو دیکھا کہ بازار کھلا ہوا ہے
لوگ سودا خرید رہے ہین اور خواجہ خضران دکاندارون سے روز کی تحصیل کرتے پھرتے ہین

طیفور خضران سے آگے بڑھ گیا لشکر کے سرے پر اک کلال کی دوکان تھی اتفاق سے اسکو پیشاب
معلوم ہوا وہ دوکان سے اُتر کر پیشاب کرنے لگا طیفور نے پشت کی جانب سے ناک مل دی یہ تو
وہین ڈھیر ہوا طیفور اسکی شکل بن کے دوکان پر آ بیٹھا خواجہ خضران دوکانداروں سے تحصیلتے ہوئے
اُس کلوار کی دوکان پر بھی پہونچے کلوار نے وہین قلم نکال کے پیش کی خضران نے اس نئی حرکت پر
کلوار کو غور سے دیکھا اور کہا کہ تو عیار ہے مجھے فریب دینا چاہتا ہے کلوار نے کہا کہ خواجہ میں نے تو آپکی
بڑی تعریف سنی تھی مگر معلوم ہوا کہ آپ بہت جلد بگڑ جاتے ہین اگر آپ یہ سمجھتے ہین کہ اسمین بیہوشی
ملی ہوئی ہے تو لیجیے آدھی قلم مین سے پیتا ہون یہ کہکر آدھی قلم حلق مین اونڈیل لی خضران نے کہا کہ
کل کا واقعہ یہ ہے کہ صاحبقران نے اپنے عیار کو اسم اعظم پڑھ کے پانی دیدیا تھا آپ نے شہنشاہ
صمصام شکن کو پانی پلا دیا وہ محمود جادو سے برگشتہ ہو گیا مجھے یہ خیال ہے کہ ایسا نہو یہی صورت
میرے ساتھ بھی ہو تو سارا اس ملک والوں کا چھوٹ جائے طیفور ہنسا اور کہا کہ بھلا آپ کی عقل کہان ہے اب
اہل اسلام نے شراب پینا ترک کر دیا ہے وہ اسکو نجس جانتے ہین کلام نجس چیز پر اسم اعظم پڑھا جا سکتا
ہے یہ بات خضران کے ذہن نشین ہوگئی کہ کلوار سچ کہتا ہے مگر یہ پوچھا کہ تجھے یہ باتین کیونکر معلوم ہوئین
کلوار نے کہا کہ پہلے میری دوکان لشکر اسلام ہی مین تھی جب قرآن لوگون نے شراب خواری ترک کی تو مین کافرون
کے ساتھ رہنے لگا خضران نے کہا تو مسلمان ہے کیونکر کافر ہو گیا کلوار نے کہا مین نہ مسلمان ہون نہ
کافر مین تو شکم پرست ہون جہان کھانے کو ملے یہ کہکر قلم آدھا گرا اپنے پاس رکھ لی کہ اگر آپکو پینا
منظور ہے اور کچھ شک ہے تو جانے دیجئے خضران نے کہا کہ اب شک میرا رفع ہو گیا لاؤ دیدو
مدت کے بعد آج شراب پینے کو جی چاہا ہے اب مین دین اسلام مین نہین ہون جو شراب سے پرہیز کرون
طیفور نے جب گلاس پیا تو قلم دی خضران نے دہن تک بڑھ کے قلم حلق مین اونڈیل لی قلم مین
شراب کے بدلے آب انار تھا خضران کی آنکھین کھل گئین اثر سحر برطرف ہوا قلم ہاتھ سے پھینک
دی اور کلوار پر آنکھین نکالین کہ تو نے غضب کیا ایسا مجھے بہکایا کہ مین نے شراب پی لی دیکھیے اس
گناہ کبیرہ کی کیونکر بخشش ہوتی ہے طیفور نے کھڑے ہو کر سلام کیا اور کہا کہ خواجہ یہ شراب نہ تھی
آب انار تھا مجھے آپ نے پہچانا خضران نے طیفور کو گلے لگا لیا اور کہا کہ ای طیفور معلوم ہوا کہ بعد
میرے گلیم اور زنبیل کا سوا تیرے کوئی مالک نہوگا طیفور نے کہا کہ خیر یہ تو خدا کو معلوم ہے اب کیا کرنا
چاہیے خضران نے کہا کہ چلو عیاری کر کے سرداران اسلام کو رہا کر کے چلین طیفور نے کہا کہ چلیے
خضران نے کہا کہ ابھی میرے حال سے کوئی واقف نہین ہے کہ مین اسیر سحر ہون یا اپنے ہوش مین
آ گیا ہون لیکن تم سے لوگ کھٹکینگے طیفور نے کہا کہ مین کیا پی کے آیا ہون آپ آگے چلیے
خضران نے اس رائے کو پسند کیا خضران تو طیفور سے علحدہ ہوا اور خیمہ مین منظفر بن غضنفر
کے آیا یہان عارف بن معروف اور حکیم سعد والی دانا بھی موجود تھے یہی باتین ہو رہی تھین کہ
آج تو طبل جنگ بجا نہین ہے لیکن کل ضرور نقارہ حربی بجیگا ہم اگر لڑے بھی تو صاحبقران سے
عہدہ بر آ ہونا غیر ممکن ہے صبر کیا کرنا چاہیے خضران نے کہا کہ اگر کہیے تو مین جا کر بیہوش کر کے اٹھا لاؤن
منظفر نے کہا کہ اسمین بدنامی ہے علاوہ اسکے تم کس کس کو گرفتار کرو گے ہر چند کہ تم شاہ عیاران ہو
لیکن وہان ایک لاکھ اسی ہزار پیک بچہ ہے جو تمہارے ہی ماتحت رہتے تھے انکی حفاظت مین سے
سرداروں کا لانا کوئی آسان بات نہین ہے ملکہ محمود جادو خود کوئی انتظام کریگی اتنے مین کیا لی

سوار ساتھ تھے جس وقت طرفین میں تیاری رزم ہو چکی تو صحرا سے ایک گرد پیدا ہوئی اور آئینہ آفتاب اس گرد سے گرفتہ ہوا
دیکھا کہ اژدر سیہ سر ایک لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے چلا آتا ہے سکندر رستم خو نے اسکے حالات
سے صاحبقران کو مطلع کیا ادھر نمود جادو نے ساحروں کو اسکے استقبال کے واسطے بھیجا لوگ
اور اژدر سیہ سر کو استقبال کر کے لائے اسنے پوچھا کہ کیا حالت ہے نمود جادو نے سب کیفیت بیان
کی اور کہا کہ اچھا ہوا جو تم آ گئے اب میں تمہارے ہی ہاتھ سے ان خدا پرستوں کو زک دلواؤنگا یہ کہکر طبل
بازگشت بجوا دیا اور میدان سے پھر گئے ادھر اہل اسلام اپنی فرودگاہ پر آئے شاہ عادل کیوان شکوہ
نے فرمایا کہ اب یہ کوئی کرشمہ سحر کا بنائیگا سکندر رستم خو نے کہا کہ ناکسی شمار میں بھی اسنے یہی
کہا تھا کہ لقا یہ ار سیہ پوش بنکے آئی تھی اور سیہ پوش اسیر کر لے گئی تھی ہم سب اسکے ہاتھ سے اسیر ہو گئے
تھے فرمایا خیر دیکھا جائیگا وہاں نمود جادو نے ایک بازو بند تیار کیا اور اژدر سیہ سر کو دیا کہ اسے
تو اپنے بازو پر باندھ لے کوئی حربہ تجھپر اثر نکریگا اور اب میں اسم اعظم جو ہو اسکا بند کرنے جاتی ہوں
یہ کہکر وہاں سے قمری بن کے اڑی اور متصل بارگاہ صاحبقران کے ایک درخت پر جا کے بیٹھ رہی
وہاں اژدر سیہ سر نے طبل جنگ بجوا دیا ادھر لشکر صاحبقران میں بھی کوس حربی بجا تمام رات تیاری
جنگ رہی حضرت صاحبقران نے بارگاہ سلیمانی سے نکلنے نہ دیا جب صبح کو امیر باتوقیر سوار
ہونے کے واسطے بارگاہ سے باہر آئے تو طیفور نے کہا کہ یا صاحبقران اسم اعظم پڑھتے چلیے
امیر نے جیسے ہی اسم اعظم پڑھنے کا قصد کیا ایک طائر زنبیلا ہوا آیا اور تین چکر سر صاحبقران سے
لگا کر اڑا ہوا چلا گیا اب جو امیر خیال کرتے ہیں تو اسم اعظم یاد نہیں نہایت پریشان ہوئے طیفور
تو اسی وقت سے غائب ہو گیا امیر باتوقیر مع لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوئے اس طرف سے اژدر
سیہ سر میدان میں آیا بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جس وقت نقیب نہیب دیکر ہٹے تو اژدر سیہ سر
نکلا اور بعد سلح شوری مبارز طلب ہوا شاہزادہ بلقیس ابن جمہور نے مرکب اپنا نکالا اور بادشاہ
اسلام سے اجازت لیکر سامنے اژدر سیہ سر کے آئے بعد گفتگو کے بسیار اژدر سیہ سر نے نیزہ
مارا بلقیس نے نیزہ کو نیزہ پر لگا تھا طعنین چلنے لگیں چند طعن میں بلقیس نے ہاتھ سے اژدر سیہ سر کے
نیزہ ہوائی کیا اژدر سیہ سر نے تلوار کھینچ لی اور وار کیا بلقیس نے وار اسکا رد کر کے اپنا وار کیا غرضکہ
کئی ضرب کی رد و بدل میں شاہزادہ بلقیس ہاتھ سے اژدر سیہ سر کے زخمی ہوئے بعد اسکے
سہمتن گرد سردار سکندر رستم خو نے مقابلہ کیا یہ بھی زخمی ہوا مختصرا اسکو دیکھکر نکلا یہ بھی زخمی
ہوا شام تک اژدر سیہ سر نے چند سردار زخمی کیے اور چند سرداروں کو جان سے مارا شام کو طبل
بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھرے دوسرے روز پھر اژدر سیہ سر کے ہاتھ سے کئی سردار
زخمی ہوئے اسی طرح تین چار روز کی میدان داری میں اژدر سیہ سر نے پچاس سرداروں کو
زخمی کیا اور بارہ سردار شہید ہو گئے پانچویں روز پیر صف شکنی کی دونوں جانب سے کوئی میدان میں نکلا ہر اوس کو لیکن
یہ خیال کیا کہ اس سے لڑکر سوا زخمی ہونے کے اور کیا حاصل ہوگا اور اژدر سیہ سر برابر پھرے بار بار ہی کہتا ہے
غضب خداوند باختر کا ایک مرتبہ لشکر شاہزادہ آصف انجم طلعت کے علم جلوہ گری پر آئے اور انھوں
نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت بادشاہی کے سر جھکا کے تعظیم بجا لائے اجازت
میدان چاہی فرمایا کہ اب تو آپ نکل چکے جائیے خدا نگہبان ہے آصف انجم طلعت سلام رخصت
کر کے بار دگر مرکب پر سوار ہوئے اور سامنے اژدر سیہ سر کے آئے اژدر سیہ سر نگاہ زن ہوا

شاہزادہ آصف انجم طلعت نے سنبھل کے تگاوری کی کہ پانچ قدم مرکب اژدر سیہ سر کا دڑ گیا اور حسب عادت
دو قدم مرکب آصف انجم طلعت کا پیچھے ہٹا کہ باگ کو پھیر پھر اژدر سیہ سر سامنے آیا اور تلوار کمر سے کھینچکر آصف
انجم طلعت پر وار کیا آصف انجم طلعت نے دھارہ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور دوسرا ہاتھ بند کمر کی طرف
بڑھایا اژدر سیہ سر بھی دست و گریبان ہوا مرکب لشکروں کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے پھر دو کشمکش
کسے ہونے لگے دونوں طرف کے سردار قریب آ گئے تمام دن کشتی رہی شام کو بھی علیحدہ نہوے دونوں
جانب سے روشنی آ گئی بادشاہ اسلام فرماتے ہیں کہ آصف انجم طلعت نے بڑی ہوشیاری
کی ہے اب کشتی میں اسکو باندھ لاوینگے غرضکہ تین شبانہ روز کشتی رہی تیسرے دن آصف انجم طلعت
نے لنگر اژدر سیہ سر کا توڑا اور سر سے بلند کرکے چاہتے تھے کہ زمین پر ماریں کہ دفعتہ بجلی کڑکی اور ابر
نمودار ہوا دو پنجہ نکل کر اور اژدر سیہ سر کو اٹھا لے گئی چونکہ شام ہو چکی تھی طبل بازگشت بج گیا دونوں
لشکر میدان سے پھرے بادشاہ اسلام آصف انجم طلعت پر سے زر نثار کرتے ہوئے داخل بارگاہ
سلیمانی ہوئے وہاں نمودار ہوا وہ اژدر سیہ سر کو جو اٹھا لے گئی تو صحرا میں آتری اور کہا کہ آج طبل جنگ
نہ بجوانا میں یہ انتظام کیے دیتی ہوں کہ بزور کوئی تجھکو زیر نہ کر سکے یہ کہکر اسنے صحرا میں جا کر
رات بھر اسم خوانی کی اور ایک ہیکل تیار کرکے رکھی اژدر سیہ سر اپنے لشکر میں آیا رات بسر کی صبح کو
نمودار ہوئی اور اژدر سیہ سر کو ہیکل دے کے کہہ گئی کہ اب کوئی اندیشہ نہیں رہا نہ تو حربہ اثر کر سکتا ہے نہ زور
چل سکتا ہے ایک روز تو کل سردار دن کو اسیر اور قتل کر اور ایک روز نقارہ بردار لشکر میں میدان داری کرو تو بس
چند ہی روز میں ان خدا پرستوں کا خاتمہ ہو جائیگا یہ کہکر چلی گئی یہاں اژدر سیہ سر نے پھر طبل جنگ بجوایا
لشکر اسلام میں بھی نقارہ رزمی بجا جب صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے صفیں آراستہ ہوئیں تو پھر
اژدر سیہ سر میدان میں آیا اور پکارا کہ اے آصف انجم طلعت کل میرے تمہارے فیصلہ نہوسکا تھا
کہ مجھکو نیند لگ گیا تھا اب آج میں بغیر فیصلہ کیے میدان سے نہ ہٹونگا یہ سنکر آصف انجم طلعت نے
فرمایا کہ او ملعون کیا جھک مارتا ہے میں ہر وقت تیری سرکوبی کو موجود ہوں یہ فرما کر مرکب کو چھیڑا اور سامنے
اژدر سیہ سر کے آئے اژدر سیہ سر نے کہا کہ صرف زور کی آزمایش میرے تمہارے باقی رہگئی تھی وہی ہو
جائے نیزہ و شمشیر کی لڑائی تو خوب ہو چکی ہے اس میں شک نہیں کہ فن نیزہ بازی کو تم لوگوں سے بڑھکر کوئی
نہیں جانتا ہے یہ کہکر مرکب سے اتر کر کشتی پر آمادہ ہوا آصف انجم طلعت بھی گھوڑے سے کودے دونوں بالکل کشتی ہوئے
ہتھیار رکھ دیے اور دست و گریبان ہو کر زور کرنے لگے تین پہر کامل کشتی رہی یا تو شام کو آصف انجم طلعت
نے لنگر اژدر سیہ سر کا توڑ اٹھایا اژدر سیہ سر نے تین پہر میں آصف انجم طلعت کو باندھ لیا بس دیکھکر
بہرجبیس جن اکوان کو تاب ضبط نہ رہی بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر سامنے اژدر سیہ سر کے آیا
اژدر سیہ سر نے آصف کو تو زندان میں بھجوا دیا اور بہرجبیس جن اکوان سے کہا کہ او طفل تو مجھ سے
کیا مقابلہ کریگا بہرجبیس نے کہا کہ یہ میں بھی جانتا ہوں کہ جب تو نے والد ماجد کو اسیر کر لیا تو میں تیرا
کیا کر سکتا ہوں مگر مجھکو تو انکے پاس پہونچنا منظور ہے کہ جس حال میں وہ ہوں اسی حال میں میں بھی رہوں
یہ سنکر اژدر سیہ سر نے کہا کہ اے بہرجبیس تجھے شرم نہیں آتی کہ تو اکوان تاجدار خداوند طاق کا
فرزند ہو کر اس خدا پرست سے ایسی محبت رکھتا ہے کہ اسے اپنا باپ کہتا ہے بہرجبیس نے کہا کہ مشفق
خداوندی اکوان تاجدار کی کہاں گئی اگر خداوند تھا تو بندوں کے ہاتھ سے کیوں مارا گیا چونکہ باپ
میرا حق پر نہ تھا اس وجہ سے میں نے اسکی پرورش اختیار نہ کی اور یہ بزرگ جنکو میں والد اپنا

کہتا ہوں خود باپ پھر اُسکے ہاتھ میں ہاتھ دیکیا ہی اور اُنکی بدولت میں نے راہ راست پائی ہی انکھین کی تربیت
و تعلیم اٹھائی باپ سے زیادہ اپنے حال پر شفیق پایا اگر میں یہ کہتا ہوں تو کیا بیجا کہتا ہوں یہ سُن کے اژدر
سیہ بھر نے کہا کہ آصف انجم طلعت نے جو تیری ماں کے عشق میں اپنے کو آگ میں گرا دیا تھا معلوم
ہوتا ہی کہ تو نطفہ بھی آصف ہی کے ہی ورنہ ایسی باتیں نکرتا بس یہ سنکر چہرہ غصہ سے برجیس کا
سُرخ ہو گیا لیکن ضبط کر کے آواز دی کہ او ملعون میں حلالی ہوں حرامی نہیں ہوں میں پیدا ہو چکا تھا
جب طلسم تہ طاق فتح ہوا ہی اور اُسکے قبل کسی نے بھی خدا پرستوں میں سے میری ماں کو دیکھا نتھا
مجھکو فرزند آصف ہونے سے کبھی انکار نہوتا بشرطیکہ ایسا در اصل بھی ہوتا اسلیے کہ آصف انجم
طلعت کو میں اکوان تاجدار سے بہتر جانتا ہوں اسی سے اُنکے دین کو اختیار کیا اور اپنے
باپ کے آئین سے روگردانی کی خداپرست کبھی زن شوہردار کو اپنے اوپر جایز نہیں سمجھتے ہیں ورنہ میں
عوض ولد بھر نے کے آصف اور اپنی ماں دونوں کا لقب ہوجاتا اور اسی طرح اطاعت نکرتا یہ سنکے
اژدر سیہ بھر نے کہا کہ اگر تو یہ نکہیگا تو کیا یہ کہیگا کہ اس شخص کی ماں سے اور آصف سے تعلق تھا
بس یہ سُنکے برجیس سے ضبط نہو سکا اور اژدر سیہ بھر کو نیزہ مارا اژدر سیہ بھر نے نیزہ کو پکڑ کر
جھٹکا دیا کہ ہاتھ سے برجیس کے نیزہ نکل گیا پھر برجیس نے تلوار ماری اژدر سیہ بھر نے سر آگے بڑھا دیا
تلوار سر سے پھٹکی اسطرح اچٹ گئی گویا سنگ پر پڑی بس اژدر سیہ بھر نے کار کی پر ہاتھ ڈالدیا
اور اپنی طرف کھینچا کہ برجیس سامنے اژدر سیہ بھر کے آ رہا اژدر سیہ بھر نے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے
جو زور کیا تو برجیس کو اٹھا لیا اور طبل بازگشت بجوا کے میدان سے پھر گیا اہل اسلام کو نہایت
تعجب ہوا اور تمام لشکر اسلام میں چرچا تھا کہ اتنی کسی کی مجال نہیں کہ آصف کو اس طرح زیر کرے بادشاہ
اسلام اور امیر تعالی مقام بھی نہایت پریشان میدان سے پھر کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے وہاں اژدر
سیہ بھر نے طبل جنگ بجوا دیا صبح کو دونوں لشکر وعدہ گاہ مصاف میں پہونچکر صف آرا ہوئے
ہنوز اژدر سیہ بھر نے قدم آگے نہ بڑھایا تھا کہ صحرا سے گرد اُٹھی اور ایک نقابدار آئینہ پوش
پیدا ہوا میدان میں آکر پکارا کہ باش اے گروہ خداپرستان وفرقہ مسلمانان جسکو تمنا ہے مرگ آرزو
قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو یہ سنتے ہی شاہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ بادشاہ اسلام سے اجازت
لیکر سامنے نقابدار کے آئے نقابدار آئینہ پوش نے کہا کہ میں ٹھیک جیسے ہی شہنشاہ گوہر کلاہ
نے اُنکی صورت پر نظر ڈالی بیخودی طاری ہوگئی خیالات پلٹ گئے نقابدار آئینہ پوش سے کہا کہ اب میں
آج سے تیرا مطیع ہوں نقابدار نے کہا اچھا میری طرف چلے او آصف انجم طلعت کو تو اژدر سیہ بھر نے اٹھا
کر اسیر کیا تھا بے لیے سے نقابدار کے شریک ہو کر اُسکے لشکر میں چلے گئے نقابدار نے پھر
مبارز طلب کیا آپ کی اس طرف سے قران فیل سوار مقابلہ کو گیا اسکی بھی وہی حالت ہوئی جو شہنشاہ
گوہر کلاہ کی ہوئی تھی یہانتک کہ شام تک میں شہنشاہ گوہر کلاہ اور تمام اُسکے سردار اس طرف سے
جا کر نقابدار کے شریک ہوگئے نقابدار سبکو ساتھ لیے ہوئے جانب صحرا روانہ ہوگیا ادھر صاحبقران
حیران و پریشان داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے ادھر اژدر سیہ بھر اپنی فوج کو لیے ہوئے واپس ہوا
خلاصہ یہ کہ تین چار روز کی میدان داری میں چار پانچ سو سردار لشکر اسلام کے اسیر ہوئے ایک میدانداری
نقابدار آئینہ پوش کرتا ہی ایک میدانداری اژدر سیہ بھر کرتا ہی نقابدار کے ساتھ کوئی نہیں ہی
جو سرداران اسلام اسکے مقابل ہوگئے تھے اور نقابدار کے شریک ہوگئے تھے وہی سب ہمراہ نقابدار

کیسے آتے ہین اور جو سردار اژدر سیہ سر نے اسیر کیے ہین وہ سب اژدر سیہ سر کے یہان قید ہین اور نقابدار
لکھ گیا ہے کہ جس وقت دو حصے سرداروں کے اختیار مین آجائینگے اور ایک حصہ باقی رہجائیگا اُس وقت
اُنھین لوگون کو لشکر اسلام سے لڑواؤنگا آج صاحبقران نے عیارون پر تاکید فرمائی ہے کہ اس نقابدار
کا پتا لگاؤ کہ یہ کون ہے اور کہان سے آتا ہے اسم اعظم بھی صاحبقران کا نہین ہے وہان اژدر سیہ سر
برابر نقارۂ رزمی بجوائے جاتا ہے ہم نہین لیتا ہے تیار رہا ہے تلاش جاتے ہین اور پھر واپس آتے ہین
لیکن حال طیفور یا دیگر گرد کا عرض کیا جاتا ہے کہ آج جو نقابدار سرداران اسلام کو مطیع بنا کر واپس ہوا
طیفور بھی ساتھ ساتھ روانہ ہوا دیکھا کہ جاتے جاتے نقابدار ایک باغ مین پہونچا اور دروازہ باغ پر
ٹھہر گیا جو نگہبان وہان کھڑے تھے اُنھین حکم دیا کہ فلان فلان کے سوا اگر کوئی اندر آنے لگے تو اسکو
آنے نہ دینا یہ کہکر نقابدار داخل باغ ہوا سب سردار بھی داخل باغ ہوے طیفور یا دیگر گرد کہ سردار اسپ
بنار شتم کے گھوڑے کا سائیس بنا ہوا ساتھ تھا اس وجہ سے یہ بھی داخل باغ ہوگیا اندر باغ
کے دیکھا کہ ایک قصر رفیع الشان بنا ہوا ہے قصر کے نیچے بہت سے درجے ہین سب سردار ایک ایک درجہ
مین داخل ہوے پھر بھی بہت سے درجے خالی رہ گئے اب نقابدار نے قصر کے سامنے دو تیرے
اسکے قیام کیا سب سردار آکر جمع ہوے بزم آراستہ ہوئی ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا یہ رنگ دیکھ کے طیفور فکر
کرنے لگا کہ کیونکر حال اس نقابدار کا معلوم ہو کیونکہ اگر چہ صحبت برخاست ہوئی سب سردار اپنی اپنی خوابگاہ مین جاکر محو خواب
ہوے اور نقابدار ایک بنگلہ مین کہ ایک درجہ مین گیا لباس اتار مسہری پر لیٹ رہا طیفور اسی فکر
مین ٹہل رہا تھا کہ کیونکر حال نقابدار کا دریافت کرون کہ دیکھا ایکبار پردہ بارہ دری سے خواص کے اری
سوسن اری سوسن پکارتی ہوئی کمرے سے باہر آئی سوسن حاضر حاضر کہتی ہوئی دوڑی سنبل
نے کہا کہ اے سوسن ملکہ آفاق نے ارشاد کیا ہے کہ آج کی رات کوئی چور آئیگا اور سرمایۂ زندگی ہمارا
چرا لیجائیگا بہت ہوشیار رہنا وہ چوہنہ جو ملکہ کے سرہانے رکھا ہے اُسمین سے کچھ ہو تو شاید
ملکہ کی آنکھ لگ جائے سوسن نے کہا کہ اُسمین کیا ہے سنبل نے کہا کہ ایسی ننھی ننھی باتین کرتی ہے
جیسے کہ تو ناواقف ہے اور کچھ جانتی ہی نہین ارے وہی آئینہ اور شیشہ ہے جسمین اسم اعظم حمزہ کا بند
ہے اور آئینہ کرامات ہے ملکہ کو جو دیکھتا ہے وہ مطیع ہو جاتا ہے یہ سنکے سوسن نے کہا کہ اچھا میری
بہن ذرا ٹھہر جا تو مین جا کر اپنی کوٹھری بھی تو سنبھال آؤن ایسا نہو اور میری کوٹھری لٹ جائے
تو مین کہین کی نہ رہونگی سنبل اسی جگہ ٹھہری رہی اور سوسن بھاگی ہوئی گئی یہ سب باتین طیفور
سن رہا تھا بس جیسے ہی سوسن پلٹ کے آئی سنبل تو اپنی طرف روانہ ہوئی اور سوسن اُس
کے کمرے کی طرف چلی طیفور نے پشت پر سے آکر آواز دی کہ بہن سوسن ذرا میری بھی سنتی جاؤ
سوسن نے کہا کون طیفور ایک عورت کی شکل بنا ہوا سامنے آیا اور کہا کہ ہمارے واسطے بھی ملکہ سے
سفارش کرنا شاید وہ ہمین نوکر رکھ لین اور لو یہ نشانی ہماری اپنے پاس رہنے دو سوسن نے سر سے
پاؤن تک دیکھ کر کہا کہ تم کون ہو کہا مین سنبل کی خالہ زاد بہن ہون ملکہ کا قاعدہ یہ ہے کہ وہ ایک گھر کے
دو آدمی نوکر نہین رکھتین ورنہ میری بہن خود سعی کر دیتی تم اس بات کا اظہار نکرنا کہ یہ سنبل کی بہن
ہے پوچھا نام تمھارا کیا ہے کہا مجھکو استرن کہتے ہین یہ کہکر استرن نقلی نے ایک ڈبیا دی اور کہا کہ نشانی
میری یہی ہے اسمین ایک ایسی چیز ہے کہ دیکھو گی تو بہت خوش ہوگی سوسن نے اس ڈبیا کو کھولا تو کھولتے ہی
بقہ بیہوشی اڑا اور سوسن چھینک مارکر بیہوش ہوگئی طیفور نے جلدی سے سوسن کو تو اٹھا کر کسی

گوشۂ باغ میں ڈال دیا اور آپ سوسن کی شکل بنکر اندر گھر کے داخل ہوا تو دیکھا کہ نمود جادو مسہری
پر لیٹی ہوئی ہے کہا اے سوسن تو نے بڑی دیر کی سوسن نے کہا کہ کیا کہوں سنبل کی باتوں میں اُلجھ گئی تھی
کیا خیر آج کی رات کھٹکے کی ہے اور مجھپر نیند کا غلبہ ہے ذرا اس صندوقچہ سے ہوشیار رہنا سوسن نے کہا
کہ اسکی کنجی تو آپکے پاس ہے نہ کہاں میرے گھر بند میں بندھی ہوئی ہے سوسن نے کہا کہ آپ آرام سے سوئیے اطمینان رکھیے کیا مجال
ہے کسیکی کہ صندوقچہ کی طرف نظر اُٹھاکے بھی دیکھ سکے یہ کہکر پاؤں دبانا شروع کیے نمود جادو پر تو خواب گران طاری ہوا تھوڑے سے
عرصہ میں نقارۂ خواب بلند ہوئی پس طیفور نے اپنی جگہ سے اٹھکے بغل سے کسوت عیاری نکالی اور اسمیں
سے ایک آئینہ اور ایک شیشہ نکالا اور کچھ عیاری میں بیہوشی رکھکر دماغ میں نمود جادو کے پھونک
دی نمود جادو بالکل بیہوش ہو گئی اب طیفور نے کنجی ازاربند سے کھولی اور صندوقچہ سے شیشہ اسم
اعظم اور آئینہ نکالکر اپنے قبضہ میں کیا اور ویسا ہی آئینہ اور شیشہ صندوقچہ میں رکھکر گھر سے نکلا
اور سائیس بنکر اصطبل میں آیا گھوڑا لیجانے لگا کیونکہ صبح قریب تھی وہاں سوسن کو جو ہوش آیا تو اپنے
آپ کو گوشۂ باغ میں پایا جلدی سے اٹھی اور گھر میں نمود جادو کے آئی اسکو یہ ڈر لگا تھا کہ
بی بی خفا ہوں کہ تو اتنی دیر کہاں رہی اور نمود جادو تو سوسن نقلی کو دیکھ ہی کے سو لی تھی جب
نسیم سحری چلی تو نمود جادو کو ہوش آیا دیکھا سوسن جاگ رہی ہے نمود جادو نے شاباشی دی
اور لباس پوشاک زیب جسم کر کے نقاب درست کر کے احتیاطاً صندوقچہ کو کھولکر دیکھا تو اسمیں شیشہ
اور آئینہ موجود پایا بس حسب معمول سرداروں کو ساتھ لیکر باغ سے نکلی اور جانب حرب گاہ
روانہ ہوئی طیفور سائیس بنا ہوا ساتھ ان کے نکل آیا وہاں صبح کو دونوں لشکر میدان میں آکر صف آرا
ہو ہی چکے تھے کہ گرد اڑی اور نقاب دار آئینہ پوش بھی پہونچا لیکن آج اژدر سیہ سر کی میدان داری کا
روز تھا اژدر میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا منتظر اس طرف سے کوئی واسطے مقابلے کے
نہ نکلا تھا کہ طیفور پہونچا اور صاحبقران کے کان میں کچھ کہا تبھی اسی وقت صاحبقران نے
اشارہ کیا طیفور نے میدان قرق کیا صاحبقران مرکب کو بڑھا کر سامنے تخت بادشاہ کے آئے
علم اژدہا پیکر کو جلوہ دلا بادشاہ اسلام نے تخت اپنا رکھوا دیا اور صاحبقران کا سر سینے سے
لگا کر ارشاد فرمایا کہ آپنے یہ کیا غضب کیا کہ مقابلہ کو اس مکار کے نکلے اسم اعظم آپ کو فراموش
ہے آپ کے لشکر لیجانے سے فوج بے سالار ہو جاتی گی صاحبقران نے فرمایا کہ لشکر آ دعا
رکھیا اب اگر میں اس وقت میں بھی نہ نکلونگا تو عالم مجھکو کیا کہیگا بادشاہ اسلام نے بمشکل اجازت دی
اس وقت صاحبقران عالی شان مرکب پر سوار ہوکر مقابلہ کو اژدر سیہ سر کے گئے ادھر طیفور نے
جلد سے وہ شیشہ توڑ ڈالا جسمیں اسم اعظم صاحبقران بند تھا وہاں اژدر سیہ سر نے نعرہ کیا کہ اے
صاحبقران زمان کسی سردار سے آپکا سامنا پڑا تھا ورنہ آپ اسقدر ترقی نہ کر سکتے دیکھا
آپنے کہ میں نے کس طرح سرداران اسلام کو زیر کیا ہے جس سردار کو آپ نے تین روز میں زیر کیا تھا اُسے
میں نے ایک روز میں اسیر کر لیا اسی سے اپنی اور میری قوت کا فرق سمجھ لیجئے صاحبقران نے فرمایا
کہ او ملعون تجھے شرم نہیں آتی کہ ایک ساحرہ کے بل پر تو اپنے کو سپاہی کہتا ہے لا ضرب بہادری
کی ابھی معلوم ہو جائے کہ میں کتنا ہوں اور تو کتنا ہے یہ سنکے اژدر سیہ سر نے نیزہ مارا بس صاحبقران
نے چند طعن میں نیزہ اژدر سیہ سر کے ہاتھ سے نکال دیا اژدر سیہ سر نے بل کھا کر تلوار کمر سے
کھینچ لی صاحبقران نے بھی تلوار کھینچ لی رد و بدل ہونے لگی صاحبقران نے اثنائے شمشیر زنی میں

ہاتھ کلائی پر اژدر سیہ بیسر کی ڈال دیا او جھٹکا مارا کہ تلوار چھین لوں ممکن نہوا بس چپکے چپکے اسم اعظم پڑھنا
شروع کیا ظہور سے یہی بات چپکے سے کہی تھی کہ میں نے تشبیہ اسم اعظم توڑ ڈالا ہے اور اژدر سیہ بیسر
میں قوت سحر ہے آپ مقابلہ کے وقت اسم اعظم پڑھتے رہیے گا بس اسم اعظم پڑھتے ہی قوت سحر سلب ہوگئی
اصلی قوت اژدر سیہ بیسر کی باقی رہ گئی اسی وقت امیر ربیع نے دوسرا ہاتھ بڑھا کر گرز زنجیر کا بند مضبوط پکڑ
کے جو زور کیا تو اژدر سیہ بیسر کو اٹھا لیا اور اچھال دیا گرتے وقت تلوار سے جو رنگ لگائی کیا نعش اژدر سیہ بیسر
کی زمین پر گری یہ دیکھکر نمود جادو یعنی نقابدار آئینہ پوش کو حیرت ہوئی غصہ میں مرکب کو جھپکا کر سامنے
صاحبقران کے آئی اور پکاری کہ مجھ سے تو سامنا کر وہ آئینہ نقلی پیشانی پر اسکے نصب تھا صاحبقران پر
کوئی اثر نہوا فرمایا تلوار کمر سے کھینچکر مجھ سے مقابلہ کر یہ تیری شعبدہ بازی مجھ پر نہ چلیگی نمود جادو نے شمشیر
سحر کمر سے کھینچی صاحبقران پر وار کیا امیر ربیع چپکے چپکے اسم اعظم پڑھتے رہے وار نمود جادو کا رد
کرکے جو ہاتھ تیغہ خارا شگاف سلیمانی کا مارا تو نمود جادو کے بھی دو ٹکڑے ہوے بس مرتے ہی نمود جادو
کے قیامت برپا ہوئی جو سرداران اسیر سحر تھے وہ بیہوش ہو گئے ہمراہیان اژدر سیہ بیسر لاش اپنے سردار
کی لیکر حصار لقیہ کی طرف بھاگے یہاں جبتک لاش نمود جادو کی تڑپتی رہی اس وقت تک ایک
قیامت برپا رہی آتش باری و برف باری ہوئی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی ہوا نام نمود جادو و بود جیفہ مردیم
و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب روشنی ہوئی تو سرداران اسلام بھی ہوش میں آئے اور ملازمان
نمود جادو رومال سے ہاتھ باندھکر خدمت صاحبقران میں حاضر ہوے اور عرض کی کہ ہمیں آپکی
اطاعت منظور ہے صاحبقران نے سبکو کلمہ تلقین فرمایا یہ سب کے سب از سر صدق مسلمان ہوے جو
قیدی انکے تحت میں تھے ان سبکو بھی رہا کرکے لے آئے صاحبقران نے سبکو نوکر رکھ لیا سحر سے
توبہ کرائی اور لاش نمود جادو کی مزبلہ پر پھنکوادی بعد اسکے جشن کرکے تیاری سفر کا حکم دیا اب
ان سبکو تو تیاری سفر میں مصروف رکھا جاتا ہے اور یہاں سے

چند کلمے داستان مصیبت نشان ملکہ مہجبین گل لالہ پوش شاہزادی طلسم لالہ زار سلیمانی معشوقہ ایرج نوجوان کے بیان ہوتے ہیں تباہی آنا طلسم لالہ زار پر تباہ ہونا مہجبین گل لالہ پوش کا راستے میں مصیبتیں پیش آنا اور پیدا ہونا دو شاہزادوں کا اور پرورش پانا شہر ربیعہ میں اور ذکر خروج کفار و باقی حالات متعلق

داستان ہذا مخمس

جسکا اسکی اوڑھنی میں دشمن پوشاک تھا — آستین و جیب و داماں و گریباں چاک تھا
آنکھی جب موت دم میں سارا قصہ پاک تھا — سوز دل سے نالہ پر سوز آتشناک تھا
بجھ گئی جب آگ پھر کچھ بھی نہ تھا کیا خاک تھا

اس سے پہلے تو نہیں ایسا میں حسرتناک تھا — دل سے جاتے ہی جو دیکھا لا کیا گھر خاک تھا
واہ کیا جادو تھا اور واہ کیا چالاک تھا — لے گیا دل چھین کر ایسا کوئی سفاک تھا
طرہ طرار تھا یا غمزہ بیباک تھا

کام اگر میخوار رکھتے جز و کل سے باغ مین   جی نہ لگتا بلبلون کے شور و غل سے باغ مین
بادہ نوشون کی خوشی تھی جام و مل سے باغ مین   کیا غرض تھی میکشون کی سیر گل سے باغ مین
تاک مین انگور کے ہر ایک زیر تاک تھا

ان زمین و آسمان کے ڈھنگ دیکھو تو سہی   اور انکا میل انکی جنگ دیکھو تو سہی
دیکھکر ہو جاؤگے تم دنگ دیکھو تو سہی   انقلاب دہر کے نیرنگ دیکھو تو سہی
لہلہاتا سبزہ ہی جیسے خس و خاشاک تھا

جان لیتا ہی تو کر لے امتحان زندہ ہین ہم   دیکھ اتنا ہی پھر جو آسمان زندہ ہین ہم
ای صنم جب وقت تک ہی تن مین جان زندہ ہین ہم   شکل جسمانی کا جبتک ہی نشان زندہ ہین ہم
ماہئی جب خاک مین یہ خاک پھر کیا خاک تھا

جی گیا اور آسنیہ پھوڑا رکھتے ہی سینہ پہ ہاتھ   آبلہ ہر ایک پھوڑا رکھتے ہی سینہ پہ ہاتھ
کر دیا سینے کو پھوڑا رکھتے ہی سینہ پہ ہاتھ   خون تک دل کا نچوڑا رکھتے ہی سینہ پہ ہاتھ
واہ وہ دزد حنا کیا ہاتھ کا چالاک تھا

اٹھ سے ہی ایسے ستم ایجاد کی الفت کا نام   تجھ سے ہی مجروح تھا جنون آباد کی غربت کا نام
چاک دامن سے ہی سمجھا ناشاد کی وحشت کا نام   عشق شیرین سے ہوا فرہاد کی محنت کا نام
ورنہ کوہ بیستون بھی ایک کاواک تھا

ہوش کی ہوا سے کلیم اسکو نہ تھا استغنی   مستی کہتے ہین کسکو اور کیسا استغنی
ایسا کیون کرنے لگا وحشت کا سودا متقی   گو بظاہر وہ نہ زاہد تھا نہ وہ تھا متقی
عاشق صادق تھا عشق سینہ چاک تھا

بیاالشیدای ہمدم راستان یکہ تاز آدم برسر داستان یہ واضح رائے ناظرین والاتمکین ہو کہ جس وقت گرشاسپ زمان یعنی شاہزادہ ایرج نوجوان طلسم لالہ زار سلیمانی کو فتح کر کے پھرے تھے تو ملکہ مہ جبین گل لالہ پوش اور اسکی وزیرزادی دونون حاملہ تھین شاہزادی کو ایرج نوجوان کا حمل تھا اور وزیرزادی کو شاہ نور شیر دل کا حمل تھا چندروز اسکے بعد مرتیخ جادو وزیر نکوہرام نے آکر بادشاہ طلسم کو اسیر کیا اور بعضے کہتے ہین کہ قتل کر ڈالا اور طلسم پر اپنا قبضہ کیا ملکہ مہ جبین گل لالہ پوش اپنی وزیرزادی کو لیکر نکل گئی طلسم کا رنگ دگرگون ہو گیا خاندان شاہی کے لوگ تباہ و برباد ہو گئے مرتیخ جادو بادشاہ بن بیٹھا لیکن ملکہ مہ جبین گل لالہ پوش جو وہان سے بھاگی کچھ زر و جواہر ساتھ لے لیا تھا وزیرزادی اسکے ساتھ تھی دونون پورے دنون سے تھین راستہ چلنا سخت دشوار تھا ایک تو شاہزادی کبھی پیدل پھرنے کی کاہے کو عادی تھی علاوہ اسکے حاملہ دونون نے منہ پر خاک ملی صورت اپنی بگاڑی مگر چاند پر خاک ڈالنے سے کہین چھپتی ہی حسن ان دونون کا مثل شمع فانوس کے نمودار تھا ٹھوکرین کھاتی ہوئی ایک صحرا مین پہنچین وہان ایک قافلہ اترا ہوا تھا دریا کے کنارے ناوین لگی ہوئی تھین لوگ سوار ہو رہے تھے وزیرزادی نے کہا کہ ای ملکہ آفاق اسی قافلے کے ساتھ جہاز پر سوار ہو کے نکل چلئے ملکہ نے ارشاد کیا کہ ای وزیرزادی ایسا نہو کسی مرد کی نظر بد ہم پر پڑے کیونکہ اسوقت ہماری عزت کا بچانے والا کوئی نہین ہی جسکے رعب سے یہ لوگ دست اندازی سے باز رہینگے وزیرزادی نے عرض کی کہ ای ملکہ کیا مجال ہی کسیکی کہ آپ کی طرف نظر بد سے دیکھ سکے

اپنی نیت پاک چاہیئے عورت کا خدا نگہبان ہے اور اگر اس قافلہ کے ساتھ نہ چلیگا تو گرفتار ہو جانے کا بھی
خوف ہے علاوہ اسکے ایسا نہو کوئی درندہ گزندہ اذیت پہونچائے ملکہ کے بھی ذہن میں آگیا فرمایا خیر بہتر ہے
جو تیری رائے ہو وہ کر وزیرزادی نے اہل قافلہ سے پوچھا کہ سالار قافلہ کون شخص ہے انھوں نے کہا کہ
اسعد شامی سوداگر کا یہ قافلہ ہے وہ سامنے سوداگر کرسی پر جلوہ گر ہے یہ سنکے وزیرزادی سامنے
اسعد شامی کے آئی اور فرمایا کہ ہم گردش فلک کے ستائے ہوئے ہیں اگر آپکا کوئی ہرج
نہو تو ہمیں بھی اپنے جہاز پر سوار کر لیجئے جہاں جہاز کا لنگر ہوگا وہاں ہم بھی اتر جائینگے یہ سن کے اسعد شامی
نے سر سے پاؤں تک دیکھا اور اپنے آدمیوں سے کہا کہ اس عورت کو بھی جہاز پر بٹھا لینا وزیرزادی نے کہا
کہ ایک عورت میرے ساتھ اور بھی ہے اسعد شامی نے کہا اسے بھی بلا لو وزیرزادی نے کہا کہ ابھی اسکے بلانے
کی کیا ضرورت ہے اسعد شامی خاموش ہو رہا جس وقت تمام قافلہ سوار ہو چکا تو یہ دونوں شاہزادی اور
وزیرزادی بھی سوار ہوئیں لنگر جہاز کا اٹھا اور جہاز روانہ ہوا اسعد شامی نے جو وضع اور قطع وزیرزادی
کی دیکھی تھی تو شیفتہ حسن ہو گیا تھا چاہتا تھا کہ کسی طرح یہ میرے دام تزویر میں پھنس جائے چنانچہ اسنے
اسی مصلحت سے وزیرزادی کو سوار ہونے کی اجازت دی تھی جب اطمینان ہو گیا کہ جہاز کا لنگر اٹھ گیا تو اسنے
ایک دلالہ سے کہا کہ وہ عورت جو تجھے جہاز پر سوار ہونے کی اجازت خواہ ہوئی تھی اسے میرے وصل پر راضی کر دے
دلالہ گئی اور یہاں اسنے شاہزادی کو دیکھا تو اس سے زیادہ حسین پایا جا کے سوداگر سے بیان کیا دوسری
عورت اس سے زیادہ حسین ہے یہ سنکے سوداگر مشتاق ہوا اور جس مقام پر یہ دونوں بیٹھی ہوئی تھیں آیا اور
پلٹ گیا دلالہ سے کہا کہ اگر تو اس عورت کو مجھسے رضامند کر دیگی تو بہت کچھ انعام دونگا اور بجز کوئی امر
کرنا بے لطفی سے خالی نہیں ہے یہ سنکے دلالہ کو طمع دامنگیر ہوئی کہا کہ میں جا کر ابھی رضامند کیے دیتی ہوں یہ کہکر
اس مقام پر آئی جہاں یہ دونوں بیٹھی ہوئی تھیں دلالہ نے آکر سلام کیا اور عرض کی کہ کیوں بیبیو تم کہاں کی
رہنے والی ہو اور کہاں جانے کا قصد رکھتی ہو یہ سنکے شاہزادی نے فرمایا کہ اے بی بی بخت میں شاہزادی ہوں
طلسم لالہ زار کی زوجہ ہوں اس شخص کی جو گرشاسپ زمان ایرج نوجوان ہے لیکن تقدیر کی گردش
نے اس تباہی میں ڈالا ہے کہ شوہر میرا اپنے عزیزوں کے ساتھ کشور کشائی میں مصروف ہے میرے
حال کی اسکو خبر نہیں یہ میری دوسری وزیرزادی اور میرے بھائی کی زوجہ و معشوقہ ملکہ ناطقہ نام جو مہرخ جادو
کی دختر ہے مجھ سے چھوٹ گئی اور مہرخ جادو و بہرام نے آکر طلسم کو جلایا ہے انکا خدا پرستوں کا ستیزہ جدال
کیا ہے عزیزوں کو قتل کرنا شروع کیا میں جان اپنی بچا کر بھاگ نکلی نہ رستہ سے واقف ہوں
نہ کوئی راہبر ساتھی ہے خواہش میری یہ ہے کہ کسی طرح اپنے شوہر تک پہونچ جاؤں یہ سنکے وہ دلالہ ہنسی
اور کہا کہ بیوی عقل کے ناخون لو تم ناتجربہ کار اور نادان ہو ان مردوں کی ذات بیوفا ہوتی ہے تم بھی
کس کے فراق میں پڑی ہو شوہر تمہارا اور شاہزادہ دیوان مزے کرتا ہوگا تم اسکے لیے ٹھوکریں کھاتی
پھرتی ہو اسے ایسا ہی خیال ہوتا تو تمھیں چھوڑ کے کیوں جاتا اپنے ساتھ کیوں نہ لیتا جاتا مرنے پر
مرتے ہیں راہ چلتے پر نہیں مرتے ہیں ان مردوں کا وتیرہ یہی ہے کہ ایک جوتا پاؤں سے اتارا دوسرا
چڑھا لیا خصوصاً یہ خدا پرست اور وہ بھی بڑے آدمی کہ جب دیکھا اسی کے گرویدہ ہو گئے جب
امید لیا اپنے قبضہ میں کر لیا تو دوسرے باغ کی ہوا کھانے لگے مجھے بھی میرا شوہر بہت جلایا کرتا تھا
آخر میں نے تو اسے چھوڑ دیا اور دوسرا کر لیا جب وہ بھی بدذاتی کرنے لگا تیسرا کر لیا غرضکہ اسی طرح
اپنی جوانی عیش سے کاٹ دی رنج کرے ہماری بلا بقول شاعر تم نہیں اور سہی اور نہیں اور سہی +

اگر ایک ہی پر بیٹھی رہتی جوانی تو کیسی زندگی خراب ہو جاتی اب ان خیالات کو دور کرو سوداگر نے جیسے تمہاری شکل دیکھی ہے
جان دیتا ہے مرتا ہے روپیہ پیسا سمجھی کچھ نہیں مرد نوجوان بھی ہے تم بھی اسکے ساتھ اپنی زندگی آرام سے گذارو کن
خیالوں میں پڑی ہو مثل سچ کہی ہے کہ بال گیا احوال گیا رنڈی کے درکا خیال گیا یہ باتیں اس لکاتہ کی سنکر
شاہزادی کو نہایت غصہ آیا چہرہ سرخ ہو گیا فرمایا جیسی تو چھنال ہے ویسا ہی ہر ایک کو سمجھتی ہے مرد کا جوہر یہی
ہے کہ ایک پر نہ بیٹھی رہے اور عورت کی صفت یہی ہے کہ ایک کے نام پر زندگی بسر کر دے وزیرزادی
نے کہا کہ ملکہ اور ہم دونوں پورے دنوں سے ہیں ہم کسی کے کام کی نہیں ہیں اور مصیبت زدہ
ہیں ہمارے ستانے سے کیا فائدہ دلالہ نے جاکر سوداگر سے بیان کیا کہ وہ رضامند تو نہیں ہوتی ہیں اور
عذر کرتی ہیں کہ ہم پیٹ سے ہیں لیکن جاینگی کہاں مثل مشہور ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا اگر خوشی سے نہ منظور کرینگی
جبر سے مانینگی سوداگر نے کہا کہ جبر میں لطف نہیں دلالہ نے کہا کہ جبر ایک ہی دفعہ کرنا پڑیگا جب آن
ٹوٹ جاینگی اپنی شرم کو آپ نباہینگی سوداگر نے کہا اگر پیٹ سے ہیں تو ہونے دو ان سے کہو کہ مجھے
یہ بھی منظور ہے میں خداپرست نہیں ہوں جنکے مذہب میں زن شوہردار بغیر طلاق کے حلال ہی نہیں ہو سکتی
میں سارلق پرست ہوں جو جاگتی جوت کا خداوند ہے اسکا حکم یہ ہے کہ ہر عورت کو مرد کے واسطے
اور مرد کو عورت کے لیے خلق کیا ہے اور اسلیے نہیں پیدا کیا ہے کہ اپنی زندگی کو خراب کرے کسیکو خالی بیٹھنا
نہ چاہیے اگر تین روز مرد عورت کی خبر نہ لے تو نکاح سے باہر ہے دلالہ نے مذہب سارلق کی شرع کو
اسکو سمجھایا ملکہ کو نہایت غصہ آیا بال سر کے کھول دیے اور بد دعا کی کہ خداوندا ہم ناموس اس شخص
کی ہیں جسکو تو نے بہت بڑی عزت عطا کی ہے اب تو ہی اسکی عزت کا نگہبان ہے یا تو اس سوداگر سے جان
اور آبرو ہماری بچا دے یا ہمکو دنیا سے اٹھا لے کہ شاہی سے فقیری کے درجے کو پہونچ گئے اب عصمت میں
بھی داغ لگا چاہتا ہے اس زندگی سے تو موت بہتر ہے کہ اک ادنے ادنے سا سوداگر ہم پر جبر کرنا چاہتا ہے اور
ہم اسکا کچھ نہیں کر سکتیں یہ کہکر زار و قطار رونے لگی بس اسکا رونا تھا کہ زمین تھرا گئی اسقدر شور جو دریا میں
گرے پانی میں تلاطم پیدا ہوا آہ کی شرکت سے ہوا طوفانی ہوئی دریا میں تلاطم آیا منڈھے اچھلنے لگے
جہاز کروٹیں لینے لگا باد مخالف نے لیجا کر اک کوہ سے ٹکرا دیا جہاز پرچے پرچے اڑ گیا اور تمام مال و اسباب
غرق ہو گیا بہت سے لوگ اس دلالہ سمیت غرق ہو گئے یہ دونوں ایک تختہ پر بہتی ہوئی چلیں سوداگر نے دعا کی کہ
خداوندا اگر مذہب خداپرستی برحق ہے تو مجھے بھی اس طوفان سے نجات دے میں عہد کرتا ہوں کہ اب ان
عورتوں پر جبر نہ کرونگا بلکہ دین اسلام اختیار کرونگا اور غلامانہ طور سے انکی خدمت کرونگا اسکی دعا بھی
مستجاب ہوئی کہ یہ بھی اک تختہ پر بہکر کنارے جا نکلا مال و اسباب تو پہلے ہی غرق ہو چکا تھا کچھ لوگ جو باقی
تھے ڈوبنے سے بچکر کنارے نکلے کوئی تیر کے نکلا کوئی تختہ پر بہکے آ گیا سوداگر نے سب کو فراہم
کیا اور وہاں سے پتا شہر سارلقیہ کا دریافت کر کے خشکی کے رستے سے چل نکلا دیکھیے یہ کہاں پہونچتا ہے
اور کیا ہوتا ہے لیکن اول حال ملکہ مہ جبین گل لالہ پوش اور اسکی وزیرزادی کا سنیے کہ یہ دونوں جو
ایک تختہ پر بہتی تھیں کنارے پر لگیں تھوڑی دور چڑھ چکا تھا دونوں آہستہ آہستہ چلیں جاتی تھیں ایک
مقام پر پہونچیں کہ وہاں اک چشمہ پانی کا تھا اور گرد اسکے چند درخت سبز لگے ہوے تھے یہ دیکھکر ان کے دم میں دم
آیا دیکھا کہ نہایت نفیس ایک تختہ سنگ مرمر کا کنارے اسکے نصب ہے یہ مرتے گرتے وہاں تک پہونچیں کہ
دفعتہً شاہزادی کو درد زہ عارض ہوا یہ اسی سنگ مرمر کے تختہ پر لیٹ گئی وزیرزادی نے جو یہ حالت
شاہزادی کی دیکھی پاس آ بیٹھی پیٹ سہلانا شروع کیا اسی وقت لڑکا پیدا ہوا چشمہ کا پانی تھا زیت

آفتاب سے کسیقدر گرم ہوگیا تھا وزیرزادی نے بچے کی نال کاٹی اور اسے پانی سے نہلا دھلا کر لٹا دیا ساتھ ہی
اسکی بھی وہی حالت ہوئی شاہزادی اسکا پیٹ سہلانے لگی اسکے یہان بھی لڑکا پیدا ہوا وزیرزادی بےحال
ہوگئی تھی شاہزادی کا مزاج کسیقدر درست ہوچلا تھا اب اسنے اٹھ کے بچے کو نہلایا دھلایا پشواز مین
لپیٹ کے لٹا دیا نال چھکے سے کاٹی اور بہت روئی کہ جو حالت کنیزون اور والیون کی ہونی تھی وہ
ہماری ہوئی خیر اگر خدا عزت بچائے تو ہر حال مین شکر ہے وہ بھی خالقیت خدا ہین ہین ہم بھی اسیکے مخلوق
ہین یہ بھی اسکی مہربانی ہے کہ بادشاہ کے گھر مین پیدا کر دیا ہم شہزادی کہلاتے ہین ورنہ وہان سے سب ایک
حالت پر ہین بنی و دو گوش آسمین وزیرزادی نے کہا کہ ای ملکہ رنج نہ کیجئے مصیبت ذکات زندگی
ہے جب وہ وقت نہ رہا تو یہ وقت بھی نہ رہیگا بڑی دیر تک یہ دونون اسی سنسان گھر کی چٹان پر لیٹی رہین
جب دن کم رہا تو وزیرزادی نے شاہزادی سے عرض کی کہ ای ملکہ اس جنگل مین ہزار طرح کے خوف
ہین مین جاتی ہون اگر یہان سے کوئی گاون قریہ قصبہ قریب ہوا تو وہان کوئی مکان کرایہ کا لیکر
آپکو لیچلونگی وہان کچھ تو راحت ملیگی شاہزادی نے فرمایا کہ تیرے جانے سے میرا دل دھڑکتا ہے
اگر یہی ارادہ ہے تو مجھکو بھی لیچل وزیرزادی نے عرض کی کہ آپ مین اب پیدل چلنے کی حالت نہین ہے مین
سواری بھی لیکے آؤنگی اور آپکو سوار کرکے راحت سے لیچلونگی اک ذرا دیر تنہائی کا رنج اٹھانا پڑیگا
جبتک ان لڑکون سے دل بہلائیے مین ابھی گئی اور ابھی آئی روپیہ پیسا سب کچھ موجود ہے لیکن یہان
بیکار ہے شاہزادی نے بمجبوری گوارا کیا وزیرزادی جلدی جلدی قدم بڑھاتے ہوے چلی کہ کسی طرح
شام سے پہلے پلٹ آؤن سامنے اک گاؤن سا معلوم ہوتا تھا اسی طرف چلی اب وہ وقت ہے کہ آفتاب
قریب غروب ہے غول کے غول آہوون کے چراگاہون سے پلٹے ہوے اپنی اپنی کھوہ کی طرف جا رہے
ہین شیر چیتے تیندوے شکار سے پیٹ بھرے ہوے اپنے مسکن کی طرف چلے جاتے ہین ایک
چیتا بھوکا چلا آتا تھا اسکو شکار نہ ملا تھا نظر اس چیتے کی وزیرزادی پر پڑی اسنے بھی اسے آتے دیکھا
گھبرائی ادھر ادھر جو نظر کی تو نہ کوئی درخت نظر آیا جسکی آڑ پکڑتی نہ کوئی نشیب سوجھا کیونکہ چٹیل میدان
تھا چیتے نے اسکو دیکھتے ہی ڈکارلی اور حملہ کیا اس نازنین عورت کی کیا بساط تھی گر پڑی چیتے نے اسکو
پھاڑ کھایا اب آفتاب غروب ہونے لگا تو شاہزادی بھی چلی آکر وزیرزادی کو آواز دیکر پکارا کہ اب شام
ہوچکی ہے ہمین کسی مقام پر آگ روشن کرکے رات گزار دینی صبح کو دیکھا جائیگا اسی خیال سے یہ چند
قدم آگے بڑھ کر پکاری کہ بس اسکی آواز سنتے ہی وہی چیتا پلٹ پڑا اور آکر شاہزادی پر بھی حملہ آور
ہوا اور اسکو بھی پھاڑ ڈالا اور دونون کا تھوڑا تھوڑا گوشت کھا کر صحرا کی طرف راہی ہوا لاشین
بھی ان دونون کی کوئی اٹھانے والا نہ تھا معاذ اللہ دنیا بھی کیا مقام عبرت ہے ان پروردگان ناز و نعمت
کا کیسا انجام ہوا ہے گردش فلک دون نے کیا سلوک کیا کہ کہان سے کہان لا کر کس حالت کو پہنچایا
جو باقی گوشت تھا وہ بھی صحرائی جانورون نے کھا لیا صرف استخوان باقی رہ گئے اور وہ بچے پتھر کی چٹان پر
پڑے رو رہے تھے ادھر لاشین انکی ماؤن کی اس حال خراب سے پڑی ہوئی تھین مگر پروردگار
عالم جو چاہتا ہے کرتا ہے جسطرح شداد کو اسنے بھیڑئیے کے پیٹ مین پلوایا اسی طرح انکی پرورش
کی صورت بھی نکلی کہ ایک شیرنی اس طرف بھی آنکلی جہان یہ دونون لڑکے پڑے ہوے اپنی
اپنی مان کے واسطے زبان حال سے رو رہے تھے چونکہ شیرنی کے دو بچے ابھی پیدا ہوکے
پیدا ہوتے ہی مر گئے تھے اسنے جو ان بچون کو دیکھا چاہنے لگی اور اٹھا کر اپنے بھٹ مین لیگئی

اور اپنا دودھ پلا پلا کے پالنا شروع کیا یہ تو اس طرح پرورش اس شہزادی کے ذریعہ سے پا رہے ہین —

لیکن اوّل کچھ حال شہر زرینہ کا سنیے

کہ خورشید زرین کمر یہان کا بادشاہ ہی نہایت بہادر اور صاحب اقبال ہی لیکن مذہب بقا پرستی رکھتا ہی اور ایک وزیر اسکا منجم بے نظیر ہی کہ نام اسکا سہیل اختر شناس ہی بادشاہ اسکے احکام نجوم پر کاربند رہتا ہی ایک روز سہیل اختر شناس نے عرض کی کہ ای شہریار اب وہ زمانہ قریب ہی کہ ستارہ اقبال آپ کا اوج پر آئے اور ابتدا اسکی شکارگاہ سے ہوگی کل کا دن واسطے شکار کے آپ کے حق مین بہت بہتر معلوم ہوتا ہی خورشید زرین کمر نے کہا کہ ای وزیر خوش تدبیر ہر چند کہ تو آج تک کسی حکم مین تیرے فرق نہین آیا لیکن یہ حکم جو تو نے آج لگایا ہی کہ آپکو صحرا سے دو لڑکے ملینگے اور انکے نام عالم مین آپکا نام ہوگا یہ میری سمجھ مین نہین آتا جسکا لڑکا ہوتا ہی اسکا نام ہوتا ہی مثل مشہور ہی کہ ہاتھی پھرے گانوں گانوں جسکا ہاتھی اسکا ناؤں سہیل اختر شناس نے عرض کی کہ بجا ہی لیکن خدا جس صورت سے چاہے ترقی عنایت کرے یہ کوئی اجارے کی بات نہین ہی جسکے باپ مان کا پتا نہوگا تو جو اسے پرورش کریگا وہی باپ کہلائیگا اور اولاد کی خواہش اسلیے ہوتی ہی کہ نام چلے پھر اگر اولاد نالائق ہوئی تو اور نام بدنام ہوا اور اگر اولاد لائق ہوئی تو نام ہوا بادشاہ نے وزیر کے کہنے کے موافق سامان شکار کے درست ہونے کا حکم دیا اور دوسرے روز قراول بقاول وغیرہ کو ساتھ لیکر موافق ہدایت منجم ایک جانب روانہ ہوا صید و شکار کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ ایک [illegible] سے ایک آہو نظر آئے بادشاہ نے اسکے آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالا آہو بھاگا جاتے جاتے آہو ایک کوہ مین جا کر غائب ہوگیا اور ایک جھاڑی سے انسان کے لڑکون کے رونے کی صدا کان مین آئی بادشاہ ادھر ادھر دیکھنے لگا اس وقت فیسر کی شکار کے واسطے کہین گئی ہوئی تھی بچون نے دیر سے دودھ نہ پایا تھا تو رو رہے تھے دیکھا بادشاہ نے کہ جھاڑی ہل رہی ہی اتنے مین بادشاہ کے ہمراہی بھی مع وزیر کے آ گئے خورشید زرین کمر نے سہیل اختر شناس سے کہا کہ دیکھو اس جھاڑی سے دو لڑکون کے رونے کی آواز چلی آتی ہی سہیل اختر شناس نے عرض کی کہ جلد ان لڑکون کو لے چلیے بس در مقصد ہاتھ آیا اور شکار پر آنے کا ثمرہ پایا یہی لڑکے ترقی سلطنت کا باعث ہونگے اور جو آفت آئیگی اسکو دفع کرینگے یہ سنکے بادشاہ ملازمون سمیت اندر اس جھاڑی کے آیا تو دیکھا کہ دس برس دن کے لڑکے چاند کی صورت جھاڑی مین بیٹھے ہین لڑکے ان لوگون کو دیکھکر متعجب ہوئے بادشاہ نے ملازمون سے اشارہ کیا کہ اٹھا لو ایک شخص جو اٹھانے کی غرض سے آگے بڑھا تو ایرج کے لڑکے نے اسکی ٹانگ پکڑی اور سٹالور کے لڑکے نے چکمت مار کر بوٹی نوچ لی اس وقت خورشید زرین کمر نے جھکا دیا اور دست شفقت سر پر پھیرا یہ لڑکے چپ ہو رہے بادشاہ نے ان دونون کو گود مین لیا پیار کیا اور وہان سے [illegible] سوار ہوا جسوقت کنارے دریا کے پہونچکر کشتیون پر سوار ہوا تو وہان شہزادی [illegible] ایسے مقام پر آئی لڑکون کو نہ پایا بس بیتاب ہوکے دوڑی ادھر گئی ادھر گئی پتا نہ لگا کہ کیا ہوئے دریا کے کنارے بھی اس وقت پہونچی کہ کشتیان بہکر وسط دریا کو چلی گئی تھین دیکھا [illegible] کہ چند انسان ان بچون کو لیے ہوے کشتیون پر سوار [illegible] جاتے ہین [illegible] دریا [illegible]

اور دھار لگاتی ہوئی چلی کشتیون پر سے لوگون نے تیر مارنا شروع کیے یہانتک کہ دو تیر اسکی دونون آنکھون پر پڑے
شیرنی سر ٹپک ٹپک کے غرق ہوگئی خورشید زرین کمر بچون کو لیے ہوئے خوشی خوشی اپنے شہر
مین آیا انا مین نوکر ہوئین اور ان دونون کی پرورش ہونے لگی اسی سال بادشاہ کی بی بی حاملہ ہوئی اسکے
ایک لڑکی پیدا ہوئی سہیل اختر شناس نے عرض کی کہ ایک سعادت تو ان لڑکون کی یہی ظاہر ہوئی
کہ آپ لاولد تھے خدا نے آپکو صاحب اولاد کیا بادشاہ نہایت خوش ہوا چند دن بعد دودھ بڑھائی
ہوگئی جب یہ سات سات برس کے ہوئے تو انکی تربیت و تعلیم ہونے لگی تو دس برس کے سن مین
فارغ التحصیل ہوگئے مگر چونکہ دست و پا انکے نہایت قوی اور پرزور تھے وزیر کی راے سے تعلیم
فن سپہگری کی بھی ہونے لگی ایرج کے فرزند کا نام طہمورث شیر بہادر اور شاپور کے فرزند کا نام لاہور
شیر دل رکھا گیا لیکن ان دونون کے حرکات و سکنات مین بہت فرق تھا طہمورث پڑھنے لکھنے کی
صحبت مین زیادہ بیٹھتا تھا اور لاہور آوارہ مزاجون کے ساتھ زیادہ پھرا کرتا تھا کبھی کبھی جنگلے پر بیٹھا ہوا
کبھی ڈاکوؤن اور چورون کے ساتھ پھرا کرتا ہو ظاہر بظاہر طہمورث کے ساتھ فن سپہگری کو بھی حاصل کرتا تھا
لیکن پوشیدہ طور پر فن عیاری کو سیکھا کرتا تھا چند روز مین دونون ایسے طاق و مشاق ہوگئے
کہ اپنے استادون سے بڑھ گئے ایک روز کا ذکر ہے کہ بادشاہ کا فیل مست چھوٹ گیا اور اسنے رعایا کو
پریشان کرنا شروع کیا بادشاہ کو خبر ہوئی چونکہ یہ فیل بادشاہ کا بہت پیارا تھا یہ حکم تھا کہ فیل کو مار ڈالو
فیل نے ہزارون کو مار ڈالا یہ غوغا سن کے طہمورث شیر بہادر نے خورشید زرین کمر سے عرض کی کہ
اگر حکم ہو تو مین جاکر اس فیل کو یہین آپکے سامنے لاکر باندہ دون بادشاہ نے کہا کہ ای فرزند یہ نہ ہوگا
طہمورث نے عرض کی کہ حضور اندیشہ نکرین جانور کی بھی یہ مجال ہو کہ آدمی پر غالب آسکے بندگان خدا
کا ناحق خون ہو رہا ہی یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا اتنے مین دیکھا تو بازار [illegible] ہو اور وہ فیل مست اودھر کو جھومتا چلا آتا ہی کہ
جو آدمی رستے مین ملگیا اسکی قضا آگئی جسکو سونڈ مین لپیٹ کر مارا اسکا چور چور ہوگیا بس طہمورث نے ڈانٹا
کہ کہان جاتا ہی ٹھہر ہاتھی سونڈ اٹھا کر طہمورث کی طرف چلا طہمورث شیر بہادر کھڑا رہا جب فیل نے طہمورث کو
ٹکر مارا طہمورث نے ہاتھ سے سونڈ پکڑ لی اور اپنی طرف اس زور سے کھینچی کہ ہاتھی چیخنے لگا
بس طہمورث جست کر کے فیل کی پشت پر پہونچا اور رانون سے دبانا شروع کیا جب ہاتھی شرارت کا قصد
کرتا تھا طہمورث لنگر مار کے دبا دیتا تھا بادشاہ بالاخانہ پر سے یہ تماشہ دیکھ رہا تھا جب طہمورث نے
ہاتھی کو دم بہ لیا تو کان پکڑے ہوئے زیر قصر بادشاہ لے آیا بادشاہ نے کہا ای فرزند اسے
لیجاکے بندھوادو طہمورث نے اسکو لیجاکے فیل خانہ مین بندھوا دیا بادشاہ نہایت خوش ہوا
فرزند پر سے تصدق اتروایا گلے سے لگایا اب سن طہمورث کا چودہ برس کا ہوا اور حسن ملکہ ناہید
حور جمال دختر خورشید زرین کمر کا تیرہ برس کا ہوا اور اسکے حسن کا شہرہ ہوا بادشاہ کو عقد کی فکر
ہوئی سہیل اختر شناس نے کہا کہ ای شہریار آپ ملکہ کے عقد کی فکر نہ کیجیے اسکا اختیار شاہزادی
کو دیجیے جہان وہ مناسب جانین وہان عقد ملکہ کا کردین یہ سنکر بادشاہ خاموش ہو رہا

لیکن اب کچھ حال خروج سکندر آئینہ پرست کا تحریر کیا جاتا ہی غزل بر آغاز کلام

لہو تو آنکھون سے بہ رہا ہی شراب ہم لیکے کیا کرینگے
جگر تو سینے مین جل گیا ہی کباب ہم لیکے کیا کرینگے

حرام اگر ہی بغیر دلبر تو ہوش مین ہم رہین نہ کیونکر
بہشت مین جام کوثر شراب ہم لیکے کیا کرینگے

ہوئی ہی قاصد کو ایک مدت نہ ابتک آیا ہی سخت وقت
مزے کرین کیون نہ آج شب بھر ابھی نہین آئی جو صبح
نہ لیکے دل پھیر وقت آخر کہ تو ہی اچھی طرح سے ماہر
خط اسکو قاصد فقط سنائے وناہ ہرگز نہ لکھنے پائے
نہ کر علاج اور کچھ ہمارا کہ ہمکو نظارے سے غش آیا
ہی طرفہ تقسیم تیری ساقی کہ اب فقط دردی ہی باقی
کہا جب ہوگا حشر برپا علی کے دامن کو تھام لونگا

جواب جب دیگی بصارت جواب ہم لیکے کیا کرینگے
کچھ اور بوسے دے اے ستمگر حساب ہم لیکے کیا کرینگے
سمجھ تو اپنی جہان کا پھر عذاب ہم لیکے کیا کرینگے
جواب کے بدلے خود ہی آئے جواب ہم لیکے کیا کرینگے
پسینہ کافی ہی تیرے رخ کا گلاب ہم لیکے کیا کرینگے
بروں کو تو نے بلائی اچھی خراب ہم لیکے کیا کرینگے
کہیگا خالق کہ تمنے بخشا حساب ہم لیکے کیا کرینگے

سہ ابزم سخن طوطی خوشنوا + بدین زمزمہ شد ترنم سرا + راوی بیان کرتا ہی کہ رمان شاہ بن لاجورد شاہ بن زبرجد شاہ نے شہر راتنیہ مین پرورش پائی اور سکندر آئینہ پرست نے اسکو پرورش کیا جب رمان شاہ سن تمیز کو پہونچا تو سکندر آئینہ پرست نے اسکو سمجھایا کہ یہ ممکن ہی کہ مین تجکو بھی مثل تیرے دادا کے خداوند بنا دون مگر اسکا انجام اچھا نہین ہی بہتر یہ ہی کہ تو آئینہ پرستی خود بھی اختیار کر اور اس مذہب کو رواج دے جس وقت تک دنیا مین آئینہ پرستی باقی رہیگی اس وقت تک تیرا نام بھی عالم مین باقی رہیگا تیرے دادا نے دمامہ جادو کے بل پر دعواے خداوندی کیا جب دمامہ جادو مار ڈالی گئی اس وقت ساری خداوندی بگڑ گئی اور آئینہ پرستی کسی وقت موقوف نہین ہوسکتی نہ اسکی قلعی کھل سکتی ہی اور سکندر آئینہ پرست نے ایک دیو کو اپنا مطیع بنایا ہی کہ نام اسکا عنطاق کوہ پیکر ہی مگر اسنے نام اسکا اپنے عہد مین سوار قدرت مشہور کیا ہی جب کوئی معرکہ پڑتا ہی تو یہ دیو بصورت انسان ہوکر نقاب دار سیہ پوش بنکے آتا ہی اور مقابلہ کرتا ہی رفتہ رفتہ سکندر آئینہ پرست نے بہت سے ملک تسخیر کر لیے اور وہین آئینہ پرستی کو رواج دیا ایک روز دربار سکندر آئینہ پرست کا آراستہ ہی رمان شاہ تخت حکومت پر بیٹھا ہی کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ حضور کوئی سوداگر حاضر ہی سکندر نے کہا بلالو سوداگر حاضر ہوا ہر ایک ملک کے مشہور اور عمدہ چیزین دکھائین سکندر نے اور رمان شاہ نے بہت سی اشیا نادرہ خریدین چونکہ شہر زرینہ نہایت مشہور تھا رمان شاہ نے خود پوچھا کہ کوئی تحفہ شہر زرینہ کا تمھارے پاس نہین ہی سوداگر نے عرض کی کہ شہر زرینہ کا ایسا نادر تحفہ ہی کہ آپ اسکو دیکھکر ان سب تحائف سے زیادہ خوش ہونگے یہ کہکر ایک تصویر نکال کے دی یہ تصویر ملکہ ناہید حور جمال کی تھی بس نظر جو رمان شاہ کی جمال عدیم المثال پر ملکہ کے پڑی محو ہوگیا اور سوداگر کو بہت سا انعام دیکر تصویر لے لی سوداگر نے عرض کی کہ آپ تصویر کو دیکھکر کیا شاد ہوے ہین اگر حضور چاہین تو صاحب تصویر بھی آپکو مل سکتا ہی یہ ملکہ دختر ہی بادشاہ شہر زرینہ کی اب سن اسکا تیرہ برس کا ہی یہ سنکر رمان شاہ نہایت خوش ہوا اور اسی وقت ایک نامہ بنام خورشید زرین کمر تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے بادشاہ زرینہ مین نے تصویر تمھاری دختر کی دیکھی مجکو نہایت پسند آئی خوشا نصیب تمھارے کہ خداوند زبرجد شاہ کا پوتا تمھاری دختر کا خواستگار ہو لہذا تمکو چاہیے کہ شادی اپنی دختر بلند اختر کی میرے ساتھ کردو اسمین تمھاری افزونی عزت ہی کہ تم اک خداوند زادے کے خسر کہلاؤگے اور تمھارا نواسا خداوند زادہ مشہور ہوگا یہ نامہ ترتیب دیکر کوہ دیا اور وہین یا وہ گوچالیس ہزار سوار سے جانب شہر زرینہ روانہ ہوا جس وقت قریب شہر زرینہ کے پہونچا اور خورشید زرین کمر کو معلوم ہوا کہ نامہ دار رمان شاہ آتا ہی اپنے سرداروں کو

واسطے استقبال کے بھیجا لوگ گئے اور زوبین یادہ گو کو استقبال کر کے لائے بادشاہ نے دنگل
اسکے بیٹھنے کو عنایت فرمایا زوبین یادہ گو بیٹھ گیا اور نامہ پیش کیا بادشاہ نے نامہ پڑھا اور وزیر کے
ہاتھ مین دیدیا وزیر نے زوبین کی طرف مخاطب ہو کے کہا کہ اختیار اس شادی کا ملکہ کے بھائی کو ہے
یہ جسکے ساتھ مناسب جانینگے عقد کر دینگے زوبین طیمور شیر پرور کی طرف مخاطب ہوا کہ آپ کیا کہتے ہین
طیمور شیر پرور نے فرمایا کہ اول تو ہمارے اور رمان شاہ کے مذہب مین اختلاف ہے کہ وہ
آتش پرست اور یہان کے لوگ لقا پرست ہین اگر رمان شاہ بھی لقا پرست ہوتا تو خیر علاوہ
اسکے مین اپنی بہن کی شادی اس شخص سے کرونگا جو زور و طاقت مین مجھ سے بہتر ہو یا مثل میرے یہ شادی
کسی طرح ہو نہین سکتی یہ سنکر زوبین یادہ گو نے کہا کہ دیکھیے اپنے نیک و بد کو سمجھیے ایسا نہو کہ
رمان شاہ کو غصہ آ لے اور وہ بجبر آپ سے ملکہ کو چھین لے اسلیے کہ بڑے بڑے پہلوان
نامی و گرامی اسکے ملازم ہین سب سے بڑھ کر سوا ارقدر ہے جو خود خداوند آتش پرستی کے لقب سے مشہور
ہے یہ سنکے طیمور شیر پرور کو غصہ آگیا جواب دیا کہ تو ایلچی ہے یا رسول ہے جو پیام تجھے کہا گیا تھا وہ
تو نے کہدیا جو ہمنے جواب دیا ہے وہ اپنے بادشاہ سے کہدینا شاہون کے امور شاہ جانین تجھ کو دخل در معقولات
کا کیا حق حاصل ہے یہ سنکے زوبین یادہ گو خاموش ہو رہا اور جواب تحریری لیکر جانب شہر روانہ
روانہ ہو گیا بعد روانہ ہونے زوبین یادہ گو کے خورشید زرین کمر دل مین ڈرا کہ ایسا نہو بہت
لشکر کشی کی جائے تیسری فوج رمان شاہ کی فوج سے کیا لڑسکیگی رنگ رو اسکا متغیر ہو گیا
یہ حالت جو خورشید زرین کمر کی طیمور شیر پرور نے دیکھی فرمایا کہ آپ اسقدر کیون ترسان ہین اگر وہ
فوج کشی کریگا تو کیا ہوگا وہان زوبین یادہ گو جو سامنے رمان شاہ کے پہونچا تو اسنے سب باتون کو بڑھا کر
کہا اور جواب تحریری بھی دکھایا بس رمان شاہ کو غصہ آیا کہا کہ اجلال دلاوتن کو بلاؤ اسی وقت اجلال
دلاوتن حاضر ہوا بہت بڑا سردار زبردست ہے اور ایک لاکھ سوار سپاہ اسکے ہمراہ ہے رمان شاہ نے اس سے
کہا کہ تو اپنی فوج لیکر شہر زرینہ پر جا اور ملکہ کو مع سر خورشید زرین کمر کے لیکر حاضر ہو خبردار بغیر ملکہ کو
لیے واپس نہ آنا اجلال دلاوتن اسی وقت اپنی کرگدن پر سوار ہوا اور جام رخصت پیکر لشکر مین آیا
تیاری کا حکم دیا دوسرے روز کوچ کر کے طرف شہر زرینہ کے روانہ ہو گیا وہان خورشید زرین کمر نے
پہلے سے ہرکارون کو لگا رکھا تھا قبل اسکے کہ اجلال دلاوتن پہونچے ہرکارون نے آکر اطلاع دی کہ
اجلال دلاوتن ایک لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے آتا ہے خورشید زرین کمر نے سہیل اختر
شناس سے کہا کہ اب کیا کرنا چاہیے سہیل نے عرض کی کہ حضور خوف کیون کرتے ہین ابتدا تو
بری ہے لیکن انجام جنگ اچھا معلوم ہوتا ہے خورشید زرین کمر نے بھی لشکر کو قلعہ سے نکالا
اس وقت شاہزادہ طیمور شیر پرور موجود نہ تھا واسطے صید و شکار کے گیا ہوا تھا یہان زیر قلعہ
زرین حصار لشکر خورشید زرین کمر کا خیمہ زن تھا کہ ناگاہ از پردۂ بیابان گردے برخاست
مگر گرد تیرہ و خیرہ سر گرد سپہر آسمان رسیدہ دریاے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان خاکی نمودار
ہوا ز سم ستوران دران پہن دشت زمین شش شد و آسمان گشت ہشت لوگون کی
نگاہین لڑی ہوئی تھین کہ ناگاہ ایک ہوا نے بار گرد کو گرد نے ہٹایا اور دامن گرد شگافتہ ہوا اول گرد سے
سو علم نشانہ ایک لاکھ سوار کا نمودار ہوا [illegible] زرنگاری ہوا سے لہرا رہے تھے نیچے ان کے ہمراہ
آہنی نصب تھا [illegible]

پشت پر فوج جرار سامنے لشکر خورشید زرین کمر کے آکر خیمہ زن ہوا لشکر اترنے لگا خیمہ خرگاہیں لڈیاں
قلندریاں بر پا ہونے لگیں بازار لشکر کی کھل گئی اجلال دلوتن اپنے خیمہ میں داخل ہوا اور اسنے ایک
نامہ بنام خورشید زرین کمر تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای فرمانروائے شہر زرینہ آپ کے وزرائے
سلطنت کیسے ہیں جو امور مملکت کے نیک و بد سے آگاہ نہیں کرتے برابر ہونے سے بھی جہانتک
باشتی کام نکلتا ہی بگاڑتے نہیں ہیں نہ کہ آپ اس شخص سے آ الجھتے ہیں جو اس وقت نائب خداوند
آئینہ کے لقب سے مشہور ہی ہاتھیوں سے گنّے کھانا اچھا نہیں ہی بہتر یہ ہی کہ بابک کو میرے ساتھ کر دو
تو اب بھی میں رمان شاہ کو سمجھا بجھا کے غصہ اسکا فرو کردونگا اور اگر لڑیئے گا نتیجہ اسکا یہی ہوگا کہ دختر
تو ہر طرح رمان شاہ کی خدمت میں پہونچیگی آج عزت سے بی بی بنکے پہونچتی ہی کل اسیر غل و زنجیر
مثل کنیزوں کے جائیگی آپکو سلطنت تو کیسی جان و آبرو بچانا مشکل ہو جائیگی ایک ایک میں آپکی کل
فوج کے لیے کافی ہوں علاوہ میرے سوار قدرت یعنی نقابدار سبز پوش وہ بلاسے بیدریاں ہی کہ
اسکا جواب و نیسوا الابردہ و بنیا پر خداوند آئینہ نے خلق ہی نہیں فرمایا یہ سب لکھکر نامہ ایک سوار کے ہاتھ
خورشید زرین کمر کے پاس روانہ کیا جس وقت نامہ خورشید زرین کمر کو پہونچا اور خورشید
مضمون نامہ سے آگاہ ہوا تو دل میں ڈرا اور سہیل اختر شناس سے کہا کہ تمھاری کیا رائے ہی سہیل نے
عرض کی کہ میں تو کہہ چکا کہ انجام میں فتح کا سہرا آپ ہی کے سر ہی اور اگر بابک کو دیدیجیے گا تو بڑی خرابی
میں پڑجائیے گا بلکہ رمان شاہ کی قسمت میں نہیں ہی اسکا وارث کوئی اور ہی ہی نہ آپ کا اس
حرکت پر آپ سے ناراض ہو جائیگا تباہی میں پڑ جائیے گا خورشید نے اسطرح وزیر جواب جنگ
تحریر کر دیا جس وقت یہ جواب باصواب اجلال دلوتن کو پہونچا کہ ہم ہرگز دختر کو نہ دینگے تو جس کام کے
واسطے آیا ہی اسمیں تامل نہ کر تو اسنے نقارہ رزمی بجوادیا پھر خورشید زرین کمر کو ہاتھ کی بہالن
بھی کوس حربی نوازش میں آیا دونوں لشکروں میں تیاری جنگ ہونے لگی گشت کے سوار پھرنے لگے
رات بھر دونوں جانب بیدار باش اور ہوشیار باش کی صدائیں بلند رہیں جب وہ وقت آیا کہ ستارے
جھلملا جھلملا کر غروب ہونے لگے شمعیں بے نور ہوئیں نسیم سحری نے چراغوں کو فضول جانکر گل کردیا
نور سحری ہر طرف پھیل گیا دونوں لشکر میدان مصاف میں ہم آکر صف آرا ہوے تبرداروں نے نکل کر
جھاڑی جھنڈی کاٹ کر میدان کو صاف کیا بیلداروں نے پستی و بلندی زمین کو ہموار کیا سقوں نے
آب پاشی کرکے گرد کو بٹھالا میدان کو مثل آئینہ کے مصفا کردیا اور صفین لشکر کی آراستہ ہوئین
نقیب نقابت کرکے ہٹ گئے پس اجلال دلوتن اشقر گردن ابلق کو اڑا کر میدان میں آیا سراپا
میدان کا دکھلایا نیزے کے ہاتھ نکالے جس وقت عرق عرق ہو لیا تو آواز دی کہ ای خورشید زرین کمر
لے اب جسکے بل پر تمنے رشتہ محبت کو قطع کرکے ہم سے مخالف ہوا ہی اسے بھیج میرے مقابلہ کو یہ سنکے
مہندس پیلتن لشکر سے نکلا اور خورشید سے اجازت لیکر سامنے اجلال دلوتن کے آیا بعد گفتگو
بسیار نیزہ بازی ہوئی اجلال نے چند ہی طعن میں نیزہ ہاتھ سے مہندس پیلتن کے نکال دیا مہندس
پیلتن نے تیغ خفیف ہولتنی کمر سے کھینچی اور سر اجلال پر وار کیا اجلال نے تھر اسکی دستہ ساطور سے
روک کر ساطور گران سنگ کا مارا مہندس نے سپر کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا مگر ساطور مہندس کی سپر کو
کھولا سپر کے پار گئی سپر کے دو ٹکڑے ہوئے ساطور سر تک پہونچا اجلال نے جھٹکا مارا کہ خود کو کاٹتا
ہوا کھلی ساطور کا تا ودا ابرو اتر گیا مہندس نے دانستہ ہاتھ مار کے پکڑ لی ساطور سر سے ... ہوا اور ہاتھ زخمی

کی باہر آئی غشی طاری ہوئی اجلال نے آواز دی کہ لیجاؤ اسکو لوگ آئے اور ڈھونڈھ کر تن کو اٹھا لے
ڈالا سے لے گئے اجلال دیوتن نے پھر مبارز طلب کیا حارث مغفرلن مقابلہ کو گیا یہ بھی ضرب ساطور
سے زخمی ہوا اضارب مغفرلن نکلا یہ بھی زخمی ہوا اسفندر گردن کش نکلا مارا گیا تھوڑا دن باقی تھا
کہ تمام سرداران شہر زرینہ کا خاتمہ ہو گیا بہت سے مارے گئے بہت سے زخمی ہوئے اب اپرا بندہ اور
کوئی نکلنے والا نہیں کہ یہ خبر شکار پر شاہزادہ طہمورث شیر سردار کو پہونچی کہ آپ کے ملک پر اجلال دیوتن
نے چڑھائی کی ہے بہت سے سردار زخمی ہوئے بہت سے قتل ہو گئے ہیں یہ سنتے ہی
طہمورث شیر سردار نے وہیں سے اسلحہ جنگ تن پر آراستہ کیا اور بالک کو مرکب کی شہر زرینہ کی طرف
پھیرا یہاں اجلال دیوتن نعرے مار رہا تھا کہ بھیجو کسیکو پر اب نہ تھا کوئی نکلنے والا نہ تھا اجلال کہہ رہا تھا
کہاں ہے خورشید زرین کمر اب بھی دختر کو سوار کر کے بھیج دے تو تیرا ملک اور جان بچتی ہے ورنہ اب میں
لوٹ آیا چاہتا ہوں خورشید پریشان تھا سہیل اخترشناس ساعتوں کا شمار کر رہا تھا کہ بہت کم ساعات
کے گذر جانے میں باقی ہے کہ یکایک جانب صحرا سے بگولہ گرد کا اٹھا اور اس بگولے سے شاہزادہ
طہمورث شیر سردار پیدا ہوا آتے ہی نعرہ کیا کہ او ملعون کیا جھک مارتا ہے چند سرداروں کو قتل اور زخمی کر کے
تو نے سمجھ لیا کہ اب شہر زرینہ میں کوئی لڑنے والا باقی نہیں رہا ہم اپنی قوت بازو سے کھیل پر سلطنت
کرتے ہیں اجلال دیوتن کی نظر جو شاہزادہ پر پڑی آواز دی کہ او طفل جا تیرے کھیلنے کے دن ہیں تو
مجھ سے کیا مقابلہ کرے گا بہتر یہ ہے کہ اپنی بہن کو سوار کر کے میرے ساتھ کر دے ورنہ بہت بے عزتی کے
ساتھ گرفتار کر کے لے جاؤنگا بھلا شاہزادے کو اس کلام کے سننے کی تاب کہاں تھی کوڑا اٹھایا اور آواز دی کہ او ملعون
گلے کھال دار لٹکا دونگا اگر ایسے سخن گستاخ تو نے کہے لا دریہ اپنا دکھوں تو کیسا ہے اجلال کو غصہ آگیا تھا
اسنے نیزہ مارا طہمورث شیر سردار نے نیزہ کو نیزے پر لگا لیا تھا طعنیں چلنے لگیں رد و بدل ہونے لگی خورشید
زرین کمر نے دل تھام لیا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے یہ فرزند اس دلو پیکر سے لڑتا ہے خدا ہی جان اسکی بچائے
ادھر سہیل اخترشناس نے جو دیکھا کہ ساعت سعد آگئی خورشید زرین کمر کی طرف مخاطب ہو کر
عرض کی کہ اب حضور پریشان نہ ہوں ساعت فتح آگئی اور معلوم ہوا کہ سہرہ فتح و نصرت کا آپ کے
فرزند ہی کے سر کے واسطے ہے وہاں سنانوں سے سنانیں لڑ رہی تھیں تلواروں سے تلواریں پڑ رہی
تھیں لڑتے لڑتے شاہزادہ طہمورث شیر سردار نے ایک بند ایسی خوبصورت کی اور ہلا کر کے
بانیہ کر جھٹکا مارا کہ نیزہ مانند تیر شہاب کے ہاتھ سے اجلال دیوتن کے چھوٹ کر بلند ہوا لشکر خورشید
سے تحسین و مرحبا کی صدا بلند ہوئی اور اجلال دیوتن نیزہ برابر آپ خجالت میں غرق ہو گیا آواز دی
کہ او طفل غضب کیا تو نے کہ نیزہ اس شخص کے ہاتھ سے جدا کیا کہ جو اس وقت رستم زمان
اور اسفندیار دوران کے لقب سے مشہور ہے خیر کہاں جائیگا بچ کر میرے ہاتھ سے کہ ضرب ساطور
میری تیرا اجل کا پیمانہ ہے یہ کہکر اسنے وہی ساطور سومن کا ساطور زن آلودہ جس سے بہتیں سرداران کو
زخمی اور قتل کر چکا تھا سر شاہزادہ طہمورث شیر سردار کے لگایا طہمورث شیر سردار نے مرکب کو اشارہ کیا
اور زیر بغل ہو کر ہاتھ دستہ ساطور پر ڈالدیا اور جھٹکا مارا کھینچ کر لنگر ضرب کا کچھ قوت طہمورث کی سر
ترتیب تھا کہ اجلال دیوتن الٹے شتر مرکب کے نیچے آپڑتے لیکن اجلال بھی ایسا پہلوان
زمانہ تھا کہ اسنے لنگر اپنا سنبھالا اور ساطور بھی ہاتھ سے چھوڑا اب نیزہ بد ہونے لگا اسی کشمکش
میں قریب لنگروں کی تا سیاہ بو کے پیچھے کر کے دونوں جانب سے روشنی آگئی ہر چند کہ راست کے مقابلہ

کا دستور نہ تھا لیکن اجلال دیوتن نے یہ خیال کیا کہ اگر اسے بھی اسیر کروں تو کل دعا وا کر کے جنگ کا
خاتمہ ہی کر دوں اور خورشید زرین کمر اپنے فرزند کے لیے پریشان تھا اسنے کہا بھی کہ رات کے مقابلہ
کا دستور نہیں ہے لاہور شیر دل نے کہا کہ آپ بیٹھے دیکھئے دخل نہ دیجئے دیکھئے تو ہوتا کیا ہے جب
لڑا ہے تو رات کیسی اور دن کیسا اس وقت پر ایسی خورشید خاموش ہو رہا آج طیمور پہلے پہل
لڑا ہے تو ایسے دیو خصال سے سامنا پڑا ہے اسکے دل کا خدا ہی حافظ ہے مگر طیمور شیر پرور شیرانہ
حملے کر رہا ہے جب اجلال دیوتن اسکے پیچھے پاؤں اٹھاتا ہے تو وہ بجلی کی طرح چمک کے صاف نکلتا ہے
اور جب طیمور شیر پرور اجلال کو پکڑتا ہے تو وہ بھی ہاتھ پیر سے نکل جاتا ہے دونوں پیچ ہور ہے ہیں
جھٹ اکا کشتی کا بندھا ہوا ہے دیکھنے والوں کی جانیں لڑی ہوئی ہیں تمام رات کشتی رہی اور فیصلہ جنگ کا
نہوا صبح ہوگئی مگر پھر بھی علحدہ نہوئے دونوں طرف سے دو کاٹھ کے کٹہرے آگئے دونوں نے پیے اور پھر
مصروف تلاش ہوئے تھوڑے ہی عرصہ میں سارا دو دن بیت گیا تمام دن کشتی رہی قریب
شام اجلال دیوتن نے کہا او طفل تو باز سے یہ ہے کہ ابتک تیری سانس بھی نہیں پھولی یہ امر زور
آخر ہے کہ اگر کوہ بھی ہوتا تو اپنی جگہ سے ہٹ جاتا لے دیکھوں تو کہ تو اس سے کیونکر بچتا ہے یہ کہکر
اجلال دیوتن نے دونوں بازو طیمور شیر پرور کے پکڑ لئے اور سینے سے لگا کر جو زور کیا تو ساٹھ قدم
دوڑا لیگیا اور جھٹکا مارا کہ ایک گھٹنہ زمین سے اکھڑ گیا مگر وہیں سے طیمور نے لنگر قائم کیا اب
اجلال دیوتن نے ہر چند زنجیر پکڑ کے زور کیا کہ اٹھا لوں مگر ممکن نہوا پس طیمور شیر پرور نے
بھی آواز دی کہ اگر تو نے خاتمہ کا زور کیا تو میں بھی یہ آخری زور کرتا ہوں اگر تجھے اس زور میں نہ زیر
کر سکا تو چھوڑ دونگا یہ فرما کر بازو اجلال کے پکڑ لیے اور سینے سے لگا کر جو زور کیا تو گیارہ قدم
دوڑا لیگیا اور جھٹکا مارا کہ اجلال دیوتن اوندھے منہ سامنے آگیا بس دوسرے ہاتھ سے زنجیر کمر
پکڑ کے جو زور کیا تو پہلے ہی زور میں تا کمر اٹھا لایا اور دوسرے زور میں تا سینہ تیسرے زور میں سر سے
بلند کر کے زمین پر مارا کہ اجلال چاروں شانے چت گرا کود کے چھاتی پر آگئے اور کہا کیا کہتا ہے
اجلال دیوتن نے کہا کہ تجھکو تو نے زیر کر لیا سو از قدرت کا کیا کرونگا وہ تجھکو بھی یا نہ چھوڑے گا
اور تیری بہن کو بھی لیجا کر مانیگا خیر اُسکو انتظار کیے سر کر دونگا بس یہ سنتے کے جوش آیا شہزادہ طیمور شیر پرور
کو غصہ آیا تو اجلال دیوتن کو نامیں ہیں پھر کر اسے ہاتھ سے ضرب دیا اور اسکے ساتھ والوں سے کہا کہ اٹھا لیجاؤ
اسکو پھر ایسا نہ اجلال دیوتن کو اسکے دو انکو ٹکڑے اسکی لاش کے آگے اٹھا کر جانب شہر روانہ
ہوئے خورشید زرین کمر نے طیمور شیر پرور کو گلے سے لگایا اور فرزند پر سے زر نثار کرتا ہوا
داخل شہر زرنگار ہوا نقارہ شادیانی بجنے لگے ملکہ نے شاہزادہ طیمور شیر پرور کو محل میں طلب کیا
بلا گردان ہوئی تصدق اتروایا گو کہ ملکہ یہ سمجھتی اور جانتی تھی کہ یہ میرے بطن سے پیدا نہیں ہوا
ہے مگر اپنی دختر حقیقی سے کم نہ سمجھتی تھی اور اب محبت اور زیادہ ہوگئی اسلیے کہ جان و آبرو
مال سب اسی فرزند کے باعث سے بچا دشمن رد ہوا لیکن خورشید زرین کمر کی تشویش اور
زیادہ ہوگئی کہ اگر کسی نے جھگڑا کر سوا از قدرت تک ایسا رسپلوش اکو پہنچ دیا تو سردار خرف ہو جائیگا
وہ سکا گرفتار کر لیجائیگا اسنے اپنے وزیر پر تدبیر سے یہ صلاح کی کہ اس شہر سے مال و خزانہ لیکر
نکل جانا چاہیے یہ فرزند سلامت ہے تو اور کسی مقام کو فتح کر کے وہاں سلطنت قائم کر دیگا
جان ہے تو جہان ہے اور اگر یہیں رہے تو لہا لہار کے ہاتھ سے جان و مال کا بچنا دشوار ہے

سہیل اختر شناس نے عرض کی کہ اگرچہ ستارے آپ ہی کی فتح بتاتے ہیں مگر عقل نہیں قبول کرتی سوار
قدرت کے نام سے مجھکو بھی دہشت معلوم ہوتی ہے اتنے میں شاہزادہ طیمور شیر پرور محل سے باہر آیا
جو صلاح ہوتی تھی وہ شاہزادہ کے سامنے بھی بیان کی طیمور شیر پرور یہ سنکے چین بہ جبین ہوا اور فرمایا
کہ جسکو اپنی جان شیرین یا عزیز ہو وہ چلا جاے میں ہرگز نہ جاؤنگا اور اس سوار قدرت سے مقابلہ
کرونگا مجھے دیکھنا ہے کہ وہ کیسا ہے اور کتنا ہے یہ سنکے خورشید زرین کمر نے بہت سمجھایا اور کہا
کہ ای فرزند وہ انسان نہیں بلکہ کوئی بلا ہے اسی وجہ سے اسنے سیاہ پوشی اختیار کیا ہے طیمور شیر پرور
نے کہا کہ کچھ ہی کیوں نہو میں ضرور اُس سے مقابلہ کرونگا اور اس بلا کو ٹالونگا اگر مجھکو شکست ہوگی
تو خودکشی کرلونگا یہ سنکے خورشید زرین کمر ڈرا اور کہا کہ خیر تمہیں اختیار ہے لیکن اب اُس طرف
کا حال سنیے کہ وہاں امان شاہ اس انتظار میں بیٹھا تھا کہ اجلال دیوتن ملکہ کو لیے ہوئے آتا ہوگا
کہ اک مرتبہ دیکھا کہ سامنے سے لوگ سیاہ بیرقیں اٹھائے روتے اور پیٹتے چلے آتے ہیں جب قریب
ہو پہنچے تو پہچانا کہ لشکر اجلال دیوتن کے لوگ ہیں پوچھا ارے کیا ہوا اُن لوگوں نے بیان کیا
کہ تمام سرداران لشکر خورشید کو ہمارے سردار نے زخمی کیا مگر ہاتھ سے فرزند خورشید کے اسکی
یہ حالت ہوئی اور لاش کے ٹکڑے سامنے امان شاہ کے ڈالدیے امان شاہ نے کہا کہ اسکی
یہ حالت کیونکر ہوئی اُن لوگوں نے بیان کیا کہ ایک شب و روز کال کشتی رہی قریب شام فرزند
خورشید نے اسکو چیر کے پھینک دیا یہ سنکے امان شاہ متحیر ہوا کہ وہ کون شخص ہے جسنے اس
دیو پیکر کو چیر کے پھینک دیا لیکن اسی غم و غصہ کی حالت میں اسنے سکندر آئینہ پرست سے کہا
کہ اب سوار قدرت کو بھیج کہ یہ جنگ فتح کرا سکندر آئینہ پرست نے کہا کہ میں بھی اپنا فرزند
سمجھتا ہوں اور خود بھی یہی ارادہ ہوا تھا یہ کہکر سکندر نے دیو غنطاق کو طلب کیا جس وقت وہ حاضر ہوا
تو اس سے کہا کہ جاکر شہر زرینہ کو تباہ کردے اور شہر زرینہ کی شاہزادی کو لے آ کہ میرا فرزند اسپر
عاشق ہوا ہے یہ سنکے دیو غنطاق کوہ پیکر نے کہا کہ میں ابھی جاتا ہوں اسی وقت دیو غنطاق نے
ہیئت اپنی تبدیل کی اور نقابدار سیہ پوش بنکر جانب شہر زرینہ روانہ ہوا دس ہزار سوار صرف قیدیوں
کے واسطے ساتھ لے لیے تھے اور سامان اسیری بہت سا ہمراہ تھا یعنی ارابے ہتکڑیوں بیڑیوں
سے بھرے ہوے ساتھ تھے جس وقت یہ قریب شہر زرینہ کے ہوا تھا ہرکاروں نے خبر دی کہ سوار
قدرت یعنی نقابدار سیہ پوش آتا ہے یہ سنکے تمام شہر زرینہ میں تہلکہ پڑگیا لوگ جلاوطن ہونے لگے کہ اب
شہر پر تباہی آئی یہ ملک نقابدار سیہ پوش کے ہاتھ سے تاراج ہوگا جو یہاں رہیگا وہ تباہی میں پڑیگا
لہذا یہاں سے نکلجانا ہی اچھا ہے اور خورشید زرین کمر کا رنگ زرد بھی متغیر ہوگیا یہ حالت دیکھکر
شاہزادہ طیمور شیر پرور کو نہایت غصہ آیا کہ لوگ یہاں کے بزدل ہیں بس اسنے بھی دس ہزار سوار اپنے
ہمراہ لیے اور خورشید زرین کمر سے کہا کہ میں شکار پر جاتا ہوں شاید نقابدار آجاے تو اس سے
نامہ و پیام میں ایک دن ٹال دیجیے گا کل میں آجاؤنگا یہ کہکر دس ہزار سوار سے شہر سے نکلا اور
جس طرف سے نقابدار سیہ پوش کے آنے کی خبر تھی اسی جانب روانہ ہوا ادھر خورشید زرین کمر نے
سہیل اختر شناس سے کہا کہ اب جسکا خوف تھا وہ تو موجود نہیں ہے اگر وہ آجاے تو [illegible] گفتگو سے
آشتی کرنا [illegible] سہیل اختر شناس نے عرض کی کہ نقابدار بغیر لڑائی کے راضی نہوگا اور بے دخل شاہزادہ
کے ملاقات کریگا [illegible] وقت دیکھا جائیگا یہاں تو یہ گفتگو [illegible]

اور وہاں شاہزادہ طہمورث شیر پرور بھی طی مراحل و قطع منازل کرتا ہوا چلا جاتا ہی اور اُس طرف سے نقابدار سیہ پوش
چلا آتا ہی شاہزادہ طہمورث کو یہ فکر تھی کہ کسی طرح رستے ہی میں اس سے سامنا ہو جاوے اور یہیں نقابدار سے
فیصلۂ جنگ ہو جاوے تو بہتر ہو ایک مقام پر شاہزادے کو شام ہو گئی لشکر کو اُترنے کا حکم دیا بارگاہ
برپا ہونے لگی کہ فوراً جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا شاہزادہ سمجھ گیا کہ یہ آمد نقابدار سیہ پوش ہی جسوقت
دامنہ گرد شگافتہ ہوا تو نقابدار سیہ پوش یا دس ہزار سوار و پیدل کی جمعیت سے پہونچا نقابدار نے جو
یہاں لشکر اُترے دیکھا تو دریافت کرنے بھیجا اس سے معلوم ہوا کہ پسر خورشید زرین کمر کا لشکر ہی بس نقابدار
بھی اُتر پڑا کہ اس سے فیصلہ کر کے آگے بڑھنا چاہیے اسی کے لیے پسر خورشید زرین کمر اطاعت و نصف
دختر سے انکار کرتا ہی جسوقت یہ گرفتار ہو کے قبضہ میں آجائیگا تو پھر خورشید کو کچھ عذر و انکار باقی نہ رہیگا
بس نقابدار سیہ پوش نے صحرا میں اُترتے ہی طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر شاہزادہ طہمورث شیر پرور کو بھی پہونچی
بھی کوس حربی بجنے کا حکم دیا یہاں بھی نقارہ رزمی نوازش میں آیا دونوں لشکروں میں تیاریاں جنگ
کی ہونے لگیں ہرکارے یہ خبر لیکر خدمت میں خورشید زرین کمر کے روانہ ہوے اور جا کر عرض
کی کہ آپ یہاں کیا بیٹھے ہیں فلان صحرا میں نقابدار سیہ پوش اور آپکے فرزند سے سامنا ہو گیا
نقابدار نے طبل جنگ بجوایا ہی بس یہ سنکر خورشید بیتاب ہو گیا وزیر سے کہا کہ دیکھو اُسنے
ہمارے لوگوں کا دیکھا یہ حرکت کی کہ پوشیدہ طور پر جا کے رستے میں نقابدار کو روک لیا ہی سہیل اختر شناس
اب جو خدا دکھائیگا وہ دیکھینگے کہو کہ لشکر تیار ہو ہم بھی چلینگے اور اپنے فرزند کی لڑائی کا تماشہ دیکھینگے
یہ سنکے سہیل اختر شناس نے تیاری لشکر کا حکم دیا اُسی وقت فوج تیار ہوئی خورشید زرین کمر فوج کثیر
کو ساتھ لیکر جانب صحرا روانہ ہوا وہاں طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانۂ شب سے صبح برآمد
ہوئی چھوٹنے لگی نسیم بہار کے چلنے طائران خوش الحان اپنے اپنے آشیانوں سے نکل نکل کے شاخہاے
درخت پر بیٹھے اور بزبان بیزبانی مصروف حمد سبحانی ہوے دونوں لشکر میدان میں آ کر صف آرا ہونے
لگے اُس طرف نقابدار سیہ پوش اپنے دس ہزار سواروں سے صف آرا ہوا ادھر اسی طرح شاہزادہ
طہمورث شیر پرور فوج کو آراستہ کر کے کھڑا ہوا اس نقابدار نے آواز دی کہ اے فرزند خورشید زرین کمر کیا
تو ابتک مجھ سے ناواقف ہی جو تو نے میرے مقابلہ کا قصد کیا اور ابھی تاب [illegible] کو سمجھکر رفع شر کیا شاہزادہ
طہمورث شیر پرور نے ارشاد کیا کہ او ملعون میں تجھ سے اچھی طرح باخبر ہو چکا ہوں کہ تو کوئی بلا ہے یہ ہی لیکن
تجکو بھی پہچان لے کہ میں بلاکش ہوں اگر تو [illegible] تن داشی بدن ہی کہ حربہ تجھپر کارگر نہیں کرتا تو میں تجھے
چیر کے پھینک دونگا میں کسی مقابلہ میں بند نہیں ہوں نقابدار سیہ پوش نے کہا کہ مجھے تیرے
حسن اور کم سنی پر رحم آتا ہی تو اپنے دل کا حوصلہ نکال لے اگر میں تجھے زیر کرون اُس وقت تجھے تو [illegible]
کر دونگا فرمایا کہ اگر تو ساحر نہیں ہی اور زور بازو سے مجھے زیر کر لیگا تو مجھے بھی اطاعت میں عذر و انکار
نہوگا یہ سنکر نقابدار سیہ پوش نے مرکب اپنا بڑھایا میدان میں آیا بعد [illegible] نیزہ زمین پر
گاڑ دیا اور رخش کو آراستہ کر کے آواز دی کہ اے طفل حسین و بہادر آ کر آزمایش زور و قوت
کر لے بس یہ سنتے ہی شاہزادہ طہمورث شیر پرور نے مرکب اپنا بھی بڑھایا اور سامنے نقابدار سیہ پوش
کے آکر مرکب کو روکا نقابدار نے کہا کہ لا حربہ اپنا شاہزادہ طہمورث شیر پرور نے ارشاد کیا کہ پیشدستی
کو میری ہمت گوارا نہیں کرتی میں حق اپنی طرف سے لڑتا ہوں اگر میں [illegible] جاتا تو
سبقت کبھی کرتا یہ سنکے نقابدار سیہ پوش نے نیزہ اُٹھایا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ [illegible]

کہ حریف کو خود حربہ کرنے کا موقع دیتا ہی جیسے معلوم ہوتا ہی کہ اجل ہی تیری آگئی ہی یہ کہکر نیزہ مارا شاہزادہ نے
نیزہ کو نیزے سے پرکانٹھا طعن چلنے لگیں دیر تک رد و بدل رہی آخر شاہزادہ نے نیزہ نقابدار کے ہاتھ سے
نکال دیا پس نقابدار کو نہایت غصہ آیا اور اپنے گرز کو اٹھایا کہ ضرب اسکی ساٹھ سے چودہ سو من کی ہو جبھی
اسکی ضرب سے کوئی نہیں بچا ہی آواز دی کہ او طفل میں نے تو چاہا تھا کہ تجھے زندہ گرفتار کرکے لیجاؤں تجھے
حیف ہی قتل ہونے دوں لیکن تو نے مجھکو سر میدان ذلیل کیا اب تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا ورنہ تو ہمیشہ مجھکو نظر
حقارت سے دیکھے گا یہ کہکر گرز کو سر سے چرخ دیا اور خبردار خبردار کہکر سر شاہزادہ طہمورث شیر سوار کے وار
کیا طہمورث نے اپنا گرز اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا پس گرز پر گرز جو پڑا تو ایسا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ
فلک تک نکل گیا تفنگ گرد و غبار بلند ہوا آواز دی نقابدار نے کہ زدم و بست کردم تو خبر اس طفل
حسین کی ہے سنکر لاہور شیر دل جھپٹ کے قریب آیا کہ دیکھ گرد کے چرخ مارکر اندر گرد کے در آیا
دیکھا کہ شاہزادہ بشاش کھڑا ہی دونوں ہاتھ مانند ستون فولادی کے قائم ہیں شاہزادہ نے چولا ہو
کو دکھلا کر پایا کہ اے لاہور دراقع میں نقابدار زبردست ہی یہ کہکر گرد سے باہر آیا اور آواز دی کہ
تو ضرب نے زدی ضرب را نوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن + نقابدار سمجھا تھا کہ طہمورث میری
ضرب سے مارا گیا کھڑا ہوا افسوس کر رہا تھا جس وقت شاہزادہ نے گرد سے نکلکر نعرہ کیا نقابدار
حیرت میں آیا کہ واقع میں یہ طفل بھی بلا سے بد ہی ادھر شاہزادہ طہمورث شیر سوار نے ضرب لگائی
ادھر نقابدار نے گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا ایک گرز پر گرز جو پڑا ہی تو غوغا ذابالله مچا صلابت
ہوئی کہ دونوں گرزوں سے شرارے نکلکر فریاد کرتے ہوئے جانب آسمان روانہ ہوئے تڑاقے
کی صدا صحرا میں گونجی مرکب نقابدار کی کمر ٹوٹی جگہ زمین ہول سے شق ہو گیا تھی گرد و غبار بلند ہوا
شاہزادہ نے نعرہ کیا کہ زدم و بست کردم ادھر سے بھی ایک عیار آیا اور پانی کے تھیلے دیکھ گرد کو
بٹھایا دیکھا کہ نقابدار ٹھہرا ہا ہی پر زمین ہو سر ہو سے پسینہ جاری ہی غشی سی طاری ہی لیکن ہاتھ
دونوں قائم ہیں عیار نے منہ پر چھینٹا پانی کا مارا نقابدار ہوشیار ہوا دیکھا مرکب مردہ ہی پس تلوار کھینچکر
دوڑا کہ او طفل بلا کی ضرب تو نے لگائی کہ مرکب میرا مارا گیا کب چھوڑتا ہوں تیرے مرکب کو دیکھ
شاہزادہ طہمورث شیر سوار نے کہ یہ بارادہ فاسد آتا ہی جلدی سے گھوڑے سے کود پڑے
نقابدار تلوار پھینک کر لپٹ پڑا ادھر شاہزادہ بھی دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی تھوڑی
دیر میں ذرہ کی تسمہ بندیاں ٹوٹ ٹوٹ کے گرنا شروع ہوئیں زور مستی میں ہو رہے تھے کہ لشکر
جانب صحرا سے گرد و غبار بلند ہوا آہستہ آہستہ وہ گرد کا شگافتہ ہوا اول گرد سے خورشید زرین کمر
اسکے تین لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے پہنچ گیا اور آتے ہی اسنے چار جانب سے گھیر لیا
دیکھا کہ فرزند سے اور نقابدار سے کشتی ہو رہی ہی پس اسنے جھٹ سے لاہور شیر دل کو اپنے
پاس بلایا اور کہا کہ میرے فرزند سے کہدے کہ اگر تو ناراض نہو تو آج اس نقابدار کی تکہ بوٹیاں
اڑوا دوں اسکے ساتھ صرف دس ہزار سوار ہیں میں نے تین لاکھ سے گھیر لیا ہی ورنہ اس نقابدار
کا مارنا مشکل ہو جائیگا تو اسے ہرگز نہ بچ سکیگا لاہور نے کہا کہ بھائی صاحب اسے کبھی منظور
نکریگا یہ فعل رسم کے خلاف کریگا اور آپ نے حق میں کیا رسم کا بنا ہوا سمجھتے ہیں اگر آپ قبل سے
تشریف لائے ہوتے اور تماشا گرز کی لڑائی کا دیکھا ہوتا تو ایسا نفرماتے ایک ضرب گرز میں
نقابدار کو بیہوش کر دیا اور اسکی ضرب نہایت آسانی سے روک لی آپ دیکھیے تو کہ

ہوتا گیا ہی آج اس سوار قدرت کی قلعی کھلی جاتی ہی خورشید زرین کمر غور سے دیکھتا ہی کہ اپنا رومال لیے
کھڑا ہی جیسا زیادہ پسینہ بہنے لگتا ہی تو پونچھ دیتا ہی ادھر دونوں مصروف تلاش مین یہانتک کہ لڑتے لڑتے
وہ وقت آگیا کہ پرندے اپنے آشیانوں کی طرف متوجہ ہوئے چرند چراگاہوں سے پلٹے قافلوں نے منزل پر
پہونچکے مقام کیا عالم مین سیاہی شب پھیلنے لگی آسمان پر ستاروں نے بزم آرائی کا قصد کیا اسوقت
نقابدار سیہ پوش نے کہا کہ ای طفل ماہ جبین رات واسطے آسایش کے ہی اور دن براے جنگ و جدال کہ
اب شام ہو چکی ہی تو بھی جاکر آرام لے اور مین بھی راحت اٹھاؤن صبح کو پھر میرے تیرے مقابلہ ہوگا طیموس
شیر پرور نے کہا کہ ای نقابدار سیہ پوش مین تو بغیر فیصلہ کیے میدان سے نہین پھرتا جب لڑنے پر آئے تو رات
کیسی اور دن کیسا دونوں برابر ہین یہ سنکے نقابدار سیہ پوش کو غصہ آیا کہا کہ تو نے مجھے کیا عاجز سمجھا ہی اب مین بھی
بغیر معاملہ یکسو کیے ہوئے میدان سے نہ ہلونگا یہ سنکے دونوں جانب سے ایک ایک کاسۂ شیر آیا نقابدار
تو کاسہ منھ سے لگاکر چڑھا گیا اور طلب کیا کئی خم دودھ کے پی گیا لیکن شاہزادہ نے ایک ہی کاسہ پر اکتفا
کی پھر زور ہونے لگے تھوڑے ہی عرصہ مین وہ سارا دودھ پسینہ بنکے بہ گیا خورشید زرین کمر کی جان
لڑی ہوئی تھی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی غرضکہ تمام رات کشتی رہی اور فیصلہ نہوا صبح کو پھر نقابدار نے کہا کہ ای مرد عزیز
یہ کونسی لڑائی ہی کہ بھوکے پیاسے لڑ رہے ہین جو حالت ہی وہ میرے لیے بھی ہی اور تیرے واسطے بھی ہی
جاکر کچھ کھا پی لے جب آسودہ ہولینا تو پھر لڑنا طیموس شیر پرور نے فرمایا کہ ایک مقابلہ حریف سے اور دوسرا
مقابلہ خواہش نفسانی سے یہ پست ہمت ہونے کی دلیل ہی کہ ایک ہی سے مقابلہ کرے اور دوسرے کے
مقابلہ سے باز رہے بقول تیرے جب دونوں ایک حال مین ہین پھر کیا تردد ہی یہ سنکے نقابدار کو پھر
غصہ آیا اور لڑنے لگا یہانتک کہ شام ہوگئی خورشید زرین کمر نے کہا ای فرزند نقابدار بھی آرام لینے کو کہتا ہی
اور میرا بھی جی چاہتا ہی کہ تو بھی کچھ دیر آرام اٹھا لے اسکے بعد لڑنا طیموس شیر پرور نے کہا کہ آپ اس معاملہ مین
دخل ندین مین بہت جلد فیصلہ کیے لیتا ہون کہانتک گذارش کیا جاے کہ تین شبانہ روز کشتی رہی آخر
چوتھے دن صبح کو نقابدار کی یہ حالت ہوئی کہ پھیپھڑی پھول گئی پیٹ سنار کی دھونکنی بنگیا بس
شاہزادہ نے لنگر نقابدار کا توڑا اور سر سے بلند کرکے زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور ایک ہاتھ
زیر زنخدان رکھا دوسرے ہاتھ گردن کے نیچے لیجاکر آواز دی کہ کیا کہتا ہی نقابدار نے جواب دیا کہ تا زندہ
ہم بندہ ہم ای شہریار واقع مین تیرا مثل و نظیر نہین ہی اگر تو مجھے چھوڑ دے تو جس طرح مین تیرے
گرفتاری کے واسطے بیڑیان اور ہتکڑیان لیکر آیا تھا اب ان بیڑیوں اور ہتکڑیوں سمیت ماہان شاہ
کو باندھ کے تیرے سامنے لے آؤن شاہزادہ نے چھوڑ دیا خورشید زرین کمر نے کہا کہ ای فرزند یہ کیا
غضب کیا کوئی ایسے دشمن قوی کو بھی چھوڑ دیتا ہی شاہزادے نے فرمایا کہ جب وہ مطیع ہوتا ہی تو کس
قصور پر اسکو قتل کرون اگر اطاعت سے انکار کرتا تو دھڑ سے سر کو کھینچ کے پھینک دیتا خورشید زرین کمر
نے کہا کہ اگر یہ دغا کرے اور پھر آمادہ مقابلہ ہو فرمایا پھر اسی طرح زیر کرلونگا اس وقت تو مین ڈرا نہین
جب اسکے زور کا حال معلوم نہوا تھا اب کیا ڈرونگا یہ سنکے شغلاق کوہ پیکر قدموں پر گر پڑا اور کہا
ای شہریار زادے ارادہ میرا یہی تھا کہ اگر آپ مجھے چھوڑ دینگے تو مین دغا کرونگا جب غافل پاؤنگا اٹھا
لیجاؤنگا اور رکھونگا اسلیے کہ مین انسان نہین ہون دیو ہون نام میرا شغلاق کوہ پیکر ہی انسان
بنکر مقابلے کرتا تھا یہی وجہ تھی کہ آجتک کوئی ہمسر نہوا سوا آپکے کسی نے پشت میری زمین کو نہین
لگائی یا حمزہ صاحبقران کو سنا تھا کہ وہ دو کشتی تھے یا آپکو دیکھا فرمایا تو صورت اصلی تو دکھا

دیو غنطاق نے اسی وقت غلطک ماری اب جو دیکھا کہ ایک پہاڑ سامنے کھڑا ہو گیا تو شاہزادہ طیمور شیر پرور
خوش ہوا کیونکہ اتنے بڑے دیو کو زیر کیا کہ اگر مجھ پر گر پڑتا تو میں پس کے رہجاتا اور خورشید زرین کمر
تو اسقدر خائف ہوا کہ کانپنے لگا کہ ایسا نہو یہ کھا لے لیکن دیو غنطاق نے عرض کی کہ اے شہریار اب
میں جاتا ہوں اور سکندر آئینہ پرست اور رمان شاہ کو بھی لاتا ہوں اور آپکا مطیع کرتا ہوں فرمایا جاؤ دیو غنطاق
کوہ سنگبار اسی وقت اپنے دس ہزار سرداروں کو ساتھ لیے ہوئے جانب شہر رمانیہ روانہ ہوا وہاں جس
وقت پہونچی کہ سوار قدرت آتا ہے لوگ واسطے پیشوائی کے روانہ کیے گئے دیو غنطاق کو لیکر آئے یہاں
رمان شاہ بہت خوش تھا کہ سوار قدرت میری معشوقہ کو ضرور لایا ہوگا جسوقت دیو غنطاق سامنے
پہونچا عرض کی کہ اے سکندر آئینہ پرست کتابوں میں آج تک کوئی صاحبقران نہیں پیدا ہوا تھا الا اب
پیدا ہوا ہے فرزند خورشید زرین کمر کا صاحبقران ہے جو اوصاف حمزہ کے سنتے تھے وہ اس شاہزادہ
میں دیکھے کہ تم سنتے تین روز میں مجھکو اس طرح زیر کر لیا کہ دم باقی نہ تھا اگر اطاعت نہ اختیار کرتا تو جان
نہ بچتی اور صاحب ہمت وہ ایسا ہے کہ جب میں نے امان مانگی مجھکو چھوڑ دیا یہ سنکے سکندر آئینہ پرست
کو بھی اشتیاق ملاقات پیدا ہوا لیکن رمان شاہ نہایت رنجیدہ ہوا سکندر آئینہ پرست نے کہا
کہ اے فرزند رنجیدہ نہو یہ شخص قسمت سے ہاتھ آیا ہے تم بھی اپنا مطیع سمجھو جسوقت میں آئینہ دکھلاؤنگا وہ ضرور
آئینہ پرست ہو جائیگا یہ سنکے رمان شاہ خاموش ہو رہا اور سکندر آئینہ پرست نے تیاری کی
اور دوسرے روز کوچ کرکے جانب شہر زرینہ روانہ ہوا آخر پہونچی خورشید زرین کمر کو کہ سکندر
آئینہ پرست برائے ملاقات شاہزادہ طیمور شیر پرور آتا ہے خورشید مع طیمور برائے استقبال
روانہ ہوا اور نہایت عزت کے ساتھ رمان شاہ اور سکندر آئینہ پرست کو لایا بڑی دھوم سے
دعوت کی تمام شہر میں چراغان ہوا آتشبازی چھوٹی کئی رات تک جشن ملوکانہ برپا رہا جب دعوت
ضیافت سے فراغت ہوئی تو سکندر آئینہ پرست نے کہا کہ اے خورشید زرین کمر تمنے لقا پرستی
کیا سمجھکے اختیار کی ہے خورشید نے کہا کہ ہم بانی مذہب سمجھکے اختیار کر لیا ہے ورنہ در اصل
لقا کو میں قابل پرستش خود بھی نہیں جانتا میں افسانے لقا کے سن چکا ہوں کہ حمزہ عرب کے ہاتھ
سے تمام زمانے میں بھاگا بھاگا پھرا ساری خداوندی لقا کی حمزہ نے الٹ دی اور آخر میں سنکے بھی گرفتار
کرکے تیر باران کر دیا یہ کیسا خداوند تھا کہ حمزہ کا کچھ نکر سکا سکندر آئینہ پرست نے کہا کہ اے
برادر پرستش اسکی کرنا چاہیے جسمیں نشان خداوندی ہو تم میرے آئینہ کو دیکھو اگر قابل پرستش
سمجھو قبول کرو ورنہ اختیار ہے خورشید نے اس رائے کو پسند کیا طیمور شیر پرور بھی یہاں موجود
تھا جبکا سن رہا تھا سکندر آئینہ پرست نے آئینہ غلاف سے نکالکر پیش کیا راز اس آئینہ کا
اپنے وقت پر ظاہر ہوگا مختصر یہ کہ خورشید زرین کمر نے آئینہ پرستی کو لقا پرستی سے بہتر جانا اور
آئینہ پرستی اختیار کر لی اب سکندر طیمور شیر پرور کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ اے فرزند شیر دل
تیرا کیا عقیدہ ہے فرمایا کہ میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ در حقیقت جو میرا خالق ہے وہی ہے یہ آئینہ بھی ایک بنائی
ہوئی چیز ہے اگر آئینہ نے مجھکو پیدا کیا ہے تو یہی خالق سہی مگر میں تو جبتک پہچان نہ لونگا اپنے خالق کو
اس وقت تک سجدہ نکرونگا بس میں اسی کی پرستش کرتا ہوں جو خالق حقیقی ہے میں ابھی تک
واقف نہیں ہوں کہ وہ کون سا ہے جب واقف ہو جاؤنگا تو نام بھی بتاؤنگا اگر آپ لوگ آئینہ پرستی کو اچھا
سمجھتے ہیں [illegible] میں اپنے باپ کی اطاعت واجب جانتا ہوں [illegible]

یہ موافق نہیں ہے تو مخالف بھی نہیں ہے اب یہ سبب ایک ہوئے اور جشن خوشی منعقد ہوا اور تیاری خروج ہونے لگی دیکھیے یہ کب خروج کرتے ہیں اور کس طرف جاتے ہیں بالفعل انکو تیاری خروج میں رکھا جاتا ہے

چند کلمے داستان ضلالت نشان خروج مشعشع بن مشعش کے بیان کیے جاتے ہیں

مخمس

ادا سے مطلب دل ہی ہر اک ادا انکی — وفا سے بڑھ کے سمجھتے ہیں ہم جفا انکی
دعا ہی شرم ہے رکھے ہر جگہ خدا انکی — سوال وصل پہ نیچی نظر ہے کیا انکی
ہماری آنکھ میں پھرتی ہے وہ حیا انکی

بلا کشوں کا سنے درد و غم بلا انکی — نرالی سارے زمانے سے ہے حیا انکی
اب اور ہونگی ضد میں اس سے بڑھ کے کیا انکی — نیاز مند ہے کسکی جتنی التجا انکی
ہوا غرور زیادہ بڑھی جفا انکی

نقاب سے کبھی چھپتی نہیں ضیا انکی — مثال برق رہے ابر میں بلا انکی
خموش ہوں تو خموشی بھی ہے صدا انکی — نگاہ گرم میں ہے چلبلی ادا انکی
دکھا رہی ہے یہاں شوخیاں حیا انکی

تحمل ہی وصل کی شب کتنی بے ادب ہے حیا — فراق یار کا سب سے بڑا سبب ہے حیا
عجب ہے شرم خدا رکھے اور عجب ہے حیا — ستم ہے غمزہ بلا ناز ہے غضب ہے حیا
اور اسپہ ڈھاتی ہے آفت ہر اک ادا انکی

اگر ہو مری جان تم پیالۂ عشاق — تو کچھ ضرور رہو ہم نوالۂ عشاق
سمجھتے ہو دل داغی کو لالۂ عشاق — صدا سے نغمہ ہے تمکو تو نالۂ عشاق
سنے ہے حرف کہیں نہ خدا انکی

بتوں کی چال سے ہم اسکو بھی نہ کم جانیں — اسے بھی فتنہ کہیں اسکو بھی ستم جانیں
اسے بھی چاہیں اور اسکو بھی ہم صنم جانیں — چلے یہ چال قیامت کی بھی تو ہم جانیں
بہت اڑا لی ہے اٹکھیلیاں صبا انکی

جو دیکھئے عذر سے تو ہے ہر ایک جسکا جواب — مثال کسکی کہیں ہے کہاں ہے کسکا جواب
ہر اک پر انہیں ہے ایسا نہیں ہے جسکا جواب — نہ اسکا مثل جہاں میں کہیں نہ اسکا جواب
وفا وفا ہے ہماری جفا جفا انکی

بتاؤ کھل کے کہ بدلکر وہ کسکے دل میں رہے — ہمارے پاس سے نکلے وہ کسکے دل میں رہے
ہمارے دل کو مسل کر وہ کسکے دل میں رہے — ہمارے دل سے نکلکر وہ کسکے دل میں رہے
ہمیں تلاش ہے دل میں جا بجا انکی

برائیوں سے ہے اب ذکر چار سو میرا — بہت ذلیل ہوں کیا پاس آبرو میرا
نہ ہم اسکا خون کریں جو پیے لہو میرا — اسی کی باتیں خوشی سنتے جو ہے عدو میرا
غرض ہے کیا انہیں میری سنے بلا انکی

ضیائے حسن رخ یار رنگ لائیگی — ادائے زینت دلدار رنگ لائیگی

بڑی ہی بیہوشی میں آیک رہا ہی کیا قاصد	حواس تیرے کہاں ہیں سنبھل ذرا قاصد

حقیقت اپنی بیان کر رہا ہی یا آنکی

قلم حوش ہیں صنم بھی جناب آصف سے	ہیں سنا اہل کرم بھی جناب آصف کے
زیادہ ہوگا نہ تم بھی جناب آصف سے	ملے تھے آج تو ہم بھی جناب آصف سے

عجیب رنگ میں ہیں پڑھتے ہو کیا آنکی

راوی بیان کرتا ہی کہ جس وقت ساحر شمشس نے انتقال کیا ہی اُس وقت سن شعشعاع بن شمشس کا بہت کم تھا اور ساحر شمشس نے ستاروں کی بدی دیکھکر بنظر تحصیل علم سحر او جانے فہمیت اُسکو چاہ بابل میں بھیجدیا تھا وہاں شعشعاع نے پرورش پائی جب ہوشیار ہوا تو ساحران چاہ بابل نے اسکو خوب علم سحر و ساحری تعلیم کیا اُسنے چلہ کشی شروع کی بہت سے چلے کھینچے اور سحر تیار کیے بعد اسکے اسکی ماں نے ایک کتاب حسب وصیت ساحر شمشس اسکو دی اور ایک تصویر ساحر شمشس کی دی شعشعاع بن شمشس نے اُس کتاب کو پڑھا تو آنکھیں اسکی کھل گئیں اُسمین ساحر شمشس کے کائنات کے سحر اور رمز کے طریقے تحریر تھے اُس کتاب کے دیکھنے سے یہ ثانی شمشس ہوگیا اور جن ساحروں نے اسے علم سحر تعلیم کیا تھا وہ اسکے آگے طفل مکتب کے درجہ پر آگئے اب اسنے اُس کتاب کے موافق سحر اپنے درست کیے اور پھر چلے کھینچے کاہن بھی بے نظیر ہوگیا جب سب طرح کے کمالات اسکو حاصل ہوگئے تو اسنے سکونت چاہ بابل کی ترک کی اور وہاں سے نکلکر غار عمیق میں رہنا اختیار کیا اور تمام جانوران صحرائی کو اپنا مطیع کیا کہ وہ اس غار پر پہرہ دیا کرتے تھے ایک طرف غول شیروں کا تھا ایک جانب تیندوے ایک طرف خرس ایک سمت گرگ انہیں افسروں تھے اور انتظام سلطنت قائم تھا شعشعاع بن شمشس نے مثل اپنے باپ کے تین نقابدار طلسم بند کرکے تیار کیے ایک نقابدار خرس پوش سرکوب تھا اور دوسرا نقابدار اطلس پوش حور لقا تھا تیسرا نقابدار سیہ پوش سیلی زن تھا صفت پہلے نقابدار کی یہ تھی کہ اُدھر اسنے نقاب چہرے سے الٹی اور سر میں ٹکر کی آواز دی بس جس صورت شخص اُسکی دیکھی وہ اپنا سر پیٹنے لگا یہانتک کہ سر پیٹتے پیٹتے بیہوش ہوگیا اور دوسرا نقابدار اطلس پوش حور لقا اسمین یہ وصف تھا کہ اُدھر صورت اسکی دیکھی اور محویت طاری ہوئی بیخود ہوگیا اور اطاعت اختیار کرلی تیسرا نقابدار سیہ پوش اسکی یہ خاصیت تھی کہ اسنے جسکو طمانچہ مارا وہ بیہوش ہوگیا جب یہ ان نقابداروں کو بھی تیار کرچکا تو اسنے ساعت خروج دیکھی اور یہ دیکھا کہ موت میری کسکے ہاتھ سے ہی تو معلوم ہوا کہ امیر ثالث کا عیار خضر الن تیرا قاتل ہی بس اسکو یہ فکر ہوئی کہ جس وقت خضر الن یہاں نہ ہے اور ہمراہ امیر ثالث کے خانہ کعبہ چلا جائے اُس وقت میں غار عمیق سے نکلوں مگر اسکے بعد ساعتیں اچھی نہ دیکھیں اب اسنے انجام پر نظر ڈالی تو معلوم ہوا کہ اگر تو یہاں سے نہ نکلیگا تو خضر الن اسی مقام پر آکر تجھے ہلاک کریگا جسطرح عمرو اول نے ساحر شمشس کو مارا تھا اُس وقت اسنے یہ خیال کیا کہ جب ہر طرح موت خضر الن کے ہاتھ سے ہی تو یہاں چھپے بیٹھے رہنے سے کیا فائدہ باواجان نے محض حماقت کی کہ دریا میں چھپے بیٹھے رہے اگر نکل کر سحر کرتے تو لاکھوں کو مار کے مرتے تیرا چھپے بیٹھے رہنا اچھا نہیں جب مرنا ہر طرح ہی تو دل کی حسرت دل میں کیوں رہے لڑکے مریں یہ سوچکر اسنے غار سے نکلکر چند خادموں کو ساتھ لیا اور کچھ سامان سحر و ساحری اور تینوں نقابداروں کو اپنے ساتھ لیکر چلا چند روز فوج درندوں کی بھی اُسکے ساتھ ہولی شعشعاع بن شمشس چاہ دو آل شمر وارد تھا سمت پرچہ گرگی وضع بنا سے ہوئے

سوار ہوا گلے مین اُسکے بڑا سا گھنٹا لٹکتا ہوا پشت پر دس بارہ ساحر چھوٹے ڈھول بجاتے ہوئے
آگے آگے تینون نقابدار اس شان و شوکت سے سواری شعشاع بن مشمش کی چلی جس وقت یہ قریب
شہر انجم حصار کے پہونچے تو اُسنے قیام کیا اور ایک نقابدار کو بادشاہ شہر انجم حصار پاس روانہ
کیا اور یہ پیام کہلا بھیجا کہ مین تیرے شہر کے قریب اُترا ہوا ہون خوش نصیب تیرے کہ پہلے مین
تیرے ہی ملک کی طرف آیا تجکو چاہیے کہ آکر اطاعت میری اختیار کر کہ تیرے واسطے باعث
افتخار ہے نقابدار حریر پوش ہمرکوب داخل شہر انجم حصار ہوا کوکب انجم حصاری کو معلوم
ہوا کہ ایک شخص عجیب الوضع تین نقابدار اسکے ساتھ کسی غار سے نکل کر آیا ہے اور سلاطین زمانہ کو اپنا
مطیع بنانا چاہتا ہے یہ سُنکے کوکب انجم حصاری نے کہا کہ کتنے لوگ اُسکے ساتھ ہین ہرکارون نے
بیان کیا کہ لڑنے والے تین نقابدار ہین اور خدمتی دس بارہ آدمی ہین اور قریب ایک ہزار کے درندے
اُسکے گرد و پیش رہتے ہین یہ سُنکے کوکب انجم حصاری متعجب ہوا کہا کیا حقیقت ہے اگر دس ہزار
سوار اپنے ساتھ لیکے جاؤنگا تو سبکو پامال کر کے رکھ دونگا اتنے مین چوبدار نے آکر عرض کی
کہ اک نقابدار حریر پوش آیا ہے اور کہتا ہے کہ مین ایلچی ہون اُس شخص کا جو فرزند خداوند ہے کوکب
انجم حصاری سمجھ گیا کہ یہ اسی شخص کا ایلچی ہے کہا بلالو اور دنگل ہی اُسکے بیٹھنے کو دیا نقابدار نے
کسیکو سلام بھی نہین کیا اور دنگل پر بیٹھ گیا کوکب انجم حصاری نے حسب قاعدہ ایک جام شراب
سے ضیافت کی نقابدار نے جام پیا اور کہا کہ ای کوکب شاہ مین پیغام لایا ہون فرزند خداوند مشمش
جادوگر کا کوکب انجم حصاری نے کہا بیان کر نقابدار نے پیام پہونچایا کوکب انجم حصاری نے
سُنکے جواب دیا کہ ہم لوگ بڑے خداوند لقا سے سپہ لقا زہر فشاہ باختری کے ماننے
والون مین ہین سُنے وہ افسانہ سُنا ہے جبکہ خداوند ملک فرعونیہ مین پہونچے اور فرعون شاہ
نے اُنکی عزت و تکریم مین فرق کیا تو خداوند نے ناراض ہوکر خداوندی فرعون کو بھی خدا پرستون
کے ہاتھ سے شواد یا اور ساحر مشمش نے بھی بہ نا انصافی کی تھی کہ بڑے خداوند کو نہایت
کے درجہ پر یقین کیا جسکی یہ سزا پائی کہ خداوند لقا نے تقدیر اُنکی پلٹ دی کہ لاکہو وہ بحر قلزم مین غا
تھپیڑے کھا یہ نہنگ ملک الموت کی طرح دریا مین گھس کر پہونچا اور ساحر مشمش کو پکڑ کے مار ڈالا
مین ایسے شخص کو کیونکر خداوند مانونگا اور اسکے فرزند کی کبھی اطاعت نکرونگا نقابدار حریر پوش
برہم ہوا اور کہا کہ ای کوکب شاہ معلوم ہوا کہ ستارہ قسمت تیرا گردش مین ہے بروقت مقابلہ تجکو معلوم
ہوگا مین ایک تیری تمام فوج کے لیے کافی ہون کوکب شاہ نے کہا کہ اگر میری فوج ایک ایک مٹھی
خاک اُٹھا کے ڈالیگی تو تو اور تیرا مالک اور اُسکے ہمراہی تب کے مر جائینگے تو جا کر طبل جنگ بجوا
مین لشکر لیکر آتا ہون نقابدار برہم ہوکے چلا گیا اور سارا ماجرا شعشاع بن مشمش سے بیان کیا
اُسنے کہا کچھ پروا مضائقہ ہے مثل مشہور ہے کہ جسکی تیغ اُسکی دنیا جب مقابلہ کرے شکست ہوگا تو
اطاعت اختیار کریگا ابھی نہین مانے گا اور اپنے ہمراہیون سے کہا کہ خبردار کوئی شخص سحر نکرے
اگر مین چاہون تو کھڑے کھڑے تمام شہر انجم حصار کو پھونک دون مگر مجھے ان لوگون کا
مٹانا منظور نہین ہے بلکہ مطیع بنانا منظور ہے سبنے کہا کہ ہمین آپکی اطاعت سے کام ہے اتنے مین کوکب
انجم حصاری اپنی فوج انجم شمار کو لیے ہوئے شہر سے باہر آیا بارگاہ آسمان جاہ برپا ہوئی
بازار لشکر کھل گئے خیمہ گاہین راوٹیان قلندریان برپا ہوگئین اہل انجم حصار اُن نقابدارون کو

دیکھ دیکھکر ہنستے تھے کہ کہان ان بیچارون کو قضا کھینچ کے لائی ہے اور سا ایک اژدہا کیسا اندھا ہے اور
شامت زدہ ہے کہ ہم لوگون کے منھ خود آتا ہے کوکب انجم حصاری نے حکم دیا کہ ابھی طبل جنگ
اسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر شعشعاع بن شمس کو ہوئی اسنے
بھی اپنے یہان کے نقارے بجوائے یہ نقارے سیاہ دیو کے بنے ہوئے تھے اور ایک فیل پر
تھے اور ایک جوگی اسپر سوار نقارے بجاتا ہوا تھا بیچ میں ایک چھوٹا سا خیمہ تھا اسمین شعشعاع
بن شمس تھا گرد لشکر درندونکا بہر حفاظت تھا تمام رات ادھر طلایہ کا گشت پھرا کیا ادھر درندے
پھرا کیے یہانتک کہ اسی عالم مین رات گذر کر صبح ہوئی بحکم آفتاب تابان جانب مشرق سے نمودار ہوا اور
ماہ شب زندہ دار آرام گاہ مغرب کی طرف روانہ ہوا فوج انجم مین ابتری ہوئی کوکب انجم حصاری
کے لشکر مین یا خداوند باختر کی صدائین بلند ہوئین اور سب کے سب مسلح ہو کر وعدہ گاہ مصاف مین آکر
صف آرا ہوئے ادھر سے شعشعاع بن شمس چارون نقابدارون کو لیے ہوئے میدان مین
پہونچا اسطرف صف آرائیان ہو رہی تھین ادھر صف مین نقابدار بڑھ جانے کھڑے تھے ادھر کوکب
انجم حصاری تخت جواہر نگار پر سوار تاج بر سر چار قبہ شاہنشاہی در بر چتر گردش کر رہا تھا آگے آگے
نقیب بول رہا تھا ادھر شعشعاع بن شمس شتر پر سوار بہت شان سے لیکن کہنی تک بندھے
ہوئے پیشانی پر قشقہ کھنچا ہوا ایک بہاری دو پٹہ کار چوبی آدھا باندھے آدھا اوڑھے زرلفنی جھولی
گلے مین اسمین اسباب سحر بھرا ہوا الغرض پر ایک ہزار و زر سے جس وقت لشکر انجم حصار مین صف
آرائی ہو چکی تو کوکب انجم حصاری نے ایک صف کی طرف دیکھا افسر رسالے کا بہرام انجم حصاری
پہلوان زبردست تھا بس اسنے اشارہ پاتے ہی مرکب کو جولان کیا اور سامنے تخت کوکب انجم حصاری
کے آکر اجازت میدان چاہی کوکب انجم حصاری نے کہا کہ جا خداوند باختر تیرا نگہبان ہو اسنے سلام
رخصت کیا اور میدان مین آکر بعد سلح شوری بسیار آواز دی کہ اے جنگجو آؤ کہ مین تمھاری خدمتگذاری
کو موجود ہون بس یہ سنتے ہی شعشعاع بن شمس نے اسی نقابدار زرین پوش سرکوب
کو اشارہ کیا نقابدار میدان مین آیا سامنے بہرام انجم حصاری کے پہونچا بہرام سمجھا کہ کوئی حربہ
کریگا نقابدار کے پاس کوئی حربہ نہ تھا نہ اسلحہ بدن پر تھا بہرام نے دیکھ کے کہا کہ تو مقابلہ کس شے سے کریگا
نقابدار زرین پوش نے کہا کہ کیفیت میرے مقابلے کی دیکھیگا لے دیکھ اور پہچان یہ کہکر اسنے
نقاب چہرے سے الٹ دی اور پکارا کہ مین نگر بہمن نگر شاید کہ تو شناسی مرا بس ادھر تو اسنے
نقاب چہرہ سے الٹی اور نظر بہرام انجم حصاری کی چہرہ شمس پر اسکے پڑی ادھر بہرام کی صورت کیسی
عجیب حالت طاری ہوئی کہ بہرام نے اپنا سر پیٹنا شروع کیا کوکب انجم حصاری حیران کہ یہ کیا ہوا
اہل لشکر ہنسنے لگے کہ بہرام سر پیٹتے پیٹتے بیحال ہو گیا اور بیہوش ہو گیا نقابدار زرین پوش
اسے اٹھائے ہوئے لیے چلا گیا بعد اسکے کیوان انجم حصاری میدان مین آیا اسکی نقابدار
سیمین پوش سے ملی زبان نکلا بعد گفتگوے بسیار کیوان نے حربہ طلب کیا نقابدار سیمین پوش نے
نقاب ہٹا کہ کیوان انجم حصاری گر کر بیہوش ہو گیا سیمین پوش کیوان انجم حصاری کو اٹھا کر
لیے چلا گیا بعد اسکے برجیس انجم حصاری نکلا اسکے مقابلہ کو نقابدار الماس پوش جو نقابدار
آیا جیسے ہی برجیس نے حملہ کرنے کا قصد کیا نقابدار الماس پوش نے نقاب اپنے چہرہ سے
الٹ دی بس برجیس انجم حصاری پر محویت طاری ہوئی جیسے کوئی کسیکے عشق مین بیہوش

اور دیوانہ ہوجاتا ہی نقابدار نے کہا جا چلا جا میرے لشکر کی طرف برجیس گردن جھکائے شعشاع کے
پاس چلا آیا نقابدار نے پھر مبارز طلب کیا ناہید انجم حصاری نکلا اسکی بھی وہی حالت ہوئی جو
برجیس کی ہوئی تھی اسکے بعد سہیل انجم حصاری نکلا اسکی بھی یہی حالت ہوئی القصہ اہل انجم حصار
کے حواس باختہ ہوے شام تک بائیس سردار اسیر ہوے شام کو طبل بازگشت بجا کوکب
انجم حصاری نہایت ملول کمال غمگین میدان سے پھر کر بارگاہ میں آیا وزیر اسکا نہایت ہوشیار تھا
نام اسکا وہیر انجم حصاری تھا اسنے کوکب انجم حصاری سے کہا کہ انجام جنگ اچھا نہیں معلوم
ہوتا ہی بہتر یہ ہی کہ اس سے میل کر لیجیے یہ بہت بڑا شخص ہی اگر وہ چاہتا تو ایک سحر میں سبکا خاتمہ کر دیتا
آپ متعجب ہوتے ہیں کوکب نے کہا کہ وہ تو ساحر مشمس کی تصویر کو سجدہ کرانا چاہتا ہی وہیر
انجم حصاری نے کہا کہ آپ کن خیالوں میں ہیں لقا کیا تھا وہ بھی ایک انسان تھا بیچارہ ساحر مشمس تو
صاحب قوت تھا لقا تو بالکل بیوقوف اور ہیچ کارا تھا یہ بولنے دو سو خداوند سب ایسے ہی تھے کوئی
سحر کے زور سے خداوند بن بیٹھا تھا کوئی سلطنت کے زور پر خداوند بن بیٹھا کیا چپکے بیٹھیں اور کرامات
سحر کا کیا بار مجھے جہاں انہوں نے سجدہ کیا وہاں ایک تصویر کو اور سجدہ کر لیجیے گا تو پیشانی نہ گھس جائیگی
کوکب نے کہا کہ جیسی تمہاری راے یہ تو میں بھی سمجھ گیا کہ لڑ کر اس سے عہدہ برآ ہونا غیر ممکن ہی
وہیر نے کہا میں جاتا ہوں اور اسی وقت اسنے کشتیان تحائف کی اپنے ساتھ لیں کچھ کشتیوں میں
جواہر تھی کچھ کشتیوں میں میوہ کچھ کشتیوں میں اشیاء نادرہ چند غلامان زرین کمر وہ کشتیان لیکر ساتھ ہوے
وہیر انجم حصاری جانب خیمہ شعشاع بن مشمش روانہ ہوا جسوقت قریب پہونچا تو دیکھا کہ غول گرگ
صحرائی کے دروازہ پر بیٹھے ہیں اور ایک گرگ ادھر سے ادھر مثل پہرہ داروں کے ٹہل رہا ہی وہیر انجم حصاری
ڈرا مگر چونکہ عاقل تھا ایک پرچہ کاغذ پر اپنا نام لکھکر اس گرگ کے سامنے ڈال دیا وہ گرگ پرچہ کو منہ میں
دبا کے ہوے روانہ ہوا اور جا کر سامنے شعشاع کے ڈال دیا جسوقت شعشاع نے نام پڑھا تو معلوم
ہوا کہ بادشاہ انجم حصار کا وزیر آیا ہی اپنے نقابدار سمور پوش کو براے استقبال روانہ کیا نقابدار آیا
اور اسکو اپنے ساتھ لیکر چلا اب گرگ ہٹ گئے اور انہوں نے راستہ دیدیا بعد اسکے غول شیروں کا ملا یہ
بھی کچھ نہ بولے اسکے بعد دیکھا اژدہے دو رویہ بیٹھے ہیں مگر کسی نے حملہ نہ کیا آخر میں خرس تھے جب یہ چاروں
چوکیوں سے گذر گیا تو دروازہ خیمہ پر پہونچا دو ساحر دروازے پر بیٹھے ہوے تھے وہ بھی کچھ نہ بولے
وہیر خوش تدبیر ہمراہ نقابدار خرس پوش کے داخل خیمہ ہوا دیکھا کہ دونوں نقابدار یعنے خرس پوش
اور اطلس پوش سامنے کھڑے تھے اور شعشاع بن مشمش پوست پلنگ پر چار زانو بیٹھا ہوا تھا
وہیر انجم حصاری نے سلام کیا اور سب کشتیان سامنے چن دیں اور دست بستہ ہوکر نہایت معذرت
کی اور کہا کہ کوکب شاہ نے آپ کو پہچانا نہ تھا ورنہ کبھی آغاز جنگ نکرتا اب نہایت نادم ہی آپ سے کسی طرح
کا عذر آپ کی اطاعت میں نہیں ہی یہ سنکے شعشاع بن مشمش نے کہا کہ ہمیں بھی مٹانا اس ملک کا
منظور نہ تھا ورنہ اگر ایک ساحر سے میں اشارہ کر دیتا تو وہ ایک سحر میں سارے شہر کو پھونک دیتا
وہ کشتیان نذر کی قبول کر لیں اور تصویر ساحر مشمش کی نکالکر وہیر انجم حصاری کو دی وہیر انجم حصاری
نے سجدہ کیا اور تصویر لے لی کہ میں کوکب سے بھی اس تصویر کو سجدہ کراؤنگا شعشاع بن مشمش نے
اسی وقت سب قیدیوں کو بلا کر ہوشیار کیا اور وہیر کے سپرد کر دیا اور کہا کہ کل ہم تمہارے یہاں
بھی آئینگے وہیر نے کہا کہ ~~ رواقِ منظرِ چشم من آشیانۂ تست ÷ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست

یہ کہکر وبیر رخصت ہوا سب سردار ساتھ وبیر خوش تدبیر کے چلے دو نقابدار اپنی سرحد تک آ کے پہونچا گئے
وہان کوکب شاہ انجم حصاری کو فکر و تردد مین نیند نہ آتی تھی کہ اتنے مین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ
وبیر خوش تدبیر آتا ہی جتنے سردار آج گرفتار ہو گئے تھے وہ سب ہمراہ ہین یہ سنکے کوکب انجم حصاری
نے اور لوگون کو برائے استقبال روانہ کیا جسوقت وبیر انجم حصاری آیا سب کیفیت بیان کی اور
تصویر ہشمش کی پیش کی کوکب انجم حصاری نے اسکو سجدہ کیا اور اپنے بتخانہ مین سب سے اول درجہ
کی جگہ پر نصب کرایا شعشاع بن ہشمش کو سحر کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ تصویر ہشمش جادو کی
کوکب نے نہایت احترام سے رکھی ہی بہت خوش ہوا غرضکہ شعشاع تو سو رہا لیکن کوکب انجم
حصاری کو جو معلوم ہوا کہ کل صبح کو شعشاع آکر میرا مہمان ہوگا تو اسنے تمام رات جاگ کے بسر کی
اور رات بھر مین ایسا انتظام کیا کہ صبح کو سارا شہر آئین بند تھا فوج دور دور قاعدے سے کھڑی تھی
ہرکارے دمبدم کی خبر دے رہے تھے کہ اب شعشاع جادو سوار ہوا اب فلان مقام تک پہونچا بس
کوکب انجم حصاری کل ارکین دولت کو ساتھ لیکر برائے استقبال روانہ ہوا راستے مین جاکر نہایت ادب
کے ساتھ شعشاع بن ہشمش سے ملا اور نہایت احتشام کے ساتھ اسکو اپنے ہمراہ شہر مین لایا سامان
دعوت مہیا کیا اور جشن چل روزہ منعقد کیا شعشاع نے کہا کہ مین تمھارے بتخانے کی سیر کرونگا شعشاع
کی اس فرمایش کے قبل ہی سے کوکب انجم حصاری نے بتخانہ کو آراستہ کر رکھا تھا اسی وقت کوکب
اسکو اپنے ہمراہ لیے ہوے بتخانے مین پہونچا آراستگی اس مقام کی احاطۂ تحریر سے باہر ہی اور
جتنے بت رکھے تھے ہر ایک زر و جواہر سے آراستہ تھا کسیکے گلے مین مالا موتیون کا پڑا ہوا تھا جسکا ہر ایک دانہ
نہایت سڈول اور سپید برابر بیضۂ کنجشک کے کسیکے کانون مین منوری الماس کے پڑے ہوے
کسی کے گلے مین ہیکل نورتن تھے نو نگے نورتن کے بازو پر بندھے ہوے ہر ایک بت ایک درجہ
مین اور درجہ حسب مراتب آراستہ کسی جگہ ثمرات سخنگو کی تصویر نصب کسی مقام پر [illegible] جمشید کی شبیہ
کسی جگہ لات کی کسی جگہ منات کہین گوسالہ سامری کسی جگہ آتشکدہ تھے کہین تصویر فرعون
کہین تصویر لقا کسی جگہ تصویر خوش شا غرضکہ لوہے دو سو بتون سے یہ بتخانہ مزین تھا اور صدر
مین اک تخت جواہر نگار پر بت ساحر ہشمش کا نصب کیا تھا یہ دیکھکر شعشاع نہایت خوش
ہوا اور کوکب سے کہا کہ مین نے تجکو اپنا پیمبر مقرر کیا تو دین شعشاعی کو رواج دے اور
تصویر ہشمش کو لوگون سے سجدہ کرا کوکب نہایت خوش ہوا جسوقت بتخانے سے پھر کر بارگاہ
مین آئے تو بارگاہ آراستہ ہو چکی تھی لوگ قرینے سے مودب بیٹھے ہوئے تھے شعشاع کو دیکھکر
سب برائے تعظیم اٹھ کھڑے ہوے شعشاع جادو آکر صدر مین بیٹھا ناچ ہونے لگا طائفے
حاضر ہوئے تمام رات ناچ رہا صبح کو جلسہ تھوڑی دیر کے واسطے برخاست ہوا کہ سب نے حوائج
ضروری سے فراغ حاصل کیا اسکے بعد کھانا کھایا پھر سب آکے شریک جلسہ ہوئے صحبت رقص و سرود
گرم ہوئی وبیر خوش تدبیر وزیر نے کوکب سے کہا کہ اگر آپ مخالف بنتے تو کیا کر لیتے اسوقت
کا نتیجہ بھی دیکھا لیکن شعشاع جادو نے وبیر سے کہا کہ ای وزیر کوکب یہ بتا کہ صاحبقران ثالث
جو خانہ کعبہ گئے تو انکا عیار خضران بھی انکے ساتھ گیا یا نہین وبیر نے کہا کہ اسکی مجھے خبر نہین کیون
آپنے خضران کو کس سبب سے پوچھا جواب دیا کہ اگر مجھے خوف ہی تو اسیکی ذات سے ہی ہر چند
کہ مین نے انتظام ایسا کیا ہی کہ جس مقام پر مین ہونگا وہان فرشتہ بھی نہین پہونچ سکتا مگر گردش ایام سے

اتنا خوف ہی کہ خضران کہین نہ پہونچ جائے دبیر نے کہا کہ آپکو معلوم ہی کہ خضران سے آپکو کچھ اذیت
پہونچنے والی ہی شعشاع نے کہا کہ فقط خضران کے خوف سے مین نے طلسم زلزلہ تیار کیا ہی اور ہر دربند
کی فوج جدا رکھی ہی اور جس دربند کی لوح ہی اُسی دربند مین اسکو محفوظ کیا ہی تاکہ لوح فتاح طلسم کو دستیاب
نہو سکے اور خضران مجھ تک نہ پہونچ سکے اگر خضران کا خوف مجھکو نہوتا تو مین طلسم نہ تیار کرتا نہ مجھے اسم اعظم
کا خوف ہی نہ کسی ساحر سے اندیشہ تمام عالم کے ساحر ایک طرف ہوجائین تو میرا کچھ نہین کر سکتے ہین دم بھر مین
مین سب کا پتہ نہ لگا دون اور برباد کر دون مگر خضران کی دہشت کچھ نہین کرنے دیتی ہی دبیر نے کہا کہ یہ نقابدار
آپکے خضران کو نہین گرفتار کر سکتے شعشاع جادو نے کہا کہ یہ نقابدار تو ایسے ہی ہین کہ ایسے کوئی عہدہ برآ
نہین ہو سکتا مگر خضران وہ بلا ہی کہ جسطرح خداوند ساحران عالم شمشہ جادو کو عمرو کا
خوف تھا اسی طرح خضران سے مجکو خوف ہی دبیر خاموش ہو رہا اتنے مین دیکھا تو ایک نقابدار
الماس پوش نمودار ہوا اسکے ساتھ کچھ سامان شکار تھا اسنے آکر جو نقاب چہرہ سے الٹی تو تمام بارگاہ
روشن و منور ہوگئی شعشاع پری تمثال تصویر بیگیا پوچھا کوکب سے کہ یہ کون لڑکی ہی کوکب نے
کہا کہ یہ دختر ہی میری یہی چراغ سلطنت ہی اور یہی مایہ زندگی ہی شعشاع اسکو دیکھکے بہت خوش
ہوا قریب اپنے بلایا سر سینے سے لگایا کہا کہ اب یہ ہماری دختر ہی یہ کہکر پاس بٹھا لیا سر پر دست شفقت
پھیرا اتنے مین دو شوخ و شنگ لڑکیان چنگ ہاتھون مین لیے ہوے اور آئین یہ بھی نہایت
حسین تھین پوچھا یہ کون ہین دبیر نے عرض کی کہ یہ کنیزان ملکہ کی ہین کوکب نے کہا کہ یہ اپنے فن کی
لڑکیان ہین دونون ملکہ کی پروانہ رہتی ہین اور چنگ نوازی مین انکا مثل و نظیر نہین ہی ایک کا نام خوش
چنگ نواز اور دوسری کا نام سرور چنگ نواز ہی شعشاع جادو نے کہا کہ ہم بھی انکا چنگ سنینگے
غرضکہ صحبت آراستہ ہوئی اور یہ دونون بیٹھکر چنگ نوازی کرنے لگین کہ شعشاع کو محو کر دیا شعشاع
نے کہا کہ انکا استاد کیسا ہوگا کوکب نے عرض کی کہ انکا کوئی استاد بھی انکے مقابلہ نہین کر سکتا
ہی اسلیے کہ یہ ایک سے نہین سیکھی ہین جسکو مین نے کامل دیکھا اُس سے ہزار ہا روپیہ دیکر
سکھلوایا انکو خزانہ دار سمجھیے یہ سُن کے شعشاع نہایت خوش ہوا اور ایک ایک ہار بیش قیمت کا
ان دونون کو دیا اسمین تھوڑا سا جواہر بھی نصب تھا ان دونون نے سلام کرکے پہن لیے
شعشاع نے کہا کہ اس ہار کو فقط زینت و آرایش کے لیے نہ سمجھنا بلکہ اسمین بہت سی صفتین
ہین ایک تو جس وقت تک یہ ہار تمھارے گلے مین ہوگا اُس وقت تک کسیکا سحر تم پر تاثیر نہ کر سکیگا
اور اس ہار کا ایک تار جسپر کھینچ ماروگی برق بنکے گریگا اور کام اسکا تمام کر دیگا اسی طرح ہر دو نیزہ یاقوت
و زمرد و الماس و مروارید کی صفت علیحدہ علیحدہ بیان کی یہ دونون بہت خوش ہوئین ملکہ مہتاب بلال پری
نے کہا کہ حبیبا انمین ایک گاتی ہی اور ایک چنگ نوازی کرتی ہی تو زیادہ لطف حاصل ہوتا ہی اور حضور چنگنواز
سے کہا کہ تم گاؤ اور سرور چنگ نواز سے فرمایا کہ تم چنگ نوازی کرو حضور چنگنواز نے یہ غزل
شروع کی

غزل

ہین اب مجکو آپکے کیا ادھر تری نظر سے
اور بھی مجرم ہوا مجرم ہوے نظر سے
جان گھبرا رہی مشکل سعی کی شمشیر سے
آدھا عاشق قتل کرتے ہین زبان تیر سے

کان میرے بھر گئے ہین یار کی تقریر سے
ستی ایسی کی تمنا اُس بت بے پیر سے
ہجران عشق کو راحت ملی تدبیر سے
بنگئے موسی کلیم اللہ تری تقریر سے

غفلت جان ہی ہو کے لڑتے ہین تری شمشیر سے
ہم زمانے مین ہوا ہے دوری تقدیر سے
ہو ان دے تم ہین سنگ کھینچے کو مری تصویر سے
ہوگئے یوسف حسین اسکے جو کی تعبیر سے

میں نے اس ملکۂ آفاق کا امتحان کیا جو یہ حکم کہ اسے اسیر عمل کرنا اور خبردار خلاف حکم اسکے کچھ نہ کرنا اور ملکہ
سے کہا کہ جس ملک پر تمہارا جی چاہے چڑھائی کرنا اور فتح کرنا اور ایک نقابدار آج کے چوتھے دن
تمہارے پاس آئیگا اسے بھی اپنے ساتھ رکھنا ملکہ نے نقابداروں کی صفت مقابلہ پوچھی شعشلع بن
مشمش نے سب نقابداروں کا طریقہ جنگ بیان کیا اور کہا کہ جو نقابدار اب آئیگا وہ زرین پوش
برق افگن ہوگا صفت اسکی یہ ہے کہ جب وہ حریف کے سامنے نقاب اپنے چہرہ سے اٹھا کر قہقہہ لگائیگا
تو دہن سے اسکے برق نکلیگی اور چابک سے حریف ہو کر گر گئی کہ جلا کے خاک کر دیگی یہ سنکے ملکہ گھبرا گئی کہ اگر
وہ کسی دن میرے سامنے ہنس دے تو میں بھی جل جاؤنگی شعشلع جادو نے کہا کیا مجال ہے اسکی
کہ ایسا کرے وہ تمہاری فرمانبرداری کریگا یہ کہکر شعشلع نے ملکہ کی طرف دیکھا اور کوکب انجم
حصاری سے کہا کہ اب میں جاتا ہوں اور طلسم زلزلہ کا انتظام کرتا ہوں اس مقام پر زیادہ
ٹھہرنا مناسب نہیں ہے لیکن اگر تم لوگوں کو شہر ان کا لیجائے اور یہ معلوم ہو جائے کہ وہ اب
یہاں نہیں ہے یا کہ جانب خانہ کعبہ روانہ ہو گیا تو مجھے اطلاع دینا یہ کہکر شعشلع بن مشمش نے
نقابداروں کو وہیں چھوڑا اور آپ ہی چند بندہا میں خاص کے جانب غار روانہ ہوا کہ اندر سے
غار کے رستہ طلسم کا تھا بیرون غار وہ خیمہ و پلنگ وغیرہ پھر حفاظت کرنے لگا یہ تو طلسم زلزلہ میں ختم
ہوتا ہے لیکن یہاں سے

چند کلمے داستان شوکت بیان صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ کے بیان کیے جاتے ہیں۔ غزل برآغاز داستان

وہ نہ سمجھے ناخوش اوا ایسی گفتگو کا ہے کو تھی
آپ سے تم کس لیئے تھی ہم سے تو کا ہے کو تھی

مر گئے دم تک آخر اسکی جستجو کا ہے کو تھی
جب وہ دل میں تھا پھر اسکی آرزو کا ہے کو تھی

وصل ہوتا تو دکھاتا اپنے بستر کی بہار
باغ میں گل کے لیئے تنگی گل بو کا ہے کو تھی

میں یہ سمجھا اسکے گھر بھی شام فرقت آ گئی
رنگ یلا کمبخت تھی شکل عدو کا ہے کو تھی

کیا وہ قاتل امتحاں تیغ پھر لینے کو تھا
اسکو فکر مرہم زخم گلو کا ہے کو تھی

خاک اڑ رہا زاہد اسکی یاد میں میری طرح
تھا جو دیوانہ تو پھر فکر وضو کا ہے کو تھی

شب کو جاگے ہیں جو تیرے ساتھ کیا رو دیتے کو لو
دیدۂ اغیار کی سرخی لہو کا ہے کو تھی

مجھکو پہلو میں بٹھایا آپ نے پیش رقیب
دلبروں کا سامنا تھا آبرو کا ہے کو تھی

خاک میں کیوں ملا دیتا نہ مجھکو آسمان
تھی یہ حسرت کس لیئے یہ آرزو کا ہے کو تھی

تو تو اے قاتل مری آنکھوں میں ہے دل میں ہے
زندگی پھر نزع میں جان عدو کا ہے کو تھی

ختم تھی گردن صفائی سے جب خو تیری دیوانے کی
اے جنوں پھر حاجت طوق گلو کا ہے کو تھی

سینکڑوں زخم اور زخمی دل کو دیتے نرم تھے
بخیہ گر کو پھر یہ تکلیف رفو کا ہے کو تھی

زندگی سے ہاتھ دھونا فرض تھا زاہد کو بھی
ورنہ پھر اس طرح ترتیب وضو کا ہے کو تھی

گر نہ ما نہ پھر نہ تھا تیری جفاؤں سے یہ تنگ
سر جھکا پھر حسرت تیغ و گلو کا ہے کو تھی

کاش قاتل کو بنا لیتا گلے کا ہار میں ہاہا
آرزو سے خون رنگا ہے گلو کا ہے کو تھی

زندگی کمبخت کا تھا لطف اسکے دم کے ساتھ
جب نہ تھا قاتل تو پھر ایمان تو کا ہے کو تھی

جب غم سے کو عشق میں سارا جہان اندھیر تھا
شرم کے مارے نہ پھر اس سے کہا تا زندگی
میں زبان اس سے لڑاتا ہوں دم پرسش کنار
داور محشر اگر دشمن میں مجھ میں فرق تھا
شکل موسی امتحان تیرا نہ تھا گرا ہو کلیم

پھر تری نظارگی کی آرزو کا ہے کو تھی +
تھا خدا کا قہر مجھ پر آرزو کا ہے کو تھی
غیر کا جھگڑا تھا مجھ سے گفتگو کا ہے کو تھی
ایک ہی پھر میری اسکی آرزو کا ہے کو تھی
اسکی تصویر آج تیرے روبرو کا ہے کو تھی

سنا بیان سنو اے ہمدم رازستان + کہ باز آمدم برسر داستان + یہ داستان اس مقام پر چھوڑی تھی کہ صاحبقران حق پژوہ نے محمود جاد و کو مارا اہل لشکر نے سبکے اسلام اختیار کر کے اطاعت صاحبقران اختیار کی اور لاششں اژدر سیمبر لیکر بلا زمان اژدر سیمبر جانب سارلیقیہ روانہ ہوے صاحبقران نے قلعہ مارگیران کا انتظام کیا اور کسی شخص کو اس قلعہ کا حاکم مقرر کر کے آپ بصلاح سکندر وزیر لشکر جانب قلعہ آہنی روانہ ہوے بعد طے مراحل و قطع منازل جب وقت قریب قلعہ آہنی کے پہونچے اور خبر سرمایہ قلعہ دار کو ہوئی کہ صاحبقران چہارم تشریف لائے ہیں سواری صاحبقران عالی شان کی تو ابھی دور ہے لیکن اور چند سردار آ گئے ہیں تو سرمایہ قلعہ دار نے اپنے اہل قلعہ سے صلاح لی کیا کرنا چاہیے اگر لڑتا ہوں تو کیا کرونگا اور نہیں لڑتا ہوں تو نمک حرامی ہوتی ہے کہ خداوند سارلیق نے مجھے اس مقام کا محافظ مقرر کیا ہے اور یہاں دشمن خداوند کو راہ دیدوں اور نہ روکوں مشیر ان سلطنت نے یہ رائے دی کہ مقابلہ تو آپ کر ہی نہیں سکتے اور نہ اطاعت کر سکتے ہیں اسلیے کہ صاحبقران کے ہمراہ چار ہزار چار سو جوان تلو سے ہیں جن میں ایک ایک رستم وقت اور اسفندیار زمانہ ہے صاحبقران جسکو اشارہ کر دینگے وہ دم بھر میں قلعہ خالی کرا دیگا اور رو رعایت راہ دینے دینے کے یہ خوف ہے کہ مبادا غضب خداوند نازل ہو اب کوئی تیسری صورت پیدا کرنا چاہیے وہ یہ ہے کہ جس وقت صاحبقران مع لشکر زیر قلعہ آجائیں تو انسے مل کر دعوت کرنا چاہیے یقین ہے کہ اسیر دعوت رد نکرینگے لہذا کھانے میں بیہوشی دیکر سبکو گرفتار لینا چاہیے یہ سنکر سرمایہ قلعہ دار نے کہا کہ اتنے آدمیوں کا گرفتار ہونا بھی دقت سے خالی نہیں ہے کس طرح ایک وقت میں اتنے لوگ بیہوش ہو سکتے ہیں یہ سنکے ان لوگوں نے یہ رائے دی کہ چند سردار جو آ گئے ہوے ہیں انکو دھوکا دیکر اسیر کر لیجیے جب آئینگے چھوڑ دینگے اور لوگ آکے دعا وا کرینگے اسوقت انکو زیر دار بٹھا دیجیے وہ لوگ پلٹ جائینگے اور قلعہ کی طرف نہ آئینگے یہ رائے سرمایہ قلعہ دار نے پسند کی اور کچھ تحائف لیکر قلعہ سے نکلا اس وقت چند سردار آئے ہوے تھے جسمیں عزرئیل بن عدیل بن عادی اور عظیم خان بن معظم خان اور ضیغم پنجہ گیر اور خاقان سرپنہ اور جوشن خان بن زرہ خان اسی طرح قریب بارہ پندرہ سرداروں کے تھے انکو خبر لی کہ حاکم قلعہ بغرض آشتی آتا ہے ان لوگوں نے استقبال کیا اور عزت کے ساتھ لا کے بٹھالا سرمایہ قلعہ دار نے تحائف پیش کیے اور عرض کی کہ میں بھی آپ کا ہوں اور قلعہ بھی آپکا ہے جسکو چاہیے یہاں کا حاکم مقرر کیجیے میری مجال نہیں کہ صاحبقران زمان سے سرتابی کر سکوں یہ سنکے عظیم خان اور جوشن خان اور ضیغم بن اسد وغیرہ نے کہا اے برادر ہمیں تمھارے ملک و مال تاج و تخت سلطنت و حکومت سے کچھ سروکار نہیں ہے ہمتو ملک سارلیقیہ بحکم صاحبقران جاتے ہیں تم ہمیں راستہ دے دو سرمایہ قلعہ دار نے عرض کی کہ ایک شرط سے وہ یہ کہ دعوت اس خادم کی قبول فرمایے کہ عزت میری ہمچشموں میں زیادہ ہو یہ سنکر لوگوں نے کہا کہ دعوت ہمارے مذہب میں جائز نہیں ہے ہمیں خوشی تمھاری بسر و چشم منظور ہے یہ سن کے سرمایہ قلعہ دار

نے دوسرے دن دعوت کا قرار دیا اور وہان سے رخصت ہوکر قلعہ مین آیا اور سامان دعوت مین مصروف
ہوا یہانتک کہ پھاٹک قلعہ کا کھلوا دیا پل تختہ اٹھوا دیا اور اپنے عیار کیاد کینہ جو کو بلا کر اس سے کہا کہ دعوت
مین جتنی چیزین ہون بیہوشی آمیز ہون جسوقت بیہوش ہوجائین اُس وقت سب کو گرفتار کر لینا اور پھاٹک
قلعہ کا بند کرا دینا پل تختہ گرا دینا تاکہ شاید کوئی شخص برائے رہائی آئے تو اندر قلعہ کے نہ آسکے
یہ سنکے کیاد کینہ جو نے داروغہ باورچی خانہ کو بلا کر تیاری طعام کا پروانہ دیا اور بہت سی داروے
بیہوشی دی کہ اسے کل طعام مین آمیز کرا دینا جب دوسرا روز ہوا تو سب سرداران لشکر اسلام وقت معین
آئے سرمایہ قلعہ دار برائے پیشوائی قلعہ سے نکلا اور سب کو اعزاز و اکرام کے ساتھ اندر قلعہ کے لایا
جائے نفیس پر بٹھایا اور نہایت انکسار کے ساتھ پیش آیا جب وقت کھانے کا آیا تو دسترخوان بچھایا
گیا کھانا لاکر قرینے سے لگایا گیا سب سرداران اسلام نے بے تکلف ہوکے کھانا کھایا ہاتھ منہ دھو لئے
اب سرمایہ قلعہ دار نے سبکو باتون مین لگایا تھوڑی ہی دیر کے بعد جبریل بن عدیل کو گرمی معلوم ہوئی
چونکہ یہ لوگ سیر ہوکر کھانا بہت کھا گئے تھے جبریل عادی کو پسینہ آگیا اُٹھ کھڑے ہوے سرمایہ
قلعہ دار نے پوچھا کیون مزاج کیسا ہے جبریل نے کہا کہ گرمی بہت معلوم ہوتی ہے سرمایہ قلعہ دار بولا
کہ کھانا بھاری تھی مشک و زعفران وغیرہ زیادہ دی گئی تھی فصل گرما کی نہین ہے اس سے یہ حالت ہوا ہے
کوئی ہے یہ آواز سنکر سب اپنے اپنے کام سے ہوشیار ہوکے کہا پانی برف کا لاؤ کیاد کینہ جو نے
کہا کہ حاضر لیکن کوئی آتا نہین کہ آکر شیشہ لیا دُنے سامنے کا دروازہ کھول دیا ہوا جو آتی ہے تو بیہوشی
سے طمانچہ مارا جبریل عادی چھینک مار کر بیہوش ہوے جیسے ہی یہ لڑکھڑا کر گرے لوگ سنبھالنے کو
اُٹھے جو اٹھا وہ گرا یہانتک کہ دس بارہ سردار سب بیہوش ہوگئے وہان تو پہلے ہی سے انتظام ہوچکا تھا
کیاد کینہ جو لوگون کو لیکے دوڑ پڑا اور جلدی جلدی سبکو اسیر طوق و زنجیر کر لیا اور لیجا کر زندان مین
بند کر دیا ادھر جلدی جلدی پل تختہ اٹھوا لیا دروازہ قلعہ کا بند کروا دیا توپین بھر بھر چڑھا دین لیکن پورے ہی قلعہ
مین جنگ کی تیاری ہوگئی ہرکارے لشکر اسلام کے جو دریافت حال کے لئے آئے ہوئے تھے فوراً انھون نے جاکر
لشکر مین اطلاع کی کہ قلعہ دار نے دھوکا دیا اور سبکو بیہوش کرکے گرفتار کر لیا یہ سنکر تمام اہل لشکر روتے
اور پیٹتے خدمت مین صاحبقران کے روانہ ہوے صاحبقران ایک منزل کے فاصلہ پر اُترے ہوے
تھے کہ یہ لوگ روتے پیٹتے پہونچے فرمایا کیون خیر تو ہے آخر کن نے بیان کیا کہ حاکم قلعہ نے دعوت
کرکے سبکو گرفتار کر لیا یہ سنکر امیر بادشاہ کو نہایت غصہ آیا اسی وقت جام کلہ عفریت لبریز
کرکے رکھوا دیا اور فرمایا کہ ہے کوئی ایسا بہادر جو جائے اور ان سرداروں کو چھڑا لائے قلعہ کو اپنے
قبضہ مین لائے یہ سنکے شاہزادہ داراب ثانی اپنی جگہ سے کھڑے ہوے اور عرض کی کہ اگر حکم
ہو تو یہ خادم اس خدمت کو بجا لائے بادشاہ اسلام نے خلعت عنایت فرمایا اور رخصت کیا داراب
ثانی اپنے لشکر کو لیکر روانہ ہوے جسوقت سامنے قلعہ کے پہونچے لشکر کو اتارا خبر سرمایہ قلعہ دار
کو ہوئی اُسنے کہا کچھ پرواہ نہین آنے دو داراب نے طبل جنگ بجوا دیا اہل قلعہ نے بھی کوس لڑائی
بجوایا رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو شاہزادہ داراب مرکب پر سوار ہوے گرز دست مبارک
مین لیا اور سلاح جنگ سے آراستہ ہوکر تن تنہا بنفس نفیس جانب قلعہ چلے ادھر سرمایہ قلعہ دار
نے داراب کو آتے دیکھا تو یہ خیال کیا کہ یکہ و تنہا سوار آتا ہے شاید کوئی پیام لاتا ہے لیکن جب شاہزادہ
داراب ثانی قریب پہونچے اور آواز دی کہ اے اہل قلعہ کس خواب خرگوش مین ہو قلعہ گیری کے

ارادہ سے آتا ہوں بس یہ سنکر جلدی جلدی گولندازوں نے توپوں پر بتی دی گئی سو ضرب توپ
کی یکدم چل گئی کہ طبقہ زمین کا ہل گیا تمام صحرا دھوان دھار ہوگیا لیکن شاہزادہ داراب ثانی استقلال کے
ساتھ برابر گھوڑا اڑاتے چلے آئے گولوں کو خالی دیتے ہوئے اور گرز و سپر سے روکتے ہوئے
برلب خندق جا پہونچے جب دیکھا سرمایہ قلعہ دار نے کہ کوئی گولہ قضا کا نہ لگا تو اسنے جلدی سے
جنرل غادی اور عظیم بن معظم اور ضیغم بن اسد وغیرہ کو لاکے زیر تیغ بٹھا دیا اور داراب کی طرف
دیکھکر آواز دی کہ اگر تم آگے بڑھوگے تو ہم انکو قتل کر ڈالینگے یہ سنکر شاہزادہ داراب ثانی بہت
پریشان ہوئے اور سرداران اسلام کو فصیل قلعہ پر زیر تیغ بیٹھے دیکھا مجبور ہوگئے بلکہ کہ اگر آگے بڑھتا ہوں
تو یہ لوگ بیگناہ قتل ہوتے ہیں لیکن جنرل غادی نے پکار کے کہا کہ ای شہریار آپ ہمارا خیال نکریں ہم نمکخوار
اسی دن کے لیے ہوتے ہیں کہ جب وقت آئے تو حق نمک سے ادا ہو جائیں آپ قلعہ کو فتح کر لیجیے
ہمارا خیال نہ کیجیے داراب نے کہا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ تمکو قتل کرا دیں یہ فرماتے ہوئے پلٹ
گئے اور سوچنے لگے کہ کیا کرنا چاہیے جب رات ہوئی تو سرمایہ قلعہ دار نے کیاد کینہ جو سے بلا کے
کہا کہ آج رات کو جاکر اسے بھی چھرا لا اور ذبح کر لے یہ سنکے کیاد کینہ جو لباس شہری کا تن پر آراستہ
کرکے چور دروازے سے نکلا اور جانب لشکر داراب کینہ جو کے واسطے روانہ ہوا جب قریب پہونچا
تو صورت اپنی ایک مرد نابینا کی بناکے لٹھیا ٹیکتا ہوا داخل شہر ہوا اور بارگاہ داراب ثانی تک پہنچ
گیا لوگوں نے دیکھا کہ ایک فقیر نابینا ہے کچھ خیال نہ کیا یہ پشت خیمہ کی طرف جاکے پڑرہا جب رات زیادہ
گئی اور اہل لشکر محو خواب ہوئے تو اسنے اپنی جگہ سے اٹھکر قنات چاک کی اور ہوا نے بیہوشی
کے اڑا دئے پروانے شمع پر گر گرکے جلے اور دھواں انکا منتشر ہوا جو ایک دو بار بیدار بیٹھے تھے
وہ بھی بیہوش ہوگئے بس کیاد کینہ جو اندر خیمہ کے آیا کچھ عیاری ہاتھ پر چڑھا پاسا اڑ سے
تین مثقال بیہوشی رکھکر قریب دماغ کے لے گیا جیسے داراب نے اوپر کی سانس کھینچی کیاد نے
تمام بیہوشی دماغ میں پہونچا دی داراب بیہوش ہوگئے بس اسنے چادر عیاری کمر سے کھولی
اور پشتارہ باندھ کرکے نکلا اہل لشکر محو خواب تھے طلایہ کے سواروں کی نگاہوں سے اپنے تئیں
بچاتا ہوا اس طرح کہ کہیں بیٹھے بیٹھے چلا کہیں لیٹ گیا جب دور نکل گیا تو قلعہ کی راہ لی یہاں جو
صبح کو عیار داراب ثانی کا آیا تو اسنے مالک کو نہ پایا جاکر دیکھا تو بہیرا عیار کا بھاگا کچھ دور تک تو پتہ
معلوم ہوا پھر نظر نہ آیا مجبور واپس آیا ان لوگوں نے یہاں سے چلنے کا قصد کیا کہ صاحبقران
کو اطلاع دیں کہ جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور صاحبقران مع جملہ سرداران نامی و
گرامی تشریف لے آئے اب ان لوگوں نے جاکے عرض حال کیا صاحبقران نے غصہ میں طبل
بجوادیا یہاں سرمایہ قلعہ دار نے جو دیکھا کہ صاحبقران عالیشان تشریف لے آئے اور طبل بھی
بجوا دیا ہے اسنے بھی نقارہ رزمی بجوایا اور اپنے عیار سے کہا کہ اگر تو صاحبقران کو چھرا لائیگا تو اسقدر
انعام و اکرام دونگا کہ مالامال ہو جائیگا یہ سنکر کیاد کینہ جو نے کہا کہ صاحبقران کا ہرنا بہت دشوار ہے
لیکن جاتا ہوں جو ملتا ہے آپ سے لاتا ہوں یہ کہکر قلعہ سے باہر نکلا اور جانب لشکر اسلام روانہ ہوا صورت
اپنی گھسیارے کی بنائی گٹھا گھاس کا سر پر رکھکے ادھر سے ادھر پھر رہا ہے جو قیمت پوچھتا ہے ڈیوڑھی
دونی قیمت بیان کر دیتا ہے یہانتک کہ قریب بارگاہ شہنشاہ کے ہر سلامت کے جو نکا آپہنچا قریب بارگاہ
بلقیس پر پہرہ رکھا تھا آکے سائیس نے پوچھا اے گٹھے کی گھاس کی کیا قیمت ہے اسنے قیمت بتائی دیدی

اور کہا کہ جاکر گھوڑے کے سامنے ڈال دے یہ اصطبل مین گیا گھاس گھوڑون کے سامنے ڈال دی اور کچھ
گھاس سمیٹ کے اک کونے مین لگادی اور آپ اُسی گھاس مین پوشیدہ ہو رہا سائیس نے یہ خیال
کیا کہ قیمت تو پا ہی چکا ہی چلا گیا ہوگا جب زیادہ رات آئی سائیس وغیرہ سب سو رہے تو یہ اُس گھاس
سے نکلا اور لشت خیمہ پر پہونچ کے جس طرح داراب کو لیگیا تھا اُسی طرح بلقیس کو بھی نکال لیگیا صبح کو
یہان ہلڑ ہوگیا کہ کوئی شاہزادہ بلقیس کو بھی چرالے گیا خضران نے آکر دیکھا تو کسی نئے عیار کا پیرا
دیکھا کہا خیر دیکھا جائے گا وہان کیاد کینہ جو نے بلقیس کو بھی زندانخانے مین پہونچادیا یہان صاحبقران
کو اور زیادہ غصہ آگیا تلوار پکڑ کے اُٹھنے کا قصد ہی کیا تھا کہ طلحہ بن لندحور نے عرض کی کہ اگر حکم
ہو تو یہ خادم اس خدمت کو بجالائے فرمایا بہتر ہے طلحہ اُسی وقت مرکب پر سوار ہو کے جانب قلعہ
روانہ ہوئے جسوقت سامنے قلعہ کے ہو پہنچے سر قلعہ پر سے گولہ پڑنے لگا طلحہ گولون کو رد کرتے
ہوئے بر لب خندق جا پہونچے وہان پھر اہل قلعہ نے قیدیون کو لاکر زیر تیغ بٹھا دیا طلحہ مجبور ہو کے پلٹے
آج رات کو کیاد کینہ جو طلحہ بن لندحور کو بھی چرا لیگیا اب جتنے قیدی جمع ہوتے جاتے ہین آپس مین کہتے ہین
کہ یہ کیا آفت ہی عیاران اسلام سے بھی کچھ حفاظت نہین ہوسکتی یہان صاحبقران عالیشان نے پھر طبل
جنگ بجوادیا صبح کو مملوک بن مالک نے دھاوا کیا جب یہ زیر قلعہ ہوپہنچے تو پھر اہل قلعہ نے قیدیون
کو زیر تیغ لا کے بٹھا دیا مملوک بھی دانت پیستے ہوے پلٹ آئے آخر رات کو کیاد کینہ جو آنکو بھی
چرالے گیا اسی طرح پانچ چھ روز مین اور بھی کئی سردار چوری گئے قلعہ کا قیدخانہ بھر گیا اتب بادشاہ اسلام نے
خضران کو طلب کیا اور فرمایا کہ بدیع الملک تمکو اس لیے چھوڑ گئے ہین کہ کرسی پر یہ بیٹھے رہو اور سرداران
اسلام چوری جائین تم سے کچھ بند و بست نہو سکے خضران نے عرض کی کہ مین تن تنہا کس کس کی حفاظت کرون
ہر سردار کی حفاظت اُسکے عیار کو چاہیے مین حضور اور صاحبقران کی حفاظت کرتا ہون اگر حکم ہو تو جاکر قلعہ پر
عیاری کرون فرمایا یہ بھی پوچھنے کی بات ہے خضران رخصت ہوا اور طیفور بادیہ گرد سے کہا کہ تم بھی چند
عیارون کو اپنے ساتھ لو طیفور نے کہا کہ خواجہ علیحدہ وہان پہونچنے کی فکر کیجیے اور مین جدا جاتا ہون کہ شاید
ایک ناکامیاب رہے تو ایک کامیاب ہو خضران نے کہا کہ بہتر خواجہ خضران تو بیس بائیس عیارون
کو ساتھ لیکر جانب صحرا روانہ ہوگئے جسوقت کنارے دریا کے ہو گئے تو چند کشتیان دریا مین ڈالین اور چند
صندوق اُن کشتیون پر بار کیے اور صورت فقیرون کی ایسی بنائی کشتیان لیکر چلین دریا قلعہ کے نیچے سے
ہوکے بہتا تھا انھین تو ادھر جانے دیجیے اب طیفور بادیہ گرد کی دانائی کا حال سنیے کہ انھون نے صحرا مین
اپنے عیارون کو متفرق کر دیا کہ جو عیار قلعہ سے آتا ہی وہ کس راستہ سے آتا ہی دریافت کرو یہ سب جابجا
ایک ایک جھنڈی کی آڑ مین بیٹھے تھے جس مقام پر طیفور بیٹھا تھا اُسی کے قریب ایک جھاڑی تھی اُسمین دہنہ
نقب کا کیاد کینہ جو نے چھوڑ رکھا تھا کہ تنہا نہ چل سکے طیفور بیٹھا ہوا تھا کہ کیاد کینہ جو اُس جھاڑی سے باہر
آیا ادھر اُدھر دیکھکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا طیفور نے آکر دیکھا تو دہنہ نقب کا پایا بس نفر قیاری
بجائی کہ سب عیار آکر جمع ہوئے کہا کہ مین تو اس نقب کے راستے سے اندر قلعہ کے جاتا ہون اور قیدیون
کے رہا کرنے کی فکر کرتا ہون جسوقت کیاد کینہ جو اُس طرف سے جائے تو تعاقب مین آنا تم بھی چلے آنا
یہ کہکر اندر نقب کے اُتر کر روانہ ہوا دوسرا سر نقب کا اندر زندان کے چھوٹا تھا طیفور اُسی مقام پر نکلا
جہان سب قیدی جمع تھے طیفور نے جاکر سلام کیا اور سرداران اسلام سے کہا کہ مین تو پہونچ گیا اگر حکم ہو
تو قید کاٹ دون لیکن کیاد کینہ جو عیار ابھی لشکر اسلام مین گیا ہی آج دیکھیے کس سردار کو لاتا ہو اگر مناسب ہو

تو اتنا انتظار کیجیے کہ جس وقت کیاد کینہ جو آئے اُس وقت قید توڑ دے گا اور عیار کو پکڑ لیجیے گا اور میں ساحل
کی فکر کرتا ہوں کہ دریا کے راستے سے خواجہ خضران آ رہے ہیں سرداروں نے انتظار کیا وہاں کیاد
کینہ پرور شاہزادہ عارف بن معروف کو لیا اور چل کھڑا ہوا اتفاقاً یہ ان اسکے شاگردان طیفور چلے
وہاں کشتیاں خواجہ خضران کی بہتی ہوئی کنارے پر پہونچیں نگہبانوں نے آواز دی کہ کون خضران
نے جواب دیا کہ بابا ہم گرو لوگ ہیں اپنے بالکون کے یہاں مہمان تھے اب اپنے دیس کو جاتے ہیں
یہ چند سپاہی جو ساحل کے محافظ تھے انھون نے یہ صلاح کی کہ فقیر الگ مالدار معلوم ہوتے ہیں انکو بلا کے مہمان
کرو اور بیہوش کر کے دریا میں غرق کر دو جو کچھ مال و اسباب ہے وہ اپنے قبضہ میں کر لو یہ سوچ کے کہا
کہ بابا لوگ آپ سب رات یہیں بسر کریں صبح کو جہاں جانا ہے گا چلے جائیے گا یہ سنتے ہی خضران مع جملہ
سرداروں کے اتر پڑے صندوق بھی اُتار اُتار کے رکھے گئے اور یہ سب فقیر آ کے بیٹھے اب خضران
اس فکر میں کہ کسی طرح قیدیوں کا پتہ لگاؤں کہ ایک مرتبہ طیفور کیاد کینہ جو کی شکل بنا ہوا پہونچا اور کہا
کہ گرو جی ان صندوقوں میں کیا ہے خضران نے کہا کہ بابا اسباب ہے طیفور نے کہا کہ محصول لگایا جائیگا
معلوم ہونا چاہیے کہ کیا اسباب اسمیں ہے خضران نے کہا کہ فقیروں کا اسباب جس حیثیت کا ہوتا ہے ویسا ہی
ہے طیفور نے سپاہیوں سے کہا کہ کھول ڈالو ان صندوقوں کو ایک سپاہی نے اُٹھ کے جو ایک
صندوق کھولا تو کہا کہ اسمیں تو آدمی لیٹا ہوا ہے کہا مار ڈالو اسکو بس یہ سنتے ہی خضران نے نعرہ کیا اور جو
سپاہی صندوق کے پاس تھا اسکو خنجر مارا اور سپاہی دوڑے خضران اور ہمراہیان خضران نے سپاہی کو
قتل کرنا شروع کیا کیاد نقلی سپاہیوں کو للکارتا جاتا ہے کہ ارے یہ عیار ہیں انکو گرفتار کرو اور آپ صندوق
کھولتا جاتا ہے جو صندوق کھولا اسمیں سے عیار نیمچہ بکف نکلا اور لڑنے لگا خضران نے جو یہ رنگ دیکھا کہ
کیاد لڑتا نہیں بلکہ عیاروں کو بچا رہا ہے صندوق کھول کھول کے رہا کرتا جاتا ہے سمجھ لیا کہ یہ طیفور ہے کہا اے
طیفور کیا کہتا ہے کہ قیدیوں کی کیا خبر ہے طیفور نے کہا معلوم ہوا جاتا ہے آپ انھیں تو ختم کر لیجیے جتنے
نگہبان ساحل تھے دم بھر میں عیاروں نے انکو ختم کر دیا اتنے میں کیاد کینہ جو اندر قیدخانے کے
پہونچا جیسے ہی پشتارہ عارف بن معروف کا زمین پر رکھا ساتھ ہی خندق نقب زن بھی شاگردان طیفور
کو لیے ہوئے پہونچ گیا اور نعرہ کر کے کیاد پر حملہ کیا کیاد پشتارہ تو رکھ ہی چکا تھا اسنے بھی نیمچہ کھینچا اور
شور کیا کہ اے اہل قلعہ دوڑو یہاں عیاران اسلام آ گئے اب سرداران لشکر اسلام رہا ہوا چاہتے ہیں نگہبانان
زندان نے اہل لشکر کو خبر کی اور اندر زندان کے آپڑے خندق نقب زن نے کیاد کینہ جو کو
زخمی کر کے گرفتار کر لیا اور سرداران لشکر اسلام نے قیدیں توڑیں اور نعرے کر کے زندان سے
نکلے اُدھر طیفور اور خضران بھی آپڑے عیاران قلعہ سے نیمچہ چلنے لگا سرمایہ قلعہ دار کو معلوم ہوا
کہ قیدی چھوٹ گئے بس یہ جلدی سے چور دروازے سے نکل کر جانب سارلقیہ روانہ ہوا یہاں
سرداران اسلام نے ایسی تلوار برسائی کہ اہل قلعہ نے امان کی صدائیں بلند کیں انھون نے شرط
ایمان لانے کی پیش کی سبنے قبول کیا طیفور اور خضران نے پھاٹک قلعہ کا کھولا اور دل تختہ رکھوا دیا
یہ خبر امیر باتوقیر اور بادشاہ اسلام کو ہوئی صاحبقران تشریف لائے میں خضران نے طیفور بادیہ
کی بہت تعریف کی بادشاہ اسلام نے دونوں کو خلعت فاخرہ عنایت فرمایا اور بعد انتظام کوچ کر کے
آگے روانہ ہوئے بعد طی مراحل و قطع منازل کنارے ایک دریا کے پہونچے شام ہو چکی تھی قیام
فرمایا جب صبح ہوئی قوم سے چلنے کا قصد کیا اس وقت حکیم سودائی دانا اور سکندر دبیر نشین

حاضر ہوے اور عرض کی کہ حضور یہ مقام خوفناک ہے چنانچہ یہاں کا بہمن ماہی نژاد ہے جس وقت کوئی کشتی یا جہاز
اس طرف سے جانے لگتا ہے تو بہمن ماہی نژاد جہاز کو توڑ کر غرق کر دیتا ہے اور اگر پل پر سے لشکر گذرنے لگتا ہے تو وہ آکر توڑ پل کے
کھول دیتا ہے لشکر غرق ہو جاتا ہے اور نام اس پل سر کشان ہے یہ سنکے صاحبقران عالی شان نے ارشاد فرمایا کہ
اس دریا پر ایک پل بنایا جائے اور اس پر سے ہوکر لشکر گذرے حسب الحکم صاحبقران چند معمار
کشتیون پر سوار ہوے اور زنجیرین لنگر باندھ باندھ کے دریا مین ڈالین کہ پانی کی تھاہ ملے
تو پل تیار کیا جائے کہ اکثر تہ سب کشتیان مردمان آبی نے آکر الٹ دین تمام معمار غرق ہو گئے
بعد کچھ دیر کے لاشین ابھرین تو گردنین انکی کٹی ہوئی دیکھین صاحبقران کی آنکھون مین خون اتر آیا
اور قصد کیا کہ گھوڑا دریا مین ڈال دین اُس وقت مظفر بن غضنفر غازی نے عرض کی کہ اگر
ارشاد ہو تو اس خدمت کو یہ غلام بجا لاے فرمایا تم جاؤ مظفر نے اپنے ہمراہیون کو جمع کیا
لنگوٹ سب نے باندھے کمرون مین خنجر لگائے اور پیرتے ہوے چلے اسوقت بہمن ماہی نژاد
ابھرا اور مظفر بن غضنفر پر حملہ کیا اور ہمراہیان بہمن نے لشکر مظفر پر حملہ کیا صاحبقران کنارے
دریا کے کھڑے تھے بادشاہ اسلام بھی تمام سرداران عالی مقام کو لیے ہوے موجود تھے وہان مظفر
نے بہمن کا وار دیکر کے کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا بہمن ماہی نژاد بھی لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی
دونون لڑتے ہوے تہ آب پر پہونچ گئے مظفر کو پیرنے اور غوطہ لگانے کی بہت مشق تھی بہمن کو
پچھاڑا اور خنجر سے سر کاٹ کر پانی پر ابھرے جس وقت سے یہ دونون لڑتے ہوے غرق ہو گئے تھے
اُس وقت سے اہل اسلام نہایت پریشان تھے خصوصاً صاحبقران تو دریا مین کودے پڑتے
پڑتے تھے لیکن عارف بن معروف نے روکا اور عرض کی کہ حضور کچھ دیر اور انتظار کرین کیونکہ اختیار ہے
یہ مردمان آبی زور و طاقت مین ایسے نہین ہین کہ بھائی صاحب کو زیر کر سکین ہان اتنا فرق ضرور ہے کہ مردمان آبی
کا مسکن و ماوا دریا ہے اور ہم لوگ جسقدر غوطے کا دم رکھتے ہین اتنے ہی دیر لڑ سکتے ہین زیادہ ٹھہرنے
کی قوت نہین مگر بھائی صاحب مین کئی گھنٹون کا دم ہے مین نے انکو پیرنے کی حالت مین غوطہ لگاتے
دیکھا ہے اتنی دیر کا غوطہ لگاتے ہین کہ کسیکو یقین نہین ہوتا غرق ہو جانے کا گمان ہوتا ہے عارف نے اتنی
دیر باتون مین صاحبقران کو الجھایا کہ مظفر سر بہمن ماہی نژاد پانی سے لیے ہوئے باہر آیا
قدمون پر صاحبقران کے ڈال دیا بعد مظفر کے اور ہمراہیان مظفر بھی سر مردمان آبی کے لیے
ہوئے دریا سے باہر آگئے اور عرض کی کہ اب راستہ صاف ہے ہمراہیان بہمن کو ہم نے مار لیا اب اگر
ایک دو بچ کے بھی چلے گئے ہونگے تو کیا کر سکتے ہین صاحبقران نے اس کام پر مظفر کی بہت
تعریف کی اور خلعت فاخرہ سے ممتاز فرمایا بادشاہ اسلام نہایت خوش ہوے اور ارشاد کیا کہ تمہارے
باپ اور دادا نے بھی بڑے بڑے کام کیے مگر ایسا اتفاق کبھی پیش نہ آیا تھا مظفر نے سر
تسلیم خم کیا اب پھر دریا عبور کرنے کا انتظام ہوا چند سوار پل پر پہنچے گئے تھے ہی وہ سوار نصف
پل طے کرنے کے ایک تڑاقہ ہوا اور پل شکستہ ہو گیا سوار دریا مین گر گئے صاحبقران نے فرمایا کہ
نیا پل تیار کیا جائے یا متعدد کشتیان منگائی جائین بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ پل تیار کرنے
مین بہت عرصہ ہوگا اس سے بہتر یہی ہے کہ کشتیان منگائی جائین لوگ ملاحون کی تلاش مین روانہ
ہوئے جو کشتیان ساتھ رہتی تھین وہ دریا مین ڈالدی گئین اور لوگ سوار ہو ہو کے اُس پار
جانے لگے لیکن حال اُن مردمان آبی کا سنئیے جو یہان سے بھاگ گئے تھے جاکر انھون نے نہنگ بچہ

دریانشین سے حال کمین ماہی نژاد کے مرنے کا بیان کیا نہنگ بچہ دریانشین بھی مردم آبی ہے اور
اسنے فن عیاری بھی حاصل کیا ہے پس صورت اپنی ملاح کی بنائی اور بہت سی کشتیاں ساتھ لیکر اور مردان آبی
کو پوشیدہ طور پر ہمراہ لیکر روانہ ہوا اُس طرف سے نہنگ بچہ دریانشین آتا تھا اور ادھر سے لوگ
ملاحوں کی تلاش میں جاتے تھے دیکھا کہ چند ملاح ناؤ میں کھیتے چلے آتے ہیں اُن لوگوں نے آواز دی کہ ای
ملاحو ہمیں بہت سی کشتیوں کی ضرورت ہے یہ سنکے نہنگ بچہ دریانشین نے کہا کہ ہم بھی یہ خبر سنکے
چلے ہیں کہ لوگ بہت سے دریا پار اتریںگے ہماری مزدوری ہوگی یہ کہکر ناؤیں کھیتے ہوئے اُس
مقام پر پہونچے جہاں لشکر اسلام فروکش تھا اور ناویں کنارے پر لگادیں پہلے جزبل عادی
سوار ہوئے اور چلے کہ اُس پار جاکے خیمہ برپا کریں اُنکے ساتھ چالیس عادی کشتیوں پر بیٹھے اور
کشتیاں بہتی ہوئی چلیں نہنگ بچہ جس وقت بیچ دھارے پر پہونچا تو اُسنے اپنی زبان میں کچھ کہا
سب ملاحوں نے کشتیوں کے بیچ کھول دیے کشتیاں ٹوٹ ٹوٹ کے غرق ہو گئیں ملاح بھی بظاہر
غرق ہو گئے لیکن فی الحقیقت اُن مردان آبی نے سب عادیوں کو بیہوش کرکے باندھا اور
اندر اندر پانی کے لیجا کر دور نکلے اور ایک قلعہ زمین گیر میں قید کر دیا اور بہت کشتیاں تیار کرکے دوسری
طرف سے صورتیں بدل بدل کر چلے وہاں صاحبقران کو جزبل عادی کے غرق ہو جانے کا
نہایت صدمہ ہوا اور فرمایا کہ بغیر پل بنے ہوئے لشکر کا اُس پار اُترنا غیر ممکن ہے اِن کشتیوں پر
جانے میں بہت دن گذر جائنگے حسب الحکم صاحبقران عالی شان پل بننے کی تیاری ہونے لگی لیکن
چند ہی روز تیار ہوتا تھا رات کو نہنگ بچہ اپنے ہمراہیوں سمیت آکے پل کو کھود کر چلا جاتا تھا یہ حالت
دیکھکر صاحبقران نے کہا کہ ابھی دریا صاف نہیں ہوا ہے آج رات کو میں انتظام کرونگا یہ کہکر خواجہ سے
شہر سے مزدور برخاست کر دیے اور آپ تن تنہا ایک کشتی میں سوار ہو کر دریا میں ادھر اُدھر
پھرنے لگے کشتی ماہی کی صورت کی بنی ہوئی تھی آج صاحبقران نے یہ دیکھ لیا کہ مردان آبی کس طرف سے
آتے ہیں جس وقت نہنگ بچہ اپنے ہمراہیوں سمیت آیا تو کشتی کی طرف کچھ خیال نہ کیا دل میں سمجھا
کہ کوئی مچھلی ہوگی جب اُسنے پل کو منہدم کر لیا اور پلٹا اتنے عرصہ میں خواجہ نے کشتہ آصفا سے باصفا
کا جال تمام دریا میں پھیلا دیا تھا جتنے مردان آبی تھے سب کے سب آکر جال میں پھنس گئے خواجہ
نے کمند کھینچ لی اور سبکو گرفتار کرکے داخل زنبیل کیا صبح کو خدمت صاحبقران میں حاضر ہو
اور سبکو زنبیل سے نکال نکالکر پیش کیا کہ یہ اُنھیں سب کی شرارت تھی کہ پل نہ تیار ہو سکتا تھا
اُسوقت صاحبقران عالی شان نے اُن مردان آبی سے کچھ پوچھنا چاہا جو کچھ وہ جواب دیتے تھے
سمجھ میں نہ آتا تھا اب صاحبقران عالی شان پریشان ہوئے کہ ہم انکی تقریر سمجھ سکتے ہیں نہ نقل کر سکتے ہیں
اُس وقت حکیم سودائی دانا نے عرض کی کہ میں زبان مردان آبی کی سمجھتا ہوں یہ لوگ اپنی زبان میں
اطاعت کرتے ہیں کہتے ہیں صاحبقران نے فرمایا کہ ان سے کہدو کہ اُن ملاحوں کا پتا لگاؤ جنھوں نے
کشتیاں توڑ کر ہمارے سردار کو غرق کیا ہے حکیم سودائی دانا نے انکی زبان میں اُنکو سمجھایا
اُنھوں نے عرض کی کہ ہمیں لوگ ملاح بنے تھے ہمیں نے آکے سردار کو غرق کر کے گرفتار
کر لیا ہے وہ سب ہمارے قلعہ میں زندہ موجود ہیں اگر ہمیں چھوڑ دیجیے تو سبکو لے آئیں صاحبقران
نے فرمایا کہ انھیں سے آدھے آدمیوں کو رہا کرو جب تو سب سرداروں کو لے آئیں اُس وقت
سبکو رہا کر دینا غرض مردان آبی آدھی تعداد میں رہا کر دیے گئے اور نصف کو قید رکھا گیا جب کچھ

سوداگی دانا نے کہا کہ اگر یہ گرم مقام پر رہینگے تو سب مرجائینگے انکو ایسے مقام پر قید کیا جائے کہ اندر زندان
کے بہت سے حوض پانی سے بھرے رہیں اور انکا پانی دونوں وقت بدل دیا جایا کرے تاکہ پانی لطیف
رہے اور کھانے کو انکے زندہ مچھلیاں دی جائیں کہ یہی انکی خوراک ہے حسب ہدایت حکیم سوداگی دانا
زندان کا انتظام کرکے یہ لوگ تو قید کر لیے گئے اور جن لوگوں کو رہا کر دیا گیا تھا وہ سب کے سب گئے اور
جنہوں نے پل عادی کو انکے ہمراہیوں سمیت لیکر حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آپ پل درست فرمائیے ہم اسی پل
کو درست کیے دیتے ہیں جب سارا لشکر اس پار اتر لے اس وقت ہمیں رہا کر دیجیے گا صاحبقران نے
فرمایا کہ جیسے پل کو درست کریں حکیم سوداگی دانا سبکو لیے ہوئے کنارے دریا کے آئے سب مردمان
آبی دریائی کو دو دن بھر میں پل کو درست کرکے واپس آئے اور عرض کی کہ اب آپ لشکر کو اترنے کا حکم
دیں اور صاحبقران سے عرض کی کہ اب ہمارے ساتھیوں کو رہا کر دیجیے اور بالعوض انکے ہمیں قید
کر لیجیے اگر تین روز ہم خشکی میں گزر جائینگے تو ہم مر جائینگے صاحبقران نے پہلے قیدیوں کو رہا کر دیا اور انکو
قید کر لیا وہ سب چلے گئے اب یہاں لشکر اسی پل سے ہر ستان پر سے اترنے لگا تیسرے دن وہ مردمان آبی
جو رہا کر دیے گئے تھے پھر آئے اور اپنے قائم مقاموں کو رہا کرا دیا آپ انکی جگہ قید میں بیٹھے جب کل لشکر
اس پار اتر گیا تو صاحبقران نے حکیم سوداگی دانا سے ارشاد کیا کہ ان مردمان آبی کو حسب وعدہ چھوڑ
دو حکیم سوداگی دانا نے عرض کی کہ ان سے لے لیجیے دونوں میں سے ایک سمجھا کہ دین اسلام کی طرف
راغب کر دیا ہو اب یہ کسی مسلمان کو اذیت نہ پہنچائینگے بلکہ کفار کو اس طرف سے گزرنے نہ دینگے صاحبقران
یہ سن کے نہایت خوش ہوئے اور سب مردمان آبی کو سامنے اپنے طلب کیا عورتیں انکی نہایت قبول
صورت بال سر کے بڑے بڑے تھے اور ڈاڑھی مونچھیں نہ تھیں صاحبقران نے حکم دیا کہ ان سب کو
زیور پہنا کے چھوڑ دو تاکہ انھیں یاد رہے اور یہ صورت اچھی دیکھیں تو خوش ہوں کہ زیور آنکے منہ پر کیا بھلا
معلوم ہوگا حکیم سوداگی دانا نے سب کے کان چھید کر زیور پہنا دیے پہلے تو یہ لوگ ناخوش ہوئے
کہ صاحبقران نے [illegible] ہمارے ساتھ بدی کی جب ایک نے دوسرے کی صورت دیکھی
تو خوب قہقہے مارے اور خوش ہوئے صاحبقران نے دریافت کیا کہ تم کیا چاہتے ہو جو چاہو مانگو وہ
تمہیں دیا جائے انھوں نے عرض کی کہ ہمیں کوئی شے سوا اپنی رہائی کے درکار نہیں ہے صاحبقران نے
ان سب کو رہا کر دیا جس وقت یہ سب اپنے اپنے مقام پر پہنچے اور انکی عورتوں نے انکو
دیکھا تو کہا کہ یہ شے جو تم نے کانوں میں پہنی ہے ہمیں بھی پہنا دو انھوں نے سب کیفیت بیان کی آخر تو
ان عورتوں نے کہا کہ ہم بھی خدمت صاحبقران میں چلینگے مجبور آئے ان عورتوں کو لیے ہوئے ساحل
آئے سب عورتیں کنارے دریا کے جمع ہوئیں عورتیں مردوں سے زیادہ حسین تھیں اکثر پرستان
کا سماں تھا نہنگ ساچہ خدمت صاحبقران میں آیا اور عرض کی کہ یہ جو آئے ہیں زیور پہنا چاہتی ہماری
عورتیں بھی مانگتی ہیں صاحبقران نے کہا عورتیں تمھاری کہاں ہیں نہنگ ساچہ نے عرض کی کہ سب ساحل پر
جمع ہیں صاحبقران نے اسی وقت تمام زیور طلب کیا اور کشتیاں اپنے ساتھ لیکر مع حکیم سوداگی
اور وزیر صاحبقران اور مردمان لشکر کنارے پر آپ کے تشریف لائے دیکھا کہ پرستان کا سماں
ہے ایسی حسین عورتیں صاحبقران نے کبھی نہ دیکھی تھیں وہ عورتیں صاحبقران کو دیکھ کر خوش
ہوئیں اور آداب بجا لائیں موافق تعظیم کی اطاعت کی صاحبقران نے سب کو زیور تقسیم کیا اور
نہنگ ساچہ کی بی بی اور دختر کو بہت سا زیور دیا اور حکیم سوداگی سے کہا کہ اسی دریا میں ایک

نشان اسلام نصب کرو اور اسکا محافظ اس نہنگ بچہ کو مقرر کرو حکیم سودائی نے طریقہ حکمت سے
اک میل دریا میں نصب کیا اور پشت نہنگ بچہ کا پھیر پر لگا کر اسپر کلمہ طیبہ تحریر کردیا اور نیچے پر نام صاحبقران
اور زیر چوب نہنگ بچہ کا نام لکھ دیا کہ یہاں نہنگ بچہ کی عملداری ہے کوئی بغیر اسکی اجازت کے دریا عبور
نکرے اور طریقہ حکومت اسکو تعلیم کیا نہنگ بچہ کی دختر نہایت حسین تھی اسنے لاکر صاحبقران کی خدمت
میں پیش کی امیر نے شکریہ کے بہت پسند کیا مگر فرمایا کہ مجھے اسکی جان لینا منظور نہیں ہے یہ خشکی میں کیونکر رہ سکتی
ہے حکیم سودائی نے کہا کہ یا صاحبقران یہ ایک شب رہ سکتی ہے اس سے مواصلت فرمائیے صاحبقران
نے حکم دیا کہ خیمہ بہار کنارے دریا کے برپا ہو اسی وقت خلوت خانہ آراستہ ہوا صاحبقران نے لطیفور
کو رنجیدہ دیکھا بار بار پوچھا لطیفور نے عرض کی کہ ایک لڑکی اور تھی وہ مجھے پسند ہے صاحبقران نے کہا
آج سب عورتیں پھر جمع ہونگی جسکو تم پسند کرو گے تمہیں دلوا دیجائیگی جب شام ہوئی تو وہ سب عورتیں
پھر ساحل پر آئیں آج فرش بچھوا دیا گیا تھا محفل آراستہ تھی وہ لڑکی جسے لطیفور نے پسند کیا تھا نکلی لطیفور
نے صاحبقران سے فرمایا کہ وہ یہی ہے امیر نے نہنگ بچہ سے فرمایا آپ نے چاہا کہ اس لڑکی کے ان
باپ کو رضامند کر دیا تو نکاح عقد امیر کا مع مہر عمرا و دختر نہنگ بچہ کا دریا لشکر کے ساتھ ہوا
اور عقد لطیفور یاور کا دروانہ ماہی نژاد کے ساتھ ہوا بعد عقد کے ہر دو بیان آئی لڑکیاں پانی میں چلے
گئے اور ہر دو دلہن اپنے اپنے شوہر کی وصل سے شاد کام ہوئیں لیکن صبح کو نہایت مضمحل ہوئیں تجھیں
اپنے شوہر پر آکر کہنے لگیں کہ دونوں اسی شب حاملہ ہوئیں بطن سے ایک ایک لڑکا پیدا ہوگا امید
کہ ذکر انکا مجاریہ بحری میں آئیگا فرزند صاحبقران امیر البحر کے لقب سے ملقب ہوگا اور دریائی
لڑائیاں لڑکر جزائر اسلام آباد کریگا اور فرزند لطیفور اسکا عیار ہوگا یہ داستان میں بالکل نئے
عنوان کی قابل ملاحظہ ناظرین ہونگے جسوقت درخواستیں مطبع مجاریہ بحری کی آئینگی اور ناظرین کے
قدر دانی کے آثار ظاہر ہونگے اسی وقت مجاریہ بحری کے چھپنے کا بھی انتظام کیا جائیگا الحاصل نہنگ بچہ
تو اس مقام پر رہتا ہے اور صاحبقران عالی شان نے حکم کوچ دیا لشکر پھر آگے روانہ ہوا
حکیم سودائی دانا نے کہا کہ اے صاحبقران زمان اب آپکو کوئی مرحلہ طے نہیں کرنا ہے صرف کچھ
مسافت کی جسقدر زحمت ہو وہی گوارا کرنا ہوگی فرمایا شکر ہے خداوند عالم کا اب تمام لشکر ملا ہوا
جارہا ہے کوچ اور مقام کرتے ہوئے ساتویں روز ایک مقام پر پہونچے کہ سرراہ ایک میل بلند
بنا ہوا تھا جو لوگ آگے جارہے تھے وہ ٹھہر گئے اور اس میل کو دیکھنے لگے دیکھا کہ اسپر ایک تختہ نصب
ہے اور اسپر چند اشعار ناپائداری دنیا اور مذمت دہر میں کندہ ہیں اور آخر میں یہ عبارت تحریر ہے کہ
اگر اس طرف سے گذر صاحبقران زمان کا ہو تو میں انکو قسم دیتا ہوں انہیں کے دین و مذہب
کی کہ یہاں سے داہنے جانب پانچ سو قدم کے فاصلہ پر ایک گورستان ہے وہاں جاکر داستان
مصیبت نشان مجھ گمشتہ غم کی سنیں اور میری دادرسی فرمائیں یہ مضمون دیکھکر ہمیں سے ایک سوار
بلیا اور خدمت صاحبقران میں حاضر ہوکر عرض کی کہ سرراہ ایک میل بلند ہے اور اسپر یہ عبارت تحریر ہے
چونکہ آپ ہر مصیبت زدہ کی دادرسی کرتے ہیں لہذا ہمنے اطلاعاً حضور سے عرض کردیا اب آگے حضور کو
اختیار ہے جیسا آپ مناسب جانیں ویسا کریں یہ سنکے صاحبقران عالی شان نے بادشاہ
اسلام سے عرض کی کہ حضور حسب رفتار سے تشریف لیے جاتے ہیں آہستہ کبھی نکریں ورنہ منزل پر
پہونچنے میں حرج ہوگا میں اس میل کو دیکھکر فی الفور حاضر خدمت ہوتا ہوں بادشاہ اسلام نے

اُسنے عرض کی کہ کیا آپ صاحبقران ہین فرمایا کہ ہان لوگ کہتے تو ہین بس وہ شخص اُٹھکر دست بوس
ہوا اور عرض کی کہ اسی غلام نے حضور کو تکلیف دی اب ماجرا میرا سنئیے یا امیر مین کشتۂ ستم و ماتم زدۂ مصیبت
کیا بیان کرون نام میرا گلفام تاجدار ہے بادشاہ ہون شہر باغ و بہار کا زمانہ ولی عہدی مین گردش تقدیر نے
شکار کے بہانے سے مجکو اس مقام پر لائی آہو کو صید کیا آہو بھاگ کر اس مقام پر آیا یہ باغ تھا مین بھی شوق
صید مین بے محابا اندر باغ کے چلا آیا یہ باغ ملکہ زمان فرمانروا کا ہے نظر میری ملکہ پہ جو پڑی اسکا شیفتۂ
جمال ہوا ملکہ مجھپر مفتون ہوئی چونکہ باپ ملکہ کا مر چکا تھا اور وہ صاحب اختیار تھی شادی اسکی ہوئی نہ تھی
میرے اُسکے یہ عہد ہوا کہ شادی ہو مین اس مقام سے اپنے ملک کو واپس گیا اور والدین سے کہلوایا
اُنھون نے بخاطر میرے قبول کیا لیکن در اصل مرضی انکی اس سبب سے نہ تھی کہ زیادہ دور جا کے نسبت
کرنے مین ہزار آفتون کا خوف ہے مین ناتجربہ کار جوش عشق مین ان باتون کو ان بزرگون کی نہ سمجھا چونکہ مین ہی
ایک فرزند تھا والدین کو ہر طرح خاطر میری منظور ہوئی شادی کا سامان درست ہوا اور برات شہر باغ و بہار
سے چلی راستے مین ایک دریا ہے زخار ملا پوری برات جہاز پر سوار ہوئی جہاز بیچ دریا مین پہونچا تھا کہ
طوفان آیا جہاز ایک پہاڑی سے ٹکرا کے پاش پاش ہو گیا جو لوگ اس جلدی مین پیر کر پہاڑی پر چڑھ گئے
وہ تو بچ گئے باقی سب غرق ہو گئے اُس برات مین ایک دوست میرا شعور جنگی بھی تھا اُسکی مدد سے جو
بچ رہے تھے وہ خشکی تک پہونچے میرے والدین بھی غرق دریا ہو گئے خدا انکو غریق رحمت کرے
اب مین نہایت بددل ہوا کہ اس تباہی کی حالت مین مکان عروس پر کیا منہ لے کے جاؤن جنگلون مین تباہ
پھرتا تھا اس تباہی کی خبر ملکہ فرمان فرمانروا کو ہوئی چونکہ وہ طمع نہ رکھتی تھی خود صاحب حکومت تھی اُسنے
مال و اسباب زر و جواہر مجکو بھیجا اور کہا کہ اب تم میرے شہر مین آ کر سامان درست کرو اور تباہی مال و
اسباب سے پریشان نہو جو لوگ دنیا سے گئے انکا غم بھی بیکار ہے اسلیے کہ اب وہ واپس نہین آسکتے مین
اُسکی تسلی آمیز باتون سے خوش ہو کر شہر فرمانروا مین آیا اور سامان درست کرکے ملکہ کو بیاہنے کے لیے
اس باغ مین پہونچا ملکہ پر ایک دیو مدت سے عاشق تھا جسوقت اُسکو خبر ملی کہ ملکہ کی شادی ہوتی ہے اور نوشاہ
اُسکے باغ سدا بہار مین براتیون سمیت اترا ہوا ہے عقد ہونے کو ہے دیو قرناس احول چشم یہ سُنکر
غصہ مین آیا یہان پہونچکر اُسنے ایسا سحر کیا کہ باغ مین آگ لگ گئی اُسوقت بھی میرا دوست شعور جنگی کام
آیا کہ وہ مجھے تو نکال لے گیا باقی سب جل کے مر گئے دیو نے عمارتین تک منہدم کردین اور ملکہ کے
بھی بہت سے لوگون کو نابود کرکے ملکہ کو اٹھا لیگیا جب مین دوبارا اس مقام پر آیا تو اپنے ساتھیون کو
جلا ہوا پایا مین نے انکی لاشون کو دفن کرایا اور مجاور بن کے بیٹھا رات دن رویا کرتا ہون کبھی والدین کا خیال
آتا ہے کبھی احباب کی فرقت کا دھیان بندھ جاتا ہے کبھی ملکہ کی جدائی ستاتی ہے دل کھاتی ہے ایکدن عاجز آکر خودکشی
کا قصد کر لیا تھا لیکن شب کو مین نے ایک خواب دیکھا کہ کوئی مرد بزرگ ارشاد فرماتے ہین کہ اگر تو دین اسلام
اختیار کرے تو اب تیری پراگندگی بہت تھوڑے زمانے کے بعد صاحبقران زمان اس طرف تشریف لائینگے وہ
تیری بچھڑی ہوئی معشوقہ کو تجھ سے ملا دینگے دنیا بامید قایم ہے مین نے صبح کو خواب اپنا شعور جنگی سے بیان
کیا شعور جنگی نے اُسی روز جا کر سر راہ میل نصب کیا اور پتھر کندہ کر کے اسپر لکھا دیا کہ اگر صاحبقران
ادھر تشریف لائین تو اس مصیبت زدہ کا پتا پائین بعد اسکے شعور جنگی نے ملاقات دیو قرناس سے پیدا
کی اور اسکو اتنا راضی کر لیا کہ جسوقت مین اس مقام پر ہوتا ہون اسوقت گلفام تاجدار آکر زیر کوہ سے
اپنی معشوقہ کو دیکھ جایا کرے مگر زیر کوہ کے آنے کا قصد نہ کرے بس یہ اتنا سہارا میری زندگی کا ہے کہ

روز ایک وقت جا کے اپنی بی بی کو دیکھ آتا ہون اب وہ دیو تیرا اس کے قبضہ مین ہے بس یہی داستان
مصیبت عنوان میری ہے اگر آپ خاصان خدا مین سے ہین اور صاحبقران زمانہ ہین تو میری دادرسی کیجیے
یہ کہکر رونے لگا خواجہ خضر ان نے کہا کہ اے گلفام تاجدار اگر تو دین اسلام اختیار کرنے کا وعدہ
کرے تو تیری معشوقہ کو صاحبقران تجھ سے ملا دینگے گلفام تاجدار نے کہا کہ شاید آپ عبارت اس سنگ
کی بھول گئے اگر مین کافر ہوتا تو خدا کا واسطہ کیون دیتا اور مسلمان سے کیون اپنی مصیبت بیان کرتا مین تو مسلمان
ہون اور یہ شعور جنی بھی مسلمان ہے اتنے مین شعور جنی بھی آگیا اسنے جو صاحبقران کو دیکھا اسلام کیا
پہچان گیا اسواسطے کہ معلوم تھا کہ اس طرف سوا صاحبقران اور کوئی نہین آئیگا علاوہ اسکے جلالت
صاحبقران بھی بتا رہی تھی کہ امیر با توقیر یہی ہین خضر ان نے دیکھا کہ گلفام تاجدار نڈھال ہو جاتا ہے
خضر ان کو بہت رحم آیا کہا کہ اے گلفام تاجدار یہان کس طرح بسر ہوتی ہے گلفام تاجدار نے کہا کہ
شعور جنی کچھ پھل جنگلی توڑ لاتا ہے وہی مین بھی کھاتا ہون اور یہ میرا دوست بھی کھاتا ہے یہ سنکے خضر ان نے
چند دانے انگور کے نکالے اور گلفام تاجدار سے کہا کہ یہ کھاؤ تاکہ قوت آ جائے اور حواس تمھارے
درست ہون یہ سنکے گلفام تاجدار کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا کہ مین کیونکر یہ دانہ انگور کھاؤن اسلیے کہ میری
معشوقہ کی نہین معلوم کیونکر گزر ہوتی ہے دیو تیرا اسکو سوا جنگلی میوون کے اور کیا دیتا ہوگا خضر ان نے
کہا کہ یہی انگور مین تمھاری معشوقہ کو بھی کھلا دونگا گلفام تاجدار نے کہا کہ خواجہ آپ اسے کیونکر کھلا سکتے
ہین اسلیے کہ جس دیو کے اختیار مین وہ ہے وہ دیو بڑا ظالم اور ساحر ہے خواجہ نے کہا کہ تم یہ انگور کھاؤ تو مین
تمھارے اسی دوست شعور جنی کے سامنے اسکو انگور اپنے ہاتھ سے کھلا دونگا اور آج ہی تمھاری
معشوقہ کو تم سے ملا دونگا صاحبقران نے گواہی دی کہ خواجہ جو کچھ کہتے ہین یہ کرکے دکھا دینگے
اسوقت گلفام تاجدار نے نصف دانے انگور کے کھا لیے اور نصف دانے اپنی ملکہ فرخزاد
کے لیے چھوڑ دیے اسوقت خواجہ نے کہا کہ مین ابھی آتا ہون یہ کہکر انگور کے دانے اٹھا لیے اور اس
کنج مین جا کر صورت اپنی ایک پری کی بنا لی اور کنج سے نکلکر چھم چھم کرتے ہوے سامنے آئے شعور جنی
اور گلفام تاجدار نے جو دیکھا محو ہو گئے پوچھا خواجہ کیا کر رہے ہین تمھین کس لیے بھیجا ہے شعور
جنی نے گلفام تاجدار سے کہا کہ خواجہ سے اسی پری کو کیون نہ لے لو یہ تو تمھاری معشوقہ سے اچھی
ہے گلفام تاجدار نے کہا اسمین شک نہین کہ اسکا حسن و جمال عدیم المثال ہے مگر اے شعور جنی شرط وفا یہ
نہین ہے کہ مین اس سے زیادہ حسین کو دیکھکر اسے دل سے بھلا کر مصروف عیش ہون اور وہ دیو
کی قید مین پڑی ہوئی بے بسی کی حالت مین رویا کرے شعور جنی نے کہا کہ اگر تمھارا خیال اپنی معشوقہ کی
طرف سے نہین ہٹتا ہے تو یہ میرے حصہ کی ہے یا صاحبقران خواجہ سے اس پری کو مجھے دلا دیجیے
صاحبقران نے ہنسکے فرمایا کہ یہ خواجہ ہین پری نہ سمجھو ادھر پری نے آواز دی کہ میرے خواہشمند
تو مین موجود ہون شعور جنی نے کہا کہ خواجہ عیاری کرتے ہو آپ کا نام لیا کرے سبحان اللہ
کیا مجال ہے کسی کی کہ آپ کے سامنے عیاری کر سکے عورت تو ایسی بنے کہ ابھی دیکھا تھا اور ابھی
نہ پہچان سکے اب تو یقین ہے کہ ملکہ بھی آپکو دیکھے گی تو شیفتہ جمال ہو جائیگی خواجہ نے کہا کہ اے شعور جنی
اب اتنا کام کرو کہ مجھے ایک تخت پر بٹھا کے تخت کو اٹھا لے ہوے کوہ پر پہنچا دو اور اس دیو سے
کہو کہ یہ پری مین تمھارے لیے لایا ہون پھر تماشہ دیکھو کہ میرے اور دیو کے کیا باتین ہوتی ہین
شعور جنی نے کہا کہ مین ابھی لیے چلتا ہون مگر تخت کہان سے لاؤن خواجہ نے کہا تخت بھی دیتا ہون

یہ کہکر زنبیل پر ہاتھ ڈالا اور تخت نکالکر سامنے شعور جنّی کے رکھ دیا اور آپ آنکھین بند کر کے
تخت پر لیٹ گئے شعور جنّی نے تخت اٹھایا اور اڑتا ہوا جانب کوہ روانہ ہوا وہان دیو قرناس
کوہ پر بیٹھا ہوا ملکہ سے مصروف اختلاط تھا ملکہ فلک کو دیکھتی تھی اور کہتی تھی کہ خداوندا اگرچہ عصمت
میری ابھی تک داغ نہین لگا ہی لیکن اس دیو کی باتین میرے دل کو جیسی اذیت پہونچاتی ہین اسے
مین کیا بیان کرون صدقہ اپنے نبی برحق کا کہ ابھی مجھکو پھندے سے اس دیو کے نکال دے یہ زور و
سے دعا کر رہی تھی کہ شعور جنّی تخت اٹھائے ہوئے کوہ پر پہونچا دیو قرناس نے کہا کون شعور جنّی
نے اپنا نام بتایا اور کہا کہ ای دوست صادق آج ہم بھی اپنے دل کا بہلاوا لے آئے دیو نے کہا کیا
شعور جنّی نے تخت سامنے دیو کے اتارا نظر جو دیو قرناس کی پڑی بیخود ہو گیا کہ یہ تو اس سے
زیادہ حسین ہی کہا ای شعور جنّی تم بڑے قسمت ور ہو اسکو کہان سے لے آئے ہوشیار کر دو
کہ ذرا سمجھ باتین کرین ادھر ملکہ اسکے حسن وجمال کو دیکھکر دل مین شرمانے لگی اور اپنی پوشاک پر
نظر کی پوشاک اسکی پوسیدہ ہو گئی تھی ادھر شعور جنّی نے شانہ ہلا کے پری کو ہوشیار کیا پری
انگڑائی لیکے اٹھی پہلے ہی نظر دیو پر پڑی پری نے جھجھک کے کہا کہ تو کون ہی دیو قرناس نے کہا
کہ مجھکو بھول گئین پری نے کہا مین تجھے کیا جانون کہ تو کون بلا ہی شاید تو ہی نے مجھے اٹھا لایا ہی دیو نے کہا
ہان مین لایا ہون پری نے کہا تیرے یہان کوئی اور عورت بھی ہی جس سے مین بات کرون تجھ سے تو
بات کرتے ہوئے مجھے ڈر معلوم ہوتا ہی دیو نے ملکہ سے کہا کہ تم اس سے بات کرو ملکہ قریب آئی دل مین
افسوس کرتی تھی کہ میری طرح یہ بھی آکے پھنسی پری نے جو ملکہ کا چہرہ مضمحل دیکھا پوشاک کی لیرین
اڑی ہوئی پائین کہا ای نازک اندام تو تو قوم انسان مین سے ہی اس دیو کے ساتھ کیونکر بسر کرتی ہی
یہ سن کے ملکہ رونے لگی پری نے وہی دانہ انگور نکال کے ملکہ کو اپنے ہاتھ سے کھلا دیے ملکہ نے گردن
جھکا لی شرما کے آنکھ نیچی کر لی پری نے کہا کہ شرماتی کیون ہو جب تمھارا وقت آئیگا تو تم ہمارے
ساتھ اسکا عوض کر دینا ملکہ یہ سن کے پھر رونے لگی کہ اب میرا وقت آچکا اسیطرح رہونگی کاہے کو راہ نہی
سلطنت پر قابض ہونگی جو مین تمھارے ساتھ کوئی سلوک نیک کرسکونگی اب پری دیو کی طرف مخاطب
ہوئی اور کہا کہ تو بھی کچھ کھائیگا دیو نے کہا کہ تم مجھے کیا کھلاؤگی پری نے جیب سے کوزے نکال کے
دیو کو دیے دیو نے کھا لیے اور نہایت خوش ہوا کہا اور جس شے کو تیرا جی چاہتا ہو اسکی فرمایش
کر دیو نے کہا کہ یہ تو کہان سے نکالتی ہی مین اونٹ کھاؤنگا پری نے کہا کہ آنکھین بند کر دیو نے آنکھ
بند کی مگر ذرا سی دراز کھلی رہنے دی کہ دیکھون یہ کہان سے اونٹ نکالتی ہی پری نے اٹھ کے
ایک چپت رسید کی اور کہا کہ اچھی طرح آنکھین نہین بند کرتا دیو نے بالکل آنکھین میچ لین پری نے
زنبیل سے ایک اونٹ نکال کے ٹکڑا کر دیا دیو نے جو آنکھین کھول کے دیکھا اونٹ کو تو لگ گیا
اور پری سے کہا تو تو بڑی صاحب کمال معلوم ہوتی ہی پری نے کہا کہ ابھی تو نے میرے کمال دیکھے
کہان ہین جب مین اپنے کمال دکھاؤنگی تو تجھے تعجب ہوگا یہ کہکر زنبیل مین ہاتھ بڑھایا اور دو بڑے بڑے
تربوز نکال کے رکھ دیے رہے یہ کھا پھر ہاتھ بڑھایا اور بہت سے انار نکال کے رکھ دیے دیو کھاتا
جاتا ہی اور خوش ہوتا جاتا ہی کہ یہ پری مجھے مل جاوے تو لطف زندگی ہی شعور جنّی نے کہا کہ کیو شہزادی
شاہزادی ابھی ہی یا میری پری ہی پری نے کہا کہ تو کون ہی شعور جنّی نے کہا مین ہی تو تجھے لایا ہون
پری نے کہا کہ تو بڑا بیغیرت ہی کہ مجھے دوسرے مرد سے باتین کرنے دیتا ہی اور بے تکلف ہونے دیا

اگر تو پہلے آگاہ کر دیتا تو جو باتین مین نے اس دیو کے ساتھ کی ہین وہ تیرے ساتھ کرتی شعور جنی نے کہا اب سنہی
پری نے کہا اب کیا ہوسکتا ہی جب تو دیکھا اُسنے دیکھا دیو نے جو دیکھا کہ پری میرے ہی طرف متوجہ
ہی اپنے دل مین بہت خوش ہوا اور سوچنے لگا کہ اگر یہ پری مجھے ملجاتی تو بہت لطف کے ساتھ میری زندگی بسر
ہوتی یہ خیال کر کے شعور جنی سے کہا کہ یہ پری ہمین کو دے دو ہم اور تلاش اور کرلینا پری نے کہا
یہ خوش مین نے جو ذرا التفات کیا تو میری طرف ڈھلا مین تجھے کیا قبول کرونگی دیو نے کہا کہ او بے مروت
ابھی تو کیسی باتین کر رہی تھی ابھی کیسی باتین کرنے لگی پری نے کہا کہ جبتک کہ تجھی جان کے نہین نکلی جاتی ہی
جبتک یہ تیری آن ہی کوئی دوسری صورت تجھے قبول نہ کریگی دیو نے کہا مین اسے کہا لونگا اس وقت
تو تو مجھے قبول کریگی پری نے کہا کہ واہ ری تیری محبت کہ یا تو اسقدر التفات یا اب کھالینے کو کہتا ہی
دیو نے کہا کہ اچھا مین اسے نکال دونگا پری نے کہا کہ جب یہ نہوگی تو مین تجھے قبول کرونگی دیو اٹھا کہ
مالکہ کو کوہ پر سے پھینک دے ان شعور جنی نے کہا کہ اے دیو یہ اگر تجھے مالکہ دو بھر ہی اور تو پری کا خواستگار
ہی تو مالکہ کو مجھے دیدے یہ سنکے دیو نے کہا کہ اچھا لیجا بس شعور جنی نے مالکہ کو لیا خواجہ نے اشارہ کیا کہ لیجا
اور اسکے شوہر پاس اسے پہونچا دو شعور جنی مالکہ کو لیکر روانہ ہوا یہان خواجہ نے دیو کو شراب کے مٹکے
کے مٹکے نکال کے پلائے لیکن دل مین کہتے تھے کہ کبھی ایسی عیاری بری جسمین نقصان ہو جب دیو خوب
مست ہوا تو آپنے سپید مہرہ نکالا اور کہا کہ مین گاتی ہون تو ناچ دیو نے کہا کہ اچھا اب خواجہ نے سفید
مہرہ بجانا شروع کیا دیو اٹھ کھڑا ہوا اور ناچنے لگا تمام کوہ پر کودتا پھرتا تھا خواجہ تو اس رنگ مین ہین
یہان صاحبقران گلفام جنی کو تسکین دیرہے تھے کہ خواجہ بہت جلد تیری معشوقہ کو تجھسے ملا دینگے
کہ اتنے مین شعور جنی مالکہ کو لیے ہوئے پہونچا بس یہ دیکھکر گلفام تاجدار قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جا
شعور جنی نے تمام کیفیت عیاری کی بیان کی امیر بہت ہنسے اور فرمایا کہ یہ دوسرے کا کام نہ تھا
کہ اس طرح سے مالکہ کو دیو سے لیتا کہ آپنے بخوشی مالکہ کو علحدہ کر دیا اور گلفام تاجدار اپنی معشوقہ
سے ملا صاحبقران سے مالکہ کو آگاہ کیا مالکہ نے سلام کیا اور عرض کی کہ یا صاحبقران یہ آپکے
قدم کی برکت تھی کہ مجھے قید سے نجات ملی اور مین اپنے شوہر سے ملی مگر واسطے ملنے کا وہ پری ہوئی کیا
کہون کیسی حسین پری ہی مگر طبیعت اُسکی بہت بد معلوم ہوتی ہی کہ ایسے خبیث دیو کو آپنے بخوشی منظور کیا
صاحبقران مسکرائے اور فرمایا کہ وہ شاہ عیاران خواجہ خضران ہین اگر پری بنکر دیو کو فریب نہ دیتے
تو دیو تجھسے دست بردار نہوتا وہ تمھاری رہائی کے واسطے گئے تھے یہ سنکر مالکہ نہایت متحیر ہوئی کہ ایسے
بھی مرد ہوتے ہین جو عورت بنکر دھوکا دیجاتے ہین کہا یا امیر انھون نے مجھے انگور بھی کھلائے تھے مین نے
اک مدت کے بعد آج انگور کھائے ورنہ سوا خشکی میوون کے اور کوئی شی کہان نصیب تھی صاحبقران نے
شعور جنی سے کہا کہ بھی اب مین کیا جانتا ہون خضران کو بہت دیر ہوئی شعور جنی نے کہا وہ دیو کو
بجارہے ہین گلفام تاجدار نے کہا کہ حضور وہ دیو ساحر بھی ہی اگر آگاہ ہوگیا کہ یہ لوگ دشمن ہین تو بڑا غضب
ہوگا اور بہت بڑا دیو بھی فرمایا ساحر ہی تو ہر کیا کریگا مین صاحب اسم اعظم ہون یہ فرماکر اٹھ کھڑے ہوئے
اور کوہ کی طرف چلے وہان خواجہ نے دیو سے کہا کہ اب جسقدر مال و اسباب تیرے پاس ہو سب
سپرد کر ورنہ اور دیو چڑا لیجائینگے دیو نے جتنا مال و اسباب جمع کیا تھا سب اسکے خواجہ کے
سپرد کیا خواجہ نے سارا مال نذر نصل کر لیا اب دیو کو کباب لگاکے بیہوشی آمیز کرکے کھلانے دیتا تھا
ناچنے کو اسوقت صاحبقران قریب پہونچے تھے تو دیکھا تھا کہ دیو ناچ رہا ہی جب امیر کوہ پر پہنچے

تو خواجہ اسکو بیہوش کر چکے تھے خواجہ نے جلدی سے دیو کو زنبیل میں ڈال لیا دیو نے تین ٹہنے گہر
کے لا کر کوہ پر رکھے تھے خواجہ نے انکو بھی زنبیل میں ڈال لینے کا قصد کیا تھا پھر خیال آیا کہ اس
کوہ پر ایک مسجد بنوانا چاہیے اور ان ٹہنوں پتھروں کو ترشوا کے مسجد کے گنبد بنا دینا چاہیے اتنے میں امیر بانوقیر
پہونچ گئے خواجہ نے کہا کہ حضور نے کیوں تکلیف فرمائی میں نے اس دیو کو پکڑ لیا مگر یا امیر یہ
بڑا دیو ہے میں نے پرستان میں بھی دیو دیکھے ہیں مگر اتنا بڑا دیو آج تک نہ دیکھا تھا یا امیر اس دیو کی گرفتاری
کا مجھے کیا صلہ عنایت ہوگا فرمایا جو طلب کرو خضران نے کہا بس اتنا چاہتا ہوں کہ سنگتراش جتنے
سنگتراش ہیں سب کو بلوا کے ایک مسجد اس کوہ پر بنوا دیجیے اور یہ جو ٹہنے سنگ مرمر کے پڑے
ہیں انکے گنبد تراش کے نصب کروا دیے جائیں امیر نے فرمایا کہ یہ کتنی بڑی بات ہے غرضکہ خواجہ خضران
اور صاحبقران عالی شان کوہ سے اتر کر پھر اسی مقام پر آئے جہاں گلفام تاجدار بیٹھا تھا
یہاں دونوں عاشق و معشوق تخلیہ پا کر گلے ملے اور اس قدر روئے کہ بیہوش ہو گئے تھے صاحبقران
نے ان دونوں کو اٹھوا کے اپنے ساتھ لیا ملکہ کو ناموس میں بھجوا دیا اور حکم دیدیا کہ اسے نہلا کر عمدہ
لباس پہنایا جائے اور گلفام تاجدار کو تخت نشین کر کے غسل کرایا اور ان دونوں کا عقد
کر کے شہر کا انتظام درست کر دیا اور گلفام تاجدار کو تخت نشین کر کے خواجہ سے ارشاد
کیا کہ اس دیو کو زنبیل سے نکالو خواجہ نے دیو کو نکالا اور سپید مہرہ بجانا شروع کیا دیو نے جو
دیکھا کہ ہزار ہا آدمزاد کا مجمع ہو رہا ہے چاہا کہ ایک آدمزاد کو نگل لوں کہ خواجہ نے ڈانٹا دیو نے پلٹ کے جو دیکھا
کہ پری شمع کر رہی ہے اور آواز سپید مہرے کے گوش زد ہوئی بس ناچنے لگا اس وقت بھی خواجہ نے
صورت اپنی پری کی بنالی تھی دیو تو ناچ رہا تھا اور تمام اہل دربار مارے ہنسی کے لوٹے جاتے تھے
کہ خواجہ نے سارے کو نچایا ہے خضران نے گلفام تاجدار سے کہا کہ تمہاری شادی کا ایسا ناچ ہوا ہے
کہ کسی شاہ و شہریار کی شادی میں ایسا لطف نہ آیا ہوگا گلفام تاجدار نے کہا کہ خواجہ یہ سب
رونقیں آپ کے دم کی ہیں واقعی میں کہ خدا نے جامہ عیاری آپ ہی کے جسم کے لیے قطع کیا ہے حقیقت حال یہ
ہے کہ اگر ایسے نہ ہوتے تو شاہ عیاران کیونکر کہلاتے اور مجھکو تو آپ نے زندہ کر لیا امیر بانوقیر نے کہا کہ خواجہ
اب تم اپنی اصلی ہیئت پر آؤ تا کہ دیو ہوش میں آ جائے اور اسکا فیصلہ کیا جائے یا مطیع ہو کر رہے
یا قید ہو رہے خضران نے اسی وقت زمین پر غلطک ماری اور دیو کی طرف دیکھ کے آواز دی کہ او ملعون
تو بڑا ظالم ہے کہ تو نے تمام شہر ویرانہ کو تاراج کیا ملکہ کو بیجا کر کوہ پر رکھا اسکے متعلقوں کو کھا لیا اب اسکی کیا سزا
تیرے لیے تجویز کی جائے دیو نے گھبرا کر پوچھا میری پری کہاں ہے صاحبقران نے کہا او بے شعور پری
کیسی خواجہ خضران عیار نے پری بنکر تجھے شیشہ میں اتارا ہے بس یہ سنتا تھا کہ دیو خواجہ کی طرف
بڑھا اور کہا کہ تو نے دغا کر کے ملکہ کو بھی مجھ سے چھڑا لیا اور سب مال و اسباب کہ میں جو میں نے یہاں
میں جمع کیا تھا لے لیا کب چھوڑتا ہوں تجھکو دیو خضران کی طرف بڑھا خواجہ تو بھاگ کے
صاحبقران کے پیچھے چھپے دیو نے ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ امیر کو نگل جاؤں صاحبقران نے ہاتھ پکڑ کر
جھٹکا دیا کہ دیو منہ کے بل گرا دیو نے سحر کیا امیر نے اسم اعظم پڑھا کہ اثر سحر باطل ہوا اور دیو گر کر سنبھلا
مگر بہت بڑا دیو تھا لڑنے لگا امیر نے دونوں شاخیں پکڑ کر کل دیا کہ دیو چکر کھا کے صحن بارگاہ میں
گرا امیر نے چھوڑ دیا دیو اٹھکر سکندر کی طرف چلا سکندر نے بھی اسکو ڈھکیل دیا اب یہ شہنشاہ
صف شکن کی طرف آیا کہ اسکو کھا لوں شہنشاہ نے بھی اٹھا کر پٹکا جب یہ تھک گیا اور گنبد دستار کا

ہو گیا تو امیر نے ایک شیشہ منگوا کے سامنے رکھ دیا اور فرمایا کہ یا حضرت توبہ کر اور اسلام اختیار کر یا اس شیشے
میں اُتر امیر کی طرف پھر دیو بڑھا تھا کہ صاحبقران نے اسکو کئی ایسے زور سے ہنکا کہ ہوا میں
دیو کے جانے رہے بس مارے ڈر کے یہ دیو ان بنکر اندر شیشہ کے اُتر آیا امیر نے منہ شیشے کا بند
کر کے خضران کے حوالے کر دیا خضران نے دیو کو زنبیل میں رکھ لیا اور کہا کہ کسی موقع پر پھر اسکو
نکال کے تماشہ دکھاؤنگا امیر نے یہاں آتے ہی معماروں اور سنگتراشوں کو بھیج دیا تھا کہ جا کر وہ یہ
مسجد تعمیر کریں نقشہ مسجد کا خود خواجہ خضران نے کھینچ کے دیدیا جتنے زمانے میں صاحبقران نے
شہر فرمایا تھا سب کام سے فراغت پائی تھی اتنے عرصہ میں مسجد تعمیر ہو گئی معماروں نے آکر عرض کیا کہ
مسجد تیار ہے دوسرے دن جمعہ کا تھا امیر بانوقیر نے اعلان کیا کہ کل جمعہ کی نماز ہم خواجہ خضران کی
مسجد میں پڑھینگے یہ سنکر تمام شہر فرمانبر کے دوکاندار بالا سے تو وہ سمجھے اور دوکانیں لگائیں کہ دھوم
لشکر کی دوکانیں سج گئیں جب دوسرا دن ہوا تو بادشاہ اسلام مع امیر عالی مقام پہنچے دیکھا کہ مسجد
سنگ سرخ کی ہے اور گنبد سنگ مرمر کے نہایت خوشنما عمارت ہے دروازہ مسجد پر پتھر کندہ کیا ہوا لگا ہے کہ بانی
اسکے خواجہ خضران ہیں اور فلاں زمانے میں یہ مسجد بنائی گئی ہے غرضکہ بڑی دھوم دھام سے نماز ہوئی
سیلانی مثل عیدگاہ کے میلے کے تھا لوگوں نے اسقدر چڑھایا کہ طاق مسجد کا بلکہ پورا صحرا سب زر و جواہر سے
بھر گیا خواجہ خضران نے وہ سب روپیہ بھی مسجد ہی کے متعلق لگا دیا اور ایک نقشہ اور کھینچ کر دیدیا
کہ گرد مسجد کے اسطرح کے چمن لگائے جائیں اور ایک شخص کو اپنی جانب سے نگران متعین کیا اور
روپیہ خزانے میں ملکہ فرمان فرما نے داخل کیے جمع کرا دیا اور کہا کہ انشاء اللہ بعد فتح ملک سارلیقہ کے
جو کچھ بچیگا تو اس مسجد میں نماز پڑھکر جانب خانہ کعبہ روانہ ہو جائینگے غرضکہ صاحبقران با اقبال سے بھی
گلفام ناچار اور ملکہ فرمان فرما نے وعدہ لیا کہ بعد فتح سارلیقہ ضرور تشریف لاتے گا
صاحبقران اور بادشاہ اسلام نے وعدہ کیا ملکہ نے خواجہ کو بہت سا روپیہ اپنی طرف سے دیا الحاصل
صاحبقران ان لوگوں سے رخصت ہو کر جانب ملک سارلیقہ روانہ ہوئے بعد طے مراحل و قطع منازل
قریب ملک شاریہ کے پہنچے اور خبر شہر شار شاہ کو ہوئی کہ صاحبقران تشریف لاتے ہیں
کہ سپاہ در بند کو فتح کیا پس یہ مرد سلطان ہراسی استقبال روانہ ہوا اور پیشوائی کر کے امیر کو
شہر لے آیا اور بڑی دھوم سے دعوت کی تمام شہر میں چراغاں تھا صاحبقران عالی شان تو یہاں
مصروف دعوت ہو رہے ہیں

لیکن اب کچھ حال ملک سارلیقہ کا بیان کیا جاتا ہے

راوی کہتا ہے کہ چند دن کے بعد سارلیق شاہ کو خبر ہوئی کہ اژدر پیکر نے ملک شاریہ کو فتح کر لیا
اور کوئی مقابل سیاہ پوش آیا تھا اسکی مدد سے شہر شاریہ فتح ہوا اور اژدر پیکر اسی مقابل کے
ساتھ قلعہ مارگیر کی طرف بہ ارادہ مقابلہ صاحبقران عالی شان گیا ہے یہ سنکر بہت خوش ہوا اور اپنے
دل میں کہا کہ اب بندگان حضرت قدرت کا پورا ظہور ہوا یہ کہکر سجدہ کیا اور تعریف کی چند روز
اور گذرنے کے ایک روز سارلیق بالاخانے پر بیٹھا ہوا صحرا کی سیر کر رہا تھا کہ دیکھا اسنے کچھ لوگ
روتے پیٹتے چلے آتے ہیں جب قریب پہنچے تو انھوں نے فریاد کی کہ یا خداوند تقدیر نے کیسی
تقدیر کر دی کہ اژدر پیکر ہاتھ سے صاحبقران کے قتل ہو گیا سارلیق نے کہا کہ اسنے خود کیا تھا

اسکا پھل اُسنے ملا ہم خدا پرستون کو اور طرح غارت کرینگے اُسنے لیجا کر جہنم مین پھینکدینگے وہ لوگ
دل مین کہا لیا ان دنون یہ قصے تھے کہ عجب طرح کا یہ گدھا خداوند ہے کہ جو اُسکی طرف سے لڑا اور مارا گیا
اُسکی لاش کو جہنم مین پھنکواتا ہے ہان تو اگر معلوم ہوتا کہ کوئی اور بھی خداوند مشہور ہے تو ہم
اُسکی اطاعت کرتے مگر اُسکی اطاعت ہرگز نہ کرتے یہ تو عجب مسخرا خداوند ہے غرضکہ حکم سے مجبور
تھے لاش اژدر سیہ سر کی لیجا کر اُس تالاب مین پھینکدی جسمین ہر وقت آگ روشن رہا
کرتی ہے اور اسی تالاب کا نام ساریق نے جہنم رکھا ہے اور چند دن گذرنے کے بعد یہ خبر سننے مین
آئی کہ کل سرکشان کا مرحلہ بھی خدا پرستون نے آسانی سے سر کیا سہمن ماہی نژاد مارا گیا اور
نہنگ پیچم نے اطاعت اختیار کی بیچ دریا مین جھنڈا اہل اسلام کا نصب ہے کہ پھریرا ہوا مین لہرا
رہا ہے یہ سنکے ساریق نہایت پریشان ہوا کہا یہ سخت سخت مرحلے ان خدا پرستون نے
اتنی جلدی کیونکر سر کرلیے اگر یہ بات بھی لیا جائے کہ انکے پاس فوج بے پایان ہے تو بھی ان
مرحلون کا سر ہونا غیر ممکن تھا اسلیے کہ مردان آبی سے مقابلہ پانی کے اندر کرنا انسان کا کام
نہین ہے نہ انکی زبان سمجھتے ہین نہ اُنکی زبان وہ سمجھتے ہین کہ صلح کی گفتگو درمیان مین آسکتی
سخنگان نے کہا کہ خداوند برحق نے پہلے ہی سے انکے پاس سامان رسائی فراہم کردیا ہے
تمہارے والا جاہ سودائی سا شخص موجود ہے اور کیا عجب ہے کہ وہ زبان بھی مردمان آبی کی جانتا ہو
اور اُسنے ان مرحلون کو سر کرادیا ہو ساریق نے کہا خیر خدا پرست جہانتک آئین تو دیکھا جائیگا ابھی کیا رکھا ہے قدرت
مین سنتا ہے کہ ہم [illegible] کو جو خدا پرست قتل اور اسیر کرینگے اُس سے زیادہ پھر پیدا کرلونگا خداوند سے
ڈر کر کہین بندے سر ہو سکتے ہین سخنگان نے کہا کہ آپ کی باتون سے ہمری وحشت زیادہ ہوتی ہے
آپ بالکل بڑے خداوند کے قدم بقدم معلوم ہوتے ہین ساریق یہ سُن کے نہایت ہنسا اور کہا کہ تو مری
قدرت کو خوب سمجھتا ہے یا کسی زمانے مین مجھکو سودائی سمجھتا تھا اب تو سمجھتا ہے سخنگان نے دل مین
کہا کہ اس سے خدا سمجھے عجب طرح کا گدھا ہے ابھی کچھ دن گذرنے کے بعد چوبداری ہرکارون کی گردنین
آلودہ پسینے مین غرق آکے موجود ہوئی اور عرض کی کہ لشکر اسلام ناگہان سرشار یہ تک آگیا سرشار شاہ
نے بڑی دھوم سے امیر کی دعوت کی ہے یقین ہے کہ آج کے تیسرے روز داخلہ لشکر کا ہوگا
یہ سنکے ساریق نے کہا کہ ای شیطان قدرت مین چاہتا ہون کہ مین بھی ان بندگان سرکش کو دیکھون
جنہون نے اتنا زور پیدا کیا ہے کہ اسنے خداوند پر چڑھائی کی ہے سخنگان نے کہا کیا مضائقہ ہے اور دل مین
کہا کہ چلکے دیکھو تو سہی دیکھ ہی سے یقین ہے کہ پاخانہ خطا ہو جائیگا ہرکارون سے کہا خبر لاؤ کہ لشکر امیر کا
کس مقام پر اُترے گا ہرکارون نے کہا کہ قبلول خداوندی کے سامنے بارگاہ بادشاہ اسلام برپا
ہوگی اور وہ جو باغ انار کا ہے اُسی کے دیوار کے نیچے سے ہوکر فوج گذرے گی ساریق نے کہا ہم
اُسی باغ مین جاکر قصر کے بالاخانہ پر سے آمد لشکر اسلام کی سیر دیکھینگے دوسرے روز ساریق
سوار ہو کے پوشیدہ طور پر اُس باغ مین گیا اور کوٹھے پر کرسی بچھوا کے بیٹھا جب تیسرے دن کی
صبح ہوئی تو دیکھا کہ جانب شہر سرشار سے تتق گرد بلند ہوا ساریق اُدھر متوجہ ہوا دیکھا کہ
آگے آگے دامنہ گرد شگفتہ ہوا اول گروہ سے چالیس پہلوانان زبردست قوم عاد سے نمودار
ہوئے پشت پر لشکر چالیس ہزار عادی زرہ پوش گینڈون پر سوار پھریرے علمون کے اُڑتے
ہوئے بہشت کے ایوان پر اٹھائے بارگاہ سلیمانی کا بار یہ اس شان وشوکت سے نمودار ہوئے ساریق

نے سخنگان سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے سخنگان نے کہا کہ یہ شاہزادہ ہے قلعہ تنگ رواحل کا والی اسکا امیر
اول کا وارث تھا اور تن و توش میں دیو سے کم نہ تھا جب امیر اول سے اور پہلوان عادی سے کشتی ہوئی
اور عادی کل دم سھل کیا تو عادی لمبا لمبا لیٹ گیا تو صاحبقران سے اٹھائے نہ بنتا تھا اس وقت
ٹھرپنے ترکیب بتائی کہ پیٹ میں اسکے گدگدی کرو جب یہ ہاتھ پاؤن سمیٹ لے تو سیدے اٹھا لینا صاحبقران
اول نے ایسا ہی کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اتنا بڑا جوان چمگادڑ کی طرح ہاتھ پر امیر کے لٹک گیا صاحبقران
نے زیرکے مطیع کر لیا اور داروغہ بارگاہ مقرر کیا اسی روز سے یہ عہدہ نسلاً بعد نسلٍ چلا آتا ہے اب یہ
بارگاہ صاحبقران برپا کریگا بعد اسکے اور دیکھیے کون آتا ہے سخنگان تو یہ سمجھاتا رہا اور وہان جزیل
عادی نے آگے جا کے مناسب تجویز کر بارگاہ سلیمانی نصب کرائی اور یہ سب عادی بارگاہ کو گھیر کر
کھڑے ہوئے پھر گرد اڑی اور بہمن کوہی ایک لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے پہونچا خیمہ برپا کیا سخنگان نے
اسکا حال بیان کیا اسکے بعد بیژن ببر کی اسی ہزار سوار و پیدل کی جمعیت سے پہونچا اور خیمہ زن ہوا پھر
گرد اڑی اور صمصام فیل زور پہونچا پھر گرد اڑی ابو سالم مقری آیا بتوا یک سلسلہ بندھ گیا کہ ایک
گرد پھر اڑی اور کوئی سردار نمودار ہوا وہ بانو خیمہ برپا کرچکا تھا کہ اور گرد اڑی اور کوئی آگیا سخنگان
جن لوگون کے حال سے واقف ہے انکا حال بیان کیا جاتا ہے اور جن لوگون کے حال سے ناواقف ہے انکا
حال عیارون کے ذریعہ سے دریافت کر کے بیان کرتا جاتا ہے شام تک سلسلہ آمد لشکر تمام نہ ہوا صحرا
فوجون سے دور تک مملو ہوگیا ساریق نے کہا بڑا لشکر صاحبقران نے جمع کیا ہے سخنگان نے کہا
کہ یا خداوند ابھی آپنے دیکھا ہی کیا ہے دیکھیے جاتے کہ کون کون آتا ہے ملک باختر میں ٹھکانا تو ملنے کا
نہین غلہ اسقدر گران ہو جائیگا کہ پانا دشوار ہوگا ہے قحط کا حملہ پڑے گا ساریق خاموش ہو رہا شام
سلسلہ آمد لشکر کا موقوف ہوا ساریق اپنے قیطول پر چلا آیا اور دربار آراستہ کیا اور اہل دربار کے
سامنے بیان کیا کہ بڑے خداوند نے بھی خواب کی حالت میں آن بندون کو بہت زور سے دیا اور
مین نے بھی غفلت کی کہ انکو اسقدر زور دیدیا جب دو پہر دن ہوا تو پھر ساریق آکر اسی قصر کے
بالاخانہ پر بیٹھا اور سخنگان آکر سرراہ کھڑا ہوا ہرکارون کو پہلے سے روانہ کر دیا کہ جو آئے پہلے سے مجھے
اطلاع دیدینا کہ یکایک از پردہ بیابان گرد سے برخاست تگرگرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گردہ بر آسمان رسیدہ
و پاے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان اک آسمان خاکی نمودار تھا اور گرد مین سے آواز زنجیر ہائے
سلسلے کھڑکھڑاہٹ کی بلند تھی اور رنگ گرد کا اسقدر سیاہ تھا کہ معلوم ہوتا تھا آندھی آرہی ہے
کہ اکبار ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اول گرد سے تین سو فیل زبردست
اس شان و شوکت سے نمودار ہوئے کہ دانتون پر چوڑی چڑھی ہوئی سونڈون پر بنیے جڑے ہوئے
ہر ہاتھی پر ایک ایک فیلبان ایک ایک جرگہ ساتھی اور دو دو سوار نیزہ دار صحرا انجلی بن نظر
آنے لگا ساریق نے پوچھا یہ ہاتھی کیسے ہین سخنگان نے کہا کہ یہ والی ہند کی فوج ہے یہ ہاتھی
جس لشکر پر جاتے ہین اسے پامال کر دیتے ہین قلعون کو گرا دیتے ہین مگر جب سے اہل ہندوستان
نے دین خدا پرستی اختیار کیا ہے اس وقت سے یہ جنگ آزمائی ہوگئے ہین کسی قسم پر نہین بھیجے جاتے
ہین ہان اگر کوئی اور بھی ہاتھیون کی فوج لیکر آئیگا تو شاید یہ فوج لڑ اوری جائے اسکے بعد دو
ہاتھی گزرے اور پیادہ و سوار علم نشان بارہ کے سوار کا نمودار ہوا پھر سے سے علمہا سے سبز و زرد
زرنگاری سے جو اسپے لہراتے ہوسے نمودار ہوئے اور پیچھے پیچھے دستے کے دستے فوج کے

غول غول کے غٹ سواروں اور پیدلوں کے گذرنے لگے آخر مین سواری دارائے ہند طاہر بن لندہور
ثانی کی نہایت جاہ وحشم کے ساتھ نمودار ہوئی طاہر کا فیل زبردست پر نمودار ہوئے سارلق نے کہا
کہ کیا صاحبقران یہی ہین سخنگان نے کہا کہ یہ صاحبقران کا سردار اور ہندوستان کا بادشاہ ہے
میمنہ فوج کا افسر ہے سارلق نے کہا کہ مین نے بڑی غفلت کی جو ان لوگون کو اتنا زور دے دیا
بعد اسکے پھر گرد اڑی اور جس وقت دامنہ گرد شگافتہ ہوا تو ملوک بن مالک اسی ہزار نیزہ بازون
سے دکھائی دیئے پوچھا سارلق نے کہ یہ کون ہے فوج تو اسکے ساتھ بہت کم ہے مگر تیور اسکے اس سے
زیادہ سخت معلوم ہوتے ہین سارلق نے کہا کہ فوج کم ہے مگر ہمت کم نہین ہے طاہر کے بعد یہ سردار ہے میسرہ
فوج اسلام کا افسر ہے کلہ لکا طاہر سے لڑتا ہے دا اپنے جانب بارگاہ سلیمانی کے خیمہ بادشاہ ہندوستان
کا برپا ہوا اور بائین جانب خیمہ ملوک بن مالک کا استادہ کیا گیا اب تو سلسلہ بندھ گیا گردین اٹھنا
شروع ہوئین اور سرداران دست راست و سرداران دست چپ آنے لگے ابو سہیل مصری
پچاس ہزار سوار و پیدل کی جمعیت سے پہونچا ہنوز اسکا خیمہ برپا نہین ہونے پایا تھا کہ حمید دلی
مع فوج پہونچا پھر گرد اڑی اور شمیر عراقی پہونچا ہنوز پھر گرد اڑی اور اغظم عظیم التحبہ پہونچا خیمہ لگا
ہوا پھر رشید غواص اور امیر شیر افگن اور غلبان شیر حشم غرضکہ شام تک تانتا بندھا رہا
گردون پر گردین اڑا کین اور سرداران اسلام آیا کیے سخنگان ایک ایک کا حال بیان کیا کیا سارلق
دن بھر مین خاک مین اٹ گیا اور اسکے جی چھوٹ گئے شام کو پھر آمد لشکر موقوف ہوئی صبح کو پھر
سارلق آ کے بیٹھا اور آمد لشکرون کی شروع ہوئی گرد اڑی اور مرزا حبیب ہمدانی ایک
لاکھ سوار سے پہونچا پھر گرد اڑی اور صلاح الدین جابری پہونچا پھر گرد اڑی اور مرزا قتیل
قزلی پہونچا اسکے بعد جمیل خان ازبک آیا اسکے بعد امیر محبوب زنگی پھر منصور زنگی پھر
ناصر زنگی پھر مرزا سعید مدگن آبادی اسی طرح شام تک سلسلہ سرداروں کے آنے کا جاری رہا
سخنگان کی زبان ایک ایک کو بتاتے بتاتے تھک گئی اور سارلق سنتے سنتے پریشان ہو گیا
شام ہوا سکو کرلیا خستہ آیا تھا کہ دربار بھی نہین گیا اور سو رہا جب صبح ہوئی تو پھر قیلولہ سے اتر کر
باغ مین آیا ادھر تو اسنے بالاخانہ پر قدم رکھا ادھر صحرا سے گرد اڑی اور ملک شاد لشکر زن
اور شمیم ناوک فگن ہونچے بعد انکے نسیم ناوک فگن اور مسیح ابن موسی اور اغشم کوفی اور
عجیب چینی وغیرہ آکر ہونچے چونکہ آج تیسرا روز تھا اگر ایسے ایسے سردار ابھی آئے جنہین سخنگان
دیکھا نہ تھا تو اسنے یہ تدبیر کی کہ صورت اپنی تبدیل کر کے کاٹرد ال بنا اور سر راہ آکر کھڑا ہوا مقتضا بلانے
کے بہانے حالات دریافت کرتا جاتا تھا اور آکر سارلق کو آگاہ کرتا تھا چوتھے روز اقتدار بلخی قلندر
اور کمال سیستانی اور افتخار چینی اور صلاح سمرقندی اور مظفر خان چینی اور امیر بلال مغلوق اور
احتشام غازی اور مقبول تبریزی اور جواد عالی ہمم اور شہزاد لیونانی شام تک گردین اڑتی رہین
اور یہ لوگ آیا کیے سارلق کی یہ حالت ہے کہ روز شام کو سخنگان سے کہتا ہے کہ بس اب لشکر ختم
ہوا سخنگان کہتا ہے کہ ابھی تو رفقائے صاحبقران آرہے ہین اسکے بعد عزیزان صاحبقران آئینگے
جنمین ایک ایک صاحبقران دوران ہے اور انکے رفقا ابھی سے آپ گھبرائے جاتے ہین سارلق
دل مین کہتا ہے کہ تمام دنیا کو ان خدا پرستون نے مسخر کر لیا ہے پانچواں روز ہوا اور سارلق قصر
باغ کے بالاخانہ پر آکے بیٹھا سخنگان سر راہ کھڑا ہوا کہ پھر گرد اڑی اور بہزاد قلچی

اور فرخ زاد چینی اور جمن زاد یونانی خواجہ ختن سمرقندی مغان مشرقی حکیم دانشمند لیس عارف
بن معروف فرنگی فریخ کیوان تنجیت خدیو شیر فگن جمہور دیوبند جمہور دیوبند امیر حبشی بربکی
شام تک آیا پیچھے سارلیق کی یہ حالت ہے کہ نہ اسے بھوک ہے نہ پیاس ہے فوجون کو دیکھ دیکھکے حواس
بگڑے جاتے ہیں اب چھٹا دن ہوا اور یہ آسکے بیٹھا انتظار ہی میں ہے کہ دیکھیے اب کون آتا ہے کہ یکایک
اژدرہ بیابان گرد سے بہ غایت تنگ گرد تیرہ و تیرہ و چہرہ سہر گرد پر آسمان رسیدہ و پاسے گردو در
زمین پیچیدہ زیر آسمان اک آسمان خاکی نمودار تھا سارلیق نے ستمدیدگان سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے
صاحبقران کل لشکر کو ایک ہی بار لیکے آگئے یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد
شگافتہ ہوا اور دل گرد سے بارہ سو علم نشان بارہ لاکھ سوار کا پیدا ہوا پھریرے علموں کے سرخ
تھے اور اکثر پھریرے پوست پلنگ کے نقشے ہر پھریرے پر تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی
مرقوم تھی آگے آگے ہمراہ علم عاد اثالہ بارگاہ یاقوت نگار کا لیے ہوئے پشت پر تین لاکھ عادی و
سلیپ شاہ اس لشکر کا بادشاہ اور آخر میں سواری شاہزادہ شہنشاہ صف شکن کی نہایت جاہ و
حشم کے ساتھ آئی سارلیق نے یہ شان و شکوہ دیکھکر پوچھا ستمدیدگان سے کہ یہ کون ہے ستمدیدگان نے کہا اتنی جلد آپ بھول گئے
یہ انہیں چاروں قیدیوں میں کا ایک قیدی ہے جنھیں آپ نے پہلے جلوا دیا تھا اور پھر یہ [illegible]
میں رہے تھے سارلیق نے کہا کہ اسکے پاس تو اتنی بڑی فوج ہے کہ میں اسکو صاحبقران سمجھا
بعد اسکے پھر گرد اڑی اور شاہزادہ وحید الملک ساٹھ ہزار سوار سے آ پہونچے چونکہ ابھی انکے
پاس سامان جاہ و حشم زیادہ نہیں ہے لیکن چہرہ سے آثار جلالت ہویدا ہیں انکو سارلیق نے بھی پہچان
لیا اور کہا کہ یہ بھی انھیں چاروں قیدیوں میں کا ایک شخص ہے ستمدیدگان نے کہا یہ خداوند طاق کا نواسا
اور صاحبقران ثالث یعنی شاہزادہ بدیع الملک کا فرزند ہے آج ان دونوں شاہزادوں کی آمد میں
شام ہو گئی اب ساتواں دن آیا اور سارلیق حسب معمول اسی بالاخانہ پر آکے بیٹھا تھا کہ تتق گرد و
غبار بلند ہوا کہ زمین آسمان کو ایک کر دیا ع ز سم ستوران دران پہن دشت ٭ زمین شش شد و آسمان
گشت ہشت ٭ جس وقت دست موج ہوا سے دامن گرد چاک ہوا تو دیکھا کہ صحرا زمردی ہو گیا غول
کے غول سبز پوشون کے نمودار ہوئے پھریرے علموں کے سبز لباس سواروں کے زمردی آگے
آگے تہمتن گرد اثالہ بارگاہ نور آگین کا لیے ہوئے پشت پر نو لاکھ کی فوج ظفر موج پیچھے کے پیچھے
دستے دستے کرکے گذرے آخر میں سواری شاہزادہ رفیع البخت کی نہایت جاہ و احتشام
نمودار ہوئی ہمراہ انکے سرداران ملک مغرب مع فرزندان سنجاب شاہ مغربی اور سنجاب شاہ
تخت پر سوار بادشاہ لشکر بنا ہوا سارلیق نے پوچھا یہ کون ہے ستمدیدگان نے کہا کہ [illegible]
فرزند صاحبقران ثالث ہی ہے اسنے ملک مغرب کو تنہا آکے فتح کیا ہے یہ سنکے سارلیق بہت
جلا اور سنجاب شاہ کی طرف سے منہ پھیر لیا جس وقت سواری شاہزادہ رفیع البخت کی گذر چکی تو
پھر گرد اڑی اور یاقوت پوشوں کے غول کے غول لیے پیچھے دستے کے دستے آنے لگے سواروں
کی وردیاں یاقوت نگار پھریرے علموں کے سرخ بیچ میں طلائی ہر ایک پر تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی
مرقوم نو لاکھ سوار اس لشکر میں بھی تھے اور آگے آگے ایک سردار اثالہ بارگاہ یاقوت نگار سلیمانی کا
لیے ہوئے بادشاہ لشکر شوقان شاہ کے بعد سواری شاہزادہ سہراب بن رستم کی نہایت
تزک و احتشام سے نمودار ہوئی یہ دن بھی دونوں لشکروں کی آمد میں تمام ہو گیا اب آٹھواں دن آیا

اور پھر گرد اڑی جب وقت دامن گرد شگافتہ ہوا تو کئی لاکھ گوہر پوش نمودار ہوئے آخر میں سواری شہنشاہ
گوہر کلاہ کی نہایت جاہ و تجمل سے آئی سارلیق نے پوچھا کہ یہ کون ہے سخنگان نے بتایا کہ یہ بڑے
فرزند صاحبقران ثالث کے ہیں اور نام انکا شہنشاہ گوہر کلاہ ہے بعد اسکے پھر گرد اڑی اور ایک بہت
بڑے لشکر سے شاہزادہ آصف انجم طلعت پہونچے ساتھ انکے ہرجیس بن اکوان تھا سخنگان نے
انکا حال سنایا کہ یہ رستم ثانی کا بیٹا اور شہنشاہ گوہر کلاہ کا ہمچشم ہے اسنے معشوقہ اکوان تاجدار
کی محبت میں اپنے کو آگ میں گرا دیا تھا کہ میں بھی جل جاؤں سب سمجھے تھے کہ یہ جل گیا لیکن بادشاہ
طلسم باطن نمطاق نے اسکو حیات خوش جمال سمیت طلسم میں اٹھوا منگایا تھا جب طلسم باطن
بھی صاحبقران حال نے فتح کیا تو اسکا پتا لگا اور یہ لڑکا جو ساتھ ہے یہ اکوان کا ہے نویں روز جو گرد اڑی
تو تمام جہان کو تیرہ و تاریک کر دیا لیکن جسوقت دامنہ گرد شگافتہ ہوا تو دل گرد سے مظہر سر پنزا و اثالہ بارگاہ
جس ستون سلیمانی کا لیے ہوئے پیدا ہوا پشت پر بارہ لاکھ فوج سب سبز پوش پھر سر سے سبھی سرخ ہوا
لہراتے ہوئے سارا جنگل لالہ زار معلوم ہونے لگا جوشن پوش اور بکتر پوش اور چار آئینہ پوش اور چار آئینہ پوش
گزرنے لگے آخر میں سواری شاہزادہ سکندر رستم خو کی نمودار ہوئی طرطوس شاہ جبالی بھی اسکے
ہمراہ تھا سخنگان نے کہا اسے آپنے پہچانا سارلیق نے سکندر کو بھی نہ پہچانا سخنگان نے کہا یہ بھی
انھیں قیدیوں میں تھا ایک قیدی ہے اور لشکر اسلام میں رستم زمان اور صاحبقران اوسط کے لقب سے
یاد کیا جاتا ہے سارلیق ہر ایک کی آمد پہ یہ سمجھتا ہے کہ صاحبقران آگئے جسوقت لشکر سکندر کا اپنی حد پر
پہونچ کے رکا تو پھر گرد اڑی اور بوق کی آواز گوش زد ہوئی اور مظفر بن غضنفر اور عارف بن
معروف چالیس چالیس ہزار قزاقوں سے نمودار ہوئے اگرچہ فوج انکے ساتھ کم تھی مگر ایسی آن
دکھائی کہ زمین کو ہلا دیا مظفر کو سارلیق نے پہچان لیا مگر عارف سے معرفت حاصل نہ تھی پوچھا دوسرا
لڑکا کون ہے سخنگان نے کہا اس سے میں بھی واقف نہیں ہوں لیکن یہ اسیکا بھائی معلوم ہوتا ہے اسلیے
کہ وضع قطع ملتی ہے دسویں روز پھر گرد اڑی اور شاہزادہ داراب ثانی اور بلقیس بن تمہور دیوپرور
اور ہرزنگ بن مرزبان خراسانی اور گرد بن بہرام اور قہور بن جمہور تیرزن اور ہرمز بن فرامرز
عاد مغزلی اور نبیل بن مقبول بن مقبل وفادار آگے پہونچے جب گیارھواں دن ہوا تو پھر سارلیق
آکے اسی قصر بلند کے بالاخانہ پر بیٹھا اور صحرا کی طرف دیکھنے لگا اور سخنگان ہمراہ آکر کنگرہ والا میں کے
کھڑا ہوا کہ یہ صاحبقران حق پژوہ سے اچھی طرح واقف نہ تھا اور ایک مرتبہ تتق گرد غلیظ بلند ہوا کہ زمین سے
آسمان تک سلسلہ غبار و گرد کا ملا ہوا تھا اور جھنکار ہتھیاروں کی شور باجوں کا گوش کر دوں و ولی کو کر
کیے دیتا تھا اور گھوڑوں کی ٹاپوں سے زمین تھرانے لگی آہستے آہستے دامنہ گرد شگافتہ ہوا اول گرد سے
سات سو علم ہائے الماس نگار نمودار ہوئے کہ پھریرے انکے جیسے تھے اور انپر بخط طلائی کلمہ طیبہ
تحریر تھا اور ہر پھریرے کے سرے پر صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ تحریر تھا
جسوقت یہ الماس پوش گزر گئے تو نو سو علم ہائے ابلقی نمودار ہوئے اور نو لاکھ ابلق پوش انکے سایہ میں
سے گذرے کہ فرق سے پا تک ابلقی لباس نصف سبز نصف سرخ پھریرے پر بخط مشکیں تعریف آخر
و نعت رسالت پناہی مرقوم تھی جب یہ بھی گزر گئے تو دیکھا کہ یہاں سے کل سردار یعنی شاہزادہ
شہنشاہ گوہر کلاہ اور آصف انجم طلعت اور سکندر رستم خو اور شہنشاہ صف شکن اور
وحید الملک اور داراب ثانی اور بلقیس بن تمہور دیوپرور اور رنیع البخت اور

بن رستم اور طلحہ بن لندہور اور مملوک بن مالک اور قبیل بن مقبول بن مقبل یہ سبکے سب
برائے پیشوائی روانہ ہوئے اب دیکھا سارلیق نے کہ سواران نیزہ دار دو رویہ راستہ پر آ کے کھڑے
ہو گئے اور سقے آب پاشی کرتے ہوئے گرد کو بٹھاتے ہوئے نمودار ہوئے بعد اسکے کئی سو ہاتھی
عماری پر نقارے رکھے ہوئے ڈنکا ہوتا ہوا بعد اسکے نوبت خانہ اور پھر جلوس شاہانہ بیرق بردار علم بردار
اور نیزہ بردار یہ گذرنا شروع ہوئے اسکے بعد دیکھا کہ شہناؤں کو دم باندھا ہوا روشن چوکی والے نظر آئے
بعد انکے خاص برداروں کے غول کے غول صافے بنارسی باندھے ہوئے ڈاڑھیوں میں لگی ہوئیں گلے میں
سونے کے کنٹھے پڑے ہوئے ہاتھوں میں طلائی گرزے نمودار ہوئے جب یہ بھی گذر گئے
تو دیکھا کہ آگے آگے صاحبقران نوجوان مرکب ابلقی پر سوار سر پر چتر اعلم زردوزی کا کھلا ہوا علم سے
آراستہ یا صاحبقران آتی ہوئی تخت پر بادشاہ اسلام کہ چتر شاہانہ سر پر گردش کرتا ہوا تاج مرصع سر پر
چار قبہ شاہنشاہی در بر نعلین زرین کمر مرصع جہانی و نگس برائی کرتے ہوئے نقیب بولتا ہوا
کہ سواری شاہنشاہ جمجاہ کی ہے ادب سے ملاحظہ سے قدم بڑھائے چلو جو سردار واسطے استقبال
کے گئے تھے وہ تخت شاہی کے چاروں طرف تھے اور مودب چلے آتے تھے اور آگے آگے اسکے
سواری کے ایک لاکھ اسی ہزار پیادہ نیچے دوڑتا ہوا اور ایک عیار کی کلاہ میں کلغی بال ہما کی لگی ہوئی وہ ہر
پیر سوار سارلیق تو تصویر بنکے رہ گیا دل میں کہتا تھا کہ اگر یہ دعوائے خدائی کرے تو کچھ نازیبا
نہوگا چونکہ سنجگان صاحبقران سے اچھی طرح واقف نہ تھا دوڑ دوڑ کے ایک ایک کو جھک جھکاتا تھا
اور پیر کے دل سے دعائیں دیتا تھا اور پوچھتا تھا کہ یہ جواب صاحبقران ہیں یہ کسکے فرزند ہیں اور یہ
فلان جوان کون ہے اور فلان جوان کس خاندان سے ہے کہ اتنے میں سواری خواجہ خضران شاہ
عیاران کی قریب اسکے پہونچی خضران نے غور سے دیکھا اپنے عیاروں سے کہا کہ اسکو لیتے آؤ ہم
اپنے خیمے میں پہونچ کے انعام دینگے دو چار عیاروں نے کہا کہ چل تیرے نصیب جاگے شاہ عیاران
فرماتے ہیں کہ اسکو ہم انعام دینگے بہت خوش ہونگے یہ سنکے سنجگان گھبرایا کہ معلوم ہوتا ہے انھوں نے مجکو پہچان
لیا یہ مرشد کامل ہیں کہا جو کچھ دینا ہو یہیں دیدیجیے خضران نے اشارہ کیا کہ مال موذی نصیب غازی
ہونا چاہیے دیکھو اسکے غلہ میں جو کچھ ہو وہ بھی نکال لو یہ سنتے ہی طیفور نے بڑھ کے غلہ خالی کردیا
سنجگان کہہ رہا تھا کہ میں انعام سے باز آیا سواری ظل اللہ کی آرہی ہے مجھے بہت کچھ دیکھنا ہے مجکو ہیں رہنے
دیجیے طیفور نے غور سے اسکی طرف دیکھکر کہا کہ پلٹی شی کسکا شہرہ نہیں معلوم ہوتی یہ کوئی رنگا ہوا
سیار ہے جو انکار کرتا ہے بڑھ کے ایک ٹیپ رسید کی کہ پگڑی اسکی گر گئی کہا کہ جاتا ہے یا اور طرح چلے گا
سنجگان نے کہا ہاں چلتا ہوں اور دل میں کہا کہ یہ کچھ مرشد سے بھی بڑھا ہوا معلوم ہوتا ہے اگر نہ چلونگا تو یہ
مار سے چانٹوں کے سر گنجا کر دیگا چپکا ساتھ ہولیا اتنے میں سواری صاحبقران کی آگئی فرمایا کہ خواجہ
کیوں اس غریب کو لیے جاتے ہو جو کچھ دینا ہو یہیں دیدو نہیں جو کچھ تمھاری مرضی ہو میں دلوا دوں خضران
نے کہا حضور یہ [illegible] سوا ہے [illegible] سنکے [illegible] خوش بھی ہونگا آپ تماشا دیکھیے اسپر حیران ہیں کہ
یہ اسکے جی میں کیا آگئی ہے کہ غریب کو پریشان کرتا ہے عیار اسپر چپت بازی کرتے ہوئے لائے اور
اب نہایت دھوم سے سواری بادشاہ اسلام کی داخل بارگاہ سلیمانی ہوئی سلامی ہونے لگی بسم اللہ
کی آوازیں بلند ہوئیں بادشاہ تخت پر جلوہ گر ہوئے صاحبقران آکر دنگل مرصع پر بیٹھے اور سرداران
دست راست جانب دست راست کھڑے ہوئے اور سرداران دست چپ بائیں جانب استادہ تھے

حکم بیٹھنے کا ملا سب سلام کرکے بیٹھ گئے خواجہ آکر کرسی پہ جلوہ گر ہوئے امیر نے دیکھا کہ کنگرہ والا
نہایت حسرت کی نظر سے دیکھ رہا ہے فرمایا کہ خواجہ اس شخص کو کیوں بلایا ہے خضران نے کہا کہ اپنے
اسے پہچانا نہیں کہ یہ کون ہے فرمایا تم بتاؤ خضران نے ڈانٹا کہ اپنے بتا تیرا کیا نام ہے اسنے سہم کر کہا کہ مجھکو گلو
سائین کہتے ہیں بس یہ سنتے ہی خضران کو ڈرا پکڑ کے اٹھے اسوقت اسنے دانت نکوس دیے
اور کہا کہ حضور نے تو پہچان ہی لیا آپ مجھکو سب کے سامنے کیوں ذلیل کرتے ہیں خضران نے کہا کہ سچ
بتا تو کسواسطے آیا تھا سختگان نے کہا کہ سارق ہر ایک سردار کو مجھ سے پوچھتا تھا بہت سے نئے لوگ
ایسے آئے ہیں کہ جنکو میں کبھی نہیں پہچانتا ہوں اسوجہ سے بغرض دریافت حال آیا تھا خضران نے کہا
کہ ظاہر بظاہر کیوں نہ آیا سختگان نے کہا کہ سارق بھی پوشیدہ ہو کر لشکر کو دیکھنے آیا تھا بغرض
اخفائے راز میں نے یہ صورت اپنی بنائی صاحبقران نے فرمایا کہ نام اسکا بتاؤ کہ کس عزت کا شخص
ہے خضران نے کہا کہ یہ سختگان ہیں سختگان ہے حضور نے نام اسکا سنا ہوگا فرمایا کہ یہ تو وزیر ہے
سارق کا خضران نے کہا جی ہاں مگر میں اسے کبھی سائین بناتا ہوں کبھی اس سے خدمتگاروں کا
کام لیتا ہوں پاؤں دبوا چکا ہوں پوچھ لیجیے سختگان نے کہا کہ مجھے آپکی خدمت میں عذر ہی کب ہے
آپ اسی قابل ہیں کہ آپکے پاؤں پوجے صاحبقران نے سختگان کے واسطے کرسی بچھوا دی
اور خلعت سے سرفراز فرما کر رخصت کیا اور خضران کی بہت تعریفیں کی کہ تمنے خوب پہچانا خضران نے
عرض کی کہ حضور اس سے تو آبائی عداوت چلی آتی ہے یہ مجھے خوب پہچانتا ہے اور میں اسے خوب
جانتا ہوں سختگان بخوشی خوشی صاحبقران کی تعریفیں کرتا ہوا جانب قیطل روانہ ہوا اور وہاں
سارق منتظر تھا کہ سختگان کہاں جاکے بیٹھ رہا کہ یہاں سے سختگان دوسری ہی شان سے پہونچا
سارق نے کہا تو کہاں چلا گیا تھا سختگان نے سب کیفیت بیان کی کہ مجھے مرشد پکڑ لیگئے تھے
لیکن صاحبقران عالی شان کی فیاضی دیکھیے کہ جتنا نقصان ہوا تھا اس سے زیادہ نفع ہوا یہ خلعت و مر
مجھکو امیر با توقیر نے عنایت فرمایا ہے سارق نے کہا کہ میں نے سب صفتیں ان چند دنوں میں جمع کر دی
ہیں لیکن بس ایک بات بھول گیا کہ اپنی اطاعت انکے دل میں نہ ڈالی جس وقت یہ قدرت
میری ملاحظہ کرینگے تو خود ہی مطیع ہو جائینگے میں بھی انکو مثل قیطل اور اپنی پوری خداوندی کا مالک اور
نائب مقرر کرونگا اور انتظام خداوندی انکے سپرد کرکے آپ پوشیدہ ہو جاؤنگا سختگان نے
کہا کہ آپ سچ کہتے ہیں مثل لقا کے آپ بھی پوشیدہ ہونگے ایسے کہ پھر ڈھونڈھے نہ ملینگے
اور سارقیہ میں خدا پرستوں کا دور دورہ ہوگا سارق بہت خفا ہوا کہ تو کیا بکتا ہے میں کچھ اور کہتا ہوں
تو کچھ اور سمجھ رہا ہے سختگان خاموش ہو رہا اب سارق نے کہا کہ اے سختگان آغاز جنگ یہ لوگ
کیونکر کرتے ہیں دستور دنیا کے موافق طبل جنگ بجواتے ہیں یا شیپور وغیرہ مارتے ہیں سختگان نے
کہا کہ پہلے انکا نامہ بر آتا ہے وہ دربار میں پہونچکر خداوند کو ذلیل کرتا ہے تعظیم سر لیتا ہے اٹھا بیٹھی کراتا ہے اسکے
بعد نامہ دیتا ہے جب جواب نامہ پہونچتا ہے اسکے بعد طبل جنگ بجتا ہے اور شیپور وغیرہ مارتا ہے ان لوگوں
کا دستور نہیں ہے یہ ساتھے کی لڑائی لڑتے ہیں بلکہ اگر کوئی بے ترکیبی کسی بلا اسم سے ہو بھی جاتی ہے تو
اسے سزا دیتے ہیں مجھے اسوقت امیر اول کے زمانے کی بات یاد آئی سنا گیا ہے کہ آپ سے پہلے
بھائی خداوند لقا کے دربار میں ایک سردار تھا کہ نام اسکا ملک قہرش میں سوفیا سی طوفانی
تھا جب لندھور بن سعدان گرد جانشین حمزہ بادشاہ ہندوستان سے مقابلہ ہوا تو سامنے روز کی

رہی اور لندھور اُسے نہ زیر کر سکا تو لندھور نے کوکبہ پر قہرش کے گھونسا مار دیا قہرش بیہوش ہوگیا لندھور
نے قہرش کو باندھ لیا جب دوسرے روز دربار میں دیوان قہرش کا سمجھا جانے لگا اُس وقت
قہرش نے لندھور کے گھونسا مارنے کا حال بیان کیا بس یہ سنتے ہی امیر نے اپنے رفیق قدیم کا کچھ
خیال نکیا اور انصاف کو راہ دی لندھور کو اُسی وقت کوڑے مار کے بارگاہ سے نکال دیا اور قہرش کو
خلعت دے کے رخصت کر دیا اور خود مقابلہ کر کے مردا مردی زیر کیا قہرش بھی منصف مزاج تھا تا
زندگی امیر کا غلام بنا رہا یہ سُنکے سارلیق دل میں متعجب ہوا کہ یہ لوگ ایسے منصف مزاج ہیں کہا کہ یہ
چاروں قیدی جو آئے تھے انھوں نے کبھی شبخون جو ہمارے سحرگان نے کہا کہ اسکا کیا سبب تو یہ تھا
کہ امیر یا تو قید یہاں موجود نہ تھے علاوہ اسکے جیسی بے ترکیبی آنے کی ویسی انھوں نے کی نہ آسے
عیار کے ذریعے قید کر کے مارتے نہ یہ انجام ہوتا سارلیق نے کہا کہ تو سچ کہتا ہے جب رات ہوئی تو
سارلیق نے تنہائی میں محوجادو کو طلب کیا اور اُس سے کہا کہ عنبر نامہ دار کے آنے کی ہے لہذا
تجھکو چاہئیے کہ رنگ باغ محوبیت کا بدل دے جو باغ محوبیت کی طرف سے آئے وہ مسحور ہوکر
مجھے سجدہ کرے تاکہ نامہ دار کی رسائی مجھ تک نہ ہو محوجادو نے کہا کہ کیا مجال ہے جو کوئی آپ تک
آسکے اور اسنے جا کر رات بھر میں ایک پتلی سحر کی تیار کی اور قریب دروازہ طلسم کے اُسکو نصب
کر دیا اور چند باز اور شاہین سنگ تیار کر کے جا بجا بلند درختوں پر بٹھا دیے اب یہاں کی کیفیت سنئے کہ
جب صبح ہوئی اور بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ گر ہوئے اور صاحبقران زمان دنگل یا عنبر پر متمکن ہوئے
سب سردار اپنی اپنی صندلیوں پر آ کے بیٹھے عیار حسب مرتبہ زمین پر کھڑے ہوئے اور خواجہ خضران کرسی
ہالہ پر متمکن ہوئے ؎ عجب بارگاہ سے عجب گیر و دار + تو گوئی کہ ہے عرش و کرسی ہزار + جب دربار
مملو ہوگیا تو صاحبقران زمان نے فرمایا اے صمصام قلم نامہ لکھو سارلیق کو اس مضمون کا کہ اے
سارلیق پہچان اُس پروردگار عالم کو جسنے تمام دنیا کو پیدا کیا ہے خالق حقیقی کو بھول کر چند روزہ زندگی
کے واسطے خدا نہیں کہ انجام اسکا خراب ہے روز باز پرس خدا کو کیا منہ دکھائے گا اور بندگان خدا کو
برگشتہ نہ کر مجھے خدا نے اسی لیے خلق کیا ہے کہ بندگان خدا کو راہ ضلالت سے باز رکھوں اور راہ نیک
بتاؤں خواہ نصیحت سے خواہ سیاست سے خلاصہ مضمون جب صاحبقران بتا چکے تو صمصام
قلم منشی بے بدل نے نہایت عمدہ عبارت میں شرح و بسط کے ساتھ نامہ تحریر کر کے پیش کیا
صاحبقران نے پسند فرمایا اب انھوں نے عمدہ کاغذ پر مسودہ صاف کیا اور مہر شاہی ثبت کر کے
حاضر کیا صاحبقران نے حسب دستور قدیم جو کی صندلی بچھوا کے اور سپر و شمشیر خلعت اور جام
کاغذ بیت بھرا کر رکھ دیا اور فرمایا کہ اے جوانان اسلام و غازیان نیک انجام تم میں سے کون
ایسا ہے کہ یہ نامہ لیجائے اور سارلیق بن لقا سے جواب باصواب اس نامہ کا لائے یہ سنکر سخن
درہاں تھا کہ طاہر بن لندھور اپنے دنگل شوکت پر سے کود پڑا اور جام ہونٹوں سے لگا کر جرعہ
درکشید کیا اور دست بستہ خدمت صاحبقران عالیشان میں عرض کی کہ اس خدمت کو یہ خادم بجا
لائیگا صاحبقران اول کے زمانے میں والد ماجد نے نامہ داری کی تھی آج یہ جان نثار جواب نامہ کا
لائے گا فرمایا بہتر ہے مگر اے طاہر بن لندھور میں نے سنا ہے کہ اس ناعون نے رستہ قبول کا
باغ محوبیت کی جانب سے رکھا ہے اور باغ محوبیت مقام خطرناک ہے طاہر نے عرض کی کہ اسمیں ارادہ
کر چکا اگر رسائی میری سارلیق تک ہو گئی تو دیکھیے گا کہ کس طرح جواب نامہ کا اُس سے لیتا ہوں

صاحبقران نے فرمایا کہ جاؤ ہمت مردان مدد یزدان طلیحہ نے خلعت زیب جسم کیا اور شمشیر کمر سے لگائی سپر
پشت پر آویزاں کی نامہ سپر سے باندھا اور سلام رخصت کر کے بارگاہ سے باہر آئے اور اپنے لشکر میں
سے چالیس ہزار سپاہی منتخب کر کے ساتھ لیے اور نہایت جاہ و تجمل کے ساتھ جانب باغ محبوبیت
روانہ ہوئے ادھر ہرکاروں نے ساریق کو خبر دی کہ نامہ دار آتا ہے یہ آکر گنبد جہان نما پر بیٹھا اور دریچہ وا کیا اس
طرف سے سواری طلیحہ بن لندھور کی چلی دیکھا ساریق نے کہ وہی جوان زبردست جسکے لشکر میں
تین سو فیل تھے وہی آتا ہے چالیس ہزار سوار زرق برق مسلح و مکمل چلے آتے ہیں یکایک یہ سب
سب دروازہ باغ محبوبیت پر پہونچے فوج اسی جگہ ٹھہر گئی اور طلیحہ بن لندھور تنہا بسم اللہ کہکر
داخل باغ ہوئے ساریق کے فیطول سے باغ کا بھی سامنا تھا یہ بیٹھا دیکھا کیا جس وقت طلیحہ باغ
میں پہونچے تو دیکھا انھوں نے کہ باغ نہایت سرسبز و شاداب ہر گیاہ سے بو قلموں کھلے ہوئے ہیں سبزہ
باد صبا کی اٹکھیلیوں پر لوٹا جاتا ہے جانوران مختلف اللون مصروف زمزمہ سرائی ہیں میوے گونا گون لگے
ہوئے ہیں جب یہ چمن ختم ہوا دوسرا چمن ملا اس چمن میں سب درخت جواہر کے تھے جانور جواہر کے گل و ثمر
جواہر کے لیکن جو کلی چٹکتی تھی وہ یا خداوند ساریق کی صدا دیتی تھی اور جو جانور بولتا تھا وہ ساریق کا نام
لیتا تھا نہریں آب مصفا کی جاری تھیں مچھلیاں پانی پر ابھر آتی تھیں جو حباب چھوٹتی تھیں اور حباب ٹوٹتا تھا
تو آواز خداوند ساریق بن لاہا کی پیدا ہوتی تھی طلیحہ یہ سیر دیکھتے ہوئے چلے جاتے تھے یہانتک کہ ایک
مقام پر دیکھا کہ ایک پتلی الماس کی رقص کر رہی ہے زیور اسکا یاقوت سرخ کا ہے جڑاؤ آستین زمرد کا ہے صراحی مروارید
داہنے ہاتھ میں اور جام مرجان کا بائیں ہاتھ میں لیے کہتی ہے کہ اے بندگان گمراہ آگاہ ہو کہ خداوند ساریق نے
تجھے یہ شان و شوکت عنایت کی اسقدر زور و طاقت دی اور تو نے اسے بھول کر صاحبقران کا ساتھ
دیا اور بارادہ گستاخی اس طرف آیا ہے ڈر قہر خداوند سے کہیں تجھ پر بجلی نہ گرے یہ سنکر طلیحہ کے دل پر ایسا
اثر ہوا کہ عقل پر پردہ پڑ گیا ندامت میں گردن خم کر دی پتلی نے جام بھر کر دیا اور کہا کہ اسے پی اور دیکھ عنایت
و کرم خداوند کو کہ تیرے حال پر کسقدر مہربانی ہے باوجودیکہ تو نے اس وقت تک سراسر نافرمانی کی طلیحہ نے جام ہاتھ
میں لیکر پی لیا اور کہا کہ میں اپنے افعال ماضی سے توبہ کرتا ہوں پتلی نے کہا کہ توبہ تیری اس وقت قبول
ہوگی جب کچھ دن ندامت میں گذر جائیگے اور جیسی ریاضت کریگا ویسا پھل پائیگا جا اور اس باغ کی خدمت
کیا کر طلیحہ نے کہا مجھے منظور ہے بس اسیوقت چند باغبان آئے اور طلیحہ کے کپڑے اتروا کے لنگی بندھوا
بیلچہ ہاتھ میں دیا اور اپنے ساتھ لے لیا ساریق نے جو فیطول پر سے یہ معاملہ دیکھا بہت ہنسا اور
دریچہ بند کر لیا ادھر دربانوں نے ہمراہیان طلیحہ بن لندھور سے کہا کہ اب تم یہاں کسکے انتظار میں
ٹھہرے ہوئے ہو جاؤ اور صاحبقران سے کہدو کہ اب طلیحہ سے قیامت تک ملاقات نہو گی انھوں
نے اپنے خداوند کو پہچان لیا اور خدمت باغبانی کو پسند کیا یہ کہکر نامہ امیر کا طلیحہ سے لیکر ہمراہیان طلیحہ
کو واپس دیا یہ لوگ حیران و پریشان وہاں سے پلٹے ادھر ہرکاروں نے پہلے ہی آ کے صاحبقران
زمان سے عرض کی کہ طلیحہ باغ محبوبیت میں جا کر محو باغبانی ہو گئے ہمراہیان طلیحہ پلٹے ہوئے آتے
ہیں یہ سنکے صاحبقران کو کمال رنج ہوا صاحبقران نے دوسرا نامہ تحریر ہونے کا حکم دیا تھا کہ ہمراہیان
طلیحہ وہی نامہ واپس لائے اور صاحبقران دوران کے ہاتھ میں دیدیا امیر با توقیر نے حسب قاعدہ
نامہ رکھوا دیا اور فرمایا کہ اب جو جائے سمجھ کے جائے سیر باغ میں نہ محو ہو جس خدمت کے واسطے
جاتا ہو اسے بجا لائے پس یہ سنا تھا کہ مملوک بن مالک اپنے دنگل سے کود پڑے اور عرض

کی کہ غلام کو سیر سے کام نہیں ہے میں کسی شے کی طرف نہ دیکھونگا نہ مجھپر ہوگا یہ کہکر نامہ سر سے باندھا جامہ زیبا خلعت
پہنا شمشیر لگائی اور بارگاہ سے نکلکر صرف بارہ سو نیزہ دار اپنے ہمراہ لیکر جانب قیطول روانہ ہوئے
وہاں سارق بن لقا کو خبر ہوئی کہ دوسرا نامہ دار آتا ہے اسنے کہا آنے دو اسکی بھی وہی حالت ہوگی یہاں
ہملوک دروازہ باغ پر پہونچے ہمراہیوں کو اسی مقام پر چھوڑا اور آپ گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے اندر
باغ کے داخل ہوئے اپنے گھوڑے کی طرف اور راستے کو دیکھتے جاتے تھے باغ کی طرف نظر بھی نہ کرتے تھے
برابر چلے ہی جاتے تھے کہ ایک مرتبہ کان میں آواز آئی کہ خدا نے آنکھیں اسلیے دی ہیں کہ تماشا نیرنگ دنیا
کا دیکھیے اور کان سننے کے واسطے بنائے ہیں تو کیسا اندھا بہرہ ہے کہ بہرون کی طرح کسیکی نہیں سنتا اور اندھون
کی طرح چلا جاتا ہے کسی طرف دیکھتا ہی نہیں ہملوک بن مالک کو اس سخت کلامی پر غصہ آیا آواز دی کہ تو
کون ہے اور آنکھ اٹھا کے اسکی طرف دیکھا یہ وہی پتلی تھی جسکی سحر بیانی نے طلیعہ کے قاسم کو برگشتہ کیا تھا
بس ادھر تو نظر ہملوک کی اٹھی اور باتیں اس پتلی کی سنیں اور مجبور ہوکے خود کہا کہ بیان کر کیا کہتی ہے
پتلی نے کہا او بیمروت تو جو اسطرح دنیا میں اندھا اور بہرہ بن کے زندگی بسر کریگا اور روز باز پرس یہ تجھسے
پرسش ہوگی کہ آنکھیں بند کر لینے کو دی تھیں یا دیکھنے کو کان بند کرنے کے واسطے عنایت کیے تھے یا دھیان
لگانے کو تو کیا جواب دیگا ہملوک نے کہ تو سچ کہتی ہے پتلی نے کہا اسی طرح یہ بھی پوچھا جائیگا کہ جب تو نے
قدرت اپنے خداوند کی دیکھی تو پھر کیوں خداوند سے برگشتہ ہوا ہملوک کے قلب پر بھی سیاہی سحر
دوڑ گئی کہا کہ اب تو یہ میری قبول ہو سکتی ہے پتلی نے کہا کہ یہ تو ریاضت کا پھل ہے جیسا تخم بوئے گا ویسا پھل
پائیگا خداوند کے باغ میں بیٹھ کر باغبانی کر جسوقت تیری ریاضت سے گل کھل لینگے تو خداوند خوش ہوگے
تیری خطا بخش دیگا اور ثمرہ ریاضت کا عنایت کریگا یہ سنکے ہملوک نے کہا کہ میں ریاضت کرنے میں
عاجز نہیں ہوں بس باغبان دوڑے ہوئے آگئے اور ایک بیلچہ انکے سامنے بھی ڈال دیا اور کہا
کہ جاؤ فلاں چمن کو تیار کرو ہملوک نے بیلچہ اٹھالیا اور ان باغبانوں کے ساتھ ہوئے نامہ پتلی کے حوالے
کیا کہ اس نامہ کو واپس کردو کہ امیر کسی اور کو بھیجیں ہمسے ایسی گستاخی خدمت خداوند میں بندگی میں بھی جا کے
طلیعہ کے برابر بیٹھے اور بیلچہ کاری میں مصروف ہوئے پتلی نے نامہ دربانوں کے سپرد کیا دربانوں نے نامہ امیر کا
ہمراہیان ہملوک کو واپس دیا اور کہا کہ صاحبقران سے کہدینا کہ آپکا فرستادہ بندگان خداوند
میں داخل ہوگیا اب اسسے آپکی اطاعت سے انکار ہے لہذا یہ کام کسی اور کے متعلق کیجیے یہ لوگ بھی پلٹے ہوئے
خدمت صاحبقران عالیشان میں آئے اور ساری روداد بیان کی امیر نہایت رنجیدہ ہوئے اور
غصہ میں پھر نامہ رکھا اور فرمایا کہ جو جائے نیک و بد کو سوچ کے جائے یہ سنکے مظفر بن غضنفر غازی
اپنے دنگل پر سے کود پڑا اور کہا کہ اب غلام جائیگا اور انشاءاللہ اس خدمت کو اچھی طرح بجا لائیگا میں
ہرکاروں کی زبانی سنا ہے کہ ایک پتلی ہے کہ وہی بہکا دیتی ہے میں اس پتلی کی باتیں نہ سنونگا نہ مجھپر کوئی اثر
ہوگا یہ کہکر جامہ زیبا خلعت زیب جسم کیا نامہ سر سے باندھ کر دو سو قزاق ساتھ لیکر جانب باغ محبوبہ
روانہ ہوا جسوقت دروازہ باغ پر پہونچا تو اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ تم سب میرے ساتھ آؤ اور برابر
بندوقوں کو دم دیتے رہنا تار نہ ٹوٹے تاکہ کسی طائر باغ یا انسان کی آواز کان میں نہ آنے پائے
یہ کہکر گھوڑے کو آگے بڑھایا ساتھ ہی سب قزاقوں نے بھی گھوڑے دوڑا دیے اور بندوقوں کو
پھونکتے ہوئے چلے وہاں سارق کو معلوم ہوا کہ تیسرا نامہ دار آتا ہے لیکن یہ بڑا سرکش ہے کہ اپنے
ہمراہیوں سمیت داخل باغ ہوا ہے اور بندوقیں پھونکتا چلا آتا ہے کسیکی آواز نہیں سنتا سارق

نے دریچہ کھولا دیکھا کہ قزاقون کی وضع کے لوگ روش ڈیوڑھی کو روندتے شور و غل مچاتے چلے آتے
ہین بس جیسے قریب اُس پتلی کے پہونچے پتلی نے ایک چیخ ماری کہ آوازین ہونٹون کی بند ہوگئین اب
رہ رہ کے پھوٹے تکتے ہین مگر کوئی بوق آواز نہین دیتا۔ پتلی نے آواز دی کہ دیکھا قدرت خداوند یا خبر
سو کہ اُسنے اُس باجہ ہمکو بند کر دیا جو تمھین نصیحت نہ سننے دیتا تھا اب خبر کہ خداوند سارلق چاہیگی جوش کا خداوند
ہی اسکو چھوڑکر جو تمنے ایک بڑنے خدا کی پرستش اختیار کی ہی تو کیا سمجھے کہ ہوشیار ہو اور اسنے خداوند کو
سچا تو خدمت مین خداوند کے ایسی گستاخی کرنا ہم ایک بندہ برگشتہ کا لیکر تمنے ہو مظفر نے کہا سچ کہتی
ہو اور ہم ابہیان مظفر نے بھی ہمزبان ہوکے کہا کہ ہمین اطاعت سارلق مین کوئی عذر نہین
ہی پتلی نے ایک ایک جام ان سبکو پلایا اور مطیع بنایا اور ان سبکو بھی پیلچے دے کر کاریا فضائی
انکے بھی سپرد کیا چونکہ یہ جتنے لوگ گئے تھے سب وہین کے ہو رہے تھے اس سبب سے نامہ بھی انہین
نہ آیا اور انکے حال کی خبر بھی صاحبقران کو دوسرے روز ہوئی اب امیر باتوقیر نے ارشاد فرمایا
کہ مین خود جاؤنگا یہ سنکے سکندر دیو لشکرشکن نے عرض کی کہ حضور کی شان کے خلاف ہی کہ آپ
ایلچی بنکے جائین یا صاحبقران اگر مناسب ہو تو یہ خدمت اس غلام کے سپرد کیجیے اسلیے کہ باغ محویت
مین کارخانہ سحر کا ہی محو جادو نے یہ رنگ سحر کا وہان جما رکھا ہی کہ طائر نام سارلق کا لیکر پکارتے ہین
سنتے چہک کر آواز یا سارلق کی دیتے ہین اور اب ایک پتلی بھی قائم کی گئی ہی کہ اسکے کلام کی تاثیر
قلب کو برگشتہ کر دیتی ہی جو جاتا ہی اُسکی یہی حالت ہوگی اگر خدا نخواستہ حضور بھی اس آفت مین مبتلا
ہوے تو عزت اسلام کی جاتی رہیگی فرمایا مین صاحب اسم اعظم ہون سارے باغ کو پامال اور تاراج
کرکے جاؤنگا سکندر نے عرض کی کہ اول تو اسم اعظم بند کر لینا زیادہ دقت کی بات نہین ہی دوسرا
یہ ساحر دھوکا دیکر اسم اعظم بند کر دیتے ہین حضور نے اپنے بزرگون کے گزشتہ واقعات سنے ہی
ہونگے دوسرے اگر اس شان و شوکت سے آپ پہونچ بھی گئے تو یہ کیا کم توہین آپ کے واسطے
ہی کہ آپ رکن دین اسلام اور رہنماے راہ حق ہوکر ایک کافر کے سامنے ذلیل ہو بیٹھین اور وہ تخت پر
بیٹھا ہوا ہو میری راے ناقص مین تو حضور کا جانا کسی طرح مناسب نہین ہی بادشاہ اسلام نے بھی منع
کیا اور سردارون نے عرض کی کہ ابھی تو بہت سے جان نثار موجود ہین حضور کیون قصد فرمائین صاحبقران
نے فرمایا کہ کچھ نامہ کا جانا تو ضروری بات ہی سکندر نے عرض کی کہ مین تو جانے کے لیے موجود ہون
لیکن اتنا امیدوار ہون کہ اگر شاید وہان پہونچکر قتل ہو جاؤن تو لاش میری کافرون سے لیکر دفن
کر دیجیے گا اور فاتحہ خوانی سے محروم نفرمائیے گا اسلیے کہ سارلق کے یہان اس وقت بڑے بڑے
ساحر جمع ہین اگر بگاڑ پڑا اور لڑائی ہوئی تو مین کس کس کا جواب دیکونگا یہ سنکے صاحبقران نے
ارشاد فرمایا کہ اے سکندر قسم بایمان خود کہ اگر تیرے ساتھ کوئی بے ترکیبی ہوئی تو قیامت لیکو بلا دونگا
زمین و آسمان کے قلابے ملا دونگا آج ہی خداوندی سارلق پر آفت آجائیگی یہ فرماکر نامہ تحریر
کرکے سکندر کے سپرد کیا سکندر دیو لشکرشکن نے نامہ سر سے باندھا اور ایک کشتی ساختہ سحر
اپنے منگائے اور اُس کشتی پر بیٹھ کے صاحبقران سے عرض کی کہ اگر مجھ پر کوئی آفت پڑیگی
تو ایک طائر آکر حضور کو خبر دیگا صاحبقران کے دلیرانہ باتون نے سکندر کی ایسا اثر کیا کہ چپکے سے
خضران کو بلاکر ارشاد فرمایا کہ خواجہ ایک لاکھ روپیہ دونگا اگر تم سکندر کے ساتھ پوشیدہ طور پر
جاؤ اور قبل سکندر کے آنے کے تم سے حالات نامہ داری بیان کرو یہ سنکے خواجہ خضران چپکے

سے گلیم اور دو کر سکندر کے پاس بیٹھ گئے اب سکندر نے عرض کی کہ یہ بھی ممکن ہے کہ یہیں بالا سے ہوا
اس کشتی کو اڑاتا ہوا دوسرے راستے سے بالا سے قیطول پہونچ جاؤں اور یہ بھی ممکن ہے کہ باغ محویت
کی طرف سے جاؤں امیر نے فرمایا کہ جو راستہ سماریق نے معین کیا ہے اسی راستے سے جانا چاہیے
سکندر نے عرض کی کہ ایسا ہی ہوگا اور سلام رخصت کر کے کشتی کو اشارہ کیا کشتی بلند ہوئی اور باغ
محویت کی جانب روانہ ہوئی جس وقت سکندر دیرہ نشین دروازہ باغ میں داخل ہوا تو ایک شاہین
درخت پر بیٹھا ہوا تھا اس نے آواز دی کہ ای سکندر بھول گیا اپنی حقیقت کو اور الٹا خدا پرستوں کے
شریک ہو کر آیا ہے ہوشیار ہو سکندر نے ایک گنجشک سحر ہاتھ پر لے کے شاہین کو دکھائی شاہین اڑ کر
ہاتھ پر آیا اور اس گنجشک کو کھاتے ہی اڑ کر سر پر سکندر کے سایہ افگن ہوگیا سکندر اور آگے
بڑھا اور ایک مقام پر غول قمریوں کا دیکھا قمریاں کتنی شور مچانے لگیں کہ ای بے ادب یہاں سے چلا جا خداوند
سماریق کو کہ وہ کیسا خداوند ہے سکندر نے اسی شاہین کو اشارہ کیا کہ شکار کرلے ان قمریوں کو شاہین
قمریوں کے شکار میں مصروف ہوا سکندر آگے بڑھا ایک درخت پر باز سپید رنگ کو بیٹھے دیکھ
سکندر نے اشارہ کیا باز اڑ کر سامنے آیا سکندر نے ایک گولی اسے بھی کھلائی باز بھی سکندر
کا دم بھرنے لگا آگے بڑھ کر دیکھا کچھ بلبلیں ایک درخت پر بیٹھی ہوئی چہچہہ کر رہی تھیں سکندر نے باز سے
اشارہ کیا کہ لینا انکو باز نے بلبلوں کو شکار کرنا شروع کیا سکندر اور آگے بڑھا ایک جرہ نظر آیا
سکندر نے اسے بھی گولی کھلا کے مطیع بنایا اور ساتھ لیکے آگے بڑھا ایک درخت پر کچھ فاختائیں
بیٹھی ہوئی دم بھر رہی تھیں سکندر نے جرے کو فاختاؤں کے شکار میں مصروف کیا خود بھی
آگے بڑھ گیا غرضکہ جرے کے مقام سے شکرے کی جگہ شکرے سے شاہین کے مقام پر غرض شاہین سے ہما کے
مقام پر اسی طرح ہر جگہ کو طے کرتے ہوئے اور سب طلسمات سحر کو ہٹاتے ہوئے سامنے آتش الماس کی پتلی کے
پہونچے پتلی نے کہا افسوس ہے ای سکندر تو غضب خداوندی سے نہیں ڈرتا اور اس طرح بلند بلند
چلا جاتا ہے سکندر نے کہا کہ تو بہت زبان درازی کرتی ہے کیوں آگ نہیں لگ جاتی تیری زبان میں بس
اس کہنے میں ایسی تاثیر تھی کہ پتلی کے دہن سے شعلہ نکلا اور دھڑ دھڑ جلنے لگی وہ ناچتی ہوئی بھاگی
جس درخت کے قریب سے ہو کر گذری اسمیں آگ لگ گئی اور دھڑ دھڑ جلنے لگا ابتدا ایک درخت
سے دوسرے درخت میں اور دوسرے درخت سے تیسرے درخت میں تیسرے سے درخت سے
چوتھے درخت میں جاتا تھا کہ پورے چمن میں آگ لگ گئی اور اب شعلے بھڑک بھڑک کے
اس چمن سے اس چمن میں پہونچے اس چمن سے تیسرے چمن میں اور چوتھے چمن میں غرضکہ
سارا باغ آتش بہار ہوگیا کہتے ہیں لندھور اور ہملوک بن مالک اور منظر بن غضنفر وغیرہ
جن شاہوں نے پہنچے تھے بیہوش ہوگئے مگر آگ نے اپنا اثر کیا یہ بھی آگ شعبدہ سحر
سکندر پڑھا تھا اسلیے سکندر کو معلوم تھا کہ یہ لوگ یہیں ہیں ایسا نہو کہ جل جائیں لیکن جب تمام
باغ پھنکنے لگا تو محو جادو کو خبر ہوئی یہ ہیبتناک دوڑا کہ یہ کون شخص آگیا جسنے میرا باغ خاک
کردیا میں نے تو سنا تھا کہ لشکر اسلام میں کوئی ساحر نہیں ہے جیسے ہی آیا دیکھا کہ سکندر دیرہ نشین
کشتی سحر اڑاتا ہوا چلا جاتا ہے بس اسنے آواز دی کہ ای سکندر دیرہ نشین یہ تمہارے دل میں
کیا آئی کہ تمنے اپنا دین آبائی ترک کیا اور خدا پرستوں کے شریک ہوئے یہ سب آپس کی پھوٹ کا
نتیجہ ہے کہ خدا پرستوں کو یہ زور ہوا نہ تم ایسے لوگ خدا پرستوں کے شریک ہوتے نہ خدا پرستوں کو

یہ دن نصیب ہوتا کہ وہ خداوندون کے منہ چڑھتے سلطنتین لگاڑتے اپنا جھنڈا گاڑتے سکندر دیبرہ
نشین نے کہا اے محجوب جادو مین نے یون خدا پرستون کی اطاعت نہین کی ہی بلکہ جب مذہب کو
اُنکے حق پایا اور تم نے مقابلہ مین بھی دیا ہون اُس وقت اطاعت کی ہی اور سارلیق کی حقیقت
ہی اُس سے تم بھی واقف ہو مین بھی آگاہ ہون محجوب جادو نے کہا کہ خیر ان باتون سے کوئی کام نہین
اب تم جس کام کے لیے آئے ہو جاؤ مجھے تم سے لڑنا منظور نہین ہی ایک وہ وقت تھا کہ ہم تم ایک
صحبت مین بیٹھتے تھے شادی بیاہ مین ایک دوسرے کے یہان شرکت کرتا تھا آج اختلاف
مذہب نے یہ تفرقہ ڈال دیا کہ ایک ایک کے خون کا پیاسا ہوگیا یہ سنکے سکندر دیبرہ نشین تو
آگے بڑھے اور محجوب جادو نے آکے سرداران اسلام کو رہا کردیا دوبارہ اُنپر سحر نہین کیا یہ سب کے
سب ہوش مین آئے ہی یہان سے بھاگے اپنی حالت پر افسوس کیا کہ ہماری کیا صورت بنی ہی
ادھر سکندر دیبرہ نشین دروازہ طلسم پر پہونچا نگہبان اس مقام کا خاقان اطلس پوش تھا اُسنے
کہا کہ مین خداوند سے اجازت حاصل کرلون اُسکے بعد آپ شوق سے تشریف لیجائیے مین خوب
جانتا ہون کہ جو باغ محبوبیت کو طی کرکے اس مقام تک آگیا وہ اس دروازہ سے بھی گذر سکتا ہی سکندر
نے کہا کہ مین اتنی دیر یہان ٹھیرا ہوا ہون تم جاکے پوچھ آؤ سکندر تو اس مقام پر رکا خواجہ خضر ان
کلیم اوڑھے ہوئے بیٹھے تھے ہر مقام کے واقعات تحریر کرتے جاتے تھے وہان خاقان اطلس پوش نے
جاکے سارلیق سے عرض کی کہ ایلچی دروازہ تک آگیا کیا حکم ہوتا ہی سارلیق نے کہا کہ کیا محجوب جادو نے اس
ایلچی کا کوئی انتظام نہین کیا خاقان اطلس پوش نے کہا کہ محجوب جادو کی نیرنگ سازی اُسنے خاک مین
ملادی سکندر دیبرہ نشین بسم نامہ داری آیا ہی کوئی اور نہین ہی یہ سنکے سارلیق مجبور ہوا اور کہا کہ خیر بلا لو
اسوقت دربار سارلیق کا سرداران نامی و ساحران گرامی سے مملو تھا سارلیق تخت پر بیٹھا تھا چارون وزیر
اسکے چارون کونون پر تخت کے بیٹھے تھے داہنے جانب سب سے بالا دست زلازل بن زلزلہ بن
زلزال دیو پیر اژدرکش نہایت شان و شوکت سے اپنے دنگل پر تنہا بیٹھا ہوا تھا اور اسکے مقابل
مین بائین جانب نہنگ بن طوفان دریا موج اپنے دنگل پر بیٹھا تھا یہ دونون سردار بارگاہ سارلیق
مین اس مرتبہ کے ہین جو بارگاہ لقا مین قہر شن اور غضنفر سوقیانی طوفانی کو حاصل تھا اور بہروت
رعد آواز جو لقب قدرت کہلاتا ہی یہ اسوقت موجود نہ تھا یہ ان دونون سے بھی زبردست ہی اور ہمیشہ سیر و
شکار مین مصروف رہتا ہی جب کوئی مہم درپیش ہوتی ہی کہ کسی سے سر نہین ہوسکتی ہی اُس وقت یہ بلایا
جاتا ہی اسنے دیوون کو پست کیا ہی اور مطیع بنایا ہی غرضکہ وہ تو اس وقت موجود نہ تھا لیکن اور سردار
بڑے بڑے موجود تھے مثل تدرناکوک اژدرچشم اور شہناکوک اژدرچشم اور طہماسپ پیلتن اور
خضران ازرق چشم وغیرہ کے اور اُنکے بعد فولادسنگ بارجلا وسنگ بار نہنگ خون آشام
پلنگ خون آشام ببر خون آشام شیر خون آشام گورزن گاؤ سوار سیاف جنگجو نہیب پیلتن
خاقان کج کلاہ مردان جوشن پوش حیران گردن کش پیلان پیل تن شیر برزدم دیو اخرس بن
خرس روئین تن ارجاسپ گرد لہراسپ گرد مہران مہر طلعت مہیب فیل پیکر سیحان تیر انداز سیگا
تیر انداز قہر روئین شگاف مغرور مردم و مشہور مردم و غرضکہ قریب ایک ہزار دنگل نشین و کرسی
نشین کے موجود تھے وہان خاقان اطلس پوش نے جاکر سکندر سے کہا کہ آپ جائیے مین نہین روکتا
خداوند نے اجازت دی ہی یہ سنکے اُنھون نے کشتی کو اشارہ کیا کشتی دروازہ سے نکلکر زمین سے

بلند بلند چلی تمام مقام سکندر نے طے کیے اور سامنے قبطول کے پہونچے جسوقت داخل دربار ہوئے تو سکندر
نے دس قدم کے فاصلے پر کرسی کو اتنا بلند رکھا کہ سرداران ساریق کے سروں سے بالشت بھر بلند تھی اسوقت
سکندر نے آواز دی کہ سلام ہو میرا اُس شخص پر جو خدا کو برحق جانتا ہو اور اُسکے رسول کو مانتا ہو کسی کافر
نے تو جواب نہ دیا لیکن اک آواز علیک السلام کی آئی جسپر تمام اہل دربار بھی حیران تھے اور سکندر بھی
متحیر تھا کہ یہ کون ہے ساریق نے کہا اے بندہ بے ادب تو اسقدر بلند خداوند کے سامنے بیٹھا ہے تجھے
غضب خداوند سے خوف نہیں آتا سکندر دیرہ نشین نے کہ اے ساریق شاہ اس وقت تک کسی
ایلچی کو ایذا نہیں پہونچائی ہے بلکہ یہ مثل مشہور ہے کہ ایلچی کو زوال نہیں وہ دوسرے کا پیامی ہوتا ہے کوئی
تقریر اُسکی یا تحریر اپنی جانب سے نہیں ہوتی اچھی ہو یا بری جیسی بات ہوتی ہے ویسا اُسکا جواب دیا جاتا
ہے تو نے یہ کون سا طریقہ اختیار کیا کہ نامہ داران صاحبقران کو مبتلائے سحر کرکے ذلیل کیا تجھے شرم
بھی نہ آئی جو کچھ کرنا تھا وہ بروقت مقابلہ کیا ہوتا خیر گذشتہ را صلواۃ آئندہ را احتیاط جیسا سلوک تو اُنکے
کے ساتھ کریگا ویسے ہی سلوک کی امید بھی رکھنا اچھی کل کی بات ہے کہ خواجہ خضران نے سخنگان پر
سختی کی تھی تو صاحبقران نے منع فرمایا اور خلعت دیکر عزت کے ساتھ رخصت کیا تھا پوچھ لے اپنے
وزیر سے کہ میں سچ کہتا ہوں یا دروغ سخنگان نے کہا آپ بہت درست فرماتے ہیں وہ لوگ سب کے
سب ایسے ہی ہیں جسقدر اُنکی تعریف کی جائے کم ہے ساریق نے کہا او شیطان تو میرے سامنے
میرے دشمنوں کی تعریف کرتا ہے سخنگان نے کہا کہ جو جیسا ہوگا وہ ویسا کہا جائیگا میں تو وضع کی پابندی میں
اور بزرگوں کی وصیت کے موافق خدا پرستوں کے خلاف رہتا ہوں ورنہ خوب سمجھتا ہوں کہ دین انھیں کا
برحق ہے ساریق نے اُسکی طرف سے منھ پھیر لیا اور سکندر دیرہ نشین سے کہا کہ تم نامہ لائے ہو تو میرے
سپرد کرو سکندر نے کہا کہ اسی سخنگان سے پوچھ لو کہ نامہ کیونکر لیا جاتا ہے یہ نامہ بادشاہ اسلام کا ہے
جبتک یہ اُسی وقار سے نہ لیا جائیگا اُسوقت تک نہ دیا جائیگا ساریق نے کہا اُسکی کیا صورت ہوتی ہے
سخنگان نے کہا کہ سات قدم نامہ کا استقبال تین قدم ایلچی کا استقبال سات کشتیاں جواہر کی نامہ پر
نثار کی جائیں تین کشتیاں ایلچی پر سے ساریق نے کہا کہ میں خداوند ہو کر استقبال کروں سخنگان نے
کہا کہ مہمان کی عزت کرنا کچھ قباحت کی بات نہیں ہے بلکہ صفت خداوندی ہے آپ کا حسن اخلاق مشہور ہوگا
ورنہ یہ ایلچی سخت ہے بُری طرح سے پیش آئیگا آج ہی قیامت برپا ہو جائیگی یہ باتیں چپکے سے ساریق کے
کان میں کہیں ساریق بھی ڈرا کہ ایسا نہو بگڑ جائے جسنے باغ محنوبت کو تاراج کر دیا ہے اُسکے ایسا
شخص کا مٹا دینا کتنی بڑی بات ہے یہ سوچکر اپنی جگہ سے اُٹھا اور برائے استقبال آگے بڑھا کوئی
ایک قدم سکندر بھی آگے بڑھا اور نامہ ہاتھ میں ساریق کے دیا ساریق نے نامہ سکندر
کے ہاتھ سے لیا اور کشتیاں جواہر کی سکندر کے سامنے رکھوا دیں سکندر دیرہ نشین نے جو
خدمتگاروں سے اشارہ کیا کہ لوٹ لو خدمتگار دوڑے لیکن ہاتھ جو مارتے ہیں تو خالی زمین پر پڑا نہ
کشتیاں دکھائی دیں اور نہ کشتی پوش بلکہ خدمتگاروں کی پگڑیاں نمارد ہو گئیں انھوں آپس میں لڑنا
ہونے لگی اسنے اُس سے کہا کہ تو نے میری پگڑی لے لی اُسنے اُس سے کہا کہ میری پگڑی کیا ہوئی یہ تماشا
دیکھکر ساریق تو متحیر تھا کہ یہ کیا سانحہ ہے بلکہ تمام اہل دربار حیران تھے سکندر بھی انگشت بدندان
تھا لیکن سخنگان اپنے مقام سے اُٹھا اور چاروں کونوں کو سلام کر کے عرض کی کہ مرشد سبحان اللہ
آپکا مثل و نظیر کہاں ہے کوئی ساریق نے کہا کہ یہ تو کسے سلام کرتا ہے سخنگان نے کہا آپ ابھی کیا

جانتے ہیں یہ وہی مرشد کامل ریش تراشندۂ کافران اور سر برندۂ جادوگران خواجہ خضران تشریف لاتے ہیں
اہل دربار نے کہا ملک جی کیا تمھاری آنکھیں ہیں اور ہماری آنکھیں ہیں ہمیں کیون نہیں نظر آتے مستحکگان
نے کہا ہیں دیدۂ دل سے دیکھ رہا ہون ظاہر ہیں وہ کسی کو بھی نہیں دکھائی دیتے ہیں یہ کہکر قلمدان
سے چند اشرفیان نکال کر ہاتھ پر رکھیں اور ادب سے عرض کی کہ اس غلام قدیم کی طرف سے بھی یہ نذر
و دعوت قبول ہو بس یہ کہنا تھا کہ اشرفیان ہاتھ پر سے غائب ہو گئیں سب حیران تھے سکندر
نے کہا کہ اب نامہ کو پڑھیے اور جواب تحریر کیجیے کہ دن کم رہ گیا ہی میں شام تک لشکر اسلام میں پہونچ
جانا چاہتا ہون سارلیق نے نامہ کو پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای سارلیق بن لقا آگاہ ہو کہ بادشاہی
بھی خدائی سے کم نہیں ہی بادشاہ کہلوانے سے خدا کہلوانے میں کیا بہتری معلوم ہوتی ہی کسی قسم
کے آرام و آسایش میں تیرے فرق نہیں آسکتا نہ ملک و مال میں کمی ہو سکتی ہی بلکہ دنیا تو تیرے
واسطے خدا نے خلق ہی کر دی ہی کہ سب سامان آسایش مہیا ہین اتنے بڑے ملک باختر کا
فرمانروا ہی اب اگر خدائے حقیقی کو پہچان لیگا اور دل سے مانیگا تو عاقبت بھی بخیر ہوگی اے
سارلیق خواب غفلت سے ہوشیار ہو اور خیال کر ان لوگون کو جو تجھ سے بیشتر تھے وہ آج کہان
ہین ؎ نہ گور سکندر نہ ہی قبر دارا + مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے + وہ جن پانوں تھراتے
تھے جنکے سامنے جاتے ہوئے + کاسہ سر انکے دیکھے ٹھوکرین کھاتے ہوئے + آج کہان ہی
لقا سے پہلے لقا بھائی تیرا جو اٹھارہ ہزار ملک باختر کا خداوند کہلاتا تھا کہان ہی سامری
خداوند ساحران عالم مشہور ہوا کیا ہوے سامری و جمشید جنھون نے سحر و ساحری کی تخم پاشی کر کے
بندگان خدا کو گمراہ کیا [illegible] دور زمانہ ہی اسنے نہ کسی سے وفا کی ہی نہ کریگا اگر لاکھون
برس جیے گا تو ایک دن ضرور مرنا ہوگا سوا ذات معبود حقیقی کے کسی کے واسطے نہیں ہی ؎
ذات معبود جاودانی ہی + باقی جو کچھ کہ ہی وہ فانی ہی + اس چند روزہ زندگی کے واسطے ابد الآباد کی مصیبت
لینا کونسی عقل گوارا کرتی ہی خزان ہو یا بہار مفلسی ہو یا تونگری پیری ہو یا جوانی راحت ہو یا تکلیف
زندگی ہو یا موت تندرستی ہو یا بیماری صبح ہو یا شام یہ سب چیزین اپنی عاجزی ظاہر کرتی ہین اور معبود حقیقی
کی قدرت کاملہ کی گواہی دیتی ہین کہ یہ تمام تغیرات یہی سوا خدا کے کسی کے اختیار میں نہیں ہین
تو کبھی کسیوقت میں بچہ تھا پھر جوان ہوا اب اس سن کو پہونچا جسکے بعد سوا موت کے کسی چیز کی امید نہیں
ہی اب بھی اس غفلت شعاری اور سیہ کاری سے باز آ کر توبہ کر تو وہ غفار و ستار ہی تیرے گناہ
بخش دیگا اور تیری حکومت جلالت میں فرق نہ آئیگا بلکہ اہل اسلام کا گروہ تیرا شریک ہو کر تیری
سلطنت کی قوت کو اور زیادہ کر دیگا اور میں وعدہ اس بات کا کرتا ہون کہ تیری سلطنت کو اسقدر وسعت
دونگا کہ لقا کی سلطنت سے کہیں زیادہ ہو جائیگی ورنہ ای سارلیق یہ یاد رکھنا کہ چند ہی روز میں یہ بھی
نہ معلوم ہوگا کہ یہ جاہ و حشم تیرا ایک خواب دیکھا تھا یا فی الحقیقت تو ایسا ہی تھا جیسا اسوقت
ہی اسلیے کہ میں متقی ہون اور تو خطا پر ہی جن بہادرون اور ساحرون پر تجھے بھروسا ہی یہ اسطرح
مارے جائینگے کہ تو تنہا رہ جائیگا اور تو جہان بھاگ کے جائیگا وہان میں تیرے ساتھ ہونگا
اگر آسمان پر اڑ کے جائیگا تو تیر شہاب بن کے تجھے مارونگا اور اگر زمین کے ساتوین طبق میں
جا کے چھپیگا تو برق بنکر تیری خرمن جان پر گرونگا اس مختصر سے لکھے کو بہت جاننا اور ذرا بھی سے
جواب میں قلم اٹھانا یہ مضمون پڑھ کر اگر تیغ زنی ہوتا تو پگھل جاتا مگر اسکے سیہ دل کے قلب پر

کچھ اثر نہوا اور آستینہ قلم و دوات طلب کر کے بے اندیشہ انجام نوشت نامہ پر جواب جنگ تحریر کر کے سکندر
دیرہ نشین کو دے دیا سکندر نے کہا افسوس ای سارلیق بن زقار ان عبارت سے تجھ کچھ
تاثیر نہ کی پھر سوچ سمجھ لے اور اس جواب کو قلم زد کر کے مناسب جواب لکھ میں وہ ہوں کہ تیری حقیقت
سے آگاہ ہوں تو جن لوگوں کے بل پر بھولا ہوا ہے آخر وہ سخت ستارے آئے ہوئے ہیں کہ انکو اپنی
جان بچانا دشوار ہے بعد انکے تو بے دست و پا سرگردان و حیران کوہ و بیابان کی ٹھوکریں کھاتا پھرے گا اور
پھر صاحبقران تیرا پیچھا نہ چھوڑینگے سارلیق نے کہا کہ ای ایلچی گستاخ بس چلا جا تجھے ان
رموز خداوندی میں کیا دخل ہے سکندر دیرہ نشین نے افسوس کیا اور رخصت ہوا اسی طرح اپنی کشتی
اڑاتا ہوا در طلسم سے گذر کر اس مقام پر پہونچا جہاں محوجادو سے ملاقات ہوئی تھی اور
باغ محوبیت آراستہ تھا دیکھا کہ پھر محوجادو کھڑا ہوا ہے بس سکندر دیرہ نشین نے کشتی کو
بالا سے ہوا روکا اور کہا ای محوجادو اس وقت مجھے رسم نامہ داری ادا کرنا تھی اسوجہ سے صرف
راستہ پیدا کر لیا اور یہاں چلا گیا اب میں جس کام کے لیے آیا تھا اُسے تو انجام دے چکا اگر تجھے کچھ دعوے
ہو تو میں موجود ہوں جس طرح چاہے مجھ سے سمجھ لے یہ سنکے محوجادو نے کہا کہ ای سکندر
دیرہ نشین اگر تو کبھی ساحران نامی سے ہی لیتا یہ سمجھ لے کہ میں بھی ایسا ویسا نہیں ہوں اسوقت
تو نامہ داری کے واسطے آیا ہے تجھ سے لڑنا سراسر خلاف ہے ہاں جب طبل جنگ بجے گا اور مقابلہ میں ساحران مرد
کی نوبت آئیگی اس وقت میں تجھے اپنے ہنر ہائے سحر کا تماشہ دکھاؤنگا اس باغ کے جلا دینے پر نازان
نہو نادان یہ تو ایک کرشمہ سارلیق کی خوشنودی کے واسطے بنا دیا تھا سکندر دیرہ نشین نے کہا کہ
میں نے بھی اسی دن کے لیے سحر سے توبہ نہیں کی تھی کہ مجھے معلوم تھا کہ یہاں پہونچکر ساحروں سے
مقابلے پڑینگے مجھے بھی جبر کر کے لڑنا منظور نہیں ہے جب وقت آئیگا تو دیکھا جائیگا یہ کہکر
سکندر دیرہ نشین کشتی اڑاتا ہوا جانب لشکر اسلام روانہ ہوا لیکن باغ کے جلانے کے بعد تمام باغ صحرا
ہوگیا نہ وہ عندلیبان چمن رہ گئے نہ چمن باقی رہا تھا چند سر گشتہ سے گرے ہوئے تھے اور آتش زدہ نیلا زرد سا
زنگاری سوت لپٹا ہوا تھا اور سامنے دریا طلسم معلوم ہوتا تھا اس مقام سے خدا نخچیران کشتی
کو دو کر زمین پر آئے اور خدمت صاحبقران عالیشان میں روانہ ہوئے لیکن اب اول کچھ حال دربار
صاحبقران عالیشان کا سنئے کہ امیر زنگل پر تشریف فرما ہیں سب سردار حسب مراتب زرنگلوں کرسیوں پر
جلوہ افروز ہیں ذکر سکندر دیرہ نشین کا ہو رہا ہے کہ دیکھیے اس مرد پیر کی ریش سپید کی عزت خدا رکھے
کہ لوگوں نے آکر عرض کی کہ طلیحہ بن لنبد منصور اور مملوک بن مالک اور مظفر نجاری اپنے اپنے
لشکر میں آگئے صاحبقران نے فرمایا بلاؤ اُنسے دریافت کیا جائے کہ کیونکر آگئے اور کیا صورت
رہائی انکی ہوئی اسیوقت طیفور باریہ گرد گیا پہلے خیمہ میں طلیحہ بن لنبد منصور کے پہونچا دیکھا کہ طلیحہ پوشاک
بدل رہے ہیں طیفور نے کہا کہ صاحبقران نے یاد فرمایا ہے طلیحہ نے کہا کہ تم چلو میں آتا ہوں وہاں سے
طیفور خیمہ میں مملوک بن مالک کے گیا اور آنکو اطلاع کی یہ بھی پوشاک بدل رہے تھے اُنھوں
نے بھی یہی کہا اسکے بعد مظفر نجاری کو اطلاع دی اور واپس آیا بعد اسکے یکے بعد دیگرے یہ سردار
حاضر دربار ہوے اور اپنے اپنے مقام پر بیٹھے شرمندگی سے گردن جھکائے ہوئے تھے صاحبقران
نے فرمایا کہ کیونکر رہائی تم سبکی ہوئی طلیحہ نے بیان کیا کہ سکندر دیرہ نشین نے تمام باغ محوبیت
کو پھونک دیا ہم لوگ اثر سحر کی وجہ سے مبہوت تھے جب ہوش آیا تو وہاں سے اپنے اپنے

مقام پر چلے آئے کچھ ہمیں نہیں معلوم کہ کیا ہوا صاحبقران خوش ہوئے بعد اسکے وقت برخاست کا آیا
لیکن صاحبقران نے دربار قائم رکھا برخاست نہ کیا کچھ دن باقی تھا کہ خواجہ خضران بن عمرو ثانی
ہوئے تسلیم بجا لائے اور کرسی پر کہ پہلو افگن ہوئے صاحبقران نے فرمایا کہ ای خضران کیسی نامہ بری
سکندریہ کی خضران نے عرض کی کہ ایسی نامہ داری سوا سکندریہ نشین کی دوسرے سے ناممکن
تھی پہلے باغ کے جلنے کی اور سرداران کے رہا ہونے کی کیفیت بیان کی اسکے بعد محو جادو سے جو
باتیں ہوئی تھیں وہ بیان کیں پھر دروازہ طلسم پر پہونچنا اسکے بعد بالا سے قبول جانا اور دربار ساریق
کی حالت ساریق سے سختی کی گفتگو اور بعد استقبال کرانے کے نامہ دینا اور خود بھی زبانی نصیحت کرنا
لیکن قاصد اسکا سیاہ تھا کہ اس نے جواب جنگ تحریر کیا اور کچھ اثر اسپر تحریر دلپذیر کا نہوا بعد اسکے
واپسی کے وقت جو گفتگو محو جادو اور سکندریہ نشین میں ہوئی تھی وہ بیان کی امیر بہت خوش ہوئے
اور فرمایا کہ دربار ساریق میں سردار کیسے کیسے ہیں خضران نے عرض کی کہ یا صاحبقران ایسے لوگ
جمع ہیں کہ ان سے بہتر سوا آپ کی بارگاہ کے تمام عالم میں نہونگے اگر یہ زور ساریق کو نہوتا تو وہ ہرگز اسقدر
نشہ غرور میں مست نہوتا اسکے بعد سکندریہ نشین بھی پہونچا اور جواب نامہ بکمال ادب پیش
کیا صاحبقران سکندریہ سے بہت خوش ہوئے اور اسے پارچہ کا خلعت عنایت فرمایا
جن لوگوں کو سکندریہ کی بدولت رہائی حاصل ہوئی تھی انہوں نے بھی بدل شکریہ ادا کیا اب انتظار طبل
جنگ کا ہونے لگا صاحبقران سکندریہ نشین سے ارشاد فرمایا کہ اب وقت وہ ہے کہ نہیں معلوم
کیا کیا آفتیں لشکر اسلام پر آئینگی اور کون کون سا غازی دنیا دار جام شہادت نوش کریگا لہذا مناسب
یہی معلوم ہوتا ہے کہ تم چلے جاؤ سکندریہ نشین نے عرض کی یا صاحبقران میں اسلیے ہمراہ نہیں آیا ہوں
کہ وقت پڑے تو آپکو چھوڑکر چلا جاؤں سے آن نیم ہاشم کہ روز جنگ بینی پشت من + وین منم کاندر
میان خاک و خون بینی سرے + ای شہریار ساریق کے مطیع بہت سے ساحر ہیں جب پہلوان مقابلے میں
ہونگے تو ساحروں کی نوبت آئیگی اس وقت کیلیے یہ جان نثار ہی محو جادو سے اور مجھ سے جنگ بھی
ہو چکی ہے اس سے سخت مقابلہ پڑیگا کیونکہ محو جادو ساحر زبردست ہے اور خیال جادو ولواک
بلا سے ہمدم ہے ساریق کی خداوندی کی بنیاد وہی لگاتا ہے اسکے باپ کی آشنا ہے اور اسی سے بھی
لگاؤ رکھتی ہے اسنے یہ سب سامان فراہم کردیے ہیں ساحران عالم کو مطیع بنا دیا ہے ہاں اتنا امیدوار ہوں
کہ آپ میرے کلمے کے شاہد ہیں پیچ اسی دن کے لیے مجرے تو بہ نہیں کی تھی یہ سنکے صاحبقران زمان
آفرین کی رات ہو چکی تھی جب وقت برخاست کا آیا تو دربار برخاست ہوا آج ساریق نے بھی طبل
جنگ نہیں بجوایا جب دوسرا دن ہوا تو ساریق سے اسکے پہلوانان لشکر نے عرض کی کہ ہمیں مصلحت
خداوندی تو کچھ دخل نہیں ہے الا ان خدا پرستوں کے مقابلے کا ہمکو بہت اشتیاق تھا یہ سنکے ساریق
نے کہا اے بندگان خاص میں تمہاری ہمت کو آزماتا تھا کہ تمہارے دل پر کوئی خوف تو ان خداپرستوں کا
نہیں ہے میں آج طبل جنگ بجواؤنگا غرضکہ جب شام ہوئی تو ساریق نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگی
اسی وقت نقارہ گرزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی سرکار سے لشکر اسلام کے گردین آلودہ سینے
میں غرق حاضر ہوئے اور بعد دعا و ثنائے شاہی بجا لانے کے عرض کی کہ لشکر ساریق میں طبل جنگی
بجا ہے فرمایا کہ ہمدرد کہ ہمارے یہاں بھی بفضل ہادی مطلق ربانی بجے طبل جنگی اسوقت خواجہ خضران فرمان شاہی
لیکر نقارخانہ سلیمانی و اسکندری میں پہونچے نقارچیوں نے نذرانہ دیا خواجہ نے چوب نقارہ پر لگائی نقارے

تو تبر دار نکلے اور انھون نے جھاڑی جھنڈی کاٹ کر میدان کو صاف کیا بیلدارون نے پستی و بلندی زمین
کی درستی بہت تیز دستی کرکے فراغت حاصل کی سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا میدان مثل
آئینہ کے ہموار و مصفا نظر آنے لگا ہنوز کوئی سردار میدان مین نہ نکلا تھا کہ جانب شمال سے ایک
ابر تنک نمودار ہوا سب دیکھنے لگے کہ یہ ابر کیسا ہے اور کسکی آمد ہے دونون جانب اس طوسی رنگ کا
انتظار ہو رہا تھا کہ دیکھا وہ ابر آتے آتے ایک کوہ پر قائم ہو گیا لشکر ساریق سے ہرکارے برائے
دریافت حال روانہ ہوے اور لشکر امیر سے بھی ہرکارے گئے وہان سے بھی ایک عیارہ بچی مثل
برق کے آتر کر چلی ناظرین پر واضح ہو کہ ملکہ مہتاب ہلال ابرو دختر کوکب شاہ انجم حصاری جسکو
شمعشلع بن مشش نے کشتی سحر اور نقابدار دیگر رواج دین شمشش پرستی کا کام سپرد کیا تھا یہ اسی
کشتی پر بیٹھی ہوئی یہ تمام عالم مین پھرا کرتی تھی آج اتفاق سے اس طرف بھی آنکلی یہان جو اسنے دو
جانب بڑے بڑے لشکر آراستہ دیکھے تو کشتی اپنی کوہ پر اتاری اور عیارہ بچی کو برائے دریافت حال روانہ
کیا اور آپ ٹھہر گئی یہ خود بھی نقابدار الماس پوش بنی ہوئی ہے چارون نقابدار اور چند خدمتی اسکے ہمراہ
ہین انسمیت پانچ نقابدار ہین اور دونون وزیرزادیان اسکی یعنی عضد جنگ لوا اور سرور جنگ لوا اثر
دونون ساتھ ہین اس طرف سے تو دونون جانب کے ہرکارے پہونچے ہر چند دریافت حال کی فکر
کی مگر معلوم نہوا صرف ظاہری حالت سے باخبر ہو کے پلٹ پلٹ کے اپنے اپنے لشکر مین آئے اور بیان
کیا کہ پانچ نقابدار ایک کشتی بادی پر سوار آئے ہین بالاے کشتی یہ ابر طوسی رنگ سایہ فگن ہے اودھر
عیارہ بچی طرارہ تیز رفتار برق کے مانند حال دریافت کر کے گئی اور نقابدار الماس پوش سے بعد دعا و ثنا بجا
لانے کے عرض کی کہ ایک طرف تو کوئی خداوند ہے کہ نام اسکا ساریق ہے اسکا لشکر صف آرا ہے اور دوسری
جانب مسلمانون کی فوج ہے آغاز جنگ ہوا چاہتا ہے نقابدار الماس پوش نے اسیوقت دو نامے تحریر کیے
القاب مین فرق تھا مضمون واحد تھا صاحبقران کو لکھا تھا کہ آپکو لائق و لازم یہ ہے کہ ہمارے پاس
آکر سبب جنگ بیان کیجیے ہم دشمن سے اور آپ سے فیصلہ کرا دینگے اور ساریق کو بھی یہی لکھا تھا کہ تو کیسا
خداوند ہے کہ بندون کے مقابلہ مین تو نے لشکر کشی کی ہے معلوم ہوتا ہے کہ تو رنگا ہوا سیاہی ہے بس اسی فوج
کے بھروسہ پر خداوند بن بیٹھا ہے جو آکر میرے پاس چلا آ تو مین ایک ایسی راہ بتادون کہ جو دونون سے الگ
ہے تا کہ یہ کشت و خون موقوف رہے اور جو اسکے خلاف کریگا وہ بہت پچھتائیگا میرے چار نقابدارون مین سے
ایک تم دونون کے لشکرون کے واسطے کافی ہے جسوقت عیارہ بچی یہ نامے لیے ہوے پہونچی ایک نامہ صاحبقران
کو دیا اور کہا کہ ابھی اسکا جواب دیتے صاحبقران نے جو عبارت نامے کی پڑھی مسکرائے اور چپ ہو رہے
طیفور عیارہ بچی سے چھیڑ کرنے لگا وہ بگڑی اور باتین سنانے لگی خضر ان نے امیر عالیشان سے
عرض کی کہ حضور اتنا خیال فرمائین کہ نقابدار الماس پوش کو کچھ تو ایسا زور ہے کہ وہ ایسا ہی
ساتھ لکھا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ مجھکو اپنے خدا کا زور ہے مجھے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے خضر ان
نے عرض کی کہ مین تو نام نقابدار سے لرزتا ہون عیارہ بچی مطلب سمجھ گئی کہ امیر ٹالتے ہین کہا مین تو آپکی
ہون آپکو جو منظور ہو جواب تحریر کر دیجیے صاحبقران نے لکھ دیا کہ اگر نقابدار ہم اپنا فیصلہ آپ
کر لینگے عاجز نہین ہین جو تیرے پاس آئین اور پرچہ عیارہ بچی کو دے دیا عیارہ بچی جب کے چلی
طیفور نے کہا ذرا بات سنتے پھر دیکھیے طرارہ نے طیفور کو برا بھلا کہا اور چلی گئی جا کر نقابدار
کھڑی ہو گئی اور نامہ نقابدار کا دکھایا ساریق نے کہا کہ نامہ ہاتھ سے چھوڑ دے ہمارا جواب تک پہونچا دینگی

اسنے نامہ ہاتھ سے چھوڑا نامہ اُڑکر ہاتھ مین ساریق کے گیا ساریق نے نامہ کو پڑھا مضمون نامہ سے آگاہ
ہوا جواب مین تحریر کیا کہ بھلا خداوند بھی کسی بندے کے پاس حاجت کے لیے جاتے ہین جو مین تیرے پاس
آؤن مین اپنے بندگان برگشتہ کو خود سزا دے سکتا ہون بہتر ہی اگر کوئی حاجت ہو تو تجھے بیان کرین اُسے
بر لاؤن یہ جواب تحریر کر کے قیطول پر سے پھینک دیا طرارہ تیز رفتار نے آ کے وہی اُٹھا لیا اور دونون
پرچے لیے ہوئے پاس نقابدار الماس پوش کے پہونچی بس مضمون دیکھکر نقابدار نہایت برہم ہوا
کشتی کو وہین چھوڑا اور صرف چارون نقابدارون کو مع عیاز کی کے لیے ہوئے میدان مین آیا اور
ایک سمت تم نے بھی اپنے لشکر کی صفین قایم کین اور اپنے ایک نقابدار نے اشارہ کیا نقابدار سرکوب
خرس پوش مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ ہاش اے گروہ ساریق پرستان تمنے اپنے خداوند
حقیقی ساحر ششمش کو چھوڑ کر ساریق پرستی اختیار کی مین بندہ ششمش ہون اور تم ساریق کے بندے
ہو آؤ میدان مین اور دیکھو کہ بندگان ششمش زبردست ہین یا بندگان ساریق جسکے بندے زبردست
ہون اُسکا خداوند بھی زبردست ہو بس یہ سننا تھا کہ لشکر ساریق سے تہدلیس پیلتن اپنی
کر گردن کو جھٹکا کر زیر قیطول آیا اور اجازت خواہ میدان کارزار ہوا ساریق نے کہا کہ جا تجھکو اپنے
ید قدرت کے سپرد کیا تہدلیس پیلتن نے آستان بوسی کی اور یار دکر گردن پر سوار ہو کے سامنے
نقابدار سرکوب خرس پوش کے آیا نقابدار نے چہرہ نجس سے اپنی نقاب ہٹائی اور پکارا
برمن نگہ کن شاید کہ شناسی مرا جیسے ہی نظر تہدلیس پیلتن کی چہرہ پر نقابدار کے پڑی اپنا سر
پیٹنے لگا یہ حالت دیکھکر لشکر ساریق کے لوگ اور اہل اسلام ہنسنے لگے اور تہدلیس پیلتن نے
استقدر پیٹا کہ بیہوش ہو گیا نقابدار نے عیاز کی سے اشارہ کیا وہ اسکو باندھے ہوئے
لیے چلی گئی نقابدار نے پھر مبارز طلب کیا شناف جنگجو ساریق سے اجازت لیکر
میدان مین آیا نقابدار نے نقاب اپنے چہرہ سے اُٹھا دی اسکی بھی وہی حالت ہوئی جو تہدلیس پیلتن
کی ہوئی تھی یہ رنگ دیکھکر حضرات کو نہایت پریشانی ہوا کہ یہ بری بلا آئی ہی یہ ویسے ہی نقابدار
معلوم ہوتے ہین جیسے نقابدار فرعونیہ سے سنابل مین آئے تھے دارا صاحب نے اُن
نقابدارون کو تو آئینہ پوش بن کے پکڑ لیا تھا اُنکی گرفتاری بہت مشکل ہی اسلیے کہ یہ آئینہ کو
نہ دیکھینگے جس طرح ہم اُن واقعات گذشتہ سے باہر ہین یقین ہی کہ وہ بھی آگاہ ہو گئے ہونگے خیر دیکھا
چاہیے کہ اُن تینون نقابدارون مین کیا صفت ہی وہان نقابدار سرکوب نے دن بھر کی میدان داری کی
پندرہ سرداران نامی و گرامی لشکر ساریق کے پکڑ لیے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھر گئے ادھر
نقابدار سرداران ساریق کو لیے ہوئے بالا کوہ چلا گیا اور سبکو زندان خانے مین بھجوا دیا اور پھر طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر لشکر
ساریق اور لشکر اسلام مین پہونچی کہ نقابدار الماس پوش نے پھر کوس حربی بجوایا ہی یہ خبر سنکر ادھر بھی نقارہ جنگ بجا پھر تیاری جنگ کی ہی
اور جابجا اہل لشکر مین یہ چرچے ہو رہے تھے کہ یہ مقابلہ تو عجب طرح کا ہی کہ نہ تلوار سے کام ہی نہ
نیزے سے ادھر صورت دیکھی ادھر بیہوش یہان جرأت کام آسکتی ہی نہ جوانمردی سے کچھ ہو سکتا ہی
لیکن بعض کو تو دوسرے نقابدارون کا اشتیاق ہی اور بعض یہ ذکر کر رہے ہین کہ دیکھیے کل بھی
یہی نقابدار نکلتا ہی یا دوسرا نقابدار میدان مین آتا ہی اور جو نکلیگا وہ دیکھا چاہیے کہ کدھر متوجہ ہوتا
ہی نقابدار اہل اسلام اور اہل باطل سبھی سے برخلاف ہین غرضکہ انھین چرچون مین رات بسر ہوئی
صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوئے اور اُس طرف سے نقابدار الماس پوش

اپنے نقابداروں کو لیے ہوئے میدان میں آیا لوگ کہتے تھے کہ اگر ایک ایک مٹھی خاک ڈال دی جائے
تو یہ نقابدار ہمیشہ کے زندہ درگور ہو جائیں لیکن کیا اقبال ہے انکا اور کیا صنعت ہے انمیں کہ جسنے صورت دیکھی وہ
دیوانہ ہو گیا سر پیٹنے لگا لیکن نقابدار الماس پوش نے آج لشکر اسلام کا رخ کیا اور کہا کہ دیکھو
تم لوگوں نے کل میرے نقابدار خز پوش سے کیا حالت لشکر ساریق کی کر دی ایک نقابدار میرا
تمام عالم پر بھاری ہے اہل اسلام نے جواب دیا کہ اے نقابدار غافل عالم میں بڑے بڑے لوگ پڑے ہیں
اگر وہ ذرہ سا رخ بھی کھل جائیگی جسپر تجھے غرور ہے ہر چند کہ نہ تو اس وقت میں تھا نہ ہم تھے لیکن ذکر
تو ضرور ہی سنا ہوگا کہ ساحر ششمشن جسکو تو خداوند کہتا ہے ساحر زبردست تھا اسی دنیا سے لوگ
اسے خداوند کہتے تھے تمام عالم کے ساحر اسکے نام سے کانپتے اور تھرتھراتے تھے لیکن عمرو نے دریا
میں سے اسطرح گرفتار کر کے نکال لیا جیسے ماہی گیر مچھلی کو پکڑ لیتے ہیں اور کنارے دریا کے اس
ذلت و خواری سے [illegible] کر کے میدان جنگ میں لے گئے غیرت کرکے لاشہ اسکی پاسے فیل میں بندھوا کر
میں رذیل ملک فرید [illegible] کر نگرانی کیا گر جب اتنے بڑے ساحر کا یہ حال ہوا تو تیری کیا حقیقت
ہے اس سے کہ نقابدار الماس پوش [illegible] نقابدار سر کوب خز پوش کو اشارہ کیا یہ میدان
میں آیا اور پکارا کہ باش اے گروہ خدا پرستان تم بڑے ہی نادان معلوم ہوتے ہو کہ خداوند
ششمشن کی شان میں ایسے کلمات کہتے ہو انھیں خود دنیا میں رہنا منظور نہ تھا بلکہ ظاہری کو چھوڑ کر وہ تو
چلے گئے تم خوش ہوتے ہو کہ ہمنے خداوند ساحران کو مار ڈالا ان خیالات کو دور کرو ورنہ وہی انجام تمہارا
بھی ہوگا جو سرداران ساریق کا ہو چکا ہے یہ کلمات سنکے قران قزاق کو بہت غصہ آیا مرکب کو چمکا کر سامنے
تخت بادشاہ اسلام کے آیا اجازت میدان مانگی فرمایا جاؤ خدا نگہبان ہے قران قزاق نے سلام رخصت
کیا اور سامنے نقابدار خز پوش کے آیا دیکھا کہ نقابدار پوست خز کا لباس پہنے ہوئے
ہے آدمی کا اسکو کچھ معلوم ہوتا ہے بس جیسے ہی قران قزاق سامنے نقابدار کے پہونچا نقابدار
خز پوش نے نقاب اپنے چہرہ سے اٹھا دی اور پکارا کہ ہرچند نگر شاید کہ لبنا سی مراد ادھر
تو قران قزاق نے صورت نقابدار کی دیکھی ادھر سر پیٹنا شروع کیا یہانتک کہ سر پیٹتے پیٹتے بیہوش
ہو گیا طرارہ اسکو بھی اٹھا لیگئی نقابدار نے پھر مبارز طلب کیا عنقا [illegible] کو وہ ہیکل نے آنکھوں میں بند
کر کے تلوار ماری نقابدار نے سر کو بڑھا دیا تلوار سر پر پڑکے اچٹ گئی اور گردن مرکب پر پڑی
مرکب گر پڑا مرکب نقابدار کی قلم ہو گئی نقابدار گھوڑے سے کود پڑا عنقا [illegible] کو وہ سمجھا کہ میں نے
نقابدار کو مار لیا بس جیسے ہی آنکھ کھولی اور نظر صورت پر نقابدار کے پڑی سر پیٹنے لگا اور بیہوش
ہو گیا نقابدار خز پوش عنقا [illegible] کو وہ ہیکل کے مرکب پر سوار ہوا اور پھر مبارز طلب کیا پھر ارقم
خون آشام نکلا یہ بھی اسیر ہوا ساریق نے کہا کہ خالو قدرت تجھسے برگشتہ ہو گیا تھا میں خود دست
اسیر کرا دیا کہ اور لوگوں کو عبرت ہو سخنگان نے کہا کہ اب یہ وقت قدرت دکھانے کا نہیں ہے اپنی ہی
خیریت مانگو یہی مسلمان ان نقابداروں کا کچھ تدارک کریں تو شاید ہو سکے دوسرے سے غیر ممکن ہے
بلکہ اپنے سرداروں کو منع کر دو کہ مقابلے کو نہ جائیں تو بہتر ہے ساریق نے کہا کہ تو کیا جانے کہ خداوند
کیا قدرت کرنے میں ہیں نئے غضب سے یہ بلا خدا پرستوں پر نازل کی ہے انھیں کے ہاتھ سے خدا
پرستوں کا خاتمہ کرا دونگا سخنگان چپ ہو رہا کہ اسکا خلل دماغ کچھ لقا سے بھی بڑھا ہوا
ہے وہاں نقابدار نے شام تک پھر میدانداری کی اور گیارہ سردار لشکر اسلام کے اسیر کر لیے اور

شام کو طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا بادشاہ اسلام کو سرداران اسلام کی اسیری کا کمال رنج ہوا
صاحبقران بھی اداس اور پریشان پھر کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے ادھر سارلق کا لشکر اپنی فرودگاہ
پر آیا نقابدار الماس پوش خوشی خوشی کوہ کی جانب روانہ ہوا اور جاتے ہی اسنے پھر نقارہ رزمی بجوا دیا
ان دونوں لشکروں میں بھی کوس حربی نوازش میں آیا جب صبح کو دونوں لشکر میدان میں آ کر صف آرا ہوئے
تو پھر نقابدار الماس پوش اپنے نقابداروں کو لیے ہوئے میدان میں آیا آج اسنے دوسرے
نقابدار کو حکم دیا یعنے نقابدار اطلس پوش حور لقا میدان میں آیا اور اسنے رخ لشکر سارلق کا
کیا اور پکارا کہ اے سارلق پیشتر دیکھا تھا کہ میرے بھائی نے دو میدان داریوں میں کیا حالت کی دیکھا
ہر چند کہ وہی دونوں لشکروں کی اسیری کے واسطے کافی تھا مگر ہمارے مالک و آقا یعنے نقابدار
الماس پوش کو یہ منظور رہا کہ میں اپنے سب نقابداروں کے جوہر دکھاؤں لہذا جسکو تمنائے اسیری
ہو وہ آئے یہ سنکر محاول دیوانہ اسنے مرکب کو بڑھا کر سامنے نقابدار بندگان سارلق سے کے آیا اور
چوبدست پٹک کر پکارا کہ اے بے شرم منہ چھپا کر نقاب لیے کو آیا ہے سارلق سے پہلو یہ سنتے ہی نقابدار
اطلس پوش نے نقاب اپنے چہرے سے دور کی محاول دیوانہ سارلق جو چہرہ پر نقابدار حور لقا
کے نظر کی گریبان پھاڑا اور محو جمال ہو گیا نقابدار نے کہا چلا جا کوہ کی طرف اور ہتھکڑیاں بیڑیاں
مانگ کے پہن لے دیوانہ گردن جھکائے ہوئے جانب کوہ روانہ ہو گیا دیوان ملازمان نقابدار
الماس پوش نے محاول کو اسیر قبل کر لیا اسنے گردن بھی نہ ہلائی خوشی سے ہتھکڑیاں بیڑیاں پہن
لیں اور سرداروں کو یہ خیال ہوا کہ شاید نقابدار ان حسینہ ہر اسکی محبت میں دیوانے نے یہ حرکت کی
یہ سوچ کر قران گردن کش نے مرکب اپنا بڑھایا اور سامنے قطول سارلق کے آکر آواز دی کہا
خداوند مجھے اجازت ہو میں آپ سے ہرگز روگردانی نہ کروں گا اور اس نقابدار کو باندھ لاؤں گا سارلق
نے کہا جا میں نے یہ اپنی ہمت اور بس پیشتر بھی تقدیر کی گئی یہ سنکے قران گردنکش بار دگر مرکب پر
سوار ہو کے سامنے نقابدار حور لقا کے آیا اور پکارا کہ او نقابدار تجھے شرم نہیں آتی کہ سرداران عالم کو
خنجر ابرو تیر ناز سے قتل کرتا ہے لاضرب الہی یہ سنکے نقابدار نے پھر نقاب الٹ دی قران گردن کش
کی بھی وہی حالت ہوئی جو محاول دیوانہ کی ہوئی تھی نقابدار نے اسکو بھی کوہ پر جانے اور اسیر ہو کر
بیٹھنے کا حکم دیدیا یہ بھی فرمانبرداروں کی طرح جانب کوہ روانہ ہو گیا سنجگان نے کہا کہ ارے قران گردنکش
ارے تو تو کہتا تھا کہ میں حسن پرست نہیں ہوں پھر کیوں نقابدار کا کہنا مانا ہی قران گردن کش نے
کوئی جواب نہ دیا اور سیدھا کوہ پر پہنچا اور ہتھکڑیاں بیڑیاں مانگ کے پہن لیں اسی طرح سترہ سرداروں
کو نقابدار حور لقا نے اطلس پوش نے بھی اسیر کیا اور شام طبل بازگشت بجوا کر میدان سے
پھر گیا صاحبقران نے کہا کہ یقین ہے کہ یہ بلا ہمارے لشکر پر آئیگی بسکندر دیدہ جشن میں حیران تھا
کہ ان نقابداروں کو کسنے تیار کیا ہے ایسے نقابدار یا ساحر شمشیر نے تیار کیے تھے یا اس زمانے
میں دکھائی دیے جسنے ان نقابداروں کو تیار کیا ہے وہ بھی ساحر شمشیر سے کم نہیں ہے القصہ
وہاں پھر طبل جنگ بجا جب صبح کو دونوں فریق وعدہ گاہ مصاف میں آ کر صف آرا ہوئے تو آج پھر
نقابدار اطلس پوش میدان میں آیا مگر آج اسنے لشکر اسلام کے سرداروں کو ٹوکنا شروع
کیا جو نکلا اور صورت نقابدار کی دیکھی وہ دیوانہ محبت ہو کر جانب کوہ چلا گیا سترہ سردار
امیر کے بھی گرفتار ہوئے روز بروز پریشانی بادشاہ اسلام اور امیر عالی مقام کی زائد ہوتی چلی جاتی ہے

خضران اور طیفور روز کوہ کی طرف جاتے ہین کہ حقیقت حال دریافت کرین مگر کچھ پتا نہین چلتا ہی مجبور ہو ناچار
واپس آتے ہین ادھر ساریق بھی متردد ہی دل مین کہتا ہی کہ بغیر ساحرون کی شرکت کے یہ مرحلہ سر ہوتے نہین
معلوم ہوتا ہی الحاصل پانچوان دن ہوا اور آج نقابدار سبز پوش سلی زن میدان مین آیا اور نہیب دی
کہ کون میرے مقابلہ کے واسطے آئے گا لشکر ساریق سے نہنگ دریا دل نکلا اور سامنے سبز پوش
کے آکر دست بقبضہ ہوا ادھر نقابدار نے نقاب چہرہ سے الٹی اور دوڑ کر طمانچہ مارا کہ نہنگ
دریا دل بیہوش ہو کر گرا عیار بھی اسکو اٹھانے گئی شام تک اسنے بھی قریب اٹھائیس سردارون کے
سرداران کفار سے گرفتار کیے اور دوسرے دن لشکر اسلام کی طرف رخ کیا اور سترہ سردار سرداران اسلام
سے اسیر کر کے لے گیا ساتوین روز نقابدار زرین پوش برق افگن میدان مین آیا اور لشکر ساریق
کو ٹوکا اور آواز دی کہ آج جو زندگی سے سیر ہو وہ نکلے اسلیے کہ میرے تینون بھائی جو لڑ چکے وہ رحم دل
تھے کہ صرف اسیر کر لے گئے میدان جنگ مین مین مروت کو دخل نہین دیتا ہون میرے حملہ مین دنیا سے منھ
پھر جاتا ہی زندہ کو کون قید رکھ کر نگرانی کیا کرے مین ہمیشہ کے واسطے قضا کے حوالہ کر دیتا ہون تاکہ جھگڑا کا ہو
بس یہ سنکر جانباز تیغ زن مرکب کو چمکا کر سامنے زرین پوش کے آیا اور تلوار ماری نقابدار نے
وار جانباز تیغ زن کا اپنے سپر روک کر جو نقاب چہرہ سے الٹی اور مسکرایا تو اک برق چمک کر سر جانباز تیغ زن
کے پڑی کہ دو ٹکڑے ہو گئے جانباز از حق جانبازی سے ادا ہو گیا لیکن کفار تھرا اٹھے کہ یہ کونسی آفت ہی کہ
حربہ ان نقابدارون پر اثر نہین کرتا ہی اور ہر ایک کی صورت مین نئی قسم کی تاثیر ہی خصوصا یہ تو بلا ایک شخص
بلا سے مبرم ہی چند اجل رسیدہ اور لشکر ساریق سے نکلے اور واصل جہنم ہوے اب یہ حالت ہو گئی کہ ہر شخص
میدان مین جانے سے جی چرانے لگا اور ہر آدمی لشکر کا لرزان تھا ساریق کا پرانبد ہو گیا اور کوئی برا سے
مقابلہ نہ نکلا اس وقت اس نقابدار نے لشکر اسلام کا رخ کیا اور کہا کہ تم مین جسکا پیمانہ عمر لبریز ہو وہ میرے مقابلہ
کو آئے بس اس کلمہ کو سنتے ہی ضیغم بن اسد پنجہ گیر سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آئے اور عرض کی
کہ یہ غلام زندگی سے سیر ہی چاہتا ہی کہ حق نمک سے ادا ہو جائے فرمایا کہ اے ضیغم یہ تو اپنے پاؤن سے
وہان کو مین جاتا ہی تمنے کیا سمجھ کر اسکے مقابلہ کا ارادہ کیا ضیغم پنجہ گیر نے عرض کی کہ بچپنا گیا جوانی آئی جوانی
گئی بڑھاپا آیا بڑھاپے کے بعد سوا موت کے کس چیز کی امید باقی رہ گئی اب ایسے وقت مین بھی اگر مین نے ایسی
سعادت کو حاصل نہ کیا تو بستر خواب پر مرنے کے سوا کیا امید ہی خوشا نصیب اس شخص کے جو جام شہادت
سے سیراب ہو بادشاہ اسلام نے مجبوری ضیغم پنجہ گیر کو رخصت کیا یہ مرد مومن دشمن سامنے نقابدار کے
آیا اور کہا کہ اے بلا سے مبرم سے تجکو بھی نکل لے مین اسی لیے آیا ہون کہ حق نمک سے ادا ہو جاؤن اتنا
جانتا ہون کہ اجل تیری بھی سر پر کھیل رہی ہی یہ اہل اسلام مین انکے ہاتھ سے بچنا تیرا آسان نہین ہی نقابدار
نے کہا کہ اگر نقاب اٹھا کے جا پڑون تو سارا لشکر تہ و بالا ہو جائے مگر ابھی حکم نقابدار الماس پوش
کا نہین ہی لاحریہ اپنا کہ دل کی حسرت دل مین رہجائے میری صورت آئینہ ہی موت کا پھر دم بھر کی فرصت
نہ ملیگی یہ سنکے ضیغم پنجہ گیر نے فرمایا کہ اہل اسلام کی جانب سے کبھی سبقت نہین ہوئی تو حربہ کر
جب خدا تیرے حربہ سے بچا لے گا تو دیکھا جائے گا یہ سنکے نقابدار نے نقاب چہرہ سے دور کی
اور مسکرایا لبون کی جنبش برق کی چمک تھی کہ ضیغم پنجہ گیر کو جلا کے خاک کر دیا بس یہ دیکھنا تھا
کہ بادشاہ اسلام کی نگاہون مین دنیا تیرہ و تار ہو گئی اور خضرا چنچران دوران کو نہایت غیظ آیا قریب
تھا کہ مرکب کو جولان کرے کہ آہرمن نگونیا ابرالماس پوش نے اپنے نقابدار کو بلا لیا اور آواز دی

کہ ای اہل اسلام وای اہل باختر اب بھی تمھارے حق مین یہی بہتر ہی کہ اگر اطاعت میری اختیار کرو ورنہ کل
اسی نقابدار سے دونون لشکرون کو جلوا دونگا یہ کہکر میدان سے پھر گیا سارق نے اپنے چلتے ہوے
سردار کی لاشین اٹھوالین اور امیر باتوقیر ضیغم بہجکیر کی لاش اٹھواکر کمال محزون میدان سے پھر کر داخل
بارگاہ سلیمانی ہوے اور لاش کے دفن ہونے کا حکم دیا اور خضران کی طرف دیکھکر ارشاد کیا کہ تمنے
اس وقت تک ان نقابدارون کا کوئی تدارک نہ کیا اب لوگون کو پاس کچھ نہین ہی جو امیر اول کے
زمانے مین تھا تمھارے دادا نے ساحر ششمش کے چارون نقابدارون کو کس حسن سے مارا اور تمسے
ایک نقابدار کا بھی تدارک نہو سکا اگر تم جان چراتے ہو تو زنبیل وغیرہ کسی اور عیار کے سپرد کرو خضران کو
اس کلام کا صاحبقران کے ملال ہوا اور بہ زار رونے لگا کہ افسوس ہماری قدر کرنے والا خدا نہ کعبہ مین
ہی یہ لوگ کل کے بچے ہماری کیا قدر کرینگے صاحبقران کو تو کوئی جواب نہ دیا بارگاہ سے نکل کر اپنے
خیمہ مین آیا اور وہان سے اپنا بوریہ بدھنا سنبھال کر جنگل کی راہ لی یہ خبر صاحبقران کو ہوئی کہ خضران
چلے گئے امیر نے عیارون سے حکم دیا کہ جاکر گرفتار کرلاؤ جو خضران کو لائیگا اُسے اسقدر انعام
دونگا کہ مالا مال کردونگا یہ ایسے وقت مین ساتھ چھوڑتا ہی عیار تعاقب مین گئے لیکن کہین پتا نہ پایا
آخر واپس آئے اور عرض کی کہ خضران کا کہین پتا نہین ہی امیر خاموش ہو رہے اور فرمایا کہ خیر
دیکھا جائیگا وہان نقابدار نے پھر نقارہ بجوا دیا تھا جب صبح ہوئی اور میدان مین آکر دونون لشکر صف
آرا ہوگئے تو آج پھر نقابدار اول یعنے سرکوب خرس پوش میدان مین اور لشکر سارق کے کئی سردار
اسیر کیے اُس وقت سارق نے چپکے سے مجھو جادو کو بلایا اور کہا کہ ان نقابدارون کا کوئی تدارک
کر مجھو جادو نے کہا کہ ای خداوند باختر یہ بلا سے بدین انکا تدارک غیر ممکن ہی شاید ملکہ بخشخال جادو آئین
تو کچھ تدارک کرین دوسرے ساحر کی مجال نہین ہی کہ اس نیرنگ کو مٹا سکے یہ اُس شخص کا سحر ہی
جو اس وقت خداوند ساحران کا فرزند اور ششمش ثانی ہی لیکن ستارہ ان نقابدارون پر سخت
آیا ہوا ہی اہل اسلام کی طرف سے انکو زک پہونچیگی بس آج کی آفت آپ کے لشکر پر آخری ہی ہی
کل ان نقابدارون پر کوئی ایسی بلا نازل ہوگی کہ یہ خود یہان سے پلٹ جائینگے سارق خاموش ہو رہا
لیکن اب نقابدار ہر چند ڈونکتا ہی مگر کوئی مقابلے کے واسطے نہین نکلتا ہی اُس وقت سارق
نے مجھو جادو سے پھر کہا کہ آج کا دن تو کسی طرح ٹال ایسا نہو کہ کوئی ایسا سردار جاکر اسیر بلا ہو جاے کہ
جن لوگون پر بھروسا ہی تو پھر مسلمانون کو کون جواب دیگا مجھو جادو نے کہا اسکا مین بندوبست کیے دیتا ہون
یہ کہکر اپنے چیلا سے سحر واسطے مقابلہ کے بھیجنا شروع کیے دن بھر مین سترہ اٹھارہ چیلے نقابدار
گرفتار کر لیگیا لیکن جب اپنے مقام سر زیر سایہ ابر داودی رنگ پہونچا تو چیلے اپنے صورت اصلی پر
آگئے اس وقت نقابدار الماس پوش کو ثابت ہوا کہ یہ کرشمہ سحر تھا اور دکھاوے کی لڑائی تھی بس
اسے غصہ آیا اور قصد کیا کہ اسی وقت یہ اثر اٹھاکر دہطول وغیرہ کو خاک سیاہ کردون لیکن وزیرزادیون نے
سمجھایا کہ ایسا نچاہیے کرورہا جانین تلف ہو جائینگی ہر خداوند نے بندون کی رعایت کی ہی اگر آپ ایسا
کرینگی تو یہ فعل شاید خداوند شعشاع بن ششمش کے خلاف گزرے یہ سنکے نقابدار الماس پوش
خاموش ہو رہا اور کہا کہ اچھا کل تو خدا پرستون سے سامنا ہی جب ان لوگون کی نوبت آئیگی اُس وقت
دیکھا جائیگا یہ کہکر اُسنے اُسی جوش غیظ و غضب مین پھر طبل جنگ کا حکم دیا ادھر بھی کوس حربی بجا آج
لشکر اسلام مین تہلکہ تھا کہ دیکھیے کل کیا ہوتا ہی پھر اُسی نقابدار منحوس سے سامنا ہی جسپر نہ حربہ کارگر ہی

لوٹا لیاں بجانے لگے اور لشکر اسلام سے تکبیر کی صدا بلند ہوئی لیکن نقابدار الماس پوش کو نہایت غصہ آیا ہر چند کہ باری نقابدار
حور لقا اور بلنگینہ پوش کی تھی مگر اسنے غصے میں نقابدار زرین پوش برق افگن کو اشارہ کیا کہ جا کر خاتمہ ہی کر دے نقابدار
زرین پوش مرکب کو اڑا کر سامنے نقابدار الفی پوش کے آیا اور تیغ وار دی کہ او الفی پوش غضب کیا تو نے کہ میرے بھائی کو گرفتار
کر لیا کب چھوڑتا ہوں تجھکو الفی پوش نے کہا کہ جو حال خرس پوش کا ہوا ہے اس سے بدتر
تیرا حال ہوگا لا حربہ اپنا بس یہ سنتے ہی نقابدار برق افگن زرین پوش نے حجاب رخ کو دور
کیا اور مسکرایا دانت اسکے چمکے ادھر الفی پوش نے سپر پشت سے لی اور سامنے کر دی یہ سپر
بلور کی تھی مثل آئینہ کے عکس اسمیں نظر آتا تھا بس جیسے ہی نقابدار نے اپنی صورت آئینہ سپر میں
دیکھی مدت عمر سپری ہوئی جو برق اسکی دندان برق تاب میں پوشیدہ تھی اور خرمن جان کی مشتاق
رہتی تھی چمک کر بلند ہوئی اور نقابدار ہی کے سر پر گری کہ نقابدار کے دو ٹکڑے ہوگئے بس مرتے ہی
نقابدار کے الماس پوش گھبرا گیا کہ یہ الفی پوش تو بلا سے بدتر ہے ادھر اہل اسلام نے
احسنت و مرحبا کی صدا بلند کی الماس پوش نے دیکھا کہ دو نقابدار مقابلے کو گئے ایک مارا گیا
ایک جو مارا نہیں گیا وہ مرنے سے بدتر ہے کہ اسیر ہو گیا دشمن کے قابو میں ہے وہ چاہے مار ڈالے
چاہے زندہ رہنے دے اب اسنے کسی نقابدار کو مقابلے کے لیے نہیں بھیجا اس وقت الفی پوش
نے بھی نقاب چہرہ سے الٹی اور آواز دی کہ ایہا الناس ہر کہ داند داند ہر کہ نداند بشناسد کہ منم
شاہ عیاران جہان رفیق خاص صاحبقران کشندۂ کافران یعنی خواجہ خضران سخنگان نے تو
درود پڑھا اور کہا کہ ایسے لوگوں کی ملک الموت آپ ہی ہیں ساریق نے بھی دل میں کہا کہ واقع
میں جیسا سخنگان اسے کہتا ہے یہ تو کچھ اس سے بھی بڑھا ہوا ہے ادھر صاحبقران حق پژوہ نصفت
عادل کیوان شکوہ نے خضران کی بہت تعریف فرمائی اور اسکے سرداروں کو استقبال کے لیے
بھیجا خضران نے نفیر عیاری بجائی جو عیار جنگلی بنکر نقابدار خرس پوش کو پکڑ لے گئے تھے
اور جھاڑیوں میں چھپے بیٹھے تھے وہ نقابدار کو اسی طرح لیے ہوئے حاضر ہوئے خضران بھی
خدمت صاحبقران میں آیا نقابدار الماس پوش تو طبل بازگشت بجوا کے میدان سے پھر گیا ادھر
لشکر ساریق میں لقا اپنی فرودگاہ پر آیا ادھر میدان سے پھر کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے خضران کو
خلعت عنایت فرمایا اور کہا کہ اے خضران مجھے تمہارے غائب ہونے پر شک ہوا تھا کہ تم خانہ کعبہ
چلے گئے مگر نہیں معلوم ہوا کہ تم عمرو کے جانشین جو ہو تو ویسی ہی ترکیبیں بھی ہیں تمنے یہ سپر کہاں
پیدا کی جسنے یہ تاثیر دکھائی کہ نقابدار کا حربہ پلٹ کر اسی پر گرا اس وقت خضران نے عرض کی کہ یا
صاحبقران یہ حضور کا اقبال تھا کہ تدبیر قتل و گرفتاری نقابداران میرے ذہن میں آئی میں نے
وہ واقعہ سنا تھا کہ زمانہ لقا میں فرعونیہ سے چار نقابدار آئے تھے ایک کی صورت دیکھکر ہنسی
آتی تھی ایک کو دیکھکر رونا آتا تھا ایک کو نڑار کے بیہوش کر دیتا تھا اور ایک لڑکے گرفتار کر لیتا
تھا واواصاحب نے آئینہ پوش بنکر مقابلہ کیا جسنے اپنی صورت دیکھی وہ خود مبتلا ہے بلا ہوا
میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ وہ چاروں نقابدار ساحر شمشیر کے بنائے ہوئے تھے اور یہ
اسکے نبیرے کے بنائے ہوئے ہیں ضرور اسنے اس بات کا خیال کیا ہوگا کہ کوئی شخص آئینہ دکھاکر انکو بھی
نہ مار ڈالے اول تو یہ نقابدار خود آئینہ کی طرف نہ دیکھتے دوسرے یہ کہ ممکن تھا کہ ہم نے
آئینہ کا بھی کوئی تحفظ کیا ہو تو انہیں نے سپر سے کا گرد تیار کیا تھا اندر اسکے بیہوشی بھری ہوئی تھی

جسوقت نقابدار نے نقاب الٹی تو قبل اسکے کہ نگاہ میری اسکے چہرہ پر پڑے گرز مار دیا جس سے وہ بیہوش بھی
ہوا اور چہرہ اسقدر گرد آلودہ ہوگیا کہ نظر پڑنے پر نہ چہرہ صاف معلوم ہوا نہ مجھپر کوئی تاثیر ہوئی اور دوسرے
نقابدار کو سپر کی صورت کا آئینہ بنا کر دکھایا اگر آئینہ پر سپر کا دھوکا نہوتا تو وہ کبھی نہ دیکھتا صاحبقران
نے اسکی دانائی پر آفرین کی لیکن نقابدار الماس پوش جو واپس ہوکے اپنے لشکر میں آیا تو آتے ہی
حضور جنگ نواز اور سرور جنگ نواز سے کہا کہ کونسی تدبیر کرون جو نقابدار سبز کو جسمین سرخ پوش
رہا ہو زرین پوش تو مارا جائیگا ان دونون نے کہا کہ صاحبقران کی مروت مشہور ہے آپ انکے سرداروں کو
چھوڑ دیجئے یقین ہے کہ وہ آپکے نقابدار کو رہا کر دینگے مہتاب جلال سپہ نے کہا کہ اگر صاحبقران
نے اسے رہا نکیا ان دونون نے کہا کہ غیر ممکن ہے بلکہ کوئی لے لیجئے آئی ہی بس اسیوقت اسنے
سرداران صاحبقران کو طلب کیا اور مرکب دیکر ساتھ عزت کے رخصت کر دیا اور ساریق کے سرداروں کو
بھی چھوڑ دیا مگر اس طرح کہ عریان بند ہوا کر چہرہ کالے کر کے نہایت ذلت سے یہ لوگ چھوٹتے ہی
بھاگے اور لشکر ساریق میں آئے یہ خبر ساریق کو ہوئی کہ سردار چھوٹ کے آگئے بس اسنے کہا
کہ ای بندگان من دیدی قدرت مرا چہ قدرت کردم سب نے تعریف کی کہ تو ایسا ہی خدا ہے یہ بات تو ہی
نقابدار کے دل میں ڈالدی کہ اسنے سبکو رہا کر دیا لیکن سرداران اسلام جو ساتھ عزت کے لشکر
اسلام میں آئے تو اخلاق نقابدار کی صاحبقران سے بہت تعریف کی صاحبقران نے خضران سے
فرمایا کہ اب تو اسکے نقابدار کو بھی خلعت دیکر رہا کر دو بلکہ تم خود جاؤ اور اسکو پہونچا آؤ خضران نے
عرض کی کہ میں ابھی جاتا ہوں یہ کہکے اپنی جگہ سے اٹھے اور نقابدار کے چہرے پر کچھ روغن عیاری ملکے صورت
اسکی بدل دی کہ کوئی اور پہچان نہ سکے پھر ہوشیار کیا اور کہا کہ حکم صاحبقران ہے کہ تمکو آزاد کیا اٹھو اپنے مالک کے پاس چل
اپنے جو نہیں کو پایا گاہ صاحبقران میں پایا اسپر سوار کرایا اور بیش بہا خلعت عنایت کیا نقابدار رخصت ہوا خواجہ بھی نقابدار کے ساتھ ہو
ہوئے یہ خبر نقابدار الماس پوش کو پہونچی کہ صاحبقران نے بھی میرے نقابدار کو رہا کر دیا اور
رفیق خاص انکا نقابدار کے ساتھ آتا ہے یہ سنکر نقابدار الماس پوش نہایت خوش ہوا اور دونون نقابداران
کو واسطے استقبال کے بھیجا جسوقت خواجہ خضران سامنے نقابدار الماس پوش کے پہونچے
سلام کیا نقابدار نے غور سے دیکھا کہ یہ وہی شخص ہے جسنے ایک نقابدار کو مارا ایک کو اسیر کر لیا تھا اسے
پکڑ کے لایا ہے نقابدار الماس پوش نے خضران کو بیٹھنے کا حکم دیا اور صاحبقران عالیشان
کا شکریہ ادا فرمایا خضران نے کہا کہ اب کبتک طبل جنگ بجیگا نقابدار نے کہا کہ اب میرا قصد اپنے
وطن جانے کا ہے اس جنگ سے مجھے کوئی تعلق نہیں ہے جو لوگ لڑتے ہیں وہ لڑیں مجھے اپنے نقابدار کے
مرنے کا رنج ہے لیکن اسلیے لیے نقابدار بہت سے ہوسکتے ہیں اسوقت حضور جنگ نواز اور سرور
جنگ نواز نے نقاب اٹھا دی ہیں خضران کی نظر جو ان دونون پر پڑی حضور جنگ نواز کو بہت
پسند کیا اور نقابدار الماس پوش سے کہا کہ یہ دونون کنیزین آپکی ایسا گاتی ہیں انہوں نے فرمایا کہ یہ میری
وزیر زادیان ہیں کنیزین نہیں ہیں اور ایسا گاتی ہیں کہ انکا مثل کا ہے کو ہے چونکہ تم مہمان ہو میں تمہیں سنواؤنگی
خضران نے باتوں میں تاڑ لیا کہ یہ الماس پوش بھی عورت ہے کہ جیسا اسکا معلوم ہونا چاہیے اس
چال ڈھال پر نظر کی تو اور بھی شک گذرا کہا اے نقابدار عالی مقدار صاحبقران کو بھی گانا سننے کا نہایت
شوق ہے اگر نامناسب نہو تو انکو میرے ساتھ بھیجئے وہاں امیر سنینگے اور خلاف مزاج ہو تو آپ بھی تشریف
لیچلئے نقابدار نے فرمایا کہ ای خضران میں نے صاحبقران کو بلایا اور وہ نہ تشریف لائے پھر کیونکر

ہوسکتا ہے کہ میں بے بلائے چلا جاؤں خضران نے کہا وہ بلانا آپکا اور طرح کا تھا صاحبقران خلق مجسم ہیں
اگر آنکو دعوتی تسمیہ پیرایہ میں ایک لطف کے ساتھ بلایا جائے تو ضرور تشریف لائینگے نقابدار نے کہا
میں ابھی شوق نامہ لکھتا ہوں یہ کہکے قلم دوات طلب کی اور ایک نامہ تحریر کیا مضمون اسکا یہ تھا کہ یا صاحبقران
ہمارے آپکے جنگ کا سلسلہ تو منقطع ہوا اب ہم رخصت ہوا چاہتے ہیں لہذا ہمارا جی چاہتا ہے کہ اس
کوہ پر ایک جلسہ مختصر ہو جسمیں ہم ہوں اور آپ رات بھر گانا بجانا رہے صبح کو ہم اپنے ملک کو چلے جائیں آپ
اپنے لشکر میں تشریف لے جائیے نہیں معلوم آیندہ کب اور کس مقام پر ملاقات ہو یہ نامہ طرارہ تیزرفتار
کو دیا خضران اسی جگہ بیٹھے رہے طرارہ طرار سے بھلسرتی ہوئی دم بھر میں لشکر اسلام میں پہونچگئی
جسوقت دروازہ بارگاہ پر پہونچی چوبدار نے اطلاع کی کہ طرارہ تیزرفتار عیاریچی نامہ لیکر آئی ہے اور امیدوار
باریابی ہے صاحبقران نے فرمایا بلالو طرارہ سامنے آئی مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اور سامنے صاحبقران
کے نامہ پیش کیا امیر بانوقیر نے نامہ کو پڑھکر بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ خضران بھی وہیں و نقابدار
نے محبت آمیز عبارت تحریر کرکے مجھے بلایا ہے لہذا میں جاتا ہوں رفقا نے ساتھ چلنے کا قصد کیا امیر نے منع
فرمایا صرف طیفور پیادہ کو گرد کسوا اپنے ہمراہ لیکر جانب کوہ روانہ ہوئے طرارہ نے پہلے پہونچکر نقابدار
کو اطلاع کی کہ صاحبقران تشریف لاتے ہیں فوراً نقابدار الماس پوش برائے استقبال روانہ
ہوا اور زیر کوہ تک آکے صاحبقران کو لیگیا جائے نفیس پر بٹھایا سامان دعوت مہیا کیا خواجہ خضران
بھی موجود تھے امیر نے دعوت نقابدار کی قبول کی مگر صرف میوہ نوش فرمالیا نقابدار نے اور غذاؤں
کی بابت اصرار کیا پہلے صاحبقران بلطائف الحیل ٹالا کئے جب نقابدار نے بہت کہا تو امیر نے فرمایا کہ
بالفعل ہمارے تمہارے اختلاف مذہب ہے اور ہمارے یہاں جو خدا سے برحق کو نہ مانے اسکے ہاتھ
کی چیز کھانا پینا منع ہے پھر نقابدار نے اصرار نہیں کیا بلکہ یہ کہا کہ اگر میرے یہاں کے کھانے سے انکار ہے
تو اپنے عیار کو بھیجکے اپنے یہاں سے منگوا لیجئے مجھے ملال نہوگا اسلیے کہ مجھے تکلف میں تکلیف دینا
منظور نہیں ہے نقابدار یہ باتیں کرتا جاتا تھا اور غور سے چہرہ صاحبقران دیکھتا جاتا تھا دل میں کہتا تھا
کہ ایسے حسین مرد بھی ہوتے ہیں چونکہ صاحبقران ابھی نوجوان بھی ہیں اور حسن و جمال میں عدیم المثال ہیں
نقابدار الماس پوش لیتے تک مہتاب ہلال ابرو کا سن بھی تیرہ چودہ برس کا ہے امنگ کا زمانہ ولولوں
کے دن ہیں اس سن میں قدرتی لگاؤ عورت کی طبیعت کو مرد کی جانب مرد کی طبیعت کو عورت کی طرف
ہوتا ہے صاحبقران تو ابھی تک ناواقف ہیں کہ یہ عورت ہے یا مرد اور صورت اسکی کیسی ہے مگر یہ تو بے حجابہ
اسکے جمال بے مثال کو دیکھ رہی ہے اور دل میں وجد کر رہی ہے لیکن اسکا یقین ہے کہ امیر کو پکڑ لیجانے
مگر یہ بھی کہ ہم چشموں میں رسوائی ہوگی مشتعل ہونگے یہ ملکوں میں مشہور ہوگا کہ تو نے دشمن کو مارا ستایش پایا
ادھر ماں باپ کی رسوائی کا خوف یہ عجیب طرح کی الجھن میں ہے صاحبقران اسکی زیادتی التفات دیکھکر
خود متعجب ہوئے جاتے ہیں کہ اسقدر التفات نقابدار کا کیوں ہے اب بزم نشاط آراستہ ہوئی نقابدار نے صاحبقران
سے عرض کی کہ یہ دونوں وزیرزادیاں میری ایسی چنگ نوازی کرتی ہیں کہ لاثانی و نظیر نہیں ہے میں نے
انھیں کے سنوانے کے لیے آپکو تکلیف دی ہے صاحبقران نے فرمایا کہ میں بھی مشتاق ہوں اسوقت
ان دونوں نے پہلے تو چنگ نوازی کی بعد اسکے ایک نے گانا شروع کیا دوسری نے چنگ بجانا
شروع کیا جب ایک گا چکی تو دوسری گانے لگی اور پہلی چنگ بجانے لگی یہ دونوں ایسی ایسی گائیں کہ محو کر دیا
صاحبقران نے بہت تعریف کی اور خضران نے بھی گردن ہلائی حضور چنگ نواز کے گانے پر

صاحبقران کی تو دیکھا کہ اک شعلہ تھا کہ پردہ فانوس میں پنہان تھا وہ کھنچی کھنچی ابرو و پتلیاں جن سے کھنچی ہوئیں آنکھیں وہ قیامت کی رسیلی کہ جس سے نظر بچا سے دل کیسا روح کھنچنے لگے چہرے پر متانت و سنجیدگی کے ساتھ بھولا پن لبوں کی لالی رشک یاقوت دانتوں کی چمک رشک دانہاے مروارید پتلیوں کی گردش قیامت صاحبقران کے منھ سے بے ساختہ آہ نکل گئی ملکہ جلدی سے نقاب درست کرنے لگی امیر نے فرمایا کہ او ظالم اب اس سے کیا فائدہ یہی صورت ہے جسے ہم دیکھ چکے اب جی بھر کے دیکھ لینے دے

جمال تو نے دکھا کر بگاڑ دی عادت + یہ آنکھیں بس اب نہیں انتظار کے قابل +

ملکہ نے یہ خیال کیا کہ آخر تو راز فاش ہی ہو چکا اب بیکار ہے لہٰذا اس نے نقاب اٹھا دی اور کہا کہ یا امیر خیر آپ تو آگاہ ہو گئے مگر راز پھر کسی سے بیان نہ فرمایئے گا اور اپنے عیاروں سے بھی منع کر دیجئے امیر نے فرمایا کہ اس سے اطمینان رکھو مگر افسوس اس بات کا ہے + وقت ست در چشم زدن صحبت یار آخر شد + روے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد + اب تھوڑی سی رات اور باقی رہ گئی ہے اسکے بعد تم کہاں اور ہم کہاں خضران بول اٹھا کہ آپ نے ملکہ کا کہنا نا ہی تو کیا ملکہ آپکی دوست رو کرینگی صاحبقران نے فرمایا مجھے انکے اخلاق سے یہ امید تو نہیں ہے لیکن ملکہ نے کہا کہ یا امیر مجھے سوا افشاے راز کے دوسرا خوف نہیں ہے اور افشاے راز میں میرے لیے بہت سی خرابیاں ہیں اول تو رسوائی و بدنامی اسلیے کہ میں عورت ہوں آپ مرد ہیں علاوہ اسکے باپ کو میرے شمشاد کے جادو نے اپنا تابع اور مسخر کیا ہے مجھے سالاری ان لشکروں کی دے کر روانہ کیا میں شمشیر پرستی پر مامور کیا ہے وہ اگر سن پاوے گا کہ راز مجھ ہے لہذا شمشاد سے خلاملا کی ہے یقین ہے کہ قید کر لے گا پھر تا زندگی نہ آپ مجھے دیکھ سکینگے نہ میں آپکو دیکھ سکوں گی شمشاد طلسم زلزلہ میں رہتا ہے وہاں کسی کا پہنچنا بھی ممکن نہیں ہے امیر نے فرمایا کہ میں تمہارا بدخواہ نہیں ہوں لیکن اے ملکہ اپنے نام و نشان سے مجھے بھی آگاہ کر دو کہ تمہارا ہے گھر اسکے تو بعد فتح ساز لیجئے شاید ہم اسی طرف نکل آئیں ملکہ نے کہا شاید نہیں یہ تمہارے کہ پھر دور آؤ گا تو میں نام اور پتہ اپنا بتاؤں صاحبقران نے وعدہ کیا ملکہ نے کہا کہ مجھکو مہتاب ہلال ابرو کہتے ہیں باپ کا میرے کوکب شاہ نام ہے شہر انجم حصار کا فرمانروا ہے امیر نے یہ لکھ لیا ملکہ نے کہا کہ اگر آپ ادھر آئیے گا تو ایسی بلا آپ پر پہونچے گی کہ بہت پریشان ہو جیے گا ملکہ کے چشم و ابرو سے محبت ٹپک رہی تھی بات کرتی تھی او چھپی جاتی تھی صاحبقران کا دل اسکی اداؤں پر لپسا جاتا تھا فرمایا کہ مجھے خود بغیر وہاں آے کب قرار آئے گا اور چنگ نواز نے کہا اے ملکہ اگر استدر خاطر آپکو صاحبقران کی منظور ہے تو گستاخی معاف اپنا گانا بھی سنا دیجئے ملکہ نے تیوریوں پر بل ڈالے امیر نے فرمایا کہ اے ملکہ جب بے تکلفی ہوئی تو اچھی طرح ہونا چاہئے یہ جوہر تمہارے معلوم ہی نہ تھے اب تو میں بغیر تمہارا گانا سنے جانے نہ دونگا مہتاب ہلال ابرو دستور چنگ نواز پر بہت خفا ہوئی اور کہا کہ میں خضران سے بہتر نہیں گا سکتی خضران نے کہا یہ آپ کیا فرماتی ہیں مجھے آتا ہی کیا ہے علاوہ اسکے آپکی آواز کو میری آواز کہاں پہنچ سکتی ہے نہ آپکا سا گانا نہ کیفیت اچھا گانا امیر نے بیحد اصرار کیا اس وقت ملکہ نے مجبور ہو کر ساز ملواے اور گانا شروع کیا غزل +

پاس رسوائی کہا تھا کہ دل ہجر میں پنہا جل گیا
دل اسکا شعلہ گون ہونے سے کو مجمر کیا جل گیا
قطرہ اک رشک غم کا آتش سیال تھا
جسکی شادابی پسند آئی وہ صحرا جل گیا

راز غم جسمیں چھپاتے تھے وہ پردہ جل گیا
کہتے تھے ظالم دل ہو زلفیں چھپالو کیونکہ جھٹ
[illegible] دورا یا آشنا چہرا جل گیا
ساقیا انصاف جانی ہی [illegible]

دل ہاے گر کا آفت جو گی میں [illegible]
اب یار اکسی کی ہوئی ہاتھ کسکا جل گیا
[illegible] قدمی دیکھے
[illegible] قطرے [illegible] اپنا جل گیا

الامان اے سوز پنہان ہوگیا پانی بھی آگ
پھر شکایت ختم ہے کرنا کیا ہر دامن جل گیا
برق کی ہر طرف میرے نشیمن کی تلاش
جتنا سوز غم سے جل سکتا تھا اتنا جل گیا
جان ڈالینگے نہ پروانے ہیں آنسو شمع کے
نام تھا تحریر جسپر کاغذ اتنا جل گیا

پھوٹ کر بہنے کا وقت آیا تو چھالا جل گیا
پہلے لگتی تھی لگی آگ حسرت خانہ دل کی بجھے
چار تنکوں کی بنا پر باغ سارا جل گیا
ہائے بند ملت پروانہ ہوا کر برہمن
ہوگا ان چھینٹوں سے کیا جلنے والا جل گیا
برق حسرت آزر و نخل تمنا پر گری

نے اثر کہتے تو ہو گرمی شوق و یہ کہے
اب ہوا اسکی جستجو کیا سنگ کیا جل گیا
ہو نہ خاکستر نہ اصلی حال پر باقی ہے دل
قابل داد اسکی ہمت ہے جو زندہ جل گیا
ٹھہرا انہی شوق فنا سے کی ہے خود گرمی شوق
تھی پتنگے کی خوشی جسکی وہ زندہ جل گیا

ملکہ الیاس گالی کہ صاحبقران زار و قطار مثل ابر نو بہار کے رو دیا کیے اسنے میں روشنی شمعوں کی کم ہو کے لگی رنگ بزم دگرگوں ہوا چہرہ ماہتاب بھی صحبت انجم کے رنج سے فق ہوگیا چراغوں نے بھڑک بھڑک کے پاپڑ اری دنیا اپنا افسوس ظاہر کیا گانا موقوف ہوا صاحبقران نے ملکہ سے فرمایا کہ ع حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد + روئے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد + اے ملکہ خدا حافظ اگر زندگی ہے تو پھر ملاقات ہوگی ورنہ مرتے دم بھی زبان پر یہی جاری ہوگا ع جہان سے حسرت دیدار یار لے کے چلے + چمن سے داغ فراق بہار لیکے چلے + ملکہ کے آنکھوں میں بھی آنسو بھر آئے ہر چند ضبط سے کام لیا مگر ضبط نہو سکا بے اختیار رونے لگی اور نقاب درست کی القصہ تو رخصت ہوکے اپنے لشکر کی جانب چلے کہ نماز صبح کا وقت کم ہے آدھر ملکہ آکر کشتی میں بیٹھی اور کشتی کو اڑا کر جانب انجم حصار روانہ ہوئی رستے میں خضر ان نے کہا کہ یا صاحبقران لشکر میں پہونچتے پہونچتے وقت نماز کا جاتا رہیگا لہذا صحرا میں کسی مقام پر نماز پڑھ لیجیے فرمایا بہتر ہے صاحبقران اک مقام پر ٹھہر گئے اور خضران دوڑ کے پانی لایا صاحبقران نے وضو کیا نماز پڑھی ان دو نوں عیاروں نے بھی فریضہ سحری کو ادا کیا اور لشکر میں آئے صاحبقران رات بھر کے جاگے ہوئے تھے آرام فرمایا جسوقت بیدار ہوئے خاصہ تناول فرمایا اور پوشاک پہنکر بارگاہ سلیمانی میں آئے یہاں لوگ مشتاق تھے کہ نقابدار الماس پوش نے کسواسطے بلایا تھا کیا باتیں ہوئیں بادشاہ اسلام نے چھیڑ کے پوچھا صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ نقابدار نہایت خلیق ہے مجھسے اپنے ملک میں آنے کا وعدہ لیا ہے انشاء اللہ بعد فراغ اس جنگ کے بشرط خیر و عافیت جاؤنگا بادشاہ اسلام چپ ہو رہے لیکن وہاں ساریق کو خبر پہونچی کہ نقابدار اپنے ملک کو واپس گیا ساریق نہایت خوش ہوا شمشکان نے کہا ع رسیدہ بود بلائے و لے بخیر گذشت + یا خداوند مشکر کیجیے کہ نقابدار چلا گیا در حقیقت وہ چار دن نقابدار یا کے رکتے یہ خضران ہی کا کام تھا کہ ایک نقابدار کو جان سے مارا دوسرے کو پکڑ لیا مگر یہ صحبت صاحبقران سے بری ہوئی آئندہ نقابدار کو خدا پرستوں کا طرفدار سمجھیے ساریق نے کہا مجھے یوں قارورے میں دکھائی نظر آتے ہیں یہی ہے یہ غضب خدا پرستوں پر نازل کیا تھا جب نقابدار نے مجبور کیا تو اسے لیست کرا دیا اب طبل جنگ بجواتا ہوں تاکہ پیرست بندگان مقرب کا حوصلہ نکلے اور خدا پرستوں کو بھی معلوم ہو کہ خداوند نے اپنے مقرب بندوں کو بھی کیسا زور دیا ہے فقط ہمیں کو زور و قوت نہیں عطا کی ہے یہ کہکر سے نقارہ زرمی بجنے کا حکم دیا اسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی ہرکاروں نے بادشاہ اسلام کو خبر دی کہ لشکر کفار میں کوس حربی بجا ہے فرمایا کہ کچھ پروا نہیں کہدو کہ ہمارے یہاں بھی فی الفور ایزدغفار کے طبل رزم و پیکار اس طرف بھی نقارہ سکندری و سلیمانی نوازش ہوئے دونوں لشکروں میں تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں اسکو تو انتظار صبح اور تیاری جنگ میں چھوڑا جاتا ہے ادھر یہاں سے

چند کلمے داستان پہونچنا ملکہ مہتاب ہلال ابروکا اپنے ملک مین اور حالات جنگ بیان کرنا

راوی کہتا ہے کہ ملکہ جو صاحبقران عالیشان سے رخصت ہوکر چلی تو تیسرے روز اپنے ملک مین
پہونچ گئی ہر چند کہ مسافت بہت تھی لیکن یہ ایسی چیز پر سوار تھی کہ مہینون کی راہ کو دنون مین طے
کرلیا یہ وہ روز تھا کہ شعشاع بن ششمش طلسم زلزلہ سے نکلکر انجم حصار مین آیا تھا دعوت
اسکی نہایت دھوم سے ہورہی تھی شہر آئین بند تھا عین گرمی صحبت مین شعشاع جادو کوکب
سے پوچھ رہا تھا کہ تمنے اتنے دنون مین کس کس سے تصویر خداوند ششمش کو سجدہ کرایا اور دخت
تمھاری کہان گئی ہے کوکب نے عرض کی کہ مین تو بہدست رہا ہون وہی آپکا دین پھیلاتی پھرتی ہے
آج اس شہر مین نکل گئی کل اس شہر مین چلی گئی ابکی کہین دور گئی ہے ہنوز سلسلہ اسکا منقطع نہین
ہوا تھا کہ ملکہ تین نقابدارون کو ساتھ لیے ہوے پہونچی شعشاع کو سلام کیا اسکے بعد اپنے باپ کو سلام
کرکے بیٹھ گئی شعشاع نے پوچھا کہ تم کہان گئی تھین اور ایک نقابدار کو کہان چھوڑ آئین ملکہ نے کہا
کہ وہ خود مجھے چھوڑکے چلا گیا پوچھا کہان ملکہ نے کہا ملک شدم کو شعشاع نے کہا یہ کیسے مفصل بیان کرو ملکہ نے
ملک سبا لقیہ مین اپنا پہونچنا اور مقابلے ہونا آخر مین اسیر ہونا اخرس پوش کا اور مارا جانا زرین
پوش کا خضران کے ہاتھ سے بیان کیا شعشاع نے کہا کہ کیا خضران ابھی زندہ ہے ملکہ نے کہا کہ اسیکے
ہاتھ سے نقابدار برق افگن مارا گیا یہ سنکے شعشاع نے کہا کہ تمنے نادانی کی کہ نقابدار کو میدان
مین بھیجکر لڑوایا اس طرح تو خضران چارون نقابدارون کو گرفتار کرلیتا اگر اس ابر طوسی رنگ کے
سامنے مین مقابلہ ہوتا تو پھر یہ نقابدار نہ مرتے اسلیے کہ زیر سایہ ابر نہ عیاری چل سکتی ہے نہ سحر کارگر ہوسکتا ہے
نہ اسم اعظم اسیر سے کچھ ہوسکتا ہے خیر آیندہ ایسا نکرنا مین ایک نقابدار ویساہی اور تیار کرونگا
مگر ایسا خداپرستون پر چڑھ کے نجانا جسوقت وہ اس طرف آئینگے تو دیکھا جائیگا یہ کہا پر ایسا نام خضران کے
خائف ہوا تھا کہ اٹھ کھڑا ہوا اور جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوگیا۔ لیکن اب یہان سے

چند کلمے داستان خروج لاجورد شاہ برادرزادۂ زبرجد شاہ کے بیان کیے جاتے ہین۔ مخمس —

بے زبان مجکو بنادیتی ہے قربت تیری
غش مین آجاتا ہون مین دیکھکے صورت تیری
شکوہ کرنے نہین دیتی ہے زیارت تیری
کہنے دیتی نہین کچھ منھ سے محبت تیری
لب پہ رہجاتی ہے آآکے شکایت تیری

کر نہین سکتا ہون مین ایسا سفر خالی ہاتھ
مین نجاؤنگا نجاؤنگا کبھی خالی ہاتھ
ہم سے جا نہین سکتا ہین وہ در خالی ہاتھ
عدم آباد کو جاتے ہین بشر خالی ہاتھ
مجکو ہی یار لیجاؤنگا حسرت تیری

ایسی تقدیر کہان مجکو وہ کب تکتے ہین
وہی اچھے ہین جو نہین مرا تعب تو چھپتے ہین
وہ نہ اب پوچھتے ہین اور نہ چھپتے ہین
یار و غمخوار مرے حال کو سب پوچھتے ہین
اور پھر پوچھنے کے سبب ہین قسمت تیری

سے کہا کہ جاکر اور لوگوں کو بھی یہیں لے آؤ کباب آہو کے لگا کے کھائیں طیمور شیر پرور تو اسی مقام پر
ٹہلنے لگا اور لاہور سکندر آئینہ پرست رمان شاہ خورشید زرین کمر سہیل اختر شناس ان
لوگوں کو اطلاع کرنے روانہ ہوا یہاں شاہزادہ ادھر سے ادھر ٹہل رہا تھا کبھی اپنے صید کو دیکھتا تھا
کبھی صحرا کی طرف نظر کرتا تھا کہ اک مرتبہ دیکھا کہ اک جھاڑی سے مرد پیر فقیر وضع اک گل عجیب وضع کا لیے
ہوئے آیا کہا بابا بھلا ہو طیمور نے اسکی طرف دیکھا فقیر نے آنکھ نیچی کرلی طیمور کو وہ گل اچھا معلوم ہوا
کہا شاہ جی یہ پھول کس درخت کا ہے فقیر نے کہا بابا یہ بھی اک جنگلی درخت کا پھول ہے کیا تجھے نزاکت
اس گل کی پسند آئی فرمایا کہ ہاں بہت خوشنما یہ پھول ہے فقیر نے کہا خوشبو اسکی اور بھی اچھی ہے تو سونگھو یہ کہکر
پھول طیمور کے ہاتھ میں دیدیا طیمور نے کہا کہ اسکا درخت لادو تو میں تمھیں انعام دونگا اور درخت
اپنے باغ میں لگاؤنگا فقیر نے کہا خوشبو سونگھو پسند ہوگا تو ایک کیسا میں بہت سے درخت لادونگا طیمور
شیر پرور نے اس پھول کو سونگھا سونگھتے ہی چھینک مار کر بیہوش ہوا اچھال اک لک لک پانے نعرہ کیا اور
چادر عیاری کمر سے کھول کر جلدی سے پشتارہ طیمور کا باندھ کر شہر لاجوردیہ کی جانب روانہ ہوگیا یہاں
لاہور شیردل جو سب ساتھ لیے ہوئے آیا تو شاہزادہ کو نہ پایا پکارا کیے آواز نہ آئی لاہور نے کہا کہ اگر ہمیں
ستانے کو چھپے ہو تو بس ستا چکے خدا کو ہم سے نہ چھپا لے ہر چند ادھر ادھر دیکھا پتا نہ پایا پیر اعیار کا پہچانا
گریبان چاک کیا اور کہا کہ اے سکندر آئینہ پرست بھائی کو میرے کوئی عیار لے گیا یہ سب تو روتے
پیٹتے شکارگاہ سے پھر کر شہر زرینہ میں آئے اور سہیل اختر شناس سے بیان کیا سہیل اختر شناس
نے زائچہ کھینچ کے دیکھا اور بیان کیا کہ فرزند آپکا چند روز کے بعد نہایت شوکت و شان ساز و سامان سے
آ ملیگا لیکن ملکہ کو جو خبر ہوئی کہ شاہزادہ شکار پر سے غائب ہوگیا تو بہت پریشان ہوئی نا امید جو ہر جمال کو چپ
لگ گئی ان سب کو تو مصروف رنج و الم رکھا جاتا ہے لیکن اول حال شاہزادہ طیمور کا بیان کیا جاتا ہے کہ مہتر چالاک
لک لک پا جو شاہزادے کو بیہوش کرکے لے چلا تھا جاتے جاتے شہر لاجوردیہ میں پہنچا اور اسیر غل و
زنجیر کرکے سامنے لاجورد شاہ کے لے گیا لاجورد شاہ نے جو صورت طیمور شیر پرور کی دیکھی محو جمال
ہوگیا کہا اسے ہوشیار کرو چالاک لک لک پا نے فتیلہ زہر مہرہ بیہوشی سنگھایا کہ ہوشیار ہوگیا آنکھ جو شاہزادہ
طیمور شیر پرور کی کھلی اپنے کو اک نئے دربار میں اسیر پنجہ تقدیر دیکھا حیران حیران ادھر ادھر دیکھنے لگا
دیکھا کہ اک بادشاہ تخت پر بیٹھا ہے ونگاون کرسیوں پر بڑے بڑے سردار بیٹھے ہیں اور ایک دیکل
اک دیو دراز قامت مہیب صورت بیٹھا ہے لاجورد شاہ نے کہا اے نادان تو کیا دیکھتا ہے یہ دربار اس
شخص کا ہے جو بلا دربار زیادہ خدا و ند زبرجد شاہ ہے میں نے تیری جرأت و دلاوری کی تعریف سنی زبرجد
زبرجد شاہ نے تجھے نہایت زور و طاقت عنایت کی ہے تو میں نے بلا لیا اس غرض سے کہ تجھے فہمائش
کروں کہ دین آئینہ پرستی کو رواج نہ دے بلکہ دین زبرجد شاہ کو رواج دے یہ تصویر زبرجد شاہ
کی سامنے لگی ہوئی ہے اسے سجدہ کر اور جتنے تجھے حسن و جمال شان و شوکت عطا فرمائی ہے اسے
پہچان بس یہ سنکے شاہزادہ طیمور شیر پرور کو بہت غصہ آیا تصویر زبرجد شاہ پر تھوک دیا اور کہا
کہ او لعین زبرجد شاہ کے بولنے نے تو اطاعت کی ہمارے دین آئینہ پرستی کو اختیار کیا اور تو
ایسی باتیں کرتا ہے بس طیمور نے جو تصویر پر تھوکا تو غصہ سے لاجورد شاہ کانپنے لگا اس دیو سے
کہا کہ اسے کہا اسے دیو ہیکل کے حلقہ کہ شاہزادے نے قید توڑی اور منہ پر دیو کے گھونسا مارا کہ
سارا ہاتھ گلے میں آ گیا دیو پھر کنے لگا لاجورد شاہ اٹھ کھڑا ہوا اور پکارا کہ ارے کیا دیکھتے ہو بابیلو

اسکو یہ تو بڑا ظالم ہی سلطنت چھین لیگا بس یہ سنتے ہی تمام سردار تلواریں کھینچ کھینچ کر دوڑ پڑے شاہزادہ طیمور
شیر پرور نے ایک سردار کو ٹکڑے کی کھینچ ماری کہ مغز سر اسکا پاش پاش ہوا جلدی سے شمشیر و سپر اُسکی اپنے
قبضہ میں کرلی اور لڑنا شروع کیا جو قریب آیا ایک ہاتھ میں اُسکے دو ٹکڑے ہوئے تمام بارگاہ خون
سے لال کردی لاشوں کے پشتے کشتوں کے انبار لگا دیے ہر طرف سے صدا ہے بگیر بابندی مگر یہ شیر دریائے
ضصال کب کسیکو دھیان میں لاتا تھا برابر حملے کر رہا تھا یورش ہو رہا تھا کفار چاہتے تھے کہ کسی طرح گھیر کے
ماریں اور لوگ کمک کو چلے ہی آتے تھے لاچار دکھ رہا تھا کہ واقع میں یہ آدمی کاہے کو ہے بلائے بد
ہے اس سن میں اسکی یہ حالت ہی جوان ہو کر یہ کیا قیامت برپا کریگا تمام بارگاہ کی یہ حالت تھی کہ چھینٹیں خون کی
اڑ اڑ کر سقف بارگاہ تک پہونچی تھیں دیواریں سرخ ہو رہی تھیں زمین پر تو گھٹنوں گھٹنوں خون تھا بازو
زرہ پوشوں جو لشکر گراں تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ مچھلی جال میں پھنسی ہوئی پھڑک رہی ہی خود دل کے جاب
اُس دریا سے خون میں تیرتے پھرتے تھے اب یہ حالت تھی کہ کوئی آگے نہ بڑھتا تھا دور سے کمندیں
مار رہے تھے شاہزادہ بھی تھکا چلا تھا وہ گھڑی گذری تھی کہ برابر تلوار چلا رہا تھا کہ آخر پیچ پیچ کر تڑپ کے گرا اور
شاہزادہ طیمور شیر پرور کو اٹھا لیے چلا گیا اب سپاہ نے تعاقب کیا اور کہا کہ یہ رستہ بد ہے دیو بلا سے
کہ پیچھے گزشتہ لاشیں اٹھالیں حال شاہزادہ طیمور شیر پرور کا سنیے کہ جب ہوش آیا آنکھ اسکی کھلی تو اپنے
کو ایک کوہ پر دیکھا اور ایک دیو کو سامنے کھڑے پایا فرمایا تیرا کیا مقصد ہے تو کیوں مجھے اٹھا لایا دیو نے
عرض کی کہ واقعہ میرا یہ ہے کہ باپ میرا صغر سنی میں مر گیا تھا میرے چچا نے مجھکو پرورش کیا جب میں سن
تمیز کو پہونچا تو اپنے چچا کی دختر پر عاشق ہوا میں نے خواستگاری ظاہر کی اُسنے مجھے مار کے نکال دیا اور
میری اُس پر جان جاتی ہے محبت سوسن پری کی میرے دل سے کم نہیں ہوتی چچا میرا بہت زبردست تھا
ہم آپ اکیلے اتنے لوگوں سے لڑ رہے تھے میں اس امید پر آپ کو لے آیا کہ شاید مجھکو مقصد
دلی میرا حاصل ہو فرمایا تیرا کیا نام ہے دیو نے عرض کی کہ مجھکو دیو خرسندار کہتے ہیں اور میرے چچا کا نام
دیو سپید پرند ہے فرمایا تو مجھے اپنے چچا کے مسکن پر لیچل میں تیری معشوقہ تجھے دلا دونگا وہ خوشی سے دیگا تو خیر
اور ملال کرے گا دیکھیگا تو زبردستی چھین دونگا دیو نے اپنے کاندھے پر بٹھا لیا اور شاہزادہ کو لیے
ہوئے روانہ ہوا یہ دیو شہر گلستان ارم کا رہنے والا تھا اور لشکر سلیمان صاحبقران میں ملازم
تھا شاہزادہ طیمور شیر پرور کو لیے ہوئے مکان پر اپنے چچا کے لایا اُس وقت دیو سپید پرند دروازہ
پر اپنے مکان کے کھڑا تھا آ پہنچے جو دیکھا کہ دیو خرسندار ایک خوبصورت لڑکے کو لا رہا ہے آواز دی کہ
ارے اسکو تو کہاں سے اٹھا لایا کیا میرے واسطے لقمہ چرب لایا ہے دیو خرسندار نے کہا کہ یہ لقمہ چرب
نہیں سمجھتا ہے دیو سپید پرند نے سنکے ہاتھ بڑھایا اور چاہا کہ اٹھا کر منہ میں رکھ لوں شاہزادہ
طیمور شیر پرور نے ہاتھ دیو کا پکڑ لیا دیو نے ہاتھ چھڑانا چاہا نچھوٹا اب دیو نے بل کر کے گردن
پیچھی کی اور چاہا کہ شاخ سر اٹھالوں طیمور نے دوسرے ہاتھ سے شاخ بھی پکڑ لی اور کھینچ کر
یہ فرمایا کہ دیکھوں تو کیسا زور آور ہے کاسر اپنا ہاتھ سے ہلا دے یا ہاتھ سے ہلا دے یہ کہکر اپنے
دونوں ہاتھ تان دیے دیو اگر ہاتھ سر سے ہلانا چاہتا ہے تو ہاتھ ٹوٹا جاتا ہے اور سر ہاتھ سے ہلانا
چاہتا ہے تو گردن ٹوٹی جاتی ہے کہا اگر تو مجھے چھوڑ دے تو میں اپنے آقا کو بلا دوں وہ تیرے نذر کا
جواب دیگا یہ سنتے ہی طیمور نے چھوڑ دیا اور کہا جا بلا لا دیو سپید پرند دوڑا ہوا در ستاں میں
اخضر زرد پوش کے آیا اخضر انتظامیں سلیمان صاحبقران کے کھڑا تھا تمام فوج تبل سے

آراستہ تھی کیونکہ خبر سنی تھی کہ صاحبقران طلسم فتح کیے ہوئے مع انورشاہ وریان شاہ و دختر
انورشاہ تشریف لاتے ہیں سب دیو و پری مشتاق جمال کھڑے ہوئے تھے کہ دیو سپید پرند اڑا ہوا
پہونچا اور اخضر زرد پوش سے کہا کہ بھتیجا میرا ایک آدمزاد کو لیکر آیا ہے میں اس سے مقابلے میں شکست ہوا
اگر وہ چاہتا تو مجھے مار ڈالتا مگر ابھی بچہ ہے اسوجہ سے میں قریب آن گیا یہ سنکے اخضر نے کہا میں چلتا
ہوں اور اس آدمزاد کو گوشمالی کرتا ہوں یہ کہکر جانب مکان سپید پرند روانہ ہوا اور دیو سپید پرند بھی
ساتھ ساتھ تھا ادھر تو اخضر زرد پوش روانہ ہوا ادھر گرد اڑی اور سواری سلیمان صاحبقران
کی نہایت جاہ و حشم کے ساتھ نمودار ہوئی سب دیو و پری واسطے استقبال کے بڑھے یہ مقام گلستان ارم
سے دور تھا سلیمان صاحبقران نے دیکھا کہ تمام دیو و پری تو ہیں مگر اخضر زرد پوش نہیں ہے دریافت کیا
کہ ہمارا اخضر کہاں ہے لوگوں نے بیان کیا کہ دیو سپید پرند نے اپنے بھتیجے کو مار کے نکال دیا تھا
وہ پردہ دنیا سے ایک آدمزاد کو لے آیا ہے اخضر اسکی گوشمالی کو گیا ہے فرمایا کہ ہاں پردہ دنیا سے کونسا
آدمزاد آیا ہے انھوں نے کہا ایسا ہے کہ آتے ہی دیو سپید پرند کے بھی چھکے چھڑا دیے فرمایا کہ اسکی بھی اتنی
مجال ہے کہ پردہ دنیا کے آدمزاد کو گوشمالی کرے وہاں سے ہمارا سے مقرر بیڑہ دیو لیے اور کون ایسا
ہے جسکو دیو اپنی مدد کے لیے لائے ہیں میں بھی چلتا ہوں ایسا نہو اخضر اپنی جہالت میں مارا جائے
یہ فرما کر سلیمان صاحبقران بھی روانہ ہوئے یہاں دیو فرسند نے کہا اے شہریار آپ نے ناحق اسے
چھوڑ دیا اب وہ اخضر زرد پوش کو لائے گا اخضر بلا سے بیدرمان ہے تمام شہر گلستان غائب آپکے
نام سے تھراتے ہیں فرمایا کہ بس بیہودہ نہ بک آنے دے دیو فرسند نے ایک انار نکال کے
دیا کہ آپ اسے نوش کیجیے شاہزادہ پرستان کا انار دیکھ کے نہایت خوش ہوا اور لے کے نوش
کرنے لگا اتنے میں گرد اڑی اور اخضر زرد پوش نمودار ہوا جیسے ہی نظر اخضر کی شاہزادہ
طلسم و شمسہ پر پڑی کہا اوہ نقل تو لائق پیار کرنے کے ہے اے دیو تجھکو کہاں سے اٹھا لایا
بس بیہودہ نہ بک اخضر نے کہا کہ میں تو طرح دیتا تھا تو سمجھا ہی نہیں تجھے کیا کہوں تو بد زبانی کرتا ہے آخر
تیرا مقصد کیا ہے فرمایا میں اس دیو کی شادی اسکے چچا کی بیٹی سے کروں گا اخضر ہنسا اور کہا کہ دیو تم
اس پری سے باز آئے کہ اسے پری کھچی کو لیا ہے بس یہ سنتے ہی شاہزادہ نے وہی انار اخضر
کے کھینچ مارا انار اخضر کے سینے پر اس زور سے پڑا کہ بہت چوٹ آئی بس اخضر کو غصہ آگیا دوڑ کر
تلوار ماری بیٹھا طیمور نے گر پیچھے ہوکے خالی دی تلوار زمین میں اتر گئی بس طیمور نے دوسرا پاؤں بڑھا کے
تلوار پر رکھ دیا اور کہا کہ بڑا زبردست ہے تو کھینچ لے اتنے میں گرد اڑی اور سلیمان صاحبقران آ پہونچے
دیکھا کہ دوسرا ایرج کھڑا ہوا ہے اتنا فرق ہے کہ ایرج کے رخسار پر خال تھا اسکی زلفیں ان پر گویا حفاظت چاہ
زنخداں ہو رہی تھی بھولا بھولا چہرہ دیکھ کر سلیمان صاحبقران کو پیار آگیا اخضر کو غیرت آئی بس اسنے
زور سے جھٹکا مارا کہ قبضہ تو ہاتھ میں اخضر کے آگیا اور پھل زمین میں رہ گیا چاہا اخضر نے کہ قبضہ سر طیمور
کے کھینچ مارے سلیمان صاحبقران نے ڈانٹا کہ خبردار کیا کرتا ہے اگر ایسی حرکت کی تو دھتکار کے سر
کھینچ لوں گا اخضر ادب سلیمان صاحبقران سے رک گیا لیکن اسکو ہار کا ملال ہوا صاحبقران قان
قریب تشریف لائے اور فرمایا کہ صاحبزادے کس ارادے سے اس طرف آنا ہوا طیمور نے کہا
کہ یہ دیو مجھے لے آیا ہے مطلب اسکا یہ ہے کہ شادی میری چچازاد بہن کے ساتھ ہو جائے میں اسکی شادی
کر کے یہاں سے جاؤں گا سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ غصہ نکر دیں خود ہے شادی کر دوں گا

یہ فرماتے ہوئے اور غصہ کم کئے ہوئے اپنے ساتھ لیکر پھر سے اخضر اور جلا صاحبقران قاف
طیمور کو ساتھ لیے ہوئے گلستان ارم میں تشریف لائے یہاں سلیمان اعظم اور سلیمان کوہک
انتظار ہی میں تھے کہ صاحبقران قاف پہونچے سلیمان اعظم نے گلے لگایا سلیمان کو چاہکے گلے ملے پوچھا
یہ بچہ کہاں ہے سلیمان صاحبقران نے کہا کہ دیو خر ستد انھیں پردہ دنیا سے لے آیا ہے سلیمان اعظم نے
بغور اسکی طرف دیکھا حالت اسکی یہ ہے کہ جس سے آنکھ ملاتا ہے وہ آنکھ نیچی کر لیتا ہے زہرہ آب ہو لیے اکتا
ہے سوا اولاد صاحبقران کے کوئی اس سے آنکھ نہیں چار کر سکتا ہے پریزادین تجھا تک صاحبقران
قاف کو دیکھ رہی ہیں اور خوش ہو رہی ہیں جن پریزاد دولت نے ایرج نوجوان کو دیکھا تھا وہ تو بیساختہ
کہہ اٹھیں کہ یہ ایرج کا فرزند معلوم ہوتا ہے کسی بات میں سر مو فرق نہیں ہے بلکہ یہ صفت بڑھی ہوئی ہے کہ
اس سن میں کہ بچہ ہے کوئی آنکھ نہیں ملا سکتا طیمور نے کہا کہ پہلے اسکی بی بی اسکو دلوا دیجئے پھر دوسرا
کام کیجئے گا صاحبقران قاف نے فرمایا ابھی اور اسیوقت دیو سپید پر نور سے کہا کہ ابھی اپنی دختر
لے آ اسیوقت دیو سپید پرند گیا اور سوسن پری کو لے آیا صاحبقران قاف نے عقد
کر کے دیو خر ستد کے حوالے کر دیا دیو خر ستد کو دلہن دیتا ہوا ادھر رخصت ہوا یہاں
سلیمان صاحبقران نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے طیمور شیر پرور نے کہا کہ میرا عبادتخانہ بھی تیار
کرا دیجئے میں بھی عبادت کرون فرمایا تمہارا کیا مذہب ہے طیمور نے کہا کہ میں آئینہ پرست ہون سلیمان
سلیمان صاحبقران نے اسی وقت ایک بہت بڑا اعلی آئینہ منگوا کر جو تکلف ہیرا اسکے جواہر نصب
تھا دیوار میں چسپان کرا دیا طیمور نے آئینہ کو دیکھا اور پلٹ کے سلیمان صاحبقران سے کہا
کہ کیسے آپکا مذہب اچھا ہے یا ہمارا فرمایا کہ بھئی خالق سبکا ایک ہی ہے طریقے پرستش کے علیحدہ علیحدہ
ہیں طیمور نے کہا کہ آپ بھی پرستش آئینہ کی کیجئے فرمایا تمہیں کو مبارک ہیں جس طریقے پر ہو ان
مجھے یوہیں رہنے دیجئے طیمور نے کہا کہ آپکو اٹھا بیٹھی کرنا پڑتی ہے میرے طریقہ میں دیکھا دیت میں
کسقدر سہولیت ہے پھر ایسا خدا اچھا جو بندون کو تکلیف نہ دے پا لیا جو تکلیفین دے فرمایا
کہ خدا نے واسطے عبادت ہی کے بندون کو پیدا کیا ہے طیمور کی بھولی بھولی باتون پر سبکو پیار آتا
ہے مگر اخضر جل رہا ہے جب اس سے بھی فراغت ہوئی تو طیمور نے کہا کہ اب مجھے جانے دیجئے
صاحبقران قاف نے فرمایا کہ اسقدر جلدی کیون ہے ابھی کچھ دن پرستان کی سیر کرو پھر دیکھا جائیگا
سلیمان اعظم نے فرمایا کہ ہمنے تمہاری خوشی سے شادی سوسن پری کی دیو خر ستد سے کر دی
اب تمکو چاہیے کہ ہمارے فرزند کی شادی میں شریک ہو پھر جانے نہ جانے کا اختیار ہے طیمور نے کہا
میں بیکار بیٹھے بیٹھے گھبراتا ہون بیشغلی بری معلوم ہوتی ہے کہیں لڑائی ہو تو مجھے بھیجدیجئے قاف میں کوئی
ایسا زبردست بھی ہے جس سے ذرا زور کرنے میں لطف آئے فرمایا کہ سب کو میں نے پست کیا یہاں
ایسے ایسے دیوان سرکش تھے کہ ابلیس بھی انسے پناہ مانگتا تھا طیمور شیر پرور نے کہا افسوس
ہم کیسے برے زمانے میں پیدا ہوئے کہ لطف مقابلہ بھی نہیں ملتا آجتک کوئی ایسا نہ ملا جس سے
ٹھکانے کی لڑائی ہوتی اسقدر اسکے حسن کا شہرہ قاف میں ہوا کہ دور دور سے پریان مشتاق
ہو ہو کے دیکھنے کو آتی تھیں اب سلیمان صاحبقران کی شادی کا سامان ہونے لگا رقعہ جات
روانہ ہوئے تعمیر ہونے لگے قلعہ بلور میں نور شاہ کو مع اسکی دختر کے جگہ ملی اور گلستان ارم
میں صاحبقران قاف نے بڑی دھوم سے جلسہ کی تیاری ہوئی تمام رؤسائے قاف جمع ہوئے جب

برات کا دن آیا تو رات بھر ناچ رہا طیمور صبح تک شریک جلسہ رہا لیکن آنکھیں بسبب جاگنے کے سرخ
ہو گئیں جن پریزادون نے طیمور کو نہ دیکھا تھا وہ سلیمان اعظم وغیرہ سے پوچھتے تھے کہ یہ لڑکا کسکا
ہے یہ تو بعینہ ایرج معلوم ہوتا ہے اور صاحبقران قاف کی تو یہ حالت ہے کہ نام ایرج کے پروانہ ہیں
بار بار طیمور سے پوچھتے ہیں کہ تم کسکے فرزند ہو طیمور نے بتایا کہ میں خورشید زرین کمر کا بیٹا ہون
سلیمان صاحبقران خاموش ہو رہتے ہیں لیکن متعجب ہو ہو کے آخر سلیمان صاحبقران سے کہتے
ہیں کہ دیکھیے سب نشانیان اولاد صاحبقران اسمین موجود ہیں خدا جانے یہ شہر زرینہ میں کیونکر پہنچ گیا
اور کس طرح خورشید زرین کمر اسکو پا گیا اسی الجھن میں یہ خیال آیا کہ شمشش جنی سے پوچھنا چاہیے
اسوقت شمشش جنی بھی موجود تھے سلیمان صاحبقران نے چپکے سے پوچھا کہ یہ لڑکا کسکا ہے اور
کس طرح شہر زرینہ میں پہونچ گیا ذرا آپ اپنے علم کے ذریعہ سے دریافت تو کیجیے شمشش جنی نے
بھی بشرہ دیکھا اور انھیں بھی یقین ہوا کہ یہ لڑکا فرزند ہاشمی ہے پس انھون نے اپنے علم سے دریافت
کیا تو معلوم ہوا کہ یہ کس مقام پر پیدا ہوا اور کس طرح شہر زرینہ تک پہونچا تمام کیفیت مفصل سلیمان
صاحبقران سے بیان کی کہ پیدایش اسکی طلسم لالہ زار کی معلوم ہوتی ہے اور شکم مادر سے باہر
آنا صحرا میں ظاہر ہوتا ہے اور پرورش پانا شہزادی کے دودھ سے جسکا اثر اسکی آنکھون سے ظاہر ہے
کہ کوئی آنکھ نہیں ملا سکتا ہے اور خورشید زرین کمر نے اسکو شکار میں سے پایا ہے صاحبقران قاف
نے کہا یہ سب باتیں تحریر کر کے مجھے دو شمشش جنی نے سب احکام تحریر کیے سلیمان صاحبقران نے
آخر میں یہ عبارت تحریر کی کہ اگر فلان زمانہ میں طلسم لالہ زار تباہ ہوا اور ملکہ طلسم گم ہوئی اور خورشید
زرین کمر نے اس طفل کو صحرا سے پایا تو صحیح ہے کہ یہ احکام صحیح ہیں اور یہ فرزند ایرج [illegible] ان کی نشانی
ہے آخر میں شمشش جنی کے دستخط اور اپنی مہر ثبت کر کے تعویذ بنایا اور بازو پر طیمور کے باندھ دیا
طیمور نے کہا یہ کیا شے ہے سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ یہ نشانی ہماری ہے تاکہ تم ہمین بھول
نجاو اگر تم ہم سے محبت رکھتے ہو تو اسے بہت حفاظت کے ساتھ اپنے بازو پر رکھنا اور جسوقت
دنیا میں سمجھنا صاحبقران سے مقابلہ ہو اور معاملہ ناسمجھ ہو جائے تو اسے کھولکر دیکھنا طیمور خاموش
ہو رہا اب یہان جلسہ شادی کی تیاری ہوئی تمام شہر گلستان ارم آئین بند ہوا قصر گلستان ارم
سجایا گیا کہ آراستگی اسکی بیان سے باہر ہے جب شب عروسی آئی تو جلسہ پریزادون کا قصر شاہی میں جمع
ہوا پہلے تو رونے سے کہرام برپا ہوا طیمور حیران تھا کہ شادی میں رونا کیسا پوچھا کہ کیا آپ لوگون
میں یہی دستور ہے کہ خوشی کے وقت سب رونے لگتے ہیں سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ اسوقت سبکو
میری والدہ ماجدہ ملکہ آسمان پری یاد آئیں اور جو عزیز مر گئے ہیں وہ یاد آ گئے ہیں کہ افسوس
آج وہ خوش ہونے والے نہیں ہیں چونکہ آنکے انتقال کے بعد پہلی شادی ہے اس وجہ سے ہکو ہم رنج
و غم زیادہ ہے طیمور نے کہا کہ مجھے بھی رونا چاہیے اسلیے کہ دوستون کی خوشی میں خوشی اور رنج میں رنج
کرنا چاہیے مگر مجھے تو رنج ضرور ہوتا ہے لیکن رونا نہیں آتا ان باتون پر بیساختہ سلیمان صاحبقران
ہنس پڑے اور طیمور کو گلے لگا لیا فرمایا کہ آنسو اسی کے آنکھ سے نکلتا ہے جسکے دل پر چوٹ لگی ہو
تمہاری اتنی ہمدردی کافی ہے کہ ہمارے رنج کے وقت افسوس کرو خوشی کے وقت خوش ہو الغرض
جب رو دھو چکے تو سب آکر محفل آراستہ طرب ہوئے ناچ شروع ہوا ایک پریزاد نے یہ غزل
شروع کی غزل -

گلے لپٹو مرے تو لطف زندگانی ہے | تمہاری بھی جدائی ہے ہماری بھی جوانی

اٹھا لیا اور چھوڑ دیا سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ دیکھا نتیجہ ہمارے منع کرنے کا اخضر نے گردن جھکالی
اور دل میں سوچا کہ اس زندگی سے موت بہتر ہے کہ ایک لڑکے کے ہاتھ سے تو اس طرح ذلیل ہوا اور سلیمان
صاحبقران کی رفاقت میں یہ ذلت حاصل ہوئی اخضر کے دل میں تو کینہ گھر کرتا جاتا ہے اور سلیمان
صاحبقران کو محبت طیمور شیر پرور کی زیادہ ہوتی جاتی ہے ایک روز سلیمان صاحبقران نے فرمایا
کہ اگر تمہیں شوق ہو تو شکار پر چلو طیمور نے کہا چلیے غرضکہ اس وقت سلیمان اعظم اور سلیمان کوہکن بھی
موجود تھے یہ سب ملکر واسطے شکار کے روانہ ہوئے اخضر زرد پوش بھی ساتھ تھا شکار پر
سلیمان صاحبقران نے سلیمان اعظم سے عرض کی آپکو فن سپہگری کس نے تعلیم کیا سلیمان اعظم نے
فرمایا کہ والد ماجد جناب امیر حمزہ صاحبقران اول نے مجھے تربیت کیا سلیمان صاحبقران
نے عرض کی کہ جو کچھ فن صاحبقرانی کے ہوں وہ مجھے تعلیم کیجیے سلیمان اعظم نے اشارہ سے منع کیا
اور فرمایا کہ یہ تعلیم تنہائی میں ہوتی ہے سلیمان صاحبقران نے کہا کہ آئیے ہم اور آپ کسی طرف نکل جائیں
طیمور نے کہا کہ میں تو آپ ہی کے ساتھ رہونگا سلیمان صاحبقران نے کہا کہ تم سے کسی بات کا
پردہ نہیں ہے چلو شوق سے چلو غرضکہ مع اخضر زرد پوش اور سبکو تو اسی جگہ چھوڑا صرف طیمور کو ساتھ
لیا اور جانب صحرا روانہ ہوئے ایک جگہ گرد جھاڑیاں تھیں اور بیچ میں میدان تھا وہ مقام پسند کر کے
سلیمان اعظم نے نیزہ بازی اپنے فرزند کو بتانا شروع کی طیمور غور سے دیکھا کیا جب سلیمان صاحبقران
سیکھ چکے تو طیمور نے کہا کہ مجھے بھی بتائیے گا سلیمان اعظم نے فرمایا کہ او طیمور نیزہ پکڑ کے سامنے
آ گیا فرمایا وار کرو طیمور نے کہا کہ آپ پر میرا ہاتھ نہیں اٹھتا فرمایا اسکا خیال نکرو جبتک آپس میں
اسطرح نہ لڑو گے تو دشمن سے کیونکر مقابلہ کرو گے طیمور نے نیزہ مارا سلیمان اعظم نے نیزہ کو
نیزے سے پر کا نیچا دوا کے دونوں کا ہلا وار دیا نیزہ ہاتھ سے طیمور کے نکال دیا اس وقت طیمور غصہ سے
سرخ ہو گیا اور اپنے ہاتھوں کو کاٹنے لگا صاحبقران قافو نے دوڑ کے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ یہ
کیا کرتے ہو طیمور نے کہا کہ میرے ہاتھ کٹ ڈالیں فرمایا ہاتھ کا قصور نہیں ہے یہ نیزہ بازی کے طریقہ سے
تم آگاہ نہیں ہو اسمیں بھی پیچ ہے سمیں جتنے بند ہیں سب نیزہ ہاتھ کے اندر سے نکالا نہیں ہے یہ ایک پیچ سے نکلتا
ہے جب تم سیکھ لو گے پھر تمہارے ہاتھ سے بھی نیزہ نہ نکلیگا طیمور نے کہا کہ مجھے بتا دیجئے اس وقت
سلیمان اعظم نے فرمایا کہ ایک شرط ہے وہ یہ ہے کہ خدا پرستوں سے کبھی مقابلہ نکرنا نہ انکے ملکوں کو
کبھی تباہ و برباد کرنے کی فکر کرنا طیمور نے کہا کہ اگر خدا پرست خود مجھ سے مقابلہ کریں فرمایا جو لڑے
اس سے لڑنا اور جو نہ لڑے اس سے نہ لڑنا آنحضرت نے فرمایا کہ دین اپنا چھوڑ دو طیمور نے کہا کہ بہتر
ایسا ہی ہوگا اس وقت سلیمان اعظم نے طیمور کو خوب نیزہ بازی سکھائی کہ طاق و مشاق کر دیا کوئی بات
اٹھا نہ رکھی جس وقت پلٹ کے خیمہ میں آئے تو اخضر زرد پوش نے رنجیدہ ہو کر صاحبقران کی خدمت
سے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو میں شہر سلطانیہ کے انتظام کو جاؤں میں نے سنا ہے کہ وہاں بہت ابتری
ہے سلیمان صاحبقران نے بھی مصلحت وقت پاکر اجازت دیدی کہ ایسے وقت میں اسکا چلا جانا ہی بہتر
ہے اسلئے کہ چشم و ابرو سے اسکے یہ بات پائی جاتی ہے کہ یہ طیمور سے کاوش رکھتا ہے جب تک کہ طیمور یہاں
مہمان ہے اس وقت تک اسکے واسطے یہاں سے ٹل جانا ہی بہتر ہے اخضر کو اجازت دیدی وہ اسی وقت سوار
ہو کے روانہ ہو گیا کچھ دور گلستان ارم سے پہونچا ہوگا کہ ایک بجلی کڑکی اور پیچھے آ کے اخضر کو اٹھا لے
گیا چونکہ اسکا حال بعد کو بیان کیا جائے گا لہذا اب کیفیت سلیمان صاحبقران اور طیمور کی سنیے

راوی بیان کرتا ہے کہ اخضر زرد پوش کو جو پنجہ اُٹھا لیگیا تھا وہ ایک ساحرہ تھی کہ نام اُسکا خمار جادو
ہے یہ کافرہ ہوس نفس کی پابند راحت پسند عیش پرست ہے پہلے اُسنے ایک دیو کو پسند کرکے قید
کیا کہ کہیں جانے نہ سکے پھر بھی ہوس اسکی کم نہوئی اسی تلاش مین پھرا کرتی تھی حسب اتفاق اُسنے اخضر زرد
پوش کو دیکھا بہت پسند کیا کہ جوان زبردست ہے اس سے اچھی طرح مطلب حاصل ہوگا اور پنجہ
بن کے گری اخضر کو اُٹھا کے لیے چلی گئی جہان یہ رہتی تھی وہ مکان ایک باغ تھا اور پشت
مکان کی طرف دریا بہ رہا تھا خمار جادو نے اخضر کو باغ مین لے جا کے اُتارا اخضر تموج ہوا
سے بیہوش ہو گیا تھا جب ہوش آیا تو دیکھا کہ ایک عورت سیہ فام چھپکلی کی طرح کہ یہ منظر کھڑی
ہے پوچھا تو کون ہے خمار جادو نے اپنا نام بتایا کہا مجھے کیون لائی ہے خمار جادو نے کہا کہ وصل میرا
تو قبول کر اخضر نے کہا تو اپنی صورت تو دیکھ خمار جادو نے کہا کہ صورت تو میری بُری ہے لیکن سیرت
بہت اچھی ہے مین علم سحر و ساحری مین کمال رکھتی ہون اگر تو مطلب میرا بر لائیگا تو اسکے صلہ مین جو
کہیگا وہ کرونگی اور اپنی بُری صورت کو بھی سحر سے ایسا بنا سکتی ہون کہ خوبصورت میرے آگے شرمانے
لگینگے یہ کہکر جو غلطک مار کے اُٹھی ہے تو دیکھا اخضر نے ایک چودہ پندرہ برس کے سن کی نہایت حسینہ
و جمیلہ ہے کہ اخضر باوجودیکہ اصابت سے خمار جادو کے آگاہ تھا مگر محو ہو گیا کہا ہے خمار جادو
مین وصل تیرا بدل و جان منظور کرتا مگر ڈرتا ہون صاحبقران قاف سے کہ وہ مجھکو بھی مار ڈالیگا
اور تجھے بھی زندہ نچھوڑیگا خمار جادو نے کہا کہ مین تجھی کو صاحبقران قاف بنا دونگی اسکی
کیا حقیقت ہے وہ میرا کچھ نہین کر سکتا اخضر کو اُس وقت قتل صاحبقران کی اشتہا لگا دیتے
ہوسے تو جیا آلی کہا پھر جسوقت وہ سر اُٹھائیگا اُس وقت دیکھا جائیگا بالفعل تو گلستان ارم
کی طرف جا اور وہان ایک لڑکا تیرہ چودہ برس کا ہے کہ نام اُسکا طہمورث شیر پرور ہے اُسے لاکر قتل
کر ڈال تو مین وصل تیرا قبول کرون خمار جادو نے کہا یہ کتنی بڑی بات ہے ابھی گئی اور ابھی اُسے لیکر
آئی لیکن تجھ ایسا پہلوان زبردست ایک لڑکے کی قتل کی خواہش ظاہر کرتا ہے اسکا کیا
سبب اول تو لڑکے نے کونسا قصور کیا ہے جو وہ قابل قتل سمجھا گیا علاوہ اسکے کیا تیرا قابو اُسپر
نہین چلتا اخضر نے کہا وہ بلا ہے بہ ہی مین اُسکا مارا ہوا ہون یہ کہکر سارا واقعہ طہمورث شیر پرور
کا سامنے خمار جادو کے بیان کیا خمار جادو کو بھی تعجب ہوا اُسی وقت بارادہ قتل طہمورث
یہان سے روانہ ہوئی وہان شاہزادہ طہمورث شیر پرور اور سلیمان صاحبقران و صاحبقران
کوچک بارگاہ سے نکلے ہوے ہتھیار لگائے ہوے کھڑے تھے تمام سرہنگ جمع تھے سلیمان
اعظم کا انتظار تھا کہ تشریف لے آئین تو کسی طرف تلاش میدان چاہین کہ اکٹھے جانب صحرا سے ایک
کوہ بلند نمودار ہوا اور دیکھا کہ وہ کوہ اُسی طرف بڑھتا چلا آتا ہے سب حیران ہوکر دیکھنے لگے جب
قریب پہونچا تو معلوم ہوا کہ ایک اژدر دمان ہے کہ جب سانس کھینچتا ہے تو صحرا کے کنکر پتھر اُسکے
پیٹ مین چلے جاتے ہین اور جب سانس چھوڑتا ہے تو درخت جلنے لگتے ہین زمین جھلس کے سیاہ
ہو جاتی ہے اور اسی طرف بڑھتا چلا آتا ہے اُس وقت طہمورث شیر پرور جا پڑا اور تلوار کمر سے کھینچ لی
ہر چند سلیمان صاحبقران چلایا کیے طہمورث نے ایک نہ مانی اور کہا یہ اسکی طرف آتا تھا مین اسے
ابھی کاٹ کے ڈالے دیتا ہون یہ کہکر قریب پہونچے اور سر اژدر پر تلوار ماری تلوار اچٹ گئی اژدہے
نے سانس کھینچی وہین کھڑا شاہزادہ طہمورث تنکے کی طرح اُڑ کے دہن اژدر مین چلا گیا بس یہ

یہ دیکھکر سلیمان صاحبقران کی آنکھون مین دنیا سیاہ ہوگئی ہائے میرا مہمان کہکے دوڑ پڑے
ساتھ ہی سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک بھی چلے اژدر پلٹ کے صحرا کی طرف روانہ ہوا انھون نے
تلوارین مارنا شروع کین مگر کوئی اثر نہوا سات کوس تک برابر تلوارین مارتے ہوے چلے آئے
آخر اژدر نے دیکھا کہ کسی طرح جان ہی نہین چھوٹتی ہے بس یہ اڑ کے بلند ہوگیا اسقدر کہ نظرون سے
پوشیدہ ہوگیا سلیمان صاحبقران مایوس ہوکر پلٹے اور دیوونکو واسطے دریافت حال کے
روانہ کیا کہ یہ اژدر کہان گیا ہے بغیر اسکو مارے ایک دم مجھے چین نہ آئیگا دیو پری تو اژدہے کے
تعاقب مین برائے دریافت حال روانہ ہوے اور سلیمان صاحبقران کمال رنجیدہ و مضطرب پلٹ کے
گلستان ارم مین آے جب وقت کھانے کا آیا تو سلیمان اعظم نے کہا اے فرزند کھانا کھاو تو سلیمان
صاحبقران نے عرض کی کہ جسوقت تک مین اس اژدہے کو نہ مار ڈالونگا اس وقت تک نہ کچھ کھاونگا
نہ سوونگا صاحبقران اعظم نے کہا اے فرزند مجھے بھی نہایت صدمہ ہے دیکھو مین ششمش جنی کو بلاتا ہون
اسی وقت دیو جھنڈک بن تندک گیا اور ششمش جنی کو بلا لایا سلیمان اعظم نے فرمایا کہ اے ششمش جنی
شکار پر یہ واقعہ گذرا دریافت تو کرو کہ اژدہا دراصل اژدہا تھا یا کوئی اور بلا تھی ششمش جنی نے زائچہ کھینچا
اور احکام نجوم کے نکالے بعد غور و فکر کے عرض کی کہ کوئی ساحرہ ہے وہ لے گئی ہے اور یہ دشمنی دوستا کی
سازش سے ہوئی ہے لیکن خانہ حیات برقرار ہے سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ جب اژدہے کی نفس سے
صحرا کے درخت جل گئے زمین سیاہ ہوگئی اسکے شکم مین جاکر انسان کیونکر زندہ رہ سکتا ہے بس جی
ششمش جنی اپنے احکام نجوم کو رہنے دو مین قیامت تک نہ مانونگا کہ طیمور زندہ ہے ہائے ایرج کی نشانی
یہ فرماکر رونے لگے ششمش جنی نے کچھ دیر تامل کیا اسکے بعد کہا کہ اے صاحبقران قاف اگر حکم ہو خفا
ہو تو مین آج سے اس کام کو ترک کر دونگا مین آپ کے خیال سے صاف صاف نہ کہتا تھا مین اخضر
زردپوش کی سازش معلوم ہوتی ہے اور اخضر آپ سے برگشتہ ہوکے مرتد ہوگیا اسنے ساحرہ سے
وصل کیا اور اسکے باغ مین بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہے اور جسوقت قابو پائیگا آپکو بھی زک دیگا
یہ سُن کے سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ اگر اخضر نے ایسا کیا ہے تو تا کمین چیر کے پھینک دونگا
جا اے جھنڈک خبر تو لا کہ اخضر کہان ہے مجھ سے وہ شہر سلطانیہ کا بہانہ کر کے گیا ہے جھنڈک نے عرض کی
کہ غلام ابھی جاتا ہے اور خبر لاتا ہے یہ کہکر جھنڈک سلے تو جانب شہر سلطانیہ روانہ ہوا جب کہ وہان
اخضر کو نہ پایا تو جو پتا سلطان جنی نے بتایا تھا اُس سمت پر روانہ ہوا وہان خمار جادو شاہزادہ
طیمور کو نگل کے روانہ ہوئی تھی اپنے باغ مین پہونچی سامنے اخضر زردپوش کے دہن سے
اُگل دیا اور آپ بھی بصورت انسان بنکر اخضر سے کہا کہ لے یہ دشمن تیرا موجود ہے اخضر نے کہا
کہ اب اسے لیجا کے قتل کر اسکے بعد مین تیرے ساتھ شراب پیونگا خمار جادو نے طیمور کو ہوشیار
کیا طیمور نے جو آنکھ کھولی دیکھا تو اخضر کو سامنے پایا اخضر نے کہا کہ دیکھا تو نے اپنی سرکشی
کا نتیجہ اب کہان ہین سلیمان صاحبقران کہ تیری جان بچائین یہ سُنکے شاہزادہ طیمور نے فرمایا
کہ او بدسرشت تجھے مجھ سے آنکھ چار کرتے شرم نہین آتی ہے تو وہی ہے جسکو مین نے اونچا نیچا دکھا دیا
یون تیرا قابو نہ چلا تو اژدر سے نگلوا لیا معلوم ہوتا ہے تو ساحر ہے کہ اژدہے کو تو نے اپنے قابو
مین کیا تھا کہان ہے وہ اژدہا ان بھولی باتون پر خمار جادو دل مین ہنس لی اخضر زردپوش نے
کہا کہ وہ اژدہا ابھی موجود ہے اگر تو زندہ رہنے کے لیے توبہ کر کہ مین پھر وہ قاف کا کبھی رخ نکرونگا اور شاید

سلیمان صاحبقران سے ملاقات دنیا پر ہو تو یہ قصہ نہ بیان کرونگا تو مین تجھے دنیا پر پہنچوا دون
ورنہ ابھی قتل کرا ڈالونگا طیمور نے کہا کہ او ملعون مین نے خود سلیمان صاحبقران کی وجہ سے
تجھے رعایت کی ورنہ ٹانگین چیر کے پھینک دیتا مین کیا تجھ سے ڈرتا ہون یہ کہکر اپنی جگہ سے اٹھا
تھا کہ خمار جادو نے سحر کیا دست و پا بحس ہو گئے اخضر قتل کرنے کو اٹھا تھا کہ خمار جادو نے
کہا ٹھہر جا مین اسے دریا مین غرق کئے آتی ہون شاید کوئی قتل ہوتے دیکھ لے تو کچھ فتنہ
تدبیر پا کرے اخضر نے کہا کہ اچھا تو جا مگر جلد قتل کر ڈالنا سلیمان صاحبقران اسکے واسطے
زمین و آسمان کے قلابے ملا دینگے وہ اسے بہت چاہتے تھے ایسا نہو کہ انکو خبر ہو جائے خمار جادو
نے طیمور کو اٹھا لیا اور باغ سے باہر آئی اول مین خیال کیا کہ اخضر سے تو یہی اچھا ہے اخضر کے
لیے اسکو قتل کرنا نا انصافی ہے اگر یہ ضامنت ہو گیا تو یہ معشوق دل مین جگہ دینے کے قابل ہے
اس وقت تو اسنے اظہار تمنا کرنا خلاف مصلحت جانا اک قفس سحر تیار کر کے آہنین بند
کر دیا اور قریب اس گنبد کے آئی جہان دیو گستہم کو قید کیا تھا دروازہ گنبد کا کھولا اور قفس دیو
کے سپرد کر کے کہا کہ اسے بہت حفاظت سے رکھنا خبردار کسی طرح کی تکلیف نہو دیو گستہم نے جو
دیکھا طیمور کو عاشق ہو گیا جو میوہ اسکے پاس تھا شاہزادہ کو دیا اور کہا کہ اے گل باغ حسن و جمال
تو کیونکر اس ظالمہ کے پھندے مین پھنس گیا شاہزادہ نے اپنی سرگذشت بیان کی اور کہا کہ اب
یہ ظالمہ مجھے قتل کر ڈالیگی دیو گستہم نے کہا کہ آپ اس سے اطمینان رکھیے وہ قتل نہین کریگی لیکن ایسا
کام کریگی کہ یہ سارا حسن و جمال خزان ہو جائے گا فرمایا وہ کیا دیو نے بیان کرنے سے حجاب کیا کہا
آپکو خود معلوم ہو جائے گا وہان خمار جادو اپنے قصر سے نکل کے باغ مین آئی اور کہا کہ اگر تیری خوشی ہو تو
تو ایک کام اور کر دون اخضر نے کہا وہ کیا کہا سلیمان صاحبقران کو بھی جا کے وہین ذبح کر آؤن
اخضر نے کہا کہ ابھی نہین جیسا انھون نے مجھکو جلایا ہے ایک طفل کے واسطے میری طرف سے نگاہ
پھیر لی ویسا ہی انکا بھی دل جلاؤن لاش اس شہزادے کی گلستان ارم مین پھینک آنا کہ یہ
حال دیکھکر سلیمان صاحبقران کو داغ ہو بس ابکی جو تو پلٹ کے آئیگی تو مین وصل سے اپنے
تجھے شاد کرونگا خمار جادو نے کہا کہ کام تیرے حکم کے موافق مین کرچکی اب تو بھی وہ اک جام
میرے ساتھ پی لے اسکے بعد مین لاش پھینک آؤنگی اخضر نے کہا کہ مجھے اب عذر نہین
ہے غرضکہ اسی وقت خمار جادو نے جام بھر کر اخضر کو دیا اور اخضر نے جام پی لیا پھر اخضر نے بھر
کے دیا خمار جادو نے پیا یہان جام چل رہا تھا کہ دیو چندک پوشیدہ طور پر تھم نکلا یہ سب تماشا دیکھکے
وہانسے روانہ ہوا اور ساری کیفیت سلیمان صاحبقران سے بیان کی سلیمان صاحبقران کا چہرہ
غصہ سے سرخ ہو گیا فرمایا کہ بغیر مارے اخضر کے مجھکو قرار نہ آئے گا ہاے طیمور تیری کمسنی
پر بھی اس سنگدل کو رحم نہ آیا یہان تو صاحبقران تاسف رو رہے ہین اور وہان خمار جادو
نے شراب خواری سے فرصت کر کے گلستان ارم کی راہ لی راستے مین ایک شخص کو پکڑ کے اسکو
ذبح کیا اور سحر کر کے صورت اسکی طیمور شیر سرور کی بنائی اور لاش کو لیکر اڑی جس مقام پر
سلیمان صاحبقران اور سلیمان اعظم اور سلیمان کوہکاف وغیرہ طیمور کے لیے افسوس
کر رہے تھے وہان لاش کو پھینک کر روانہ ہو گئی یہان یہ لوگ اسی خیال مین بیٹھے تھے
کہ اک لاش دھڑ سے آ کے گری بس صورت پر جو نظر سلیمان صاحبقران کی پڑی سے دوڑ کر

لاش سے لپٹ گئے اور ہائے ایرج کی نشانی کہکے رونے لگے اسقدر روئے کہ بیہوش ہوگئے
جب ہوشیار ہوئے تو خودکشی کا قصد کیا سلیمان اعظم نے ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ اے نور نظر
یہ کیا کرتے ہو تمکو دور کی قرابت کا تو یہ جوش ہے کہ داغ ایرج کے فرزند کا تم سے نہیں اٹھ سکتا
اور ہم سے تمھارا داغ کیونکر اٹھیگا سلیمان صاحبقران نے عرض کی کہ مجھکو اپنی بدنامی کا بھی خیال
ہے فرمایا کہ پہلے اسکے دشمن کو مار لو اسکے بعد اختیار ہے یہ لوگ سمجھینگے کہ سلیمان صاحبقران اخضر کا کچھ
نہ کرسکے تو اپنی جان پر کھیل گئے اور اخضر مرتد اور بھی خداپرستون کی ایذارسانی پر کمر باندھیگا
سلیمان صاحبقران نے اسیوقت مرکب طلب کیا مشمش جنی نے کہا کہ اے شہریار یہ لاش
طیمور کی نہین ہے طیمور زندہ ہے سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ مشمش جنی بس اس وقت باتین
نہ بناؤ مین تمھاری باتون کو سمجھتا ہون ان بہلاون سے کوئی فائدہ نہین ہے نہ مین بچہ ہون کہ ان باتون
مین بہل جاؤنگا لاش سامنے موجود ہے اور پھر تم یہی کہے جاتے ہو کہ طیمور زندہ ہے مشمش جنی نے
ایک دیو سے کہا کہ منہ اس لاش کا دھلاؤ دیو نے پانی سے منہ دھویا تو وہی حالت رہی یہ رنگ و روغن
عیاری تو تھا نہین کہ پانی سے چھوٹ جاتا اثر سحر کیونکر برطرف ہوسکتا اس وقت مشمش جنی نے
سلیمان صاحبقران سے دست بستہ عرض کی کہ حضور کو خداوند عالم نے صاحبقران قاف
کیا ہے اور بزرگان دین نے اسم اعظم تعلیم فرمایا ہے آپ اسم اعظم پڑھکر پانی کا چھینٹا اسکے
منہ پر ماریے صاحبقران قاف نے بخیال اسکے کہ مشمش جنی نے ایسی منت سے کبھی نہ کہا
تھا علاوہ اسکے وزیر سلطنت مین انکی بہت بڑی عزت ہے اسی وقت پانی طلب کیا اور اسم اعظم پڑھکر
چھینٹا پانی کا منہ پر لاش کے مارا بس اسیوقت ایک دھوان سا اٹھا اور اب جو دیکھا کہ نہایت
بدشکل ایک زنگی سیہ فام ہے مشمش جنی نے عرض کی کہ اب آپ لشکر لیکے جائیے خمار جادو
کو قتل کیجیے طیمور کا پتہ لگ جائیگا ورنہ آپ کو صحیح و سالم ملیگا اگر طیمور زندہ نہ ملا تو مین آج سے
اس کام کو ترک کردونگا یہ سنکر سلیمان صاحبقران مرکب پر سوار ہوئے ساتھ ہی سلیمان اعظم
اور سلیمان کوہ جبکی بھی مرکبون پر بیٹھکے ساتھ ہوئے اور طرف مسکن خمار جادو کے روانہ
ہوئے لیکن انسے پہلے نقابدار اخضر پوش اور نقابدار گردپوش فرزندان قمرزاد و
گہرزاد روانہ ہوچکے تھے دیکھیے یہ کب پہونچتے ہین اول حال خمار جادو کا سنیے کہ یہ لکاتہ جو لاش
پھینک کے گئی تو سارا حال اخضر سے بیان کیا کہ تمام ملک سیہ پوش ہے قصر گلستان ارم
مین قیامت برپا ہے سلیمان صاحبقران نے کچھ عجب نہین ہے کہ خودکشی کرلی ہو اخضر یہ سنکے
بہت خوش ہوا اور کہا کہ اچھا ہوا اگر سلیمان صاحبقران بھی اپنی جان دیدین اگر مجھے خوف ہے
تو انھین کا ہے یہ کہکر ہاتھ خمار جادو کا پکڑا اور اپنی طرف کھینچا اور اس لکاتہ کا مطلب دل پورا
پورا کیا اب یہ تو علیحدہ ہوکے اور استادہ ہوکے مکان کے کونے پر بیٹھنے لگا اور خمار جادو باغ سے نکلی کہ
چلکر اس طفل حسین سے بھی کام دل پورا کرون ہنوز دروازہ باغ سے نکلی ہی تھی کہ گرد اڑی اور
دونون نقابدار پہونچے نعرہ کیا کہ او لکاتہ کہان جاتی ہے مین آپہونچا خمار جادو ہنسی اور کہا کہ کیا تمھاری
صورتین بُری ہین جو تمنے نقاب ڈالی ہے فرمایا کہ تجھے ہماری صورتون سے کیا مطلب ابھی ہم
تیری صورت کو خاک مین ملا دینگے اگر تو صورت پرست تھی تو تجھ سے طیمور کو کیونکر قتل کیا گیا
ارے کوئی ایسی تصویر کو مٹاتا ہے تجھے کچھ حسن شباب پر طیمور کے رحم نہ آیا خمار جادو نے

نے کہا کیون آ سنے میرے معشوق اخضر کو رنجیدہ کیا یہ سنکے اختر پوش نے تلوار ماری خمار جادو نے
اُف کی کہ سپر پیدا ہوئی اور تلوار سپر پڑی پس اس لکاتہ نے کلائی پکڑ لی اور کچھ اسم سحر پڑھا کہ لقا بدار
اختر پوش بیہوش ہوگئے اور لقا بدار کو سبز پوش کو بھی اسی طرح پکڑ لیا دونون کو لیکر چلتی ہوئی کہ گرد
اٹھی اور نعرہ سلیمان صاحبقران کا ہوا سلیمان صاحبقران کو آتے دیکھکر خمار جادو نے
غلغلک ماری اور صورت اپنی اژدر کی بناکر چلی عیار صاحبقران نے آواز دی کہ ای شہریار اسم اعظم
غافل نہو جیئےگا بس جیسے ہی خمار جادو قریب پہونچی اور دم کشی کی سلیمان صاحبقران نے اسم
اعظم پڑھ کر پھونکا وہ صورت سحر سے منتشی دیکھا کہ ایک ساحرہ سیہ فام گیسو بریدہ جل رہی ہی بس
سلیمان صاحبقران نے دوڑکر تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوے مرنا تھا خمار جادو کا ایک تلاطم برپا ہوا
باغ غائب ہوگیا اور مکان بھی نیست و نابود ہوگیا تاریکی چھاگئی اخضر کوٹھے پر سے گرا وہان وہ گنبد بے در
جسمین دیو گستہم قید تھا پرتے ہوکے اڑ گیا جس وقت لاش خمار جادو کی پھڑک کے سرد ہوگئی تو بیرون نے
آواز دی کہ کشتی مرا نام من خمار جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب روشنی
ہوئی تو سلیمان صاحبقران نے دیکھا کہ اخضر کنارے دریا کے حیران ادھر ادھر دیکھ رہا ہی بس
نعرہ کیا کہ او نمک حرام مین آپہونچا اخضر نے جو دیکھا کہ سلیمان صاحبقران آگئے اب انکے ہاتھ سے جان بچنا
دشوار ہی پلٹ کے دریا مین پھاند پڑا انھون نے کہا کہ او ملعون اگر زمین کے ساتوین طبقے مین چھپیگا تو وہان
جاکے مارونگا اخضر نے غوطہ مارا سلیمان صاحبقران کھڑی لگاتے رہے جیسے ہی اخضر ابھرا سلیمان صاحبقران
نے بڑھ کر بال اخضر کے پکڑ لیے اخضر لپٹ پڑا کہا آخر تو میری جان جاتی ہی پھر انھین کیون چھوڑ دون
وقتہ تو یہ مجھے زیر بھی نہین کر سکتے ہین جتنے عرصہ مین یہ زیر کرینگے اتنی دیر مین دونون کا کام تمام ہوجائیگا
سلیمان صاحبقران اسوقت غصہ مین تھے اخضر کو پکڑ کے تہ پر بیٹھ گئے اور ایک پانون پانون کے
دبایا دوسرا پانون ہاتھ سے پکڑ کے جو زور کیا چیر ڈالا اور دونون ٹکڑے لاش کے پکڑ کے ابھرے
باہر دریا کے نکلے اور لاش اخضر کی ڈال دی اور سلیمان اعظم سے عرض کی کہ قوم جن مین وفادار سوا منشش
جنی کے خاندان کے اور نہین دیکھے مگر افسوس کہ اس نمک حرام کے مار ڈالنے سے داغ طیمور کا مٹ نہین سکتا
ہمارے فرزند ایرج اگر زندہ رہتا تو دوسرا عالمشاہ ہوتا اتنے مین کچھ پریزاد دوڑتے آکے کہا کہ ای شہریار
اس صحرا مین ایک گنبد تھا کہ گرد اسکے غبار چھایا رہتا تھا اور جو شخص قریب اسکے جاتا تھا وہ جل کے خاک ہوجاتا
تھا آج وہ گنبد نمود ہوا ہی اور دروازہ بھی ظاہر ہوا ہی مگر دروازے مین قفل دیا ہوا ہی خمار جادو نے
کسی دیو کو لاکے اس گنبد مین قید کیا تھا چلکے اس غریب کو بھی رہا کر دیجئے آپ کو ثواب ہوگا
سلیمان صاحبقران اس گنبد کے قریب آئے قفل پر ہاتھ ڈال کے جھٹکے سے توڑ لیا اور دروازہ
کھولا دیکھا کہ ایک دیو بیٹھا ہی قفس سحر بھی مرنے سے خمار جادو کے نیست و نابود ہوگیا تھا شاہزادہ
طیمور دیو کے پاس کھڑے تھے جیسے ہی سلیمان صاحبقران نے طیمور کو دیکھا دوڑ کے لپٹ گئے
اور بہت خوش ہوے دیو گستہم کو معلوم ہوا کہ خمار جادو کو صاحبقران قاف نے قتل کیا نہایت
خوش ہوا گنبد سے باہر آیا عرض کی کہ مین اب آپکا غلام ہون کہ آپکی بدولت مین نے اس بلا سے زندان
سے نجات پائی ہی سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ مین نے تجھے آزاد کیا جس طرف تیرا جی چاہے چلا جا
دیو گستہم نے عرض کی کہ غلام کہین نہ جائیگا سرکار کی خدمت سے اچھی واقفیت نہین ہی کہ مین کون ہون مین
وہ شخص ہون کہ مجھ سے اور اخضر زرد پوش سے مقابلہ ہوا تو میرا حال کھولے سلیمان صاحبقران نے

فرمایا کہ اخضر نمکحرام کو تو مین نے چیر کے پھینک دیا سرگذشت اسکی لائق بیان نہین ہی دلگو گستہم نے عرض کی کہ وہ
قابل اسیکے تھا یہ حضور کا اقبال ہی کہ ایسے زبردست نمکحرام کو جان سے آپنے مار ڈالا اس سے زیادہ زبردست
غلام آپ کو مل گیا فرمایا کہ اچھا تو میرے ساتھ رہ یہ فرما کے اس مقام پر آئے جہان اخضر کی لاش کے
ٹکڑے پڑے ہوے تھے طہمورث نے کہا کہ آپ کو اپنے رفیق سے بہت رنج ہوا ہوگا اب اخضر تو
زندہ نہین ہو سکتا مین اخضر کی جگہ خدمت کو حاضر ہون سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ تم مہمان ہو
ہمارے ہم تمھاری خدمت کرین یا تم ہماری خدمت کرو بعد اسکے لاش اخضر کی پھنکوا دی اور دیلو
گستہم ساتھ ہو لیا طہمورث پرور نے گستہم کی تعریف کی کہ اسنے مجکو بہت راحت دی جو میوہ
خمار جادو نے اسکے کھانے کو لا کے دیا تھا وہ اسنے مجھے کھلا یا سلیمان صاحبقران نہایت خوش
ہوے پریزادون نے پرون کا سایہ کیا کہ دھوپ نہ ہو چہرہ طہمورث کا سرخ ہو گیا تھا طہمورث نے کہا
کہ یہ کیا آفت ہی میرا جی گھبراتا ہی اسطرح کی بھولی بھولی باتین کرتا ہوا ہمراہ سلیمان صاحبقران کے
گلستان ارم مین آیا تمام پریزادون نے مبارکباد دی شمشہ جنی مسکراتے ہوے سامنے سلیمان
صاحبقران کے آئے سلیمان صاحبقران سمجھ گئے کہ انکو اپنے حاکم کی خوشی ہی کہ کہنا ملا رنج ہوا بس
اسی وقت ایک سو پارچہ کا خلعت شمشہ جنی کو دیا پریزادون نے حسب حیثیت طہمورث پر سے زر نچھاور
کیا نقارہ شادیانی بجے سلیمان صاحبقران نے اس خوشی مین صحبت جشن منعقد کی دو رکعت نماز شکرانہ
ادا کی طہمورث نے آئینہ کی پرستش کی اور سلیمان صاحبقران سے کہا کہ اس مذہب سے بہتر کوئی
مذہب نہین ہی تم اسے اپنے خدا ہو آئینہ دیکھو تو کیا جلوہ نظر آتا ہی جو جیسا ہوتا ہی خداوند آئینہ اسکو ویسا ہی دکھاتا
ہی سلیمان صاحبقران اسکی باتون پر ہنستے تھے اور فرماتے تھے اچھا تم پر وہ دنیا پرست صاحبقران دنیا کو سلاح
کر کے آئینہ پرست بنا گئے اس وقت مین بھی آئینہ پرستی اختیار کرونگا طہمورث نے کہا کہ مجھکو پروردہ دنیا پر
ترجیح دیجیے فرمایا کہ تم کہان جانا چاہتے ہو طہمورث نے عرض کی کہ مین شہر زرینہ مین جاؤنگا میرا بھائی
اور میری بہن اور والدین بہت پریشان ہونگے سلیمان صاحبقران نے سلیمان اعظم سے عرض کی
کہ میرا تو جی چاہتا ہی کہ یہ شان و شوکت کے ساتھ جاے اسلیے کہ جب یہ لشکر اسلام کے مقابلے مین ہوگا
تو سامان اسکا اچھا ہوگا ان لوگون کے پاس سامان طلسمی ہین یہ ابھی تک طلسم فتح نہین کر سکتا
اور نہین معلوم کہ اسکی قسمت مین فتاحی طلسم بھی ہی یا نہین سلیمان اعظم نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہی
اس وقت سلیمان صاحبقران نے اسلحہ طلسمی اور مرکب طلسمی منگوا کر دیا اور اسے سر تا پوش بنایا
اور چالیس خفتانون کے صندوق منگا کر سامنے رکھے سب یاقوت لگا کے طہمورث سے کہا کہ تم اپنے
ساتھ چالیس ہزار آدمیون کا لشکر جو رکھنا اسے اس لباس سے رکھنا یہ فرما کر صندوق کھول کھول کے
وہ خفتانین دکھائین شاہزادہ طہمورث بہت خوش ہوا بعد اسکے سلیمان اعظم نے فرمایا کہ بارگاہ نگین
حصار بھی دیدو سلیمان صاحبقران نے اس بارگاہ کو آراستہ کرایا اور طہمورث کو بارگاہ دکھائی
اور عنایت کی طہمورث نے کہا کہ آپ وہ شفقت کر رہے ہین جو والدین کرتے ہین بعد اسکے نیزہ رعد
مین کا گرز بھی عنایت کیا اور ایک نیزہ دیا جسکی دو زبانین تھین ایک تیغہ دیا جسکی یہ صفت تھی کہ ضرب
لگاتے وقت وہ ہاتھ بھر بڑھتا تھا نام اسکا تیغہ ضرب دراز تھا اور ایک سپر عنایت کی جسمین یہ صفت تھی
کہ تلوار بھی لون پر سپر کے آئینہ کے رہجاتی تھی حریف کے حملے سے تو چھوٹی نہ تھی یہ سب سامان اسے
دیکے سوا صاحبقران کے اور کسیکے پاس ایسا سامان تھا بعد اسکے دیوون کو بلا کے سب اسباب

اُنہیں لیے وایا اور طلیمور کو گلے لگا کے ارشاد کیا کہ اپنی خیر وعافیت سے فراموش نکرنا اور یہاں کبھی خط بھیجتا
رہنا لگا طلیمور نے عرض کی کہ میں کیسے بھیجونگا میرے پاس کونسا ذریعہ ہے آپ ڈیو دیو ہی کے قائم ہیں
فرمایا جب میرا نامہ یہ آوے تو اُسی وقت جواب تحریر کر کے روانہ کر دیا کرنا طلیمور نے عرض کی کہ
ایسا ہی ہوگا بلکہ وقت فرصت میں آپ کی قدمبوسی کو حاضر ہوا کرونگا غرضکہ طلیمور سب سے رخصت
ہوکر جانب پرزہ وینار روانہ ہوا دیو اُسکے سامان بار کیے ہوئے اُڑکر چلے گذر ملک سمار لقیہ کی طرف
سے ہوا دیکھا کہ دو جانب بڑی بڑی فوجیں پڑی ہوئی ہیں طلیمور نے ایک دیو کو حکم دیا کہ دریافت
تو کر کہ یہ کیا معاملہ ہے دیو زمین پر آیا انسان کی صورت بنکر دونوں طرف کا حال دریافت کر کے گیا اور
طلیمور شیر پرور سے بیان کیا نہیں سکے کہا دیوون سے کہ مجکو شہر لاجوردیہ کی طرف لے چلو
کہ مجھے لاجورد شاہ سے خوف لینا ہے اُس ملک کو فتح کر کے شہر زرینہ میں جاؤنگا اب دیوان
قاف شہر لاجوردیہ کی طرف متوجہ ہوئے لیکن

اب یہاں سے چند کلمے داستان شہر زرینہ کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ خورشید زرین کمر کو نہایت صدمہ ہی ہر کاروں کو برائے دریافت حال ہر شہر و دیار کی
طرف روانہ کر دیا ہے ایک کبھی سوداگر کا لاجوردیہ کی طرف سے شہر زرینہ میں آنا ہوا اُسنے کچھ
اشیا نوادر خورشید زرین کمر کو دکھایا لیکن انھوں نے کچھ التفات نہ کی سوداگر نے عرض کی کہ اگر
شہریار وشاہ ایسے ہی بے مقید ہیں کہ شکی تو ہمارا پیشہ بیکار ہو جاوے گا مال لانا چھوڑ کر گھر بیٹھ رہینگے
یہ سنکے خورشید زرین کمر نے کہا کہ جیسے میرا فرزند گم ہوا ہے مجھکو کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا
اگر وہ موجود ہوتا تو ان اشیا نادرہ کو خرید کرتا خوش ہوتا میں لیکر کیا کروں اور کسکے واسطے
اون سوداگر نے عرض کی کہ صاحبزادے کا کیا سن تھا اور کس مقام سے وہ گم ہوے ہیں ہر ایک
ملک میں جاتا ہوں شاید کہیں دیکھا ہو یا دیکھوں تو عرض کر دوں خورشید زرین کمر نے سن و
شکل و شمائل بیان کی اُسی وقت سوداگر کو وہ واقعہ یاد آگیا کہ ایک صاحبزادہ اسی شکل و شمائل اور سن
کا شہر لاجوردیہ میں اسیر ہو کے آیا تھا اور اُسنے قید توڑ کے دیو کو مارا تھا دربار لاجورد شاہ کو خون میں
لال کر دیا تھا مگر اُسکو خبر لے گیا تھا معلوم نہیں کہ جب یہ واقعہ گذرا ہے تو سوداگر اُسی وقت شہر لاجوردیہ
ہی میں موجود تھا سنتے ہی خورشید زرین کمر سے عرض کی کہ غلام نے شاہزادہ کو دیکھا تو تھا میرے
سامنے شہر لاجوردیہ میں انھیں عیار لے کے پہونچا تھا اور واقعہ اُسنے بیان کیا تھا کہ میں نے شکار پر
سے اسکو اسیر کیا تھا لاجورد شاہ نے بہت کچھ انعام اپنے عیار کو دیا تھا اور صاحبزادے نے بہت
سخت گفتگو کی تھی جس پر لاجورد شاہ نے برہم ہو کے حکم قتل دیا تھا انھوں نے قید توڑ کے دیو کو
مارا لیکن وہاں سے بھی اُنکو پھر لے گیا تھا یہ سن کے خورشید زرین کمر کو نہایت غصہ آیا
کہ فرزند میرا لاجورد شاہ ہی کی وجہ سے مجھسے بچھڑا اُسیوقت اُسنے حکم دیا کہ لشکر میرا تیار ہو میں
ابھی جاؤنگا اور شہر لاجوردیہ کو تاخت و تاراج کر دونگا سکندر آشفتہ سمت کو بھی طلیمور
کے گم ہونے کا ملال تھا اُسنے دیو غنداق کو پیکر کو طلب کیا جس وقت دیو غنطاق حاضر ہوا
تو سکندر نے کہا کہ تم ساتھ خورشید کے جاؤ اور جو یہ کہیں وہ کرو دیو غنطاق لقابہ اُسکے
ساتھ ہوا لشکر خورشید جانب شہر لاجوردیہ روانہ ہوا جس وقت لشکر قریب پہونچا تو خبر

لاجوردشاہ کو ہوئی کہ خورشید زرین کمر نے فوج کشی کی ہے اسوقت لاجوردشاہ نے اپنی فوج کو
بھی شہر کے باہر مورچہ بندی کا حکم دیا لاجوردشاہ کی فوج بھی بیرون شہر آکر خیمہ زن ہوئی اور خود
لاجوردشاہ بھی آیا دوسرے روز صبح کو گرد اڑی اور خورشید زرین کمر مع نقابدار سیاہ پوش کے
پہونچا اور لشکر اپنا بمقابل لشکر لاجوردشاہ اتارا بارگاہ ایستادہ ہوئی جب شام ہوئی تو خورشید زرین کمر
نے حکم دیا کہ نقارے طبل جنگ اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی ادھر لاجوردشاہ
نے کوس حربی بجوادیا دونوں لشکروں میں تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں تمام رات تیاری جنگ
میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوئے کوئی دو لاکھ آدمی اسطرف
تھے اور اسیقدر اس طرف بھی تھے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جسوقت نقیب نسب دیکر
بیٹھ گئے تو لشکر لاجوردشاہ سے ہزبر کوہی نکلا اور میدان میں آکر پکارا کہ ای آئینہ پرستو
تمھارے دل میں اس شخص کی طرف سے کدورت آئی ہے جو برادرزادہ خداوند زبرجد شاہ ہے ایسے
کہ خداوند تم پہ غضب نازل کریں تو تم کہیں کے نہ ہو گے یہ سنکے نقابدار سیاہ پوش سامنے
ہزبر کوہی کے آیا اور کہا کہ کیا جھک مارتا ہے کوئی خداوند خداوند آئینہ سے بہتر نہیں ہے جسکے
جلوے سے تمام عالم روشن ہے جیسا شخص اسکے دیکھے ویسا ہی دوسرا بھی اسکو نظر آتا ہے لاضرب
آتی اور دیکھو تماشہ قدرت خداوند آئینہ کا تو جب ان پہچانے گا ایک کی دو نظر آنے لگیں گی یہ
سنکے ہزبر کوہی نے نیزہ مارا نقابدار سیاہ پوش نے چند ہی طعن میں نیزہ ہاتھ سے ہزبر کوہی
کے نکال دیا اسوقت ہزبر کوہی نے غصہ میں آکر تلوار ماری نقابدار نے وار اسکا رد کرکے جو اپنا
وار کیا ہزبر کوہی کے دو ٹکڑے ہوگئے اسی وقت لاجوردشاہ نے ادہم شتر گردن کو بہ
مقابلہ بھیجا اس سے بھی دیر تک شمشیر زنی رہی آخر ادہم بھی ہاتھ سے نقابدار کے مارا گیا شمشیر [illegible]
قوی بازو نکلا یہ بھی مارا گیا شام تک تین نقابدار نے سترہ سردار کو جان سے مارا اور پانچ کو ایسا زخمی کیا کہ وہ جان بلب ہوگئے
لاجوردشاہ کے جی چھوٹ گئے کہ یہ نقابدار تو بلا ہے پھر شام ہوتے طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھر کر اپنی
اپنی فرودگاہ پر آئے خورشید نے پھر کوس بجوادیا مگر لاجوردشاہ پر ایسا خوف نقابدار کا طاری ہوا
کہ بھاگ کر قلعہ بند ہوا جب صبح ہوئی تو خورشید کو خبر پہونچی کہ لاجوردشاہ نے گریز کی اور قلعہ
میں چھپا ہے کہاں جائے گا نقابدار سے کہا کہ قلعہ پر یورش کرو میں بغیر اسکو مارے ہوئے
قرار نہ لونگا نقابدار نے سامنے قلعہ کے خیمہ برپا کیا اور طبل بجوادیا اسوقت لاجوردشاہ گھبرایا
اور اپنے عیار سے کہا کہ کسی طرح اس نقابدار کو یا اسکے بادشاہ کو چرالا بغیر اسکے جان بچتی نظر نہیں
آتی ہے کل یہ نقابدار دھاوا کرکے قلعہ کو بھی سر کریگا سب اسیر ہوکر قتل ہوجائینگے یہ سنکے
لک لک پا بلا کا عیار ہے اسنے کہا کہ میں جاتا ہوں یہ رات کو قلعہ سے نکلا لباس شہر والوں کا
آراستہ کرکے جانب لشکر خورشید زرین کمر روانہ ہوا جب قریب لشکر پہونچا تو درختوں [illegible]
کی بنائی گٹھا لکڑیوں کا سر پر رکھ کے لشکر میں داخل ہوا جسنے دام پوچھے اسقدر بتاتا کہ کسی نے
لکڑی نہ خریدی پھرتا ہوا [illegible] کہ یہ قریب خیمہ خورشید کے پہونچ گیا باورچی خانہ خورشید کا خیمہ سے قریب
تھا لکڑی کی ضرورت بھی تھی سب لکڑی خرید لی گئی اور دام دیے گئے اور کہا کہ اور تھوڑی
لکڑی جا کے لے آ اسنے کہا کہ اتنی رات ہو گئی ہے صبح کو جتنی لکڑی کہیگا لادونگا میں تو اس
جنگل کا ٹھیکہ لیے ہوئے ہوں میری حیثیت پہ نہ جائیے روپیہ بغیر اسکے جمع نہیں ہوتا ہے کہیے تو رات کو

بہین پڑے ہون لوگون نے کہا کہ کیا نقصان ہے پڑا رہنے دو یہ اسی جگہ پڑا رہا جب رات ہوئی اور سب
سو گئے تو یہ اپنے مقام سے اٹھا اور پشت خیمہ کی طرف آیا قنات چاک کرکے پروانے بیہوشی کے
شمع پر بار سے پروانے جلے اور دود بیہوشی منتشر ہوا جو دو ایک باری دار بیٹھے تھے وہ اور بھی غافل ہوگئے
چالاک لک لکا خیمہ مین آیا خورشید کو بیہوش کرکے چادر عیاری مین باندھا اور پشتارہ پشت پر لگاکے
خیمہ سے نکلا طلایہ کے سوارون کی نگاہون سے بچتا ہوا قلعہ کی طرف روانہ ہوا کچھ رات باقی تھی کہ قلعہ مین پہونچ
گیا اور خورشید کو سامنے لاجورد شاہ کے ڈال دیا لاجورد شاہ نے اسیر قفل و زنجیر کرکے زندان مین بھجوا
دیا یہان جو باری دار باری بدلوانے کی غرض سے آئے تو دیکھا کہ پشت خیمہ کی چاک ہے بادشاہ سہری پر
نہین ہے انہون نے شور کیا کہ بادشاہ کو کوئی چرا لے گیا لاہور یہ شور سن کے اندر خیمہ کے آیا پٹہیر عیار کی
کا پایا پہچانا اور کہا کہ جو عیار طہمور کو گرفتار کرتے لے گیا تھا وہی آ کے ابھی لے گیا رونے لگا کہ ہائے
جدائی کا داغ ابھی دل سے نہین مٹا تھا کہ باپ کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا یہانتک شور و غوغا ہوا کہ نقابدار
سیہ پوش کو خبر ہوئی نقابدار نے کہا کہ صبح کو دیکھا جائے گا جب صبح ہوئی تو نقابدار سیہ پوش لشکر کو لیکر
قلعہ کی طرف چلا اہل قلعہ نے توپین مارنا شروع کین ہمراہیان نقابدار مین سے دو سو آدمی کام آئے
اور باقی پلٹ گئے لیکن نقابدار گھوڑون کو گرد کرتا ہوا برلب خندق جا پہونچا یہان اہل قلعہ نے خورشید زرین کمر کو
لاکر زیر تیغ بٹھا دیا اور نقابدار سے کہا کہ اب اگر قدم آگے بڑھایا تو ہم تمہارے بادشاہ کو قتل
کر ڈالینگے نقابدار پریشان ہوا کہ اب کیا کرون کہ ناگاہ آسمان سے آواز نقارہ کی گوش زد ہوئی نقابدار
سیہ پوش اور اہل قلعہ آسمان کی طرف متوجہ ہوئے دیکھا کہ ہزارہا دیو سامان شاہانہ سے چلے آتے
ہین اور ایک دیو دراز قامت کی گردن پر شاہزادہ طہمورث شیر سوار ہے لیکن طہمور نے جو اپنے باپ
کو زیر تیغ بیٹھے دیکھا ایک دیو سے کہا کہ جلد جا کے انہین اٹھا لا دیو ڈانک کے گرا اور خورشید کو اٹھا
لے گیا اسوقت طہمور نے نقابدار کو آواز دی کہ گھس جا قلعہ مین نقابدار گھوڑا بڑھا کے قلعہ کی طرف چلا اہل قلعہ
نے دیکھا کہ اب جان نہین بچتی ہے سب چادر ہلانا شروع کی اور امان مانگی طہمور نے کہا امان اس شرط پر
ہے کہ خداوند آئینہ کو سجدہ کرو لاجورد شاہ نے کہا مجھے قبول ہے طہمور نے نقابدار سیہ پوش کو منع کیا
لاجورد شاہ نے دروازہ قلعہ کا کھول دیا اور چند رفقا کو ساتھ لیکر نکلا ادھر دیو شاہزادہ طہمورث شیر سوار
کے زمین پر اترنے لگے لاجورد شاہ یہ دیکھکر زرد ہوگیا کہ اگر اسنے کسی دیو سے اشارہ کیا تو وہ کھا ہی لیگا
ہاتھ باندھے ہوئے کانپتا ہوا سامنے طہمورث شیر سوار کے آیا چونکہ نقابدار سیہ پوش دراصل دیو ہے یہ
قریب آیا اور اپنے بھائیون کو دیکھکر خوش ہوا خورشید زرین کمر نے اپنے فرزند کو دیکھا نہایت
شاد ہوا پوچھا کہ اے فرزند تم کہان گئے تھے طہمور نے بیان کیا کہ بیٹے تو مین اسی باغ مین آیا تھا لاجورد شاہ
کا عیار مجھے لے آیا تھا جب یہان جنگ کی نوبت آئی تو ایک دیو مجھے پنجہ مین لے کے اٹھا لیگیا مین نے پرستان مین
جاکر اسکے چچا کو مغزانے سے معقول دی وہ آیا اور جن کو لے آیا تمام واقعات اس سے کہا کانپتا تھا نام اسکا اخضر
زرد پوش تھا صاحبقران قاف کا رفیق تھا مین نے اخضر کو ذلیل کیا اس سلسلہ سے صاحبقران قاف
مجھ سے محبت کرنے لگے اور میری دشمنی پر اپنے رفیق کو مار ڈالا اور مجھے فن سپہگری تعلیم کیا اور بارگاہ اور
اسلحہ و آلات حرب اور یاقوت نگار چالیس ہزار جھاتیں عنایت کین مین انکا ممنون ہون یہ کہکر سب
سامان اپنا خورشید کو دکھایا خورشید نہایت خوش ہوا شاہ طہمورث شیر دل آخر بیٹا ئی سے لپٹا شاہزادے
نے شاہ طہمور کو بہت سا زر و جواہر عنایت کیا بارگاہ بپا ہوئی لاجورد شاہ آئینہ پرست ہوا تمام ملک

لاجوردیہ کو آئینہ پرست کیا اور وہان سے کوچ کر کے طرف شہر زرینہ کے روانہ ہوے یہ خبر سکندر
آئینہ پرست اور زربان شاہ کو ہوئی کہ شاہزادہ طیمور پرستان سے تا ملک لاجوردیہ مین آیا اب
اس طرف آتا ہے اور بڑے جاہ و حشم کے ساتھ آتا ہے پس یہ دونون شاہ و وزیر براے استقبال روانہ
ہوے پیشوائی کر کے طیمور شیر پیکر کو لاے شاہزادہ محل مین داخل ہوا ہن آنکی آنے کی چھٹی اور خوش ہوئی
بالکہ بلا گردان ہوئی تصدق اترنے لگے جشن خوشی ہوا جب ان سب باتون سے فرصت پائی تو شاہزادہ طیمور
شیر پیکر نے خورشید زرین کمر سے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ مین خروج کرون اور دین آئینہ پرستی کو رواج دون
خداوند قہر آئینہ نے مجکو صاحبقرانی کی قوت عطا فرمائی ہے خورشید نے کہا کہ پہلے کس طرف چلنے کا قصد ہے طیمور
نے کہا کہ ملک باختر مین کوئی شخص ہے کہ نام اسکا خداوند ساریق کر کے مشہور ہے بہت بڑا لشکر اسکا ہے
اور اسی کے مقابلہ مین لشکر خداپرستون کا اترا ہوا ہے وہین چلنا چاہیے اگر اس مرحلہ کو سر کر لیا تو تمام دنیا کو فتح
کر لیا مین اپنی آنکھون سے دیکھتا چلا آتا ہون کہ وہان ایک عالم جمع ہے کرورہا خداپرست اور اسیقدر ساریق پرست
جمع ہین خورشید زرین کمر نے کہا کہ جو تمھاری راے ہو مگر مین ساتھ چلونگا طیمور شیر پیکر نے کہا کہ بہتر
ہے سکندر آئینہ پرست اور زربان شاہ اور لاجورد شاہ نے کہا کہ ہم بھی چلینگے فرمایا جسکا جی چاہے
چلے ان سب بادشاہون نے انتظام سلطنت وزراے کے سپرد کیا اور ایک ایک سپہ سالار کو تھوڑی فوج
کے ساتھ حفاظت ملک کے واسطے چھوڑ کر نگرانی سب شہرون کی نقابدار سیہ پوش کے سپرد کی کہ یہ ہر مقام پر
گشت لگاتا رہے لیجا اسکے ساتھ لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے یہ تینون بادشاہ ساتھ ہوے شاہزادہ
طیمور نے چالیس ہزار سوار منتخب کر کے انکو ہمراہ رخ خفتان پہنائین بارگاہ زرین حصار
ساتھ لی اور مرکب نسیم پرستان پر سوار ہو کے جانب ملک ساریقیہ روانہ ہوے انکو تو راہ
مین چھوڑا جاتا ہے —

اور اب پھر داستان ملک ساریقیہ کی آغاز ہوتی ہے مخمس

دکھلانے لگے طرفہ ادا دیکھ کے مجھکو
اور اسکے سوا کچھ نہ کہا دیکھ کے مجھکو
کیا خوب نکالی یہ جفا دیکھ کے مجھکو
کچھ کرنے لگے ذکر وفا دیکھ کے مجھکو
ہونے لگا پیدا ہی گلہ دیکھ کے مجھکو

کیون آپ نے غصہ کیا دیکھ کے مجھکو
کرتے نہین کچھ شرم وحیا دیکھ کے مجھکو
دکھلاتے ہو کیون اپنی وفا دیکھ کے مجھکو
اغیار سے ہے ناز وادا دیکھ کے مجھکو
اتراتے ہو ہان اور ذرا دیکھ کے مجھکو

کہتا ہے ہر اک اسکی ثنا دیکھ کے مجھکو
بنتے ہین سبھی اہل وفا دیکھ کے مجھکو
دیتا ہے ہر اک انکو دعا دیکھ کے مجھکو
دشمن نے بھی دم انکا بھرا دیکھ کے مجھکو
یاد آگئی کیا انکی ادا دیکھ کے مجھکو

بن جاتا ہے سجدہ بھی وہ کیا دیکھ کے مجھکو
کمبخت نے بوسہ بھی لیا دیکھ کے مجھکو
اتراتا ہے وہ کج ادا دیکھ کے مجھکو
کی ہجر نے دانستہ خطا دیکھ کے مجھکو
اب اڑنے لگا آسمان دیکھ کے مجھکو

بیکار مجھے خوش کیا بیکار وہ آیا ✣ ✣ تسکین نہ مجھے دے سکے تڑپا اور رلایا

سرداران نامی وگرامی کی برپا ہین اور ایک بہت بڑی بارگاہ برپا تھی یہ اسلیے تھی کہ بعد طبل بازگشت
بجنے کے اور صبح کو سب سردار اُس بارگاہ مین جمع ہون اور پھر میدان کارزار مین یا اپنے اپنے
مقام پر جائین جسوقت صفین آراستہ ہوچکین اور نقیب نقابت کرکے جاچکے تو لشکر کفار سے
عفریت عربدہ جو اپنی کرگدن کو بڑھا کر سامنے فیلسوف سارلیق کے آیا آتے گھٹنے سے سجدہ کیا
اور اجازت میدان چاہی سارلیق نے کہا کہ جا تجھے اپنے دست قدرت کی نگہبانی مین دیا عفریت
عربدہ جو بار دگر مرکب پر سوار ہوکے میدان مین آیا سر اُٹھا میدان کا دکھایا نیزے کے ہاتھ نکالے
جب خوب سلح شوری کرچکا تو نیزہ زمین پر گاڑ کے اور دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ باش ای
گروہ خدا پرستان و فرقہ مسلمانان جسکو تمناے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلے کو بڑھے
یہ کہتا تھا کہ تہمتن گرد رفیق خاص و سپہ سالار شاہزادہ رفیع البخت نے مرکب اپنا صف سے نکالا
اور سامنے تخت بادشاہی کے آکر اجازت میدان چاہی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے اور جام رخصت
عنایت ہوا تہمتن گرد جام پیکر بار دگر مرکب پر بیٹھ کر میدان مین آیا بعد گفتگوے بسیار عفریت
عربدہ جو نے نیزہ مارا تہمتن گرد نے نیزے کو اُسکے نیزے پر لگا تھا طعنین چلنے لگین تہمتن گرد بھی
بڑا سردار ہے رفقاے رفیع البخت مین سب سے زیادہ زبردست ہے اور عفریت عربدہ جو بھی سارلیق کی
بارگاہ مین شمار کے پہلوانون مین ہے لوگ غور سے دیکھ رہے ہین کہ آخر یہ تہمتن گرد نے نیزہ کو نیزہ پر لیا اور ایک
الیسا بند باندھا کہ نیزہ ہاتھ سے عفریت کے نیزے سے اُڑ کر گرا بس لشکر اسلام سے احسنت و مرحبا کی صدا
بلند ہوئی اور عفریت عربدہ جو نیزہ برابر آب خجالت مین غرق ہوگیا دوڑ کر اپنے ارادے پر سے اپنا ساطور
لیا ساڑھے نو سو من کا ساطور سر پر جرح دیکھ تہمتن گرد پر مارا تہمتن گرد نے سپر بلند کی لیکن ہر حربہ سپر سے
رد نہین ہوتا ہی سپر قلم ہوئی تہمتن نے تیغ کھینچی کہ کھینچا ساطور گردن مرکب پر پڑا گردن مرکب کی قلم ہوئی مرکب نے
چرخ مارا تہمتن کود کے علیحدہ ہوا اور تلوار کھینچی مرکب کو عفریت کے پی کرد یا عفریت بھی کود کے گھوڑے سے
کودا اور خنجر کھینچکر چلا کہ تو نے میرے مرکب کو پی کیا مین بے تجھے کب چھوڑون گا یہ کہکر تہمتن گرد کو خنجر مارا
تہمتن گرد نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا دونون لپٹ گئے کشتی ہونے لگی تمام دن کشتی رہی رات کو بھی
علیحدہ نہوے دوسرے روز پانون تہمتن کا ٹوٹا لوگ آگرا سے اُٹھا کے لے گئے عفریت عربدہ جو
میدان سے پھر آ کفار نہایت شاد و بشاش ہوئے اہل اسلام تہمتن گرد کو شفاخانے لے گئے رفیع البخت
نے اپنے رفیق کو تسلی دی کہ جنگ دو سردار دکیا اجازہ ہے سارلیق نے پھر طبل جنگ بجوادیا دوسرے
روز جب فوجین وعدہ گاہ مصاف مین آکر صف آرا ہوچکین تو پھر عفریت عربدہ جو میدان مین آیا اور پکارا
کہ ای خدا پرستو دیکھا تمنے کہ مین نے کیا حالت کردی تمہارے ساتھی کی یہی حالت اُسکی ہوگی جو میرے
مقابلے کو آئیگا مین مثل دیگران نہین ہون جنکو پست کرکے تمہارا یہ حوصلہ بڑھا کہ خداوند سارلیق پر
تم چڑھ کے آئے یہ سنکے قران فیل سوار رفیق شاہزادہ گوہر نگار و بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر
عفریت کے مقابل ہوا عفریت نے ساطور مارا کہ قران فیل سوار زخمی ہوا دن بھر مین عفریت نے
دو سرداروں کو شہید کیا اور پندرہ کو زخمی کرکے میدان سے پھر گیا کفار نہایت شاد و بشاش گئے
اور اہل اسلام کو کمال رنج ہوا غضنفران صاحبقران کو خیال ہوا کہ اب یہ ہون بغیر مقابلہ کرنا کے نکلے
ہرگز پست نہوگا جب پھر صبح ہوئی اور دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے تو پھر عفریت
میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا اِس طرف سے لشکر دارائے ہند طلحہ بن لشدہور کے علم جاوہ گر

آ گئے اور طلیحہ نے بھی اپنا صف سے نکالا سامنے بادشاہ اسلام کے آ کر اجازت میدان مانگی ندیا یا جاؤ حافظ
حقیقی نگہبان ہے طلیحہ بادیگر مرکب پر سوار ہو کے میدان میں آ گیا اور عفریت کو للکارا کہ او ملعون زخمی
ہونا سرداروں کے واسطے عیب کی بات نہیں ہے تو فخر کس بات کا کرتا ہے عفریت نے کہا کہ تو
مقابلہ کر دیکھوں تو کہ تو کیسا ہے طلیحہ نے کہا کہ لا جو اپنا پھر دیکھ کہ میں کیسا ہوں عفریت عربدہ جو نے
وہی ساطور مارا طلیحہ نے ضرب ساطور کو گرز پر روکا اور خبردار خبردار کہکر گرز مارا عفریت نے ضرب
طلیحہ کی دستہ ساطور پر روکی مگر مرکب مارا گیا کہا اے ہندی اگر ایکی ضرب میری تو روک لے تو جانوں
یہ کہکر مرکب طلب کیا اور دوسرے مرکب پر سوار ہو گئے پھر ساطور مارا طلیحہ نے پھر گرز کو چہرے کی
پناہ کیا پھل ساطور کا گرز میں در آیا اور ٹوٹ کر رہ گیا دستہ پیشانی پر طلیحہ کے پڑا کہ سر زخمی ہوا
تیورا گئے عفریت نے کہا لیجا کر اس ہندی کو جس پر صاحبقران کو بہت ناز تھا لوگ آئے اور طلیحہ کو
میدان سے پھیر لائے پھر کوئی اور اسکے مقابلہ کو نہیں نکلنے پایا تھا سارلق خوش ہو ہو کے تقدیر پر
بکھار رہا تھا کہ اے بندگان من دیدی قدرت مرا کہ یکایک از پردۂ بیابان گرد سے بدہا سمت مگر گرد
تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بہ آسمان رسیدہ دیا سے گرد و زمین تپیدہ شد آسمان ایک آسمان خاکی نمودار
تھا سب دیکھنے لگے کہ یہ اتنا بڑا لشکر کسکا آتا ہے جسنے طبقۂ زمین کو ہلا دیا ہے کہ ایک مرتبہ دست ہوا سے
دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گروہ سے ساٹھ سو علمہائے لاجوردی و زرنگار و سرخ نشانہ سات لاکھ سوار
و پیدل کی جمعیت کا نمودار ہوئے آگے آگے دو بارگاہوں کے اٹھالے بار چالیس ہزار یاقوت پوش
آستے آگے آگے ایک طفل حسین و جمیل مرکب باد رفتار پر سوار ودانہ سبزہ ہاتھوں میں چہرہ مانند آفتاب کے
چمکتا ہوا کوئی چودہ برس کی عمر سبزے کا آنا ابھی نہیں ہونے پایا ہے کہ آئینہ رخسار کسیقدر غبار آچلا ہے جو سبزہ
نکلے دو ایک سال میں ظاہر ہوگا اور تین بادشاہ ایک زرین پوش دو سلے سرخ پوش ایک دلا دوسری رنگ
کا لباس پہنے ہوے نمودار ہوے ہمراہ رکاب اس طفل کے ایک عیار بھی اسی سن وسال کا مگر نہایت
چالاک اہل اسلام اور کفار حیرت سے دیکھتے ہیں کہ یہ کیا معاملہ ہے طفل نوعمر نے ایک مقام تجویز کرکے قیام کیا
اور بارگاہیں برپا ہونے کا حکم دیا ادھر تو بارگاہیں برپا ہونے لگیں ساز و سامان اسکا دیکھکر اہل اسلام متحیر تھے
کہ یہ سامان اسنے کہاں سے درست پایا ہوا علموں میں نیچہ کی جگہ آئینے نصب تھے سرکار سے دونوں طرف
کے پلہ سے دریافت حال روانہ ہوگئے تھے آکر عرض کی کہ مذہب ان لوگوں کا آئینہ پرستی ہے طہمور شیر پرور
نے اپنے چالیس ہزار سرخ پوشوں سے رخ میدان کا کیا فوج پشت پر سے جا کے کھڑی ہوئی
یہاں عفریت نے پھر نعرہ مارا آکر جبر خود شہنشاہ گوہر کلاہ نے مرکب کو اپنے چھیڑا اور بادشاہ اسلام سے
اجازت لیکر سامنے عفریت کے آئے عفریت نے وہی ساطور آتشیں کئی بار شہنشاہ گوہر کلاہ نے چاہا
کہ دستہ ساطور پر ہاتھ ڈالوں کہ گھوڑے نے سکندری کھائی خود سر سے گرا ساطور سر پر بیٹھا تا وا بروا تر
آیا وہ استادانہ وار کہ ساطور چھینا کہ سر سے نکلا اور چادر خون کی سر سے باہر آئی لوگ آکر شہنشاہ گوہر کلاہ
کو لے گئے عفریت نے پھر مبارز طلب کیا تھا کہ طہمور نے گھوڑا اٹھا دیا اور آکر اس زور سے لگا در
ماری کہ مرکب عفریت کا سامنے سے ہٹ گیا عفریت نے کہا اے طفل میں نے خدا پرستوں کے تو جی چھوڑا
دیئے ہیں تو کیا سمجھ کر میرے مقابلہ کو آیا ہے طہمور نے فرمایا کہ او ملعون میں نے دیوان قاف کو تو
پست کر دیا ہے تو انسان ہو کر مجھسے سامنا کریگا ہرگز نگاہ بھی تو نہ ملا سکے گا عفریت گھورنے لگا طہمور نے
آنکھوں میں آنکھ ڈالی بس فوراً عفریت کی آنکھ جھپک گئی طہمور نے کہا وہ مارا عفریت ہنسا کہ ابھی

تاسوار ابھی نہین کھینچی ہی اور تو نے اپنے نزدیک مجھے مار لیا طیمور شیر سرور نے کہا کہ جسکو نگاہ سے مارڈ اسکو
جان سے مارنا کیا دشوار ہی عفریت نے نیزہ مارا طیمور نے دونی تین طعنون مین نیزہ کو اسکے نیچے
نیزہ سے الجھا کے جو جھٹکا مارا نیزہ تین جگہ سے ٹوٹ کے ہاتھ سے نکل گیا ہر طرف سے صدائین واہ واہ کی
بلند ہوئین صاحبقران غور سے دیکھنے لگے کہ یہ لڑکا تو قیامت کا چالاک معلوم ہوتا ہی بس عفریت نے
ساطور پر ہاتھ ڈالا اور کہا کہ اے طفل مجھے تو تجھپر رحم آتا تھا مگر معلوم ہوا کہ تو رحم کے قابل نہین ہی اجل تیری سر پر
کھیل رہی ہی لے خبردار ہو جا یہ نہ کہنا کہ آگاہ نہ کیا تھا یہ کہکر ساطور گران سنگ ساڑھے نو سو من کی ضرب
کو اٹھا کر اور سر پر پیچ دیکر مارا بس طیمور نے مرکب کو اشارہ کیا کہ مثل برق کے کوندکر زیر بغل جا پہونچا طیمور
نے آنکھ ساطور سے ملائی اور دستہ پر ہاتھ ڈال دیا اور ایسا جھٹکا مارا کہ عفریت اوندھے منھہ گردن مرکب پر آرہا بس
دوسرا ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو عفریت کو مثل زین سے اٹھا لیا اور سر پر پھرا کر زمین پر مارا کہ
عفریت چاروں شانے چت گرا طیمور نے اپنے عیار سے کہا کہ باندھ لے مشکین اسکی عفریت اس زور سے
گرا تھا کہ اٹھ نہ سکا عیار نے مشکین باندھ لین اور نقارہ لیکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا طیمور طبل بازگشت بجا کر
میدان سے پھر گیا کفار منھہ دیکھ کے رہ گئے ساربق نے کہا اے بندگان من دیکھا تمنے مین نے کیسا خوب جادو رست
اور زور آور لڑکا پیدا کیا ہی آج یہ اس طرف آ گیا اب مین اس سے ان خدا پرستون کو شکست کراؤنگا اب طبل جنگ
نہ بجواؤنگا ادھر اہل اسلام شان و شوکت طیمور شیر سرور کی دیکھ کر وجد کرنے لگے خصوصاً سہراب بن رستم تو عاشق
ہو گیا جب رات ہوئی تو آفات بیرنگ ساز عیار نے لباس شبروی تن پر آراستہ کیا صورت اپنی جوگی کی سی
بنائی اور جانب لشکر طیمور روانہ ہوا دیکھا کہ بازار لشکر کا کھلا ہوا ہی فوج کے سپاہی سودا خرید رہے ہین
یہ ایک ایک دوکان پر نظارہ بجا بجا کے گاتا ہوا اور زندانخانہ کو تلاش کرتا ہوا قریب دس بجے کے اس مقام پر
پہونچا جہان عفریت بدبخت کو قید کیا تھا جب اسنے سمجھ لیا کہ عفریت اسی خیمہ مین قید ہی تو نگہبانان زندان
کیساتھ بیٹھ کے گانے مین مصروف ہوا ایسے ایسے مسخرے پن سے گاتا کہ لوگ بہت ہنسے ہنستے ہنستے دو دو
پیٹ پکڑ پکڑ کے لوٹ گئے پھر کہنے لگا کہ دن بہت سے دور ہی رات زیادہ آگئی ہی اگر مضائقہ نہ ہو تو
یہین پڑ رہوں ایک سپاہی نے کہا کہ مزاج ہمارے افسر کا کڑا ہی ایسا نہو انکے خلاف ہو اور
ہمپر عتاب آئے دوسرا رحمدل تھا اسنے کہا کہ انکو خبر کون کریگا یا وہ کچھ دیکھنے کو آئینگے غریب ہی پڑا رہنے دو
صبح کو یہ چلا جائیگا یہ مکار وہین لیٹ رہا جب دو پہر رات گذر گئی تو دیکھا اسنے کہ دو سپاہی جاگتے ہی
ہین اور باقی سو رہے ہین بس یہ اپنی جگہ سے اٹھا اور کہا کہ چلم پیجئے تو بھرون سپاہیون نے کہا کہ ہم
اسی شغل مین ہین رات کاٹنا ہے اسنے چلم بھری اور ایک سپاہی کو دی اسنے دم لگا کر دوسرے کو دی جب
دونون نے ایک ایک دو دو دم لگائے نشہ سر پر چڑھا تو اس غریب کو بھی دی اسنے چلم نہین پی کہا کہ کیون
نہین پیتا جواب دیا کہ تمکو تو مین نے زہر کی چلم پلا دیا اب کیا جانا اچھے کیونکر زہر ہی ہون یہ کہکر ہنسنے لگا
وہ دونون غصہ مین اٹھکر دوڑے کہ تونے ہمین زہر پلا دیا تو ہم تجھے کب چھوڑینگے اٹھتے ہی ہوا لگی بیہوش ہو
طمانچہ مارا سر چکرایا بیہوش ہو کر دھم سے گرے آفات نے لہو کیا دونون کو ذبح کرکے اندر زندان کے
آیا اور عفریت کو سلام کرکے سوہان سے قید کاٹنے لگا تھوڑے تھوڑے نشان اسنے دیکھکر کہا
زور کیجئے قید توڑ کے اور یہان سے نکل چلیے یہ سنکے عفریت خوش ہوا کہا اے آفات بیرنگ ساز
یہ لڑکا نہین کوئی بلا ہی اس زور سے جھٹکا دیا کہ ورنہ سلیمان چور ہو جاتین ہڈی کی ہڈیان درد سے کیکر مشکل
قید توڑی اور آفات بیرنگ ساز کے ہمراہ زندانخانہ سے نکلکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا

تھوڑی دور پہونچا ہوگا کہ صبح ہوگئی اہل اسلام مصروف نماز تھے کفار یا خداوند سارلیق کے نعرے
کر رہے تھے عفریت پاپیادہ بھاگا ہوا جارہا تھا وہاں شاہزادہ طیمور کو خبر ہوگئی کہ قیدی چھوٹ گیا
اور اپنے لشکر کی طرف جارہا ہے بس اسیوقت مرکب پر بیٹھ کے تلوار ہاتھ میں لے لی اور تعاقب میں عفریت
کے روانہ ہوا عیار بھی گوشہ زین پکڑ کے ساتھ ہولیا اڑتا ہوا چلا لشکر میں ہلڑ ہوگیا صاحبقران صبح
کو پاس سے باہر نکلے ہوئے ٹہل رہے تھے کہ دیکھا طیمور تن تنہا مرکب اڑائے ہوئے لشکر کفار کی طرف
جارہا ہے ہرکاروں کو روانہ کیا کہ خبر لاؤ یہ ادھر کس واسطے جاتا ہے ہرکارے روانہ ہوئے شاہزادہ سہراب
ثانی اپنے خیمہ سے نکلے ہوئے اس فکر میں کھڑے تھے کہ کیونکر سلسلۂ ملاقات اس طفل شیر دل سے
پیدا ہو کہ اپنی آنکھوں سے طیمور کو ادھر جاتے دیکھا بس اُنسے ضبط نہوسکا سمجھ گئے کہ کوئی آفت ضرور ہے
جلدی سے مرکب طلب کیا اور بیٹھ کر پشت مرکب پر جانب لشکر سارلیق روانہ ہوئے وہاں آفات نگار
نے جو یہ آفت دیکھی کہ طیمور شعلہ جوالہ بنا ہوا چلا آتا ہے یہ تو کسی جھاڑی میں دبک رہا اور عفریت سے کہا
بھاگ ورنہ قضا قریب ہے پس وہ جلدی سے بھاگ کر اُس بارگاہ میں گھس گیا جہاں سرداران سارلیق صبح کو جمع
ہوتے تھے آج کل سردار تو ابھی نہیں آنے پائے تھے لیکن تین چار سو سردار بیٹھے تھے کہ عفریت
بھاگ کے پہونچا کہا مجھے بچا ساتھ ہی طیمور بھی مع مرکب اندر بارگاہ کے درآیا اور سر پر عفریت کے
پہونچ گیا ایک ڈنگل آہنی رکھا ہوا تھا جو خاص دیووں کے بیٹھنے کو بنا تھا عفریت اُس ڈنگل کے
نیچے چھپا بس طیمور نے دوڑ کر کھینچ ضرب درازکا ایک ہاتھ ایسا مارا کہ مع ڈنگل عفریت کے دو ٹکڑے
ہوئے سردار کفر سے کہ یہ کیا آفت آئی اتنے میں سہراب بھی جا پہونچے اور بے اختیار تعریف
کی کہ کیا ہاتھ مارا ہے سرداران سارلیق حیران تھے کہ ڈیڑھ ہاتھ کا بچہ اور کئی گز کا ڈنگل دو ٹکڑے
ہوگیا یہ کوئی بلا ہے اس سے لڑنا اچھا نہیں جب دیکھا طیمور نے کہ کوئی مقابلہ کو نہیں اُٹھتا تو اُسنے عیار
سے کہا کہ یار جلد آتشبازی شاہا ہوا شیر دل نے حقہ آتشبازی مارنا شروع کیے بارگاہ میں آگ لگ
گئی شعلے بھڑکنے لگے سردار اٹھ اٹھ کے بھاگے طیمور ہنسا کیا جب سب بھاگ کے چلے گئے تو خود
بھی بارگاہ سے باہر آیا اور اپنے لشکر کی راہ لی راستے میں جو خیمہ ڈیرہ ملا اُسمیں آگ لگادی دھواں
جو بلند ہوا اور ہر طرف غل آگ بجھانے کا مچا تو سارلیق نے دریچہ وا کیا دیکھا کہ جو بارگاہ زیر قصر استادہ
تھی جسمیں سردار آکے بیٹھا کرتے تھے اُس سے شعلے بلند ہیں اور جو نظر اُٹھتی ہے تو دیکھا کہ دور تک
یہی حالت ہے کہ لشکر کے خیمے جل رہے ہیں اور وہی طفل حسین خیموں کو جلاتا پھونکتا ہوا اپنے لشکر کی طرف
چلا جاتا ہے کہا یہ کیا ماجرا ہے لوگوں نے کہا کہ عفریت عربدہ جو بھاگ کے آیا تھا یہ اسی کے تعاقب میں آیا
تھا اُسکو مار کے پلٹا ہوا جارہا ہے سارلیق نے کہا کہ ہمنے اس بندے کو بہت زور دیا ہے جیسے ہم ہیں کون اسکے
کون لگا کہ سکتا ہے منجمان نے تو گالیاں دیں لیکن جو کر رہے تھے اُنھوں نے کہا کہ تو ایسا ہی خداوند ہے شاہزادہ
طیمور شیر ہر دو صاف نکلا ہوا چلا گیا اور یہ کسی کی جرأت نہوئی کہ روکتا یا روکتا جب وہ وقت آیا کہ سہراب
بن رستم اپنے لشکر کی طرف چلنے لگے اور طیمور شیر پور اپنے لشکر کی طرف چلا تو طیمور نے کہا کہ اے جوان تو کہاں
آیا تھا سہراب نے کہا کہ تمکو اتنی بڑی مہم پر تنہا جاتے دیکھکر مجھ سے ضبط نہوا طیمور نے کہا کہ کیا تم میری
مدد کو آئے تھے فرمایا ارادہ تو تھا مگر تم بڑے صاحب اقبال ہو کہ کسی نے نہ روکا طیمور کو بھی اس حرکت پر
سہراب سے محبت پیدا ہوئی ہنسکے کہا کہ آپنے دیکھا کہ یہ بزدلے کتنے اتنے بڑے تن و توش لیے
بیٹھے رہے اور مجھ تنہا پر جرأت نہوئی جب میں نے بارگاہ میں آگ لگادی تو بھاگ گئے سہراب نے

کہ دراصل ایسی کامیابی آجتک کسیکو نصیب نہوئی ہوگی جو تمھیں ہوئی غرضکہ طیمور تو اپنے لشکر کی طرف روانہ
ہوا اور شاہزادہ سہراب بن رستم اپنے لشکر میں آئے ساری کیفیت صاحبقران عالیشان سے بیان کی امیر توقیر
نے فرمایا کہ ای سہراب کیا کہوں یہ کسکا لڑکا ہی آہمیں تو سب علامتیں اولاد جد امجد کی پائی جاتی ہیں سہراب
نے کہا کہ ایک صنعت ایسی ہی جو ہم میں بھی نہیں ہی صاحبقران نے پوچھا وہ کیا عرض کی کہ جس وقت آنکی سے
آنکھ ملتی ہی تو دل پر ہیبت طاری ہوتی ہی سہراب کی اس تعریف پر سرداران دست راست اسکا لیے اور
آپس میں کہنے لگے کہ یہ ڈر گیکر ہوسکے جوان سجا ہی سمجھتے ہیں کہ آنکھ ہی میں یہ تاثیر ہی ہماری آنکھ پتھروں سے
تو جھپتی نہیں ہی اس وقت تو اسی ہی باتیں ہوسکے رہگئیں لیکن امیر کو بھی اشتیاق ملاقات ہوا اب حال
سارلیق ملعون کا سنیے کہ سختگان نے تنہائی میں بہت ڈرایا اور دھمکایا کہ یہ طفل تیرے لشکر کا ستھرا و
کر دیگا اور خدا پرست اسے مسلمان کرکے اس بلا کو پھر تجھی پر چھینکینگے تو جن لوگوں کے بل پر خدا ازغر
بنا ہی انھیں بلا تو شاید کچھ کام چلے اور یہ لشکر تیرا دیکھنے کا ہی اسپر گھمنڈ نہ کرنا کہ ایک سردار کئی دن لڑ گیا یہ
اُن لوگوں کی ستارے کی بدی تھی ورنہ اس سے زبردست زبردست سردار وہ اس طرح پکڑ لیے جائینگے
جس طرح طیمور شیر پیر اور آئینہ پرست اسکو گرفتار کر لے گیا تھا سارلیق بھی دل میں مقر ہوا اور اسی وقت
اسنے ایک نامہ تو بہروت رعد آواز کو تحریر کیا مضمون یہ تھا کہ ای رستم خداوندی سارلیق اور ای لقیب
قدرت من خدا پرستوں نے تیرے خداوند پر یورش کیا ہی ہر چند کہ میں نے آنکو اسقدر زور دیدیا
کہ اب کچھتا تا ہوں لیکن اب تیری قوت ہم سے زیادہ کہ کے سبکو تیرے ہاتھ سے ذلیل کرادونگا تجھے لازم
ہی کہ دیکھتے ہی اس نامہ کے فوراً حاضر ہو یہ نامہ تو بہروت کی جانب روانہ ہوا اور دوسرا نامہ سارلیق
نے بنام خلخال جادو تحریر کیا اسکا مضمون یہ تھا کہ ای باعث خداوندی سارلیق ای معشوقہ من جب تجھ ایسی
محبوبہ شفیقہ ہو تو کیوں نہ کیا ناز نکروں کہ تجھ سے لذت محبوبی اور اشفاق مادری دونوں ظاہر ہوتے ہیں مجھپر
خدا پرستوں نے یورش کیا ہی آنمیں ایک ایک اپنے وقت کا رستم ہی اگر آپ اس بلا کو شہر سارلیقیہ سے
دفع نکرینگی تو خداوندی کیسی؟ سلطنت بھی نہ باقی رہیگی بلکہ انکے ہاتھ سے جان کا بچنا بھی دشوار ہو جائیگا
یہ نامہ ایک ساحر بازدار کو دیا کہ وہ جانب مسکن خلخال جادو روانہ ہوا اسکے بعد عنایت نامے اور بھی اس
لکھکر کے جابجا روانہ کیے ہیں جنکا حال آیندہ ظاہر ہوگا سختگان نے کہا کہ اب طبل جنگ نہ بجوانا ورنہ
یہ لڑکا لشکر کا خاتمہ کر دیگا جب آپ طبل نہ بجوائیں گے تو خدا پرستوں سے چھوٹ جائیگی آپس وقت
تماشا دیکھیے گا سارلیق نے تو خاموشی اختیار کی اور شاہزادہ طیمور اس انتظار میں ہی کہ طبل جنگ بجے
جب کئی روز نقارہ رزمی نہ بجا تو اسنے خورشید زرین کمر سے کہا کہ یہاں تو ابھی سناٹا ہی خالی بیٹھے بیٹھے میرا
دم گھبراتا ہی اور خاص مجھ سے لڑائی بھی نہیں ہی کہ میں پابندی کروں لہذا میں تو شکار کو جاتا ہوں سنا ہی کہ یہاں
شکار کثرت سے ہی جسوقت یہاں طبل جنگ بجے تو مجھے اطلاع کر دیجیے گا یہ کہکے طیمور شیر پیر نے سامان
شکار اپنے ہمراہ لیا اور جانب صحرا روانہ ہوا شاہزادہ سہراب بارگاہ سلیمانی میں بیٹھے تھے کہ آنکے عیار
نے چپکے سے کان میں آکر کہا کہ طیمور آج شکار کو گیا ہی بس سہراب کا دل بیتاب ہوا کہ میں بھی شکار کو جاؤں
یہ ذریعہ ملاقات بڑھنے کا اچھا ہی یہ سوچ کے بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو میں دو روز
کے واسطے شکار کو چلا جاؤں بالفعل یہاں طبل جنگ موقوف ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ جاؤ مگر زیادہ
دور جانے کا قصد نکرنا اسلیے کہ ملک غیر ہی اور جنگ درپیش ہی سہراب نے عرض کی کہ بس دو روز
بعد میں واپس چلا آؤنگا یہ عرض کرکے سلام رخصت کیا اور بارگاہ سے نکلکر اپنے خیمہ میں آئے

اور اسیوقت تیاری شکار کرکے جانب صحرا روانہ ہوگئے یہ خبر شاہزادہ رفیع البخت اور وحید الملک کو ہوئی
کہ ادھر طیمور شکار کو گیا ہی ادھر سے شاہزادہ سہراب روانہ ہوا ہی اُن دونون کے ذہن مین یہ آئی کہ چلکر
اس لڑکے کو صحرا مین دیکھ بھال لینا چاہیے کہ آئندہ سر نہ اُٹھائے اور سہراب کا حال بھی معلوم ہوجائے
کہ کس غرض سے گیا ہی یہ سوچ کے ان دونون نے بھی اجازت شکار حاصل کی اور جانب صحرا روانہ ہوگئے
اسکے بعد سکندر رستم نژاد کو معلوم ہوا یہ بھی چل دیا یہ چار دن مختلف مقامات پر مصروف صید و شکار رہے
ایک دن تو اسی طرح مصروف صید و شکار رہے بہت سا شکار ہاتھ آیا اپنے اپنے دوستون اور عزیزون سے
سب نے ملاقات کی لیکن جب دوسرا روز ہوا تو تلاش آہو مین چلے تھوڑی دور کے فاصلہ پر ایک درہ تھا
وہان بہت سے آہو رہتے تھے اور صبح کو متفرق مقامات پر مصروف چرا رہتے تھے شام کو سب ایک ہی
جگہ آکے جمع ہوجاتے تھے اور یہ سب آہو نہایت ہوشیار تھے کہ چوٹ نہ کھاتے تھے حسب اتفاق آج
بھی یہ آہو چارون شکاریون کو نظر آئے چارون نے گھوڑے دوڑا کے اور آہو جست و خیز کرتے ہوئے درہ کوہ
کی طرف بھاگے جسوقت قریب درہ کے پہونچے اور ان تیراندازون نے دیکھا کہ اب یہ درہ مین جاکر غائب
ہوجائینگے تو ہر ایک نے ناوک سر کیا چارون آہو تیر کھا کھا کے گرے اور تڑپنے لگے چارون شاہزادے
اپنے اپنے گھوڑون سے کودے اور آہوؤن کو اُسنے ذبح کیا اُس وقت ایک نے دوسرے کو دیکھا اور پہچانا
سہراب نے کہا کہ لطف یہ ہی کہ ملازمون کو بلوا لیا جائے اور سب اسی مقام پر بیٹھ کے کباب کھائین یہ رائے
سہراب کی سب نے پسند کی عیار جو تعاقب مین چلے تھے آکے موجود ہوگئے سہراب نے اپنے عیار کو کباب
لگانے کا حکم دیا اور سب نے اپنے اپنے عیارون کو خیمے وغیرہ اور سامان راحت کے لگانے کے لیے بھیجا جبتک
وہ لوگ آئین آئین ستارہ ثانی نے کباب لگا کے سامنے رکھدیے سہراب نے پہلے طیمور کی صلاح کی
طیمور بہ محبت سہراب کی دیکھکر بے عذر چلا آیا سب کباب کھانے لگے اسوقت رفیع البخت نے طیمور سے
آنکھ ملائی نگاہ کا طیمور کے قلب پر اثر پڑا دل مین قائل ہوے کہ بیان سہراب کا صحیح تھا کہ اس سے آنکھ ملانا نہین
سے آنکھ لڑانا ہی بعینہ شیر صحرائی کے تیور ہین یہی حالت وحید الملک کی ہوئی سکندر کو یہ خیال تھا نہ انھون
نے اسطرح آنکھ ملائی القصہ دیر تک یہ صحبت گرم رہی سب نے سب کے ساتھ کباب کھایا بعض بعض سے باتین کر
رہے سکندر بھی حسن وجمال پر طیمور کے مفتون ہوگیا دل مین کہتا ہی کہ بالکل یہ لڑکا دادا صاحب کی صورت ہی
سب تیور ہین کہ اس مرتبہ بہادر شیر دل بھی آیا جس عیار نے اس سے آنکھ ملائی اُسکی آنکھ نیچی ہوگئی دلون
کم رہا پیا تھا اور دو دن سے زیادہ ہوگئے سرداران اسلام کو بھی اجازت نہو گئی تھی اور سکندر آئندہ پر مست
کو جو معلوم ہوا کہ اہل اسلام سے صحبت گرم ہی بس اپنے خویش خورشید زرین کمر سے کہا کہ یہ لوگ قیامت کے
سحر بیان ہو گئے ہین ایسا ہو کہ تمھارے لڑکے کو ورغلا کے اپنے رنگ پر لگائین تو غضب ہوجائے گا تم جا کے
طیمور کو پھیر لاؤ یہ سن کے خورشید زرین کمر وہان سے سوار ہوکے دوڑا اور طیمور سے کہا کہ یہان
بیٹھے کیا کرتے ہو سنا ہی کہ آج لشکر سالار مین طبل جنگ بجے گا یہ سن کے طیمور اُٹھ کھڑا ہوا اور ساتھ
خورشید زرین کمر کے صحرا سے پھر کر اپنی بارگاہ مین آیا اور وہان سے کوچ کرکے قیام گاہ لشکر کی طرف
روانہ ہوا سہراب اور سکندر و رفیع البخت وغیرہ بھی اپنے اپنے لشکر میں پلٹ کے لشکر اسلام مین
آکے سب کے دلون پر سکہ طیمور کا بیٹھ گیا اتنا اندازہ سب نے کرلیا کہ اُس سے مقابلہ کرنا ہر شخص کا کام نہین
ہی وہان طیمور جو لشکر مین پہونچا نہایت خوش تھا کہ اب طبل جنگ بجیگا جب نقارہ رزمی نہ بجا تو اسکو یہ حال معلوم
ہوا اور بہ دیر تک اسنے انتظار کیا آخر ایک نامہ بنام صاحبقران عالیشان تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ ہر چند

میرا یہ ارادہ نہ تھا کہ میں آپ سے مقابلہ کروں اسلیے کہ مجھکو میرے استاد کی ممانعت تھی کہ مسلمانوں پر زیادتی کرنا مگر
خالی بیٹھے بیٹھے جی گھبراتا ہے سارلیق بھی عجب مسخرا ہے کہ اتنی بڑی فوج کا بادشاہ ہو کر دھوکہ دیتا ہے اور کوس حربی
نہیں بجواتا ایک ہی سردار کے مارے جانے سے اسکے جی چھوٹ گئے لہذا اگر آپ کے خلاف مزاج نہو تو
جبتک لشکر سارلیق میں طبل جنگ نبجے اس وقت تک ہمارے آپکے بطور تشغل کے دوچار مقابلے
ہوں یہ نامہ تحریر کرکے ایک سردار کو کہ نام اسکا قہرمان ژولیدہ مو تھا دیا اور کہا کہ جاکر جواب اسکا
صاحبقران سے لے آ یہ سنکے قہرمان ژولیدہ مو نے نامہ سر سے باندھا اور ایک ہزار سوار اپنے ساتھ
لیکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا ہنوز یہ راستے ہی میں تھا کہ خبر صاحبقران عالی شان کو ہوئی کہ ایلچی طیمور
شیر پیکر کا آتا ہے فرمایا آنے دو اتنے میں قہرمان داخل بارگاہ ہوا کسیکو سلام نہیں کیا اِدھر اُدھر دیکھتا
ہوا صاحبقران کی طرف بڑھا امیر نے اسکے واسطے پہلے سے دنگل بچھوا رکھا تھا اسپر بیٹھنے کا اشارہ فرما
کیا قہرمان کو ایسا خلل دماغ پیدا ہوا کہ یہ اس دنگل پر تو نہ بیٹھا بلکہ اس ارادہ سے بڑھا کہ امیر کو دنگل پر سے
اٹھا کے امیر کے دنگل پر بیٹھ کے بادشاہ اسلام کو نامہ دے دل میں یہ دیکھکر عملوک بن مالک نے لوکا کہ
او بے ادب جو دنگل میرے واسطے بچھوایا ہے اسپر نہیں بیٹھتا قہرمان نے کہا کہ نہیں جانتا کہ میں کسکا نامہ دار
ہوں نہ میرا استقبال کیا نہ میرے بیٹھنے کے لائق جگہ خالی رکھی تو ہی ہٹ جا کہ تیرا دنگل بادشاہ اسلام سے
قریب ہے میں یہاں بیٹھکر جواب نامہ کا لے لوں یہ کہکر ہاتھ عملوک بن مالک کا پکڑنے کا قصد کیا تھا کہ عملوک
نے اٹھکر ایک تھپڑ مارا کہ قہرمان چرخ کھا کے زمین پر گرا اور تڑپنے لگا کلہ اسکا شق ہو گیا عیار اسکا یہ
خبر لیکر لشکر طیمور شیر پیکر کی طرف روانہ ہوا اور جاکر عرض کی کہ خدا پرستوں نے آپ کے ایلچی کی
بہت توہین کی ایک شخص نے ایسا تھپڑ مارا کہ وہ تڑپنے لگا پوچھا کیا صاحبقران نے مارا عرض کی
کہ ایک رفیق صاحبقران نے تھپڑ مارا تھا کہ کلہ پھٹ گیا اور قہرمان بیہوش پڑا ہوا ہے بس یہ سنتے ہی آتش
اسیوقت مرکب طلب کیا اور یکہ و تنہا پشت مرکب پر بیٹھکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا لوگوں نے ساتھ
چلنے کا قصد کیا طیمور نے کہا جو میرے ساتھ آنے کا قصد کریگا اسے قتل کر کے آگے بڑھونگا یہ سنکر
سب سردار رک گئے طیمور تن تنہا نہایت جوش میں جانب بارگاہ سلیمانی روانہ ہوا وہاں خبر صاحبقران
کو پہونچی کہ طیمور آتا ہے فرمایا آنے دو طیمور نے دروازہ بارگاہ پر پہونچ کے مرکب کو تو باہر چھوڑا اور آپ
اندر بارگاہ سلیمانی کے داخل ہوا سب سے پہلے سہراب نے تعظیم دی ساتھ سہراب کے پوری صف
دست چپ کی اٹھ کھڑی ہوئی اس تکریم پر جوش طیمور کا کم ہو گیا سہراب نے جلدی سے ہاتھ
پکڑ کے اپنے دنگل پر بٹھا لیا اور سبب آنے کا پوچھا طیمور نے کہا کہ میرے ایلچی کے ساتھ کیوں بے عنوانی ہوئی
ہاں سہراب نے کہا کہ اُسنے گستاخی کی ہماری صف کے سردار پر تعدی کی اُسکے ہاتھ پکڑ کے کھینچا تھا کہ تو
ہٹ جا طیمور نے کہا کیا اسے بیٹھنے کو جگہ نہیں دی تھی سہراب نے کہا کہ یہ تو دستور ہمارے یہاں
نہیں ہے کہ ایلچی کا اعزاز کیا جاوے دنگل اسکی آمد کی خبر سنکر پہلے سے بچھوا دیا تھا مگر وہ اس دنگل پر
نہ بیٹھا اور اپنی حد سے بڑھنے کا قصد کیا قہرمان کو ہوش آیا بس اسنے طیمور کو جو دیکھا تلوار کھینچکر ہمارے ایک
کی طرف بڑھا طیمور نے آواز دی کہ او نامرد [illegible] دیکھتا ہے [illegible] تجھے [illegible] نہیں سکتا
یہ کہا اسی غصہ میں ہر چند کہ جو ہاتھ میں [illegible] تھا [illegible] مارا وہ [illegible] سے اور صاحبقران کی طرف دیکھکر
کہا کہ لاش اسکی اٹھوا دیجیے صاحبقران نے لاش قہرمان کی اٹھوا کر اسکے لشکر میں بھجوا دی طیمور [illegible]
اسی غصہ میں بیٹھا رہا آخر سہراب کی دوستی کام آگئی کہ آہستہ آہستہ باتوں میں لگا کے غصہ طیمور کا فرو کیا تھا

دربار صاحبقران طیمور کی طرف محو تھا اور صاحبقران بھی اک محبت کے ساتھ طیمور کی طرف دیکھ رہے
تھے ہر شخص کو اک محبت طیمور سے پیدا ہو گئی اسکے حسن و جمال شان و شوکت نے ایسا دام بچھایا تھا
جسمین سب پھنسے ہوئے تھے طیمور مسکرا مسکرا کے سب سے باتین کر رہا تھا جب سلسلۂ کلام قطع
ہوا تو صاحبقران نے فرمایا کہ مضمون نامہ سے آگاہی ہوئی کہ آپ نے کیا لکھا تھا طیمور نے بیان کیا کہ خالی
بیٹھے بیٹھے جی گھبرایا کہ سارلق بردو تو طبل جنگ نہین بجوایا جاتا کب تک آپ ہی سے کچھ مشغلہ ہوتا ہر چند کہ مجھے
خدا پرستون سے لڑنے کی مخالفت تھی مگر جو لڑائی بطور آزمایش یا مشغلہ کے ہو اسمین کیا مضائقہ ہے مین
مخاصمانہ جنگ کرنا نہین چاہتا امیر نے دل مین کہا کہ الله رے تیری شان اللہ اکبر شغل بھی ہو تو یہی ہو فرمایا کہ تمہا
لعنت کسکی ہمی طیمور نے کہا کہ مین اس سلسلہ سے پرستان پہونچا تھا اک دیو اٹھا لیگیا تھا وہ اپنے چچا کی بیٹی پر
عاشق تھا اور چچا اسکا شادی نہین کرتا تھا مین نے جا کر اس دیو کی گوشمالی کی تو اُسنے اخضر زرد پوش
کو اپنی حمایت پر بلایا اخضر کو مین نے بہت ذلت دی صاحبقران قاف نے مجھ سے مقابلہ نہین کیا اور
میری بہت خاطر کی کہ شادی دیو مذکور کی اسکے چچا کی دختر سے کردی اور مجھے اپنا مہمان کر کے نہایت
شفقت سے پیش آئے اخضر نے مجھ سے کینہ کا انتقام چاہا صاحبقران قاف نے اخضر کو میری وجہ
سے مار ڈالا انھین صاحبقران سے اور انکے والد سے مین نے فنون سپہگری حاصل کیے انکی مخالفت
تھی کہ خدا پرستون کو آزار نہ پہونچانا اور سلیمان صاحبقران مجھ سے کہتے تھے کہ تم یہین رہو اور یہان کی حکومت
تمہین کرو مگر مین نے گوارا نہ کیا کہ جو اپنا محسن ہو اسکا لقب چھینے ان باتون پر صاحبقران خوش بھی ہوئے
اور متعجب بھی ہوئے کہ اخضر تو مرد بہادر اور رفیق قدیم تھا اسے سلیمان صاحبقران نے اسکی محبت
مین قتل کر ڈالا اور استقدر خاطر کی اور فنون سپہگری بھی تعلیم کیے انمین کچھ بھید ضرور ہے امیر نے اور
حالات پرستان کے دریافت کیے طیمور نے بیان کیے صاحبقران نے فرمایا کہ اگر تمہاری یہی خوشی ہو
تو مین تمہارا جی بہلانے کو موجود ہون طبل جنگ بجواؤ لیکن اب امیر کو یقین ہو گیا کہ یہ بھی ہمین مین سے
ہے ورنہ تعلیم سپہگری کافر کو بھی نہ کی جاتی اور اب اسکا کسی سردار سے زیر ہونا مشکل ہے اسلیئے کہ اخضر زرد
پوش بارگاہ سلیمان صاحبقران مین اسی درجہ پر تھا جس مرتبہ پر ہمارے یہان طلیموں لندھور
ہے الغرض بعد کچھ دیر کے طیمور رخصت ہو کے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور یہان بارگاہ مین ذکر
باقی رہا صاحبقران نے فرمایا کہ تمام علامتین طیمور مین اولاد صاحبقران ہونے کی موجود ہین یہ
آتشپرست اسکو کہان سے پا گئے صورت اسکی دادا صاحب یعنی ایرج نوجوان سے اسقدر ملتی ہے
کہ سوا ایک خال کے کوئی فرق نہین کہ جو خال انکے رخسارہ پر تھا وہ اسکی زنخدان پر ہے اور انکو اسکی اُنسے
زیادہ تجسس ہوا لو وہ ہیر دہان طیمور کے سردار انتظار مین کھڑے ہین اور خورشید زرین کمر بیٹھے پکڑے
بکڑے پھر رہا ہے کہ طیمور تنہا بارگاہ صاحبقران مین گیا ہے دیکھیے کیونکر زندہ پلٹتا ہے جسوقت طیمور نمودار
ہوا الغرض واسطے استقبال کے بڑھے خورشید زرین کمر نے پوچھا طیمور نے ساری کیفیت بیان کر کے
کہا کہ صاحبقران قاف نے جو مجھ سے مقابلہ خدا پرستان سے منع کیا تھا تو بیجا نہ تھا حقیقت مین یہ لوگ
بڑے مقبول ہین اگر ایسا جانتا تو جنگ کا نامہ و پیام نکرتا مگر ابتو کہہ آیا ہون طبل جنگ بجانا ضرور ہے لیکن
اگر سارلق کا لشکر بھی میدان مین آیا تو پہلے اسی سے لڑونگا خدا پرستون سے مقابلہ نکرونگا یہ کہکر اسنے
حکم دیا کہ نقیب طبل جنگ اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر [illegible] صاحبقران
نے بھی اپنے پہلوانون کو سرداری دی بجوایا آدھر سارلق کو معلوم ہوا کہ دونون لشکرون مین کوس جنگ بجا ہے اسنے

بھی نقارہ بجوا دیا خیال یہ تھا کہ فوج بطور نمائش کے میدان میں جائیگی شام کو واپس آئیگی اسلیے کہ مقابلہ تو خدا پرستوں سے ہے اور بغیر طبل بجوائے نہ تو سیر دیکھنے میں آئیگی نہ رعب باقی رہیگا جسوقت یہ خبر طیمور کو ہوئی کہ لشکر سمارلق میں بھی نقارہ رزمی بجا ہے تو بہت خوش ہوا کہ اب خدا پرستوں کا مقابلہ بھی معطل ہوا اول بہلانے کے لیے سرداران کفار کافی ہیں غرضکہ تمام رات دونوں لشکروں میں تیاری جنگ رہی صبح کو دونوں لشکر جدہ گاہ مصاف میں پہونچکر صف آرا ہوے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جسوقت نقیب نہیب دیکر ہٹے تو علم یاسین آئینہ پیکر جلوہ گری پر آئے اور طیمور کہ توجہ کاکر میدان میں آیا خوب سلح شوری کی جب پسینے میں غرق ہوگیا تو ایک مقام پر ٹھہر کے نیزہ زمین پر گاڑ دیا اور رخ لشکر سمارلق کی طرف کرکے آواز دی کہ ای گروہ سمارلق پرستان تم میں کسکو حوصلہ میرے مقابلہ کا ہی اسلیے کہ تم وہی ہو کہ جب میں نے بارگاہ میں گھس کر غضنفر بیستون [illegible] کو مارا ہی تو کسی نے اٹھکر سامنا نہ کیا جب اس تنہائی میں کسی کی اتنی جرأت نہوئی تو میدان جنگ میں کہا کوئی نکلیگا یہ کہکر طیمور مسکرایا اور بس یہ سنکر تہمتنگ بن طوفان دریا موج کو طیش آیا کہ اسنے سب کو بھگوڑا پایا غصہ میں فیل اپنے پر چڑھ آیا تمام لشکر سپید کے غلاموں کو جلو میں تہمتنگ بن طوفان دیو پیکر بھی بہت بڑا سردار ہی انکی دو ایک سرداروں پر سمارلق کو بھروسا ہی یہ سامنے تیط ول کے آکر فیل سے اترا اور سمارلق کو سجدہ کرکے اجازت میدان طلب کی سمارلق نے کہا جا تجکو اپنے دست حفاظت کے سپرد کیا ذرا اس طفل کی گوشمالی کر دے کہ یہ بہت مغرور ہو گیا ہی یہ سنکر تہمتنگ بن طوفان بادہ گلگوں پر سوار ہو کے سامنے طیمور شیر برور کے آیا اور آواز دی کہ او طفل حسین اتنا سکو بڑھ بڑھ کے کہنے لگا کیا میں بھی اس بارگاہ میں تھا طیمور نے کہا تو نہ تھا مگر اور تیرے ہم چشم تو تھے کیا وہ مرد نہ تھے تو آج میدان میں میرے سامنے اپنی فوج لیے ہوئے کیوں ٹھہرے ہیں اور اگر تو ہوتا تو تو بھی بھاگتا یا مقابلہ کرتا تو وہی انجام تیرا بھی ہوتا جو غضنفر بیستون کا ہوا یہ سنکے تہمتنگ بن طوفان جوش و خروش میں آیا اور کہا او طفل تو نے غضنفر کے [illegible] اپنے مقابلہ پر آمادہ کیا ورنہ تجھ سے لڑنا میرے واسطے ننگ و عار ہی خیر لاحرج میں تجھسے کیا حرج کروں طیمور نے ہنسکر کہا کہ میں نے جن دیووں کو پردہ قاف میں پست کیا ہی اگر تو انکی صورت دیکھ لے تو زہرہ آب ہو جائے یہ سنکے تہمتنگ بن طوفان نے نیزہ اٹھایا اور گردش دیکر سینہ طیمور کے مارا کہ [illegible] سر اٹھالوں طیمور نے ترچھے ہو کر خالی دیا اور اپنا نیزہ دوزبان تہمتنگ کے سینہ پر مارا اور نیزہ کو نیزہ سے [illegible] ایسا جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے تہمتنگ بن طوفان کے نکل گیا صاحبقران نے بے اختیار ہو کر تعریف کی اور سہراب بھی اس چالاکی پر پھڑک گیا سکندر اور شہنشاہ صف شکن نے کہا کہ یہ تو الحمدللہ ہمارے خاندان کے دوسرے میں دیکھا ہی نہیں کہ اتنے بڑے سردار کے ہاتھ سے اسطرح نیزہ نکال لیجے ہر طرف سے واہ واہ کی صدا بلند ہوئی لیکن تہمتنگ بن طوفان دریا موج کی آنکھوں میں زمانہ تیرہ و تار ہو گیا للکارا کہ او طفل تو کوئی بلا ہی آدمی نہیں ہی غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرے ہاتھ سے نکال دیا مگر گرز سے امان نہ ملیگی اجل آئی یہ کہکر اپنے ہاتھ گرز گرانسنگ آسمان رنگ ہشت پہلو جو کہ وہ چودہ سو من کا تھا [illegible] سر پر چرخ دیکر سر شاہزادہ طیمور کے مارا طیمور نے اپنے گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا گرز پر گرز جو پڑا تو تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فانوس سے نکل گیا تق گرد بلند ہوا تہمتنگ بن طوفان دریا موج نے آواز دی کہ زدم و پست کردم بلند تر سخن ناتمام تھا کہ طیمور کا مرکب مثل برق کے چپک کے باہر آیا اور شاہزادے نے نعرہ کیا کہ شہزادہ زدی [illegible]

کردی حریف تیرا یہن موجود ہون یہ کہکر اپنا گرز بلند کیا اور آواز دی ع تو ضرب لینے زدی ضرب یا نوش کن + ناسم
شادی از دل فراموش کن + یہ کہکر گرز کو سر پر چرخ دیکر نہنگ بن طوفان پر وار کیا اُسنے بھی اپنے
گرز کو اوٹھاکر چہرے کی پناہ کیا لیکن ضرب طیمور شیر پر ورنے میدان کو ہلا دیا گرز نہنگ کے بغل میں چپکے
ہو گئے تڑاقے کی صدا میدان مین گونجی جگر زمین ہول سے شق ہو گیا مرکب نہنگ ناک تک زمین میں گیا
تتق گرد بلند ہوا نہنگ بن طوفان نے ہاتھون کو تو قائم رکھا مگر قریب تھا کہ کلیجہ شق ہو جائے
طیمور ضرب لگاکر الگ ہٹا اور آواز دی کہ تو خبر ایسی دیو ہیکل کی عیار نہنگ بن طوفان کا دوڑا
ہوا آیا گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا کہ نہنگ بن طوفان بیہوش کھڑا ہے ہر بن مو
سے پسینہ جاری ہے عیار نے چھینٹا پانی کا منہ پر مارا تو نہنگ کو ہوش آیا چاہا کہ مرکب کو زمین
سے نکالون مرکب مردہ صد سالہ ہو چکا تھا بس نہنگ اپنے مرکب سے کود کر چھوٹا کہ طیمور کے مرکب
کو بھی پکڑ دون طیمور نے ارادہ اسکا فاسد دیکھکر زین خالی کیا اور نہنگ تلوار کھینچ کر لپٹ پڑا
طیمور بھی لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی یہ رنگ دیکھکر دونون لشکر قریب آ گئے سرداروں نے دنگل
بچھا کر قریب سے تماشہ کشتی کا دیکھنے لگے تمام دن کشتی رہی شام کو نہنگ نے کہا کہ رات واسطے
آسایش کے ہے اور دن واسطے دنیاوی جھگڑون کے ہے تو بھی جا آرام کر مین بھی جا کر آرام کرون صبح کو پھر سے تیرے
مقابلہ ہوگا یہ سنکے طیمور نے کہا کہ یہ تو دین کا جھگڑا ہے دنیا سے کیا کام ہے اور مین بغیر فیصلہ کیے میدان
سے نہیں ہٹتا ہون نہنگ بن طوفان نے کہا کہ تو نے کیا سمجھا کیا سمجھ لیا ہے اگر تو بے فیصلہ
نہیں ہٹتا تو مین بھی ہٹنے والا نہین ہون یہ کہکر پھر لپٹ پڑا زور کشتی کے ہونے لگے کبھی طیمور
ریل کے چلتا ہے تو نہنگ دو چار قدم پیچھے ہٹ کر لنگر قائم کرتا ہے اور نہنگ ریلے جاتا ہے تو طیمور
قدم کے سہارے پر پاؤن جما دیتا ہے تو پھر ٹالے نہیں ٹلتا اسطرح کی گادوری تمام شب رہی لیق
کو اطمینان ہے کہ یہ سردار میرا چار چار پانچ پانچ رات روز تک لڑا کیا ہے بھلا اس سے کون لڑ سکتا ہے
سرداران اسلام بھی ڈرتے ہی ہوے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے بیشک طیمور بھی بے مثل
و لاجواب پہلوان ہے مگر نہنگ بھی پتن و توش کا انسان ہے زلزل بن زلزلہ اور زلزال اور نہنگ
اژدر کش بھی اپنے دنگل پر بیٹھا ہوا ہے اور اندازہ کر رہا ہے کہ کسکو غلبہ حاصل ہے تین روز تک
تو دونون برابر رہے زور کرتے رہے لیکن چوتھے روز دو پہر دن چڑھے کے بعد سے حال
نہنگ کا دگرگون ہونے لگا سانس پھولنے لگی کوئی پہر دن باقی ہوگا کہ اسکی یہ حالت ہوئی کہ جہان
طیمور نے پکڑ ڈالا ہے جان چھڑانا دشوار ہو جاتی ہے اور نہنگ اگر طیمور کو پکڑ لاتا ہے تو وہ صاف
نکل جاتا ہے طیمور بشاشی کے ساتھ لڑتا جاتا تھا اور دن کو دیکھتا جاتا تھا کہ کوئی گھڑی اور اُٹھا
رکھا جب دیکھا کہ دن بھی قریب ختم ہے اور نہنگ مین دم بھی باقی نہیں ہے تو طیمور نے آواز دی کہ لے
خبردار ہو جا یہ کہکر دونون بازو نہنگ بن طوفان کے پکڑ کر سر سے اونچا اوٹھا دیا اور پا اور زور کیا یہ کہکر خوب
زور کیا گیارہ قدم دوڑا لیگیا اور جھٹکا مارا کہ نہنگ کے دونون گھٹنے زمین سے ٹوٹ گئے پیر دوسرے کے
سے گرز تخیر کا بند بکر لے جو زور کیا تو پہلے ہی زور مین سینے تک اور دوسرے زور مین سر سے بلند کر کے
زمین پر مارا عیار نے کہا کہ باندھ لے لیکن عیار بڑھا تھا کہ نہنگ بن طوفان نے کہا کہ اسے مت باندھ مین
قیدی تیرا ہون مجھے عیار سے نہ گرفتار کرا اسلیے کہ مین وہ شخص ہون جو اس وقت تک کسی کا قیدی نہ ہوا ہون قائم تھا
پوربی لشکر طلسم کا افسر تھا تجھ سے دریافت ہوا تو تیرے کی بات نہیں ہے لیکن اسکا میرا آنا تھا

میرے لیے ذلت کا امر ہی اس سے بہتر یہ ہی کہ ایک ہاتھ مارکہ کام میرا تمام ہو طیمور نے کہا کہ اچھا مجھے خوشی تیری
منظور ہی تاکہ مین اپنے سامنے مردان عالم کے تجھے کیونکر زیر کیا نہنگ نے عرض کی کہ جس طرح مرد مردون کو زیر
کرتے ہین کہا تمھین اطاعت مین کیا عذر ہی نہنگ نے کہا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم طیمور نے کہا جا اور طبل بازگشت
بجوا کر میدان سے پھرا نہنگ بن طوفان کچھ دور لوٹ کر سارلیق کے ساتھ گیا دل مین اسکے بدی کٹی مگر اس
آن بان پر طیمور کے عاشق ہو گیا کہا سنے پلٹ کے بھی تو نہ دیکھا جبکہ اپنے لشکر مین آیا اور اپنے ماتحتون
سے کہا کہ مین نے تو اطاعت اس شہریار کی اختیار کی جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ میرے ساتھ چلے اور جسکو
نہ منظور ہو اُسپر مین جبر نہین کرتا یہ سنکر قریب دو لاکھ آدمیون کے اسکے ہمراہ ہوئے باقی علحدہ ہو گئے
اور سارے مین یہ چرچا گیا کہ ابھی خداوند سارلیق کے یہان دو سردار ایسے ہین کہ تمام عالم ایک طرف ہو جائے
تو جب بھی کوئی انکا کچھ نہین کرسکتا ایک تو زلازل بن زلزلہ جو ہمیشہ فوج کا افسر ہی اور دوسرے کو نقیب قدرت
یعنی بہروت رعد آواز جو ساڑھے سولہ سو من کی چوبدست باندھتا ہی اور سوار ایک گینڈے کے کہ جو مثل
فیل مست کے جثہ مین ہی اور قوت مین فیل سے زیادہ ہی کوئی مرکب اسکو سواری نہین دے سکتا اور
نہنگ بن طوفان کے واسطے تو زلازل ہی کم نہین ہی لیکن سارلیق کو اسکے اسیر ہو کر گرفتہ ہو جانے کا
ملال ہوا کہا اے زلازل اگر تو سر میدان اسکو توڑ سکے اور گرفتار کر لاوے تو مین تجھے ملک الموت
قدرت کا خطاب عطا کرون زلازل نے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوا دیجئے مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ چار روز
سے زیادہ نہین لڑسکتا ہی اور مین دیوان سرکش سے چھ روز لڑا ہون اسے ضرور باندھ لاؤنگا یہ سنکے
سارلیق نے پھر حکم طبل جنگ بجنے کا دیا اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی وہان
شاہزادہ طیمور جسوقت اپنے خیمے مین پہونچا تو شاہ ہور شیر دل نے عرض کی کہ کیون بھائی تمنے کیا
عقلمندی کی کہ حریف کو چھوڑ دیا طیمور نے کہا کہ اگر اسے اطاعت نہین منظور ہی تو بھاگ جائیگا
اور اگر کچھ حوصلہ باقی ہی پھر لڑے گا ابکی زیر ہو کر اور بھی مطیع ہو جائیگا آج مین نے چار روز مین زیر
کیا تھا اب لڑیگا تو دل پھر مین باندھ لونگا شاہ ہور نے کہا کہ آج کیون چوتھے روز زیر کیا طیمور
نے کہا کہ اسکا دل ٹوٹ جاتا علاوہ اسکے مجھے زیادہ غصہ تھا اور اب اگر وہ پھر مقابلہ پر آمادہ ہوگا تو
مجھے زیادہ غصہ آئیگا شاہ ہور یہ سنکے خاموش ہو رہا کہ اتنے مین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ
نہنگ بن طوفان دو لاکھ آدمیون سے آتا ہی شاہزادہ طیمور نے دو چار سردارون کو براے
استقبال بھیجا کہ یہ سارلیق کی بارگاہ مین صاحب حرمت تھا اسکی عزت کرنا چاہیے لوگ جب استقبال
کو ہوئے اور معلوم ہوا نہنگ کو کہ یہ سب میری پیشوائی کو آئے ہین تو بہت خوش ہوا اور آکر شاہزادہ
طیمور کے گرد پھرا شاہزادہ نے اسکو اسیوقت سالار کیا اور خلعت سے سرفراز کرکے اپنے بائین
ہاتھ کی طرف جگہ دی اور حالات دربار سارلیق کے دریافت کرنا شروع کیے نہنگ بن طوفان
دریا موج نے عرض کی کہ اے شہریار بہروت رعد آواز بہت زبردست سردار ہی سارلیق نے
اسکو نقیب قدرت کا خطاب دیا ہی اور سارلیق نامہ بھی اسکے پاس روانہ کر چکا ہی سنا ہی کہ وہ سات
روز تک کشتی لڑسکتا ہی آجتک ایک سردار تو اس سے لڑ نہ سکا ہان یہ ہوا ہی جب کہ اسنے
دو دن مین ایک سردار کو زیر کرکے چھوڑ دیا تو دوسرا لپٹ پڑا اُسے بھی زیر کر لیا تو تیسرا
سردار جا پڑا اسیطرح سات سات روز تک تو اسنے مقابلہ کیا ہی اور اسکی فوج کے سپاہی تک
سرداران سارلیق کے مثل ہین کوئی ایسا نہین ہی کہ ایک دن سے کم مین زیر ہو جائے اسکے ایسے

سوار اُسنے فراہم کیے ہین کہ وہ دس ہزار دس لاکھ کے برابر ہین اُسکی نسبت تو مین نہین کہہ سکتا
کہ بروقت مقابلہ کیا ہوگا لیکن اور کوئی سردار ایسا نہین ہی جو آپکا ہم نبرد ہو اور اس وقت زلازل
بن زلزلہ میرا ہم چشم لشکر سمارق مین موجود ہی زور و طاقت مین وہ ضرور مجھسے زیادہ ہی لیکن
فن سپہگری کو مین ہی اُس سے بہتر جانتا ہون اگر کل وہ واسطے مقابلہ کے نکلے تو میرا تماشہ دیکھیے گا یہی
باتین ہوتی رہی تھین کہ ہرکارون نے آکر عرض کی کہ لشکر سمارق مین بنام زلازل بن زلزلہ طبل جنگ
بجا ہی اور کل وہ سر میدان نہنگ بن طوفان کو توڑیگا سمارق نے اُس سے وعدہ کیا ہی کہ اگر تو
نہنگ کو گرفتار کر لائیگا تو مین تجھے ملک الموت قدرت کا خطاب عطا کرونگا یہ سنکے نہنگ کو نہایت
غصہ آیا عرض کی کہ ای شہریار کل آپ اس سے مقابلہ کو نہ نکلیں مجھے ایسا سمجھ دیا کہ مین آپ سے
کیا زیر ہوا کہ جسکا جی چاہے مجھے پکڑ لے جاے اگر مدد خداوند آئینہ کی تو مین زلازل کو زخمی کرکے
میدان سے پھرونگا کشتی کی نوبت بھی نہ آنے پائیگی طیمور نے کہا کہ بھئی کیا اختیار ہی اگرچہ یون سے
کام نہ نکلا اور وہ لپٹ پڑا تو کشتی ہی ہوگی نہنگ نے عرض کی کہ کشتی کے وقت مین کٹار کھینچ لونگا
کٹار کے سامنے کشتی کیسی طیمور یہ سنکر ہنس پڑے اور کہا کہ اچھا میرے ساتھ چلو یہ فرما کر اٹھ کھڑے ہوے
طبل جنگ بجنے کا حکم دیدیا نہنگ بن طوفان طیمور کے ساتھ علیحدہ خیمہ مین آیا طیمور نے تخلیہ کرکے
دو بند نیزے کے صاف کرا دیے اور کہا کہ خدا چاہے گا تو کل تو نیزہ زلازل کے ہاتھ سے نکال دیگا
نہنگ بہت خوش ہوا ادھر صاحبقران عالیشان سے مملوک بن مالک نے عرض کی کہ یا
صاحبقران مجھے افسوس رہگیا کہ نہنگ بن طوفان کا اور مجھ سے مقابلہ نہوا فرمایا کہ تم اسکا کیا کرتے
دونون مین سے ایک زخمی ہو جاتا جب طیمور نے اُسے چار دن مین زیر کیا تو تجھ سے وہ پانچ دن
مین مشکل سے زیر ہوتا تمھین یاد نہین واقعہ لندھور اور قہرش کا کہ سات روز تک برابر
کشتی رہی اور لندھور قہرش کو زیر نہ کر سکے آخر کو کمر کو نسا مار کے پکڑ لائے ایسے زیر کرنے
سے مقابلہ نکرنا بہتر تھا کہ تمام عالم مین لندھور کی رسوائی ہوئی اور صاحبقران نے کوڑے مار کر
اپنی بارگاہ سے نکال دیا تھا مملوک خاموش ہو رہا جس وقت خبر طبل جنگ سنی تو امیر نے بھی کوس
حربی بجوا دیا سرداران امیر نے دل مین خیال کیا کہ یہ آئینہ پرست تو بہت سردار اور لڑنے والے بلائیگا
اور بڑی جمعیت اُسکے ساتھ ہو جائیگی لہذا اب جو سردار لشکر سمارق سے نکلے اُس سے خود مقابلہ
کرنا چاہیے کہ اسکا زور نہ بڑھنے پاے یہ ان سرداران کے دل مین ٹھنی ہوئی ہو گئی تھی خلاصہ یہ کہ
رات بھر طبل بجا جب صبح کو دونون لشکر عیدگاہ مصاف مین ہو نکلے صف آرا ہوے کے بعد آراستگی صفوف
قتال و جدال جس وقت نقیب نہیب کے پلٹ گئے تو زلازل بن زلزلہ نے اپنے فیل کو بڑھایا اور سمارق
سے اجازت لیکر میدان مین آیا ہنوز اُسنے مبارز طلب کیا تھا کہ اس طرف سے طلحہ بن لندھور نے
فیل اپنا بڑھا دیا اور سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے آکر اجازت جنگ چاہی بادشاہ اسلام نے فرمایا
کہ ای داراب ہند تمنے یہ اچھا نہ کیا کہ بغیر حریف کی مبارز طلبی کی نکل کھڑے ہوے اُس وقت
جنگ طیمور سے ہو رہی ہے یہ فعل تمھارا طیمور کے خلاف ہوا تو برا ہوگا طیمور اُس وقت صاحبقران
کے سوا کسی سے کم نہین معلوم ہوتا طلحہ کو ان کلمات سے ملال گذرا کہ بادشاہ اسلام نے مجھے ایسا سمجھ
لیا ہی کہ ہر شخص مجھے زیر کر لیگا مین نے صاحبقران کی اطاعت بھی خاندانی نمک خواری کے
اعتبار سے اختیار کی ہی ورنہ کیا صاحبقران مجکو مثل اور سرداروں کے زیر کر لینگے کچھ سمجھ کے

تو صاحبقران ثالث نے اپنے عزیزون کو بھی میرا ماتحت کیا ہی اور مجھے افسر میمنہ فوج مقرر فرمایا ہی
بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ ابتو مین نکل چکا فرمایا جاؤ اپنے نیک و بد کو سمجھ لو طلیحہ سلام کر کے میدان
مین آیا طیمور کو یہ حرکت طلیحہ کی بُری معلوم ہوئی مگر خاموش کھڑا رہا اور نہنگ بن طوفان سے
کہا کہ اگر یہ ہندی زلازل کو زخمی کرے تو تو نکل کے اس سے مقابلہ کرنا مگر اتنا خیال رہے کہ کشتی
کی نوبت نہ آئے اسلیے کہ سرداران اسلام مین یہ بڑے پایہ کا سردار ہی جو لڑائی زلازل سے لڑنے
کا قصد تھا وہی اس سے بھی لڑاتا وہان زلازل نے کہا کہ ای طلیحہ لطف یہ ہے تمھارے مقابلہ کا ہی کہ جس طرح
تم لشکر اسلام مین میمنہ کے افسر ہو اس طرح مین خداوند سارلیق کی فوج کا سالار میمنہ ہون مگر اس وقت
ارادہ میرا اور کچھ تھا خیر تم آگئے ہو تو تمھین سے مقابلہ سہی یہ کہا زلازل نے نیزہ سنبھالا ادھر طلیحہ نے
بھی نیزہ سنبھالا الغرض طعنین چلنے لگین کوئی سو سوا سو طعن کی نوبت آئی ہو گی کہ طلیحہ نے سنان نیزہ زلازل کی نکالدی
زلازل نے چوب نیزہ اس زور سے ماری کہ نیزہ طلیحہ کا بھی ٹوٹ گیا دونون نے نیزون کو ٹپک دیا اور گرز
سنبھالے وہ چوٹین ہونے لگین کہ طبقے ہلے مگر کام نہ نکلا آخر نوبت کشتی کی آئی پانچ شبانہ روز طلیحہ اور
زلازل سے کشتی رہی آخر زلازل کو نیچے لیا سب لشکر اپنے اپنے قیام گاہ پر آئے سنخنگان نے
سارلیق سے کہا کہ یا خداوند اگر مناسب ہو تو طبل جنگ نہ بجوائیے بلکہ کسی طرح اس لڑکے کو اپنے قبضہ مین
کیجیے یہ دوسرا صاحبقران ہی اگر یہ آپکے اختیار مین آگیا تو پھر امیر آپ کا کچھ نہین کر سکتے ہین سارلیق نے
کہا کہ مین نے یہ تدبیر کی کہ تو ہی میری جانب سے ایک فرمان لیجا کر اسکو دے اور سمجھا دے اطاعت میری
قبول کر لیگا سنخنگان نے کہا کہ آپ ایک نامہ تحریر کیجیے مضمون نامہ کا ایسا ہو کہ اسکے خلاف گذرے
سارلیق نے تحریر کر کے سنخنگان کو دیدیا اور کچھ کشتیان جواہر کی ساتھ کر کے روانہ کیا یہ خبر شاہزادہ
طیمور شیر پرور کو ہوئی کہ وزیر سارلیق بن لقا کا آتا ہی طیمور نے کچھ لوگون کو برائے استقبال روانہ
کیا اس خیال سے کہ یہ اس شخص کا وزیر اعظم ہی جو اس وقت خداوند باختر کہلاتا ہی جس وقت لوگ استقبال
کو سنخنگان کے پہونچے یہ نہایت خوش ہوا یہان صاحبقران دوران کو ہرکارون نے یہ خبر
پہونچائی کہ سارلیق نے سنخنگان کو طیمور کے پاس بھیجا ہی ایسا نہو وہ شیطان کچھ بہکا لے اور طیمور کو
اپنا شریک کر لے اس وقت خضران نے اٹھکر عرض کی کہ یا صاحبقران گستاخی معاف طیمور
بلا سے بدتر ہی اگر سارلیق پرستون کا شریک ہو گیا تو جنگ کو طول کھینچیگا طیمور سے مقابلہ کرنا ہر شخص کا
کام نہین ہی بلکہ مین تو یہ کہتا ہون کہ بدیع الملک کے وقت مین تو دو صاحبقران یہان قائم ہوئے ہین
ایک پردہ دنیا کی دوسرے پردہ قاف کے اور اب پردہ دنیا مین دو صاحبقرانیان ہوا چاہتی ہین
طیمور کے زور ایسے نہین ہین جنھین کوئی توڑ سکے فرمایا پھر کیا کیا جائے خضران نے عرض کی کہ مجھے
اجازت ہو تو مین جاؤن اور سنخنگان کی فتنہ انگیزی مین رخنہ اندازی کرون فرمایا جاؤ تمھین اختیار
ہی مگر ایسی کوئی بات نہونے پائے جسکی شکایت مجھ تک پہونچے عرض کی کیا مجال ہی جب یون آپ سے
اجازت لیکے جاتا ہون تو کوئی بے عنوانی ہونے پائیگی یہ کہکر بلباس عیاری سے آراستہ
ہوکر جانب بارگاہ طیمور شیر پرور روانہ ہوگئے اور ایک مردہ کی صورت بنا کر کھڑے ہو رہے
وہان سنخنگان نے کشتیان پیش کین اور عرض کی کہ مین نامہ خداوند کا لیکر حاضر ہوا ہون طیمور
نے نامہ طلب کیا سنخنگان نے نامہ پیش کیا ادھر طیمور نے نامہ پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای
طیمور شیر پرور تیرے خداوند نے تجکو یہ حسن و جمال زور و طاقت اسلیے عطا کیا تھا کہ تو

دین خداوند کو رواج دے اسلیے نہیں زور دیا تھا کہ تو آتش پرستی کو رواج دے لہذا تجھکو آگاہ کیا جاتا
ہے کہ خواب غفلت سے بیدار ہو اور راستے خداوند کو پہچان کہ اُسنے یہ شجر و حجر دشت و در چرند و پرند
و وحش و طیور انسان و پری جان کو خلق کیا ہے تو اپنے دل میں غور کر کہ ابھی تک تو بہکا ہوا ہے اور راہ راست پر
نہیں آیا ہے اسیر تو خداوند کو کسقدر تیرا پاس خاطر منظور ہے کہ تو نے خداوند کے بندہ خاص عفریت کو
مار ڈالا خداوند نے کچھ اسکی فریاد نہ سنی تو نے دوسرے بندے زبردست کو بھی اسیر کرنے کا ارادہ کیا
خداوند نے تیری خاطر سے اسکی طاقت سلب کر لی اور تجھے ور زور دیا یہاں تک کہ نہنگ بن طوفان
کو تجھ سے زیر کرا کے تیرا مطیع کرا دیا اب اگر تو اطاعت خداوند اختیار کریگا تو خداوند تجھپر ایسے مہربان
ہونگے کہ اپنی خداوندی کا مالک و مختار بنا دینگے اور تیرے ہی ہاتھ سے ان خدا پرستوں کو شکست دینگے یہ
مضمون دیکھکر چہرہ طیمور کا غصہ سے سرخ ہو گیا اور کہا کہ اے سخنگان تو نے کیا سمجھ کر ایسا نامہ پیش
کیا خداوند تیرا اگر ہے تو نے اسکو نہ سمجھایا کہ اس طرح سے نہ لکھے کیا کہوں مجھے اس سے
زیادہ مجھے غصہ آتا ہے کہ تو ایسا نامہ کیوں لایا سخنگان نے عرض کی کہ اگر مضمون نامہ میں نے دیکھا ہوتا
تو ہرگز ایسی خطا مجھ سے نہوتی آپ جو چاہیں اسکا جواب لکھ دیں میں سارلیق کو دیدونگا یہ میں بھی
جانتا ہوں کہ سارلیق بڑا بیوقوف ہے جیسے لوگ آپکے زیر فرمان ہیں اگر میرے اختیار میں
ہوتے تو میں تمام عالم پر قبضہ کر لیتا اور جو چاہتا وہ کرتا اور اب بھی میں سوا ایک شخص کے کسی سے
عاجز نہیں ہوں اپنی قدرت و دانائی سے اُن لوگوں کو خاک میں ملوا دیتا جنہوں نے ہزاروں خداوندان
برباد کر دیں مگر ایک شخص مجھ سے بھی بڑھا ہوا ہے طیمور نے کہا وہ کون عرض کی کہ نام اُنکا نہ لونگا
اسلیے کہ خاصیت اُنکی یہ ہے کہ جس صحبت میں نام اُنکا لیا گیا وہ فوراً موجود ہو جاتے ہیں طیمور نے
کہا تجھپر اگر ابھی جائینگے تو کیا نقصان ہے سخنگان نے عرض کی کہ بڑا نقصان ہے اول تو یہ سب سپاہیان
جو آپکی نذر کو آئی ہیں پہلے تو یہی اُنکی نذر ہو جائینگی بعد اسکے تجھپر آفت آئیگی اور میں اُنکو اپنا پیر و مرشد
جانتا ہوں طیمور نے کہا کہ ابھی سے تو تم اور تھوڑوں سے باتیں کر رہے ہو ہنوز نام بھی نہیں لیا ہے کہ
تھر تھرانے چلے ہو سخنگان نے عرض کی کہ میری مجال ہے جو میں اُنکی شان اقدس میں کچھ بھی کہہ سکوں
اور اب وہ یہاں تشریف لے آئے ہونگے اسلیے کہ دیر سے اُنکا ذکر ہو رہا ہے طیمور ہنسا اور دل میں کہتا
ہے کہ یہ بڑا مسخرا ہے اسی سے سارلیق نے اسکو شیطان درگاہ کا خطاب دیا ہے کہا اے سخنگان یہ نشان
میں خود اُنکی نذر کرتا ہوں اب تم شوق سے نام لو اور تمہاری جان کا بھی میں محافظ ہوں کہ اس وقت
تمکو کوئی اذیت نہ پہونچا سکے گا اُس وقت سخنگان نے کھڑے ہوکر چاروں کونوں کو سلام کیا اور بہت بڑے
القاب کے ساتھ نام لیا کہ شاہزادہ ولایت اول ریش تراشندہ کافران و سر برندۂ جادوگران
آفتاب عالمتاب فلک عیاری و ہلال گردون خنجر گذاری ذی شوکت و ذی شان خواجہ خضران بن
خواجہ عمر ثانی دام اقبالہ طیمور حیران تھا کہ وہ کون شخص ہے جس سے اسقدر ڈرتا ہے اور اسلیے عزاز
سے نام لیتا ہے جب سخنگان نے خضران کا نام لیا تو طیمور نے منہ پر رومال رکھا اور ہنسنے لگا سخنگان
چاروں طرف بہت ہی بھولی صورت بنا کے دیکھ رہا تھا طیمور نے کہا کہ تم تو کہتے تھے کہ نام لیا اور وہ آئے
خضران کہاں ہیں سخنگان نے عرض کی کہ وہ اسی وقت تشریف لائے تھے جب آپنے اُنکا ذکر مبارک
شروع کر دیا تھا اب اسکا اقرار کیجے کہ قتل میرے آپ اُنکی بھی حفاظت کے ذمہ کرتے ہیں طیمور نے
ابھی کچھ نہ کہا تھا کہ پشت کی جانب سے صدا آئی کہ اب میں کسی سے ڈرتا ہوں یا مجھے کوئی پا بھی سکتا ہے

آئندہ ایسی حرکت نکرنا سنگتگان نے کہا کہ مین اپنی خوشی سے اس وقت بھی نہ آیا تھا ساریق کے حکم سے
آیا تھا خضران نے کہا اب اگر ساریق تجھے بھیجے بھی تو نہ آنا طیمور سنس رہا ہی خضران سنگتگان کو ڈانٹ رہے ہین
سنگتگان مارے خوف کے خوشامد بھی کرتا ہی اختلاط بھی کرتا ہی جب خوب سنگتگان سے توبہ کرا لی
تو طیمور سے کہا کہ اب اسکی خطا عفو کر کے اسے جانے کی اجازت دیجیے اسلیے کہ یہ بہت بڑے شخص کا
ایلچی ہی ہر چند وہ کافر ہی مگر اپنے تو خداوند یا حضر کہلاتا ہی طیمور نے سنکے کہا کہ اب آپنے میرے لیے نصیحت
شروع کی خضران نے کہا کہ بھلا میری مجال ہی کہ مین آپ کو نصیحت کر سکون سفارش کے طور پر عرض
کیا کہ آپکی نظر عنایت میرے حال پر ہی اور اس ملعون پر نگاہ غضب ہی اور مجھے کسی قدر اسکی رعایت
منظور ہی طیمور نے مسکرا کر کہا کہ سنگتگان کے لیے خلعت لاؤ اسیوقت خلعت آیا خواجہ خضران نے
اٹھکر اپنے ہاتھ سے پہنایا سنگتگان سہما ہوا منہ دیکھا کیا کہ نہین معلوم اس خلعت کا انجام کیا ہونے والا ہی
جب خواجہ خلعت پہنا چکے تو سنگتگان نے سلام کیا فرمایا اشارہ سے کہ جا سنگتگان نے کہا کہ جا کر [illegible] خدمت
مین بھیج دونگا فرمایا بھرین تو مجکو محتاج یا بخیل سمجھا ہی جو سمجھتین لے آ تجھکو دیوالی ہی وہ کیا لونگا سنگتگان کو
تعجب ہوا اور دوسرا سلام کیا اور عرض کی کہ آپ تو ایسے تونگر ہین کہ ساریق کی خداوندی اگر چاہین تو مول
لے لین بلکہ صاحبقران پاس بھی اتنی دولت نہوگی جسقدر آپ کے پاس ہی یہ کہکر رخصت ہوا طیمور
نے خضران سے کہا کہ تم صاحبقران ثالث کے غبار ہو تمنے ان سرداران نامی وگرامی کو بھی دیکھا
ہوگا جو اُنکے ساتھ جانب خانہ کعبہ روانہ ہو گئے ہین سنا ہی کہ اُنہو صاحبقران زمان کے ساتھ
سب ہمسر دار ہین اور خود صاحبقران بھی تو تم ہین خضران نے کہا کہ بیشک جو لوگ صاحبقران کے
ہمراہ زیارت خانہ کعبہ کو گئے وہ ایسے ایسے بڑے بڑے کارنمایان کر چکے ہر بادی طلسم نہ طاق
مین سب اُسیر کے شریک رہے اور بہت سے سر مین نہ طاق ہی مین مدفون ہو گئے یہ لوگ سحر
نہین جانتے بلکہ سحر و ساحری کو کفر جانتے ہین صاحبقران صاحب اسم اعظم ہوتا ہی سا نہ ساحرون سے تھا
پھر اکیلے کس کس کو بچاتے جب اکوان تاجدار کے وہ بیکر قتل ہو گئے اور ساتھ یکرون سے [illegible]
ناعمدار جاکے باطن طلسم مین مخفی ہوا تو طلسم ظاہر فتح ہوا اسی کے بعد صاحبقران جانب خانہ کعبہ روانہ
ہو گئے اور یہ شہر ملک کر گئے کہ یہ باطن نہ طاق کو فتح کرے وہ صاحبقران اور بیراعالمفتن ہی چنانچہ صاحبقران
ہوا لے اس کام کو انجام تک پہونچایا اور مرتبہ صاحبقرانی پایا طیمور بڑی رغبت سے حالات اہل اسلام
سنا کیا اور ایک جوش پیدا ہوا خضران سے کہا کہ مجھے حرکت تمہاری سے یہان کے اس سردار کی
پرستش بھی معلوم ہوئی حقیقت مین اگر رخنہ اندازی کی اگر مجھے اہل اسلام سے ایک خاص طرح کی محبت
نہوتی تو مین طلسم کو پلٹ کے شکر مین نہ جانے دیتا مگر طبل جنگ تو بج ہی چکا ہی اب کل صبح کو معلوم
ہوگا دیکھنا کہ مین طلسم کو کیا بری طرح زیر کرتا ہون خضران یہ سنکر دل مین ڈرا کہ واقعی مین یہ طلسم کی
گت بنا ڈالیگا [illegible] شہر یار [illegible] نے یہ سمجھکر [illegible] کہا کہ آپ کو [illegible] ابھی ایک سردار سے چار روز
آپ لڑ چکے تھے اہل اسلام کو آپ سے دلی محبت ہی ایسی ایسی باتین کر کے غصہ طیمور کا فرو کیا کوئی دو
پہر رات گئے خضران کو بہت بھاری خلعت دیکر رخصت کیا یہان صاحبقران ابھی دربار ہوتا
نہین [illegible] کہ خواجہ خضران آ پہونچے [illegible] کبھی نہ آتے تھے [illegible] ہر بار سے دسدم کی خبر [illegible] طلسم سے
آکر [illegible] کان [illegible] طیمور رستم [illegible] دوسرے [illegible]
شراب [illegible] لیکن خواجہ نے [illegible] سے السبتی [illegible] آب باشی کی ہی اتنے مین خواجہ خضران

آکے ہوئے تھے اور ساری کیفیت بیان کرکے عرض کی کہ اب انشاء اللہ سنجگان کبھی لشکر طیمور میں آنے کا
قصد نکریگا اور کشتیوں کا حال نہیں بیان کیا امیر پہلے سے سن چکے تھے بہت مسکرائے کہا بھئی خضران
ان کشتیوں میں ہمارا بھی حق ہے ہم تمھیں جانیکی اجازت ندیتے تو یہ مال کہاں سے پاتے خضران
نے کہا کہ یہ مال ناجائز ہے آپکے قابل نہیں یونہی میں بھی آپکا ہوں اس مال کی کیا حقیقت ہے امیر نے
ہنسکے ایک لاکھ روپیہ اور انعام میں مرحمت فرمایا خضران نے سلام کیا وہاں سنجگان جو لقا کے پاس
پہونچا تو بہت کچھ رویا پیٹا اور کہا کہ تم نے ایسا نامہ تحریر کیا تھا کہ میرے ڈبونیکا پورا سامان کردیا تھا
تاہم میری جان تو میری فطرت کی بدولت بچ گئی مگر جو بہتری آپکے حق میں سوچا تھا وہ نہوئی جب
وہ آتش پرست ہے اور ہر شخص اپنے مذہب کو حق سمجھتا ہے تو آپکو خداوندی ظاہر کرنے اور
اسکو اپنا بندہ کہنے کی کیا ضرورت تھی وہ برہم ہوتا تو کیا ہوتا اور میں ایسا جانتا تو ہرگز ایلچی گری کو
قبول نکرتا افسوس تدبیر بن کے بگڑ گئی اور بڑا بھید دیا جو آپ کو سمجھوت رکھنا آدا ہے تو یہ اطمینان
رکھئے کہ وہ کبھی اسے زیر نہیں کر سکتا ان لوگوں کو شکست آپس کے نغمہ سے زیر ہونا آتا ہی نہیں اور یہ بھی
رکھئے کہ طیمور بھی انہیں خداپرستوں کے سلسلہ نسل میں ہے تمام نشانیاں اولاد امیر کی اسمیں بھی موجود
ہیں دیکھ لیجئیگا کہ کسی نہ کسی ذریعہ سے یہ مسلمان ہوگا تو اسکا حال ظاہر ہو جائیگا سارلیق نے کہا
تو ایسے ہی خواب پریشان دیکھا کرتا ہے جسکو بہادر اور زبردست دیکھا کہدیا کہ یہ اولاد امیر سے ہے مگر
جسکو ہم چاہیں قوت دیویں اگر صاحبقران کو مرتبہ صاحبقرانی بخشا تو کیا اولاد صاحبقران کے مثل
دوسرے کو انکا غرور مٹانے کے واسطے زبردست پیدا نہیں کر سکتے ہیں سنجگان خاموش ہو رہا
کہ یہ اپنے کہنے سے باز نہیں آتا ہے خیر ہمیں کیا مطلب ہے معلوم ہو جائیگا الغرض آج تینوں دربار
بہت رات گئے برخاست ہوئے سب اپنے اپنے خوابگاہ میں جا کر سو رہے طبل جنگ تینوں لشکروں
میں بجتا رہا گشت کے سوار بیدار باش و ہوشیار باش کی آواز لگا رہے تھے یہانتک کہ رنگ
عالم دیگرگوں ہوا ستارہ سحری نمودار ہوا لشکر اسلام میں مجاہدان دیندار و غازیان شور شعار بستروں سے
اٹھ اٹھ کر وضو کرکے فریضہ سحری کو ادا کرنے لگے ہر طرف سے آوازیں تکبیر کی بلند تھیں اور لشکر
سارلیق میں یا خداوند سارلیق کی آوازیں بلند تھیں ہو وقت چار رہے تھے کہ تو جاگتی جوت کا خسر اندھیر
مقابلہ میں خداپرستوں اور آتشپرستوں کے ہماری پاتشاہ کھنا آدھر آتش پرست سامنے آتش رکھے
ہوئے سجدے کر رہے تھے اور مصروف خودپرستی تھے جب ان دونوں گروہ نے اپنے رسوم عبادت
کو ادا کر چکے تو اسلحہ جنگ تن پر آراستہ کرکے مصروف میدان جنگ ہوئے دو گھڑی دن چڑھے
جلدی و عیدگاہ مصاف میں پہونچکر صف آرا ہوگئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نہیب
دیا رہے تھے ہنوز کوئی میدان جنگ میں نہ نکلا تھا کہ جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا سب
اس غبار کی طرف متوجہ ہوگئے کہ دیکھئے کون آتا ہے اور کس ارادہ سے آتا ہے کہ ایکایک وہ ابر گرد
کا شگافتہ ہوا دل گرد سے کچھ سواران زرین زرہ نمودار ہوئے آگے آگے ایک شخص جلال القدر
ایک ساندنی پر سوار ساندنی کا مرصع کار جہاز نگار تھا اسنے آکر میدان میں ساندنی کو روکا اور ایک
سوار سے پوچھا کہ یہ فوجیں کسکی ہیں سوار نے بعد دریافت حال آگرنگری اس طرف لشکر سارلیق بن
لقا کا ہے اور داہنے جانب لشکر آتشپرستوں کا ہے اور نزدیک سمت جو لوگ صف آرا ہیں یہ اہل اسلام
سے ہیں بس یہ سنتے ہی اسنے لشکر اسلام کا رخ کیا اور قریب صاحبقران عالیشان کے

آکر سلام کیا فرمایا کہ کون ہو تم کون ہو اور کس واسطے آئے ہو اُسنے عرض کی کہ مین وزیر ہون یوسف مکرانی کا نام
میرا ناطق مکرانی ہی لیکن اس وقت بحیثیت ایلچی ہون کر نامہ اپنے بادشاہ کا لیکر آیا ہون فرمایا کہ اچھا
قیام کرو مین نامہ کو وقت فرصت مین دیکھونگا یہ سبب کہ جنگ ہی اس وقت مجھے نامہ دیکھنے کی فرصت نہین
ہی یہ فرما کر اپنے عیار سے کہا کہ اسکے واسطے ایک خیمہ استادہ کرا دو اور اسباب آسایش مہیا کر دو غفور
بادیہ گرد ناطق مکرانی کو اپنے ساتھ لیکر قیام گاہ لشکر کی طرف روانہ ہوا اور یہان طیمور شیر پرور نے دیکھا
کہ صاحبقران اسی طرح میدان مین کھڑے ہین عیار نے بیان کیا کہ مجکو ہرکارون کے ذریعہ سے معلوم
ہوا ہی کہ یہ ایلچی کسی بادشاہ کا ہی اور کچھ پیام لایا تھا امیر نے پیام نہین سنا اور فرمایا کہ مین بعد مقابلہ طیمور
شیر پرور کے تیری التماس کو سنونگا ابھی تو مین طیمور کا پابند ہون یہ سنکے طیمور نے کہا کہ جا کر میری
جانب سے کہدو کہ ہمارے آپکے شغلیہ جنگ ہی مخاصمانہ مقابلہ نہین ہی نہین معلوم یہ شخص کیا غرض لیکے
آیا ہی اگر مجھے اس قسم کی ضرورت ہوتی تو مین آپ سے مہلت مانگ لیتا مین طبل بازگشت بجواتا ہون
آج کا مقابلہ ملتوی رہا پھر دیکھا جائیگا عیار تو پاس سے شاطری مارتا ہوا خدمت مین صاحبقران عالیشان
کے آیا اور پیام طیمور کا سنایا امیر نہایت خوش ہوے اور طیمور شیر پرور طبل بازگشت بجوا کر میدان
سے پھر گیا ادھر لشکر سارق میدان سے واپس ہوا صاحبقران داخل بارگاہ سلیمانی ہوے شام
کے دربار مین ناطق مکرانی کو طلب فرمایا اور جا مناسب اُسکے بیٹھنے کو دی اور ارشاد کیا
کہ ہان نامہ دے ناطق مکرانی نے عرض کی کہ نامہ کا مضمون بغیر میرے کچھ زبانی عرض کیے ہوے
سمجھ مین نہین آسکتے اسلیے کہ بادشاہ نے بالاجمال صرف اپنی غرض ظاہر کی ہی اور مین سارا واقعہ بیان
کرونگا فرمایا بیان کر ناطق مکرانی نے عرض کی کہ یا صاحبقران شہر مکران مین جسقدر لوگ ہین سب کے
سب بت پرست ہین اور حوالی شہر مین ایک تالاب ہی کہ گرد اگرد اُسکے ستون سنگ مرمر کے نصب ہین
اور سب گرد ان کے بھی سنگ مرمر کی ہین پانی تالاب کا نہایت شیرین اور مصفا ہی ایسا خوشنما تالاب مین نے کہین
نہین دیکھا لیکن نہین معلوم کیا اسرار ہی کہ جب شام ہوتی ہی تو سارے تالاب مین چراغان کا لطف
گلدستے بجانے کی آوازین بلند ہوتی ہین مگر کوئی نظر نہین آتا ہی اور وہ ستون جو گرد اُسکے ہین مانند شمع
چراغان کے روشن و منور ہو جاتے ہین جو شخص قریب اُس تالاب کے جانے کا قصد کرتا ہی وہ جل کے
خاک ہو جاتا ہی اگر کوئی دور سے ڈھیلا مارتا ہی تو ڈھیلا پلٹ کے اسی شخص کے سینے پر پڑتا ہی رات بھر
یہ سامان نظر آتا ہی صبح کو پھر وہی حالت نظر آتی ہی جو بیان کر چکا ہون اور جو شخص دن کو اُس تالاب پر جاتا
ہی وہ جب لب گرداب پر آہستہ قدم رکھا پانی کی طرف دیکھا اور بے اختیار تالاب مین کود پڑتا ہی
پھر اُسکا پتہ نہین لگتا ہی قاعدہ یہ ہی کہ جو شخص پیراک نہین ہوتا اور پانی مین پھاندتا ہی تو تین بار ابھر
آتا ہی اور جب مر جاتا ہی تو لاش اُسکی اُبھرتی ہی مگر اُس تالاب مین جو ڈوبا پھر نہ وہ خود ابھرا نہ اُسکی
لاش اُبھری اور پانی مین [illegible] عجیب طرح کے طلسمات ہین کبھی کسی نے آجتک ایسی عجائبات نہین دیکھی ہین
بادشاہ کو خیال ہوا کہ شاید [illegible] یہ تماشہ ہی کہ آنکھین دیکھکر انسان [illegible] ہو جاتا ہی تو بادشاہ نے
انسانون کے [illegible] تالاب [illegible] پھنکوا دیا کہ اُسکے
اُسکے [illegible] پانی نے زہر کو قبول نہین کیا
[illegible]
جہان وہ تالاب ہی [illegible] بادشاہ [illegible] ارشاد

تاج تخت تھا شکار سے پلٹا چلا آتا تھا بھاگ کے اس طرف جا نکلا جہاں وہ تالاب ہے لوگوں نے کہا
جلد یہاں سے چلیے اس طرف جانے کا حکم نہیں ہے اسفندیار بکرانی نے کہا کہ یہ ممانعت ہمارے لیے نہیں
ہے بلکہ رعایا کے واسطے ہے ہم اگر اپنے ملک کے سرانجام سے اچھی طرح ہیں اور قصد نہ جانینگے تو کس وقت
میں سلطنت کیونکر کرینگے بھلا ملازم آقا کو کہاں منع کر سکتے ہیں شاہزادہ اسفندیار بکرانی کنارے سے تالاب
کے گیا اور جھک کر پانی تالاب کا لینا چاہا بس خدا جانے کیا شی نظر آئی کہ وہ تالاب میں ڈوب گیا جس وقت
یہ خبر شہر بکرانیہ میں مشہور ہوئی اور بادشاہ اپنے فرزند کے حال سے مطلع ہوا تو اسقدر رویا کہ بینائی میں
فرق آگیا لیکن منجمان شہر نے اپنے علم و عمل سے دریافت کرنے کے بعد آ کے بادشاہ سے عرض کی کہ
شاہزادہ صحیح و سالم ہے مگر مجبور ہے نہیں سکتا ہے کوئی اسکو لا سکتا ہے جو لینے کو جائیگا وہ بھی اسی بلا میں مبتلا
ہوگا کہ واپس نہ آسکیگا ہاں اگر صاحبقران زمان یہاں تشریف لائیں تو وہ اس مہم کو حل کر سکتے ہیں
امید بری یہی چیز ہے بادشاہ نے کہا کہ جاؤ اور صاحبقران زمان کو تلاش کر کے لے آؤ انسے عرض کرو کہ اگر یہ مقصد
میرا حاصل ہوگا تو میں آپکا دین مبین اختیار کرونگا یہ عرض کر کے نامہ یوسف بکرانی کا پیش کیا
صاحبقران زمان نے نامہ کو ملاحظہ فرمایا مضمون نامہ بھی اسی کا خلاصہ تھا جو کچھ وزیر خوش تدبیر
نے بیان کیا تھا امیر با توقیر نے ارشاد فرمایا کہ اے ناطق بکرانی اس وقت میں دو مہموں میں بندھا ہوا
ہوں کہیں نہیں جا سکتا ایک تو طیمور شیر پیکر دوسرے سارلیق بن لقا کہ دونوں سے نامہ و پیام
جنگ کا ہو چکا ہے اور روز طبل جنگ بجتا ہے مقابلے ہوتے ہیں یہ باتیں صاحبقران کی عیار طیمور شیر پیکر
کا صورت تبدیل کیے ہوئے سن رہا تھا سب کیفیت جا کے طیمور شیر پیکر سے بیان کی طیمور
نے طبل جنگ نہیں بجوایا اور کہا کہ صبح کو میں خود جا کر صاحبقران سے عرض کرونگا کہ ہمارے آپکے
شغل جنگ ہے بلکہ مشغلہ بیکاری ہے اسلیے نہیں ہے کہ کام ہرج کر کے مشغول کار بیکاری رہیں آپ طیمور کو
لیجائیے اور اگر سارلیق طبل جنگ بجوائے گا تو میں موجود ہی ہوں سمجھ لونگا یا مجھی کو کچھ دن تک ساتھ میں
ساتھ چلوں یہ ارادہ کر کے طیمور ٹھہر رہا چونکہ طیمور نے طبل جنگ نہیں بجوایا تھا لشکر صاحبقران میں
بھی کوس حربی نہیں بجا ادھر سارلیق بن لقا نے بھی طبل جنگ نہیں بجوایا جب صبح ہوئی تو طیمور شیر پیکر
حوائج ضروری سے فراغ حاصل کر کے مرکب طلب کیا اور بیٹھ کر نشست مرکب پر لشکر اسلام کی طرف
جانے کا قصد ہی کیا تھا کہ جانب صحرا سے شق گرد و غبار بلند ہوا طیمور انتظار میں ٹھہر گیا کہ دیکھے
اب کون آتا ہے جب گرد قریب آ کے شق ہوئی تو دیکھا کہ ایک سانڈنی سوار دوڑا چلا آتا ہے قریب
آ کر پوچھا کہ لشکر خورشید زرین کمر کا کہاں ہے لوگوں نے بتایا کہ یہی لشکر ہے اس وقت سانڈنی
سوار نے بارگاہ خورشید کی راہ لی صبح کا وقت تھا گھڑی پہر دن چڑھ چکا تھا خورشید زرین کمر بھی
بارگاہ میں بیٹھا ہوا تھا لاجورد شاہ اور سرداران سلطنت آئینہ پرست سب موجود تھے کہ
چوبدار نے شتر سوار کے آنے کی خبر دی حکم ہوا کہ لا نامہ وار اونٹنی سے اتر کر اندر بارگاہ کے آیا
سلام کیا تاسف کیا شتر سوار کو آتے دیکھ کر شاہزادہ طیمور شیر پیکر بھی مرکب سے اتر کر داخل بارگاہ
ہوا اور اپنے ڈنگل پر بیٹھ گیا خورشید زرین کمر نے نامہ پڑھ کر طیمور کو دے دیا طیمور نے
بھی پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے بادشاہ میں نے سنا ہے کہ آپ نے دنیا قدیم کو مذہب آتش پرستی
سے تبدیل کیا ہے اور رسم خداوند تازہ سے آپکا ایسی شوکت و حشمت خدا ہے کی جسکا چار دانگ
عالم میں شہرہ ہے فرزند آپکا مصروف ملک گیری ہے اور دین آتش پرستی کو رواج دے رہا ہے میں نے بھی

اس دین کی طرف میلان رکھتا ہون مگر کوئی ہادی و راہنما نہین پاتا جس وقت یہ خبر مشہور ہوئی کہ مین اس
دین کی طرف مائل ہون اور مجھ سے سب سارلیق پرستی کو ترک کیا چاہتا ہون تو میرے ملک سے قریب
ایک اور ملک ہے کہ نام اسکا شہر شفالیہ ہے حاکم وہان کا محیط منارہ گردون ہے نزد بردستان روزگار سے
ہے اسنے میرے ملک پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کیا ہے میرے یہان کوئی پہلوان اسکا ہمسر نہین ہے اگر
آپ اس وقت تنگ مین میری مدد نکرینگے تو خداوند آئندہ آپ سے ہرگز خوش نہونگے اسلیے کہ انھون نے
یہ شوکت و حشم آپکو اسی لیے عنایت کیا ہے کہ آپ ہم ایسے غم زدون کی داد رسی کرین اور راہ نمایان
شناسائین آخر مین نام بادشاہ کا قطب شاہ حاکم شہر شفالیہ تحریر تھا یہ مضمون پڑھکر طیمور شیر سیور نے
خورشید زرین کمر سے کہا کہ مدد کرنا قطب شاہ کی جملہ واجبات سے ہے آپ اسی جگہ قیام
رکھیں مین جاتا ہون اور صاحبقران سے اجازت لیکر شہر شفالیہ کو جاؤنگا اور بہت جلد محیط منارہ گردون
کو سزاے معقول دیکر واپس آؤنگا یہ کہکر نامہ دار کو اپنے ساتھ لیا اور بجانب لشکر اسلام روانہ
ہوا اور یہان صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے ہوے تھے سب سردار جمع تھے صاحبقران فرماتے
تھے کہ طیمور نے ملک چین کا بھی نہین بھجوایا خدا جانے مزاج طیمور کا کیسا ہے میرا جی چاہتا ہے کہ آپ جاؤن
اور خضران خبر لواؤ اگر درحقیقت کچھ طبیعت طیمور کی ناساز ہو گئی ہو تو مین ضرور جاؤنگا اور مزاج پرسی
کرونگا خضران آستکم کر بارگاہ سے باہر نکلے تھے کہ آنا جبر طیمور شیر سیور کے آنیکی سلی دیکھا
کہ مرکب کو جولان کیے ہوے طیمور چلا آتا ہے اور ایک شخص اور ساتھ ہے پس خضران وہین سے
پھرا اور صاحبقران سے عرض کی کہ طیمور آتا ہے اور ایک شخص اور بھی طیمور کے ساتھ ہے اور وہ
نامہ دار کہین کا ہے امیر نے برابر ناظف مکرائی سمجھ نامہ دار کے واسطے کرسی بچھوادی اور اپنے
قریب دنگل طیمور کے لیے بچھنے کا حکم دیا تھا ہنوز دنگل بچھایا نہین گیا تھا کہ طیمور آپہونچا صاحبقران
بے اختیار اپنے دنگل سے اٹھے اور چند قدم آگے بڑھ گئے صاحبقران کے اٹھتے ہی سب
سردار اٹھے اور براے استقبال آگے بڑھے اور فرط محبت سے امیر نے ارشاد کیا کہ اے طیمور
شیر سیور تمھاری طرف دل کھنچتا ہے اسکا سبب نہین ذہن مین آتا طیمور نے کہا کہ آپ سپاہی دوست
اور منصف مزاج ہین لیکن اس تکلف کرنے کی کیا ضرورت تھی کہ آپنے میرا استقبال کیا مین آپ سے
سن مین بھی کم ہون اور مرتبہ بھی آپکا تمام عالم پر روشن ہے کہ آپ صاحبقران زمان کہلاتے ہین یہ سنکے
امیر نے ارشاد فرمایا کہ بہادر دوست تو مین بیشک ہون بلکہ اگر مین خداپرست نہوتا تو بہادر پرست
ہوتا لیکن تمھاری پیشوائی کا سبب یہ ہے کہ تم میرے دادا صاحب کی تصویر معلوم ہوتے ہو افسوس کہ وہ
تھا نہ کبھی تشریف لے گئے ورنہ مین تمھین صورت انکی دکھاتا اور تصویر انکی اب بھی موجود ہے خصوصا
وہ تصویر جو زمانہ آفتاب پرستی کی تھی کہ اسمین سن انکا بھی تمھارے سن کے قریب ہے
مین تمھین وہ تصویر دکھاؤنگا بعینہ وہی صورت تمھاری بھی ہے صرف ایک خال کی جگہ بدلی ہوئی ہے یہ
فرما کر تصویر طلب کی سہراب نے جلدی سے اٹھ کے اپنا دنگل خالی کر دیا اور ہاتھ طیمور کا پکڑ کے
اپنے دنگل پر بٹھادیا بادشاہ اسلام نے سہراب کو اپنے قریب جگہ دی جس مقام پر سکندر
اور قرشاہ صف شکن بیٹھے ہوے سہراب کو بھی بٹھا لیا اتنے مین طیفور نے تصویر ایرج
نوجوان کی لاکر صاحبقران کے ہاتھ پر دی صاحبقران نے تصویر طیمور کو دی طیمور نے جو تصویر
ایرج نوجوان کی دیکھی مسکرا کے کہا کہ ایسی بھی میری قسمت کی خوبی کہ آپکے بزرگ سے میری صورت

مشابہ ہی صاحبقران نے فرمایا مین نے ایسی مشابہت کی تعظیم کی ایسا اور سرداروں نے بھی تصویر ایرج کی
کی پھر دیکھی اور زعفر طیمور کی چہرہ پر ڈالی سکندر رستم خو نے بھی محبت کی نظر سے طیمور کو دیکھ رہا ہے دل مین
کہتا ہی کہ اسمین تو سب نشانیان بھی ہمارے خاندان کی موجود ہین یہ دادا صاحب نے کہاں تخم پاشی کر دی
رنگ تو سب ملتا ہوا ہی لیکن تیور طیمور کے ایرج سے زیادہ سخت ہین بعض سردارون نے آنکھو کی
انداز مین بھی فرق بتایا اسکو بھی امیر نے تسلیم کیا دیر تک یہی باتین ہوتی رہین آخر صاحبقران نے
مزاج پوچھا اور ارشاد کیا کہ تمہارے علیل ہوجانے سے مجھے تشویش ہوئی تھی کہ خدا جانے مزاج
کیسا ہی بلکہ مین خود مزاج پرسی کے ارادے سے آنے والا تھا حضار ان کو برائے دریافت حال روانہ
کیا تھا کہ تم خود آگئے طیمور نے کہا کہ یا صاحبقران شب کو میرا بھی بہت جی چاہا تھا کہ حاضر ہون
مگر مجھے کئی خیالون نے روکا ایک تو یہ کہ سکندر آتشپرست مجھ سے بدظن ہو کہ اسنے خداپرستون
سے استقدر میل جول کیون بڑھا رکھا ہی دوسرے بلاسبب آنا اچھا نہ معلوم ہوا طیمور سے یہ خیال ہوا
کہ جس مصاحبت سے علیل جنگ نہین ہوا یا مید اندازی معطل رہی اسمین فرق نہ آئے لیکن تاہم دار رستے
شاید کچھ راز کی باتین ہوتی ہون اور مین مخل صحبت ہوون صاحبقران نے فرمایا وہ باتین تم سے پوشیدہ
کرنے کی نہین ہین بلکہ تمسے بیان کرنا انکا ضروری ہی حاکم شہر بکرانیہ کا فرزند کسی تالاب مین جاکر گم ہوا
ہی اور وہی ایک فرزند وارث تخت و تاج ہی اسنے مجھے لکھا ہی کہ اگر آپ میرے فرزند کو مجھسے
ملا دینگے تو مین اسلام اختیار کرونگا طیمور نے کہا یا صاحبقران جو غرق ہوا وہ مر گیا اور جو مر گیا
وہ پھر زندہ نہین ہوتا آپ اس معاملہ مین کیا کیجیے گا امیر نے فرمایا کہ جو غرق ہوتا ہی وہ مر کے ابھرتا بھی
ہی لیکن اس تالاب مین کچھ اسرار طلسمی معلوم ہوتے ہین یہ فرما کر اوصاف اس تالاب کے بیان کیے اور
ارشاد فرمایا کہ جس خدا مین پیدا کرنے کی قدرت ہی وہ زندہ بھی کرسکتا ہی اگر اسے یہ منظور ہوگا کہ چند بندے
اسکے راہ راست پر آئین تو وہ فرزند یوسف شاہ کو زندہ بھی کر دے گا طیمور نے کہا کہ پھر مین آپکی طرف سے
چلا جاؤن یا ہمراہ آپ کے چلون اگر فرزند یوسف بکرانی کا اس سے مل جائیگا تو وہ اپنے عہد کے
موافق خداپرستی اختیار کرے گا میرے جانے سے میری یہ غرض نہین ہی کہ مین یوسف شاہ کو دین
آتشپرستی کی ترغیب دون صاحبقران نے فرمایا کہ اے طیمور مجھے تم سے بہت کچھ امید ہی لیکن چندان
ضرورت نہین ہی خداوند عالم نے بہت سے سردار مجھے عنایت فرمائے ہین ایک ایک عزیز میرا
طلسم کشا ہی طیمور نے کہا کہ پھر آپکا قصد کیا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ مین تو تمہارا پابند ہون اگر تم
اجازت دوگے تو جاؤنگا ورنہ ہرگز نہ جاؤنگا طیمور نے عرض کی کہ یا صاحبقران اصل جنگ تو سارلیق
ہی لقا سے ہی مین تو آپ سے جنگ کرنے کو شغل بیکاری سمجھکے آمادہ ہوا تھا بہتر یہی ہی کہ آپ
شہر بکرانیہ کی طرف تشریف لے جائیے اور مین بھی شہر شمالیہ کی طرف جاؤنگا حسب الاتفاق حاکم شہر
شمالیہ نے مجھے بھی برائے مدد طلب کیا ہی یہ وزیر اسکا عقیل پرویش را سے لا مدد لیکر آیا ہی امیر نے
فرمایا نہایت مناسب ہی مگر مین چاہتا ہون کہ دو ایک سردار میرے تمہارے ساتھ جائین طیمور نے
کہا کچھ ضرورت نہین ہی مین نے بھی انکی عنایت سے چند سردار پیدا کر لیے ہین اور جو قسمت مین ہین تو ہونگے
وہ مل جائینگے مین بہت جلد جھنڈا منارہ گردون کو سرفراز کرکے واپس آؤنگا خفا نہ رہیے گا لشکر کے لیے نہین کہتا
ہین طوفان موجود ہی اور اگر کوئی سخت مشکل درپیش ہوگی تو شہر شمالیہ کچھ زیادہ دور نہین ہی مین خبر پاکر
آجاؤنگا صاحبقران نے فرمایا کہ بہتر ہی لیکن مجھے سارلیق سے کسی بات کی طلب کرنا ہے گا طیمور نے کہا امیر

رخصت ہو کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور تھوڑی ہی فوج یاقوت پوشوں کی اپنے ہمراہ لیکر جانب شہر شمالیہ روانہ ہوا اور خورشید زرین کمر سے کہدیا کہ اگر ساریق طبل جنگ بجوا دے تو تم مجھے اطلاع نہ دیجیو بلکہ مقابلہ کرنا اور روز کی میدان داری کو سہنگ بن طوفان دریا موج کافی ہے اسکے بعد مین پہونچ جاؤنگا طیموس تو بیخ عقل و جنون رسا جا ہی ہے ہزار سرخ پوشوں سے جانب شہر شمالیہ روانہ ہوتا ہے لیکن حال صاحبقران عالی شان کا سنیے کہ انھون نے نامہ ساریق بن ابقا کو تحریر فرمایا مضمون نامہ یہ تھا کہ مین ایک ضرورت سے جانب ملک مکرانیہ جاتا ہون اور تم سے ایک مہینہ کی رخصت لیتا ہون اس مدت معینہ تک طبل جنگ نہ بجوانا جب مین آ لون اس وقت اختیار ہے نامہ خضران کو دیا خواجہ خضران جانب قیطول ساریق روانہ ہوئے خبر ساریق کو ہوئی کہ پیغمبر نامہ دار صاحبقران آتا ہے سنجیدگان نے ساریق سے کہا کہ آنے دیجیے اور کسی طرح کی مزاحمت کوئی نہ کرے ورنہ قیامت ہوجائیگی مین انکی نامہ داری سے بہت ڈرتا ہون اور جلد کشتیان انکے نذر کے واسطے منگوا کر رکھیے چونکہ ساریق کو خود ہی آن لوگون کا انتظار تھا جن جن کو اسنے راستہ پر در طلب کیا تھا لیے تامل خضران کو بلا لیا نامہ لیکر پڑھا جواب تحریر کر دیا کہ جبتک آپ نہ آئینگے سر گز اس وقت تک طبل جنگ نہ بجیگا خواجہ نے کشتیان نذر قبول کین اور جواب نامہ کالا کر صاحبقران عالی شان کو دیا انھون نے اسی وقت تیاری کی اور ہمراہ ناطق بارانی کی جانب ملک مکرانیہ روانہ ہوئے لیکن اب یہان سے

چند کلمے داستان زلازل بن زلزلہ بن زلزال دیو پر درازتر کش کے بیان کیے جاتے ہین

کہ اسکو سنجیدہ لیے گیا تھا جسوقت آنکھ زلازل کی کھلی تو اپنے کو ایک کوہ پر پایا اور ایک دیو کو سامنے اپنے کھڑے دیکھا پوچھا تو کون ہے اور مجھے کیون لایا ہے دیو نے بیان کیا کہ جس دیو کو آپکے باپ نے مار کر مجھے حاکم اسکے ملک کا کیا تھا اس دیو کے بیٹے نے خروج کیا ہے بارہ ہزار دیو انکا لشکر اسکے ہمراہ ہین مین نے مقابلہ کیا زخمی ہوا میرے دیو جنگ مغلوبہ کرکے مجھ تو لے نکلا لیکن ملک چھین گیا آپکو اسلیے لایا ہون کہ اس دیو سے آپ مقابلہ کرکے میرا ملک مجھکو دلوا دیجیے یہ سنکے زلازل نے کہا کہ نام تیرا دیو حیرہ ہے اسنے کہا کہ جی ہان یہی میرا نام ہے پوچھا اس دیو کا کیا نام ہے جسنے تیرا ملک لیا ہے جواب دیا کہ اسے دیو قہقہہ کہتے ہین کہا فوج اپنی فراہم کر دیو حیرہ نے زلازل کو اسی مقام پر چھوڑا اور آپ آگے چلا گیا یہان زلازل بن زلزلہ بالا کوہ انتظار مین دیو حیرہ کے کھڑا ہوا تھا کہ دیکھا ایک عورت نہایت حسینہ و جمیلہ دراز قامت فربہ بدن چلی آتی ہے زلازل غور سے اسکی طرف دیکھا کیا کہ وہ عورت بالا سے کوہ آگئی زلازل نے پوچھا کہ تو کون ہے اور نام تیرا کیا ہے اسنے کہا کہ مین نام اپنا لیون بتاؤن مین جی اس کوہ کی سیر کو آیا کرتی ہون دن بھر یہان رہتی ہون شام کو چلی جاتی ہون زلازل سمجھا کہ کسی قصبہ یا قریہ کی رہنے والی ہوگی لیکن بہت زبردست عورت ہے اگر اس سے بچہ پیدا ہوگا تو نہایت قوی تن ہوگا یہ خیال کرکے اس سے اظہار عشق کیا اسنے قبول کیا زلازل نے اسی کوہ پر اس سے مطلب پورا کیا جب زلازل علیحدہ ہوا تو اس عورت نے کہا کہ تمنے مجھے پہچانا یہ کہا کہ نہین خدا کی یاد ہی تو دیکھا کہ ایک دیونی ہے کہ کھڑی ہنس رہی ہے زلازل اس سے مواصلت کرکے نہایت پشیمان ہوا کہا جا دور ہو میرے سامنے سے دیونی نے کہا کہ

اگر مین تجھے دھوکا نہ دیتی تو تو مجھے کاہے کو قبول کرتا یہ کہکر چلی گئی اسنے یعنی دیوچہرہ فوج دیوان اپنے ساتھ لیے ہوے آیا اور زلازل سے کہا کہ آج رات یہین بسر کیجیے جب صبح ہوگی تو شہر قیران کی طرف چلینگے زلازل پریشان کھڑا تھا دیوچہرہ نے سبب پریشانی پوچھا زلازل نے دیونی کا واقعہ بیان کیا دیونی دیوچہرہ کی بہن تھی دیوچہرہ کو سوا سکوت کے کوئی چارہ نہوا کہا خیر مین آپکے دل بہلانے کو کوئی پری لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا پہلے اس غار مین آیا جہان دیونی رہتی تھی جب اسنے دیونی کو دیکھا گرز پکڑکر چلا کہ اسے مار ڈالون دیونی پکاری کہ او ظالم بھائی کس خطا پر تو میرا دشمن جانی ہوا ہی دیوچہرہ نے کہا کہ تو نے جاکر زلازل بن زلزلہ کو دھوکا دیا وہ نہایت برہم ہی اگر اسے معلوم ہوجاتا کہ یہ اسکی بہن ہی تو وہ مجھ سے ناراض ہوکے چلا جاتا ملک و مال تو گیا تھا جان بھی جاتی دیونی نے کہا کہ تو تو بیوقوف ہی مین نے وہ سامان کیا ہی کہ آئندہ سے تجکو آدمزاد کی حاجت ہی نرہیگی جو لڑکا میرے پیٹ سے پیدا ہوگا وہی حفاظت تیرے ملک کی کریگا اور یقین ہی کہ میرا فرزند اپنے باپ سے زیادہ زبردست ہوگا دیوچہرہ نے اسکی بیحیائی پر شرمندہ ہوکے گردن نیچی کرلی دیوچہرہ تو وہان سے نکلکر اور طرف روانہ ہوا اور یہ کہیں سے ایک پری پکڑ لایا اور جو اڑتی ہوئی جاتی تھی وہ پری آئی اور زلازل سے کہا کہ تم ایسا بھی ذلیل طبیعت کا کوئی انسان نہوگا کہ تمنے دیونی سے مواصلت کی زلازل نے کہا تجھے کیا معلوم کہا مین اڑتی ہوئی جاتی تھی تجھے یہ معرکہ دیکھکر بہت افسوس ہوا اسلیے کہ مین تیری طرف مائل ہوئی تھی یہ دیکھکر چلی گئی زلازل بن زلزلہ خوش ہوا کہ مجکو اسکا نعم البدل ملگیا ہی پری سے معذرت کی کہ مین آپسے نہ جانتا تھا کہ یہ دیونی ہی ورنہ ہرگز اسکی طرف ذرا بھی التفات نکرتا یہ کہکر پری سے اظہار محبت کیا پری ہزار ناز و نخرے سے راضی ہوئی زلازل اُس سے خلوت مین لے گیا لیکن بعد ہم بستری کے پھر اُس سے زیادہ طبیعت بدشکل ہوئی پری تو اُڑکے چلی گئی کہ اگر ابکی اسے معلوم ہوگا تو یہ مار ہی ڈالیگا زندہ کبھی نہ چھوڑیگا یہان دیوچہرہ دوسری پری کو ساتھ لیے ہوے آیا تو زلازل کو اور بھی افسردہ پایا سبب پوچھا زلازل نے کچھ نہ بتایا اور اُس پری کی بھی طرف ملتفت نہوا جس پری کو دیوچہرہ لایا تھا کھینچ دیدہ بیٹھی رہی آخر اُڑکے چلی گئی دیوچہرہ بھی چلا آیا زلازل سو رہا جب صبح ہوئی نہا دھوکے دیوچہرہ سے کہا کہ اب شہر قیران کی طرف چلتا کہ تمھارے کام سے فراغت کرلون تو خوبصورت مین خدا داد کے جاؤن کہ وہان بھی خداپرستون سے مرحلہ درپیش ہی دیوچہرہ نے فوج کو تیاری کا حکم دیا اور کوچ کرکے جانب شہر قیران روانہ ہوا جسوقت شام قلعہ کے سامنے پہونچا لشکر اتارا خبر دیو قہقہہ کو پہونچی کہ دیوچہرہ کسی آدمزاد کو لیکر آیا ہی دیو قہقہہ نے سنا کہ آدمزاد کی بھی یہ بنیاد ہی کہ وہ دیوزادون سے مقابلہ کرسکے اور اپنی فوج کو بھی باہر قلعہ کے لشکر کا حکم دیا دیو قہقہہ کی فوج بھی قلعہ سے باہر آئی اور طبل جنگ بجا ادھر بھی نقارہ رزمی پہ چوب لگی دونون لشکرون مین رات بھر تیاری جنگ کی رہی صبح کو دیو قہقہہ اپنی فوج کو لیکر میدان مین آیا اور صفین آراستہ کین اس طرف سے دیوچہرہ نے فوج آراستہ کی زلازل بن زلزلہ ایک دیو کی گردن پر سوار دیوچہرہ کے ساتھ تھا دیو قہقہہ میدان مین آیا اور پکارا کہ اے دیوچہرہ تیری عقل پر کیا پتھر پڑے ہین کہ کسکے لیے آدمزاد کو لایا ہی جو ہم لوگون کا گھر جاہی بھلا یہ مجھ سے کیا لڑیگا دیوچہرہ نے کہا کہ اگر تو کہلا سکے تو کہلا لے اتنے مین سے والد ماجد نے تیرے باپ کو بار کہ شمشیر تیز گذرانا نکو مین گریا

اب قفس میں تیری سرکوبی کے واسطے لایا ہوں دیو قہقم نے کہا کہ یہ تو تو نے اچھا کیا کہ میرے باپ
کے قاتل کے فرزند کو لایا ہے آج قصاص خون پدر کا بھی ہو جائیگا یہ کہکر زلازل سے کہا کہ او مردم سیہ
سپید دندان تو بڑا سرکش ہے کہ دیوون کے مقابلے میں آیا ہے زلازل نے اپنے دیو کو اشارہ کیا
کہ وہ زلازل کو کیفر پہنچائے سامنے دیو قہقم کے آیا دیو قہقم نے وار شمشاد کا وار کیا زلازل نے وار
اسکا خالی دیکر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا بیاقص گردن پر مارا دھڑ سے سر دور جا کے گرا یہ دیکھکر سب دیو
دور پڑے سے شور کرنے لگے کہ مارو اس آدمزاد کو غضب کیا اسنے کہ ہمارے سردار کو مارا اس طرف سے دیو چہرہ
فوج کو لیکر آ پڑا اچھا جنگ مغلوبہ ہو گئی دیوون کی ٹکریون سے طبقہ زمین کا ہلنے لگا کہیں وار شمشاد چل رہے
تھے کہیں زرنگ ولنہ زنجیر بند کسی جگہ ارہ پشت نہنگ کہیں ساطور کسی طرف چقماق چاور کسی جانب چوب
چاتی کسی سمت میل آہنی کہیں گرز گران سرکوبی پر کمر کا بل لڑائی رہی آخر میں کے پانچ ہزار دیوون کے
قریب مارے گئے آخر دیو قہقم کے لشکر نے شکست کھائی اور قرار پر قرار لیا جو دیو اسیر ہوئے
انھوں نے اطاعت اختیار کی دیو چہرہ شہر میں آیا زلازل کی بڑی دھوم سے دعوت کی جب دعوت
و ضیافت سے فرصت ہوئی تو زلازل نے دیو چہرہ سے کہا کہ مجھکو خدمت میں خداوند کے بھیجوا دو ایسا
نہو خداوند مجھسے ناراض ہو جائیں دیو چہرہ نے ایک دیو سے کہا کہ جہان یہ کہیں انکو پہونچا آؤ دیو نے زلازل
کو اپنی گردن پر سوار کیا اور جانب ملک سمارلیقیہ روانہ ہوا لیکن راستے میں وہی کوہ ملا جو سر حد پر
پڑتا ہوا اور پرہ قاف سے واقع تھا پر دیو اس مقام پر پہونچکے قیام کرتا تھا جب زلازل اس
کوہ پر پہونچا تو دیکھا کہ وہی دیونی جسنے دھوکا دیکر مواصلت کی تھی کھڑی ہے شکم اونچا ہے زلازل نے
تو اسے دیکھکر نفرت کی ساتھ ہی منہ پھیر لیا لیکن دیونی دیکھکر ہنستی ہوئی قریب آئی اور کہا کہ مجھسے
غافل ہونا ہاتھ پکڑے کی لاج رکھنا زلازل شرمندگی سے عرق عرق تھا اور پشیمان ہو رہا تھا کہ یہ
میں نے کیا کیا لڑکا پیدا ہوگا تو وہ کیسا ہوگا دیونی کو جھڑک دیا اور جلدی سے دیو کی گردن پر سوار
ہو کے طرف سمارلیقیہ کے روانہ ہوا اسکو تو وہیں چھوڑا جاتا ہے دیکھیے یہ کب پہونچتا ہے لیکن اول
کچھ حال اس دیونی کا سنیے کہ جب ایام حمل پورے ہوئے تو اسکے یہاں لڑکا پیدا ہوا دست و بازو
نہایت قوی تمام بدن پر مثل خرس کے بال تھے دیونی اسکی پرورش میں مصروف ہوئی یہ خبر
دیو چہرہ کو پہونچی کہ میرے یہاں بھانجا پیدا ہوا ہے کہ انسان کا انسان ہے اور دیو کا دیو ہے سر پر ایک
شاخ مانند گوزن کے ہے بدن پر مثل خرس کے بال ہیں دیو چہرہ اپنی بہن سے ناراض رہتا تھا جب اسکو
یہ خبر پہونچی کہ لڑکا اس طرح کا پیدا ہوا ہے یہ سمجھ گیا کہ ہو نہو یہ زلازل کا فرزند ہے حمیرہ دیونی کو بلوا لیا اور
پرورش میں فرزند خواہر کے مصروف ہوا اور نام اسکا قزلزل بن زلازل دیوزاد رکھا یہ بھی جوان
ہوکر بڑی بڑی لڑائیاں کرتا ہے ذکر اسکا بھی وقت پر بخدمت ناظرین عرض کیا جاویگا

لیکن اب یہاں سے چند کلمہ داستان شوکت بیان صاحبقران بحری ابن امیر سلطان دریاشکوہ فرزند عادل کیوان شکوہ کی ولادت کے بیان ہوتے ہیں

راوی بیان کرتا ہے کہ جب نو مہینے گزر گئے تو دختر نہنگ بچہ دریاشکن بیمارہ وزرہ عارض ہوا

بچہ پیدا ہوا صورت اسکی مثل آفتاب تاباں کے روشن و منور تھی ساتھ ہی اسکے طیفور کا لڑکا بھی پیدا ہوا
ان دونون کی پرورش ہونے لگی کچھ دیر یہ دربار مین رہتے تھے کچھ دیر انکو ہوا کھلائی جاتی تھی راوی
بیان کرتا ہے کہ حکیم سودائی دانا نے کنارے دریا کے قیام کیا تھا اسی غرض سے کہ بعد ولادت اون اطفال
کے پرورش مین دقت ہوگی ماں اسکی مردمان آبی سے ہے اور باپ کرہ خاک و باد کا رہنے والا اگر زیادہ
دیر پانی مین رہیگا تو بھی گھٹ کے مرجائیگا اور اگر خشکی مین رہیگا تو بھی ہوا کی برداشت نکرسکیگا انھون
نے اپنے حکیمانہ خیال کے موافق پرورش شروع کی جب یہ دونون چار چار برس کے ہوے تو انکو پڑھانا
شروع کیا اب یہ مردمان آبی کی زبان بھی خوب سمجھتے ہین اور انسانون کی زبان سے بھی واقف ہوتے
جاتے ہین مردمان آبی کے سوا بھی چند حیوانون کی زبان سمجھتے تھے اسکی تعلیم بھی انکو ہوئی تھی اور فن
عیاری سے یہ مردمان آبی خوب واقف تھے فرزند طیفور تو طاق و مشاق ہو گیا اور فرزند صاحبقران
ابھی فنون سپہگری سے اچھی طرح ماہر نہ تھا قضا سے کار و اتفاقات روزگار کہ ایک روز یہ دونون
کنارے دریا کے بیٹھے ہوے کھیل رہے تھے حکیم سودائی دانا ادھر ادھر ٹہل رہے تھے
کہ فرزند صاحبقران کی نظر اس نشان پر پڑی جسکو صاحبقران نے نصب کرایا تھا پوچھا حکیم
سودائی دانا سے کہ یہ کیا چیز ہے حکیم سودائی نے کہا کہ یہ نشان علمداری صاحبقران زمان کا ہے جب
امیر یہان آئے تھے تو غضنفر نکا تمھاری والدہ سے ہوا تم عادل کیوان شکوہ کے فرزند اور
صاحبقران بحر ہو تمام جزائر اور بحور تمھارے زیر نگین رہینگے کہا ہمارا نام کیا ہے حکیم سودائی دانا نے
کہا کہ نام تمھارا پرستان مین رکھا جائیگا کچھ عزیز تمھارے پرستان مین ہین وہ تمھارا نام معین
کرینگے وہی نام مبارک ہوگا فرزند طیفور نے اپنا حال پوچھا حکیم سودائی نے اس سے بیان کیا کہ تم
عیار صاحبقران کے فرزند ہو جبتک اس صاحبقران بحری کا نام ہوگا وہانتک تمھارا بھی نام
ہوگا یہ سنکے یہ بھی خوش ہوا ہنوز یہ سخن ناتمام تھا کہ جانب صحرا سے ستق گرد و غبار بلند ہوا جسوقت
وہ گرد قریب ہوئی چکر شق ہوئی تو دیکھا کہ ایک شخص گردن دیو پر سوار چلا آتا ہے یہ وہی زلازل
بن زلزلہ ہے جسوقت زلازل قریب دریا پہونچا تو دیکھا اسنے کہ نشان دریا مین نصب ہے اور سر
ہوا سے اڑ رہا ہے اور پھر پھرے پر کلمہ طیبہ مرقوم ہے یہ مضمون دیکھکر زلازل کو بہت طیش آیا
چونکہ یہ تیرنا بھی جانتا تھا اسنے دیو سے کہا کہ مجھے اسی پار چھوڑ دے جس جگہ صاحبقران اپنا
نشان نصب کر گئے ہین مین اسی نشان کو اکھاڑ کر پھینکدونگا اپنے نام کا نشان نصب کرونگا دیو
نے زلازل کو اتار دیا اور تڑپ کر چلا گیا یہان زلازل نے خنجر کمر مین لگایا اور کپڑے اتار کر کنارے
دریا کے رکھے اور اس دریا نے زخار کو پیرتا ہوا آنے لگا جونکہ نہنگ بچہ اس مقام کا محافظ تھا
اسنے آکر شیشہ بیہوشی کا قریب مشام زلازل کے کھولا پانی شیشہ مین آگیا اور بیہوشی حبابون کے ذریعہ
سے اوپر آ بچھری حباب ٹوٹے زلازل بیہوش ہوگیا نہنگ بچہ نے آکر پکڑ لیا اور شکنجہ مین سوار
سے باندھ لین یہ دیکھکر شاہزادہ نامدار فرزند صاحبقران عالی وقار نے ارشاد فرمایا کہ کیون
حکیم سودائی نانا جان نے اسے کیونکر گرفتار کر لیا حکیم سودائی نے سمجھایا کہ بیہوشی سے ناخدا دی
ورنہ یہ آپ کے نانا سے گرفتار نہ تھا بہت زبردست سردار ہے فرمایا کہ اسے میرے پاس بلوا لو
حکیم سودائی نے اشارہ سے کہا کہ صاحبزادے اس قیدی کو دیکھنا چاہتے ہین نہنگ بچہ
کنارے دریا کے لاکے زلازل کو ڈال دیا شاہزادے نے ہوشیار کرنے کا حکم دیا نہنگ بچہ

نے کہا کہ ای فرزند بہت زبردست ہی اگر ہوشیار ہوگا تو قید توڑ کر سبکو مار ڈالیگا شاہزادہ نے فرمایا
کہ کیا ہوت اسکے اختیار ہی تم ہوشیار کرو ورنہ مین خود اسسے جنگ کرونگا یہ فرماکر قریب آ بیٹھے حکیم
سودائی نے کہا کہ اچھا قید اسکی مستحکم کرلین تو پھر ہوشیار کرینگے فرمایا نہین ابھی ہوشیار کرو اب
فرزند صاحبقران تو بھی مقید ہوئے ہی کہ ہوشیار کرو اور یہ لوگ منع کر رہے ہین کہ ایک مرتبہ
زلازل کو چھینک آئی اثر بیہوشی دماغ سے دفع ہوا اور زلازل ہوشیار ہوگیا دیکھا کہ مین
کنارے پر دریا کے ہون اور ایک طفل حسین برابر میرے کھڑا ہی اور حکیم سودائی بھی کھڑے ہین
مگر حکیم صاحب پریشان ہوے کہ دیکھیے یہ کیونکر پیش آتا ہی زلازل نے حکیم سودائی دانا
کی طرف دیکھکر کہا کہ یہ کیا امر ہی حکیم سودائی نے کہا کہ ای زلازل بن زلزلہ اس مقام پر صاحبقران
نے اپنا نشان نصب کیا ہی مردمان آبی کو اپنا مطیع فرمایا ہی بے اجازت کوئی آ نہین سکتا تو نے
بغیر حصول اجازت اس طرف آنے کا قصد کیا تھا اس سے تو گرفتار کیا گیا لیکن اس شاہزادہ نے
تجھے قید آہن سے بچایا اور فرمایا کہ تو ہین ہوشیار کرو اس اثنا مین تم ہوشیار ہوگئے زلازل نے
کہا یہ لڑکا کسکا ہی حکیم سودائی نے کہا کہ یہ فرزند صاحبقران زمان ہی زلازل نے گود مین لینے کا قصد
کیا تھا کہ تیور فرزند صاحبقران کے بدہوگئے کہا ای شخص پہلے تو اپنے حال سے آگاہ کر کہ کون ہے
زلازل نے بیان کیا کہ مین فلان ہون اور فلان کام کو گیا تھا اور اب مثال پلنگ خدا پرستون کے لیے
جانب ملک سیار لقیہ جاتا ہون بس یہ سنکر شاہزادہ کو طیش آیا فرمایا کہ تو نے پدر عالیمقدار
سے لڑنے جاتا ہی اگر مین تجھے غرق کرادون زلازل نے کہا کہ ابھی تجھکو کوئی نہین غرق کرسکتا اسلیے
کہ مین بیہوش نہین ہون فرمایا بیہوش کو پھینکنا مردے کو کھانا کھلانا ہی مین تجھے حالت ہوشیاری مین
غرق کرسکتا ہون یہ فرماکر زنجیر کا سرا پکڑکے زور کرنے لگا کہ منہ سرخ ہوگیا زلازل اس جرأت
پر ہنسنے لگا فرزند لطیفور نے دوڑ کے بیہوشی سنگھا دی زلازل چھینک مار کے بیہوش ہوگیا
حکیم سودائی نے دوڑ کے بازو شاہزادے کا پکڑ لیا اور کہا کہ ابھی وقت تمہاری صاحبقرانی کا نہین
ہی اعضا تمہارے نرم اور نازک ہین زور نکرو شاہزادہ نے زلازل سے زمین چھڑادی کشتی کیونکر ہاتھ سے چھوٹ
گیا کہا یہ تو پھر مرگیا فرزند لطیفور نے کہا کہ مین نے اسے پھر بیہوشی سنگھادی یہ سنکر غصہ آیا کہا
تو نے بغیر ہمارے حکم کے کیون ایسا کیا جلد اسے ہوشیار کرو اسنے والد سے رفع بیہوشی سنگھا کر
پھر ہوشیار کیا زلازل کو پیار آیا کہا ای صاحبزادے مین تمہارا قیدی ہون بغیر اجازت کے
ہرگز نجاؤنگا اب تم میری گود مین آؤ اور خوشی سے اجازت دو تو مین جاؤن فرمایا اس شرط پر
کہ اہل اسلام کی ایذا رسانی نکرنا زلازل نے کہا کہ اگر اہل اسلام سے مقابلہ نکرونگا تو نمک حرام کہلاؤنگا
اور لڑنے کو آپ منع کرتے ہین فرمایا کہ مین مقابلہ کرنے کو نہین منع کرتا لیکن کسیکو قتل نکرنا زور کرکے
یا تو کہین اپنے قابو مین کرلینا یا آپ انکا تابع ہوجانا زلازل نے عرض کی کہ ایسا ہی ہوگا اور قسم
کھائی اب شاہزادے نے اجازت دی کہ اچھا جا چلا جا اور اسکے کپڑے اور ہتھیار وغیرہ دیکر
اترواسیے زلازل دل مین کہتا تھا کہ خاندان صاحبقران پر زور جرأت کا خاتمہ ہی اسی روز
یقین ہوگیا کہ ان لوگون سے لڑکر کوئی سر نہین ہوسکتا شاہزادہ سے کہا کہ اب آپ میری گود مین
آجایے فرمایا تو سمجھیگا کہ مین نے رکھ لیا زلازل ہنسا کہ ابھی سے یہ خیال ہی اور ہنستا ہوا چلا گیا
ادھر تو زلازل روانہ ہوا ادھر پچھ گرا اور ان دونون لڑکون کو لیے ہوے چلا گیا مان اور باپ

اور نانا روتے بیٹھتے رہ گئے حکیم سودائی نے کہا کہ تم پریشان نہو یہ لڑکے صاحب اقبال ہین یہ ساتھ
خیر و عافیت سے تین برس دن بعد تجھسے ملینگے نہنگ نے بچہ اور اسکی دختر تو نہایت مضطر رہی لیکن
حال اس بچہ کا سنیئے جو ان لڑکون کو لیے گیا تھا یہ اک پری تھی کہ وہ اس طرف سے جاتی تھی اسنے ویسے
حسین لڑکے دیکھے دیو سے اٹھوا لیا اور جانب پردہ قاف روانہ ہوئی یہ پری رہنے والی گلستان ارم
کی تھی اور لاولد تھی اولاد کی اسکو حسرت تھی اسنے لیجا کر ان لڑکون کو پرورش کرنے کا قصد کیا وہان
عبد الرحمان جنی نے سلیمان صاحبقران لشکر سے کہا کہ آج ہیکل پری دو لڑکون کو پردہ دنیا
سے لے آئی ہے اگر یہ تین روز کرہ ہوا مین رہے گھر جاینگے انکو رفتہ رفتہ عادی کرنا چاہئے یہ لڑکے
نہایت صاحب اقبال ہونگے انمین ایک صاحبقران گیتی کا فرزند ہے اور دوسرا انکے عیار کا بیٹا ہے یہ سنکے
صاحبقران نے ہیکل پری کو بلوا لیا جب ہیکل پری سامنے آئی تو فرمایا کہ تو کن لڑکون کو
لائی ہے ہیکل پری نے دونون لڑکون کو حاضر کیا سلیمان صاحبقران نے عبد الرحمان جنی سے
کہا کہ انکی پرورش کا انتظام کرو عبد الرحمن جنی نے خاص خانہ تیار کرا کے بالغ پریان انا و [illegible]
دی پریزادین خدمت کے واسطے معین کین یہ دن بھر مین سات سات مرتبہ نہلائے جاتے تھے سلیمان
صاحبقران انسے بہرون باتین کیا کرتے تھے اور انکے دلون پر ہنسا کرتے تھے عبد الرحمان
جنی آکے پڑھایا کرتے تھے اور ایک وقت سلیمان صاحبقران تعلیم فن سپہگری پر بھی صرف
رکھتے تھے جب سن انکا نو نو برس کا ہوا تو ایک روز دو پریزادین جو انکی خدمت پر مامور تھین سمجھ
سمجھ کر کچھ چھیڑنے لگین فرزند صاحبقران نے تھپڑ مارا کہ گالا پھٹ گیا اور پری پھڑک کر مر گئی دوسری
بھاگ گئی اور جا کے سلیمان صاحبقران سے بیان کیا سلیمان صاحبقران نے آنکے سبب پوچھا
انھون نے اسکے چھیڑنے کی شکایت کی اب سلیمان صاحبقران نے دیوون اور جنون کو خدمت
کے لیے معین کر دیا اور کہا کہ خبردار انکے خلاف مرضی کوئی بات نکرنا ایک روز ایک دیو کی شامت
آ گئی کہ اسنے کہا تم جو کچھ سلیمان صاحبقران سے سیکھتے ہو وہ ہمین بتایا کرو کہا اچھا دیو سامنے
کھڑا ہو گیا یہ اتنے سے قد پر کیونکر تیغ باندہ سکتے دیو کو ہنسی آگئی انکو غصہ مین آگئے ہٹ کے
جو اک لات ماری تو دیو کے پیٹ مین پاؤن گھس گیا دیو تو اسی وقت پھڑک کے مر گیا سلیمان
صاحبقران جو آئے اور لاش دیو کی پڑی دیکھی پوچھا کیا ہوا شاہزادے نے سارا ماجرا بیان کیا
سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ تم فرزند صاحبقران ہو اور یہان جس قدر دیو پری ہین سب مذہب
اسلام رکھتے ہین انکا مار ڈالنا جائز نہین انکو گستاخی کی سزا دے دیا کرو مگر مار نہ ڈالا کرو ورنہ بروز حشر
پرسش ہوگی یہ سمجھا کر سلیمان صاحبقران تو واسطے شکار کے چلے گئے دلوک تیم یہان موجود تھا
کہ اک مرتبہ چند دیوون نے اسکے خبر دی کہ مظہر جنی بھانجا اخضر زرد پوش تمام رستے ماموں
کے خون کا عوض لینے کو پچاس ہزار دیوون سے آتا ہے دلوک تیم نے کہا کچھ پرواہ نہین فوج
ہماری قلعہ کے باہر نکلے اسی وقت لشکر قلعہ کے باہر نکلا ادھر مظہر جنی بھی پچاس ہزار دیوون سے
آ کر خیمہ زن ہوا اور نقارہ رزمی بجوا دیا یہان دلوک تیم نے کوس حربی بجنے کا حکم دیا تیاری جنگ
ہونے لگی آواز نقارہ کی جو فرزند صاحبقران کے گوش زد ہوئی خادمون سے پوچھا کہ یہ نقارہ
کیسا بج رہا ہے انھون نے بیان کیا کہ اخضر زرد پوش رفیق تھا سلیمان صاحبقران کا اسنے
سرکشی کی تھی صاحبقران نے اسے [illegible] پر سے پھینک دیا تھا اب اسکا بھانجا آیا ہے

خون کا قصاص لینے آیا ہے صاحبقران تو شکار پر ہین دیوگستہم نے مقابلہ کی تیاری کی ہے کہا کل ہمین
بھی لیے چلنا ہم بھی تماشا جنگ کا دیکھینگے ان دیوون نے کہا کہ ہمین کچھ ممانعت ہے اسلیے کہ معاملہ جنگ کا
ہے اگر خدانخواستہ کچھ آپکو چشم زخم پہونچا تو ہم کہین کے نرہینگے یہ سنکے فرزند صاحبقران نے کہا
کہ اگر نہ لے چلوگے تو ہم سزا دینگے دیو تو ڈرتے ہوے تھے کہ اس لڑکے نے ایک کو مار ڈالا ہے ایسا نہو
غصہ مین ہمین بھی مار ڈالے جب صبح ہوئی تو ایک دیو کی گردن پر بیٹھ کے یہ بھی بیرون قلعہ پہونچ گئے وہان
دونون جانب سے صفین آراستہ ہوئین بعد آراستگی صفوف قتال وجدال جس وقت نقیب نقیبا دے کر
ہٹ گئے تو مظہر جنی میدان مین آیا اور پکارا کہ اے دیوگستہم کہان ہین سلیمان صاحبقران کہ آئین
اور مجھ سے سامنا کرین دیوگستہم نے کہا کہ او ملعون تیرے ماموں سے تو کچھ نہوسکا تو کیا منہ لیکر
برائے مقابلہ آیا ہے تجھے شرم نہین آتی کہ اُس نمک حرام کا قصاص خون لینے آیا ہے اب اگر نام صاحبقران
سے یاد بانہ لیگا تو سزا پاے گا اگر حوصلہ مقابلہ رکھتا ہے تو یہ غلام آنکا تیری سرکوبی کو موجود ہے یہ سنکے
مظہر جنی نے کہا کہ آ تو ہی آ بعد تیرے انکو بھی تلاش کر لیا جائیگا یہ کہکر مظہر جنی نے حربہ اپنا سنبھالا
دیوگستہم سامنے مظہر جنی کے آیا مظہر جنی نے نیزہ مارا دیوگستہم نے نیزہ اسکا ہاتھ سے پکڑ لیا
اور توڑ کے اُسکو پھینک دیا مظہر جنی نے گرز مارا دیوگستہم نے گرز اسکا سپر پر رد کرکے اپنا گرز
مارا مظہر جنی نے خالی دیا اور تلوار ماری کہ شانہ دیوگستہم کا زخمی ہوا دیوگستہم نے سنبھل کے
دوسرا گرز مارا یہ بھی ضرب اتفاق سے خالی گئی گرز زمین پر گرا کہ گرز زمین مین در آیا جبتک دیوگستہم
ضرب اپنی زمین سے نکالے نکالے مظہر جنی نے مثل برق کے جھک کر ایک ہاتھ اور مارا
کہ سر پر دیوگستہم کے پڑا سر اسکا زخمی ہوا بس چاہا مظہر جنی نے کہ سر اسکا کاٹ لون کہ فرزند
صاحبقران سے تاب نہ آئی للکارے کہ او نامرد یہ کیا کرتا ہے کہ زخمی پر ہاتھ اُٹھاتا ہے چونکہ مظہر
جنی کے دل مین کینہ تو تھا ہی یہ سمجھا کہ اسی لڑکے کے سبب سے ماموں میرا مارا گیا ہے یہ سنتے
دیوگستہم کو تو چھوڑ دیا اور اس شاہزادہ کی طرف پھر پڑا کہ آکر اسکا سر کاٹ لون جیسے ہی قریب
پہونچکر تلوار ماری شاہزادہ نے بائین ہاتھ سے کلائی پکڑ لی اور داہنے ہاتھ سے اُلٹا تھپڑ مارا
کہ کلہ پھٹ گیا اور مظہر جنی نے چرخ مارا اور گر گیا یہ دوڑکر ایک ہاتھ سے ایک پانون پکڑا اور دوسرے
ہاتھ سے دوسرا پانون اپنے پانون کے نیچے دبا کے جو زور کیا چیر کے پھینک دیا کہ ساتھ ہی
گرد اُڑی اور سلیمان صاحبقران آپہونچے دیو آمد صاحبقران دیکھکر بھاگ کھڑے ہوے
لاش تک چھوڑ دی یہان آکر صاحبقران نے لاش مظہر کی دیکھی نہایت خوش ہوے اور دیوگستہم
کے سر مین ٹانکے دلوائے مرہم سلیمانی کی خبر ہوائی جب دیوگستہم اچھا ہوا تو سلیمان صاحبقران نے
مشمشن جنی کو طلب کیا اور کہا کہ نام ان بچون کے تجویز کرو مشمشن جنی نے کہا اے شہریار ایک مہینہ اور
گذر جانے دیجئے اسکے بعد انکے نام تجویز ہونگے ابھی ستارے ایسے ہین کہ اگر اس زمانے مین نام
انکا رکھا گیا تو یہ بے نشان ہوجائینگے سلیمان صاحبقران خاموش ہو رہے بعد اسکے شاہزادہ نے
سلیمان صاحبقران سے دیوگستہم کی سفارش کی کہ یہ دیو زبردست ہے مگر فن سپہگری مین ناقص
ہے ورنہ زخمی نہوتا سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ اے فرزند مجھے یہ خیال تھا کہ یہ بھی اخضر کی
طرح تمکو حرام سمجھیگا تو میری محنت برباد ہوگی بلکہ یہی بات سوچا کیے کہ ع کس نیاموخت علم تیر از من
کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد شاہزادہ نے فرمایا ایسا خیال نکیجیے سب ایک طرح کے نہین ہوتے جب

یہ آپ ہی کی دم سے وابستہ ہے تو دوسروں سے بہتر ہونا چاہیے اور جبتک اقبال آپ کا یاور ہے نمک حرام کیا کر سکتے ہیں بخاطر شاہزادہ سلیمان صاحبقران نے دیو کستہم کو بھی فنون سپہگری تعلیم فرمائے بعد ایک ماہ کے مشمش جنی نے نام تجویز کر کے پیش کیے نام فرزند صاحبقران کا مع القاب یہ تھا کہ نہنگ بحر جرأت و دلاوری شیر بیشۂ شجاعت و صفدری یعنی سلطان ماہی نژاد امیر البحر اور فرزند طیفور کا نام سیال هردم ربا قرار دیا سلیمان صاحبقران نے بہت پسند کیا اور شمس جنی کو خلعت سے سرفراز فرمایا بعد اسکے بعد تعلیم و تربیت سلطان ماہی نژاد اور سیال هردم ربا کو انکے مسکن کیطرف بھجوا دیا دیکھیے یہ کب پہونچتے ہیں۔

لیکن یہاں سے چند کلمے داستان شوکت نشان سلطان حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ کے بیان کیے جاتے ہیں

یہ داستان اس مقام تک تحریر ہو چکی ہے کہ امیر با توقیر ساریق بن لقا سے ایک ماہ کی مہلت لیکر جانب شہر بکرانیہ ہمراہ ناطق بکرانی کے روانہ ہوئے ہمراہ امیر کے صرف خضران اور طیفور ہیں لیکن دوسرا راوی بیان کرتا ہے کہ جس وقت امیر نے ناطق بکرانی سے یہ عذر پیش کیا کہ بالفعل مجھ سے اور ساریق بن لقا سے جنگ درپیش ہے میں بغیر اس معاملہ کو یکسو کیے ہوئے نہیں جا سکتا تو ناطق بکرانی کو سکوت ہوا چونکہ یہ شخص مرد عاقل و دانا ہے اسی سبب سے یوسف شاہ بکرانی اسکو اپنا نفس ناطقہ سمجھتا ہے اور اسی کی رائے پر کاربند ہوتا ہے اسنے عرض کی کہ یا صاحبقران اگر ساریق آپ سے خود مہلت طلب کر کے جنگ کو ملتوی کرے تو آپکو کچھ عذر نہوگا فرمایا مجھے اسکے سوا کوئی عذر نہیں ہے اسلیے کہ طیفور تو خود ہی مجھ سے رخصت ہو کر جانب شہر شبالیہ گیا ہے اس وقت ناطق بکرانی نے عرض کی کہ میں ابھی جاتا ہوں اور ساریق کو بھی شہر بکرانیہ کی طرف لیے چلتا ہوں یہ کہکر امیر سے رخصت ہوا اور جانب قسطول ساریق بن لقا روانہ ہوا راستے میں لوگوں سے معلوم ہوا کہ خداوند ساریق جسے بلاتے ہیں باغ محبوبیت کی طرف سے بلاتے ہیں چنانچہ ناطق بکرانی بھی جانب باغ محبوبیت روانہ ہوا جس وقت دروازہ باغ پر پہونچا تو دیکھا کہ ایک پتلہ سنگ سیاہ کا کھڑا ہے پتلے نے آواز دی کہ او بندہ بے ادب کہاں چلا آتا ہے نہیں جانتا کہ یہ کون مقام ہے کہ جہاں فرشتہ کا گذر بھی دشوار ہے ناطق بکرانی نے کہا کہ میں شخص نو وارد ہوں اور نامہ دار ہوں یہاں کے آئین سے آگاہ نہیں ہوں پتلے نے کہا کہ تم یہیں ٹھہرو میں محو جادو سے اطلاع کرتا ہوں محو جادو خداوند سے اطلاع کرے گا جب خداوند طلب کرینگے اسوقت تمکو شرف حضوری خداوند سے حاصل ہوگا یہ سن کے ناطق بکرانی ٹھہر گیا اور پتلے نے جا کر محو جادو سے اطلاع کی کہ ایک نامہ دار کہیں کا آیا ہے اور خدمت میں خداوند کے جانا چاہتا ہے یہ سن کے محو جادو نے کہا بلا لے پتلے نے آکر ناطق بکرانی کو اپنے ساتھ لیا اور مسکن محو جادو کی طرف چلا دیکھا ناطق بکرانی نے کہ چمن کے چمن جلے ہوئے ہیں سوکھے درختوں میں جو ایک آدھ شاخ ہری ہے اور کوئی گل بھی کھلا ہوا ہے تو مانند داغ دل کے ہے اور سنبل کے بالوں سے پریشانی چشم نرگس سے حیرانی ظاہر ہو رہی ہے سوسن کی جلی ہوئی زبان سے یہ صدا آ رہی ہے کہ لو آیا دیکھو تو یہ موا بے ادب چلا آتا ہے اور نہ خداوند کی تعریف کرتا ہے اور نہ آ کے سجدہ کرتا ہے کسی مقام مرغان بستان خاصیں فرقہ بھی کیا کیا شور کر رہے ہیں کہ دیکھو اس بے ادب کو کہ یہ نہیں سمجھتا کہ ہم کہاں

آئے ہین اور کہان جا رہے ہین یہ مقام قابل ادب ہے کہین کسی غنچہ کے کھلنے مین یہ آواز پیدا ہوتی تھی کہ اے نرگس
چشم نمائی کر اے سوسن شمع کر اے سنبل ناز پانے سے اسکو دھمکا اے شمشاد اسے دار پر کھینچ جانے کا خوف
دلا یہ سب کی باتین سنتا چلا جاتا تھا جس وقت سامنے محوجادو کے پہونچا تو دیکھا کہ ایک ساحر مسند پر
بیٹھا ہے اور تمام مکان مین سیکڑون کھڑکیان لگی ہین مگر پٹ سب کے بھڑے ہوے ہین کچھ اسباب
سحر سامنے رکھا ہے منقل آتشین روشن ہے بخور سوز ہا ہے ناطق بکرائی نے محوجادو کو سلام کیا
محوجادو نے جواب سلام دیا اور پوچھا کہ کس غرض سے اس طرف آنا ہوا ناطق بکرائی نے
بیان کیا کہ خداوند سے مدد طلب کرنے کو آیا ہون عرضی اپنے شہریار کی لایا ہون چاہیے دیکھ لیجیے تو محوجادو
نے کہا کہ یہ بات خداوند کے خلاف ہوگی کہ انکی عرضی کو کوئی اور دیکھے علاوہ اسکے مجھ سے تیرا مقصد
حاصل نہین ہو سکتا کہ مین پابند حکم خداوند کا ہون ہان اگر خداوند خود کام تیرا میرے سپرد کرینگے تو کیا مضائقہ
ہے مین تیرے آنے کی اطلاع کرتا ہون یہ کہکر ایک کھڑکی کھولی دیکھا کہ ایک پتلی اس کھڑکی مین کھڑی
ہوئی ہے محوجادو نے کہا کہ اے حور جا کر خداوند سے عرض حال کر بس یہ سنتے ہی پتلی دھوان ہوکر اڑ گئی
اور نگاہون سے غائب ہو گئی محوجادو نے اسی طرح پھر دروازہ بند کر دیا وہان پتلی نے جا کر سارق
بن لقا سے بیان کیا کہ شہر بکرانیہ سے وزیر یوسف بکرائی کا آیا ہے کوئی عریضہ لایا ہے سارق بن
لقا نے کہا کہ جا کر کہدے کہ بائین باغ کی طرف ہم تخت پر بیٹھے ہین نامہ دار کو تخت پر بٹھا کے روانہ
کر دیا جاے تھوڑی دیر گذری تھی کہ وہی پتلی واپس آئی یہان ناطق بکرائی نے محوجادو
سے پوچھا کہ اس باغ کی عجب کچھ حالت ہے عجائبات یہان کے قابل دید ہین ہر گل و بوٹے
سے آواز یا خداوند کی پیدا ہوتی ہے کیا اسمین تاثیر ہے محوجادو نے کہا کہ اے ناطق بکرائی پہلے یہ باغ
نہایت آراستہ تھا اس وقت مین جو آیا وہ محو ہو گیا اور تصویر خداوند کو اسنے سجدہ کیا لیکن ایک شخص
ہے کہ نام اسکا سکندر دیرہ نشین ہے ساحر زبردست ہے وہ بھی نامہ دار بنکر آیا تھا اسنے اس
باغ کو برباد کر دیا اس وقت سے ایسی تاثیر اسمین ہے کہ پیدا نہین ہوتی پھر سے اسکے مقابلہ ہو سکے والا
ہے مین سحر تیار کر رہا ہون کہ اتنے مین کھڑکی خود بخود کھلی اور پھر وہی پتلی نمودار ہوئی عرض کی کہ خداوند
نے ارشاد فرمایا ہے کہ نامہ دار کو بائین باغ کی جانب سے روانہ کرو تخت براے نامہ دار آتا ہے یہ کہکر
پتلی نے پھر پٹ بند کر لیے اور پھر وہی تخت سامنے سے نمودار ہوا اور محوجادو نے کہا کہ نامہ دار کو
بائین پہونچا کے تخت پر سوار کر دے تخت نے ناطق بکرائی کو بائین باغ مین پہونچا دیا دیکھا
کہ ایک تخت رکھا ہوا ہے ناطق بکرائی اس تخت پر بیٹھا اور تخت اڑتا ہوا جانب قصر طلسم سارق
بن لقا روانہ ہو گیا جس وقت تخت بالاے قصر طول پہونچا تو دیکھا ناطق بکرائی نے کہ ایک گبرو نابکار
طویل القامت قوی الجثہ تخت پر بیٹھا ہے ایسا تخت الماس نگار ہے چارون گوشون پر تخت کے چار وزیر
بیٹھے ہوئے ہین جنمین ایک وزیر کوتاہ گردن تنگ پیشانی ازرق چشم سیاہ فام جیسے کہ روداد
بشرہ سے اسکے آثار فتنہ پردازی نمودار ہین بیٹھا ہے اور تمام دربار سارق کا پہلوانان نامی و گرامی سے
مملو ہے اور بہت سی حسین و جمیل عورتین جنکو حوران جنان سے تعبیر کیا جاتا ہے عطر دان اور چنگیر دان
اور پاندان وغیرہ لیے کھڑی ہین اور نگاہ اٹھا معلوم ہوتا ہے ہر ایک پری جمال حسن و خوبی مین
عدیم المثال ہین بقول شاعر ~ شکلین ہین رنگ رنگ کی کپڑے بہار کے ÷ انسان پھول ہین
چمن روزگار کے ÷ ناطق بکرائی دل مین کہتا ہے کہ اس لاکھون کے مجمع سے ٹھاٹھ مین امیر کو بہوا ہی

اس ملک کی سیر کرتے ہین گذرینگے نہ مجھو ایسا چالاک شخص آتا نہ امیر کو لیجاتا جس وقت سارلیق سے
سامنا ہوا تو ناطق بکرانی نے سلام کیا سارلیق نے کہا او بے ادب کیا اسنے خداوند کو نہ پہچانا
نہین جو سجدہ نہ کیا ناطق بکرانی نے جلدی سے وہ نامہ پیش کیا اور عرض کی کہ یا خداوند جس وقت
آپ اپنی قدرت دکھاینگے تو مجھے کیا موقوف ہے کئی لاکھ بندے ایمان لاینگے یہ سنکے سارلیق نے کہا
کہ اچھا ہم بھی یہی چاہتے ہین کہ جو بندہ کہین مانے دل سے مانے یہ کہکر نامہ کو پڑھا مضمون نامہ وہی تھا
کہ اس شہر سے قریب اک تالاب ہے جسکے پہلو صاحب ہین جو اوپر مرقوم ہو چکے ہین خلاصہ یہ ہے کہ فرزند میرا
اسفندیار بکرانی اس تالاب مین جاکر گم ہوا ہے اگر آپ اُسی فرزند کو مجھ سے ملادینگے تو مین ایمان لاؤنگا
سارلیق نے سنکے کہا کہ وہ تالاب قدرت ہی ہے ہمین نے اس تالاب کو خلق کیا ہے تاکہ بندے وہان
قدرت اپنے خداوند کی دیکھکر متعجب ہون اور اس سلسلے سے ایمان لائین ناطق بکرانی نے
کہا کہ پھر خداوند آپ تشریف لیجاینگے یا کسیکو بھیجینگے سارلیق کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ سختکاران نے کہا
خداوند تو مسند کے گدے ہی ہین بیٹھے بیٹھے قدرت کرنا جانتے ہین اور خداوند کی شان کے خلاف
بھی ہے کہ بار بار سے پھرین یہ سنکے ناطق بکرانی نے کہا کہ جبتک خداوند نہ چلینگے اسرار
اس تالاب کے ظاہر ہونا نہایت دشوار ہے سارلیق نے کہا مین ضرور چلونگا بلکہ آج کے تیسرے دن
شہر بکرانیہ مین پہونچ جاؤنگا ناطق بکرانی نے کہا کہ عین بندہ نوازی ہوگی سارلیق نے ناطق بکرانی
کو خلعت دیکر رخصت کیا ناطق بکرانی تو وہان سے خدمت مین صاحبقران کے واپس آیا اور
عرض کی کہ خدا چاہے گا تو سارلیق اب خود مہلت طلب کرے گا مین نے اس کمبخت کو بھی رضا مند
کیا ہے بلکہ حضور شکار کھیلتے ہوے ذرا دیر کرکے پہونچین تاکہ سارلیق پہلے پہونچ جاے اور اس
بلا مین پھنس جاے صاحبقران مسکراکے خاموش ہو رہے اتنے مین نامہ دار سارلیق کے
آنیکی خبر ہوئی امیر نے بلا لیا نامہ دار نے آکر نامہ دیا صاحبقران نے نامہ پڑھا لکھا تھا کہ بالفعل
قدرت اک بندے کی مشکل حل کرنے کے واسطے جانے والے ہین لہذا جنگ ملتوی ہونا چاہیے جبتک
خداوند واپس نہ آلین اور خداوند کو واپس آنے مین ایک ماہ سے زیادہ نہ گذرے گا امیر نے
لکھ دیا کہ ہم نے اجازت دی اور ناطق بکرانی کی فطرت پر آفرین کی نامہ دار تو ادھر روانہ ہوا ادھر
ناطق بکرانی نے امیر سے عرض کی کہ اگر غلام کو اجازت ہو تو جاکر پہلے سے حضور کی تشریف آوری
بادشاہ کو مطلع کرے اور دیکھے کہ سارلیق وہان پہونچ کے کیا کرتا ہے صاحبقران نے مسکراکے
فرمایا کہ ضرور جاؤ ناطق بکرانی کوچ کرکے جانب شہر بکرانیہ روانہ ہوا یہان امیر با توقیر نے بادشاہ
اسلام سے عرض کی کہ مجھے اجازت ہو اگرچہ مین جانتا ہون کہ مقام سخت ہے لیکن منہ نہین موڑ سکتا
اسلیے کہ منصب میرا یہی ہے کہ دردمندون کی دوا کرون بادشاہ اسلام نے ارشاد کیا کہ کسی اور سردار کو
اولاد صاحبقران سے روانہ فرمائیے اسلیے کہ یہ سب طلسم کشا ہین صاحبقران نے فرمایا کہ
جفر سے حکم ہین کہ فاتح اسکا سوا صاحبقران وقت کے اور کوئی نہین ہے لہذا جو جائیگا
وہ اسیر بلا ہوگا انجام مین پھر مجھی کو سبکی رہائی کے واسطے جانا ہوگا بادشاہ اسلام نے ارشاد کیا
کہ خواجہ زادون کو بلوا کر دریافت کیجیے ناطق بکرانی کے قول کو تسلیم نہ کیجیے وہ آدمی نہایت ہوشیار
معلوم ہوتا ہے ممکن ہے کہ اسنے آپ کا نام اسلیے بتادیا ہو کہ آپ خود تشریف لے جائین صاحبقران
نے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ ہوا سو ہوا مین وعدہ کرچکا ضرور جاؤنگا لیکن معاملہ طلسم کا ہے اگر چالیس روز

گذر جائین تو مجھے تاتحریر فہرست فراموش نہ فرمائیے گا بادشاہ کا دل بھر آیا اور فرمایا کہ جامع المتفرقین
آپ کو ساتھ صحت و عافیت کے لاکر ہم سب سے ملائے جس خدا نے آپ کو صاحبقران
مقرر فرمایا ہے اُسنے صاحب اقبال بھی بنایا ہے آپ ضرور طلسم فتح کر کے خیر و عافیت کے ساتھ واپس
آئینگے جس وقت امیر نے چلنے کا قصد کیا تو طیفور اور خضر ان نے عرض کی کہ ہم بھی ساتھ جائینگے
امیر نے فرمایا کہ تمھاری کیا ضرورت ہے خضر ان نے تو عرض کی کہ مجھے میرے آقا شاہزادہ بدیع الملک
اسلیے چھوڑ گئے ہین کہ مین آپ کے ساتھ رہون اگر آپ ساتھ اپنے نہ لے چلینگے تو مین خانہ کعبہ جاؤنگا
یہان میرا کیا کام ہے امیر خاموش ہو رہے اور طیفور نے عرض کی کہ مین بچپن سے ساتھ ہون اور
کسی وقت آپ سے علیحدہ نہین ہوا طلسم بند بند در کے مراحل مین ہمراہ رہا طلسم اسرار باطنی مین بھی
ساتھ رہا امیر نے اُسکو بھی اجازت دی کہ ساتھ رہے لیکن اور سرداروں نے جو ساتھ چلنے کے لیے
درخواست کی تو امیر نے انکار قطعی کر دیا اور ارشاد فرمایا کہ مقدم حفاظت ظل اللہ کی ہے یہ فرما کر رخصت
ہوئے اور جانب شہر نگرانیہ آہستہ آہستہ شکار کھیلتے ہوئے روانہ ہوئے دور تک سرداران
اسلام پہونچانے کو آئے آخر سب کے سب رخصت ہو کر واپس آئے اب امیر تو صید و شکار کرتے
ہوئے چلے جاتے ہین لیکن حال ساریق بن بقا کا سنیے کہ اُسنے سخنگان سے کہا کہ خداوند بندون
کی حاجت روائی کے واسطے جاتے ہین لہذا تو بھی ساتھ چل اسلیے کہ تیرے اعتقاد مین کجی واقع ہو
سخنگان نے کہا کہ میرا اعتقاد بہت درست ہے مجھے معاف کیجیے مین تو جان چکا ہون کہ آپ کی شامت آئی
ہے وہان پہونچکر آپ کیا کر سکتے ہین آپ کی حقیقت سے مین خوب آگاہ ہون میری تو یہ صلاح ہے کہ نہ
آپ جائیے نہ مجھے آفت مین پھنسائیے کسی ساحر کو بھیجیے یہ تالاب طلسمات سحر سے معلوم ہوتا ہے
ساریق نے کہا کہ وہ تالاب قدرت ہے چل مین تجھے سیر کرالاؤن کہ مین نے کیسی کیسی چیزین اپنی
قدرت سے بنائی ہین سخنگان نے پوچھا کیونکر چلیے گا ساریق نے کہا مین فرشتہ قدرت کو بلاتا ہون
وہ بساط قدرت لیکر آئیگا اور اُسی پر بیٹھکر قدرت جائینگے سخنگان نے کہا کہ بلائیے مین بھی تو دیکھون
کہ فرشتہ قدرت کیسا ہے اُس وقت ساریق اپنے مقام سے اُٹھا اور اہل دربار سے کہا کہ
خداوند بندگان تازہ کی دادرسی کو جاتے ہین ایک ماہ کے بعد واپس آئینگے یہ سُن کے اہل دربار
نے سجدہ کیا اور کہا کہ یا خداوند بندگان قدیم کو بھول نہ جائیے گا ساریق مع سخنگان اُس مقام
تنہا پر آیا اور بازو سے ایک تعویذ کھولا اُسمین جنا ربال ایک دیو کے تھے ہمد پوا سکتا ہے
بس ساریق نے بالون کو منھ کی بھاپ دی اُسی وقت ہوا چلی اور دیو حاضر ہو اسلام کیا
کہا کیا حکم ہوتا ہے سخنگان نے دیکھا کہ بہت بڑا دیو ہے اور ایک تخت اُٹھائے ہوئے آیا ہے ساریق
تخت پر بیٹھا اپنے پیچھے سخنگان کو بٹھایا اور دیو جنجال سے کہا کہ مجھے شہر نگرانیہ کی طرف لے چل
دیو جنجال نے اژدہے کی صورت بنکر تخت کو پشت پر لیا اور گرجتا ہوا جانب شہر نگرانیہ روانہ ہوا
اسے بھی راہ مین چھوڑیے اور اب حال شہر نگرانیہ کا سنیے کہ جس وقت ناطق نگرانی شہر مین پہونچا
تو بادشاہ کو جواب نامہ دے کر عرض کی کہ صاحبقران با اقبال تشریف لاتے ہین اور ایک
خداوند بھی بڑے مدد آتے ہین لیکن لقا ہے تو خداوند بھی نہ تو قوت سے معلوم ہوتے ہین دیکھا چاہیے
کہ یہان آکر کیا کرتے ہین یوسف نگرانی نے کہا کہ جب سے ہمارا مطلب حاصل ہوگا ہم اُسکی طاعت
کرینگے اپنا تو یہ مذہب ہے کہ ہ اس سے کیا کام بت ہو وہ کہ خدا + جو شخص کام آئے پکار نگے

ناطق بکرانی نے کہا یہ سچ ہے مگر معلوم ہی ہو جائیگا یہی ذکر تھا کہ بالاے آسمان سے صدا سے نقارہ کانون مین
آئی اور تھوڑی دیر مین جانب آسمان سے نمودار ہوئی ناطق بکرانی نے کہا کہ دیکھیے خداوند تشریف
لاتے ہین یوسف بکرانی براے استقبال کھڑا ہو گیا اور تمام ارکین دولت نے استقبال کیا دیکھا
کہ اژدر سیاہ اڑتا ہوا چلا آتا ہے گلے مین اژدر کے نقارہ پڑا ہوا ہے آگے پیچھے دو شخص بیٹھے ہوے
نقارہ کو پیٹ رہے ہین سارلیق نے آواز دی کہ اے بندگان من سجدہ بکنید یوسف بکرانی نے جواب دیا
کہ جسوقت خداوند کی قدرت نمایاں ہوگی تو سجدہ مین بھی تامل نہوگا سارلیق پشت اژدر سے اترا
سختگان بھی اترا اژدر تو اڑ کر چلا گیا یوسف بکرانی نے بڑی دھوم سے سارلیق کی دعوت کی جب
دعوت ضیافت سے فراغت حاصل ہوئی تو یوسف بکرانی نے سارا حال اپنا بیان کیا سارلیق نے
کہا کہ اگر تو مجھے سجدہ کرے تو مطلب تیرا حاصل ہو جاے یوسف بکرانی نے کہا کہ اگر مین نے سجدہ کیا
اور مطلب دل میرا حاصل نہوا تو سارلیق نے کہا کہ مجھے قتل کر ڈالنا جب قدرت مین اتنی قدرت نہین کہ
کسی بندے کی دادرسی کر سکین تو قتل ہو جانا ہی ممکن ہے یوسف بکرانی نے اس شرط کو قبول کیا لیکن
سختگان نے دل مین کہا کہ اب اسکی شامت آئی یہ سحر کیا کر سکتا ہے وہ مقابلہ طلسم کا ہے مگر اب دیکھیے
کہ یہ سوچا کیا ہے سارلیق نے یوسف بکرانی سے کہا کہ قدرت ہر وقت بندون کے ساتھ رہنا پسند
نہین کرتی ہین لہذا مجھکو کوئی علحدہ جگہ قیام کے واسطے دو اور بہت سی دیگین کھانے کی پکوا کر دامنہ کوہ
مین رکھوا دو اور چند گلے گوسفندون کے وہان چھوڑ دو اور کوئی اس مقام پر قیام نکرے یہ سامان دعوت
فرشتگان قدرت کا ہے مین انکو حکم کرونگا وہ اس تالاب کو مٹا دینگے اور یہ رخنہ مٹ جائیگا یوسف بکرانی نے
اسی وقت تعمیل کا حکم دیا اور سارلیق کے قیام کے واسطے ایک باغ مین جگہ دی اور سارلیق سے مہر
کرالی کہ اگر مین کام تیرا انجام نہ دیکھون تو مجھے تو قتل کر ڈالنا یہ عہد لیکر اہل مکرانیہ نے سارلیق کو سجدہ کیا
جسوقت تنہائی ہوئی تو سارلیق نے منہ کی بھاپ دی اسی وقت دیو جنجال حاضر ہوا سارلیق نے کہا
کہ مین نے تیرے واسطے دامنہ کوہ مین سامان کھانے پینے کا مہیا کرا دیا ہے تو جا کر اپنے ساتھ کے دیوزادون کو
لا انکو بھی کھانا کھلانا شراب پلانا بعد اسکے جا کر یہ جو تالاب صحرا مین معلوم ہوتا ہے اسے پتھرون سے پاٹ
دینا بلکہ اتنے پتھر مارنا کہ ایک پہاڑ بن جاے یہ معلوم بھی نہو کہ یہان کبھی تالاب تھا بھی یا نہین یہ سنکے دیو
نے کہا بہت خوب اور رخصت ہو کر جانب قاف روانہ ہوا سختگان نے کہا کہ ترکیب تو اچھی کی ہے مگر
دیکھا چاہیے کہ ہوتا کیا ہے کیونکہ معاملہ طلسم کا ہے اگر دیو پر کوئی پیچ پڑا تو اس مسخرے کے قتل ہونے کا
عہد کیا ہے یہان سے بھاگنے کی بن نہ پڑیگی وہان یوسف بکرانی نے خم شراب کی گلے گوسفندون کے
دیگین طعام لذیذ کی پکوا کر دامنہ کوہ مین رکھوا دین لوگ یہ سب سامان وہان رکھکر چلے آے اتنے مین دیو
جنجال بارہ سو دیوون کو اپنے ہمراہ لیے ہوے آیا سب سامان دعوت مہیا پایا دیوون نے ایسا
طعام لذیذ کبھی کاہے کو کھایا تھا خوب خوش ہو ہو کے شراب پی جب آسودہ ہو لیے تو دیو جنجال نے
سب سے کہا کہ یہ دعوت تمھاری اس لیے کی گئی ہے کہ فلانا تالاب جو صحرا مین ہے اسے پتھرون سے پاٹ
دو یہ سنکے سب دیوون نے بڑھ بڑھ کے پتھر اٹھا لیے اور لیکر بلند ہوے اور تالاب پر پتھر مارنا شروع
کیے مگر خاصیت تو اس تالاب کی یہ ہے کہ جو پتھر پھینکا جاتا ہے وہ پلٹ آتا ہے جس دیو نے پتھر مارا پلٹ کے
اسی کے سر یا سینے پر پڑا دیو دھما دھم کنارے تالاب کے گرنے لگے یہ دھماکے ایسے ہوے کہ زمین
ہل گئی اہل شہر پریشان ہوے پیٹ والیون کے حمل ساقط ہو گئے لوگ کہتے تھے کہ یہ کون سی آفت

اس شہر پر آئی دیر تک یہی قیامت برپا رہی ہرکارے واسطے دریافت کے روانہ ہوئے بعد کچھ دیر کے
آکر یوسف مکرانی سے عرض کی کہ ہزارہا دیو کنارے تالاب کے زخمی پڑے ہین کسیکی شاخ ٹوٹی ہوئی
ہی کسی کا سر پھٹا ہوا ہی کسیکا سینہ شق ہی کسیکی ٹانگ ٹوٹی ہوئی ہی اس حالات خراب سے سیکڑون
دیو پڑے ہوئے ہین اور بہت سے پتھر ڈھیر ہین یہ سنکے یوسف مکرانی گھبرایا ہوا اس سارلیق ہمین
لیتا کے آیا اور سارا ماجرا بیان کیا سارلیق یہ سنکے گھبرایا سختگان نے کہا کہ ذرا اپنے دیو کی خبر لو
ہوا گر وہ بھی ان دیوون کے ساتھ مارا گیا تو پھر ہمین یہان سے نکل نہین سکتے سارلیق نے بالون کو منہ کی ہوا
دی کچھ نہوا دیو واپس نہ آیا سارلیق نے یوسف مکرانی سے کہا کہ خداوند نے جن لوگون کو اس
تالاب کی حفاظت پر معین کیا تھا وہ نہایت سخت ہین اب بغیر میرے جا سکام نہ بنیگا جس وقت
وہ اپنے خداوند کو دیکھینگے اور پہچانینگے تو سرکشی کو ترک کرینگے یوسف مکرانی نے کہا مجھے اس سے بحث
نہین ہو چاہے آپ جائین جاسکے سیکو بھیجین سارلیق اٹھا اور سختگان سے کہا کہ چل سختگان ساتھ
ہوا لیکن راستے مین منع کر دیا کہ خبردار تالاب کی طرف نہ دیکھنا ورنہ تم بھی گرفتار بلا ہو جاؤگے
سارلیق کنارے کنارے تالاب کے دیکھتا چلا جاتا ہی کہ صدہا دیو چشم حسرت وا کیے دیکھ رہے ہین
کوئی مر چکا ہی کوئی سسک رہا ہی کسیکی شاخ ٹوٹی ہی کسیکا سر پھٹا ہی کسیکا پاؤن اکھڑا ہوا ہی عجب طرح
کی حسرت چھائی ہوئی ہی انھین دیوون مین ایک طرف دیو خنجال بھی پڑا ہوا سسک رہا ہی دیو خنجال
نے جو سارلیق کو دیکھا پکارا کہ یا خداوند میری خبر لیجیے سارلیق نے کہا کہ گھبراؤ نہین مین تیری فکر کرتا ہون
دیو خنجال نے ہزارون گالیان دین کہ تو کیسا خداوند ہی کہ تیرے کیے کچھ نہین ہو سکتا سارلیق جھینکا
سنتا ہوا چلا گیا کہ اسے اپنی ہی جان کے لالے پڑے تھے جس وقت تالاب کی حد سے نکلا اور
کچھ دور پہونچا تو بھاگا کہ کسی طرح اس ملک کی حد سے نکل جاؤن ایسا نہو کہ یوسف مکرانی معاہدے کے
موافق مجھے قتل کر ڈالے بھاگتے بھاگتے سامنے سے ایک دروازہ باغ کا نمودار ہوا مثل آغوش تمنا
کے وا تھا نہ کوئی حاجب تھا نہ دربان نہ نگہبان بس سارلیق نے سختگان سے کہا کہ دیکھ یہ باغ
قدرت ہی چل اسمین آرام کرین سختگان اور سارلیق دونون داخل باغ ہوئے دیکھا کہ میوے
گوناگون لگے ہوئے ہین نہرین جاری ہین ایک چبوترہ مرتفع بنا ہوا ہی اسمین سامان آسایش مہیا ہی
مسہری لگی ہوئی ہی کشتیان شراب و کباب کی رکھی ہین سارلیق بھوکا بہت تھا اور پیاس بھی لگی تھی کہا
ای سختگان قدرت دیدی تو رست مراجہ قدرت شاکر دم سختگان نے کہا کہ یہ قدرت جوتیان کھلوا ئیگی
خدا جانے یہ کس بے پرواہ کا باغ ہی جس وقت اسے معلوم ہوگا تو خدا جانے کس طرح پیش آئیگا
سارلیق نے کہا کہ یہ باغ قدرت ہی تو ساقی گری کر اور قدرت کو شراب پلا سختگان نے شراب
انڈیل کر سارلیق کو دی سارلیق نے جام ہونٹون سے لگایا شراب منجمد ہو کر ایک ڈھیلا عقیق
سرخ کا بن گئی اور جام ہونٹون سے لپٹ گیا سارلیق نے زبان پھیری کہ کچھ تری محسوس ہو لیکن
احساس نہوا جام کو کھینچا تو ہونٹ جام کے ہمراہ کھنچنے لگا ہر چند لگاتا ہی کہ اے جام قدرت چھوڑ
بلکہ جام ہونٹون سے جدا نہین ہوتا سختگان نے کہا تو بھی ای لیں شامت زدہ نے بھی پی جام ہونٹون
سے نہ لگایا اور چاہا کہ دور سے شراب حلق مین انڈیل لون لیکن جام نے مقناطیسی خاصیت
پیدا کی اور دوڑ کر ہونٹون سے چپک گیا اب تو سختگان بھی گھبرایا سارلیق سے کہا کہ اچھی لے ڈوبی
تیری طرح پھر سے بھی کسیسی نکل آیا مرتے تیری وجہ سے میری بھی یہی حالت ہوئی سارلیق

نے کہا مرغی کے انڈون کی طرح لڑ یہ جام ٹوٹ ٹوٹ کے گر جائینگے سخنگان اور ساریق نے جام
لڑانا شروع کیے کھنا کھن کی آوازین پیدا ہوئین مگر جام نہ ٹوٹے سخنگان چلا رہا تھا کہ اسنے دیکھا پھر
چوٹ آئی ہے یہ شور و غل سنکر ایک دروازہ کھلا اور ایک عورت سر مین صندل لگائے ہوئے
نمودار ہوئی پکاری حرامزادو کیا شور و غل کر رکھا ہے ہمارا سونا دشوار کر دیا ہے ارے مونڈی کاٹو
یہ شاہزادیون کے پینے کی شراب تم پی رہے ہو بھلا یہ تمھارے حلق سے کس طرح اتر سکتی
تھی یہ کہکر دونون کے ہونٹون سے جام چھڑا دیے اور کہا جاؤ اس باغ سے نکل جاؤ اب کبھی
ایسی حرکت نکرنا ساریق نے کہا ہم خداوند ساریق اے عورت خداوند سے گستاخی کرتی ہے لیا
نہو قدرت کو غصہ آ گئے تو سارا باغ تیرا تجھ سمیت خاک مین ملجائیگا یہ سنکے وہ عورت مسکرائی
اور ایک چپت لگائی اور ہنستی ہوئی چلی گئی ان دونون نے دروازہ باغ کا تلاش کرنا شروع
کیا سخنگان نے کہا کہ اپنی حماقت کا نتیجہ دیکھا ساریق نے کہا کہ خداوندا تیرے بندون سے کیسے
ناز اٹھائے ہین اگر خداوند مثل بندون کے غصہ کرین تو دنیا کاہے کو باقی رہے ہمٹ ہی بچائے
غرضکہ سخنگان اسکو برا بھلا کہتا جاتا ہے مگر دروازہ باغ کا نہین ملتا ایک مقام پر دیکھا کہ درخت
امرود کا لگا ہوا ہے جسمین زرد زرد امرود لگے ہوئے تھے سرخ سرخ چتیان ساریق کے دیکھکر
منہ مین پانی بھر آیا سخنگان سے کہا کس درخت قدرت سے امرود توڑ کے تو بھی کھا اور مجھے بھی
کھلا سخنگان نے کہا کہ ڈالیان درخت کی اونچی ہین ساریق نے کہا کہ مین تیرے کاندھے پر چڑھ
کے توڑونگا سخنگان نے کہا کہ مین تو آپ کے بوجھ سے پچل جاؤنگا آپ بیٹھیے مین آپکے کاندھے
پر چڑھون ساریق بیٹھ گیا سخنگان اسکے کاندھے پر چڑھا جیسے ہی امرود پر ہاتھ ڈالا ہاتھ امرود
مین لپٹ گیا سخنگان نے دوسرا ہاتھ بھی شریک کر کے چاہا کہ امرود توڑلون دونون ہاتھ پھنس
گئے اور شاخ اونچی ہو گئی سخنگان لٹک گیا ساریق کو پکارا کہ مجھے بچا ساریق نے کہا کہ یہ
سزا ہے بے ادبی کی تو نے قدرت پر چڑھ کے امرود توڑنے کا قصد کیا تھا اے مسخرے قدرت
اسکی بھی سزا تھی سخنگان لٹک رہا ہے اور ساریق کہہ رہا ہے کہ پھر قدرت کے اوپر چڑھیگا توبہ کراتے ہین
نظر ساریق کی اک درخت پر جا پڑی دیکھا کہ ایک کوے کا درخت ہے کہ کوے زبان سے بولتے
رہے ہین ساریق خوش ہوا کہ یہ تو ایسی چیز ہے کہ بھوک بھی جاتی رہیگی اور دیا بھی یہ چکر دیے
پاؤن درخت کی طرف بڑھا کہ ان دونون کو یہ نہ معلوم ہونے پایا کہ کوئی میری تاک مین آتا ہے جیسے ہی
قریب پہونچا دونون ہاتھون سے دونون کوے پکڑ لیے اور چاہا کہ کھینچ لون فورا شاخین بلند ہو گئین
اور ساریق بھی لٹک گیا اب چاہا کہ کوون کو چھوڑ دون تو ہاتھ چپکے ہوئے ہین چلایا کہ اے مسخرے قدرت
چھوڑ دے مگر ہاتھ کب چھوٹتے ہین سخنگان نے کہا کہ اس وقت تو اسطرح آپنے دو کر دونون
ہاتھون سے دونون کوے پکڑے ہین جس طرح بچہ پستان مادر پکڑتا ہے ساریق نے کہا کہ او
شیطان دیکھ تو تجھے کیسی سزا ملتی ہے گستاخیان خداوند کی حضرت مین سخنگان نے کہا ذرا توند
کو کھلائے رہیے ورنہ ازار اتر پڑیگی ساریق نے توند کو کھلا لیا مگر کبتک جیسے ہی سانس
لیتا ہے ازار اتر پڑی ساریق برہنہ ہو گیا سخنگان نے قہقہہ مارا پھر ان دونون مین اس طرح باتین
ہوتی ہین کہ وہی عورت دروازہ کھول کر پھر نکلی اور آکر پکاری کہ حرامزادو تم کہان سے باغ مین
گھس آئے ہو اور شور کر رہے ہو ساریق کو برہنہ دیکھکر اسے بہت غصہ آیا دستک دی

فوراً اک زنگی پیدا ہوا اس عورت نے درخت کی طرف اشارہ کیا درخت نے چھوڑ دیا ساریق بھڑ سے
گرا جو تیز ڈوں میں کانٹے گھس گئے چلانے لگا کہ او بیسوا قدرت کے ساتھ یہ بے ادبی ابھی مٹا دونگا تیرے
باغ کو سنتے ہی کان نے دھول ماری اور کہا کہ اتنو زبان بند رکھو ورنہ جوتیاں کھاؤ گے اس عورت نے کہا کہ ای
زنگی ان دونوں کو زندان خانے لیجا پھر جزا سزا دے یوں نہ مانینگے زنگی نے اسی وقت ان دونوں
کو گرفتار کیا اور لیکر جانب زندان روانہ ہوگیا وہ عورت جس طرف سے آئی تھی پھر اسی طرف چلی گئی یہاں
یوسف مکرانی نے ساریق کا بہت انتظار کیا جب یہ کسی طرح واپس نہ آیا تو ہرکاروں سے
دریافت کیا انہوں نے عرض کی کہ اس تالاب سے کچھ فاصلے پر اک باغ ہے اسی باغ میں دونوں جا
غائب ہوگئے اور وہ باغ بھی ایسا ہے کہ جو جاتا ہے وہاں سے زندہ پلٹ کے نہیں آتا ہے ناطق مکرانی
نے کہا کہ ای بادشاہ بغیر صاحبقران کے آئے ہوئے یہ مرحلہ سر نہوگا یہ کہکر خاموش ہو رہا دوسرے
روز ہرکاروں نے آکر اطلاع دی کہ صاحبقران حق شروہ یعنی عادل کیوان شکوہ تشریف لاتے ہیں
بس یہ سنتے ہی ناطق مکرانی نے یوسف مکرانی سے کہا کہ ای بادشاہ استقبال صاحبقران عالی
شان کا ضرور کرنا چاہیے یوسف مکرانی اسی وقت تیاری کرکے مع جملہ ارکین دولت برائے استقبال
صاحبقران روانہ ہوا جس وقت خدمت میں صاحبقران عالی شان کے پہونچا تو اسنے سلام کیا
امیر نے جواب سلام دیا یوسف مکرانی صاحبقران کو بڑے جاہ و احتشام سے اپنے ساتھ لیے
ہوئے بارگاہ میں آیا صدر میں بٹھایا سامان ضیافت مہیا کیا امیر نے ناطق مکرانی سے پوچھا کہ ساریق
ابھی نہیں آیا ناطق مکرانی نے عرض کی کہ وہ آپ سے کئی روز پیشتر آگیا تھا شاید اسکے ساتھ کچھ دیو بھی
تھے انھیں اس تالاب کی بربادی پر معین کیا دیووں نے تالاب پر پتھر مارے وہ پتھر پلٹ پلٹ
کے انھیں دیووں پر پڑے جسکا انجام یہ ہوا کہ سب دیو مارے گئے کنارے تالاب کے سیکڑوں
لاشیں دیووں کی پڑی ہوئی ہیں اسکے بعد ساریق نے کہا میں خود جاؤنگا یہانتک کہ اک ساحرا
اسکے ساتھ تھا دونوں صحرا کی طرف نکل گئے اور اک باغ میں پہونچ کے غائب ہوگئے یہ سنکے امیر
نے ادہر خضر ان کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ کیا کرنا چاہیے خضر ان نے عرض کی کہ جو طریقہ ایک
بزرگوں کا ہے اسی آئین کے موافق آپ بھی خارق عالم سے رجوع کیجیے اور مصروف دعا ہوجیے پروردگار
عالم کوئی سبیل نکال دیگا امیر با توقیر نے اسے پسند کی اور صحرا میں بازکین بر پا کرا کے
مصروف عبادت رب پاک ذات ہوئے اب امیر کو تو مصروف عبادت چھوڑا جاتا ہے اور

یہاں سے چند کلمے داستان اُن ناموں کے بیان کیے جاتے ہیں جو ساریق نے اپنی طلب مدد میں روانہ کیے تھے غزل بر آغاز داستان

تجھکو بیاہے تو کوئی موت کا خواہاں کیوں ہو — تیرے ارمان کے سوا اور کا ارمان کیوں ہو
غیر کے ساتھ مرے گھر میں وہ مہمان کیوں ہو — اور ویران مرا خانۂ ویران کیوں ہو
میرے دل میں نظر آئے تو پریشان کیوں ہو — دیکھو تو کون ہے آئینہ میں حیران کیوں ہو
ایسی آباد جگہ قبر ہو ویران کیوں ہو — حشر میں کوئی مرے حال کا پرسان کیوں ہو
ناتوانی کے سبب گھر سے عدو کیا نکلے — غیر کے زیر قدم کوچۂ جاناں کیوں ہو
شرط گریہ جو نہو باعث شوق دیدار — قطرۂ اشک صفت دیدۂ گریان کیوں ہو

کہین ایسا نہوا ی چرخ وہ ظالم سُن لے
وصل مین اور بھی شرمانے لگے تم مجھ سے
لاکھ دیوانہ ہون لیکن ہی ضرور اتنی سمجھ
ای صبا میری تباہی ہی اُسے مد نظر
اب نہین بھی مجھے مرنا ہی تو مرجاؤنگا
مجھکو خاک قدم غیر نہ ای چرخ بنا
آنکھ مین دل مین نظر مین مجھے ظالم رکھ تو
سر ہٹاتا نہین اسواسطے مین وحشت مین
جوشش گریہ مین ہی جوشش جنون کا کیا کام
جو تری یاد مین سو جاے وہ کیون جاگ پڑے
مختصر یہ ہی کہ مجھ ایسا جوان پیر ہوا
کہتے ہین وہ مجھے دیکھ نہ کبھی میرا اسیر
ہو فزون بر ہمی دست وفصل جنون
مین نہین ہون جو دبستان جنون سے غافل
چارہ گر کاش وہ سینے سے مجھے لپٹا لے
کہین ہو جاے نہ دشوار اسیری میری
اسکے باعث سے مرا بخت پڑا سوتا ہے
کہین سر سبز ہو کشت تمنا ے عدو
مجمع حشر مین بھی داد نہ پائی ہمنے
جو نہین لیتے بوسے لیے عارض کے ترے
پائمالی دل وحشی کی ہی اب ظالم
بیقراری نہ کہین اسکو ٹھہرنے دیگی
موت آجائیگی تو راحت ہو ہمیشہ کے لیے
غش مین آتے ہی تو دیدار پہ کیون غش ہو کلیم

مجھ پہ مشکل جو پڑی ہی تو پھر آسان کیون ہو
شب وعدہ جو نہ آئے تو پشیمان کیون ہو
خاک اڑانے کے لیے کوچۂ جانان کیون ہو
مین تو برباد ہون پھر خاک بیابان کیون ہو
دل مین وہ ایسے ستمگر کے پشیمان کیون ہو
میری فرقت کے لیے کوچۂ جانان کیون ہو
مجھسے لاغر کے لیے خانۂ زندان کیون ہو
بخت خفتہ کا مرے خواب پریشان کیون ہو
چادر آب صفت ریگ بیابان کیون ہو
جو تجھے خواب مین دیکھے وہ پریشان کیون ہو
وصل مین پرسش طول شب ہجران کیون ہو
عکس آئینہ صفت قیدی زندان کیون ہو
دست وحشت سبب چاک گریبان کیون ہو
حرف زن پھر الف چاک گریبان کیون ہو
درد دل درد جگر کا مرے درمان کیون ہو
اس قدر تنگ ترا خانۂ زندان کیون ہو
بیگنہ ہی تو سیہ روز شب ہجران کیون ہو
صفت ابر کرم دیدۂ گریان کیون ہو
ہر کسی نے بھی نہ پوچھا کہ پریشان کیون ہو
آئینہ دیکھ کے ظالم تجھے حیران کیون ہو
اسکے باعث سے تری زلف پریشان کیون ہو
تیرے دیوانے کو پابندی زندان کیون ہو
آرزو خواب کی ہمکو شب ہجران کیون ہو
جو نہین تاب تو نظارۂ جانان کیون ہو

راویان اخبار و ناقلان آثار اس طرح روایت کرتے ہین کہ سارلق نے سات نامے براے مدد مختلف مقامات پر روانہ کیے تھے جنمین ایک نامہ ملکہ خوشحال جادو کے نام روانہ کیا تھا اور دوسرا ابرہوت رعد آواز نقیب قدرت کے نام یہ دونون نامے پہونچے خوشحال جادو تو اسی وقت روانہ ہوئی لیکن برہوت رعد آواز نے نامہ دیکھکر جواب تحریر کیا کہ یا خداوند با تفصل مین قلعہ سرستان کی طرف جاتا ہون سرمست آدم خوار نے بہت سر اٹھایا ہی بعد اس معاملے کے طے کرنے کے واپس آؤنگا تو خدمت مین حضور کے حاضر ہونگا یہ جواب تحریر کرکے نامہ دار کو تو واپس کیا اور آپ کوچ کرکے جانب قلعہ سرستان روانہ ہوا جسوقت قریب قلعہ پہونچا تو خبر سرمست آدم خوار کو ہوئی کہ برہوت رعد آواز چالیس ہزار آدمیون سے آیا ہی سرمست آدم خوار نے کہا کچھ پروا نہین اور فوج اپنے قلعہ سے باہر نکالی اور طبل جنگ بجنے کا حکم دیا یہ خبر برہوت رعد آواز کو ہوئی

اسنے بھی کوس حربی بجوایا دونون لشکرون مین تمام رات تیاری جنگ رہی دونون جانب نقارے بجتے رہے
ہر پہلوان اسلحہ کی درستی مین سرگرم رہا جب خورشید خاور نے افق مشرق سے منہ نکالا صبح کو دونون لشکر عیدگاہ صحرا
مین پہونچ کر صف آرا ہوے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جسوقت نقیب نہیب ویکسو ہٹ گئے تو
برہوت رعد آواز میدان مین آیا اور پکارا کہ او سرمست کیا تو نہین واقف تھا کہ مالک شہر برہوتیہ
کا کون شخص ہی جو تونے مردمان شہر برہوتیہ کو آزار پہونچایا اور رعایت انکی تنگ کی ہزارون کو بھون
بھون کے کھا گیا سرمست نے یہ سنکر کہا کہ آج تیرے بھی کباب لگاؤنگا اسلیے کہ تو فربہ ہی گوشت
بھی تیرا لذیذ اور چکنا ہوگا یہ کہکر چوبدست پکڑکر سامنے برہوت رعد آواز کے آیا برہوت رعد آواز
نے کہا کہ تیری شامتین آئی ہین خیر لا حربہ اپنا سرمست آدمخوار نے چوبدست ماری برہوت رعد آواز
نے چوبدست کو سپر پر روکا یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ پھٹ پڑا برہوت ایساہی پہلوان زبردست تھا کہ ضرب
کے نیچے سے بچ گیا ورنہ بچنا غیر ممکن تھا سرمست نے نعرہ کیا کہ زدم ولیت کردم برہوت نے تیغ گرد
سے نکال کر آواز دی کہ کرا زدی وکرا لیت کردی حریف تیرا مین موجود ہون سنبھل تو ضرب نے زدی
ضرب با قوش کن ہمہ شادی از دل فراموش کن یہ کہکر گرز مارا سرمست نے بھی چوبدست کو اٹھاکر
چہرے کی پناہ کیا ساتھ ہی بجلی کڑکی اور نیچے گرکر سرمست نے تو اٹھالے گیا لیکن ضرب برہوت کی زمین
پڑی کہ طبقہ ہل گیا کلہ گرز زمین مین دھنس گیا تیغ گرد و غبار بلند ہوا لوگ سمجھے کہ سرمست مارا گیا جس وقت گرد
ہوا سے منتشر ہوئی اور برہوت نے دیکھا کہ لاش کا کہین پتہ نہین اسنے گرز کو دیکھا کہ اسمین خون بھرا
ہو گرز بھی صاف تھا برہوت حیران ہو کہ یہ کیا ماجرا ہی اہل لشکر نے سرمست کے کہا کہ ای برہوت
رعد آواز اصل یہ ہی کہ ہم سب قسم دیوزاد سے ہین ہم نے یہان آکر اس قلعہ کو آباد کیا تھا اور صورت
آدمزادون کی بنائی تھی چونکہ خوراک ہماری یہی ہی اس وجہ سے تمہارا ملک قریب بھی تھا لوگون کو
پکڑ پکڑ کے لاتے تھے اور کھاتے تھے چونکہ افسر ہمارا تمہارے ہاتھ سے مارا گیا لہذا ہم مقابلہ مین تم سے
عاجز ہین اب تلاش معاش اور طرف کرینگے جا اور دن کو کھائینگے آدمزادون سے نہ بولینگے
برہوت رعد آواز نے کہا کہ افسر تمہارا میری ضرب کے خوف سے کہین بھاگ گیا ہی جا کر اسے تلاش کرو
مین تمہین آٹھ روز کی مہلت دیتا ہون اگر دیو سرمست مل گیا تو اس سے معاہدہ ہونے کے بعد
مین یہان سے جاؤنگا ورنہ تم قلعہ کو خالی کردو اور کسی اور مقام کو آباد کرو مجھے اتنی فرصت نہین کہ مین
شہر برہوتیہ مین قیام کرون مجھے نامہ خداوند سیارلق بن لقا کا آگیا ہی خداوند کے پیر خدا پرستون نے
یورش کیا ہی مین اس طرف جانے والا ہون یہ سنکر ان دیوون نے راہ تلاش اختیار کی اور
سرمست آدمخوار کو ڈھونڈھتے ہوے چلے جاتے ہین لیکن اول حال سرمست آدمخوار کا
بیان کیا جاتا ہی کہ جس وقت آنکھ اسکی کھلی تو اپنے کو باغ مین دیکھا اور ایک ساحرہ سیہ فام کو کھڑے
دیکھا ساحرہ لگاوٹ کی باتین کرنے لگی سرمست بھی راغب ہوا دونون مین ہمبستری ہوئی چونکہ سہ
فی الحقیقت دیو تھا ساحرہ تاب نہ لاسکی تڑپکے مرگئی مرتے ہی اسکے تمام باغ مین دھوان ہو کر نظرون
سے غائب ہو گیا آندھی چلی خاک اڑی دیر تک قیامت برپا رہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام
من غضنفر جادو بود چنیم مرد فہیم و حیان و ادیم و مطلب خود نرسیدیم جب روشنی ہوئی تو دیو سرمست
وہان سے بھاگا ادھر سے تو یہ بھاگا چلا آتا تھا اور اس طرف سے دیو اسکی تلاش مین چلے جا رہے
تھے راستے مین ملاقات ہوئی سرمست نے حال قلعہ کا پوچھا دیوون نے بیان کیا کہ برہوت رعد آواز

نے آٹھ روز کی مہلت دی ہے آپ چل کر اس سے فیصلہ کر لیجیے سرمست نے کہا چلو اور دیووں کے ساتھ جانب
قلعہ سرمستان روانہ ہوا یہاں تیسرے روز تھا بہروت رعد آواز نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ تم اسی جگہ قیام کرو میں
پانچ روز شکار پر گزاروں گا یہ کہکر تین آدمی اپنے ساتھ لیکر جانب صحرا روانہ ہوا یہاں تیسرے روز سرمست
آدم خوار پہونچا تین روز سے ان دیووں کو کچھ میسر نہ آیا تھا کہ کھاتے پیتے سرمست بھی بھوکا تھا اسے جو
معلوم ہوا کہ بہروت رعد آواز شکار پر گیا ہوا ہے بس یہ آتے ہی قزاقوں کی طرح لشکر پر گرا اور لوگوں کو
پکڑ پکڑ کے کھانا شروع کیا چونکہ لشکر بہروت کے لوگ بھی زبردست تھے انھوں نے بھی بہت
دیووں کو مارا لیکن دیووں نے دو ہزار آدمیوں کو نوچ نوچ کے کھا لیا آخر ان لوگوں کے قدم اٹھ
گئے اور کچھ لوگ بھاگتے ہوئے اس مقام پر پہونچے جہاں بہروت رعد آواز مصروف صید و شکار
تھا ان لوگوں نے جا کر بہروت رعد آواز سے سارا ماجرا بیان کیا بہروت رعد آواز نے اسیوقت
عنان مرکب کو پھیرا اور بطرف قلعہ سرمستان روانہ ہوا یہاں یہ دیو کھا پی کر لیٹے لیٹے اٹھے ہوئے تھے
کہ بہروت رعد آواز پہونچا آواز دی کہ او سرمست آدم خوار ملعون تیری یہ کیا حرکت تھی ہم نے تو
تیرے لشکر کو آٹھ روز کی مہلت دی اور تو نے ہماری فوج کو دم لینے کی مہلت نہ دی سرمست
آدم خوار پھر چوبدست پکڑ کے سامنے آیا اور پکارا کہ [illegible] تم اٹھا لے گیا اس وجہ سے تو بچ گیا
ورنہ اسی وقت تیرا خاتمہ کر دیا ہوتا آج تیرا زندہ بچ کے جانا غیر ممکن ہے یہ کہکر بہروت رعد آواز پر چوب
ماری بہروت رعد آواز نے پینترا بدل کر وار خالی دیا چوبدست زمین پر پڑی خاک اڑی سرمست
نے نعرہ کیا کہ زدم و لیست کہ دم بہروت نے گردن [illegible] کر کلے پر ہاتھ ڈال دیا اور آواز دی کہ او
غافل ہوشیار ہو جا کہ حریف تیرا زندہ و سالم موجود ہے سرمست نے دستہ چوبدست ہاتھ سے چھوڑ
دیا اور بہروت رعد آواز سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی تمام دن کشتی رہی شام کو سرمست نے کہا کہ
اب رات ہوئی صبح کو پھر سے تیرے پھر مقابلہ ہوگا یہ سنکر بہروت رعد آواز نے کہا کہ میں بغیر معاملہ
یکسو کیے میدان سے نہیں ہٹتا ہوں سرمست نے کہا کہ کیا تو مجھے مرد کا بنا ہوا سمجھا ہے جو ایسی باتیں
کرتا ہے اگر تو یوں نہیں میدان سے پلٹتا ہے تو میں بھی نہیں پھرتا ہوں پھر یہ دونوں مصروف تلاش
ہوئے کشتی ہونے لگی تمام رات کشتی رہی دن کو بھی علیحدہ نہ ہوئے خلاصہ یہ کہ تین شبانہ روز کشتی رہی
تیسرے روز بہروت نے لنگر سرمست کا توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا اور نعرہ کوہ شگاف
کیا کہ پیچھے دیووں کے دل سے گئے سرمست کے کان بہرے ہو گئے پس بہروت رعد آواز نے
ایک ہاتھ اسکی ٹھوڑی کے نیچے رکھا دوسرے ہاتھ سے گدی میں سہارا دیکر گلی پیچ دیکر جو جھٹکا مارا
دھڑ سے سر کھنچ کے پھینک دیا آتش سرمست کی بجھ گئی دیووں نے یورش کیا کہ مارو
اسکو غضب کیا اسنے کہ افسر کو ہمارے مار ڈالا ہر طرف سے دیو آ پڑے اور بہروت رعد آواز نے
بھی وار کرنا شروع کیے یہ خبر سنکر جو اہل لشکر بھاگ گئے تھے وہ بھی آ پڑے تلوار چلنے لگی پہر بھر
کی تیغزنی میں بہروت نے کشتوں کے پشتے اور لاشوں کے انبار لگا دیے آخر دیو بھاگ نکلے بہروت
نے قلعہ پر قبضہ کیا اور اپنی طرف سے حاکم مقرر کر کے سر دیو سرمست کا اپنے ساتھ لیا اور جانب
ملک ساریقیہ روانہ ہوا دیکھیے یہ کب پہونچتا ہے لیکن یہاں سے پھر

چند کلمے داستان شوکت بیان صاحبقران حق پژوہ عادل کیوان شکوہ

کے بیان کیے جاتے ہیں

۵ بیا بشنو اے ہمدم راستان + کہ باز آدم بر سر داستان ؛ راوی ناقل ہے کہ صاحبقران حق پژوہ نے عبادت خانہ میں تمام رات گزاری قریب صبح آنکھ لگ گئی دیکھا کہ ایک مرد بزرگ تشریف لائے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ اے صاحبقران ربع تمھارے سر رہتے ہیں بہت سختیاں ہیں کہ کفار کا دور دورا ہے اور اسلام زوال کی حالت میں ہے لیکن تم نہایت مستقل مزاج ہو انشاء اللہ سب کاموں کو آسانی سے انجام دو گے تمکو چاہیے کہ یہ رقعہ اپنے پاس رکھو اور فلاں اسم جو سرنامہ پر تحریر ہے کنارے تالاب کے جاکر پڑھو ایک کشتی نمودار ہوگی اور ایک شخص اسی کشتی پر سوار ہوگا تم یہ رقعہ اسکو دیدینا وہ تمکو ایک باغ میں لیجائیگا وہاں سہیل لشتی پوش سے ملاقات ہوگی سارق اسی مقام پر قید ہے چونکہ یہ لڑکی اسکی تمھارے ہاتھ سے ہے لہذا تمکو چاہیے کہ پہلے اسے رہا کرو تاکہ خلق و مروت تمھاری تمام عالم میں مشہور ہو کہ دشمن کو دوست سے پہلے رہا کیا یہ فرما کر نظروں سے غائب ہوگئے جسوقت امیر بانوقیر خواب سے بیدار ہوئے تو خیمہ کو معطر پایا اور ایک پرچہ کاغذ رکھے دیکھا امیر نے اس پرچہ کو اٹھالیا وقت نماز صبح کا تھا جلدی سے وضو کرکے نماز پڑھی سجدہ شکر ادا کیا لیکن پریشان تھے کہ دعا میں نے کچھ کی تھی جواب کچھ ملا خضر ان سے سارا ماجرا بیان کیا خضر ان نے کہا کہ جسقدر حکم ہے اسکی متابعت کیجیے اسکے بعد پھر رجوع کیجیے گا پروردگار کی جانب اتنے میں یوسف مکرانی آیا صاحبقران نے فرمایا کہ میں تالاب کی طرف جاتا ہوں یوسف مکرانی نے عرض کی کہ میں تالاب تک نہ جاؤنگا لیکن صحرا تک تو ضرور ہی ساتھ چلونگا یہ سنکے امیر خاموش ہو رہے یوسف مکرانی نے تیاری کی اور امیر کے ہمراہ ہوا صاحبقران عالیشاہ شہر سے نکلکر اسی صحرا میں پہونچے جہاں وہ تالاب تھا یوسف مکرانی کو ایک مقام پر ٹھہرا دیا اور آپ تن تنہا بالنفس نفیس وہ رقعہ لیے ہوئے قریب تالاب کے تشریف لائے اور اسم خوانی میں مصروف ہوئے جب تعداد خوانندگی تمام ہو لی تو دیکھا کہ ایک کشتی نمودار ہوئی اور کنارے تالاب کے پہونچے ایک شخص اس کشتی پر سوار تھا امیر نے رقعہ اسکے ہاتھ میں دیا اس شخص نے رقعہ پڑھا اور عرض کی آپ اس کشتی میں بیٹھ لیں میں ابھی آپ کو باغ قریب میں پہونچائے دیتا ہوں امیر بانوقیر کشتی پر بیٹھ لیے کچھ دور تک کشتی جاتے ہوئے معلوم ہوئی آخر نظروں سے غائب ہوگئی یوسف مکرانی دور سے دیکھ رہا تھا ناطق مکرانی سے کہا کہ اتنی بات تو ظاہر ہوئی کہ امیر کو لینے کو کشتی آئی ناطق مکرانی نے کہا کہ طلسم معلوم ہوتا ہے اور فتاحی طلسم سوا خاندان صاحبقران کے دوسرے کا حصہ نہیں ہے ضرور سب آپکا حاصل ہوگا یوسف مکرانی نے کہا کہ خیر ہمارا بریا رہے جسوقت تک صاحبقران واپس نہ لینگے اس وقت تک ہم یہاں سے نہ جائینگے یہ تو اسی مقام پر بانتظار صاحبقران مقیم ہوتا ہے لیکن حال امیر کشورگیر کا سنیے کہ یہ اسی باغ پہونچے جہاں جاکر سارق بن لقا قید ہوا تھا دیکھا امیر نے کہ سبزہ بہشتی رنگ کا ہے جسقدر درخت ہیں سب میں بہشتی گل کھلے ہیں جس طرف نظر کی یہ معلوم ہوا کہ سرسوں پھولی ہوئی ہے امیر نے اس شخص سے نام پوچھا جو امیر کو ساتھ لے گیا تھا اسنے عرض کی کہ مجھکو قطب ہاجی کہتے ہیں فرمایا یہ باغ کسکا ہے اور یہ تالاب کسکا تھا اسنے کہا یا صاحبقران مختصر یہ ہے کہ یہ معاملہ طلسم کا ہے اور میں راز داران طلسم سے ہوں ان حالات کا بیان کرنا رازداری کے خلاف ہے اگرچہ میں مرد مسلم ہوں لیکن بادشاہ دربند کا نمکخوار ہوں مجھ سے نمک حرامی نہوگی اسیکو غنیمت جانیے کہ میں آپ کو اس مقام تک لے آیا اور

پھر بخیر و عافیت تمام ہو جاؤنگا امیر نے فرمایا کہ یہ تو بیان کرو کہ یہ باغ کسکا ہے اور اب مجھے کہان لیے جاتے ہو قطب جنی نے عرض کی کہ نام اس باغ کا باغ فریب ہے ناظم یہان کی ملکہ فریب جادو ہے حاکم دربند خورشید بہشتی پوش ہے ایک دختر ماہ جبین اسکی باغ مین رہتی ہے کہ نام اسکا سہیل بہشتی پوش ہے اور ساریق اسی مقام پر قید ہے فرمایا اسفندیار بکراری کا کچھ حال کہو عرض کی کہ چونکہ اسکی قید کو زمانہ ہوا اس سبب سے اس قیدی کو آپکے سپرد نہین کرسکتا ہون قاعدہ یہان کا یہ ہے کہ جو آکر اسیر طلسم ہوتا ہے وہ کچھ دنون پہلے دربند مین قید رہتا ہے پھر دوسرے دربند مین بھیج دیا جاتا ہے پھر تیسرے دربند مین پھر چوتھے و پانچوین مین جو چھٹے دربند کی قید دوامی ہے کہ وہان سے نکلنا غیر ممکن ہے جبتک طلسم سر نہو جائے چونکہ یہ قیدی یعنی ساریق ابھی میرے اختیار مین ہے اسوجہ سے اسکو مین آپکے حوالے کر سکتا ہون اور اسفندیار میرے اختیار سے باہر ہو چکا ہے فرمایا تم کچھ حال لوح کا جانتے ہو اسنے عرض کی کہ مین قسم کھاتا ہون اپنے دین و مذہب کی کہ لوح کا حال خود شاہان طلسم بھی نہین جانتے مین کس شمار مین ہون بس زیادہ مجھ سے نہ پوچھیے کہ آئین میرے واسطے قباحت ہے مجھے جتنا حکم ہوا ہے اسی مین بجا لاتا ہون یہ کہکر صاحبقران کو لیے ہوئے اک قصر مین آیا دیکھا صاحبقران نے قصر نہایت آراستہ ہے قصر کا رنگ بھی بہشتی ہے اور اک نازنین ماہ جبین دُر در گوش مرصع پوش دریائے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے جوڑا بہشتی پہنے مسند پر جلوہ افروز ہے جسقدر انیسین جلیسین مصاحبین ہین وہ بھی اسی رنگ کے لباس مین جسم نازنین کو چھپائے ہوئے ہین اور ایک ادھیڑ عورت مگر وہ بھی زر و لباس پہنے ہوئے قریب ملکہ کے بیٹھی ہے یہ دائی ملکہ کی ہے نام اسکا فریب جادو ہے قطب جنی وزیر ہے اور اسی مؤدبانہ رفتار سے امیر کو لیے ہوئے آیا کہ سب بہ اسے تعظیم اٹھ کھڑے ہوئے ملکہ نے کنکھیون سے صاحبقران کی طرف دیکھا مگر عجیب محبت آمیز نظرون سے کہ نگاہین اسکی دل صاحبقران سے پار ہو گئین امیر بھی سہیل بہشتی پوش کی طرف مائل ہوئے لیکن ضبط سے کام لیا قطب جنی نے امیر کو صدر مین بٹھلایا ساتان دعوت و ضیافت مہیا کیا جس وقت خاصہ سے فراغت حاصل ہوئی توگائین حاضر ہوئین یہ سب بھی بہشتی پوش تھین پندرہ پندرہ برس کے سن قیامت کے شوخ و شنگ ساز ملا کر گانے لگین غزل حسب موقع

جسکا کہ مدعی تھا اسیکا گواہ تھا
ہجران شب فراق مین اک شب کیا تھا
کچھ شک انھین بھی تھا مجھے جو اشتباہ تھا
ناصح مرے بکار مجھی نصیحت سنا اسکو کی
تنہا کبھی سوتا نہین سے کوئی گناہ تھا
جو عفو ہو گئین وہ خطائین کفن عمر کی
جبتک کہ بخشی نگاہ وہ پیش نگاہ تھا

اسکو مری نگاہ سے یہ اشتباہ تھا
ماتم مین میری سارا زمانہ سیاہ تھا
ہم جا سکے وہان نہ کبھی آسکا یہان
میرا کبھی جو سے پیر اخیر خواہ تھا
پی تھی شراب ہمنے بھی بحسن شباب مین
بخشا گیا نہ جو وہ ہمارا گناہ تھا
مین تیرہ بخت صورت سرمہ تھا ای کلیم

مجنون عشق حشر مین یون دادخواہ تھا
آنکھو مین میری سارا زمانہ سیاہ تھا
الفت مین دونون سمت سے چھین گھی پڑا
ضعف اسطرف ادھر سد راہ تھا
غیرون کے ساتھ آئے مری قبر پر حضور
جس عہد مین گناہ نہ کرنا گناہ تھا
تا مرگ مین فراق کا شکوہ نہ کرسکا
اور رون کو نور بخش دیا خود سیاہ تھا

اسی طرح جسقدر غزلین وہ نازنین گا کے رخصت ہوئی اب وہ وقت آیا کہ صحبت برخاست ہوئی ملکہ سیر باغ کے لیے اٹھی قطب جنی سے کہا کہ مہمان کو بھی سیر کراؤ قطب جنی نے دیکھا کہ تشویش خاطر بادشاہ کی بشرہ مین صاحبقران سے عرض کی کہ حضور دو گھڑی سیر و تفریح مین گزارین

اسکے بعد مین قیدیون کو حضور کے سپرد کرونگا کہ یہان زیادہ قیام کا موقع نہین ہی فرمایا مین سیر باغ کے
لیے نہین آیا ہون نہ اتنی فرصت ہی کہ بفضول وقت ضایع کرون قطب جنی نے ہاتھ جوڑکے عرض
کی کہ شاید حضور کے ناگوار خاطر ہوا مجھے معاف فرمایئے ای شہریار جو کچھ عرض کیا ہی اسمین سر مو فرق
نہین ہی یہ کہکر امیر کو ہمراہ لیکر چلا اب ملکہ اور صاحبقران سیر باغ کرتے ہوے چلے آتے ہین اُسی
درخت امرود کے قریب پہونچے جہان سخنگان لٹک گیا تھا قریب جادو نے سخنگان کا واقعہ بیان کر
درخت کو دکھایا اور شہر لفے کا درخت دکھاکر سارلیق کی حالت بیان کی امیر مسکرانے لگے غرضکہ
اب نرگستان اور سنبلستان ہر چمنستان کی سیر کرتے ہوے چلے جتنے درخت دیکھے سب مین پھول
بسنتی یا سے نرگس کی آنکھین دید باغ سے زرد ہورہی تھین لالہ بھی صدمے سے بسنتی پوشون سے
ایسا خفا ہوا تھا کہ اسکے چہرہ پر بھی زردی آگئی تھی اسیطرح سارے چمن کی سیر کرتے ہوے
ایک دروازہ تک پہونچے قریب جادو نے اُس دروازے کو کھولا اور اسمین سے سارلیق اور
سخنگان کو نکالا امیران دونون کو دیکھکر یہ سوچ کے ہنسے کہ یہ طلسم کشائی کو آیا تھا فرمایا ای
قریب جادو اب اسے رہا کرو سارلیق نے کہا ای بندہ من تو کہان صاحبقران نے فرمایا
کہ او بیحیا بندہ من کہتے تجکو شرم نہین آتی اپنے حال کو تو دیکھ سارلیق نے کہا کہ اگر یہ حال اپنا خود
خداوند بندون کے ساتھ سے ہنسواتے تو جن بندون پر مصیبت پڑی آئنے صبر نہو سکتا اب آنکھین صبر
آئیگا کہ خداوند نے بھی ہتھکڑیان پہنین خداوند بھی قید ہوے خداوند کو بھی گستاخ بندون نے باتین
سنائین فرمایا صاحبقران نے کہ سرنبشتہ ازل را چون گرگان برگشتہ است * اسپر نصیحت کارگر
نہوگی قالب اسکا سیاہ ہی اور روح باغ مین اسکے خلل خداوندی سما گیا ہی اور قطب جنی سے اشارہ کیا
کہ اب مجھے پہونچا دو کہ یوسف جنی پریشان ہوگا اور انتظار کررہا ہوگا قطب جنی نے صاحبقران
کو مع سارلیق اور سخنگان کے اپنے ساتھ لیا اور پھر اسی کشتی پر سوار کرکے لے چلا وقت رخصت
صاحبقران نے ملکہ کو اور ملکہ نے صاحبقران کو عجیب یادگار نگاہون سے دیکھا نگاہین ملکر جدا
ہو گئی تھین جب کشتی زیادہ دور نکل آئی تو درمیان مین پردہ حائل ہوگیا اور کنارہ تالاب کا معلوم ہوا
صاحبقران کشتی سے اُترے وہان یوسف مکرانی انتظار مین تھا امیر با توقیر کو دیکھکر براے
استقبال آگے بڑھا صاحبقران سارلیق اور سخنگان کو لیے ہوے پہونچے اور سارا ماجرا
بیان کیا یوسف مکرانی نے عرض کی کہ یا امیر اس ملعون کو مین قتل کرونگا فرمایا چاہنے دو جیسا
اسنے کیا تھا ویسی سزا پائی یوسف مکرانی نے عرض کی کہ اسنے ہم سب سے اس شرط پر اپنے کو
سجدہ کرایا تھا کہ اگر کام تیرا نہو تو ہمین قتل کر ڈالنا یہ شرط ہارا یا نہین اسپر امیر نے گردن نیچی کرلی کہ اگر
عہد ہوچکا ہی تو مین دخل نہین دیتا مین نے اسے آزاد کیا اب تم جانو اور یہ جانے سارلیق نے یوسف
مکرانی کی طرف دیکھکر کہا کہ ای بندہ بے ادب کیا کرتا ہی ارے خداوند کو قتل کرتا ہی خداوند تو
اپنے بندے کی نازبرداری کرینگے اور قتل ہو جائینگے لیکن فرشتگان قدرت تیرے ملک کو آکے
برباد کر دینگے یہ سنکے یوسف مکرانی نے کہا کہ گرفتار کرلو اس ملعون کو کہ مین اسے ضرور قتل
کرونگا اسنے مجھے سجدہ کرایا آپ خداوند بنا اگر یہ زندہ رہیگا تو اسی طرح بہت سے بندگان خدا کو گمراہ
کریگا یہ حکم پاتے ہی جلاد حاضر ہوے اور فوراً سخنگان اور سارلیق دونون کو اسیر کرلیا اور اسیوقت
میدان خونی کی تیاری کرکے دونون کو لاکر چبوترہ رنگ پر بٹھایا کوسے گردن پر خط کھینچا اور جلاد

سیب پر آئی آگے آگے تو سیب لڑھکتا چلا جاتا ہے اور پیچھے پیچھے تیلی دوڑی چلی جاتی ہے یہ دیکھکر اور تیلیاں
دوڑتی ہوئی قریب آگئیں تو جو تیلی آگے تھی اُسنے سیب کو اُٹھا لیا اور بس سیب ہاتھ میں لیتے ہی
دھڑ دھڑ جلنے لگی اور تیلیاں بجھا گئیں کہ ہم اس سیب سے باز آئے جو جان کے لیے آسیب ہو جائے
تیلی شعلہ بنی ہوئی اس غول پر گری کہ تم حصہ مانگتی نہیں تو لیتی جاؤ خالی نہ پھرو یہ کہکر جو گری ہے سب
تیلیاں دھڑ دھڑ جلنے لگیں اور دم بھر میں خاک ہو گئیں اب امیر نے پرچہ کو پھر ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ
یہ سلسلہ سحر تمام ہوا قفل کو کھینچ لو اور اس حجرہ سے اشرف جنی کو رہا کرو اس سنتے ہی بیتاب چلے گا امیر نے
آگے بڑھکر قفل پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکے سے کھینچ لیا دروازہ وا کیا تو دیکھا کہ ایک قفس آہنی آویزان
ہے اسمین ایک مرد پیر بیٹھا ہوا ہے زبان پر اُسکے ریکا سوزن ہے ہر چند کہ یہ ساحر نہیں ہے مگر غالب تو ہے ساحروں نے
خوف سے زور کے زبان کو اشرف جنی کے بیکار کر دیا تھا امیر نے قفس کو اُتارا تکلہ زبان سے
کھینچ لیا اُس وقت اشرف جنی نے سلام کیا اور عرض کی کہ الحمد للہ کہ حضور تشریف لائے میری رہائی
آپکے تشریف لانے ہی پر موقوف تھی لیکن وہ چار جن جنھوں نے ملکر اشرف جنی کو اسیر کر لیا تھا تیلیوں کے جلتے ہی
بھاگ گئے کہ یہ تو کوئی بلا کا شخص آیا ہے اب اس مقام پر ٹھہرنا اچھا نہیں ہے اشرف جنی کی حفاظت
میں اپنی جان کا خطرہ ہے یہاں اشرف جنی نے ہاتھ صاحبقران کے چومے اور عرض کی کہ یا امیر چار جن
جو مجھ پر مسلط تھے وہ کافر ہیں انھیں کی وجہ سے میں دھوکا کھا کر اسیر ہوا تھا آپکے خوف سے
وہ بھاگ گئے ہیں میں انکو گرفتار کر لون تو آپکو معصومہ جنیہ کے مزار پر لے چلوں یہ کہکے ایک شیر کی تصویر
بنائی اور کچھ پڑھکر اس شیر پر دم کیا کہ شیر نے انگڑائی لی اسیطرح کے چار شیر بناکر چاروں سے کہا
کہ جاؤ اور ناچیر جنی عنبر جنی نصیر جنی نفیر جنی چاروں کو پکڑ لاؤ بس یہ سنتے ہی وہ شیر انگڑائیاں لیکر
روانہ ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد چاروں جنوں کو پکڑے ہوئے لیے چلے آئے اشرف جنی نے
کہا کہ کیوں یہ کیا حرکت تھی چاروں جنوں نے عذر کیا اور عرض کی کہ ہمیں معلوم ہو گیا کہ دین اسلام
برحق ہے اسلیے کہ آپ ایسی قید میں تھے کہ رہا ہونا آپکا غیر ممکن تھا یہ تائید غیبی تھی کہ آپ رہا ہوئے
اب ہمیں آپکے دین برحق کا حال معلوم ہو گیا اب ہمسے کبھی دغا نہ ہو گی اشرف جنی نے کہا کہ اچھا
یہ چاروں شیر ہمنے تمھاری سواری کے واسطے معین کیے اور جس وقت تمھارے دل میں بدی ہوگی
یہ شیر تمھیں پھاڑ کے کھا لینگے یہ چاروں جن ڈر گئے اسکے بعد صاحبقران عالیشان نے اشرف
جنی سے ارشاد کیا کہ تمھیں کچھ حال لوح کا معلوم ہے کہ کہاں ہے اشرف جنی نے عرض کی کہ یا صاحبقران
مجھسے پوری حالت طلسم کی سن لیجیے کہ یہ طلسم موسوم بہ طلسم چہار گوشہ ہے اور طلسم چار پانچ بھی ہیں کہ
کہتے ہیں چار بادشاہ اس طلسم میں ہیں جو مرحلہ اول پر ہے نام اُسکا خورشید لیس بنتی گوش (?) ہے پہلے جو
اسیر طلسم ہوتا ہے وہ اسی کے قبضہ میں جاتا ہے جب معصومہ جنیہ کا انتقال ہوا تو شاہان طلسم نے عنوان
طلسم کا بدل دیا ہے قیدی چالیس دن کے بعد رہا کر دیا جاتا تھا اور اب یا ہمیشہ قید رہتا ہے یا قتل کر ڈالا
جاتا ہے چونکہ بادشاہان طلسم کو اطمینان ہے کہ لوح معصومہ جنیہ کے پاس تھی انکا انتقال ہو گیا لوح
مفقود الخبر ہے تو ساحران طلسم نے ظلم و بدعت پر کمر باندھ لی ہے اب مناسب یہ ہے کہ حضور تربت پر
معصومہ جنیہ کے تشریف لے چلیں اور فاتحہ پڑھیں اسکے بعد خدا سے رجوع کریں اگر آپکی مدد
ہوگی تو لوح مل سکتی ہے ورنہ لوح کا دستیاب ہونا غیر ممکن ہے صاحبقران ہمراہ اشرف جنی کے
چلے جاتے اس تہ خانہ میں پہنچے جہاں قبر معصومہ جنیہ کی تھی امیر نے فاتحہ پڑھا دیکھا کہ (?)

کہ حال صاحبقران کے باغ مین تشریف لیجانے کا تو اسکو نہیں معلوم ہوا لیکن دیو سکے چھوڑے کے
مرنے کی خبر پہونچی یہ پریشان ہوا قطب جنی سے کہا کس طرح یہ آدھر اور وہان پہونچ گیا قطب جنی
نے کہا کہ مین نے قسم کھایا ہون اپنے دین و مذہب کی کہ مجھے نہیں معلوم علاوہ اسکے زیادہ تعجب کی
بات یہ ہی کہ آپ تو کہتے تھے کہ ان دونون کی قضا کسی حربہ سے نہیں ہی پھر کیونکر وہ دونون مارے گئے
اتنے مین اشرف جنی کے قید سے رہا ہونے کی خبر معلوم ہوئی اور گرفتار ہو کر مطیع ہونا ناصر و عنصر
وغیرہ کا بھی معلوم ہوا اور یہ بھی خبر پہونچی کہ طلسم کشا لوح لیے ہوئے آتا ہی اس وقت خورشید
بسنتی پوش نے قطب جنی سے کہا کہ تم تمھارے حال سے مین آگاہ ہون کہ تم خدا پرست ہو
اور فتاح طلسم بھی خدا پرست ہی لہذا بہتر یہ ہی کہ تم اب سکونت اس طلسم کی ترک کرو اور یہان سے
چلے جاؤ مین ناراض نہین اور اس وقت تک تمنے جیسی خیر خواہی کی مین اسکے لیے بہت خوش ہون اور
یہ تو یقینی امر ہی کہ ہم لوگون کی قضا آگئی اب بچنا ہمارا غیر ممکن ہی جو ساحر مقابلہ کو جائیگا اثر لوح سے
سحر اسکا باطل ہوگا آخر وہ مارا جائیگا اور یہی انجام ہمارا بھی ہونا ہی لیکن انکا اور سے ساتھ تم کیون جان دو
اس وقت قطب جنی نے عرض کی کہ اگرچہ مین خدا پرست ہون لیکن نمک حرام نہیں ہون لیکن ساتھ انکا
نہ چھوڑونگا سوا اسکے کہ آپکے ساتھ مین خلل نہ دونگا اور جتنی اوسع مین لوح لا رہا ہون لیکن طلسم کشا
کو منتشر نہ کرونگا لوح مین لا کے دیتا ہون جس سے آپ کو خوف ہی پھر اپنا چاہیں اور طلسم کشا بلکے
خورشید بسنتی پوش خاموش ہو رہا پس قطب جنی وہان سے چلا اور اپنے صورت اپنی اشرف
جنی کی بنائی اس طرف سے صاحبقران چلے آتے تھے کہ قریب ورپہنچ پہونچ لون تو لوح کو دیکھون
کہ قطب جنی بصورت اشرف جنی نمودار ہوا انہایت خندہ پیشانی سے قریب صاحبقران
آکر مبارکباد دی اور عرض کی کہ اس وقت جی چاہتا ہی کہ آپ کے گلے سے لپٹ جاؤن امیر تو صاحب
خلق ہر وقت مین ہاتھ پھیلائے اشرف جنی کی طرف بڑھے اس بدباطن نے گلے ملنے مین دورا
لوح کا توڑا یا لوح گلے سے گر پڑی بس قطب جنی نے لوح کو قبضہ مین کیا اور صاحبقران سے علیحدہ
ہو کر آواز دی کہ مین قطب جنی ہون یا امیر مین تو جاتا ہون اور اب آپ بھی واپس جائیے اتنی رعایت
دینی ہی کہ آپ کو اسیر نہیں کیا اور اتنی رعایت نمک بادشاہ کی ہی کہ لوح لیے جاتا ہون امیر نے فرمایا کہ
او قطب جنی تونے بڑی دغا کی مین تو انشاء اللہ بغیر اس طلسم کے فتح کیے واپس نہ جاؤنگا لیکن تو نے
لوح نہیں لی بلکہ قبالہ جہنم مول لیا خیر یہ فرما کر صاحبقران تو خاموش ہو رہے اور قطب جنی بازین کے
اڑا ساتھ ہی اشرف جنی ہیبتا پانہ نمودار ہوا اور عرض کی کہ یا صاحبقران غضب کیا آپ نے کہ لوح
دے دی اب لوح کا ہاتھ آنا غیر ممکن ہی دیکھیے مین جاتا ہون اور جانبازی کرتا ہون مگر مجھے
امید نہیں کہ لوح ہاتھ آسکے یہ کہکر اشرف جنی بھی خلاف الٹ بازی اور پرواز کر کے قریب مین قطب جنی کے
روانہ ہوا ہنوز قطب جنی داخل طلسم نہ ہونے پایا تھا کہ اشرف جنی بھی پہونچ گیا اور قطب جنی کو پیچھے مارا
وہ بھی پلٹ پڑا اب ان دونون مین پنجہ اور منقار چلنے لگے اور پیچ پیچ سے اڑنے لگے دیر تک لڑائی
رہی ہر چند کہ اشرف جنی قائل زبردست ہی قطب جنی اسکا مقابلہ کسی طرح نہیں کر سکتا تھا لیکن کبھی
لوح کی وجہ سے قطب جنی کی پنجہ اور منقار سکی مثل الثہ کر لی تھی اور اشرف جنی زخمی ہو گیا آخر مایوس
ہوا قطب جنی نکل گیا اور اشرف جنی اسی طرح خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا دیکھا امیر نے
انتظام جسم اشرف جنی کا زخمی ہو صاحبقران کو یہ حالت اشرف جنی کی دیکھکر نہایت طیش آیا

لیکن اشرف جنی نے عرض کی کہ یا صاحبقران عالی شان بس اب اپنا ارادہ کو ملتوی کیجیے ورنہ سخت
زحمت اٹھانا ہوگی آپ قیدی کی رہائی کے واسطے آئے ہیں لیکن آپ خود ہی قید ہو جائیے گا فرمایا
اے اشرف جنی قید ہو جاؤں یا مارا جاؤں اب میں قدم پیچھے نہ ہٹاؤنگا اس قطب جنی سے اور
مجھ سے ملاقات ہو چکی تھی اُسنے کہا تھا کہ میں مرد مسلمان ہوں اور یہاں آکر اُسنے یہ دغا کی اب میں کیا خالی
پھرونگا تم جاؤ اور اپنا علاج کرو میں لوح کے بھروسے پر نہیں چلا ہوں مجھے اُس پروردگار کا بھروسہ ہے
جو شکم مادر میں بچہ کی حفاظت کرتا ہے اور پتھر میں کیڑے کو رزق پہنچاتا ہے ساحران طلسم میرا کیا
کر سکتے ہیں اشرف جنی نے دیکھا کہ چہرہ صاحبقران کا غصہ سے سرخ ہو گیا آثار غیظ و غضب
نمایاں ہوے عرض کی کہ حضور کو اختیار ہے لیکن یہ خادم اب ناچار ہے انشاء اللہ وقتاً فوقتاً حاضر ہوگا
یہ کہکے اشرف جنی تو اپنے مسکن کی طرف روانہ ہوا اور صاحبقران عالی شان ٹہلتے ہوے چلے
جاتے تھے قریب ایک باغ کے پہونچے دیکھا کہ دروازہ باغ کا وا ہے اور ایک کہاری دوڑی چلی
آتی ہے قریب صاحبقران کے آکر اُسنے سلام کیا اور عرض کی کہ آپ کو ملکہ عالم یاد فرماتی ہیں صاحبقران
نے اُس کہاری کو غور سے دیکھا کہا اسے میں کہیں دیکھ چکا ہوں ہمراہ اُسکے چلے جس وقت داخل باغ
ہوے تو ملکہ سہیل بہشتی پوش کو ٹہلتے ہوے دیکھا ملکہ نے کہا کہ کہاں جنگلوں میں مارے
مارے پھرتے ہو صاحبقران نے فرمایا کہ اے ملکہ کیا کہوں میں نے بڑی سرگردانی اور کوشش
سے لوح حاصل کی تھی مگر قطب جنی نے فریب دیکر لوح مجھ سے چھین لی ملکہ نے کہا کہ پھر اب کہاں
جاتے تھے فرمایا دربند کی طرف جا رہا تھا ملکہ نے کہا اب دربند کی طرف جا کے کیا کروگے اُنہوں نے
فرمایا میں اپنے پیدا کرنیوالے کے بھروسے پر نکلا ہوں مجھے لوح کا بھروسہ نہیں ہے ملکہ نے کہا کہ تمہاری
جہالت سے کیا فائدہ ہے آؤ یہاں ٹھہرو محل موقع دیکھکر کچھ کیا جائے گا یہ کہکر امیر کو اپنے قصر میں لائی اور
ایک پوشیدہ کمرے میں بٹھا دیا سامان ضیافت مہیا کیا عاشق و معشوق کچھ دل بہلانے لگے لیکن بہت بے تاب
ہوے لیکن اب حال دربار خورشید بہشتی پوش کا سنئے کہ جسوقت قطب جنی لوح لیکے [...]
پہونچا اور لوح بادشاہ کی خدمت میں پیش کی تو قریب تھا کہ بادشاہ شادی مرگ ہو جائے گویا اُس کی [...]
کی عمر دوبارہ ہوئی پوچھا کہ لوح کیونکر لائے قطب جنی نے سارا ماجرا بیان کیا اور کہا کہ لوح [...]
آکر پھر جاتی رہی ہوتی مگر بہ برکت لوح خدا نے مجکو اشرف جنی پر غالب کیا ورنہ ظالم [...]
جنی مجھ سے بہت زیادہ ہے اُسنے لوح چھین لی ہوتی بادشاہ نے کہا کہ ہم لوگ تو ساحر ہیں اسم اعظم
کی وجہ سے تاثیر سحر باطل ہوگی لہذا لوح کو تم اپنے ہی پاس رکھو تو بہتر ہے لیکن طلسم کشا کو [...] کیوں
نہ گرفتار کیا قطب جنی نے عرض کی کہ یہی میں نے کیا کم کیا کہ لوح لے آیا اب طلسم کشا [...]
دیا ہے جس ساحر کو چاہیے بھیج دیجئے اور طلسم کشا کو گرفتار کرا لیجیے اس وقت خورشید بہشتی
پوش نے حاضرین دربار سے مخاطب ہو کے کہا کہ جو شخص طلسم کشا کو گرفتار کر لائے گا وہ
بہت کچھ انعام و اکرام پائیگا خصوصاً فریب جادو سے زیادہ کچھ کہا فریب جادو نے کہا [...]
ابھی جاتی ہوں بس یہ کہہ کر اسی وقت وہاں سے اٹھ کر باغ میں آئی یہاں ملکہ سہیل بہشتی پوش
بیٹھی تھی آئینہ میں جلیسیں جمع تھیں چہرہ سے ملکہ کے کچھ گھبراہٹ سی ظاہر تھی مگر بہت کچھ نمایاں [...]
فریب جادو نے سمجھی کہ سبب کیا ہے کیونکہ یہ فکر گرفتاری طلسم کشا میں [...] خود ملکہ نے
پوچھا کہ کیوں تمہاری پریشانی کا کیا سبب ہے فریب جادو نے کہا کہ مجھ سے زیادہ کون پریشان ہے

باپ کے پاس پہنچا اور اے فریب جادو تاوار لیکے آؤ تاکہ تمکو ماں کہتی ہو تو میں بھی تمھیں اپنا بزرگ
سمجھتا ہوں اب یہیل پاتے پہر شد تھنگا فریب جادو عجب کشمکش کی حالت میں ہے ادھر تو ماں کے قدموں سے
لپٹی ہوئی ہے ادھر صاحبقران سر ہتھیلی پر رکھے موجود ہیں اور بار بار ارشاد فرماتے ہیں کہ سر میرا کاٹ لو
ماں کو بیٹیوں کی طرح پالا ہے صاحبقران اکے اخلاق نے بھی بندہ بے دام بنا دیا ہے چار ناچار اسنے دست
شفقت ماں کے سر پر پھیرا اور کہا کہ اے دختر خیرہ جو تیری خوشی ہے میں بھی جانتی ہوں کہ طلسم کشا کا کوئی ساحر
طلسم کچھ نہیں کر سکتا مگر مقتضا سے نمک حلالی یہ تھا کہ میں لڑائی اور حق نمک سے جبر سے باپ کے
ادا ہو لیکن تیری یہی خوشی ہے تو میں نمک حرام کہلاؤں تو بہتر ہے لیکن یہ یاد رکھ کہ تیری رسوائی مجھ سے
زیادہ ہے ماں نے کہا جو کچھ ہو فریب جادو نے کہا کہ مجھے موقوف نہیں تمام ساحر انکی تلاش میں نکلے
ہوئے ہیں اور لوح انکے پاس نہیں ہے میں فکر لوح میں جاتی ہوں تم انھیں کسی مقام پر پوشیدہ کرو
ایسا نہو کہ بعد میرے کوئی اور آفت پیش آئے امیر نے فرمایا اے ملکہ فریب جادو میں یہ بھی نہیں
چاہتا کہ تم میرے باعث سے بدنام ہو تم کسی بہانہ سے کہیں ٹل جاؤ اپنا کام اپنے سے خوب ہو جاتا ہے
میں آپ تلاش لوح میں جاؤنگا میں ساحروں کے سحر کو رد کر سکتا ہوں اسلیے کہ خداوند عالم نے
مجکو اسم اعظم یا اک باطل السحر کیا ہے فریب جادو نے کہا کہ یا صاحبقران آپ ابھی نہیں تمام کریا
ہے حنا پر کہ آپ یا اک باطل السحر ہیں مگر میں نے سنا ہے کہ اسم اعظم بھی آپ کا بند ہو جاتا ہے میں کبھی اسم
آپ کا محو کر سکتی تھی مگر غصہ میں میں جلدی کر بیٹھی خیر یہی بہتر ہوا ورنہ خدا جانے کیا ہوتا یہ کہکر
اسی وقت جانب دربار بادشاہ روانہ ہوئی یہاں ملکہ نے قسمیں دیکر صاحبقران کو روکا ادھر توقیر
سے نہایت خوش ہوئی اور اس بات کا شکریہ ادا کیا کہ ہر چند فریب جادو میری کہلاتی تھی مگر میں
جو اسکی عزت کرتی تھی تو آپ نے بھی اسکی بزرگداشت کی یہ تو یہاں مصروف عیش و عشرت ہوئے ہیں
لیکن حال فریب جادو کا سنیے کہ جسوقت یہ دربار خورشید لبلبتی پوش میں پہونچی تو خورشید نے
پوچھا کہ اے فریب جادو کچھ پتا طلسم کشا کا ملا فریب جادو نے عرض کی کہ میں نے کچھ زیادہ خیال
نہیں کیا اس لحاظ سے کہ بہت سے ساحر تلاش میں گئے ہوئے ہیں طلسم کشا جانے کہاں
نہ طلسم سے نکل سکتا ہے نہ ساحروں سے پوشیدہ رہ سکتا ہے لیکن ایک ساحر ہے کہ نام اسکا مکار جادو
ہے یہ بھی تلاش میں طلسم کشا کے گیا ہوا تھا جسوقت صاحبقران سے اور فریب جادو سے باتیں
ہو رہی تھیں تو یہ ایک طائر بنا ہوا درخت پر بیٹھا سن رہا تھا اسنے سن و عن سب کیفیت بادشاہ سے بیان
کردی تھی بادشاہ حال سے ملکہ اور فریب جادو اور صاحبقران کے آگاہ ہو چکا تھا جب فریب جادو
نے حالات صاحبقران بیان کرنے سے انکار کیا تو خورشید لبلبتی پوش کو نہایت غصہ آیا کہا
کہ او نمک حرام تو نے بھی اس بدکار کا ساتھ دیا اور ہمارا کچھ خیال نہ کیا شرم کی بات ہے کہ قطب جنی جو ہم نمک
ہی طلسم کشا کا ہے تو ہمارا ساتھ دیا اپنے دین و مذہب کا پاس نہ کیا کہ جاکر لوح طلسمی طلسم کشا
سے لے آیا اور تو نے باوجود ہم مذہب ہونے کے نہ پاس مذہب کیا نہ خیال نمک کیا ہاں گرفتار
کرلو اسے بس یہ کہنا تھا بادشاہ کا کہ فریب جادو نے آواز دی کہ کیا مجال ہے کسیکی کہ مجھے گرفتار
کرسکے اے بادشاہ نہیں جانتا کہ میں کون ہوں میں ملکہ فریب جادو ہوں دیکھوں تو مجھے کون روک لیتا ہے دیکھے میں
جاتی ہوں یہ کہکر جو برق بنکے کڑکتی ہے تو تمام ساحروں کی آنکھیں جھپک گئیں اور فریب جادو صاف
نکل گئی اس وقت خورشید لبلبتی پوش نے مکار جادو سے کہ ہمراہ دو سو ساحر کیے اور کہا کہ جاکر

اُس شوخ دیدہ گیسو بریدہ سہیل لسنبتی پوش کو بھی گرفتار کرلاؤ اور طلسم کشا ہاتھ نہ آسکے تو اُسے زندہ اسیر کرلاؤ ورنہ
سر اسکا لے آنا یہ سنتے مکار جادو اُسی وقت دو سو ساحرون کو اپنے ساتھ لیکر جانب باغ فریب روانہ ہوا
یہان صاحبقران زمان بیٹھے ہوئے ہین ملکہ سہیل لسنبتی پوش کے بیٹھے تھے اسیطرح جلیسین جمع ہین کہ ایک
مرتبہ مکار جادو پہونچا اور اُسنے تمام مجلس کو گھیر لیا اور ہنچہ اسم سحر پڑھا کہ دھوان گھٹنے لگا امیر با توقیر نے
اسم اعظم پڑھا اثر سحر برطرف ہوا اُس وقت مکار جادو نے ترنج سحر صاحبقران پر مارا امیر کشور گیر نے
رد سحر پڑھا اور تلوار کھینچکر آگے سے ساحرون پر حملہ کیا ساحر چہار طرف سے حربہاے سحر کر رہے تھے اور
صاحبقران با اقبال سحر کو رد کر رہے تھے برابر اسم اعظم پڑھتے جاتے تھے جسپر تلوار ماری اسکے دو ٹکڑے
ہوئے ملکہ کو بھی بچاتے جاتے تھے اپنی بھی حفاظت کرتے تھے یہان تو جنگ ہو رہی تھی اور وہان خورشید
لسنبتی پوش نے دور بین سحر لگا کر دیکھا معلوم ہوا کہ طلسم کشا ہر ساحر کے سحر کو رد کر دیتا ہے کسیکا حربہ سحر
اسپر اثر نہین کرتا ہے بس اُسنے صندوقچہ کھولا اور اُسمین سے دو پنجے سحر کے نکالکر پھینکے اور کچھ اسم سحر کا پڑھکر
کہا کہ جاؤ اور طلسم کشا کو اُٹھا لاؤ دونون پنجے کڑک کے چلے یہان امیر مصروف جنگ تھے کہ ایک پنجہ کڑک
کے سامنے آیا امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ تو زمین پر گر پڑا دیکھا امیر نے کہ ابھی دانت کا پنجہ ہی صاحبقران
تو ادھر متوجہ تھے دوسرا پنجہ کمر زنجیر کا بند پکڑ کے مانند ہو گیا ملکہ تڑپ گئی ادھر ساحرون نے ملکہ کو کھینچ لیا
مکار جادو نے کہا کہ ای شاہزادی ننگ خاندان تو نے اپنے باپ کی عزت کا کچھ خیال نہ کیا دشمن خاندان
پر شیفتہ ہوئی اور اُسے اپنے پہلو مین جگہ دی اُسکی یہ حقیقت ہے کہ تیرے سامنے گرفتار ہو گیا چل اور
بادشاہ سے عذر کر وہ خطا تیری معاف کر دیگا ملکہ نے فرمایا کہ نمک حرام دور ہو میرے سامنے سے مکار
جادو نے کہا کہ مجھے حکم ہے کہ گرفتار کر کے لاتا پھر مین اُسی طرح لیے جاؤنگا جس طرح کا حکم ہے ملکہ کو غصہ
آیا اور گلے سے مالا توڑ کر کھینچ مارا ہر چند کہ ملکہ خود سحر نہین جانتی ہے مگر فریب جادو نے یہ سحر کا مالا
تیار کر کے اُسکو دے دیا تھا کہ شاید کوئی وقت پڑے تو اس حربہ سے کام لینا جیسے ہی ملکہ نے مالا
کھینچ مارا تمام موتی چھٹکے اور ہر موتی سے ایک برق چمک کے گری جسقدر ساحر تھے مارے گئے ادھر
پنجہ صاحبقران کو لیکر بلند ہوا اور بارگاہ خورشید کی طرف لیچلا اُس طرف سے ملکہ فریب جادو
چلی آتی تھی بس اسنے یہ معرکہ دیکھتے ہی جھولی میں سحر کر کے ہاتھ ڈالا اور ایک طائر سحر نکال کر چھوڑا
طائر نے آتے ہی منقار سے پانچون انگلیان کاٹ کے پھینک دین اور امیر کو پشت پر سوار کر کے
زمین پر اُتار دیا فریب جادو بھی زمین پر آئی اور صاحبقران کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے باغ
مین آئی دیکھا کہ دو سو لاشین ساحرون کی پڑی ہین جنمین مکار جادو بھی ہے اور مالا کے موتی چھٹکے
ہوئے پڑے ہین فریب جادو سمجھ گئی کہ انھون نے ملکہ کے گرفتار کرنے کا قصد کیا ہوگا ملکہ نے
تمام کیفیت بیان کی اور حکم دیا کہ ان لاشون کو اٹھاؤ اور میرے باغ سے دور پھنکوا دو لاشین اُسی وقت
پھنکوا دی گئین امیر با توقیر نے ارشاد فرمایا کہ ای فریب جادو تمپر کیا گذری فریب جادو نے اپنی
سرگذشت بیان کی صاحبقران حق پژوہ نے ارشاد کیا کہ اب تم ملکہ کی حفاظت کرو اور مین قلعہ پر
جاتا ہون فریب جادو نے عرض کی کہ آج رات آپ اور قیام فرمائین صبح کو تشریف لیجائیے گا اسلیے
کہ دن کم ہے اور قلعہ دور ہے رات کو صحرا مین نکلنا مناسب نہین امیر نے قبول فرمایا رات اُسی باغ مین بسر کی
وہان ملکہ خورشید کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ای [illegible] تجھی سے کیا حرکت کی کہ پاس تک تو کیا اور
پاس ایمان نہ لیا ہمیشہ بعد اُسکو کیا جواب دے گا اسی سوچ مین سو گیا رات کو اُسنے خواب مین دیکھا کہ

کہیں زنجیروں میں بندھا ہوا ہوں اور کچھ لوگ مجھے کھینچے ہوئے لیے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ
مرتد ہو گیا اسے جہنم میں لیے چلو اسنے نمک کا پاس کیا خدا کو بھول گیا طلسم کشا سے لوح فریب دیکر
لے آیا یہ خواب دیکھکر جو قطب جنی بیدار ہوا تو اسنے توبہ کی اور اسی وقت لوح لیکر خدمت میں امیر توقیر
کے روانہ ہوا یہاں صبح ہو چکی ہو صاحبقران عالی شان خواب سے بیدار ہو کر مصروف ادا سے فریضہ
سحری ہیں اسوقت امیر نے سلام پھیرا اور سر اٹھاکر دیکھا تو قطب جنی کو سامنے اپنے پایا اور نہایت
پریشان دیکھا فرمایا کیوں اب تو کس واسطے آیا ہی لوح تو لے جا چکا اب کیا میرے اسیر و گرفتار
کرنے کی فکر میں آیا ہی قطب جنی نے عرض کی کہ کیا مجال ہی میری یا صاحبقران یہ لوح حاضر ہی مجھسے
بڑی خطا ہوئی کہ میں نے آپکو فریب دیا اور بادشاہ قاسم کا خیال کیا اسکا نتیجہ ظہور میں آگیا یہ کہکے اپنا
خواب بیان کیا اور عرض کی کہ خطا میری معاف فرمایئے ورنہ میں جہنم سے بچ نہیں سکتا یہ کہکر رونے لگا
امیر کو رحم آگیا فرمایا ای قطب جنی میں نے قصور تیرا عفو کیا لیکن سمجھو چاہیے کہ درگاہ احدیت میں بھی
توبہ کرو فرمایا کر لوح اپنے گلے میں پہنی قطب جنی نے عرض کی کہ میں کیا اور میری توبہ کیا آپ دعا فرمایئں اور
میں توبہ کروں تو شاید خداوند عالم سنے اور خطا میری عفو فرمائے امیر نے قطب جنی کے واسطے دعا
کی اور قطب جنی نے توبہ کی اسی اثنا میں اشرف جنی بھی آپہونچا اور صاحبقران کو سلام بجا لایا
صاحبقران نے قطب جنی سے ارشاد کیا کہ اسے بھی عفو تقصیر کرانا ضروری ہی کہ ہمنے اسکو زخمی کیا
تھا قطب جنی نے اشرف جنی کے آگے بھی ہاتھ باندھے اشرف جنی گلے سے قطب
جنی کے لپٹ گیا اور کہا کہ جب صاحبقران عالی شان نے خطا تیری معاف کی تو میں کیا چیز ہوں
میں نے بھی بدل قصور تیرا عفو کیا بعد اس جلسے کے صاحبقران نے فرمایا کہ اب آپ دونوں
صاحب اسی جگہ قیام کریں اور ملکہ کی حفاظت میں سرگرم رہیں میں دربند کی طرف جاتا ہوں یہ فرماکر
صاحبقران نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم کو چاہیے کہ یہاں سے جانب
جنوب روانہ ہو اور پہلے جو شخص تجھے ملے اسے سچا اور دوست اپنا جاننا یہ ملاحظہ فرماکر
امیر با توقیر تو جانب جنوب حسب ہدایت لوح روانہ ہوئے اور یہاں فریب جادو نے ملکہ کو
قصر میں بٹھایا آپ بالا سے قصر برائے حفاظت بیٹھی اور دونوں جنوں نے بھی قیام کیا کہ
مبادا بادشاہ کی طرف سے ساحر گرفتاری ملکہ کے واسطے آئیں وہاں امیر با توقیر چلے جاتے
ہیں لیکن حال بادشاہ دربند کا سنئے کہ یہ جو دربار میں آکر بیٹھا تو اسے معلوم ہوا کہ قطب جنی بھی جاکر
طلسم کشا کا شریک ہو گیا اور لوح طلسمی و پری لیگیا سنتے غیظ و غضب میں آکر اخضر جادو سے
کہا کہ جا اور اسیوقت باغ فریب کو تاراج کر دے کچھ ملکہ کا بھی خیال نہ کرنا اور اپنا [illegible] کر
دے وہ بیچارہ یہ حکم پاکر اخضر جادو پانسو ساحروں کو اپنے ساتھ لیکر جانب باغ فریب جادو روانہ
ہوا دیکھیے کب پہونچتا ہی لیکن اول کچھ حال صاحبقران عالی شان کا سنئے کہ جسوقت امیر
با توقیر بعد طی مراحل و قطع منازل صحرا سے پر بہار میں پہونچے تو دیکھا آنکھوں سے کہ ایک شخص درویش [illegible]
ہونے شیر صحرائی پر سوار چلا آتا ہی اور ساتھ اسکے چند شیر [illegible] ساتھ میں درویش نے امیر کو سلام کیا [illegible]
نے جواب سلام دیا اور درویش نے شیر سے اترکر دعا [illegible]
امیر اسکے ساتھ ہوئے درویش صاحبقران کو اک مکان میں لے گیا [illegible]
کی کہ یا صاحبقران آپ آج دن بھر کے واسطے مہمان [illegible] مجھے عنایت کیجیے

صاحبقران کو لوح کے دینے میں تامل ہوا درویش نے مسکرا کے کہا کہ یا امیر ذرا دیکھیے تو لوح کی کیا
حالت ہے صاحبقران نے جو لوح کو ملاحظہ فرمایا تو کچھ خبر لوح نے ندی نہ کوئی حرف ظاہر ہوا اس وقت
درویش نے کہا کہ میں ساحران طلسم سے نہیں ہوں مجھے مقدرت اختیار ہے کہ لوح طلسم کو بیکار
کردوں نام میرا ہاشم صحرانشین ہے اور اولاد میں ہوں اس درویش کے کہ جسکو امیر ارگوشہ نشین
کہتے ہیں اگرچہ انکے کمالات کا بیان امکان سے باہر ہے لیکن مختصر یہ ہے کہ جو کچھ کمال انکے بعد مرگ
ظاہر ہو سکتے ہیں میں حیات میں بھی ان باتوں پر قادر نہیں ہوں صاحبقران دل میں تامل ہوے
کہ واقع میں یہ درویش صاحب کمال ہے لوح آثار کر دینے کا قصد کیا درویش نے کہا مجھے لوح کی
ضرورت نہیں ہے جب وقت آئیگا تو لے لونگا اور مجھے آپ دشمن نہ سمجھیں میں دوست ہوں
آپکا لیکن مناسب ہے کہ آپ اپنے عیار کو بھی بلوا لیں کہ انہیں بھی اک مصلحت ہے صاحبقران
نے فرمایا آئیں کیسے کہ بھیجوں درویش نے کہا میں ابھی نامہ بھیجتا ہوں اشرف جنی کو وہ جاکے
خضران کو لے آئیگا یہ کہکر لالیوں نے پنجرے کی طرف دیکھا اور کھڑکی کھول کے اک لال کو پنجرے
سے باہر نکالا اور اک نامہ لکھکر گلے میں اس لال کے ڈال دیا اور کہا کہ جا کر اشرف جنی کو یہ نامہ
دے آ دیر نکر یہ سنکر لال اڑ گیا تھا ہو اجلا یہاں ہاشم صحرانشین نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی
کہ الٰہی پروردگار حقیقی میرا بھروسا تیرے ہی ذات پر ہے اس صحرا سے پرخار میں تو اس بندۂ عاجز کو
جس طرح رزق پہونچاتا ہے اسی طرح مہمان کے واسطے بھی رزق بھیج دے یہ کہکر درویش آبدیدہ ہوا
دیکھا کہ جانب صحرا سے اک آہو نمودار ہوا کہ اک شیر صحرائی اسکو کھدیڑے ہوے چلا آتا ہے جب
آہو سامنے درویش کے پہونچا تو اک شرارہ آسمان سے گرا کہ آہو کباب ہو کے رہگیا درویش نے
بالکوں سے اشارہ اٹھا لانے کا کیا اور آپ سجدۂ شکر ادا کیا بالکوں نے آہو کو لاکے سامنے
صاحبقران کے رکھ دیا اور نشتریاں اور چھری پان لاکے رکھ دیں درویش نے عرض کی یہ دعوت
درویش کی ہے قبول فرمایے جس چیز کی نیت کر کے نوش فرمائیے گا وہی ذائقہ پائیے گا فضا
نے چھری سے گوشت اس آہو کا تراش کے نوش فرمایا جو کچھ درویش نے بیان کیا تھا
ویسا ہی اثر اسکا پایا جب کھانے پینے سے فراغت حاصل ہوئی تو درویش نے کہا کہ اب آپ
آرام کریں کل صبح کو اشرف جنی آپ کے عیار کو لیکر آ جائیگا صاحبقران نے آرام فرمایا وہاں کا
حال سنیے کہ اختر بار جادو جو چلا تھا اسنے آتے ہی کچھ اسم سحر پڑھا کہ تمام باغ کو اک ابر سیاہ نے
رنگ سے گھیر لیا دن کو تارے جھلملانے لگے اس خوبی سے اختر بار جادو نے آکر سحر کیا کہ کسی پر
ظاہر ہونے پایا سب یہی سمجھے کہ رات ہو گئی ہے اور تارے نکلے ہوے ہیں بس اختر بار جادو نے
سحر کو زور دیا اور تارے ٹوٹ ٹوٹ کے شہاب بنکے درختوں پر گرنے لگے جس جگہ پر تارہ
گرا اس درخت کو آتش بہار کر دیا یہ رنگ دیکھکر قریب تھا کہ جادو نے جادوی سے کچھ اسم تحت
پڑھکر اک حصار زری کا اڑا دیا کہ وہ اسی طرح قصر پر ملکہ کے چھا گیا گویا اک سائبان قائم ہو گیا اور اسی
اشرف جنی کو آواز دی کہ غضب ہوا معلوم ہوتا ہے کہ اختر بار جادو آ گیا ہے جسنے محاصرہ کیا ہے کوئی اشرف
جنی یہ ساحر زبردست ہے اگر یہ دو بدو ہو کے لڑاتا تو شاید دو چار سحر کی رد و بدل ہو سکتی انہوں نے
حصار سحر قائم کر لیا ہے میں اسکا کچھ نہیں کر سکتی تم سے ہو سکے تو ملکہ کی جان بچاؤ اور اپنی بھی
حفاظت کرو یہ آواز جو کان میں اشرف جنی کے پہونچی بیدا اپنے جھرے سے باہر آ کے دیکھا تو

یہان اتنی دیر مین اک بڑا سا تارا ٹوٹ کے اُس سائبان پر گرا سائبان کو جلا کے خاک کر دیا دیکھا اشرف
جنی نے کہ اک قیامت برپا ہے تمام باغ آتش بہار ہو رہا ہے طایران باغ شور کر رہے ہین درخت
جل رہے ہین گل شمع کے مانند گل معلوم ہوتے ہین تارے برابر ٹوٹ کے درختون پر گر رہے ہین پس
یہ حالت دیکھتے ہی اشرف جنی نے جلدی سے باغ کی نہر مین سے اک چلو پانی لیکر کچھ پڑھا اور پھر
وہی پانی نہر مین ڈال دیا فوراً نہر مین تلاطم پیدا ہوا اور بعد تلاطم کے تمام پانی ٹھہر گیا نہر مثل آئینہ کے
معلوم ہونے لگی جسقدر ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر باغ پر گر رہے تھے وہ سب نہر کی طرف متوجہ ہو
جو ستارہ آسمان سے ٹوٹا وہ نہر مین آکر ماہی بنگیا اور غرق ہوگیا یہانتک کہ تمام ستارے نہر مین غرق
ہوگئے اُس وقت اختر بار جادو کو غصہ آیا اور اسنے صورت اپنی ماہتاب کی پیدا کی اور یہ آپ باغ
کی طرف چلا عکس جو اپنا نہر مین دیکھا اسی طرف متوجہ ہوا یہانتک کہ یہ بھی غرق نہر ہوگیا اشرف جنی نے
بالاے نہر اک جال بچھوا دیا کہ اگر کوئی مچھلی تڑپے تو نہر سے باہر نہ نکل سکے اور اختر بار جادو جو چاند بنکر
نہر مین اُترا تھا یہ نہنگ ہو کے رہگیا فریب جادو اور قطب جنی قریب آئے اور اشرف جنی کی بہت
تعریف کی اشرف جنی نے کہا کہ مین نے اسکو قید تو کر لیا مگر ابھی ہم تم بھی قید ہین یہ حصار نیلی جو باغ پر چھایا ہوا
ہے اسکو اگر اختر بار جادو خود ہی مٹاے تو مٹ سکتا ہے ورنہ مٹنا اسکا غیر ممکن ہے فریب جادو نے
کہا کہ پھر کیا ہوگا اشرف جنی نے کہا کہ خدا ہی مدد کریگا تو کچھ ہوگا ورنہ ہم تم سب گھٹ کے مر جاینگے
اس حصار کے باعث سے ہوا کی آمد و رفت موقوف ہے فریب جادو نے کہا کہ ساحر کے مرنے سے سحر اسکا
مٹ جاتا ہے اختر بار جادو کو قتل کر ڈالیے سحر بھی اسکا مٹ جائیگا اشرف جنی نے کہا کہ مین مسلمان ہون
بے تلقین اسلام اسکو قتل نہین کر سکتا اس وقت تو مین نے اسکو قید کر لیا ہے جسوقت دعوت اسلام دونگا
تو وہ سمجھکر قبول کر لیگا اور اگر چھوٹتے ہی اسنے دغا کی تو پھر اسکے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے یہ سنکے
فریب جادو بھی سکوت مین گئی کہ اتنے مین قطب جنی نے اک حلقہ سے بعد دریافت حال بیان
کیا کہ رہا ہونا ہم لوگون کا مدد غیب سے ہوگا کہ اک مرتبہ وہی لال فرستادہ ہاشم صحرا نشین نے پھینکا
ہوا آسکے پہونچا دیکھا کہ تمام باغ برابر چھایا ہوا ہے راستہ مسدود ہے پس پہلے تو یہ زفیلا کہ اہو لاد روکنے والے
راستہ روکے کھڑے ہین ایلچی ہون اور ٹھہرنے کی فرصت نہین ہے جب کوئی جواب نہ آیا تو اسنے پہر مارا
فوراً اس ابر آسمانی رنگ مین آگ لگ گئی پہلے تو تمام آسمان پر شفق سی پھولی ہوئی معلوم ہوئی اسکے
تمام ابر سمٹ کے اک قطرہ بنا اور نہر مین گرا کہ پانی اچھلنے لگا تلاطم پیدا ہوا مچھلیان نہر سے تڑپ تڑپ کے
باہر گرین اور نہنگ ساتھ آب مین جا کے پوشیدہ ہوا شرارہ تھا آب تمام جل گیا اور افسردہ ہوا الغرض نہنگ
گرا کہ تمام جسم مین نہنگ کے آگ لگ گئی نہنگ بھی تڑپ کے باہر نہر کے آیا اور زمین پر گرا گرتے ہی
تمام جسم مین آگ لگ گئی اور جل کے خاک ہو گیا مرتے ہی اسکے قیامت کبری برپا ہوئی آتشباری
برف باری ہونے لگی آندھی چلی خاک اڑی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من اختر بار جادو بود حیف
ہر چہ مرا دیدم و جادو اندیشم و بمطلب خود نرسیدم جب مرنے سے اختر بار جادو کے علامات ہر طرف ہوئین اور
روشنی ہوئی تو دیکھا سب نے کہ رات نہین بلکہ دن ہے اک لاش اختر بار کی جلی ہوئی کنارے نہر کے پڑی ہے اور اک
لال شانے پر بیٹھا ہوا قبیل رہا ہے نامہ اسکے گلے مین بندھا ہوا ہے پس جلدی سے اشرف جنی نے
اس نامہ کو کھولکے پڑھا لکھا تھا کہ اے اشرف جنی تم حفاظت ملکہ کی فکر نکرو ہر مخلوق کا خالق سے زیادہ
کوئی حفاظت کرنے والا نہین ہے صاحبقران میرے گھر مین مہمان ہین تم شہر بابل نیمہ سے خواجہ

خضران عیار صاحبقران کو لے آؤ اور کل صبح کو مجھ تک پہونچ جانا نامہ لکھ لیتی ہی لال اوڑا کر جس طرف سے
آیا تھا اسی طرف چلا گیا اور یہاں فریب جادو قطب جنی ملکہ سہیل سبز قبا پوش سب کے سب کنارے
نہر کے آکر جمع ہوئے لاش اختر بار جادو کی دیکھی قطب جنی نے اشرف جنی سے کہا کہ اگر یہ لال نہ آتا
تو اس بلا سے نجات نہ ہوتی میں جانتا ہوں کہ ہاشم صحرا نشین بہت بڑا شخص ہے اگر اس وقت وہ چاہے تو طلسم
درہم و برہم کر دے کوئی شخص اسکا کچھ کر نہیں سکتا شاہان دربند نام سے اسکے تھراتے ہیں اور برسال بھر
بعد خود تشی سے جاکر عرض ساتھ میں اس اگر شہ نشین سے شریک ہوتیں تو میں اشرف جنی نے کہا کہ مجھے ڈھنگ صلح کا
معلوم ہوتا ہے اب تم اسی جگہ ٹھہرو کل صبح کو مع ملکہ جاکر ہاشم درویش سے ملنا اور میں بھی خواجہ خضران
کو شہر نکرانیہ سے لیکر وہیں آؤنگا یہ کہکر درویش اشرف جنی مرگ چھالا اڑاتے ہوئے طرف شہر نکرانیہ
کے روانہ ہوئے چونکہ صاحبقران کو گئے ہوئے کئی روز گزر چکے تھے اہل نکرانیہ پریشان تھے خواجہ
خضران اور طیفور بادیہ گرد اور ناطق نکرانی اور یوسف نکرانی ایک ہی مقام پر بیٹھے ہوئے یہ
باتیں ہو رہی تھیں کہ دیکھیے اب صاحبقران سے کب ملازمت حاصل ہوتی ہے کہ اتنے میں جانب آسمان سے
ایک مرگ چھالا اترتا ہوا دکھلائی دیا یہانتک کہ قریب پہونچا اور زمین پر اترا مرگ چھالے پر ایک شخص بیٹھا ہوا
تھا کہ منہ اسکا بندر کا سا تھا پاؤں مثل شتر کے تھے آتے ہی سلام علیک کی آواز دی ان لوگوں نے جواب
سلام دیا اس شخص نے مرگ چھالے سے اتر کر آواز دی کہ ایہا الناس آگاہ ہو کہ میں فرستادہ
صاحبقران زمان ہوں مجھے امیر نے اپنے عیار کے لینے کو بھیجا ہے طیفور جلدی سے اٹھا کہ چلیے لیکن
اشرف جنی نے پوچھا کہ نام آپ کا کیا ہے طیفور نے نام بتایا کہا کہ جس شخص کا نام خضران ہے وہ میرے
ساتھ چلے اور کسی کے جانے کی اجازت نہیں ہے یہ سن کے طیفور تو کسی قدر شرمندہ ہوا خضران
کو اشرف جنی نے اپنے پاس مرگ چھالے پر بٹھایا یوسف نکرانی نے کہا کہ صاحبقران خیریت
سے ہیں اشرف جنی نے کہا کہ اطمینان رکھو صاحبقران بہت جلد تم لوگوں سے آکر ملینگے یہ سن کے
یوسف نکرانی کو گونہ اطمینان ہوا اور اشرف جنی مرگ چھالا اڑاتا ہوا طلسم کی جانب روانہ
ہوگیا وہاں دوسرے روز صبح کو فریب جادو اور قطب جنی نے ملکہ سہیل سبز قبا پوش کو تخت میں
بٹھا کر ساتھ لیا اور جانب مسکن ہاشم درویش روانہ ہوئے یہاں صاحبقران خواب سے بیدار
ہوئے فریضہ سحری کو ادا کیا اور وظائف سے فراغ حاصل کر کے بیٹھے تھے کہ درویش آکر بیٹھے اور
پوچھا کہ یا صاحبقران آپ کس ارادہ سے اس طرف تشریف لائے ہیں امیر نے اول سے حال
ناطق نکرانی کی نامہ داری کا اور اپنا شہر نکرانیہ میں آنا اور جو جو کچھ کہ گذری تھی سب بیان کیا درویش
نے کہا کہ یا صاحبقران معلوم ہوا کہ آپ اسفندیار کی رہائی کے واسطے تشریف لائے ہیں میری رائے
میں اگر نرمی سے کام نکلے تو جنگ کرنا مناسب نہیں ہے لہذا میں ایک ایک نامہ سرور شاہ کے بادشاہ کو
لکھتا ہوں اور سب کو بلاتا ہوں جب وہ لوگ آئینگے تو آپ سے اور ان سے صلح کرا دونگا مجھے امید
ہے کہ بغیر لڑے بھڑے مطلب حاصل ہو جائے گا اور سرزمین طلسم خون سے رنگین نہ ہوگی
صاحبقران نے فرمایا کہ میں فاتح طلسم کو نہیں آیا ہوں مجھے تو اسفندیار کی رہائی سے کام ہے غرض
یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ اشرف جنی خواجہ خضران کو لیے ہوئے پہونچے ہاشم صحرا نشین
کو سلام کیا خضران درویش کو دیکھ کر پیرا سے تسلیم بجا لایا صاحبقران کے قدموں سے لپٹا اتنے میں
قطب جنی بھی مع فریب جادو و ملکہ سہیل سبز قبا پوش آکے پہونچا سلام کر کے بیٹھ گیا اس وقت

درویش نے سنکر خضران سے کہا کہ آپ تو شاہ عیاران کہلاتے ہین اور بڑے بڑے سامان آپکے
پاس ہین گلیم ہی دیکھا ہے کہ زنبیل ہی بارگاہ دانیالی ہی اور بہت سے تحفے ہین ذرا مین چاہتا ہون کہ
میرے سامنے بھی گلیم اوڑھکر غائب ہوجایے خضران نے زنبیل پر ہاتھ ڈالا کہ گلیم نکالکر اوڑھ لون
ہاتھ زنبیل پر نہ گیا خضران گھبرا گئے اکثر پر بغل ہاتھ لیجاتا ہی مگر جب ہاتھ پڑتا ہی بہک کے پڑتا ہی زنبیل پر
نہین پڑتا ہی اس وقت خضران پریشان ہوا اور درویش ہنسنے لگے صاحبقران نے ارشاد
کیا کہ خواجہ یہ تعجب کی بات نہین شاہ صاحب بڑے صاحب کمال ہین انھون نے لوح کے حروف
اس طرح مٹا دیے کہ مجکو بھی پریشان کر دیا تھا انکے سامنے عیاری نہ چل سکیگی خضران کو نہایت رنج
ہوا کہ تو شاہ عیاران کہلاتا ہی اور ایک فقیر نے تجھے بے بس کر دیا خیر دیکھا جائیگا یہ سوچ کے
دلمین لیکر رہا اب درویش نے چارون بادشاہون کے نام نامے تحریر کیے اور پنجرے کی کھڑکی کھولکر
چار لال نکالے ایک ایک نامہ ہر لال کی منقار مین دیکر روانہ کیا لال اڑ کر روانہ ہوے درویش نے
سامان دعوت مہیا کیا حسب سابق کے ایک آہو پھر آیا اور کباب بنگیا سب نے کھایا جسنے جس
شی کا خیال کر کے لقمہ اٹھایا وہی ذائقہ پایا جب وقت نماز آیا تو درویش نے کہا کہ آج نماز جماعت
سے ہونا چاہیے سبنے وضو کیا درویش نے صاحبقران کا ہاتھ پکڑ کے امیر کو آگے کھڑا کیا اور کہا کہ آپکے
ہوتے ہین امام جماعت نہین ہو سکتا امیر نے ہر چند انکار کیا کہ مین بندہ گنہگار ہون لائق امامت نہین
ہون لیکن درویش نے نہ مانا اور عرض کی کہ آپ عادل ہین خدا نے آپ کو خلعت صاحبقرانی سے
مخلع کیا ہی صاحبقران نے نماز شروع کی خضران برابر درویش کے آکر کھڑا ہوا اور داروے بیہوشی
اس طرح سجدہ گاہ مین ڈال دی کہ کسی نے نہ دیکھا جسوقت درویش سجدے مین گئے تو غنودگی طاری ہوئی
بس وہ موکل جو انکی حفاظت پر مامور تھے انھون نے ایک پھول لاکے ناک کے برابر رکھ دیا جس سے
درویش فوراً ہوش مین آگئے جب نماز ختم ہوئی تو درویش نے خضران کی بہت تعریف کی خضران
نے کہا کہ مین تبرکات کے بھروسے پر عیاری نہین کرتا ہون ہان وقت مشکل مین ان تبرکات سے
مجکو مدد بہت بڑی ملتی ہی درویش نے کہا خواجہ مین تو خود تمھاری تعریف کرتا ہون کہ کیا نازک عیاری
نہ کی ہو اگر تم ایسے نہ ہوتے تو شاہ عیاران کا خطاب کیونکر پاتے اور یہ تبرکات کیونکر تمھارے
ہاتھ آتے امیر نہایت شرمندہ تھے کہ انسے درویش سے سخت گستاخی کی اور نماز کی حالت مین
لیکن ہاشم صحرا نشین نے کہا کہ یا صاحبقران آپ کچھ خیال نکرین اگر یہ کبھی کرتے تو اظہار کیونکر
ہوتا پہلے تو مین ہی نے چھیڑا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ اب مین چاہتا ہون کہ ان بزرگ کے مزار کی
زیارت سے بھی مشرف ہون جنکا ذکر آپنے کیا تھا ہاشم صحرا نشین نے کہا کہ تشریف لے چلیے غرضکہ
درویش نے سبکو ساتھ لیا اور جانب صحرا روانہ ہوئے جاتے جاتے قریب ایک درخت کے پہونچے
اور انگلی سے اشارہ کیا درخت مین دروازہ پیدا ہوا تنہ شق ہوگیا ہاشم صحرا نشین مع صاحبقران
اس دروازہ مین داخل ہوے تو ایک احاطہ مین پہونچے چارجانب دیوار تھی بیچ مین تھوڑا سا میدان
تھا اور وسط میدان مین ایک چھوٹا سا مقبرہ بنا ہوا تھا ہاشم رستے ہوے مقبرہ مین آئے دیکھا
امیر یا قوم نے کہ تعویذ قبر پر یہ شعر تحریر ہی ○ ذات معبود جاودانی ہی + باقی جو کچھ کہ ہی وہ فانی ہی
یہ دیکھکر صاحبقران پر ایسی عبرت طاری ہوئی کہ بہت روئے اور دنیا سے نفرت ہوگئی تب پھر
فاتحہ پڑھا تمام در و دیوار اس مقبرہ کے اشعار عبرت آثار سے بھرے ہوئے تھے جس طرف دیکھا

ناپائداری دنیا کی تصویر پیش نظر ہو جاتی ہاشم صحرا نشین نے دیکھا کہ اگر زیادہ قیام اس مقام پر
ہوگا تو امیر با توقیر نہایت پریشان ہونگے انکو ابھی دنیا میں بڑی بڑی سختیاں جھیلنا ہیں بس جلد ہی
سے یہ صاحبقران کو لیکر باہر نکل آیا اور سامنے مقبرہ کے ایک بارہ دری سی بنی ہوئی تھی تمام سامان
راحت شایانہ طریقہ کا وہاں مہیا تھا فرش پر تکلف بچھا تھا شیشہ آلات جابجا قرینے سے نصب اور
آویزاں تھے درویش نے امیر سے عرض کی کہ اب آپ یہاں رونق افروز ہوں میں نے شاہان دربند
کو بلایا ہے آج شام تک سب آ جائینگے اور اسی جگہ قیام کرینگے کل میلا اور عرس ہوگا بعد فراغ عرس
انشاء اللہ میں آپ سے اور شاہان دربند سے بعد ملاقات تصفیہ کرا دونگا یہ سنکے امیر با توقیر نے
اس بارہ دری میں قیام کیا بعد کچھ دیر کے دیکھا صاحبقران نے کہ جانب آسمان سے ٹکڑا ابر
بسنتی نمودار ہونا شروع ہوئے کہ ایسے بارش گلہائے بسنتی ہوتی آتی تھی وہ ابر آکر
مقبرہ پر قائم ہو کر شق ہوا اور اسمیں سے کئی لاکھ ساحران غدار آفت روزگار ملبا سے بد آفت
سحر پرکالے چھریاں تیغیاں کاندھوں پر ڈالے پنسول بر سول چمکاتے ہوئے صحرا میں اترنے
لگے جسقدر فوج اترتی جاتی تھی صحرا وسیع ہوتا جاتا تھا یہانتک کہ وہ کئی لاکھ ساحر ایک گوشہ میں سما
گئے آخر میں سواری خورشید بسنتی پوش کی نہایت احتشام سے نمودار ہوئی بارگاہ برپا
ہوئی خورشید داخل بارگاہ ہوا ایک وزیر اسکا صاحبقران کے نزدیک ہو گیا تھا دوسرا وزیر
کہ نام اسکا محمود جنی تھا ہمراہ آیا اور سپہ سالار اسکا کہ نام اسکا قہر جادو تھا ساحر زبردست تھا
ایک اژدر سحر پر سوار گلے میں بجائے زنار مار سیاہ لپٹا ہوا جھولی زر بفتی لگی ہوئی اسباب سحر سے
مملو تھا جسوقت یہ سب قیام کر چکے تو دوسرا ابر طوسی رنگ نمودار ہوا اس برق میں ہزار ہا برقیں چمک
رہی تھیں اور رعد گرجنے کی صدا سے گوش گردوں دو دل کر ہوگئے جسوقت یہ ابر شق ہوا تو اس سے
بھی دو لاکھ ساحر مہیب صورت نمودار ہوئے سپہ سالار نہیب برق بار جادو تھا اسنے بارگاہ
طوسی رنگ برپا کی بعد اسکے سواری مہتاب شاہ اختر پوش کی نہایت جاہ و تجمل سے نمودار
ہوئی وہ احاطہ اور وسیع ہو گیا اور ایک گوشہ میں اسکا لشکر بھی سما گیا بعد اسکے پھر ابر سرخ رنگ
نمودار ہوا اور اس ابر سے بارش گلہائے سرخ رنگ کی ہوتی جاتی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ شرارے برس
رہے ہیں تمام صحرا پرتو سے اس ابر کے شفقی ہو گیا جب ابر شق ہوا تو دو لاکھ ساحر اس ابر سے بھی نمودار
ہوئے سالار لشکر شفق ناب جادو تھا اسکے سحر کا حال بر وقت مقابلہ خلخال جادو معلوم ہوگا یہ
نہایت زبردست ساحر ہے آخر میں پریاں سرخ اڑتی ہوئیں تکیہ سرخ کھینچا ہوا چتر سرخ رنگ کا
گردش ایک بادشاہ لباس سرخ پہنے ہوئے تخت یاقوت نگار پر سوار نمودار ہوا قطب جنی
نے صاحبقران سے عرض کی کہ مالک لالہ زار طلسم کا بادشاہ دربند سوم یہی ہے نام اسکا بہرام شاہ
خونی سپاہ ہے میدان اور وسیع ہوا اور یہ سب فوج بھی ایک گوشہ میں سما گئی بعد اسکے ابر زمردی
رنگ نمودار ہوا اور تمام آسمان پر پھیل گیا اس ابر سے نقارہ کی صدا آ رہی تھی اور برقیں چمک
رہی تھیں برقوں سے ابر کے تمام صحرا زمردی ہو رہا تھا درختوں پر بہار تازہ آگئی تھی طائر چہکنے
لگے تھے جھونکے ہوا سے سرد کے آنے لگے تھے جسوقت ابر قریب ہو کر شق ہوا دہقشان تو
دو لاکھ ساحر نئے اس ابر سے بھی نمودار ہوئے افسر فوج ایک جوگی پر الاش سے بیٹھا تھا نام اسکا
احضر جادو ہی ساحر زبردست ہے اسنے آکر بارگاہ زمردی برپا کی آخر میں سواری شہنشاہ

عدم میں جا بیٹھیں نہ کر رہا سایہ محمدؐ کا
نہ کیونکر بے نظیر سے چشم ہوسی بند ہو جائے
سراپا نور ہو جایا نہ کیوں سایہ محمدؐ کا
زمیں پا سے خوشی سے گرد میں کیونکر نہ آ جائے
فلک بھی ایک چھوٹا سا نگینہ ہے زبرجد کا
جدائی ذات احمد کی میں ہو سکتی [illegible]
ہمیشہ انبیا میں غل تھا اسکی آمد آمد کا
فنا فی اللہ بھی ہو کر نہوں کیونکر فنا میں ہم
کہ ہو عرش معلی ایک گوشہ اسکی مسند کا
لب عیسیٰ نما کا ایک یہ اعجاز کیا کم ہے
قدم رکھتے زمیں پر کیسے سایہ محمدؐ کا
زیارت کے لیے چشم بصیرت کی ضرورت تھا

رسول پاک کا رتبہ کوئی کیا جا لسکتا ہے
یقینی جلوہ اللہ ہے جلوہ محمدؐ کا
دکھا دوں منکروں کو ید بیضا اصل جلوہ
فلک کرتا ہے شرم طلوع صبح کے مرقد کا
ہوا ہیں کس بنا پر اس قدر تخت سلیماں
نہو گا قاب ہے بھی نسبت اسم محمدؐ کا
فدا ہو ہیں سوال اللہ کی کافی دوائی ہے
نظارہ تا قیامت ہو نہ سجھے حضرت [illegible]
درود آدم کو بہر مہر حوا حق نے بنایا
نہ جانا فیض محبوب خدا نے [illegible]
کبھی محبوب حق کو آئینہ بھی لیکن [illegible]
کلیم اللہ کا جلوہ ہے سایہ جسم احمد کا

احد سمجھے نصیری جا بیٹھیں لیسا ہی احمد کا
شفیع روز محشر میں نبی ہو کوئی کیونکر تھا
بڑھا دو دن قل ہو اللہ احد میں میم احمد کا
رسول اللہ کے دست عطا کا یہ تو رفع ہے
ازل سے تا ابد ہی ایک گوشہ اسکی مسند کا
نہ کیونکر انتظار اسکا فنا فی اللہ کر دیتا
کوئی مشکل نہیں آئینہ ہونا سنگ اسود کا
ملا ہے رتبہ معراج سارا حاجت شیشوں کو
دکھایا چاند انکے کو شرف فرزند ارشد کا
نہ کیونکر فخر ہو وابستہ ہے یا سہارے
جہاں لیسے اسلیے کم ہو گیا سایہ محمدؐ کا
الحاصل [illegible] راحت لیے [illegible]

یہ جلسہ رہا جب وقت جلسہ برخاست ہوا تو ہر ایک اپنے اپنے مقام پر آیا رات اپنے اپنے بستر پر گذاری جب صبح ہوئی تو پھر سب کے سب آکر مزار اسی گوشہ نشین پر جمع ہوئے فاتحہ پڑھا بعد فاتحہ خوانی پھر اسی تکیہ کے نیچے محفل آراستہ کر کے بیٹھے اور شاہان چہار درہند بھی جمع ہوئے آج لوگوں نے صاحبقران کو پہچانا اور یہ بات کہ درویش کی فہمائش کے موافق لوح گلے سے اتار کر درویش ہی کے سپرد کر دی تھی آج پھر مثل روز گذشتہ کے حقانی صحبت رہی جب محفل برخاست ہوئی تو اپنے اپنے مقام پر پہنچ کے یہ ذکر رہا کہ طلسم کشا اس صحبت میں شریک تھا درویش سے اسکا ذکر کرنا چاہیے کہ یہ ہمارا دشمن ہے یا تو آپ سے گرفتار کیجیے اور یا ہمارے سپرد کیجیے جب پھر مزار درویش پر آئے آج تیسرا دن تھا یہ روز وہ تھا کہ سب کے سب رخصت ہو کر اپنے اپنے مکان کو جانے تھے آج درویش نے اسی مزار پر صاحبقران کو ان سب بادشاہوں سے ملایا اور کہا کہ یہ وہ طلسمی ہیں ان لوگوں کو دیے دیتا ہوں صاحبقران نے فرمایا کہ جناب مناسب جانیں وہ کریں مجھے کسی بات میں عذر نہیں ہے اس وقت درویش حقیقت کیش نے لوح چاروں بادشاہوں کے سامنے ڈال دی اور کہا کہ لو اسے حفاظت سے رکھو اور یہ شخص تمہارا مہمان ہے تم پر اسکی مہمان نوازی واجب و لازم ہے کہ یہ صاحبقران وقت اور فاتح طلسم ہے اور صاحب اسم اعظم ہے اگر لوح نہ بھی ہو تو کوئی ساحر ان کا کچھ کر نہیں سکتا اور دین نبی انکا برحق ہے اگر لڑو گے تو سوا ذلیل ہونے اور مارے جانے کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا سب بادشاہوں نے گردنیں جھکالیں اس وقت درویش نے کہا کہ دیکھو تم جن لوگوں کو خداوند کہتے ہو وہ در اصل خداوند نہ تھے بلکہ مخلوق خدا تھے انکو شیطان نے گمراہ کر دیا تھا خدا وہ ہے جسکو زوال نہیں ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا یہ لوگ سدا بھی نہ ہوئے اور فنا بھی ہو گئے نہ آج سامری ہے نہ جمشید نہ لات ہے نہ منات نہ کمر اس سے گفتگو ہے نہ دم جنبش ہے نہ بقا ہے جب بقا اگر یہ لوگ خداوند ہوتے تو بندوں کے ہاتھ سے زک نہ اٹھاتے انھیں سے بزرگوں نے بیڑا خداوندیاں کا اٹھا دیں بہت سے رنگے ہوے خداوندوں کی قلعی کھول دی تمکو چاہئے کہ راہ راست اختیار کرو تاکہ دنیا اور عقبیٰ دونوں بنیں ورنہ انجام اچھا نہ ہوگا نہ سلطنت رہیگی نہ یہ جاہ و حشم

یہ ایک طلسم ہے کہ تمام طلسم کو ایک دن مین مٹا دیگا خدا نے جتنی چیزین پیدا کی ہین انہین کوئی بیکار
نہین ہے آنکھین دیکھنے کو کان سننے کو زبان ذائقہ تلخ و شیرین کے سمجھنے کو اسی طرح عاقبت اندیشی کو
جب آنکھون سے کنوئین کو دیکھتے ہو تو کیون اس سے بچ کے چلتے ہو اسلیے کہ اگر نہ پڑو تو اسی طرح
جس بات کو عقل قبول کرے اسے ماننا چاہیے جسے عقل قبول نہ کرے اسکو نہ ماننا چاہیے مین سمجھا کے
سامنے بیٹھا ہون اسے اقرار وحدانیت پروردگار کرانے دیتا ہون یہ کہکر فقیر نے قبر پر ہاتھ رکھکے فاتحہ
پڑھا اور دعا کی کہ اے درویش باکمال آپ نے اپنی ریاضت کا کوئی ثمرہ ایسا نہین ظاہر کیا جس سے
گمراہ راہ پر آنے اور دیدہ ہائے کور بین روشنی پیدا ہو لیس یہ کہنا تھا کہ دیکھا سرہانے قبر کے
ایک کونپل پھوٹی اور بڑھتے بڑھتے دم بھر مین وہ درخت سرو بن گئی پھر پائنتی ایک کونپل پھوٹی اور وہ
بڑھکر درخت شمشاد ہو گئی درخت سرو پر ایک فاختہ حق سرہ کا دم بھرتی ہوئی نمودار ہوئی اور درخت
شمشاد پر قمری نظر آئی قمری نے فاختہ سے کہا کہ ہزار ہزار شکر ہے اس خالق عالم کا کہ جسنے ہمین اور
تمہین باوجود طیور غیر ذوی العقول ہونے کے دین حق پر قائم کیا اور قوت ناطقہ عطا فرمائی پھر ہم
کیون نہ وعظ و پند کرین فاختہ نے کہا کہ ہم جسقدر شکر اس خالق بے ہمتا کا کرین وہ کم ہے اور
نصیحت ہماری کیا اور ہم کیا جسکو خدا نے توفیق نیک عطا کی ہے وہ ہر رنگ مین اسکے جلوہ کو
دیکھتا ہے اور وحدانیت کا اسکے قائل ہے اور جو نااہل اور کور باطن ہے وہ نہ سمجھا ہے نہ سمجھانے سے
سمجھیگا قمری نے کہا کہ یہ سچ ہے مگر خدا نے تین قسم کی طبیعتین دنیا مین خلق فرمائی ہین ایک وہ
ہین کہ طبع سلیم رکھتے ہین انکو سمجھانے کی ضرورت نہین اپنی عقل سے خود ہر بات کو سمجھ لیتے ہین
ایک وہ ہین کہ نہ خود سمجھتے ہین نہ سمجھانے سے انکی سمجھ مین آتا ہے ایک وہ ہین کہ یون نہین سمجھتے
اور سمجھانے سے سمجھ جاتے ہین لہذا ہم لوگ اب سے کیون باز رہین اگر ہماری نصیحت کارگر ہوئی اور یہ بھی
گمراہ راہ پر آگئے تو ثواب بے پایان حاصل ہوگا فاختہ نے کہا کہ اگر خدا ہی نے ایسی عقل دی ہے کہ نہ خود
سمجھے نہ سمجھانے سے سمجھے تو بندہ کا کیا قصور ٹھہرا قمری نے جواب دیا کہ یہ اپنا کیا ہوا ہے اگرچہ عالم
ارواح مین اقرار احدیت کر لیا ہے تو یہان بھی حق پسند ہوگا خدا سے بڑھ کر عادل ہے وہ ظالم نہین ہے وہ خالق
عز و جل ایسا ہے کہ اسنے انسان کو فاعل مختار بنایا ہے اب چاہیے انسان راہ راست اختیار کرے
چاہے گمراہ رہے بعضے اپنے ہاتھون کو غریبون اور مسکینون کی کفالت مین اٹھاتے ہین اور بعضے
دست جفا کو آزار رسانی کے واسطے دراز کرتے ہین اسکا انصاف بیشک پروردگار روز بازپرس
ہوگا اسنے رہنمائی کے واسطے سلسلہ انبیا کا معین کیا کہ انکو اپنا نائب مقرر کر کے دنیا مین بھیجا
تاکہ وہ راہ راست بتائین اور تمام انبیا مین رتبہ ختم المرسلین کا سب سے زیادہ مقرر فرمایا ہے مجھے
ایک حکایت اسوقت یاد آئی ہے وہ یہ کہ زمانہ جناب آدم علیہ السلام مین کچھ لوگ آپس مین ذکر کر رہے
تھے اور کہہ رہے تھے کہ دنیا مین سب سے زیادہ مرتبہ کسکا ہے ایک گروہ مدعی اس بات کا تھا
کہ جناب آدم کا رتبہ سب سے زیادہ ہے اسلیے کہ وہ ابو البشر ہین اور نبی خدا ہین ایک گروہ یہ کہتا تھا
کہ رتبہ حضرت جبرئیل کا سب سے برتر ہے اسلیے کہ وہ مقرب بارگاہ سبحانی ہین اور آمادہ دعوی
ہین آخر دونون گروہ پاس جناب آدم علیہ السلام کے آئے اور اپنا اپنا خیال سامنے حضرت
آدم علیہ السلام کے بیان کیا جناب آدم نے ارشاد فرمایا کہ نہ میرا مرتبہ سب سے زیادہ ہے نہ جبرئیل
کا مرتبہ اسکا سب سے زیادہ ہے جو باعث خلقت عالم ہے اور جسکو خداوند عالم نے اپنے نور سے

خلاق فرمایا پوچھا وہ کون ہیں کہا ختم المرسلین صاحب لولاک محبوب رب العالمین فخر الورا محمد مصطفیٰ کہ مرتبہ اُن
جناب کا تمام عالم سے زیادہ ہی خداوند عالم نے انھیں کے باعث سے تمام دنیا کو خلق فرمایا ہی
اور اب زمانہ انھی رسول برحق کا ہی یہ باتیں سُنکے تمام حاضرین نہایت متاثر ہوے جو ساحران طلسم
یہاں جمع تھے اُنکو خیال ہوا کہ فقیر نے یہ بھی کوئی کرتب دکھایا ہی اسکو سحر سے مٹا دینا چاہیے تاکہ
درویش کو ذلت حاصل ہو جیسکے سحر کئے تاہم کوئی اثر سحر کا ظاہر نہوا بلکہ فاختہ اور قمری نے کہا
کہ کچھ لوگ ابھی سے یہ دل ہیں کہ اُنپر نور معرفت اب بھی روشن نہوا اور اُنکو خالق حقیقی کی قدرت
نمائی میں اب بھی شک ہی کہ کرشمہ سحر سمجھ کر اپنے سحر سے مٹانا چاہتے ہیں جسکو خدا نہ مٹائے اُسے
کون مٹا سکتا ہی اور جس کا حوصلہ ہو وہ پورا کر لے یہ سُنکے فقیر نے کہا کہ جس ساحر کو یہ گمان ہو
کہ یہ کوئی نیرنگ ہی وہ سحر کر کے دیکھ لے اچھی طرح حوصلہ اپنا پورا کر لے اگر عاجز آئیں تو دین اسلام
کو قبول کریں ورنہ اختیار ہی یہ سُنکے سب کو ایک سکوت ہوا دل میں لوگ قائل ہوے کہ بیشک
یہ جانور اور درخت اسرار الٰہی میں سے ہیں ادھر یہ تو ہم صحرانشین نے صاحبقران کی طرف
دیکھا عرض کی ابھی تک ایک فریادی نہیں آیا ہی سخت تعجب ہی تا کہ آپ اسکی دادرسی کریں اور
مرتبہ آپکا بھی ان سب پر ہویدا ہو جائے کہ آپ کون ہیں اور کس مرتبے کے ہیں یہ کہتا تھا کہ دیکھا
ایک تاجدار سر برہنہ تاج ہاتھ میں لیے ہوے گریبان چاک چلا آتا ہی پیچھے اُسکے چند خادم وہ بھی
سیاہ پوش اور غم فروش اسنے آتے ہی ادھر اُدھر دیکھ کر صاحبقران کو سلام کیا اور دست بوس
ہوا امیر نے فرمایا کہ ای شخص تو کون ہی اور کس حال میں ہی یہ سُنکے اسنے عرض کی کہ قصہ غلام کا
عجیب دلخراش ہی یا صاحبقران نام میرا رستم شاری ہی کہ یک تتار کا فرمانبردار ہوں بیٹا میرا
فضل شاری نہایت زبردست حسین تھا وہ جوان ہوا تو شادی اسکی بادشاہ شہر ستمبار
کی دختر کے ساتھ قرار پائی چونکہ چراغ سلطنت یہی ایک فرزند تھا میں بڑی دھوم دھام سے برات
لیکر شہر ستمبار میں گیا اور عروس کو بیاہ کر لیے چلا راستے میں تو شاہ یعنی فرزند میرا گھوڑے سے
گر کر مر گیا اسی وقت بسبب صدمہ و غم کے میں نے بھی خودکشی کا قصد کیا ارکین دولت نے مجھکو
روکا اور کہا کہ خداوندا آپ کا اس وقت قبلۂ خداوندی پر بیٹھا ہی اور اسکی خداوندی کا ڈنکا بجتا
اُس سے دعا کیجیے وہ ضرور زندہ کر دیگا اسلیے کہ جاتی جوشا کا خداوند ہی نام اسکا ساریون لقا
ہر چند میں نے کہا کہ اُن لوگوں کا قول کیا لاش کو ساتھ لیکر بہت سر پٹکا مگر کچھ نہوا آخر میں بیہوش ہو گیا
اُسی عالم بیہوشی میں میں نے خواب دیکھا کہ ایک مرد بزرگ نے فرمایا کہ [illegible] ایک بندہ [illegible]
[illegible] کو خداوند کہتا ہی اور خدا سے [illegible] ساریون [illegible] کیا کسیکو زندہ کر سکتا ہی یہ اختیار اسی
خدا کے حقیقی کو ہی ہمیشہ سے ہی اور ہمیشہ رہیگا جسنے شجرہ حجر و خشت و برگ و ثمر انسان و حیوان
[illegible] خلق فرمایا ہی اس خالق کا بندہ مقبول اس طرف آنیوالا
ہی تو [illegible] اسکا [illegible] قیام کرا [illegible] میں [illegible]
جا کر [illegible] اپنی حاجت بیان کر تا وہ دعا کرے گا حق تعالیٰ اُسکی دعا سے تیرے
فرزند کو زندہ کر دیگا اس وقت تو دین اسلام اختیار کرنا کہ یہی دین سب سے بہتر و برحق
ہی [illegible] عرض کی کہ میں اس بندہ مقبول خدا کو کیونکر پہچانوں اُنھوں نے کہا کہ
[illegible] اگر [illegible] اور بتایا کہ فلاں مقام پر فلاں روز [illegible] سے ملاقات ہوگی

مین نے لاش کو حسب ہدایت حجرہ مین سونپ دیا اور آج کا منتظر رہا دن گنتا گیا آخر یہانتک پہونچا اور آپ کو
پایا الحمد للہ کہ خواب میرا سچا ہوا جب حضور کی دست بوسی حاصل ہوگئی تو مطلب بھی میرا ضرور بر آویگا
یہ سنکے صاحبقران نے سر جھکا لیا اور ارشاد فرمایا کہ مجھ بندہ گنہگار کی کیا حقیقت ہے اے ہاشم صحرا نشین
آپ مرد عابد و زاہد ہین بہ نسبت میرے دعا آپ ہی کی قبول ہوگی بہتر ہے کہ آپ اسکے حق مین دعا
کرین ہاشم صحرا نشین نے عرض کی کہ یا صاحبقران مرتبہ آپ کا مجھ سے زیادہ ہے آپ کی وجہ سے
ہزارہا کافر مسلمان ہوے سیکڑون گمراہ راہ پر آگئے تارک الصلوۃ پابند ہوے اتنے مین قمری
نے آواز دی کہ یا امیر آپ دعا کرین ہم آمین کہین صاحبقران نے ارقم تاتاری سے کہا کہ لاش
اپنے فرزند کی منگاؤ ارقم تاتاری نے اپنے ملازمون کو لاش لینے کے واسطے روانہ کیا لوگ
تو ادھر روانہ ہوے ادھر صاحبقران نے پروردگار عالم پر نظر کی اور دل مین دعا کرنے لگے کہ
تو ہی عزت دینے والا اور تو ہی ذلت دینے والا ہے سامنے ان کفار کے تو عزت اپنے بندہ گنہگار
کی رکھنا تو ایسا صاحب کرم ہے کہ کفار کی دعا سنتا ہے فرعون باوصفیکہ کافر تھا اور دعوے
خداوندی کرتا تھا ایک مرتبہ قحط پڑا اور پانی نہین برسا لوگون نے آکر عرض کی کہ تو کیسا خداوند ہے کہ
بندے تیرے فاقون مرتے ہین اور تو پانی نہین برساتا فرعون نے کہا جاؤ کل پانی برسیگا یہ کہکر صحرا
کی طرف چلا گیا اور راستے لٹک کر دعا کی کہ خداوندا ہر چند کہ مین گنہگار ہون اسکی سزا جو آخرت مین میرے لیے
تونے معین کی ہے وہ ضرور ہی ہوگی لیکن آج تیرے بندہ گنہگار نے وعدہ کر لیا ہے کہ کل پانی ضرور برسیگا
اگر پانی نہ برسا تو یہ بندہ گنہگار تیرا سامنے مخلوق کے ذلیل ہوگا اب شرم میری تیرے ہاتھ ہے خداوند عالم
کو اسوقت کی عاجزی اسکی پسند آئی اور دوسرے روز ابر اٹھا پانی برسا کہ جل تھل ہوگیا جب
تونے اس کافر کی بات رکھی اور شرمندہ نہونے دیا تو مجھ احقر کی بات بھی سامنے ان کفار کے رکھنا
اسکی دعا مقبول ہونے سے لوگون کی گمراہی بڑھ گئی بہتون نے کہا کہ فرعون بیشک خداوند برحق ہے
کہ اسنے پانی برسا دیا اسوقت اگر میری دعا قبول ہوگی تو بہت سے گمراہ راہ پر آجائینگے امیر تو دل
اپنے خالق کی طرف رجوع تھے اور دعا کر رہے تھے اور کفار مین یہ چرچا تھا کہ اگر واقع مین دعا سے
اس شخص کے مردہ زندہ ہوا تو ضرور ایمان لانا چاہیے یہ طائرون کا انسانون کی طرح باتین کرنا تو ایسا تھا
کہ ہم بھی چاہین تو ہزار طائر پیدا کر سکے جو چاہین انسے کہوا دین ان طائرون کی باتون پر ہمین پورا بھروسا
نہ تھا ہان اگر مردہ زندہ ہو گیا تو یہ سوا خدا کے دوسرے کا کام نہین ہے جو پیدا کرتا ہے وہی زندہ بھی
کر سکتا ہے اتنے مین لوگ ارقم تتاری کے صندوق قفل تتاری کے مردے کا لیے ہوے آئے اور
شامیانہ عروس کا لاکے رکھا گیا عروس زار زار قطار رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ اے وہ خالق کہ جسکے قبضہ قدرت
مین تمام عالم کی جان ہے مجھ سے بد قدم کو بھی اٹھا لے ورنہ لوگ مجھے طعنے دینگے کہ دولھن کا پہرا ایسا
بد ہے کہ دولھا گھر تک زندہ بھی نہ پہونچ سکا اسکی باتون پر رحم دلون کے دل پاش پاش ہوے تھے
صاحبقران نے اس صندوق کو منگا کر سامنے اپنے رکھا اور ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ اے خالق عالم اسوقت
منکرون کا مجمع عارفون سے زیادہ ہے تو انکو اپنی قدرت کاملہ دکھا دے اور اس جوان حسین کے مرے
کو زندہ کر دے اسکے والدین اور اسکی عروس پر رحم فرما کہ یہ سب تجھپر ایمان لائینگے امیر دعا فرماتے
جاتے تھے فاختہ اور قمری آمین کی آواز دے رہی تھین کہ دفعتہ وہ صندوق حرکت مین آیا اور آواز
پیدا ہوئی کہ ارے کوئی زندہ انسان کو بھی صندوق مین لٹاتا ہے یہ طریقہ مردون کے ساتھ کرنے کا ہے

بس یہ سنتے ہی ارقم تتاری نے دوڑکر ڈھکنا صندوق کا اُٹھایا دیکھا تو فرزند زندہ ہے بفضل تتاری کی
نظر جو ارقم پر پڑی پکارا کہ یہ تُو نے مجھکو جیتے جی کفن پہنایا ہے ارقم نے ہاتھ پکڑ کے اپنے فرزند کو صندوق
سے باہر نکالا اور کہا اے فرزند تو مر گیا تھا آج چھ مہینے کے بعد دعا سے صاحبقران سے تو زندہ ہوا ہے
تجھکو چاہیے کہ تو بھی دین متین صاحبقران کو اختیار کرے سنکے بفضل صاحبقران کے قدموں سے
لپٹا اور شاہان طلسم کے دلون سے بھی زنگ کفر دور ہوا سبنے کہا کہ یا امیر بیشک آپ سچے آپ کا
خدا سچا اور برحق معلوم ہوا کہ یہ پوسیدہ وسو خداوند جو مشہور ہیں یہ سب رنگے ہوئے سیار تھے اصلیت انکی
کچھ بھی نہ تھی کوئی ہنر تجابت کے زور پر خداوند بن بیٹھا تھا کوئی سحر کی قوت پر خداوند بنا کسی نے
سلطنت کے زور پر لوگون کو گمراہ کیا مگر معلوم ہوگیا کہ یہ سب ایسے ہی ویسے تھے ہمیں کلمہ طیبہ تلقین
فرمایئے صاحبقران نے کلمہ پڑھا کر اُن سبکو مسلمان کیا لیکن ساحران طلسم نے عرض کی کہ یا
صاحبقران بدل ہم مطیع اسلام ہوچکے لیکن ابھی زبان سے کلمہ طیبہ نہ پڑھینگے ورنہ قوت سحر
زائل ہو جائیگی ابھی ایک وقت سخت آنے والا ہے لینے آپ کو ملک سار لقیہ میں جنگ کرنا ہے وہان
خلخال جادو سے سامنا ہوگا خلخال جادو ساحرہ زبردست ہے کہ تمام ساحر اُس سے ڈرتے ہیں
بعد اس مرحلہ کے سر ہو جانے کے ہم لوگ سحر سے توبہ کر لینگے صاحبقران نے منظور فرمایا ارقم تتاری
اپنے ہمراہیون سمیت صاحبقران عالیشان سے رخصت ہوکر جانب ملک تتار روانہ ہوا اور شاہان
طلسم نے عرض کی کہ یا صاحبقران آپنے وہ دولت لازوال ہمیں عنایت فرمائی ہے کہ اسکا شکریہ ہم
ادا نہیں کرسکتے عوض میں اسکے جو ہدیہ ہم پیش کرین آپ اسے قبول فرمایئے صاحبقران نے منظور
کیا اس وقت چارون بادشاہون نے چار تصویرین پیش کین ہر بادشاہ کی ایک ایک دختر تھی کہ حسن و
جمال میں اپنے آپ نظیر تھی صاحبقران اُن تصویرون کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور ان میں
ہین تصویر ملکہ سہیل بہشتی پوش کی بھی تھی اول صاحبقران کو خورشید بہشتی پوش نے اپنا
مہمان کیا اور عقد ملکہ سہیل بہشتی پوش کا صاحبقران عالیشان کے ساتھ کر دیا اور خواجہ خضران
کا نکاح اُسکی وزیرزادی ستارہ کے ساتھ ہوا اُسی شب سہیل بہشتی پوش حاملہ ہوئی بطن سے
اسکے لڑکا پیدا ہوگا جو صاحبقران وقت ہوگا بعد چند روز قیام کرنے کے صاحبقران مہتاب نقرہ پوش
کے مہمان ہوئے اسنے بھی عقد صاحبقران کا اپنی دختر کے ساتھ کر دیا یہ بھی اُسی شب حاملہ ہوگی
نام اُسکا ملکہ بدر حجر تھا اسکے بطن سے جو لڑکا پیدا ہوگا وہ بھی صاحبقران ہوگا اور خضران کا عقد
اُسکی وزیرزادی سے ہوا یہ بھی حاملہ ہوئی بعد اسکے صاحبقران بہرام نقرئی سپاہ کے یہان
تشریف لے گئے عقد امیر کا دختر بہرام ناہید شفقی پوش کے ساتھ ہوا یہ بھی حاملہ ہوئی اسکے بطن
سے جو لڑکا پیدا ہوگا وہ بھی صاحبقران ہوگا اور خضران کا لڑکا اسکے ساتھی ہوگا پھر برجیس
زمرد پوش کے مہمان ہوئے عقد دختر برجیس کا بھی صاحبقران سے ہوا یہ بھی حاملہ ہوئی دفتر
اسلام آباد میں ذکر ان چارون لڑکون کے خروج کا آئیگا اُس وقت سے چار دانگ عالم میں
چار صاحبقران ہونگے اور شوقین خوش عادل کیوہ الف شکوہ کا کفار سے لینگے اسلیے کہ جب
خروج ان ہوتا اُنکی سرپرستی کا ہوگا تو صاحبقران رابع شہید ہونگے اور کنثر تمام عالم میں پھیل جائیگا
اور بعدہ صاحبقرانی چارون لڑکون پر تقسیم ہوگیا اور یہ چارون وقفۃ تسخیر عالم کرینگے اور دین اسلام
پھیلا دینگے اگر حیات نے اس کمترین کو نیز شیخ تصدق حسین کی اُس وقت تک وفا کی تو دیا

دفتر اسلام آباد لکھا جائیگا اس دفتر کو ناظرین بہت پسند فرمائینگے اسلیے کہ اسکی داستانین جدید
طریقہ کی اور نہایت دلچسپ ہونگی اور یہ دفتر دفتر آفتاب شجاعت سے بہت بڑھا ہوا ہوگا ہر چند
کہ اس ہیچمدان ہیچ زبان کو کیا لیاقت ہے کہ منہ بھی کھول سکے لیکن قدردانی عالی جناب مستغنی
عن الالقاب منشی پراگ نراین صاحب بہادر نے اس ذرہ بیمقدار کو آفتاب عالمتاب سخندانی بنادیا
حق تعالے آنکی ترقی اقبال فرمائے کہ ہم ایسے جاہلون کو بھی پوچھ لیتے ہین اور قدر فرماتے ہین ورنہ من آنم
کہ من دانم الحاصل جب ان امور سے فراغت حاصل ہوچکی تو صاحبقران عالیشان نے موافق مذہب
اسلام کے انتظام طلسم مین ترمیم کی کہ کوئی تو وارو اگر پھنس جاے تو وہ رہا کردیا جاے بیگناہون پہ ظلم نہو
ہر شخص اپنے مذہب مین آزاد رہے اور جسقدر کہ قیدی طلسم مین تھے ان سبکو اپنے سامنے رہا کردیا جو
جہان کا رہنے والا تھا ساحرون کے ذریعہ سے اسکو اسکے مسکن کی طرف بھجوادیا اور جو کچھ مال و خزانہ
شاہان طلسم نے مع تحفجات طلسمی نذر کیا وہ لیکر اپنے قبضہ مین کیا اور اسفندیار بکرآلی کو اپنے
ساتھ لیکر ارشاد کیا کہ اب مین شہر بکر اپنے مین جانا چاہتا ہون اس وقت اشرف جنی نے عرض کی
کہ دو راستے اس طلسم مین آنے جانے کے ہین ایک وہ جس طرف سے آپ نے تشریف لاکے
مجکو رہا کیا تھا اس دن سے وہ راستہ کھل گیا اور اسی راہ سے ارقم تتار بھی آیا تھا اور دوسرا
راستہ تالاب سے ہے فرمایا کہ کسیکو بھیجکر یوسف بکرآلی کو اطلاع ہمارے آنے کی دو اور ہم تالاب
کے راستے سے چلینگے اشرف جنی نے قطب جنی سے کہا کہ تم تالاب کی طرف سے صاحبقران کو لیکر
چلو مین جاکر ان لوگون کو اطلاع کرتا ہون یہ کہکر اشرف جنی جانب شہر بکر اپنے روانہ ہوے یہان
قطب جنی نے کشتی تیار کی اور صاحبقران کو مع حضران اور اسفندیار بکرآلی کشتی پر سوار کیا
اور لیکے چلا وہان اشرف جنی نے یوسف بکرآلی کو اطلاع دی کہ صاحبقران تمھارے فرزند کو
لیکر اسی تالاب کی طرف سے تشریف لاتے ہین جسمین تمھارا فرزند غرق ہوا تھا یہ سنکے قریب تھا
کہ یوسف بکرآلی شادی مرگ ہوجاے ناطق بکرآلی وزیر نے جلدی سے سامان کیا اور مع
ارکین دولت براے استقبال روانہ ہوا جو مقام اشرف جنی نے بتادیا تھا کہ اس حد سے آگے
مت جانا یہ سب کے سب وہان ٹھہرے کہ ناگاہ سامنے سے کشتی نمودار ہوئی اشرف جنی تا بہ لب
گردان آیا امیر کو ہمراہیون سمیت کشتی سے اتارا اور آپ صاحبقران سے رخصت لیکر اسی کشتی پر
سوار ہوکے واپس گیا اور صاحبقران اسفندیار بکرآلی کو اپنے ہمراہ لیے ہوے اس طرف
بڑھے یہان لوگ براے استقبال کھڑے تھے سبنے ملازمت صاحبقران عالیشان کی حاصل
کی اور یوسف بکرآلی اپنے فرزند سے لپٹکر اسقدر رویا کہ بیہوش ہوگیا صاحبقران عالیشان
نے بعد فراغ دعوت کے یوسف بکرآلی سے رخصت طلب کی یوسف بکرآلی دور تک
صاحبقران کو پہونچانے آیا اور اسفندیار بکرآلی نے اپنے باپ سے کہا کہ مین صاحبقران کے
ہمراہ رکاب رہونگا یوسف بکرآلی نے بخوشی منظور کیا اسفندیار بکرآلی اپنے باپ سے رخصت
ہوکر ہمراہ صاحبقران عالیشان کے جانب شہر بکر اپنے روانہ ہوا انکو راہ مین چھوڑکر یہان سے

چند کلمے داستان فیروزی نشان جہان شکن دلاور شاہزادہ طہمورث شیر دل کے بیان کیے جاتے ہین مخمس

یہ قلعہ شہر شمالیہ کے جنوب جانب کئی منزل کے فاصلہ پر ہی اور سرحد پر واقع ہی حاکم قلعہ نے کہ نام اُسکا
اسود زنگی تھا ایک نامہ قطب شاہ کو تحریر کیا کہ ہمرے قلعہ پر محیط منارہ گردن آپہونچا ہی اگر آپ
کمک نہ بھیجینگے تو قلعہ قبضہ سے نکل جائیگا ہم لوگ ایک دن سے زیادہ جناب کو روک نہیں سکتے ہیں
نامہ دار نامہ لیکر روانہ ہوا یہاں جشن جمشیدی آراستہ تھا ناچ ہو رہا تھا کہ نامہ دار پہونچا اور نامہ قطب شاہ
کے ہاتھ میں دیا قطب شاہ نامہ کو پڑھکر پریشان ہوا لیکن تحمل سے کام لیا طیمور نہ سمجھا کہ کیسا
نامہ ہی اور کیسا معاملہ ہی مبادا کوئی راز ہو تو میں کیوں دریافت کروں قطب شاہ نے جواب
تحریر کر دیا کہ ای اسود زنگی تم قلعہ خالی کر کے محیط کے حوالے کر دو اور خود ہمارے پاس چلے آؤ
جسوقت محیط منارہ گردن یہاں آئیگا تو سمجھا جائیگا اتنی جلد کمک روانہ کرنا ہمارے امکان سے
باہر ہی بس یہ سنکے قاصد تو اُس طرف روانہ ہوا یہاں قطب شاہ شمالی اُسی استقلال کے ساتھ
بیٹھا رہا ایک مرتبہ نامہ ہوا سے اُڑکر سامنے طیمور کے گیا طیمور نے کہا ای قطب شاہ یہ نامہ
کیسا ہی اسوقت قطب شاہ شمالی نے طیمور کو مضمون نامہ سے آگاہ کیا طیمور نے کہا میں ابھی
جاتا ہوں قطب شاہ نے عرض کی کہ ابھی آپکے تشریف لیجانے کی ضرورت نہیں ہی جسوقت محیط
منارہ گردن ہمارے ملک کے قریب آئیگا اُس وقت دیکھا جائیگا آپ اتنی زحمت کیوں گوارا کریں
کہ یہاں سے منزلوں کی مسافت طی کریں میں نے اپنے ملازموں کو تحریر کر دیا ہی کہ تم قلعہ خالی کر کے
چلے آؤ طیمور نے زانو پر ہاتھ مارا اور کہا کہ تمنے غضب کیا اسمیں میری بدنامی ہی میں ابھی جاؤنگا یہ کہکر اسیوقت
مرکب طلب کیا اور اپنے چالیس ہزار سر جوشوں سے کوچ کر کے قلعہ اسود کی طرف روانہ ہو گیا
لیکن غلطی یہ کی کہ کسی راہبر کو ساتھ نہ لیا اور خود بھی راستہ بھولکر دوسری طرف جا نکلا تین روز کی
مسافت طی کرنے کے بعد ایک کوہ نمودار ہوا بالاے کوہ ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ تھا یہ مسکن
اہرمن کوہی کا ہی یہ پہاڑ گزرگاہ ہی بہت سے شہروں کی اکثر سلاطین جو ادھر سے گذرتے ہیں
تو اہرمن انسے بزور شمشیر ایک لاکھ زر سرخ لینے کے بعد راستہ دیتا ہی صرف اسی ہزار سوار
اسکے تابع فرمان ہیں لیکن اہرمن سم ہاتھی پر آدمی ہی مگر دیو معلوم ہوتا ہی اور جو شخص نہیں دیتا ہی اور
لڑتا ہی وہ کٹ جاتا ہی اہرمن مثل اسی ہزار سے لاکھوں کو لوٹتا ہی جسوقت اسنے بالاے قلعہ سے لشکر
طیمور کو دیکھا تو فوج کو لیکر قلعہ سے باہر آیا اور راستہ روک کے کھڑا ہو گیا شاہزادہ شکار کھیلتا
ہوا چلا آتا تھا فوج اسکی پرے جمائے چلی آتی تھی کہ اہرمن نے بڑھکر آواز دی کہ خبردار آگے
بڑھنے کا قصد نکرنا جو اس طرف گذرتا ہی وہ جبتک کچھ روپیہ بطور خراج کے نہیں دے لیتا ہی جانے
نہیں پاتا ہی تم لوگ یاقوت پوش ہو بہت مالدار معلوم ہوتے ہو اپنے افسر کو اطلاع کرو کہ یہ مسکن
شہروں کا ہی ادھر سے گذرنا آسان نہیں ہی فوج رُک گئی اور کچھ لوگوں نے جاکر شاہزادہ طیمور
شیر پرور سے اطلاع کی کہ ایک کوہی اسی ہزار سوار ولے سے سدراہ ہوا ہی اور کہتا ہی کہ خراج
دے لو تو آگے بڑھو یہ سنکے شاہزادہ طیمور کو نہایت غصہ آیا کہ وہ کون ہی جو ہمسے
خراج مانگتا ہی جلدی سے مرکب کو اُڑا کر اس مقام پر آ کے دیکھا کہ ادھر اتنی فوج جنگ میں با کمال
کھڑی ہی اور اُس طرف اسی ہزار کوہی پوست شیر کا لباس پہنے اسلحہ جنگ سے مسلح کھڑے ہیں اور
ایک دیو پیکر آگے ان سبکے کھڑا ہوا خراج طلب کر رہا ہی اُسکی نظر جو طیمور شیر پرور پر پڑی
کہا ای طفل تحسین کیا تو بادشاہ لشکر کا فرزند ہی فرمایا یہ میری ہی فوج ہی کہا تجھکو شاید یہ نیا ان سکا

قاعدہ نہین معلوم ہی تو سن لے کہ جو لشکر اس طرف سے گزرتا ہی وہ ایک لاکھ زر سرخ دیکر جانے پاتا ہی
اور قیام کی اس صحرا مین اجازت نہین ہی فرمایا کہ یہ قاعدہ تمام عالم مین کہین نہین ہی تو نے بیا قاعدہ جاری
کیا ہی بتایا یہ طریقہ تو قزاقون کا ہی کہ جو قافلہ ملا اسکو لوٹ لیا اہرمن نے کہا او لڑکے تو بڑا زبان دراز معلوم
ہوتا ہی مجھے تجھپر رحم آتا ہی ورنہ اگر دوسرا تیرے مقام پر ہوتا تو مین اس سے بہت بُری طرح پیش
آتا تیرے ساتھ تو یہ چالیس ہزار سوار ہین اپنے گرز ہا آدمیون کی فوج کو منتشر کر دیا اگر بس بہتر
یہی ہی کہ ایک لاکھ اشرفیان رکھ دے ورنہ جس طرف سے آیا ہی اُسی طرف پھر جا طیمور نے کہا کیا
مجھکو مارتا ہی دیکھو مین جاتا ہون اگر تجھے وہ سے ہی تو مجھے روک لے یہ کہکر مرکب کو چھوڑا اہرمن
سد راہ ہوا اور کہا کہ کیا کہون تجھپر میرا ہاتھ نہین اٹھتا کہ تو بچہ ہی اور مین چلا ہی اگر میرا شریک ہو جا تو مین
تجھے فرزند سے زیادہ سمجھونگا فرمایا مین ایسے ظالم کا شریک نہین ہوتا جو راہزنی کرے اہرمن نے
باگ پکڑ لی اور ہاتھ سے گرز چھین کر کہا کہ پکڑ کے جاؤ مرکب سے اٹھا لون طیمور نے بھی اُسکے
گریبان مین ہاتھ ڈال دیا اور زور کرنے لگے ہر چند کوشش کی اہرمن نے کہ طیمور کو اٹھا لون ممکن
نہوا طیمور نے بھی [illegible] اہرمن کو نہ اٹھا سکا اس وقت دونون نے زین ڈالی کیے اور مصروف
تلاش ہوئے دونون کی فوجین تماشہ دیکھ رہی تھین اور سردار سرگرم تلاش تھے خلاصہ یہ کہ تین
شبانہ روز کشتی رہی آخر طیمور نے لنگر اہرمن کا توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا اور کہا کہ کیا
کہتا ہی دین آتش پرستی کے بارے مین اہرمن نے کہا کہ مین نے اطاعت تیری اختیار کی تو تو خود
قابل پرستش ہی طیمور نے چھوڑ دیا اہرمن بدل [illegible] ہوا اور دعوت ضیافت کر کے
پوچھا کہ آپ کہان جاتے ہین شاہزادہ طیمور نے بیان کیا کہ مین مدد قطب شاہ شمالی کے
واسطے آیا تھا اسکے ملک پر محیط منارہ گردن چڑھ آیا ہی راستہ بھول کے اس طرف نکل آیا
اہرمن نے کہا کہ چلیے مین آپکے ساتھ چلتا ہون شاہزادہ نے فرمایا کہ تمھارے ساتھ چلنے
کی ضرورت نہین ہی پھر تمھارے قلعہ کا کون انتظام کریگا کسی سوار کو ہمراہ کر دو راہبری میرے ساتھ
کرے اہرمن نے عرض کی کہ اے شہریار اب اس قلعہ کا آباد رکھنا میرے امکان مین نہین ہی اسلیے
کہ جو صورت آمدنی کی تھی اسے آپ کے حکم نے مٹا دیا کہ آیندہ رہزنی سے کچھ نہ لیا کرو اب ان
اسی ہزار کی بسر کس طرح ہوگی نہ یہان کی زمین مین غلہ پیدا ہوتا ہی نہ یہ کوئی سلطنت ہی مین ایسا آپکے
ہمراہ رکاب ہون شاہزادہ طیمور نے فرمایا کہ اگر ایسا ہی تو میرے ساتھ چلو مین کوئی ملک فتح
کرکے تمکو وہان کا بادشاہ کر دونگا اہرمن نے عرض کی کہ مجھے کھانے پھرنے دیجیے شاہی
سے آپکی غلامی بہتر ہی شاہزادہ نے اہرمن کو بھی اپنے ہمراہ لیا اور کوچ کرکے طرف قلعہ اسود
روانہ ہوا اب اسے تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور

چند کلمے داستان محیط منارہ گردن کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جس وقت یہ مع لشکر سامنے قلعہ اسود کے پہونچا خیمہ برپا کیا اور ایک نامہ حاکم قلعہ اسود زنگی
کو لکھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے اسود زنگی تو اک سال زیست پیشہ آدمی ہی بہتر یہ ہی کہ قلعہ خالی کر دے
اور دین قدیم پر اپنے قائم رہ جس طرح تجکو قطب شاہ نے قلعہ داری کا عہدہ دیا ہی مین بھی
تجھے قلعہ داری کا عہدہ دونگا اور اگر لڑیگا تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا جس وقت یہ

نامہ اسود زنگی کو بھیجا اسنے جواب تحریر کیا کہ ای محیط منارہ گردن جو کچھ تمنے لکھا ہی سچ ہی مگر مینے
عرضی اپنے بادشاہ کی خدمت میں روانہ کی ہی جس وقت جواب آویگا اُسی وقت میں جیسا حکم
ہوگا کیا جائیگا ابھی میں نہ قلعہ خالی کر سکتا ہوں نہ طبل بجوا سکتا ہوں ہان اگر تم طبل جنگ بجواؤ
تو مجھے مقابلہ کرنیمیں کوئی عذر نہیں ہی اگر مارا جاؤنگا حق نمک سے ادا ہو جاؤنگا یہ جواب نامہ کا
دیکھکر محیط منارہ گردن برہم ہوا اور اسنے نقارہ رزمی بجنے کا حکم دیا اُسی وقت طبل جنگی پر
چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر اسود زنگی کو ہوئی اُسنے بھی نقارہ بجوا دیا مگر پل تختہ اٹھوا دیا
خندق پر از آب کردی رات بھر میں قلعہ کو خوب آراستہ کر لیا گولہ انداز توپوں پر مستعد ہوگئے جب صبح
ہوئی تو خود اسود زنگی اگرچہ بند دروازے پر بیٹھا دوربین ہاتھ میں لی ادھر محیط منارہ گردن
نے حوائج ضروری سے فراغ حاصل کرکے مرکب طلب کیا اور پشت مرکب پر بیٹھکر ایک
ہزار سوار اپنے ہمراہ لیے اور اپنے ہاتھ میں گرز گران سر سے اونچا اٹھا اور دوسرے ہاتھ میں سپر
لیکر قلعہ کا رخ کیا ادھر اسود زنگی نے دوربین سے دیکھا کہ اب یہ دیو پیکر دیر آگیا ہی بس
گولہ اندازوں سے اشارہ کیا فوراً توپخانہ رعد آواز لرزش میں آیا قلعہ سے گولہ دبنے لگا
اور محیط منارہ گردن نے مرکب کو جولان کیا گولوں کو خالی دیتا اور رد کرتا ہوا چلا
گولہ اندازوں نے جب یہ اندازہ کر لیا کہ اب ہمنے ایک ایک ذرہ زمین کا اُڑا دیا ہوگا تو توپوں کا
ہاتھ روک لیا دھواں ہوا سے منتشر ہوا تو دیکھا کہ ہمراہیان محیط منارہ گردن سے قریب دو سو کے
اُڑ گئے تھے باقی منتشر ہوگئے لیکن محیط منارہ گردن لب خندق پر کھڑا انتظار کر رہا تھا
اور پکار رہا تھا کہ ای اسود زنگی اگر خیریت اپنی چاہتا ہی تو پھاٹک قلعہ کا کھول دے اسود
زنگی نے فصیل قلعہ پر سے بانس کا منڈوا ڈالا اور کڑکے کا پولا بارود کی ہانڈی تیل کا کڑاہ یہ سب
چیزیں پھینکیں مگر محیط منارہ گردن نے سب چیزوں کو رد کرکے پھاٹک توڑا اور اندر قلعہ کے داخل
ہوا اسوقت اہل قلعہ مرنے پر آمادہ ہوئے اسود زنگی نے تلوار ماری محیط منارہ گردن نے
کلائی پکڑ لی اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کے اٹھا لیا اور لوگوں نے حملہ کرنا چاہا محیط منارہ گردن نے
اسود زنگی کو بجائے سپر لے لیا اور لڑنے لگا فوج بھی محیط منارہ گردن کی آ پڑی تلوار
چلنے لگی اُس وقت اہل قلعہ نے آواز امان بلند کی اور اطاعت محیط منارہ گردن کی قبول
کرلی محیط منارہ گردن نے اپنی جانب سے سہام ناوک انداز کو حاکم قلعہ مقرر کیا اور قید
اسود زنگی کی اپنے ہمراہ لی اور کوچ کرکے طرف شہر شمالیہ کے روانہ ہوا راستے میں نامہ دار کو
معلوم ہوا کہ قلعہ سر ہوگیا یہ رقاہیو اُس شہر شمالیہ کی طرف روانہ ہوا اور قطب شاہ شمالی سے
عرض کی کہ میں نہ ہونے پایا تھا کہ قلعہ فتح ہوگیا اور اب محیط منارہ گردن اس طرف آتا ہی
قطب شاہ شمالی بیخبر تھا کہ شاہزادہ طہمورس شیر پیکر کہاں گیا پہلوانان لشکر نے عرض
کی کہ حضور وہ طفل ہمارا کیا مقابلہ کرتا بھاگ گیا ہوگا قطب شاہ شمالی کو بھی یہی خیال ہوا کہ طہمورس
بہانے سے چلا گیا ہی اسنے بھی جنگ کی تیاری کی لیکن حال شاہزادہ طہمورس شیر پیکر کا سنیے
کہ جس وقت لشکر اسکا قلعہ اسود کے قریب پہونچا تو اسے تعجب ہوا کہ ابتک اہل قلعہ میں کسی
بلندوالی کو نہیں آگئے اسنے وہیں قیام کیا اور ہرکاروں کو دریافت حال کے لیے روانہ کیا
کہ محیط منارہ گردن سے کیا گذری ہرکاروں نے بعد دریافت حال آکر عرض کی کہ ای شہریار

چونکہ حضور کو تشریف لانے مین دیر ہوئی اس وجہ سے محیط منارہ گردن نے یورش کر کے قلعہ کو لے لیا قلعہ دار کو قید کر لیا اب کوچ کر کے شہر شمالیہ کی طرف گیا ہی اور اپنی جانب سے سہام ناوک انداز کو حاکم قلعہ مقرر کر گیا ہی پس یہ سنکے شاہزادہ طیمور شیر سرور کو نہایت غصہ آیا اہرمن کوہی سے فرمایا کہ تم تو شہر شمالیہ کی طرف جاؤ اور محیط منارہ گردن سے کہدینا کہ مین بھی اس قلعہ سے فرصت کر کے آتا ہون اگر وہ انتظار کرے تو خیر ورنہ ایک روز کی میدان داری تم کر لینا دوسرے روز یقین ہی کہ مین پہونچ جاؤنگا یہ سنکے اہرمن کوہی نے عرض کی کہ ای شہریار محیط منارہ گردن کے نام سے پہلوانان عالم تھراتے ہین مین آپ سے مقابلہ کرنے کو موجود ہون مگر مجھے امید نہین کہ کوئی بھی اسپر فتحیاب ہو سکے اسلیے کہ وہ بلا سے بیدرمان ہی فرمایا کہ چونکہ وہ اسود زنگی کو گرفتار کر لے گیا ہی مین بھی اسکے قلعہ دار کو اسیر کر کے اپنے ہمراہ لیجاؤنگا اہرمن کوہی نے عرض کی کہ حضور کو اختیار ہی مین ابھی جاتا ہون یہ کہکر اسنے اپنے اسّی ہزار سواروں کو ساتھ لیا اور جانب شہر شمالیہ روانہ ہوگیا یہان شاہزادہ طیمور شیر سرور نے سہام ناوک انداز سے کہلا بھیجا کہ اگر خیریت اپنی چاہتا ہی تو قلعہ سے نکل جا ورنہ ایک دم مین قلعہ خالی کرا لونگا سہام ناوک انداز نے جواب مین کہلا بھیجا کہ مجھے نہین جانتا کہ مین کس شخص کا ملازم ہون تو کیا حقیقت رکھتا ہی کہ قلعہ خالی کرا لیگا او اہل قلعہ تو مین مارتے ہین اور مین تیر مار کے لشکرون کو بھگا دیتا ہون تو اگر اپنی خیریت چاہتا ہی تو پلٹ جا ورنہ مارے تیرون کے ایک قدم آگے نہ بڑھ سکیگا یہ سنکے شاہزادہ غیظ و غضب مین آیا اور اسی وقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ پس نقارہ رزمی بجنے لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر اہل قلعہ کو ہوئی انھون نے بھی نقارہ رزمی بجوایا دونون طرف تیاری جنگ ہوئی سہام ناوک انداز نے اپنے ناوک اندازون کو فصیل قلعہ پر قرینے سے بٹھایا اور آپ گرد دروازہ قلعہ پر کھڑا ہوا اس طرف شاہزادہ طیمور شیر سرور سوار ہوا اور اہل لشکر سے کہا کہ تم سب یہین رہو مین اکیلا اس قلعہ کو سر کرونگا ہر چند خیر خواہون نے اصرار کیا مگر شاہزادہ طیمور شیر سرور نے کسیکو اپنے ساتھ نہ آنے دیا اور بیٹھکر پشت مرکب پر تلوار برہنہ کر کے ہاتھ مین لے لی دوسرے ہاتھ مین سپر سنبھالی اور مرکب کو طرف قلعہ کے جولان کیا ادھر سہام ناوک اندازون نے تیر مارنا شروع کیے یہ لوگ ایسے قادر انداز تھے کہ نشانہ انکا خطا نہ کرتا تھا شاہزادہ نے دونون ہاتھون کو گردش دینا شروع کیا جو تیر اسکے اوپر آتے تھے انکو سپر پر روکتا تھا اور جو تیر گھوڑے پر آتے تھے انکو تلوار سے قلم کرتا تھا اسی طرح بر لب خندق جا پہونچا ابتو سہام ناوک انداز گھبرایا پس اسنے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ اب اس سے پیش پانا دشوار ہی کیا خوب ہو کہ ہم دوڑ اور جو دروازہ کی طرف سے نکلجاوینگا وہ اچھا رہیگا ورنہ جو حالت اسود زنگی کی ہو چکی ہی وہی ہماری بھی ہوگی یہ مشورہ کر کے یہ تو چور دروازے سے نکلکر فرار ہوا اور شاہزادہ طیمور شیر سرور نے پہاٹک قلعہ کا توڑکر اندر آیا تو کسیکو نہ پایا جو لوگ یہان رہگئے تھے انھون نے عرض کی کہ قلعہ دار بھاگ گیا الغرض یہان کسیکو ناظم قلعہ مقرر کیا اور اسی وقت مع لشکر کوچ کر کے تعاقب مین سہام ناوک انداز کے روانہ ہوا لیکن اب

چند کلمہ داستان شہر شمالیہ کے گزارش کیے جاتے ہین

شاہ شمالی نے لشکر کو اپنے فراہم کر کے شہر کے باہر نکالا اور میدان مین آکر

خیمہ زن ہوا دوسرے روز صبح کو گرد اڑی اور محیط منارہ گردن ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچا
قیدا سود زنگی کی اسکے ساتھ تھی دیکھا رستے کہ لشکر قطب شاہ کا خیمہ زن ہے یہ سرداران لشکر
کو دیکھ کے ہنسا اور اسنے بھی مقابل لشکر قطب شاہ خیمہ برپا کیا اور قطب شاہ کو نامہ لکھا
کہ اے قطب شاہ بہتر یہ ہے کہ جان کو غنیمت جان اور ملک سے ہاتھ اٹھا ورنہ اگر مقابلہ کرے گا
تو جان بھی مال کے ساتھ تلف ہوگی تیرے لشکر کے پہلوان ہیچ کیا کر سکتے ہیں میں نے سنا ہے کہ تو نے
جس طفل کو میرے مقابلہ کے واسطے بلایا تھا وہ میرے خوف سے بھاگ گیا جب یہ نامہ قطب شاہ
کو پہونچا تو اسنے جواب تحریر کیا کہ اے محیط منارہ گردن لعنت ہے ایسی زندگی پر جو ذلت و خواری سے
بسر ہو اگر سلطنت نہیں تو زندگی بھی بیکار ہے جو تجھ سے ہو سکے اسمیں قصور نکرنا یہ جواب جو محیط منارہ
گردن کو پہونچا اسنے برہم ہو کے حکم دیا بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز
نقارہ کی گرجی خبر قطب شاہ کو ہوئی اسنے بھی نقارہ رزمی بجوایا دونوں لشکروں میں تیاریاں جنگ
کی ہونے لگیں لیکن بسبب شام کے لوگوں میں عجب طرح کا انتشار تھا کہ دیکھیے کل کیا ہوتا ہے کہ انسان
اور دیو کا مقابلہ ہے جب صبح ہوئی تو دونوں لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف
قتال و جدال نقیب ہنوز دیکھ رہے تھے کہ جانب صحرا سے یک گرد و غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے
اسکے آتے ہی دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے اہرمن کوہی اسی ہزار سواروں سے پیدا ہوا
اسکو یہ خیال ہوا کہ اگر میں مہلت طلب کرتا ہوں اور نام شاہزادہ طیمور کا لیتا ہوں تو میری جرات
میں فرق آتا ہے محیط منارہ گردن دل میں کہیگا کہ یہ مجھ سے مقابلہ کرتے ہوئے خوف کرتا ہے یہ سمجھ
اسنے آتے ہی للکارا کہ او محیط منارہ گردن تجھے شرم نہیں آتی کہ تو نے ایسے ملک پر چڑھائی کی ہے
جہاں کوئی شیر ہم نبرد نہیں ادھر آ اور میرے روبرو سامنا کر محیط منارہ گردن نے کہا کہ او کوہی قزاق تجھے
اسقدر بھی یہ جرات ہوئی کہ تو اپنے مسکن کو چھوڑ کر یاں پر چڑھائی کرنے لگا کیا تو نے میرا نام نہیں
سنا ہے کہ میں کون شخص ہوں اہرمن کوہی نے کہا کہ میں وہ شخص ہوں کہ جسکو سر اٹھا کر اپنے قلعہ
کی طرف سے نہیں جانے دیا جو گیا وہ گردن کٹا کے گیا ہے اگر تو اس طرف آتا تو تجھے بھی معلوم
ہو جاتا کہ میں کون ہوں بس زیادہ لاف زنی سے کچھ حاصل نہیں ہے لا حربہ اپنا یہ سنکے محیط منارہ گردن
نے نیزہ سنبھالا اور سینہ پر اہرمن کوہی کے وار کیا اہرمن کوہی نے نیزہ کو نیزہ پر کاٹا دوپہر
ہونے لگی لیکن قطب شاہ حیرت میں تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے مجھ سے تو اس قزاق سے ملاقات بھی نہ تھی
یہ میری طرف سے کیوں مقابلہ کرنے کو آیا ہے ادھر ان دونوں میں رد و بدل ہوتے ہوتے نیزے
بیکار ہو گئے نوبت شمشیر زنی کی پہونچی مرکب اہرمن کا مارا گیا اہرمن نے قصد کیا کہ محیط کے گھوڑے
کو بھی پے کر دوں لیکن محیط منارہ گردن مرکب سے کود پڑا اہرمن نے دوڑ کر تلوار ماری محیط
منارہ گردن نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈال دیا محیط منارہ گردن ہمہ دار زبردست ہو چلا تھا کہ زور کر کے
ہاتھ سے تلوار چھین لوں لیکن ممکن نہوا اسلیے کہ اہرمن کوہی بھی بلا سے بڑا پہلوان تھا اسنے گریبان میں
ہاتھ ڈال دیا کشتی ہونے لگی دونوں طرف کے سردار قریب آ کے تماشہ دیکھنے لگے تمام دن
کشتی رہی آخر سپہ شام محیط منارہ گردن اہرمن کو بغل کر کے لے چلا تھا کہ پانوں اہرمن کا سم
میں جا کے ٹوٹا دفعتہً رنگ اسکا زرد ہو گیا اندام میں رعشہ پڑ گیا محیط منارہ گردن نے پوچھا کہ کیا حال
ہے اہرمن نے کہا کہ پانوں میں انگوٹھا کٹ گیا ہے مگر میں پھر تیرے مقابلہ کو موجود ہوں یہ کہکر ایک نعرہ [illegible]

اینک کر مقابلہ پر آمادہ ہوا محیط منارہ گردن سننے لگا اور چھوڑ کے علیحدہ ہوا چونکہ شام ہو چکی تھی طبل
بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھر گئے کر لوگ اہرمن کو اٹھا لے گئے اور علاج مین مصروف
ہوئے لیکن اہل شمالیہ کو نہایت رنج ہوا کہ ایک طرفدار آیا تھا اسکی یہ حالت ہوئی اب تک دیکھیے کیا
ہوتا ہے وہان محیط منارہ گردن اپنی بارگاہ مین پہونچا لباس بزم پہنا پوشاک رزم اتاری دو چار جام شراب
کے پیے جب دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا تو حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ زری
پر چوب لگنے لگے اور آواز نقارہ کی گرجی پھر قطب شاہ شمالی کو ہوئی اسنے بھی کوس حربی بجوایا افسران
لشکر نے فرمانے پر کمر باندھی ملازمان اہرمن کوہی نے اہرمن سے کہا کہ اگر حکم ہو تو شبخون مار کر سب کو
محیط کے ہم تباہ کر دین اسے اتنی مہلت نہ لینے دین کہ یہ شہر شمالیہ پر حملہ کرے اہرمن نے منع کیا کہ یہ فعل
شاہزادہ کے خلاف ہوگا میری طرف سے جا کر محیط منارہ گردن سے اتنا کہہ آؤ کہ ابھی طبل نہ بجوائے اور
انتظار شاہزادہ ظہور کا کرے اگر اسنے مان لیا تو بہتر ورنہ دیکھا جائیگا ایک سوار اہرمن کا پیام لیکر
محیط منارہ گردن کے پاس آیا اور کہا کہ ہمارے سردار نے اتنی مہلت طلب کی کہ یا ہمارا آقا
آلے یا پاؤن ہمارا اچھا ہو لے تو ہم بڑے مقابلہ موجود ہین یہ سنکے محیط منارہ گردن نے کہا کہ
رات مین طبل جنگ بجوا چکا اگر پہلے سے اہرمن نے یہ کہلا بھیجا ہوتا تو مین طبل نہ بجواتا اور مجھے زیادہ ٹھہرنے
کی فرصت بھی نہین ہے اسلیے کہ مجھے یہان سے فرصت کرکے خدمت مین خداوند ساریق بن لقا کے
جانا ہے کہ اسنے بھی مجھے بڑے مدد طلب کیا ہے خداپرستون نے خداوند پر چڑھائی کی ہے جب یہ جواب
اہرمن کوہی کو ملا تو بہ مجبوری کر خاموش ہو رہا اور یہ تہیہ کر لیا کہ اگر لشکر شمالیہ شکست کھانے لگا
تو مین پھر اسی حالت زخمداری مین مقابلہ کرونگا الغرض طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور یہ خانہ
شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے طائر اپنے اپنے آشیانون سے نکل نکل کر شاخہاے
درخت پر مصروف زمزمہ سرائی ہوئے پرند چرند گاہون کی طرف متوجہ ہوئے پرند فکر آب و دانہ مین چلے یہان دونون
لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوئے اہرمن کوہی بھی ایک راجے پر سوار پاؤن مین پٹی بندھی ہوئی
میدان مین آکے پہونچا محیط منارہ گردن مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا اور پکارا کہ اے قطب شاہ شمالی
نکل تو اس کوہی نے اگر تجھے بچا لیا اب آج کون میرے مقابلہ کے واسطے نکلیگا یہ سنکے قطب شاہ
شمالی نے اپنے لشکر کی طرف دیکھا اور آواز دی کہ ایہا الناس اگر تم لوگون کو پاس نمک ہو اور تاب
مقابلہ ہو تو کوئی بہادر اسکے مقابلہ کو جاے ورنہ مین خود عزم مقابلہ رکھتا ہون بادشاہ کو آمادہ مرگ
پاکر سردار بھی مہیاے جنگ ہوئے لشکر سے قطب شاہ کے سرہنگ تیغزن نکلا اور
قطب شاہ سے عرض کی کہ جبتک ہم جان نثار موجود ہین سلطنت پر زوال نہ آنے دینگے قطب شاہ
نے کہا کہ جاؤ خیرخواہ دولت اور اس سرکش سے مقابلہ کرو تیرے دوست خداوند تیرے نگہبان ہین
یہ سنکے سرہنگ تیغزن مرکب کو چمکا کر سامنے محیط منارہ گردن کے آیا محیط منارہ گردن نے
کہا لا ضرب بہادری کی یہ سنکے سرہنگ نے نیزہ مارا محیط منارہ گردن نے نیزہ سرہنگ کے ہاتھ
سے نکال دیا اسنے تلوار ماری محیط منارہ گردن نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغہ
آبدار کا مارا سرہنگ کے مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے بعد سرہنگ کے فیروز تبرزن نکلا وہ
بھی مارا گیا اسکے بعد سلیم زرہ پوش نکلا یہ بھی مارا گیا پھر چھ مین سترہ یا اٹھارہ سردار قطب شاہ
شمالی کے مارے گئے جو گیا ایک ہاتھ مین کام اسکا تمام ہوا اب تو یہ ہیبت طاری ہوئی کہ پرانجد

ہوگیا محیط منارہ گردن للکار رہا ہے کہ جسکو آنا ہو وہ آئے ورنہ میں خود آتا ہوں لیکن کسیکی جرأت
نہیں ہوتی اب محیط منارہ گردن نے طرف لشکر شمالیہ کے بڑھنے کا قصد ہی کیا تھا کہ جانب صحرا سے
آگے پیچھے دو سوار گرد کے اٹھے سب دیکھنے لگے کہ یہ کیا معرکہ ہے دیکھا کہ آگے آگے تو ایک پہلوان
بھاگا چلا آتا ہے اور پیچھے پیچھے اسکے ایک سر خود پوش گھوڑا دوڑائے ہوئے برکالہ آتش بنا ہوا مثل قضائے
مبرم کے مسلح چلا آتا ہے یہ دونوں اس طرح آرہے تھے کہ کسی نے نہ پہچانا جو پہلوان آگے آگے بھاگا آتا
تھا اسی نے محیط منارہ گردن کے سامنے پہونچکر آواز دی کہ مجھے اس شیر کے ہاتھ سے بچا یہ
بس یہ کہنا تھا اور تھمنا تھا کہ سر خود پوش بھی سر پر آپہونچا آتے ہی جو تلوار ماری مع مرکب چار ٹکڑے
ہوئے جب لاش گری تو محیط منارہ گردن نے اُسے رفیق سہام ناوک انداز کو پہچانا اُدھر
شاہزادہ طہمورث شیر پرور کو سبنے پہچانا اہرمن کے لشکریں میں تو نقارہ شادمانی بجنے لگا لیکن محیط
منارہ گردن کی آنکھوں میں خون اُتر آیا نیزہ پکڑ کر طہمورث کی طرف بڑھا اور پکارا کہ او طفل تو بڑا
سرکش معلوم ہوتا ہے کہ تو نے میرے ایسے زبردست سردار کو اس طرح مار لیا اب چھوڑتا ہوں تجھکو
یہ کہکر اسنے چاہا کہ طہمورث کو نیزہ پر اٹھالوں طہمورث نے ترچھے ہو کر وار نیزہ کا خالی دیا اور نیزہ کو بغل
میں داب کر لیا کہ دبا کہ نیزہ ٹوٹ گیا بس محیط منارہ گردن نے تلوار ماری طہمورث نے کلائی پر
ہاتھ ڈال دیا اور چاہا کہ کھینچ لوں مگر محیط بھی پہلوان زبردست تھا نہ اسنے تیغہ چھوڑا نہ لنگر اسکا
اکھڑا اسی کشمکش میں گھوڑے تنگ آگئے اور چلا کے بیٹھ گئے دونوں نے زین خالی کی اور مصروف
تلاش ہوگئے اتنے میں قطب شاہ شمالی قریب آگیا ہے اور سرداران شمالیہ قریب سے آکر تماشہ دیکھنے لگے
کہ یہ وہی لڑکا ہے جو بادشاہ نے جسکو اپنے مدد طلب کیا تھا اُدھر اہرمن کو بھی نے ارابہ اپنا بڑھوایا اور
قریب آکر لڑائی کا تماشہ دیکھنے لگا یہاں شاہزادہ طہمورث شیر پرور مصروف تلاش تھا محیط منارہ گردن
ہر چند قصد کرتے چاہتا تھا کہ طہمورث کو اٹھالوں مگر طہمورث بھی جہاں ہاتھ ڈال دیتا تھا اور قدم جما دیتا تھا
ہلنا دشوار ہو جاتا تھا جب اسی حالت میں طہمورث انکو ہار کر تیور ڈالتا تھا محیط منارہ گردن کی نظر
میں سے جاتی تھی اسی کشمکش میں شام ہوگئی محیط منارہ گردن نے کہا او طفل تو بڑا بہادر ہے چار رات واسطے
آسایش کے ہو آرام سے صبح کو پھر مقابلہ کرنا طہمورث نے کہا کہ میں بغیر فیصلہ کیے آرام لینے کو حرام جانتا ہوں
تو مجھے چین پڑتا ہے یہ سنتے محیط منارہ گردن کو غصہ آیا کہا کیا تو سمجھتا ہے کہ میں تجھ سے ڈر گیا ہوں میں
بھی عاجز نہیں ہوں یہ کہکر پھر دونوں لڑنے لگے جب محیط منارہ گردن طہمورث شیر پرور کو پکڑ لاتا ہے
طہمورث اس طرح ہاتھ چھڑا کر نکل جاتا ہے جس طرح بجلی گھٹا سے نکل جاتی ہے اور جب طہمورث محیط کو پکڑتا
ہے تو یہ بھی نکل جاتا ہے جوڑ اکا کشتی کا بندھا ہوا ہے دیکھنے والے وجد کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ محیط
منارہ گردن تو مشہور پہلوان ہے مگر یہ لڑکا بھی قیامت کا پیدا ہے دیکھیے انجام جنگ کیا ہوتا ہے دونوں جانب
سے روشنی آگئی سرداروں کے دنگل کھینچ گئے تمام رات یہ دونوں مصروف تلاش رہے اور نہ فیصلہ
ہوا صبح ہوگئی صبح کو بھی علیحدہ نہ ہوسکے دونوں جانب سے دو کاسہ شیر آگئے دونوں نے پیے اور پھر سرگرم
تلاش ہوئے آج بھی تمام دن کشتی رہی مگر فرق نہ محسوس ہوا تیسرا دن آیا کوئی دو پہر گذرے ہونگے
کہ محیط منارہ گردن نے غصہ میں آکر دونوں بازو طہمورث شیر پرور کے پکڑ کر آواز دی کہ او طفل سنبھل جا
اگر تو نے یہ زور میرا روک لیا تو گویا مجھے زیر کر لیا یہ کہکر طہمورث کو ریل کر پیچھا بس طہمورث نے پچھلے قدم پیچھے
ہٹا لیا کہ محیط اپنا بنزد زمین اوندھے منھ جا رہا بس طہمورث نے وہیں سے پلٹ کے کمر پنجہ کے

دل مین کہتا کہ دونون سخت بیغیرت ہین لیکن خلنجال جادو نے رات بھر ساریق سے منہ کالا کروایا سختگان
کسی گوشہ مین پڑا رہا صبح کو خلنجال جادو نے ابر بہتیار کیا اور ساریق و سختگان کو لیکر جانب سیاہ قلعہ
روانہ ہوئے جس وقت ساریق اپنے قیطول پر پہونچا اور ملازمان خاص ملے اُسکے جو راز دار قدرت کہلاتے تھے
وہ آگاہ ہوئے تو سب نے آکر پوچھا کہ یا خداوند اُس بندے کی مشکل آسان ہوگئی ساریق نے کہا کہ
مین نے اُس نالایق قدرت کو غارت کر دیا اور حکم دیا کہ طبل ورود بجے اُسی روز طبل بجا سب کو خبر ہوگئی کہ
خداوند اس بچہ کرانی کی مشکل آسان کرکے آگئے لوگ جوق جوق گروہ گروہ سجدے کے واسطے آنے
لگے خلنجال جادو تو اُسی وقت رخصت ہوکے چلی گئی اور ساریق ملعون نے ورغچہ قدرت سے
سر نکالا لوگون نے سجدہ کیا بعض نے پوچھا کہ یا خداوند صاحبقران بھی تو اُسی طرف گئے تھے پھر
کیا ہوئے ساریق نے کہا کہ مین نے اُس بندہ سرکش کو بھی غارت کر دیا ادھر ہرکارے نے جیسے
وحشت اثر لشکر خاص مین بادشاہ اسلام کے آئے اور سارا ماجرا بیان کیا بادشاہ اسلام
نہایت متردد ہوئے کہ یہ ملعون کہتا ہے مین نے اس بندے کو غارت کر دیا خدا جانے
امیر پر کیا پیچ پڑا اُسی وقت خواجہ زادے طلب ہوئے انھون نے اپنے علم سے دریافت
کرنے کے بعد عرض کی کہ حضور اطمینان رکھین ساریق ملعون جھک مارتا ہے امیر خیریت سے ہین اور
انشاء اللہ نہایت جاہ و حشم کے ساتھ تشریف لائینگے لیکن ابھی بیس پچیس روز کا عرصہ ہے سردارون
کو اطمینان ہوا اب جا سے صاحبقران پہ سکندر رستم نو بیٹھا ہے اسلیے کہ یہ صاحبقران اوسط مقرر
ہوا ہے بعد صاحبقران کے قائم مقام صاحبقران یہی ہے سب سردار مثل صاحبقران سکندر کی
اطاعت کرتے ہین وہان ساریق ملعون نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ ہر چند سختگان نے منع
کیا کہ دیکھیے کیا کرتا ہے ادھر تو بدعہدی ہوئی ہے کہ آپ ہی نے امیر سے ایک ماہ کی رخصت طلب کی
تھی اب امیر کی عدم موجودگی مین طبل جنگ کا بجوانا اچھا نہین ہے علاوہ اسکے خلنجال جادو نے بھی منع
کیا ہے لیکن اپنے نشہ غرور مین کچھ سماعت نہ کی اور طبل بجنے کا حکم دے ہی دیا ہرکارون نے خبر
بادشاہ اسلام کو پہونچائی کہ ساریق نے نقارۂ رزمی بجوا دیا ہے فرمایا کچھ پرواہ نہین ہے کہدو کہ ہمارے
یہان بھی بفضل ایزدی دبدبہ باقی ہے بجے طبل جنگی اُسی وقت یہان بھی کوس حربی نوازش مین
آیا اور تیاری جنگ کی ہونے لگی ادھر آئینہ پرستون نے بھی نقارہ رزمی بجوا دیا تمام رات دونون
لشکرون مین تیاری جنگ ہوا کی جب صبح ہوئی تو ساریق ملعون آکر بالائے قیطول بیٹھا اور لشکر
کئی کروڑ کا زیر قیطول صفین باندھ کر کھڑا ہوا ایک جانب لشکر آئینہ پرستون کا صفین باندھے
کھڑا تھا اسی طرف فوج اسلام میدان جنگ مین صف آرا تھی نقیبان خوش آواز اشعار غیرت انگیز
پڑھ رہے تھے اور ناپائداری دنیا کا حال بیان کر رہے تھے بہادرون کے جوش شجاعت مین جھوم
رہے تھے سرداران لشکر کفار کی ہمتین بڑھی ہوئی تھین کہ نہ تو صاحبقران موجود ہین نہ [illegible]
موجود ہے جسکا خوف ہو ہنوز کوئی میدان مین نہ نکلا تھا کہ جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا سب دیکھنے لگے
کہ کون آتا ہے جس وقت وہ ابر گرد شگافتہ ہوا تو دل گردے سے زلزال بن زلزال دیو برد و اژدر کش
پیدا ہوا دیکھا اسنے کہ دونون طرف کی صفین آراستہ ہین ہنوز کوئی میدان مین نہین آنے پایا تھا
کہ اسنے جلدی سے فیل اپنا بڑھایا اور سامنے قیطول ساریق کے آکر فیل سے اتر کر سجدہ کیا اور کہا کہ یا
خداوند مجھے اجازت میدان عطا ہو ساریق نے کہا اے بندۂ خاص جا تو ان سب پر فتیاب ہوگا مین

صاحبقران کو غارت کر دیا کہ اس سے زیادہ شہ زور میں نے کوئی بندہ پیدا نہیں کیا تھا اب جا تو ان تمام خداوند اشقیا پر
غالب ہو گا زلازل بارہ دگر فیل پر سوار ہو کے میدان میں آیا اور پکارا کہ یا سنقل تو گروہ خداپرستان بعد
صاحبقران کے تم میں سے جنگجو خوش صاحبقرانی ہوا اور جو قائم مقام صاحبقران سمجھا جاتا ہو وہ میرے
مقابلہ کو آئے ہر چند کہ طلیعہ پہلے سے تہیہ کیے ہوئے تھا کہ ہر ہر کے ایسے فیصلہ نہیں ہونے پایا تھا کہ اسکو
پہنچ گیا تھا میں ہی اس سے مقابلہ کرونگا مگر جب اسنے یہ کلمہ کہا کہ جو قائم مقام صاحبقران ہو وہ میرے
مقابلہ کو آئے تو طلیعہ نے تامل کیا لیکن اس کلمہ کے سننے کی سکندر کو کب تاب تھی وہیں سے باگ حرکت
کی دی اور بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر سامنے زلازل بن زلزلہ اژدر کش کے تشریف لائے اور
فرمایا کہ لا ضرب بہادری کی زلازل نے کہا کہ اگر اور کوئی تجھ سے زبردست ہو تو اسے میرے مقابلہ کو
بھیج فرمایا تیری گوشمالی دینے کو میں ہی کافی ہوں ہنوز یہاں گفتگو یہی ہو رہی تھی کہ جانب صحرا سے پھر گرد اڑی
سب کو تعجب ہوا سکندر اور زلزلہ نے بھی اس گرد کا انتظار کیا یہانتک کہ اتنے میں اسکے دامنہ گرد شکافتہ ہو
اور دل گرد سے دو سو علم نشانہ دو لاکھ سوار کا پیدا ہوا علموں میں آئینہ نصب تھے پھریرے سرخ
رنگ کے تھے آگے آگے شاہزادہ طیمور شیر پرور کب باد رفتار پر سوار ایک سردار زبردست طیمور
کے داہنی جانب اور ایک بائیں جانب پشت پر دو لاکھ سوار طیمور کی آمد دیکھکر سنگ بن طوفان
دریا موج سرداران لشکر کو لیکر برائے استقبال بڑھا اور پیشوائی کر کے طیمور شیر پرور کو لایا تھا
جو صف آرائی دیکھی پوچھا کہ کیا سارق آ گیا لوگوں نے عرض کی کہ ابھی نے آکے طبل جنگ بجوایا ہے
اور پہلے خود ہی ایک مہینہ کی مہلت صاحبقران سے طلب کر گیا تھا اب خود ہی خلاف عہد
کیا پوچھا کہ صاحبقران تشریف لائے عیار نے عرض کی کہ وہ ابھی نہیں تشریف لائے اور سارق
کہتا ہے کہ میں انہیں بھی غارت کر دونگا طیمور نے کہا جھک مارتا ہے یہ لوگوں کو کیا فاست کرے گا
ادھر زلازل بن زلزلہ سے اور سکندر سے مقابلہ ہوا طیمور کو نہایت افسوس ہوا کہ اگر کچھ دیر پہ
پہلے میں پہونچ جاتا تو زلازل سے مجھی سے مقابلہ ہوتا یا اسکے مقابلہ کو طلیعہ نکلا ہوتا تو بعد فیصلہ جو باقی
رہتا اس سے میں آزمایش کرتا طیمور کو تو یہ افسوس ہوا یہاں زلازل نے سکندر کو نیزہ مارا
سکندر رستم خو نے نیزہ کو نیزے پر کاٹا طعنیں چلنے لگیں رد و بدل ہونے لگی کوئی ایسی طعن کی نوبت
آئی ہوگی کہ سکندر نے ایک مقام پر نیزے سے نیزہ کو لپیٹ کر اور سنان کو سنان سے الجھا کر جو
جھٹکا مارا تو نیزہ ہاتھ سے زلازل کے صاف نکل گیا اسوقت نگاہوں میں زلازل کے زمانہ تیرہ و تار ہو گیا
نیزہ تو مانند تیر شہاب کے کئی قدم کے فاصلہ پر گرا اور زلازل نیزہ بردار آپ بھی خجالت میں غرق ہو گیا لشکر
اسلام سے تکبیر کی صدائیں بلند ہوئیں طیمور شیر پرور نے پکارا کہ سکندر کی تعریف کی کیا [illegible] کہ میں
ابھی کر ہی رہا تھا زلازل نے اراب سے گرز اٹھایا اور آواز دی کہ اے جوان ہوشیار ہو جا کہ ضرب میری خالی نہ
جائیگی یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا یہ کہکر اپنے گرز کو سر پر چرخ دیکر سکندر پر وار کیا سکندر
نے ترچھے ہو کر اس خوبصورتی سے کلہ گرز میں ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ زلازل گردن
فیل پر کھنچ کے آ گیا لیکن فوراً سنبھلا اور گرز ہاتھ سے کھینچ لیا اور پھر ایسے بگڑے چلے کہ
قنا رو زم کی تاب نہ لا سکے بیٹھ گئے دونوں نے مرکبوں سے کود کر زور کرنا شروع کیا آخر تنہ زلازل
نے گرز اپنی طرف کھینچا سکندر نے ہاتھ آگے بڑھا دیا بس جیسے ہی زلازل نے کھینچا سکندر نے
ایسا جھٹکا مارا کہ گرز زلازل کے ہاتھ سے چھوٹ گیا بس زلازل لیٹ پڑا ادھر شاہزادہ سکندر نے

ستم جو نے بھی گرز کو پھینک دیا اور زرلازل سے دست و گریبان ہو کر کشتی ہونے لگی تمام سرداران اسلام
نے گرزبون سے اتر اتر کر ولنگل بچھوا دیے اور تماشہ کشتی کا دیکھنے لگے طیموس شیر سرور بھی قریب
آ کے گھوڑے سے اترا اور کشتی کی سیر دیکھنے لگا اس طرف سے سرداران کفار آ گئے چار جانب سے نکل
کر سپاہیان پیچھے گھوڑون کو سائیس لیے ہوئے کھڑے تھے فوجین اسی طرح صف آرا تھین گرد
سردار جمع تھے اور بیچ مین کشتی ہو رہی تھی زرلازل اگرچہ فیل مست ہے کہ چھایا ہوا لڑ رہا ہے سکندر رستم جو
بظاہر دست و بازو مین زرلازل سے کم ہے مگر رستم وقت ہے جب زرلازل کو پکڑ لاتا ہے تو کلانہ شوا ہے
ہو جاتا ہے سردار داد مردی و مردانگی دیتے جاتے ہین یہانتک کہ لڑتے لڑتے شام ہو گئی دونون
جانب سے روشنی کا سامان ہوا رن مشعلین روشن ہوئین چہار چار جانب لگے لگا دیے گئے
زرلازل لشکر سارلیق مین ایک سردار ہے جانین کفار کی لڑی ہوئی ہین اور وہ صاحبقران ادرستم
سے مقابلہ ہے سرداران اسلام بھی ہمہ تن متوجہ ہین تمام رات اسی حالت مین بسر ہوئی صبح کو بھی مہلت
نہ تھی اسی طرح لڑ رہے تھے یہ دن بھی تمام ہو گیا اور کشتی نہ تمام ہوئی پھر رات ہوئی اب کئی دن کا انجھنا وا
جو ہوا تو فوجین پھر طلسم سے گھبرا کر پریشان ہین لیکن جو لوگ دل کو کڑا کر بندے حاضر رہتے ہین وہ رات
کو آرام لیتے ہین جو ایسا کو شکین باندھے کھڑے رہتے ہین وہ دن کو آرام لیتے ہین سرداران کی بیا سے گئے
جاتے ہین کہ بعض سرج کئے ہین لیکن یہ دونون رستم وقت اسی طرح مصروف تلاش ہین زمین پر پسینہ سے
کیچڑ ہو گئی ہے کہ پھسلے پڑتے ہین لیکن دونون جانب سے ایک ایک کاسہ شیر صبح اور شام آ جاتا ہے دونو
پی جاتے ہین اور پھر لڑنے لگتے ہین یہانتک کہ پانچ شبانہ روز کشتی رہی پانچوان دن بھی گزر چکا ہے
شام قریب ہے کہ سکندر نے لنگر زرلازل کا توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا باندھ لے لشکریان
سپاہ کو چھپا کے حوالے کیا طبل بازگشت بجا کفار نہایت اداس میدان سے پھر گئے اہل اسلام
نقارہ خوشی بجاتے ہوئے پلٹے اور داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے طیموس نے سکندر کی اپنے سردار دو لوگ
سے نہایت تعریف کی اور کہا کہ بارگاہ صاحبقران مین یہ ایک ہی شخص ہے اسکا ثانی دوسرا نہین ہے سارلیق
نے کہا کہ اسنے غرور کیا تھا اس لئے مین نے زیر کروا دیا سخت گالیان دیتا تھا اور کہتا تھا کہ اس
بے غیرت کو کہین غیرت نہین آتی ایسے مشہور کیا ہے کہ بیست اس صاحبقران کو غارت کر آیا اور انھین کے
صندوقچہ مین طلسم سے نجات پائی ورنہ تا زندگی رہا ہونا دشوار تھا اور انھین کی نسبت ایسا کہتا تھا کہ
بے وقت روز ایسا لا سنگیا نہ اس وقت اسے کیسی ذلت ہوئی سارلیق نے پھر طبل جنگ بجوا دیا اور پھر
نقارہ رزمی بجا پھر تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی جس وقت صبح کو دونون لشکر وعدہ گاہ مین صف آرا ہوئے
ہنوز کوئی میدان مین نہ نکلا تھا کہ جانب صحرا سے تیرہ گرد و غبار بلند ہوا دلاورون نے گرد کا انتظار کیا
یہانتک کہ آتے آتے دامنہ گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے سو علم نشان ایک لاکھ سوار کا بعد ازان ہو کر پھر رنگے
رنگ رنگ نگاری تھے اور ہر علم کے پھریرے پر لکھا ہے سارلیق بن لقا کی تحریر تھی اسکے بعد
رعد آواز کرگدن مست پر سوار ایک پیر سر دیو سپید کا ساتھ ساتھ اس شان و شوکت سے
آ کر سامنے فیلطول کے پہونچا سارلیق کو سجدہ کیا اسکے آنے سے لشکر سارلیق مین نقارہ شادمانی
بجا طیموس شیر سرور نے برہوت رعد آواز کو بہت پسند کیا اہل اسلام نے اس جوان کی تعریف
کی اور سارلیق کے یہان تو اسی سردار پر یہ سب ساہی جو نکہ اسکی خاطر سارلیق کو بہت منظور تھی طبل جنگ
بجوا دیا اور برہوت رعد آواز کو بالائے فیلطول طلب کیا اور حکم دیا کہ ایک میل بنا کر اسپر سر دیکھے

سرمیمنت کا نصب کر دیا جا سے ادھر اہل اسلام بھی اپنی فرودگاہ پر آئے طنبور شیر بہ پور بھی میدان
سے پھیرا دل میں دعا میں کرتا تھا کہ یا خداوندا ایسا یہ سردار مجھے ملے یہاں لوگوں نے ایک منبل جمری
لاکر بیچ میدان میں نصب کیا اور اسپر سر دیو سنت کا نصب کر دیا سارلیق نے جنگ ملتوی
رکھی اور سامان جشن کیا تمام ملک سارلیقیہ میں چراغان ہوا اور بہ سبب رعد آواز کے آنے کی نہایت
خوشی ہوئی یہاں شاہزادہ سکندر رستم خو نے زلازل کو طلب کیا جسوقت زلازل بسر غل و زنجیر
سامنے تاج اسلام کیا شاہزادہ سکندر رستم خو نے ایک دنگل آہنی پر بیٹھنے کا حکم دیا زلازل بیٹھ گیا
شاہزادہ سکندر نے فرمایا کہ ای زلازل میں نے تجھے کس طرح زیر کیا زلازل نے عرض کی کہ جس طرح
بہادر بہادروں کو زیر کرتے ہیں فرمایا پھر تیرے سبب کے بارے میں کیا کہتا ہی زلازل نے عرض کی کہ اگر
شہریار اگر میں دین اسلام اختیار کرونگا تو لوگ کیا ہی کہینگے کہ زلازل خوف جان سے مسلمان ہو گیا
سکندر نے فرمایا کہ اگر تو اسلام نہ اختیار کریگا تو میں تجھے قتل کرونگا زلازل نے عرض کی ع
سر نپیچم ز شمشیر حبیب + ہر چہ آید بر سر من یا نصیب + ای شہریار میرا قتل ہو جانا ہی بہتر ہی فرمایا کہ دیکھ جہان ہست
نہ کر اس معبود حقیقی کو پہچان جسنے سب کو پیدا کیا ہی اور سارلیق ملعون پر لعنت کر کہ وہ ایک خر نااہل
ہی زلازل نے کہا کہ میں بھی خوب جانتا ہوں کہ سارلیق کی کوئی حقیقت نہیں ہی خلخال جادو نے
اسکو اتنا زور دیا ہی کہ اتنے چھین کے سارلیق کے قبضے میں کر دیے اور سلطنت کو وسیع
کر دیا خلخال جادو کے دباؤ سے بڑے بڑے ساحر اور پہلوانان صف شکن اسکے مطیع ہیں
لیکن ای شہریار میں ہمیشہ سے سارلیق کو بادشاہ اور اپنا ولی نعمت سمجھتا تھا میں نے اسکو سجدۂ
عبودیت کبھی نہیں کیا مگر میں دین اسلام بھی اختیار نکرونگا آپ مجھے قتل کر ڈالیے سکندر نے
بادشاہ اسلام کی طرف دیکھا اور عرض کی کہ اب کیا حکم ہوتا ہی بادشاہ اسلام نے بھی زلازل کو سمجھایا
زلازل نے یہی جواب دیا کہ میں خوب سمجھتا ہوں کہ دین آپ کا برحق ہی مگر اس وقت مسلمان ہونے سے
میری سپہگری میں داغ لگتا ہی بادشاہ اسلام نے صاحبقران اوسط سکندر رستم خو سے ارشاد کیا
کہ جب یہ دل میں قایل ہو چکا کہ دین اسلام برحق ہی تو مسلمان ہو چکا اسلیے کہ نیت پر ایمان کا دار و مدار
ہی اب قتل اسکا جایز نہیں لہذا اسکو رہا کر دیجیے جہاں اسکا جی چاہے یہ چلا جاے سکندر رستم خو
نے آہنگروں کو طلب کیا کہ قید اسکی کاٹ دیں اس وقت زلازل نے عرض کی کہ اس قید کو
تو میں توڑ سکتا ہوں اگر آپ مجھے رہا کرتے ہیں تو میں رہا ہوا جاتا ہوں یہ کہکر ہاتھ ہتھکڑی کی گرہ
میں ڈالکر جو زور کیا تو قید کے مانند تار عنکبوت کے پارہ پارہ کر کے پھینکدیا اور صاحبقران سے
عرض کی کہ مجھے کیا حکم ہوتا ہی فرمایا میں نے تجھے آزاد کیا جہاں تیرا جی چاہے چلا جا زلازل نے سلام
کر کے بارگاہ سے نکلکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا یہ خبر سارلیق کو ہوئی کہ صاحبقران نے زلازل
کو رہا کر دیا اور زلازل آتا ہی بس اسنے آفات خنرنگ ساز کو بھیجا کہ جاکے زلازل کو لے آ زلازل
اپنے لشکر میں آیا میں لاکھ جوان اسکے ماتحت تھے زلازل نے کہا کہ میں تو اس لشکر سے کنارہ کشی
کرتا ہوں جسکو یہاں رہنا ہو وہ یہاں رہے جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ میرے ساتھ آئے یہ فرما کر
اپنا سامان ساتھ لیکر ایک جانب روانہ ہو گیا دو لاکھ آدمی اسکے ساتھ ہو گئے رستے میں آفات
خنرنگ ساز نے کہا کہ خداوند نے آپکو یاد کیا ہی زلازل نے کہا کہ اب مجھے سارلیق سے
کوئی تعلق نہیں ہی اس سے کہدینا کہ اب میں تیری بارگاہ میں نہ آؤنگا یہ کہکر ایک دریا کے قریب پہونچا

اسنے قیام کیا کہ وہ مقام ساریق نے اسکو دیدیا تھا اس معاذ فہمین کہ ایک دیو نے ساریق کو پکڑ لیا تھا اور
زلازل نے دیو کو مار کر ساریق کو رہا کیا تھا اسکے صلہ مین یہ صحرا اور دریا اور اسکے قرب و جوار مین جو قصبہ
اور قریہ تھے وہ سب ساریق نے زلازل کو دے دیے تھے زلازل نے اسی جگہ قیام مناسب جانا
اور لباس سپہگری کو جسم سے دور کر کے لباس فقیرانہ اختیار کیا اور ایک پہاڑ کی ٹیکری پر بیٹھ گیا اور اپنے لشکر
مین حکم دے دیا کہ خبردار کوئی شخص ساریق پرستی نکرے مین نے ساریق پر لعنت کی یہ سن کے
پچاس ہزار آدمی سے زیادہ بگڑ کے چلے گئے لیکن ڈیڑھ لاکھ جو انہون نے کہا کہ ہمین آپ کی رفاقت
سے کام ہے جیسے آپ کہینگے اسے سجدہ کرینگے زلازل نے کہا کہ اس نیت سے پرستش کیا کرو کہ جسنے
تمام عالم کو پیدا کیا ہے ہم اسے سجدہ کرتے ہین اور خود بھی طریقہ بدل کر خدا پرستی اختیار کی اور عصر طیمور شیر زور
کو معلوم ہوا کہ زلازل نے نہ تو دین اسلام کو قبول کیا اور نہ ساریق پرستی اچھا جانتا ہے اسے خیال ہوا کہ شاید یہ بہتر دین کو
اچھا سمجھے نہنگ بن طوفان کو ایک ٹیکہ دیا اور کہا کہ زلازل بتراہم خشم ہے تم اسکے پاس جاؤ سمجھا کہ اگر تو اپنے ہی دین کو اچھا سمجھا
ہے تو اسی دین کو اختیار کرو اور سکندر کی جرأت پر نظر کی کہ اتنے بڑے سردار کو زیر کر لینے کے بعد اس طرح آزاد کر دیا
نہنگ بن طوفان دریا موج فوج کو لیے ہوئے پاس زلازل کے گیا جسوقت زلازل کو
معلوم ہوا اسنے چند قدم استقبال کیا اور نہایت عزت سے بٹھالا اور پوچھا کہ کس ارادے سے تمہارا
آنا ہوا نہنگ بن طوفان نے کہا اے برادر مین تو صاحبقران آتش پرستان کے ہاتھ سے زیر
ہوا اور اسکا دین بھی اختیار کیا اطاعت بھی قبول کی تمہین سکندر نے زیر کیا تھا تمنے انکی اطاعت کیون
نکی اور دین خدا پرستی کیون نہ اختیار کیا اگر تم اس دین کو اچھا نہین سمجھتے تو آتش پرستی اختیار کرو
اور چلکر دربار طیمور شیر زور مین بیٹھو پھر ہم اور تم ایک ہی دربار مین جمع ہو جائینگے جس طرح سے پہلے
دربار ساریق مین بیٹھتے تھے اسی طرح اب دربار طیمور مین بیٹھینگے طیمور شیر زور بہادر دست
اور نہایت زبردست ہے زلازل ہنسا اور کہا کہ اے نہنگ بن طوفان مین جبتک زندہ ہون سکندر
کی رفاقت کا دم بھرونگا لیکن اسوقت مین نے اسکا اس وجہ سے نہین اختیار کیا کہ لوگ کہینگے زلازل
خوف جان سے مسلمان ہو گیا ورنہ اصل یہی ہے کہ دین خدا پرستی برحق ہے اس سے بہتر کوئی مذہب نہین ہے اب
جسوقت طیمور سے اور خدا پرستون سے فیصلہ ہو جائیگا اور دونون ایک ہو جائینگے اسوقت
پھر ہم تم ایک ہی جگہ جمع ہو جائینگے یہ چند دن کی مفارقت کوئی چیز نہین ہے سکندر رستم خو صاحبقران
اوسط کے لقب سے مشہور ہین اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان
شکوہ اسسے بھی زبردست ہین جب تو آپکی اطاعت سکندر نے اختیار کی اے نہنگ بن طوفان
ان خدا پرستون کی قوت خدا داد ہے خصوصاً اولاد حمزہ صاحبقران سے کوئی عہدہ برآ نہوگا مین وہ
شخص ہون کہ مین نے دیوون کو مار ساتھ ساتھ روز لڑ کر بڑے بڑے دیوون کو زیر کیا اور
پست کیا لیکن سکندر سے بمشکل پانچ روز لڑا اور یہ بھی میرا ہی کام تھا میرا کلیجہ جانتا ہے جیسے جیسے زور
مین نے کر دکھے ہین اور جیسے زور دیکھے ہین اگر کوہ بھی ہوتا تو اپنی جگہ سے جنبش کر جاتا مگر سکندر
کو جنبش نہوئی اے نہنگ بن طوفان مین کیا اب سکندر کے دامن کو چھوڑتا ہون لیکن وقت کا منتظر
ہون یہ سنکر نہنگ بن طوفان مایوس ہوا اور زلازل سے رخصت ہو کر اپنے لشکر مین آیا
اور طیمور سے زلازل کے حال کا اظہار کیا طیمور خاموش ہو رہا لیکن ساریق کو جب یہ خبر پہنچی
کہ آنے سے کچھ پروا نہوئی تب با فراغت سے یہ ہوش کے فراغ حاصل ہوا تو سب ہوت رکھ دیا

نے کہا کہ اب آپ طبل جنگ بجوایئے کل مین اسی جوان کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالونگا جسنے زلزل کو زیر کیا ہی بعد فدا پرستونکے
آئینہ پرستون سے سمجھونگا ساریق نے کہا مین نے بھی تقدیر کی کہ صبح شہر کے باشندے زہر پیونگے اور
اسی وقت طبل جنگ بجنے کا حکم دیا نقارہ رزمی پر چوب پڑنے لگی اور آواز نقارہ کی گرجتی ہرکارے نے خبر لشکر
خدمت صاحبقران مین آکے اور بعد دعا وثنا کے شاہی بجا لانے کے عرض کی کہ لشکر کفار
مین طبل جنگ بجا ہی فرمایا ہی کہ ہمارے یہان بھی کوس حربی نے بجے اسی وقت یہان بھی نقارخانہ سلیمانی
و اسکندری نوازش مین آئے ادھر طہمورث شیر پرور کے لشکر مین کوس حربی بجا تینون لشکرون مین
تیاریان جنگ کی ہونے لگین ہر ایک کو بہبوت رعد آواز کے مقابلہ کا اشتیاق ہی غرضکہ رات
تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو لشکر جوق جوق گروہ گروہ دستہ دستہ جیل جیل آکر وسعتگاہ مصاف مین
صف آرا ہونے لگے پہر دن چڑھتے چڑھتے تمام میدان فوجون سے مملو ہوگیا ایک طرف طہمورث شیر پرور اپنی پشت پر
کئی لاکھ کا لشکر لیے ہوئے کھڑا تھا ایک جانب اہل اسلام صف آرا تھے تمام سردار اپنے اپنے
منصب کے موافق دس دس پانچ پانچ قدم صفوں سے مرکب آگے بڑھائے ہوئے کھڑے تھے
اور سکندر رستم خو بمرتبہ صاحبقرانی لشکر سے چالیس قدم آگے بڑھا ہوا کھڑا تھا علم اژدہا پیکر سر پر
کھلا ہوا تھا پھریرے سے آواز یا صاحبقران آرہی تھی کہ اکرتبہ بہبوت رعد آواز نمودار ہوا
تمام سرداران باختر اسکو گھیرے ہوئے ہین لشکر کفار مین ہمہمہ سالاری آنکے قائم ہوا اکرتبہ
ساریق بت لقا نے آواز دی کہ ای بندۂ خاص الخاص اکبر ملقب قدرت لکار دے کہ جسکو سجدہ
کرنا ہو وہ خداوند کو یہان کے سجدہ کرے اور جو نہ مانے مین نے اسکی قضا تیرے ہاتھ سے معین کی
یہ سنتے ہی بہبوت رعد آواز نے پودا باگ کا لیا تمام لشکر کفار کے علم جلوہ گری پر آئے کی طرح
بل کر گئے نکلا کہ یہ معلوم ہوا ایک دیو مہیب پہاڑی سے نکل آیا بہبوت نے میدان مین آکر دو
سلح شوری کے نیزے کے ہاتھ نکالے سراپا میدان کا دکھایا جس وقت غرق عرق ہوگیا تو ایک مقام
پر نیزے کو گاڑ کے دم کو آراستہ کرکے پکارا کہ ای گروہ اسلام آگاہ ہو کہ نام میرا بہبوت رعد آواز
ہی اور خداوند ساریق نے مجھے لقب قدرت کا خطاب دیا ہی میرے نعرے کی آواز سے
صحرا گونج جاتا ہی تم سبکو چاہیے کہ اس جاگتی جوت کے خداوند کو سجدہ کرو ورنہ میرے ہاتھ سے
زک اٹھاؤگے اور اگر قصد مقابلہ ہی تو میرے مقابلہ کو وہ شخص نکلے جو دلاور ہو یہ کہکر شیر دیو
سہرست کی طرف اشارہ کرکے آواز دی کہ مین نے دم بھر مین اس دیو کے دھڑ سے سر کھینچ
لیا جو اس زور و قوت کا ہو وہ میرے مقابلہ کو آئے بس یہ سننا تھا کہ صاحبقران اور شاہزادہ
سکندر رستم خو نے مرکب کو اشارہ کیا تمام لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے سکندر مرکب کو جھکا کر
سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آیا اجازت میدان مانگی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہی اور جام
کا مغفرت عنایت ہوا اسکندر رستم خو جام پیکر بار دگر مرکب پر سوار ہوکر سامنے بہبوت
رعد آواز کے آیا اور آواز دی کہ او بہبوت رعد آواز تو ایک شیشہ کے دیو کو قتل کرکے افتخار
ظاہر کرتا ہی مین نے ایسے ایسے دیوون کو ٹانگین چیر چیر کے پھینک دیا ہی جو قاف مین جاکے تمام
سرکشان قاف سر لپیٹ لیا دیو اشتہار کو مارا اور دیو [illegible] گرز زن کو مطیع کیا جسکا گرز چودہ سو
من کا تھا یہ کہکر اپنے پر سے وہ گرز اٹھایا اور سامنے بہبوت رعد آواز کے ڈال دیا کہ
اٹھا لے اس گرز کو بہبوت رعد آواز نے گرز پر زور کیا اٹھا تو لیا مگر بے قابو پایا گرز کو

پھینک دیا اور کہا ای خدا پرست تو مجھے کیا دھوکا دیتا ہی ایسی بھاری ضرب جو قابو کی نہو اُسکے بانے
سے کیا فائدہ اگر ہاتھون مین قوت ہی تو ہلکی ضرب بھی بھاری ہو جاتی ہی سکندر نے کہا یہ تیری لاف زنی کا جواب
تھا ورنہ اپنے بڑے کا حال مقابلے کے وقت خود ہی معلوم ہو جائیگا اُٹھا نیزہ سپاریق کا تجھپر پڑا ابھی
ہی مین بھی تو دیکھون کہ تیرے دست و بازو مین کسقدر قوت ہی لیکن ادھر تو شاہزادہ سکندر
نے دل مین خیال کیا کہ یہ بہوت بھی زبردستان روزگار سے ہی کہ اتنی بڑی ضرب کو اسنے کس
سبکی سے اُٹھا لیا اگر مشتاق ہو تو یہ اس ضرب کو لگا بھی سکتا ہی ادھر بہوت دل مین کہتا ہی
کہ بظاہر تو اسکے دست و پا کچھ بھی نہین ہین لیکن بڑی قوت اسکے بازوؤن مین ہی جو اتنا لنگر دار
حربہ باندھتا ہی ادھر حلیم پوش شیر سوار آنکھین گڑوئے ہوئے دیکھ رہا ہی اور زہنگ بن طوفان وزیر باج
اور تمطط منارہ گر دل سے کہہ رہا ہی کہ یہ خدا پرست بڑے خوش نصیب ہین ابھی سکندر زر لازل کو زیر
کر چکا ہی اب یہ سردار بھی اسی کے حصہ کا معلوم ہوتا ہی افسوس اسنے مجھے نہ لوکا زہنگ بن طوفان نے
کہا ای شہریار یہ مثل زر لازل کے نہین ہی یہ وہ شخص ہی جسکے زور پر سپاریق خداوندی کرتا ہی اور
سپاریق اسکو بہت دوست رکھتا ہی دیکھیے تو ہوتا کیا ہی وہان پیش دستی پر جھگڑا اٹھا ہی یہ بہوت
کہتا تھا کہ ای جوان پہلے تو وار کر اور سکندر کا اصرار تھا کہ پہلے تو حملہ کر ہم اہل اسلام پیش دستی کو جائز نہین
رکھتے ہین آخر بہوت رعد آواز نے نیزہ مارا سکندر نے نیزے کو نیزے سے پر کاٹا نیزہ بازی
ہونے لگی مرکب اشارون پر پھرنے لگے گھوڑون کی گشت سے تتق گرد بلند ہوا کہ دونون چھپ
گئے صرف سنانون کی چمک نظر آتی تھی نیزے اس طرح گردش کر رہے تھے کہ ایک ہالہ پیدا
ہو گیا تھا دیکھنے والے وجد کر رہے تھے ایک مقام پر سکندر نے اس طرح نیزے کو الجھا کے جھٹکا
مارا کہ نیزہ بہوت رعد آواز کا تین جگہ سے ٹوٹ گیا بس اسنے غصے مین آکے نیزہ ہاتھ سے
پھینک دیا اور دوڑ کے اپنا گرز ارا لے پر سے لیا اور آواز دی کہ خبردار ہو جا یہ نہ کہنا کہ آگاہ نہ کیا یہ کہکر
گرز گران سنگ آسمان رنگ جو وزن مین کوہ کو سر پر چرخ دیکر سر سکندر پر وار کیا سکندر رستم خو نے
اپنے گرز کو اٹھا کر حربے کی پناہ لی گرز پر گرز جو پڑا تو ایسے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا
جگر زمین ہول سے شق ہو گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا مرکب سکندر کا تا زمین ہو گیا بہوت
نے آواز دی کہ زور دست کے دم لو خبر اسکی اسی وقت ستارہ کو چاپ چھاگل پانی کی لیکر اڑا
چھینٹے دے کر گرد کو بٹھایا دیکھا کہ سکندر ہوشیار کھڑا ہوا ہی ہر بن مو سے پسینہ جاری
ہی زبان پر واہ واہ کی صدا بلند ہی لیکن ہاتھ جو دونون مانند ستون فولادی کے قائم ہین آنکھین
ذرا فرق نہین ہی ستارہ کو چاپ نے آواز دی کہ ای شہریار حریف تو لاف زنی کر رہا ہی اور آپ
تعریف کر رہے ہین بس یہ سنتے ہی طیش آ گیا چاہا مرکب کو زمین سے نکالو مرکب مر چکا تھا
اور تصویر گلی ہو چکا تھا بس سکندر نے اپنے مرکب سے جست کی اور کوہ پیکر تیغ آبدار چلا کہ اسکے
مرکب کو بھی قتل کر دون لیکن ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ اگر اسکے گھوڑے کو قتل کر دیا تو نتیجہ رذالت ہی نہین
اسوقت سادہ کام کرنا چاہیے کہ عالم مین یادگار رہے تیرے پردادا نے لنڈھور کو مع فیل اٹھا لیا
تھا اسی طرح تو بھی اسے مع مرکب اٹھا لے یہ سوچ کے تلوار ہاتھ سے پھینک دی اور زیر شکم
مرکب جا کر چارون ہاتھ پانون مرکب کے پکڑ کر جو زور کیا تو بہوت رعد آواز کو مع مرکب
اٹھا لیا دیکھا بہوت نے کہ اب بھی اگر گھوڑے سے نہین کودتا ہون تو کرکری ہوتی ہی

تمام عالم دیکھ رہا ہی پس اسنے جست کی اور گھوڑے سے علیحدہ ہوا سکندر نے آسی مرکب پر بہوت
سر کھینچ مارا بہہوت نے خالی دیا اور دوڑکر تیغہ مارا سکندر کو جھنجھلاہٹ آئی کہ خود سر سے گرا تیغہ سر
بیٹھا تا دو ابرو آنکر گیا داستانہ مارا تیغہ تو چھوا کر سر سے باہر آیا لیکن چادر خون کی سر سے باہر ہی
آنکھون کے نیچے اندھیرا چھا گیا بہہوت نے ہاتھ روکا اہل اسلام پالکی لیکر آئے اور سکندر
کو اٹھا کے لیے ہوئے چلے گئے بہہوت رعد آواز طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا تمام عالم
سکندر کی تعریف کر رہا تھا کہ کیا کام کیا ہی اتنے بڑے کوہ پیکر کو مع مرکب اٹھا لیا یہ اسیکا کام تھا اور
طہمورث شیر پرور نے بھی نہایت تعریف کی کہ بارگاہ صاحبقران مین بعد صاحبقران کے یہ ایک
شخص ہی بلکہ مجھے بانکپن اسکا نہایت پسند ہی ادھر اہل اسلام سکندر کو شفا خانہ مین لے گئے وہان
بہہوت رعد آواز نے ایک روز پھر طبل نہین بجوایا آرام لیا اور سکندر کی نہایت تعریف
کی ادھر طہمورث شیر پرور سکندر کی عیادت کو گیا مزاج پوچھا سکندر نے کہا کہ بہت اچھا ہون
وہان بہہوت رعد آواز نے ایک روز دم لیکر پھر طبل جنگ بجوایا یہان خبر ہوئی ان دونون لشکرون
مین بھی کوس حربی بجا بہہوت رعد آواز نے یہ خواہش کی تھی کہ جب یہ جوان اچھا ہوئیگا تو مین
طبل جنگ بجواؤنگا اور طرف مقابلہ اسی سے ہی لیکن سنجیدگان نے سارلق سے کہا کہ لیے مین
میدان خالی ہی سکندر زخمی ہی صاحبقران موجود نہین ہین شادن بھی اچھا ہوا کہ اتنا بڑا شخص بہہوت
رعد آواز کے ہاتھ سے زخمی ہوا معلوم ہوتا ہی کہ ستارہ انکا گردش مین ہی یہی موقع ہی سارلق نے نقارہ
زنگی بجوا دیا اور بہہوت سے کہدیا کہ اہل اسلام کے بعد آتش پرستون سے مقابلہ کرنا بہہوت رعد آواز
نے کہا کہ مجھے آتش پرستون مین تو کوئی ایسا نہین دکھائی دیتا کہ جسکا ہم نبرد ہو محیط منارہ گردن میرا
سمجھا ہوا ہی نہنگ بن طوفان آج دربار کا بیٹھنے والا ہی اسکی حالت بھی معلوم ہی زیادہ کو ہی وہ
اک قزاق ہی لوٹ مار اور چیز ہی اور سر میدان مقابلہ کرنا اور بات ہی یہان وہ لڑکا منجھلا معلوم ہوتا ہی
پتور اسکے صحبت مین الغرض تینون لشکرون مین بھر رات تیاری جنگ رہی صبح کو سب فوجین میدان
مصاف مین پہونچکر صف آرا ہوئین بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نہیب بکنے لگے تھے کہ بہہوت
رعد آواز مرکب کو جھکا کر میدان مین آیا اور پکارا کہ ای گروہ خدا پرستان تم مین اور کوئی بھی لائق مقابلہ
ہی یا بس جو تھا اسکا اور لشکر تھا دیکھا تمنے کہ مین نے اسکی کیا حالت کر دی یہ سنکے جانب دست
راست کے علم جلوہ گری پر آئے دارا سے ہند طلیحہ بن لندھور نے اپنے فیل کو کیک مار کے
بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہ کے آکر اجازت میدان چاہی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان طلیحہ نے
سلام رخصت کیا اور فیل کو بڑھا کر سامنے بہہوت رعد آواز کے آیا اور للکارا کہ تونے شاہزادہ سکندر
رستم خو کو زخمی کرکے افتخار ظاہر کیا ہی مردون کے واسطے زخمی ہونا عیب کی بات نہین ابھی اسکے غلام
ایسے ایسے موجود ہین کہ تو اسکے سامنا نہین کر سکتا لاحول بہنیا یہ سنکے بہہوت رعد آواز نے کہا کہ
مین نے سنا ہی تجھے ضرب گرز پر بہت ناز ہی مین بھی تیری ضرب کا مشتاق ہون طلیحہ نے کہا کہ پہلے تو
اپنا وار کر پھر دیکھا جائیگا بہہوت رعد آواز نے گرز اٹھایا اور آواز دی کہ او ہندی خبردار ہو جا کہ یہ
ضرب ہی طمانچہ ملک الموت کا نہ کہنا کہ آگاہ نہ کیا تھا یہ کہکے پستے گرز گران سر کو سر پر چرخ دیکر سر طلیحہ پر
وار کیا طلیحہ نے گرز اپنا چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز جو بہہوت کا پڑا ہی تو یہ معلوم ہوا کہ ساتون آسمان
پھٹ پڑے تڑاقے کی صدا مانند بدلی سے فلک تک نکل گیا جگر زمین لسبب ہول و ہیبت کے شق ہو گیا

تب تو گرد و غبار بلند ہوا کہ طلحہ چھپ گیا برہوت نے پکار کر کہا کہ زدم و بستم کردم عیار طلحہ کا جھپٹ کر قریب
آیا گرد گرد سے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا اور پانی کے چھینٹے سے گرد کو بٹھا دیا دیکھا کہ طلحہ سرشار ہی
ہر بن مو سے پسینہ جاری ہے لیکن دونوں مانند ستون فولادی کے قایم ہیں عیار نے منہ پہ چھینٹا پانی کا
دیا اور کہا کہ ای شہریار ہوشیار ہو جیسے کہ حریف لاف زنی کرتا ہی طلحہ نے ہوشیار ہو کر فیل کو زمین سے
اٹھانا چاہا فیل مر چکا تھا برہوت رعد آواز نے کہا کہ ای جوان دوسرا مرکب منگا لے میں بھی تیری ضرب
گرز کا مشتاق ہوں عیار طلحہ کا جھپٹا ہوا گیا اور اپنے دوسرا فیل حاضر کیا طلحہ فیل پر سوار ہو کے
سامنے برہوت کے آیا اور آواز دی کہ ای برہوت رعد آواز میں وہ شخص ہوں جسکا تجھکو جھوان
گرز ہی لے اسنے کہ ضرب بھی کھانچہ اجل ہی یہ کہکر اپنے گرز گران سنگ الماس رنگ ہشت پہلو پر جو
سترہ سو من کی ضرب کو سر پر چرخ دیکر سر برہوت پر وار کیا برہوت رعد آواز نے بھی اپنے
گرز کو چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز پر گرز جو بیٹھا ہی تو جو حالت طلحہ کی ہو لی تھی وہی حالت برہوت رعد آواز
کی ہوئی مرکب اسکا بھی مارا گیا طلحہ نے بھی آواز دی کہ زدم و بستم کردم عیار برہوت رعد آواز کا
جھپٹ کر قریب آیا اور گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا کہ برہوت بھی بیہوش کھڑا ہی
ہر بن مو سے پسینہ جاری ہی لیکن ہاتھ دونوں جو مانند ستون فولادی کے قائم ہیں ان میں
ذرا سا فرق نہیں ہی عیار نے چھینٹا پانی کا دیکر ہوشیار کیا برہوت رعد آواز نے کہا کہ بلا کی ضرب
اس ہندی نے لگائی طلحہ نے کہا کہ اگر تجھہ حوصلہ باقی ہی تو دوسرا مرکب تو بھی منگا لے برہوت بھی دوسرے
مرکب پر سوار ہوا اور تلوار نیام سے کھینچکر آواز دی کہ نیزہ بازی خلال ہی بازی گرز بازی جدال بازی تیغ بازی
راست بازی جسکو حلال مشکلات جانتے کہتے ہیں یہ کہکر سر طلحہ پر وار کیا طلحہ نے سپر پابند کی لیکن تیغ
جو سپر پر بیٹھا ضرب لنگر دار تھی سپر کو قلم کیا تیغ سر پر آیا طلحہ واقف تھا کہ تیغ برہوت رعد آواز کا
آہن شگاف ہی اک حکیم نے اسکو یہ تیغ بنا دیا ہی مثل آری آہن پار کیا اسی واسطے دستہ میں
جلد ہی تیغ خود پر جا سکا برہوت رعد آواز نے جھٹکا مارا تیغ تا دو ابرو اتر گیا طلحہ نے
دانستہ مارا تیغ تھا کر سر سے نکالا لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی غشی طاری ہوئی برہوت
نے آواز دی کہ بچاؤ اس زخمی کو اور بیہوشی اور سو لوگ آ گئے اور طلحہ کو لے گئے برہوت
نے پھر مبارز طلب کیا مملوک بن مالک نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور بادشاہ اسلام
سے اجازت لیکر میدان میں آیا برہوت نے کہا کہ میں نے سنا ہی کہ نیزہ بازی خوب جانتا ہی کہ
مملوک بن مالک نے کہا کہ نیزہ سنبھال ابھی معلوم ہو جائیگا یہ سنکے برہوت رعد آواز
نے نیزہ سنبھالا اور سینہ مملوک بن مالک پر وار کیا مملوک نے نیزہ کو نیزہ پر کا تھا لیکن
جانے نگین کوئی اتنی طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ مملوک بن مالک نے سنان نیزہ کی اس طرح
نکال دی کہ برہوت کو خبر بھی نہوئی یہ آدمی طرح نیزہ بازی میں مصروف رہا مملوک نے مسکرا کر آواز
دی کہ تیرے نیزے کی سنان کہاں ہوئی اب جو برہوت نے خیال کیا ہی تو سنان ندارد خفیف ہو کر
نیزہ ہاتھ سے پھینک دیا اور تلوار کھینچ لی اور مملوک کی طرف کی کہ بیشک نیزہ بازی میں بے مثل
نہیں ہی لیکن تیغ میرا پیام اجل سے کم نہیں ہی یہ کہکر تیغ سے مرکب کو دو ٹکڑے کیا مملوک نے چاہا
کہ ہاتھ دست برہوت پر ڈال دے دونوں تیغ قریب سر پہنچ چکا تھا جلدی سے سپر اٹھا دی برہوت
نے جھٹکا مارا تھا کہ مملوک بھی مثل طلحہ کے زخمی ہوئے لوگ ان کو بھی پھر لیگئے بعد مملوک کے سہراب

بن تار رستم نے قصد نکلنے کا کیا ہی تھا کہ تمغاج زرہ پوش رفیق شاہزادہ رفیع البخت نے مرکب کو
جولان کیا اور بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر برہوت کے مقابل ہوا یہ بھی برہوت کے ہاتھ سے
زخمی ہوا عقاب نے کو وپیکر رفیق شاہزادہ سکندر نکلا یہ بھی زخمی ہوا شام تک قریب گیارہ سرداران
نامی کے زخمی ہوئے شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنے اپنے فرودگاہ پر آئے کفار برہوت
رعد آواز پر سے زر نثار کرتے ہوئے میدان سے پھرے یہاں زخمیوں کو شفا خانہ میں بھیج دیا اور
برہوت نے پھر طبل جنگ بجوا دیا لیکن یہ خبر زلازل بن زلزلہ دیو پرور کو پہونچی کہ شاہزادہ سکندر
رستم خو صاحبقران اوسط برہوت رعد آواز کے ہاتھ سے زخمی ہوئے بس لگا ہونے میں زلازل
کے زمانہ سیاہ و تار ہو گیا اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ کمر بندی ہو کل صبح کو میں جا کر برہوت رعد آواز
سے مقابلہ کرونگا نہیں معلوم کیا آفت پڑی کہ شاہزادہ سکندر ہاتھ سے برہوت رعد آواز کے
زخمی ہو گئے ورنہ کیا مجال تھی برہوت کی کہ انسے مقابلہ کر سکتا سکندر کے زور کا حال کوئی میرے
دل سے پوچھے چونکہ زلازل کو مدت سے تمنا مقابلہ بھی ہر کس و بہ سے سارلوق انکو
سالار لشکر کیا ہی اگرچہ وہ پیشہ ہی تو میں بھی دیوکش ہوں آج حال کھلجائیگا یہ سوچ کے اسنے
تیاری کی اور جب رات باقی تھی کہ زلازل بن زلزلہ کوچ کر کے طرف میدان مصاف کے روانہ ہوا
یہاں حسب قاعدہ صبح لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوئے نقیب ہیبت دیکھ بیٹھے تھے کہ برہوت
رعد آواز سارلوق سے اجازت لیکر میدان میں آیا اور کہا اے اہل اسلام کیوں اپنے کو ذلیل
کراتے ہو جو تمہارا سالار لشکر اور قائم مقام صاحبقران تھا یعنی سکندر رستم خو جب وہ میرے
ہاتھ سے زخمی ہوا تو دوسرا کیا مقابلہ کر سکتا ہے یہ سنکر اہل اسلام طیش میں آگئے تھے ہنوز
کوئی نکلا نہ تھا کہ جانب صحرا سے شور و گرد بلند ہوا اور زلازل بن زلزلہ ایک فیل مست پر سوار ہاتھی
پھیر اگی ہاتھ میں لیے ہوئے سنجری لباس پہنے نمودار ہوا اور غصہ سے آواز دی کہ اے برہوت رعد آواز سکندر
رستم خو وہ شخص ہے کہ عالم میں کوئی اسکا ہمسر نہیں ہے پہلے تو اسکے غلام سے تو مقابلہ کر لے اتفاقی کی بات
ہے کہ وہ زخمی ہو گیا زخمی ہونا مردوں کا جوہر ہے اس سے سپہگری میں فرق نہیں آ سکتا یہ کہتا ہوا فیل کو
بڑھا کر سامنے برہوت رعد آواز کے آیا برہوت نے کہا تو نے اپنی کیا صورت بنائی ہے
زلازل نے کہا کہ مجھے شاہزادہ سکندر نے پانچ روز میں زیر کیا اور چونکہ میں نے دین اسلام
اختیار نہیں کیا تھا اسنے مجھے آزاد کر دیا اور قتل نہیں کیا نہ قید کیا میں اسکا بندہ بے دام ہوں
جہاں اسکا پسینہ گریگا وہاں اپنا خون گرا دونگا برہوت رعد آواز نے کہا کہ تو وہی ہے کہ بارگاہ
لقا میں میرا ماتحت تھا زلازل نے کہا کہ میں تجھ سے زیر تو نہیں ہوا تھا تجھ سے کبھی جب آزمائش
زور و طاقت ہوئی ہے تو پانچ روز کی کشتی کے بعد چھوڑ دیا تھا اور بخاطر سارلوق کہ اس وقت تک
میں اسے خداوند نعمت جانتا تھا تیری ماتحتی قبول کر لی تھی آج معلوم ہوا جاتا ہے میں تجھ سے کسی طرح
کم نہیں ہوں یہ سنکے برہوت رعد آواز کو غصہ آیا کہ یہ دعوا ہے ہمسری کرتا ہے بس اسنے نیزہ
مارا زلازل نے نیزہ کو نیزہ پہ لیا طعنیں چلنے لگیں دیر تک نیزہ بازی رہی آخر سنانیں
نیزوں کی بیکار ہو گئیں بس برہوت نے گرز اپنا اٹھایا اور کہا کہ اے زلازل یہ ضرب وہ ہے
جس سے پہاڑ زلزلہ میں آجاتے ہیں ہوشیار ہو جا یہ نہ کہنا کہ ہوشیار نہ کیا تھا یہ کہکر گرز مارا زلازل
بن زلزلہ نے سپر کی آڑ لی گرز سپر پر پڑا سپر ٹیڑھی ہو گئی زلازل نے سر بچا گرز سے

بچایا گرز بھی فیل پر پڑا سر فیل کا پاش پاش ہو گیا فیل نے مثل فیل آتشبازی کے چرخ مارا زلازل کود
کے علیحدہ ہوا اور دوڑ کر تلوار ماری کہ اگلے سُم مرکب بربہوت کے اُڑ گئے مرکب اوندھے منھ گرا بربہوت
رعد آواز گھوڑے سے کودا اور دوڑ کر تلوار ماری زلازل لپٹ پڑا بربہوت نے بھی تلوار پھینک دی
اور مصروف تلاش ہوا یہ خبر شاہزادہ سکندر رستم خو کو پہونچی کہ زلازل بن زلزلہ لباس
فقیرانہ پہنے ہوئے آیا اور بربہوت رعد آواز سے مقابلہ کیا چونکہ بربہوت نے آپ کے
زخمی کرنے کا افتخار ظاہر کیا تھا یہ بات زلازل کو ناگوار گذری یہ سنکے شاہزادہ سکندر
رستم خو اسی حالت سے سوار ہو کر میدان میں تشریف لائے یہاں دونوں جانب کے سردار
قریب سے تماشہ کشتی کا دیکھ رہے تھے اور سائیس گھوڑوں کو لیے ہوئے کھڑے تھے زلازل
نے جو سکندر کو دیکھا کہ پٹی سر میں بندھی ہوئی ہے غیظ میں آکر بربہوت سے لڑنے لگا جب
بازو پکڑے تو دس قدم دوڑا لیگیا لیکن بربہوت رعد آواز بھی بلاے بد تھا جہاں ان دو نے
تو زلازل کو لیا رہ گیارہ قدم دوڑائے جاتا تھا سکندر بھی دنگل مچوا کے بیٹھ گیا تمام دن کشتی
رہی شام کو بھی علیحدہ نہوئے دونوں جانب سے روشنی آگئی کہاں تک بیان کیا جاوے کہ تین شبانروز
کشتی رہی چوتھے روز پاؤں زلازل کا ٹوٹ گیا پس سکندر نے آواز دی کہ چھوڑ دے کہ
زلازل کا پاؤں ٹوٹ گیا ہے میں اس حالت زخداری میں بھی تیری خدمتگذاری کے لیے موجود ہوں
یہ فرما کر بیچ میں آ گئے بربہوت نے زلازل کو تو چھوڑ دیا لیکن سکندر کی سخت کلامی پر اسکو
بہت غصہ آیا کہا اے شخص تو زخمی ہے جانتا ہے کہ بربہوت رعد آواز زخمی پر ہاتھ نہ اٹھانے گا
ورنہ اس طرح سے کلام نہ کرتا سکندر نے کہا کہ میں تجھ سے مقابلہ کرنے کو ہر وقت موجود ہوں میرا مرنا
تجھ پر بھاری ہے آ دیکھ لے بربہوت رعد آواز تو طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا اس طرف
سکندر رستم خو زلازل بن زلزلہ کو اپنے ساتھ لیے ہوئے میدان سے پھر کر داخل بارگاہ
ہوا اپنے سامنے زلازل کا پاؤں بٹھلوایا اور شفاخانہ میں بھجوا دیا بربہوت رعد آواز نے
پھر ایک دن کا وقفہ دیکر طبل جنگ بجوایا طہمورس شیر پرور کے لشکر میں بھی نقارہ رزمی بجا اہل
اسلام نے بھی کوس حربی بجوایا تمام رات تینوں لشکروں میں تیاری جنگ ہوتی رہی صبح کو تینوں
لشکر ورود گاہ مصاف میں پہونچکر صف آرا ہوئے سارق نہایت خوش ہے اور کہہ رہا ہے کہ
بندگان من دیدید قدرت مرا این تمام خدا پرستوں کا غرور اسی نقیب قدرت کے ہاتھ سے
مٹوا دوں گا ہاں اے نقیب قدرت فتح تیرے ہی نام لکھی ہے یہ سنکے بربہوت رعد آواز باستثنائے دست
کے لشکر سے جدا ہوا اور میدان میں آکر پکارا کہ اے گروہ خدا پرستاں واسطے انبوہ آتش پرستاں
آج تم میں سے جسکا جی چاہے وہ میرے مقابلہ کو آوے لیکن یہ کہنا تھا کہ طہمورس تو منتظر ہی تھا
فوراً مرکب باد رفتار کو کاوا دی اور سامنے بربہوت رعد آواز کے پہونچکر نعرہ کیا کہ تو سکندر
کو زخمی کرکے قابو سے باہر ہو گیا ہے نہیں جانتا کہ میں کون ہوں لاف بہادری کی یہ سنکر بربہوت
رعد آواز نے نیزہ سنبھالا اور آواز دی کہ او طفل [illegible] میدان میں
آنے کے قابل ہے یا لڑکوں میں کھیلنے کے لائق ہے اگر تو میرے ہاتھ سے مارا گیا تو تجھکو تنہا
سکندر ہوگا فرمایا کہ تو مجھکو لڑکا سمجھتا ہے لا تو آنکھ دکھیوں تیری آنکھ جھپکتی ہے یا میری یہ سن
نے نظر سے نظر ملائی طہمورس شیرنی کے دودھ سے پرورش ہوا ہے کیا تاب ہے کہ نظر

دنگل بچھوا کے بیٹھ گئے مثل سہراب بن رستم اور ربیع الجنت وغیرہ کے چونکہ سکندر رستم خود زخمی تھا
اس وجہ سے یہ جو شام کو پھر گیا اور وہ یہ بھی نہ جانا کہ رات بھی اسی عالم میں گزری دوسرا دن ہوا دونوں کے زور
و طاقت میں رتی بھر فرق نہ تھا اسی طرح لڑ رہے تھے زمین پارہ پارہ ہو کے گر گئی تھیں زمین پر پسینے سے
کیچڑ ہو گئی تھی برابر دو دن تیج ہو رہے تھے جب پانچ روز کشتی کو گزر گئے اور یہ خبر شاہزادہ سکندر رستم کو
ہوئی کہ طیمور سے اور برہوت سے پانچ روز کشتی کو ہو گئے ہیں اور ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا ہے تو
انکو بھی اشتیاق پیدا ہوا ساریق بھی دریچے کھولے ہوئے بالا سے قیطول بیٹھا ہوا تھا اور دہان انکی
بھی لڑائی ہو رہی تھی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے یہ طفل آئینہ سرپرست بھی بلا سے یہ ہچکچکان کہتا تھا کہ یا
خداوند اب تقدیر پلٹتی معلوم ہوتی ہے کشتی بہت الجھ گئی ہے اب برہوت رعد آواز کیا ساریق نے کہا کیا
جھک مارتا ہے یہ تماشے قدرت کے ہیں ہمیں بندے خوش ہوں کہ ہم نقیب قدرت سے پانچ دن کرتا
ہیں نے برہوت رعد آواز سے زیادہ کسی کو زبردست پیدا ہی نہیں کیا اسے کوئی زیر کیونکر کر سکتا
ہی نہیں نے یہ تقدیر کی ہے کہ برہوت رعد آواز کسی سے زیر ہو وہاں شاہزادہ سکندر رستم خود
نے غسل صحت کیا نزلزل بن زلزلہ بھی اچھا ہو گیا سکشار سیداں جنگ میں مع رفقا تشریف لا کے
دنگل کرسیاں بچھ گئیں یہ بھی تماشہ جنگ کا دیکھنے لگے ہمراہ سکندر کے بہت سے پہلوانان نامی
و گرامی آ گئے اب چھٹا دن بھی تمام ہوا ساتویں رات شروع ہو گئی ہے دیکھا کہ برہوت رعد آواز
کا دم پھولنے لگا اور شل ٹھینسنے کے یہ ہانپنے لگا لیکن طیمور کی وہی حالت ہے اور جہاں طیمور
شیر سر ور برہوت کو پکڑ لاتا ہے نکلنا دشوار ہو جاتا ہے اور برہوت اگر بمشکل طیمور کو پکڑ بھی
لاتا ہے تو طیمور ہاتھ چھڑا کر پھر سامنے آ جاتا ہے کوئی دو پہر رات اور گزری ہوگی کہ اک مرتبہ برہوت
نے دونوں بازو طیمور شیر سر ور کے پکڑ لے اور آواز دی کہ او طفل آئینہ رو یہ روز آخر ہے کہ کب سے
ملا کر یا خداوند سا لق کچھ زور کیا تمام صحرا اسکی آواز سے گونج اٹھا ساریق سوتے سے جاگ پڑا اور کہا
وہ تقدیر رب نے اس طفل کو زیر کر لیا یہاں برہوت رعد آواز سات قدم طیمور کو پیچھے ہٹا کر لایا تھا کہ طیمور نے قوت کا نام لیا
اور مدد ملی اپنے زور میں آ رہا بس زمین سے جو طیمور نے کمر زنجیر کا منہ پکڑا سکے آ تو یا خداوند
آئینہ کہہ کے زور کیا تو برہوت کو کمر تک اٹھا لیا برہوت نے لنگر مارا سنا ٹوٹ گیا اور برہوت
چھوٹ گیا اسنے دوسری زنجیر کمر میں باندھی اور پھر بیٹھ گیا طیمور نے کہا کہ زور کر برہوت
نے کہا کہ میں زور کر چکا اب تیری باری ہے میں سمجھ چکا کہ تو مجھے اٹھا لے گا مگر میں نا انصاف نہیں
ہوں کہ زنجیر کمر ٹوٹ گئی تو پھر لڑنے لگوں بس طیمور نے دوبارا جو زنجیر کمر پکڑ کے زور کیا تو کمر تک
لے آیا برہوت رعد آواز نے ہاتھ پاؤں سمیٹ لیے طیمور نے کہا کہ لنگر کیوں نہیں مارتا برہوت
نے کہا بیکار ہے اب لنگر مارنا اور ابھی اپنے کو تو لگا ہوں میں بیباک کرتا ہے یہ سنکے طیمور نے دوسرا زور کیا
تا سینے لے آیا اُس وقت برہوت رعد آواز کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے بس طیمور کو
رحم آ گیا تیسرا زور نہ کیا کہ سر سے بلند کرتا یا زمین پر مارتا آہستہ سے برہوت کو چھوڑ دیا برہوت رعد آواز
نے کہا یہ کیا طیمور نے کہا کہ مجھے لینے زیر ہونے کا صدمہ ہے جو لشکر ساریق جمع ہے اور سب تجھکو یہ لوگ
تمام عالم سے بہتر جانتے تھے اب مجھے ہم ان کے سامنے کیا ذلیل کرتا برہوت رعد آواز یہ محبت
طیمور کی دیکھ کر قدموں سے لپٹا اور کہا کہ ایہا الناس اس شہریار نے تمام عالم کے سامنے مجھے زیر
کیا اور پھر یہ رعایت کی کہ سر سے بلند نہیں کیا دشمن کے ساتھ یہ احسان لہذا میں تو اسکا بندہ بیدام

پہلو مین برسوت رعد آواز بیٹھا تھا جام شراب ناب کو گردش تھی کہ اکمرتبہ محیط منارہ گر دن نے
کہا کیا لطف ہوتا اگر اس وقت کباب آہو کے ہوتے اہرمن کوہی نے کہا مین جاتا ہون اور ابھی آ
آہو لیکر آتا ہون یہ کہکے اٹھا اور اسیوقت پشت مرکب پر بیٹھکر جانب صحرا روانہ ہوا ادھر ادھر بہت
تلاش کی لوگون سے دریافت کیا کہ کچھ شکار صحرا مین ہے دہقانون نے بیان کیا کہ کچھ خدا پرست کئی دن
سے شکار کھیل رہے ہین انکو بھی کوئی شکار اب نہین ملتا یہ سنکے اہرمن کوہی پریشان ہوا کہ مین وعدے
کے ساتھ وعدہ کرکے آیا ہون کہ ابھی شکار لیکر آتا ہون اور یہان شکار ممکن نہین خالی پھرا تو بڑی شرمندگی
ہوگی یہ اسی فکر مین تھا کہ سامنے سے کچھ لوگ دکھائی دئے دیکھا کہ ایک آہو شکار کیا ہوا لوگ
لیے چلے آتے ہین پس اہرمن کوہی آگے بڑھا اور کہا کہ یہ آہو بیچوگے انھون نے کہا کہ بس
ایسا کلمہ اب زبان سے نہ نکالنا نہین جانتے کہ یہ آہو کسکا ہے اہرمن ہنسا اور کہا کہ اگر نہ بیچوگے تو مین
زبردستی چھین لونگا انھون نے کہا کہ یہ شکار دارائے ہندوستان طلحہ بن لندھور کا ہے جسوقت انھین
معلوم ہوگا تو وہ اس آہو کے بدلے تمھین صید کرینگے یہ سنکے اہرمن کو غصہ آیا کہا طلحہ ایک ملازم
ہے صاحبقران کا اور مین ملازم ہون اس شخص کا جسکے خوف سے صاحبقران میدان سے
ٹل گئے ہین طلحہ پھر کیا کرے گا چلو یہ آہو شاہزادہ طہمورس کے واسطے ہم لیجائینگے یہ کہکر اسنے تلوار
سے دھمکایا چند مرد ڈر گئے کیا کر سکتے تھے اہرمن کے ساتھ ہونے سے جان کا خوف تھا اہرمن سر پر تلوار
کھینچے ہوئے تھا کہ جلدی لیچلو اور جو دو ایک خدمتگار ساتھ تھے وہ بھاگے ہوئے طلحہ کی خدمت مین پہنچے
ہوئے یہان طلحہ بن لندھور خوشی خوشی آگے بیٹھے ساغر دست پوچھا کہ کچھ شکار پایا پھر طلحہ نے کہا
کہ غلام آپکے نکلتے شہر سے بیٹھے ہین انہون نے ایک سیاہ ہرن بہت بڑا صید کیا ہے آتا ہوگا کباب برن کے
سامان کا حکم دیجئے یہی باتین ہو رہی تھین کہ اتنے مین خدمتگار دوڑے ہوئے آئے اور عرض
کی کہ اہرمن کوہی رفیق طہمورس شیر پیکر وہ آہو چھین لے گیا پس یہ سنتا تھا کہ طلحہ کی آنکھون مین
دنیا سیاہ ہوگئی اور کہا کہ اب اس آتش پرست کے بیٹے نے تو یہان شروع کردی ہین ابھی جاتا ہون
اور آہو اپنا لاتا ہون یہ کہکر پشت مرکب پر بیٹھکر جانب بارگاہ طہمورس روانہ ہوا یہان سکندر کو خیال
ہوا کہ طہمورس طلحہ سے جلا ہوا ہے ایسا نہو کہ کوئی خرابی پیدا ہو پس یہ بھی سمجھکر پشت مرکب پر سوار
ہوئے ساتھ انکے ربیع الجنت اور سہراب بن رستم اور مملوک بن مالک سبھی تو بل کھڑے
ہوئے اہرمن کوہی دروازہ بارگاہ پر پہونچ گیا تھا آہو لیجا کے سامنے طہمورس کے رکھا تھا کہ طلحہ
بھی پہونچ گیا اور آواز دی کہ او زر دستکار تیری یہ عادت قدیم نہ گئی کہ پرائے صید کو گیدڑ کی طرح
کھانے کے واسطے لے آیا ہے اگر اسکے عوض تجھے نہ صید کیا تو نام اپنا طلحہ نہ پایا چونکہ طہمورس واقف
نہ تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے جب طلحہ کی زبانی سنا تو معلوم ہوا اسنے تو گردن جھکالی کہ بیشک اسنے بری
حرکت کی اہرمن نے پلٹ کے طلحہ کو تلوار ماری طلحہ نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ
تیغ آبدار کا مارا اہرمن سپر بھی چہرہ پر نہ لانے پایا تھا کہ تلوار سر پر لگی تا دوابرو چلی آئی اہرمن تو بیہوش
ہوکے گر گیا طلحہ نے نگاہ قہر طہمورس کی طرف دیکھا اور کہا کہ او آتش پرست تو نے یہ کونسا آئین
جاری کیا ہے طہمورس نے کہا بس خیریت اسی مین ہے کہ سامنے سے میرے چلا جا جسنے تیری خطا کی تھی
اسے سزا دے چکا ورنہ بہت پچھتائے گا مین خیال اسکا کرتا ہون کہ امیر لشکر مین موجود نہین ہین
اور تو میری بارگاہ مین آیا ہے اگر میدان جنگ ہوتا تو وہ گت تیری بناتا کہ تمام عالم کی نظرون سے

گر او نے یا یہ سنکے طلیحہ کو طیش آیا آواز دی کہ تو بیہودت کو زیر کر کے یہ سمجھا ہی کہ کوئی مجھسے مقابلہ نہیں کر سکتا ہی جب
لڑنے پر آتا ہے تو بارگاہ کیسی اور میدان کیسا اگر تو ہاتھ نہیں اٹھاتا تو لے یہ کہکر زین سے تلوار مارنا چاہا
طیمور نے پیچھے ہو کر وار خالی دیا تلوار طلیحہ کی تخت کے پایے کو کاٹتی ہوئی زمین میں در آئی پس
طیمور نے پانون رکھ دیا اور کہا کہ کھینچ تو لے تلوار اپنی طلیحہ نے جھٹکا مارا لیکن تلوار زمین
سے نہ نکلی کہ اُسی دم دروازہ بارگاہ پر سے نعرہ شاہزادہ سکندر رستم خو کا ہوا ساتھ ہی رفیع التخت
اور سہراب بن رستم اور مملوک بن مالک سب ہی تو بارگاہ میں داخل ہو گئے طیمور نے سکندر
کو دیکھ کر طلیحہ کو اور لگو انکا کر بڑی ہمت سے آیا تھا اتنی بھی طاقت نہیں کہ تلوار اپنی کھینچ لی پس
طلیحہ نے جوش غیرت میں آکر جو جھٹکا مارا قبضہ تو ہاتھ میں طلیحہ کے رہ گیا اور تلوار کا پھل زمین میں رہ گیا
سکندر نے آواز دی کہ ای طلیحہ بس طیمور سے کیا واسطہ اہرمن کی خطا تھی اُسنے تم سزا دے چکے
طیمور نے کہا کیا کہوں صاحبقران موجود نہیں ہیں ورنہ طبل جنگ بجوا کر سر میدان طلیحہ کے
کان اکھیڑتا جیسی گستاخی اُسنے یہاں آ کے کی ہی سکندر نے کہا کہ ای طیمور اسکا خیال نکرو اگر ابّا
موجود نہیں تو وہ اپنا قائم مقام مجھے کر گئے ہیں میں تمہارے مقابلے کو موجود ہوں یہ سنکے بیہودت
رعد آواز نے جواب دیا کہ تم اس شہریار سے کیا مقابلہ کرو گے تم سے لڑنے کو میں موجود ہوں کیا اپنا
زخمی ہونا بھول گئے سکندر تو اس کلام پر مسکرایا کہ اسے بھی دن لگے یہ مجھے زخمی کرکے نہایت خوش ہی لیکن
طلیحہ نے کہا کہ تو اُنکے غلاموں سے تو سامنا کر لے پھر انسے لڑنا طیمور نے کہا کہ میں طبل جنگ
بجواتا ہوں بہتر ہی کہ یہ دل کے غبار میدان ہی میں نکل جائیں اور طلیحہ سے کہا کہ اپنا شکار لیے جاؤ طلیحہ نے
کہا کہ شکار کی کیا حقیقت ہی اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں شکار پر تھا جہاں اپنے لشکر میں آہو بھیجے تھے
یہاں بھی بھیج دیتا فقط بات کی بات تھی کہ اہرمن زبردستی میرے ملازموں سے چھین لایا تھا سکندر
نے بھی کہا کہ ای طیمور اب تو ہمارے تمھارے میدان کی لڑائی ہی یہاں کے لطف کو کیوں کھوتے
ہو ہمارے سر کی قسم اس آہو کے کباب کھاؤ وہ بات گئی طیمور نے کہا کہ اگر تم کو بھی شریک
صحبت ہو تو کیا مضایقہ ہی سکندر نے کہا کہ میں تو موجود ہی ہوں یہ فرما کر بیٹھ گئے سب سردار بیٹھ گئے آہو
کے کباب لگانے گئے سب نے کباب کھائے ناچ ہونے لگا شام تک یہ جلسہ رہا شام کو صحبت
برخاست ہوئی یہ تمام خبریں بادشاہ اسلام کو پہنچیں شام کو سکندر بھی جملہ رفقا کو لیے ہوئے بارگاہ سلیمانی
میں داخل ہوئے اور بادشاہ اسلام سے سارا واقعہ بیان کیا یہان طیمور نے جشن برخاست ہوتے ہی
طبل جنگ بیدرنگ بجنے کا حکم دیا ادھر اہل اسلام نے بھی نقارہ رزم و پیکار کو بجایا یہ خبر سارلیق کو
ہوئی کہ آتش پرستوں اور خدا پرستوں میں بگڑ گئی اُسنے سخنگان سے کہا کہ کیوں او شیطان دیکھا
تو نے میں نے کیا قدرت کی ہی اور کس طرح تفرقہ نفاق ان لوگوں میں پیدا کر دیا ہی یہ سوا میرے
کسی دوسرے کا کام نہ تھا سخنگان کی ہنسی ضبط ہو سکی نہ آئی کہا یا خداوند یہ تدبیر تو نے اچھی کی
مگر کسی طرح طیمور کو اپنا شریک کر لے یہ بھی انھیں خدا پرستوں میں سے ہی اور بڑا زبردست ہی
اگر یہ شریک ہو گیا تو صاحبقران کو مشکل پڑ جائیگی سارلیق نے کہا اب تک تو بھی قدرت کی باتوں
میں دخل دیتا جاتا ہی اب میں فرمان قدرت لکھتا ہوں تو لیکے طیمور پاس جا سخنگان نے کہا
کہ میں تو ہرگز نجاؤنگا تو کسی اور کو بھیج سارلیق نے ایک نامہ تحریر کرکے طیمور کے پاس بھیجا
طیمور اُسی بارگاہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ نامہ دار سارلیق پہونچا اور نامہ دیا طیمور نے نامہ کو پڑھا

لکھا تھا کہ اے بندۂ خاص الخاص مین اگر تو اپنے خداوند کی طرف ہو جا تو خداوند تیری عزت اور زیادہ کرین
اور سب خدا پرستون کو تیرے ہاتھ سے سزا دین یہ مضمون دیکھکے طیمور کو ہنسی آگئی سر ہوت رعد آواز
کی طرف دیکھکے کہا کہ سارلیق بھی عجب مسخرا ہے سر ہوت رعد آواز نے عرض کی کہ اسکے دماغ مین
خلل آگیا ہے اسکی حرکتین اس سے زیادہ بیہودہ ہوا کرتی ہین کہ کمک تو طلب کر رہا ہے اور خداوندی
بھی بگھارا جاتا ہے طیمور نے کہا کہ جواب اسکا لکھدو کہ اگر تو دین آئینہ پرستی اختیار کر اور دعوائے
خداوندی سے توبہ کر تو مین صاحبقران کے ہاتھ سے تیری جان بچا دون اور خبردار اب اسی بیہودہ
مین سے کبھی نہ لکھنا یہ جواب تحریر کرکے بھیج دیا الحاصل طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور
خانۂ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان اپنے اپنے آشیانون
سے نکل نکل کر شاخ درخت پر محو نغمہ سرائی ہوے فوج اسلام سے آواز اذان بلند ہوئی اور لشکر سارلیق
مین یا خداوند سارلیق کے نعرے بلند ہوے فوج آئینہ پرستان مین خود پرستی ہونے لگی ہر شخص
اپنی آئینہ مین صورت دیکھتا تھا اور اسے سجدہ کرتا تھا جب تینون لشکر اپنے اپنے طریق عبادت سے
فارغ حاصل کر چکے تو متوجہ میدان کارزار ہوے دو گھڑی دن چڑھے تینون فوجین
آ کر صف آرا ہوئین لشکر سارلیق مین بعہدۂ سالاری لشکر اقہر روئین شگاف کھڑا تھا اور
بادشاہ لشکر ارژنگ بت زرد اور چنز ننگ بت زرد تھے اور تمام سردار ترتیب تین ہزار سردار
پہ گینڈون اور کرگدون پر سوار کھڑے تھے اقہر روئین شگاف نے سارلیق سے کہدیا تھا کہ یا خداوند
تو جسے چاہے عزت دے جسے چاہے ذلت قابل سالاری لشکر کے ہمیشہ سے مین تھا اسلئے کہ نہ مجھ پر
دوسرے کا حربہ اثر کرتا ہے نہ حریف میرے حربہ سے بچ سکتا ہے زور و طاقت مین بھی مین کسی سے
کم نہین ہون سارلیق نے کہدیا تھا کہ اے بندۂ خاص الخاص اب قدرت کو تیرے ہی جانب توجہ
ہوئی ہے مین نے سر ہوت اور زلازل اور نہنگ بن طوفان ان سبکو ذلیل کرکے
اسیر کرا دیا تو اقہر روئین شگاف کرگدن مست پر سوار اکڑا رہا تھا اور لشکر طیمور [illegible]
اور داہنے جانب سر ہوت رعد آواز اور محیط منارہ گردن بائین جانب نہنگ بن طوفان
دریا موج اور لہر بن کوہی کھڑے تھے مگر اسپرین چونکہ زخمی تھا اسوقت تک اسکے پٹی بندھی ہوئی تھی
اور معمولی سردار ترتیب سے اپنی اپنی جگہ کھڑے تھے اس طرف شاہزادہ سکندر رستم خو مرکب پر بیٹھا ہوا مسلسل
سے چالیس قدم مرکب آگے بڑھائے ہوے جعفر صاحبقران کھڑا تھا سر پر علم اژدہا پیکر کھلا ہوا تھا
طالع بن لندھور بھی فیل مست پر سوار سر ہوت کی طرف دیکھ دیکھکے تبسم کر رہا تھا کہ اتنے مین نہنگ
بن طوفان دریا موج نے باگ مرکب کی لی اور سامنے طیمور کے آکر عرض کی کہ اگر اجازت ہو
تو یہ غلام بھی آج سر میدان زلازل بن زلزلہ کو توڑے طیمور نے کہا کہ جا تجھے اختیار ہے مگر جہانتک
ہو سکے آلات حرب سے جنگ کا فیصلہ کرنا کشتی کی نوبت نہ آنے دے مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ وہ زور مین
تجھ سے زیادہ ہے نہنگ بن طوفان نے عرض کی کہ بس وہ مجھ سے زور مین اتنا ہی زیادہ ہے
جتنا سر ہوت رعد آواز اس سے زیادہ ہے یہ کہکے اور سلام کرکے میدان مین آیا بعد سلح شوری
بسیار نیزہ زمین پر گاڑ کے اور دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ اے زلازل آ آج ہمارے تمہارے
بھی فیصلہ ہو جائے زلازل نے کہا کہ مجھے کوئی عذر نہین ہے یہ کہکر زلازل بن زلزلہ نے اپنے
فیل کو بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر فیل سے مجرا کیا اجازت میدان مانگی فرمایا

جھٹکا مارا تو اگر محیط منارہ گردن نیزہ اپنا ہاتھ سے چھوڑ نہ دے تو پاکھ شانے پر سے اُکھڑ جائے نیزہ تو نیزے
سے لپٹ کر بلند ہوا اور محیط منارہ گردن نے جل ہو کر تلوار کھینچ لی اور سر پر سکندر کے وار کیا سکندر
کو غصہ تھا مرکب سے مرکب کو ملا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ مرکب سے کھینچ لیا لیکن محیط منارہ
گردن نے بھی سنبھل کے جو لنگر مارا اور سکندر سے لنگر اسکا روکا تو مرکب چاروں پانوں پھیلا کے بیٹھ گیا
سکندر بھی مرکب سے کود پڑے اور محیط منارہ گردن بھی لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی لڑتے لڑتے محیط منارہ
گردن نے سکندر کی گردن پر گھونسا مارا کہ سکندر کو تیور آ گئے لیکن اسی غصہ میں سکندر نے کمر زنجیر کا بند پکڑ
کے جو زور کیا چہرہ سکندر کا سرخ ہو گیا اگر محیط منارہ گردن کو سر سے بلند کر کے اس زور سے زمین پر مارا
کہ ہڈیاں اسکی چور ہو گئیں پھر سانس نہ آئی یہ دیکھ کر طیمور کی آنکھوں میں دنیا سیاہ و تار ہو گئی کہ اتنے بڑے
رفیق کو میرے آگے مار ڈالا وہیں سے مرکب کو جمکا کر سکندر کی طرف چلا ادھر سکندر پھر مرکب پر سوار ہوا
اور سپر سنبھالی ادھر سے طیمور بعزم نگار زنی چلا ادھر سے سکندر نے مرکب کی باگ لی اور سپر
سنبھالی بیچ میدان میں آکر نگاورچلی سپر سے سپر لڑی سپروں سے چنگاریاں اٹھیں لڑائی کی صدا میدان
میں گونجی نظر بازوں نے غور سے دیکھا کہ کسکا مرکب زیادہ کسپا ہوا مگر سمجھ میں نہ آیا اس طرح دونوں
مرکب برابر سے ہٹے کہ فرق نہ محسوس ہوا دونوں نے نیزے سنبھالے طیمور نے وار کیا سکندر نے
نیزے کو نیزے پر کاٹا طعنیں چلنے لگیں گھوڑوں کے گشت سے تتق گرد بلند ہوا دونوں نیزے
اس طرح گردش کر رہے تھے کہ ہالہ بندھا ہوا تھا سنانیں جو لڑ رہی تھیں تو نیزوں سے چنگاریاں
نکل رہی تھیں دیکھنے والوں کی نگاہ قائم نہ ہوتی تھی نیزوں میں جھٹکے چل رہے تھے دیر تک نیزہ بازی
رہی مگر مطلب حاصل نہ ہوا سنانیں نیامیں بیکار ہو گئیں چھڑ پر چھڑ پا پڑنے لگی پوریں ٹوٹ ٹوٹ کے
ہوا کے جانب گئیں بیکار ہو کے پھینک پھینک دیا اور دونوں نے گرز سنبھالے طیمور نے اپنے گرز گران
سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو سر صد کوہ نیاسہ سومن کی ضرب کو سر پر چرخ دیکر سر سکندر پر وار کیا سکندر رستم خو نے
گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز پر گرز جو پڑا ہے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تتق گرد
غبار بلند ہوا کہ شاہزادہ سکندر رستم خو تتق گرد میں پوشیدہ ہو گیا طیمور نے ہٹکر آواز دی کہ زدم
و نیست کردم سیارہ کوہ کو دو ٹکڑا ہوا آیا گرد گردے سے چرخ مار کر انار گرتے ورا یا دیکھا کہ سکندر
رستم خو بہوش کھڑا ہے سینہ سپر ہو کے سینہ جاری ہے لیکن دونوں ہاتھ جو مانند ستون فولادی کے
قایم ہیں ان میں ذرا سا فرق نہیں ہے سیارہ کوہ نے آواز دی کہ اے صاحبقران زبان ہوشیار
ہو جیسے کہ حریف لاف و گزاف کر رہا ہے سکندر نے دیکھا کہ مرکب تنگ تک غرق زمین ہے کود کر
گھوڑے سے مرکب میں ہاتھ کا سہارا دے کر گھوڑے کو زمین سے نکالا تو تن مرکب میں رعشہ
پایا چونکہ یہ مرکب طلسمی تھا اس سے بچ گیا اگر دوسرا مرکب ہوتا تو ضرب طیمور سے مارا جاتا کبھی جانبر
نہ ہوتا سکندر مرکب پر سوار ہوا اور اپنا خاص گرز اٹھایا کہ آسکا وزن بھی پندرہ سو من کا تھا خیال یہ کہ
کہ برابر کی ضرب ہے تاکہ فرق زور و طاقت کا ظاہر ہو اگرچہ گرز دیو تہمتن کی ضرب لگاؤ کہ جسکا وزن چو بیا
سو من کا ہے تو لوگ کہینگے کہ وہ ضرب گران تھی اس سے فرق ظاہر ہوا غرضکہ گرز سنبھالا اور آواز
دی کہ تو ضرب زدی ضرب ما نوش کن * ہمہ شادی از دل فراموش کن * یہ کہکر گرز مارا طیمور نے
بھی اپنے گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا گرز پر گرز جو پڑا یہ معلوم ہوا کہ آسمان کھٹ پڑا تڑاقے کی صدا
بلند ہوئی جگر زمین ہول سے شق ہو گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا شعلہ فلک کو نکل گیا سکندر نے

بھی الگ ہٹ کے آواز دی کہ زدم وپست کردم تو خبر اسکی کہ کیا گذری شاہپور شیر دل دوڑا ہوا آیا پانی کے چھینٹے دیکر گرد کو بیٹھایا دیکھا کہ طیمور بیہوش کھڑا ہی ہر بن مو سر مو سے پسینہ جاری ہی لیکن دونون ہاتھ جو مانند ستون فولادی کے قائم ہین انمین فرق نہین ہی شاہپور نے منہہ پر چھینٹا پانی کا مارا اور آواز دی کہ ای برادر ہوشیار ہو جیسے کہ حریف لاف زنی کر رہا ہی پانی جو منہہ پر پڑا تو طیمور کو ہوش آیا کہا ای شاہپور واقعی یہ سکندر بڑا بہادر اور زبردست یکتا روزگار سے ہی یہ کہکر چاہا کہ مرکب کو زمین سے لگاؤن مرکب مر چکا تھا بس طیمور نے تیغہ کھینچا اور سکندر کی طرف چلا کہ میرا مرکب تو مارا گیا اور تیرا مرکب زندہ ہی کب چھوڑتا ہون تیرے مرکب کو یہ کہکر چاہتا تھا کہ مرکب سکندر کو پی کرے کہ سکندر رستم خو نے گھوڑے سے جست کی اور سامنے طیمور کے ہو کر آواز دی کہ ای بہادر سے زبان پر حیف ہی بیکار ہی طیمور نے تلوار پھینک دی اور سکندر سے لپٹ کر کشتی ہونے لگی اب تو تمام سردار سب آگے گھوڑون کی باگین سائیسون کے ہاتھون مین دے دین لشکر کے سپاہی بھی زمین پر سب بیٹھ گئے اور تماشا کشتی کا دیکھنے لگے ہر طرف دوکانین تعطیل کین دوکاندار آ آ کے بیٹھ گئے ایک میلا ہو گیا لشکر والون نے کمرین کھول ڈالین اور وہین قیام کیا ہر ایک کو اشتیاق ہو کہ دیکھیے کیا حال ہوتا ہی زور ہو رہے ہین کڑیان زرہ کی ٹوٹ ٹوٹ کے گر رہی ہین جھٹ کا کشتی کا بندھا ہوا ہی خلاصہ یہ کہ سات شبانروز کشتی رہی ساتوین دن طیمور نے شیر نر سکندر کو دل کرے چاہا سکندر نے سینہ اکڑا کر لنگر قائم کرون طیمور نے وہین سے جھٹکا مارا کہ پانون سکندر کا اکھڑ گیا بس سکندر رستم خو نے اسی ٹوٹے ہوئے پانون کو جما کے زور کیا اور وہی حرکت کرکے جو طیمور نے کی تھی طیمور کا پانون توڑ دیا اب دونون کے اندام مین رخنہ پڑ گیا غشی طاری ہو گئی آتش پرست طیمور شیر سرور کو اٹھا لے گئے اور اہل اسلام سکندر کو لے آئے علاج دونون کا ہونے لگا اب انکو تو مصروف علاج رکھا جاتا ہی اور یہان سے

چند کلمے داستان ملکہ مہتاب حور جمال دختر خورشید زرین کمر کے اس طرح بیان ہوتے ہین کہ پہنچنا قاصد کا اور آگاہ کرنا حال طیمور سے بیتاب ہو کر آنا ملکہ کا برادر کے دیدار کو اور باقی حالات متعلق داستان ہذا مخمس

سر آغاز داستان محبت نشان

بے موت مرینگے کبھی شکوہ نکرینگے — سودائی بنینگے ترا سودا نکرینگے
مجنون رہینگے ہم تری پروا نکرینگے — بیٹھے ہوئے ہی سبھی ملنے کا ارادہ نکرینگے
مر جائینگے پر تیری تمنا نکرینگے

کچھ بن نہین پڑتی ہی پردہ کھڑا کیسے ہین لیسے — آتا ہی حجاب انکو ستم ڈھاتے ہین لیسے
اورون کی ملاقات سے تخفیف کئے ہین تیسے — غیرون کی محبت سے وہ شرماتے ہین ایسے
اب تو نہ مری جانب کبھی آ نکلینگے

یہ حسن ہمارا ہی یہ ہی عشق ہمارا — رونا بھی نہین ہی صفت ابر بہارا
کچھ ہو گا سکوت اور نہ قسم ہمارا — دنیا ہی یہ موقوف نہین صبر ہمارا

ہم حشر مین بھی آپ کا شکوا نکر ینگے

سانپ کیطرح بھاگو نہ ہمسے لپٹ کر
وصلت مین غم ہجر نہ دو اتنا سمٹ کر

ڈرتے ہین الٹ جائے مقدر نہ پلٹ کر
سونا ہی اگر سو کبھی رہو ساتھ چمٹ کر

جو خوف ہے تمکو وہ ادا دانکر ینگے

افسوس یہ الفت ہے مصیبت ہے مصیبت
جیا کرین بیٹھے ہوے کبتک غم فرقت

کیا کیا نہ کرے دیکھئے کمبخت محبت
دیکھا ہی کرین دور سے دو اتنی اجازت

ہونے ہو خفا پیار سے چھیا نکر ینگے

مین سچ کہین دونا یہ تمہارا ہے کدھر چھپا نا
یہ دل تو ہے کیا چیز تصدق کیا ایمان

زلفون کی طرح ہوے ہو کیون اتنا پریشان
لو شوق سے قربان ہے تمپر یہ ہر یک جان

ہم تمسے کبھی دل کا تقاضا نکر ینگے

رخ زرد ہوا اور رنگا چہرہ اتر نے
وہ چوٹ اٹھائی کہ لگا جان سے ڈرنے

مجروح کیا ایسا کلیجہ اسکی نظر نے
اب ایسی قسم کھائی ہے اس غنچہ جگر نے

واللہ کہ ہم عشق بتون کا نکر ینگے

راوی بیان کرتا ہے کہ بعد زخمی ہونے طیمور شہر پرور کے جو قاصد سراپے خیر و عافیت خورشید زرین کی نے شہر زرینہ کی جانب روانہ کیا تو لکھ بھیجا کہ فرزند شیر زخمی ہو گیا ہے جسوقت قاصد شہر زرینہ مین پہونچا اور نامہ پڑھا گیا ملکہ مہتاب حور جمال خواہر طیمور شہر پرور حال سے اپنے بھائی کے آگاہ ہوئی تو لیا سنے کہا کہ مین ابھی اپنے بھائی کے دیکھنے کو جاؤنگی اور رونا شروع کیا ہر چند اسکی مان نے منع کیا مگر نہ مانا اور اسیوقت تیاری کر کے محافے مین سوار ہوئی نقابدار سیہ پوش برائے حفاظت محافے کے ساتھ ہوا اور جانب سارلیق روانہ ہوئی قاصد قبل سے جواب لیکے آگیا تھا جس وقت طیمور شہر پرور کو معلوم ہوا کہ بہن میرے دیکھنے کو آتی ہے تو اسنے لشکر اسلام مین بھی کہلا بھیجا کہ کوئی عیار وغیرہ اس طرف نہ آنے پائے اسلیے کہ یہان خواہر میری آنے والی ہے مجھے اسکی بے پردگی خیال ہے اور بہبوت رعد آواز سے کہا کہ لشکر سارلیق اور تیکھے ہٹا دو بہبوت رعد آواز سوار ہو کے قریب لشکر سارلیق کے آیا اور کہا کہ تم لوگ پیچھے اور ہٹ کے پڑاؤ ڈالو اسلیے کہ سواری ملکہ کی آنے والی ہے چونکہ بہبوت رعد آواز نے بھی واقف تھے تکرار کی نوبت گفتگوے سخت کی نہین آئی دوسرے روز سواری ملکہ مہتاب حور جمال کی نہایت شوکت و احتشام کی نمودار ہوئی یہان سے شاہور شہر پرور برائے استقبال و انتظام رہ راہ ہوا فوجین دو رویہ کھڑی ہو گئین بہبوت رعد آواز و سنقابدار سیہ پوش سے ملاقات ہوئی رفیق قدیم اس تازہ رفیق سے ملا اور خوش ہوا عیاران اسلام نے قصد جانے کا کیا تھا مگر بادشاہ اسلام نے ممانعت کر دی کہ کوئی سرکارہ تک واسطے دریافت حال کے لشکر طیمور مین نجانے پائے کسکی مجال ہے کہ کوئی خلاف حکم بادشاہ کرتا وہان ملکہ آتے ہی بارگاہ طیمور مین آئی اور طیمور کو دیکھکر بھائی سے لپٹ گئی رونے لگی طیمور ہنسنے لگا اور کہا کہ تم کیون روتی ہو پہلے مین ہی حریف کا پانون توڑ دیا جو میری حالت ہے وہی اسکی حالت ہے ملکہ نے کہا کہ تمہاری تو یہ کیفیت ہے اگر پھر کوئی مقابلہ پر آمادہ ہوا تو اس سے کون مقابلہ کریگا طیمور نے کہا کہ اول تو مین نے

اس شخص سے مقابلہ کیا کہ جو لشکر اسلام میں ایک تھا علاوہ اسکے وہ لوگ ایسے نہیں ہیں کہ زخمی ہوکے مقابل
میں طبل جنگ بجوائیں جبتک مجھے صحت نہو گی اس وقت تک لشکر اسلام میں طبل جنگ نہ بجیگا رہا
لشکر سارلیق تو سارلیق کے یہاں جن سرداروں پر دار و مدار تھا انکو میں زیر کر کے اپنا مطیع کر چکا آپ
اسکے ملازم میری رفاقت میں ہیں اگر طبل جنگ بجا بھی تو یہ کافی ہیں غرضکہ ایک روز تو ملکہ بیٹھی رہی دوسرے
روز اسنے طیمور سے کہا کہ میرا خیمہ صحرا میں برپا کر دیا جائے اس لیے کہ بند خیمہ میں گھبرا گئی طیمور نے
اسی وقت حکم دیا کہ فلان صحرا میں بالائے کوہ خیمہ ملکہ کا نصب ہو اور ممانعت کر دی جائے کہ اس
طرف کوئی برائے صید و شکار جانے کا قصد نہ کرے ملکہ جاکر اس خیمہ میں اتری اور سیر صحرا میں مصروف
ہوئی اور ایک وقت سواری لشکر میں آتی تھی جب طیمور کو دیکھ لیتی تھی پھر چلی جاتی تھی یہاں کی
تو یہ حالت ہی لیکن اب چند کلمے داستان شاہزادہ وحید الملک بن بدیع الملک کے سنیے
کہ انھوں نے بادشاہ سے اجازت شکار طلب کی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے وحید الملک تمکو
معلوم ہے کہ یہیں طیمور کی آئی ہوئی ہے تمکو معلوم ہے کہ تمام اہل اسلام طیمور کو دوست رکھتے ہیں اور
طیمور بھی اہل اسلام سے محبت رکھتا ہے مبادا اگر انہیں صحرا میں سامنا ہو گیا تو طیمور کے بہت خلاف
ہوگا صاحبقران موجود نہیں ہیں طیمور سے لطف میں فرق آئیگا یہ بات امیر کو بھی ناگوار گذرے گی وحید الملک
نے عرض کی شاہ کہ خیمہ ملکہ کا جنوب یا مشرق کی طرف ہے میں پہاڑ میں شمال کی طرف جاؤنگا علاوہ اسکے اگر انسان خود ہی کسیکو
دیکھنا نہ چاہے اور وہ بھی پردہ دار تو کون اسکو دیکھ سکتا ہے بادشاہ نے اجازت دیدی وحید الملک
سامان شکار ساتھ لیکر برائے شکار روانہ ہوئے صحرا میں قیام کیا جب دور دور شکار نہ ہاتھ آیا تو آگے اور
آگے بڑھ گئے تیسرے روز ایک آہو دکھائی دیا جیسے ہی آہو نے جھلک دیکھی بھاگا وحید الملک
نے آہو کا پیچھا کیا آہو بھاگا گیا بھاگتے بھاگتے اسی کوہ کے نیچے آیا جہاں خیمہ ملکہ کا برپا تھا اور ملکہ اپنی سہیلیوں کو لیے
ناچ دیکھ رہی تھی آہو قریب کوہ پہنچکر یہ سامان دیکھ کے ٹھٹھکا تھا کہ وحید الملک نے تیر مارا آہو کے ایک
تیر پڑا دوسرے کو توڑ کے نکل گیا آہو اچھل کے گرا وحید الملک نے گھوڑے سے اتر کر اسے
ذبح کیا اتنے میں رضوان بن مضراب بھی آ گیا یہاں تو شاہزادہ آہو کو ذبح کر کے اٹھ کھڑا ہوا
تماشہ آہو کے ترپنے کا دیکھنے لگا کوہ زیادہ بلند نہ تھا ملکہ نے دیکھا کہ ایک جوان حسین سترہ اٹھارہ برس
کا سن کھلا ہوا ہے چونکہ ملکہ بھی تو چودہ پندرہ برس کی عمر رکھتی تھی بچپن کی شرارت بھی باقی ہے آواز دی کہ او ظالم
بیدرد تجھے اس بیزبان پر چھری پھیرتے رحم نہ آیا صورت تو بھولی بھولی ہے حرکتیں ایسی قتال وحید الملک
نے آنکھ اٹھا کے دیکھا تو حیران ہو کر آواز دی کہ میں نے تو جانور کو ذبح کیا ہے تم نے مجھکو بے ذبح کر ڈالا
ملکہ نے کہا کہ تو کسقدر جھوٹ بولتا ہے شاہزادہ ہنسا کہ یہ بالکل نادان ہے کچھ نہیں سمجھتی ہے ملکہ نے
ہنس کے کہا کہ تو ایسا ہی جھوٹ بولتا ہے آپ ہی ہنستا ہے وحید الملک نے رضوان سے کہا
کہ یہ کیا اسی جگہ کباب لگاؤ تاکہ کچھ دیر تو ٹھہرنے کا بہانہ ملے اور اس سے باتیں ہوں رضوان نے عرض
کی کہ اے شہریار یہ وہی ظالم ہے آئینہ پرست کی بہن ہے وحید الملک نے کہا کہ پھر اسوقت جو کچھ ہو تم جانتے
ہو کہ میں جان بوجھ کے اس طرف نہیں آیا ہوں بلکہ اتفاقی فعل تھا رضوان نے خوشی سے سامان نکالا
اور آہو کو صاف کر کے کباب سینکنے لگا ملکہ یہ سامان دیکھا کی کہا اے شخص معلوم ہوتا ہے کہ تو خود
کیا زور رکھتا ہے کہ اپنا شکار دوسرے کو نہیں دیتا ہے فرمایا ہاں شہزادیں ایک شخص شکار کرتا ہے اور سب
کھاتے ہیں یہ فرما کر ایک سیخ کباب کی ہاتھ میں لیکر بالائے کوہ آئے اور کہا کہ یہاں ہمارے پاس

تکلف کا سامان نہیں ہے اور لطف بھی بے تکلفی میں ہے ملکہ نے کہا کہ اپنے عیار کو بھی بلا لو ہمارے سامنے
وہ کباب لگائے وحیدالملک نے بلا لیا رضوان سب سامان لیکر باہر گیا کہ وہ چلا آیا کباب
لگنے لگے شربت انار و انگور کا دور چلا کباب کھائے گئے کچھ دیر گانے بجانے کی صحبت رہی
ملکہ نے کہا کہ بس اب تم جاؤ اسلیے کہ میرے بھی جانے کا وقت قریب ہے ایسا نہو کچھ خرابی پڑے
بھائی کمیر اسقدر وقت ہے میں اُسکے دیکھنے کو آئی تھی اور پھر روز شام کو شستہ دیکھنے جایا کرتی ہوں
اگر دیر ہوگی تو افشائے راز کا خوف ہے قیامت ہو جائیگی تمکو تو وہ زندہ ہی چھوڑے گا بلکہ اُس
حرکت پر میری محبت بھی دل سے بھلا دے گا مار ہی ڈالیگا وحیدالملک نے کہا اسکی حقیقت
کیا ہے وہ یہی ہے کہ سکندر رہنے کو لا اسکا تو ڈر دیا نہ ہی سمجھ کے چھوڑ دیا اور نہ سکندر اسکو باندھ لاتے ملکہ نے
کہا اگر کچھ نہ ہوا تو رسوائی ضرور ہوگی اس سے کیا فائدہ دن بھر ہمارے تمہارے روز صحبت گرم رہ سکتی
ہے شام کو ہم یہاں جاتے ہیں اسمیں تم در انداز نہو وحیدالملک خاموش ہو رہے ملکہ سے دوسرے
روز کا وعدہ ہوا ادھر تو ملکہ سوار ہو کر جانب لشکر طیموس روانہ ہوئی ادھر شاہزادہ وحیدالملک
اپنے لشکر میں آئے اب روز کا یہ دستور ہے کہ صبح سے وحیدالملک آتے ہیں دن بھر ملکہ سے صحبت
گرم رہتی ہے کبھی ناچ ہو رہا ہے کبھی شغل شطرنج ہے کبھی دور شراب ہے ملکہ کو بھی اپنے رنگ پر لگا لیا
ہے شراب اسکی ترک کر دی ہے شراب الصالحین اسکو بھی ہر شام کو پلاتے ہیں آپ بھی پیتے ہیں شام ملکہ
چلی جاتی ہے یہ اپنے لشکر میں چلے آتے ہیں اب یہانتک ارتباط بڑھ گئے کہ ملکہ جب جاتی ہے تو طیموس
کے پاس بہت کم ٹھہرتی ہے اور یہ بھی لشکر میں کسی وقت آگئے تو آگئے ورنہ ملکہ کے چلے جانیکے
بعد بھی کوہ پر انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں جب ملکہ آتی ہے پھر کوئی شغل ہونے لگتا ہے دونوں نہوتے
ہونے چلے جاتے ہیں اس صحبت کو اتنا زمانہ گذرا کہ وہاں سکندر رستم خو نے غسل صحت کیا
بادشاہ اسلام نے کہا کہ کوئی صاحب جا کر وحیدالملک کو لے آئے تو اچھا تھا سکندر کے
غسل صحت کا جلسہ خود بادشاہ اسلام نے کیا بیٹے مظفر بن غضنفر غازی نے عرض کی کہ میں جاتا ہوں اور
ابھی بھائی صاحب کو لاتا ہوں یہ کہکر چند تیراندازوں کو ساتھ لیکر جانب صحرا روانہ ہوئے جسوقت لشکر میں وحید
کے پہونچے تو وحیدالملک کو پوچھا چونکہ ملازموں کو ممانعت تھی کسی نے نہ بتایا بلکہ یہی بہانہ کر دیا
کہ کسی طرف صید و شکار کی فکر میں گئے ہونگے مظفر نے تمام صحرا کو چھان مارا مگر وحیدالملک کو نہ پایا وہاں
وحیدالملک شام کو ملکہ سے رخصت ہو کر اپنے لشکر میں آئے تو خالی ہاتھ مظفر نے پوچھا کہ بھائی
صاحب دن بھر آپ خراب رہے اور کوئی شکار دستیاب نہیں ہوا وحیدالملک نے کہا اے برادر
کیا کہوں کوئی شکار نہ ملا یہ کچھ اس طرح وحیدالملک نے کہا کہ مظفر سمجھ گیا کہ یہ بہانہ کرتے ہیں
اور کہا کیوں بھائی صاحب یہ آپ کس طرح کی باتیں کرتے ہیں کہیں آپکے والد ماجد نے یا دادا جان نے
کوئی راز پوشیدہ نہیں کیا ہر چند کہ اور عزیز بھی ہیں لیکن بخصوصیت ہمارے اور آپکے بزرگوں سے
چلی آتی ہے وہ کسی دوسرے عزیز سے نہیں اسد غازی اور شاہزادہ نورالدہر سے کسقدر محبت تھی والد
ماجد شاہزادہ بدیع الملک کے نام پر پروانہ تھی اسی طرح آپکو مجھ سے بے تکلف رہنا چاہیے اسوقت
وحیدالملک نے گردن نیچی کر لی اور کہا اے مظفر کیا کہوں اک حرکت ہوگئی ہے جسمیں خود پشیمان
ہوں کہ کیا کر لی اور کیا نکر دوں وہ یہ اک ایسی کی تعاقب میں راہ حد سے نکل گیا جہیں مجھے رہنا
چاہیے تھا اور جس لیے یہ احتیاط تھی اسی افشا کا سامنا ہو گیا کہ بالائے کوہ ملکہ مہتاب حور جمال کو

کو دیکھا بادشاہ اسلام کی ممانعت تھی کہ اُس طرف نہ جانا حسب اتفاق اُدھر ہی طرف بھاگا مجھ سے اور
ملکہ سے کچھ ایسے ارتباط بڑھ گئے ہیں کہ نہ مجھکو ایک دم بغیر ملکہ کے قرار ہے نہ ملکہ کو بے میرے
اس وقت بھی میں وہیں سے آتا ہوں مگر اس وقت طیمور کے دیکھنے کو چلی جاتی ہے منظفر نے کہا
کہ پھر ملکہ کو کیوں نہیں لے آئے وحید الملک نے کہا کہ بادشاہ کے خلاف ہوگا اور طیمور سے
مفت کا فساد ہوگا یہ سن کے منظفر نے کہا کہ بادشاہ اسلام کو گو نہ کبیدگی ہوگی لیکن پھر بھی طرفداری
و پاسداری سوا آپ کے اور کسی کی نہ کرینگے یہ تو نہیں ہوسکتا کہ ناموس کے مقدمہ میں دخل دیں اور
طیمور بگڑے گا تو کیا کرے گا وہی ہے کہ شاہزادہ سکندر کے زخمی ہونے کے بعد اسکا بھی کولا
توڑ دیا اور اب سکندر نے غسل صحت کیا ہے آج جلسہ ہے بادشاہ اسلام نے آپ کو بھی بلایا ہے دراصل
میں آپ ہی کے لینے کو آیا تھا وحید الملک نے کہا کہ اے منظفر کسی تدبیر سے ٹال دو تو اچھا ہے اسلیے
کہ مجھ سے اور ملکہ سے وعدہ ہوچکا ہے کہ میں شب کو پھر آؤنگا یہ سن کے منظفر نے کہا کہ چلے چلنا
آپ کا ضروری ہے پھر اختلاج قلب کا بہانہ کر کے چلے آئیے گا وحید الملک نے منظفر کے کہنے کے
موافق عمل کیا کہ ہمراہ منظفر غازی کے جانب لشکر اسلام روانہ ہوئے جس وقت لشکر میں پہونچے
تو دیکھا کہ یہاں عجب سامان ہے تمام لشکر میں چراغاں ہو رہا ہے جا بجا ناچ ہے بارگاہ شاہی مثل عروس
شب اول کے آراستہ ہے سرداران اسلام بیٹھے ہوئے ناچ دیکھ رہے ہیں صحبت رقص و سرود
آراستہ ہے بس یہ دیکھکر انکو صحبت ملکہ کی یاد آئی جی گھبرانے لگا مگر مجبور تھے یہ بھی بارگاہ میں آکر
بیٹھے بادشاہ اسلام کو مجرا کیا بادشاہ اسلام کو خاطر سکندر کی منظور تھی کہ تمام رات خود بھی شریک
جشن رہے بسبب بادشاہ اسلام کے تمام سردار حاضر رہے کسکی مجال تھی کہ صحبت سے اُٹھتا سب
بیٹھے رہے وحید الملک نہایت پریشان رہے نہ تو ناچ میں دل لگتا تھا نہ گانا اچھا معلوم ہوتا تھا
صحبت احباب بُری معلوم ہوتی تھی منظفر بسبب شرمندگی کے وحید الملک کی طرف دیکھتا نہ تھا
جب صبح ہوئی تو جلسہ برخاست ہوا بادشاہ اسلام نے بھی جا کے آرام کیا سب سرداران اپنے اپنے
خوابگاہ کی طرف روانہ ہوئے منظفر نے آکر وحید الملک سے بہت لجاجت کے ساتھ کہا کہ بھائی
صاحب آپ کو میری وجہ سے نہایت تکلیف ہوئی میں نہ جانتا تھا کہ بہانہ کرنے کا موقع بھی نہ ملیگا
ورنہ آپکو نہ لاتا کوئی اور ہی بہانہ کر دیتا اب آپ تشریف لیجائیے میں سمجھ لونگا وحید الملک اسی وقت مرکب
پر بیٹھ کر جانب کوہ روانہ ہوئے صرف عیار کو ساتھ لے لیا تھا جاتے جاتے کوہ پر پہونچے وہاں تمام رات ملکہ کو
تڑپ تڑپ کے بسر ہوئی جاگتے جاگتے آنکھیں سرخ ہوگئیں جیسے ہی وحید الملک کو آتے دیکھا جان
میں جان آگئی تمام وسوسے اور خیالات دور ہوئے لیکن جس وقت نگاہ چار ہوئی تو ملکہ نے تیوری پر
بل ڈالے اور کہا کہ میں تمکو ایسا نہ سمجھتی تھی کیوں صاحب ابھی سے تو یہ حال ہے آگے بڑھکے کیا ہوگا
وحید الملک نے بہت عذر کیا اور کہا کہ اے ملکہ میں بالکل مجبور ہوگیا خلاف حکم بادشاہ کیونکر کرسکتا تھا
ملکہ بہت دیر بگڑی رہی آخر بہت سی قسمیں کھا لینے کے بعد ملکہ کا ملال برطرف ہوا پھر وہی صحبت
عیش و نشاط آراستہ ہوئی جب شام ہوئی تو ملکہ نے کہا کہ اب تم اسی کوہ پر قیام کرو میں بہت جلد واپس
آؤنگی یہ سن کے شاہزادہ وحید الملک نے رضوان سے فرمایا کہ تم جا کے منظفر غازی سے کہنا
کہ آج شب کے دربار میں بھی میں حاضری سے معذور ہوں مجھے عتاب شاہی سے بچائے رہنا
تمھیں تو راز معلوم ہی ہے رضوان اُس طرف روانہ ہوا ملکہ سوار ہو کے لشکر طیمور کی طرف گئی

شاہزادہ وحید الملک نے بالائے کوہ قیام کیا لیکن حال بارگاہ طہمورث کا سنیے کہ آج طہمورث نے
بھی غسل صحت کیا یہاں بھی جلسہ عیش و نشاط آراستہ ہوا جس وقت سواری ملکہ کی لشکر میں پہونچی
تو عجب سامان دیکھا کہ تمام لشکر میں اسقدر چراغاں ہے کہ آگ لگی ہوئی ہے جس وقت سواری ملکہ کی اتری طہمورث
کو معلوم ہوا طہمورث ملکہ کے خیمہ میں آیا اور کہا کہ میں نے آج غسل صحت کیا ہے آج شب کو تم بھی ناچ دیکھنا
جانے کا قصد نکرنا ملکہ کیونکر یہ عذر کر سکتی تھی کہ میں جاؤنگی مجبور ہوئی دل میں کہتی تھی کہ کیا تقدیر نے
ذلیل کرایا ہے وحید الملک کو یہی خیال ہوگا کہ ملکہ نے مجھے جان بوجھ کے پریشان کیا کل کا بدلہ آج ہی
لے لیا لیکن کیا کر سکتی تھی تمام رات ادھر تو ملکہ کو عجب پریشانی میں گذری ادھر شاہزادہ وحید الملک
کو رات آنکھوں میں کٹ گئی جب صبح ہوئی تو ملکہ اپنے مسکن کی طرف روانہ ہوئی جس وقت کوہ پر پہونچی
تو دیکھا کہ آنکھیں وحید الملک کی سوجی ہوئی ہیں ملکہ نے گلے میں ہاتھ ڈال دیے اور کہا کہ خیر
آفت میں کل تم پھنس گئے تھے اسی مجبوری میں میں بھی گرفتار ہوگئی تھی وحید الملک نے کہا
کہ کیا طہمورث نے بھی غسل صحت کیا ملکہ نے کہا اسی کا آج جلسہ تھا وحید الملک نے زیادہ شکایت
نہیں کی اب یہاں کی تو یہ حالت ہے لیکن

چند کلمہ داستان لشکر سارلیق بن لقا کے بیان کیے جاتے ہیں

کیا اپنے نامہ خلخال جادو کے پاس روانہ کیا تھا اور لکھ بھیجا تھا کہ جس سردار پر مجھے بڑا بھروسا
تھا وہ بھی طہمورث آئینہ پرست نے زیر ہو کے اسی کا مطیع ہو گیا اب میرے یہاں ہونے کو بہت
سے سردار ہیں لیکن کوئی حریفوں کا ہم نبرد نہیں معلوم ہوتا اور ساحر اس وقت تک نہیں آسکتے
اگر صاحبقران آ جائینگے تو پھر ساحروں کو بھی مشکل ہوگی کہ وہ صاحب اسم اعظم ہیں لہذا
جلد ساحروں کو روانہ کیجیے کہ میں طبل جنگ بجوا کر ان سرکشوں کا خاتمہ کر دوں پھر صاحبقران اگر تنہا آئینگے
تو میرا کیا کر لینگے جسوقت یہ نامہ خلخال جادو کو پہونچا اپنے ساحروں کو روانہ کیا یہاں کی سارلیق
بن لقا نے مجو جادو کو برائے انتظام متعین کیا تھا ساحروں کے آنے سے ایک روز پیشتر جواب
نامہ کا پہونچ گیا کہ اے سارلیق تم نے توقف کیا تھا تو نے طبل جنگ کیوں بجوایا اور جو ساحر کہ
میرے پاس موجود رہتے تھے انکو میں نا بھیجے دیتی ہوں لیکن جن ساحروں کو میں نے نامے روانہ کیے
ہیں وہ بھی بہت جلد آنے والے ہیں لیکن میرے نامے کا انتظار کرنا چاہیے تھا میں تجھے اطلاع
نہ دوں اس وقت تک طبل جنگ نہ بجوانا مناسب ہے کہ ساحر یہاں اور ہیں کوئی وقت مناسب پر
آئے گی جب یہ نامہ سارلیق کو پہونچا تو اپنے ساحروں کے واسطے صحرا میں مقام لشکر کے
تجویز کرا دیا پہر قلیں نصب کرا دیں کہ فلاں ساحر فلاں مقام پر اترے فلاں مقام پر اترے یہ خبر لشکر
طہمورث اور لشکر اسلام میں پہونچی کہ سارلیق نے صحرا میں یہ قلیں نصب کرائی ہیں اسکا سبب کہیں
معلوم ہوتا ہے کہ سرکار سے برائے دریافت حال روانہ ہوئے جب دوسرا دن ہوا تو جانب صحرا سے ابر سیاہ
رنگ نمودار ہوا آمد سے اس ابر کے تمام عالم تیرہ و تار ہو گیا اس طرف سے مجو جادو برائے استقبال
روانہ ہوا جس وقت وہ ابر قریب قسطول پہونچا تو شق ہوا اور ایک ساحر مہیب اژدر پر سوار برق سیاہ
ہاتھ میں لیے ہوئے نمودار ہوا اور سارلیق کو سلام کیا سارلیق نے کہا کہ اے کرنگ جادو ملکہ کا مزاج
کیسا ہے کرنگ جادو سپہ سالار لشکر خلخال جادو کا اپنے آکر سارلیق سے کچھ باتیں کیں لیکن جب

جو جگہ اسکے لشکر کے اترنے کی پہلے سے معین تھی وہاں ایک سیاہ بیرق نصب تھی گیرنگ جادو نے جاکر
لشکر کو اتارا خیمہ برپا کیا ہرکارے خبر لیکر لشکر اسلام میں آئے اور گیرنگ جادو کے آنے کا حال
بادشاہ لشکر اسلام سے بیان کیا اور عرض کی کہ دریافت کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ جہاں جہاں بیرقین
نصب ہیں یہ مقام ساحروں کے قیام کرنے کو معین ہوئے ہیں بادشاہ اسلام نے فرمایا کچھ پروا نہیں خدا کے
با بزرگ است ادھر طیمور شیر پرور کو بھی معلوم ہوا اسنے بھی مطلق پروا نہ کی لیکن حال سارلیق کا بیان کیا جاتا
ہے کہ یہ بالائے قیطول ساحروں کے انتظار میں بیٹھا ہوا ہے اور محو جادو انتظام میں مصروف ہے ادھر تو
گیرنگ جادو نے آکر قیام کیا ادھر محو جادو نے شراب کی خم اور کشتیاں جام وصراحی کی اور دیگین
طعام لذیذ کی پہونچا دین یہ ساحر مصروف عیش ہوئے بعد اسکے دوسرا ابر اٹھا یہ ابر زنگاری رنگ تھا
برقین چمک رہی تھین رعد کے گرجنے کی آواز چلی آتی تھی جسوقت یہ ابر شق ہوا تو شیلم جادو مصاحب
خاص ملکہ خلخال جادو چالیس ہزار ساحروں کی جمعیت سے آکے پہونچا محو جادو نے اسکو بھی قیام
کرنے کی جگہ بتادی اور سامان دعوت بھیج دیا شیلم جادو نے بھی قیام کیا بعد اسکے اور ایک ابر نمودار
ہوا اور اس ابر سے اور ایک ساحر نمودار ہوا کہ نام اسکا بیرسوتا جادو تھا یہ بھی مصاحب خلخال جادو
کا اور ساحر زبردست تھا اسنے بھی ایک بیرق کے نیچے خیمہ اپنا برپا کیا چالیس ہزار سوار اسکے ہمراہ بھی تھے
غرضکہ تمام دن لشکر خلخال جادو کا اسی طرح آیا کیا محو جادو نے سب کے واسطے سامان دعوت بھیجا
جب دوسرا دن ہوا تو پھر جانب صحرا سے ایک ابر طاؤسی رنگ نمودار ہوا اس ابر سے بارش گلوں کی ہوتی
جاتی تھی ہوائے سرد ابر کو ٹکڑے سے ہوئے چلی آتی تھی آمد اس ابر کی دیکھکر چند ساحر برائے استقبال گئے
اور زیر ابر ساتھ ساتھ آئے ابر بالائے قیطول آکے شق ہوا اور ایک نازنین جوڑا کج باندھے ہوئے
طاؤسی رنگ کا لباس پہنے ہوئے طاؤس سحر پر سوار نمودار ہوئی اور سارلیق کو سلام کیا سارلیق نے
کہا کہ اے ملکہ طناز جادو مزاج کیسا ہے طناز جادو نے کہا کہ اچھی ہوں خلخال جادو کہاں ہیں سارلیق
نے کہا کہ وہ ابھی نہیں آئی ہیں کچھ دیر طناز جادو سارلیق پاس بیٹھی رہی بعد اسکے رخصت ہوکے اس
مقام پر آئی جو جگہ اسکے ٹھہرنے کے واسطے معین ہوئی تھی وہاں اسنے لشکر کو اتارا سامان دعوت محو جادو
نے پہونچا دیا بعد اسکے پھر ابر سبز نمودار ہوا اور اس ابر سے بارش برق ہوتی جاتی تھی اس کثرت سے
برقین چمک رہی تھین کہ دیکھنے والوں کی آنکھوں میں خیرگی آتی تھین اور خوف طاری ہوتا تھا جسوقت یہ
ابر قریب پہونچکر شق ہوا تو ایک زن جمیلہ باد سحر پر سوار پوشاک نفیس پہنے ہوئے پشت پر چالیس ہزار
ساحرنیان کمانین ہاتھ میں سب باندھے پوشش جھولیان زربفتی لگائے ہوئے بازوبند و سپر خنجر وغیرہ
پر سوار نمودار ہوئین جو جگہ انکے لیے معین تھی وہاں انھوں نے بھی قیام کیا دریافت کرنے سے معلوم
ہوا کہ نام اس ساحرہ کا فتنہ برق جمال ہے اور ساحرہ بے نظیر ہے بعد اسکے اور ایک ابر نمودار ہوا کہ
رنگ ابر کا تو سیاہ تھا لیکن بارش اس ابر سے شیر و پلنگ کی ہوتی آتی تھی جسوقت یہ ابر قریب
پہونچکر شق ہوا تو ایک ساحرہ اور نمودار ہوئی کس ہیئت سے کہ ایک ہاتھ میں ترسول دوسرے
ہاتھ میں گولہ فولادی تیوریاں چڑھی ہوئی ماتھے پر قشقہ صندل کا کھینچا ہوا پوشاک سرخ پہنے ہوئے
پشت پر چالیس ہزار جادوگرنیاں یہ سب بھی سرخپوش اسنے بھی بیرق سرخ رنگ کی نیچے اسنے
لشکر کو اتارا اور قیام کیا دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ نام اس ساحرہ کا قتال جادو ہے پھر ابر اٹھا
اس ابر کے ساتھ بہت سے طیور اڑتے ہوئے چلے آتے تھے آتے آتے جسوقت وہ ابر

انہی جا سے قیام پر ہوتا تو ابر زمین پر گر کے شکل بارگاہ ہو گیا اور جانوروں نے غلط کیں بار بار کے انسانوں
کی شکل پیدا کی یہ فوج ملکہ شاہین جادو کی تھی اسنے بھی قیام کیا پھر ابر اٹھا اور ہوا سے تند چلی دیکھا
کہ ایک ابر اس طرح چلا آتا ہے کہ اس سے مختلف ہیئتیں ظاہر ہوتی ہیں کبھی وہ ابر ہاتھی کی صورت بنجاتا ہے
کبھی دیو ہو جاتا ہے کبھی شیر کی ہیئت پر آجاتا ہے کبھی گھوڑا بنجاتا ہے کبھی اژدر کی صورت پیدا کرتا ہے غرضکہ مختلف
ہیئتیں بدلتا چلا آتا ہے اور جو صورت پیدا کرتا ہے ویسی ہی آوازیں ابر سے آتی ہیں مثلاً شیر کی صورت
پیدا کی تو شیر کے ڈکارنے کی آوازیں پیدا ہوئیں اور فیل کی شکل میں تو فیل کے چنگھاڑنے کی صدا
پیدا ہوئی آتے آتے یہ ابر شق ہوا اور ملکہ تصویر بصورت کش چالیس ہزار جادوگنیوں سے نمودار
ہوئی اور ایک مقام پر قیام کیا پھر ابر اٹھا اور رنگ اس ابر کا زرد تھا بارش شراروں کی ہوتی آتی تھی آتے
آتے یہ ابر شق ہوا اور شہزادہ شوخ چشم جادو پچاس ہزار ساحروں سے نمودار ہوئی اسنے
بھی قیام کیا اسکے بعد قہر جادو نہایت قہر و غضب کے آثار رکھتا ہوا نمودار ہوا پھر سنبل جادو
پچاس ہزار ساحروں سے آکر قیام پذیر ہوا تمام صحرا ساحروں سے مملو ہو گیا شام کو تمام صحرا میں گیارہ
روشن ہو گئیں بخور گوگل لوبان لائی سر کشتوں کا لے دانے وغیرہ کا ہونے لگا آوازیں یا سامری یا جمشید
کی بلند ہوئیں اس طرف ہرکاروں نے تمام ساحروں کے آنے کی بادشاہ لشکر اسلام کو اطلاع کی
سکندر دبیرہ نشین تمام ساحروں کے سنکر نہایت پریشان ہوا اور بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ ظل اللہ
کا اقبال فزوں باد یہ وہ ساحر جمع ہوئے ہیں جنمیں ایک ایک ساحر یکتا ہے یہ سب باعث
خلخال جادو کا ہے اور خلخال جادو وہ بلا ہے کہ ان سب کی کوئی حقیقت نہیں ہے اسنے دعوے
کیا ہے کہ اگر مجھ سے صاحبقران سے سامنا ہوگا تو بغیر اسم اعظم بند کیے ہوئے مقابلہ کرونگی افسوس کہ ابھی
صاحبقران تشریف نہیں لائے ہیں اور یہ بدعہد یعنے ساریق طبل جنگ ضرور بجوا دیگا یہ غلام [illegible]
ساحروں کے ہر ساحر سے تاب مقابلہ نہیں رکھتا ہے خیر زندہ تو پھر کر نہ آوینگا لیکن بعد میرے لشکر
پر تباہی آجائیگی اسلیے کہ کوئی سحر نہیں جانتا ہے بادشاہ لشکر اسلام نے فرمایا اے سکندر دبیرہ نشین
جو ساحر تجھ سا اہم نبرد نہو اس سے ہرگز مقابلہ نکرنا میرے عیار ساحر کش ہیں اور سب سے زیادہ
عمرو سا آس حافظ حقیقی کا ہے جسنے سحر کی مخالفت کی ہے اب ساریق تو مصروف دعوت ساحران ہے
اور نائرہ خلخال جادو کا منتظر ہے روز ساحر حاضر دربار ہوتے ہیں اور چلے جاتے ہیں ایک ایک تقاضی
ہوتا ہے کہ طبل جنگ بجوائیے ساریق کہتا ہے کہ ملکہ خلخال جادو نے منع کیا ہے جب وہ اطلاع دیگی
اس وقت طبل جنگ بجیگا ساحر اس بات کے شاکی ہیں کہ پھر ہمکو پہلے سے کیوں بلا لیا انکو تو اس حال
میں چھوڑا جاتا ہے اور وحید الملک کو ملکہ مہتاب نور جمال کے ساتھ مصروف عیش و عشرت
چھوڑا جاتا ہے اور ظہور شہر سرور اور اہل اسلام کو انتظار طبل جنگ میں چھوڑا جاتا ہے

چند کلمے داستان ارقم تتاری اور فضل تتاری کے بیان سے کیے جاتے ہیں

کہ یہ جو صاحبقران سے رخصت ہو کر چلے تو اپنے ملک میں آئے تمام شہر سے بنیاد کفرستان کے معبدوں
کی بنا ڈالی رعایا کے لیے واعظ معین کیے تمام شہر کو اسلام آباد کیا اور ایک نامہ اپنے بھائی کو تحریر کیا مضمون
نامہ یہ تھا کہ اے برادر بجان برابر میں نے تو دین اسلام اختیار کیا اور سبب اُسکا یہ ہوا کہ راستے میں فرزند
مرگیا تھا چھ مہینے کے بعد دعا سے صاحبقران کے وہ زندہ ہوا اس بنا پر میں نے اس دین

ہین کو اختیار کیا تھا کو چاہیے کہ تم بھی ساریق پرستی کو ترک کر کے خدا پرستی اختیار کرو جس وقت یہ نامہ
ارقم تتاری کا بادشاہ شہر مشکبار کو پہونچا اور خدیو مشکباری مضمون نامہ سے آگاہ ہوا تو اسکو ارقم تتاری
کی جانب سے نہایت ملال ہوا اسنے جواب تحریر کیا کہ مجھے نہایت مسرت حاصل ہوئی میری دختر اور
داماد کو میرے پاس بھیج دو تاکہ مین بھی آئین اسلام سے آگاہ ہوں ارقم تتاری نے خوش ہو کے اسی وقت
بہو اور بیٹے کو سوار کر کے روانہ کر دیا جس وقت یہ قریب شہر مشکبار کے پہونچے اور خبر خدیو مشکباری
کو ہوئی تو اسنے لوگوں کو برائے استقبال روانہ کیا لوگ آئے اور استقبال کر کے لے گئے خدیو
مشکباری نے سارا حال فضل تتاری سے دریافت کیا فضل تتاری نے سب کیفیت تمام
خندہ پیشانی سے بیان کیا بس اسنے دعوت مین بیہوشی دیکر فضل تتاری کو قید کر لیا اور
اپنی دختر سے کہا کہ اگر تو نے شوہر کے جبر سے دین اسلام اختیار کیا تھا تو مین نے اسے قید
کر لیا ہی اب تو اپنے دین قدیم پر آ جا اور عقد مین تیرا کسی اور شاہزادہ کے ساتھ کر دونگا یہ سنکے وہ رونے
لگی اور کہا کہ اس سے بہتر تو یہ ہی کہ آپ مجھے قتل کر ڈالیے خدیو مشکباری نہایت برہم ہوا اور دختر کو
سمجھا لیا اور داماد کے قتل کا حکم دیا وہ بیچاری تڑپ تڑپ کے رونے لگی اور اپنے شوہر کے واسطے
دعا کرنے لگی جلاد آ کر موجود ہوا اور فضل تتاری کو زیر تیغ بٹھا دیا بس یہ حال دختر خدیو سے
نہ دیکھا گیا اسنے تڑپ کے دعا کی کہ اے خالق برحق اگر تو نے بس اتنی ہی حیات بدعائے صاحبقران
سے اسکو عنایت کی تھی تو مقدر تھا اور اگر زیادہ عمر عطا کی ہی تو اسے اپنی قدرت کاملہ سے بچا اور
میرے باپ پر اظہار اپنی قدرت کا کر تا کہ کفر اسکے دل سے دور ہو بس جیسے ہی بلک کے
اسنے یہ دعا کی تیر دعا کا ہدف مراد پر لگا ایک پنجہ کہ فلک سے گرا اور فضل تتاری کو اٹھا لے گیا
بادشاہ متحیر ہو کر خاموش ہو رہا لیکن حال آخر پنجہ کا سنیے کہ یہ ایک ساحرہ تھی کہ برائے مدد ساریق
مین لقا جا رہی تھی اسنے جو دیکھا کہ ایک جوان حسین قتل ہوا چاہتا ہی بس دل سے یہ فیصلہ کیا کہ یہ
لائق معشوق بنانے کے ہی یہ پنجہ بنکر ہی اور فضل تتاری کو اٹھا لے گئی اور ایک صحرا مین لیجا کے
ہوشیار کیا اور اظہار عشق کیا فضل تتاری نے دیکھا کہ ایک ڈائن کھڑی ہوئی اظہار
عشق کر رہی ہی بات کرنے مین منہ سے بو آتی ہی کہ دماغ پھٹا جاتا ہی فضل تتاری کو اپنی عروس
مہجمال یاد آئی اسنے کہا نام تیرا کیا ہی وہ لگانہ بولی مجھے مہیب جادو کہتے ہین خداوند ساریق کی
مدد کو جا رہی ہوں سنا ہی کہ خداوند کے ملک پر خدا پرستوں نے چڑھائی کی ہی تو خیال جادو نے
مجھے بھی برائے مدد ساریق طلب کیا ہی اگر تو وصل میرا قبول کرے گا تو جس مرتبہ پر اس وقت ساریق
ہی تجھے بھی مین اسی مرتبہ پر پہونچا دونگی اور خداوند بنا دونگی سحر و ساحری مین تجھ سے ساحران عالم
ڈرتے ہین لشکر ہمارا در راستہ ہی سے جانب ساریقیہ روانہ ہو چکا ہی یہ سنکے فضل تتاری اور بھی پریشان
ہوا کہ یا اللہ یہ شدید دوسری بلا آئی جلاد سے جان بچی دوسری مصیبت کا سامنا ہوا کہا اے مہیب جادو
تو نے بڑا احسان کیا کہ دشمن کے ہاتھ سے مجھے نجات دی اب اتنی عنایت میرے حال پر اور کر کہ
مجھے شہر تتار مین پہونچا دے جس وقت تم ملک ساریقیہ سے واپس آؤ گی اس وقت مجھے
تم سے کسی عذر و انکار نہ ہوگا اسی فقرہ مین فضل تتاری نے مہیب جادو کو اور پھر پنجہ بنکر فضل تتاری
کو ملک تتار مین پہونچا کر آپ جانب ساریقیہ روانہ ہو گئی یہان فضل تتاری پیادہ پا بحال
خراب اپنے باپ کے دروازہ پر پہونچا اندر مکان کے جانے کا قصد کیا دربانوں نے روک لیا

نے تو لشکر بڑھایا اور پہلوانوں کو جمع کرنا شروع کیا اور فصل بہاری مع جنازہ ندیسہ بابرکت دعا جعفر تنہا
عالی شان میں روانہ ہوا انکو تو راہ میں چھوڑ دیے

لیکن اب یہاں سے چند کلمے داستان مصیبت بیان ان گرفتاران رشتہ محبت و سرگردانان دشت الفت یعنی شاہزادہ وحید الملک اور ملکہ مہتاب حور جمال دختر خورشید زرین کمر سے بیان کیے جاتے ہیں جسکا آغاز کلام

بجھ کو تکلیف عبادت جو گوارا ہو جائے ۔ میری قسمت کا بلندی پہ ستارا ہو جائے
خوب جی بھر کے مجھے آج نظارا ہو جائے ۔ شکر اگر جو ادھر کو بھی اشارا ہو جائے
تیرے بیمار کو جینے کا سہارا ہو جائے

تم آ کے اور جلاؤ کوئی جلتا ہو اگر ۔ اور بیتاب کرو اس کو سنبھلتا ہو اگر
جان جاتی رہے دل کیسے بہلتا ہو اگر ۔ بات پوچھو نہ کبھی دم بھی نکلتا ہو اگر
شامت اس شخص کی عاشق جو تمہارا ہو جائے

ناتوانوں کا ٹھکانا ہے وہ زمانہ ہے کہاں ۔ ہو جنون لاکھ وہ اب خاک اڑانا ہے کہاں
آ کے آنا ہے کہاں اور انھیں جانا ہے کہاں ۔ دردمندان محبت کا ٹھکانا ہے کہاں
اپنے کوچے میں جگہ دو تو گذارا ہو جائے

دل میں رہنا نہیں آتا ہے تو فرقت ہی سہی ۔ سامنے میری نگہ کے تری صورت ہی سہی
نہیں مانتا ہے مری جان تو زیارت ہی سہی ۔ وصل منظور نہیں گر تو عیادت ہی سہی
کچھ تو بیمار کے جینے کا سہارا ہو جائے

کھینچ لو تیغ کو اور کردو قلم سر کو مرے ۔ کرو بیکار نہ بدنام مقدر کو مرے
صدمہ رشک سے ویران کرو گھر کو مرے ۔ غیر سے مل کے جلاؤ دل مضطر کو مرے
تمہیں بتلاؤ یہ کس طرح گوارا ہو جائے

کیا اثر جو بہم میں مہر وفا ہے عالم ۔ پتلوں سے ہم دانہ و دام بلا ہے عالم
کھینچے گر شگفتہ زلف دوتا ہے عالم ۔ تو بلند آس طرح کہ دلکش بہ فدا ہے عالم
اسکے سہرا ہی جو اب کو سہارا ہو جا

واہمہ ہی وقت تبسم نہیں گوہر میں شیر ۔ اور بھی حسن نکھرتا ہے اگر مرجع ہو
رونے میں آنسوؤں کے تار ہوں زینت کو مرے ۔ میری بیتابی دل پر جو کوئی انشا کرے
ہم کے آنکھ سے تمہارے وہ ستارا ہو جا

کیوں نہ ہو شکل کا یہ آج میں حیران جگر ۔ نہ ہوا دید کا ارمان کوئی سامان جگر
کیا کہوں کیوں ہے نظر میری پریشان جگر ۔ سختی نزع کی تکلیف ہو آسان جگر
جو کسی صفحہ عارض کا نظارا ہو جا

گرفتاران گیسوئے محبت و مفتونان کشتگان غم فرقت اپنی نالہ سے ہرا شربن اظہار درد جگر کرتے ہیں کہ وحید الملک کو ایک پل جدائی ملکہ مہتاب حور جمال سے ناگوار ہے اور یہی حالت ملکہ کی

وحید الملک کی ساتھ کبھی ہر کہ جتنی دیر کے واسطے یہ بھائی کے دیکھنے کو جاتی ہے اتنا وقت اسکے
شب و اضطراب میں گزرتا ہے طبیعت اسکی نہایت پریشان رہتی ہے آخر ایک روز شاہزادہ وحید الملک
نے فرمایا کہ اے ملکہ یہ صحبت کبھی اس وقت تک ہو جب تک افشا نہ ہو راز نہیں چھپتا ہے اور مثل مشہور ہے
کہ عشق و مشک چھپانے سے نہیں چھپتے ہیں لہذا انجام پر نظر کرنا چاہئے جس دن طبل جنگ بجا اسی روز سے ملنا یہاں
رہنا غیر ممکن ہے اور جس روز تمہارے باپ بھائی پر یہ راز فاش ہوا اسی روز سے تم قید
کر لی جاؤ گی پھر ہم کہاں اور تم کہاں اور جس رسوائی کو ڈرتی ہو یہ ایک دن ہونا ضرور ہے پھر
جو کچھ ہم نے سوچا ہے کیا فائدہ ہے مجھے تم سے زیادہ وقت درپیش ہے وہ یہ کہ بادشاہ اسلام اس
حرکت پر مجھ سے ضرور ناراض ہونگے اسلئے کہ انہوں نے قبل سے اس بات کا تحفظ کر لیا تھا اور
تمہاری وجہ سے مجھکو شکار پر آنے کی اجازت نہ دیتے تھے اور میں نے دوسری جانب جانے
اظہار کر کے بادشاہ سے اجازت لی تھی اور میرا قصد بھی نہ تھا کہ میں تمکو آکر دیکھونگا مگر تقدیر
لے آئی کہ آہو کے تعاقب میں گھوڑا ڈالا اور ہم اسی طرف آیا اب جو بادشاہ اسلام کو معلوم
ہوگا کہ وحید الملک نے یہ حرکت کی تو بادشاہ مجھ سے بدظن ہونگے اور بادشاہ کی برخلافی
ایسی چیز ہے کہ کوئی بہتر نہیں ہوگا اس سے بہتر و مناسب یہ ہے کہ آج میں جا کر تمہارے رہنے
کے واسطے کوئی پوشیدہ مقام تلاش کرتا ہوں اسکے بعد سواری بھیج دونگا تم چلی آنا کہ یہ خلش
مٹ جائے پھر جیسی پڑے گی اسے جھیل لینگے ملکہ نے کہا مجھے منظور ہے اب تمہاری خوشی
بلکہ زور کی ضرورت نہیں دیکھنا نہیں ہوں بھی غور کریں یہ عہد و پیمان ہونے کے بعد شاہزادہ
وحید الملک تو وہاں سے پھر کر اپنے لشکر میں آ گئے اور رضوان سے کہا کہ کوئی ایسی
پوشیدہ جگہ تجویز کر جہاں ملکہ کو رکھیں تاکہ حال ملکہ کا کسی پر ظاہر نہ ہونے پائے رضوان تلاش
مکان میں روانہ ہوا کہ قریب سرحد سرکار لیشیہ کے کوئی قلعہ تجویز ہو شاہزادہ کو اطلاع دو دن پہلے قلعہ پر
قبضہ کیا جائے پھر ملکہ کو پوشیدہ طور پر لا کے اس قلعہ میں لا کے رکھا جائے اگر لشکر میں ملکہ
ہو گی اور بھیجو شکایت کرے گا تو بادشاہ اسلام ملکہ کو قدیمی کے طور پر کے حوالے کر دینگے
یہاں تو یہ انتظام ہو رہا ہے اور وہاں کا حال سنئے کہ چند خواتین ملکہ کی ہمسن جو بادشاہ نے
برائے حفاظت ملکہ معین کر دی تھیں انکو یہ خیال ہوا کہ اگر ملکہ اس جوان کے ساتھ چلا گیا
تو بڑا غضب ہو جائے گا ہماری تو کیا بیوی کی کاٹ ڈالی جائیگی بلکہ تمام مشہور ہو جائیگی کسی رئیس
شریف کی نوکری کے قابل بھی نہ رہینگے بلکہ کوئی اپنے گھر میں بھی آنے نہ دے گا یہ حال بادشاہ
سے بیان کر دینا چاہئیے یہ سوچ کے انہیں سے ایک عورت کہ نہایت زبان آور تھی پوشیدہ
طور پر سوار ہو کے خدمت میں بادشاہ کے روانہ ہوئی جب خیمہ خورشید زرین کمر کے
پہونچی تو سلام کیا خورشید زرین کمر اسکو پریشان دیکھکر بولا کہ کہو آج کیسے آنا ہوا خیر تو ہے تو
اس نے جواب میں کہا کہ خیر ہے عرض کی کہ حضور جان کی امان پاؤں تو عرض کروں خورشید زرین
نے کہا کہو جو کچھ بات ہے جلدی بیان کرو اس وقت اس عورت نے عرض کی کہ حضور زبان دو
کہ کہوں تو میری زبان جل جائے چونکہ حضور نے مجھے ملکہ کی اتالیقی اور حفاظت کے واسطے معین
فرمایا ہے تو عرض کرنا ہے کہ حضور کو آگاہ کر دیں لہذا اگر حضور ملکہ کو چاہتے ہیں کہ
بدنامی سے بچا رہے [illegible] تو ملکہ کو اسی وقت بلا لیجئے اور ملکہ کی حفاظت کیجئے

ورنہ اگر کوئی اونچ نیچ پڑے تو ہم قصوروار نہ ٹھہرائے جائیں یہ سنکے خورشید زرین کمر نے اسوقت
سواری روانہ کی اور چند خواصوں کو ساتھ کر دیا کہ ابھی جاکے ملکہ کو سوار کرا لاؤ لیکن بعض ملکہ کی خیر خواہیں
اُسی جگہ موجود تھیں اسلیے کہ شاید چوری کھل جائے تو ملکہ کو اطلاع دے دیں انمیں ایک عورت سواری
سے پیشتر بھاگی ہوئی خدمت میں ملکہ کے پہونچ گئی اور جاکے بیان کر دیا کہ ای ملکہ عالم غضب ہو گیا صنوبر
نے راز فاش کر دیا بادشاہ نے آپکے لینے کو سواری بھیجی ہے اور اب آپ پر سختی ہوگی آپ اس جگہ نہ
پائینگی ملکہ یہ سنکے نہایت پریشان ہوئی وحید الملک کی طرف سے سواری نہ پہونچنے پائی اور خورشید
زرین کمر کے بھیجے ہوئے لوگ آگئے عورتوں نے آکر ملکہ سے کہا کہ بادشاہ کے نکلنے میں دیر ہوتی ہے
اور آپکو ابھی بلایا ہے یہ سنکے ملکہ نے فلک کو دیکھا اور دل میں کہا کہ افسوس وحید الملک نے
بڑی دیر کی اگر جانتے ہی مجھے سواری بھیج دی ہوتی تو اسوقت میں خدا جانے کہاں کی کہاں ہوتی کسو کی ہوا
پتہ بھی نہ پا سکتا مگر اب سوا چلے چلنے کے کوئی چارہ کار نہیں ہے یہ سوچ کے ملکہ سوار ہوئی اور سواری
ملکہ کی جانب شہر خورشید زرین کمر روانہ ہوگئی اس طرف سے تو سواری ملکہ کی جا رہی تھی اور قضا
کار و اتفاقات روزگار کہ اُس طرف سے جوشن قوی بازو چالیس ہزار سوار سے براے مدد سارلیق میں
لقا چلا آتا تھا اسنے جو دیکھا کہ ایک سواری مانند بادبہاری کے چلی جاتی ہے پس اسنے کہا کہ دریافت تو کرو کہ
اس محافے میں کون سوار ہے اسکے عیار نے بڑھ کر دریافت کیا اور آکے عرض کی کہ کوئی شخص خورشید
زرین کمر بادشاہ شہر زرینہ ہے اور ایک بیٹی آئینہ پرستی رکھتا ہے یہ اسکی دختر کی سواری جا رہی ہے سنا گیا
ہے کہ یہ ملکہ نہایت حسین ہے پس یہ سنکے جوشن قوی بازو نے کہا کہ ایسی نعمتیں خداوند سارلیق میں
لقا نے اپنے بندوں کے واسطے خلق کی ہیں چھین لو اس محافے کو یہ حکم پاتے ہی اسکے لشکر سے چند
سوار بڑھے اور محافے کو اپنی حراست میں کرکے پاس جوشن قوی بازو کے لے آئے جوشن
قوی بازو نے محافے کو اپنے ساتھ لیا اور آگے روانہ ہوا یہ لوگ ملازمان خورشید کے
سواری کے ساتھ تھے وہ بھاگے ہوئے خدمت میں خورشید زرین کمر کے آئے اور
انھوں نے بیان کیا کہ جوشن قوی بازو کوئی پہلوان ہے کہ وہ واسطے مدد سارلیق میں لقا کے
آتا تھا اسنے پہلے تو حال دریافت کیا کہ یہ محافہ کسکا ہے بعد اسکے محافہ کو چھین لیا پس یہ سنکے
خورشید زرین کمر کو نہایت طیش آیا اور اہرمن کو یاد کرکے کہا کہ جا کے جوشن قوی بازو
کو سزا دے اور اسکو ادب دے اور محافہ کو ملکہ سمیت یہاں لے آ اسی وقت اہرمن کو یاد کرکے چند سوار
اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا قضا سے کار و اتفاقات روزگار شاہزادہ مظفر غازی برائے شکار صحرا میں آئے ہوئے
تھے انھوں نے دیکھا کہ ایک لشکر چلا جاتا ہے اپنے عیار کو برائے دریافت حال روانہ کیا عیار نے بعد
دریافت حال آکر عرض کی کہ کوئی شہریار کوئی پہلوان جوشن قوی بازو نام مدد سارلیق کو آتا تھا اسنے ملکہ دختر
آئینہ پرست کی بیٹی کا محافہ چھین لیا ہے اور وہ اسے لیے جاتا ہے ملکہ محافے میں رو رہی ہے پس یہ سننا تھا
کہ مظفر غازی کو نہایت غصہ آیا کہا ارے یہ تو ہمارے بھائی کی منظور نظر ہے پس اسی وقت لوگ کو حکم
دیا اور اپنے بارہ ہزار بہادروں سے جا پڑے پہلے ہی محافے پر قبضہ کر لیا دیکھا کہ ملکہ فریاد کر رہی ہے پس
محافے کے قریب آکے آواز دی کہ بھابھی نہ گھبرانا وحید الملک کا بھائی ہوں میں تمہاری حمایت
کو آپہونچا ہوں آواز سنکے ملکہ کو گونہ تسکین ہوئی دعائیں دینے لگی کہ بھیا خدا تمھیں سلامت رکھے
بس اب مجھے جلدی نکال لے چلو اور کسی طرح اپنے بھائی کے پاس پہونچا دو انھوں نے

بڑی غفلت کی جسکا یہ انجام پیش آیا ادھر جوشن قوی بازو کو معلوم ہوا کہ چند قزاقون نے آکے ملکہ کو
چھین لیا بس یہ ملعون وہین سے پلٹا اور نعرہ کیا کہ خبردار او دزد کہان جاتا ہی نہین جانتا کہ یہ ہماری مطلوبہ
ہی مظفر غازی نے فرمایا کہ او بیحیا کیا جھک مارتا ہی اور چند قزاقون سے کہا کہ تم محافے کو لیکر ہمارے
لشکر کی طرف چلو ہم اس بیحیا کو سزا دے کر آتے ہین یہ فرما کر ایک ہزار قزاق سے جو آکر چالیس ہزار
کے لشکر پر گرتا ہی لشکر کو تہ و بالا کر دیا جس لشکر کے سپاہی سے سامنا ہوا برق کہونکے گھوڑا اسکا
بچہ کیا وہ گھوڑے کو سنبھالنے لگا تلوار باری کر دو ٹکڑے ہوئے ایک ہزار نے چالیس ہزار کو
تتر بتر کر دیا جوشن قوی بازو سے اور مظفر غازی سے سامنا ہوا جوشن قوی بازو نے
تلوار ماری مظفر نے خالی دیکر کمر کی جھکائی دے کر جو سر کا وار کیا سپر بھی نہ آنے پائی تھی کہ تیغہ
سر پر پڑتا دو ابرو آ اتر آیا جوشن قوی بازو نے دستانہ مارا تلوار کھینچنا کہ سر سے نکلی چادر خون کی
سر سے باہر آئی بیہوشی طاری ہوئی تو کٹ درمیان مین آ گئے جوشن قوی بازو کو تو بچا لیا لیکن مظفر
غازی نے تینون کو قتل کیا کہ ان لوگون کے پانون اٹھ گئے ایک تو سردار کے زخمی ہونے سے
بد دل ہو چکے تھے دوسرے ان قزاقون نے جو تلوار کے تیغے رکھ لیا تو دم لینے کی فرصت نہ دی
آخر سارے لشکر سرست بھاگ کھڑے ہوئے مظفر غازی با فتح و فیروزی پلٹے لیکن دو سو
قزاق انکے کوئی پانچ سو قدم کے فاصلے پر محافہ کو لیکر نکل گئے تھے اس طرف سے اہرمن کوہزار د
کئی ہزار سوار ساتھ لیے ہوئے چلا آتا تھا سنے جو دیکھا کہ چند قزاق اک محافے کو لیے چلے جاتے
ہین آواز دی کہ ٹھہر جاؤ قزاق محافے کو لیکر اور بھاگے اہرمن نے ڈانٹا اور کہا کہ مجھ سے بیان کرو
کہ یہ محافہ کسکا ہی قزاقون نے جواب نہ دیا اور محافہ کو لیکر بھاگے اتنے مین مظفر غازی بھی آ پہونچے
اہرمن کوہی نے کہا کہ او چھوکرے تو بڑا فسادی ہی محافہ ملکہ کا تو ہی لیکے بھاگا ہی مظفر غازی نے
کہا کہ او ملعون پھر تیرا کیا اجارہ ہی ہمنے جوشن قوی بازو سے ملکہ کو چھینا ہی اہرمن کوہی نے کہا
کہ جوشن قوی بازو کی یہ ملکہ نہین ہی کہ تو نے چھینا تو تیرا قبضہ ہو گیا ارے یہ زندہ آگ آتشپرستان
کی خواہر ہی اگر طہمورس سنیگا تو سارے لشکر اسلام کو تہ و بالا کر دیگا مظفر نے کہا کہ اسکی
حقیقت کیا ہی ہمنے ایسے طہمورث سے نہین پایا ہی جس کی تلوار مین جس ہوگا وہ ملکہ کو لے جائیگا
یہ سنکے اہرمن کوہی پکارا کہ او دلاور لے اگر تو قزاقی کرتا ہی تو مین بھی قزاق ہون مجھ سے تیرے
فریب نہ چلینگے بس یہ سنتے ہی مظفر نے مرکب کو جھکا کر اہرمن کو تلوار ماری اہرمن نے بوت پھونکا
کہ مرکب مظفر کا الف ہو گیا اہرمن نے تلوار مارنے کا قصد کیا تھا کہ مظفر نے مرکب اہرمن کوہزار د
کو ٹاپ مارا کہ اسکا مرکب بد لگامی کرنے لگا ادھر اور دونون مین تلوار چلنے لگی برابر بوقین پھنکتی رہین تھین
اور تلوار چل رہی تھی ادھر مظفر غازی اور اہرمن کوہزار دے تلوار چل رہی تھی قضا سے کار مرکب نے
مظفر کے زیادہ بدلگامی کی ایک سوار نے درمیان مین آکر مظفر پر حملہ کیا مظفر نے وار اسکا پشت
شمشیر پر کاٹ کر جو ہاتھ مارا سر اسکا اڑ گیا ایسا مظفر مرکب کو قابو مین کرکے اہرمن کوہزار دستے قریب
آیا ساتھی نے اک کاسہ سر پہ جھکتا ہوا آیا مرکب مظفر نے بچا کر کہا کہ بس اہرمن نے موقع پاکر دو
تلوار ماری سر مظفر غازی کا زخمی ہوا مظفر نے دستانہ مارا تلوار کھینچا کہ سر سے نکلی لیکن چادر خون کی
جو سر سے باہر آئی تو آنکھون کے نیچے اندھیرا آ گیا اہرمن پیادہ پر مظفر نے درمیان مین آکر مظفر کو بچا لیا
اور لشکر تلے ہوئے مظفر غازی کو لیکے نکل گئے اہرمن کوہزار دے نے محافہ کو اپنے قبضہ مین

اور لیکر طرف لشکر طیمور شیر سرور کے روانہ ہو گیا یہاں مظفر غازی نے ایک درخت کے نیچے ٹھہر کر
زخم سر باندھا تھا چونکہ شاہزادہ عارف بن معروف بھی ادھر سے شکار آیا ہوا تھا چند قزاقوں نے جا کر
عارف کو خبر کر دی کہ مظفر غازی ہاتھ سے اہرمن شہزادے کے زخمی ہو گئے عارف نے پوچھا
کہ سبب کیا ہوا انھوں نے بیان کیا کہ دختر خورشید آتش پرست کو سارلق کا سردار چھین لیگیا
تھا اُسے آپ کے بھائی صاحب نے چھینا تھا اُسے اہرمن نے چھین لیا بس یہ سنتا تھا کہ عارف
نے دہن سے مرکب کو رانوں میں دبایا اور تعاقب میں اہرمن شہزادے کے روانہ ہوا اہرمن شہزادہ محافہ
لیے اطمینان کے ساتھ چلا جاتا تھا کہ مجھ سے کون ملکہ کو لے سکتا ہے ملکہ کی یہ حالت تھی کہ امید و بیم
کی حالت میں کبھی اسکے چہرہ پر بحالی آجاتی تھی اور کبھی پژمردگی پیدا ہو جاتی تھی جب یہ مظفر کے اختیار
آئی ہے تو خوش ہوئی تھی کہ اب میں وحید الملک تک پہونچ جاؤنگی جب اہرمن نے مظفر سے چھین
لیا تو پھر اُسے وہی اندیشہ پیدا ہو گیا اور چپکے چپکے اُسنے رونا شروع کیا کہ اب شاہزادہ وحید الملک
سے کاہے کو ملنا نصیب ہوگا کہ ایک قریب پشت لشکر کی طرف سے آ کر عارف بن معروف نے نعرہ
کیا کہ باش او دزد کہاں جاتا ہے خبردار کہیں آ پہونچا بس یہ نعرہ کرکے جو کرتا ہے جو لوگ محافہ کی محافظت
میں تھے پہلے انھیں کو مار کر محافہ پر قبضہ کیا اور محافہ کو لیکر چلا آگا اہرمن کو شہزادے نے تعاقب کیا
اور آواز دی کہ او دزد تو کیسے اپنے بھائی سے بھی بڑھا ہوا ہے سمجھا تھا بلکہ یہ بھی نہیں آتا کب جو بڑھتا ہے
مجھکو یہ کہکر اُسنے گھوڑا ڈالا اہرمن نے جب اسکے قریب پہونچکر تلوار ماری عارف نے ڈھال پر روکا
گھوڑے کو اس پھرتی سے توڑا کہ وار اہرمن کا خالی گیا اور یہ اپنی ضرب کی جھونک میں اوندھے منہ
آرہا تھا پھل تلوار کا زمین پر آیا بس عارف نے پلٹ کے جو ہاتھ مارا اہرمن کی کمر پر پڑا مرکب تو اسی جگہ
تڑپ کے رہ گیا اور اہرمن گھوڑے سے گرا پاؤں میں اسکے ایسی ضرب آئی کہ سنبھل نہ سکا
عارف محافہ کو لیکر بھاگ کھڑا ہوا لوگ اہرمن کو لیے ہوئے بحال خراب سامنے خورشید
زرین کمر کے پہونچے سارا واقعہ بیان کیا کہ جوشن قوی بازو سے مظفر نے ملکہ کو چھین لیا
مظفر سے اہرمن نے چھینا اہرمن کو زخمی کر کے بھائی مظفر غازی کا عارف بن معروف چھین لیگیا
بس یہ سنتا تھا کہ خورشید زرین کمر نے کہا کہ ارے یہ کیا غضب ہے اس شخص کی دختر گنبد دھرکا
ہو گئی ارے ہے کوئی کہ جا کر عارف سے ملکہ کو چھین لا سکے یہ بہت سارے ہمراہ آواز کو مقابلہ عارف
میں جانے کی ہمت آئی لیکن نہنگ بن طوفان دریا موج نے کہا کہ میں جاتا ہوں اور ابھی ملکہ کو لیکے
آتا ہوں یہ کہکر گشت مرکب پر بیٹھا اور صرف دو سو سوار ساتھ لیکر روانہ ہوا وہاں عارف بن معروف ملکہ کو
دور سے لیکر آیا تھا اور کہتا تھا کہ بھاگتے گھبراتا نہیں ابھی لشکر اسلام بہت قریب ہے ملکہ و عاکف سرگرم سری
تھی کہ نعرہ نہنگ بن طوفان دریا موج نے آواز دی کہ او دیوانے یہ کیا حرکت ہے کہ تو پرائی بہو بیٹی
کو زبردستی چھینے لیے جاتا ہے اگر شاہزادہ طیمور شیر سرور کو خبر ہوگی تو قیامت ہو جاویگی وہ لشکر اسلام کو
پامال کر دیگا عارف بن معروف نے کہا تجھے شرم نہیں آتی طیمور وہی ہے جو ابھی کل کی بات
ہے کہ اسکندر کے ہاتھ سے زخمی ہو چکا ہے اب آ کے لے گا تو کیا کریگا ہم نے ملکہ کو سارلق کے سردار
سے پایا ہے ہم ہرگز نہ دینگے تجھے اگر ضرور ہے تو چھین لے نہنگ بن طوفان نے تلوار
ماری عارف نے وار اسکا خالی دیکر اپنا وار کیا نہنگ بن طوفان زبردست سردار ہے اسنے
باآسانی سپر وار عارف کا رد کرکے اسی طرح تلوار ماری کہ عارف خالی نہ دے سکا سپر بلند

تیغہ اسکا لنگر دار سالٹ نے چار سو من کی ضرب سپر کے مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے ہوئے تیغہ خود پر پھسلا
اودھر تو نہنگ بن طوفان نے جھٹکا مارا اودھر عارف نے دستانہ مارا تیغہ آہنی بھی تا دو ابرو اتر آیا
تھا کہ دستانہ پڑا تیغہ سر سے نکلا نہنگ بن طوفان نے کہا کہ لے جاؤ اس مردہ صد سالہ کو اور
محافہ پر قبضہ کر کے اپنے لشکر کی طرف باطمینان تمام چلا عارف بن معروف لشکر سے بہت قریب
رہگیا تھا اور رضوان بن خضران تلاش مکان میں اس طرف بھی نکل آیا تھا دیکھا کہ سینہ کہ عارف
بن معروف زخمی ہے قزاقوں سے پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہے انھیں کسنے زخمی کیا قزاقوں نے سارا ماجرا
رضوان سے بیان کیا بس یہ دوڑا ہوا خیمہ میں شاہزادہ وحید الملک کے آیا اور اپنے
کہا کہ مکان آپکے لیے تلاش کرنے میں پہلے ملکہ کی توجہ کیجیے فرمایا کیا ہوا جلد بیان کر رضوان نے
بیان کیا کہ ملکہ کو کوئی سوار لیے بہت تیزی سے جاتا تھا اس سے مظفر غازی نے چھینا مظفر سے
اہرمن کوہی نے چھین لیا پھر عارف بن معروف نے اہرمن کو زخمی کر کے محافہ اپنے قبضہ
میں کیا تھا اور دور نکل آئے تھے کہ نہنگ بن طوفان رفیق طیمور انکو بھی زخمی کر کے ملکہ کو
چھین لے گیا جلد تعاقب کیجیے ورنہ اگر وہ ملکہ کو لے گیا تو اب ملکہ سے ملاقات ہونا غیر ممکن ہے بس یہ
سننا تھا کہ فرمایا لاؤ گھوڑا ہمارا مرکب اسیوقت مرکب حاضر ہوا بس وحید الملک پشت مرکب پر
بیٹھ کے تعاقب میں نہنگ بن طوفان دریا موج کے روانہ ہوئے ساتھ انکے چند کس تھے
جسکو معلوم ہوا وہ پیل گھوڑا ہوا جسے نہیں معلوم تھا وہ کھڑا رہ گیا اودھر تو یہ غصے میں جا رہے ہیں ادھر
نہنگ بن طوفان دریا موج محافہ کو لیے باطمینان چلا جاتا ہے نصف راہ طے کر چکا ہے ملکہ کو بھی اب
مایوسی ہو گئی ہے کہ یہ بہت بڑا سردار ہے اسکو کون زخمی کر سکتا ہے یا اس سے چھین سکتا ہے اور یہ ہنگامہ
اب تمام عالم میں پھیل گیا ہو گا میرے بھائی کو بھی خبر ہو جاویگی وہ آویگا تو قیامت برپا کر دیگا
میں اسی سوچ میں رو رہی تھی دل دھڑک رہا تھا جو جو لشکر طیمور شیر پر دل کا قریب ہوتا جاتا تھا امیدیں
اسکے دل سے دور ہوتی جاتی تھیں کہ اک مرتبہ شاہزادہ وحید الملک پہونچ گئے اور دیکھا آنکھوں نے
کہ نہنگ بن طوفان دریا موج محافہ کو ساتھ لیے ہوئے چلا جاتا ہے بس انھوں نے نعرہ کیا کہ باش
او گبر نا ہنجار کہاں جاتا ہے میں آپہونچا نعرہ بدیع الملک سے میں وہ ہوں ابن امیر ابن امیر ابن امیر
جسکو کہتے ہیں بدیع الملک شاہ قاف گیر اگر خیریت چاہتا ہے اپنی تو محافہ کو ملکہ کے رکھ دے
اور چلا جا ورنہ میرے ہاتھ سے بہت ذلت اٹھاویگا یہ سنکے نہنگ بن طوفان دریا موج نہایت
جوش و خروش میں آیا اور تلوار نیام سے کھینچ کر پکارا کہ یہ لہر دریا سے فنا کی اسکے پانی سے
کشتی حیات طوفانی ہوتی ہے وحید الملک نے کہا کہ میں تجکو حباب آب سے بھی کم سمجھتا ہوں
دم لینے کی نہ مہلت دونگا یہ سنکے نہنگ بن طوفان نے تلوار نیام میں کر کے نیزہ سنبھالا
اور چاہا کہ نیزے سے وحید الملک کو اٹھا لوں وحید الملک نے بھی اپنے نیزے سے اسکے
نیزے کو گانٹھ کے جھٹکا مارا نہنگ بن طوفان کو طیمور نے تعلیم کیا ہے اسنے بھی اس پیچ کو
کھول لیا اور ساتھ ہی اپنے نیزے کی سنان سے وحید الملک کے نیزے کی سنان کو دبا کر
جھٹکا مارا کہ سنان نکل دونوں بدیع الملک نے ہاتھ آگے بڑھا دیا جان سے جھٹکا اسکا رکا
وہیں سے چوبل دیکر ہاتھ کا اور نیزہ ہاتھ سے نہنگ بن طوفان دریا موج کے نکل گیا بس ہاتھ لگا ہوں
میں اسکے سناٹا ہو گیا آواز دی کہ او خدا پرست تو کیا بلا ہے معلوم ہوتا ہے طیمور نے نعرہ

میرے ہاتھ سے ہوائی کیا تھا یا آج تو نے نیزہ نکالا ہی خیر کچھ پرواہ نہیں نیزہ بازی خلال بازی گرزبازی
چال بازی تیغ بازی رست بازی جسکو جلال مشکلات جہان کہتے ہیں یہ کہکر اسنے تلوار ماری وحید الملک
نے سپر کو بلند کیا تلوار ضامن دی تلوار سنے نہنگ بن طوفان کی سپر کو قلم کیا پشت شمشیر پر آ لگی
وحید الملک نے اسکا وار رد کر کے اپنا وار کیا نہنگ بن طوفان نے بھی سپر بلند کی تلوار جو
پڑی ہی اسکی سپر بھی مانند قرص ماہ کے قلم ہوئی تیغہ خود کو کاٹ کرتا دو ابرو آ تر آیا وحید الملک نے
چاہا جھٹکا ماروں کہ کام اسکا تمام ہو کہ نہنگ نے داستانہ مار دیا تلوار جھٹکا کر سر سے نکلی اور چادر
خون کی سر سے باہر آئی لوگ اسے لیکر بھاگ کھڑے ہوئے وحید الملک نے اپنے ہمراہیوں
سے کہا کہ تم بحفاظت لشکر کی طرف جاو اب میں انکا پیچھا نہ چھوڑونگا یہ کہکر دور تک تعاقب میں آئینہ
برستون کے آئے اور سبکو بھگا کر اپنے لشکر کی طرف پلٹے محافہ کو لیکر لوگ بھاگا کا بھاگ پہلے ہی آ گئے
تھے بعد کو وحید الملک پہونچے یہ خبر بادشاہ کو معلوم ہوئی کہ شاہزادہ وحید الملک طیمور
شیر سرور کی بہن کو لڑ کر چھین لائے ہیں بادشاہ اسلام انگشت بدندان ہوئے کہ ہائے انہون نے
کیا حرکت کی ادھر شاہزادہ رفیع البخت کو جو یہ خبر معلوم ہوئی کہ محافہ رکھا ہوا ہی بس یہ جلدی
سے آ کر لے اور ملکہ کو جلدی سے ناموس میں داخل کر دیا اور آپ آ کر بارگاہ سلیمانی میں بیٹھے وحید الملک
سے کہلا بھیجا کہ تم بارگاہ میں نہ آنا وحید الملک خود بسبب حجاب کے نہیں آئے لیکن سہراب
بن رستم نے کہا غضب کیا وحید الملک نے معلوم ہوتا ہی ابھی اس شیر صولت کو خبر
نہیں ہی جس وقت معلوم ہوگا قیامت ہی تو برپا ہوگی بادشاہ اسلام نے کہا کہ یہ واقعہ کیا ہی اتنے میں
مظفر غازی اور عیار رف بن معروف پٹیاں سر میں باندھے ہوئے آ کے بیٹھے بادشاہ اسلام نے پوچھا
کہ معلوم ہوتا ہی اس جھگڑے کے بانی مبانی آپ ہی ہیں مظفر بن غضنفر غازی نے عرض کی کہ یون تو
ظل اللہ مالک ہیں جو چاہیں ارشاد فرمائیں کہ سارلیق پرست ملکہ کو لیے جاتا تھا میں نے اسے زخمی
کر کے ملکہ کو اس سے چھینا آئینہ برستون کے ہاتھ سے میں زخمی ہوا پھر سہراب بھائی نے اسکو
زخمی کر کے محافہ چھینا پھر نہنگ بن طوفان نے عیار رف کو زخمی کیا آخر میں بھائی صاحب پہونچ گئے بھلا
نہنگ بن طوفان آسے کیا لڑ سکتا وہ اسے زخمی کر کے دور تک بھگا آئے اور محافہ کو یہاں بھیجا ہمنے ملکہ کو سارلیق
پرستون سے چھینا تھا آئینہ برستون کا سے اچھا بیکار تھا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص ڈاکا مار کر کسیکا مال
چھینے اور اس سے آپ چھین لیجیے تو وہ آپکو حلال ہو گیا اور آپکو فخر و شادی کیا تھی یہ کبھی پہلے کی معلوم ہی تمنے کیوں
چھینا آئینہ پرست تو وسارلیق پرستوں سے سمجھ لیتے اور اگر تمنے دستانہ چھین لیا تھا تو ملکہ کو تحفتاً
اسکے سر دیکر دیا ہوتا یہ بات کچھ سمجھ میں نہیں آتی سکندر نے جھک کے بادشاہ اسلام کے کان میں کہا
کہ وحید الملک جو شکار پر گئے ہوئے تھے اس وقت سے سلسلہ محبت آغاز ہوا تھا مجھے انکے
عیار کی بابت سب کیفیت مفصل معلوم ہوئی ہی بادشاہ اسلام سر بزانو ہوئے کہ بڑا غضب کیا
وحید الملک نے یہاں یہ باتیں ہو رہی تھیں اور رفیع البخت خلوت میں بیٹھے تھے کہ چھوٹا بھائی فرزانہ
کی جگہ ہوتا ہی پہلے پہل اسنے دل لگایا ہی تو یہ رخنہ پردازی فلک کی ہو رہی ہی یہ تکلے ہوئے بیٹھے ہیں کہ
میں تو نہ جانے دونگا چاہے کچھ ہی کیوں نہ یہاں کا تو یہ رنگ ہی اب دیہان کا حال سنیے جس وقت
نہنگ بن طوفان دریائے خون میں ڈوبا ہوا بارگاہ خورشید میں پہونچا اس وقت طیمور شیر سرور
بھی موجود تھا لیکن ابھی تک یہ ملکہ کے حال سے آگاہ نہ تھا خورشید نے تشویش ظاہر نہیں کیا تھا

کہ اگر یہ گیا تو قیامت برپا کردیگا بس طیمور کی نظر جونہی رفیق پر پڑی اور نہنگ ابن طوفان دریائے موج
خون میں غرق دیکھا کہا کہ یہ کیا حالت ہے نہنگ بن طوفان نے کہا کہ میں نے اُس دیوانے کو زخمی
کیا مگر وحید الملک کے ہاتھ سے زخمی ہوا طیمور نے کہا کہ لڑائی کس سبب سے ہوئی اُسوقت خورشید
زرین کمر نے بیان کیا کہ اے فرزند میں تمھاری محافہ میں سوار ہیرے دیکھنے کو آئی تھی کہ جوشن قوی بازو
اِس ہمرا ارساریق کی مدد کو آتا تھا اُسنے ملکہ کو چھین لیا میں نے یہاں سے اہرمن کو ہزاد کو اُسکی
سرکوبی کے واسطے روانہ کیا اُس سے خدا پرستوں نے چھین لیا اہرمن نے خدا پرستوں سے چھینا
اہرمن سے پھر کوئی خدا پرست چھین لے گیا اسکو نہنگ ابن طوفان نے زخمی کیا اسے وحید الملک
نے زخمی کیا اور ملکہ کو لے گیا بس یہ سنا تھا کہ طیمور نے دوش شرت سے غیظ و غضب میں آکر مرکب طلب کیا اور
کہا کہ خدا پرست بد باطن نہیں ہیں میں ابھی ملکہ کو لاتا ہوں اور اگر شاید نیت اُنکی بد ہوئی تو مارے تلواروں
کے بارگاہ خون سے لال کردونگا یہ کہکر نشست مرکب پر بیٹھکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا اسواسطے اسکے پہنوت
رہگنا وار بھی چلا طیمور نے یہیں سے جو بارگاہ سلیمانی کی سپیدہ باندھی تو راستے میں جو خیمہ ڈیرہ ملا اُسکو
گراتا ہوا چلا لشکر اسلام میں غوغا ہوا لوگوں نے جاکر بادشاہ اسلام سے فریاد کی کہ طیمور آتشپرست
خیموں کو گراتا ہوا لوگوں پر بیعت کرتا ہوا چلا آتا ہے رفیع البخت نے اُسکے کا قصد کیا تھا کہ میں جا
رد کرتا ہوں بادشاہ نے منع کیا اور فرمایا کہ چوری اور سینہ زوری گریبان میں منھ ڈالیے آپ اسکا
کیا کرینگے اور سہراب ابن رستم سے ارشاد ہوا کہ جاؤ اور طیمور کو اس حرکت سے باز رکھو تمھارے ہی
سمجھانے سے طیمور مانیگا کہ تمھارا دوست ہے اور تم اسکے دوست ہو سہراب نے کہا کہ میں جاتا تو ہوں
لیکن وہ بغیر ملکہ کو لیے نہ جائیگا ورنہ بڑا فساد ہوگا آج اسی بارگاہ میں ایسی تلوار چلیگی کہ تمام بارگاہ خون
سے لال ہو جائیگی اور سخت بدنامی ہوگی یہ کہکر سہراب ابن رستم تو اُس طرف روانہ ہوا یہاں بادشاہ
اسلام نے رفیع البخت کی طرف دیکھ کے ارشاد فرمایا کہ آپ کے تیور مجھے بد معلوم ہوتے ہیں رفیع البخت
نے کہا کہ حضور اسمیں دخل نہ دیں میں محافہ منگا کے بیچ میں رکھے دیتا ہوں اگر طیمور کے بازوؤں میں
طاقت ہو تو محافہ لیے جائے دیکھوں تو کیونکر لیے جاتا ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے رفیع البخت تمھیں
کیا حق حاصل ہے کہ ملکہ پر دعوے کرتے ہو عرض کی کہ وحید الملک میرا بھائی جو فرزند کے مقام پر
ہے ملکہ اسکی منظور نظر ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا اے رفیع البخت کیا غضب کی بات ہے کہ زبردستی
چھین لاے اور پھر یہ دعوے کہ ہمارا ناموس ہے آج تک ہمارے خاندان میں ایسی حرکت
کسی نے نہیں کی ہے سُنیے کبھی اقبل حمزہ و صاحبقران اول کی سُنی ہوگی کہ نوشیروان نے کس طرح
پرورش کی اور انھوں نے جوان ہوکے اُسی کی دختر سے عشق کیا اور اُسے لے بھاگے وہ
بدنامی آج تک باقی ہے لوگ کہتے ہیں کہ یہ خدا پرست جہاں جاتے ہیں اور جس بادشاہ تک
اُنکی رسائی ہوتی ہے پہلے اسکی بیٹیوں پر قبضہ کرکے تصرف میں لاتے ہیں نہ کہ یہ زبردستی اسکی سخت
بدنامی ہوگی تم پریشان نہو یہ تو ہمارے خاندان کا اثر ہے کہ جو عورت جسپر مائل ہوئی وہ اُسی کی ہوگئی
جان دیدے گی مگر دوسرے کے دام محبت میں نہ پھنسیگی تم خوب جانتے ہو کہ طیمور میں طلا ہیں
اور لا و صاحبقران کی موجودگی میں سرِدست اسمیں موجود نہیں ہیں لیکن خدا نے چاہا تو بہت جلد
تشریف لاتے ہیں اُنکے جب وقت آ لیے اور طیمور سے یہ مقابلہ ہوجائیگا اُس وقت طیمور
سو کوئی غدر عطا کردیتے میں نہ ہوگا ملکہ جا کہاں سکتی ہے رفیع البخت رنجیدہ ہوکے خاموش ہو رہا

وہاں سہراب بن رستم ثانی نے بارگاہ سے نکلکر دیکھا کہ طیمور کس رو میں چلا آتا ہے بس اسنے آواز دی کہ اے
بہادر یہ کیا حرکت ہے طیمور نے کہا اے سہراب اپنے یگانوں کی حرکتوں کو نہیں دیکھتے ہو کہ اب شاہزادوں
امیرزادیوں کی سواریاں نکالنا دشوار کر دی ہیں تباہ جلد وحید الملک کہاں ہے سہراب نے کہا
اے طیمور دشمن کے ہاتھ سے تمہاری عزت بچائی اسکا یہی ثمرہ ہے کہ تم اس طرح ہمارے لشکر
کو پامال کرنے چلے آتے ہو یہ بات ہمارے پسند نہیں ہے بلکہ لشکر میں اپنا موجود ہے تمکو اصل واقعہ
کی خبر نہیں ہے کہ ایک سارق پرست ملکہ کو چھین کر لیچلا تھا چونکہ تمسے اور ہم لوگوں سے دوستانہ
تعلقات بڑھ گئے ہیں یہ حرکت ناگوار معلوم ہوئی مظفر غازی نے ملکہ کو چھین لیا طیمور نے
کہا کہ جب اہرمن کو ہی آیا ہے تو اسکے سپرد کیوں نہ کر دیا سہراب نے کہا اسنے بدزبانی کی اور
آمادہ جنگ ہوا بوجہ کیوں دبتے ان باتوں سے طیمور کا غصہ فرو کیا اور چیتے یار بنا کے اپنے
ساتھ لے چلا طیمور نے برہوت رعد آواز کو جو دیکھا کہ میرے پس پشت چلا آتا ہے کہا جا تو پلٹ جا کیا میں
تنہا ملکہ کو نہیں لا سکتا ہوں برہوت رعد آواز نے عرض کی کہ میں تو صرف ہمراہ ہوں سہراب نے
کہا کہ آنے دو اور اپنے عیار سے کہا کہ جا کر ظل اللہ سے عرض کر کہ شاہزادہ طیمور کے ساتھ برہوت
رعد آواز بھی ہے بادشاہ اسلام نے ایک دنگل طیمور کے واسطے اور ایک برہوت رعد آواز کیواسطے
بچھوا دیا اتنے میں طیمور کو لیے ہوئے سہراب داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے طیمور نگاہ قہر
چاروں طرف وحید الملک کو دیکھتا ہوا آ کے دنگل پر بیٹھا برہوت رعد آواز بھی ایک دنگل پر
بیٹھ گیا طیمور نے بادشاہ اسلام کی طرف دیکھکر عرض کی کہ مجھے آپ کے عدل و انصاف سے یہ بات
بہت بعید معلوم ہوئی کہ اس وقت تک آپنے ملکہ کو بھجوا نہ دیا بادشاہ نے فرمایا اے طیمور جب میں نے
تمہارے آنے کی خبر سنی تو مجھے کیا ضرورت تھی اگر تم خود نہ آتے تو ایسا ہی کیا جاتا کہ یہاں سے
چند سرداران نامی کی حفاظت میں ملکہ کو دیکر روانہ کر دیا جاتا اب طیمور کی نظر سکندر پر پڑی اور
سکندر نے طیمور کو دیکھا چونکہ اس سے قبل طیمور نے سکندر کو اور دنگل پر دیکھا تھا
آج دنگل صاحبقران پر بیٹھے دیکھا مسکرایا اور کہا کہ بعد صاحبقران کے شاید آپ ہی
صاحبقران سمجھے جاتے ہیں بادشاہ اسلام نے فرمایا اے طیمور اگر حاسد کیوں ان شکوہ ہوتے
تو سوا اسکندر کے کوئی مرتبہ صاحبقرانی کے لائق نہ تھا یہی وجہ ہے جو باوجود موجود ہونے صاحبقران
کے سکندر ہمیشہ دنگل پر مرتبہ صاحبقرانی بیٹھتے ہیں طیمور نے کہا کہ اگر میں سکندر کو زیر کر لیتا
سکندر نے فرمایا مجھے اطاعت میں عذر نہ ہوتا بلکہ کل اہل اسلام تمہاری اطاعت کرتے اور اے
طیمور تمہارا مثل و نظیر نہیں ہے میں یہی سمجھا کہ تمہارا اتنا بڑا گرز کھا کر میں نے ایسا جواب دیا دوسرا
ہوتا تو ضرب کا لنگر بھی مشکل سے سنبھلتا اور مجھے اندازہ ہو گیا کہ میں تمہیں زیر نہیں کر سکتا طیمور
نے کہا کہ میں بھی ایمان سے کہتا ہوں کہ مجھے بھی ایسا مقابلہ آج تک کسی نے نہیں کیا میری ضرب
گرز کی تاب دیو بھی نہیں لا سکے ہیں میں نے پرستان میں جا کر بڑے بڑے دیوان سرکش
کو گوشمالی دی ہے سلیمان صاحبقران اور صاحبقران اعظم نے مجھے فن سپہگری سکھایا
میں نے تمہارے مقابلہ میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا لیکن ہر بات کا جواب مجھے برابر ملتا
ہوا پایا اے سکندر تمہارا بھی مثل و جواب نہیں ہے ان باتوں سے تمام سرداران خوش ہوئے لیکن سکندر نے
علاوہ انصاف کے طیمور کی تالیف قلب کا بھی خیال رکھا کہ یہ اچھا سمجھ کر خوش ہو گا اور جو

ملال اسکو ہم لوگونکی طرف سے پیدا ہوا ہی وہ دور ہوگا کوئی تو سبب ہی کہ سلیمان صاحبقران اور سلیمان
اعظم نے اسکی تربیت مین باوجود کافر ہونے کے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا ضرور یہ ہمین یقین
ہی سکندر بھی اسکو بہ نظر محبت دیکھتا ہی طیمور نے کہا کہ مین آپ لوگون کے حسن اخلاق
کی تعریف نہین کر سکتا یہ بات آپکی سب کے ساتھ ہی یا میرے ساتھ کوئی خصوصیت ہی سکندر
نے کہا ہی طیمور جی چاہتا ہی کہ ہر وقت تمھاری صورت دیکھا کرین خدا نے تمکو ایسے بزرگ کی تصویر بنایا ہی
طیمور نے گھبرا کے پوچھا وہ کون سکندر نے کہا امیر حمزہ نوجوان جو میرے جد امجد تھے جنکی تصویر تمکو
صاحبقران نے دکھائی تھی اور یہ ممکن نہین کہ تم ہمسے جدا ہو ہمین معلوم خورشید زرین کمر تمکو کہان سے
پا گیا دیکھ لینا جس وقت تمسے اور صاحبقران سے مقابلہ ہوجائیگا اور تمھاری نسبت کی تحقیقات کیجائیگی
تو تم ہمین مین سے نکلو گے یہ سنکے طیمور ہنسا اور کہا کہ یہ بات بھی آپ لوگون کی بہت مشہور ہی کہ جسکو
زیردست دیکھا اسکو کہدیا کہ یہ ہمارے خاندان سے ہی خیر یہ بھی میری خوش نصیبی اگر مین آپ کے
خاندان سے ہون تو بھی کیا برا ہون دیر تک اس طرح کی باتین ہوتی رہین ادہر مزاج برہمی
ہوگئی تھی اتنے عرصہ مین بادشاہ اسلام نے رفیع البخت سے کہا کہ ملکہ کو جلد سوار کرو رفیع البخت نے
جاکے وحید الملک سے سارا ماجرا بگڑنا بادشاہ کا اور سمجھانا بیان کیا وحید الملک نے عرض کی کہ بادشاہ
سچ فرماتے ہین مجھپر جو گزریگی وہ گذرے لیکن عدول حکمی ظل اللہ کی کسی طرح اچھی نہین ہی یہ کہکے اس
خیمہ مین آئے جہان ملکہ بیٹھی تھی ملکہ سے یہ ساری روداد بیان کی ملکہ طیمور کی حالت سنکے بیساختہ رونے
لگی تھر تھر کانپنے لگی اور وحید الملک سے کہا کہ مجھے سوار کردینا ہی مناسب وقت ہی اگر زندگی نے
وفا کی تو پھر دیکھا جائیگا اب مین تمھاری ہوچکی تم میرے جانب سے ہر طرح کا اطمینان رکھنا
وحید الملک نے کہا کہ اچھا ہم جاکر طیمور کو بھیجتے ہین وہ تمکو آپ آکے سوار کرلے جائیگا رفیع البخت
نے کہا جب سواری کردینا ہی تو طیمور کو یہین بیٹھا رہنے دو اور ملکہ کو اسکے لشکر مین بھیج دو یہ رائے
کرکے اسی وقت ملکہ کو محافے مین سوار کیا اور بہتسی گرد کو ساتھ کرکے جانب لشکر طیمور روانہ کیا
طیمور یہان ابھی باتین ہی کر رہا تھا کہ وہان سواری ملکہ کی لشکر مین خورشید زرین کمر کے پہونچ
گئی خورشید زرین کمر نے ملکہ کو گلے سے لگا پیار کیا اور شاہپور کو طیمور کے لینے کو تیار روانہ کیا یہان
طیمور ابھی بیٹھا ہی تھا کہ شاہپور پہونچا بادشاہ اسلام کو سلام کیا پہلے ہی آنکھ اسکی جمال اکسیر ثانی سے
چار ہوئی جمال اکسیر کی نگاہ نیچی ہوگئی پھر فتنۂ عیار سے آنکھ ملائی اسکی آنکھ جھپک گئی چونکہ اسنے بھی
شیر کے دودھ سے پرورش پائی تھی جو تاثیر طیمور کی آنکھ مین تھی وہی شاہپور کی آنکھ مین تھی طیمور
نے کہا تم کہان آئے شاہپور نے کہا کہ چلئے آپکو والدہ ماجدہ نے بلایا ہی اور ملکہ بھی یاد کررہی ہین طیمور
نے کہا کیا ملکہ وہان پہونچ گئی شاہپور نے کہا کہ دیر ہوئی طیمور نے بادشاہ اسلام کا شکریہ
ادا کیا اور اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوا لیکن وحید الملک نے بسبب رنج اور خفت کے
بارگاہ مین آنا ترک کردیا لیکن اب کچھ حال جوشن قوی بازو کا سنئے کہ یہ جو شمشیر کے ہاتھ سے زخمی ہو
کے بھاگا تو اسنے جاکے زیر پہلوی ساریق دم لیا اور پکار کہا خداوند تو نے تو کہا تھا کہ ہمنے جتنی اچھی
صورتین پیدا کی ہین وہ ہمارے بندے ہین ہم حلال ہین مین نے یہی سمجھ کر دختر خورشید آئینہ پرست پر قبضہ
کیا لیکن اسکے خدا پرست نے مجھے زخمی کرکے اسکو مجھسے چھین لیا یہ تو نے بنا کے پھر لطف یہ
بگاڑ دی ساریق نے کہا کہ مین نے تو اسکو تیری تقدیر مین لکھ دیا تھا یہ کس خدا پرست نے

روانہ ہوئے اور توسن قوی بازو محافہ ملکہ کا اپنے ساتھ لیکر جانب قیطول سارلیق بن لقار روانہ ہوا یہاں
طیمور شیر سوار خوش بیٹھا تھا کہ آج میں نے اس خلش کو دور کردیا کہ اتنے میں دیکھا تو لوگ دوڑتے
اور پیٹتے ایک لاش لیئے چلے آتے ہیں طیمور نے پوچھا کہ یہ لاش کسکی ہے اور کیسی ہے لوگوں نے لاش
قہرمان کے سامنے طیمور کے رکھ دی اور سارا ماجرا بیان کیا کہ اس طرح توسن قوی بازو نے آکر اسے
مارا اور محافہ ملکہ کا چھین لیگیا بس یہ سننا تھا کہ زمانہ نگاہوں میں طیمور کے سیاہ و تار ہوگیا کہا اس
سارلیق ملعون کی شامتیں آگئی ہیں اگر قیطول پر چڑھ کے اسکی ناک نہ کاٹی ہو تو کچھ کام ہی نہ کیا یہ کہکر
مرکب طلب کیا اور تن تنہا الشست مرکب پر بیٹھ کر جانب توسن قوی بازو روانہ ہوا طیمور کے روانہ ہوتے ہی
بہرہ بوت رعد آواز بھی مرکب پر بیٹھ کے چل کھڑا ہوا سہنگ بن طوفان دریا موج اور اہرمن کوہزاد
وغیرہ تمام سرداران لشکر طیمور یکے بعد دیگرے روانہ ہونے لگے کوئی دس ہزار سوار سے کوئی چار ہزار
سوار سے جاری ہیں جتنی فوج جسنے تیار پائی وہ آسکے لیکے چل کھڑا ہوا ادھر یہ خبر اہل اسلام کو پہونچی کہ
طیمور نے ملکہ کو اپنے شہر کی طرف بھیج دیا وحید الملک کو کمال رنج ہوا کہ اب دیکھئے کب دیدار
ملکہ نصیب ہوتا ہے دوسری خبر یہ پہونچی کہ ایک سارلیق پرست نے پھر ملکہ کو چھین لیا بس یہ سنکے
شاہزادہ رفیع البخت القابداریں کے تھوڑی سی فوج ساتھ لیکر روانہ ہوگئے کہ اب اگر میں نے
کسی سارلیق پرست سے ملکہ کو چھینا تو پھر ہرگز نہ دونگا چاہے کچھ ہی ہو جائے ایک مرتبہ بادشاہ اسلام
کی خیال سے میں خاموش ہو رہا بھائی میرا صدمہ سے گھلا جاتا ہے یہ تو اس طرف جاتے ہیں لیکن بادشاہ
اسلام نے ممانعت کردی کہ خبردار ہوئی اس لڑائی میں دخل نہ دے خبر لگا سکتا ہو اگر طیمور پر نوبت
سخت دیکھنا تو ہمسے اطلاع کرنے کے بعد طیمور کی شرکت کرنا اسلیئے کہ طیمور کے ناموس کا معاملہ ہے
سرکار سے واسطہ نہیں کہ روانہ ہوئے ادھر سارلیق کو معلوم ہوا کہ توسن قوی بازو نے جاکر
ملکہ کو چھین لیا طیمور اسکے تعاقب میں آتا ہی بس اسنے دریچہ قیطول کا واکرکے آواز دی کہ اے
بندگان من آج میں ان آئینہ پرستوں کو غارت کردونگا جسے دخل ہو اب ہونا ہو وہ خون آئینہ پرستان
سے ہاتھ بھرے بس یہ سننا تھا کہ فرنا کوب اژدر چشم شیوا کوب اژدر چشم خضرا اسنے
ارزق چشم طیما سے ملیں جران گرون کش خاقان کج کلاہ مہران مہر ظلمت سر خیل
خشت انداز زر خیل خشت انداز فولاد نہنگ یار جلاد سنا سا یار سہ مشور درم در مقصور درم د
ارجاسپ گرد لہراسپ گرد زر بدال بن خلخال ترک نہنگ خون آشام پلنگ خون آشام
گوزن گاو سوار مردان جوشن پوش سیاف جنگ جو ہندی بس پلٹن فوجیں ایک ہزار
پہلوانان نامی و گرامی کے اپنے اپنے لشکر لیکر چل کھڑے ہوئے شور کرتے جاتے تھے کہ مار لو
آئینہ پرستوں کو جانے نپائیں خبردار محافہ ملکہ کا چھین لینا اس طرف سے تو یہ فوج مانند سیل دریا کے
جاری ہی ہے ساحروں نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ ہزارہا سرداران لشکر کوئی دس ہزار کوئی بیس ہزار کوئی
چالیس ہزار کوئی پچاس ہزار سے جار رہا ہے تو ان سے کہا کہ یہ تماشہ قابل دید ہے یہ کہکے تخت سے بلند
ہوکے دیکھنے لگے اس طرف سے فرنا کوب اژدر چشم مرکب کو گرم کیئے ہوئے چلا جاتا تھا
اور ادھر سے توسن قوی بازو محافہ ملکہ کا لیئے ہوئے چلا آتا تھا کہ گرد اڑی اور طیمور شیر سوار بلند
فضا سے بہرام کے سر پر توسن قوی بازو کے پہونچ گیا آواز دی کہ او ملعون یہ کیا حرکت ہے کہ تو نے شیشہ
ہوا کو للکار چھیڑی سر پر آگئی یہ نہ کہنا کہ آگاہ نہ کیا تھا بس توسن قوی بازو نے پلٹ کے تلوار ماری

ایسی لڑائی یہ طیمور لڑا ہے کہ دیکھنے والے حیرت میں ہیں کہ اتنی بڑی فوج کو طے کر گیا ایسے ایسے سرداروں
کو زخمی کیا اور قتل کرکے اس طرح بے داغ اتنی دور پہونچا یہ کام سوا طیمور کے دوسرے کا نہ تھا
اُدھر سربہوت رعد آواز کی بھی یہی حالت ہے کہ یہ بھی مثل فیل مست کے جھومتا ہوا چلا آتا ہے اسنے دو ایک زخم
بھی کھائے ہیں بہت سے سرداروں کو مارا ہے طیمور سے کوئی سو قدم کے فاصلے پر ہے اور سربہوت سے
دو سو قدم کے فاصلے پر نہنگ بن طوفان دریا موج ہے اور سپہر اب وقت کا منتظر ہے الگ تماشہ دیکھ رہا
ہے کہ ہوا کیا ہے یہ لوگ اتنے بڑے لشکر کو چھیل کر تا بہ قیطول پہونچ گئے ہیں لشکر انکا دور ہے اب ملاحظہ کیجئے کہ
اُدھر سرخیل حشمت انداز اور زرخیل حشمت انداز نے غول اپنا لشکر سے علیحدہ کیا اور صحرا کی طرف
نکل گئے اور فولاد سنگ بار اور راجہ اجگر سنگ بار نے دوسری جانب کی راہ لی تھی مگر طیمور ان
لوگوں کے طریقۂ جنگ سے بیخبر تھا لیکن نہنگ بن طوفان آگاہ تھا اسنے جو یہ منظر دیکھا کہ یہ لوگ علیحدہ
ہوئے ہیں اب لشکر پہ تباہی آیا چاہتی ہے اسنے بادشاہ لشکر خورشید زرین کمر کو آواز دی کہ آپ اپنے
لشکر کو لیکر پلٹ جائیے ورنہ لشکر تباہ ہو جائے گا قیامت آیا چاہتی ہے اور آپ اس سے بیخبر ہیں
خورشید زرین کمر نے کہا کہ جب تک میرا فرزند ساتھ خیر و عافیت کے نہ پھرے گا میں نہ
پلٹوں گا اب اسنے عاجز ہو کے طیمور شیر نر کو آواز دی کہ اے شہریار اب جو کچھ کرنا ہو کیجئے اسلیے
کہ لشکر آپکا تباہ ہوا چاہتا ہے طیمور نے کہا اے نہنگ بن طوفان جائے تعجب ہے کہ تم ایسا گھبرو
ارے سوا میرے یہ دوسرے کا کام تھا کہ اتنے بڑے لشکر کو طے کرکے یہاں تک آ جاتا لیکن قیطول
تک پہونچتے پہونچتے تو پہونچونگا گرد قیطول کے خون آشاموں کا لشکر تھا کہ یہ سب تیز خدا فروش کہلاتے
ہیں بس جیسے ہی طیمور قریب پہونچا نہنگ خون آشام نے للکارا کہ او چھوکرے کہاں آتا ہے طیمور
نے کہا او کبیدی دور ہی سے شیخیاں بتاتا ہے سامنے نہیں آتا ہے یہ سنکے نہنگ خون آشام نے
تلوار ماری طیمور نے وار اسکا رد کرکے ہاتھ مارا کہ مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے اور تلوار اسکی
اتر کے قیطول پر پہونچا اتبو سارق کے اندام میں رعشہ پڑ گیا شخنگان نے کہا کہ یا خداوند خیریت نہیں
معلوم ہوتی اب طیمور آیا ہی چاہتا ہے اُدھر پلنگ خون آشام آیا اسنے تیر مارا طیمور نے تیر کو رد
کرکے اسکی بھی شاخ زندگی کو قلم کیا ایک مرتبہ نعرہ مارا اور کہا کہ لے جو کرنا ہے کر طیمور کی کمر پر خنجر کا بند
پکڑ کے بلند ہوا طیمور نے آواز دی کہ اے پنجہ کہاں کرتا ہے اسوقت مجھے نہ بچا پایا ان دیکھا کیا ہے تو سارق تک
پہونچا اسنے چھوڑ دے یہ چیختا رہا پنجہ طیمور کو لیکے یہ جا وہ جا روانہ ہو گیا سارق نے آواز دی کہ اے
بندگان من دیکھا تمنے اس آئینہ پرست نے بہت بے ادبی کی تھی اسکا نتیجہ قدرت کا اسکے آگ اسکو
جہنم میں جھونکوا دیا ہاں تباہ کر دو اسکے لشکر کو اور گرفتار کرکے قتل کر ڈالو سربہوت رعد آواز کہ یہ بندہ مرتد
ہے اسکو کفار نے ملوہ کیا جسکا خوف تھا اسے تو نیچے لے گیا سربہوت رعد آواز زخمی تو ہو ہی چکا تھا اور
تھک بھی چکا تھا اسنے دیکھا کہ نہ تو میں اب پلٹ کے اپنے لشکر تک جا سکتا ہوں اور آگے بڑھنے کا
کا بھی کوئی حاصل نہیں اسلیے کہ شاہزادہ طیمور کو نیچے لے گیا بس اسنے ادھر ادھر دیکھا تو چہار طرف
ہجوم پایا کفار یورش کیے ہوئے چلے آتے تھے بس اسنے نہنگ بن طوفان کو آواز دی کہ اے برادر
مجھ تک پہونچو تو کوئی سبیل لشکر سے نکلنے کی پیدا کی جائے یہ سن کے نہنگ بن طوفان نے باگ گھوڑے
کی اٹھائی اور سربہوت رعد آواز کی طرف چلا ادھر سے سربہوت رعد آواز نے گھوڑے کی
باگ لی اور یہ بھی پروں کو توڑتا صفوں کو مسمار کرتا ہوا چلا دم بھر میں یہ دونوں یکجا ہو گئے اب انھوں نے

پہلو کی طرف گھوڑے اُٹھا دیے اس طرف نہین سردار فوجون کو لڑوا رہے تھے دیکھا اُنھون نے کہ یہ دونون زخمون مین چور چلے آتے ہین اگر انکو مار لیا تو چار دانگ عالم مین شہرہ ہوجا ئیگا یہ سوچ کر غران فیل پیکر برہوت رعد آواز کی طرف چلا اور ہود شیر چشم نے نہنگ بن طوفان کو للکارا اور مہیب دیو صورت فوج کو جا کر کھڑا ہوا کہ راستہ جانے کا نہ ملے ادھر تو یہ تیاری ہو رہی ہے اور یہ دونون شیر زخمی جھومتے چلے آتے ہین ادھر سنگ انداز دن کا غول ایک پہلو پر آئینہ پرستون کے پہونچ گیا اور خشت انداز دوسرے پہلو پر پہونچ گئے ادھر سے خشتہائے آہنی چلین اُدھر سے پتھر برسنے لگے بتو لشکر ظلمپور کا بدحواس ہو گیا اور نقشہ ہونے لگا جسکو جدھر راہ ملی وہ اُدھر بھاگ کھڑا ہوا خشت انداز برابر خشتین برسا رہے تھے خشت آ تی تھی سن سناتی ہوئی دس دس کو گراتی نکلی چلی جاتی تھی اُدھر منجنیقون سے پتھر فنا کی صدا دیتے ہوئے چل رہے تھے سہراب بن رستم یہ سب تماشہ دیکھ رہے تھے اُنھون نے سمجھ لیا کہ لشکر تو اب تباہ ہونے سے بچ نہین سکتا لیکن ان دونون سردار دن کو بچانا چاہیے اگر یہ مار ڈالے گئے تو ظلمپور کو کمال صدمہ ہوگا بس سہراب بن رستم تلوار تولتا ہوا کھڑا ہی تھا نعرہ کر کے جا پڑا اور ساریق پرستون کو قتل کرنا شروع کیا مہیب دیو صورت نے دیکھا کہ یہ کونسی آفت آ گئی للکارا کہ او تلوار مارا دوست پوش کیون شامتین آئی ہین دیکھ اتنا بڑا لشکر کس طرح تباہ ہو رہا ہے تو کیا سمجھ کر بیچ مین کودا ہے خداوند تجھے بھی جہنم مین جھونک دینگے سہراب نے نعرہ کیا کہ او باش او گیدی کیا بکتا ہے ارے تو کیا ہے اور تیرا خداوند کیا ہے خوار ہے انشاء اللہ خدا پرستون کے ہاتھ سے بہت جلد جہنم واصل ہو جائیگا تجھے شرم نہین آتی کہ دو زخمیون کے راستہ روکنے کے لیے تو تین لاکھ آدمیون کو لیے ہوئے کھڑا ہے کب چھوڑتا ہون تجھکو لا ضرب اپنی یہ فرما کر قریب مہیب دیو صورت کے پہونچ گئے مہیب دیو صورت نے گرز گاؤسر کا وار کیا سہراب نے کلہ گرز مین ہاتھ ڈال دیے اور ایسا جھٹکا مارا کہ گرز اسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا بس وہی گرز سر پر پھیر کے مہیب دیو صورت کو مارا یہ معلوم ہوا کہ فلک پھٹ پڑا ہر چند مہیب نے سپر بلند کی مگر ہاتھ بھرائے گرز مع سپر سر پر آیا اور خود کو لیتا ہوا کاسہ سر کو چور کر کے صراحی گردن کو پست کرتا ہوا صندوق سینہ کو شکستہ کر کے مع مرکب زمین سے ملا دیا سہراب اسے مار کے آگے بڑھے اور اس طرف ہود شیر چشم سامنے نہنگ بن طوفان دریا موج کے پہونچا دیکھا کہ نہنگ زخمون سے چور جھومتا ہوا چلا آتا ہے کس ہود نے تلوار ماری نہنگ بن طوفان دریا موج نے وار اسکا رد کر کے آواز دی کہ بلون اب تیری یہ جرأت ہوئی کہ مجھے زخمی سمجھ کے میرے قتل کو آیا ہے میری لاش بھی تجھپر بھاری ہے یہ کہکے جو تلوار ماری اسکے دو ٹکڑے ہوئے سہراب نے آواز دی کہ اے نہنگ بن طوفان اس طرف آ کہین راستہ کیے دیتا ہون نہنگ بن طوفان حیرت مین تھا کہ یہ تلوار کون شخص ہے جو ہمارے لیے جان لڑا رہا ہے ادھر غران فیل پیکر نے برہوت رعد آواز کو ٹوکا کہ اے نقیب الدست تو نے خداوند سے روگردانی کر کے اسکا نتیجہ دیکھا اب بھی توبہ کر ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا برہوت رعد آواز نے نعرہ کیا کہ او فریساق تیری کیا یہ حقیقت ہوئی کہ ہمارے منہ چڑھے مرنے تجھ الیسون کو سیس کے مار ڈالون گا لاحربہ اپنا یہ سنتے غران نے ارہ پشت نہنگ مارا برہوت رعد آواز نے کس مردانگی سے تڑپ ہو کر تلوار ماری اور ارہ کو قلم کیا کہ تلوار یا دوست پوش نے تعریف کی غران نے غصہ مین آ کر گیے ہوئے ارہ کا ٹکڑہ مع چوب دستہ پر برہوت کے کھینچ مارا برہوت نے خالی دیکر تلوار ماری غران نے سپر بلند کی اسکا لنگر آ نیغہ چھا ہوا ہاتھ سپر کے مانند قرص نیمہ کے دو ٹکڑے ہوگئے تلوار خود و مغفر و چار آئینہ و جوشن و کمر

زنجیر کو کاٹتی ہوئی جاکے زمین فرش پر ٹھہری بہروت نے یا خداوند آئینہ کہکے جو جھٹکا مارا مع مرکب زنجیر ان کے چار ٹکڑے ہوگئے ساریق نے جو یہ معرکہ دیکھا گوزن گاؤ سوار کو آواز دی کہ ارے غضب کیا اس نقابدار نے لشکر کی صفیں توڑ کر راستہ پیدا کر دیا اب یہ مرد و درگاہ خداوندی دونوں نکل جائینگے اے گوزن گاؤ سوار خبردار یہ زندہ نکل کے جانے نپائیں یہ سنکے گوزن گاؤ سوار اور منقوہ ہمردم ورداور ہمرد و ہمردم درتین سردار دوڑ پڑے پہلے گوزن گاؤ سوار آگیا سہراب نے بڑھ کر سامنا کیا اور بہروت رعد آواز کو صدا دی کہ اے پہلوان زمان تم نہ نکلنے کی کوشش کریں میں ان حرام زادوں سے سمجھے لیتا ہوں بہروت نے کہا کہ تم نے تنہا آپ ایسا قدردان لڑائی دیکھ رہا ہے اسوقت لڑکے مرجانے میں بھی لطف ہے اور نا موری ہے لیکن سہراب نے گوزن گاؤ سوار کو آگے نہ بڑھنے دیا اسنے نیزہ مارا سہراب نے نیزہ سے کو تلوار سے قلم کیا گوزن گاؤ سوار نے چوب چقماق کا وار کیا سہراب نے وار اسکا خالی دیکر پھر زنجیر کا بند پکڑ لے کے اچھال دیا گرتے وقت تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوئے بہروت رعد آواز اور نہنگ بن طوفان نے تعریف کی اتنے میں منقوہ ہمردم در آگیا سہراب بڑھ کر اسکی بھی صد راہ ہوئے منقوہ نے تلوار ماری سہراب نے دھار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور بایاں ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر کا بند پکڑ لیا اور نعرہ اللہ و اکبر جگر سے کھینچ کے جو زور کیا منقوہ کو سیر کی طرح ہاتھوں پر لے لیا ہمرد و ہمردم دو تنا وقفہ پاکر نہنگ بن طوفان کی طرف بڑھا ہی تھا کہ سہراب نے منقوہ ہمردم در کو ہمرد و در پر کھینچ مارا دونوں سے پیکر چور ہو گئے اب اور سردار دور کھڑے رہے تھے سہراب نے تلواریں مارنا شروع کیں لشتے پر لشتے نے بہروت رعد آواز اور نہنگ بن طوفان کو لے لیا اور صفوں کو توڑتے ہوئے چلے جاتے تھے جو نا تھا اسکو نہنگ بن طوفان اور بہروت رعد آواز شکار کر لیتے تھے سہراب کے ہمراہی لشتے پر بہروت رعد آواز اور نہنگ بن طوفان کے آگئے اور حلقہ میں ان دونوں زخمیوں کو لے لیا اور لڑتے ہوئے گھڑی بھر میں لشکر کو طے کر کے صاف نکلے چلے گئے ساریق دیکھکے رہگیا خستگان نے تو کلمہ پڑھا اور کہا واہ رے نقابدار تیر آگیا کہنا یہ بھا ہی جاتا ہے ایسا ہی آتا ہے حق یہ ہے کہ سپہگری انھیں لوگوں کے واسطے ہے ادھر خشت انداز دن نے تمام لشکر کو آئینہ پرستوں کے تباہ کر دیا دو ہزار کسی طرف بھاگے چلے جاتے تھے چار ہزار کسی طرف بھاگے چلے جاتے تھے خشت انداز دو دو سو چار چار سو کے غول بنا کے ہوئے تھے جب مار مار کے سو کو گرا دیا دو سو کو گرا دیا آئینہ پرست پھر ان سے کہ کدھر جائیں خورشید زرین کمر چنگیز سے کسی طرح نہ بار نکل گیا لاجورد شاہ کسی طرف بھاگا سکندر آئینہ پرست اور رستان شاہ کہیں گئے یہ تباہی لشکر کی دیکھکر سہراب کو بھی کمال افسوس ہوا اور بہروت رعد آواز نہنگ بن طوفان دریا موج اور دو لے نقابدار نے ان دونوں سے کہا کہ تم ہمارے ساتھ چلو جسوقت زخم تمہارے اچھے ہو جائیں اس وقت جہاں چاہنا چلے جانا یہ سنکے ان دونوں نے عرض کی کہ اے نقابدار دلاور آپ جان بخش ہمارے ہیں اگر آپ نہ آتے تو ہمارا لشکر ساریق سے زندہ بچ کے نکلنا غیر ممکن تھا ہم احسان آپ کا زندگی بھر نہ بھولینگے لیکن اسوقت ہمیں آپ معاف فرمائیے کہ لشکر تباہ ہے ہمیں معلوم کہ والی جو ہمارے آقا کے کدھر گئے ہم جا کر لشکر کو فراہم کرینگے خورشید زرین کمر کو تلاش کرکے دم لینگے ورنہ ہمیں سامنے اپنے آقا کے سرخروئی حاصل ہوگی لیکن اتنے امیدوار ہیں کہ اپنے نام نامی سے یا تو آگاہ فرمائیے یا صورت دکھائیے کہ ہم اپنے محسن کو پہچان لیں اسوقت سہراب نے نقاب چہرے سے اٹھا دی اور کہا کہ چونکہ لڑائی یہ تمہاری تھی ہم نا سہر تنہا شہر دخل نہیں دے سکتے تھے اور تمام

اہل اسلام مین مجھے خاصکر جو طیمور سے محبت ہی اُسے مین جانتا ہون یا میرا خدا جانتا ہی اور ای برہوت
رعد آواز بعد مقابلہ صاحبقران اور طیمور کے انشاء اللہ ہم تم سب ایک ہو کر رہینگے برہوت نے سر طیمور
کے ہاتھ چوم لیے اور کہا دوستی اسکا نام ہی جو برتاؤ آپنے کیا ہی اور آپ کی جرأت و قوت کا اندازہ ہو گیا کہ آپ
کبھی کچھ سکندر و رستم سے کم تھوڑی ہین فرمایا نہین جو مرتبہ اسکا ہی وہ اُسی کے لیے ہی ہر چند کہ میرا چھوٹا بھائی
ہی لیکن خدا نے اُسکو صاحبقران کیا ہی یہ فرماکر سہراب تو جانب لشکر اسلام روانہ ہوے اور برہوت
رعد آواز مع نہنگ بن طوفان دریا موج لشکر کو فراہم کرتے بطرح خورشید زرین کمر طرف
شہر زرینہ کے روانہ ہوے یہان سارلیق بن بقا نے نقارہ شادمانی بجوا دیا اور کہا کہ ای بندگان من تمنے
دیکھا میری قدرت کو کہ اس آئینہ پرست کو بڑا غرور ہو گیا تھا قدرت نے اسکی ساری قلعی کھول دی ایک
دم مین تمام لشکر کو تباہ کر دیا اسکو نتیجہ قدرت سے آگاہ کر کے چشم زدن مین کھنچوا دیا یہی حال قدرت
خداپرستون کا بھی کرینگے جو گرد ہے تھے وہ صنعت ثنا کرنے لگے کہ تو ایسا ہی خدا ہی جو تا کا خدا زندہ ہی سارلیق
نے ترخیل حشمت انداز اور زرنیل حشمت انداز کو قہر خداوند کا خطاب دیا اور جلاد سنگ بار فولاد
سنگ بار کو سپہ کوب قدرت کے لقب سے ملقب کیا اور جن سرداران نے نامردی کے ساتھ برہوت
رعد آواز اور نہنگ بن طوفان دریا موج کو زخمی کیا تھا انکو طرے بہمیری کے تقسیم کیے اور وعدہ
کیا کہ بعد شکست خداپرستان کے مین تمکو بھی عنایت کرونگا اور بہمیر اپنا کر کے بھیجونگا کفار مین
تو شادیانے بج رہے ہین اور نہایت خوش ہین ادھر آئینہ پرست بیچارے حیران و سرگردان
متفرق فوجون کو جمع کرتے ہوے کئی روز مین شہر زرینہ تک پہونچے اور قیام کیا سرداران زخمی کا
علاج ہونے لگا خصوصاً نہنگ بن طوفان دریا موج اور برہوت رعد آواز اور اہرمن کوہزاد
کہ یہ نہایت زخمی تھے انکا بھی علاج ہونے لگا اور جو فوج ایسی متفرق ہو گئی تھی کہ نہ ملی تھی جب ان لوگون
کو بھی خبر ملی کہ بادشاہ ہمارا شہر زرینہ مین پہونچ گیا تو وہ سب بھی آ آ کر اپنے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہونے لگے
گیارہ بارہ لاکھ کے لشکر مین قریب ایک لاکھ بچاس ہزار کے مارے گئے اور بچاس ہزار متفرق ہو گئے
دس لاکھ آدمی باقی رہ گئے اب ملکہ کی تلاش ہونے لگی تو ملکہ کو کہین نہ پایا ان لوگون کو تو تلاش بلکہ یہ مشہور
رکھا جاتا ہی اہل اسلام کو بھی تباہی کا لیکن طیمور کی نہایت افسوس ہوا لیکن اب کچھ حال اس بچہ کا سنیے جو
شاہزادہ طیمور شیر سوار کو لیگیا ہی طیمور کو توجہ ہوا سے بیہوش ہو گیا تھا جس وقت آنکھ کھلی تو طیمور
نے اپنے کو ایک صحرا مین پایا چند دیو دن کو سامنے ہاتھ باندھے کھڑے دیکھا اور ایک تخت جواہر
نگار کو زمین پر رکھے ہوے پایا پوچھا کہ مجھے کون لے آیا ہی ایک دیو نے عرض کی کہ غلام آپکو لایا ہی نام
میرا دوتحسین ہی مجھے سلیمان صاحبقران نے بھیجا تھا کہ بہت دنون سے آپکی خیر و عافیت
نہین معلوم ہوئی ہی اور یہ تخت بھیجا ہی کہ اسپر سوار کرکے لاوین جو آپ کو تلاش کرتا ہوا آیا تو اُس ہنگامہ
مین پایا کہ آپ جنگ کر رہے تھے لشکر آپ کا بہت دور تھا مجھ سے اتنی گستاخی تو ہوئی کہ مین بیچ مین سے
اٹھا لایا حضور معاف کیجیے چونکہ دیوان قاف اسکے غصہ سے واقف ہین تو ڈرتے ہین طیمور نے کہا
تو نے بہت برا کیا وہان لشکر میرا تباہ ہو جائیگا مجھے وہین پہونچا دے کیا کہون تو سلیمان صاحبقران کا فرستادہ
ہو ورنہ تو مین بہت بری طرح پیش آتا چونکہ دوتحسین نہایت عاقل ہی اسنے عرض کی کہ ای شہریار اب
آپ ہرگز دنیا سے بہت دور مین جلد پہونچنا آپ کا ناممکن ہی اس سے بہتر معلوم ہوتا ہی کہ آپ خود
پرستان مین تو آ ہی چکے ہین پہلے چلکر صاحبقران قاف سے مل لیجیے پھر آپکو اختیار ہی یہ سنکے

طیمور نے تامل کیا دلیو تحسین نے کہا کہ اگر آپ کو اپنے لشکر کی تیاری تو مین ابھی جاتا ہون جتنے عرصہ مین آپ
گلستان ارم تک پہونچینگے اتنے عرصہ مین مین خیریت دریافت کرکے حاضر ہو جاؤنگا اُس وقت مناسب
جانیئے گا قیام کیجیئے گا ورنہ لشکر لینے کیلئے آئیے گا طیمور نے کہا خیر تو جلد جا دلیو تحسین تو جانب سارلیقیہ
روانہ ہوا اور دلیو تخت پر طیمور کو بٹھا کے طرف گلستان ارم کے روانہ ہوئے جسوقت تخت طیمور کا
گلستان ارم مین پہونچا تو دیکھا طیمور نے کہ تیاری ہو رہی ہے پرسبزادون برابر صف باندھے کھڑی مین
اسباب دیو بار کر رہے مین طیمور نے سلیمان صاحبقران اور سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک کو سلام
کیا سلیمان صاحبقران نے جو دیکھا کہ طیمور زدون سے نہایا ہوا ہے تو پوچھا اے طیمور تم کس حال مین تھے
طیمور نے کہا کہ آپکے دیکھنا ہے گستاخ مین مجھسے در سارلیق پرستون سے تا ور جبل ربی تھی مین تو
قیطول پہونچ چکا تھا کہ دلیو نیچے تباکر مجھے اٹھا لا یا دیان لشکر سیر تباہ ہوگیا ہوگا سلیمان صاحبقران نے
فرمایا کہ تم پریشان نہو مین ابھی دیوون کو واسطے دریافت حال کے روانہ کرتا ہون اگر تمہاری مرضی ہو کہ
تو مین سارلیق کو مع قیطول ایکدم مین غارت کرا دونگا چونکہ بہت زمانے سے تمہاری خیر عافیت
دریافت نہین ہوئی تھی اور میرا جی بھی تمہارے دیکھنے کو بہت چاہتا تھا اس سبب سے مین نے تمکو
بلوا لیا کہ نامہ و پیام مین عرصہ ہوگا یہان عرس جناب سلیمان کا ہونے والا ہے یہ عرس قابل دید ہوتا ہے
کہ تمام قاف کے پرسبزادیان جمع ہوتی مین اور ایک جلسہ کا مل ہوتا ہے تم اسرا جلسہ مین شریک ہوکر
خوش ہوگے طیمور نے کہا کہ اب سارلیق کو جانے دیجیئے مین اس سے سمجھ لونگا اور دلیو تحسین
خیر و عافیت دریافت کرنے گیا ہوا ہے جسوقت وہ واپس آئیگا حال معلوم ہو جائیگا
یہان سلیمان صاحبقران نے طیمور کو غسل کرایا پوشاک بدلوائی لیکن وہان دلیو تحسین پہلے تو
لشکر سارلیق مین آیا سنا کہ آئینہ پرست تباہ ہوگئے اب یہ تلاش مین چلا اور شہر زرینہ مین پہونچا
صورت انسانون کی سی بنائی اور ایلچی وضع ہو کر ایوان شاہی پر آیا چوبدار سے کہا کہ اطلاع کرو کہ
ایلچی آیا ہے چوبدار نے جا کر خورشید زرین کمر سے عرض کی خورشید نے بلا لیا دلیو تحسین انسان بنا ہوا
سامنے پہونچا سلام کیا خورشید زرین کمر نے پوچھا کہ تو کہان سے آیا ہے اور کیا پیام لایا ہے دلیو تحسین نے
کہا کہ مین فرستادہ ہون شاہزادہ طیمور کا اور آپکی خیر و عافیت دریافت کرنے آیا ہون خورشید
نے کہا طیمور کہان ہے اور کس حال سے ہے دیو نے کہا کہ طیمور پریستان مین تشریف فرما مین آپکے استاد
سلیمان صاحبقران نے انکو بلا بھیجا تھا مین ہی تیجہ بن کے انکو اٹھا لے گیا تھا آپ اطمینان رکھے
خورشید نے کہا کیا تم ساحر ہو یہ ہنسا اور کہا کہ مین دیو ہون ساکنان قاف سے ہون صاحبقران قاف کا
ملازم ہون یہ سنکر خورشید کو طیمور کی طرف سے تو اطمینان ہوا دیو نے کہا ایک خیریت نامہ
لکھ دیجیئے اسی وقت خورشید نے قلم دوات منگا کے ایک خط اپنے نور نظر کے نام سے تحریر کیا
مضمون یہ تھا کہ بعد تمہارے جانے کے رات کو بڑی تباہی آئی آتشفشان اندازون اور سنگ اندازون
نے کمین گاہ سے آکر ایسا حملہ کیا کہ تمام لشکر منتشر ہوگیا سر سوسار رعد آوا اور شہنگ بن طوفان
دریا موج ایسے گھرے ہوئے تھے کہ نکلنا دشوار تھا انکو ایک تنہا بہادر یا قوت پوش نے آکر
اُس ہنگامہ سے نکالا اگر وہ تنہا بہادر مدد نکرتا تو یہ دونون سردار زندہ بچ کر نہ آسکتے اب زخمیون کا
علاج ہو رہا ہے اور فوج منتشر جمع ہو رہی ہے باقی سب خیریت ہے چونکہ یہ خیال بادشاہ کو گذرا کہ تم صاحبقران قاف کے
صاحبقران قاف کے اُسکی سبکی نہو اس سبب سے ماتم کا حال نہ لکھا یا ہوانے کا حال تحریر کیا

دیو تحسین نامہ لیکر جانب تالستا روانہ ہوا یہان خورشید زرین کمر نے شاہور شیر دل سے کہا کہ اے
فرزند تم نے فن عیاری کو کس روز کے واسطے حاصل کیا ہے یہ تمہاری کم ہمتی کا نشان نہین اگر کوئی پیچ پڑا تو
عورتون مین فرق آجائیگا مین کسی کو منہ دکھانیکے قابل نہ رہونگا اور طیمور پر یقین ہے خودکشی کر لیگا اور پھر
کسکو منہ دکھائیگا یہ سلطنت تباہ ہوجائیگی شاہور شیر دل نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون اور خبر دریافت
کر کے آتا ہون یہ کہکر یکہ و تنہا بانہایت عیاری سے آراستہ و پیراستہ ہو کر جانب ملک سارلقہ روانہ ہوا
وہان دیو تحسین نے نامہ لیجا کے طیمور شیر پیکر کو دیا طیمور نے نامہ پڑھا لیکن اسکو الجھن سی رہی
کہ ملکہ کا حال نہ تحریر کیا پھر یہ خیال پیدا ہوا کہ ملکہ خیر و عافیت سے ہوگی اس باعث سے نہ لکھا ہوگا خیمہ ان
قاقنہ نے پوچھا کہ اے طیمور خیریت تو ہے اگر ضرورت ہو تو مین عرس کو سردست ملتوی کر دون اور تمہارے
ساتھ چلون عرس کی تاریخ بڑھا دی جا سکتی ہے طیمور نے عرض کی کہ آپ اتنی تکلیف کیون کیجئے آپ بزرگ
ہیں عرس مین دیر کرنا اچھا نہین ہے اور لشکر میرا تباہ ہو گیا تھا مگر اب سب کے سب اپنے شہر مین ساتھ خیریت
کے ہین مین بعد عرس کے جا کر سارلق سے اچھی طرح سمجھونگا ابھی سردار بھی میرے زخمی ہین لشکر متفرق
ہو گیا تھا وہ جمع ہو رہا ہے سلیمان صاحبقران کی ایسی ہی خاطر طیمور کو تھی کہ اسنے اس پریشانی کی حالت
مین شرکت عرس کی خوشی سے قبول کی اب سلیمان اعظم نے تیاری کر کے طرف مقبرہ جناب سلیمان کے
کوچ کیا لشکر راہ مین چھوڑ دیے اور حال شاہور شیر دل کا سنیئے کہ بعد طی مراحل و قطع منازل یہ اول
ثبوت لشکر کفار مین پہونچا اور صورت تبدیل کر کے ایک ایک خیمہ اسنے چھان مارا ملکہ کا پتہ کیسا کہ کہین
ذکر بھی نہ پایا اسنے راہ لشکر اسلام کی لی اور ایک بیراگی بنا ہوا سیر کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ ایک مقام پر ٹھہر کے
ہو کر اسنے گانا شروع کیا اس درد ناک آواز سے گایا کہ لوگ جمع ہو گئے مہتر برق ثالث اور قران
ثالث وغیرہ بھی آ کر دیکھنے لگے کہ یہ کیا معاملہ ہے اس بیراگی کے گانے پر جو برق نے خیال کیا تو
قران ثالث سے کہا کہ کیون خلیفہ جی یہ تو ہمارے خاندان کا گانا معلوم ہوتا ہے یہ تو کوئی عیار ہے قران ثالث نے کہا کہ ہوگا
اور عیارون نے کہا کہ کچھ نہین چنتی کچھ یہ یہان عیار کیون آنے لگا اسلیے کہ انکے سرپرست تباہ ہو کر اپنے ملک کو گئے اور
سارلق پرستاری مین فتح کے نقارے بج رہے ہین خوشیان ہو رہی ہین کسی عیار کو اس طرف آنے کی ضرورت
کیا ہے یہ سنکے برق تالی بجاتا چلا گیا اب یہ بیراگی اور آگے بڑھا مگر سوچتا ہے کہ کس طرح حال ملکہ کا
دریافت کرون کہ پیشل سارلق کہین اہل اسلام تو ملکہ کو نہین لے آئے ہین یہ اسی تلاش مین جاتا تھا
کہ دیکھا اسنے ایک مقام پر ایک جوگی صاحب کھڑے اکتارا بجا بجا کے گا رہے ہین لوگون کا ہجوم ہے کوئی
پانؤن پوجتا ہے کوئی ڈنڈوت کرتا ہے جو کوئی کچھ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو جوگی نہین لیتے ہین اگر کوئی
شخص کچھ عرض کرنا چاہتا ہے تو جوگی صاحب کہہ دیتے ہین کہ بہتر ہے آنا بیراگی بھی سمجھ لیا کہ یہ مرد
کامل معلوم ہوتے ہین اسلیے شاید کچھ مدعا سے دلی بر آئے یہ ہمراہ جوگی کے تھوڑی دور پہونچا ہوگا کہ دیکھا
ایک جوگن بھی چلی آتی ہے لیکن صورت ہے کہ قدرت خدا کی معلوم ہوتی ہے کانون مین مندرے پہنے ہوے
انڈوا بانکپنے کے ساتھ سر پہ کج رکھا ہوا گلے مین مالا لیے ہوے منہ پر بھبھوت ملا ہوا یہ خاک مین
ملی ہوئی صورت بہار حسن دہری ہے اس درد سے گاتی ہے کہ سننے والے ساتھ ساتھ اسکے روتے
چلے آتے ہین شاہور شیر دل محو ہو گیا جوگن نے جوگی کو دیکھا دوڑ کر قدمون سے لپٹی پکاری گرو جی
آپ کی تلاش مین شہر شہر نگر نگر گھومتی ہوئی جنگلون کی خاک چھانتی ہوئی اس مقام تک آ کے
پہونچی ہون اب تو مہاراج آسن جما کے بیٹھئے جوگی نے کہا کہ ہان بچی چالیس برس آسن جمایا

اب پھیری کا وقت آیا اٹھو کھڑے ہوسے ارے تو تو شاہزادی تھی پتری یہ کیا حالت ہو گئی کہا کہ تقدیر مین
غرض گرو نگی جوگی نے اس سے بھی کہہ یا لیسے ہر کو بستر سر آنا ہے کہکر جوگی صحرا کی طرف روانہ ہوا
شاہور بیراگی بنا ہوا کچھ دور ساتھ گیا اور رستہ مین جوگی کا دیکھ آیا کہ ایک پیپل جیسے درخت کے تلے بوریا بچھا
رکھا ہے یہ بھی دن بھر تو تمام لشکر اسلام مین سرگردان در خاک اڑاتا رہا جس وقت جوگی نے بتایا تھا اسی وقت
شاہور شیر دل بھی بیراگی بنا ہوا اسی پیپل کے درخت کی طرف روانہ ہوا دیکھا کہ خلقت کا ہجوم ہے لوگ
اپنا اپنا مطلب جوگی سے بیان کر رہے ہین جوگی کسیکو چٹکی خاک کی دے دیتا ہے کسیکو بھبھوت دیتا ہے کسیکو
خالی دعا دیتا ہے ہار پھول کا ڈھیر لگا ہوا ہے اور جوگن بھی ایک طرف مودب کھڑی ہے بیراگی بھی جا کے ایک
طرف کھڑا ہو گیا کبھی تو جوگن کی طرف دیکھتا ہے اور دل مین کہتا ہے کہ دوشا لقدر ہے اس شخص کی جسکو اسکے
اسنہ یہ جوگن گیا ہے جب اور لوگ اپنے اپنے مطلب بیان کر کے چلے گئے اور صرف جوگن باقی رہ گئی تو اسنے
کہا کہ مین ایک سوداگر کے بیٹے پر عاشق ہوئی اوسی کے ساتھ اپنے شہر سے نکلی ایک صحرا مین ہم سکو چھوڑ
اٹھا لیگیا تو ارشاد کیجئے کہ اب زندگی مین اس سے ملاقات بھی ہوگی یا نہین جوگی نے کہا کہ ہان تین
برس کے بعد وہ تجھ سے ملیگا تو کیون خاک چھانتی پھرتی ہے جوگن نے ہزارون دعائین دین اور
مجھے بہت کئی تب شاہور نے خوب سمجھ لیا کہ یہ شیر لوگ اس سے مطلب دل بیان کرتے ہین تو
تجھے بھی راز اپنا چھپانا نہ چاہیے یہ سوچ کے سامنے آ گئے بڑھ کے عرض کی کہ مین اپنی بہن کی تلاش
مین آیا ہون بیٹا ہون بادشاہ شہر زرینہ کا شاہور شیر دل میرا نام ہے ایک بھائی میرا پہلوان ہے اور
مین نے فن عیاری کو حاصل کیا ہے سارق مشہور ہے اور آئینہ برستون سے اوسی ملکہ کی بابت
جنگ ہو رہی تھی جنگ مین میرے بھائی کو چھین لیگیا اور اسی ہنگامے مین مفقود الخبر ہو گئی مین نے
پہلے تو جا کر لشکر کفار مین تلاش کی مگر کہین پتا نہ پایا اب لشکر اسلام مین آیا ہون اس خیال سے کہ اگر وہ
اہل اسلام اور اسکو لڑکے کفار سے چھین لے گئے تھے شاید ابھی تک ہی لے آئے ہون تو مجھے یہ امید ہے
کہ اگر اہل اسلام لے آئے ہونگے تو وہ پوشیدہ نکرینگے اسلیے کہ نہایت صاحب مروت ہین یہی
مرتبہ انھون نے خود سوار کر کے بھیج دیا تھا لہذا آپ سے یہ التماس ہے کہ ملکہ خیریت سے ہے تو یہی اور اب
مجھسے ملیگی یا نہین یہ سنکے ادھر تو برق ثانی کہ جوگن بنا تھا کھلکھلایا ادھر جوگی نے بھی سمجھ لیا کہ عیار
ہے یہ جوگی مہتر قران ثالث ہے انھون نے جواب دیا کہ تم اسی جگہ ٹھہرو کل ملکہ تمکو مل جائیگی یہ سنکے شاہور
شیر دل نہایت خوش ہوا اور اسی جگہ جوگی کی خدمت کرنے لگا جوگی نے جوگن کو جسکے پاس بلایا
اور کہا کہ جا کر بادشاہ اسلام سے اطلاع کرو کہ اس طرح عیار خورشید زرین کمر کا تلاش مین ملکہ کے
آیا ہے اسکو فریب دیکر مہمان کیا ہے کیا حکم ہوتا ہے آ کے گرفتار کر کے بھیج دین یا نہین حاضر کرین
برق ثانی جوگن بنا ہوا طرف بارگاہ سلیمانی کے روانہ ہوا یہان ابھی بادشاہ اسلام تشریف لے گئے اور
شاہزادہ سہراب ثانی دروازہ بارگاہ پر ٹہل رہے تھے برق نے کہا کہ مجھے کچھ عرض کرنا ہے چونکہ
بارگاہ مین کوئی نہ تھا سہراب اندر بارگاہ کے چلے آئے اسنے زنگل پر بیٹھ گئے اور کہا کہ بیان کر برق
نے کہا کہ آپ نے مجھے پہچانا مین ہون غلام آپکا برق ثالث سہراب ہنس پڑے اور کہا کہ ظالم تو تو ایسی
دلفریب صورت بناتا ہے کہ نیت ڈانواں ڈول ہو جاتی ہے کہہ کیا کہتا ہے برق نے سارا ماجرا
بیان کیا سہراب نے کہا کہ مین اپنے خیمہ مین چلتا ہون تو آ سے وہان سے آ جب بادشاہ اسلام
آئینگے تو آنسے ذکر کرونگا جیسا حکم ہوگا اسکے موافق عمل کیا جائیگا یہ سنکے برق ثانی تو اسی طرح

جوگن بنا ہوا اُس طرف روانہ ہوا اور شاہزادہ سہراب ثانی اپنی بارگاہ مین آگئے اور دربانون سے حکم
دے دیا کہ اس وقت جو ہمارے پاس آئے آنے دینا روکنے کا قصد نکرنا اطلاع دینے کی ضرورت
نہی یہ فرماکر داخل بارگاہ ہوے وہان برق ثانی نے جاکر قران ثالث سے بیان کیا کہ بادشاہ ابھی
تشریف نہین لائے مگر مین نے سہراب بن رستم سے بیان کیا ہو آنحضرت نے اُسکو اپنی بارگاہ مین بلایا ہو
اور کہا ہو کہ کوئی بدسلوکی نکرنا قید کرنے کیا فرستادہ ہو اس وقت جوگی نے تمسخرانہ بیراگی سے کہا
کہ تمنے ہمین پہچانا بیراگی حیران ہوکے دیکھنے لگا قران اپنی ہیئت اصلی پر آگئے اور کہا کہ مین قران
ثالث عیار لشکر اسلام ہون اور یہ جوگن برق ثالث ہو ہمنے تمکو پہچان لیا تھا یہ فریب کرکے تمہارے
دل کا حال پوچھ لیا اگر تم پریشان نہو ہم لوگ بیوجہ کسی کے ساتھہ بدسلوکی نہین کرتے ہین چلو تمکو
شاہزادہ سہراب ثانی نے بلایا ہو وہ طہمورث شیر پیکر کے دوست ہین تم سے بھی اچھی طرح
پیش آئینگے شاہپور شیر دل نے کہا کہ واقع مین عیاری آپ لوگون کا حصہ ہو یہ کہا ہمراہ برق
ثالث کی طرف بارگاہ سہراب کے روانہ ہوا یہان سہراب منتظر تو بیٹھے ہی تھے شاہپور نے
جاکے سلام کیا سہراب نے دربانون کو حکم دیا کہ اب کوئی نہ آنے پائے منظور یہ تھا کہ ابھی راز اسکے
آنے کا فاش نہو جسوقت شاہپور سامنے آیا سہراب نے بیٹھنے کی اجازت دی بیٹھ گیا فرمایا تم جس لیے
آئے ہو مجھے معلوم ہوا بیشک ملکہ ہمارے لشکر مین موجود ہی اور ساتھہ خیر و عافیت کے ہی تم پریشان نہو
اسی جگہ بیٹھو مین بادشاہ اسلام سے عرض کرون تو تمہین بھی ملکہ کے پاس لے چلون یہ کہکے اُٹھ کھڑے
ہوے شاہپور کو اپنے خیمہ مین چھوڑا اور بارگاہ سلیمانی مین آگئے اب بادشاہ اسلام تشریف لا چکے تھے
اور سردار بھی آتے جاتے تھے سہراب نے سلام کیا اور اپنے دنگل پر بیٹھ گیا بادشاہ اسلام نے پوچھا
کہ تم کہان گئے تھے مین نے سنا تھا کہ تم پہلے بھی آگئے تھے اور پھر چلے گئے تھے سہراب نے عرض
کی کہ سبب اسکا یہ تھا کہ بھائی ملکہ کا شاہپور شیر دل بیراگی بنا ہوا اپنی بہن کی تلاش مین آیا تھا
اُسے عیارون نے پہچانا اور مجھ سے آکے بیان کیا مین اُسے اپنے خیمہ مین بٹھا آیا ہون شہنشاہ سے
اطلاع عرض کیا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ پھر بہن اُسکی کہان ہو سہراب نے عرض کی کہ رفیع البخت
نقابدار زمرد پوش پہلے اس ہنگامہ سے ملکہ کو لیکے آگئے تھے اور اپنے بھائی کے سپرد کیا
تھا ملکہ وحید الملک کے خیمہ مین ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے سہراب ایکمرتبہ مین نے یہ خبر ملکہ کو
دلوادیا تھا اب بار بار اس طرح کا خبر اچھا نہین معلوم ہوتا ہو تمھین اسمین کوئی صورت اصلاح پیدا کرو
سہراب نہایت عاقل ہو اسکی فطرت اور سلیم الطبعی اپنے خاندان کے خلاف ملکہ دستار اسیون
سے بھی زیادہ ہو گئی ہو عرض کی کہ ملکہ کے چھپانے کی تو کوئی ضرورت نہین اسلیے کہ چھپاتے ہین جب
یہ راز فاش ہوگا اسوقت بدنامی ہوگی اس وقت تو ٹال دینا ممکن ہو لیکن آئندہ نتیجہ اسکا
خراب ہی لہذا مناسب یہ معلوم ہوتا ہو کہ وحید الملک کو رضامند کرکے شاہپور کو اُسکی بہن کے
پاس لے چلنا چاہیے ملکہ خود ہی چاہتی ہو رضامند ہوگی صرف اتنا اُسکے باپ کو لکھ دیا جاے
کہ ملکہ بساتھہ خیر و عافیت کے ہمارے سامان موجود ہی جسوقت تمھین اطمینان ہوگا اور تم طلب کروگے
ہمین بھیج دینے مین کوئی عذر نہوگا بالفعل مناسب وقت یہی معلوم ہوتا ہو کہ ملکہ کو ہمین رہنے دو
طہمورث شیر پیکر موجود نہین ہی سہارلق سے اس سے ملکہ کی بابت اتنی بڑی لڑائی ہوچکی ہو مبادا
پہنچے یہان سے ملکہ کو روانہ کیا اور پھر راستے مین کوئی رفتاد ڑہی اس سے ملکہ کا اسی مقام پر رہنا بہتر

بہتر ہو کہ حفاظت سے تو ہو اور اگر ہماری جانب سے تمھیں کوئی اور طرح کا خیال ہو تو یہ بیکار ہے اس لیے
کہ اگر ہم ایسے ہی ہوتے تو ایک مرتبہ ملکہ کو کیوں تمھارے حوالے کر دیتے اور اب بھی یہ کیوں ظاہر کرتے
کیونکہ ہمیں تمھارا کوئی خوف نہیں ہے اور اس سے زیادہ تمھارے اطمینان کی بات یہ ہے کہ تم اپنے جانب سے چند
ملازم ملکہ کی نگہداشت کے واسطے بھیج دو مگر اتنا خیال رہے کہ جیتنے جانبازی کر کے ملکہ کو دو مرتبہ بچایا ہے
ورنہ خدا جانے کہاں کی کہاں ہوتی اتنو طیمور بھی موجود نہ تھا کہ ملکہ کے لیے لڑتا تم کسی طرح ملکہ پر قبضہ
نہیں پا سکتے تھے لہذا چونکہ جیتنے ملکہ کو بچایا ہے اتنا حق ضرور ہے کہ ملکہ کی شادی سوا ہمارے کسی غیر شخص
کے دوسرے کے ساتھ نہیں ہو سکتی اگر تمھیں مذہب کے اختلاف کا خیال ہو تو اس وقت تک
کے لیے عقد ملتوی رکھو جبتک صاحبقران اور طیمور سے مقابلہ ہو کر یکسوئی نہ ہو جائے یقین ہے
کہ ان باتوں سے خورشید زرین کمر کو اصلا انکار نہ ہوگا مابقات بھی رہے گی مطلب بھی حاصل
ہوگا وہ ملکہ کو خود ہی نہ بلائیگا اور اگر کسی کو بہر حفاظت متعین بھی کرے گا تو ہمیں کیا حرج ہے اسلیے
کہ ہم لوگ بغیر عقد تصرف جائز نہیں سمجھتے بادشاہ اسلام اس تقریر سہراب سے بہت خوش ہوئے
کہا کہ رفیع البخت کو بھی تمھیں جا کے سمجھاؤ سہراب نے عرض کی کہ میں ابھی جاتا ہوں اسیوقت سہراب
بن رستم خیمہ رفیع البخت کی طرف روانہ ہوئے خبر شاہزادہ رفیع البخت کو ہوئی یہ براے استقبال
آٹھا اور سہراب کو لے گئے اس وقت وحید الملک بھی موجود تھے رفیع البخت نے بعد مزاج پرسی کے
سبب آنے کا دریافت کیا سہراب نے کہا کہ مجھے تم دشمن سمجھتے ہو یا دوست رفیع البخت نے کہا کہ
دوست تو بیشک ہو مگر نادان دوست نہیں جانا سہراب نے کہا کہ یہی خرابی تم لوگوں میں ہے کہ اپنے کو
سب سے زیادہ عاقل جانتے ہو ابھی آپ بات پوچھوں تو جواب نہیں پڑیگا رفیع البخت نے کہا
کہ اچھا آپ ہی عقلمندی سے مطلب بیان کیجیے سہراب نے کہا کہ آپ جو ملکہ کو لے آئے ہیں تو اسکا
بھائی ڈھونڈھتا ہوا آیا ہے آیا اس سے پوشیدہ کیا جائے یا ظاہر کر دیا جائے کہ ملکہ ہمارے
یہاں ہے رفیع البخت نے کہا کہ چھپانے کی کوئی ضرورت نہیں ہمیں کس کا خوف ہے جو پوشیدہ کریں
سہراب نے کہا کہ اگر وہ ملکہ کو طلب کرے تو کیا جواب ہے رفیع البخت نے کہا کہ اے سہراب اب
میں ہرگز ملکہ کو نہ دونگا سہراب نے کہا یہ کیسی بات ہے جو میں پوچھوں اسکا جواب دو تم کسی
دھوکے سے نہ دو گے اس وقت رفیع البخت نے جھلکے کہا کہ اے سہراب ملکہ فدیا سے ہمیں [illegible]
واقعہ کو یاد کرو اور اپنے دل پر ہاتھ رکھو اگر ملکہ جانے پر رضامند ہو تو میں پھر بھی کہتا ہوں کہ کیسی بڑی
بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم کو مقابل وحید الملک کے ایک کافر کی طرفداری ہے یہ سنکے سہراب
نے کہا اے رفیع البخت ابھی سے میں کہتا ہوں کہ عقل کے گول ہو ارے مجھے وحید الملک کے
مقابلہ میں طیمور کی کیا طرفداری ہوگی لیکن تمھاری ہی بدنامی کو ڈرتا ہوں اور میری یہ غرض ہرگز
نہیں ہے کہ ملکہ کو بھیج دو ملکہ جواب بتاؤ رفیع البخت نے کہا کیا جواب جو تمھارا جی چاہے دیدو
سہراب نے کہا کہ اگر مجھی پر حصر ہے تو جو میں کہوں وہ لکھ دو رفیع البخت نے کہا اپنے ہاتھ سے
لکھو لیکن دستخط کر دینے کو موجود ہوں اس وقت سہراب نے وہی مضمون لکھا جو سامنے بادشاہ
کے بیان کیا تھا اور رفیع البخت کو دکھایا رفیع البخت نے کہا کہ اگر وہ لا بھیجے سہراب نے
کہا اسکا ہم ذمہ کرتے ہیں کہ اب وہ ملکہ کو طلب نہ کرے گا رفیع البخت نے دستخط کر دیے اب
سہراب نے اپنے عیار سے کہا کہ جا کے شاہ [illegible] کے شاہزادہ کو

اپنے ہمراہ لے آیا سہراب نے کہا اسکو وحید الملک اسے لیجا کے اسکی بہن کو دکھاؤ کہ اسکا اطمینان ہو وحید الملک
نے سہراب کا ہاتھ پکڑ لیا کہ تم بھی چلو تم سے کیا پردہ ہی سہراب بھی ساتھ ہوئے شاہپور کو لیے ہوئے ملکہ
مہتاب چہرہ جمال کے خیمہ مین آئے چونکہ چھوٹی تھی شاہپور کو سلام کیا شاہپور نے سر سینے سے لگایا
اور کہا کہ تم کس طرح ہو ملکہ نے کہا مین بہت اچھی ہون والد ماجد سے کہدینا کہ آپ ہر طرح کا اطمینان رکھین
ان لوگون نے مجھے نہایت عزت و حفاظت کے ساتھ رکھا ہی اگر ایسے مین بلائیے گا تو میرا بھائی جو کہ
رستم زمانہ ہی موجود نہین ہی اور دشمن گھات مین لگے ہوئے ہین ابھی اتنی بڑی لڑائی ہوچکی ہی آپ کی عزت
جاتی رہیگی اور میری جان جائیگی بعد اسکے شاہپور ملکہ سے رخصت ہوا سہراب اسے لیے ہوئے بادشاہ
اسلام کے سامنے آیا اور عرض کی کہ یہ اپنی بہن کو دیکھ آیا رفیع البخت نے یہ نامہ لکھ دیا ہی بادشاہ سہراب
کی جرأت و بیباکی پسند کر اسکے اور اسکی دانائی کی تعریف کی اور شاہپور کو خلعت دیکر رخصت کیا شاہپور وہ نامہ
لیے ہوئے اہل اسلام کی تعریف کرتا ہوا شہر زرینہ کی طرف روانہ ہوا جب بعد طی مراحل و قطع منازل شہر
زرینہ مین پہونچے تو خورشید زرین کمر کو نامہ دیا اور کہا کہ مین خود ملکہ کو دیکھ آیا ملکہ بہت اچھی طرح ہی خورشید
زرین کمر نامہ دیکھکر اور خیر و عافیت سن کے بہت خوش ہوا اور جواب مین تحریر کیا کہ مین آپ صاحبون کا
جسقدر شکریہ ادا کرون کم ہی اسلیے کہ مجھ سے زیادہ آپ نے ملکہ کی حفاظت کی گویا میری عزت
آپنے بچالی آپ شوق سے ملکہ کو اپنے لشکر مین رہنے دیجیے بلکہ ضرور رہنے دیجیے یہ سچ ہی کہ اگر مین
ملکہ کو بلوا لون گا تو ممکن ہی کہ راستے مین پھر کوئی پیچ پڑے اور آپ لوگ ایسے نیک طینت ہین
کہ مجھے ہر طرح کا اطمینان ہی یہ بات مشہور ہی کہ اہل اسلام کسی کی بیٹی بہن پر ناجائز دست اندازی نہین کرتے
مگر تجربہ سے اسکی تصدیق ہوگئی اور جو اشارہ اپنے اپنے استحقاق کا ظاہر کرنے کے وقت اسکا معین کیا ہی
یہ بھی نہایت مناسب ہی میرا خود بھی یہی ارادہ تھا کہ بعد مقابلہ صاحبقران اور ظہور مین خود اسے
کنیزی مین کسی شاہزادہ کے پیش کرونگا اگر عذر رکھا تو یہی تھا کہ بھائی اسکا موجود نہین ہی اور بغیر اسکی
رضامندی کے مین کچھ کر نہین سکتا ہون وہ تو آپنے خود ہی تجویز کردیا اگر کوئی حرج نہو تو شاہپور ملکہ کے
پاس رہے اسلیے کہ وہ سب عزیزون سے بچھڑی ہوئی ہی کوئی تو اسکی تسلی کے لیے قریب ہو یہ لکھ کے
مہر شاہپور کو کچھ تحائف دیکر خدمت بادشاہ اسلام مین روانہ کیا جسوقت شاہپور کشتیان تحائف کی لیے
ہوئے لشکر اسلام مین آیا تو پہلے سہراب سے ملا اور سہراب کے ساتھ بارگاہ سلیمانی مین حاضر ہوا کشتیان
اشیاء نادرہ کی اور نامہ بادشاہ شہر زرینہ کا پیش کیا بادشاہ اسلام نامہ پڑھ کے بہت خوش ہوئے
اور رفیع البخت کو دے دیا رفیع البخت بھی نامہ پڑھ کے مسکرائے سہراب نے اشارہ سے
سلام کیا مطلب یہ تھا کہ دیکھا بدنامی سے بھی بچے اور مطلب بھی حاصل ہوگیا ملکہ اور احسان ہوا کہ دوسرا
ممنون ہوا وحید الملک شاہپور کو ساتھ لیے ہوئے ملکہ کے پاس آئے شاہپور یہان رہنے لگا لیکن
اسنے کہدیا تھا کہ مین اگر شاید مین دو چار روز کے واسطے غائب ہوجاؤن تو تم پریشان نہونا کہ تمکو ڈھونڈھ
نکالا اب مجھے بھائی کی فکر ہی شاید انکی تلاش مین کہین دور نکل جاؤن ملکہ نے کہا کہ ضرور انکو تلاش
کرو کہ انکی جانب سے اطمینان حاصل ہو

اب یہان سے کچھ حال ہرستان کا بیان کیا جاتا ہی

سکہ ظہور شیر پرور ہمراہ سلیمان صاحبقران کے کوہ مرداربد پر آ کے مقبرہ جناب سلیمان کی زیارت سے

مشہور ہوئے دیکھا کہ پریزادین اپنے پیرون سے قبر کو جھاڑ رہی ہین شیشہ آلات صاف کر کر کے قرینہ سے
لگا رہی ہین چونکہ ابھی تو تیاری ہو رہی ہی طیمور سرسری نظر سے ان مقامات کو دیکھتا ہوا ہمراہ صاحبقران
قاف کے داخل بارگاہ ہوا اس دن سے قاف کی آمد شروع ہو گئی آج یہ آیا کل وہ آیا لیکن سلیمان
صاحبقران کی یہ حالت ہی کہ طیمور کے ساتھ پروانہ وار رہتے ہین تمام انتظام سلیمان کو جیک کے سپرد
کر دیا آپ طیمور سے حالات پردہ دنیا کے دریافت کیا کرتے ہین طیمور بیان کیا کرتا ہی کہ مین نے یہ
کیا اور یہ کیا اسی سلسلہ مین ذکر اہل اسلام کا بھی آگیا طیمور نے سب کی خیر و عافیت بیان کی اور کہا کہ
صاحبقران شہر عاکر اینہ کو گئے ہوئے ہین ا، رسیاریق نے خواہش سے مہینہ بھر کی مہلت طلب کی تھی
لیکن اسنے بد شگنی کر کے طبل جنگ بجوا دیا مین نے دو سردار آتشک جنجر اسیے بھیجے تھا ایک کو چار دن
مین ایک کو سات دن مین زیر کیا اسیوہ دوسرے رفیقون نیت داخل ہین لیو اسکے مین نے جشن کیا
اس جشن مین یہ فتنہ برپا ہوا کہ ایک قزاق کو مین نے مطیع کیا تھا وہ گیا اور دلیجہ بن لنڈ حضور کا آ ہو کے
ملازمون سے چھین لایا طلیعہ نے اگر سہتا زیادتی کی مگر چونکہ خطا میرے ہی رفیق کی تھی مین نے کچھ دخل نہین
نہ دیا اسپر اسنے تحقیر زیادتی کرنا شروع کی یہانتک کہ تلوار مارا تھا مین نے خالی دیکر پاؤن رکھ دیا ہر چند
طلیعہ نے زور کیا مگر پاؤن نہ نکلی بیقدرہ ہاتھ مین رہگیا اتنے مین سکندر آگیا چونکہ آپنے خدا پرستون سے
لڑنے کو منع کر دیا تھا مین نے بہت تحمل کیا اور چاہا مین خدا پرستون کی سمجھین آخر کچھ ایسی گفتگو درمیان مین
آئی کہ طبل جنگ بجا طلیعہ سے اور میرے رفیق خاص و سپہ سالار سبب ہوتا رعد آواز سے آزمایش زور
و طاقت ہوئی دونون برابر رہے اور زخمی ہوئے لیو اسکے ایک سات طبلہ رفیق میرا ہاتھ سے سکندر رستم
کے جو صاحبقران اوسط کہلاتا ہی مارا گیا اس وقت مین نے نکل کے سکندر سے مقابلہ کیا چونکہ صاحبقران
موجود نہ تھے سکندر صاحبقران کا قائم مقام سمجھا جاتا تھا چار جانب تماشائیون کا انبوہ تھا نہ مین سکندر
کے ہاتھ سے نیزہ نکال سکا نہ سکندر میرے ہاتھ سے نیزہ نکال سکا آخر نوبت گرز کی آئی ایک ایک
ضرب چلی لیو اسکے نوبت کشتی کی آئی سات شبانہ روز مجھ سے اور سکندر سے کشتی رہی آخر مین نے
پاؤن سکندر کا توڑ دیا سکندر نے اسی ٹوٹے ہوئے پاؤن کو پکڑ کے ایسا جھٹکا مارا کہ میرا پاؤن
بھی توڑ دیا چونکہ دونون زخمی تھے بیہوش ہو گئے اسلئے خدا پرستون سے صفائی ہو گئی اور کوئی
جنگ نہین ہوئی اگر صاحبقران ہوتے تو پھر سے انکے آزمایشی مقابلہ ضرور ہوتا ان مقامون پر بھی
صفائی مین فرق نہین آیا یہ سن کے سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ ای طیمور تمکو فخر کرنا چاہیے کہ تم سکندر
کے مقابلے مین برابر رہے سکندر وہ ہی کہ اسنے ایسے سن مین جو تمھارا سن ہی آئی پر کہ قاف مین اکثر بڑے بڑے
سرکشون کو مارا وہ ایسا وقت نازک تھا کہ مین بیمار تھا بھائی میرے سلیمان کو جیک طلسم مین پھنسے
تھے قاف مین کوئی ایسا نہ تھا کہ حفاظت کر سکتا اور دیوان گلستان قادم نے خروج کیا تھا سکندر
نے طلسم فتح کر کے نیرنگ قاف کو پاک کیا اور اسی کوہ ہرواریہ پر آ کے دیو آلبشار کو مارا دیو آلبشار وہ بلا ہے یہ
تھا کہ تمام جن کو اسنے برباد کیا اور سارے قاف کو اسی مقام پہ پامال کر دیا اگر عادل کیوان شکوہ نہ ہوتے
تو سوا سکندر کے کوئی صاحبقران نہوتا یہ سنکے طیمور نہایت خوش ہوا اور وقعت سکندر کی اسکی
نظر مین ظاہر ہوئی اسی قسم کی باتین طیمور سے ہوا کرتی تھین اب عرس کے تین دن باقی رہ گئے ہین
بہت سے رئیسان قاف آ گئے ہین کچھ باقی رہ گئے ہین تیاری ہو چکی ہی وقت کا انتظار ہی طیمور جب سیر کو
نکلا ہی پریزادون کے جھرمٹ دیکھتا ہی تو اسے تنہا ہوا یاد آتا ہی ادھر یہ پریزادین طیمور کو آنکھون

آنکھوں میں لیے لیتی ہیں آپس میں چرچے ہوتے ہیں کہ یہ ظالم کسکی قسمت کا ہے یہ سیر دیکھکر آخر طہمورث سے ضبط
ہوسکا اسنے سلیمان صاحبقران سے کہا کہ ہمارا بھائی ہے اسنے ملکۂ عیاری میں کمال پیدا کیا ہے اسنے کبھی
قاف کی سیر نہیں کی ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ اُسے بھی بلوا لیں سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ اے طہمورث
تم حلیہ اسکا لکھ سکتے ہو طہمورث نے کہا کہ جی ہاں طہمورث نے پورا چہرہ شاپور کا لکھ دیا چونکہ دیو تحسین شہر ریشم
میں ہو آیا تھا اور نامہ اسنے لاکے دیا تھا سلیمان صاحبقران نے تصویر شاپور کی اُسی کے حوالہ کی اور
کہا جائے اسکو پردہ دنیا سے اٹھا لا یہ سنکے دیو تحسین پھر جانب پردہ دنیا روانہ ہوا ہر چند کہ طہمورث شیر پرور
سیر قاف میں محو تھا کہ دنیا کے غم غلط ہو گئے تھے مگر جب اُسے اپنی بہن کا خیال آتا تھا تو پریشان ہو جاتا تھا
کہ خدا جانے وہ کہاں ہے کچھ والد ماجد نے بھی اسکا حال تحریر نہیں کیا ہے القصہ وہاں دیو تحسین پہلے تو
شہر ریشم میں آیا یہاں خبر ہوئی کہ وہ پایا ایسا ہوا اور مقامات تلاش کرتا ہوا روانہ ہوا شاپور تلاش طہمورث
میں دن بھر حیران و سرگردان پھرا کرتا تھا اسوقت بھی ایک قلعہ کی طرف بھاگا ہوا چلا جاتا تھا کہ نظر
دیو تحسین کی شاپور پر پڑی اسنے چہرہ ملایا مطابق پایا بس یہ گرا اور پنجہ میں اسکو بھی اٹھا کے
ہوا کے جانب قاف روانہ ہوا دوسرے ہی دن لیجا کے سامنے طہمورث شیر پرور کے ڈال دیا شاپور
کو ہوش آیا لیکن عجیب مقام دلچسپ میں پایا طہمورث شیر پرور کو سامنے دیکھا اور کچھ لوگ عجیب عجیب وضع
کے دکھائی دیتے ہیں گھبرا گیا اور ادھر اُدھر دیکھنے لگا کہ میں کہاں آگیا طہمورث نے کہا کہ سلام کرو
اور اشارہ سلیمان صاحبقران کی طرف کیا شاپور نے سلام کیا اور بھائی سے گلے ملا سلیمان
صاحبقران مسکرائے کہ یہ آپ ہی کے خاندان کی ہے طہمورث نے کہا تم اس وقت پرستان میں ہو چونکہ
یہاں ایک جلسہ یادگار ہونے والا ہے تمام قاف جمع ہوگا میں نے تمکو بھی بلوا لیا کہ تم بھی یہاں کا تماشہ دیکھو
اور سلیمان صاحبقران کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ ہمارے پہاڑی مجکو جن بزرگ نے تعلیم فرمائی ہے وہ یہی ہیں
انہیں کی بدولت میں نے سکندر سے برابر کا مقابلہ کیا ورنہ سکندر سے عالم میں کوئی مقابلہ نہیں
کرسکتا ہے شاپور سلیمان صاحبقران کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے بھی تعلیم ہو کہ میں بھی فن عیاری میں
میں اہل اسلام کا مددگار ہو جاؤں سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ بعد اس جلسہ کے تمکو اپنے عیار
کا شاگرد کرا دینگے چونکہ طہمورث شیر پرور کو خیال ملکہ کا لگا ہوا تھا چپکے سے شاپور سے پوچھا کہ کہیں ملکہ کا
بھی پتہ لگا شاپور نے عرض کی کہاں حضرت سے لشکر اسلام میں موجود ہیں جسوقت آپکے لشکر
پر تباہی آئی بڑا لڑکا تھا نقابدار زبردست پوش تو آکر ملکہ کو نکال لے گیا اور ایک نقابدار یاقوت پوش
پر ہوت رعد آواز اور نہنگ بن طوفان کی جان بچائی ورنہ یہ دونوں قریب تھا مقتول زخموں
سے چور چور رہے تھے کفار کا یورش تھا قریب تھا کہ قتل ہو جائیں بعد کو معلوم ہوا کہ وہ
نقابدار سہراب بن رستم ہے یہ سنکے طہمورث بہت خوش ہوا کہ واقع میں سہراب دلی دوست ہے
کار خاص و مخلص یکساں ہے پوچھا کہ نقابدار زبردست پوش کون تھا شاپور نے کہا اب کو معلوم ہوا کہ
شفیع البخت بن بدیع الملک تھے لیکن اہل اسلام بڑے باایمان اور با اخلاق ہیں کہ ملکہ
کسی طرح کی دست اندازی نہیں کی ورنہایت عزت کے ساتھ ملکہ کو رکھا ہے میں جو ملکہ کی تلاش میں گیا
تو مجھے بادشاہ اسلام نے خلعت عنایت فرمایا اور کہا کہ میں ملکہ کے بھیج دینے میں کوئی عذر نہیں ہے
ولیعہد یہاں موجود نہیں ہیں سرکار لق سے بہت سر ٹکرایا ہے اگر اسنے کسی کو بھیج دیا تو بڑی لڑائی پڑیگی
یہ سنکے آپ سے کہو والد ماجد نے بھی ملکہ کا یارانہ مناسب سمجھا اور کہلا بھیجا کہ ہم آپ کے ممنون ہونگے

اگر ہمارے آپکے بعد مقابلہ صاحبقران یکسوئی ہو گئی تو ہم اس کنیز کو آپ ہی کی خدمت میں رہنے دینگے
یہ باتین جسنکے طیمور کو نہایت غصہ آیا کہا کہ جب ہو گئی کیے جاتی ہو خدا پرستون ہی مین جاتی ہو اور
خدا پرست بھی ہمارے شریک ہو نہو گئے مگر اسکو بچانے لیگئے ہمین کچھ ضرور ہی تو سہی پہلے نام طیمور سرور
سرور جو یہان سے جاکے اسکو بدیع الملک نہ قتل کیا کہ اسنے مجھے رسوا سب عالم کیا ہی یہ باتین
بغصہ مین طیمور نے بلند آواز سے کہیں تو سلیمان صاحبقران نے سنیں قریب آئے اور فرمایا کہ ای
طیمور کیا کوئی ایسا راز ہی جو ہمسے بھی پوشیدہ کرنے کا ہی طیمور نے گردن جھکالی سوچا کہ نہین کہتا ہون
تو انھیں ملال ہوگا آخر مجبور ہو کر بیان ہی کرنا پڑا عرض کی کہ آپ سے کس بات کو پوشیدہ کر سکتا ہون
اور جو بات مشہور عالم ہو اسکے چھپا لینے سے کیا فائدہ ہی ہر چند کہ پہلے بسبب حجاب کے مین نے
عرض نہین کیا کہ سارلق سے اور مجھ سے یہ آخری مقابلہ کیون ہوا جسکے بعد مین آپ تک پہونچا
لیکن اب بیان کرتا ہون اصل یہ ہی کہ میری بہن کو ایک مرتبہ سارلق کا ایک سردار چھین لیگیا تھا
اس سے اہل اسلام نے چھین لیا مین جاکے لے آیا انھون نے بے تکلف سوار کرکے بھیج دیا اس
مرتبہ پھر یہی اتفاق ہوا کہ بہن نے آپسے سوار کرکے اپنے ملک مین بھیج دینا چاہا تھا کہ کفار نے
چھین لیا آخر مین نے تلوار کھینچی اور یہ قصد کیا کہ قیطول پر چڑھ کے سارلق حرامزادے کی ناک
کاٹ ڈالون مگر اسکی قسمت مین یہ ذلت نہ تھی مین قیطول تک پہونچ چکا تھا کہ مجھے پکڑ لائے آیا
صاحبقران نے فرمایا کہ اگر تمھاری خوشی ہو تو مین ناک سارلق کی کٹوا کے منگوا لون اسنے
ایسی ہی نالایق حرکت کی تھی اور ایسی سزا اسکے قابل تھا طیمور نے کہا کہ اسمین کوئی لطف نہین اگر زندہ
ہون تو پھر قیطول پر چڑھ کے اس حرامزادے کی ناک کاٹونگا مگر اب تو پہلا معرکہ مسلمانون سے
ہوگا کہ وہ تمھیں ناکہ کو لینے گئے ہین سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ ای طیمور اول تو تمھیں انکا ممنون
ہونا چاہئیے کہ انھون نے دو مرتبہ تمھاری عزت بچا لی علاوہ اسکے اگر انکی نیت بد ہوتی تو سوار کرکے
نہ بھیج دیتے علاوہ اسکے یہ بھی بات ہی کہ مسلمان بے عقد کسی عورت پر دست اندازی نہین کرتے
ہین یہ آئین مذہب کا ہی اسکے خلاف جو کرے وہ مسلمان نہین تم اطمینان رکھو اہل اسلام کبھی ایسی
بے حرمتی نکرینگے طیمور نے کہا میری رسوائی تو ہوئی کہ طیمور کی بہن تھی یہ کہکر عرق شرم مین غرق ہو گیا
سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ ای طیمور ہوش مین آؤ اول تو وہ تمھاری بہن نہین ہی نہ خورشید
زرین کمر تمھارا باپ ہی ہان بلکہ خورشید کی دختر ہی اور تم جسکے فرزند ہو ہم خوب جانتے ہین اور اب
وقت قریب آیا ہی کہ یہ راز تمھیں بھی ظاہر ہی ہو جائیگا خدا جانے خورشید تمکو کہان سے پا گیا تھا سنا
ہوگا کہ شیر سرور کا خطاب تمکو کیدو نکرپال اور اسکا کیا سبب ہی بادشاہ کا فرزند شیر نے کہان سے پایا اور
اسنے پرورش کیا تم شہرقران کے نفیر ہو اور ملک کی بابت تمکو ملال بالکل نہ چاہئیے اسلیے کہ حمید کا ایسا
لڑکا بیٹا ہی جو صاحبقران ثالث تھا اور کس سے خاندان عالی سے ہی اور خود بھی کیسا بہادر ہی اسکی
کہین جوڑ ملنے مین ڈھونڈے بھی تو ملنے نہین ہین حمید الملک سے بہتر تمھین کون ملیگا
جس سے شادی ملکہ کی کروگے طیمور شیر سرور یہ باتین سن کے کچھ دل مین قایل ہوا کچھ
اسکے لحاظ سلیمان صاحبقران کا مانع تھا خاموش ہو رہا الحاصل حال عرس کا تو بعد کو
بیان کیا جائیگا

لیکن اول چند کلمے داستان لشکر اسلام اور لشکر کفار کے لڑنے اور پیام

طبل جنگ بجنا اور پہنچنا صاحبقران حق پژوہ عادل کیوان شکوہ کا اور بحال مقابلہ سکندر رومیہ نشین اور محو جادو باقی حالات متعلق داستان ہذا تحریر ہوتے ہیں

بیا بشنو ای ہمدم راستان * که باز آدم بسرِ داستان * راوی بیان کرتا ہی کہ جب سماریق بن لقا ظلمہ کو تقسیم کر چکا اور آئینہ پرستوں کی بربادی کے بعد جشن سے اپنے فراغت پائی تو خلل دماغ نے زور کیا اسنے ایک نامہ بنام بادشاہ اسلام تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای بندہ من تو دیکھ اپنی شوکت و شان کو کہ خداوند نے تجھے کس مرتبہ کو پہونچایا ہی گویا اپنا مقابل بنایا ہی تجھکو چاہیے کہ ان نعمتہائے خداوندی کا شکریہ ادا کر اور خدمت میں خداوند کے تمام بندوں کو لیکے حاضر ہو خداوند تجھے اپنے لشکر کا بادشاہ کرینگے اور تو اسی دربار میں جسکے بیٹھا ہی یعنی صاحبقران وقت تجھے اسنے خداوند نے غارت کر دیا کہ وہ بہت سرکش بندہ تھا اور اگر اسکے خلاف کیا اور ایسا ہی تو نادم ہوگا تو جس طرح خداوند نے ایک آن میں آئینہ پرستوں کو مٹا دیا اسی طرح تجھے بھی غارت کر دینگے کہ آج کل خداوند کا غیظ و غضب بڑھا ہوا ہی یہ نامہ لکھکر پہلے سنگان سے کہا کہ تو لیجا اسنے انکار کیا اور کہا کہ مجھمیں جوتیاں کھانے کی طاقت نہیں ہی اگرچہ اس وقت خواجہ خضر ان موجود نہیں ہیں مگر میری گوشمالی کے واسطے بہت سے سرشور اور سے ہیں اسوقت سماریق نے اپنے عیار خاص کو کہ جسکا نام ہلاک تھا قدرت رکھتا تھا نامہ دیکر طرف لشکر اسلام کے روانہ کیا جسوقت یہ عیار دروازہ بارگاہ سلیمانی پر پہونچا خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی کہ سماریق بن لقا کا نامہ در آیا ہی فرمایا بلا لیجاؤ تو عیار اندر آیا اور نامہ خدمت میں بادشاہ لشکر اسلام کے پیش کیا بادشاہ اسلام نامہ کو پڑھکر بہت برہم ہوئے اور قلم دوات منگا کر اپنے ہاتھ سے جواب تحریر فرمایا کہ او حرامزادہ بدخصلت گرفتار دام حماقت تو وہ ہی جسکی خلقت ایک قطرہ نجس و حرام سے ہی تجھے اپنے کو خداوند کہتے خوف نہیں معلوم ہوتا کہ پیش خداوند حقیقی اسکا کیا جواب دیگا کیا مجال ہی تیری کہ تو کچھ بھی کر سکے جو کرتا ہی وہ کردگار جہان کرتا ہی گو امیر یا توقیر موجود نہیں ہیں مگر میں تیرے مقابلہ سے ہرگز قدم پیچھے نہ ہٹاؤنگا جبتک جوانان اسلام میں سے ایک بھی باقی رہیگا وہ کافر کشی اور جہاد سے باز نہ آئیگا تجھسے جو ہوسکے قصور نکر یہ مضمون تحریر فرما کے نامہ عیار کو دے دیا عیار پھر کلہ قدم اٹھاتا ہوا بارگاہ سے نکل آیا اور نامہ سماریق کو دیا یہ باتوں بھی بہت برہم ہوا کہ اس بندہ بے ادب نے مجھے اس طرح لکھا ہی بس جوش غیظ و غضب میں کچھ خیال جادو کی مصلحت کا خیال نہ رہا اور اسنے طبل جنگ بجوا دیا ہمرکاروں نے یہ خبر بلکہ خدمت میں بادشاہ اسلام کے حاضر ہو کے عرض کی کہ لشکر کفار میں نقارہ رزمی بجا ہی فرمایا کچھ پروا نہیں کہدو کہ ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگی بجے اسی وقت طبل سکندری اور نقارہ سلیمانی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گونجی تمام لشکر اسلام میں غل ہوا کہ کل پھر کفار سے مقابلہ ہی لیکن سکندر رومیہ نشین نے بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ اب حضور یقین فرمائیں کہ کل سحر کی لڑائی میں کوئی مقابل عیاران میں نہیں نکلیگا لہذا غلام کو اجازت ہو کہ جاکر تیاری کرے فرمایا جاؤ سکندر رومیہ نشین حضرت سے رخصت ہو کے صحرا میں آیا اپنے ہتھیار سے ہاتھ میں ایک قلعہ سحر تیار کیا کہ اس قلعہ کا حال ہر وقت مقابلہ ظاہر ہوگا چنانچہ اس کے چند ملازمان سکندر رومیہ نشین کے اور کوئی بھی ساحر نہ تھا تو میدان میں سناٹا تھا ہاں طلایہ کا گشت پھر رہا تھا آوازیں ہوشیار باش و بیدار باش کی بلند تھیں اور اسطرف تمام صحرا لشکر ساحران سے مملو تھا تمام صحرا میں ہزارہا گیاریاں روشن تھیں اور یہ ساحری یا جمشید کی بلند تھیں بخور سے گوگل لوبان رائی سرسوں کالے واسطے دھونی کے تمام صحرا دھواں دھار ہو رہا تھا تمام ساحر اپنے سحر جگانے میں مصروف تھے اور محو جادو

بھی تیاری سحر مین محو تھا اسی عالم مین وہ وقت آیا کہ منقضی ہوئی ـــ لگے ہونے نظرون سے نہان
چھپا نور مین جادہ کہکشان ۔ موذن اذان سے بہرہ مند ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
مسیحا نفس کی نسیم روان ۔ اٹھے لوگ سب لیکے انگڑائیان ۔ راوی بیان کرتا ہے کہ صبح ہوتے ہی
دونون جانب کے اہل لشکر اپنے مذہب کے موافق رسوم عبادات سے فراغ حاصل کرکے
رخ میدان کارزار کا کیا سواری بادشاہ اسلام کی نہایت عظمت و شان سے ساتھ میدان مین ہوئی دلیران
لشکر صفین جما کر اپنے مرتبہ کے موافق دس دس بیس بیس قدم آگے بڑھ کے کھڑے ہوئے
تخت بادشاہ کا قلب لشکر مین قائم ہوا اسکندر رستم خو صاحبقران کے مقام پر جا بیس قدم لشکر سے
آگے بڑھ کے کھڑا ہوا اسکندر دیدہ نشین اپنے چند رفیقون کو لیے ہوئے قائم کے آگے کھڑا ہوا اسی وقت
سارنق بن بقا فیلطوس پر آگے بڑھا در سیجہ و آکبا ایک جانب لشکر کے یا بان اسکا صفین باندھ کے
کھڑا ہوا لیکن فوج ساحران اس لشکر سے تا ارادہ رزم و پیکار آگے بڑھ کے کھڑی ہوئی
گنہ ناک جادو کہ جسکو سپہ سالاری الہ اژدر سحر پر سوار ہاتھ کہنی سے لیکے شانے تک بندھے ہوئے
گلے مین بجائے زنار مار سیاہ لپیٹے ہوئے داہنی جانب نیلم جادو اور بائین جانب برہوت جادو
پشت پر دولاکھ ساحران خونخوار ملک سے بد آفت روزگار گلون مین اکالے کوڑیالے لپٹے ہوئے خود لعلین
سحر کی لگی ہوئی پاکھرون پر کنچھے ہوئے بازون پر ہیکل صندل سفید کے دیے ہوئے ترسول
ترسول جھکائے ڈھول ڈمرو بجاتے میدان مین صف آرا ہوئے ایک جانب حسن
بنت جمال جادو لباس نفیس پہنے جڑاؤ تاج باندھے اسکی جادوگرنیان بھی نہایت تکلف کے لباس
پہنے ہوئے باز و لیلہ و ہمرا سحر پر سوار ایک سمت قتال جادو چیونٹیان چڑھائے ہوئے ایک
سمت شاہین جادو ایک طرف قہر جادو ایک طرف سنبل جادو تمام ساحران نامی اپنے
اپنے لشکر کو لیے ہوئے پرے جمائے کھڑے ہوئے اور محو جادو بارہ سو ساحر اپنے ہمراہ لیے
ہوئے ان سب سے علیحدہ آگے کھڑا ہوا اور سکندر کی جانب اسنے بقہر و غضب دیکھا اسکندر
دیدہ نشین نے کہا کہ مین تیری خدمت گذاری کو موجود ہون اس وقت محو جادو نے کہا کہ کیا کہون
اے سکندر خیال اس بات کا آتا ہے کہ اگر تو میرے ہاتھ سے مارا گیا تو بہن میری مجھے کیا کہیگی
کہ بھائی نے بچے کو راند کیا اور سلطان جادو جو بڑا فرزند ہے کہ سن اسکا نو دس برس کا ہے وہ کیا کہیگا
کہ ماموں نے ہمین یتیم کر دیا سکندر دیدہ نشین نے کہا کہ تجھے یہ سب خیال بیکار ہین کوئی بھی
تجھ سے شکایت نہین کرے گا شکایت پیش خدا ہوگی کہ تو نے جان بوجھ کے دین حق سے
انکار کیا اک کافر کی طرف سے خالق حقیقی کے ماننے والے سے مقابلہ کیا فتح و شکست پر کوئی قادر
نہین ہے اور بڑے افسوس کی بات ہے کہ تجھے بہن کی اتنی شرم ہے اور خدا کی شرم نہین ہے کہ یہی باتین تھین
کہ جانب صحرا سے یکایک گرد و غبار بلند ہوا اور اک بیک بجہ پیدا ہوا جب قریب پہونچا تو دیکھا
کہ خواجہ خضران مین سردارون نے پوچھا کہ خیریت تو ہے خضران نے کہا کہ برائے استقبال چلو
امیر بالو قلم تشریف لاتے ہین بس یہ سننا تھا کہ تمام سردارون مین کھلبلی پیدا ہوگئی اور سبکے
سب برائے استقبال صاحبقران روانہ ہوئے سب سے پہلے سکندر رستم خو پہنچے بعد
انکے اور سردار مثل طلحہ بن لندھور و مالک بن مالک قہور بن جمہور گردن بہرام ہرمز
بن ہرمزیان فریبرز بن نوادر شہنشاہ گوہر کلاہ آصف انجم طاعت رفیع البخت بہرام

میں رستم شمشیر شکن وحید الملک دارا ثانی بلقیس بن قہورید تمام سردار گئے اور بنہایت
اعزاز و اکرام سے صاحبقران عالی شان کو اپنے ہمراہ لیکر آئے چند قدم تخت بادشاہ اسلام کا بھی آگے
بڑھا بادشاہ نے تخت زمین پر رکھوا دیا امیر حمزہ نوشیرواں سے بغل گیر ہوئے نقارۂ شادمانی پر چوب
پڑی امیر کے آجانے سے مقابلہ ملتوی ہو گیا دونوں لشکروں میں طبل بازگشت بج گیا اس طرف
ساریق پرست پلٹ گئے ادھر صاحبقران داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے اس موقع پر صاحبقران
کا آجانا گویا ہر ایک کے تن بیجان میں جان آ گئی ہمراہ صاحبقران کے اسفندیار کافر بھی تھا لوگوں نے
پوچھا کہ یا صاحبقران یہ کون شخص ہے فرمایا یہ شاہزادہ ہے شہر نگارینہ کا میں اسی کی رہائی کے واسطے
گیا تھا بادشاہ اسلام نے ساریق کی بابت پوچھا کہ یہ بھی تو گیا تھا اسنے کیا کیا اور کیونکر بحال کے آیا یہ سنکے
امیر کو ہنسی آ گئی فرمایا خضر ان سے اسکی حالت پوچھیے حضرت خضر نے سب کیفیت بیان کی سب ہنسا
کیے بادشاہ نے فرمایا کہ اس ملعون نے یہاں یہ مشہور کیا تھا کہ میں نے صاحبقران کو غارت کر دیا امیر
بہت ہنسے دیر تک یہی باتیں رہیں سکندر رستم خود نے مقابلہ طیمور شیر پیر ور کا حال بیان کر کے طیمور کی
بہت تعریف کی صاحبقران نے فرمایا کہ اب طیمور کہاں ہے سکندر نے طیمور کے لشکر کی تباہی کا حال بیان
کیا امیر با توقیر کو طیمور کے لیے تردد ہوا کہ نہیں معلوم کہاں گیا اور کون اسے لے گیا شام کو مجوچادو
نے خاص میں نام پر طبل جنگ بجوا دیا خبر لشکر اسلام میں ہوئی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا تیاری
جنگ کی ہونے لگی میں سکندر وزیرہ نشین نے صاحبقران با اقبال سے عرض کی کہ حضور نے ملاحظہ
فرمایا کہ کسقدر ساحر آئے ہوئے ہیں اس طرف یہ غلام آپ کا تنہا ہی میدان سے بیراز زندہ پھیرنا غیر ممکن ہے
لہذا شاید میں مارا جاؤں تو آپکو اپنے اسلام کا شاہد کیے دیتا ہوں کلمہ اس وجہ سے نہیں پڑھ سکتا کہ تاثیر
سحر کی باطل ہو جائیگی اور مثل ساحروں سے ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اے سکندر وزیرہ نشین جسکو
تم بیان ہم نبرد بتا دینا سوا اسکے ایسے سے مقابلہ نہ کرنا جس ساحر سے تم مقابلہ نہ کر سکو سکندر
وزیرہ نشین نے عرض کی کہ یا صاحبقران بچپن کے بعد جوانی کی امید ہوتی ہے جوانی کے بعد بڑھاپا
بڑھاپے کے بعد سوا موت کے کس چیز کی امید نہیں موت میری آ گئی ہے تو بچ نہیں سکتا یہاں سے
جاؤنگا کسی اور حیلہ سے مرونگا اور اگر موت نہیں ہے تو کسی کے مارے نہیں مر سکتا میں بھی وہ شخص
ہوں کہ تمام عالم کے ساحر مجھے جانتے اور مانتے ہیں اگر مقابلہ سے ٹل جاؤنگا تو تمام عالم میں رسوائی
ہوگی ایسی زندگی سے مرجانا بہتر ہے صاحبقران نے فرمایا کہ یہ صحرا میں قلعہ کسنے بنوایا ہے سکندر
نے عرض کی کہ یہ قلعہ آپکے غلام کا بنوایا ہوا ہے اتنے ساحروں کے مقابلے کو جاتا ہے کوئی جا بے امن
نہوگی تو کام کیونکر چلے گا اس سبب سے میں نے یہ قلعہ بنا رکھا ہے اب آپ کل اس قلعہ کا تماشہ دیکھیے گا
الغرض یہ باتیں ہونے کے بعد دربار برخاست ہو گیا ہر ایک سردار اپنے خوابگاہ میں جا کے
سو رہا جب صبح ہوئی تو سب میدان کارزار میں آئے ساریق آکر فیلوں پر بیٹھا لشکر زیر فیلوں
صف آرا ہوا ساحر شیر و پلنگ و خرس گرگ سحر وغیرہ پر سوار ڈھول اور ڈمرو بجاتے ہوئے میدان
میں آئے اس طرف لشکر اسلام صف آرا ہوا صاحبقران اپنے رتبہ کے موافق لشکر سے چالیس
قدم آگے بڑھ کے کھڑے ہوئے سکندر وزیرہ نشین اپنے قاعدے سے آگے کھڑا ہوا کہ ایک مرتبہ مجوچادو
نے زیر فیلوں آکر ساریق سے اجازت میدان مانگی ساریق نے کہا جاؤ ہر دو میں تجھکو اپنے دست
قدرت کے حوالے کیا مجوچادو میدان میں آیا اور پکارا کہ اے سکندر وزیرہ نشین آو یہ بھی

سکندر دیرہ نشین سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آئے اور اجازت میدان مانگی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان
ہے یہ سنکے سکندر میدان مین آیا جسوقت سامنے محو جادو کے پہونچا محو جادو نے دستک دی دیکھا
کہ جانب صحرا سے ایک جوگی ہاتھ مین گولہ فولادی پکڑے ہوئے پیدا ہوا اور آواز دی کہ او سکندر تیری
بھی یہ حقیقت ہوئی کہ تو میرے آقا کے مقابلہ کو نکلا ہے بھلا روک تو اس ضرب کو دیکھون تو کہ تو کیسا ہے
یہ کہتے ہی گولہ کھینچ مارا سکندر نے اول اس گولے کی دیکھکر سمجھ لیا کہ یہ قضا کا گولہ ہے یہ وہ سحر ہے کہ توڑ
اسکا سامری و جمشید بنا ہی نہ سکے لیس پاؤن مارکر حرف زمین نگل گیا گولے نے جو حریف کو نہ پایا پلٹ
کے اسی جوگی کی طرف آیا ہر چند جوگی نے آف آف کی کہ تھمے ہوا ہوئے اور چاہا گولے کو روک
لین مگر یہ کب رکتا ہے سینہ پر جوگی کے پڑا وہ جوگی الٹ گیا محو جادو نے کہا بڑی چال کی اسنے
دیرانی نے یہ کہکر اس ارادہ سے بڑھا کہ گولہ بار جادو کو رد اچھا کرون کہ اگر تیرہ پر اسکا گولہ بار جادو کے
زمین شق ہوئی اور سکندر دیرہ نشین نمودار ہوا لیس سکندر نے لہرہ کیا کہ باطون اسنے سحر کو
آپ نہ روک سکا یہ کہکر جو حقہ سحر مارتا ہے تن بدن مین گولہ بار جادو کے آگ لگ گئی دھڑ دھڑ
جلنے لگا لیس یہ دیکھکر محو جادو نے زانو پیٹ لیا اور کہا ای سکندر غضب کیا تو نے کہ ایسے محو نامدار
جگولے سے مرنے نہ پایا تھا مین اسے اچھا کر لیتا خیر تو کہان جاتا ہے میرے ہاتھ سے یہ کہکر اسنے
جھولی پر اسباب سحر کے ہاتھ ڈالا اور دام سامری نکالا یہ وہ دام تھا کہ سامری نے اسماء سحر
پڑھ پڑھ کے اسکا سوت کاتا تھا اور اسی طرح اس جال کو تیار کیا تھا محو جادو کو بڑی تلاش سے
ہاتھ آیا تھا لیس اسنے وہی جال نکال کے مارا کہ سکندر اس دام سحر مین الجھا لیس محو جادو نے خنجر
کھینچا کہ اسے قتل کر ڈالون سکندر نے آف آف کی کئی شعلے زبان سے نکلے کے گل ہو گئے
اور دام نہ جلا اس وقت سکندر نے زانو پہ ہاتھ مارکے آواز دی کہ ای شمع افروز قمر سامری تیری
اتنے دنون کی ریاضت کب کے کام آئیگی لیس یہ کہنا تھا کہ زمین شق ہوئی اور ایک نازنین شمع ہاتھ
روشن کیے ہوئے پیدا ہوئی اور وہ شمع اسکی دام مین لگا دی دام جلنے لگا اور سکندر جو تڑپا پہاری
تو جسے گل مین سے بو نکلتی ہے اسطرح اس دام سحر سے نکل کے جانب قلعہ روانہ ہو گیا اسوقت
محو جادو نے سر پیٹ لیا کہ یہ تیرک اسنے سر اجاڑ دیا غصہ مین آ گرا اسنے خون پیشانی اپنا چلو
مین لیکر اس نازنین پر چھینٹا مارا اور کہا کہ اس تیرک جسکو پھونکا اسکے تو سر پر بنا جا رہی کہ
تو بھی جل جا اسی آگ مین لیس خون کا چھینٹا پڑتے ہی شمع افروز جادو گھبرا گئی اور اسی آتش کا شعلہ
بین کو دیکھی ادھر تو جال جلکے تمام ہو گیا ادھر شمع افروز جادو دھڑ دھڑ کرکے جل گئی لیس
محو جادو نے آواز دی کہ او سکندر اب مقابلہ سے بھاگ کر اس قلعہ مین چھپا ہے کیا حقیقت
ہے اسکی یہ کہکر اسنے بارہ سو ساحرون کو ساتھ لیکر قلعہ کی طرف چلا یہان سکندر دیوانی تو قلعہ مین
بیٹھا ہے لیکن محو حالت قلعہ کی سنیے کہ سکندر نے اس قلعہ کے چار پھاٹک قائم کیے ہین ہر
پھاٹک پر ایک پتلہ لباس شاہانہ پہنے کھڑا ہے ایک پتلہ سر پر اسکے چتر لگائے ہوئے ہے
اور دونون جانب کی فصیلون پر چھوٹی چھوٹی گھریان تتلون کے تیر کمان ہاتھون مین لیے کھڑی
ہین ایک بادشاہ ناوک اندازون کا افسر ہے دوسرے دروازے کا بادشاہ سنگ اندازون کا
افسر ہے یہان چھوٹے چھوٹے گڈے گڑیان ہاتھون مین لیے ہوے چرخ دے رہے ہین ایک
پھاٹک پر بالشت بالشت بھر کے بہت سے ہاتھون مین گولے فولادی لیے بیٹھے ہین

اور حریف کے منتظر ہین ایک سمت خشت انداز ملین پس جیسے ہی محوجادو قریب قلعہ پہونچا یہ اُس جگہ تک کے
سامنے تھا جہان ناوک انداز پتلیان تھین اُسے دیکھتے ہی بادشاہ نے آواز دی کہ مارو اسکو یہ ادھر کیون
آیا ہے پس یہ سننا تھا کہ تمام برجون سے تیر مارنا شروع کیے جس ساحر پر تیر پڑا وہ کاغذ کا پتلا ہوکے
جلنے لگا بارہ سو کاغذ کے پتلے دم بھر مین جل کے خاک ہو گئے سکندر نے آواز دی کہ اُن کاغذ کے پتلے
لڑانے لایا ہے یہ کیا لڑینگے پس محوجادو غصہ مین آیا اور راست جست جو کی تو فصیل قلعہ پر پہونچ گیا پس
بادشاہ نے حکم دیا کہ ارے مار لو اس چور کو یہ کہنا تھا کہ تمام وہ مٹی کے کھلونے دوڑے ایک اُچک کے
گردن سے لپٹ گیا اور کان مین محوجادو کے چپت دی دوسرا دوسرے کان مین لپٹ گیا اور کاٹنے لگا
محوجادو اسکے چھوڑانے مین محو ہوا دوسرے چپت ماری تمام پتلیان اور پتلے اسطرح لپٹ گئے جیسے
بھڑین یا سارنگ مکھیان چھتے کو چھوڑانے سے لپٹ جاتی ہین اور ان سبنے کاٹنا شروع کیا محوجادو کی
یہ حالت ہو کہ چیخ چیخ اُٹھتا ہے آخر یہ حالت ہوئی کہ محوجادو گھبرا گیا لشکر صاحبقران مین محوجادو کی حالت
پر لوگ قہقہے لگا رہے تھے اور لشکر ساریق کے ساحر بھی ہنس رہے تھے سخنگان کہہ رہا تھا کہ واہ ای
سکندر دیپرانی کیا کہنا یہ خدا پرستون کے شریک ہونے کا اثر ہے کہ تمنے محوجادو سے ساحر کی یہ گت
بنادی اب محوجادو کی یہ نوبت ہوئی کہ تمام جسم سے اسکے لہو بہنے لگا آخر محوجادو نے اپنے کو فصیل
سے نیچے گرادیا چونکہ باہر قلعہ کے ان پتلون کو لڑنے کا حکم نہین ہے سب محوجادو کو چھوڑ کر پھر اپنے
اپنے مقام پر آ کے کھڑے ہو گئے محوجادو کے جسم سے خون ٹپکتا ہوا بھاگ کے لشکر ساریق مین آیا
اور آواز دی کہ خیر ای سکندر کل سمجھا جائیگا یہ کہکر اسنے طبل بازگشت بجوا دیا اور میدان سے پھر گیا
اس طرف بادشاہ اسلام میدان سے پھر کر بارگاہ سلیمانی مین آئے سکندر دیرہ نشین بھی قلعہ سے آ کر
خدمت بادشاہ مین آیا سرداران اسلام نے سکندر کی نہایت تعریف کی سکندر دیرہ نشین نے عرض
کی کہ مجھے اس طرح لڑنے کا مطلق خوف نہین ہے اسکے لیے مین کافی ہون نہین ان ساحرون سے ڈرتا ہون
جو آئے ہوے ہین ہان خوف اسکے استاد کا ہے یا صاحبقران وہ بلا ہے سب دربان ہے اگر اسنے اُس
کمک طلب کی تو پھر کچھ میرے بنائے نہ بنیگی نام اسکا فرلوت آتش زبان ہے ساحری وقت ہے ساریق
کی وہ حقیقت ہی کیا سمجھتا ہے اور آج جو محوجادو بھاگ کے اور جی چھوڑ کے گیا ہے تو ضرور اس سے
کمک طلب کرے گا صاحبقران نے فرمایا اے سکندر تمھاری لڑائی پس محوجادو تک محدود ہے اسکے
علاوہ اگر کوئی ساحر نکلیگا تو اسکے مقابلے کو مین موجود ہون تم اکیلے کس کس سے مقابلہ کروگے سکندر نے
عرض کی کہ غلام اپنے سامنے تو حضور کو ایسی تکلیف نہ دیگا ہان بعد میرے آپ کو اختیار ہے ابھی
خاموش ہو رہے وہان محوجادو جو اپنے مقام پر پہونچا اسنے آب دمیدہ سحر سے غسل کیا خاک قبر جمشید کی
مرہم مین ملا کر زخمون پر لگائی کہ زخم اسکے اچھے ہو گئے اب اسنے ایک نامہ فرلوت آتش زبان کو تحریر
کیا مضمون یہ تھا کہ ای استاد معظم سکندر دیرہ نشین جو کہ ہندوی اُس شخص کا تھا اسنے ساتھ ہم لوگون کا
چھوڑ دیا اور خدا پرستون کی طرف سے مقابلہ کیا میری وہ حالت کردی کہ اگر بھاگ کے جان اپنی نہ بچاتا تو
اُسکے ہاتھ سے جانبری دشوار تھی لہذا امیدوار ہون کہ یا تو آپ خود ہی یہان تشریف لائیے یا کسی
ایسے کو میری مدد کے واسطے بھیجیے جس سے سکندر مقابلہ مین عاجز آئے یہ نامہ تحریر کر کے طائر سحر
کے گلے مین باندھ دیا طائر اڑ کر جانب مسکن فرلوت آتش زبان روانہ ہوا جسوقت پاس فرلوت
آتش زبان کے پہونچا چہکارا اور نامہ پیش کیا فرلوت آتش زبان نے نامہ اسکے گلے سے

لکھوا کر پڑھا نہایت برہم ہوا جواب تحریر کیا کہ اے محوجادو مجھے ساریق سے تو کوئی کام نہین ہے اسلیے کہ وہ زنگا
ہوا سپاہی ہے اگر چاہون تو ایک پل مین ساری خداوندی کو اسکے درہم برہم کر دون مجھے خود ساحران عالم
خداوند ساحران کہتے ہین لیکن تیری وجہ سے کہ تو شاگرد ہے میرا ہین ہاتھ اٹھا دونگا اور تین دن کے اندر تمام
خداپرستون کو غارت کر دونگا بالفعل عروس جادو کو بھیج دیا اور عروس جادو کو بلا کے کہا کہ اے چھوکری
تیرے بھائی پر رنت سخت آیا ہے کہ وہ سکندر سے سحر مین پست ہوا ہے تو جا کر سکندر کو غارت کر دے
بلکہ تمام خداپرستون کو مٹا دے کہ مجھے تکلیف اٹھانا پڑے مجھے ساریق کے ملک مین جانے سے
کسی قدر عار ہے یہ سنکے عروس جادو نے کہا کہ مین کل صبح کو جاؤنگی یہ کہکر اپنے گھر مین آئی اور شوہر سے
اپنے ذکر کیا شہرا سے جادو نے کہا کہ جہان جاؤگی ہم تمھارے ساتھ ہین عروس جادو نے منع کیا اور کہا کہ
مین بہت جلد ان سبکو غارت کر کے چلی آؤنگی کہ تمکو تکلیف نہو اور [illegible] استاد کو یہان سے جانا نہ پڑے
لیکن شہرا سے جادو نے نہ مانا اور کہا کہ تم خوب جانتی ہو کہ مجھے ایک دم بغیر تمھارے قرار نہین ہے
کہکر اسنے سامان سفر درست کیا اور دوسرے روز یہ دونون ایک تخت پر بیٹھے اور ابر سحر مین پوشیدہ
ہوکر جانب ملک اسارلقہ روانہ ہوے انکو تو راہ مین چھوڑیے اور اول ذکر سنیے ملک سارلقہ کا
کہ محوجادو نے طبل جنگ بجوا دیا تھا جب صبح ہوئی تو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے
ادھر محوجادو نے جا کر وہ حجرہ جو برسون سے بند تھا کھولا اسمین بارہ سو ساحر چلہ کشی مین مصروف
تھے یہ فوج محوجادو نے تیار کی تھی کہ اسکا مثل و نظیر نہ تھا محوجادو نے ایسا انتظام کیا تھا کہ
سوا اپنے ہاتھ کے کسی صورت سے ان ساحرون کی موت معین ہی نہین کی تھی اگر خود محوجادو ہی
انکا مٹانا چاہے تو ہو سکتا تھا بس جیسے ہی حجرہ کھلا وہ سب ساحر حجرے کے باہر آ گئے اور
کہا محوجادو سے کہ کیا حکم ہوتا ہے محوجادو نے کہا چلو وقت تمھاری جنگ کا آ گیا سکندر رومی ہمارا
دشمن ہو گیا ہے اسے مٹا دو بارہ سو ساحر جھنجھناتے ہوے حجرے سے نکلے اور ساتھ محوجادو
کے میدان مین آکے دیکھا سکندر رومی [illegible] نے کہ آج اسنے وہ فوج نکالی ہے کہ جسکا مٹنا آسان
نہین ہے اس سے بہتر یہی ہے کہ اسی سے مقابلہ کرو اگر اسے مار لیا تو ان سبکو مار لیا اور اگر قلعے مین جاؤنگا
تو یہ فوج بلینک قلعہ کو تاخت و تاراج کر دیگی یہ قصد کر کے خاموش اپنے قلعے کے دروازہ پر کھڑا رہا جب
اس طرف ساریق نے دریچہ کھولا اور بالا سے قبطل آ کے بیٹھا اور اسطرف بادشاہ اسلام کا
تخت آکر قلب لشکر مین قائم ہوا امیر اپنے مقام پر کھڑے ہوے نقیب نقابت کر کے نکل گئے
تو محوجادو میدان مین آیا اور للکارا کہ اے سکندر رومی مین کہ تو نے بھی ہزار ریاض کیا ہے لیکن آج مین نے
اس فوج کو حجرہ سے نکالا ہے جسکو سوا میرے کوئی مٹا ہی نہین سکتا اور تیرے قلعہ کو یہ لشکر دم بھر مین
مٹا دیگا سکندر نے کہا کہ مین یہ سب باتین جانتا ہون محوجادو نے کہا کہ اب بھی آکر خداوند
ساریق کا شریک ہو جا اور ان خداپرستون کی رفاقت سے ہاتھ اٹھا لے کچھ نہین گیا ہے مین تجھسے
وعدہ کرتا ہون کہ اتنا عہدہ تجھے دیدونگا اور اسے تیری ماتحتی کر دونگا اسلیے کہ رشتہ دینے کا ہے تجھے جیسن
بلند مندی نہو سکندر رومی نے کہا کہ اے محوجادو مجھے بھی یہی خیال ہے کہ لیلی کو میرے بھائی کا
دریغ نہو تجھے قتل کر کے تجھے شاد کرونگا لیکن اگر تو خدا سے حقیقی ہو نہ پہچانے گا تو تیرے قتل سے باز نہ رہونگا
اور اگر دین اسلام اختیار کریگا تو جس مرتبہ پر ساریق کے دربار مین ہے [illegible] اس سے زیادہ
تیری عزت کرینگے اور بہت کچھ عنایت فرماینگے اور مین اپنا ملک بھی تجھے دیدونگا آپ کسی قریہ کی

آباد کرونگا محوجادو نے کہا ای سکندر دیدہ نشین معلوم ہوا کہ اجل ہی تیری آگئی ہی اگر مین نے تجھے مار لیا
تو کوئی تیرا ہونس لینے والا مجھے نہین دکھائی دیتا چراغ گل ہی اور اگر تو نے مجھے مار لیا تو یہ یاد رکھنا کہ مین
میری عروس جادو جو میرے استاد کی شاگرد رشید ہی تجھے زندہ نچھوڑیگی اور استاد میرا ایک پل
مین چاہے تو ان تمام خدا پرستون کو غارت کردے سکندر دیدہ نشین نے کہا کہ ای محوجادو تو کیا
سحر ہی اور تیرا استاد کیا ہی اگر ساحران عالم ایک طرف ہوین تو صاحبقران کا کچھ نہین کر سکتے ہین کیونکہ
کہ وہ صاحب اسم اعظم ہین اور حق پر ہین خدا انکا شریک ہی جسکا خدا شریک ہی اسے کون اٹھا سکتا
ہی اگر تو مارا گیا اور تیرے استاد سنتے ہی کہ مجھے مٹا دیا تو یہ یاد رکھ کہ جو ہونگے وہ دیکھو ہی لینگے عیاران
لشکر اسلام کتنے کی موت اسے مار ڈالینگے کیا ساحر مشتش سے یہ بڑھکے ہی اسے تو بحر قلزم سے نکال
کے مار ہی ڈالا اسکی کیا حقیقت ہی مین تو ایک ادنے غلام صاحبقران ہون اپنی خوشی سے لڑنے
آیا ہون ورنہ وہ تو مجھے منع فرماتے تھے تو صاحبقران کو کیا سمجھا ہی بس یہ سنکے محوجادو نے کہا
کہ ای سکندر بس اب مجھکو تیری سخت کلامی کی تاب نہین ہی کہ تو میرے استاد کی نسبت اس طرح کہتا ہی
کہ کوئی ادنے کو بھی نہین کہہ سکتا ہی بس آ اور مقابلہ کر سکندر نے کہا الحمدللہ تو ہی نے کی کمی ہین تیری
خدمتگذاری کے لیے موجود ہون یہ کہکر سکندر دیدہ نشین سامنے محوجادو کے آیا محوجادو نے
زمین پر غادلک ماری اور بصورت اژدر بنکے چلا کہ اسے نگل لون سکندر نے بھی غادلک ماری اور صورت
نہنگ کی پیدا کی دونون لڑنے لگے اژدہر لڑتے کہ پست ہوگئے آخر سکندر نے صورت
فیل مست کی بنائی اور چاہا کہ محوجادو کو روند ڈالون محوجادو بھی ایسا ویسا ساحر نہین ہی اسنے بھی
غادلک ماری اور شیر ببر بنکے لڑنے لگا محوجادو کی ٹکر سے سکندر نے چیخ اٹھتا ہی اور سکندر کی
ٹکر سے محوجادو غش کر رہتے اب ان دونون نے پھر صورتیں بدلی اور پھر بنکے لڑنے
لگے کہ شیر کی صورت پیدا کی اور طمانچہ چلنے لگا اب تمام ساحر تماشہ دیکھ رہے ہین اور پھر ایک اندازہ
کر رہا ہی کہ سکندر مغلوب ہوا چاہتا ہی کہ اتنے مین محوجادو کا جو پڑتا ہی تو سکندر زخمی ہوا بس
یہ زخمی ہوتے ہی قلعہ کی طرف بھاگا اور محوجادو نے تعاقب کیا سکندر جاری سے بھاگ کے
صدر قلعہ مین چلا آیا اور کتاب قانون سحر کے ورق الٹنے لگا ایک اسم نکلا سکندر نے اس اسم
پڑھنا شروع کیا محوجادو دروازہ قلعہ کے آ کے ٹھہر چارون بادشاہون کی فوج کو حکم دیا محوجادو
پر ہر طرف سے مار ہونے لگی ایک جانب سے تلیان ترپار ہی تھین ایک سمت سے خنجر آ رہی تھین
ایک طرف سے پتھر برس رہے تھے ایک جانب سے گولے آ رہے تھے محوجادو نے ایک اسم
پڑھ کر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ دیوار پیدا ہوگئی سب سحر نے اس دیوار پر گرنے لگے بس محوجادو
نے اپنے چھین بارہ سو ساحرون کو پکارا کہ آؤ اور اس قلعہ کو مٹا دو بس یہ سنتے ہی وہ بارہ سو
ساحر جھپٹے یہان سکندر دیدہ نشین نے قلعہ کے فصیل پر آ کے جو ایک گولہ فولادی دیوار پر
مارا دیوار ارارا کے گری اتنے مین فوج بھی محوجادو کی آگئی قلعہ پر سے مار ہونے لگی
لیکن کسی حربہ نے اثر نہ کیا اور ساحر یورش کرکے دروازہ قلعہ کی طرف چلے کہ قلعہ مین گھسکے
سکندر کو پکڑ لائین دیکھا سکندر نے کہ حربے اہلیان قلعہ کے کام نہین کرتے اب یہ بیباکانہ
قلعہ مین چلے آئینگے بس سکندر نے ایک اسم شروع کیا اور انگلی کو گردش دینے لگا قلعہ
پھر چکر مارنے لگا گھر چکر ہو گیا محوجادو کے ساحر گرد قلعہ کے دوڑنے لگے کہ پھاٹک تک

پہونچین تو قلعہ مین در آئین جسوقت قلعہ اکتالیس چرخ لگا چکا تو ٹھہر گیا اب ساحران محو جادو کی یہ حالت
ہوئی کہ دوران سر انکو عارض ہوا اسقدر سر جدائی دیتا تھا محو جادو نے ایک اسم پڑھنا شروع کیا کہ اس
تاثیر کو مٹا دین جبتک یہ اس سحر کا رد پڑھے سکندر نے دوسرا سحر کیا کہ دو پری زادین طبق گل لیے ہوے پیدا
ہوئین اور انھون نے ان ساحرون پر پھول پھینکنا شروع کیے جسپر پھول پڑا اور خوشبو پھول کی ناک
مین گئی سست و بیخود ہو گیا اور کہنے لگا کہ واہ رے سکندر تیرا کیا کہنا اس وقت لطف زندگی حاصل
ہو گیا اور پری زادون کی طرف دیکھ دیکھ کے اوزا ورکی صدا دینے لگے اب پری زادین اسکی طرف پھینکتی تھی
ہین یعنی دوسرا منھ تکتا ہے اور کہتا ہے وہ گل پھینکے ہر شخص کی طرف یا یکہ ٹھہر بھی ہو اٹھا نہ ہو انداز جسن
کچھ تو ادھر بھی ہو پری زادون نے اپنا شیر اپنا کہہ آواز دی کہ کیا دیکھتے ہو یہ دشمن سکندر کا ٹھہرا ہی
اسسے مٹا نہیں دیتے ہو بس یہ سننا تھا کہ بارہ سو ساحر جہاں سے سحر پکڑ پکڑ کے محو جادو
کی طرف چلے اور شور کرنے لگے کہ مار لو اسکو غضب کیا اسنے کہ سکندر اپنے شخص کی صدا دیتے ہو
کمر باندھی یہ دیکھکر محو جادو بہت گھبرایا جلدی سے کچھ اسم سحر کے پری زاد پیدا کیے اور یا شاہ
ہو کے اسنے آواز دی کہ ای سکندر دیجا تیرا سوا تیرے دوسرے کی یہ مجال نہ تھی کہ اسکو پلٹا سکتا
بھلا مٹانا اس سحر کا تو ممکن ہی نہ تھا سوا میرے تونے تو وہ تدبیر کی کہ سمجھے خود اپنا سحر مٹانا پڑا اسنا
دقیقہ نہیں کہ انھین ہوش مین لاؤن مین سحر اتار دونگا تو سحر پیٹتا ما جائیگا اور یہ سب پاگل سے ہو جاوینگے مار ڈالینگے
نہیں کچھ پروا نہیں یہ کہکر اسنے ایک ڈبیا جیب سے نکالی اور ڈھکنا اسکا کھولا اسمین سے ایک جانور لال
کے پر اسنے نکال کے ہاتھ پر بٹھایا اور کاردی چاک کر کے خون اسکا چلو مین لیا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر طائر
پر دم کیا طائر چہکارا کہ کیا حکم ہوتا ہے محو جادو نے کہا کہ لے خوراک اپنی اور ان ساحرون کو سر از
بس یہ کہکر جس ہاتھ مین خون تھا جانور کی طرف بڑھا دیا جانور اس خون مین خوب لوٹا اور اڑا ساحر
جا بجا جلا کے محو جادو کو گالیان دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمین تکلیف ہم کہتا ہے زمین پہ آ تو معلوم
ہو تو لے ہم تیرا پنج پکڑے کھڑے تھے کہ وہ طائر ان ساحرون کے سر پر آیا اور پر ان کو پھیلا
چند قطرے خون کے ٹپکے برقین بن بن کے گرنے لگین اور ساحر جلنے لگے صدا کے گیرو بند
بلند ہوئی دم بھر مین سب ساحر جل کے خاک ہو گئے اسوقت سکندر نے کہا کیون محو جادو
یہ ریشہ ونون کی ریاضت تھی محو جادو نے آہ کھینچی اور پکارا کہ ای سکندر تو نے میرے ہی ہاتھ سے
میرے اکتالیس برس کے ریاض کو خاک مین ملوادیا اور بارہ سو ساحر پری زادون کا خون لے لیا خیر تو
جا کے گا کہان میرے ہاتھ سے بچ کر یہ کہکے اسنے پھر کلائی دوسری جگہ سے چاک کی اور خون
چلو مین لیا اسی جانور کو دکھایا جانور تڑپ کے آیا اور خون مین پھر لوٹا سکندر سمجھ گیا کہ اب یہ
حملہ قلعہ پر ہوگا سکندر نے کوئی اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ اسی وقت چار پری زادین سونے کی
پچکاریان ہاتھون مین لیے ہوے گاتیان باندھے ہوے پیدا ہوئین اور چارون دروازون پر
قلعہ کے آکر کھڑی ہو گئین اور جانب آسمان دیکھنے لگین جیسے ہی طائر خون مین لوٹ کر بالا سے
قلعہ آیا اور اسنے پر جھاڑے قطرے خون کے برق شرار بجلیون کی طرف چلی بس پری زادون نے
پچکاریان ماریں اس طرح کہ چارون پچکاریون کی دھاریں لڑین اور ایک چادر آب بالا سے قلعہ قائم ہوگئی
جو برق گری سرد ہو گئی یہ وار بھی محو جادو کا خالی گیا اسنے سر پیٹ لیا کہ یہ ظالم تو اب میرے ہی ہاتھ
سے میرا خون بھی کیا چاہتا ہے بس پیشانی مین نشتر دیا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر خون چلو مین لیا اور

طائر کو آواز دی طائر اُڑ کر آیا کچھ خون اسنے پیا باقی خون مین پھر پیٹ بھرا اور اُڑ کر قلعہ کی طرف چلا سکندر نے دیکھا کہ اب یہ بلاے آسمانی ہوگئی ہے تا ہی طائر نے رنگی جو پرون کو حرکت دی تو ہزارون چمک چمک کے چلین اور اُس جادوگر اسپ سے پاہی سرخ رنگ ایک نقل آئین اور گرتے گرتے پھر برق بنگئین چار دن برابر اُن کو جلاکے خاک کر دیا اب نوبت پتلیون کی جلنے کی آئی دو چار پتلیان جلنے پائی ہونگی کہ سکندر نے سحر کی جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک باز سحر نکال کر اپنی پیشانی کا خون لیکر اس باز کو چٹایا اور اس طائر پہ کھینچ مارا اور آواز دی کہ لے اسے ہیچ مار کہ ہی تیری باز نے آتے ہی طائر کو پنجے مین دبایا ہرچند طائر چلین چلین کرتا رہا باز اسے نکل گیا اور سکندر کی طرف چلا اُسوقت محو جادو نے پھر نشتر دیکر خون پیشانی کا لیا اور کہا اسم سحر پڑھ کر آواز دی کہ میرا سحر تو مٹنے اور تیرا سحر باقی رہے کہان جاتا ہے یہ کہکر چھڑکا خون کا باز پہ مارا خون کیا گرا کہ ایک شعلہ چمکا سکے باز پر گرا باز ہمہ تن جل کے خاک ہوگیا ہنوز طرفین سے کسی اور سحر کی نوبت نہ آئی تھی کہ جانب آسمان سے ایک ابر طلائی رنگ نمودار ہوا اب محو جادو اس ابر کا انتظار کرنے لگا اور سکندر دیدہ شنین بھی دیکھنے لگا بلکہ سبکی نظر اس ابر کی جانب تھی کہ عجب طرح کا ابر ہے اس ابر سے بارش گلہاے طلائی کی ہوتی آتی ہے اور بڑی بڑی چمک رہی تھین گرج کلیجون کے پار ہوتی جاتی تھی جب یہ ابر چھاتی تھی آنکھین سبکی جھپک جاتی تھین کہ وہ ابر آسکے آ کے شق ہوا دیکھا کہ ایک عورت اور ایک مرد اس ابر مین سے تخت سحر پر سوار ہوا محو جادو براے استقبال آگے بڑھا اور کہا کہ اے بہن عروس جادو دیکھو میری یہ حالت ہوئی ہے سب سحر ملتے اور کام نہ نکلا اگر تم نہ آجاتین تو اب جان پر کھیل کے مین خود قلعہ مین گھس جاتا عروس جادو نے کہا کہ بھیا یہ کونسی حالت ہے ایک مرتبہ ہاکے اپنے کو لہولہان کرایا اور پھر بھی ارادہ کیا تھا اب تم آرام سے بیٹھو کل مین اسے سر میدان اگر نہ پھونک دون تو نام اپنا عروس جادو نہ رکھون یہ کہکر محو جادو کو ساتھ لیے ہوے خون پونچھتی ہوئی سامنے فیصل سحر کے آگئی اور سلام کیا اسکے آنے سے طبل بازگشت بجگیا جنگ ملتوی ہوئی دونون لشکر اپنے اپنے فرودگاہ پر آئے صاحبقران سکندر دیدہ شنین کی تعریفین کرتے ہوے سکندر کو لیکر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے سپنے لباس رزم اتارا پوشاک بزم پہنکر اپنے اپنے ڈنگیون کرسیون پر بیٹھے اتنے مین ہرکارے دوڑے ہوے آئے اور عرض کی کہ وہ ساحرہ جو آئی ہے اسنے حکم دیا ہے کہ صحرا مین لکڑیان جمع کی جائین کل مین پہلے تو سکندر کو پھونک دونگی اسکے بعد تمام اہل اسلام کو اگر نہ پھونک دیا تو نام اپنا عروس جادو نہ رکھا یہ سنکے سکندر کانپنے لگا اور عرض کی کہ یا صاحبقران بیشک یہ ایسی ہی بلا ہے چونکہ مرنا برحق ہے لہذا مین آپکو تو شاہد کیے دیتا ہون کہ مین بدل مسلمان ہون اور راہ خدا مین لڑتا ہون تا مگر یہ ان سے کچھ نہین ہو سکتا کہ اور بھی بہت سے جادوگر ہونگے لہذا غلام کی دو وصیتین حضور گوش رکھین اول تو یہ کہ میری لاش کو اہل اسلام کی طرح دفن کر کے آپ دعا سے مغفرت فرمائین دوسرے یہ کہ غلام زادہ کا سلطان بن سکندر کہ ابھی دو دس برس کا ہے آپ نظر رحمت رکھین کہ بعد میرے سوا حضور کے کوئی اسکے سر پر نہین ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اے سکندر تمہارا فرزند ہمارا فرزند ہے ان باتون کا تو تم اطمینان رکھو لیکن اگر تم کو عروس جادو کے مقابلہ مین ایسا ہراس ہے تو پھر تم اس سے مقابلہ نہ کرو وہین اس کا تمکے سزا دینے کو موجود ہون مجھے خداوند عالم نے صاحب اسم اعظم کیا ہے سکندر نے عرض کی کہ یا صاحبقران جسوقت آپ مجھے مغلوب دیکھیگا اسوقت اسم اعظم سے کام کیجیے گا آخر جان نثار ہوتے کس دن کے لیے ہین الغ

باتون پر صاحبقران کا دل بھر آیا اور فرمایا خیر ای سکندر قادر مطلق مددگار ہی یہ فرما کے خاموش ہو رہے
کہ یکایک پھر چوبدار سرکارون کی گرد مین آلودہ پسینے مین غرق پیدا ہوئی اور آکر بعد دعا و ثنا رشاہی بجا
لانے کے عرض کی کہ لشکر سارلیق مین پھر طبل جنگ بجا ہی فرمایا کہ کچھ پروا نہین کہدو کہ ہمارے
یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی اسیوقت یہان بھی کوس حربی نوازش مین
آیا اور نقارہ آواز آمد برون کہ دون است دون ست گردون دون تمام رات تیاری جنگ
مین بسر ہوئی صبح کو حسب معمول دونون طرف کے لوگ میدان مصاف مین آکر صف آرا ہوے
سکندر نے صاحبقران عالیشان سے آکر عرض کی کہ یا صاحبقران ایک بات سے مین حضور کو
باخبر کیے جاتا ہون کہ جبتک یہ قلعہ قایم ہی اس وقت تک آپ سمجھیگا کہ سکندر زندہ ہی اور جب یہ قلعہ
نہ رہے تو جان لیجیے گا کہ سکندر مارا گیا یہ سنکر امیر نے اوپر نظر کر کے دیکھا تو پوچھا کہ آج تو خضر الیاس
کا پتہ ہی نہ طیفور کا یہ دونون کہان غائب ہین چالاک ثالث نے عرض کی کہ خواجہ تو یہ کہکر
کو چل دیے تھے کہ اب رنگ یہان کا برا ہی اور طیفور کو تو مین نے دیکھا ہی نہین صاحبقران
نے فرمایا کہ سچ ہی برے وقت کا کوئی ساتھی نہین ہوتا ہی الغرض مجوجادو ہنوز میدان مین نہ آنے
پایا تھا کہ جانب صحرا سے آواز باجے کی پیدا ہوئی سب دیکھنے لگے کہ یہ کیا ماجرا ہی دیکھا کہ آگے
آگے ہاتھی نشان اسکے بعد نوبت خانہ بعد اسکے اور جلوس فوج کے غول برق [illegible] سے اور
باجے والون کے آخر مین ایک فیل پر نوشاہ سوار اور محافہ مین عروس یہ سب کے سب چلے آتے ہین
یہ برات دونون لشکرون کے درمیان سے ہو کر گذرنے لگی سب تماشہ دیکھنے لگے کہ [illegible]
وہ برات تھم گئی باجہ بجنا موقوف ہو گیا نوشاہ نے فیل سارلیق کی طرف جھکا کے سلام کیا اور
کہا یا خداوند ہمارے یہان کا دستور یہ ہی کہ جب عروس کو بیاہ کے لے جاتے ہین تو کسی خداپرست
کو بھی گرفتار کر کے لے جاتے ہین اور خون سے اس خداپرست کے دست و پاے عروس کو
حنائی کر کے اندر مکان کے لے جاتے ہین لہذا کسی خداپرست کو ہمارے حوالے کیجیے کہ ہم
اپنے یہان کی خاندانی رسم ادا کرین یہ سنکے سارلیق نے کہا کہ ای مجوجادو کسی خداپرست کو
گرفتار کر کے اسکے حوالے کر دے یہ سنکر مجوجادو نے کہا کہ یا خداوند سکندر [illegible] کے
کے سامنے بھلا کوئی خداپرستون کی طرف آنکھ بھر کے بھی دیکھ سکتا ہی یہ سنکے نوشاہ نے کہا
مجھے تمہاری امداد کی ضرورت نہین ہی مین تو خداوند کی اجازت چاہتا تھا مین آپ جسے چاہونگا
پکڑ لیجاؤنگا دیکھون تو سکندر بیچارہ کیسا ہی کہ روک لیتا ہی یہ کہکر اسنے فیل اپنا اسطرف بڑھایا
سنہرا اٹھا ہوا تھا دیکھا سکندر نے کہ یہ ملعون لشکر صاحبقران کی جانب آتا ہی بس آواز دی
کہ او ملعون بہتر ہے یہان کی کونسی رسم ہی کہ شادی کر کے تو آکے بیگناہ کا خون لی اپنے سر کے
اسنے کہا کہ اس سے بڑھ کے کوئی شگون نیک ہی نہین سکندر نے کہا کہ بس خیریت اپنی چاہتا ہی
تو پلٹ جا ورنہ شادی کے بدلے ماتم شادی ہو جائیگی دولہن تیری گھونگھٹ کے اندر رانڈ ہو جائیگی نوشاہ
نے کہا مین تجھ سے کمزور نہین ہون اگر تو ساحر ہی تو مین بھی جادوگر ہون مین اس رسم کو ادا ضرور
کرونگا تو روکتا ہی تو تیرے خون سے اپنے ہاتھ رنگین کرونگا لے ہوشیار ہو جا یہ کہکے کہ ہوشیار
ہو گیا تھا یہ کہکر اسنے ایک لڑا سنہرے سر کی توڑ کر کچھ اسم سحر دم کر کے سکندر دیوانی پر [illegible]
بس وہ مار سیاہ بنکر چلے سکندر نے دستک دی فورا آگ [illegible] طاؤس پیدا ہوا اور اس سانپ کو

اسم اعظم پڑھ دیجیے کہ سکندر رہا ہو جاتا ہے سکندر رکو نکہ دیگی صاحبقران نے فرمایا لاؤ خضر ان
نے جلدی پانی لیا اور سامنے پیش کیا صاحبقران نے فوراً اسم اعظم پڑھ دیا بس اسنے وہ
پانی ایک شیشہ میں بھر لیا اور آواز دی کہ میں کون ہوں فرمایا جلد جا اور سکندر کی خبر لے اسنے
کہا او نادان میں فرشتہ یا دیو نہیں بلکہ خیال جادو دیکھ لیں اسم اعظم بند کر لیتے ہیں سوچ تو اب بھی کچھ
یاد ہے یہ کہکر شیشہ میں آگ لگا لیا اور بھاگا مقبول بن مقبل نے تیر مارا اور قصد کیا کہ شیشہ
دوڑ دوں اسنے آفت کی کہ تیر جل گیا اور سر پیر او از سر نو پیدا کرکے اڑا اور جانب قیطول روانہ ہوا
شیشہ لیجا کے سارلیق کو دیا اور کہا کہ یا خداوند اسے ایسے مقام پر پہنچ دیجیے جہاں کوئی جا
نہ سکے یہ اسم اعظم ہے صاحبقران کا اب اسیر ہو سکتا ہے یا ہیں کچھ کا نہیں کر سکتے ہیں
یہ کہکر وہ تو اڑتا ہوا چلا گیا سارلیق نے شیشہ لیکے سخنگان سے جو اسنے کیا کہ اسے بہشت میں
بھیج دے سخنگان نے وہ شیشہ بھیج دیا جہاں عروس جادو نے قہقہہ مارا اور کہا کہ بس [illegible]
پھر وہ ساسی کا تھا کہ اکثر یہ جانب آسمان سے رعد کی گرج اور بجلی کی چمک پیدا ہوئی سب دیکھنے
لگے عروس جادو کو خیال ہوا کہ شاید استاد نہ آئے ہوں یہ بھی کچھ گئی ادھر امیر بھی دیکھنے لگے
یکایک چار لکھا سے ابر ایک سرخ رنگ ایک سبز رنگ ایک زرد رنگ ایک طرح سی رنگ
نہایت تیزی کے ساتھ آتے ہوئے دکھائی دیے اور قریب ہی پھٹ کر شق ہو گئے اور چار
ساحر پیدا ہوئے ہر ایک کے ساتھ چالیس چالیس ہزار ساحر تھے صاحبقران نے پہچانا کہ یہ
طلسم چہار گوشہ کے چاروں سالار ہیں عروس جادو بھی تکتی کہ اس طرف شریک ہونے
کو کہتے ہیں لیکن انھوں نے خدمت صاحبقران میں پہنچکر سلام کیا اور عرض کی کہ ہم حسب
وعدہ حاضر ہوئے ہیں کیا حکم ہوتا ہے امیر تو پریشان اور بیتاب ہی ہو رہے تھے کہ سکندر کی
رہائی کس طرح ہو اسم اعظم بھی بند ہو گیا صاحبقران نے فرمایا کہ اگر ہو سکے تو سکندر کی
رہائی ہو عروس جادو نے اسنے منتر پڑھ کر لیا اور سامنے جو لکڑیاں ڈھیر ہیں انھیں [illegible]
کو لیے جاتی ہو ادھر عروس جادو نے جو دیکھا کہ یہ لوگ خدا پرستوں کی طرف آئے
ہیں اسنے آواز دی کہ جسکو جو ہو وہ چھڑا لیجائے انکو بس یہ سننا تھا کہ پھر جادو
نے غل ماری اور اپنی جگہ سے نیچے [illegible] کہ سکندر کو اٹھا لاؤں بس جیسے ہی
پاس ہوئے سکندر پر گرا عروس جادو نے اپنی آرسی سامنے کر دی پھر جادو ہیئت اصلی پر آ گیا
اور زمین پر اس زور سے گرا کہ اٹھنا دشوار ہو گیا یہ دیکھکر برق بار جادو گرجا اور بلند ہوا
آسمان پر سے برق بنکے گرا کہ اسکا خاتمہ کر دوں جب عروس جادو مر جائیگی سکندر
ہوش میں آ جائیگا جیسے ہی قریب سر پہنچتا ہے اسنے آرسی کا عکس ڈالا اسکی
بھی وہی حالت ہوئی بلکہ بیہوش ہو کے زمین پر گرا جب ان دو ساحروں کی یہ حالت ہوئی تو
شفق تاب جادو نے عرض کی کہ یا صاحبقران اس وقت ہم اسکا کچھ نہیں کر سکتے ہیں یہ
تو ساحرہ زبردست ہے دوسرے پورے سامان سے ہے ہم ابھی تازہ وارد ہیں سحر تک
جگانے کی نوبت نہیں آئی ہے مقام غیر ہے جبتک ایک شب نہ گزر جائے پوری قوت سحر
میں آ نہیں سکتی لیکن میں آپ کی خوشی کے لیے کوشش کرتا ہوں آگے قسمت ہے یہ کہکر
اسنے پانوں مارے اور غرق زمین ہوا اور اس مقام پر نکلا جہاں سکندر اور عروس جادو

تھی اور اک لقمہ شہابی رنگ کا نکالکر سینہ پر عروس جادو کے مارا لقمہ ٹوٹتے ہی ابہری رنگ پھیل گیا اور
شفق سی پیدا ہو گئی قریب تھا کہ عروس جادو محو ہو جاوے کہ اسنے بھی کچھ اسم سحر پڑھ کر آرسی چمکائی
تمام شفق اک خال سرخ ہو کر آرسی مین چپک گئی اب جو یہ آرسی کا عکس ڈالتی ہو تو یہ بھی لہرایا بس یہ حال
دیکھکر افسر جادو نے تین پنجے کھینچ مارے ادھر محو جادو پیچھے پیچھے عروس جادو کے چلا آتا تھا کہ مین
بھی سکندر کے جلنے کا تماشہ دیکھون عروس جادو نے پلٹ کے آواز دی کہ ای محو جادو اگر مین تجھ کو
اسیر کرنے کی فکر کرتی ہون تو سکندر ابھی چھوٹ جائیگا لہذا تو ان ساحرون کو بھی لینا ورنہ یہ سخت
نوبت پریشان کرینگے یہ سنکے محو جادو ادھر جادو کی طرف بڑھا تھا کہ تیغ سر ناک کے گرا اور شرر ٹھا لیگیا
محو جادو منھ دیکھتے رہگیا دوسرا پنجہ برق بار جادو کو تیسرا شفق تاب جادو کو اٹھا لیگیا
عروس جادو نے کہا خیر جانے دو مین ان سبکی یہی حالت کر دونگی جو سکندر کی ہونے والی ہے
یہ کہتی ہوئی قریب اس انبار ہیزم کے پہونچ گئی دیکھا کہ اک مکان بنا بنایا ہوا ہے اور ایک دروازہ
اندر جانے کا ہی بس جیسے ہی عروس جادو اندر اس انبار ہیزم کے داخل ہوئی دیکھا کہ اک مرد
جوگی وضع بیٹھا ہوا ہے جٹائین بڑھی ہوئی دونون آنکھین مانند ساغر خون کے سرخ ہاتھ مین پھولون کا
طبق لیے ہوے کھڑا ہے عروس جادو کو دیکھتے ہی پکارا کہ ای کنیز سامری خداوند تجھ سے نہایت
خوش ہین اور بہشت مین تیری تعریفین کر رہے ہین اور پھول بھیجے اور پر نثار کرنے کے واسطے
بھیجے ہین اور کہا ہے کہ قتل سکندر کے تمام خدا پرستون کو برباد کر دینا اس لیے کہ یہ لوگ خدا کے
نام کے دشمن ہین یہ کہکر پھول مٹھی بھر کے عروس جادو پر پھینکے عروس جادو نہال ہو گئی
اسنے بھی وہ پھول سونگھے وہ لونڈ چھینکین مار مار کے بیہوش ہو گئی بس اس جوگی نے کہا وہ
مارا اور دونون کو نقب مین پھینک دیا جو ایک اس مکان مین کھدا ہوا تھا وہ تو عروس جادو
اور سکندر کو لیکر روانہ ہو گئے ادھر یہان اس جوگی نے آواز دی کہ لگاؤ آگ یہ کہکر آپ بھی اسی
نقب کے رستہ سے روانہ ہو گیا یہان بہت سے بڑے ساحر تھے اور رال لیے ہوے کھڑے تھے
چوٹیان انکی ہوا سے کھڑی تھیں انھون نے رال اور بتی سے جھنڈے ہیزم پر مارے اور آگ
دیدی تمام لکڑیان دھڑا دھڑ جلنے لگین ناظرین سمجھ گئے ہونگے کہ یہ صنعت طلسم برباد کی گردہی تھا
مطلب ان سے یہ خبر سنی تھی کہ ہیزم کا انبار لگایا جا رہا ہے اور سکندر کے پھونکنے کا قصد ہے اور
دیکھا کہ سکندر بھی نا امید ہو چلے تو یہ خندق نقب زن اپنے شاگردوں کو لیکر جانب صحرا نکل گیا تھا
اور اک درخت کی آڑ سے نقب لگانا شروع کر دی تھی شاگردان خندق اس کام مین بہت
مشاق ہین انھون نے سر نقب کا لا کر اس مقام پر کہ جہان انبار ہیزم تھا اور وقت کے یہ لوگ
منتظر تھے جس وقت عروس جادو سکندر کو لیکے داخل مکان ہیزم ہوئی تو طیفور نے فرستادہ
سامری بنکے دونون کو پھول سونگھا کے بیہوش کیا اور نقب کے راستے سے لیکے نکلا اور
یہان خضران نے پانڈون کو بیہوش کرکے انبار ہیزم پر اپنا قبضہ کیا انکے ساتھ کے عیار
کچھ ادھر ادھر چھپے ہوے تھے اور کچھ پانڈون کی صورت بنے ہوے رال اور بتی بیہوشی آمیز
آگ پر چھڑک رہے تھے جس وقت شعلے اٹھے اور دھوان منتشر ہوا تو محو جادو زیادہ قریب
کھڑا کوئی دس ساحر اسکے ہمراہ تھے دھوان سے ہمراہیون کے بیہوش ہوا بس خضران نے
نعرہ کرکے محو جادو کا سر کاٹا اور اسکے ہمراہیون کو قتل کرنا شروع کیا نفیر عیاری بجادی

اور عیار بھی آگے پیچھے پکڑ طلسم کے چوگرد سے تو قتل کرنا شروع کیا اب تو گرد و پیش کی صدائیں بلند ہوئیں آتشبازی
و برف باری ہونے لگی صدائیں مہیب ساحروں کے مرنے سے آنے لگیں مگر یہ تو اتر جو ساحر قتل ہوتے
تھے تو سمجھ میں نہ آتا تھا کہ یہ کس کس کا نام حرف لیکے چلا رہے ہیں جہاں جہاں تک دھواں اس شعلہ کا
ہوا سے پھیلا وہاں تک ساحر بیہوش ہو کر مرنے سے ساحروں کے تیرگی ایسی چھائی ہوئی تھی کہ
ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا لوگ سمجھتے تھے کہ یہ سکندر کے مرنے کا تلاطم ہوا ہے اسلیے کہ سکندر ساحر
زبردست ہے خضران نے گھنٹہ بھر کے عرصہ میں قریب دو ہزار ساحروں کے واصل جہنم کیے اور
شام کو صحرا کی راہ لی دونوں لشکروں میں طبل بازگشت بجا میدان سے پھر سے سپاہ لوٹی تو قدرتی
بلکہ دار شاہی ہوا نہایت خوش بارگاہ میں آکے بیٹھا اور صاحبقران عالیشان نہایت غمگین و پریشان
بارگاہ سلیمانی میں داخل ہوئے کہ افسوس سکندر مارا گیا اتنے میں خواجہ خضران سر چھوٹو جادو
کا لیے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا صاحبقران یہ تو مجھ سے ہو سکا کہ سکندر کے خون
کے بدلے میں نے چھوٹو جادو کو مارا اور دو ہزار ساحر قتل کیے امیر نے فرمایا ارے کیونکر کہا یا امیر
جس وقت میں یہاں سے گیا ہوں تو ہزار ہزار فکریں تھیں مگر خدا نے دیا کہ خروس جادو کو قتل کر ڈالوں
مقابلہ کی نوبت ہی نہ آئی سر دون لیکن اس لکا کا کہیں پتہ ہی نہ ملا آخر اس انبار ہیزم کے
قریب آکے جستجو کی اور کچھ کھانے میں بیہوشی ملا دی پھر دل میں بیہوشی ملانا بڑی بڑی اور بہت
دور تھا ہوا لکڑی تھی یہ نکالا کہ عوض خون سکندر کا لے لیا فرمایا یا زندہ کو کیوں نہ مار ڈالا کیونکہ ہیزم
میں آگ ہی نہ دیجاتی کہا یا امیر اول تو اگر ہیزم میں آگ نہ دیتے خروس جادو باخبر ہو جاتی
جو کچھ کر لیا ہے کبھی نہ ہوتا بلکہ خود بھی گرفتار ہو جاتے اسکو خیمہ میں جانے اس وقت صاحبقران نے
فرمایا کہ قاعدہ کے موافق ہیروں نے سکندر کا نام بھی لیا تھا خضران نے عرض کی کہ یا امیر
اس ہنگامہ میں سنائی تو نہیں دیا لیکن یہ میں کیونکر کہوں کہ سکندر زندہ ہے اسلیے کہ میرے
سامنے خروس جادو آتش انبار ہیزم میں لے گئی اور اسی وقت آگ دیدی گئی صاحبقران
نے فرمایا کہ قلعہ سکندر کا باقی ہے سنا گیا ہے کہ جب ساحر مارا جاتا ہے تو چیزیں اسکی ساختہ ہوتی ہیں وہ
مٹ جاتی ہیں سکے خضران نے عرض کی کہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ سکے بعد بھی باقی رہجاتی ہیں آپکو
یاد ہوگا کہ عنقا فرزند اسد غازی نے اسپ باد رفتار و انگشتری مہرماہ اور [illegible]
بعد قتل ساحر شمشیر پری سے کام لیا اور کوئی چیز خراب نہیں ہوئی جب وہ نقش ہست کیے ہوں ان چیزوں
کنندہ کے اس وقت اثر باطل ہوا تو ممکن ہے کہ سکندر نے یہ قلعہ بھی اسی طرح کا بنایا ہو اس پر
طیفور یار دستگرد بیٹھا مسکرا رہا تھا جب اسنے سمجھ لیا کہ اب خضران کو سکندر کے مرنے کا یقین
کامل ہو گیا تو کہا کہ کیوں خواجہ صاحب اگر کوئی شخص سکندر کو اس آگ میں سے نکال لیگیا
تو کچھ کام کیا خضران نے کہا کہ ای طیفور اسمیں شک نہیں کہ تو بے بدل عیار ہے مگر سکے ساتھ ہی
یہ بھی سن رکھو میں وہ شخص ہوں شہنشاہ عیاران کا خطاب پایا ایسی ایسی عیاریاں کیں کہ تمام عالم
حیران ہو گیا لیکن میرے ذہن میں نہیں آیا کہ کیونکر اس آگ میں کوئی جا سکتا تھا اور سکندر کو لا سکتا تھا
ہاں ساحر کا یہ کام ہو تو میں نہیں کہہ سکتا لیکن اگر عیار نے یہ کام کیا تو میں تجھے ہارتا ہوں طیفور نے
کہا نام بھی لے دیجئے کہ آپ کیا ہار چکے ہیں فرمایا کہ تم عیاری اوسی دیا ہے یہ سنکے طیفور نے
خندق نقب زن سے کہا کہ لا تو خندق اسی وقت باہر بارگاہ سے گیا اور سکندر و پیر قیس اور

عروس جادو کو لیے ہوئے آیا دونوں بیہوش تھے سامنے صاحبقران کے لاکے ڈال دیا امیر نے
فرمایا انہیں ہوشیار کرو ظیفور نے فتیلہ رفع بیہوشی سنگھا کے ہوشیار کیا چونکہ یہ دونوں بارگاہ
سلیمانی میں تھے اثر سحر اُنپر سے برطرف ہوگیا عروس جادو حیران تھی کہ یہ میں کہاں ہوں ظیفور
نے نکلہ زبان سے کھینچ لیا اور کہا او نکاتہ دیکھا تو نے عیاری اسکا نام ہی کہہ کیا کہتی ہے ہر بدسب
کے بارے میں اور سحر تجھو جادو کا اسکے سامنے ڈال دیا عروس جادو نے کہا کہ اتنا عیار تو نے
میں تو نے قیامت کی عیاری کی معلوم ہوا کہ وہ فرستادہ سامری کلمہ گو نہیں تھا یہ کہکر سحر کرنا چاہا کہ سحر
یاد نہ آیا امیر نے فرمایا کہ جلد اقرار کر وحدانیت خدا کا ورنہ تجھے قتل کرواؤنگا یہ سنکے اُس نکاتہ نے
جواب دیا کہ او عرب ان دھمکیوں میں تیرے میں نہیں آنے والی ہوں اگر تو مجھے قتل کرے گا تو اس
خون کے عوض میں کوئی خداپرست روئے زمین پر باقی نہ رہجائے گا فرمایا لیجاؤ اور اس
نکاتہ کو قتل کرو سکندر ابھی تک بہوت بنا بیٹھا تھا ظیفور نے پھر اسکی زبان پر نکلہ سوزن
کیا اور کھینچتا ہوا باہر بارگاہ سلیمانی کے لایا اور ایک ہاتھ تیغ عیاری کا مارا کہ سر تن سے اڑ گیا تماشائے
قتل دیکھنے کو صاحبقران مع کل سرداران اسلام بارگاہ کے باہر تشریف لے آئے تھے دیکھا
کہ مرتے ہی عروس جادو کے قیامت برپا ہوئی تیرگی چھا گئی صدائیں دار و گیر کی آنے لگیں آتش باری
و برف باری ہونے لگی بعد کچھ دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نامم عروس جادو بود ہیئت مردیم و
بیا خدا و بہم و طلب خود نرسید کہ اب سکندر اپنے ہوش میں آیا اور اُدھر سر عروس جادو کا
اور ایک طائر جس سے پیدا ہوا اور کہ مہیبات کی آواز دی اور پکارا کہ ای خداپرستو میں اب خبر
دہ بلا لاتا ہوں کہ جو ایک آن میں سبکو غارت کر دیگی خیر تمنے عروس جادو کو مارا اب اسکے
عوض میں دیکھنا کہ تمہارا کیا حال ہوتا ہے یہ کہکر اڑتا ہوا ایک جانب روانہ ہوگیا یہاں امیر با توقیر
نے لاش عروس جادو کی مع سر ایک درخت بزرگ میں لٹکوا دی کہ ساحران لشکر سارلیق
دیکھکر عبرت کریں اور آپ بارگاہ سلیمانی میں آکر جلوہ افروز ہوئے سارلیق نے اپنے لشکر میں
قتل سکندر کی خوشی کی تھی ہرکارے دوڑے ہوئے پہونچے اور کہا یا خداوندا یہ تو اب ایسی
گڑبڑ الٹی ہوگئی تقدیر پلٹ گئی ہے سکندر زندہ ہے اور عروس جادو کو خداپرستوں نے
قتل کروا ڈالا یہاں قتل عروس جادو کی خوشیاں ہو رہی ہیں اور لاش اُسکی ایک درخت میں
لٹکی ہوئی ہے خستگان نے نور دو دیکھا سارلیق نے کہا کہ ہمکو اپنے بندۂ خاص مقدم سکندر پر
رحم آگیا اور عروس جادو نے سجدہ نہیں کیا اسکی سزا دی منہگان کو گالیاں دیتا تھا کہ کتنا یہ کیفیت
ہرگز نہیں اسکو معلوم نہیں ہے اُدھر وہ طائر جو باغ میں عروس جادو کے اسی دن کے واسطے
رہتا تھا یہ سامنے فرہوت آتش زبان کے پہونچا اور مہیبات کی صدا بلند کر کے پکارا کہ یا فرہوت
ساحران عروس جادو تو شاہ مرتبے کا کیا رہی شیدائے جادو سکندر کے مقابلے
میں مارا گیا اور عروس جادو کو ایک عیار آتشخانہ میں سے پکڑ لیگیا خداپرستوں نے اُسے
قتل کر ڈالا مجھے آپنے جس کام کے واسطے باغ میں عروس جادو کے متعین کیا تھا آج وہ
دن آگیا اور میں نے عروس جادو کے مرنے کی خبر آپ کو دی یہ کہکر اپنے دہن میں قلع
کی اور جل کے خاک ہوگیا بس سنتے ہی فرہوت آتش زبان کی نگاہ بدلت میں دنیا
تیرہ و تار ہوگئی ہائے کا نعرہ مارا اور غصہ میں اسی وقت نفیر سحر کو دم دیا اور کہا کہ جہاں جا

سے ہزار ہا ساحر حاضر حاضر کی آوازین دیتے چلے آتے ہین دم بھر مین چالیس ہزار ساحر جمع ہو گئے
جٹا دھاری بنے ہوئے لنگ کمار وستے کے ہوئے جھولیان کاندھون پر پڑی ہوئی اسباب سحر سے
مملو صورتین بھیانک ترسول برسول ہاتھون مین عرض کی کہ ہمین آج کس لیے یاد کیا ہے خیر تو ہے آتش زبان
نے کہا کہ خدا پرستون نے پھر سر اٹھایا ہے میری برسون کی ریاضت برباد کر دی ایک شاگرد اور ایک چھوکری یعنی
عروس جادو ہاتھ سے خدا پرستون کے ہلاک ہوئے اب مجکو بغیر نام خدا پرستان صفحۂ دنیا سے مٹائے ہوئے
چین نہ آئے گا یہ کہکر اُسنے اسناد اژدر سحر طلب کیا اور بیٹھکر تشت اژدر جانب سار لقمہ روانہ ہوا یہان بعد
قتل عروس جادو جو صاحبقران آکر بارگاہ مین بیٹھے طیفور نے صاحبقران سے کہا کہ آپ کیا فرماتے ہا رے
ہین صاحبقران نے کہا ابھی مین دیتا ہون اور یہ تو پہلے سے کہہ چکا ہون کہ بعد میرے شاہ بہاران سوا اتیر کے
کوئی نہین ہوسکتا ہے یہ کہکے دلو جام اور گلیم نکال کے سامنے طیفور کے رکھ دی طیفور نے کہا کہ
خواجہ مین ان تبرکات کی حفاظت بغیر زنبیل کے نہین کرسکتا اور زنبیل نہ آپ دینگے نہ مین لونگا
لہذا یہ آپ ابھی اپنے ہی پاس رہنے دین یہ امانت ہماری ہے صاحبقران نے کہا کہ تمہین شک نہین
جو کچھ تمنے کہا صحیح ہے اور مین قسم کھاتا ہون شہزادہ بدیع الملک کی کہ مین مثل امانت
کے ان چیزون کو اپنے پاس رکھونگا اور جس وقت تم مانگو گے اسی وقت دے دونگا اور اب
تم ایسے ہوگئے ہو کہ میری ضرورت نہین باقی ہے طیفور نے کہا کہ خواجہ ابھی کہان ویسے تجربہ کہان جو آپکو
ہین علاوہ اسکے مجھمین علم سیفی کی خامی ہے مجھے اسکی تعلیم دے لیجیے پھر جانیے گا صاحبقران نے
کہا ضرور اور بہت جلد اور دونون چیزون کو مثل زنبیل مین رکھ لیا اور کہا اے طیفور اب بیان کرو
کہ کیونکر تمنے ان دونون کو اسیر کیا اور اپنے قبضہ مین لائے طیفور نے کہا کہ خواجہ سامنے
کی بات تھی مین نے نقب لگائی تھی جس وقت عروس جادو سکندر کو لیے ہوئے بیٹھے
مین نے فرستادہ سامری بنکے پھول سنگھائے اور بیہوش کیا اور اسی نقب کے راستے
لے نکلا صاحبقران نے کہا کہ بیٹا تم جوان ہو تمہاری عقل جوان ہے یہ بات سامنے کی تھی اور ہزار
دفعہ کی ہوئی عیاری تھی مگر اس وقت ذہن مین نہ آئی کیونکہ یہ نیکنامی تو تمھاری قسمت مین
لکھی تھی ہے کیا ہوسکتا تب سلسلہ ان باتون کا قطع ہوا تو سکندر دیرہ [illegible] دوڑ کے
صاحبقران کے قدمون پر گر پڑا اور عرض کی کہ جو کچھ خلاف کلام میرے منہ سے حالت بیخودی
مین نکلے ہون انہین عفو فرمایئے گا یا صاحبقران مین اپنے ہوش ہی مین نہ تھا امیر باتوقیر
نے فرمایا کہ ارے سکندر ایسے وقتون کے گناہ کو خدا بھی نہین محسوب کرتا جو حالت بیخودی مین
ہون اور بیخودی بھی ارادی نہو مثل نشہ شراب کے اسی باعث سے شراب کی حرمت کا حکم جاری
ہوگیا کہ انسان بیخود ہوجاتا ہے اور خلاف عقل و شریعت اس سے افعال ظہور مین آنے لگتے ہین
یہ فرماکر سکندر کا سر اٹھایا اور سینے سے لگایا سکندر دیرانی اپنے مقام پر جا کے بیٹھا تھا کہ یکایک
دروازہ بارگاہ پر سے ایک چوبدار نے آکر عرض کی کہ ایک شترسوار نامہ لیے ہوئے آیا ہے
صاحبقران نے فرمایا نامہ کس کے پاس لایا ہے اور کہان سے لایا ہے اُسنے عرض کی کہ جناب
سامری سے آیا ہے سلطان بن سکندر کا فرستادہ ہے اور سکندر دیوپیکر کے پاس نامہ لایا ہے
فرمایا بلالو نامہ والہ اندر بارگاہ کے آکر جو دیکھا ہوگیا کبھی ایسا دربار کا ہے کو دیکھا تھا
[illegible] عجب بارگاہ ہے عجب گروہ [illegible] کہ یک عرش دگری ہزار [illegible] نامہ دار گھبرا گیا [illegible]

چار یون طرف سلام کرنے لگا سردار اسکی حالت پر ہنسا کر لیکے سکندر نے عرض کی کہ بے ادبی معاف ہو یہ
قریہ کا رہنے والا ہی اس مقام پر کیونکر اسکے ہوش بجا رہیں یہ کہکر نامہ دار سے کہا کہ لاؤ نامہ کہان ہی
اب نامہ دار نے نامہ سکندر کو دیا سکندر نے سرنامہ پڑھ کے یونہین سربند خدمت صاحبقران
مین حاضر کر دیا امیر نے فرمایا تم پڑھو عرض کی کہ غلام زادے نے کچھ لکھا ہی حضور ہی پڑھیں کہ
مناسب ہی مجھے آپ سے کسی بات کا پردہ نہین ہی صاحبقران نے لفافہ چاک کیا اور نامہ کو پڑھا
مضمون نامہ یہ تھا کہ ای والد ماجد آپ تو ہمراہ صاحبقران عالی شان کے ملکون کی سیر کرتے پھرتے
ہین اور ہم یہان تنہا گھبراتے ہین اور چند روز سے کچھ ایسے ایسے خواب پریشان نظر آتے ہین کہ بہت کچھ
وحشت ہوتی ہی لہذا دو چار روز کے واسطے صاحبقران عالی شان سے اجازت لیکے یہان ہو جائیے
پھر چلے جائیے گا یہ مضمون دیکھکر صاحبقران بہت ہی متاثر ہوئے سکندر رومی سے
ارشاد کیا کہ تم ابھی چلے جاؤ تمہارا لڑکا تمہارے لیے بہت پریشان ہی اسنے شورش خواب
دیکھی ہین کیونکہ خواب سچے ہوتے ہین اور محبت کرنے والون کو پہلے سے آگاہی ہو جاتی ہی یہان خدا حافظ ہی
کیا سچ ہی سکندر نے عرض کی کہ یا صاحبقران مین ایسی حالت مین حضور کی دوری کبھی
گوارا نہ کرونگا وہ لڑکا بے صبر ہو گیا ہی کہ فرصت [illegible] زبان آسکا اسکے شہر سے جدا ہوا ہے حضور
بھی اسم اعظم سے مجبور ہو گئے ہین اگرچہ مین بھی اسکا کچھ بنا نہین سکتا ہون لیکن اتنا تو ہوگا کہ کچھ
لڑونگا اور یہ لوگ جو [illegible] دیا ہین ہو گیا کہ لیکن امیر باتدبیر نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے ہی
باعث سے تحو جادو اور عروس جادو گویا قتل ہوئے وہ لوگون سے [illegible] تمہارے لہو کا
پیاسا آئیگا اس وقت مین تمہارا چلے ہی جانا مناسب ہی جب تم اسکا کچھ کر نہین سکتے تو جو آفت
ہم پر آنے والی ہی وہ ہر طرح آئیگی خواہ تمہارے پیچھے یا تمہارے پہلے اس [illegible] پیش مین
کچھ نقصان نہین ہی اور اگر تم نہ جاؤگے تو مجھے ملال ہوگا صاحبقران نے یہ کلمہ کچھ ایسے
شور دروں سے فرمایا کہ سکندر کو سوا چلے جانے کے کچھ نہ بن آیا امیر کو منظور یہی تھا کہ میری وجہ سے
اسکی جان کیون جائے اگر ایک ہی آفت سے مشکل جان اسکی بچی ہی سکندر صاحبقران کے قدمون
لپٹ کے رونے لگا امیر نے گلے لگایا اور فرمایا کہ تم پھر چلے آنا مگر دو چار روز کے لیے اپنے فرزند
سے کہدو کہ [illegible] آسکے تو ہو جائے مجبور ہو کر سکندر رخصت ہوا مگر صاحبقران سے عرض کر دیا
کہ [illegible] تو بلا سے بہ [illegible] لیکن اوس ساحر کی مجال نہین ہی کہ اس قلعہ کو مٹا سکے اگر ضرورت حفاظت
کی ہو تو جو لوگ بارگاہ سلیمانی مین نہ سما سکین تو اس قلعہ مین جگہ دیجیے گا یہ کہکر جانب [illegible]
روانہ ہوا شام کو اپنے منزل کی یہان طبل جنگ موقوف ہی ساریق کو تحو جادو اور عروس جادو
کے مرنے کا کمال صدمہ ہی اور اب پھر اسنے توبہ کی ہی کہ جبتک نامہ فلان جادو کا نہ آئیگا اس وقت
تک طبل جنگ نہ بجواؤنگا اب دوسرا روز ہی صبح کا وقت ہی ساریق دریچہ قسطول وا کیے ہوئے
سیر صحرا مین مصروف ہی اور صاحبقران در دولت بارگاہ پر کھڑے ہوئے وظیفہ پڑھتے جاتے ہین
اوراد [illegible] جاتے ہین کہ ایک مرتبہ جانب صحرا سے شور و غل کی صدا پیدا ہوئی طبقہ زمین کا
ہلنے لگا دیکھا کہ شیر و پلنگ و گرگ بکثرت چلے آتے ہین اور بالا سے ہوا چلی سنسناتی ہوئی آ رہی
ہین اس طرف امیر متوجہ ہوئے کہ یہ کیا امر ہی دیکھا کہ صحرا سے ایک ساحر مہیب صورت
کوہ پیکر [illegible] سر پہ چوٹی دونون کانون مین بڑے بڑے دو بالے پڑے

ہوے اک اژدر آتش فشان پر سوار ہین اژدر سے شعلے نکلتے ہوے پشت پر چالیس ہزار ساحران فدا ہر بلا
آفت کے پرکالے جھولیان جھولیان کاندھون پر ڈالے کالے کوڑیالے گلون کے مالے جھولیان سحر کی
لگائین ڈالے ہرے چیتے اور تیندوے اور شیر و خرس وغیرہ پر سوار ترسول بر سول چمکتے ہوے
نعرے یا خداوند قزلوت کے بلند آرے سے اس ملعون کے طبقہ ملنے لگا تمام ساحران لشکر کفار
برائے پیشوائی دوڑے اور جاکر ہاتھ پانون قزلوت آتش زبان کے آنکھون سے لگانے
لگے قزلوت آتش زبان نے کہا کہ کہان ہے وہ چھوکرا اسکندر دیرہ نشین لوگون نے کہا
کہ کل اسے صاحبقران نے رخصت کر دیا اب وہ اپنے ملک کو گیا ہے یہ سنکے ہنسا اور کہا
اسکی جان بچانا چاہتے ہین خیر کہان جائیگا بچ کر میرے ہاتھ سے اگر دو ہزار کوس پر ہوگا تو کھینچ
اسی جگہ آجائیگا لوگون نے کہا کہ آپ ایسے ہی ہین مگر ابھی کیا جلدی ہے ذرا چلکے سارے قلعے
سے تو دل لیجئے قزلوت نے تیوری پر بل ڈال کے کہا کہ مین اس سے ملنے جاؤن اور وہ آکر
قدمبوس نہو اسکی کیا حقیقت ہے اس چھوکری خلخال جادو نے اسکا دماغ بہت خراب کر دیا ہے
اگر مجھے اپنے شاگرد کے خون کا بدلہ نہ لینا ہوتا تو مین اس طرف آنے کا قصد بھی نکرتا مجھے سارے قلعے
سے کیا کام ہے مین چاہون تو ایسے ایسے دو ہزار قلعے ذرا دیر مین بنا دون لوگ سچ سچ کہتے جاتے ہین لگایک
نظر قزلوت آتش زبان کی اس قلعہ پر پڑی جو سکندر نے بڑی محنت سے تیار کیا تھا پوچھا
یہ کیا چیز ہے لوگون نے عرض کی یہ قلعہ سکندر نے بنایا تھا اسے کوئی نہ مٹا سکا محو جادو کی تو
انکھاؤن نے بوٹیان اڑا دین اور عروس جادو نے باہر ہی باہر ایسا سحر کیا کہ سکندر کو
سیدھی کر دیا اگر ہمارا یہ دھوکا دیتا تو عروس جادو کسیکو ناک رستی کہا خیر کچھ پروا نہین اب تماشہ
اس قلعہ کا دیکھو کہہ کے اک ترنج سحر نکالکر زمین پر مارا کہ ترنج شق ہوا اور اسمین سے
دھوان سا پیدا ہوا اور مانند اژدہا کے جا کر قلعہ پر چھا گیا بس پھر تو فوج قلعہ مین کھلبلی پیدا
ہوئی چارون بادشاہ دروازے قلعہ کے کھول کھول کے باہر نکل آئے اور آپس ہی مین لڑنے
لگے فوجین بھی تھٹ کے تھٹ ہوگئین تیر اور گولے اور پتھر اور خشت آپس مین چلنے لگین بادشاہ خود
لڑ رہے تھے جب سب سحر تمام ہوگئے تو بیتکلف آپس مین دو بدو لڑنے لگے ایک دوسرے
کے حکمت مار رہا تھا اور لپٹے ہوے تھے چھوٹے نہ تھے چین ہی کی آوازین بلند تھین دیکھنے والے
ہنس رہے تھے کہ عجب تماشہ ہے آخر کسی نے کسی کی ٹانگ توڑ ڈالی کسی نے کسیکا ہاتھ توڑ ڈالا
کسی نے کسیکا سر کاٹ لیا عجب طرح کا ہنگامہ تھا آخر بادشاہون مین لڑائی ہونے لگی لڑتے لڑتے
جسنے جسکو مارا مقتول شعلہ بنکے داخل ہو گیا اور جسکو کبھی آنچ فوج جلا کے خاک سیاہ کر دیا آخرش سب
جلکے خاک ہوگئے اسوقت قزلوت آتش زبان نے دوسرا ترنج قلعہ پر کھینچ مارا یہ معلوم ہوا
کہ قلعہ پر بجلی گری اور سارا قلعہ دھوان بنکے آسمان کو چلا گیا جہان قلعہ تھا وہان چند سرکنڈے
گڑے ہوے تھے اور ہر سبز پیلا زرد زنگاری سوت لپٹا ہوا تھا یہ دیکھکر صاحبقران کو کمال
افسوس ہوا کہ دشمن نے سکندر کا ریاض خاک کر دیا اب ایک مقام پر ٹھہر کے اپنے ہمراہیون
سے کہا کہ آہنگرون کو بلا کے اتنا بڑا کڑاہ بنواؤ جسمین سو آدمی غرق ہو سکین اسوقت کڑاہ بننے لگا ہرکارے
نے خبر لیکر خدمت مین صاحبقران عالی شان کے آئے اور عرض کی اک کڑاہ اس ملعون نے تیار
کرایا ہے نہین معلوم کسواسطے صاحبقران نے ارشاد کیا ہر چہ آید بسر ما پے نصیب + جو

منظور خدا ہوگا وہی ہوگا الحاصل دوسرے روز وہ کڑاہ بن کے تیار ہوگیا اور فرلوت آتش زبان سے عرض کیا
گیا کہ کڑاہ تیار ہی اسنے کہا کہ تین گاؤن کا چولھا بنا کے اسپر چڑھا دو اور تیل منگوا کے کڑاہ کو بھر دو
اور آگ روشن کر دو میں ایک دم بھر میں سکندر دیرہ نشین کو بلا لونگا اگر ہزار کوس پر ہی تو دوڑا
ہوا چلا آئیگا اور اسی کڑاہ میں کھانڈ پڑ لے گا جس وقت آنچ خوب ہونے لگی اور تیل کھولنے لگا
تو اسنے قریب کڑاہ کے آکر سات ساحروں کو اپنے ساتھ لیا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر ایک ترنج
زمین پر مارا ترنج پھٹا اور زمین سے دھواں پیدا ہوگیا اور سامنے فرلوت آتش زبان کے چرخ
مارنے لگا فرلوت آتش زبان نے کہا کہ جا اور جہاں سکندر دیرہ نشین ملے اسکو اسیر
کر لا بس یہ سنتے ہی وہ دھواں مانند تیر شہاب کے ایک جانب روانہ ہوا اب یہاں کا حال سنئے کہ
سکندر دیرائی بیچارہ ایک منزل طے کر کے دوسری منزل کو طے کر رہا ہی چند رفقا اسکے ساتھ ہیں
اور کہہ رہے ہیں کہ زندگی اسیکا نام ہی کہ ایسے اسباب پیدا ہوئے کہ صاحبقران نے جب
آپ کو بھیج دیا ورنہ ہاتھ سے اس ساحر غدار کے بچنا محال تھا سکندر کہہ رہا ہی کہ ہمیں معلوم اہل اسلام کی اس
میں نہیں ہیں ہم نے تو چاہا تھا کہ راہ خدا میں جان بحق تسلیم ہوں مگر معلوم ہوا کہ قسمت میں ہمارے ہی
غازی کا لقب تھا شہید کا نہ تھا یہی کہہ رہا تھا کہ ایک سناٹا پیدا ہوا اور وہ دھواں آکر سر پر سکندر
دیرائی کے گھوما اسنے آمد دیکھ کر اتنا کہا کہ لو بھئی قضا ہے کوئی بچ نہیں سکتا یہ اسی ظالم کا بھیجا ہوا
ہی بھائیو خدا حافظ یہ کہتے کہتے تیور بدل گئے اور وہیں سے ہمراہ ساتھیوں نے کہا کہ آپ کہاں
جاتے ہیں جواب دیا کہ ہمیں تو خداوند فرلوت آتش زبان نے بلایا ہی ہم تو عذر کر کے جاتے
ہیں جسکو ہمارے ساتھ آنا ہو وہ آئے ان سبنے دیکھا کہ یہ از خود رفتہ ہی اسنے زبردستی پکڑ کر
مکان کو لیجانا چاہے ان لوگوں نے گرفتاری کا قصد کیا تھا کہ سکندر نے بنگاہ قہر و غضب دیکھا
ملازموں کی کیا حقیقت تھی کہ مالک پر دست اندازی کر سکتے یہ بھی ساتھ ساتھ سکندر کے چلے
وہاں فرلوت آتش زبان نے ساتوں ساحروں کو اپنے ساتھ لیکر گرد اس کڑاہ کے چکر
لگانا شروع کیے قاعدہ یہ ہی کہ سات چکر لگائے اور جسکو چاہا وہ آگیا بس ادھر تو ساتواں
چکر تمام ہوا ادھر سکندر دیرائی آگیا ادھر صاحبقران دروازہ بارگاہ پر کھڑے تھے کہ دیکھا
سکندر چلا آتا ہی فرمایا خضر ان سے کہ خواجہ یہ کیوں پلٹ آیا خضر ان نے کہا کہ یا صاحبقران
یہ اپنے ہوش میں نہیں ہی دیکھ لیجیے کہ اس طرف دیکھتا بھی نہیں اور کسی طرف چلا جاتا ہی سکندر
امیر کی طرف سے منہ پھیرے ہوئے سامنے فرلوت آتش زبان کے پہونچا فرلوت
آتش زبان نے کہا کیوں اے سکندر دیرائی تو نے خدا پرستوں کی شرکت کی اور ساحری پرستوں
کو انکی طرف سے قتل کیا اب خداوند ساحری کو کیا جواب دیگا سکندر نے گردن جھکا کے ندامت
ظاہر کی اور کہا کہ بیشک مجھ سے بہت بڑا قصور ہوا مجھے صاحبقران نے ایسا بہکایا کہ [illegible]
فرلوت آتش زبان نے کہا کہ بس غرض اسکا یہ ہی کہ کود پڑ اس کڑاہ میں تا کہ تیرے گناہ کی سزا مل جائے
اور تو گناہوں سے پاک ہو کر سامنے خداوند ساحری کے جنت میں جا سکندر ایسا بیخود ہو رہا تھا کہ
اپنے پاؤں سے اس کڑاہ میں کود گیا گرتے ہی دھواں اٹھا تلاطم ہوا جل کے خاک ہو گیا
بیرون نے شور کیا کہ کشتی ہمارا نام ہی سکندر دیرائی بود حیف مرد کہ وجاندادگم [illegible] خود بخود
اب ارادہ فرلوت آتش زبان کا یہ تھا کہ عیاران اسلام کو بھی اسی وقت پہلو تہی دون

یہ اس قصید کو پورا نہ کرنے پایا تھا کہ دیکھا ساریق مع ارکین دولت تحائف ساتھ لیے ہوئے چلا آتا ہے
فرتوت آتش زبان نے خیال بھی نہ کیا کہ کون آتا ہے ساریق کو سخنگان نے سمجھایا کہ اس
ساحر سے صلح کیجئے اور خداوندی نہ بگھاریے ورنہ ساری خداوندی وہ ایک دم میں مٹا دے گا جو آپکی
باعث خداوندی ہے آپکو وہ ٹھوکر کہتا ہے اور وہ اپنے غرور میں کسی کی حقیقت نہیں جانتا ہے ساریق
سمجھانے سے سخنگان کے تحائف لیکر حاضر ہوا اور اسلام کیا فرتوت آتش زبان نے کہا کہ کیوں
تم کیا مقصد ہے ساریق نے کہا کہ میں چاہتا ہوں آپ دعوت میری قبول کیجئے آج شام کو باغ بہشت میں
آپکی دعوت ہے فرتوت آتش زبان نے قبول کیا اور وہ تحائف لیکر رکھ لیے اور کہا اے ساریق
تو تسلیمان رکھ میں تین دن کے اندر کل خداپرستوں کا خاتمہ کر دونگا جس کڑاہ میں سے
سکندر ہے میں کودتا ہے اسی میں سب کو پھونک دونگا ساریق نے کہا بس آپ ہی کی ذات
کا سہارا ہے اور کسی کی توقع نہیں ہے سخنگان نے خداپرستوں کے ظلم بیان کیے کہ لاکھوں مارے ساحر
ہفتہ کو دریا سے چھوڑا ہے ہفتہ نکالکر اس بیدردی سے مارا فرتوت آتش زبان نے کہا
مجھکو معلوم ہے اب تو دیکھ لینا کہ میں ان خداپرستوں کو کس طرح غارت کرتا ہوں اور ساریق
رخصت ہوا اور مخبر یکاروں نے تمام باتیں جا کر صاحبقران عالیشان کی خدمت میں بیان کیں
کہ ساریق خداوند زبان کا ہوا خواہ ہو گیا فرتوت آتش زبان کی بہت خوشامد کی اور آج باغ
بہشت میں فرتوت آتش زبان کی دعوت کی ہے اور یہ وعدہ کیا ہے کہ بعد دعوت جس طرح
سکندر کو پھونکا ہے اسی طرح کل خداپرستوں کو پھونک دونگا اگر ہزار کوس پر بھی کوئی خداپرست
ہوگا تو خود ہی تم لے گا اور کڑاہ میں گر کر اپنی جان دے گا یہ سنکے اہل اسلام میں ہلچل پیدا ہو گئی
صاحبقران نے اذن عام دیدیا کہ جس کا جی چاہے وہ بارگاہ سلیمانی میں آ رہے اور
سرداران نامی و گرامی پر تاکید فرمائی کہ خبردار کوئی بارگاہ سے باہر قدم نہ نکالے یہ فرما کر آپ بارگاہ
سے نکلے اور دوسرے خیمہ میں قیام فرمایا تمام سردار بارگاہ سے باہر نکل آئے اور عرض کی کہ یا
صاحبقران اگر آپ بارگاہ سلیمانی میں قیام نہ فرمائینگے تو ہم بھی ہرگز بارگاہ سلیمانی میں نہ
بیٹھینگے صاحبقران نے فرمایا میری بدنامی ہے لوگ کہینگے کہ ساحر کے خوف سے صاحبقران
بارگاہ سلیمانی میں جا چھپے سرداروں نے عرض کی کہ ہم لوگ نمک حرام کہلائینگے کہ سردار کو تنہا
چھوڑ دیا اور آپ اپنی جان بچالی حضرات نے عرض کی کہ یا صاحبقران آخر تو ہونگے سب ایک ہی
منزل پر جس وقت فرتوت آتش زبان سحر کرے گا تو جو جہاں ہوگا وہ کھنچ کے پہنچ ہی
جائے گا پھر ساری آپکی آخری ملاقات وہیں ہو جائیگی ہم تو جانتے ہیں یہ کہکر خواجہ حضرات نے
چند سرداروں کو مثل قران ثالث برق ثالث طفوریا دیہ گرد و غیرہ کے اپنے ساتھ لیا اور
جانب صحرا روانہ ہوگئے یہاں بادشاہ اسلام نے جو دیکھا کہ تمام سردار مع امیر بارگاہ سلیمانی سے
نکلکر آمادہ مرگ و مہیائے قضا بیٹھے ہیں بس سواری طلب کی اور خود بھی بادشاہ بارگاہ سے
نکلے تو صاحبقران کو ہوئی کہ ظل اللہ بھی بارگاہ کے باہر نکل آئے صاحبقران دوڑے ہوئے
بڑے استقبال آئے اور عرض کی کہ حضور یہ کیا غضب کیا اس پر آشوب زمانے میں آپ بارگاہ
سے باہر قدم نہ نکالیں اگر خدا نخواستہ حضور کے دشمنوں پر کوئی آفت آ گئی تو بڑا غضب ہو جائیگا
تمام اہل اسلام متفرق ہو جائینگے یہ وقت ہم لوگوں کی جانثاری کا ہے یہ سنکے بادشاہ اسلام نے

فرمایا کہ اگر آپ بارگاہ مین نہ چلینگے تو مین بھی نہ جاؤنگا باہر ہی رہونگا صاحبقران نے عرض کی کہ میری
بدنامی ہے بادشاہ اسلام نے ارشاد کیا آپکی بدنامی اسوقت ہے کہ طبل جنگ بجے اور آپ بارگاہ کے باہر نہ نکلین
جبتک طبل جنگ نہین بجتا ہے اسوقت تک آپ کے واسطے کوئی بدنامی نہین ہے یہ بات صاحبقران نے پسند کی
اور ہمراہ بادشاہ اسلام کے داخل بارگاہ سلیمانی ہوے لیکن اب کچھ حال فرلوت آتش زبان کا سنیے
کہ بیٹھا ہے گرد خیمہ کے ساحرون کا ہجوم ہے کہ اک مرتبہ جانب صحرا سے اک رتھ نمودار ہوا اور آتے آتے
قریب لشکر کے پہونچے دیکھا کہ اک طوائف ڈیرے دار فی نہایت حسین اس رتھ پر سوار ہے سازندے
ہمراہ ہین ایک نائکہ سپید چونڈا سینے بیٹھی ہے بالون مین خضاب کیا ہوا آنکھین مکر و فریب سے بھری ہوئی
پان جو کھایا ہے تو بسبب دانت نہ ہونے کے پیک باچھون سے بہی ہوئی ہے کاجل پھیلا ہوا ہے آتے ہی
لشکریون سے دریافت کیا کہ سردار لشکر کا خیمہ کونسا ہے کسی ساحر نے کہدیا کہ وہ جو سیاہ خیمہ ہے اسمین خداوند
ساحران رونق افروز ہین یہ سنکے نائکہ نے رتھ کو وہین ٹھہرا دیا اور آپ نوچی کو لیکے رتھ سے اتری اور
خیمہ فرلوت آتش زبان کی طرف چلی جسوقت دروازہ خیمہ پر پہونچی اک ساحر بطور نگہبان کے بیٹھا تھا
اسنے عرض کی کہ اک طوائف کہین سے آئی ہے فرلوت آتش زبان بھی بیکار بیٹھا ہوا گھبرا رہا تھا کہا بلا لو نائکہ
نے جاکے سلام کیا اور نوچی کو پیش کرکے عرض کی کہ قربان جاؤن یہ گلاب کا پھول حاضر ہے دیکھیے تو کیا لبھا
ہے ادھر اس پری جمال نے لگاوٹ کی نگاہون سے فرلوت آتش زبان کو دیکھنا شروع وہ وہ ناز و
ادا دکھائے کہ فرلوت آتش زبان بھی دیکھکر مائل ہوا کہا کہ تمھارے سازندے کہان ہین عرض کی کہ ڈیرے
پر ہین فرلوت آتش زبان نے کہا بلا لو اک ساحر گیا اور سازندون سے اطلاع کی کہ تمکو بھی بلایا ہے اسیوقت
وہ بھی پانچون آدمی طبلہ سارنگی مجیرے کی جوڑی ایک خدمتگار ایک ہاتھ مین پیکدان لیے دوسرے ہاتھ مین پاندان
یہ سب جھکے سب دعائین دیتے ہوے خیمہ مین داخل ہوے فرلوت آتش زبان نے گانے کا
حکم دیا اسیوقت سازندون نے ساز ملائے اور پری زہرہ نے گنگنانے سے یہ غزل گانا شروع کی غزل

تڑپنے کا سبب برق فلک کچھ اور کہتی ہے
ہمارے درد پنہان کی چمک کچھ اور کہتی ہے

شب وعدہ اگر دل کی للک کچھ اور کہتی ہے
تو مایوسی بھی پیدا کرکے شک کچھ اور کہتی ہے

چھپا دو لاکھ پردے دوستی ظاہر کیا ہوگا
یہ خط سرمہ آلود [illegible] کی مہک کچھ اور کہتی ہے

تقاضے مہلے تو اس در کی جبین سائی کا سودا تھا
مگر اس وقت ماتھے کی دھمک کچھ اور کہتی ہے

کسی پردہ نشین کا راز الفت ہوگا اب افشا
کہ آج آنکھون مین اشکون کی جھلک کچھ اور کہتی ہے

قسم ملنے کی وقت ترک الفت تمنے کھائی تھی
مگر چھوٹے تعلق کی للک کچھ اور کہتی ہے

وہ اپنے سے جہان تاکید ضبط آہ کرتے مین
ہماری بیقراری بیدھڑک کچھ اور کہتی ہے

بہانہ دور سے آنے کا کرکے لاکھ وہ ٹالین
عرق آلودہ کپڑون کی مہک کچھ اور کہتی ہے

انکھین گو محبت اغیار سے انکار ہے ابتک
مگر شان ادا سے شک کچھ اور کہتی ہے

سمجھا یا تھا لگی کو تابہ امکان اشک حسرت نے
پھر اس افسردہ شعلہ کی لپک کچھ اور کہتی ہے

حیا نے پردہ ڈالا گو جوانی کی امنگون پر
یہ سینے سے ڈوپٹے کی ڈھلک کچھ اور کہتی ہے

ہمیشہ یون تو جل اٹھتی ہین آنکھین ضبط گریہ سے
مگر آج ان جھپکیون کی تپک کچھ اور کہتی ہے

علامت زخم بھی کردہ جو دل سے تیر کھینچا ہے
ابھی درد محبت کی کھٹک کچھ اور کہتی ہے

ادھر اک لٹکے اور جھٹکے دار ہی مین ہو گئے بسمل
ادھر نازک کلائی کی لچک کچھ اور کہتی ہے

اٹھایا قفس کا بیڑا تو اسنے جی کڑا کر کے
گمان ہی ہم بسمل چھوٹنے کا دست قاتل سے
بہار باغ سے سیر خنیدہ کچھ نہیں بہتر
بچی جان آرزو ابتک کہ قاتل لاو بالی تھا

مگر بلبل اڑانے مین جھجک کچھ اور کہتی ہے
کہ تیور ہین کڑے لیکن جھجک کچھ اور کہتی ہے
جنون افزا ہواؤن کی سنک کچھ اور کہتی ہے
جفا مین آج دشمن کی کمک کچھ اور کہتی ہے

وہ نازنین پارہ جبین کچھ اس اس طرح بتا بتا کے ایک ایک شعر کو گاتی کہ ہر معاملے کی تصویر آنکھون کے نیچے پھر گئی فرتوت آتش زبان محو ہو گیا بہت دیر تک زہرہ گایا کی تمام ساحر سمٹ کے گرد خیمہ کے جمع ہو گئے جنکی باریابی تھی وہ تو جھوم رہے تھے جو باہر تھے وہ اپنے ہمہ تن رہے تھے سمان بندھا ہوا تھا دیر تک یہی عالم رہا فرتوت آتش زبان نے بہت کچھ انعام دیا ناکہ رقص دکھائین دیر تک سب اپنے پاس رکھا فرتوت آتش زبان نے کہا کہ آج ساریق نے باغ بہشت مین میری دعوت کی ہے اگر تم جاؤ تو تمھین بھی باغ بہشت کی سیر کرا لائین یہ سنکے طرہ صبا نے زانو بدلا اور کہا قربان جاؤن ابھی اسکے دن بہشت مین جانے کے نہین ہین نہ سمجھے لیتے چلیے گل جمال ایسے کہان کہ بہشت مین جاؤن جوانی مین تو کالے سر کا ایک نہین چھوڑا اب بلی کی سی توبہ ہے کہ کوئی پوچھتا ہی نہین اسکی باتون پر فرتوت بہت ہنسا اور کہا یہ وہ بہشت نہین ہے جہان مر کے پہونچتے ہین یہان زندہ پہونچتے ہین اور سلامت آتے ہین اگر تمھاری یہی خوشی ہے تو تمھین بھی ساتھ لیے چلینگے ساتھ کھا زندون لے چھٹی کی کہ یہ تو بڑا لشکر ہے اسا تارو ہین کا خواص دیکھتا ہے جہان جاتے ہین سب ساتھ جاتے ہین فرتوت آتش زبان نے ساریق کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر تمھارا کچھ حرج نہو تو ایک طوائف کو بھی مین اپنے ساتھ لیتا آؤن ایسے مقام فرحت انتظام مین اور رنگ رنگینی ہوگی ساریق نے اسکے جواب مین کہلا بھیجا کہ آپ چاہیے سارے لشکر کو لیکر تشریف لائیے فرتوت آتش زبان نے کہا کہ نہین اسکی ضرورت نہین ہے الحاصل جب وقت آیا تو ساریق بن بقا فرتوت آتش زبان کے لینے کو آیا سوار یان ساتھ تھین یہ سب بخت روان پر سوار ہو کر جانب بہشت ساریق روانہ ہوے جس وقت دروازہ بہشت پر پہونچے تو دیکھا کہ دروازہ مرجان کا ہے کیلین زمرد کی آئینہ نصب ہین اور نگہبان بہشت مرجان جادو نگہبانی ہے اسنے جو ساریق کو آتے دیکھا جھک کے سجدہ کیا اور فرتوت آتش زبان کو بھی سجدہ کیا یہ نور آستہ چھوڑ کے علیحدہ ہو گیا اور ساریق فرتوت آتش زبان کو لیے ہوے داخل بہشت ہوا اور ایک ایک روش پٹری دکھاتا ہوا سیر چمن کی سیر کرتا ہوا چلا کسی مقام پر دیکھا کہ سبزہ چہار جانب ہے اور سڑکین سرخ بنی ہین جیسے کسی سبزہ رنگ کے لبون پان کی تحریر ہوتی ہے لیکن جھنڈ کے جھنڈ حوران بہشتی کے اس طرح کہ ہر ایک چودہ چودہ برس کے سن بال لٹکائے ہوے چہرہ چمکتے ہوے گویا آفتاب سپہر شب کو پشت پر لیے ہوے ہے وہ آپس کی چہلین وہ گرما گرمی لباس پر تکلف کچھ لڑکین کچھ شباب دونون کی آمیزش نے قیامت کا الکھڑا بنا رکھا پیدا کر دیا ہے کسی مقام پر درختان سرو برابر سے موزون کھڑے ہین کسی جگہ شمشاد اکڑ رہا ہے جب یہ درختان بے نیض گزر چکے تو نہالان بار آور نظر آئے سیبون کی شیرینی سرخی عارض معشوقان پر چشمک زنی کر رہی تھی اور انار نارپستان کو جل کر رہے تھے جو انار جوش نمو سے شق ہو گئے تھے انسے خندہ دندان نما کا عالم نمودار تھا غرضکہ جو درخت تھا میوے سے لدا ہوا تھا شاخین زمین کو بوسہ دیتی تھین جابجا نہرین آب مصفا کی جاری تھین مچھلیان سبز و سرخ سنہری و زرد داؤدی و کاسنی رنگ

تیرتی پھرتی تھین سر آب حباب چھوڑکر غرق ہوجاتی تھین گرد نہر کے مانند چھوٹے چھوٹے پھولون کے
درختون کے لگے ہوے تھے کسی درخت مین گلہاے یاقوت تراشے ہوے لگے تھے رنگہاے
پھلی کو سبز ہندہ کرتے تھے شاخین زمرد کی ایسی سبز کہ ہمسر سبزی کسی درخت کو کہان میسر کسی درخت
مین گلہاے نیلی یاقوت نیلی کے تراشے ہوے کسی مین یاقوت زرد کے تراشے ہوے گل لگے
ہوے تھے اسی طرح کے چھوٹے چھوٹے جانور بھی جواہر کے بنے ہوے اُن درختون پر اسطرح
نصب کیے تھے کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ بیٹھے ہوے ہین اور بولا چاہتے ہین کسیکی منقار زمرد کی پر
یاقوت کے دم الماس کی کسی کی منقار مروارید کی آنکھین یاقوت کا اُجلا زرد یاقوت کا پر زمرد سبز
کے اسی طرح مختلف اللون جانور درختون پر نصب تھے فرتوت آتش زبان دل مین
کہتا ہی کہ واقع مین یہ دوسرا دن ہی کہ پھر سے پر ایسی خداوندی کر رہا ہی کہ ہم اپنے بولنے پر بھی
نہین کر سکتے اب جا بجا قصر نظر آنے لگے کوئی الماس نگار کوئی زمرد نگار کوئی یاقوت نگار نگاہین
خیرہ ہوئی جاتی تھین اور ہوش پرواز کرتے تھے ہر قصر کی آرایش بیان سے باہر ہی سارلیق نے
تھوڑی تھوڑی دیر ہر قصر مین قیام کیا جو حورین اس قصر کے متعلق ہین وہ آتین اور خدمت بجا لاتین
اب سارلیق اس قصر رفیع مین پہونچا جہان فرتوت آتش زبان کو بیٹھانا اور اسکی
دعوت کرنا منظور تھی یہ قصر طلائی تھا اور ہر قسم کا جواہر اسمین نصب تھا شیشہ آلات بھی جواہر
کا ساختہ تھا بڑے بڑے آئینے الماس کے تراشے ہوے نصب تھے تمام قصر مین جواہر نگار
فرش تھا صدر مین جو مسند تھی وہ سب الماس نگار تھی سارلیق فرتوت آتش زبان کو لیکے
ہوے صدر مین بیٹھا ہی اور سامان دعوت مہیا ہونے کا حکم دیا اُس وقت اس طرف کی ناکہ
کھڑا کھڑا کے ادھر ادھر دیکھتی تھی اور منہ مین پانی بھر آتا تھا کہ کہین کچھ مل جائے لیکن شگفتگان
غور سے ڈر کے لوگون کو دیکھتا تھا مگر کچھ بولنے کی جرات نہ ہوتی تھی کہ اگر کچھ کہا تو آئی گئی
تیرے ہی سر ہوجائیگی ورنہ یہ جسکی فکر مین ہین اسکا انجام جو ہوتا ہی معلوم ہی اتنے مین اسلم جادو
اور اسلم جادو حاضر ہوے سلام کیا اسلم جادو کے ہمراہ شنیشہ رسم اعظم تھا اور اسلم جادو
کی حفاظت مین چارون شاہزادیان تھین چنانچہ اسلم جادو نے عرض کی کہ خداوند شاہزادیان
اور خداوندزادیان عرض کرتی ہین کہ اگر اجازت ہو تو آج ہم بھی سلام کے واسطے حاضر ہون سارلیق
نے کہا کہ اچھا لے آؤ اسلم جادو گیا اور چارون شاہزادیون کو سوار کرکے لایا جسوقت یہ خاتون
سے اترکر داخل قصر ہوئین تو دیکھا کہ چارون کے گلون مین سونے کی پتلی پتلی ہنسلیان سی
پڑی ہوئین ہین ہاتھون مین اسی قسم کی ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان کمر مین زنجیر طلائی نہایت
نازک جسکا سلسلہ تمام زیور اسیری تک پہونچا ہوا رنگ چہرون کے متغیر اداسی چھائی ہوئی یہ حالت
دیکھکر سارلیق نے اسلم جادو سے کہا کہ مین نے اس قید کا انکے لیے حکم نہین دیا تھا بس انکے
واسطے اتنی ہی قید کافی ہی کہ یہ آزادی سے پھرنے چلنے نہ پائین اسلم جادو نے خوف زدہ ہوکے
توبہ کی اور اسیوقت ہتھکڑیان بیڑیان وغیرہ سب حوران بہشتی سے اتروا ڈالین فرتوت آتش زبان
نے کہا اے سارلیق یہ کس جرم پر تو نے ان ماہوشون کو قید کا حکم دیا تھا سارلیق نے کہا کہ اسکا قصہ
طولانی ہی فرتوت نے کہا بیان تو کرو شگفتگان نے ہاتھ باندھکے عرض کی کہ خداوند اس قصہ
بیان کرنے سے شاد ہونگے مجھ سے سنیے جس عہد سے یہ اب مین ہون اسی عہد پر ایک اور وزیر

تھا کہ نام لینا اُسنے سودائی مشہور کیا تھا لیکن نہایت کا دانا تھا اور خداپرست بنا خداوند کو بدست نے احمق
بنائے ہوئے تھا جسوقت صاحبقران بہار مغرب مین ہوپنچے ہین اور بہار مغرب کو اُنھون نے فتح
کیا ہے تو یہان سے ایک عیار گیا تھا اور وہ جاکر چار شاہزادون کو گرفتار کر لایا تھا پہلے تو خداوند نے سپہر
بہشت کرائی مقامات عمدہ دکھائے کہ شاید خداپرست راہ پر آجائین مگر خداپرست تو کبھی اپنا مذہب ترک ہی
نہین کرتے آخر خداوند نے اک گنبد مین بند کراکے انکو ڈالدیا حکیم سودائی کہ لقب دلواکر قبل اسکے
کہ ہیزم مین آگ دیجائے چارون شاہزادون کو رہا کرکے اپنے گھر مین حفاظت سے رکھا اُنھون
نے راتون کو نکل نکل کے بھوتون کو مارنا شروع کیے لوگون نے شور کیا کہ وہ مغضوب خداوند بعد مرنے کے
بھی آزار دیتے ہین حکیم سودائی نے خداوند کو ایسا گدھا بنایا کہ سمجھیگا تو بستا سمجھیگا کہا یا خداوند یہ جن
ہین جو انکو اگر جانے آسایش دیدی جائے تو یہ تکلیف نہ پہونچا سکینگے خداوند سمجھ گئے باغ بہار بہشت
مین انکو بلایا اس باغ مین سیہ شاہزادیان رہتی تھین اسی مقام مین ان چارون نے رہنا پسند کیا وہ در اصل
خالی رہتین تو نہین تھین بلکہ جسم تھین اب سمجھئے کہ چار خوبصورت نوجوان مرد اور ایسی ہی عورتین
ایک جا آزادی سے رہینگی تو کیا ہوگا اس خطا پر حکیم سودائی کو قید کرکے بھیج دیا شاہزادیون کو
اسیری کا حکم دیا اسی دن سے یہ شاہزادیان اسی بہشت مین مقید ہین یہ سنکے فرلوست آتش زبان
نے کہا ای ساریق اپنی حماقت کا غصہ دوسرون پر یہ خطا تیری تھی یا ان لڑکیون کی تجھے اپنے گریبان مین
منھ ڈالنا چاہیے تھا غضبکا غصہ مین ذکر کیا اور سپہر آرا مہر آرا انجم آرا اختر آرا کی اطاعت کی توہین
کی اور اسی وقت حکم دیا کہ پہلے انکے لباس پہنواکر انکو گلے سے لگاؤ اسکے بعد جلسہ ہو ساریق کے
اُسی وقت حوران بہشتی کو حکم دیا وہ تمام بالا خانے مین اُن چارون کو لے گئین اور بعد آرایش نئے لیورے
لباس اب جو یہ آکر دوبارہ شریک جلسہ ہوئین تو اور ہی صورتین ہو گئین صدر مین تو ساریق اور فرلوست
آتش زبان بیٹھا تھا بائین جانب ساحر ہمراہیان فرلوست آتش زبان سے بیٹھے تھے
اور داہنی جانب یہ چارون شاہزادیان رونق افروز ہین گشت پر حسین و نازک اندام عورتین کھڑے
چاے کھڑے تھین اور سامنے طائفہ حاضر تھا لیکن زہرہ بیٹھی کچھ ایسے ناز و انداز دکھا رہی تھی کہ حوران
بہشتی اُسے دیکھ دیکھ کے شرما رہی تھین ساریق نے پہلے حوران بہشتی کو گانے اور ناچنے کا حکم دیا
حوران بہشتی پیرا بند ہو کر سرو کے خول ہاتھ سے ہاتھ ملاکے ناچنے لگین یہ سمان بھی قابل دید تھا
اسکے بعد ان سب طائفہ نے ملکے گانا شروع کیا انکے گانے سے کچھ سب نہایت محظوظ ہوے
لیکن فرلوست آتش زبان کو اپنے طائفے کے مقابل انہین سے کسیکا گانا پسند نہین آیا
اُس وقت اسنے ساریق سے کہا کہ حوران جنت کا گانا تو ہمنے سنا اب ہم تمھین حور دنیا کا گانا
سنواتے ہین یہ کہکر زہرہ کی طرف خطاب کرکے کہا کہ ہان ذرا تم بھی اپنا گانا سناؤ یہ سنتے ہی زہرہ
پشواز سنبھال کے سامنے آ بیٹھی سازندون نے ساز ملائے اور زہرہ نے لہک لہک کے
گانا شروع کیا غزل

جلاکر خاک کرنا شعلون سے ہجران کا
اسکو سیگیہ ایک لی تھا دزدان ہیرا
جھمکتی آنچ اٹھتی ہے مرے سینے مین رہکر
نفس لیتی کمر کو نام ہے آشیان ہیرا

زہرہ وفا تس کرنا ہوگا کہ سفینہ بہان
نفس جب لذر کرتا ہون لمعین دریچۂ
کسی محفل مین ہوتا ہوگا دردل بیان ہیرا
منشی سینہ لوڈ کہ الفت کی بانہہ

کہون کیسے سینہ کا کوئی لو نالہ بیان ہیرا
خوشی باغبان ملکر جلادون شبان ہیرا
اسیر دام ہون آگ زرد صیاد دیکھتا ہون
سمجھتی ہی نہین سکے اپنی تابیان ہیرا

سبز نقش وہ اڑ گیا سر کو تمنا کر کے حجود کا لیٹ
خدایا ایسا کیا تو نے کر نہ راز دان میرا
کبھی بیٹھ گئے کبھی چار آنسو نہیں سکتا
کہوں کس سے بچانا جل گیا ہائے آشیاں میرا
حکایات چمن صیاد اک خواب پریشاں ہے
نہ ہوگا حسرت ناطق سا غمناک کوئی دل میرا

دم میرا لو پوچھنا تم سے سکو گے امتحاں میرا
لکھے ہیں تیر گرتا ہوں جہاں میں نشت قسمت
جب نکلے ورنے اٹھ آیا گھر گیا کہاں میرا
یوں ہیں بیٹھے دے مجھکو چارہ گر ایسی قسمت ہے
پتا لگتا نہیں یہ بھی کہاں تھا آشیاں میرا

جگر کی طرح دل میں بھی پڑے ہیں آبلے لاکھوں
کریگا مجھکو رسوا اے جہاں سوز نہاں میرا
اسیر تازہ ہوں میری زبان چھپا دکیا جائے
پڑھیگا کون شعر لیلے اور رکھی رہ نہاں میرا
سخن فہم و سخندان جسکو سب اچھا ہی ہیں

اب جو زہرہ دیکھے مردوں میں اس غزل کو گاتی ہے تو سماں باندھ دیا لوگ
جھومنے لگے سارلیق نے کہا کہ اگر یہ قبول کرے تو میں اسکو تمام حوروں کی افسری دیدوں نائکہ نے کہا کہ یا
خداوندا ابھی اسکا سن بہشت میں رہنے کا نہیں ہے سارلیق نے کہا کہ اگر یہاں رہیگی تو جوان رہیگی اسکے
حسن پر زوال نہ آنے پائیگا اور اسے دنیا میں لیجاؤ گی تو یہ تمہاری طرح بڑھیا ہوجائیگی نائکہ نے کہا
کہ یہ تو خداوند کے اختیار کی باتیں ہیں ہر جگہ ممکن ہے کہا ہاں مگر طول حیات اور نوجوانی دوامی ہمنے
اسی مقام سے مخصوص کردی ہے جو یہاں رہیگا یہ باتیں اسے حاصل ہوسکتی ہیں نائکہ نے کہا کہ یہاں کی
شراب میں تو یہی تاثیر سنی گئی ہے کہ جو بوڑھا پئیگا تو وہ جوان ہوجائیگا سارلیق نے کہا کہ کیا یہاں کی
شراب پیئے گی نائکہ نے کہا کہ اگر خداوند کی مرضی ہوگی تو ہاں پیونگی سارلیق نے کہا کہ زہرہ کو ساقی گری
بھی آتی ہے نائکہ نے کہا کہ اس کام میں تو اسکو کمال حاصل ہے آپ سامان منگوا لیجئے اسی وقت سارلیق
نے حکم دیا کشتیاں شراب کی آگئیں زہرہ اپنے مقام سے اٹھی اور ناچتی گاتی ہوئی قریب کشتیوں کے
آئی کشتی پوش ہٹا کے ایک ہاتھ میں شیشہ ایک میں جام لیا اور پیالہ بھرنا چاہتی ہوئی رندانہ اشعار پڑھتی ہوئی گلی
روح کس رندکی پیاسی گئی میخانہ سے + مے اڑی جاتی ہے ساقی ترے پیمانے سے + بادہ خواران گذشتہ کا یہ حق ہے ساقی
کچھ جو گر پڑتی ہے چھلکی ہوئی پیمانے سے + اس طرح کے اشعار گاتی ہوئی سامنے فرلوت آلتش زبان کے
پہونچی اور جام پیش کیا فرلوت تو اسکی اداؤں پر پہلے سے مٹا ہوا تھا زہرہ نے جام منھ سے
لگا کے پھر ہٹا لیا اور مسکرائی فرلوت اور بھی مرگیا جلدی سے ہاتھ پکڑ کے جام منھ سے لگا لیا اور
پی گیا زہرہ نے دوسرا جام لبریز کیا اور اسی طرح ناچتی گاتی ہوئی سامنے سارلیق کے آئی اور جام پیش کیا
سارلیق نے بھی جام پی لیا اب یہ دورہ کرتی چلی جاتی ہے جب ان سبکو خوب چھکا چکی تو اپنے موقعہ کا شروع
کی اور کہا کہ خداوند کی خصوصی شراب ہی جو پیئے گا وہ سیر دوزخ کی آنچ حرام ہوجائیگی ککسر تو یہ حالت
ہوئی کہ جم کے تم لیتا کھٹکا لگا جتنے ساکنان بہشت تھے سبنے وہ شراب نوش کی تھی کسر کاری
کل شراب میں برابر سے ملا ہوا تھا تھوڑی ہی دیر میں یہ حالت ہوئی کہ فرلوت آلتش زبان کا جیا ہوا
اپنے مقام سے اٹھا ادھر سے سارلیق اٹھا دونوں میں لڑائی ہونے لگی اسکی چٹیا اسکے ہاتھ اور اسکے
ہاتھ اسکے کان لڑتے لڑتے دونوں چھینکیں مار مار کے بیہوش ہوئے جو اور لوگ موجود تھے وہ اٹھانے
کو چلے ہوا لگی یہ بھی سر نیچے ٹانگیں اوپر دھما دھم گرنے لگے غرضکہ جسقدر لوگ یہاں تھے سب کے
سب بیہوش ہوگئے اب تو نائکہ نے نعرہ کیا کہ باش ای کفار بدکردار منم خواجہ خضران بن عمر ثانی ادنا زہرہ
نے کہا منم مہر برق ثالث کا نعرہ کیا اور طلیبہ نے طیفور کا نعرہ کیا اسی طرح سے سب عیاروں
نے نعرہ کیے اب خضران نے کہا کہ جلدی جلدی پردے چھوڑ دو اسوقت تمام قصر کے پردے
چھوڑ دیئے گئے اب حکم دیا کہ جسقدر مال و اسباب اس باغ بہشت نظیر میں ہے سب لوٹ لو عیاروں نے
لوٹ لوٹ کے ڈھیر لگا نا شروع کیے اور خضران نے جال الیاسی مار مار کے سمیٹنا شروع کیا فرش فروش

دیکھو تو یہ سب کہان گئے بغیر میری اجازت کے کوئی بہشت کے باہر قدم نہین رکھتا ہی ابھی ان بندگان
بے ادب کو گرفتار کرو ستمکشگان نے کہا کہ ہم تو پہلے ہی سے سمجھ چکے تھے اپنے مرشدون کو مجھ سے
زیادہ کون پہچانے گا مگر مارے ڈر کے بیان نکیا کہ اگر کچھ منھ سے نکالا تو ہماری خیر بہت نہوگی اور جو
ہونے والا ہی وہ تو ہر طرح ہوگا بعد اسکے فرتوت آتش زبان کی طرف دیکھ کے کہا کہ یا خداوند ساحران
دیکھا آپنے کہ یاران اسلام کس بلا کے ہین اب اس سے زیادہ کیا ذلت ہو سکتی ہی کہ خداوندان کو
سور اور لنگور بنایا داڑھیان مونڈین تمام بہشت کا مال و اسباب لوٹ کے اپنے قبضہ مین کیا اب یہ
بہشت نہین بلکہ جنگل ہی سارلیق نے جو قصر کو بھی لٹا ہوا پایا کہا ارے دیکھو تو وہ نادرے جو گلزار
نہرون کے رکھے گئے تھے ہین یا نہین ہین ستمکشگان نے کہا کہ اب کچھ بھی نہو گا لوگ دوڑے گئے جو پلٹ
کے آیا خبر بد ہی سنائی دی کسی نے کہا کہ تمام بہشت مین کسی درخت مین میوہ وغیرہ کچھ باقی نہین ہی
کسی نے کہا کہ جواہر کے نام تو کوئی شی باقی نہین رکھی نادرے وندرے سب غائب ہو گئے ایک نے
آ کے کہا کہ نہر کی مچھلیان تک نہین معلوم ہوتین کسی نے آ کے کہا کہ جو حالت اس قصر کی ہی یہی حالت ہی
قصر بہشت کی ہی ابتو سارلیق بد حواس ہو گیا چند ساحر جو ڈھونڈھنے کو نکلے تھے انھون نے آ کے
بیان کیا کہ وہ یہان سے چلدیے کسیکا پتا بھی نہین سارلیق نے کہا کہ وہ یہان سے بغیر میرے
حکم کے جا ہی نہین سکتے ستمکشگان نے کہا کہ کیا تیری عقل پر پتھر پڑے ہین ارے جانے والے کو
کوئی روک بھی سکتا ہی اور پھر ان لوگون کو جو خواص ہوا کا رکھتے ہین لیکن فرتوت آتش زبان جو
ذلیل ہوا اور ستمکشگان نے بھی پھر بیان بھونک بھونک کے اسکو ڈرایا و دہلایا تو بس یہ آ سکو غصہ آیا ہوا اور
کہا ارے سارلیق اگر تین دن کے عرصہ مین ایک خدا پرست بھی باقی رہ جائیگا تو تجھکو فرتوت آتش زبان
نہ کہنا یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا چونکہ یہ سبکے سب برہنہ ہی تھے تو خدمتگارون کے ساتھ ننگ ناموس
تھوڑے درخت کے پتون سے ستر چھپائے ہوئے دروازہ بہشت پر آ لگے اس وقت سارلیق کو
خیال آیا کہ حورین کہان ہین ایک بھی نظر نہین آتی کہا دیکھو تو حورین کیا ہوئین پھر خدمتگار اور مصاحب
ادھر ادھر دوڑے مگر کوئی حور نہ دکھائی دی آ کر بیان کیا کہ کوئی نہین ہی مردون مین عورت ایک نہین
بلکہ مرد بھی جو حسین و نوعمر تھے وہ بھی غائب ہین سارلیق نے دروازہ بہشت پر پہنچ کے کہا
کہ ای نگہبان بہشت ہمارے آنے کے بعد اس طرف سے کوئی گیا تھا اسنے پرچہ مہری نکال کے
دکھایا کہ وہ طائفہ جو آپکے ساتھ آیا تھا وہی لوگ یہ فرمان جب ہمارے پاس لائے تو ہمنے راستہ
جانے کا دیا سارلیق نے اپنی مہر دیکھی حیران ہوا ستمکشگان نے کہا کہ قربان اسکی ہوشیاری و دانائی
کے سارلیق نے کہا کہ اتنا اسباب میری بہشت مین تھا کہ برسون مین بھی بہشت سے نکل نہ سکتا
یہ چند آدمی کیونکر لے گئے سیکڑون چھکڑے بار ہو جائے میوہ اتنا تھا کہ جسکی حد و انتہا نہین
علاوہ اسکے حورون کو کیونکر لے گئے ستمکشگان نے کہا کہ انھین سب قدرت حاصل ہی یہی شکر ہی
کہ آپکو چھوڑ گئے اور زندہ و سالم چھوڑ گئے الغرض بہشت تو اجڑ گیا اور یہ سب باحال خراب
بہشت سے نکلکر روانہ ہوئے سارلیق تو اپنے ہیکل کی طرف بھاگا اور فرتوت آتش زبان
اپنے لشکر مین آیا جب سارلیق اپنے مقام پر پہونچا اور لوگون نے اسکو برہنہ دیکھا پوچھا یا خداوند
یہ کیا حالت ہی سارلیق بیچارے نے کہا کہ اے گستاخ بندو مصلحت خداوندی مین دخل نہ دو تم نہین جانتے
ہان ہم جانتے ہین اپنے بندون کی ایسی نازبرداری نکرین تو ہم خداوند کاہے کے ہمارے تو

بھی بنا رہے ہین لنگور اور سور اور گدہے لوگ انہین چشم حقارت سے دیکھتے ہین اسلیے ہمنے اپنی صورت لنگور
کی بنائی فرلوت ایسے معزز شخص کو سور بنا دیا جو لوگ برہنہ پھرتے ہین انکی تلقین کے واسطے برہنہ بھی
ہوئے مسخرگان تو صاف صاف کہتا تھا کہ بےدلیلیں خداوند تیرا کیا کہنا یہ سب حرکتین وہی لقا کی ایسی ہین
وہی خرابیان بھی پیش آتے معلوم ہوتی ہین سارق کو بہشت کے لٹنے کا ایسا صدمہ ہوا کہ قدرتین بھول گیا
بھول گیا وہان فرلوت آتش زبان نے سحر کرکے اپنا لباس درست کر لیا تھا اسنے لشکر مین
پہونچتے ہی حکم دیا کہ ابھی کڑاہ گرم کیا جائے تین دن کے اندر تمام اہل اسلام کو اسی کڑاہ مین جلا کے
خاک کر دونگا جو ہزار ہزار دو دو ہزار کوس کے فاصلہ پر ہین وہ بھی آ آ کر اپنی جانین دینگے یہان تو
کڑاہ گرم ہونے لگا اور سرکارے بہشت اثر لیکر خدمت مین صاحبقران عالیشان کے روانہ ہوئے
اور جاکر سارا ماجرا بیان کیا کہا کہ کل باغ بہشت مین سارق نے فرلوت آتش زبان کی دعوت
کی تھی نہین معلوم کس طرح سرگروہ عیاران خواجہ خضران بہشت مین پہونچ گئے ساری بہشت کو
لوٹا سارق اور فرلوت کی ڈاڑھی مونڈی فرلوت آتش زبان نہایت غصہ مین آیا ہے کہتا ہے
کہ تین دن مین تمام عالم کے خداپرستون کو غارت کردونگا صاحبقران یہ سنکے بہت خوش ہوے
اور فرمایا کہ خضران نے اسے بالشتون نہ ڈالا ایسے موذی کو اور قابو پا کے چھوڑ دیا اتنے مین ایک شخص
اور آیا اور عرض کی کہ خضران نے بعد تسلیم عرض کی ہے کہ نسخہ اسم اعظم مین نے توڑ ڈالا ہے اب
حضور حفاظت اپنی مع لشکر اچھی طرح سے کرین کہ فرلوت بہت جلا ہوا ہے اور اسنے کڑاہ گرم کرایا ہے
اور مین تو خانہ کعبہ کو جاتا ہون جو میرا کام تھا وہ مین کر چلا یہ سنکے صاحبقران نے جو خیال کیا تو اسم
اعظم کو بادشاہ پایا فرمایا کیا مجال ہے اس ملعون کی کہ اہل اسلام کو میری موجودگی مین آزار پہونچا سکے خضران
نے گلیم نکال کے طیفور کو دی اور کہا کہ لو اسے اور تم تو اسے اوڑھ کے اپنی جان بچاؤ ہمارا رکھی
خدا حافظ ہے جو بچا وہی سہی طیفور نے کہا کہ خواجہ یہ تو مجھ سے نہ ہوگا کہ مین اپنی جان بچاؤن اور آپکو
چھوڑ دون جو سب کا حال وہ اپنا حال خضران نے بہت تعریف کی اور کہا کہ نہ گھبراؤ کیا مجال ہے اسکی جو بال
بیکا کر سکے یہ کہکے منڈی حضرت داؤدی کا سے نکال کے اسکے تن پر قائم کیے اور سر پر مین بچھ
کہ تم صفا سے یا صفائی نہایت باریک کرکے لگائی اور ویسا ہی اپنے تن مین آپ بیٹھے داہنی جا
طیفور کو بیٹھا یا بائین جانب برق تالب کو اور عیارون کو پشت پر جگہ دی طیفور نے دائرہ کو
چھیڑنا شروع کیا اور برق نے ستار کی گتین لگانا شروع کین آپ بیچ مین تن کے بیٹھے اور
سننے لگے وہان کا حال سنیے کہ جس وقت کڑاہ گرم ہو گیا تو فرلوت آتش زبان نے جھولی پر سحر
ہاتھ ڈالا اور ایک شیخ نکال کر زمین پر مارا اور آواز دی کہ وہ جسمین انعام پر خضران عیار ہو اسے گرفتار
کر لا بس یہ کہنا تھا کہ شیخ شق ہوا اور دھوان پیچیدہ ہوکے شن شن کرتا ہوا ایک سمت روانہ ہوا
اور یہان فرلوت آتش زبان نے گرد کڑاہ کے چکر لگانا شروع کیے اور اسم شریف پڑھنے لگا وہان
دھوان لپکتا ہوا اس منڈلی کے پہونچا فرلوت تو اپنے سحر کے زور سے ہی رہا تھا وہ جو مین
جو خضران کو بیٹھے دیکھا سمٹ کے درو از سے اندر منڈلی کے جانے کا قصد کیا لیکن کیا
مجال ہے کسیکی کہ بے حکم خضران اندر آسکے دھوان کیسا ہی اگر ذرہ ممکن نہین ہے دھوان آگ لگ کر
ابر سیاہ بادل کا پھیلا ہوا ان لیکن کہ دھوان باہر اچھالا جیسے دریا مین لگا تا ہوا جلد سے جلدی سے
اس طلسم سے کو چھوڑا اسکے داخل زنبیل کر لیا کہ فتیلہ و فتیرہ بنانے کے کام آئیگا

وہان ساتون جگر فرتوت آتش زبان کے تمام ہوگئے اور کوئی نہ آیا اسوقت تو یہ حیران ہوا اور اسنے
دوسرا ترنج جھولی سے نکال کے کھینچ مارا یہ ترنج بھی پھٹا اور اسی طرح دھوان پیچیدہ ہوکے روانہ ہوا
پھر اسنے ساتون جگر لگائے تاکہ کوئی اثر ظاہر ہو دھوان ہی چھت پر جا کے لٹک رہا اب تو اسے بہت
غصہ آیا بس اپنے ساتھ کے ساحرون سے کہا کہ تم جا کے پکڑ لاؤ ان ساحرون مین سے ایک ساحر بہوت
جادو نام روانہ ہوا جسوقت سامنے منڈھے کے پہونچا آواز دی کہ او دزد باریک معلوم ہوتا ہے تو نے بھی
کیا انہی وقت بیوقت کے لیے دو چار انچھر یاد کر لیے ہین جبھی تو ساحرون کو پریشان کرتا ہے لیکن مجھپر
تیرا سحر نہ چلیگا منم بہوت جادو فرستادہ شہنشاہ ساحران یعنی فرتوت آتش زبان یہ کہکر جو تڑپتا
ہے اور برق بنکے کوندھتا ہے تو یہ قصد کیا کہ اندر گھس کے ان سبکو پکڑ لیجلون لیکن جیسے ہی قریب در
کے پہونچا الٹا ہو کے لٹک گیا خواجہ نے اسکو بھی پھندے سے چھڑا کے نکالا زبان پہ سوزن کر کے
نذر زنبیل کر لیا اور پھر اسیطرح پھندا لگا دیا وہان دیر ہوئی تو فرتوت آتش زبان نے دوسرے
ساحر کو روانہ کیا خلاصہ یہ کہ ساتون آکے اسی طرح پھنس گئے اور کچھ کام نہ نکلا اب تو فرتوت آتش زبان
کو نہایت غصہ آیا اور اسنے کہا کہ مین آپ جاتا ہون اور اس مجرم کو لاتا ہون یہ کہکر مین پہ ہاتھ
ماری اور اژدہا بنکے سائین سائین کرتا ہوا جانب صحرا روانہ ہوا وہان خواجہ اسی طرح اطمینان
سے بیٹھے ہوے ستار بجا رہے تھے ہو حق تھی ہوئی تھی کہ دیکھا جانب صحرا سے اک بلائے سیاہ
آتی ہے اور آگے آگے سیاہی کے شعلے کی سی لپٹ معلوم ہوتی ہے گویا ابر سیاہ مین بجلی چمک رہی ہے یا شفق
پس پشت شب کو لیے چلی آتی ہے خضران نے کہا اب وہ ملعون خود آتا ہے آنے دو دیکھو تو کیا اس
حرامزادے کی گت بناتا ہون اتنے مین وہ سیاہی قریب پہونچی تو دیکھا کہ اک اژدہا جوش و خروش
مین چلا آتا ہے اور منہ سے ہر نفس مین شعلے نکلتے ہین کہ گھاس جلتی جاتی ہے کنکر پتھر سیاہ ہو جاتے
ہین ادھر یہ ملعون جو سامنے منڈھی کے پہونچا اور اسنے دیکھا کہ چار تنکون کی جھونپڑی مین خضران بیٹھا
ہے بس اسنے غصہ مین قصد کیا کہ مع منڈھی کے پھونک دون بس جیسے ہی قابل آتشین چھوڑا چادر شعلہ
اوپر منڈھی کے گم ہوگئے گرمی آتش افسردہ ہوگئی بس اسنے تڑپ کے صورت انسانی پیدا کی اور پکارا کہ او
دزد باریک معلوم ہوتا ہے کہ یہ تکیہ کسی ساحر سے سیکھا ہے تم آیا ہے خضران نے کہا او ملعون ساحر ہم
لعنت کرتے ہین اس سے یہ قطعہ بھی خدا کا ہے کیا مجال ہے کسیکی کہ ہمسے اسکو ٹال سکے اگر اسے مٹانا
چاہتے ہو تو آپ بھی آئیے اور غارت ہو جائیے پس فرتوت آتش زبان نے ہاتھ بڑھایا اور
چاہا کہ خواجہ کو پکڑ کے باہر کھینچ لون خواجہ پیچھے سرکے جتنا یہ ہاتھ بڑھاتا جاتا ہے اتنا خواجہ پیچھے
سرکتے جاتے ہین حتے کہ اسنے جھونپڑے کے اندر پاؤن بڑھایا اور چاہا گھس کے پکڑ لون بس خواجہ نے انگشت
سے اشارہ کیا فوراً حلقہ کمند کا گردن مین پھنس گیا ہر چند اسنے آفت کی کہ کمند کو جلا دون لیکن کچھ نہ ہوا
شعلے انہیں سے نکل نکل کے فرو ہو گئے خواجہ نے کہا او ملعون کہہ لیا کہتا ہے دیکھا تو نے اعجاز نبی کو اور
فرتوت کو پائے تلے لگا کے زبان پر سوزن کر کے داخل زنبیل کر لیا اور طیفور سے کہا کہ اب چلو
خدمت صاحبقران مین چلین یہ کہکے رنگ و روغن عیاری اپنے چہرہ پر لگا کے صورت اپنی خواجہ
عمرو ثانی کی بنائی اور طیفور و برق وغیرہ کا ان عیارون کی صورت بنائی جو خواجہ عمرو ثانی کے ساتھ گئے
تھے اور منڈھی کو اڑا کر جانب لشکر صاحبقران روانہ ہوے جسوقت قریب بارگاہ سلیمانی کے
پہنچے دروازہ بارگاہ پر پہونچ گئے اس وقت منڈھی کو تو زنبیل مین ڈال لیا اور بسم اللہ کہکر داخل

بارگاہ سلیمانی ہوے یہان بادشاہ اسلام نے امیر عالی مقام کو باہر بارگاہ کے اپنی شرط کے موافق نہین
نکلنے دیا تھا کہ جب طبل جنگ نہ بجے اس وقت مین مانع نہین ہون صاحبقران عرض کر رہے تھے
کہ اسکا یہ آئین نہین ہے کہ طبل جنگ بجوا دیجئے دیکھا آپنے کہ سکندر دیو نسب کو اس ملعون
نے کس طرح جلا دیا کہ اگر سامنے جاتے ہوے نہ دیکھتے تو خبر بھی نہوتی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ
اتنے سردار نہین موجود ہین جو اہل اسلام دوسرے مقامات پر ہین آپ نے کیا تعلق ہے فرلوت
آتش زبان کا ہمارا حملہ انھین لوگون پر ہوگا جو یہان موجود ہین صاحبقران نے عرض کی کہ میرا
عیار گیا ہوا ہے مجھے اسکی بڑی فکر ہے اگر اپنی آنکھ سے اسے بھی فرلوت کی طرف جاتے دیکھونگا
تو حتی الامکان بچانے کی کوشش کرونگا کہ اب اسم اعظم مجکو یاد ہے بادشاہ مجبور ہوکے خاموش
ہو رہے تھے اور صاحبقران اپنی جگہ سے اٹھنے ہی کو تھے کہ دروازۂ بارگاہ پر سے خواجہ عمر و ثانی
نمودار ہوے اور سلام علیکم کی آواز دی دیکھا سبنے کہ اتنو خواجہ کی اور ہی وضع ہے خاص عربون کا
لباس پہنے بڑی سی تسبیح ہاتھ مین کچھ پڑھتے چلے آتے ہین تمام عیار عیشوا کی کود و دوڑے اور قدمبوسی
سے پہلے کوئی کسیکی خیریت پوچھتا تھا کوئی کچھ کہتا تھا بادشاہ اسلام نے ارشاد کیا کہ خواجہ اسوقت
کیونکر آنا ہوا اور شاہزادہ بدیع الملک کا مزاج کیسا ہے عمرو ثانی نے عرض کی کہ حضور کے اقبال
سے اچھے ہین میرے حاضر ہونے کا سبب یہ ہوا کہ مین نے حضرات کو خواب مین دیکھا کہ آگ کی طرف
کھنچا چلا جاتا ہے یہ خواب دیکھکر مین وہان سے چلا کہ نہین معلوم حضرات پر کیا آفت پڑی یہان آکر
فرلوت آتش زبان کو گرفتار کیا کہ وہ ایک ہی کافر خاص تھا یہ کہکر فرلوت آتش زبان کو
سر طلب کیا ہمراہیون نے لاکر سامنے صاحبقران کے ڈال دیا دیکھا کہ واقع مین زبان پر
تالا دیا ہوا فرلوت آتش زبان پڑا ہوا ہے فرمایا خواجہ کا رستے کر دی کہ کے نکر وہ اگر تم نہ آتے
تو اس ملعون کا گرفتار ہونا غیر ممکن تھا خواجہ نے کہا کہ یہ سبب حضور کے اقبال کی یاوری تھی
اب صاحبقران نے عیارون کو حکم دیا کہ جاکر طیفور اور خضران کو تلاش کرو کہ کہان گئے ہین
آئین اور خواجہ کی دستبوسی حاصل عیارون نے جانے کا قصد کیا تھا کہ عمر نقلی نے منہ پر سے نقاب
پھیرا اور تھامے کے سلام کیا کہ یہ بھی غلام ہے جسے حضور نے یاد کیا تھا بھلا خواجہ کا سا کارنامہ دون کو
سنے آنا کہان ممکن تھا طیفور نے بھی منہ دھوکر صورت اصلی دکھائی اب تو تمام اہل دربار کو نہایت
حیرت ہوئی بادشاہ اسلام اور تمام سرداران عالی مقام نے خضران کی نہایت تعریف کی اور
امیر نے ارشاد کیا کہ خواجہ باندھ دو اس ملعون کو ستون بارگاہ سے اور ہوشیار کرو اسکو خواجہ
نے سات ساحر جو ہمراہ یہان فرلوت آتش زبان کے تھے ان سبکو نکال کر پیش کیا اور
عرض کی کہ یہ بھی حاضر ہین حکم انکو بھی ستون سے بندھوا دیا اور فرمایا کہ ہوشیار کرکے تالے زبانون سے
انکے کھینچ دو اور خواجہ نے اسوقت ان سبکو رفع بیہوشی سونگھا کر تالے زبانون سے کھینچ لیے
اس وقت فرلوت آتش زبان گھبرا گھبرا کے ادھر ادھر دیکھنے لگا خواجہ نے کہا او
مغرور دیکھ اپنی حالت کو اور پہچان اس خدا سے جبار کو جسنے تجکو تیرے غرور کا یہ پھل دکھایا
فرلوت آتش زبان نے چاہا کہ سحر کرے چونک دو دن سبکو سحر نے تاثیر نکی کہ یہ بارگاہ سلیمانی
مین تھا صاحبقران نے ارشاد کیا کہ دیکھ اے فرلوت آتش زبان جان پر جبر کے ایمان
لا ان خدایان جھوٹے کو نہ بھول اب بھی پہچان اپنے خالق حقیقی کو تو مین تجھ سے وعدہ کرتا ہون کہ

کہ بعد فتح تمام گلستان باختر تجھے دیدونگا ورنہ اس ذلت وخواری سے قتل کرونگا کہ راہیان دریا
اور مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ کرینگے یہ سنکے فرلوت آتش زبان ہنسا اور کہنے لگا کہ ای ہمزار
خدا پرستان کیا تو میرا قتل آسان سمجھا ہی تو اپنے کو صاحب اسم اعظم کہتا ہی تلوار لگا کے دیکھ کہ مین
تیرے قتل کیے سے قتل بھی ہوتا ہون یا نہین تو نے ابھی مجھے پہچانا نہین میری گرفتاری پر خوش نہو کیا
مجال ہی کسیکی کہ مجھے قتل کر سکے اور جو شخص خداوند کہلاتا ہو وہ اپنا خدا اسکو بناے بس یہ سنکے
صاحبقران نے اسکے ہمراہیون کو نصیحت فرمانا شروع کیا کہ تمکو کسکا ڈر و سلامتی جو دین اسلام
اختیار نہین کرتے ہو مین اسے بھی بغیر قتل کیے ہرگز نہ چھوڑونگا تمھاری کیا حقیقت ہی کہ اس وقت
ان ساحرون نے عرض کی کہ یا امیر آپ ہمین مقید رہنے دیجیے اگر آپ انھین قتل کر سکے تو ہم
ایمان لاینگے اور اگر قتل نکر سکے تو ہرگز ایمان نہ لاینگے نہ پھر آپ ہمکو قید رکھیے گا فرمایا کیا مضایقہ ہی
پھر یہ سب ساحر زندان خانہ مین بھیج دیے گئے اور فرلوت آتش زبان کے لیے حکم قتل علانیہ صادر ہوا
تیاری میدان خونی کی سامنے بارگاہ سلیمانی کے ہونے لگی چونکہ قتل کرنا کسیکا بارگاہ سلیمانی مین درست نہ تھا
اس وجہ سے میدان کی تیاری ہوئی اور جارچی نے جار دیا کہ فرلوت آتش زبان قتل ہوگا جسکو
دیکھنا ہو وہ آکے جلد آجاے یہ سنکے تمام سرشاران سارلق مین ہلچل مچ گئی سارلق نے
کہا ای بندگان من پریشان نہو مین نے یہ تقدیری نہین کی کہ وہ بندہ خاص میرا قتل ہو مین نے اسکی اجل ہی
معین نہین کی ہی لیکن تختگان نے کہا کہ بس اب خاتمہ ہی اور وہ وقت قریب ہی کہ یہان سے بھاگنا
پڑیگا کوئی جا سوچنا چاہیے ساحرون نے کہا کہ ہم جا کر لڑینگے اور اپنی جانین دینگے مگر جس طرح ممکن
ہوگا فرلوت آتش زبان کو چھڑا کے لاینگے یہان میدان خونی تیار ہوا اور فرلوت آتش زبان کو
صاحبقران نے طلب کیا خضر نے عرض کی یا صاحبقران آپنے دل مضبوط ہو رکھا ہی تمام عالم آگاہ
ہو گیا کہ اتنا بڑا ساحر قتل ہوتا ہی سارلق کی طرف لاکھون ساحر جمع ہین چالیس ہزار ساحر اسی کے
لشکر کے ہین وہ لوگ آئینگے اور قیامتین برپا کرینگے آپ کی طرف چار ساحر طلسم چہار گوشہ کے کیا کر سکتے ہین
فرمایا کچھ پروا نہین کہدو کہ کل لشکر میدان کا محاصرہ کیے رہے اور قبیل مقبول اور قبیل وفادار کو طلب کیا
جب سب حاضر ہوے تو انکو گرد چبوترہ ریگ کے بیٹھنے کا حکم دیا اور تیرون پر اسم اعظم دم کرکے
انکو عطا کیے اور فرمایا کہ تیر چلہ کمان مین پیوستہ کیے رہو اگر آسمان پر ستارہ بھی چمکے تو تیر مار دینا تامل
نہ کرنا یہ سنکے ناوک انداز گرد چبوترہ ریگ کے جمع ہو گئے اور تیر چلہاے کمان مین پیوستہ کر لیے
اب امیر نے مالوک بن مالک سے ارشاد کیا کہ تم چبوترہ ریگ پر اپنے نیزہ بازون سمیت سنانین
سے سنان ملا کے کھڑے ہو جاو سنانون پر اسم اعظم دم کر دیا اور ان لوگون کو بھی ہوشیار
کر دیا کہ جھپک بھی معلوم ہو اور نیزہ مار دینا تامل نہ کرنا اور خود بھی قریب آکے کھڑے ہو گئے
اور ارشاد فرمایا کہ ہان خواجہ اب قتل کرو دیکھون تو ساحر کیونکر بچاتے ہین اس وقت خواجہ خضر
نے فرلوت آتش زبان کو قیدخانہ زنبیل سے نکالکر چبوترہ ریگ پر سنبھالا گرداگرد تمام لشکر
بلاد ایرین کھنچکر کھڑا تھا لیکن سارلق نے بھی ہمکارون کی ڈاک بٹھا دی تھی دمبدم کی خبرین مل رہی
تھین ساحران لشکر کفار نے یورش کرکے چلنے کا قصد کیا تو دیکھا کہ اس طرف سے بھی ساحران طلسم
چہار گوشہ بھی باندھے کھڑے ہین اسنے جنگ ہوگی لڑنا دشوار ہو جاے گا اب چند ساحر بلند
ہوے کوئی ستارہ چمکنے نپایا ڈاک پر چوکا کوئی طائر بھی سکے بالاے آسمان پہونچا سب وقت کے

منتظر ہیں کہ اُدھر تلوار بلند ہوا اُدھر ہم گریں اور فرلوت آتش زبان کو بے زمین پہ آتنا بڑا ساحر ہی جو اسے
رہا کر سکتا اسکا بڑا نام ہوگا لیکن اب کچھ حال خلخال جادو کا سنیے کہ یہ اپنے مقام پہ بیٹھی ہوئی ستاروں
کے اثر سے حالات نا آنکھ سار لیتی تھی دریافت کر رہی تھی جب اسنے دیکھا کہ فرلوت آتش زبان
قتل ہوا چاہتا ہے اور بہت بڑا انتظام ہے کہ بالاے آسمان سے بھی کوئی شخص جانے کا قصد کرے گا تو
کچھ نہیں کرسکتا بلکہ خود مارا جائیگا تو اسنے زمین کی طرف خیال کرنا شروع کیا دیکھا کہ راستہ زمین کا
صاف ہے بس وہیں سے پانوں مار کر غرق زمین ہوئی اور چلی یہاں جب پورا انتظام ہوا تو صاحبقران
عالی شان نے حکم قتل دیا جلاد نے تلوار ماری تلوار نے اثر نہ کیا اسلیے کہ بند وہیں اور آہنی بن
تھا اُدھر بالاے آسمان سے قہر جادو برق بنکے گرا کہ فرلوت آتش زبان کو اٹھا لیجاؤں برق
چمکتے ہی ناوک اندازوں نے تیر سے گیے قہر جادو چھلنی ہوگیا اور لاش زمین پر آکے گری اُدھر
سنبل جادو چھد کے رہگیا اُدھر خضران نے عرض کی کہ یا صاحبقران یہ سوا حضور کے دوسرے
سے قتل نہوگا اسلیے کہ روئیں تن معلوم ہوتا ہے اب حضور اسم اعظم پڑھکے تلوار ماریں صاحبقران
اسم اعظم پڑھتے ہوے آگے بڑھے تھے کہ تلوار ماروں کہ ایک طبقہ زمین کا شق ہوا اور ایک
بلا سیاہ نمودار ہوئی اور نعرہ کیا کہ میں ہوں خلخال جادو دیکھوں یوں لیجاتے ہیں اب جسے روکنا ہے
روک لے صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوے تو بڑھتے ہی تھے جھپٹ کے تلوار ماری مگر
تلوار نے خلخال جادو کے جسم پر بھی اثر نہ کیا یہ ہنسی اور کہا کہ بیٹا یہ جسم تمکو ابھی بیچ کر دور اور ایک
ہاتھ مارو اسوقت خواجہ خضران کے پر لگان ہوے کہ یہ رکا تہ تھی۔ روئیں تن ہے اب یہ لیجائیگی
اور اگر کہیں یہ رہا ہوا تو دو رفع ہیں کر در پا کو پھونک دے گا بس خواجہ نے زنبیل میں ہاتھ ڈالا
اور نکالکر جال الیاسی جو بار تے ہیں تو خلخال جادو اور فرلوت جادو دونوں کو کھینچ کر داخل
زنبیل کر لیا اور عرض کی کہ یا صاحبقران بس نشد و شد یہ بلا خوب پھنسی ورنہ جس درجہ کا
یہ ساحر تھا اسی درجہ کی یہ ساحرہ بھی تھی یہ بھی آئی تو قیامتیں برپا کرتی صاحبقران نے فرمایا کہ
خواجہ کارسے کر دی کہ کسے نکو دہ خضران ان دونوں کو گرفتار کیے ہوے بارگاہ سلیمانی میں آئے
صاحبقران نے نقارہ شادمانی بجنے کا حکم دیا اور لاش قہر جادو اور سنبل جادو کی آگ
درخت بزرگ میں آویزاں کرادی خود بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے اور خواجہ خضران سے
ارشاد فرمایا کہ نکالو خلخال جادو کو بھی خضران نے فرلوت جادو اور خلخال جادو دونوں کو
نکالکر ستون بارگاہ سے باندھ دیا اور عیار نے دونوں کی زبانوں سے سوئیاں کھینچ لیں صاحبقران نے
خلخال جادو سے ارشاد فرمایا کہ اپنے کو کس حال میں پاتی ہے اسکے جواب میں خلخال جادو نے
چیں بجبیں ہوکے سحر کیا سحر نے تاثیر نہ کی اُس وقت یہ حیران ہوئی امیر نے ارشاد فرمایا کہ تو نے حیلہ
اپنا پورا کر لیا اب کہہ کیا کہتی ہے اسلام اختیار کریگی یا قتل ہونا قبول کرے گی خلخال جادو نے کہا کہ اے
ہمزہ طلسم لبستان تیری گرفتاری پر خوش ہوں میں نے جمشید کا اپنا انتظام کر لیا ہے تو مجھے کو نکر
قتل کرے گا مجھے معلوم ہوا کہ اس بارگاہ میں سحر میرا تاثیر نہیں کرتا لیکن یہ یاد رکھ کہ جس وقت
میں رہا ہوئی اسوقت تہ و بالا کر دونگی تمام لشکر کو اور طبقہ زمین کا اس بارگاہ سمیت الٹ دونگی
تم لوگ سمجھے نہ یہ بارگاہ نہ یہ لوگ جو بیٹھے ہیں اور میں دین خدا پرستی کیا اختیار کرونگی ایک ایک
خدا پرست کو چن چن کے قتل کرونگی تم نے اسم اعظم پڑھکے مجھے تلوار ماری تو کیا ہوا اب

اب کیونکر میں قتل ہو سکتی ہوں اُس وقت صاحبقران کو بھی سکوت سا ہوا کہ واقع میں یہ تو سچ کہتی ہے لیکن
خضران نے برہم ہو کے کہا کہ یا امیر میں ان دونوں کو کتے کی موت نہ ماروں تو آپ مجھے خضران
نہ کہیے گا اور بادشاہ نے عیاری چھین کے بارگاہ سے نکلوا دیجیے گا صاحبقران نے فرتوت آتش زبان
کی طرف خطاب کر کے ارشاد کیا کہ کہہ تو کیا کہتا ہے دیکھا تو نے کہ یہ تیری رہائی کو آئی تھی یہ بھی گرفتار
بلا ہوئی اب تو پنجۂ اجل میں گرفتار ہے باز آ اپنے کبر و نخوت سے میں تجھ کو ذلیل نہ کرونگا اسلیے کہ تو سرگروہ
ساحران ہے جس طرح لوگ تیری عزت سمجھتے ہیں اسی طرح سمجھینگے امر حق کا اختیار کرنا کوئی ذلت
کی بات نہیں ہے بہت کچھ سمجھایا مگر فرتوت آتش زبان راہ پر نہ آیا اور کہا کہ آج تو اپنا حوصلہ پورا
کر چکا مگر میں تیرے قتل کیے سے نہ قتل ہوا یہ عیار تیرا کیا قتل کریگا جب تیرا اسم اعظم کام نکر سکا فرمایا
او ملعون اگر جسم تیرا اصلی ایسا ہی ہے تو بیشک اسم اعظم سے کچھ نہوگا کہ اسم اعظم رد سحر کے لیے ہے
مگر معلوم ہوا کہ تو در اصل رویین تن ہے اسوجہ سے اسم اعظم نے کام نہیں دیا اچھا خواجہ ان دونوں کو
جس طرح چاہو قتل کرو یہ سیہ دل ہیں راہ پر نہ آئینگے اور اگر یہ تجھ سے نہ قتل ہو سکے تو واقع میں بادشاہ
عیاری چھین لونگا اور اگر تم نے انکو قتل کر ڈالا تو اسقدر انعام دونگا کہ آج تک نہ صاحبقران اول
نے عمرو کو دیا ہوگا نہ صاحبقران ثانی نے عمرو ثانی کو دیا ہوگا نہ بدیع الملک صاحبقران ثالث
نے چھین دیا ہوگا خواجہ خضران نے عرض کی کہ کیا مجال ہے جو اب یہ دونوں چھوٹیں یہ کہکر دونوں کو بیہوش
کر کے زنبیل میں ڈال دیا اور اپنے ساتھ کے عیاروں سے کہا کہ لطف تو یہ ہے کہ انھیں تیکل کے
انھیں کے لشکر میں قتل کریں جس کڑاہ میں اس ملعون نے سکندر و دیرہ لشکین کو جلایا ہے اگر اسی میں
اس ملعون کو بھی مع خلخال جادو نہ جلایا تو نام اپنا خضران نہ پایا اور صاحبقران سے عرض کی کہ
حضور اپنے یہاں یہ بات مشہور کرا دیں کہ دونوں قیدی چھوٹ گئے اور عیاروں کو گرفتار کر لیگئے
فرمایا میں تو جھوٹ نہ بولونگا تم عیاروں کے ذریعہ سے یہ خبر مشہور کرو میں دخل نہ دونگا خضران نے
عرض کی کہ بہتر یہ باتیں چپکے چپکے ہو رہی تھیں بعد اسکے خضران رخصت ہو کر بارگاہ سلیمانی سے باہر
آئے اور اپنے خیمہ میں گئے فرتوت طیفور کو ساتھ لے لیا طیفور کو بھی زنبیل میں ڈال لیا اور گلیم
اوڑھ کے دروازہ خیمہ سے باہر نکل آئے عیاروں نے اندر خیمہ کے آ کے شور کیا کہ خواجہ
اور طیفور بادیہ گرد کو کوئی لے گیا کچھ تو روتے پیٹتے بارگاہ سلیمانی کی جانب روانہ ہوئے اور
کچھ عیار ادھر چرچے کرنے لگے کہ چلو اور عیاری کر کے خواجہ کی رہائی کی کوشش کرو یہ چرچا اسقدر
ہوا کہ تمام اہل اسلام بھی پریشان ہو گئے اور ہرکارے لشکر کفار سے یہ خبر لیکر جانب سارق بن
تقار روانہ ہوئے اور اطلاع کی کہ ملکہ خلخال جادو فرتوت جادو کے چھڑانے کو آئی تھی عمر
ثالث نے انکو بھی اسیر کر لیا تھا مگر انھوں نے ایسا سحر کیا کہ اسم اعظم نے کام نہ دیا وہ قید رہ سکیں
فرتوت آتش زبان کو بھی رہا کیا اپنی قید بھی توڑی اور خضران کو مع عیار صاحبقران اسیر
کر کے نکل گئیں یہ سنکے سارق اچھل پڑا اور سنگان کے سر پر دھول مار کے کہا کہ دیکھا تو نے
میں نے کیسی تقدیریں خدا پرستوں کی بنا کے بگاڑ ڈالیں سنگان خاموش ہو رہا کہ شاید ایسا ہو مگر دل نے
اسکے گواہی دی تمام لشکر میں شادیانے بجنے لگے مخبر سرکار سے آ رہے تھے اور یہی خبریں
لا رہے تھے کوئی کہتا تھا کہ عیار دوڑتے پھرتے ہیں بارگاہ سلیمانی میں سب سردار عمر ثالث کے
لیے افسوس کر رہے ہیں بادشاہ کا حکم ہے اب بارگاہ کے باہر کوئی نہ نکلے اس لیے کہ دونوں قیدی

ہوئے وہاں تمام ساحر پیشوائی کرکے فرتوت اور ارا خلخال نقلی کو لشکر مین لائے شادیانے بجنے لگے
عیارون نے جاکے کہا کہ صاحبقران بھی ناراض ہین اور فرماتے ہین کہ حضرات کی مدد کو جو جائیگا
وہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اب اطمینان ہوگیا کہ کوئی حضرات کے چھڑانے کو بھی نہ آئیگا کفار بھی
کہہ رہے تھے کہ اسیر بڑے محسن تشتش مین الحاصل خلخال جادو نے کہا کہ جلد کڑاہ گرم کرو کہ مین ان دونون کو
جلا دون اور اسکے بعد لشکر اسلام کی باری ہے آج ہی سب کو پھونک دونگی ان مدابرستون سے
بڑا اسر اٹھایا ہے فرتوت ایسے ساحر کو اسیر کرلیا اور مین بڑے رہائی کی تو مجھے بھی گرفتار کرلیا
دیکھو تو اسکا کیسا عوض لیتی ہون ایک خداپرست کو تو زندہ نہ چھوڑونگی ساحر جلدی جلدی لکڑیان سلگانے
لگے اور تیل گرم ہونے لگا سارلق بھی تخت لوح سے اتر کے آیا اور خلخال جادو سے کہا کہ اے باعث
خداوندی سارلق شیر ایسی جوابات نہین ہے یاعون بھی نہایت خوش ہے اور ساحرون کا گرد کڑاہ کے ہجوم ہے
لیکن باوجود ممانعت کے قران ثالث اک ساحر کی صورت بنا ہوا ساحرون مین ملا کھڑا ہے کہ اگر
حضرات جلائے گئے تو جہانتک ہوسکا اس لکانہ کو بھی ٹانگ پکڑ کے کڑاہ مین ڈال دونگا اور اگر
کچھ ممکن نہوا تو اپنی بھی جان دیدونگا اگر صاحبقران ناراض ہونگے تو ہون جب زندگی سے ہاتھ
دھو لیا تو خوف کاہے کا ادھر خندق لقب زلن بھی اسی ہیبت سے ساحرون مین ملا ہوا کھڑا تھا کہ جہانتک
ہوسکا اپنے استاد طیفور بادیہ گرد کو بچاؤنگا ورنہ اپنی بھی جان گنواؤنگا اتنے مین تیل گرم ہو کر کھولنے لگا
اور خلخال نقلی نے آواز دی کہ ایہا الناس دیکھو آج وہ شخص جلایا جاتا ہے جسکے خوف سے زمین و آسمان
تھراتے تھے یہ کہکر پہلے تو خلخال جادو کو جو حضرات کی شکل بنے ہوئے تھے کڑاہ مین ڈال دیا اسکے
بعد فرتوت آتش زبان کو کہ یہ طیفور کی صورت بنا ہوا تھا اٹھا کے کڑاہ مین ڈال دیا یہ دونون
کڑاہ مین گرتے ہی جلنے لگے چراہند یعنی اسون کے تڑپنے سے تیل جو اچھلا بہت سے ساحر جل گئے
قران ثالث اور خندق لقب زلن نے کچھ نہ پایا تو تو ساحرون کو پکڑ پکڑ ہاتھ دے دے کر
کڑاہ مین ڈالنا شروع کیا ساحر گر گر کے جلنے لگے اور مرنے سے فرتوت آتش زبان اور خلخال جادو
کے قیامت برپا ہوئی آندھی چلی خاک اڑی آتش باری و برف باری ہوئی آوازین گیر و دار کی
آنے لگین چنانچہ تاریکی پھیلی ہوئی تھی کچھ سمجھ مین نہ آتا تھا خندق لقب زلن اور قران ثالث نے
دو ساحرون کو کڑاہ مین ڈال دیا اور پھر بھاگنے کا قصد نہ کیا کہ اب جانا بیکار ہے یہین مرجانا بہتر ہے یہان سے
جائینگے تو صاحبقران قتل کر ڈالینگے اس سے اور حضرتون کو جلایا جاسے جلاد و آخر تو تمہارا ابھی خاتمہ
ہونا ضرور ہے ادھر آوازین آنا شروع ہوئین کہ کشتی مرا نام من خلخال جادو و فرتوت آتش زبان
خداوند ساحران بود حیف مردیم و جاندادیم و مطلب خود نرسیدیم انہوں سب حیران ہوئے کہ یہ کیسا
معاملہ ہے عیارون کے مرنے سے علامات سحر کیون پیدا ہوئے اور نام خلخال جادو اور فرتوت
جادو کا کیون لیا گیا سنگان نے سر پیٹ لیا اور کہا کہ اے سارلق جلد تخت لوح کی طرف بھاگ ورنہ
تیرا بھی اسیوقت خاتمہ ہے یہ خلخال جادو نہین بلکہ وہی مرشد ہین جنسے مین ڈرتا ہون ادھر حضرات نے
نعرہ کیا کہ باش اے گروہ ساحران دیکھا تمنے منم مہتر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ
عیاران عیار بیک طرار برق رفتار و تیز زبان یعنے خواجہ حضرات و مکر و عیاری اسکا نام ہے کس طرح
ساران حرامزادون کو تمہین تمہ خداوند ساحران کہتے تھے ادھر طیفور نے نعرہ کیا کہ منم کہ واندرانہ و سرکہ ندانند
[illegible] منم طیفور بادیہ گرد عیار صاحبقران عالیشان اے ساحران عالم آگاہ ہو کہ مین نے ساتھ [illegible]

کئے سن میں ساحران طلسم ابلق کی جو کڑاہی تھا لادی تھی تب دو رنگ ایسے ساحر زبردست کو وہ دھوکہ دیے
ہیں کہ اپنے اپنا منہ پیٹ لیا ہے لیس یہ کلمات سنکے دو رنگ ساحروں کے اڑ گئے حواس باختہ ہو گئے کہ
سارق کو تو ایسے سخنگان جانب تیتاول فرار ہوا اور یہاں منڈھی پہ گولے اور تیر و تبر اور نارنج
پڑنے لگے اور خواجہ خضران نے اور طیفور نے حقہ سے آتشبازی مارنا شروع کیے ادھر
قران ثالث اور خندق لقب زن نے بھی مالکر حقہ سے آتش بازی مارنا شروع کیے
ساحروں کے سر پہ ہاتھ چلنے لگے جس ساحر نے منڈھی میں گھسنے کا قصد کیا اڑتا ہوا کے ہلاک کیا خضران
نے اسے چھوڑ دیا اور بیہوش کرکے کڑاہ میں ڈال دیا گیرنگ جادو نے قران ثالث اور خندق
لقب زن کو سحر کرکے پکڑ لیا اور لیکر چلا کہ میں ان دونوں کو پھونک دوں پہنچنے ہی قریب کڑاہ
کے ہوئے تھا خضران نے جال مارا گیرنگ جادو بھی پھنسا ہوا چلا آیا خضران نے قران ثالث
اور خندق لقب زن کو تو جال سے چھڑا کے پاس اپنے بٹھا لیا اور گیرنگ جادو کو بھی اٹھا کے کڑاہ
میں ڈال دیا کہ یہ بھی جل کے خاک ہوا قریب دو ہزار ساحروں کے پھونک دیے گیرنگ جادو کے
مرنے سے ساحر بھاگنے کہ یہ بلا سے بد ہے اس سے بھاگنا بہتر ہے خضران نے جال ایسا ہی مار مار کے
خوب اسباب ساحروں کا لوٹا اور وہاں سے منڈھی کو اڑاتے ہوئے جانب لشکر اسلام روانہ ہوئے
ہرکاروں نے ان تمام واقعات کی خبر بادشاہ اسلام اور امیر عالی مقام سے جا کے بیان کی اور تمام
اہل اسلام کو آگاہ کیا امیر تو راز سے واقف ہی تھے بہت ہنسے لیکن تمام اہل اسلام کو تسکین
ہوئی جس وقت یہ علم ہوا اتنی ہی خوشی ہوئی بادشاہ نے استقبال خضران کے واسطے اپنا ہفت
ملک کو روانہ کیا بہت خضران نے یہ عزت افزائی دیکھی نہایت مسرور ہوا اور آکر پایہ تخت
بادشاہ کو بوسہ دیا اور عرض کی کہ آج جیسی عزت افزائی اس غلام کی ہوئی ہے کبھی کسی عیار کی نہ ہوئی
تھی خداوند جل شانہ اس تخت کو آباد رکھے اور ترقی اقبال کرے بادشاہ نے فرمایا کہ خواجہ
سوا تمھارے دوسرے کا یہ کام نہ تھا کہ اس طرح کی عیاری کرتے تم اپنے باپ دادا سے بھی فوق
لے گئے خضران نے عرض کی کہ یہ لڑکا طیفور یا دیہ گردا اپنے باپ سے بھی بہتر عیاری
کرے گا اور اب امیری ضرورت نہیں باقی جاتی طیفور کافی ہے لہذا اب اگر مجھکو اجازت ہو تو کعبہ
عنایت ہو تو بہتر ہے کہ نہیں معلوم وہاں میرے آقا شاہزادہ بدیع الملک کس حالت میں ہیں بادشاہ
اسلام نے فرمایا کہ خواجہ تمھاری جدائی تو کسی شاق ہے مگر مجبوری ہے کہ دشمنوں سے کوئی مقام خالی نہیں ہے
اور وہاں بدیع الملک نہ جانے کس حال میں ہیں تمھارا جانا ضرور ہے لیکن تم اپنے سامنے
بیٹے سے سب جا کہ اپنا قائم مقام کر لو جاؤ خضران نے عرض کی کہ میں آپ کا ایک بڑا لڑکا دونگا
لب جاسکے جاؤنگا اپنی جگہ میں بہ نہایت عیاری طیفور کے سپرد کرونگا اور اپنا جانشین اسکو مقرر
کرونگا اور ایک بات ایسی کرونگا جو آج تک نہ ہوا اور باپ دادا نے کی ہوگی نہ دادا صاحب نے
پھر ان سے کہ اب یہ کیا کلام کرتے ہو بادشاہ اسلام نے بہت بھاری خلعت اور ایک کرور
اشرفیاں بطور انعام کے عطا فرمائیں اور امیر نے بالوقت بھی ایسا خلعت دیا جو آج تک کسی کو نہ ملا تھا
اسکے بعد تمام سرداروں نے دینا شروع کیا یہاں تک کہ بارگاہ سلیمانی میں ایک طرف جواہر کا ڈھیر
دوسرے جانب اشرفیوں کا ڈھیر تیسرے جانب روپیوں کا انبار لگ گیا اسکے بعد تمام اہل لشکر
نے یہ خواہش ظاہر کی کہ ہم سب بھی ایک ماہ کی تنخواہ خواجہ سے نذر کرنا چاہتے ہیں کہ

خواجہ نے یہ سبکی جانین بچائی ہے خواجہ نے کہا کہ جو جسکی توفیق ہو مین منع نہین کرتا الغرض سب نے ایک
ایک مہینے کی تنخواہ لا کے داخل کی خواجہ نے یہ رقم بھی بارگاہ سلطانی مین انبار کرادی یہ رقم اسقدر
جمع ہوئی کہ حساب ممکن نہ تھا اب خواجہ خضران نے اس تمام رقم کے چار حصہ کیے بڑا حصہ آپ
لیا اور اس سے چھوٹا حصہ ظفور کو عنایت کیا اور ایک حصہ کل عیارون کو تقسیم کردیا اور ایک
حصہ خدمتگارون اور سپاہیون کو تقسیم کردیا اس سخاوت پر خضران کی سب نے آفرین کی اور
کہا کہ واقعی مین یہ بات خضران نے ایسی کی ہے کہ نہ کبھی عمر اول نے کی تھی نہ عمر ثانی نے اسکے بعد
خضران نے بڑھ کے عرض کی کہ ظل اللہ نے جہان اتنی عزت اس خانہ زاد کی بڑھائی ہے اگر ایک
بات اور منظور فرمایئن تو بعید از بندہ پروری نہوگا اور غلام کی عزت نظر خلایق مین اور زیادہ
ہوگی فرمایا خواجہ بیان کرو خضران نے عرض کی کہ جو جشن آیین کرنے والا ہون اسمین [illegible]
کہ دعوت بھی اس غلام کی منظور فرمائیے بادشاہ نے اقرار کیا اب صاحبقران سے عرض کی حضور
بھی عزت افزائی فرمائین صاحبقران نے فرمایا کہ جب ظل اللہ نے تمھارا کہنا رد نہین کیا تو مجھے
کب انکار ہوسکتا ہے خضران نے عرض کی کہ یہ دعوت مع لشکر مبذول ہو اس وقت صاحبقران
نے تامل کیا اور فرمایا کہ خواجہ اتنا بار تمپر ڈالنا مجھے گوارا نہین ہے خضران نے عرض کی کہ غلام
آپکا ایسا محتاج نہین ہے کہ ایک دعوت بھی لشکر کی نہ کرسکے آپنے سنا ہوگا کہ ایسی ہی دعوت
دواذ صاحب نے لب غازی کی شادی مین کی تھی یہ تو کوئی بات نہین ہے صاحبقران اول نے
بھی دعوت قبول فرمائی اسی طرح حضور بھی میری عزت افزائی فرمائین صاحبقران نے بھی منظور
فرمایا بعد صاحبقران کے خضران صاحبقران اوسط یعنی شاہزادہ سکندر رستم خو کی طرف مخاطب
ہوئے اور عرض کی حضور کیا ارشاد فرماتے ہین سکندر نے مسکرا کے کہا کہ خواجہ ہمتو اس شرط
پہ دعوت تمھاری قبول کرتے ہین کہ کوئی تحفہ بہشت سا لایق کا ہمین دینے کا وعدہ کرو خضران
مطلب سکندر کا سمجھ گیا اور کہا کہ آپ اطمینان رکھیے ایسا تحفہ دونگا کہ خوش ہو جائیےگا جب
شہنشاہ صف شکن کی نوبت آئی تو انھون نے بھی یہی کہا اور مظفر غازی اور وحید الملک نے
بھی یہی کہا سکندر کے کہنے سے سبکو اپنی اپنی معشوقہ یاد آگئی اور خضران سے دربردہ اقرار لیا
اور سردارون کی جو نوبت آئی تو وہ یہ سمجھے نہین کہ ان لوگون نے اپنی اپنی معشوقہ کو طلب
کیا ہے بلکہ سمجھے کہ کوئی تحفہ ہوگا سبنے خواجہ سے یہی سوال کیا خواجہ نے سب سے اقرار کرلیا
اب عیارون سے حکم دیا کہ تمام لشکر مین اطلاع کردو کہ فلان تاریخ تم سبکی دعوت خواجہ
خضران کے یہان فلان صحرا مین ہے جسکو آنا ہے وہ پہر دن چڑھے سے پہلے آجائے اور جو نہ آئیگا
اسپر جرمانہ کیا جائیگا بعد اسکے صاحبقران سے اجازت لیکے کل عیارون کو اپنے ہمراہ
لیکر چلا [illegible] صحرا روانہ ہوگئے اور ایک مقام کو پسند کرکے بارگاہ وا سباب زنبیل سے نکالکے
استادہ کی اور دیگے قایم کیے باورچی خانہ آبدار خانہ سب مقامات درست
کرنے کے لیے تحفہ کا انتظام کیا ایک جانب عرب اسنے مذاق کے موافق قہوہ اور طبیعت غذائین
تیار کرنا شروع کین ایک طرف ہندوستان کے موافق کھانے پکنے لگے کڑھائیان چڑھ
گئین سکو ان تیار ہونے لگا مٹھائیان بنے لگین غرضکہ ہر شہر و دیار کے موافق کھانا پکنے لگا اور
سب سے پہلے سواری بادشاہ اسلام کی نمودار ہوئی خواجہ تمام عیارون کو لیکر بڑا —

استقبال روانہ ہوئے اور لاکر صدر بارگاہ مین جگہ دی اسکے بعد سواری صاحبقران کی آئی
اسکے بعد دیگرے پانچ ہزار پانچ سو چھپن سردار آکر جمع ہوئے اب لشکر جوق جوق گروہ گروہ آنا شروع
ہوا خواجہ نے تمام لشکر کو بارگاہ مین داخل کرلیا اور بسبب سحر کے بارگاہ اسقدر وسیع
ہوئی کہ تمام لشکر بارگاہ مین سما گیا اور ایک وقت مین ہر قسم کا کھانا ہر جگہ پہونچ گیا جب
کھانے پینے سے فراغت حاصل ہوئی تو صحبت رقص و سرود آراستہ ہوئی پہلے طیفور گایا
اسکے بعد خواجہ خضران گانے لگے کہ ہر ایک کو محو کردیا جب وقت نماز صبح کا آیا تو محفل برہم
ہوئی خوابگاہین آراستہ تھین سب سردار نماز پڑھ پڑھ کے خواجہ سے رخصت ہونے لگے
خضران نے کہا کہ جس بات کے لیے مین نے یہ جشن منعقد کیا تھا وہ تو رہ گئی ابھی کوئی صاحب
تشریف نہ لیجائین یہین آرام فرمائین خضران کی خاطر سے مع بادشاہ کل سردار یہین فروکش
رہے جب بیدار ہوئے پھر دسترخوان کھا بادشاہ اسلام نے خضران کی عالی ہمتی پر آفرین کی
اور فرمایا کہ خواجہ تمھاری ہی خوش انتظامی ہے کہ مین نے سنا ایک وقت مین تمنے کل لشکر کو
کھانا تقسیم کرادیا جب دسترخوان برخاست ہوا تو خضران نے درمیانی قناتین اٹھوا دین
تمام بارگاہ ایک ہوگئی مگر اس وقت کل لشکر موجود تھا وسعت اس بارگاہ کی دیکھکے ہوش
اڑے کہ اتنی بڑی بارگاہ تو کسی سردار کے پاس کبھی نہین انتہا ہے کہ صاحبقران پاس بھی ہوگی
بارگاہ سلیمانی جو وسعت رکھتی ہے وہ اسیقدر ہے کہ اندر اس بارگاہ کے سحر تاثیر نہین کرتا ہے لیکن
یہ بات نہین کہ جتنا چاہو وسیع کرلو اس وقت خضران نے سب عیارون کو ایک جا جمع
کیا اور کہا کہ ایہا الناس مین تو اب تم سب سے رخصت ہوکر خانہ کعبہ جانے کا قصد رکھتا ہون
اپنا قائم مقام عیار صاحبقران طیفور بادیہ گرد کو کرتا ہون اور جس وقت یہان سے
جانے لگونگا اس وقت بانوائے عیاری اسکے سپرد کرونگا کہ اس سے بہتر کوئی عیار لشکر اسلام مین
نہین ہے جو وہ ہے جسنے سکندر ریشم پوش کو آتش سحر سے بچایا اور ساتھ سکندر کے
ہمروس جادو کو بھی گرفتار کرلایا ایسی عیاریان کی کہ مین بھی اس سے ہار مانا اور قوت
تفتیش زبان کی گرفتاری مین بھی یہ میرا شریک رہا اور مین اسکی رائے پر کاربند رہا یہ فرما
کے خواجہ نے سب کے سامنے طیفور بادیہ گرد کے سر پر شملہ باندھا اور بادشاہ اسلام
کی سرکار سے شاہ عیاران کا خطاب عطا ہوا تمام عیارون نے نذرین گذرانین جب ان تمام
امور سے فراغت حاصل ہوچکی تو پھر صحبت رقص و سرود آراستہ ہوئی پہلے طبلا نوازین مجرا کیا کین آخر
مین طیفور اور خضران مل کے گانے لگے اسی اثنا مین سکندر ریشم پوش نے فرمایا کہ خواجہ ہم سے
جو وعدہ ہوا تھا وہ وفا نہین ہوا خضران نے عرض کی کہ معاف فرمایئے گا اسلیے کہ مین بھول گیا
اب سہی یہ کہکر گانا ختم کیا اور پھر بارگاہ مین قناتین لگا کے درجے قائم کردیے گئے اور
خواجہ نے تمام حرمان صاحبقران کو ایک جا جمع کرکے پہلے تو زنبیل سے مالکہ سپہر آرا کو
نکال کر شاہزادہ سکندر ریشم پوش کے سپرد کیا بعد اسکے مہر آرا کو شہنشاہ صف شکن
کے حوالے کردیا اسکے بعد انجم آرا کو واحد الملک کے سپرد کیا اور اختر آرا کو مظفر غازی کو
دے کر صاحبقران سے عرض کیا کہ جب چارون شاہزادے قبضہ مین کرکے بہارستان مشرق سے
گلستان باختر مین آگئے تو ان شاہزادیون سے عشق ہوگیا تھا لہذا مین انکو بھی

باغ بہشت سے لیتا آیا تھا صاحبقران نہایت خوش ہوئے اس وقت شاہزادہ داراب ثانی نے
نے سنکر کہا کہ خواجہ ہم لوگون کا خیال تمکو تھوڑا خضر ان نے کہا کہ مجھے تو سبھی کا خیال رہتا ہے مگر میرا
خیال آپ صاحبون کو کم ہوتا ہے یہ کہکر زنبیل سے اُن نازنینون کو نکالنا شروع کیا جو حورین مقرر کی گئی
تھین اور ہر ایک سردار کے حوالے کرنا شروع کین یہ سبھی تو حسین تھین جو انہین بخشین وہ رفقا پر
تقسیم کرا دی گئین یہ سب عمدہ زرق برق کپڑے پہنے تھین صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ یہ اسی
لباس کے قابل تھین خضر ان نے عرض کی کہ حضور مین قریب کسکے گھر سے اتنا روپیہ لاتا کہ انکو لباس
زرق برق پہناتا امیر نے فرمایا کہ انکا لباس کیا تھا خضر ان نے کہا وہ بقیمت مل سکتا ہے فرمایا لاؤ قیمت
بھی کہا پہلے انکی قیمت تو دیجیے فرمایا سب ایک ہی مرتبہ ملجائیگی اسوقت خواجہ نے لباس
زیور سب نکال کے دیا اور ایک ایک پرچہ پر قیمت سب چیزون کی تحریر کر کے دستخط لے لیے
اور رقعے اپنے پاس رکھ لیے کہ وقت فرصت مین جا کر خزانچیون سے روپیہ وصول کر لیا جائے گا
اب صحبت برخاست ہوئی سب رخصت ہوکر لشکر مین آئے شاہزادیون کو ناموس مین داخل کر دیا
خضر ان نے جا کر روپیہ وصول کیا اور طیفور کو تعلیم کرنا شروع کیا جہان اور فنون عیاری تعلیم
کیے سمجھا دیئے یہ بھی سمجھایا کہ ان لوگون کو مار ڈالنا ستمگری سمجھنا اولاد صاحبقران مین مروت نہین
ہے یہی سبب تھا کہ مین نے باغ بہشت مین فرلوت آتش زبان کو قتل نہین کیا نہ گرفتار
کر کے لایا کہ ایسا ہونیکی کا ثمرہ بدی ہو جائے اس وقت مین تمھین ایک نقل سناتا ہون اسے گوش
دل سے سُن رکھو خواجہ جو ہمارے تمھارے دونون کے جد امجد تھے جن سے امیر حمزہ صاحبقران
کے ساتھ کھیل کے بڑے ہوئے ہین صحبت و راحت مین ساتھ رہے جب امیر اسی ماسک عالم خرین
پہونچے اور لقا کے مقابلے مین فوج کشی شروع ہوئی تو ایک فرزند خواجہ عمرو کا آیا نام اسکا سکندر
عیار انگلیز تھا وہ عیاری کر کے لشکر کفار سے اپنے باپ کو چھڑا لایا آس بن الوس نے تیر مارا کہ اسکندر
مارا گیا اور خواجہ عمرو قید سے چھوٹ گئے انکو اپنے فرزند کا ایسا صدمہ ہوا کہ عیاری کر کے آس
بن الوس کی ناک کاٹ لی شہنشاہ لقا نے آس بن الوس کو سمجھایا کہ تو امیر سے شکایت کر جب
امیر سے اس بات کی شکایت ہوئی تو صاحبقران نے عمرو کے قتل کا حکم دے دیا اور کچھ مروت
نہ کی نہ ساتھ کھیل کے بڑے ہونے کا خیال کیا نہ رفاقت پر نظر کی نہ یہ پاس کیا کہ کافر کے عوض
ایک مسلمان کو قتل کر ڈالتا نہ اس بات پر نظر کی کہ پہلے اسنے عمرو کے فرزند کو قتل کیا تھا اور عمرو
نے تو خون کے عوض مین خون نہین کیا بلکہ صرف ناک کاٹ ڈالی تھی اے طیفور یہ لوگ بڑے
بے مروت ہین انکو اپنی بات کے آگے کسیکا خیال نہین ہوتا یہ سنکر طیفور کے دل مین عادل
کیوان شکوہ کی جانب سے ایک خوف پیدا ہو گیا اور کہا کہ واقع مین لوگون کی انکی جان ہی کو
ان رئیسون کی دوستی پر بھی بھروسا نہ رہے لہذا اسکو خواجہ خضر ان نے کانے مین جو کچھ
کسر تھی وہ بھی نکال دی اب یہ تو طیفور کی تعلیم و تربیت مین مصروف ہین لیکن صاحبقران
ثانی شان نے بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ اس موقع پر ناموس کا ساتھ رکھنا مناسب
وقت نہین ہے ایک مہتاب ہلال ابرو کے باعث سے کتنی لڑائیان ہو چکی ہین یہ وقت
نازک ہے کیونکہ دو بڑے بڑے ساحر مارے جا چکے ہین لیکن ابھی بہت سے ساحر جمع ہین
بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ تم نہایت مناسب کہتے ہو اور میرے آگے وقت یہ سمجھ مین ہوا کہ قلعہ بہار مین

ان سبکو بھیج دیا جاسکے اور نہیب مغربی کو محافظ قرار دیا غرضکہ اسی وقت سب شاہزادیون کو محافون مین
سوار کرکے نہیب مغربی کی حفاظت مین تمام شاہزادیون کو جانب قلعہ بہار روانہ کردیا جس وقت نہیب
مغربی بہارستان مغرب مین پہونچا اور خبر پہنچائی شاہ مغربی کو ہولی کہ فرزند دلبند نامور صاحبقران
کو ہمراہ لیے ہوئے آتا ہے خبر سنکر جناب شاہ نے اسی وقت قلعہ بہار کی آراستگی کا حکم دیا اور خود برائے
انتظام سواری و استقبال روانہ ہوا اور نہایت جاہ و احتشام کے ساتھ شاہزادیون کو لاکر قلعہ بہار
مین اتارا نہیب مغربی ان سب کو پہونچا کر خیریت نامہ لیکر یہان سے روانہ ہوگیا لیکن اب

چند کلمہ داستان شہر کافوریہ کے بیان مین

بیا بشنو ای ہمدم راستان + کہ باز آمدم بر سر داستان + راوی بیان کرتا ہے کہ حاکم شہر
کافوریہ ملکہ کافورشاہ آئینہ پرست اور خورشید زرین کمر مالک شہر زرینہ کے باہم بسبب ہمسایہ
ہونے کے بہت ارتباط بڑھ گئے تھے جس وقت مین کہ مہتاب خورجمال کا پانچ برس کا سن تھا تو
کافورشاہ نے اپنے فرزند کے ساتھ شادی کی درخواست کی تھی خورشید زرین کمر نے
بیان کیا تھا کہ جس وقت یہ دونون ہوشیار ہوجاینگے اس وقت یہ تذکرہ زیادہ مناسب ہوگا ابھی
مین وعدہ نہین کرتا اسلیے کہ جب تک یہ تمیز کو پہونچین نہین معلوم زمانے کی کیا روش ہو کافورشاہ
خاموش ہو رہا تھا جب سن مہرور شاہ بن کافورشاہ کا اٹھارہ انیس برس کا ہوا تو یہ پہلوان زبردست
نکلا بہت سے پہلوانون کو زیر کرکے اسنے اپنا سلیح کیا کافورشاہ کو فرزند کی شادی کا پھر خیال
آیا خورشید زرین کمر کے پاس کہلا بھیجا کہ ای برادر اب وعدہ وفائی کا وقت آگیا لہذا شادی اپنی
دختر کی میرے فرزند سے کردو اسلیے کہ میرا فرزند بھی جوان ہوا اور تمھاری دختر بھی اب نوجوان ہوگئی
لہذا شادی ہوجانا مناسب ہے اس طرح کا مضمون تحریر کرکے اپنے وزیر کو دیا اور مہتر خنجر عیار
کو وزیر کے ساتھ کرکے جانب شہر زرینہ روانہ کردیا جس وقت ہوشیار کافوری وزیر کافورشاہ
داخل شہر زرینہ ہوا اور خبر خورشید زرین کمر کو ہولی کہ وزیر شہر کافوریہ آتا ہے تو خورشید نے
ارکین سلطنت کو استقبال کے واسطے روانہ کیا تو کس عزت کے ساتھ لاکے ہوشیار کافوری نے
بعد نذر گذراننے کے نامہ پیش کیا خورشید نے نامہ پڑھا کچھ دیر سکوت کیا کہ اگر حال ملکہ کا
لکھتا ہون تو باعث توہین ہے لہذا جواب مین تحریر کیا کہ ای برادر چونکہ بھائی ملکہ کا قاف مین ہے
اور اسکی عدم موجودگی مین شادی کر نہین سکتا لہذا جبتک طیمور شہزور کوہستان سے واپس
ہوکر یہ وہ دنیا پر نہ آئیگا اس وقت تک مین ہرگز شادی نہین کرسکتا یہ جواب تحریر کرکے
ہوشیار وزیر کو دیدیا لیکن مہتر خنجر جو ہمراہ آیا تھا اسنے خفیہ طور سے حالات دریافت
کرلیے تو معلوم ہوا کہ ملکہ یہان نہین ہے بلکہ خداپرستون کے لشکر مین ہے سارلیق پرست اسکو چھین
لے گئے تھے اسے خداپرستون نے چھین لیا اسی سبب سے جاتے وزیر سے بیان کین وزیر
دل مین لیے رہا اور بادشاہ سے رخصت ہوکر اپنے شہر کی جانب روانہ ہوا اور جواب نامہ کافورشاہ
کو دیکر سب کے حالات بھی زبانی اطلاع کیا اس وقت کافورشاہ نے تیاری لشکر کا قصد کیا اور
یہ ارادہ ہوا کہ جاکر خداپرستون سے لڑون اور ملکہ کو چھین لون اس وقت عیار نے عرض
کی کہ اگر حکم ہو تو مین جاکر لشکر اسلام مین دریافت کرون اگر ملکہ ہو تو اسے چھپا لاؤن یون

لڑنے میں بہت کشت و خون ہوگا اور پھر کیا معلوم فتح کسکی ہو اسلیے کہ خدا پرستون کا چہار دانگ عالم
مین شہرہ ہی کہ ایسے لڑاکو کوئی سپہر برین نہیں ہوا ہی بادشاہ نے رائے اسکی پسند کی اور مہتر سحر خیز سے
کہا کہ اگر تو ملکہ کو لے آئیگا تو تجھے اسقدر انعام دونگا کہ مالا مال کردونگا یہ سنکے مہتر سحر خیز نے
چند عیار اپنے ساتھ لیے اور کوچ کرکے جانب ملک بہار بلقیہ روانہ ہوا جس وقت قریب پہونچا تو صورت
اپنی اقیت کی بنائی اور پہلے لشکر سالیق میں پھری گھاٹی ایک ایک خیمہ ڈیرہ ڈھونڈھ ڈالا جب
کہیں ملکہ کا ذکر بھی نہ پایا تو پیش لشکر اسلام میں آیا اور کہا کہ سمجھتے یا یا صاحبقران کے گانیکا بڑا نام سنا ہی
ہم چاہتے ہیں کہ کچھ آپ سنین کچھ انہین سنائیں اہل لشکر نے کہا کہ خواجہ اس وقت کوتوالی
چبوترے پر ہونگے وہاں جاؤ مہتر سحر خیز اقیت بنا ہوا کوتوالی چبوترے پر آیا دیکھا کہ خواجہ
کرسی پر بیٹھے ہیں اور ایک عیار اور پیر خواجہ کے کرسی پہ بیٹھا ہی باقی عیار کھڑے ہیں اقیت نے
جاکے سلام کیا اور کہا کہ مین آپکا نام سنکے بڑی دور سے آیا ہوں چاہتا ہوں کہ کچھ گانا سنوں
اور کچھ سناؤں خواجہ نے فرمایا کیا مضائقہ ہی اقیت کو مہمان لیا اور آگ تھوڑی سی صحبت
آراستہ کرکے اقیت کو گوایا مہتر سحر خیز خوب خوب گایا بعد اسکے صاحبقران نے اسکو اپنا گانا
سنایا اور طیفور کو سنایا اقیت نے بہت تعریفین کی اپنے کان پکڑ لیے اور کہا کہ واقع
میں آپ کا مثل نہیں ہی یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک عیار آیا اور آستے خواجہ صاحبقران سے کہا کہ
شہسوار منظر علی پسر خواب شاہ منظر علی جو ناموس صاحبقران کو پہونچانے قلعہ بہار کی جانب گیا ہوا
تھا وہ آگیا آج سے اسکے خیمہ پر بھی پہرہ قائم ہونا چاہیے یہ سنکے خواجہ نے چند عیاروں کو
واسطے حفاظت خیمہ شہسوار منظر علی کے تعین کیا اور طیفور سے کہا کہ صاحبقران نے اچھا
نہ کیا کہ ناموس کو بہارستان مغرب میں پہنچ دیا یہاں کل سرداران لشکر اسلام موجود تھے اسپر
تو یہ حالت ہوئی کہ ملکہ مہتاب حور جمال دختر خورشید زرین کمر کی بابت کسقدر لڑائیاں ہوئیں
اتنا اور شاہزادیاں بھی مع مہتاب حور جمال وہاں گئی ہوئی ہیں اگر کوئی سردار قلعہ پر چڑھ آیا
تو جبتک یہاں سے کوئی شخص پہونچے مدد نہ ہوسکے اس وقت تک نہیں معلوم کیا ہو گیا ہو لیکن
ان رئیسون کے معاملہ میں کون دخل دے یہ سب باتیں مہتر سحر خیز نے بگوش ہوش سنیں اور جس امر
کے دریافت کرنے کو یہ آیا تھا اسے سب معلوم ہو گیا بس اسنے خواجہ سے کہا کہ اب مین رخصت
ہوتا ہوں مجھے اپنے گرو سے ملنے جانا ہی تین چار روز میں واپس ہونگا تو پھر آپ سے کچھ حاصل
کرونگا خواجہ نے اقیت کو رخصت کیا اسنے صحرا میں جاکر قیام کیا اور کہا کہ ہمارا آنا بیکار ہوا اب بادشاہ
کے پاس خالی ہاتھ کیا جائیں کوئی تحفہ تو یہاں کا لیتے چلیں بہتر یہ ہی کہ وحید الملک کو اسیر کرکے
لیچلیں سنا ہی کہ دختر خورشید زرین کمر پر یہ بھی عاشق ہی اور اسکی وجہ سے ملکہ لشکر اسلام میں ہی
یہ تجویز کرکے شکوہ چلا اور صورت فقیر کی بنا کر لشکر اسلام میں آیا اور قریب خیمہ وحید الملک
کے ایک مقام پر بیٹھ رہا جب دربار برخاست ہوا سب سردار رخصت ہوے وحید الملک
اپنی خوابگاہ میں آ گئے آرام کیا جب زلف لیلاے شب کمر تک پہونچی تو مہتر سحر خیز پشت خیمہ کی
طرف آیا قنات چاک کی پہرہ دارون نے بیہوشی سے اڑا کے وہ شمع برگیر کرکے جلے دھوان اسکا منتشر
ہوا پہرہ دار بیہوش ہو گئے بس یہ اندر خیمہ کے آیا اور کشتی عیاری میں بیہوشی رکھکر قریب ناک کے
لے گیا جیسے ہی شاہزادہ وحید الملک نے اوپر کی سانس کھینچی بیہوشی دماغ میں چڑھ گئی

وحید الملک چھینک مار کر بیہوش ہوئے لس مہتر سحر خیز نے چادر عیاری کمر سے کھولی اور پشتارہ باندھ کر
لے نکلا لیورات ہی کوکوچ کر کے جانب شہر کافوریہ روانہ ہوا یہان صبح کو جو باری دار ہوشمین آئے
مالک کو نپایا قنات چاک دیکھی تو شور کیا کہ ہمارے آقا کو کوئی چرالیگیا رضوان بن خضران آیا اور
اسنے پتیرا عیار کا پہچانا اور آکر بادشاہ اسلام کی خدمت مین عرض کی کہ کوئی نیا عیار آیا تھا وہ چرا لیگیا
اُس وقت بادشاہ اسلام نے خواجہ خضران سے ارشاد فرمایا کہ خواجہ وحید الملک کا چوری
جانا باعث تشویش ہے جاو وحید الملک کی تلاش کرو خضران نے عرض کی کہ عیار بڑی غفلت
کرتے ہین مین تو پا در رکاب ہون مگر حضور جبتک آپ روانہ ہونگے اُس وقت تک کہان جا سکتا ہون
یہ کہکر پانہا سے عیاری سے درست و چست ہو کر نشان قدم دیکھتے ہوئے جانب صحرا روانہ ہوئے
وہان مہتر سحر خیز نے جب یہ خیال کر لیا کہ اب مین بہت دور نکل آیا ہون تو اب اپنے ایک مقام
قیام کیا اور سوچا کہ کچھ کھا پی کر آسودہ ہو لو تو چلو یہان خواجہ خضران تو لشکر مین پہلے ہی آئے تھے
دیکھا کہ عیار بہت سے اسکے ہمراہ ہین وقت پڑیگی اب آگے چل کر کچھ فکر کرنا چاہیے یہ سوچ کے
اور آگے روانہ ہوئے دیکھا کہ کچھ فاصلے پر گانون ہے راستے پر گانون سے ایک بھڑ بھونجے کی دکان
ہے عورت اُسکی نہایت حسین ہے بھڑ بھونجا ایک درخت کے نیچے بیٹھا پیشاب کر رہا ہے خواجہ نے
پشت کی جانب سے جا کے ناک اُسکی مل دی وہ تو اُسی جگہ بیہوش ہوا آپ اُسکی صورت بن کے
دکان پر آگئے بھڑ بھونجن سے کہا رے کچھ لٹیرے آتے ہین روپیہ پیسا جہان رکھا ہو مجھے لا دے
کہ مین کسی درخت کے نیچے لیجا کے گاڑ دون آ سنکے کہا کہ روپیہ پیسہ تیری گانٹ مین رہتا ہے مین
کیا جانون یہ کہکے جلدی جلدی اتار پور اُتار کے حوالے کر دیا کہ اسے کہین چھپا دے خضران
نے سب اپنے قبضہ مین کیا اور دیوار کی آڑ مین جا کر سب زر و زیور پیل کر لیا اور آکے بھاڑ جھونکنے لگے بھوڑ
جو اسکا کھٹا بھڑ بھونجن بیہوش ہوئی خواجہ نے اُسکو تو کسی کونے مین ڈال دیا اور آپ بھڑ بھونجن بنکے
بھاڑ جھونکنے لگے اتنے مین وہ سب عیار پشتارہ وحید الملک کا لیے ہوئے آئے دیکھا کہ ایک خوبصورت
سی عورت بیٹھی بھاڑ جھونک رہی ہے ان عیارون کو مسخر سوجھا دل لگی کرنے لگی مہتر سحر خیز آگے بڑھا
اور کہا کہ تھوڑا سا چبینا بھون دے بھڑ بھونجن نے کہا ذرا ٹھہر بھاڑ گرم ہو لے تو چبینا بھونون یہ بیٹھے
سامنے دوکان کے ٹہل گئے آپ نے بھاڑ جھونکتے جھونکتے ایک مٹھا بھر کے بیہوشی جو پھینکی دھوان
اُسکا منتشر ہوا سب کے سب چھینکین مار مار کے بیہوش ہوئے خضران نے توبہ کیا اور آکے مہتر
سحر خیز کی مشکین باندھین اور ہوشیار کیا آنکھ جو کھلی تو سر پر خواجہ خضران کو پایا حیران ہوا کہ یہ کہان
سے آگئے خواجہ نے کہا کہ سچ بتا تو کون ہے اور کہان سے آیا تھا اُس وقت مہتر سحر خیز نے سارا ماجرا
بیان کیا کہ اصل یہ ہے کہ مین عیار ہون کافور شاہ کا مارا مین بلکہ مہتاب حور لقا کے لیے آیا تھا یہان
مالک کو نپایا تو اسکے عاشق کو اسیر کر لایا کہ اسکی گرفتاری بھی مالکہ کے ملنے سے کم نہین ہے کافور شاہ
کے ساتھ بچپن سے نسبت مالکہ کی ٹھہری ہوئی تھی یہ سنکے خواجہ نے کہا کہ کیا کہتا ہے دین اسلام کے
بارے مین دیکھا مہتر سحر خیز نے کہا کہ جان کی بچایا چاہتی ہے بیکس مسلمان ہو خواجہ نے وحید الملک کو
سفوف دفع بیہوشی سونگھا کر ہوشیار کیا وحید الملک کی آنکھ جو کھلی اپنے کو صحرا مین پایا کہا
خواجہ کسنے اسیر کیا تھا خضران نے کہا ایہ وحید الملک یہ عیار مکار تمکو گرفتار کرکے شہر کافوریہ
کی طرف لیے جاتا تھا مین نے تمکو آ کے رہا کیا وحید الملک نہایت ممنون ہوئے خضران

وحید الملک کو اپنے ساتھ لیکر اس طرف پھرے اور مہتر سحر خیز جو یہان سے بھاگا پہلے شہر زرینہ مین آیا
خورشید زرین کمر سے ملا اور بیان کیا کہ مین نے ملکہ کے عاشق کو اسیر کر لیا تھا مگر رستے سے خضر ان
عیار آسکے چھڑا لیگیا واقعی مین عیاران لشکر اسلام نہایت چالاک ہین لیکن اب مین جاکے کافور شاہ
سے اطلاع کرتا ہون کہ ملکہ بہارستان مغرب مین ہے وہ کسی سردار کو بھیجکر قلعہ پر قبضہ کرے گا آپ
اطمینان رکھین خورشید زرین کمر یہ سنکے خاموش ہو رہا کہ چلو یہ بات خوب نکلی اسمین ہماری
بدنامی کچھ نہین ہے اور اگر ملکہ کافور شاہ کے قبضہ مین آگئی تو وہ ہم مذہب بھی ہے اسکے ساتھ شادی
کر دینے مین کچھ قباحت نہین ہے یہ خیال کرکے خورشید اپنے مقام پر خاموش ہو رہا اور عیار یہان سے
بھی رخصت ہوکر جانب شہر کافوریہ روانہ ہوا اور اپنے بادشاہ سے تمام سرگذشت بیان کی
اُس وقت کافور شاہ نے چوپان چوگان باز سے کہا کہ تو جا کر قلعہ بہار سے جتنی عورتین ملین
سب کو لے آ سنا ہے کہ وہان بہت سی شاہزادیان مقیم ہین جنکے عقد بھی ابھی نہین ہوئے ہین یہ
تحفہ خداوند آئینہ نے ہمارے ہی واسطے رکھ چھوڑا تھا انہین سے ایک مین تجھے بھی دونگا
یہ سنکے چوپان چوگان باز کہ پہلوان زبردست ہے اپنے لشکر کو ساتھ لیکر چالیس ہزار سوار
کی جمعیت سے جانب بہارستان مغرب روانہ ہوا جس وقت قریب پہونچا تو ہرکارون نے
خبر سنجاب شاہ مغربی کو پہونچائی کہ چوپان چوگان باز بہ ارادہ جنگ آتا ہے یہ سردار نہایت
زبردست ہے ارادہ اسکا یہ ہے کہ ناموس پر دست اندازی کرے یہ سنکے سنجاب شاہ مغربی نہایت
پریشان ہوا اور اسنے ایک عرضی بخدمت بادشاہ اسلام تحریر کی مضمون یہ تھا کہ آئینہ پرستون نے
میرے ملک پر لشکر کشی کی ہے مقدمہ ناموس کا ہے لہذا جبتک میرے دم مین دم ہے اُس وقت تک
تو مجال کسیکی نہین ہے کہ قلعہ بہار مین قدم بھی رکھ سکے ہان بعد میرے جو کچھ ہو اسے مین نہین کہ سکتا واجب
جانکر عرض کیا یہ عرضی لیکر قاصد تو جانب ملک [illegible] روانہ ہوا اور یہان سنجاب شاہ مغربی
نے قلعہ سے لشکر کو نکالا چودہ ہزار سوار اس مقام پر باقی رہ گئے تھے انھون نے عزم مقابلہ
کیا دوسرے روز گرد اڑی چوپان چوگان باز چالیس ہزار سوار و پیدل کی جمعیت سے پہونچا اور
مقابلہ مین لشکر سنجاب شاہ کے خیمہ برپا کیا اور ایک نامہ سنجاب شاہ کو تحریر کیا کہ اے سنجاب تباہ
اگر خیریت اپنی چاہتے ہو تو جسقدر عورتین اہل اسلام کی تمہارے قلعہ مین ہین انکو ہمارے سپرد کرو ورنہ
یہ یاد رکھنا کہ تمہارے سر پر میرے [illegible] نہین اس قلعہ کی کوئی حقیقت سمجھتا ہون دو دن
مین یہ سب کام ختم کرکے ان عورتون کے ساتھ تمہاری عورتون کو بھی اسیر کر لیجاؤنگا آگے تمکو اختیار
ہے جس وقت یہ نامہ سنجاب شاہ مغربی کو پہونچا تو سنجاب شاہ نے جواب مین تحریر کیا کہ او ملعون کیا
بکتا ہے مجھے اس طرح کی باتین تحریر کرتے ہوئے شرم بھی نہ آئی کہ ہمارے ناموس پر
دست اندازی کرنے کو تو جاتا ہے نہین جانتا کہ یہ عورتین کسکے ناموس مین داخل ہین آئینہ پرستون کی
گردنین اُڑ جائینگی اور مانند تصویر خیالی کے نظرون سے غائب ہو جائینگے خبردار اب ایسے بیہودہ
الفاظ نہ تحریر کرنا ورنہ منہ توڑ دیا جائیگا یہ دندان شکن جواب جو چوپان چوگان باز کو پہونچا
بس اسنے جوش و خروش مین آکر نقارہ رزمی بجنے کا حکم دیا اُسی وقت طبل جنگی پر چوب
لگی اور یہ آواز طبل کوچی یہ جب سنجاب شاہ مغربی کو پہونچی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا
دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین اب انکو تو انتظار صبح مین چھوڑا جاتا ہے اور یہان

چند کلمے داستان شوکت بیان شاہزادہ طہمورث شیر پور کے بیان کیے جاتے ہین

یہ داستان اس مقام تک تحریر ہوئی تھی کہ کوہ مروارید پر جلسہ ہونے والا ہے اور مجمع پریزادون کا ہو سلیمان صاحبقران تیاری عرس مین مصروف ہین شاہزادہ طہمورث شیر پور کی سواری جس طرف سے ہو کر گذرتی ہے پریزادین طبق گل نثار کرتی ہین اک عجیب ہنگامہ برپا ہے لیکن جس پری سے آنکھ چار ہو جاتی ہے اسکا بسبب خوف کے زہرہ آب ہو جاتا ہے یہ تاثیر نگاہ مین شیر کے دودھ کی تاثیر سے پیدا ہوئی ہے الغرض جب روز عرس آیا تو تمام پریزادین آکر مقبرہ پر جمع ہوئین سامنے مقبرہ کے شامیانہ زرنگار کھینچا گیا اور فرش بچھایا گیا شامیانہ کے نیچے رؤسا اور اشراف جمع ہوے جو آتا تھا پہلے مقبرے مین جاتا تھا فاتحہ پڑھتا تھا بعد اسکے آکر جلسہ مین بیٹھتا تھا یہانتک کہ جب تمام رئیس اور اشراف جمع ہو گئے تو قوال حاضر ہوے اور انھون نے باری باری اشعار عبرت آمیز گانا شروع کیا

آرام کے تھے ساتھی کیا کیا جب وقت پڑا تو کوئی نہین
سب دوست ہین اپنے مطلب کے دنیا مین کسیکا کوئی نہین

گلگشت مین دامن منہ پہ نہ لو نرگس سے حیا کیا ہے تمکو
اس آنکھ سے پردہ کرتے ہو جس آنکھ مین پردا کوئی نہین

ہے لطف اس سے نہ غنا اس سے مجذوب کی بڑ مین قول ہے یہ
جو منہ پہ آیا کہہ بیٹھے اور دل مین ارادہ کوئی نہین

جو باغ تھا گل پھولون سے بھرا اٹکھیلیون سے چلتی تھی صبا
اب سنبل و گل کا ذکر تو کیا خاک اڑتی ہے اس جا کوئی نہین

آئینہ و ساغر ہین باہم حیرت یہ ہے دل آنکھین ہین مگر
یاد آتے ہین اسکندر و جم اب جنکو تماشا کوئی نہین

ہر ایک نمائش کو دیکھا جھوٹی جو پایا کچھ تو بھی نہ تھا
ہستی ہی حباب بحر فنا اس دم کا بھروسا کوئی نہین

جو اونچے مکانون والے تھے سب خاک تلے جا لیٹے ہین
رہتے تھے جہان خدم و حشم اب دیکھو تو اس جا کوئی نہین

گل جنکو اندھیرے سے تھا خطر رہتا تھا چراغان پیش نظر
اب شمع جلا قبرون پہ [illegible] داغ ہے اب اتنا کوئی نہین

پیشے مین کسان اول ہے [illegible] آغاز وہ نیک انجام ہے بد
یا بزم طرب یا کنج لحد یا وہ مجمع یا کوئی نہین

جب بند ہوئین آنکھین تو کھلا دو روزہ تماشا تھا سارا
[illegible] ہے تاج اسکا [illegible] دارا کوئی نہین

قتال جہان [illegible]
[illegible] کوئی نہین

اے آرزو اسکا فخر نکر کو شعر کا فن ہے نازک تر
اس کام مین کیون کی عمر بسر جسکا نتیجا کوئی نہین

قوالون نے اس اس طرح کے ناپائداری دنیا کے اشعار جو لحن درد انگیز مین سنائے سننے والون کے دل بھر آئے کوئی دم سرد بھر رہا تھا کوئی اشکون سے منہ تر کر رہا تھا طیمور شیر پیکر سلیمان صاحبقران کے پہلو مین بیٹھا ہوا تھا اور گانا سننے مین محو تھا تین روز کامل اسی طرح کا جلسہ رہا چوتھے روز سب شہزادون نے آ آ کر آخری زیارت اس مرقد منور کی کی اور فاتحہ پڑھ پڑھ کر اپنے اپنے ملک کی طرف روانہ ہونے لگے دن بھر مین کوہ مروارید پر سوا سلیمان صاحبقران اور انکے متوسلین کے کوئی باقی نہ تھا طیمور نے سلیمان صاحبقران سے عرض کی کہ دنیا بہت برا مقام ہے اس جلسہ کی شرکت کرنے کی وجہ سے مجھے ناپائداری دنیا کامل طور سے ظاہر ہو گئی یہ مقام عبرت دلانے کو کم نہین ہے کہ ابھی کل اسی جگہ کیسی چہل پہل تھی اور آج کیسا سناٹا ہے لہذا اب مجھے اجازت ہو مین سردہ دنیا کی طرف جاؤن سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے اور دیو تہمتن کو بلا کر ارشاد کیا کہ تو اپنے بال طیمور کو دے کہ یہ بازو پر اپنے باندھ لے جسوقت انکا جی چاہے کہ کوئی پیام تجھکو بھیجین تو آسانی ہو دیو تہمتن نے اپنے بال طیمور کو دیکر عرض کی کہ جب آپ ان بالون کو منہ کی بھاپ دینگے مین اسی وقت حاضر خدمت ہو جاؤنگا طیمور شیر پیکر نے ان بالون کو لیکر تعویذ بازو بنایا اور سلیمان صاحبقران سے رخصت ہوا سلیمان صاحبقران نے مرہم سلیمانی دیا اور ارشاد کیا کہ خاصیت اس مرہم کی یہ ہے کہ ادھر زخم پر لگایا اور فورا زخم مندمل ہو گیا چونکہ تم سردہ دنیا پر جانے والے ہو اور لڑائیان درپیش رہینگی لہذا یہ مرہم اپنے ساتھ رکھو کہ شاید ضرورت اسکی پڑے اور دیگر تحائف بھی طیمور شیر پیکر کے سپرد کر کے چند دیون کو ساتھ کر کے طرف سردہ دنیا کے روانہ کیا جسوقت طیمور شیر زرینہ مین پہونچا اور اپنے باپ سے ملا تو تمام شہر مین عجیب خوشی ہوئی سر پہلوت رعد آواز اور نہنگ بن طوفان نے آکر ملازمت حاصل کی خورشید زرین کمر نے جشن خوشی منعقد ہونے کا حکم دیا شاہزادہ طیمور نے تحائف پرستان کے پیش کیے لیکن عین جشن مین نامہ کافورشاہ کا حال شاہزادہ طیمور سے بیان کیا اور کہا کہ عیار اسکا جہد الملک کو اسیر کر لایا تھا لیکن خضران عیار چھڑا لایا گیا اب سنا ہے کہ کافورشاہ نے کسی سردار کو قلعہ بہار پر لشکر کے لینے کو بھیجا ہے یہ سننا تھا کہ طیمور کو نہایت غصہ آیا اور اسنے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون ایسا نہو کہ وہان کوئی افتاد پیش آئے تو بڑی بدنامی ہوگی چونکہ کافورشاہ بھی آئینہ پرست ہے لہذا یہی خیال گذرے گا کہ یہ آئینہ پرستون کی باہمی سازش ہے اور وہان اور شاہزادیان بھی ہین اگر انکی عزت مین فرق آیا تو گویا اپنی عزت مین فرق آیا یہ کہکر اسی وقت اٹھ کھڑا ہوا اور وہی چالیس ہزار سرخ پوش اپنے ہمراہ لیکر جانب بہارستان مغرب روانہ ہوا طیمور کے جانے کے بعد خورشید زرین کمر بھی مع کل لشکر اور سکندر آئینہ پرست جانب بہارستان مغرب روانہ ہوا حفاظت ملک کے لیے سر پہلوت رعد آواز کو مین چھوڑا نہنگ بن طوفان دریا اور سرخ کو ساتھ لیا اور اب یہ سب کے سب جانب بہارستان مغرب

پہنچے ہین انکو بھی مصروف رہروی رکھا گیا اور اب

یہان سے دو کلمے داستان نامہ سنجاب شاہ مغربی کے بیان ہوتے ہین

راوی کہتا ہے کہ جیسے خلخال جادو ماری گئی اُس وقت سے ساریق نے طبل جنگ نہین
بجوایا تمام ملک سے پوئیس ہے صاحبقران کو جشن سے بھی فراغت ہوگئی لیکن ہنوز کوئی
خبر طبل جنگ کی نہین سنی ہے نہیب مغربی شاہ نے دلیون کو بہارستان مغرب مین بہونچا کے واپس
بھی آگیا خواجہ خضران جانب خانہ کعبہ جانے کی تیاری کر رہے ہین لیکن سکندر رستم خو
اور شاہزادہ شہنشاہ یوسف شکن نے روک دیا ہے کہ خواجہ جسوقت تک حضور ہم لوگون سے کہین
اُس وقت تک آپ تشریف نہ لیجائیے گا ایک روز صاحبقران عالیشان بارگاہ مین بیٹھے
تھے سردے آنکھ ہوئے تھے سیر صحرا مین مصروف تھے کہ جانب صحرا سے گرد اُڑی اور آمد
لشکر کے آثار معلوم ہوئے ہرکارے واسطے دریافت حال کے روانہ ہوئے اور آکر عرض کی
کہ ارقم تتاری ایک جنازہ لیے ہوئے چلا آتا ہے صاحبقران نے چند سردارون کو واسطے
استقبال کے روانہ کیا لوگ گئے اور استقبال کرکے ارقم تتاری کو لائے صاحبقران
نے خیریت دریافت کی ارقم تتاری نے عرض کی کہ پہلے بیٹے کا داغ اُٹھایا اُسکے بعد بہو سے
فراق ہوا جب مین اپنے ملک مین پہونچا تو مین نے دین اسلام اختیار کرنے کا حال اپنے سمدھی کو
تحریر کیا اُسنے اپنی دختر کو بلایا میرا فرزند بھی اپنی زوجہ کے ساتھ گیا خدلو مشکباری نے میرے
فرزند کو اسیر کرکے قتل کرنے کا حکم دیا اُسکی زندگی باقی تھی کہ نتیجہ اُٹھانے گیا لیکن بہو نے میری اس
غیرت مین خودکشی کر لی کہ باپ اسکا دوسرے شخص کے ساتھ اُسکی شادی کیے دیتا تھا فرزند کو میرے
ایک ساحرہ لیگئی تھی بمشکل اُسکے ہاتھ سے رہائی پائی اور شہر مین آکر تمام حالت مجھ سے بیان
کی مین نے شہر مشکبار پر فوج کشی کی اُس وقت قلعہ سے جنازہ نکل رہا تھا مین نے جنازے کو
چھین لیا اور آپ کی خدمت مین حاضر ہوا ہون کہ اُسکے واسطے بھی دعا فرمائیے یہ کہکر رونے لگا اور
قفل تتاری آکر قدمون سے لپٹا صاحبقران سکوت کے عالم مین تھے کوئی جواب نہین
دیا ارقم تتاری کی دعوت کا حکم دیا اور جاے قیام معین کی اور فرمایا کہ اے ارقم تتاری اُسوقت
خدا کی مصلحت تھی کہ فرزند تیرا مرنے کے بعد پھر زندہ ہوا پھر مردہ زندہ نہین ہو سکتا اگر ایسی تاثیر
میری زبان مین ہوتی تو مین اپنے عزیزون کو دعائین مانگ کے زندہ کرلیتا اسکے واسطے
تو آپ دعا کر اسلیے کہ دین اسلام سے مشرف ہوچکا ہے یہ سنکے ارقم تتاری مایوس ہوا وزیر نے
عرض کی کہ اس وقت مزاج صاحبقران کا دوسرے رنگ پر ہے لہذا آپ بھی خاموش ہورہیے
کل پرسون تک دیکھا جائیگا ارقم تتاری خاموش ہورہا جب رات ہوئی اور صحبت برخاست
ہوئی تو صاحبقران عالیشان نے خوابگاہ مین جاکر آرام فرمایا جب آنکھ لگی تو خواب مین
ایک بزرگ کو دیکھا کہ وہ ارشاد فرماتے ہین کہ اے عادل کیون شکوہ وہ اپنی دور سے
امید لگا کے آیا تم اُسکی بہو کے واسطے دعا کرو اگر دعا نکروگے تو وہ سب برگشتہ ہوجائینگے
اور یہ سمجھینگے کہ قفل جو لڑکا ہے زندہ ہوا یہ درصل مردہ نہ تھا جو اُسکے لیے دعا کی اور یہ عورت
فی الحقیقت مردہ ہے جو اسکے لیے امیر دعا نہین کرتے ہین ان لوگون کے ایمان برگشتہ ہوجائینگے
یہ خواب دیکھ کے صاحبقران کی آنکھ کھلی تو نماز صبح کا وقت تھا امیر نے فریضہ سحری
ادا کیا اور وظیفہ پڑھتے ہوئے بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے اور ارقم تتاری

کو بلوا بھیجا ارقم حاضر ہوا فرمایا کہ صندوق لیجا کے سامنے قیطول سارلیق کے رکھدو اور اس سے کہو کہ اگر
تو دعوے خداوندی رکھتا ہے تو ابھی اسے زندہ کردے اور جتنے ساحر تیرے لشکر میں ہیں انسے کہہ کہ وہ
سحر کے زور سے اسکو زندہ کردیں اگر تم سب عاجز رہے اور مجھ عاجز کی دعا خدا نے سن لی تو تجھے چاہیے
کہ دین اسلام اختیار کر ارقم تتاری سمجھ گیا کہ اب صاحبقران اسکے لیے ضرور دعا کرینگے ارقم نے جلدی
سے صندوق منگوایا اور اپنے ساتھ لیے ہوے سامنے قیطول سارلیق کے پہونچا اور پکار کر کہا کہ اے
بادشاہ باختر اگر تجکو دعوے خداوندی ہے تو اسے زندہ کردے یہ سنکے سارلیق نے دریچہ کھولا
صندوق رکھے دیکھا جواب دیا کہ آج کل خداوند ہم میں ہیں اسکو بروز نوروز زندہ کردینگے صندوقچا
کو لیجا کے دریاے رحمت میں پھینک دے یہ سنکے ارقم تتاری نے کہا کہ معلوم ہوا کہ تمہارا
خداوندی ہے ارے خداوند کو تم کہ سخنگان نے کہا کہ اے سارلیق کسی ساحر سے کہہ کہ وہ سحر کرے
کہ یہ باتیں کرنے لگے اور اٹھے بیٹھے لوگوں کے دلوں میں تیری طرف سے اختلاف پیدا ہوگا اور یہ
بادشاہ جو امیر کے پاس غرض لیکے آیا ہے انسے برگشتہ ہوکے تیرا شریک ہوجائیگا اس وقت سارلیق
نے جھک کے ساحروں سے کہا کہ اے بندگان من اسے سحر سے زندہ کردو ساحروں نے قصد سحر
کیا ہی تھا کہ صاحبقران دوران مع سرداران عالیشان پہونچ گئے اور اسم اعظم پڑھ کر صندوق
پر دم کردیا سارلیق نے امیر باتوقیر کی طرف دیکھ کے کہا کہ اگر تم اس مردے کو زندہ کردو
تو تمہاری خدائی کا ایمان لاؤنگا فرمایا میں ضرور تجھے خداوند کہونگا اور اگر تو زندہ نکرسکا تو تجھے دین خداپرستی اختیار
کرنا ہوگا سارلیق نے کہا کہ خداوند بزرگ کو سجدہ کرے یہ کہکر ساحروں سے اشارہ کیا ساحر سحر
کرنے لگے لیکن چونکہ صاحبقران اسم اعظم پڑھ چکے تھے کسی سحر نے مطلق تاثیر نہیں کی اسوقت
امیر نے فرمایا کہ ایہا الناس میں قسم کہاتا ہوں اپنے دین و مذہب کی کہ میں سحر و ساحری سے
بالکل ناواقف ہوں لیکن پھر یہ کہتا ہوں اس پروردگار عالم پر جو کہ قادر مطلق ہے وہ چاہے تو
مردے کو زندہ کردے اور زندہ کو مردہ کردے دیکھا تمنے کہ ساحروں نے بھی اپنے حوصلے پورے
کرلیے اور جسے تم خداوند کہتے ہو وہ بھی کچھ نکرسکا اب میں ایک بندہ ذلیل اس پروردگار جلیل
کا اپنے خالق سے التجا کرتا ہوں وہ اس مردہ کو زندہ کرسکتا ہے بلکہ مردہ صد سالہ کو زندہ کرسکتا ہے یہ سنکے
بہت سے سارلیق پرستوں نے عرض کی کہ یا صاحبقران اگر آپکی دعا سے یہ مردہ زندہ ہوگیا
تو ہم آپکا دین ضرور اختیار کرینگے سخنگان نے سارلیق سے کہا کہ اب ٹھیک ہے یہ مردہ امیر کی دعا
سے زندہ ہوا اور تمام لشکر ہاتھ سے پھر جائیگا جلد حکم دیجیے کہ جو اس مردے کو زندہ ہوتے
دیکھیگا خداوند اسپر اپنا غضب نازل کرینگے کہ یہ سب خداوندی ہے خداوند نے خود ہی اسکو زندہ
نہیں کیا یہ راے سخنگان کی سارلیق نے پسند کی ادھر تو امیر دست بدعا ہوکر جناب باری
میں عرض کرنے لگے کہ اے کس بیکسان واے یاور غریبان تو اس اپنے بندہ عاجز کی دعا قبول کرکے
سامنے ان کفار کے شرمندہ گنہگار ذلیل نہو ادھر سارلیق نے حکم دیا کہ اے بندگان من آگاہ ہوجاؤ
خبردار بندہ میرے غضب میں گرفتار ہوجاؤگے جسم زندہ ہوتے [illegible]
لوگ جوق جوق گروہ گروہ [illegible] سارلیق کی طرف سے [illegible]
[illegible] صاحبقران [illegible] تمام ہوئی [illegible]
[illegible]

اور بڑھے کیا کوئی جوان تیرے لشکر مین نہ تھا جو تو مقابلے کو آیا ہی اور یہ عذر تیرا بیجا ہی کہ پرائی ناموس کو مین طلب
کرتا ہون جو میرے شاہزادے کی منگیتر ہی اور خداپرست اُسے زبردستی چھین لیے مین اُسے چاہتا ہون یہ سنکر
فرقوت نے کہا کہ خداپرست کبھی زبردستی تصرف نہین کرتے بالکہ کسی کے ابھی نکاح مین نہ تھی اور
شاہزادہ وحید الملک سے رضامند تھے اُسکے باپ اور اُسکے بھائی کی رضامندی سے بالکہ یہان ہی
چوپان نے کہا کہ اب وہ ملکہ ہی شاہزادہ سرور کی جسکی منگیتر ہی باپ بھائی کسی کو حق حاصل
نہین ہی جسکی مالک ہی اُسکو اختیار ہی تجھے سیدھی طرح ملکہ کو ہمارے سپرد کرنا ہو تو سپرد کر ورنہ
یہ یاد رکھ کہ مالک سنجاب ہے سردار دیکھنے ہی کے ہین تلوار کھینچ انکی حال معلوم ہو جائے یہ سنکر
فرقوت نے کہا کہ لڑتا ہون تو اس وقت مین آیا ہی کہ سرداران مغرب موجود نہین ہین سب
مالک سارقیہ پر گئے ہوے ہین ورنہ تیری ٹانگین چیر کے پھینک دیتے ایک پہلوان ہی سے تا
فیل زور ہی تیری گوشمالی کو کافی تھا اور ہم اہل اسلام مین پیشدستی حریف پر نہین کرتے ہین اگر تجھے
دعوے ہی تو اپنا وار کر جس وقت خداوند عالم تیرے حربہ سے بچائیگا اُس وقت دیکھا جائیگا یہ سنکے
چوپان چوگان باز نے کہا کہ معلوم ہوا کہ پیمانہ عمر تیرا لبریز ہو گیا ہوشیار ہو جا یہ کہکر نیزہ مارا
فرقوت مغربی نے نیزے کو نیزے پر کاٹا طرفین سے نیزے چلنے لگے لیکن کوئی ضرر انکی طعن کی نوبت آئی
ہوگئی کہ اس سپہ جہاندیدہ نے ایسا بند باندھ کر جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے چوپان چوگان باز کے
صاف نکل گیا اہل مغرب نے صدائے تحسین و آفرین بلند کی اور آئینہ سینہ شکستہ کر کر ہوے
حیرت مین آگئے کہ یہ کیا ہوا اور چوپان کی نگاہون مین تو زمانہ سیاہ ہو گیا اندھا ہو گیا دعوے
یکتائی کا باطل ہوا تلوار کمر سے کھینچ لی اور سر پر فرقوت مغربی کے وار کیا فرقوت مغربی نے
سپر کو اٹھا کے ضرب کی پناہ کیا لیکن تیغہ چوپان کا لنگر دار تھا سپر کو قلم کر کے خود پر پہنچا
اور خود و دو بلتغہ کو کاٹ کر سر کا تو کہ چوپان نے جھٹکا مار تیغہ تا جگرگاہ اتر آیا یہ مرد مومن شہید ہوا
لوگ آکر لاش اُسکی اُٹھا لیگئے چوپان نے پھر مبارز طلب کیا مہران مغربی سنجاب شاہ سے
اجازت لیکر میدان مین آیا بعد گفتگو کے پھر نوبت شمشیر زنی کی آئی مہران ہاتھ سے چوپان
کے زخمی ہوا نبیل مغربی نکلا یہ بھی شہید ہوا بلال مغربی نکلا یہ بھی زخمی ہوا شام تک قریب سترہ
سرداران کے زخمی ہوے اور دو سردار مارے گئے شام کو طبل باز گشت بجا دونون لشکر میدان
سے پھر کر اپنی فرودگاہ پر آگئے سنجاب شاہ کو اپنے سردارون مین فرقوت کا کمال رنج ہوا
کہ یہ بڑا سردار تھا زمانہ شباب مین اسنے بڑے بڑے کار نمایان کیے تھے اور سنجاب شاہ
اسے بہت دوست رکھتا تھا وہان چوپان چوگان باز نے نقارہ رزمی پھر بجوا دیا اور کہا کہ کل قلعہ
لے لونگا یہ خبر جو سنجاب شاہ نے سنی تو رات کو مع فوج کے قلعہ مین چلا آیا اور قلعہ کو خوب آراستہ
کیا رات بھر طبل جنگ بجا کیا جب صبح ہوئی تو چوپان اپنے لشکر کو لیکر میدان مین آیا دیکھا کہ یہان
میدان صاف ہی معلوم ہوا کہ سنجاب شاہ مغربی رات ہی کو بھاگ کر قلعہ مین جا گیا بس اسنے
اپنے لشکر سے پانچ سو انتخاب کر کے اپنے ہمراہ لیے اور قلعہ پر دھاوا کیا وہان سنجاب شاہ مغربی
نے قلعہ کو خوب آراستہ کر رکھا تھا توپین چڑھی ہوئی تھین گولہ انداز توپون پر متعین تھے بہار قلعہ دار
فیل بند دروازے پر بیٹھا تھا ہاتھ مین اُسکے دوربین تھی صحرا کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے ہی اسنے
دیکھا کہ چوپان قلعہ کی طرف آتا ہی بس جیسے ہی چوپان چوگان باز دروازہ پر پہنچا بہار قلعہ دار نے

فیر کا حکم دیا تمام توپون کو ایک ہی بار تہی دکھا دی گئی توپخانہ رعد آواز گرجا طبقہ زمین کا ہلنے لگا تمام صحرا دھوان دھار
ہوگیا درندے اور چرندے صحرا سے کوسون نکل گئے یہان گولا اس طرح برس رہا تھا کہ یہ معلوم ہوتا تھا آسمان
سے اولے پڑ رہے ہین پانچ سو سوار توپخانے کے رہ گئے جسکے گولہ پڑا وہ الٹ گیا لیکن چوپان چوگان باز
بلا کا آدمی تھا جب اسنے یہ حالت دیکھی کہ اس طرح قلعہ پر سے برابر گولہ باری ہو رہی ہی اور ساتھ
والے مارے گئے تو اسنے مرکب کو رانون مین دبایا اور گرز سے گولون کو رد کرتا ہوا چلا جو گولا داہنے
جانب آیا بائین رکاب پر ہو کے خالی دیا جو بائین جانب آیا داہنی رکاب پر آ کے خالی دیا جو سامنے آیا اسکو
شکم مرکب سے لپٹ کے خالی دیا اور اگر کوئی گولہ سر مرکب کی طرف آیا تو اسے گرز یا سپر سے رد کر دیا گولے
دھوین کی تاریکی مین اس طرح آتے تھے جیسے شب تار مین تیر شہاب آتا ہی جب اہل قلعہ نے دیکھ لیا
کہ تمام صحرا تیرہ و تار ہوگیا زمین کا ایک ایک ذرہ سینہ اڑا دیا ہی تو انھون نے توپون کے منھ پر انگرکھے
رکھ دیے اور منتظر ہوے کہ دھوان ہوا سے منتشر ہو تو دیکھین کہ حریف پر کیا گذری جب دھوان ہوا سے
منتشر ہوا تو دیکھا کہ تمام صحرا مین سوا لاشون کے کچھ نظر نہین آتا کسیکا ہاتھ اڑ گیا ہی کسیکا پانون کسیکا
کسی کے سینہ پر گولہ پڑا ہی تو پشت کو توڑ کے پار گذر گیا ہی لیکن چوپان ملعون بر لب خندق کھڑا ہوا
نعرے کر رہا ہی اور کہہ رہا ہی کہ اہل قلعہ اب بھی خیریت اپنی چاہتے ہو تو بلکہ مہتاب حور جمال کو ہمارے
سپرد کرو ورنہ پھاٹک قلعہ کا توڑ کے سب عورتون کو اسیر کر لیجاؤنگا اہل قلعہ نے گالیان دین اور رسائی کا
مشعلا گرک کا پولا بارود کی ہانڈی تیل کا کڑاہ یہ سب چیزین فصیل قلعہ پر سے پھینکین چوپان نے
ان سب حربون کو بھی خالی دیا اور پھاٹک کی طرف گرز بکف لیکے چلا اس وقت اہل قلعہ مین اضطراب
کی حالت پیدا ہوئی اور سب کے سب دعا کرنے لگے کہ ای بیکسان و اسے دادرس غریبان
اس قلعہ مین وہ عورتین ہین جو اہل اسلام کی عزت ہین انکی آبرو کا تو ہی محافظ ہی ہنوز سخن در دہان
تھا کہ تیر دعا ہدف مراد پر لگا اور جانب صحرا سے تتق گرد شفق گون بلند ہوا یہ ابدا دیکھکر چوپان بھی
تھم گیا کہ دیکھنا چاہیے کون آتا ہی دوست ہی یا دشمن کہ اکبرتیہ آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا
دل گرد سے چالیس علمہاے سرخ جنمین پنجہ کے مقام پر آئینہ نصب تھے اور چالیس ہزار
یاقوت پوش ایک ایک علم کے سایہ مین ہزار ہزار جوان اور آگے آگے شاہزادہ طیمور
شیر پرور مرکب پر سوار پیدا ہوا اہل قلعہ پریشان ہوے کہ اس ایک آئینہ پرست
نے تو دریاے شیشہ مین غرق کر رکھا تھا اب یہ آیا ہی جو واقع مین حقدار بھی ہی کہ اسکی بہن قلعہ مین
ہی لیکن طیمور نے آتے ہی نعرہ کیا کہ باش اے چوپان چوگان باز خبردار و ہوشیار کہ
مین آپہونچا چوپان نے باگ مرکب کی پھیری اور سامنے طیمور کے ہو کر پکارا کہ او طفل تجھے شرم
نہین آتی کہ تو نے بہن کو اپنی خدا پرستون کے حوالے کر دیا اور جبکی بچپن کی منگنی تجھی کے
ساتھ شادی نہ کی اب تو آ گیا ہی تجھے مناسب ہی کہ ہم مذہبی کا پاس کر اور اپنی بہن کو
خدا پرستون سے چھین کر میرے سپرد کر کہ مین اسکو ہمسر دریا شاہ کی خدمت مین پہونچا دون
اور اگر تو خدا پرستون سے خوف کرتا ہی تو مین کھڑے رہ کر تماشہ دیکھونگا مین ابھی چھینے لیتا ہون یہ
سنتے ہی طیمور شیر پرور نے آواز دی کہ بس بیہودہ نہ بک تجھے کیا حق حاصل تھا کہ تو نے
اس قلعہ پر چڑھائی کی یہان نہین موجود تھا نہ وہ لوگ موجود تھے کہ جنکی امانت تھی لا جرم
اپنا دیکھہ تو تجھے کیا حال کرتا ہون یہ سنکے چوپان نے شیرہ مارا شاہزادہ طیمور نے سپر پر سر کو

نیزے پر لگا تھا اور نوین طعن مین نیزہ ہاتھ سے چوپان کے نکال دیا چوپان نے تلوار ماری طیمور نے
کلائی پر ہاتھ ڈال دیا مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور کمر زیچن کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو ایک ہی
زور مین قاش زین سے اٹھا کر اچھال دیا اور گرتے وقت کمر کا ہاتھ مارا کہ دو ٹکڑے ہو کے
لاش زمین پر گری یہ دیکھکر ہمراہیان چوپان دوڑ پڑے کہ ارے مار لو اسکو غضب کیا اسنے کہ
سردار کو ہمارے مارا اس طرف سے طیمور کے ہمراہیون نے یورش کی تلوار چلنے لگی طیمور نے
جو تلوار برسانا شروع کی فوج بے سردار کیا لڑ سکتی تاب نہ لا سکی لاش کو لیکر بھاگ کھڑی
ہوئی یہان طیمور نے سامنے قلعہ کے خیمہ برپا کیا جس وقت سنجاب شاہ نے دیکھا کہ یہ تو
ہماری طرف ہی تو فوج کو لیکر برائے استقبال آیا اور کہا کہ آپ قلعہ مین تشریف لے چلیے
طیمور نے کہا کہ اے سنجاب شاہ مین قلعہ مین ہرگز نجاؤنگا اگر صرف میری ہی ہوتی تو مضائقہ
نہ تھا وہان اور عورتین بھی موجود ہین جو ناموس صاحبقران سے ہین ہرچند سنجاب شاہ
نے اصرار کیا کہ آخر ہم لوگ بھی تو اپنی قلعہ مین موجود ہین جو ہمارے قیام کی جگہ ہی وہان ہم ہین تا نے
ہنگامیت دور ہین قلعہ مین جانا کچھ بجا نہین ہی لیکن طیمور نے محض انکار کیا اور اندر قلعہ کے
نہ لیا لیکن وہ لوگ جو لاش چوپان کی لیکر چلے تھے ہنوز شہر کافوریہ تک نہ پہونچنے پائے
تھے کہ راستے ہی مین سرورشاہ بن کافورشاہ مع فوج گران آتے ہوے دیکھا لاش چوپان
چوگان باز کے سامنے سرورشاہ کے ڈال دی اور عرض کی کہ قلعہ کو اسنے سر کر لیا تھا لیکن طیمور
شہر پرور پسر خورشید نے آکر اسکو مارا اسکی مرضی نہین ہی کہ بانکہ کی شادی آپ کے ساتھ
کی جاے بس یہ سنکر سرورشاہ کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہی اسکی شامتین آئی ہین
جو شفقت سے انکار کرتا ہی تم جاؤ اور والد ماجد سے کہدینا کہ آپ کل لشکر کو لیکر مع سمندر روئین تن
جلد تشریف لائیے پسر خورشید آمادہ جنگ ہی مین جاکر اس سے مقابلہ کرتا ہون یہ لوگ تو اس
طرف روانہ ہوے جس وقت شہر کافوریہ مین پہونچے اور کافورشاہ کو معلوم ہوا کہ چوپان مارا
گیا اور پیام اپنے فرزند کا بھی سنا بس اسی وقت اپنے کل لشکر کو لیکر کوچ کیا اور یہ بھی
طرف بہارستان مغرب کے روانہ ہوا وہان شاہزادہ طیمور خیمہ مین بیٹھا تھا سنجاب شاہ
منزلی حاضر تھا کہ جانب صحرا سے تق گرد و غبار بلند ہوا دیکھا کہ آمد لشکر کی معلوم ہوتی ہی
ہرکارون کو واسطے دریافت حال کے روانہ کیا لیکن ہوا نے ناگاہ گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن
گرد شگافتہ ہوا اول گرد سے دو سو علم نشانہ دو لاکھ سوار کا پیدا ہوے سر علم کے پھریرے
پر تعریف خداوند تبیبہ کی مرقوم تھی آگے آگے چار سردار زبردست گرزگران پر سوار آ کر
پہونچے مقابلہ لشکر طیمور خیمہ زن ہوے آخر مین سواری سرورشاہ کی نہایت جاہ و تجمل سے آ کے
پہونچی جس وقت سرورشاہ داخل بارگاہ ہوا دبیر کو طلب کیا اور ایک نامہ اس مضمون کا تحریر
کرایا کہ اے طیمور شہر پرور اسکا کیا سبب کہ تمنے لشکر خداپرستون کے سپرد کیا ایک تو یہ کہ تمکو یا اسیر
کچھ اختیار نہ تھا بانکہ اب ہماری ہو چکی تھی اسلیے کہ ہماری بچپن کی منگیتر تھی علاوہ اسکے وہ لوگ
مخرب ہیں ہم تمہارے ہم مذہب ہین اگر تمکو خداپرستون سے خوف ہی تو تم علیحدہ ہو جاؤ
مین لڑکر چھین لونگا ورنہ یہ یاد رکھنا کہ مین وہ شخص ہون کہ دس سرداران نامی کو مین نے زیر کر کے
اپنا مطیع کیا اور سالار لشکر کافوریہ سمندر روئین تن میرا ملازم ہی وہ اکیلا تمام خداپرستون کے واسطے

ہے اسلیے کہ حربہ اسکے جسم پر تاثیر نہین کرتا ہے تم ابھی ناتجربہ کار اور نادان ہو اپنے خیالات کو بہت جلد بدلو
ورنہ بہت پچھتاؤ گے جسوقت یہ نامہ شاہزادہ طہمورث شیر پرور کو پہونچا اور طہمورث مضمون نامہ سے
آگاہ ہوا تو جواب تحریر کیا کہ اے سرور شاہ اصل یہ ہے کہ مین خداپرستون کا ممنون احسان ہون مجکو
تو نے لکھا تھا اگر خداپرست نہوتے تو عزت مین فرق آجاتا وہی لوگ سارلق پرستون سے
لڑکر مالکہ کو چھین لائے اور بحفاظت تمام اپنے پاس رہنے دیا اگر وہ ملکہ کو چھین نہ لاتے تو خدا جانے
ملکہ کا کیا حشر ہوتا اور مجھ سے خداپرستون سے یہ اقرار بھی ہوگیا ہے کہ ہمارا تمھارا فیصلہ ہونے کے
بعد ایک مذہب ہوجائیگا اگر تمنے صاحبقران کو زیر کیا تو سب آئینہ پرست ہوجائینگے اور اگر
صاحبقران نے تمکو زیر کیا تو تمکو بھی دین خداپرستی اختیار کرنا ہوگا خداپرستون نے اس
عہد کی پابندی کی اور مالکہ کو اپنے سے علیحدہ کرکے جہان اور ناموس تھے وہین بھیج دیا اب ملکہ
انکی ہوچکی کیا مجال ہے کسیکی کہ مالکہ کی طرف نگاہ اٹھاکے بھی دیکھے اسلیے بہتر یہ ہے کہ تم اپنے
ارادہ سے باز آؤ اگر تمنے سردارون کو زیر کرکے مطیع کیا ہے تو مین نے قاف مین جاکر دیوان
سرکش کو پست کیا ہے اور بہت سے نامدار و اژدہا پیکر سردار کو زیر کرکے مطیع کیا ہے جو گلستان باختر
مین ایک سردار تھا اور اگر بڑا فخر و سا تمکو سمندر روئین تن کا ہے کہ اسپر حربہ بسبب روئین تن
ہونے کے تاثیر نہین کرتا ہے تو بروقت مقابلہ اسکے ٹانگین چیر کے نہ پھینکدون تو نام اپنا
طہمورث شیر پرور نہ رکھون اور اہل اسلام کیا موم کے بنے ہوے ہین کہ تو تمسے علیحدہ ہو جانے کو
کہتا ہے اہل اسلام کو ہمین خوب جانتے ہین کیا طاقت ہے کسیکی کہ اہل اسلام سے سر بر ہوسکے خبردار
ایسا قصد نکرنا چونکہ تم ہم مذہب ہمارے ہو اسلیے ہم سمجھاتے ہین اگر کہنا ہمارا نمانوگے تو بہت
پچھتاؤگے ہم تمہارے شریک نہونگے بلکہ بعض اہل اسلام کے تمسے مقابلہ کرینگے آئندہ
تمکو اختیار ہے جسوقت یہ جواب باصواب سرور شاہ کو پہونچا تو نہایت برہم ہوا اور اسنے
غصہ مین حکم دے دیا کہ بجے طبل جنگی اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گونجی جسپر
شاہزادہ طہمورث شیر پرور سے ہوئی بہان کسی کو سپس حربی نوازش مین آیا ادھر جناب شاہ مغربی
نے قلعہ پر نقارہ نوازی کا حکم دیا تینون لشکرون مین تمام رات تیاری جنگ ہوتی رہی جب صبح ہوئی
تو اس طرف سے شاہزادہ طہمورث اپنے چالیس ہزار سرخیلون سے میدان مین آکر صف
آرا ہوا اور اس طرف سے سرور شاہ مرکب پر بیٹھکر اسلحہ جنگ تن پر آراستہ کرکے نکلا
دو لاکھ سوار اسکے ہمراہ تھے اور صہبہ تر خیز عیار بھی گوشہ زین تھامے ہوئے ساتھ ساتھ تھا
جب دونون لشکر میدان مین پہونچکر صف آرا ہو چکے تو لشکر سرور شاہ سے ابیض آئینہ پرست
میدان مین آیا اور مبارزطلب ہوا اس طرف سے شاہزادہ طہمورث شیر پرور نے باگ مرکب کی
اٹھائی اور سامنے گیا وہ ماری کہ ابیض آئینہ پرست کو گرد برد کردیا اسنے نیزہ مارا طہمورث نے
نیزے کو تلوار سے قلم کیا ابیض نے تلوار ماری طہمورث نے وار اسکا اپنی سپر پر روکے
جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا تو تلوار سر پر جھکی کہ تا زین مین ڈوب سکے نکلی ابیض آئینہ پرست
دو ہوکے زمین پر گرا موت سے دوچار ہوا نقشہ حیات بدل گیا بس یہ دیکھکر اسود آئینہ پرست
سامنے آیا اور للکارا کہ او طفل تو بڑا تیز دست معلوم ہوتا ہے کہ اتنے بڑے جوان پر تو نے ایسا
ہاتھ مارا کہ ایک ہی ہاتھ مین کام تمام کردیا اب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہتے ہی بر سبیل طہمورث

نے وار اسکے رد کرتے کرتے جو ہاتھ جنیو کا مارا دو ٹکڑے ہوئے عبود آئینہ پرست نکلا یہ بھی طیمور کے ہاتھ
سے مارا گیا اب غبار آئینہ پرست اور مسرور شاہ باقی رہے اُس وقت مسرور شاہ نے گھوڑے
کی باگ لی اور للکارا کہ او طیمور مین تجھے جیسا سنتا تھا ویسا ہی پایا یہ وہ سردار تھے جنکو مین نے تین تین
روز کے مقابلے مین زیر کیا تھا تو نے ایک ایک ہاتھ مین خاتمہ کر دیا طیمور نے کہا کہ ایک ہی ہاتھ کا
تو بھی مہمان ہی دوسرا ہاتھ نہ مارونگا مسرور شاہ نے کہا کہ مین تجھے ایک ہاتھ لگانے کی بھی مہلت
نہ دونگا یہ کہکر نیزہ سینۂ طیمور پر مارا طیمور نے نیزے کو نیزے پر گانٹھا طعنین چلنے لگین یہ معلوم
ہوا کہ دو مار سیاہ زبانین نکالکر گتھ گئے طیمور نے ایک مقام پر نیزے سے نیزے کو لپیٹ
کے جو جھٹکا مارا نیزہ فوراً ہی پیچھے سے ٹوٹ کر ہاتھ سے چھوٹ گیا اہل فاتحہ نے جنت و مرحبا
کی صدائین بلند کین اور مسرور آئینہ پرست نے خفیف ہوکر تلوار ماری طیمور نے وار اسکا باسپ
سپر رد کرکے جو آتی خون آلودہ صمصام کا ہاتھ مارا مسرور نے بھی سپر بلند کی لیکن تلوار نے
طیمور کی سپر کو مانند قرص پنیر کے قلم کیا خود پر بیٹھی اور کاٹتی ہوئی مادہ ابرو تک اتر آئی طیمور نے دوبارہ
مارا تلوار چھنا کر سر سے نکلی اور چادر خون کی سر سے باہر آئی طیمور نے آواز دی آئینہ پرستون کو
کر لیجاؤ اسکو لوگ آکر مسرور شاہ کو لے گئے اور طبل بازگشت بجوا دیا طیمور پلٹ گئے اپنے
لشکر مین آیا لباس رزم اتار پوشاک بزم پہنکر بیٹھا مسرور شاہ نے طبل جنگ نہین بجوایا لیکن
مہتر سحر خیز عیار نے عرض کی کہ معلوم ہوا یہ طبل آئینہ رو نہایت زبردست ہی اس سے لڑکر آپ
سر بر نہو سکینگے لہذا آپ اطمینان رکھئے مین جاتا ہوں اور اسکو گرفتار کیے لاتا ہوں یہ کہکر سیفے لباس
نفیری تن پر آراستہ کیا اور قطورہ زرلفتی باتابہ کمر لائی سے چست و درست ہو کے جانب لشکر
طیمور روانہ ہوا اور صورت اپنی ایک نامہ بر کی بنائی جسوقت دروازہ بارگاہ پر پہونچا کہا اطلاع
کرو کہ ایک نامہ بر آیا ہی اور کچھ پیام زبانی بھی لایا ہی جسوقت طیمور کو معلوم ہوا کہا بلا لو مہتر سحر خیز اندر
بارگاہ کے آیا سلام کیا طیمور نے کہا تو کہان سے آیا ہی اور کسکا پیام لایا ہی مہتر سحر خیز نے عرض کی کہ
غلام کچھ راز کی بات کہنے آیا ہی تخلیہ چاہتا ہی فرمایا کہ اچھا تو اس خیمہ کی پشت پر چل کے ٹھہر مین آتا ہون
ہٹ کے مہتر سحر خیز پشت خیمہ کی طرف آکے ٹھہرا اُس وقت عیار طیمور بالا دوی مین مصروف تھا موجود
نہ تھا اور پشت بارگاہ کی طرف صحرا تھا طیمور ہجوم سے گھبراتا ہی جہان غصہ آیا کے مزاج مین اثر شیر
سے پیدا ہوا ہی وہان ایک تھوڑی سی وحشت بھی ہی طیمور نے حاضرین دربار کو وہین چھوڑا
اور آپ تن تنہا پشت بارگاہ پر آیا تو نامہ بر کو موجود پایا فرمایا کیا کہتا ہی بیان کر اس نے ایک
نامہ پیش کیا اور کہا کہ اسے پڑھ لیجیے جو کچھ سمجھ مین نہ آئیگا وہ مین زبانی عرض کر دونگا طیمور نے
نامہ کو کھولا نامہ گرد آلودہ تھا نامہ کھولتے ہی گرد اڑی طیمور چھینکا مارکے بیہوش ہوا البس اسنے
با اطمینان تمام پشتارہ باندھا اور جانب لشکر مسرور شاہ چل کھڑا ہوا صحرا کی طرف سے ہوکر
خیمہ مین مسرور شاہ کے پہونچ گیا مسرور شاہ کے زخمون مین ٹانکے لگائے جا چکے تھے پھاہان
مرہم کی چڑھ گئی تھین ہوش تازہ بیٹھا ہوا تھا کہ مہتر سحر خیز پشتارہ بدوش پہونچا اور طیمور کو
سامنے مسرور شاہ کے لیجا کے ڈال دیا مسرور شاہ نہایت مسرور ہوا اور آہنگرون کو بلاکر
ہاتھ کڑیاں پاؤن بیڑیاں ڈلوا دین اور کہا کہ ایک قفس آہنی لاکر اسمین اسے بند کرو اور قفس دار پر لٹکا کے
گرد انبار ہیزم کا کروا دو ہیزم مین آگ لگا دو اسکا زندہ رکھنا اچھا نہین اسلیے کہ یہ بلاے بد ہی

قفس سے نیچے ہوئے اسکے لشکر میں موجود تھے دستور اسکے شہر کا یہ تھا کہ قیدی قفس آہنی میں رکھے جاتے تھے
چنانچہ طیمور کو قفس میں بند کرکے دار پر کھینچ دیا اور لکڑیاں گرد جمع ہونے لگیں یہاں کی یہ تو حالت ہوئی اب
اُدھر کا حال سنیئے کہ رفقائے طیمور بیٹھے بیٹھے پریشان ہوگئے اور شاہزادہ واپس نہ آیا یہانتک کہ شاہپور
شیر دل بھی بالا دوی سے واپس ہوکے آگیا ان لوگوں نے شاہپور سے کہا کہ بھائی تمہارے آگے ایک
شخص کے ساتھ پشت خیمہ پر کھڑے باتیں کر رہے تھے اب آواز نہیں آتی دیکھو تو ہیں یا نہیں ہیں
یہ سنکے شاہپور پشت خیمہ پر آیا تو طیمور کو نہ پایا پتہ عیار کا دیکھا روتا ہوا آیا اور کہا کہ کوئی عیار آکر لیگیا
میں دریافت حال کے واسطے لشکر مسرور شاہ میں جاتا ہوں یہ کہکر اُسی وقت جانب لشکر مسرور شاہ
روانہ ہوا یہاں آکے ہیئت تبدیل کی تو دیکھا کہ طیمور قفس میں بند ہے گرد لکڑیاں جمع ہو رہی ہیں گرد
عیاروں کے پہرے ہیں شاہپور نے کوئی قابو نہ پایا واپس آیا اور اہل لشکر سے بیان کیا کہ
غضب ہوا شاہزادہ طیمور کے جلانے کا سامان ہو رہا ہے اور اب موقع عیاری کرنے کا نہیں ہے
یہ سنکے اہل لشکر میں کھلبلی مچ گئی اور تیاری ہونے لگی سب نے کمر ہمت کو مرنے پر چست باندھا کہ اگر
شاہزادہ جل گیا تو ہم شہر زرینہ میں کیا منہ لیکے جائینگے اپنی جانیں دینگے یہاں تو کمر بندیاں
ہو رہی ہیں نماز صبح کے وقت سب نے فریضہ سحری کو ادا کیا اور مرکبوں پر سوار ہو کے لشکر مسرور شاہ کی
طرف چلے ابھی سحاب شاہ اس حال سے بالکل بے خبر ہے کہ وہاں کیا ہوا ملکہ مہتاب جمال
بھی نہایت خوش ہے کہ بھائی پھر آگیا اور عورتیں اسے چھیڑا کرتی ہیں کہ تم ایسی ہو کہ تمہاری بابت
ہزاروں خون ہو چکے ہیں جو آتا ہے وہ تمہارا ہی طلبگار ہو کے آتا ہے تم تو مردوں کا کھلونا ہو لیکن یہ
شرمائی ہے اور کہتی ہے کہ خدا نکرے کہ کسیکا نام نکلجائے اور کوئی بدنام ہو جائے اب بھائی پھر آگیا ہے کیا
مجال ہے کسیکی کہ قلعہ کا رخ بھی کر سکے یہاں اس طرح کی باتیں ہو رہی ہیں لیکن حال لشکر مسرور شاہ
کا سنیئے کہ صبح ہوتے ہی لشکر نے آکر چہار طرف سے گھیر لیا اور مسرور شاہ سامنے دار کے کھڑا ہوا
طیمور کو جو ہوش آیا تو اپنے کو قفس میں بند پایا سمجھا کہ وہ شخص عیار تھا آہ ای طیمور بہت تڑپے اپنے
میں مسرور شاہ نے آواز دی کہ کیوں ای طیمور اس وقت کی بھی خبر تھی طیمور شیر نے ڈر کے جواب
دیا کہ او نامرد تجھے شرم نہیں آتی کہ عیار سے کام لیتا ہے اسپر خود افتخار ظاہر کرتا ہے لعنت ہے تیری جرأت
وجوانمردی پر بس یہ سنکے مسرور شاہ نے کہا کہ آگ لگادو عیاروں نے حقہائے آتش بازی
مارے کہ آگ لگ گئی اور لکڑیاں چٹخنے لگیں شعلے بلند ہوئے ادھر لشکر طیمور کے چالیس ہزار
سوار آکے تلواریں نکال نکالکے جو گھسے ہیں کھلبلی ڈالدی مگر یہاں ہم میں ہر طرف آگ لگ چکی تھی ہر چند ارادہ
اسکے یہ چالیس ہزار اور وہ دو لاکھ کوشش کی مگر آگ تک نہ پہنچ سکے ادھر شاہزادہ طیمور
نے دیکھا کہ آگ بڑھتی ہوئی چلی آتی ہے اور اب کوئی چارہ نہیں ہے اہل لشکر دور پڑے ہیں جبتک
یہاں پہونچیں آگ ہمارا کام تمام کر دیگی رکھی نہ رہیگی بس اسی بیتابی کی حالت میں اسکو اُسی
دیو کا خیال آیا جسکے بال لیکر بازو پر باندھے تھے بس طیمور نے بازو کے تعویذ کو منہ کی بھاپ دی فوراً
دیو پیچین کو خبر ہوئی یہ ایک تو وہ بیٹھا ہوا تھا کہ دفعتہ روئیں اسکے بدن کے کھڑے ہوگئے چونکا اُسے
خیال آیا کہ شاید طیمور نے یاد کیا ہے بس یہ ہوا کی طرح آیا دیکھا کہ یہاں طیمور قفس میں بند ہے اور
گرد آگ روشن ہے بس دیو نیچے پہنچا گرا اور دار پر سے قفس کو اٹھا لیا یہاں شعلے جو بلند ہو رہے تھے
تو کچھ محسوس نہوا اتنے میں دیو نے روشن دانی بجھایا اور لشکر طیمور کے جوانوں نے کہا کہ بھائی

بعد ایسے شہریار عالی وقار کے زندگی بر خاک ہے بقول شخصے کہ تک جیتے تو کیا اس جینے سے مرنا بہتر ہے جسکا
دم میں دم ہے یا تو ہمارے ہیں شورہ کر کے بیدوگ خیمہ مہرورشاہ کی طرف چلے مہرورشاہ نے مرکب
طلب کیا اور جبار آئینہ پرست کو ساتھ لیکر لڑتا ہوا چلا یہ رنگ دیکھکر اہل قلعہ نے ہرکاروں کو واسطے خبر
کے روانہ کیا ہرکارے آئے اور دم بھر میں حال دریافت کر کے گئے سنجاب شاہ مغربی سے سب
کیفیت بیان کی سنجاب شاہ نہایت پریشان ہوا اور فوج کو لیکر قلعہ سے نکلا اور اپنی دختر سے کہلا بھیجا
کہ ملکہ مہتاب حور جمال کا بہت خیال رکھنا بھائی کو آتش کے آئینہ پرستوں نے جلا دیا ایسا نہو
یہ خبر سنکے وہ خودکشی کرلے تو غضب ہو جائیگا ماما سیمین اندام سبز پوش نے بہت بہت اخفاے
واردات کی کوشش کی مگر کسی نے مہتاب حور جمال سے کہی بیان ہی کر دیا کہ بھائی کو
تمہارے دشمنوں نے جلا دیا بس یہ سنکے اسکے دل سے دھوان اٹھا اور قصد کیا کہ خودکشی
کرے دن سیمین اندام نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ابھی مجھے اس خبر کا اعتبار نہیں اسلیے کہ فوج تمہارے
بھائی کی لڑ رہی ہے اگر خدا نخواستہ ایسا ہوا ہوتا تو فوج قلیل بغیر سردار کے کیا لڑسکتی تھی غرضکہ
تمام شاہزادیوں نے آکر ہاتھ پاؤں پکڑلیے اور رنگا مچھیاں ہیرے کی ہاتھ سے مہتاب حور جمال
کے اتاریں سب گھر کے بیٹھ گئیں سمجھانا شروع کیا لیکن ماہر کی یہ حالت ہے کہ آنکھ سے آنسو جاری
ہیں اور کہہ رہی ہے کہ اے طیمور شیر پرور بعد تیرے ہماری زندگی بر خاک ہے افسوس میں ایسی
منحوس پیدا ہوئی کہ میرے باعث سے تیری جان بھی گئی یہاں تو یہ تلاطم برپا ہے اور وہاں طیمور
طیمور نے قریب دس ہزار آدمیوں کے کام آچکے ہیں مگر ابھی تک سب سنبھلے ہوئے لڑ رہے
ہیں ایک ایک نے چار چار پانچ پانچ کو مارا ہے اور برابر لڑتے چلے جاتے ہیں راستے میں سنجاب شاہ
مغربی آپہونچا اور ایک لاکھ سواروں سے لشکر مہرورشاہ پر گرا تلوار چلنے لگی سر جیسے شون کو
بچانا شروع کیا لیکن انکی یہ حالت ہے کہ اپنے آقا کے غم میں دنیا اندھیر ہے ہر جوان پر کالیہ لشکر
بنا ہوا ہے کسیکو تن بدن کا ہوش نہیں ہے لیکن اب کچھ حال دلو تخمین اور شاہزادہ طیمور شیر پرور
کا سنیے کہ دلو تخمین قفس کو لیے ہوے صحرا میں پہونچا قفس کو توڑ کر شاہزادہ کو قفس سے باہر
نکالا اور مزاج پوچھا طیمور نے تیوری چڑھائی اور دلو تخمین سے کہا کہ اس وقت تو نے برا کام کیا اگر تھوڑی
دیر میں ذرا بھی دیر ہوتی تو میں جل کے خاک ہو جاتا کہیں سے مرکب لا میں جا کر ابھی لشکر حریف کو
تاراج کر ڈالوں گا اسنے تجھ سے بڑی دغا کی تھی دلو تخمین سوچا کہ اس سے بڑھ کر نیمٹ بھرنے کا موقع
نہ پائیگا کہا کہ میں جاتا ہوں اور ابھی مرکب سواری کے واسطے نہایت شائستہ بھیجتا ہوں یہ کہکر
اک درخت کی پیڑ میں قلاطے ماری اور آپ بصورت مرکب بنکر سامنے شاہزادہ طیمور شیر پرور
کے آکھڑا ہوا یہاں شاہزادہ طیمور یہ سمجھا کہ وہ لے گیا مرکب کو بھیجتا گیا بس جلدی سے پشت
مرکب پر بیٹھکے جانب لشکر مہرورشاہ روانہ ہوا بس جیسے ہی قریب پہونچا دیکھا کہ الٹ پلٹ
برپا ہے خوب گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے یاقوت پوش جانیں دے رہے ہیں اور پکار رہے ہیں
کہ بھائیو ایسے آقا کے زندہ رہنا بیکار ہے اور کوئی بیس ہزار آدمی کام آچکے ہیں لیکن پچیس ہزار
خوب ڈٹے ہوے تلوار کو رہے ہیں اور سنجاب شاہ مغربی بھی کہتا ہے کہ خبردار یہ آئینہ پرست
جانے نہ پائیں بڑی دغا کی انھوں نے ایسا آج تک کسی نے نہ کیا تھا اس شخص کو دغا سے جلا دیا ہے
جو رستم وقت تھا الغرض یہ معرکہ دیکھ کر طیمور نے ان سبکی تسکین کے واسطے نعرہ کیا سو ضرب سے بہری ایسا

ہوتے ہیں دیو خود سمجھے ہیں رستم زمان ہوں طیمور شیر سر و سپہ نعرہ کرکے جو تلوار کھینچ کر لشکر پر گرتا ہے تو
فوج سمسور شاہ کو درہم و برہم کر دیا اور باگ گھوڑے کی اٹھا کر سمسور شاہ کی طرف چلا اور
آواز دی کہ او دغاباز دیکھ صاحب اقبال ایسے ہوتے ہیں نعرہ طیمور کی آواز سنکر لشکر طیمور کے
لوگوں میں تو گویا جان تازہ آگئی اور سنجاب شاہ مقبلی بھی خوش ہوا لیکن سمسور و آئینہ پرست کے
ہوش اڑ گئے کہ یہ آدمی ہے یا بھوت ہے آسمان آتش افروختہ میں سے کیونکر نکل گیا کیا برق بہندہ
بنا لیا یا عکس آئینہ ہو گیا اور اپنے اہل لشکر کو آواز دی کہ مار لو اسکو جانے نپائے یہ پھر آگیا
طیمور قتل کرتا چلا جاتا ہے اور دیو تخستین مرکب بنا ہوا لاشوں کو کھاتا چلا جاتا ہے جو لاش طیمور
نے گرائی دیو نے اسے نگل لیا اور طیمور کو دل میں ہزاروں دعائیں دیتا جاتا ہے کہ اسکی بدولت
آج کیا عمدہ گوشت کھانے میں آیا خدا اسے زندہ رکھے طیمور حیران ہے کہ میں نے سیکڑوں کو
تیغ کیا لیکن لاشیں کم معلوم ہوتی ہیں ادھر آئینہ پرست حیران ہیں کہ طیمور کیونکر بلا سے آیا ہے کہ
جو قتل ہوتا ہے اسکی لاش کا بھی پتہ نہیں لگتا ہے یہ کیا معاملہ ہے لیکن سرخوش تعاقب میں طیمور کے
لڑتے چلے جاتے ہیں اور چلا رہے ہیں کہ ارے شہریار اب اس دغاباز کو زندہ نچھوڑینگے کہ اسنے
بڑا صدمہ پہونچایا تھا طیمور لڑتا ہوا سمسور شاہ کی طرف چلا جاتا ہے ادھر اس طرف سے غبار آئینہ پرست
لڑتا چلا آتا ہے کہ اکثر تیغ غبار آئینہ پرست نے تلوار ماری طیمور نے چاہا مرکب سے مرکب ملا کر
بند دست پکڑ لوں یہاں مرکب لاشیں کھانے میں مصروف تھا جلد آگے نبڑھ سکا تیغہ سر پر پہنچا تا وابرو
اتر آیا طیمور نے جلدی سے دستانہ مارا تیغہ تو جھٹکا سر سے نکلا مگر چار دانتوں کی سر سے باہر آئی طیمور
نے اسی عالم زخمداری میں تلوار ماری کہ غبار آئینہ پرست کے دو ٹکڑے ہوئے اب طیمور نے زخم
سر کو باندھا اور پھر لڑنے لگا قریب تھا کہ فوج سمسور و آئینہ پرست کی شکست کھا جائے کہ یکایک
از پیر وہ بیاباں گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر بر آسمان رسیدہ دیا کہ گرد در زمین پیچید
ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے کافور شاہ تین لاکھ سوار و
پیدل کی جمعیت سے آگے پہونچا دیکھا اسنے کہ فرزند میرا قتل ہوا چاہتا ہے اور فوج شکست کھایا چاہتی
ہے تب اسنے لشکر کو اشارہ کیا کہ پالنا لینا ان بدعہدوں کو جانے نپائیں لڑکی کو ہمارے فرزند کے
منسوب کرکے اب دوسرے سے شادی کر دیا خبردار انھیں زندہ نجانے دینا یہ سنتے ہی تین لاکھ سوار
گھوڑے کڑکا کے آپڑے طیمور پر ہاتھ پانوں لگا اور شمشیر دشمن تین تلوار کھینچ کے جو گرتا ہے تو اسنے قیامت
برپا کر دی شمشیر ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے اور فوج تازہ نے طیمور کو آکے گھیر لیا شاہزادہ
طیمور زخمی لڑ رہا ہے مثل شیر گرسنہ کے حملے کر رہا ہے مگر فوج کافور شاہ تازہ دم ہے ادھر چند لوگ
وہ بھی تھکے ہوئے صبح سے لڑ رہے ہیں دوپہر ڈھل چکی ہے اس وقت سنجاب شاہ کو امید
فتح ہونے کے بعد پھر مایوسی ہو گئی وہاں قلعہ پر شاہزادیاں پریشان تھیں کہ مہتاب حور جمال رو رو کے
جان دیتی تھی ہرکاروں کی ڈاک بیٹھی ہوئی تھی دمبدم کی خبریں پہونچ رہی تھیں کہ اکثر تبہ معلوم ہوا
کہ شاہزادہ طیمور زندہ ہے اور مقابلہ کر رہا ہے ملکہ کو سب نے بیدار کیا ولے اسکو یقین نہ آیا کہا کہ تم
لوگ میری تسکین کے واسطے کہتی ہو مجھے یقین نہیں بعد اسکے دوسری خبر طیمور کے زخمی ہونے کی
پہنچی اور کافور شاہ کے آنے کی اس وقت ملکہ کو یقین بھی ہوا اور پھر تشویش پیدا ہوئی اور
اور بادشاہ کے اپنے دعا کی کہ خداوندا اب ہمارا کوئی مددگار باقی نہیں رہا کہ دشمن کی کمک آگئی

ہماری طرف نہ تو اہل اسلام آگے نہ بابک کے لشکر سے کوئی سردار آیا یہ کلمات حسرت آیات اسکے زبان
جاری ہوئے تھے کہ جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ اب کون آتا ہے یکایک دامنہ گرد
شگافتہ ہوا اور دل گرد سے شاہزادہ سہراب بن رستم چالیس ہزار جوانوں سے پیدا ہوا دیکھا کہ طیمور
اور سنجاب شاہ ایک طرف ہیں اور گبرو آئینہ پرست ہیں آپس میں تلوار چل رہی ہے بس سہراب نے باگ
مرکب کی اٹھائی اور آواز دی کہ اے طیمور نہ ٹھہرنا کہ میں آپہونچا طیمور نے جو سہراب کو دیکھا نہایت
خوش ہوا سہراب نے آتے ہی لشکر کو تہ و بالا کر دیا ہلچل ڈال دی ایک سردار کہ نام اسکا ہبوط آئینہ
پرست تھا طیمور کی طرف چلا آتا تھا سہراب نے للکارا کہ او ملعون تجھے شرم نہیں آتی کہ زخمی شیر کی
طرف جاتا ہے وہ زخمی بھی تیرے واسطے ملک الموت سے کم نہیں ہے ادھر آ اور مجھسے سامنا کر یہ کہکر
لاشوں کو گراتے کشتوں کو پامال کرتے ہوئے قریب ہبوط آئینہ پرست کے جا پہونچے ہبوط آئینہ پرست
نے تلوار ماری سہراب نے پرے ہٹتے ہوئے جو ہاتھ تلوار کا مارا تیغہ کو قلم کیا طیمور یہ دیکھکر ٹھٹھک گیا اور
للکارا کہ اے سہراب یہ تو بات دیکھی ہمیں سلیمان صاحبقران نے تلوار کا قلم کرنا نہیں بتایا تھا اور سہراب
نے دوسرا ہاتھ مارا کہ ہبوط آئینہ پرست کی صورت بگڑ گئی مع مرکب آسکے چار ٹکڑے ہوئے
بس یہ دیکھکر طیمور نے جو بلبلا کے مرکب کو رانوں میں اسلا تو سمرود آئینہ پرست پر جا پڑا سمرود نے
تلوار ماری طیمور نے بھی اسی طرح تیغہ کو قلم کیا اور دوسرا ہاتھ مارا کہ سپر بلند بھی نہونے پائی تھی تیغہ
سر پر بیٹھا سمرود آئینہ پرست نے عاری کے سے ہوتا نہ مار دیا تا استخوان کی دہن میں زخم سر چو پارہ
ہو گیا سہراب نے تعریف کی اور کہا کہ اے طیمور یہ بھی کمائی یاد کر لے طیمور نے کہا کہ ہمتو سلیمان استاد
کے شاگرد ہیں اور سنا ہو کہ سلیمان صاحبقران تمہارے عزیز بھی ہیں سہراب نے کہا کہ تم دل سے
عزیز ہو خدا جلد وہ وقت لائے کہ ہم تم ایک بارگاہ میں بیٹھیں الحاصل لڑتے لڑتے شام ہو گئی تھی طبل بازگشت
بجا دونوں لشکر علیحدہ ہوئے اور اپنی اپنی فرودگاہ کی طرف متوجہ ہوئے سنجاب شاہ نے قلعہ کی راہ لی
اور سہراب سے کہا کہ تشریف لیجئے سہراب نے کہا کہ طیمور کہاں قیام پذیر ہیں سنجاب شاہ نے
کہا کہ صحرا میں خیمہ بپا کیا ہے ہرچند میں نے اصرار کیا کہ قلعہ میں چلیے مگر وہ قلعہ میں نہ آئے اور کہا کہ وہاں اگر
صرف میں ہی ہوتی تو میں چلا آتا چونکہ اور عورتیں بھی ہیں اسوجہ سے میں نہ جاؤنگا یہ سنکے سہراب نے
باگ پھیری اور قریب طیمور کے آکر کہا کہ تمکو قلعہ میں چلنا ہو گا تم کیا ابتک اپنے کو غیر سمجھے ہو جب تم کو
ہمارا اتنا اعتبار ہے کہ تمنے اپنی بہن کو ہماری نگرانی میں چھوڑ دیا ہے تو ہمیں بھی تمہارا اس سے زیادہ اعتبار
ہے یہ کہکر ہاتھ طیمور کا پکڑ لیا اور قلعہ میں لائے لشکر سرفزن قلعہ اترا ادھر ملکہ مہتاب جور جہاں کو
خبر ہوئی کہ شاہزادہ سہراب ثانی طیمور کو اپنے ہمراہ لائے ہیں یہ نہایت خوش ہوئی سجدہ شکر
کیا سہراب نے کہلا بھیجا کہ چھپنے والے ہٹ جائیں میں طیمور کو لاتا ہوں کہ وہ اپنی بہن کو دیکھ لے اور
ملکہ اپنی بھائی کو دیکھ لے یہ سنکے سب شاہزادیاں ہٹ گئیں محلدار نے آکر عرض کی کہ تخلیہ ہے شاہزادہ
طیمور سنکر متعجب ہوئے سہراب نے طیمور سے کہا کہ جاؤ طیمور نے کہا اے سہراب تم مجھسے اسقدر
محبت رکھتے ہو مجھے کیا سمجھتے ہو سہراب نے کہا کہ میں اپنا بھائی جانتا ہوں جسقدر مجھے سکندر کی محبت
ہے اسیقدر تمہاری بھی محبت ہے طیمور نے کہا کہ پھر تم سے کیا پردہ جب میں تمہارا بھائی ہوا تو میری
بہن تمہاری بہن ہوئی تم بھی چلو یہ کہکر ہاتھ سہراب کا پکڑے ہوئے اندر محل کے داخل ہوا
ملکہ نے اٹھکے سلام کیا طیمور نے دست شفقت سر پر پھیرا اور کہا کہ پہلے تمہارے دکھائی تھے

اب ایک تیسرے بھائی سب سے بڑے ہیں ملکہ پہلے تو سہراب کو دیکھکر حیران ہو گئی تھی اُس کہنے
سے طیمور کے سہراب کو بھی سلام کیا سہراب نے دعا دی سر پر ہاتھ رکھا اور مجلدار سے کہا کہ ثریا سے
سیمتن سے کہو کہ اپنے دیور کے لیے تصدق لیکے آؤ خدا نے طیمور کی دوبارا زندگی کی ہے مجلدار اُٹھ
گئی اور ثریا سے سیمتن سے پیام شاہزادہ سہراب ابن رستم کا بیان کیا ثریا سے سیمتن اُسی وقت
کشتیاں تصدق کی لیکر آئی اور طیمور پر سے نثار کین طیمور نے جھک کے سلام کیا اور ایسی
گردن جھکائی کہ آنکھ ہی اونچی نہین کی اور سہراب سے کہا کہ بھائی صاحب آپ نے انتہا کے محبت کو
کام دیا کہ بھائی صاحب کو بھی میرے سامنے کر دیا دیر تک طیمور بیٹھا رہا آخر سہراب سے کہا کہ اب
باہر تشریف لے چلیے شاہزادہ سہراب ابن رستم طیمور کو لیے ہوے محل سے باہر آئے کہ
آواز طبل جنگ شکان میں آئی یہان بھی کوس حربی نوازش میں آیا رات تیاری جنگ میں بسر
ہوئی صبح کو اُس طرف سے کافور شاہ آئینہ پرست چار لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے میدان
میں آکر صف آرا ہوا اس طرف سے شاہزادہ سہراب ابن رستم اور طیمور شیر پر پلنگر کو لیکر میدان
میں آ گئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نسب دیکھ بیٹھے کہ سمندر روئین تن میدان
میں آیا بعد سلح شوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑ کے مبارز طلب کیا ہنوز اس طرف سے کوئی نہ نکلا تھا کہ جا
صحرا سے شق گرد و غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے یکایک دامنہ گرد کا شگفتہ ہوا اور دل گرد سے
خورشید زرین کمر مع لاجور و شاہ و زبان شاہ و سکندر آئینہ پرست کئی لاکھ سوار و پیدل کی
جمعیت سے نمودار ہوا طیمور نے استقبال کیا اور خورشید کو لایا دونوں لشکر ایک ہو کر کھڑے
ہوے اہرمن کو بھی رگون میں خون شجاعت نے جوش مارا اپنے گھوڑے کی لی اور شاہزادہ
طیمور سے اجازت لیکر سامنے سمندر روئین تن کے آیا سمندر نے نیزہ مارا اہرمن نے نیزے کو
نیزے پر روکا طعنین چلنے لگین دیر تک نیزہ بازی رہی آخر اہرمن نے نیزہ ہاتھ سے سمندر
روئین تن کے ہوائی کیا اہل اسلام نے تحسین و مرحبا کی آوازین بلند کین سمندر روئین تن نے
غصہ مین آ کر تلوار کمر سے کھینچ کے آواز دی کہ تیغ بازی راست بازی ہے جو حل مشکلات جہان
کہتے ہین اور نسخے تلوار بازی اہرمن نے وار اسکا رد کر کے اپنا وار کیا کئی ضرب کی ردو
بدل میں اہرمن ہاتھ سے سمندر روئین تن کے زخمی ہوا بس دیکھتے ہی طیمور نے مرکب کو
اُٹھایا اور اہرمن کو میدان سے پھرا آپ سامنا کیا سمندر روئین تن نے وہی خون آلودہ
شمشیر طیمور پر بھی لگائی طیمور نے تھپکی دی کہ تلوار سپر پر پڑی بس مڑ ور کر ہاتھ سے اسکے چھین
لی اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا الٹا قاش زین سے اٹھاکر فورا گرد سے زمین پر مارا کہ چاروں
شانے چت گرا بس طیمور نے گھوڑے پر سے کود کر ایک پاؤن ہاتھ سے پکڑا اور دوسرا
پاؤن سے دبا کر جو یکہ یارا چیر کے پھینک دیا بس یہ دیکھکر کافور شاہ نے لشکر کو آواز
دی کہ ارے مارو غضب کیا اس سرکش نے کہ سمندر کو کتا ر کے مارا جب وہ روئین تن اسکا
کچھ نہ کر سکا تو اور کوئی کیا مقابلہ کر سکتا ہے یہ سنکے تمام لشکر نے باگین اُٹھائین اور آ کر طیمور کو
چارون طرف سے گھیر لیا طیمور نے جلدی سے مرکب پر سوار ہو کر تیغہ ضرب دراز کمر سے کھینچکر لڑنا
شروع کیا جب ہاتھ تلوار کا چیم ہاتھ کھاتے کے برطرف گرا گرد و سوار آ گئے پیچھے تھے تو دونوں کے
چار ٹکڑے ہوے یہ دیکھکر اس طرف شاہزادہ سہراب نے گھوڑے کو مہمیز کیا ساتھ

سہراب کے سنبھالے شاہ مغربی کل لشکر کو لیکر گرا تلوار چلنے لگی صدمے سے گرد و غبار بلند ہوئی طیمور نے
دیکھا کہ مسرور بن کافور نہایت جوش و خروش سے لڑتا چلا آتا ہی بس مرکب کو رکابون مین مسلا
اور صفون کو توڑتا ہوا پیروان کو شکست دیتا ہوا سامنے مسرور شاہ کے پہونچا مسرور شاہ نے
تلوار ماری طیمور نے کلائی مروڑ کر تلوار چھین لی اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے
جو زور کیا تو مسرور کو تاش زین سے اٹھا لیا اور بجائے سپر ہاتھ مین لیکر لڑتا ہوا کافور شاہ
کی طرف چلا مسرور شاہ نے ہر چند لنگر مارے اور تڑپا مگر ہاتھ سے چھوٹا ادھر شاہزادہ سہراب
ثانی نے دوڑ کر علم لشکر کو قلم کیا علمدار نے تلوار ماری سہراب نے وار اسکا رد کر کے ایسا وار
کیا کہ مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے ادھر طیمور شیر سپہ ور لڑتا ہوا قریب تخت کافور شاہ کے
پہونچ گیا جسنے طیمور پہ ہاتھ اٹھایا طیمور نے مسرور شاہ کو سامنے کر دیا اسنے ہاتھ روک لیا
اسی ہنگامہ مین جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا اور دامنہ گرد سے شاہزادہ سکندر رستم خو
اور وحید الملک اور شہنشاہ صف شکن اور مظفر غازی اور دیگر سرداران اسلام مع خواجہ
خضران پیدا ہوئے اور آکر جو آئینہ پرستون پر گرے تلاطم برپا ہو گیا ادھر طیمور نے کافور شاہ
پر ہاتھ اٹھایا کافور شاہ نے دیکھا کہ بیٹا اسیر ہوا مین بھی قتل ہوا چاہتا ہون بس اسنے
آواز امان بلند کی طیمور نے ہاتھ روکا اور مسرور شاہ سے کہا تو کیا کہتا ہی اسنے بھی اقرار
اطاعت کیا اس وقت طیمور نے ہاتھ روکا اور شاہزادہ سہراب کو آواز دی کہ بس اب
جنگ نہ کیجیے کہ ان لوگون نے اطاعت قبول کر لی ادھر کافور شاہ نے اپنے لشکر کو روکا
اسوقت جنگ موقوف ہوئی لشکر علیحدہ ہوئے طیمور نے مسرور آئینہ پرست کو ہاتھ سے
چھوڑا مسرور نے قدم چوم لیے اور کہا کہ اے طیمور واقع مین کہ مین تمکو ایسا نہ جانتا تھا مین تیری ہمسری
کے قابل نہین ہون آج سے مین تمھاری میری مقدر یہ ہی جو تمھارا ہمسر ہو وہ اسکا شوہر ہو سکتا ہے آگر
طیمور سب کو ساتھ لیے بارگاہ مین آیا شاہزادہ سکندر رستم خو اور وحید الملک وغیرہ سے
ملاقات ہوئی طیمور نے پوچھا کہ آپکا اس طرف تشریف لانا کس ضرورت سے ہوا سکندر نے
ہنسکر کہا کہ بہت روز سے تمھین دیکھا نہ تھا دیکھنے کو جی چاہتا تھا طیمور نے اور شاہزادون کے
آنے کا سبب دریافت کیا اس وقت خواجہ خضران نے کہا کہ ای جان آئینہ پرستان یہ
سب جانے سبب عقد کرنے آئے ہین انکی معشوقین قلعہ بہارین مین ہین اسوقت طیمور نے شاہزادہ
سہراب بن رستم کے کان مین کہا کہ آپ میری رائے مین عقد ملکہ کا وحید الملک کے ساتھ کر دیا
جائے تا کہ آئینہ پرست کم ہو جب ملکہ نائرس مین داخل ہو جائیگی اس وقت پھر کوئی اس طرف
کا قصد نہ کرے گا سہراب کی توقعین تمنا تھی کہا ای طیمور نہایت مناسب ہی ہم اس وجہ سے
کچھ نہ کہہ سکتے تھے کہ مبادا تمھارے خلاف مزاج ہو لیکن خدا کا شکر ہی کہ یہ بات تمھارے بھی ذہن
مین آگئی اور جو بات بعد فیصلہ مذہب کے ہوتی وہ اس وقت بھی حاصل ہی یعنی عقد ملکہ کا دونون
طریقون سے پڑھ دیا جائے اہل اسلام اپنے طور پر پڑھوا لین تم اپنے طور پر پڑھوا لو اور جس وقت
بعد مقابلہ صاحبقران فیصلہ مذہب کا ہوگا اس وقت یا تم خود دین اسلام اختیار کروگے یا ہم سب
ہمراہ صاحبقران عالی شان کے آئینہ پرستی اختیار کرینگے جب یہ باتین سہراب اور طیمور
مین ہو گئین تو شاہزادہ سہراب نے تمام شاہزادگان اسلام کو عقد وحید الملک کی مبارکباد دی

اس وقت سب سرداروں نے طیمور کا شکریہ ادا کیا اور اسکی حلم و دانائی کی تعریف کی اب یہ تمام شاہزادے
ملک سنجاب یہیں آگئے اور طیمور شیر سپر و ربیع خواجہ خضران و سہراب بن رستم قلعہ بہار میں آ رہا اور
سامان عقد ہونے لگا چونکہ طیمور نے خالی عقد کرنا نہیں منظور کیا اس لحاظ سے کہ ہماری موجودگی میں
کاہے کی محتاجی ہے جو خالی عقد کر دیا جائے جب سکندر رستم خو کو معلوم ہوا کہ طیمور شادی کی تیاری
میں سرگرم ہے اسباب خریدا جا رہا ہے تو سکندر نے بھی تیاری شروع کی اس وقت سنجاب شاہ
مغربی نے آ کر سکندر سے عرض کی کہ جسقدر اس وقت مسافرت کی حالت میں اگرچہ یہاں بھی سب
کچھ ہو سکتا ہے مگر مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مال و خزانہ و لازم سب آپ ہی کے ہیں
جیسے شاہزادہ رفیع البخت ویسے آپ لہذا جس شی کی ضرورت ہو تکلف نہ فرمایئے
شاہزادہ سکندر نے یہ کہکر ٹال دیا کہ جب ضرورت ہوگی تو میں لے لونگا بالفعل ضرورت
نہیں ہے سنجاب شاہ زیادہ نہ کہہ سکا پس سکندر رستم خو نے سیارہ کوچک کو طرف
گلستان باختر کے روانہ کیا اور جو چیزیں تکلفات کی گلستان باختر سے مخصوص تھیں انکو وہاں سے
منگایا ادھر سنجاب شاہ نے اپنا قاصد خدمت میں شاہزادہ رفیع البخت کے بھیجا کہ یہاں سب طرح
کے سامان ہیں اور سنا ہے کہ آپ لوگوں سے اور ان لوگوں سے چشمک رہتی ہے لہذا انکا احسان
لینے کی کیا ضرورت ہے میری غرض تو یہ انہیں ہوئی نہ میں زیادہ کہہ سکتا ہوں ادھر وحید الملک
نے شہنشاہ گوہر کلاہ کو لکھا یہ تینوں قاصد ایک وقت میں پہنچے ادھر چوتھا قاصد شہزادہ
سہراب بن رستم کا پہونچا قاصد سہراب نے سامنے صاحبقران کے نامہ پیش کیا صاحبقران نے
نامہ پڑھا اسمیں طیمور کی شادی کرنے کا حال تحریر تھا امیر نہایت خوش ہوئے اور بادشاہ اسلام
کو بھی مسرت حاصل ہوئی ادھر قاصد وحید الملک نے عریضہ وحید الملک کا خدمت میں شہنشاہ
گوہر کلاہ کے پیش کیا مضمون یہ تھا کہ آپ بجائے والد بزرگوار ہیں لہذا اس وقت مسرت ہی ہے مجکو
سکندر رستم خو کے احسان سے بچانا چاہیئے کہ وہ میری شادی کا سامان کر رہے ہیں اور یہ منصب
حضور کے ہوتے کسی کا نہیں ہے طیمور نے شادی میں تکلفات کو بہت دخل دیا ہے اور صاحبقران
اوسط اسکے جواب میں سامان کر رہے ہیں شہنشاہ گوہر کلاہ نے جواب تحریر کیا کہ میں خود آتا ہوں لیکن
اول مجھے بادشاہ اور صاحبقران سے اجازت حاصل کرنا ہے کیونکہ بلا اجازت انکی میرا آنا مناسب نہیں ہے یہ جواب
وحید الملک کو دیکر روانہ کیا اور صاحبقران سے اجازت مانگی چونکہ خوشی کی بات تھی بادشاہ اسلام
اور امیر عالی مقام نے خوشی سے اجازت دیدی شاہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ تیاری کر کے
مال و خزانہ اپنے ہمراہ لیکر جانب بہارستان مغرب روانہ ہوئے ادھر نامہ سنجاب شاہ مغربی کا
رفیع البخت کو پہونچا رفیع البخت نے نامہ پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ آپ کے چھوٹے
بھائی کی شادی ہے طیمور شیر سپر و رضامند ہو گیا بلکہ خود انتظام شادی میں مصروف ہے اور
بہت تیاری کی ہے اسکے جواب میں صاحبقران اوسط تیاری کر رہے ہیں میں نے ہرچند چاہا کہ
مصارف اسکے میرے خزانہ سے ہوں مگر صاحبقران اوسط منظور نہیں فرماتے ہیں آپ کو
اطلاعاً تحریر کیا گیا یہ مضمون دیکھکر رفیع البخت نے بھی اجازت حاصل کی اور سامان درست
کر کے جانب بہارستان مغرب روانہ ہوئے سیارہ کوچک ان سب سے پیشتر ہی پہونچ گیا
تھا اسنے اشیا نادرہ خریدیں اور مال و خزانہ و جواہر شاہی وغیرہ اپنے ہمراہ لیکر پہنچی جانب بہارستان

مغرب روانہ ہوا شب سے پہلے شہنشاہ گوہر کارہ پہونچے خبر آنے شہنشاہ گوہر کارہ کی سنکر سب سردار
واسطے استقبال کے آئے اور شہنشاہ گوہر کارہ کو استقبال کرکے لے گئے سکندر رستم خو سمجھ
گیا کہ اس غرض سے آئے ہین کہ شادی وحید الملک کی مین کرون لیکن قبل اسکے کہ شہنشاہ
گوہر کارہ کچھ کہین سکندر رستم خو نے کہا کہ اس شادی مین آپ کا قبل سے آکر شریک ہونا سب کی
مسرت کا باعث ہوا اور سب سے زیادہ مین آپکا ممنون احسان ہون اسلیئے کہ یہ شادی مین کر رہا ہون
اسوقت آپ براقی ہین یہ کہکر سامان دعوت مہیا کر دیا اور رہنے کے واسطے ایک بارگاہ آراستہ کرا دی
جسمین سب انتظام سکندر ہی کی جانب سے تھا شہنشاہ گوہر کارہ نے اتنا تو کہا کہ یہ منصب
میرا تھا نہ کہ تمہارا سکندر نے کہا مین آپ سے کیا علیحدہ ہون علاوہ اسکے آپ یہان موجود نہ تھے
اگر مین نے یہ سامان کیا تو کسنے کیا شہنشاہ گوہر کارہ کو سوا خاموش ہو رہنے کے کوئی جواب
بن نہ پڑا اتنے مین خبر آمد شاہزادہ رفیع البخت کی پہونچی پھر سردار اسکے استقبال روانہ ہوے
شاہزادہ سکندر رستم خو نے رفیع البخت کے لیے علٰحدہ بارگاہ آراستہ کر رکھی تھی جسمین رفیع البخت
پہونچے سکندر لیکے اُسی بارگاہ مین آتار رفیع البخت نے کہا کہ مین قلعہ کی طرف جاتا ہون سکندر
نے کہا کہ اب بغیر میری اجازت کے آپ کہین نہین جاسکتے اسلیئے کہ آپ میرے مہمان ہین سکندر نے
کہا کہ نہین تم ہمارے مہمان ہو بجاے چھوٹے بھائی کے شادی سکندر نے اس ہمامی سے
کی کہ رفیع البخت کو کچھ نہ بن پڑی جواب دیا کہ ہم سکندر ہم تم مل کے اس شادی کو کرین تو
اور زیادہ رونق ہوگی سکندر نے کہا اے رفیع البخت تم بڑے نادان ہو طیمور اپنے دل مین
کیا کہیگا کہ ایک شخص شادی نہ کرسکا رفیع البخت نے کہا کہ آپ صاحبقران اوسط مین آپکی
اہانت ہے طیمور کے مقابلے مین شادی کرنا سکندر نے جواب دیا کہ اگر مین لڑکے کی طرف ہوتا تو اہانت
تھی علاوہ اسکے طیمور سے مقابلہ بھی مجھی سے ہوا تھا اب مین تیار ہون ہر قسم کا مقابلہ طیمور سے
کرونگا آپ تماشا دیکھیے آخر رفیع البخت بھی خاموش ہو رہے جو جو سامان یہ لوگ اپنے ہمراہ
لاے تھے وہ سب بیکار ہوا آخر مین ستارہ کو بھیجا اپنے بڑے سامان سے پہونچا
کہ نہ شہنشاہ گوہر کارہ آتا سامان اپنے ہمراہ لائے تھے نہ رفیع البخت اس سامان کو
دیکھکر یہ دونون خود بھی اپنی جگہ خجل ہوگئے خاموش ہو رہے لیکن مظفر غازی نے وحید الملک
سے کہا کہ آپ نہ گھبرائیے بالفعل اسکا موقع نہین ہے کہ سکندر رستم خو سے اس بارہ مین کچھ کہا
جائے جسوقت حضرت امیر با توقیر مین ہو پہونچینگے اس وقت دیکھا جائیگا الغرض آٹھ دس روز کے
عرصہ مین طیمور شہر مین رہتے بہت سامان کیا اور دیو محسن کو بلاکر ایک نامہ صاحبقران
والا کو تحریر کیا جسمین سب حالات یہان کے تحریر تھے اور آخر مین یہ تھا کہ مین نے آپکے ارشاد
پر نظر کرکے شادی نازکی کی قبل نعیمہ کے وحید الملک کے ساتھ کرنا منظور کرلی اور سامان شادی کا
کر رہا ہون لہذا چند خوبرو پریستان کی خرید کے بھیجیے کہ جو پردہ دنیا پر نامکمن ہون اور کچھ پریان
رقاصہ ناچنے والی یہ نامہ لیکے دیو محسن خدمت مین سلیمان صاحبقران کے پہونچا نامہ پیش کیا
سلیمان صاحبقران بہت خوش ہوئے بہت سی عمدہ چیزین پرستان کی اور بہت سی پریان ساتھ کرکے
دیو محسن کو طیمور کے پاس روانہ کیا اور ایک نامہ تحریر کیا کہ اے طیمور مین تم سے نہایت خوش
ہوا کہ تمنے میری ہدایت پر عمل کیا یہان طیمور نے بڑی دھوم سے رسم مانجھے کی ادا کی عجیب طرح

کی شادی تھی کہ جو رسمیں خداپرستون کے یہان تھین وہ بھی ہوتی ہین اور جو رسوم آئینہ پرستون کے خاص تھے وہ بھی
ادا کیے جاتے تھے جب برات کا دن آیا تو قبل عقد کے طہمورث نے کہلا بھیجا کہ ہم چاہتے ہین کہ پہلے قاعدہ مین ہمارے
مذہب کے موافق رسم نکاح ادا ہو اسکے بعد آپ برات لیکے آئیے اور اپنے طور پر بیاہ لیجائیے جب یہ
پیام قاصد شیر پیروز کا پہونچا تو پہلے سکندر کو تامل ہوا اس وقت شاہزادہ سہراب تشریف لائے اور
سمجھایا کہ اسمین آپکا کیا نقصان ہے سبکو سمجھا کر رضامند کیا اب دن معین ہوا اول جاسوس سکندر کا حال
سنیے کہ انھون نے بارگاہ یاقوت نگار برپا کرائی یہ وہ بارگاہ ہے جو سکندر کو طلسم نیرنگ قاف سے
ہاتھ آئی تھی اور بہت بڑی بارگاہ تھی اسکو آراستہ کیا تمام بزرگ جمع ہوے چونکہ یہان سے ہند ملک
قریب تھے مثلاً سمرقند اور ترکستان یہان کے حاکمون کو بھی بلاکر اس شادی مین شریک کیا آراستگی
بارگاہ یاقوت نگار کی بیان سے باہر ہے داروغہ ارباب نشاط خواجہ خضر ان تھے انھون نے
دور دور سے طوائفین بلوائی تھین برات کے تاکید دسترخوان بچھا سرداران نامی وگرامی کھانے پینے
سے فراغت کرکے بارگاہ مین آئے محفل آراستہ ہوئی سب سردار قرینے سے حسب مراتب آکر بیٹھے وجیہ الملک
کو دولھا بناکر صدر مین بٹھایا طائفے حاضر ہوے اور گانے ناچنے مین مصروف ہوے اور یہ غزل شروع کی غزل

بیچ ادا کا قائل اسیر کبھی وار کوئی
کبھی جو راہ دل سے بے اختیار کوئی
ہوئی خطا کسی سے سکو سزا ابھی کوئی
کہتا ہے عطر کوئی مشک تتار کوئی
بلبل ہیں رنگ بیرنگ گل ہیں کسی کی ہوئی
کوئی کرے ریاضت لوٹے بہار کوئی
گلشن کیا صبا نے ایک کو خدا سے آبرو
در پر کھڑا ہوا ہے امیدوار کوئی

حاضر حضور میں ہو تقصیر وار کوئی
وہ پوچھتے کرون میں یہ پتہ نہ کاسہ گر
مجرم سمجھ میں نہ گو سب تقصیر وار کوئی
کھینچتا ہے تیغ گھر دل کو مرغ ناہ کر
کہیکہ سنوار کوئی کھینچے ہزار کوئی
رحمت بڑی ہے تیری بیشک تو بخشدیگا
رونق نہ رہنے پائی شمع مزار کوئی

آفت گئے خود ذبح ہونے کیون منتین کرین ہم
آئے گر مقابلہ کو بلبل ہزار کوئی
رخ کے تعلق کو اسکی اور زلف پیچ ہیں کہ
پوچھتا ہے جا کے کا صاحب خمار کوئی
شگفتہ ہو باغبان کی بلبل مزے اڑاوے
مجھ سے کہہ چہ ہوگا ہمدرد گار کوئی
کہتا ہے پاس آکر صورت دکھا دے دل

غرضکہ تمام رات جلسہ رہا صبح کو یہان سے برات بڑی دھوم دھام سے روانہ
ہوئی وہان شاہزادہ طہمورث شیر پیروز و سہراب بن رستم نے وہ انتظام کیا تھا کہ تمام قلعہ مانند عروس شب
اول کے آراستہ تھا دروازہ قلعہ سے لیکر دورویہ آئینون کی دیوارین اٹھی ہوئی تھین راستے سے ایک
برات گذر رہی تھی اور دونو جانب دو عکسی براتین جاتی ہوئی معلوم ہوتی تھین جسوقت برات دروازہ
قلعہ پر پہونچی تو سہراب استقبال کیواسطے آئے جلوس علیحدہ ٹھہرا دیا گیا اور براتی ایک بہت بڑے
ایوان مین لاکر بٹھائے گئے یہان چھت بھی آئینون کی تھی دیوارون پر بھی چھت سے ملے ہوے آئینے
نصب تھے ایک مکان مین ہزارہا محفلون کا لطف حاصل تھا جسوقت یہ برات آکر بیٹھی تو پہلے آئینہ
پرستون کے مذہب کے موافق عقد اس طرح ہوا کہ ایک حجرہ آراستہ کرکے اسمین عروس کو بٹھا دیا گیا
تھا نوشاہ کو بھی اندر اسی حجرے کے لیگئے درمیان نوشاہ اور عروس کے ایک حجاب تھا اور سامنے کی جانب
بہت بڑا آئینہ لگا ہوا تھا اسپر پردہ پڑا ہوا تھا جب یہ دونون آئینہ کی جانب منھ کرکے بیٹھے تو آئینہ سے
پردا اٹھا دیا گیا اور درمیانی پردہ بھی کھینچ دیا گیا عروس نے نوشاہ کو نوشاہ نے عروس کو پہلے
اسی آئینہ مین دیکھا بعد اسکے بطور اہل اسلام کے عقد پڑھا گیا اور رسمین بھی ادا ہوئین ملکہ ثریا نے
سمن نے ناسپہ خور جمال کو عروس بنایا تھا اور تمام شاہزادیان جمع تھین وہان ناچ پریون کا
شروع ہوا اور پرستان کے بنے ہوے ہار براتیون کو پہنانے کیلئے سکندر سمجھے کہ یہ سامان ابھی

ظالم نے کیونکر کیا افسوس مجھے یہ خیال نہ آیا ورنہ یہ بات میرے امکان مین کبھی تھی اسلیے کہ تمام نیرنگ
ذات میرے اختیار مین ہے غرضکہ جب رسوم سے فراغ حاصل ہو چکا تو نوشاہ عروس کو لیکر برآمد ہوا
عروس محافے مین سوار ہوئی اور برات قلعہ سے شہر میں پہنچا ہے مین واپس آئی دوسرے روز
سکندر کا عقد بانکہ مہر آرا کے ساتھ اور شہنشاہ صف شکن کا سپہر آرا سے اور وحید الملک کا نکاح
انجم آرا سے اور اختر آرا کا عقد مظفر غازی سے ہوا اور باقی عقد سرداران اسلام سے ہوے کہ یہ سب
داماد ہوتی ہین ذکر انکا دفتر اسلام آباد مین کیا جائے گا جب ان سب عقدون سے فرصت ہو چکی تو اب
سب شاہزادے ایک جگہ آکر بیٹھنے لگے مثل بارگاہ سلیمانی کے بارگاہ یاقوت نگار مین دربار آراستہ
ہونے لگا شاہزادہ سکندر رستم جو بمرتبہ صاحبقرانی بیٹھے تھے اور قریب سکندر کے ذنگل طیمور
کا تھا اسی طرح داہنے اور بائین جانب اپنے اپنے قاعدہ کے موافق سرداران دست راست اور سرداران
دست چپ بیٹھے تھے ادھر ادھر کی باتین ہو رہی تھین طیمور سے سب سردارون کو محبت ہو گئی ہے
ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ کسی طرح طیمور اسلام اختیار کرے اور ہم مین ملکے بیٹھا کرے ایک روز شاہزادہ
سپہر ثانی نے طیمور سے کہا کہ اے طیمور تمکو کچھ آئینہ کی حقیقت معلوم ہے کہ یہ کب سے بنا اور
کیونکر بنا طیمور نے کہا خالی آئینہ کو خداوند آئینہ کہو سپہر ثانی نے سنکے کہا کہ خداوند وہ ہے جسنے کل کو
پیدا کیا ہو اور آئینہ وہ چیز ہے جو خود ساختہ ہے مجھ سے اسکی حقیقت سنو عہد دولت مہد جناب سلیمان
علیہ السلام مین حضرت کی منسوبہ بلقیس ثانی تھین انکو ناز تھا کہ میرا ثانی خدا نے پیدا ہی نہین کیا جناب
سلیمان نے انکو بہت بہت حسین عورتین دکھائین جو بلقیس سے کسی طرح حسن و جمال مین کم نہ تھین
لیکن بلقیس نے یہی جواب دیا کہ مجھ سے بہتر ہونا ممکن ہے لیکن میرا ایسا ہونا ناممکن ہے اس وقت جناب
سلیمان نے اپنے وزرا سے کہا کہ کوئی ایسی چیز بنائی جائے کہ جسمین ہر چیز کا عکس نظر آئے حکم سے
اس بادشاہ جلیل القدر کے حکما نے آئینہ تیار کیا جناب سلیمان نے آئینہ بلقیس کو دکھایا اور فرمایا
کہ تمکو دعوے یکتائی تھا جیسا خدا نے کسیکو پیدا نہین دیکھو تمہارا ثانی یہ موجود ہے بلقیس نے
جو اپنی ہم شبیہ کو دیکھا خیال ہوا کہ واقع مین یہ کوئی عورت ہے اس سے کہا کہ مردار تو کہان سے آگئی
جس طرح اسکے لبون کو حرکت ہوئی اسی طرح اسکے لبون کو بھی حرکت ہوئی جو انھون نے
کہا وہ اسنے کہا غصہ مین اسے مارنے کو چلین وہ بھی مارنے کو بڑھی بس بلقیس نے قریب پہونچکر اگالدان
مارا کہ آئینہ ٹوٹ گیا اور حقیقت کھل گئی اے طیمور یہ اصلیت آئینہ کی ہے اگر تمھین یقین نہین ہے تو ہم
دکھائے دیتے ہین یہ کہکر آئینہ منگوایا اور سامنے طیمور کے آئینہ پر ڈھیلا مارا کہ شیشے کے ٹکڑے ٹکڑے
ہو گئے سپہر ثانی نے ہنسکے کہا کہ دیکھئے یہ آپکے خداوند تھے اب انکی گت دیکھیے کہ کیا ہے طیمور کو سکوت
ہوا سپہر ثانی نے دوسرا آئینہ منگوایا اسکو بھی توڑ ڈالا اب تو اکثر آئینے توڑے جا رہے ہین اور
تمام سردار ہنس رہے ہین اور طیمور کو چھیڑ رہے ہین کہ دیکھئے یہ آپکے خداوند چورا ہوئے جاتے ہین
چونکہ اب طیمور سے رشتہ بھی نسبت کا ہو گیا ہے طیمور جز بز ہوکے رہجاتا ہے کچھ جواب نہین بن پڑتا
آخر بے اختیار اسکے کہدیا کہ واقعی مین آئینہ پرستی کوئی چیز نہین ہے خود بھی بہت سے آئینے منگا کر توڑ
ڈالے مقصود سکندر آئینہ پرست سمجھتا مین موجود نہ تھا خبر سکندر کو پہونچی کہ یہان رنگ
دگرگون ہے اہل اسلام نے طیمور کو اپنے رنگ پر لگا لیا ہے آئینے توڑے جا رہے ہین اور ہنسی
ہو رہی ہے کہ آئینے خداوند چور ہوگئے سکندر یہ سنتے ہی سکندر اپنے مقام سے اٹھا اور غضب مین آیا

ظہور تو ظلم کے لیے اٹھا سکندر آ کے بیٹھا تو گیہوے آئینہ دیکھکر کہا کہ یہ کیا سحر کیا ہی سہراب نے
سنکے جواب دیا کہ خداوند جو اس ہوئے بس سکندر کا منہ سرخ ہوگیا اسنے کہا کہ ابھی آپنے خداوند آئینہ
کو دیکھا نہیں ہی یہ سب نقلیں ہیں جو اصل خداوند ہیں وہ ہمارے ساتھ ہیں اور انھوں نے ظہور کیہ رواج
دین آئینہ پرستی کے واسطے پیدا کیا ہی اگر آپ اس آئینہ کو توڑ دیں تو بیشک ہم دین آپکا اختیار کریں
ورنہ آپکو ہمارا دین اختیار کرنا ہوگا سنکے سہراب ابن رستم نے جواب دیا کہ اے سکندر آئینہ پرست اگر وہ
آئینہ کسی شعبدہ باز کا بنایا ہی تو بھی کسی نہ کسی وقت میں ٹوٹے گا ضرور لیکن اس طرح بیشک وہ ٹوٹ
نہیں سکتا جس طرح یہ آئینے ٹوٹ گئے کہ ایسی شعبدہ بازیوں پر کوئی دین کو ہاتھ سے نہیں دیتا ہم تم اس آئینہ کو
منگاؤ اور ہم دیکھیں سکندر آئینہ پرست نے کہا کہ اب آپ لوگوں سے سلسلہ قرابت کا بسبب ناکہ شر کے
پیدا ہوگیا ہی اس سے مجبور ہوں ورنہ اگر میں پورا جمال خداوند آئینہ کا آپکو دکھا دیتا تو جتنے محو نظارہ ہوتے جلکے
خاک ہو جاتے کیا تاب ہی کسیکی جو خداوند کے نظارے کی تاب لا سکے سہراب نے کہا کہ ہم مشتاق
ہوں ضرور دیکھونگا اگر جلجاؤنگا تو جلجاؤں سکندر نے کہا کہ آپ کچھ مجرموں کو جو واجب القتل ہوں
بلوا لیجئے اسی وقت بجناب شاہ مقبل نے اپنے یہاں سے چند مجرم طلب کیے ان مجرموں نے
ڈاکا مارا تھا اور بہت سے مسافروں کو قتل کر کے مال انکا چھین لیا تھا انکے لیے سزائے موت
تجویز ہوئی تھی جب وہ مجرم آ گئے تو سکندر آئینہ پرست نے اپنا آئینہ طلب کیا لوگ گئے اور جاکر
اس آئینہ کو لا کے دیکھا سب نے کہ آئینہ نہایت تکلف سے بنایا گیا ہی پوشش اسپر جو لگا
چڑھی ہوئی ہی کسیاں طلائی چمک رہی ہیں آئینہ ایک مقام پر نصب کیا گیا اور وہ مجرم
سامنے آئینہ کے بٹھا کر پوشش اٹھا دی گئی بس یہ معلوم ہوا کہ ایک برق چمکی اور شعلہ آئینہ سے
نکلکر گرا کہ وہ سب مجرم جل کے خاک ہو گئے اب سکندر آئینہ پرست نے اہل اسلام سے کہا
کہ اگر آپ لوگ اس آئینہ کے سامنے ہوتے تو آپکی بھی یہی حالت ہوتی اسی طرح جل کے خاک ہو جاتے
دیکھا آپنے جلوہ خداوندی مگر چونکہ آپ لوگوں سے بدی کرنا منظور نہیں ہی لہذا ہم آپ کو بھی
جلوہ خداوند دکھائی دیتے ہیں آپ کی یہ حالت تو نہو گی لیکن مانند کلیم طور بیہوش ضرور ہو جائیگا
اور تاب جمال نلا سکیگا یہ کہکر ایک ہلکی سی پوشش آئینہ پر چڑھا دیا اور دو تین کاسے پانی
جو لگی ہوئی ہیں وہ مثل تنبور کے کھونٹیوں کے کھینچ اسکو ڈھانپ دیا اور کہا کہ اب جن صاحب کا
جی چاہے وہ جمال خداوند کو دیکھیں تمام سرداران اسلام سامنے آئینہ کے آ بیٹھے ہر چند عیاروں
نے منع کیا اور کہا کہ نتیجہ اسکا اچھا نہیں ہی اگر یہ مثل مجرموں کے سب کو جلا دے تو کیا کر سکتے ہیں
شاہزادگان اسلام نے کہا کہ اگر ہم انکار کرینگے تو یہ اپنے دل میں سمجھیگا کہ اہل اسلام ڈر گئے اس
ڈرنے سے مرنا بہتر ہی سب بے خوف و خطر آ بیٹھے اس وقت ظہور کو خیال ہوا کہ مبادا سکندر انکو
سب کو جلا دے تو اس وقت کیا ہوگا بس یہ خود بھی ہمراہ سرداران اسلام کے آئینہ کے سامنے
آ بیٹھا اور کہا کہ میں بھی جمال خداوند کا مشتاق ہوں کہ بہت روز سے نہیں دیکھا ہی اسوقت سکندر
مجبور ہوا اور جو دغا اسکے دل میں تھی کہ سب کو جلا دے تو اس سے باز رہا اور پوشش آئینہ کی
اٹھالی بس جیسے ہی نظر آئینہ پر پڑی ایک برق سی چمکی اور تمام سرداران اسلام مع ظہور بیہوش ہوکر
بیہوش ہوکے گر پڑے بس سکندر نے آئینہ پر پوشش چڑھا دی اور کہا کہ لیجاؤ سرداری
خداوندی کے لوگ آئینہ کو اٹھا کے لے چلے گئے یہاں کیوڑہ گلاب وغیرہ منگا کے چھڑکا گیا

تو دیر کے بعد سب کو ہوش آیا سکندر نے کہا کہ دیکھا آپ نے جمال و جلال خداوندی کو اگر طیمور کا قدم
درمیان مین نہوتا غضب خداوندی سے بچنا دشوار تھا سرداران اسلام نے کہا کہ اے سکندر کسی کسی
روز اس آئینے کی قلعی کھل جا سکتی ابھی تم اپنے غرور مین اندھے ہو رہے اور ہماری جانب سے مکدر ہو
جوہر اصلی کو نہین پہچانتے سکندر آئینہ پرست نے کہا کہ خیر بر وقت مقابلہ صاحبقران کے یکسوئی ہوگی
یہ کہکر طیمور سے کہا کہ اب شہر زرینہ مین چلو یہان کے کام سے فرصت ہو چکی طیمور ان تمام سرداران
اسلام سے رخصت ہوا وہ جو برگشتگی اسکو سبب آئینہ پرستی کی جانب سے پیدا ہو گئی تھی برطرف
ہو گئی اسی مصلحت سے سکندر آئینہ پرست نے طیمور کو ان سب سے علیحدہ کیا اور لیکر جانب
شہر زرینہ روانہ ہو گیا کہ ایسا نہو یہ خدا پرست اسکو بھی اپنا ہم خیال بنالین الحاصل طیمور سے سب
رخصت ہوئے اور تیاری کر کے جانب شہر زرینہ روانہ ہوا یہان جسقدر مہمان تھے وہ سب بھی رخصت
ہوئے اقفان بن طمونی سمرقندی جانب سمرقند روانہ ہوا اور زرہ بن خاقان جانب ترکستان
گیا اور توسن بن ترک بھی جانب ترکستان روانہ ہوا سرداران اسلام مین سے بھی چار سردار باقی
رہ گئے اور سب خدمت صاحبقران عالیشان مین روانہ ہوئے صرف سکندر رستم خود اور شہنشاہ صف
شکن اور وحید الملک اور مظفر غازی رہ گئے رفیع البخت کو ان سبھون نے روک لیا تھا لیکن
اول حال طیمور شیر پرور کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ اپنے لشکر کو لیے ہوئے طے مراحل و قطع منازل کرتا
چلا جاتا ہے جاتے جاتے لشکر اسکا دوراہہ پر پہونچا طیمور نے ٹھہر کر دریافت کیا کہ شہر زرینہ کو کونسا
راستہ گیا ہے جو لوگ وہان کے رہنے والے تھے انھون نے بیان کیا کہ دونون راستے شہر زرینہ
کو گئے ہین مگر ایک راستہ دور کا ہے اور دوسرا قریب کا ہے جو دور کا راستہ ہے وہ صاف ہے صرف پانی
دور دور تک نہین دستیاب ہوتا ہے راستے مین تکلیفین پہونچتی ہین علاوہ خرابی راہ اور زحمت
کے کوئی اندیشہ نہین ہے اور جو راستہ قریب کا ہے وہ چند زمانے سے مسدود ہو گیا ہے کوئی اس طرف
سے جاتا نہین ہے اور جو جاتا ہے نہ تو واپس آتا ہے اور نہ منزل مقصود تک پہونچتا ہے طیمور نے
کہا کہ اسکا کیا سبب ہے ان لوگون نے بیان کیا کہ ایک شخص ہے کہ نام اسکا ملا سرکش بیابانی ہے اور
مرد عامل ہے اس نے آکر سکونت یہان کی اختیار کی اور اپنے علم و عمل سے راستہ مسدود کر دیا ہے اسوقت
سے لوگون نے اس راستہ کو ترک کر دیا بعد چند روز کے ملا سرکش نے یہان عقد کیا ایک لڑکا
پیدا ہوا نام اسکا حامد ہمدانی رکھا وہ دیوانہ ہو گیا اسی حالت دیوانگی مین اس نے صحرا اور ویرانہ مین
رہنا اختیار کیا اور بہت سے پہلوانون اور شیرتنون کو زیر کر کے اپنا مطیع کر لیا حالت اسکی یہ ہے کہ دریا
مین رہتا ہے اور پہرون کے غوطے لگایا کرتا ہے کثرت جل بانک وغیرہ کی کیا کرتا ہے جب سے اس دیوانے نے
صحرا نوردی اور راہزنی شروع کی ہے اسی وقت سے اور بھی لوگ اس طرف جانے سے احتراز
کرتے ہین یہ سنکے طیمور شیر پرور نے کہا کہ بس خیمہ ہمارا اسی طرف ہم اس راستے کو صاف
کر کے اپنے شہر مین جائینگے اس وقت سکندر آئینہ پرست نے کہا کہ پہلے کسی نامہ دار کو بھیجکر
فہمایش کرنا چاہیے اگر اس طرح کام نہ نکلے تو جھگڑا فساد کرنا چاہیے طیمور نے کہا کہ پھر نامہ لیکر دیوان
کون جاسکتا راستہ تو مسدود ہے اس وقت سنا ہو شیردل نے کہا کہ دلو تحسین کے ہاتھ نامہ بھیجیے
انسان ہرگز نہین پہونچ سکتا اور دیو بلند ہو کے جا سکتا طیمور نے رائے اسکی پسند کی اور نامہ
تحریر کر کے دلو تحسین کو دیا اور کہا کہ جلد جواب اسکا ملا سرکش بیابانی سے لے آ دلو تحسین

اسی وقت نامہ لیکر روانہ ہوا چونکہ یہ صحرا سبز و شاداب تھا طیمور نے اسی جگہ قیام کیا اور دیو تحسین جلد نامہ لیکر
اڑا تو اُس مقام پر پہونچا جہان بارگاہ ملا سرکش بیابانی کی آراستہ تھی اور لوگ جمع تھے حسب اتفاق
حامد سعید الٰہی دیوانہ بھی بیٹھا تھا کہ دیو پہونچا اور نامہ شاہزادہ طیمور شیر دل کا ہاتھ مین ملا سرکش بیابانی
کے دیا ملا سرکش بیابانی نے نامہ کو پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے غول بیابان ضلالت تو نے یہ کونسا
شیوہ اختیار کیا ہے کہ رہروون کو ایذا پہونچاتا ہے جو آسان راستہ تھا اُسے مسدود کر دیا ہے اور جو مشکل
راستہ تھا اور دشوار گذار تھا اُسے خلق خدا کے واسطے چھوڑ رکھا ہے بہتر و مناسب یہ ہے کہ خدمت مین
حاضر ہو کر حال اپنا بیان کر اور عذر خواہ ہو ورنہ تیرے حق مین بہتر نہوگا اور مجھے پہچان لے کہ مین صاحبقران
زمان سر گروہ آئینہ پرستان ہون مین نے بہت سے ملکون کو دین آئینہ پرستی سے رونق و منور کیا ہے
تو تو ایک جنگلی ہے تیری کیا اصل و حقیقت ہے یہ مضمون دیکھکر چہرہ ملا سرکش بیابانی کا غصہ سے سرخ ہوگیا
اور نامہ کو پھاڑ کے پھینک دیا اور دیو سے کہا کہ جا کے اُس آئینہ پرست سے کہدینا کہ اگر خیریت اپنی
چاہتا ہے تو جدھر سے آیا ہے اُسی طرف پلٹ جا اب ایک دم یہان ٹھہرنے کا قصد نہ کر اور نہ یہ یاد رہے
کہ ایک دم مین اسکو اسیر کرونگا وہ مجھے نہین جانتا کہ مین کون ہون دیو تحسین ان کلمات کا کب
متحمل تھا اور اس بات کو کب گوارا کر سکتا تھا کہ نامہ اُسکے آقا کا چاک کیا جائے آواز دی کہ او
بڈھے کیون تیری شامتین آئی ہین مجھ سے دور رہو کہ میرے آقا کا حکم نہین ہے ورنہ تجھکو مع حاضرین
لقمہ کر جاتا پس یہ کلمہ سنکر حامد سعید الٰہی دیوانہ اپنے مقام سے اُٹھ کھڑا ہوا اور دیو کی طرف بڑھا کہ او
جانور واہیات تجھے تمیز نہین کہ ایسے بزرگ سے اس طرح کے کلام کرتا ہے اگر زیادہ زبان لڑائیگا
تو دھڑ سے سر کھینچ کے پھینک دونگا یہ سنکے دیو نے گرز مارا حامد سعید الٰہی نے خالی دیا کہ گرز
گرز کا زمین مین در آیا پس حامد سعید الٰہی نے دونو کان دیو کے پکڑ کے جو زور کیا تو سر زمین سے
مار دیا دیو نے چاہا کہ شاخون سر اسکو اُٹھا لون لیکن دیوانے نے شاخون کو پکڑ کر دونون پاؤن کاندھے
مین اڑا دیے اور اینٹھنا شروع کیا تین بل دیکر جو یکبارگی جھٹکا دیا دھڑ سے سر کھینچ لیا اور سینہ پر دیو کے مارا
دیو کی تھوڑی اسکے سر رہ گئی ملا سرکش بیابانی نے کچھ اسم پڑھا کہ لاش دیو کی غائب ہوگئی وہان شاہزادہ
طیمور شیر دل بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ ایک مرتبہ لاش تحسین دیو کی سامنے آکر گری اور ساتھ اُسکے
ایک پرچہ بھی تھا طیمور کو لاش دیو کی دیکھکر نہایت غصہ آیا پرچہ کو پڑھا لکھا تھا کہ اسنے بے ادبانہ گفتگو
کی تھی اُسکی سزا دی گئی اور تو نے جو گستاخی بذریعہ تحریر کی ہے اُسکی سزا یہ ہے کہ توبہ کر اور یہان سے
پلٹ کر چلا جا ورنہ بہت خراب ہوگا پس یہ مضمون دیکھکر طیمور آگ ہوگیا اُسی وقت ملبوس جنگی
پہنکر آمادہ جنگ کا ہوا اور جانے کا قصد کیا سکندر ہم آئینہ پرست نے کہا آقا آپ وہان کیونکر جائینگے
کہ راستہ مسدود ہے مین خداوند لیکر آگے بڑھتا ہون آپ میرے تعاقب مین آئیگا یہ کہکر
سکندر نے تھوڑی سی فوج اپنے ساتھ لی اور آئینہ سحر سیاست ساتھ اپنے لیکر آگے روانہ
ہوا بعد سکندر کے طیمور مع کل لشکر والا جوہر شاہ و دربان شاہ و خورشید زرین کمر کوچ
کرکے طرف مسکن ملا سرکش بیابانی کے روانہ ہوئے لیکن اول حال سکندر کا سنئے کہ یہ بھی کہین
پہونچا دور سے ایک چار دیواری معلوم ہوئی بیچ مین ایک بہت شان دار دروازہ تھا پس سکندر
نے اُسی جگہ قیام کیا اور دو ایک آدمیون کو اُس چار دیواری کی طرف روانہ کیا جب وہ لوگ چند
قدم آگے بڑھے تو دروازہ اور چار دیواری نظرون سے غائب ہوگئی یہ لوگ پریشان ہوکر واپس آئے

اور سارا ماجرا سکندر سے بیان کیا سکندر خود ان لوگون کے ہمراہ آگے بڑھا جس مقام سے آگے بڑھ کر
عمارت ناپدید ہو جاتی تھی وہان قیام کیا اور سوچنے لگا جو لوگ ہمراہ تھے انھون نے ڈھیلے مارنا شروع
کیے جو ڈھیلا پھینکا وہ چار دیواری تک تو جاتے دکھائی دیا اور پھر ٹکرا کر پلٹا تو پھینکنے والے کے
سینے پر پڑا اور ہلاک کر دیا یہ دیکھکر سکندر نے آواز دی کہ لاؤ آئینہ اسی وقت لوگ آئینہ لیکر حاضر ہوئے
سکندر نے چار دیواری کے مقابل مین آئینہ لگا کر پوشش ہٹائی بس پوشش کا ہٹانا تھا کہ آئینہ
مین سے شعلہ سا چمکا اور چہار دیواری پر پڑا کہ مانند دیوار کاغذی کے جلنے لگی دم بھر مین نہ تو دیوار باقی
رہی نہ دروازہ میدان صاف ہو گیا اور بارگاہ ملاسرکش بیابانی کی نظر آنے لگی دیکھا کہ کوئی سو
آدمی جمع ہین اور ملا بیٹھا ہوا ہے لیکن دیوانہ اس وقت موجود نہ تھا بس سکندر نے عکس آئینہ کا
اس چھت پر ڈالا کہ سب کو جلا کر خاک کر دون عکس جو پڑتا ہے تمام اہل محفل مثل پٹاخہ آتش بازی
کی طرح جلنے لگے یہ دیکھکر ملاسرکش پریشان ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے بس اسنے جلدی سے کوئی اسم
پڑھنا شروع کیا جب تمام اہل دربار جل گئے تو ملاسرکش نے چھینٹا پانی کا مارا کہ دھوان پیدا ہوا
اور چیچم ہو کے بلند ہوا ملاسرکش بیابانی نے کہا کہ اندھا کر دے اس آئینہ کو وہ دھوان بلند
ہو کے قریب آئینہ پہونچا سنتے ہین طیمور بھی آپہونچا ادھر ملاسرکش بیابانی نے آواز دی کہ ای سکندر بس
اسی آئینہ پر تجکو بھروسا تھا یہ کیا خداوند تھا اندھا ہو گیا اب تیری قوت کا تو خاتمہ ہو گیا کل ہمارے کمال
کا تماشہ دیکھنا سکندر کو تو سکوت تھا لیکن طیمور نے کہا کہ ای سکندر یہ کیسے خداوند تھے کہ اندھے
بھی ہو گئے سکندر نے کہا کہ خداوند کی مرضی اسمین بندون کو کیا دخل ہے طیمور نے کہا کہ خداپرست
سچ کہتے تھے کہ آئینہ پرستی کوئی چیز نہین ہے یہ ایک مصنوعی چیز ہے اگر خداوندی کی قوت اس آئینہ مین
ہوتی تو کبھی اندھا نہوتا یہ کہکر قبضہ شمشیر آئینہ پر مارا کہ آئینہ چھن سے گر کے ٹوٹ گیا طیمور نے کہا
کہ آج سے مین نے تو آئینہ پرستی کو چھوڑا یہ کچھ بھی نہین ہے اور اپنے لشکر مین آکر حکم دیا کہ بجے
طبل جنگ اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر دیوانہ کو ہوئی کہ جس
شخص نے دیو کو مار کے بھیجا تھا وہ لشکر لیکے آگیا ہے اور تیرے باپ پر نرغہ کر دہ حصار جو
اسنے قایم کیا تھا ٹوٹ گیا بس یہ سنکر اسنے چیخ ماری کہ تمام صحرا تھرا گیا اور دیوانے چارون طرف
سے شور کرتے ہوئے چلے دم بھر مین ایک ہزار دیوانہ جمع ہو گیا اور دیوانے نے تمام دیوانون
کو ساتھ لیے ہوئے روانہ ہوا اور ملاسرکش بیابانی کو سلام کر کے عرض کی کہ کل مین حریف کو
قتل و پست کرونگا اسکا سر دھڑ سے کھینچ لیا تھا اس سپہر کے پھینک دونگا غرضکہ جب
رات گذر کر صبح ہوئی تو طیمور فوج کثیر لیکر میدان مین آیا اس طرف سے دیوانہ نے ایک ہزار
دیوانون سے نمودار ہوا اور میدان مین صف باندھ کر کھڑا ہوا بعد آراستگی صفوف قتال و جدال
دیوانہ مرکب کو اڑا کر میدان مین آیا اور پکارا کہ او آئینہ پرست میرے مقابلہ کو اسنے در اصل
لڑنا طیمور کو تھا مگر چونکہ نام سے آگاہ نہ تھا صرف آئینہ پرست کہکر پکارا یہان اہرمن کوہی کو غصہ آیا
اور مرکب کو بڑھا کر طیمور سے اجازت لی اور سامنے دیوانے کے ہو کر آواز دی کہ لا ضرب
بہادری کی دیوانہ پکارا کہ تو کیا لڑے گا کھینچ اپنے سردار کو اہرمن کوہی نے کہا کہ تیری گوشمالی کے
واسطے مین ہی کافی ہون کیونکہ سمجھنے کی کیا ضرورت ہے یہ کہکر نیزہ مارا دیوانے نے نیزے کو نیزہ پر
لگا کر ہٹا دیا لیکن چلنے نپائی چونکہ اہرمن کو طیمور نے نیزہ بازی تعلیم کی ہے اہرمن نے نیزہ ہاتھ سے

دیوانہ کے نکال دیا پس منہ سے نکلتے ہی زمانہ نگاہوں میں دیوانہ کے تیرہ و تار ہو گیا پکارا کہ نیزہ بازی تو خوب
جانتا ہے لیکن اسے تو روک یہ کہکر چوبدست باری یہ کیا رہ سد مین کی ضرب جو پڑتی ہے مرکب اسپ من کوہی
کا مارا گیا اور کوہ اسپ من کا ٹوٹ گیا دیوانہ نے آواز دی کہ لیجاؤ اسے لوگ گئے اور اسپ من کو اٹھا لائے
یہاں دیوانہ نے پھر مبارز طلب کیا نہنگ بن طوفان دریا موج نے نکلنے کا قصد کیا تھا کہ طیمور
نے منع کیا اور خود مرکب کو چھیڑکر سامنے دیوانہ کے آیا دیوانہ نے کہا کہ تو تو پیار کرنے کے قابل ہے معلوم
ہوتا ہے کہ اتنے لشتے بڑے پہلوانوں نے جو تیری اطاعت کی ہے تو تیرے حسن و جمال پر فریفتہ
ہوے ہیں تو بھلا کیا مقابلہ کرے گا بس یہ سنکے طیمور کو نہایت غصہ آیا پکارا کہ او دیوانے کیا
بکتا ہے آنکھ تو ملا مجھ سے ابھی تجھکو معلوم ہوا جاتا ہے کہ کس کی نگاہ جھپ جاتی ہے یہ سنکے دیوانہ نے آنکھوں میں
آنکھ ڈال دی طیمور نے بھی غصہ کی نگاہ سے دیکھا بس دیوانہ تاب نہ لا سکا آنکھ جھپک گئی طیمور نے
کہا وہ مارا اس وقت دیوانہ نے خجل ہو کر وہی چوبدست گران سر پر چرخ دیکر طیمور کے سر پر ماری
طیمور نے اٹھا کر سپر کو چوب کی پناہ کیا چوبدست جو پڑتی ہے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی اور گرد و غبار
بلند ہوا دیوانہ سمجھا کہ میں نے اسکو بھی مارا خوش ہو کے پکارا کہ زردم ولیست کردم لو ادھر اسکی طیمور نے گرد
سے نکل کر آواز دی کہ او مسخرے کیا بکتا ہے میں حریف پترا ہوں جو دیوانے نے دوڑ کر دوسرا وار
کیا طیمور نے پھر وار اسکا سپر پر روکا اب کی اس سے زیادہ تڑاقا ہوا اور گرد اڑی پھر اسنے
زردم ولیست کردم کا نعرہ کیا طیمور نے پھر گرد سے نکل کر آواز دی کہ تیرے بازو میں اتنی قوت
نہیں ہے کہ تو مجھے پست کر سکے دیوانے نے تیسرا وار کیا اب کی طیمور نے مرکب کو مرکب سے ملا دیا
اور کہا سے سر دونوں ہاتھ بلند کر کے چوبدست پکڑ لی اور جھٹکا مارا کہ دیوانہ اور نہ سے منہ کے بل مرکب پر
آرہا گھوڑا اچھل کر بیٹھ گیا دیوانہ گھوڑے سے کود پڑا ادھر طیمور نے زین خالی کیا چوبدست
سر تک چلنے لگے پس جھٹکے میں طیمور نے چوبدست دیوانے کے ہاتھ سے چھین لی دیوانہ لپٹ گیا طیمور نے
چوبدست پھینک دی اور دیوانے سے دست و گریبان ہوا یہ رنگ دیکھکر اس طرف سے دیوانے
قریب آ گئے اور اس طرف سے سرداران طیمور آکر تماشا کشتی کا دیکھنے لگے دیوانہ بھی بلا سے پہ
تھا الٹ پلٹ ہوا تھا دانو پیچ ہو رہے تھے یہاں تک کہ لڑتے لڑتے شام ہو گئی اس وقت دیوانہ نے
کہا کہ رات واسطے آرام کے ہے اور دن کار و بار دنیا کے لیے لہذا اب تو بھی جا کر آرام کر اور میں بھی سوؤں صبح
کو پھر میرے تیرے مقابلہ ہوگا طیمور نے کہا میں بغیر معاملہ یکسو کیے میدان سے نہیں پھرتا ہوں
یہ سنکے دیوانہ نے کہا کہ تو مجھکو کیا موم کا سمجھے ہوے ہے جو ایسا کہتا ہے یہ کہکر لڑنے لگا دونوں
جانب سے روشنی آگئی تمام رات کشتی رہی اور مطلب حاصل نہوا صبح کو بھی علیحدہ نہونے کے خلاصہ
یہ کہ تین شبانہ روز کشتی رہی چوتھے دن دیوانے کا زور گھٹنے لگا اور دم آگیا اب طیمور اسے ریل
کے لیجاتا ہے تو گیارہ بارہ قدم دوڑا لیجاتا ہے اور دیوانہ زور کرتا تو چار پانچ قدم سے زیادہ نہیں لیجا سکتا
جب دیکھا دیوانے نے کہ میں ہر طرح عاجز ہوں اور اسکی سرکشی سے کسی طرح عہدہ برآ نہوں گا تو سینے
بازو پر طیمور کے حکمت ماری طیمور نے پھر کر دیا دیوانے نے بلبلا کے چھوڑ دیا دیوانے فیل سے سینہ
چھٹا رستم کی طیمور نے کلے پر جا دیا دیوانے نے پھر چھوڑ دیا اب دیوانہ برابر چپتیں لگا رہا ہے
اور طیمور منہ پر ہے گلا دبا رہا ہے ہیبتناک کر دیوانہ اسمیں بھی عاجز ہوا اب اسنے دونوں بازو طیمور کے پکڑکر
زور کیا کہ سات قدم سے دوڑا اور جھٹکا مارا طیمور نے جگہ نہ چھوڑی بلکہ دیوانہ اپنے زور میں خود ہی

سامنے طیمورس کے آرہا اُسوقت طیمورس نے دوسرا ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر کا بند پکڑ لیا اور زور کر کے دیوانے کو
اٹھا لیا اور کہا کیا کہتا ہے اطاعت کے بارے میں دیوا لفنے نے کہا کہ میں بحری لڑائی کو خوب جانتا ہوں
اگر دریا میں مجھ سے مقابلہ کرو اور اسی طرح مجھے زیر کرو تو میں اطاعت قبول کر سکتا ہوں اور بغیر اسکے نہیں
طیمورس نے دیوانہ کو چھوڑ دیا اور کہا کہ چل دریا پر دیو آیا اپنے تمام دیوانوں کو لیے دریا میں کھاند پڑا
اور طیمورس سے کہا کہ اب یہاں آؤ سکندر آئینہ پرست وریان شاہ وغیرہ نے منع کیا کہ ای طیمورس
یہ تو پانی کا کیڑا ہے برسوں سے دریا میں رہتا ہے تم دریا میں نہ کھاندو یہ بہادری کے سپہگری میں داخل
نہیں ہے لیکن طیمورس کب سنتا ہے اوسکے کہتے ہی کود پڑا اور دیوا لف سے لپٹ ہو گئی اور دیوانے
کبھی لپٹے دوڑے کہ سب مل کے اسے باندھ لیں اور ڈبو کے مار ڈالیں یہ دیکھ کر نہنگ بن
طوفان دریا موج اور اہرمن کو ہٹا ادھر دیگر افسران فوج کود کود پڑے اور دیوانوں سے
لپٹ پڑے آدھر طیمورس شیر دل اور حامد ہمدانی سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی کبھی دونوں اُبھرتے
تھے کبھی پھر غرق دریا ہو جاتے تھے اُدھر سرداران لشکر طیمورس اور دیوانوں سے مصروف
تلاش تھے جل یا تک کے داؤں پیچ ہو رہے تھے لڑتے لڑتے بعد طیمورس نے اسکے لنگوٹ سے
حامد ہمدانی نے مشکیں باندھیں اور سرداروں نے دیوانوں کو انھیں کی زنجیروں سے جکڑا اور سب کے
سب اپنے اپنے حریف کو اسیر کیے ہوئے دریا سے باہر آئے اس وقت حامد ہمدانی نے کہا کہ تا
زندہ ایم بندہ ایم واقع میں کہ تم مرد میدان ہو اور ایسا بہادر ہے طیمورس نے دیوا لف کو چھوڑ دیا
دیوا لف نے لشکر کی طرف دیکھ کے کہا کہ اس شہریار کی اطاعت پادشاہی سے بہتر ہے کہ میں نے
تو اسکی غلامی اختیار کی ہے اسکو اپنے قول کا اختیار ہے مگر یہ خوب خیال رہے کہ اب میری جان نکلے
تو دشمنوں سے وابستہ ہے اگر اسے آزار پہنچانا ہو تو پہلے مجھے قتل کر ڈالیے گا ملاسہرش بیابانی
تو رنجیدہ ہو کے چلا گیا دیوانہ طیمورس کے ساتھ شامل لشکر ہوا اور کہا کہ آپ طبل جنگ بجوا دیجے اگر
باپ اس شخص کا بخوشی اطاعت اختیار نکرے گا تو میں ضرور جا کر آپ کے اسیر کرا دونگا طیمورس نے
کہا کہ اسکے ساتھ لشکر ہے نہ فوج ایک تن تنہا کے مقابلہ میں طبل جنگ بجوانا ننگ ہے اب
تو ہی جا کے کہہ اگر قبول کرے گا خیر ورنہ دیکھا جائیگا یہ فرما کر طیمورس نے نامہ تحریر کیا کہ ای
ملاسہرش حصار تیرا لوٹ گیا بیٹا اسیر ہو کے مطیع ہو گیا اب تجھے کس بات کا گھمنڈ ہے جو اطاعت
سے انکار کرتا ہے بہتر یہ ہے کہ اپنی سرکشی سے باز آ تجھے تیرے مال وملک سے کوئی غرض نہیں صرف
راستہ جو تو نے مسدود کیا تھا آئندہ ایسا نکرنا یہ نامہ لیکر حامد ہمدانی ملاسہرش کے پاس آیا نامہ
دکھایا ملاسہرش نے سنا اور جواب نامہ تحریر کیا کہ اولڑکی ناداں یہ تو ضرور ہے کہ تو بہادر اور زبردستان
روزگار سے ہے لیکن تیری زبردستی میرا کچھ نہیں کر سکتی ہے میں وہ ہوں کہ قہر سے خداوند کو
اندھا کر دیا اور خداوند تیرے ایسے کئی کہ تو نے خود انھیں توڑ کے جور اسکو ڈالا ہے چنانچہ حصار
میرا ابھی لوٹ گیا لیکن میں حصار ٹوٹنے سے محتاج نہیں ہوں تو طبل جنگ بجوا دیکھنا کہ صبح کو کیا ہوتا ہے
جواب تحریر کر کے حامد ہمدانی کو دیا حامد ہمدانی نے زبانی بہت کچھ سمجھایا لیکن ملاسہرش نے کوئی
جواب نہ دیا آخر میں اتنا کہا کہ تو نے جسکی اطاعت کی ہے اسکی دوستی سے باز نہ آئیں سمجھا اور نہیں
نہیں چاہتا ہوں نہ خود تیری مدد کا محتاج ہوں حامد ہمدانی بگڑ کے چلا آیا اور جواب نامہ خدمت میں
صاحبقران آئینہ پرستان کے پیش کیا طیمورس نامہ پڑھ کر غصہ میں آیا اور حکم دیا کہ ابھی طبل جنگ

اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی طہمورث نے سرکاروں کو روانہ کیا کہ دریافت
کرو ملا نے کیا انتظام جنگ کیا ہے سرکار سے گئے اور بعد دریافت حال آکر عرض کی کہ ملا تن تنہا ایک
خیمہ میں بیٹھا ہوا ہے دروازوں پر عیار کا پہرا پڑا ہوا ہے اسکے علاوہ اور کوئی بھی نہیں ہے طہمورث حیران ہے
کہ صبح کو یہ حکم کیا کرے گا غرضکہ جب زمانہ شب کا برطرف ہوا اور باد بہار کے جھونکے آنے لگے سونے والے
خواب غفلت سے بیدار ہوئے طہمورث سرور فوج کو لیکر میدان میں آیا لیکن حیران تھا اور پریشان
تھا کہ لوگ مجھے کیا کہینگے کہ طہمورث دیوانہ ہو گیا ہے کہ ایک مرد ضعیف کے لیے لشکر کو لیکر آیا ہے یہ اسی سوچ
میں تھا کہ جانب صحرا سے گرد اٹھی اور ایک نقابدار سیاہ پوش پیدا ہوا ملا نے خیمہ سے نکلکر
چند قدم آگے بڑھ کے کھڑا ہوا تھا کہ نقابدار نے سامنے آکر سلام کیا اور کہا کہ کیا حکم ہوتا ہے خیمہ میں کس لیے
طلب کیا ہے ملا سرکش نے کہا کہ یہ سامنے جو فوج آئینہ پرستوں کی پرا باندھے کھڑی ہے اسکے مقابلہ کو
تجھے بلایا ہے جو تجھ سے مقابلہ کرے اسے اسیر کر لیجا یہ سنکے نقابدار میدان میں آیا اور بعد سلح شوری
بسیار نیزہ زمین پر گاڑ کے آواز دی کہ اے گروہ آئینہ پرستان کسکو ہوس جنگ ہے وہ سامنے آئے اور
سامنا کرے یہ کلمہ سنتے ہی حادہ ہمدانی دیوانہ سامنے شاہزادہ طہمورث کے آیا اجازت میدان
مانگی طہمورث نے کہا کہ ہم جانتے ہو تم نے کیوں جلدی کی حادہ ہمدانی نے کہا کہ اے شہریار یہ نقابدار
بلا ہے آفت روزگار ہے اسے سوائے میرے کوئی عہدہ برآ نہیں ہوتا ہے اسواسطے پہلے نکلا ہوں کہ دیکھوں
میرے باپ کو مجھ پر ابھی خیال ہے یا نہیں طہمورث نے کہا کہ اچھا جا خداوند آئینہ تیرا نگہبان ہے حادہ ہمدانی
میدان میں آیا نقابدار نے کہا کہ اے حادہ ہمدانی یہ کیا دیوانگی تھی کہ تو نے اپنے ایسے باپ کا ساتھ
چھوڑ دیا جو اس وقت یکتائے روزگار ہے اور ایک طفل آئینہ پرست پر عاشق ہو گیا حادہ ہمدانی
نے کہا کہ مجھے ان امور سے کیا بحث اگر تو مقابلہ کے واسطے آیا ہے مقابلہ کر میں بہادر پرست
ہوں طہمورث نے مجھے زیر کیا میں نے اسکی اطاعت اختیار کی یہ سنکے نقابدار نہایت خشمناک ہوا
اور پلٹ کے ملا سرکش کی طرف دیکھا اور پوچھا کہ کیا حکم ہوتا ہے ملا سرکش نے کہا کہ تو
اسکا سر اپنا تصور کر اس وقت یہ تیرا حریف ہے تو جس طرح چاہے اس سے مقابلہ کر بس
یہ سنکے نقابدار نے نیزہ دیوانے کے حوالے کیا حادہ ہمدانی نے نیزہ کو نیزہ سے روکا غرض
رد و بدل ہونے لگی کوئی ساعت کی نوبت آئی ہوگی کہ نقابدار نے نیزہ ہاتھ سے دیوانے کے
نکال دیا دیوانہ نے شمشیر میں ہاتھ کیا چاہا کہ بدست ماری نقابدار نے دونوں ہاتھ پابند کر دیئے اور چوب
پکڑ کے چوب کا وار دیوانہ ادھر سے منھ آیا بس نقابدار نے دوسرا ہاتھ بڑھا کے کمربند پکڑ کا
پکڑ کر زور کیا دیوانہ نے لنگر باندھا دونوں کے مرکب بیٹھ گئے دونوں نے زمین خالی کیئے اور
مصروف تلاش ہوئے شام تک کشتی رہی آخر نقابدار نے دیوانے کی مشکیں باندھیں اور جانب
صحرا روانہ ہو گیا ملا سرکش نے آواز دی کہ اے طہمورث یہ وہی تھا جسے تو نے بڑی مشکل سے
چار روز میں زیر کیا تھا میرے پہلوان نے ایک ساعت میں زیر کر لیا اور یہ نقابدار تجھے بھی اسی طرح
باندھ لیجائے گا طہمورث کو اسیری حادہ ہمدانی کا کمال صدمہ ہوا اور طبل بازگشت بجوا کر
میدان سے پھرا تمام آئینہ پرست حیران تھے کہ یہ نقابدار کون بلا ہے اور کہاں سے آیا تھا تنہا ملا
شیردل اسی خیال سے تعاقب میں نقابدار کے گیا تھا جب تھوڑی دور پہونچا تو نقابدار نظر سے
غائب ہو گیا ناچار شاہزادہ شیردل واپس آیا اور طہمورث سے بیان کیا

نقابدار مین گیا تھا تھوڑی دور جا کے نقابدار نظرون سے غائب ہو گیا طہمورث نے لباس رزم اتارا پوشاک
بزم پہنی دو چار جام شراب کے پیے جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا تو حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
پھر گوش جنرلی نوازش مین آیا تمام رات طبل جنگ بجتا رہا جب صبح ہوئی تو پھر طہمورث شیر پیکر و
میدان مین آیا اور صفین لشکر کی درست کر کے بانتظار مبارز کھڑا ہوا تھا کہ جانب صحرا سے گرد اڑی
اور وہی نقابدار سپید پوش پیدا ہوا اور میدان مین آکر مبارز طلب ہوا آج لشکر طہمورث شیر پیکر
سے شہمم گرد نکلا اور نقابدار سپید پوش کے سامنے آیا نقابدار نے تلوار ماری شہمم گرد نے
وار اسکا رد کر کے اپنا وار کیا کئی وار کی رد و بدل کی بعد شہمم گرد ہاتھ سے نقابدار سپید پوش
کے مارا گیا پھر سردار خاص شہر زرینہ کا تھا اسکے بعد مرغولم گرز زنجیر حرب نکلا اسنے زنجیر
ماری نقابدار نے زنجیر پکڑ لی مرغولم زنجیر حرب الیٹ پڑا کشتی ہونے لگی پھر پھر مین نقابدار نے
اسکو بالا کر لیا اور جانب صحرا روانہ ہوا تھا تب تک نقابدار سپید پوش جانے نظر آیا دہانی تک تو پھر
کوئی شخص نظر نہین آیا جب نقابدار سپید پوش نظرون سے پوشیدہ ہو گیا تو نقابدار سبز پوش
نمودار ہوا اور اسنے مبارز طلب کیا لشکر ارمان شاہ سے اعظم شیر سوار نکلا کچھ رد و بدل کے ضرب
عظیم کا مارا گیا اعظم اس ارادہ سے بڑھا تھا کہ اسکے مرکب کو بھی لے کر دوڑون مگر ممکن نہ ہوا نقابدار بھی تو د
پڑا اور اعظم دست و گریبان ہوا پھر تھوڑی مین اسنے بھی اعظم کو زیر کر کے جنگل کی راہ لی ادھر یہ نظرون
سے غائب ہوا ادھر سیاہ پوش نمودار ہوا قصہ کوتاہ دن بھر مین باری باری یہ دونون نقابدار
چار سردارون کو باندھ کے لیے چلے گئے شام طبل بازگشت بجا طہمورث نہایت پریشان میدان سے پھر کر
داخل بارگاہ ہوا دوسرے دن پھر طبل جنگ بجا آیا آج صبح کو پھر نقابدار پیدا ہوا اور میدان مین آکر پکارا کہ اے طہمورث
آئینہ پرست ان سردارون کو رہا کر کے ہمارے قدم الوقتی سر تارہ ستکا پاس لے ورنہ جو ہمارا ہم نبرد ہو
یا خود نکل لیس یہ سنا تھا کہ نہنگ بن طوفان دریا موج غیظ مین آکر اٹھا اور سامنے نقابدار
سبز پوش کے آکر پکارا کہ او نقابدار بدکردار تیری کیا حقیقت ہوئی کہ تو ہمارے آقا سے اس طرح
کی گفتگو کرتا ہے لا حربہ اپنا اور دیکھ تماشا کہ کیا ہوتا ہے ابھی ہم اسکے غلام ایسے لیے موجود ہین کہ تجھ ایسے
نقابدارون کو ہمیشہ میدان مانگین جس کے پھینک دین نقابدار ہنسا اور یہ کہا کہ دیکھو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے
یہ کہکر نیزہ مارا نہنگ نے نیزے کو نیزے پر رکا تھا طعنین چلنے لگین دیر تک نیزہ بازی رہی ایک کو دوسرے پر مطلب
نہ حاصل ہوا آخر سنانین بنانین نیزون کی بیکار ہو گئین چھوڑ کر تلوار پر ٹوٹنے لگی ڈال دیا
لیسٹ کے اٹھ گئے ہاتھون سے پھینک کھنڈت نہنگ بن طوفان رستم وقت کا
دو لاکر آرکے سر سے گرز گھمایا اور سر پر مارنا چاہا نقابدار نے دیکھا نقابدار نے اپنی گرز کو اٹھا کر
سپر سے کی پناہ کیا لیکن ضرب جو نہنگ بن طوفان کی پڑی تھی یہ معلوم ہوا کہ آسمان ٹوٹ پڑا مرکب
نقابدار غرق زمین ہو گیا گرد بلند ہوا زمین لیسٹ ہوئی کشتی ہوگیا نہنگ بن طوفان
نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم اسی ضرب اس نقابدار کی ہمشیش نے کہا کہ تھوڑی
دیر مین تجھے خود ہی معلوم ہو جائے گا یہ وہ نقابدار ہے کہ اگر اسپر آسمان بھی ٹوٹ پڑے تو یہ مرنے کا
نہین تھوڑی دیر مین گرد تھما اسنے نقش دیکھا تو دیکھا کہ نقابدار ہمراہ مرکب غرق زمین ہے پس نقابدار نے
مرکب کو جو اشارہ کیا مرکب پیچ مین سے طبقہ زمین کا لے کے باہر آیا اگر مرکب آدمی
بھی ہوتا تو اس ضرب سے پست ہو جاتا لیکن اس مرکب کو خبر بھی نہ ہوئی نہ نقابدار پر ضرب کا لنگر آیا

گرسکا اب نقابدار نے آواز دی کہ کو ضرب بے زردی ضرب بالوش کن * بہ شادی از دل فراموش
کن * یہ نعرہ کرکے اپنے گرز کو سر پر چرخ دیکر بہ نہنگ بن طوفان پر وار کیا نہنگ بن طوفان
نے گرز کی ضرب بھی اپنے گرز پر روکی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی پیل سے چیخ مار کے گرفیل کی ٹوٹی
ہاتھ نہنگ بن طوفان سے تھرتھرا کے گرا کئے مگر مشکل لنگر ضرب کا سنبھالا اور کود کے
مرکب سے علیحدہ ہوا ساتھ ہی نقابدار سبز پوش بھی مرکب سے کود پڑا اور دست و گریبان ہوا
دونوں میں کشتی ہونے لگی نہنگ بن طوفان نے کیسے کیسے زور کئے کہ نقابدار کو گرد سپر کر دیا
مگر نقابدار بھی بلا سے بدتر لپٹا ہی ہوا ہی جان نہیں چھوڑتا خلاصہ یہ کہ شام تک کشتی رہی اور مطلب
حاصل نہوا رات کو بھی دونوں علیحدہ نہوئے مصروف تلاش رہے صبح کو دیکھا تو پھر اسی طرح
لڑرہے تھے قریب شام نقابدار نے نہنگ بن طوفان دریا جوش کو بھی باندھا اور صحرا کی راہ
لی طمور نہایت آدرس کمال پریشان میدان سے پھر ملا سرکش نے آواز دی کہ اے
طمور کل تیرا بھی یہی حال ہونے والا ہے لیکن حال شاہور شیر دل کا سنیئے کہ یہ روز نقابپوش
نقابداروں کے جاتا تھا اور پتا نہ چلتا تھا کہ نقابدار کہاں سے گئے بے نیل مقصود واپس آتا تھا
آج یہ گیا بھی نہیں اور نہایت آدرس تھا کہ کیا تدبیر کروں ملا سرکش پر عیاری کرنے کا حکم
نہیں ہے آج چونکہ طمور کو کمال رنج تھا کہ نہنگ بن طوفان سا سردار اسیر ہو گیا تھا اسی رنج
میں جو شاہور شیر دل سامنے آیا تو طمور نے کہا کہ افسوس اہل اسلام نے عیاروں سے اپنے
کیسے کیسے کارنمایاں کیے فرلوت آتش زبان سے ساحر کو مار ڈالا حال جادو کے تو بھی کبھی
نوبت بھی نہ آئی کہ مکر [illegible] مار ڈالا لیکن ہم ایسے عیار ہو کہ تمہارے کچھ نہ ہو سکا سلیمان جادو جو
کی تعلیم سے [illegible] بڑے سرداروں سے مقابلہ کیا اور انھیں زیر کر کے اپنے قابو میں لائے اور تم
باوجود کہ عیار صاحبقران سے بہت دنوں فن عیاری سیکھا ہے مگر تم سے اس وقت تک کوئی کام ہو سکا
ایک نقابدار کا بھی پتہ نہ لگا کہ کہاں سے آتا ہے اور کون ہے یہ سنکے شاہور شیر دل کے دل پہ
چوٹ سی لگی اور [illegible] وقت یہ تہیہ کرکے بارگاہ سے باہر نکل گیا کہ اب اگر ان نقابداروں کا پتہ
لگا تو پھر بارگاہ میں بھی آئینگے ورنہ بارگاہ میں بھی آنے کا قصد نکرینگے غرضکہ جس وقت باہر
بارگاہ کے نکلا تو اپنے [illegible] دیکھا کہ کس طرف جاؤں یہ چاروں طرف دیکھ رہا تھا کہ جانب
شمال سے ایک زاغ کے بولنے کی آواز آئی اور جانب مشرق سے بلبل کے چہچہانے کی صدا
گوش زد ہوئی جس طرف سے زاغ کی صدا آرہی تھی شاہور اسی جانب روانہ ہوا یہ اپنے
دل میں سمجھ لیا کہ بلبل کا بولنا اسیری کی دلیل ہے اور زاغ کا بولنا شگون نیک تصور کر کے چل کھڑا
ہوا جس وقت [illegible] میں کوس کے نکل آیا تو دیکھا کہ ایک مقام پر ایک حجرہ بنا ہے اور حجرے میں روشنی
ہو رہی ہے شاہور اس حجرے کی طرف متوجہ ہوا اور قریب آیا دیکھا کہ دروازہ حجرے کا
کھلا ہے اور ایک مرد درویش بیٹھے ہوئے کہ رہے ہیں کہ تعجب ہے کہ شاہور شیر دل
ابھی تک نہیں آیا یہ سنتے ہی شاہور حیران ہوا کہ کون شخص ہے جو میرے جاننے والے ہیں
تو ان کی شکل سے بھی آگاہ نہیں غرضکہ شاہور قریب پہونچا سلام کیا مرد درویش نے کہا کہ
شاہور تو نے بڑا وقت گزار دیا گر پہلے آتا تو اس قدر پریشانی نہوتی کہ تیرے لشکر کی کیا
حالت ہے شاہور اس شخص کی بات پر تو پوچھنے لگا کہ آپ کون ہیں جو میرے نام و نشان اور

تمام حالات سے واقف ہیں مرد بزرگ نے شاد ہو کر ارشاد فرمایا کہ اس سے تجھے کیا مطلب اگر میرے پاس آیا ہے تو
مطلب اپنا بیان کر اور جس کام کے واسطے آیا ہے اُسے جلد انجام دے ورنہ تیرا بھی آقا گرفتار ہو جائے گا شاپور
نے کہا آقا میرا کون ہے مرد بزرگ نے ارشاد فرمایا جسے تو اپنا بھائی سمجھتا ہے یعنی شاہزادہ طیمور شیر بہادر
وہ دراصل تیرا آقا ہے تیرا بھائی نہیں ہے اور یہ راز چند روز میں فاش ہو جائے گا وہ شاہزادہ ہے اور تو غلام
زادہ ہے شاپور نے کہا کیا میں خورشید زرین کمر کا بیٹا نہیں ہوں مرد بزرگ نے فرمایا کہ خورشید زرین کمر کا
نہ تو بیٹا ہے اور نہ طیمور ہی یہ تو خداوند نے تم لوگوں کی پرورش کا ذریعہ پیدا کر دیا ہے تمہاری ماں اور طیمور
کی ماں اور ہے تمہارا باپ اور طیمور کا باپ اور ہے شاپور نے کہا مجھ سے بیان فرمائیے اور نام بھی بتائیے
مرد بزرگ نے کہا کہ ابھی اس راز کے افشا کا وقت دور ہے میں نہیں بیان کر سکتا ہاں اتنا کہے دیتا ہوں
کہ تم دونوں کو اہل اسلام کا ہمیشہ پاس و لحاظ چاہیے تم انھیں میں سے ہو اور ایک وقت ایسا آنے والا
ہے کہ تم اور تمہارا آقا بھی دونوں ہمراہ سرداران اسلام کے ایک ہی بارگاہ میں بیٹھو گے اور خورشید زرین کمر
پر جب سختی ہوگی تو وہ قبول دے گا کہ تم دونوں کو اُس نے کہاں سے پایا تھا اور اپنا فرزند بنا رکھا تھا اُس وقت
شاپور شیر دل متعجب ہوا کہا اگر آپ یہ نہیں بیان فرماتے تو میں جس مطلب کے واسطے آیا ہوں اُس کی
تدبیر بتائیے مرد بزرگ نے کہا مطلب بیان کر شاپور نے کہا جب آپ ایسی ایسی باتوں سے
آگاہ ہیں تو یقین ہے کہ میرا مطلب بھی جانتے ہونگے پھر میرے بیان کی کیا ضرورت ہے مرد بزرگ نے
ارشاد فرمایا کہ اے شاپور یہ نقابدار جو واسطے مقابلے کے آیا کرتے ہیں انکی کوئی حقیقت نہیں یہ زور
عمل ہے فلاسفر کشن بیابانی کا اسکا ایک شاگرد ہے کہ نام اسکا ملا سقیم شیر ہیچ ساز ہے مسکن اسکا صحرا ہے ان
نقابداروں کو اُسی نے تیار کیا ہے اور اپنے استاد کے حکم سے گرفتاری طیمور و لشکر طیمور کے لیے بھیجا ہے
جب تو انکے تعاقب میں جاتا ہے پتہ نہیں پاتا ہے اور سبب اسکا یہ ہے کہ وہ مقام جہاں یہ لوگ رہتے ہیں ملا
سقیم بیابانی نے نظر بند کر رکھا ہے اسی خیال سے کہ کوئی عیار اگر جائے تو پتہ نہ پائے شاپور نے
کہا کہ بیشک آپکا ارشاد درست ہے ایسی صورت میں میں کس طرح عیاری کروں مرد بزرگ نے ایک
تعویذ نکالکر دیا اور کہا کہ اسے اپنے بازو پر باندھ لے اور آج تعاقب میں نقابدار کے جانا تو نقابدار
کو دیکھے گا اور نقابدار تجھے نہ دیکھ سکیگا شاپور نے تعویذ لیکر بازو پر باندھا اور عرض کی کہ اگر آقا
میرا گرفتار ہو گیا تو لڑائی کا خاتمہ ہے مرد بزرگ نے فرمایا کہ اپنے آقا کو منع کر دینا اور جانے نہ دینا
غرضکہ شاپور نے سلام رخصت کیا اور اپنے لشکر کی راہ لی اُس وقت پہونچا کہ رات قریب ختم
تھی اور لشکر کے سپاہی میدان میں جانے کی تیاریاں کر رہے تھے اور بعض لوگ بت پرستی آئینہ میں
مصروف تھے لیکن طیمور نے جس دن سے آئینہ اندھا دیکھا ہے پرستش آئینہ ترک کر دی تھی اور
کہتا تھا کہ سہراب کا قول بہت صحیح تھا کہ آئینہ پرستی خود پرستی ہے اور اپنی پرستش آپ کرنا بالکل
حماقت کا فعل ہے یہ اپنے خیمے میں بیٹھا ہوا ہتھیار لگا رہا تھا اور زرہین کو بغرض خدمت حاضر تھا اور عرض کر رہا
تھا کہ آج غلام بھی رخصت ہوگا طیمور تیوری پر بل ڈالے ہوئے کہہ رہا تھا کہ اے زرہین کیا نتیجہ
اس سے سارا ہنگامہ میری ذات کا ہے جب میں اسیر ہو جاؤنگا اُس وقت میرے لشکر سے کوئی
کوئی تعرض نہ کرے گا جو سردار اسیر ہو چکے ہیں مجھے انھیں کا ملال ہے بس اب آج یا میں نہیں
یا نقابدار نہیں اور دیکھنا کہ کیا حالت کرتا ہوں ان نقابداروں کی یہ تو معلوم ہو چکا ہے کہ یہ انسان جو یہ اقرار کرتا
ہے اور نہ وہ اسیر ہو سکتے ہیں خدا جانے یہ نقابدار کس قسم کے ہیں مگر یہ مقابلے کے وقت جی نہ چھوڑا

تو نام اپنا طہمورث شیر سوار نہ پایا کہ اتنے میں شاہپور شیر دل پہونچا اور سلام کرکے عرض کی کہ اے شہریار آج میری
تمام لشکر سے آپ ہم مقابلہ ملتوی کیجیے کل آپ کو اختیار ہے مجھے کچھ بیان نقابداروں کا حال کیا ہے اگر عیار ہی
بن بیٹھی تو خیر ورنہ جب میں اسیر بلا ہو رہوں اس وقت آپ کو اختیار ہے یہ سنکے طہمورث نے تعجب سے
شاہپور کی طرف دیکھا اور کہا کہ اے شاہپور تم بھائی ہو کر اس طرح گفتگو کرتے ہو جو طریقہ آقا و غلام کا ہوتا
ہے اسکا کیا سبب شاہپور نے عرض کی کہ مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ آقا ہیں اور میں خادم ہوں آج مجھ سے
اور ایک مرد بزرگ سے ملاقات ہوئی انھوں نے سب گذشتہ حالات اس طرح بیان کیے کہ جیسے وہ
سب دیکھ رہے تھے انھوں نے مجکو اس بات سے بھی آگاہ کیا کہ طہمورث شاہزادہ ہے اور تو غلام زادہ
ہے طہمورث نے کہا یہ کیونکر شاہپور نے کہا کہ بقول ان مرد بزرگ کے بادشاہ زرینہ آپ کے باپ
نہیں ہیں بلکہ اور کوئی شخص اور والدہ آپ کی اور میری زندہ نہیں ہیں اور باپ ہمارے آپ کے اور
وطن ہیں اور یہ بھی تاکید کی ہے کہ مسلمانوں سے کسی وقت میں بدی نکرنا ورنہ انجام میں پچھتاؤگے اسلیے
کہ ایک وہ وقت بہت جلد آنے والا ہے کہ تم بھی مسلمان ہو کر ہمراہ اہل اسلام کے رونق بارگاہ سلیمانی ہو گے طہمورث
نے کہا یہ خبر سلیمان صاحبقران نے بھی مجکو دی تھی اور ایسی ہی باتوں سے آگاہ کیا تھا جب میں بگڑ نکلا
تو وہ خاموش ہو رہے خدا جانے یہ کیا اسرار ہے مگر یہ بتاؤ کہ آج جو وہ نقابدار آئیگا تو اس سے مقابلہ
کون کرنے والا ہے کیونکہ نہنگ بن طوفان سا سوار تو زیر ہو گیا اور اس سے کون لڑ سکتا ہے
شاہپور نے کہا کہ آپ خود بھی اگر لڑینگے تو زیر ہونگے اسلیے کہ نقابدار کوئی ولی ہے یہ اسکی ذاتی قوت
نہیں ہے جس سے اسنے تمام سرداروں کو زیر کیا ہے کسی طرح آج کی سپہداری ٹلنا چاہیے جب تلک مقابلہ
کا ایسا ہم پلہ نہ ہو جو لڑ سکے گا وہ زیر ہوگا تو اوروں کو لڑنے دیجیے آج آپ مقابلہ نہ کیجیے طہمورث نے کہا
کہ اے شاہپور اگر میں نہ نکلونگا تو خلقت مجھے کیا کہیگی بدنام ہو کر جینے سے مرنا بہتر ہے شاہپور نے عرض کی
کہ جس طرح آپ آجتک مقابلہ سے باز رہے اسی طرح ایک روز اور ٹال دیجیے اور میں بھی
حاضر ہونگا کل دیکھا جائیگا یہ سنکے طہمورث خاموش ہو رہا مگر اتنا کہدیا کہ اگر نقابدار ایسا نام لیکر پکاریگا
تو میں ضرور مقابلہ کرونگا اس وقت ہرگز نہ رکونگا شاہپور بھی اس کلام پر خاموش ہو رہا مگر دل میں
سوچ لیا کہ اگر یہ نکلنے کا قصد کرینگے تو دیکھا جائیگا الحاصل جب صبح ہوئی آفتاب طلوع ہوا اور تمام فوجیں میدان
میں پہونچ گئیں تو طہمورث شیر سوار بھی مع اہرمن کوہزاد و شاہپور شیر دل عازم میدان کارزار
ہوا اس طرف بلا سرکش چند ملازموں کو لیے ہوے خیمہ سے نکلا اور کوئی اسیر ہمراہ کر دستک
دی بس نوبت صحرا سے گرد اٹھی اور نقابدار اسپ ابلق پر سوار ہوا اور میدان میں آکر پکارا کہ اے آئینہ
پرستو اب وقت تمہارا آخر ہے دیکھا تمنے کہ بڑے بڑے سرکشان کو میں نے کس ذلت و خواری سے
اسیر کیا ہے اب صرف تمہارا سردار باقی ہے جسکو تم جنگل آئینہ پرستان اور صاحبقران زمان کہتے ہو
جسکو سنا ہے ہمسری ہو وہ ہم سے مقابلہ کو آئے یہ کہنا تھا کہ اہرمن کوہزاد نے جلدی سے
مرکب اپنا بڑھا دیا کہ ایسا نہو شاہزادے کو نوبت پہنچے یا خود شاہزادہ طہمورث شیر سوار اسکے مقابلے کو
چل کھڑا ہو اور اسکے اسیر ہونے سے تمام لشکر پر غیرت چھا جائیگی بس اہرمن کوہزاد سامنے طہمورث
کے گیا اور پیادہ ہو کر رکاب سعادت کو بوسہ دیا اور عرض کی کہ اب اس غلام کو بھی حق نمک سے
ادا ہونے کی اجازت دیجیے طہمورث نے کہا کہ اے اہرمن ابھی تم نکل ہی کھڑے ہوے اور میں شاہپور سے
پیشتر وعدہ بھی کر چکا ہوں کہ اگر حریف مجکو نہ ٹوکیگا تو میں واسطے مقابلہ کے نہ نکلونگا خیر جاؤ جو قسمت میں ہے

بتاتے ہین لہذا ہم اور تم ایک ہی مقام پر رہکر ہوشیاری سے اس رات کو گزارین صبح کو سب قیدیون کو
قتل کر ڈالینگے ملا مقیم نے کہا کہ نہایت مناسب ہی لیکن آپنے راستہ مسدود کیا ہی یا نہین ملا سرکش نے
کہا راستے کے مسدود ہونے سے اطمینان ہو جاتا ہی اور غفلت ہوتی ہی لہذا راستہ مسدود نہ کرنا چاہیے
اور ہوشیاری سے رات بسر کرنا چاہیے جو آئیگا اُسی کو اسیر یا گرفتار کرینگے ملا مقیم نے کہا کہ جانے دیجئے استاد
خالی اور دانا ہین کہا کہ جب شامت آتی ہی تو الٹی ہی سوجھتی ہی غرضکہ گل ستارہ سامنے پڑا رہنے دیا اور
دونون ایک جگہ بیٹھکر رات بسر کرنے لگے جب وقت کھانے کا آیا تو ملا سرکش نے خادم سے کھانا
طلب کیا جب کھانا سامنے آیا تو یہ دونون کھانا کھانے لگے جسوقت ملا سرکش نے پانی پیا شاہور
نے دارو بیہوشی کھانے پر چھڑک دی الحاصل جب ملا سرکش سیر ہو چکا تو اور پانی پیا اب یہ حال
ہی کہ پانی پیے چلا جاتا ہی مگر پیاس نہین بجھتی آخر گھبرا کے اٹھا اور خفا ہونے لگا کہ ترچ کھانے
مین کیا شے ملا دی ہی کہ اسقدر تشنگی بڑھی ہوئی ہی ملا مقیم سے کہا کہ تمہین تو اسقدر پیاس نہین معلوم
ہوتی ملا مقیم نے عرض کی کہ معلوم ہوتا ہی بمقدار استقرار آپکی طبیعت کے خلاف ہی ذرا آرام کیجئے
جیسے ہی ملا سرکش پانی پیا اپنے مقام سے اٹھا ہوا لیکن چکر آئی بیہوشی نے طمانچہ مارا سر نیچے ٹانگین
اوپر ہوگئے گرا شاہور نے نعرہ کیا کہ ہم ہین شاہور دلیر ملازم حیران ان کے کہ یہ کیا معاملہ ہی جب
شاہور گل ستارہ باندھنے لگا تو ملازم ملا سرکش کے قریب آئے اور کہا کہ تو کیسا شاگرد ہی کہ استاد
سے بے ادبی کرتا ہی شاہور نے حقہ آتشبازی مارا آگ کے شعلے سے ان لوگون کے جلنے لگے وہ تو بھاگے
شاہور گل ستارہ لیکے چلتا ہوا یہان قریب صبح آکے پہونچا تو دیکھا کہ شاہزادہ ظہیر شیر پیکر در دروازہ
بارگاہ پر ٹہل رہا ہی نہ تو کوئی رفیق ہی نہ مصاحب مگر ساز و یراق سے آراستہ کھڑا ہی کہ دیکھا کہ دیکھیے
کہ ایک شخص گل ستارہ بدوش آتا ہی ظہیر غور سے دیکھنے لگا جب شاہور قریب پہونچا گل ستارہ سامنے
ڈال دیا اور ظہیر سے کہا کہ اقبال تمہارا یاور ہوا کہ مین نے اس ملا کو گرفتار کیا ظہیر نے یہ سنکر بہت سی
حاضرین ظہیر نے شاہور کو گلے سے لگالیا اور کہا کہ بڑا کام کیا تم نے اور کہا کہ اسے یہین پڑا رہنے دو تم جاکر
دلاسا دو ہمین اطلاع کرو کہ سردار یاران کا دلوالی سمجھنا چاہیے شاہور نے جاکر خورشید زرین کمر سے اطلاع
کی خورشید زرین کمر آکے بارگاہ مین بیٹھا سب سردار جمع ہوے سکندر آتش پرست بردان شاہ
آلا چور شاہ ہی کے سب آکے بیٹھے اور جو باقی ماندہ سردار تھے وہ بھی جمع ہوئے اسوقت ظہیر دلیر
نے شاہور سے کہا کہ باندھو دو اسکو ستون بارگاہ سے اور ہوشیار کرو چنانچہ شاہور جانتا تھا
کہ یہ نیرنج ساز اور عامل ہی شاہور نے پہلے ملا سرکش کی زبان پر انگارہ رکھا پھر اسکو ستون بارگاہ سے
باندھکر ہوشیار کیا اور ایک گوشہ کھڑا ہو گیا جسوقت ملا سرکش خواب غفلت سے بیدار ہوا اور
ہوش مین آیا ادھر ادھر دیکھکر گھبرایا کہ یہ مین کہان ہون آنکھین بند کر لین شاہور نے کہا او ملا یہ خواب
نہین ہی بلکہ عین بیداری ہی ہوشیار ہو اور آنکھین کھولکر دیکھ کہ تو کہان ہی اور کس حال مین ہی
اُس وقت ملا سرکش بیابانی نے آنکھین کھول کر دیکھا اور گردن جھکالی شاہزادہ ظہیر شیر پیکر نے
کہا کہ کیون اے ملا سرکش دیکھا تو نے اب کہان ہین وہ نقابدار تیرے جو تیری طرف سے مقابلہ کو
آئینگے پھر کسی روز وہ شیطنت عمل تیری جسکے زور پر تو نے سر اٹھایا تھا اور کیا کہتا ہی اطاعت سے
کیا بہتر ہین ہو سکے ملا سرکش نے اشارے سے قلمدوات طلب کیا شاہور نے قلم دوات
سامنے رکھکر ایک ہاتھ سے ہتھکڑی نکال لی ملا سرکش نے تحریر کیا کہ بنگلہ ستارہ اقبال

روانہ ہو گئے تھے یہ عجیب مقام ہے کہ عقل حیران ہے شہر نہایت عمدہ ہے عمارتیں پختہ بنی ہوئی ہیں لیکن رہنے والا کوئی نہیں دکھائی دیتا ہے چند استخوان جا بجا پڑے ہوئے ہیں ساز و سامان سب مکانوں میں موجود ہے یہ سنکے شاہزادہ طیمور شیر بہادر نے سب کو جمع کیا اور فرمایا کہ ہم اس شہر میں جاکر دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کون ایسی بلا آئی ہے کہ جسنے اس شہر کو ویران کر دیا لاجورد شاہ اور زمان شاہ وغیرہ نے منع کیا کہ آپ کو کیا ضرورت ہے کہ اپنے کو زبردستی عذاب میں مبتلا کیجیے بہت سی بستیاں ویران ہوئی ہیں اور بہت سے ویرانے بس جاتے ہیں دنیا کے انقلاب اسی طرح رنگ بدلا کرتے ہیں لیکن شاہزادہ طیمور نے کسی کے کہنے کی کچھ سماعت نہ کی اور حامد سودائی دیوانے سے حکم دیا کہ اس شہر کی طرف پیش خیمہ چلے یہ دیوانہ پیش خیمہ لیکر آگے روانہ ہوا اور عقب میں دیوانے کے کل فوج ظفر موج چلی اور خود شاہزادہ طیمور شیر بہادر چند رفقا اور اپنے عیار شاہ سوار شیر دل کو لیکر دوسرے راستے سے اُس عمارت عالیشان کی طرف متوجہ ہوا چونکہ یہ راستہ قریب کا تھا شاہزادہ پہلے پہونچ گیا اور شہر کی سیر میں مصروف ہوا کہنے کو شہر تھا مگر عجیب عبرت خیز مقام تھا جس مکان کو دیکھو جالے لگے کھنڈر سے تنگ سے کسے بنے ہوئے اسباب جا بجا پھیلا ہوا شاہزادہ دل میں کہتا تھا کہ اگر غنیم آیا ہوتا تو رعایا کے قتل سے فائدہ نہ تھا بادشاہ جو ملک گیری کرتے ہیں تو حکومت کے واسطے کرتے ہیں رعایا کو نہیں قتل کرتے ہیں اور جو برا ہے گھر میں ذلیل ہوگا وہ دولت کو چھوڑے گا اب طیمور ایوان شاہی میں آیا دیکھا کہ ایوان اسی طرح آراستہ ہے تمام آرایش کا سامان لگا ہوا ہے فرش بچھا ہوا ہے لیکن ہر چیز گرد آلودہ ہے بعض مقام پر عنکبوت نے مسکن کیا ہے طیمور ان حالتوں پر حسرت کرتا ہوا اور طرف چلا یہاں تک کہ شہر کے تماشات کو دیکھتا ہوا کنارے دریا کے پہونچا دیکھا کہ ایک سنہری گنبد بنا ہوا ہے اسمیں بھی سامان شاہانہ ہے طیمور نے اس جگہ کو نہایت پسند کیا اور گنبد کی صفائی و درستی کا حکم دیکر خورشید زرین کمر سے کہلا بھیجا کہ آپ صحرا کی طرف فوج اتار کر ہوشیاری سے رات بسر کیجیے اور یہاں دریا کی نگہبانی میں مصروف ہوں اگر اس طرف سے بلا آئیگی تو پہلے مجھی سے سامنا ہوگا اور اگر اس طرف سے بلا آئیگی تو آپ کے ساتھ اتنی بڑی فوج اور کیسے کیسے سردار ہیں سمجھ لینگے الغرض خورشید زرین کمر نے تو لشکر اپنا اُس طرف اتارا اور شاہزادہ طیمور آکر گنبد طلائی میں مقیم ہوا سب سامان آسایش و آرایش تو یہاں موجود ہی تھا صرف صفائی کی ضرورت تھی ملازموں نے صاف کر کے ہر چیز قرینے سے لگا دی اور شاہزادہ گنبد میں جلوہ افروز ہوا اور سیر دریا میں مصروف ہوا تھوڑی دیر تک طوفان دریا موج اور اسی میں کو شام ہوئی شام تک تو شاہزادہ پاس حاضر رہے شام کو شاہزادے نے ان لوگوں کو رخصت کر دیا کہ تم لوگ جاکر لشکر میں رہو یہ لوگ جانب لشکر روانہ ہو گئے اور یہاں شاہزادہ طیمور شیر بہادر نے شاہ سوار شیر دل سے فرمایا کہ کوئی ایسی تدبیر بتاؤ کہ رات آسایش سے گذرے کیونکہ جاگ کر رات بسر کرتا ہے شاہ سوار نے کہا یہیں چار کشتیاں حاضر ہیں طیمور اس تجویز پر نہایت خوش ہوا کہ واقع میں اب رات بہت اچھی طرح گذرے گی کشتیاں دریا میں پھینک کر ڈور دریا ان جو بھی پر چڑھا دیں اور شکار ہونے لگا اور شاہ سوار نے کباب لگانے کا سامان فراہم کیا اور کشتی شراب کی سامنے طیمور کے رکھی طیمور زنگا ماہی میں مصروف ہے جو ماہی صید ہوتا ہے شاہ سوار اسکے کباب لگاتا ہے مگر یہ شغل بھی کہاں تک

طیمور شہر پرور نے بعد بارہ بجنے کے ٹلنگین کھینچ لین اور شاہپور سے کہا کہ ابتدا اس شغل سے جی گھبرا گیا
اب کوئی اور شغل ہو شاہپور نے کہا کہ بہت خوب کشتی شراب و کباب کے سامنے سے ہٹا دی اور بکھیڑا
ہٹا دیا اور قصد کیا کہ بانسری بجا کر انکا دل بہلا دوں کہ ایکا ایک سامنے سے کچھ روشنی سی پیدا ہوئی
اور دیکھا کہ سوجھتی اُسی طرف گویا برائے استقبال بڑھیں طیمور نے شاہپور سے کہا کہ تو بھی
وہ بلا جسنے شہر کو ویران کیا ہے اسی راہ دریا سے آتی ہے ابھی بانسری کو موقوف رکھو اور ہاں پر سے
ہتھیار لا کے یہاں رکھدو شاہپور نے جلدی سے پہلے تو تیر کمان حاضر کی اور بعد اسکے سپر و شمشیر
نیزہ گرز وغیرہ سب چیزیں فراہم کر دیں اگرچہ شب ماہ تھی ضرورت روشنی کی نہ تھی لیکن پھر بھی
ایک آدھ شمع کافوری جل رہی تھی اور طیمور شہر پرور کی نگاہ دریا سے لڑی ہوئی تھی کہ دیکھا سامنے
سے ایک طاؤس سینہ تانے ہوئے چلا آتا ہے طیمور نے تیر کمان میں جوڑا لیکن ساتھ ہی یہ خیال ہوا کہ جب
یہ طاؤس قریب آئیگا اُس وقت دیکھا جائیگا طاؤس ایسی چیز نہیں ہے جو ملکوں کو تباہ کر دے اور آدمیوں کو
کھا لے جب وہ طاؤس قریب ہونچا تو معلوم ہوا کہ مور پنکھی ہے اور کچھ آواز ساز بھی محسوس ہوئی شاہپور
نے کہا سنیے باگانی بجاتی آتی ہے دونج رہے ناظرین ہو کہ یہ مور پنکھی شہر حسن آباد سے بہتی ہوئی چلی
آتی ہے اسپر ایک حسینہ پر جمال سوار ہے ستار ملکہ کے ہاتھ میں ہے اور وزیرزادی پایان چھیڑ لئے جاتی ہے
دو کنول روشن ہیں اس روشنی میں حسن و جمال ملکہ کا ایسا تاباں ہے کہ ایک چاند آسمان پر ہے ایک چاند زمین پر
ہے حباب گرد کشتی کے آ آ کر سر کو ٹکرا لیتے ہیں اور موجیں بھی سر ٹپک رہی ہیں نظر جو شاہزادہ طیمور کی ملکہ پر
پڑی آنکھ تک پلک نہ لگی عشق سے کاہے کو آگاہ تھا ملکہ انتہا کی حسین تھی سن طیمور کا اب اٹھارہ برس
کا تھا اور ملکہ بھی بارہ تیرہ برس کی حد میں تھی اگرچہ اس وقت تک کسی عورت کو نظر رغبت سے نہیں دیکھا تھا
بہت دنوں تک قید میں رہا صاحبقران تاوقت اسکی نیک نیتی کی تعریف کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ طیمور
باوجود جوان رعنا ہونے کسی پری کی طرف التفات نہیں ہوتا اور پریاں اسکو گھیرے رہتی ہیں لیکن یہ
اب آئینہ پرستی تو ترک ہو چکی ہے اسکے ساتھ خود بینی بھی نذر ہو گئی ہے اب انکا ہیں دوسروں کو دیکھنے لگی
ہیں طیمور ملکہ کو دیکھتے ہی بے اختیار ہو گیا اور کہا اے شاہپور ہم تو مبتلا سے بلا ہوئے معلوم ہوا کہ تمام
شہر انہی کی محبت میں ہلاک ہوا ہے اور یہ ملکہ تاب آفرین کشتگان حسرت کے معلوم ہوتے ہیں جو اس آفت
ہوشربا کے مارے ہوئے ہیں میں عشق کے افسانے سن سنکر ہنستا تھا کہ یہ لوگ خوبصورت عورت
کو دیکھکر اسقدر بے اختیار کیوں ہو جاتے ہیں بقول شاعر ۔ اب ہو ہم ان باتوں پر رغبت
پہلے نفرت جسکی تھی وہ عشق ہونے ہی خدا جانے مجھے کیا ہو گیا اتنے میں کشتی بہتی ہوئی کشتی کے مقابل ہو گئی
اور نظر شاہزادی کی بھی چہرہ طیمور پر پڑی بس اسنے وہیں سے کشتی پلٹانے کا قصد کیا ہی تھا کہ طیمور
نے آواز دی کہ اے آفت جان و ایمان تو جسے مانتی ہے اور اپنا خالق جانتی ہے تجھے اسی کی قسم ہے کہ ذرا ٹھہر جا
ناظرین نے کہا کہ یہ ڈر کو معلوم ہوتا ہے صحرا میں لوٹنے والے تھے اب دریا میں بھی لوٹنے کا قصد کیا ہے اب وہ
ستار کی چھیڑ چھاڑ تو موقوف ہو گئی اور باتوں کی چھیڑ ہونے لگی وزیرزادی نے کہا کہ ملکہ دیکھیے تو یہ کیا کوئی
پریزاد ہے یا انسان ہے اور اس طرح نشان کر رہا ہے دل زور ہی کہتا ہے کہ اسکی خاطر شکنی نہ کیجیے لیکن
عقل کا مقتضا نہیں ہے ملکہ نے کہا بڑی دیدہ دلیل ہے کہ تونے گھور کے دیکھ ہی لیا اسکے کہنے سے
اب شاہزادی کی نظر بھی پڑی ادھر طیمور بے تحسین دیر پا ہی شستہ حسن کشتی کو روکنے کے لیے ہے اپنی
جگہ سے ہلنے نہیں دیتی ہے شاہپور نے اسکو غرض میں یہ ہوشیاری کی کہ جلدی جلدی دو لنگین

اسی طرح پیچ میں کشتی انہیں الجھ گئی آخر میں ملکہ نے اتنا کہا کہ اے شخص اگر تیری یہی خوشی ہے تو خیر ہم پھیر
آئینگے آج پہلے دن غیر شخص سے اسقدر بے تکلف نہیں ہو سکتے کہ اسکی صحبت میں بیٹھ جاویں یہ ملکہ کہہ ہی رہی تھیں اُس
وقت طیمور نے کہا کہ اگر یون نہ آؤگی تو ہم تمھیں زبردستی لیجاینگے ملکہ یہ سنکر ہنسی اور کہا کہ میری کشتی نہایت
تیز رفتار ہے کہا ملاحون سے اشارہ کیا کہ کشتی کو ہٹا دو ملاحون نے ہاتھ لگانا شروع کیے لیکن کشتی پیچھے
ہٹنے کے عوض ساحل کی طرف بڑھنے لگی ملکہ نے غصہ کیا کہ حرامزادو ہم کیا کہتے ہیں تم کیا کرتے ہو ملاحون
نے اور زور زور لگایا مگر یہاں اُدھر شاہپور نے گرگنون کو کھینچنا شروع کیا دو چار ہاتھ اور کھینچ لیا طیمور
ہنس رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ ملکہ یہ بیرخی اچھی نہیں شاہپور نے کہا اے شہریار یہ بیرخی صرف زبان سے انکار ہے
مگر دل سے اقرار ہے دیکھا نہیں کشتی پیچھے ہٹانے کا حکم دیتی ہیں اور چپکے سے کہتی ہیں کہ ساحل پر
لگا دو ورنہ مجال ہے ملاحون کی کہ خلاف حکم کریں ملکہ ان باتون پر شرمائی جاتی تھی ملاحون پر خفا ہوتی تھی
اتنے میں وزیرزادی کی نظر گرگنون کی ڈوریون پر پڑی ملکہ سے کہا کہ دیکھیے کشتی کس جال میں پھنسی ہے
آپ ملاحون پر کیا خفا ہوتی ہیں یہاں ہر ڈور ... ن کا جال معلوم ہوتا ہے ملکہ دیکھ کے مسکرائی کہ لیسے
ادھر تو ملکہ مسکرائی شاہپور نے دل میں سمجھ لیا کہ بازی مارتا ہے جلدی جلدی ڈوریان کھینچ کے کشتی ساحل
سے ملا دی طیمور کنارے سے اتر کے خود قریب کشتی کے آیا اور کہا کہ اے آفت جان تجھے قسم ہے
کہیں کوئی امر تیرے خلاف مرضی نہ کرونگا لیکن تجھے قسم ہے اپنے دین و ایمان کی کہ دم بھر کے واسطے
چلیے تو بلاوت ستار نوازی کشتی پر کرنا وہ کچھ دیر یہاں بھی رہ کے اسکے بعد چلی جانا دل آرام
وزیرزادی نے کہا کہ اگر ملکہ یون نہ چلینگی تو یقین ہے کہ تم پھر لیجاؤ گے جس طرح کشتی کو جال میں
پھنسایا اُسی طرح ہمیں بھی پھندے میں پھانسو گے اور نے ہم ملاحون کا شکار کرتے ہو کبھی گرگنون کا
شکار ... لگے طیمور نے ہزارون قسمیں کھائیں کہ یہ شرارت بھی شہریار سے سمجھائی گئی تھی کہ آہستہ گرگنون
میں کشتی کو الجھا لیا اگر تمھارے خلاف ہے تو ابھی کشتی کو کھول دے دریا میں ڈال دو ملکہ بولی جیسا بھی
ملکہ نے دیکھا کہ یہ شخص راست باز معلوم ہوتا ہے چپکے سے کشتی سے اتر آئی وزیرزادی
بھی اترنا پڑا شاہپور نے جلدی سے ستار اُٹھا لیا اور ڈگی وزیرزادی کے ہاتھ میں
دی اور یہ چارون گنبد میں آکر جلوہ افروز ہوئے شاہپور نے کشتیان شراب و کباب کی
حاضر کیں طیمور نے اپنے ہاتھ سے جام بھر کے ملکہ کے سامنے پیش کیا ملکہ جام لیتی ہوئی
شرمائی طیمور نے اصرار کیا اور قسمیں دیں کہ اگر اتنی خاطر ہماری منظور نہیں ہے تو ہم یہاں سے
کہاں تک ... آئی ہو تو دعوت بھی قبول کرو ملکہ نے جام لیکر پی لیا یہ شادی کم ہوا اور شراب نہایت
عمدہ تھی جام پیتے ہی آنکھیں سرخ ہو گئیں دل آرام نے کہا اے شہریار ملکہ کو عادت بہت کم ہے اسوا
زیادہ دینا نہ ہوگا ورنہ طبیعت بدمزہ ہو جائیگی طیمور نے پلیٹ گزک کی سامنے بڑھا دی ادھر طیمور
نے ایک دو جام پیے شاہپور نے جام بھر کے وزیرزادی کو دیا وزیرزادی بگڑنے لگی شاہپور کی
طبیعت اُسی طرف مائل ہو رہی تھی وہ کبھی تو عیاری بناوٹ کا انکار سمجھ گیا اور بہت اصرار کیا
جب دل آرام نے جام لینے کو ہاتھ بڑھایا شاہپور نے جام اپنے منہ سے لگا لیا اور آدھا جام پی کر
دل آرام کو دکھایا دل آرام نے غصے سے ہاتھ مارا کہ جام ہاتھ سے چھوٹ گیا ملکہ اور طیمور اس چھیڑ چھاڑ پر
ہنس رہے تھے شاہزادہ طیمور نے کہا اے دل آرام یہ لگتی میں عجب لطف ہے اپنے ہاتھ سے
جام بھر کے پیو یا میں پلادون دل آرام نے کہا حضور یار کے سامنے آپ سے لیتی ہوئی یہ کہکر

اپنے جام کشتی میں رکھا اور صراحی سے لبریز کیا صراحی نے انجام پر قہقہہ مارا جام لبریز ہوتے ہی جبتک دل آرام
صراحی رکھکر جام اُٹھائے اُٹھائے شاہپور پر جام بھی اُٹھا کے پی گیا ملکہ بیساختہ اس حرکت پر ہنس پڑی
وزیرزادی نے جھلا کر صراحی شاہپور پر کھینچ ماری شاہپور نے صراحی ہاتھ سے روک کر جام دل آرام
کے سامنے رکھ کر لبریز کیا اور کہا کہ لیجے اب پیو دل آرام نے کہا تو ہی پی تو بلا نوش معلوم ہوتا
ہی مجھے نہ چھیڑ دیگا اور شاہزادے نے اصرار کیا دل آرام بھی ایک ہی چلتی ہوئی ہی اسنے
جام اٹھالیا اور شاہپور کے منہ کے پاس لائی اور کہا کہ تم ہمارے ہاتھ سے پی لو تو پھر ہم بھی پئیں
شاہپور اسے ستا چکا تھا اب راضی کرنے کے لیے خاطر اسنے آگے بڑھا دیا دل آرام نے دوسرے
ہاتھ سے اپنے ہاتھ کو جھٹکی دی کہ شراب اُچھل کے منہ پر شاہپور کے پڑی یہ رومال سے منہ
پونچھنے لگا دل آرام جام پی گئی سب ہنسنے لگے شاہپور نے کہا کہ لطف میخواری یہی ہی کہ ہشیاری
کے وقت ہوشیاری کی باتیں رہیں اور نشہ کے وقت بیخودی کی حرکتیں ہوں غرضکہ جب جام
چل چکا تو شاہزادہ طہمورس نے ملکہ سے ارشاد فرمایا کہ کیا خوب ہے تم ستار چھیڑ رہی تھیں ملکہ
کو نشہ تو ہو ہی چکا تھا بے تکلف ہوگئی اور کہا کہ سنو گے طہمورس نے کہا کہ جی تو چاہتا ہے شاہزادی نے
ستار اٹھایا اور وزیرزادی نے پایان چھیڑنا شروع کیا ملکہ ستار بجانے لگی دو اک گتیں اس
خوبی سے بجائیں کہ طہمورس نہایت خوش ہوا البتہ اسکے ملکہ نے ستار ہاتھ سے رکھ دیا اور دل آرام
سے کہا کہ اب میں پایان چھیڑتی ہوں تم کچھ گلے سے کہو دل آرام نے یہ غزل شروع کی غزل

جو کچھ اگلی بار گذر گئی کہیں کیا جو یار گذر گئی
غرض اک نگار گذر گئی شب انتظار گذر گئی

نہ ہوئے فراق کے کبھی گلے نہ حجاب سے وہ گلے ملے
رہے دل کے دل ہی میں حوصلے شب وصل یار گذر گئی

ہوئی شمع بزم میں کیا خجل وہ گل آکے بیٹھا جو متصل
یہ پکارا سینے میں داغ دل کہ مری بہار گذر گئی

ہوا زاہد اپنا رقیب ہے یہ اذان سحر نے کیا ستم
یہی غل ہی صبح کو سنیے جب شب وصل یار گذر گئی

بڑی سختیاں تھیں فراق کی پڑا جب کہ خوب بنی مری
یہی ناکہ جان نکل گئی وہ بس ایکبار گذر گئی

جو کسی کی مجھ سے نظر پھری تو لیا نگاہ کا نور بھی
جو بصارت آنکھوں میں تھی مری شب انتظار گذر گئی

کبھی حال قیس یہ تھا عجب کبھی کوہکن پہ ہوا غضب
مری روح تجھ سے ہوکے جب ہوے کوہسار گذر گئی

نہیں اسمیں نام کو بھی وفا میں تڑپ تڑپ کے گذر گیا
یہ نہ پوچھا مجھ سے کہ تجھپہ کیا الم ہے جاں نہار گذر گئی

تری اس طرف جو نظر اُٹھی مجھے اپنی جان ہی کی پڑی
یہ ادا تھی بس کہ جھکی نگاہ کہ جگر کے پار گذر گئی

وہ جو میرے پاس سے اٹھ گیا مرے ہوش ہی نہ رہے بجا
یہ تباہ دے تجھ سے کہ تجھ پہ کیا دل بیقرار گذر گئی

تری یاد کا جو ہوا گذر نہ رہی کسی کی رہی خبر
وہ بیان کیا کرے یاس پر جو کچھ اگلی بار گذر گئی

غرض اس مزے سے دل آرام اس غزل کو گائی کہ طہمورس نے بہت تعریف کی اور ملکہ کی طرف خطاب
کرکے فرمایا کہ ہمارے بھائی کا گانا بھی سنو گی ملکہ نے گھبرا کر دیکھا کہ بھائی کون طہمورس نے شاہپور
کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ بھائی ہمارے یہ ہیں ملکہ نے کہا میں تو سمجھی اب اور کسی کو بھی یہاں
بلاؤ گے طہمورس نے کہا کہ ملکہ ہمکو اپنی عزت کا بہت پاس ہے ہمیں نہیں ہے اور شاہپور سے فرمایا
کہ اب تم اپنا بھی گانا سنا دو شاہپور سامنے آ بیٹھا اور گانا شروع کیا اور نہایت لہجہ سے یہ غزل گائی

وہی دل میں تیری ہے محفل کا سماں ہے کہ جو تھا
قدردانوں کو وہی لطف بیاں ہے کہ جو تھا

پھر گلشن میں وہی شور خفقان ہے کہ جو تھا
پھر وہی جوش جنون پھر وہی وحشت ہے اپنا

یاد کرتے ہیں اسیطرح لگیں سب جاب
پھر وہی تلک ہمارے خفقان ہے کہ جو تھا

پھر نشانہ مرا دل تیر نگہ کا ہوگا
مجھکو سودا یہ اسی طرح گران ہی کہ جو تھا
کیون دل آگے کبھی بے چین ہوئی تھی کیا ہی
کعبۂ دل کو وہی شوق بتان ہی کہ جو تھا
وہی ڈھونڈھن کو مزا بوسونکا یاد آتا ہی
اشتیاق آنیکا انکے وہ کہان ہی کہ جو تھا

خم ابروے صنم شکل کمان ہی کہ جو تھا
فاش پردہ ہوا غیرت یوسف کا مرے
یار اسی طرح ترا مرتبہ دان ہی کہ جو تھا
انتظار آنیکا انکے مجھے ایسا ہی ہی
وصل کا تیرے اسی طرح سمان ہی کہ جو تھا
پہلے تو مرتے تھے کتنے اب نام کبھی لیتے نہین تم

عشق کو ہوس نہ تو نگاہ لیا ہی مین نے
حسن یوسف وہی شہرۂ جہان ہی کہ جو تھا
کافر عشق اسی طرح مجھے کہتے ہین سب
دل اسی طرح ستمگر سو نگران ہی کہ جو تھا
آدھی رات آگئی وہ دل کی طلب سو نہین
یاس کیون عشق تمھارا وہ کہان ہی کہ جو تھا

اسکے بعد شاہپور نے اور بہت سی چیزین گا من سمان باندھ دیا دل آرام بھی محو ہوگئی اور ملکہ نے تو بے انتہا تعریف کی اب جو ذرا ہوا سے سرد چلی اور وہ کیفیت برطرف ہوئی تو ملکہ نے کہا کہ اب مین جاتی ہون بہت عرصہ ہوگیا خدا کرے مین کسی طرح قبل صبح کے پہنچ جاؤن ورنہ خوف رسوائی ہی طیمور نے کہا کہ اب مین تمھین روک تو سکتا نہین ای ملکہ اپنا پتا تو بتاتے جاؤ اور وعدہ تو کرتی جاؤ کہ اب کب ملاقات ہوگی ملکہ نے کہا کہ پتا بتانے سے تو کچھ فائدہ نہین ہی مین ننگ خاندان اپنے خاندان کا نام کیون بدنام کرون لیکن وعدہ کرتی ہون کہ کل پھر آؤنگی اور اگر کل کسی وجہ سے نہ آسکی تو پرسون ضرور آؤنگی اسلیے کہ مجھے اجازت مشکل سے ملتی ہی طیمور نے کہا ای ملکہ پتہ ضرور بتاؤ شاید تم نہ آسکو تو مین تم تک پہنچ سکونگا ملکہ نے دانتون مین انگلی دبائی اور کہا کہ ہرگز ایسا قصد نکرنا ورنہ اگر آؤ گے تو بہت پچھتاؤ گے یہ جو کبھی کبھی کی ملاقات کا سلسلہ ہی وہ بھی منقطع ہوجائیگا مجھپر شبہہ ہو جائیگا تمکو اپنی جان بچانا دشوار ہو جائیگی میرا باپ چونکہ بہادر دوست ہی اور بھائی میرا پہلوان ہی ہمیشہ بڑے بڑے سرکش جمع ہین ہم اپنی اس فوج پر گھمنڈ کرتا ہی میرے باپ کے یہان کا ایک ایک پہلوان لشکر شکن ہی طیمور نے کہا آخر مین نام تو سنون اس وقت ملکہ نے کہا کہ تم نے شہر حسن آباد کا نام سنا ہوگا حسین کج کلاہ میرے باپ کا نام ہی اور حسین رخ فتح کلاہ بھائی میرا ہی چار لاکھ جوانون کا لشکر ہی اور پچاس سرداران زبردست رستم وقت ہین اور ہونیوالے سرداران میرے ہین تم ہرگز ادھر آنیکا قصد نکرنا طیمور سنکے خاموش ہو رہا ملکہ رخصت ہوکے کشتی پر سوار ہوئی اور اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئی طیمور نے شاہپور سے کہا کہ ہم تو بڑی بلا مین پھنسے ای شاہپور اگر کل یہ نہ آئی تو مین اپنی جان دونگا شاہپور نے کہا واہ واہ کیا خوب ابھی سے آپکی یہ حالت ہی تو آگے بڑھ کے کیا ہوگا یہ وہی مثل ہی کہ ع ابتدا سے عشق مین روتا ہی کیا ع آگے آگے دیکھیے ہوتا ہی کیا دل لگانا آسان ہی آپکا معشوق تو آپ پر مہربان ہی کہ پھر آنے کا وعدہ کر گیا ہی ذرا سے ہجر کے حال آپکے جنابو ویدانہ ہی نصیب نہین طیمور نے کہا اسے شاہپور کیا معلوم کہ وہ آئے یا نہ آئے اور اگر آئے گی بھی تو وہی شب کو بارہ بجے تک اب یہ انتظار نہ انتظار کس طرح بسر ہو شاہپور نے ایک کتاب عشق کی نکالکر دی کہ اسکو پڑھیے اور دل بہلائیے طیمور نے اس کتاب کو دیکھنا شروع کیا شام تک وہ کتاب تمام ہوئی اب وہ وقت آیا کہ پھر طیمور کی نگاہین سطح آب سے لڑین موجون کو دیکھکر بیقراری افزون ہوئی کھنبور کے نظارہ سے دل ڈوبا جاتا ہون کو چشم انتظار راہ کیے جو دیکھا تو رشک پیدا ہوا جو جو رات بڑھتی تھی طیمور کی امید ٹوٹتی جاتی تھی جب آدھی رات گذر گئی اور کوئی علامت نہ پیدا ہوئی تو طیمور کی آنکھین بڑی سمجھ سے اتر کر ساحل پر ادھر سے ادھر ٹہلنے لگا اسی حالت مین صبح ہوگئی ع فرقت کی رات کاٹنا دشوار صبح کرنا ع کچھ تارے گن کے کاٹی کچھ کاٹ دی ٹہل کے + ادھر طیمور کی الجھن اور بڑھ گئی تھا ادھر

کو بھی اپنی معشوقہ کا خیال بیچین کیے ہوے ہی لیکن اسکی وہ حالت نہین ہی جو طیمور کی ہی اب شاہپور
نے زبانی ایک قصہ بیان کرنا شروع کیا کہ طیمور کا دل لگ گیا جبتک شاہپور بیان کرتا رہا اس وقت
تک تو شغل بیکاری تین چار بہلا رہا جب قصہ تمام ہوا طیمور کی وہی حالت ہو گئی اسی طرح تڑپ تڑپ کے
کئی راتین گذارین مگر ملکہ نہ آئی اور نہ کوئی خبر معلوم ہوئی کوئی پانچوان روز تھا کہ طیمور نے شاہپور سے
کہا کہ اے برادر نہین معلوم اس آفت جان پر کیا گذری کہ وہ نہین آتی اٹھو ہم آپ اسکی تلاش مین
جائینگے شاہپور نے کہا آپکو اختیار ہی مین ہمراہ رکاب ہون شاہزادہ طیمور نے اسیوقت مرکب طلب
کیا اور پشت مرکب پر بیٹھکر ایک جانب روانہ ہوا شاہپور بھی مرکب پر سوار ساتھ تھا کہ اکثر دامن
بالا سے کوہ کچھ آبادی نظر آئی طیمور اسی طرف متوجہ ہوا اودھر ان لوگون نے جو دیکھا کہ دو
سوار چلے آتے ہین کچھ لوگ کوہ سے اتر کے آئے اور کہا کہ آپ دونون صاحب کہان سے آتے ہین اور کسطرف جانیکا
ارادہ ہی طیمور نے کہا کہ ہم ایک شہر مین تفریح سے رہین ورا سے تلاش مین شہر حسن آباد کے چلے ہین ان لوگون
نے کہا کہ کیا آپکے ساتھ قافلہ ہی طیمور نے کہا کہ لیکن آگے کا لشکر مع شہر کے میدان مین لیکن
دریافت حال آتا ہوا ہی کہ اس شہر کو کسنے ویران کیا باشندگان شہر کیا ہوے سب مر گئے
یا کچھ زندہ بھی ہین یہ سنکر ان لوگون نے کہا اے شہریار آپ اپنے ملک کو تشریف لیجائیے اور
جلد اس شہر کو خالی کر دیجیے ہم لوگ اسی شہر کے باشندے ہین ایک لاکھ کی آبادی مین بارہ ہزار
آدمی بچے جنھون نے شہر سے بارہ کوس کے فاصلے پر آکے قیام کیا تو جانین بچین باقی سب جان بحق
تسلیم ہوے طیمور نے کہا سبب کیونکر سے مفصل حالات بیان کرو ان لوگون نے کہا کہ بالا سے کوہ
تشریف لے چلیے تو بیان کرین طیمور مع شاہپور کوہ پر آگئے یہان تمام ساکنان کوہ جمع ہوے
جو لوگ انکو کوہ پر لگئے تھے انھون نے سبکو باخبر کیا کہ یہ شہریار طیمور شیردل ہی اور شہر کے حالات
دریافت کرنا چاہتا ہی انمین جو لوگ سن رسیدہ تھے وہ آگے سلام کیا اور عرض کی کہ اے شہریار شہر
نہایت آباد تھا نام اس شہر کا شہر کیوان تھا کیوان انجم سپاہ یہان کا فرمانروا نہایت جری و بہادر
تھا اسکے عہد حکومت مین رعایا نہایت شاد تھی کہ ایک مرتبہ ایکبار اژدہا خدا جانے کہان سے آگیا
اور اسنے قصبے اور تر سے صاف کرنا شروع کر دیے بادشاہ کو یہ سنکر نہایت ملال ہوا اور
فوج کو ہمراہ لیکر اژدہے کے کشتے کرنے کو چل کھڑا ہوا تھوڑی دور شہر سے نکلا تھا کہ اژدہا مثل
کوہ کے نمودار ہوا بادشاہ بہادر تھا گھوڑا ڈال دیا اور تیر مارنا شروع کیے اژدہے نے سانس
کھینچی بادشاہ کھنچ کے اژدہے کے منہ مین جا رہا بادشاہ کی محبت مین اہل لشکر بھی تلوارین کھینچ کھینچ
کے جا پڑے لیکن اژدہے نے سیکڑون کو دم کشی کرکے نگل لیا اور ہزارون کو علاوہ
آتش دہن سے جلا دیا جب شکم بھر گیا تو اپنے مسکن کی طرف چلا گیا دوسرے روز پھر آیا اور
اب شہر مین گھسا اور ستم ایجاد کرنا شروع کیا تین چار روز کے عرصہ مین اسنے سارا شہر [illegible]
کھا لیا ہم بارہ ہزار آدمی بھاگ کے اس کوہ پر جا چھپے ہین تبسے ویران پڑا ہی اب نہین معلوم کہ وہ
اژدہا شہر مین آیا ہی یا نہین یہ سنکے شاہزادہ طیمور نے نہایت افسوس کیا اور فرمایا کہ کیا
بادشاہ کی اولاد یا عزیزون مین سے کوئی ہی انھون نے کہا کہ کوئی نہین ہی فرمایا کہ اژدہا اس
کس مقام پر رہتا ہی ان لوگون نے کہا کہ یہان سے چند روز کوس پر ایک صحرا ہی وہی اژدہے
کا مسکن ہی طیمور نے شاہپور سے کہا کہ جاکر ہمارے لشکر مین اطلاع کرو کہ ہم اژدہے سے

قتل کرنے کو جائینگے جسکو تماشہ دیکھنا ہو ہمراہ آوے کہ طہمورث نے تو اسی کوہ پر قیام کیا اور شاہپور شیر دل
وہان سے لشکر مین آیا یہان خورشید زرین کمر تخت پر بیٹھا تھا ارمان شاہ اور سکندر آئینہ پرست
اور لاجورد شاہ یہ سب بیٹھے تھے کہ شاہپور نے بیان کیا کہ شاہزادہ اژدہے کے شکار کو جاتے ہیں
جسکو تماشہ دیکھنا ہو وہ چلے خورشید زرین کمر نے کہا کہ اژدہے کا شکار کیسا شاہپور نے
بیان کیا کہ جس اژدہے نے اس شہر کو ویران کیا ہے اسی اژدہے کا پتا ملا ہے اسکے شکار کے واسطے
شاہزادہ طہمورث جانے والے ہین لیکن یہ سنکے سکندر آئینہ پرست نے کہا کہ جس اژدہے نے
شہر ویران کر دیا اسکو کون مار سکتا ہے خورشید نے کہا کہ ہمتو اس فرزند کے ساتھ ہین جسکا جی چاہے
وہ چلے جسکا نہ جی چاہے وہ نجائے یہ سنکے سکندر آئینہ پرست نے کہا کہ جس سلسلے سے ہم
طہمورث کے ہمراہ ہوئے تھے جب وہ سلسلہ نہ رہا تو ہمارا ہمراہ ہونا بیکار ہے طہمورث نے بے ادبی کی کہ خداوند
کو توڑ ڈالا اب یہ کسی نہ کسی عذاب مین گرفتار ہوگا اجل کے منہ پر چلا ہے غرضکہ سکندر آئینہ پرست
اور ارمان شاہ اور لاجورد شاہ تو اپنا اپنا لشکر لیکر اسیوقت اپنے اپنے ملک کو روانہ ہوگئے اور
خورشید زرین کمر کل فوج کو لیکر مع نہنگ بن طوفان دریا موج واسپن کوہزاد و
خالد ہمدانی دیوانہ کوچ کر کے طرف کوہ کے روانہ ہوا وہان شاہزادہ منتظر تھا کہ گرد اڑی اور
خورشید زرین کمر کل فوج ظفر موج سے پہونچا اہل کوہ نے طہمورث کی مع کل فوج کے دعوت کی
اور دوسرے روز صبح کو تمام اہل کوہ ہمراہ رکاب ہوئے اور شاہزادہ طہمورث سوار ہوکر جانب مسکن
اژدر روانہ ہوا جس وقت اس مقام پر پہونچے کہ جہان اژدہا سو رہا تھا تمام فوج ٹھٹک گئی دیکھا
کہ ایک کوہ بلند معلوم ہوتا ہے جو لوگ پہچاننے والے تھے انھون نے شاہزادہ طہمورث شیر دل سے
عرض کی کہ وہ سامنے اژدہا سو رہا ہے بس شاہزادہ اپنے مقام سے آگے بڑھا اور للکارا کہ او موذی
اٹھ اپنے مقام سے کہ اجل آپہونچی ہے بس یہ آواز جو اژدہے کے کان مین پہونچی تو اپنی جگہ سے
اسنے حرکت کی اور مثل سانپ کے جو کنڈلی مارے بیٹھا تھا پیچ کھلنے لگا اب جو دیکھا تو کوئی
اڑھائی سو گز کی درازی ہے اور سر جو اسنے بلند کیا تو ایک مینار معلوم ہونے لگا اور اب اژدہا طہمورث
کی طرف چلا ادھر طہمورث نے شانے سے کمان لی اور ترکش سے تیر کھینچا اور چلہ کمان مین پیوستہ
کیا ادھر اژدہے نے قابیہ آتشین چھوڑا کہ گھاس تک جلنے لگی طہمورث نے ایک سنگ گران
کی آڑ پکڑی اب اژدہے نے دم کشی کی تو کنکر پتھر کھنچ کھنچ کے شکم مین اژدہے کے جانے لگے اور
جس پتھر کی آڑ مین طہمورث تھا وہ بھی کھنچ کے جانے لگا اور طہمورث بھی کھنچتا ہوا چلا اور سرداران طہمورث
بیقرار ہوئے اور دیوانہ دوڑا ادھر نہنگ بن طوفان دریا موج کو بھی تاب نرہی یہ بھی دوڑا
اور اسنے بھی تیر کو چلا کمان مین پیوستہ کیا ادھر شاہزادہ طہمورث کچھ کھنچ گیا تھا کہ لنگر مارا دونون پانون
غرق زمین ہوگئے اور وہین سے جو داہنی آنکھ اژدہے کی تاک کر تیر مارا تو پورا تیر آنکھ مین اتر گیا ادھر
دوسرا تیر نہنگ بن طوفان کا بائین آنکھ پر اژدہے کے لگا کہ اژدہا تڑپ گیا طہمورث نے تلوار
کھینچ کے آگے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ نہنگ بن طوفان دوڑ کے لپٹ گیا اور عرض کی کہ حضور
نزدیک نہ جاوین یہ زہر بلا جانور ہے ایسا نہو کہ سر سے خون اڑ کر جسم اطہر پر پڑے اور نصیب دشمنان
کچھ اذیت پہونچے طہمورث اسکے کہنے سے رکا لیکن دیوانے نے دوڑ کر جو پست ماری کہ مغز سر
اژدہے کا پاش پاش ہوگیا اور اژدہا تڑپا طہمورث نے دوڑ کر دیوانے کا ہاتھ پکڑ کے کھینچ لیا

اور ادھر اژدہا پھڑک پھڑک کے تمام ہو گیا اتنے میں جسقدر باشندے شہر کیوانیہ تھے سب آکر قدموں
سے لپٹے اور کہا کہ آپ کون ہو تاریخ میں طیمور نے کہا کہ یہ نہ کہو میں بھی مثل تمہارے ہوں ابھی تک مجھے
تحقیق نہیں ہوا ہے کہ مذہب برحق کون ہے جب میں کوئی مذہب اختیار کرونگا تو تمکو بھی ہدایت کرونگا
قبل اسکے اک شیطان کے بہکانے سے میں نے آئینہ پرستی اختیار کی تھی لیکن معلوم ہوگیا کہ آئینہ
اک مصنوعی چیز ہے میں اس آئینہ کو توڑ ڈالا اور اس دین کو ترک کیا سب نے کہا کہ جبتک آپ
تحقیق مذہب کریں ہم آپکی پرستش کرینگے طیمور نے منع کیا اور سبکو ساتھ لیکر شہر کیوانیہ میں
آیا اور شہر کو آباد کیا جو لوگ اپنے اپنے مکان چھوڑ کے گئے تھے انھوں نے ان مکانات کو
آباد کیا اور طیمور آکے دیوان شاہی میں بیٹھا اور ملا سرکش بیابانی کو اک نامہ تحریر کیا مضمون نامہ
یہ تھا کہ ہمنے شہر کیوانیہ کو آباد کیا ہے اک اژدہے نے اس شہر کو ویران کیا تھا اس اژدہے کو مارا
ہم تو اس مقام پر قیام نہیں کر سکتے تم اس صحرا کے بدلے اس شہر کی آبادی میں مشغول ہو اور یہاں
کی سلطنت کرو تو ہم آگے روانہ ہوں جس وقت یہ نامہ ملا سرکش بیابانی کو پہونچا ملا نہایت
خوش ہوا اور اپنے ملازموں کو لیکر تیسرے روز حاضر ہوگیا طیمور نے ملا کو یہاں کا بادشاہ کیا اور
اور تھوڑی سی فوج دیکر دیوانہ کو افسر فوج معین کرکے اپنے لشکر کو بھی یہیں چھوڑا اور رشا ہور سے
کہا کہ اب چلکر اس آفت ہوش کی بھی خبر لینا چاہیے کہ کس حال میں ہے لیکن یہ راز کسی پر ظاہر نہو یہاں
سے شکار کے بہانے چلو رشا ہور نے اسی وقت مختصر سامان اپنے ہمراہ پوشیدہ طور سے لے لیا
اور مرکب منگوایا طیمور نے خورشید زرین کمر سے عرض کی کہ بالفعل حضور اسی جگہ قیام کریں میں شکار
کے واسطے جاتا ہوں بعد واپس آنے کے شہر زرینہ کو جاؤنگا خورشید نے کہا کہ تمکو اختیار ہے
خورشید نے تو اسی مقام پر قیام کیا اور طیمور رشا ہور کو ہمراہ لیکر جانب صحرا روانہ ہوگیا اور ملا سرکش
بیابانی نے اعلان کرا دیا کہ جو شخص سکونت شہر کیوانیہ کی اختیار کریگا اسکو مکان مع سامان مفت
دیا جائیگا جس وقت یہ خبر مشہور ہوئی تو قصبہ اور قریہ جو قریب قریب تھے وہاں کے لوگ آنے
لگے اور آباد ہونے لگے بلکہ بہت لوگ غریب الوطن باد ور دور سے آکر آباد ہوئے لیکن اب کچھ حال
ملکہ کا سنیے کہ یہ جو شاہزادہ طیمور سے رخصت ہوکر چلی تو کچھ ایسی ہوا مخالف چلی کہ کشتی کچھ دن چڑھے
ساحل مراد پر پہونچی وہاں حسین کج کلاہ بادشاہ شہر حسن آباد نے دختر کو یاد کیا مخلدار جب آئی
ہے باغ میں ملکہ کو نہ پایا ملازمین سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ملکہ شام سے سیر دریا کو گئی ہوئی ہیں
ابھی تک تشریف نہیں لائیں بادشاہ کو تردد ہوا جس وقت ملکہ داخل باغ ہوئی اور یہ خبر حسین کج کلاہ
کو پہونچی کہ ملکہ آئی تو وہ دختر کے پاس آیا اور کہا کہ تم کہاں تھیں حسینہ پر جمال نے عرض کی کہ چونکہ
شب ماہ تھی میں سیر دریا کو گئی تھی واپسی کے وقت ہوا طوفانی ہوگئی میں نے کشتی ساحل پر لگوا دی جب
اس طوفان میں کمی ہوئی تو میں آئی حسین کج کلاہ نے کہا کہ اب آئندہ بغیر ہمارے اطلاع کے پورا
انتظام کیے بغیر جانے کا قصد کرنا یہ سنکے ملکہ کے دل پر چوٹ لگی کہ میں تو آج کا وعدہ کر آئی ہوں
طیمور اپنے دل میں کیا کہیگا ان مجبوریوں سے کون آگاہ ہے تمام صنف میں بدنام ہوتا ہے کہ فلاں
عورت بے وفا ہے اپنے باپ کے ادب سے عرض کر دیا کہ آئندہ ایسا ہوگا لیکن دل آرام سے کہا
کہ اب کیا تدبیر کیجائے چونکہ دل آرام کا دل بھی رشا ہور پر مائل ہو چکا تھا کہا اے ملکہ تین چار روز
تو سکوت کیجیے اگر بہ سہولت اجازت مل گئی تو خیر ورنہ پھر کوئی تدبیر نکالی جاویگی ملکہ بھی خاموش

ہو رہی ادھر دریا پر جو گیان پہرے قائم ہو گئے کہ ملکہ چھپکے جانے سے بھی مجبور ہوئی اور تین چار روز اسکو عجب بیچینی مین گذرے بقول شاعر + نہ اسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو + عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو + یا یون کہیے + دن تو رونے مین کٹا اور رات زاری مین کٹی + عمر کیونکر کٹی سر کیا ہی خواری مین کٹی + وزیرزادی بھی چوٹ کھائے ہوئے تھی مگر اسکا اضطراب بہ نسبت ملکہ کے کم تھا یہ جی بہلنے کے بہت سے سامان کرتی تھی کبھی چوسر بچھاتی تھی کبھی گنجفہ لاکے رکھتی مگر کسی شغل مین ملکہ کا دل نہین بہلتا تھا ہر وقت محبت لب دریا کی ہیش نظر تھی اور تصویر خیال شاہزادہ طیمور شیر پر ور کی آنکھون کے سامنے پھر رہی تھی وہ طیمور کا منتین کر کے بلانا اور چلتے وقت ساحل تک پہونچا کے ہزار دن قسمین دے کر وعدہ لینا اور پھر جہانتک کشتی کا سامنا رہا تھا دیکھتے رہنا ان خیالات سے دل بھر آتا تھا اور رونے لگتی تھی دل آرام کہتی تھی کہ گھبراتی کیون ہو وہ بھی تمھارے دام محبت مین پھنس چکا ہی یہان جانے والا نہین ہی سیون انتظار رہے گا زندگی بھر امید مین دریا کا کنارہ نچھوڑے گا گھر چھوڑ دیگا مگر دریا کو نچھوڑے گا اسلیے کہ گوہر مراد اسکا اسی ساحل سے حاصل ہوگا کبھی کہانی کہتی تھی کبھی قصہ پڑھتی تھی جس قصہ کے نتیجہ پر ذکر ناکامی ہوتا تھا تو ملکہ کا دل اور گداز ہو جاتا تھا اور نا امیدی بڑھ جاتی تھی اور جس قصہ مین کامیابی کا ذکر ہوتا تھا تو آہ سرد دل پُر درد سے کھینچ کے کہتی تھی کہ ہماری ایسی تقدیر کہان جو مدعائے دلی حاصل ہو جیسا انکا حاصل ہوا اسی اُدھیڑ بن مین کئی روز گذر گئے تو دل آرام کو بھی پریشانی ہوئی بعض بعض اوقات یہ کیفیت ہو جاتی تھی ایک دن ملکہ نے طعنہ دیا کہ تو تو بڑی چالاک تھی اب کوئی ایسی تدبیر نہین نکالتی کہ والد ماجد خوشی سے اجازت دے دین یہ سنکے دل آرام نے غور کیا اور کہا کہ کیون ملکہ میری بھی عقل کھو گئی ہوئی ہی خیر آج سوچونگی اسنے سوچتے سوچتے یہ تدبیر نکالی کہ ملکہ کو بیمار مشہور کیا اور طبیب طماع کو کچھ دے دلاکر اس سے سامنے بادشاہ کے کہوا دیا کہ انکو ہوائے دریا مفید ہی اس وقت بادشاہ نے مجبور ہو کر اجازت دی اور جوگیان دریا پر جا بجا چوکیون کی قائم کر دی گئین ہر جگہ ملاحین متعین کہ اگر کسی مقام پر کشتی طوفانی ہو تو دور سے کشتی ساحل تک لائی جا سکے الحاصل ملکہ نے سیر کی تیاری کا حکم دیا اور دل آرام نے کہا کہ ذرا پوشاک بدلو کتنی میلی کچیلی ہو رہی ہو وہ اس حال سے دیکھکر کیا خوش ہوگا ملکہ نے کہا کہ اگر اس حال خراب کو دیکھکر نہ خوش ہوا تو بناؤ دیکھکر بھی نہ خوش ہوگا اسلیے کہ وہ یہ سمجھیگا کہ اسے ہماری پروا نہ تھی دل آرام نے کہا یہ سچ ہی مگر ان مردون پر محبت کا جتانا بھی اچھا نہین ہوتا کہ بے پروا ہو جاتے ہین اور سمجھ کر ملکہ کی پوشاک بدلوائی اور بھاری جوڑا پہنایا زیور سے آراستہ کیا اور کشتی پر سوار ہو کر جانب شہر کیوانیہ براہ دریا روانہ ہوئی جاتے جاتے قریب شہر راستے کے گنبد طلائی نظر آیا مگر آج اس گنبد مین وہ نہ تھی پہلے تو ملکہ نہایت بشاش ہوئی لیکن جس وقت قریب پہونچی اور گنبد مین اندھیرا دیکھا دروازہ بند پایا تو پریشان ہوئی اور دل آرام سے کہا کہ دیکھو آخر وہ انتظار کرتے کرتے چلا گیا دل آرام نے کہا مین دریافت کرتی ہون یہ کہکر اسنے کشتی کنارے پر دریا کے ساحل پر ٹھہرائی اور ایک عورت کو شہر کی طرف روانہ کیا وہ حال دریافت کر کے آئی اور عرض کی کہ سنا ہی کہ شاہزادہ طیمور نے انگد سے کو مار کر شہر کو برباد کیا اور اسے بڑا سے شکار کیا ہوا ہوا ہی یہ سنکے ملکہ کو کمال رنج ہوا کہ ہمارا خیال نہوا شکار کی سوجھی سچ ہی کہ ان مردون کی

اک قیامت جان پر ہو موت ابھی گھر دیکھ لے
گردن ایسی اس بت مہوش کی ہر گز دیکھ لے
ہاتھ سے ساقی ابھی شیشہ کی گردن چھوڑ دے

ہے کسی کی عقل کو چکر کوئی گردش میں ہے
شب کو کوشش میں کوئی دن بھر کوئی گردش میں ہے
کوئی مثل پا تو مثل سر کوئی گردش میں ہے
رشتۂ طول امل سے سر کوئی گردش میں ہے
پاے آسایش اگر رشتہ کو سوزن چھوڑ دے

کب وہ ہو زور آور ویسے ہم جوانوں سے جو ہو
نامور ہو جائیں ہم ایسے نشانوں سے جو ہو
کام تیروں سے نہ نکلے ان کمانوں سے جو ہو
پہلوانوں سے نہ ہو ہم ناتوانوں سے جو ہو
عشق کا وہ معرکہ ہے جی تہمتن چھوڑ دے

لینے لگا اسکی اگر کسی آنکھ پھر آجائے نہ بیمار
اور نیچی ہوتی ہی نہیں نظریں کیے کوئی ہزار
صاف دکھلاتی ہیں یہ نرگس کے غنچے کی بہار
اس پری کی سرمگیں آنکھوں میں کیونکر ہوں دوچار
دیکھکر مجکو نہ کیوں پلکوں کی چلمن چھوڑ دے

رنگ دکھلاے ہیں کیا کیا گنبد دوار نے
تنگ کر رکھا ہے مجکو اس دل بیمار نے
کیا ستایا ہے مجھے عشق کے آزار نے
اذن یوں چھوڑا مرے گھر کا جو آنا یار نے
تو بھی اے روح رواں اب خانۂ تن چھوڑ دے

کب ہے پستی و بلندی کا اسے خوف و خطر
راست بازی سر کی حقہ میں اسکے سر بسر
قصد رکھتا ہے فلک کا یہ بھی مانند نظر
ہو گیا اس سرو قامت کی سواری کا اثر
اب الف ہوتا بھلا کیا اسکا توسن چھوڑ دے

ایضاً

ہے روانی میں ہماری اشکباری کا اثر
چال میں گالوں کے ہے باد بہاری کا اثر
بھر رہی ہیں ہے دل کی بیقراری کا اثر
ہو گیا اس سرو قامت کی سواری کا اثر
اب الف ہونا بھلا کیا اسکا توسن چھوڑ دے

جو خطر کی بات ہو کب مانتے ہیں عقلمند
کھٹکے یوں رہنا نہ اسکا آئیگا مجکو پسند
ہے بہت نازک کہیں دل کو نہ ہو پہنچے گزند
میرے سینہ کے نہ سمجھا سو رکر جراح بند
کوئی تو دل کی نظر بازی کو روزن چھوڑ دے

ایضاً

کیوں انھیں کرتا ہے تو اے بیہنر جراح بند
رخنہ پڑ جائیگا یہ ہونگے اگر جراح بند
رہ نہیں سکتے میں دم بھر ایسے در جراح بند
میرے سینے کے نہ سمجھا سو رکر جراح بند
کوئی تو دل کی نظر بازی کو روزن چھوڑ دے

دوستی کا سیا ہی مجھ وحشی کا دم بھرنے لگا
بیٹھیں کر کے سر کو پاؤں پر دھرنے لگا
دیکھکر انداز وحشت کیسے وہ کچھ ڈرنے لگا
جیب میں چاک اپنے گریبان کی طرح کرنے لگا
بس چلا یا مرے صحرا کا دامن چھوڑ دے

کب سلیقہ ظالم کا ہے جرح مینا کار سے کو
دیکھنا اس انقلاب عالم غدار کو
اک غریب آزاری آئی اس غریب آزار کو
رحم آئے گا مجکو لیکن نہ آئے یار کو

دوست مجھکو قتل کرڈالے جو دشمن چھوڑ دے

پاس نے سوزدن کیسے سرو قد بالا کے وصف
وصف نرگس کے نہیں چشم شوخ و بے پروا کے وصف
ہر جگہ باندھے ہیں گلزار رخ زیبا کے وصف
یک قلم لکھے ہیں ناسخ اس گل رعنا کے وصف

جو مرا دیوان دیکھے سیر گلشن چھوڑ دے

راویان اخبار و ناقلان آثار اس طرح روایت کرتے ہیں کہ شاہزادہ طہمورث شیر پرور شکار کے بہانے جانب صحرا روانہ ہوا شاہپور شیر دل بھی مرکب پر سوار ہمراہ ہو کر ساتھ ہو لیے جس وقت طہمورث صحرا میں پہونچا ایک غول آہوان صحرائی کا نمودار ہوا طہمورث نے گھوڑا ڈالا آہو بھاگے طہمورث تعاقب میں آہوان کے روانہ ہوا ہمراہی چھوٹ گئے صرف شاہپور شیر دل ساتھ تھا جاتے جاتے آہو نظروں سے غائب ہو گئے طہمورث کو اپنے ساتھیوں سے علیحدہ ہونا منظور تھا یہ غرض نہ تھی کہ آہو کو صید کریں بلکہ خود صید محبت ہو چکے تھے جب آہو چلے بھی گئے تو طہمورث نے باگ گھوڑے کی نہ روکی بلکہ اشتیاق شہر حسن آباد کے گھوڑا اڑاتے ہوئے نکلا چلا گیا اور لوگ تو کچھ دور تلاش میں آئے جب پتہ نہ پایا تو واپس گئے لیکن طہمورث مع شاہپور باتیں کرتا ہوا چلا جاتا ہے شام تک باگ گھوڑے کی نہ روکی لیکن سلسلہ جنگلوں کا تمام نہ ہوا اور شام ہو گئی طہمورث نے ایک چشمہ آب کے کنارے قیام کیا گھوڑے کو چھوڑ دیا شاہپور نے کچھ میوہ ہمراہ لے لیا تھا نکالکر طہمورث کے سامنے رکھا شاہزادہ نے میوہ نوش کر کے پانی پیا رات اسی چشمہ آب کے کنارے بسر کی جب صبح ہوئی پھر چل کھڑے ہوئے دھوپ کی تیزی زمین کا جلنا آلات ضرب کی گرمی عجب حالت تھی خلاصہ یہ کہ دو دن کے بعد گھوڑے سخت تھک گئے اب یہ دونوں پیادہ ہوئے لیکن رہروی سے باز نہ آئے اب یہ نوبت ہے کہ کپڑے کانٹوں میں الجھ الجھ کے پھٹ جاتے ہیں اس حالت کو بھی دو روز گذر گئے اب کچھ کھانے پینے کو بھی نہیں ہے پیاس پتی پر گذر ہوتی ہے تیسرے روز ایک نیستان ملا یہ دونوں اس نیستان کو طے کرتے چلے جاتے ہیں زندگی سے تنگ ہیں کہ ایک مرتبہ جھاڑی سے ایک شیر ہیبت ناک نکلا طہمورث جان سے تو عاجز ہو رہا تھا کہا کہ اپنے تو یہی کھا لے بلا سے شیر اس کو تو سیر ہو جائے گا یہ کہکے پہلو شیر کی طرف بڑھا دیا شیر نے بو سونگھی اور صورت دیکھنے لگا طہمورث نے آنکھ سے آنکھ ملائی اور کہا کہ تجھ ایسوں کی ٹانگیں چیر کے پھینک دے سکتا ہوں مگر میں محسن کش نہیں ہوں تمہاری کم قوم نے مثل فرزندوں کے مجھے دودھ پلا پلا کے پالا ہے اب شیر شاہپور کی طرف بڑھا اس سے بھی وہی بو آئی جو طہمورث سے آئی تھی شیر ان دونوں کو چاٹنے لگا اور محبت کے ساتھ طہمورث کے سامنے آکر جھکا اور دم کو مثل سگان خانگی کے ہلانا شروع کیا اور کچھ اپنی زبان میں کہا ایسے اشارے کو شاہپور اتنا سمجھا کہ پشت پر سوار ہونے کا اشارہ کرتا ہے یہ خیال کر کے اس شیر کی [illegible] شفقت سے ہاتھ پھیرا اور طہمورث سے کہا کہ اس شیر کی پشت پر سوار ہو جیے یہ منزل مقصود پر پہونچا دیگا طہمورث شیر کی پشت پر سوار ہوا شاہپور ساتھ ہو لیا شیر ان جھاڑیوں کو طے کر کے ایک میدان میں پہونچا اور ایک طرف چل کھڑا ہوا جاتے جاتے کئی کوس نکل آیا وہاں ایک مقام پر خیمہ برپا دیکھا اور کچھ لوگوں کو جمع پایا شیر ٹھہر گیا طہمورث شیر کی پشت سے اتر آیا شیر جس طرف سے آیا تھا اس طرف راہی ہوا اور شاہپور مع طہمورث ٹہلتے ہوئے باحال خراب اس مجمع کے قریب آئے جہاں خیمہ برپا تھا یہ قافلہ خواجہ اکوان ظلمانی کا

تھا یہ تاجر نوجوان بہادر دوست رئیس شناس تھا نظر اسکی جو ظیمور پر پڑی گو ظیمور با حال خراب
تھا مگر چہرہ کی جلالت و شان کب چھپ سکتی تھی سوداگر اپنے مقام سے برائے تعظیم اٹھا ظیمور
نے کہا کہ آپ نے مجھے بنا سمجھے آخر کس بات کی تعظیم دیتے ہین نہ مین صاحب کشف و کرامات ہون
نہ دولت و ثروت رکھتا ہون سوداگر نے کہا کہ کیا مجال ہے کسیکی کہ حضور کو نباہ سکے آپ کوئی
رئیس ہین نہین معلوم کس تباہی مین یہانتک آ نکلے یہ کہکر اپنے ملازمون سے کہا کہ جلد آپ
دونون صاحبون کو لیجاؤ غسل کراؤ لباس بدلواؤ نوکر سوداگر کے آئے اور ظیمور کو لیگئے
غسل کرایا لباس بدلوایا اب جو دیکھا ہر شخص نے تو اور ہی جمال تھا ہر ایک محو جمال ہوگیا اور سوداگر
تو اسقدر گرویدہ ہوا کہنے لگا کہ جی چاہتا ہے آپ کو ایک ساعت اپنے سے جدا نکرون ظیمور نے
کہا مین آپ کے ساتھ ہون واقع مین پیشہ سوداگری سے بہتر بھی کوئی پیشہ نہین ہے جی چاہتا ہے
کہ اب سے ہم بھی یہی پیشہ اختیار کرین اسکے بعد سوداگر نے کہا کہ اب کل مین یہان سے کوچ کرنیوالا
ہون آپکا کیا ارادہ ہے ظیمور نے فرمایا کہ آپ کس طرف کا قصد رکھتے ہین خواجہ اکوان نے کہا
کہ مین پہلے پہل تجارت کو نکلا ہون اسکے قبل والد ماجد تجارت کرتے تھے اور مین انتظام خانہ مین مصروف
تھا جب والد ماجد کا وقت انتقال قریب پہونچا تو انھون نے حکیم دانشور وزیر شہر حسن آباد
کے نام اک سفارش نامہ تحریر کرکے مجھکو دیا اور خود انتقال کر گئے جب انکے دفن و کفن سے فراغ
حاصل ہوا تو میرا بھی جی چاہا کہ میرے تجارت نکلون کہ اس پیشہ مین ملکون ملکون کی سیر مفت مین ہوتی
ہے اگرچہ خدا نے گھر مین بھی بہت کچھ دیا ہے مگر انسان کو خالی بیٹھنا نہ چاہیے کچھ نہ کچھ کرتا رہے وہ
سفارش نامہ میرے پاس ہی میرا مقصد شہر حسن آباد جانے کا ہے یہ سنتے ہی ظیمور دل مین خوش
ہوا کہ یہ راہبر خوب ملا اور ذریعہ بھی ایسا ہے کہ بادشاہ تک رسائی ہونا بھی آسان ہے ظیمور نے کہا
کہ چلیے مین بھی چلونگا مجھے بھی شہر حسن آباد کا نہایت اشتیاق تھا غرضکہ دوسرے روز سوداگر
جہاز پر سوار ہو کر شہر حسن آباد کی جانب روانہ ہوا تیسرے روز جہاز اسکا لنگرگاہ پر پہونچا
سوداگر جہاز سے اترکر داخل شہر ہوا ظیمور بھی ساتھ ہو دیکھا کہ شہر نہایت آراستہ ہے لوگ دلشاد
ہین دوکاندار نہایت ایماندار خلقت مین عام طور سے حسن لیکن ظیمور پر سبکی نگاہین پڑتی ہین
ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ دیکھو فلان جوان کیسا حسین ہے اور کیسا طرحدار ہے لوگ انگلیون کے اشارون
سے اشارے کرتی ہین مگر ظیمور کسیکی طرف توجہ بھی نہین کرتا سوداگر حکیم دانا وزیر کے مکان پر پہونچا
وزیر کو معلوم ہوا کہ وہ جو سوداگر ہمارا دوست آیا کرتا تھا اسکا بیٹا آیا ہے وزیر مکان سے باہر
نکلا سوداگر نے سلام کیا اور اپنے باپ کے انتقال کا حال بیان وزیر کو سنکے کمال افسوس ہوا
سوداگر کو بہت کچھ تسکین دی اور اپنے یہان مہمان کیا مکان نفیس رہنے کو دیا جس وقت دربار
مین بادشاہ کے گیا تو ذکر کیا کہ خواجہ کیوان طہمانی سوداگر جو اسباب نفیس و نادر لیکے آیا کرتے تھے
اور بہت دنون سے نہین آئے تو معلوم ہوا کہ انھون نے انتقال کیا انکا فرزند خواجہ
اکوان آیا ہے اور کچھ تحائف بھی ہمراہ لایا ہے حضور کی خدمت مین گذراننا چاہتا ہے بادشاہ نے
کہا بلاؤ اسیوقت ہرکارہ روانہ ہوا اور آکر خواجہ اکوان سے کہا کہ چلو تمکو بادشاہ نے یاد کیا ہے
خواجہ اکوان ہمراہ ہرکارے کے در دولت پر حاضر ہوا مجرائی نے مجرا کرا کر نذر دلوائی
ظیمور اور شاہد نور بھی ساتھ تھے انھون نے بھی سلام کیا بادشاہ کی نظر جو ظیمور پر پڑی

سوداگر نے کہا کہ یہ لڑکا تمھارے ساتھ کون ہے خواجہ اکوان نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ یہ بھائی
ہیں میرے اب بادشاہ نے مال تجارتی طلب کیا خواجہ اکوان نے اشیاء نادرہ دکھلائیں بادشاہ
نے کچھ چیزیں پسند کر کے لیں کہ اتنے میں کہاری آئی اور عرض کی کہ صاحبزادی کی طبیعت
اسوقت زیادہ خراب ہے بادشاہ گھبرا کر محل میں داخل ہوا سوداگر حاضر رہا وزیر سے پوچھا
خیریت تو ہے وزیر نے کہا کہ چند روز سے شاہزادی کو اختلاج کا مرض ہو گیا ہے طبیبوں نے
کیسے کیسے علاج کیے مگر کچھ نفع نہیں اسوقت شاہپور نے کہا کہ میں نے پیشہ طبابت کو
بھی حاصل کیا ہے اگر مناسب ہو تو میرے علاج کی بھی رائے دیجئے وزیر نے کہلا بھیجا کہ سوداگر کے
دو بھائی جو ساتھ ہیں انمیں سے ایک طبابت کو بھی خوب جانتا ہے بادشاہ نے سوداگر اسکے
اندر بلایا شاہپور نے اندر جا کے نبض دیکھی اور کہا کہ اس وقت حرکت قلب کی بہت بڑھی ہوئی
ہے شاہزادی کو کسی مقام پر تنہا بھجوا دیجیے اور ایک گھنٹے کے بعد مجھے بلوائیے گا اس وقت
نبض کی اصلی حالت معلوم ہوگی اسوقت تو ہجوم میں بیٹھنے سے طبیعت زیادہ خراب ہو گئی ہے
ایسے مریض کے لیے تنہائی مفید ہوتی ہے بلکہ یہ بھی اس کشمکش سے گھبرا رہی تھی چاہتی تھی
کہ تنہائی ہو تو شاہزادے کے تصور میں کچھ دیر بیٹھکر روؤں کہ دل کی بھڑاس نکلے غرضکہ
جب بادشاہ نے یہ رائے سنی تو شاہزادی کو باغ میں بھجوا دیا اور حکم دے دیا کہ سوا وزیرزادی کے
شاہزادی کے قریب کوئی نہ رہے اور ایک گھنٹے کے بعد مجھ سے اطلاع کرنا کہ اب مزاج
کیسا ہے یہ حکم دیکر بادشاہ مع شاہپور باہر آیا وہاں شاہزادی کو باغ میں بھجوا دیا تخلیہ
ہو گیا بلکہ یاد میں شاہزادہ طہمورس کے روئی جب کچھ آنسو نکلے تو حرارت قلب کی کم ہوئی دل
ٹھہرا ایک محلدار نے آکر عرض کی کہ اب ملکہ کو کسیقدر سکون ہے بادشاہ نے کہا کہ چلو
اب نبض دیکھو شاہپور پھر اٹھا بادشاہ نے کہا اگر نبض دیکھنے کے وقت بھی تخلیہ
کی ضرورت ہو تو میں نہ جاؤں شاہپور نے کہا کہ حضور تکلیف فرمانے کی کیا ضرورت ہے
میں ابھی جاتا ہوں اور ابھی حاضر ہوتا ہوں نفع نقصان تو حضور کو اسی وقت معلوم ہو گیا ہو گا بادشاہ
نے کہا کہ بیشک اسوقت تو تمھاری رائے پر عمل کرنے سے بہت جلد نفع ظاہر ہوا خیر
شاہپور کو محلدار کے ساتھ کرکے طرف باغ ملکہ کے روانہ کر دیا سوداگر مع طہمورس رخصت ہو کر
اپنے قیام گاہ پر آیا وہاں شاہپور جو پردہ کے پاس پہونچا بیٹھ گیا محلدار بھی بیٹھ گئی اب صرف
شاہزادی اور وزیرزادی ہے شاہپور نے نبض دیکھی اور کہا کہ اب حال بیان کیجئے گا یا میں
بیان کروں وزیرزادی نے کہا کہ تم بیان کر سکتے ہو تو کہو کیوں ہو شاہپور نے کہا کہ سبب
مرض دریا معلوم ہوتا ہے دریا میں کوئی ایسا سمان دکھائی دیا ہے کہ آنکھ سے دیکھنے کو پھر جی چاہتا ہے اور
اب وہ دکھائی نہیں دیتا ہے یہ سنکے ملکہ کے بھی کان کھڑے ہوئے اور وزیرزادی نے بھی
ہنسکر کہا کہ کہنا تو یہ کیا ہے کہ حکیم جی مفصل بیان کرو ابھی کوئی بات سمجھ میں نہیں آئی ہے یہ
سنکر شاہپور نے کہا اے ملکہ تم نے مجکو نہ پہچانا تم جسکے غم میں بیمار ہوئی ہو وہ ٹھوکریں
کھاتا ہوا صحراؤں اور جنگلوں کی خاک چھانتا ہوا تمھارے ملک میں آیا ہے اور میں ہوں شاہپور
شہزادے کا خلیل بشکل طبیب بنا اور رسائی پیدا کی بس یہ سنتے ہی ملکہ نے بیتاب ہوکے
پردہ الٹ دیا اور کہا کہ شاہپور شاہزادہ کہاں ہے شاہپور نے بیان کیا کہ ہمراہ اکوان [illegible]

سوداگر کے حکیم دانشور وزیر کے مکان مین تشریف فرما ہین انکو بھی لاؤنگا مگر ابھی موقع نہین
ہی ملکہ نے کہا تم اسکا خیال نکرو کہ موقع نہین ہی آج سے مین انتظام کرتی ہون کہ میرے باغ مین
سوا میرے رازدارون کے اور کوئی نہوگا تم شب کے وقت پوشیدہ طور سے انکو لے آؤ شاہپور نے
کہا اطمینان رکھیے مین آج ہی شب کو لے آؤنگا یہ کہکر شاہپور رخصت ہوا اور باہر آکر بادشاہ
سے عرض کی کہ ملکہ کی طبیعت بہت درست ہی اور اسکا انتظام رکھا جائے کہ سوا ان لوگون کے
جو ملکہ کے خاص ملازم ہین یا جنکا رہنا ملکہ اپنے پاس منظور کرے سوا ان لوگون کے اور کوئی
ملکہ کے باغ مین نرہے بادشاہ نے بہت بھاری خلعت شاہپور کو عنایت کر کے رخصت
کیا اور شاہپور وہان سے خدمت مین شاہزادہ طیمور شیردل کے آیا اور ملکہ کی صحت کا حال
بیان کر کے کہا کہ آج شبکو چلیے گا کہ مین ملکہ سے وعدہ کر آیا ہون طیمور نے کہا شب کیسی ابھی
رستی وقت ابھی چلنے مین تامل نہین ہی شاہپور نے کہا اس وقت کا چلنا تو خلاف مصلحت ہی اور
شب کو چلنا قباحت نہین رکھتا آپ اتنی تنہا ہین مثل مشہور ہی کہ سوار ان چنا بھاڑ نہین پھوڑتا بے مطلب
سے مطلب ہی لڑنے جھگڑنے سے کیا فائدہ آپ کے باعث اس سوداگر کی جان پر بنتی آ بنیگی
طیمور خاموش ہو رہا مگر تمام دن تڑپ تڑپ کے گذرا بقول شاعر کے شام کیا روز جدائی
کی نہین ہوتی ہی + دھوپ جب دیکھیے موجود ہی دیوارون پر + ادھر ملکہ نے تمام زنانہ انتظام
مین گذارا قصر کی آراستگی کا حکم دیا باغبانون پر تاکید کی کہ خبردار کوئی کانٹا یا برگ خشک تمام باغ مین
نہ رہنے پائے اسلیے کہ آج وہ روز ہی کہ غنچہ دل ہمارا شگفتہ ہونیوالا ہی پژمردگی خاطر دفع ہوئی ملکہ
کا دن کسیقدر اس اہتمام و انتظام کے سبب آسانی سے گذرا الغرض جب شام ہوئی تو سوداگر
دربار مین گیا طیمور سے کہا کہ چلیے گا طیمور نے کہا کہ میری طبیعت درست نہین ہی اس بہانے
سے طیمور نے ٹال دیا سوداگر دربار کی طرف روانہ ہوا اور شاہزادہ طیمور مرکب پر سوار ہوکے
آلات حرب و ضرب سے آراستہ ہو کر مع شاہپور شیردل جانب باغ ملکہ روانہ ہوئے ادھر
ملکہ انتظار مین بیٹھی ہی تھی کہ شاہزادہ دروازہ باغ سے نمودار ہوا ملکہ ٹہل رہی تھی کہ طیمور نے
آ کے اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ مزاج کیسا ہی ملکہ نے ظاہری بے اعتنائی کر کے جواب دیا
کہ سچ کہا ہی مردون کی ذات بے وفا ہوتی ہی ہمیشہ کی پھیرے پہلے نگہ پھر تم گنبد طلائی مین
نظر نہ آئے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ شکار مین سے غائب ہو گئے یہ سنتے ہی اور تشویش
پیدا ہوئی جس سے مین بیمار ہو گئی مگر شکر ہی کہ تم یہین آ پہونچے طیمور نے کہا آپ الٹے الزام
لگاتا ہو معشوقون کا شیوہ ہی یہ کوئی نئی بات نہین جس سے مجھے بدلی ہو پہلے تمنے وعدہ خلافی
کی یا ہمنے اگر تم حسب وعدہ آتین تو ہم تمھاری تلاش مین کیون حیران و سرگردان یہانتک آتے القصہ
بعد شکوہ و شکایت ملکہ طیمور کو باغ کی سیر کراتی ہوئی اپنے قصر فلک رفعت مین لائی یہ قصر
کنارے دریا کے واقع ہی ایک طرف سیر باغ کا لطف ہی اور دوسری جانب سیر دریا شہ پارہ
کی وجہ سے اس سیر کا دونا لطف تھا قصر کا عکس جو دریا مین پڑتا تھا تو عجب لطف دکھاتا
تھا ادھر پرتو مہتاب سے موجون کا پیچ و تاب شکم مار کی چمک دکھا رہا تھا ایک طرف حباب آنکھین
کھولے ہوئے بہار عکس ماہ دیکھ رہے تھے حبابان بیتابی کے ساتھ پانی پر ابھر ابھر کے
جا بجا منہ سے چھوڑ کے پھر غرق ہو جاتی تھین ایک جانب باغ لہلہا رہا ہی پھولون کی لپٹین

آ رہی تھین بلبلون کی خوشنوائی شاہد گل کی رعنائی بالاخانہ پر چوکا تختون کا لگا ہوا تھا گاندان رکھے تھے نشستیان
شرابِ جو کباب کی حاضر تھین جام مئے ارغوانی کو گردش تھی شاہزادہ قسمین دے دے کے ملکہ کو
جام پلا رہا تھا اور ملکہ شاہزادی کو اپنے ہاتھ سے بھر بھر کے دیتی تھی دل آرام گا رہی تھی اور شاہپور
بھی نوازی کر رہا تھا دو بجے رات تک یہ صحبت گرم رہی دو بجے کے بعد شاہزادہ ملکہ سے
رخصت ہو کر روانہ ہوا یہان ملکہ کو وہ بزم خوشی فرقت طمبور سے بزم غم ہو گئی نیند کے بہانے منہ لپیٹ
کے پڑ رہی ہر چند کہ یہ امید تھی کہ کل شام کو شاہزادہ پھر آئیگا لیکن اتنی دیر کی جدائی بھی گوارا نہ تھی
وہان شاہزادہ طمبور جو مکان پر پہونچا سو داگر دربار سے واپس آنے کے بعد پریشان تھا کہ
طمبور کہان گئے جب یہ پہونچے تو پوچھا کہ بھائی صاحب آپ کہان تشریف لے گئے تھے طمبور نے
کہا کہ آج کل مجھے اختلاج کی شکایت زیادہ رہتی ہے صحرا کی جانب نکل جایا کرتا ہون سوداگر
خاموش ہو رہا صبح کو شاہی چوبدار حاضر ہوا کہ شاہزادی کی طبیعت اس وقت سست ہو گئی ہے
حکیم شاہپور کو بلایا ہے شاہپور اسی وقت درباری لباس پہنے ہوئے جانب باغ ملکہ روانہ ہوا یہ خبر
ملکہ کو ہوئی کہ حکیم صاحب آ گئے ہین اسنے ظاہری پردہ کر کے اندر بلا لیا اور شاہپور نے بہت کچھ
سمجھایا اور کہا کہ ملکہ اب ہوشیاری کا وقت ہے ان باتون مین افشائے راز کا خوف ہے شاہپور
کے کہنے سے ملکہ نے اپنے کو سنبھالا اور انتظام مین مصروف ہوئی شاہپور نے آ کر طمبور سے
سب حالت بیان کی طمبور نے شام کو پھر صحرا کا رخ کیا اور رات کے وقت باغ مین آ موجود ہوئے
تمام رات صحبت گرم رہی صبح کے قریب نکلکر چلے تھے کہ قضائے کار اتفاقات روزگار اُس طرف
سے ہام بن ہوم سپہسالار کہ سرداران زبردست سے تھا باغ ملکہ کی حفاظت اسکے سپرد تھی یہ
تلیم چارسو سوارون سے روند پھرتا چلا آتا تھا کہ اسنے طمبور کو باغ سے نکلکر جاتے دیکھا بس
وہین سے للکارا کہ بائش او سرکش تو کون ہے کہ ملکہ کے باغ مین آیا تھا اور کس واسطے آیا تھا یہ
سنکے طمبور نے گھوڑے کو روکا اور جواب دیا کہ او نصیبہ دور ہو میرے سامنے سے
بس مین ایسا ہون کہ تیرا اس باغ مین آتا ہون اور ملکہ میری معشوقہ ہے بس یہ سنکے ہام
بن ہوم تڑپ کر سامنے آیا اور پکارا کہ باغ مین آنے کا یہ نتیجہ ہے کہ تیری نخل حیات کو قطع
کیے دیتا ہون یہ کہکر تیر مارا طمبور نے تیر کو قلم کر کے جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا تو سر جدا ہو کر
ہوئے پھر انہون نے حملہ کیا جب دو چار مارے گئے تو لاش لیکر بھاگ کھڑے
ہوئے طمبور آ کر اپنے مقام پر پہونچا ہتھیار کھولے آرام کیا صبح کو لوگ لاش ہام بن ہوم کی
لیے ہوئے سامنے بادشاہ کے پہونچے بادشاہ نے پوچھا کہ اسے کسنے مارا لوگون نے بیان کیا
کہ ایک شخص ملکہ کے باغ سے نکلکر جاتا تھا انہون نے اسے روکا اسکے ہاتھ سے یہ مارا گیا بادشاہ
اسی وقت باغ مین آیا اور ملکہ سے فرمایا کہ تمھارے باغ مین کون آیا تھا ملکہ سہم گئی دل آرام
نے کہا کہ حضور کسکی مجال ہے کہ باغ مین قدم رکھ سکے بادشاہ نے ہام بن ہوم کے مارے
جانے کا حال بیان کیا دل آرام نے کہا کہ کوئی قزاق ہوگا اور چوری کے قصد سے آیا ہوگا
ملکہ بیرون باغ کا حال کیا جانین بادشاہ دل مین قائل ہو کے چلا آیا اور طوفان اژدر کو
حکم دیا کہ آج تم گشت کرو اور دیکھو کہ وہ کونسا ایسا سرکش آتا ہے جسکے ہاتھ سے
میرا اتنا بڑا سردار مارا گیا طوفان اژدر نے دو سو سوار اپنے ساتھ لیے اور شام سے

گشت پھرنے لگا وہاں ملکہ کو مایوسی ہوئی کہ اب شاہزادہ نہ آئیگا اور بہتر ہے کہ نہ آئے ورنہ بدراز
فاش ہونے کے علاوہ اسکی جان کا بھی خوف ہے یہاں تو یہ حالت ہے اور وہاں شاہزادہ طیمور
شیر سرور سے سوداگر نے کہا کہ بھائی صاحب آپ روز چلے جاتے ہیں اور یہاں کا رنگ
بے طور ہے کوئی قزاق آیا ہوا ہے کہ اسکے ہاتھ سے بہت بڑا سردار مارا گیا ایسا نہو کہ آپ پر کوئی افتاد
پڑے یا یہ بدنامی آپکے ذمہ ہو تو دقت پڑیگی طیمور نے کہا کہ میری وجہ سے کوئی بدنامی نہوگی
جو آفت آئیگی وہ مجھی تک محدود رہیگی اگر صحرا میں مجھسے اور اس قزاق سے ملاقات ہوئی
تو پکڑ کر بادشاہ کی خدمت میں حاضر کر دونگا تم اطمینان رکھو سوداگر نے کہا کہ مجھے اپنی بدنامی سے
زیادہ آپکی جان کا خوف ہے طیمور نے کہا کہ تم کچھ اندیشہ نکرو میں موم کا بنا ہوا نہیں ہوں
کہ مجھے کوئی کھا لے گا غرضکہ جب شام ہوئی تو پھر شاہزادہ طیمور شیر سرور مرکب پر سوار ہو کر
جانب صحرا روانہ ہوئے ایک مرکب پر شاہور ساتھ تھا شاہور نے کہا کہ چلتے وقت
لڑائی کا ہونا اچھا نہیں ہے ورنہ ملکہ سے مل بھی نہ سکیگا شاہزادے نے کہا کہ پھر کیا ہے ہو نگہبان
موجود ہیں شاہور نے ایک تنہ درخت کی آڑ میں ٹھہر کر تاک لگائی جس وقت گشت کے
سوار ادھر سے ادھر چلے گئے تو یہ دونوں داخل باغ ہوگئے آج ملکہ کے وہم میں بھی نہ تھا
کہ شاہزادہ آئیگا یہ مایوس پڑی ہوئی سوچ رہی تھی کہ اب صورت ملاقات کیا ہوگی آرام مجھپر حرام
تھی کہ اس وقت تم نہ آئے یہی نہ آنا بہتر ہے لوگ تاک میں ہیں بادشاہ باخبر ہوگیا ہے خدا بھی یہ نہیں
معلوم ہے کہ کون آتا ہے لیکن قسمت تو موجود ہیں اگر زندگی باقی ہے تو ساتھ خیر و عافیت کے پھر ملینگے
یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک خواص نے دوڑ کر عرض کی کہ شاہزادے تشریف لاتے ہیں
ملکہ سمجھی کہ مجھے تسکین دینے کو کہا ہے لیکن وزیرزادی نے بھی جلدی سے قصر کے باہر آکر دیکھا
کہ شاہزادہ طیمور شیر سرور مع شاہور چلا آتا ہے ان دونوں نے گھوڑوں کو درخت کے نیچے
چھوڑا اور آپ قصر میں آئے ملکہ نے جب طیمور کو دیکھا سکتہ سا ہوگیا اور کہا کہ آپ کیونکر آئے
طیمور نے کہا یہ نہ پوچھو کہ کیونکر آئے کسی نہ کسی طرح چلے آئے شاہزادی خوش تو ہوئی مگر ساتھ ہی
تشویش پیدا ہوئی کہ جاتے وقت اگر نگہبانوں سے سامنا ہوگیا تو ضرور لڑائی ہوگی دیکھئے کیا
ہوتا ہے اس روز جسقدر خوشی تھی اتنی ہی تشویش بھی تھی کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے غرضکہ کچھ سکوت
کی حالت رہی نہ وہ چہچہے تھے نہ شغل سرود و ستار تھا جب تھوڑی رات رہی اور شاہزادے
نے چلنے کا قصد کیا تو ملکہ نے دونوں ہاتھ گلے میں ڈال دیے اور کہا میں نجانے دونگی اب تمام
شب در و میں رہو نگہبان اپنا سر پٹک پٹک کے چلے جائینگے شاہزادہ طیمور نے فرمایا کہ ذرا یہ
مناسب نہیں ہو سکتا کہ میں تمھارے باپ کے پہلوانوں سے خوف کروں اور یہاں چھپ کے
بیٹھوں مجھے بھی دیکھنا ہے کہ تمھارے یہاں کیسے کیسے سردار ہیں ہر چند ملکہ نے منتیں کیں مگر ملکہ کا
دامن چھڑا کے گشت مرکب پر سوار ہوئے اور باغ سے نکلکر چلے چند ہی قدم راہ طے کی تھی
کہ طوفان اژدر گیر کی نظر پڑی وہیں سے اسنے اپنی کرگدن کو جولان کیا اور آواز دی کہ او نوجوان
خبردار میں آپہنچا شاہزادہ نے گھوڑے کو روک لیا اور فرمایا کہ میں تیری خدمتگذاری کو موجود
ہوں طوفان اژدر گیر سامنے آیا اور للکارا کہ تو کون ہے اور کہاں سے آتا ہے طیمور نے کہا کیا
اندھا ہے تجھے دکھائی نہیں دیتا کہ میں کہاں سے آتا ہوں طوفان اژدر گیر نے کہا کہ معلوم

ہوتا ہے قضا تیری تجھے کھینچ کے اس طرف لائی ہے طیمور نے کہا یا میری قضا لائی ہے یا تیری قضا لائی
ہے دونوں میں سے ایک کی قضا ضرور ہے طوفان اژدر گیر نے کہا کہ تجھے شاید ہم بن ہوم کے سمجھا ہے
شاید ابھی تو مجھ سے آگاہ نہیں ہے میں ہوں طوفان اژدرگیر طیمور نے نعرہ کیا کہ تو مجھ سے بھی آگاہ نہیں ہے
میں ہوں صاحبقران آئینہ پرستان لبس طوفان کے غضب میں آکر نیزہ کا وار کیا طیمور نے نیزے
سے نیزے پر کا بھال رد و بدل ہونے لگی چند ضرب کی نوبت آئی ہوگی کہ طیمور نے نیزہ ہاتھ سے طوفان کے
نکال دیا طوفان کی نگاہوں میں زمانہ تیرہ و تار ہو گیا کہا او سرکش غضب کیا تو نے کہ نیزہ
میرے ہاتھ سے نکال دیا اب چھوڑتا ہوں تجھکو کہ تو سامنے مردان عالم کے افتخار اپنا ظاہر کرے
یہ کہکر تلوار ماری طیمور نے کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور
کرتا ہے فاش زمین سے اٹھالیا اور اچھال دیا گرتے وقت چورنگ ہوا لیکن کا ٹکڑا سے چور اسکی
لاش کے زمین پر گرتے طبق ہل گیا پھر اہتمان طوفان نے کہا کہ مارلو اسکو جانے نہ پائے غضب
کیا اسنے کہ ہمارے سردار کو مارا یہ کہکر دو سو جوان آپڑے ہر طرف سے کمندیں اور تلواریں پڑنا
شروع ہوئیں طیمور نے بھی لڑنا شروع کیا جسپر ہاتھ مارا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے دم بھر
میں سو چودہ فون کو ادہ تیغ کیا آخر لاش طوفان کی لیکر سب بھاگ کھڑے ہوئے طیمور اپنے
مقام پر پہونچا اور لباس خون آلودہ اتار کر چھپا دیا اور سو رہا صبح کو بادشاہ آکر دربار میں بیٹھا
تمام ارکین دولت جمع ہوئے حکیم دانشور وزیر حسین کلاہ فرزند بادشاہ ہوم تیغ زن
پیروت کشیدہ ابرو سپہ سالار نعیم بلند بالا قریب چالیس پچاس سرداران زبردست کے آکر
جمع ہوئے کہ اک مرتبہ رونے پیٹنے کی آواز کان میں آئی اور لوگ لاش طوفان کی لیے ہوئے
آگئے اور چار دن ٹکڑے سامنے رکھکر کہا کہ اس ظالم نے اتنے بڑے سردار کو چورنگ ہوئی
کیا اس وقت بادشاہ نہایت پریشان ہوا کہ جسنے اتنے بڑے سردار کو اس طرح مارا اس سے
کون لڑسکتا ہے قریب اس ملک کے اک کوہ ہے کہ اسکو کوہ دخانی کہتے ہیں کہ دھوٹوں سے اس
پہاڑ کے دھواں نکلا کرتا ہے اس کوہ پر اک قزاق رہتا ہے کہ نام اسکا دخان کوہی ہے قوم حبش سے
ہے اور نہایت زبردست ہے بادشاہ اسکا دباؤ کھاتا ہے جبتک پیروت تہمتن ملازم نہ ہوا تھا اس وقت
تک دخان کوہی بادشاہ سے خراج لیا کرتا تھا لیکن جبسے پیروت تہمتن کو عہدہ سالاری لشکر
کا سپرد ہوا ہے اس وقت سے دخان کوہی نے بادشاہ پر دباؤ ڈالنا تو موقوف کر دیا ہے لیکن حسین کلاہ
کی بھی اتنی جرات نہیں ہوئی کہ اس سے الجھے اب بادشاہ کو اسیکا خیال گذرا کہ سوا دخان
کوہی کے دوسرے کا یہ کام نہیں ہے یہ سنکے پیروت تہمتن نے مونچھوں پر بل ڈالے اور کہا کہ اے
فیض خواہان دولت کس دن کے واسطے ہیں اگر حکم ہو تو اس کوہی کا سر لاکر حضور کے قدموں پر
ڈالدوں بادشاہ نے کہا کہ اے پیروت تہمتن وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے اسلیے کہ جنگ
دو سرداری فتح و شکست ہر کسی کو اختیار نہیں ہے حاصل یہ ہے تمہارا کام جانبازی ہے اس سے سر مکوہ ہوکے
نہ لڑو اگر تم زخمی ہو گئے تو لشکر سے کون جواب دیسکتا ہے لہذا آج باغ ناکہ کی حفاظت تمہارے
سپرد ہے اگر وہ ادہر آ نکلے تو اس سے سمجھ لینا پیروت تہمتن اس بات پر رنجیدہ ہوا
اور کہا کہ میں پہرہ دار نہیں ہوں کہ رات بھر باغ کے گرد پھرا کروں یہ امر میری عزت کے خلاف
ہے اگر آپ حکم دیں تو جاکر اس کوہی کو کھینچ زندہ پکڑ لاؤں کہیے سر اسکا لے آؤں بادشاہ نے

سکوت کیا بروت تہمتن اسیوقت اٹھہ کھڑا ہوا اور چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر جانب کوہ دخانی روانہ ہوا یہہ خبر شاہزادہ طیمور شیر سرور کو ہوئی کہ اک قزاق پر شبہہ ہی کہ وہی شب کو آتا ہی بروت تہمتن اسکے قتل کے ارادہ سے گیا ہوا ہی طیمور ہنسے اور کہا کہ کیون کشا ہور اس غریب کی جان بچانا چاہیے ایسا نہو کہ ہمارے باعث سے دخان قزاق مارا جاے وہ بیچارہ بے قصور ہی کشا ہور نے کہا کہ آپکو تمام دنیا کے جھگڑون سے کیا مطلب اب اس راز کا پوشیدہ رہنا تو غیر ممکن ہی جبتک بات چھپی ہی چھپی ہی ایک دن ظاہر ہونا ضرور ہی وقت کو غنیمت جانکر ملکہ سے ملیے طیمور خاموش ہو رہا جب شام ہوئی تو حسب قاعدہ سوار ہوکر صحرا کی طرف نکل گیا اور چکر لگا کے باغ مین ملکہ کے جا پہونچا وہان ملکہ ان دھڑکون مین آدھی ہوئی جاتی تھی شاہزادہ کے صحیح وسالم پہونچنے سے ملکہ کو خوشی حاصل ہوئی اور یہہ خبر بھی سنی کہ بادشاہ کو دخان کوہی قزاق پر شبہہ ہوا ہی سپہ سالار کو اسنے کوہ دخانی کو بھیجا ہی ملکہ نے شکر کیا کہ آج کی رات تو خیر وعافیت سے گذرے گی غرضکہ اسی وقت سامان عیش ونشاط مہیا ہوا آج یہہ دونون باہمی نظارہ بازی مین ایسے محو ہوے کہ رات بہت کم رہگئی کشا ہور نے کہا کہ اے شہریار صبح ہوا چاہتی ہی جلد تشریف لے چلیے طیمور اٹھہ کھڑا ہوا ملکہ کو بحسرت سے دیکھا کی طیمور پشت مرکب پر سوار ہوکر جانب صحرا روانہ ہوا قضاے کار راہ گم کرکے کہین سے کہین نکل گئے

انکو تو گم کردہ راہی کی حالت مین چھوڑا جاتا ہی

اور اول کچھہ حال بروت تہمتن اور دخان کوہی کا بیان ہوتا ہی

راوی کہتا ہی کہ جسوقت بروت تہمتن مع فوج سامنے کوہ دخانی کے پہونچا اور خبر دخان کوہی کو معلوم ہوئی کہ بادشاہ کی طرف سے کوئی سردار بہیر بے مقابلہ کو آیا ہی اسے تعجب ہوا کہ آجتک بادشاہ نے مجھہ سے کبھی چھیڑنہ کی تھی آج اسکا کیا سبب اک سوار کو بروت تہمتن کے پاس روانہ کیا اور سبب آنے کا دریافت کیا سوار خدمت مین بروت تہمتن کے آیا اور کہا کہ آپ ادھر کس غرض سے آئے ہین بروت تہمتن نے کہا کہ جاکر اس چوٹے سے کہدینا کہ اب تونے ان بے ترکیبون پر کمر باندھی ہی کہ ملکہ کے باغ مین جاتا ہی اور وہ ملازمان شاہی کو قتل کرکے نکل گیا مین تیری سرکوبی کے واسطے آیا ہون یہہ جواب لیکر وہ سوار اپنے مالک کے پاس گیا اور دخان کوہی سے بیان کیا دخان کوہی نے جواب مین کہلا بھیجا کہ اے بروت تہمتن اگر تجکو اسنے زور وبازو پر گھمنڈ ہی تو مین بھی موم کا بنا ہوا نہین ہون لیکن تجھسے سچ کہتا ہون کہ بسبب تیرے مین نے بادشاہ سے الجھنا موقوف کیا مجھے نہین معلوم کہ وہ کون شخص ہی جو ملکہ کے باغ مین آتا ہی اور جسکے ہاتھ سے دو سردار مارے گئے کہ جنکو مین اپنی دختر کی جگہ سمجھتا ہون اگر تم اس شبہہ مین آئے ہو تو پلٹ جاؤ مجھکو نہ اٹھاؤ کہ گر آزمایش اپنی اور میری منظور ہی تو مجھے تم سے مقابلہ کرنے مین کچھہ عذر وانکار نہین ہی جسوقت یہہ پیام بروت تہمتن کو پہونچا ہنسا اور جواب مین کہلا بھیجا کہ مجھکو تجھہ سے آزمایش بھی منظور ہی اگر ملکہ کے باغ مین کوئی اور شخص آتا ہی تو بعد تیرے معاملہ کے اس سے بھی سمجھہ لونگا یہہ سنکے دخان کوہی نے اپنے لشکر کو بھی زیر کوہ اتارا اور طبل جنگ بجوا دیا ادھر لشکر بروت تہمتن مین بھی کوس حربی بجا دونون طرف تیاریان

جنگ کی ہونے لگین تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو ادھر تو بہروت تہمتن اپنے چالیس ہزار
سوارون سے آکر صف آرا ہوا اور ادھر دخان قزاق پندرہ ہزار قزاقون سے صفین باندھ کر کھڑا
ہوا بعد آراستگی صفوف قتال وجدال بہروت تہمتن نے اپنے مرکب کو جولان کیا اور میدان مین آ کر
سلح شوری کی اور بعد سلح شوری نیزہ زمین پر گاڑ کے دخان قزاق کو لوکا دخان قزاق مرکب کو
چمکا کر سامنے بہروت تہمتن کے آیا اور بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی شروع ہوئی دیر تک نیزہ
بازی رہی آخر بہروت تہمتن نے نیزہ ہاتھ سے دخان قزاق کے نکال دیا دخان قزاق نے
شرمندہ ہوکے تلوار ماری بہروت تہمتن نے وار اسکا رد کرکے اپنا وار کیا دخان قزاق نے سپر بلند
کی لیکن ضرب گران تھی اور تیغہ بھی بھاری تھا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے تلوار خود کو کاٹ کرتا دو ابرو
آ ٹھہرائی دخان قزاق نے دستانہ مارا تلوار سر سے نکلی اور چادر خود اسکی سر سے باہر آئی دخان قزاق
نے ایسی حالت زخمداری مین تلوار ماری بہروت تہمتن نے خالی دینا چاہا تلوار سر مرکب پر پڑی گردن
مرکب کی قلم ہوئی بہروت تہمتن کود کے مرکب سے علیحدہ ہوا اور تلوار کھینچکر پیادہ دخان قزاق کی
طرف چلا قزاقون نے دیکھا کہ مالک ہمارا زخمی ہوا اور حریف بر سر کینہ ہے سب کے سب دوڑ پڑے ادھر
سے فوج بہروت تہمتن کی بھی آ گئی تلوار چلنے لگی قزاق دخان کوہی کو لیکر کوہ پر چڑھ گئے اور
سنگباری کرنے لگے بہروت تہمتن عاجز ہو کے پلٹ آیا اور کہا کہ کل سمجھونگا بس اپنے لشکر
مین آکر اسنے حکم طبل جنگ بجنے کا دیا اور فوج سے کہا کہ کوہ کا محاصرہ کر لو کہ یہ دزد مکار کہین
بھاگ نہ جائے لشکر نے چارون طرف سے کوہ کو گھیر لیا دخان قزاق پریشان ہوا اور بہروت
تہمتن پاس کہلا بھیجا کہ یہ کونسی مردانگی ہے کہ تمنے زخمی کو گھیرا ہے اتنا انتظار کرو کہ مین اچھا ہولون پھر
مقابلہ کرنا جسوقت یہ پیام دخان کوہی کا بہروت تہمتن کو پہونچا اسنے جواب مین کہلا بھیجا کہ اے دزد
مکار یہ الفاظ ان برابر والون سے کی جاتی ہے تجھ ایسے قزاقون سے نہین کی جاتی ہے نہ ہمین اتنی فرصت ہے
بعد تیری گرفتاری کے اس دزد کی خبر لینا ہے جو ملکہ کے باغ مین آیا کرتا ہے تو اگر مجرم تازہ نہین ہے تو مجرم کہنہ
ہے یہ جواب سنکے دخان کوہی مایوس ہوا لیکن قزاقون نے کہا کہ آپ نہ گھبرائیے جبتک ہمارے
دم مین دم باقی ہے کیا مجال ہے کسی کی کہ آپ کو گرفتار کرکے لیجا سکے تمام رات قزاقون نے پتھر لا لا کے
گھاٹیون پر جمع کیے اور گھات سے بیٹھے جب صبح ہوئی تو بہروت تہمتن آلات حرب و ضرب تن پر
آراستہ کرکے کوہ کی طرف چلا جسوقت زیر کوہ پہونچا قزاقون نے سنگ باری شروع کی بہروت
تہمتن نے ایک ہاتھ مین گرز سنبھالا دوسرے مین سپر لی اور پتھرون کو رد کرتا ہوا چلا ساتھ
والون نے تو سر پھٹے اور شانے ٹوٹے یہانتک کہ اسپ ترک رہے لیکن بہروت تہمتن گھاٹیون
کو طے کرتا ہوا بسر کوہ پہونچ گیا اور تلوار کھینچکر قزاقون کو قتل کرنے لگا قزاق بھی جانون پر کھیل کے
سینہ سپر ہوے اور دخان کوہی کو بچایا یہان تو جنگ ہو رہی تھی لیکن شاہزادہ ظہور راستہ
بھول کر اسی طرف آ نکلا لوگون سے پوچھا کہ یہ بارے کوہ جنگ کیسی ہو رہی ہے انھون نے بیان
کیا کہ کوئی شخص ملکہ کے باغ مین آیا کرتا ہے اسکے شبہہ مین اس قزاق کے گرفتار کرنے کا حکم دیا
گیا ہے سالار لشکر حسن آباد نے قزاق کو زخمی کیا اب فکر گرفتاری مین کوہ پر پہونچ گیا ہے قزاقون
سے جنگ ہو رہی ہے یہ سنکے ظہور نے شاہ ہور سے کہا کہ یہ تو برا ہوا کہ ہمارے شبہہ مین ایک
بیگناہ گرفتار ہو یا قتل ہو جاوے شاہ ہور نے کہا پھر کیا ہے آپ تنہا ہین اسکے ساتھ

چالیس ہزار کا لشکر ہی طیمور نے کہا کہ کثرت فوج کا مجھے خوف نہین جب سردار کو مار لیا تو فوج کیا کر سکتی ہی علاوہ
اسکے جس طرف ہو گئے لڑینگے اسکی فوج اپنی فوج ہو ضرور ہماری طرف سے لڑیگی یہ کہکر مرکب کو جولان
کیا اور آواز دی کہ او بروت تہمتن کیون اُس پناہ سے لڑتا ہی یہ بلا کے باغ مین نہین جاتا ہی بلا مین جاتا
ہون آ اور مجھ سے مقابلہ کر یہ سنکے بروت تہمتن کوہ سے اُترا اور کہا کہ اصل مین تو تیری ہی تلاش تھی لا
اپنا طیمور نے کہا کہ مردان عالم [illegible] شیخی کو اچھا نہین سمجھتے بروت تہمتن ہنسا اور کہا کہ ابھی تو تو طفل ہی
لائق مقابلہ کبھی نہین اور اسقدر اولوالعزمی کرتا ہی اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ دل کی دل مین رہجائیگی کچھ بن نہ آئیگی طیمور
نے کہا کہ تیرے دل کی حسرت تو نکل جائیگی مین چاہتا ہون کہ تیرے دل کی دل مین نہ رہے بس یہ سنتے ہی
بروت تہمتن نے نیزہ مارا شاہزادہ طیمور شیر پرور نے نیزے کو نیزے پر گانٹھا رد و بدل ہونے لگی یہ خبر
سنکر دخان کوہی بھی زخم سر باندھے ہوئے کوہ پر آ کے کھڑا ہوا اور تماشا جنگ دیکھنے لگا یہان
طعنین چل رہی تھین دخان کوہی دل مین کہرہا تھا کہ یہ لڑکا بھی بلا سے بد معلوم ہوتا ہی خداوند لات اعلیٰ
نے اسکو میری مدد کے واسطے بھیج دیا ورنہ میرے گرفتار ہونے مین کیا باقی تھا یہان قریب چالیس
پینتالیس طعن کے نوبت آ گئی ہو گی کہ طیمور نے خبردار خبردار کہکر نیزہ پر نیزہ مارا اور اپنے نیزے سے نیزہ بروت
تہمتن کو پیچیدہ کر کے ایسا جھٹکا مارا کہ نیزہ بروت تہمتن کے ہاتھ سے صاف نکل گیا دخان کوہی پھڑک گیا
کہ کس پھرتی سے نیزہ نکالا ہی اور بروت تہمتن نیزے کے ساتھ ہاتھ اونچا کرکے رہگیا دخان کوہی نے
تعریف کی ادھر بروت تہمتن بہت خجل ہوا اور دل مین جلا بس اسنے آواز دی کہ نیزہ بازی خلال بازی
گرز بازی حمال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین او طفل غضب کیا تو نے
کہ سامنے میرے حریف اور ساتھیون کے مجکو ذلیل کیا کب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہکر تلوار ماری
طیمور نے وار اسکا سپر گانٹھ کے چو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا بروت تہمتن نے سپر بلند کی یہ ضرب
گران طیمور سے بہادر کی بھلا کسکے روکے رک سکتی ہی سپر کے مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے
ہو گئے اور تیغہ خود پر بیٹھا طیمور نے جھٹکا مارا خود کو کاٹ کر تا دو ابرو اُتر آیا بس اسنے دانستہ
مارا تیغہ جھٹکا کر سر سے نکالا جا درختون کی سر سے باہر آئی یہ دیکھکر چالیس ہزار لشکر بروت تہمتن
لینا لینا کہکے دوڑ پڑے اور طیمور پر حملہ کیا طیمور نے بھی لڑنا شروع کیا ادھر دخان کوہی
نے اپنے قزاقون کو اشارہ کیا کہ جاکر اُس بہادر کے شریک ہو اور لشکر حریف سے لڑو پندرہ
ہزار قزاق آ پڑے اور لڑنے لگے دخان کوہی بھی اسی حالت زخمداری مین مصروف جنگ ہوا ادھر
تو طیمور کے حملے ادھر دخان کوہی کے نعرے قزاقون کا بوقلمن بچا بچا کر گرنا گھوڑے سوارون
کے بدمزاجی کرنے لگے لشکر مین ابتری پیدا ہوئی آخرکار فوج بروت تہمتن کی اپنے سردار کو
لیکر بھاگ کھڑی ہوئی یہان دخان قزاق خدمت مین شاہزادہ طیمور شیر پرور کے حاضر
ہوا اور عرض کی کہ آپکی بدولت اس ظالم کے ہاتھ سے نجات پائی لیکن سبب نہ معلوم ہوا کہ
آپنے میری طرفداری کس بنا پر کی شاہزادے نے فرمایا کہ اے دخان قزاق سبب اسکا
یہ تھا کہ میرے شبہہ مین تجھ پر موج کشی ہو گئی تھی گویا میری وجہ سے تو اسیر کیا جاتا تھا جب مجھے
معلوم ہوا تو مین آ پڑا اور تیری مدد کی کہ میری وجہ سے کسی پر کیون تکلیف گذرے یہ سنکے
دخان کوہی نے کہا کہ اگر مین زندہ ہون تو مین بھی آپکی خدمت اور شرکت سے باہر نہین ہونگا
یہ اتفاقی امر تھا کہ مین ہاتھ سے اس سردار کے زخمی ہو گیا ورنہ مین وہ شخص ہون کہ ہمیشہ بادشاہ

ختن آباد سے خراج لیتا رہا ہوں جسوقت میرا زخم سر اچھا ہوے گا تو مین حاضر ہو کر آپ کی طرف سے
شریک جنگ ہونگا مجھے اپنا دشمن سمجھیے یہ سنکے شاہزادہ طیمور نے ارشاد فرمایا کہ اے دخان
کوہی مین تنہا اس ملک مین آیا ہوں اور سلیقے وقت جس سردار کا بہرہ ہوتا ہے آپ سے
مقابلہ کرتا ہوں دو سردار میرے ہاتھ سے قتل ہو چکے ہین آج مین راستہ بہک کر اس طرف نکل آیا
تو یہ معرکہ دیکھکر تماشائی شریک ہوا اور اک سوداگر کے ساتھ وزیر کے مکان پر ٹھہرا ہوا ہوں مجھے
اپنا راز فاش کرنا منظور نہین ہے ورنہ سوداگر پر مفت مین آفت آجائیگی دخان کوہی نے کہا اے شہریار
پردیس کا معاملہ ہے اور تنہائی آپ ہی پہ جرأت سوا آپ کے دوسرے کا کام نہین ہے اب آپ وہان نہ جائیے
اور یہان قیام فرمائیے کہ یہان کچھ فوج بھی ہے اور مقام بھی محفوظ ہے طیمور نے کہا اے دخان قزاق
میرے غائب ہونے سے بھی سوداگر سے پرسش ہوگی اور راز فاش ہو جائیگا اور اب مین یہان
ٹھہر نہین سکتا یہ فرما کر رخصت ہوے دخان قزاق مجبور ہوکے رہ گیا لیکن دل سے بندہ بے دام
ہو گیا یہ تو مصروف علاج ہے اور طیمور وہان سے قریب ایک بجے دن کے مکان پر پہونچے
مالکہ نے بغرض دریافت خیریت درد سر کا بہانہ کرکے پھر شاہپور کو طلب کیا شاہپور حکیم بنکے
پہونچا اور سارا ماجرا بیان کیا اور کہا کہ اے ملکہ اب راز فاش ہوا چاہتا ہے جو سردار شاہزادے کے
ہاتھ سے آج زخمی ہوکے نکل گیا ہے اسنے پہچان لیا ہے کہ یہ وہی شخص ہے جو سوداگر کے ساتھ آیا ہے اب
جو وہ بادشاہ کے دربار مین آئیگا تو سب حال بیان کرے گا اب زمانہ رنگ بدلا چاہتا ہے اور دیکھا
چاہیے کہ کیا ہوتا ہے یہ باتین کرکے یہ تو رخصت ہوا اور وہان بہروت تہمتن زخمی واپس آیا
لیکن بسبب شرمندگی کے خدمت مین بادشاہ کے نہین آیا اور مصروف علاج ہوا لیکن جس وقت
بادشاہ کو خبر ہوئی کہ بہروت تہمتن زخمی ہوکے آیا ہے تو اسے تشویش پیدا ہوئی کہ دخان قزاق
ابھی کے دبانے سے خاموش تھا اب اگر وہ شہر پر چڑھ آئے گا تو بڑی مشکل ہوگی اسیوقت چوبدار کو
روانہ کیا اور بہروت تہمتن سے کہلا بھیجا کہ تمپر جو واقعہ گذرا ہو آکے بیان کرو تاکہ انتظام کیا جائے
بہروت تہمتن نے کہلا بھیجا کہ مجھے اسی ظالم نے زخمی کیا ہے جو ملکہ کے باغ مین آیا کرتا ہے قزاق کو
زخمی کر چکا تھا بلکہ قریب تھا کہ اس دزد کہنہ کو گرفتار کرکے حاضر کردون کہ وہ ظالم گیا اور اسکے ہاتھ
سے مین زخمی ہو گیا آپ اطمینان رکھیے زخمی ہونا مردان عالم کے لیے عیب کی بات نہین ہے جسوقت
زخم سر اچھا ہو جاویگا تو پھر اس سے مقابلہ کرونگا اور قزاق کی اتنی مجال نہین ہے کہ اس طرف کا
رخ بھی کرسکے اور نام طیمور کا بہروت تہمتن نے اسوجہ سے نہین بتایا کہ ایسا نہو یہ بغیر مقابلہ کے گرفتار
ہو جائے دل کی دل مین رہ جائیگی اور عوض نہ لے سکونگا اگر مین خود اسے اسیر کرکے لاؤنگا تو بادشاہ
زیادہ خوش ہوگا الحاصل تین چار روز کے بعد جب بہروت تہمتن نے غسل صحت کیا تو بادشاہ کی
خدمت مین حاضر ہوا یہان تین چار روز سے برچھے چلے ہین اور کئی سردارون کو طیمور نے زخمی کیا
کسی کو جان سے مارا اور صاف نکل گیا جب بہروت تہمتن دربار مین آیا اور سب ماجرا سنا تو اسنے
بادشاہ سے عرض کی کہ آج غلام ملکہ کے باغ کی حفاظت کریگا اور چور کو گرفتار کرکے خدمت مین حضور کے حاضر
کریگا اور اگر وہ مجھ سے زیر نہوا تو پھر کسی سے زیر نہوگا بادشاہ نے کہا کہ بہتر ہے آج تم بھی جاکے حوصلہ پورا
کرلو اگر تم بھی اسے گرفتار نکرسکے تو پھر کوئی اور تدبیر کیجائیگی الغرض جب شام ہوئی تو بہروت تہمتن فوج
کو لیکر پہونچا اور ملکہ کے باغ کی محافظت مین مصروف ہوا وہان شاہزادہ طیمور حسب قاعدہ مسلح ہوکر

جانب باغ روانہ ہوا جس وقت قریب پہونچا تو دیکھا کہ اندر باغ کے پہونچنا نہایت دشوار ہی فوج ہر طرف سے محاصرہ کیے ہوے ہی شاہپور سے کہا کہ ای پیارا آج ملکہ سے ملاقات بھی نہو گی اسلیے کہ راستے اندر جانیکے مسدود ہین شاہپور نے کہا آپ یہین ٹھہرے مین کسی تدبیر سے جاتا ہون اور کشتی لیکر فلان جانب آتا ہون آپ راہ دریا سے تشریف لیچلیے طیمور تو جانب دریا روانہ ہوا اور شاہپور شیردل نے رنگ و روغن عیاری چہرہ پر لگاکر صورت اپنی اک خواجہ سرا کی بنائی اور دروازہ باغ کی جانب متوجہ ہوا جب قریب پہونچا تو اہل لشکر نے ٹوکا کہ کون جاتا ہی شاہپور نے کہا کہ مین غیر نہین ہون میان فیروز میرا نام ہی بادشاہ کا بھیجا ہوا آیا ہون ملکہ کی خیر و عافیت بھی دریافت کرنا منظور ہی اور یہ بھی غرض ہی کہ اگر حریف اندر باغ کے موجود ہو تو تمکو اطلاع کر دون یہ سنکے اُن لوگون نے راہ دیدی شاہپور اندر باغ کے داخل ہوا یہان ملکہ بیٹھی ہوئی فکر کر رہی تھی کہ دیکھیے اس محبت کا کیا انجام ہوتا ہی آج یہ ظالم آیا ہی اور اتنی بڑی فوج لایا ہی کہ سارے باغ کو گھیر لیا ہی کہ اتنے مین شاہپور خواجہ سرا بنا ہوا پہونچا ملکہ خواجہ سرا کو دیکھکر اور ڈری کہ اگر کسی تدبیر سے وہ یہانتک آ ہو پہونچے بھی تو اسکی ذات سے اور بھی رسوائی ہوگی ابھی تک تو مین یہ کہکر چھوٹ گئی کہ مجھے باغ کے باہر کا حال کیا معلوم کہ کون آتا ہی خیر یہ بادشاہ اور کس ارادہ سے آتا ہی کہ شاہپور نے ملکہ کو سلام کر کے عرض کی کہ آپنے مجھے پہچانا ملکہ نے کہا کہ تم نوکر ہو کوئی بندے لازم معلوم ہوتے ہو مین نے آج ہی تمکو دیکھا شاہپور ہنسا اور کہا کہ مین ہون شاہپور ملکہ نے کہا ای شاہپور شاہزادہ کہان ہی خدا کو مان کے انھین پہچانا کر ایسے وقت ادھر آنیکا قصد نکرین جب یہ شور معروف ہو جائے اسوقت آئین دریچے نکال لے چلین مین بولین کھانے لگیا نے مر جاونگی اُنکا آج نہایت تیز ہی ایسا نہو کہ کوئی افتاد پیش آئے تو یہان نہ کوئی حامی ہی نہ مددگار نہ فوج ہی نہ اُنکے سردار ہین سب دشمن خونخوار ہین یہ سنکے شاہپور نے کہا ای ملکہ نقدیر تمھاری اس شیر صولت سے لڑی ہی کہ وہ دشمن سے خوف نہین کرنیوالا ہی اسوقت مین نے روکا ورنہ وہ حملہ کیا ہی چاہتے تھے مین نے اسطرح سمجھا کے ٹالا کہ ملکہ سے تو مل آئیے تمکو دریا کی طرف بھیجا ہی اور مین راہ دریا سے کشتی لیکر جاتا ہون انکو ابھی سوار کیے لاتا ہون ملکہ یہ سنکے نہایت خوش ہوئی اور شاہپور کو لیکر آپ کشتی پر سوار ہوئی اور روانہ ہو گئی یہان شاہزادہ منتظر ہی کھڑا تھا کہ دور سے کشتی نمودار ہوئی اور دیکھا کہ ملکہ خود چلی آتی ہی طیمور نہایت خوش ہوا اتنے مین کشتی آکر کنارے سے لگی طیمور مع مرکب کشتی پر سوار ہوا کشتی ساحل مراد پر پہونچی ملکہ مع شاہزادہ اُترکر داخل باغ ہوئی دونون عاشق و معشوق ایک قصر مین جلوہ افروز ہوے ملکہ نے کہا کہ آج کیا ارادہ ہی فرمایا ای ملکہ جو روز ہوتا ہی وہی آج بھی ہوگا ملکہ نے دامن پکڑ لیا اور رونے لگی فرمایا کیون روتی ہو ملکہ نے کہا تمکو تو رزم کی لڑائی کی دلگی ہی اور ہماری دھڑکے مین جان جاتی ہی لہذا یا تو ہمکو لیکر اسی راہ دریا سے شہر کیدانیہ کو نکل چلو کہ وہان تمھارا لشکر بھی ہی یہان تن تنہا رہنا اچھا نہین ہی یا اس جنگ و جدال سے باز رہو طیمور نے کہا کہ ملکہ تم ان معاملات مین دخل ندو مین اس وقت صاحب قران مشہور ہون میری شان کے خلاف ہی کہ حریف کے سے منہ موڑون یہ فرار وہی ہی جسے تیغ زنی کرنا ہو کہیں جر بلاد لے آیا یا تو اسکی قصاص کھینچ کے لائی ہی یا زیر ہو کر مطیع ہوگا مین اسکے مقابلہ کو ضرور جاؤنگا آپ نے وقت مین اس خیال سے نہین اچھا کہ تم سے ملاقات نہوگی جنگ دوسرا ارادہ کیا معلوم تال جنگ کیا ہو تو تمھارے دیکھنے کی ہوس نہ باقی رہیجائے اب ملکہ کی یہ حالت ہی کہ دامن نہین چھوڑتی ہی آنسو بہ رہے ہین

بہت طیمور بدمزاج ہونے لگا اور جھنجھلا کر دامن چھڑا لیا اس وقت شاہپور نے ملکہ کے کان میں کہا کہ تم اطمینان رکھو میں ایسا نقرہ دیتا ہوں کہ نگہبانان باغ دور ہٹ جائینگے تب میں شاہزادہ نکل جائے گا ملکہ چپ ہو رہی اور شاہزادہ طیمور قصر سے نکلکر قریب اپنے مرکب کے آیا اور پشت مرکب پر سوار ہو کے دروازہ باغ کی طرف متوجہ ہوا لیکن شاہپور شیردل اسی طرح خواجہ سرا بنا ہوا طیمور سے پہلے جا پہونچا اور لشکر کے سپاہیوں سے کہا کہ تم یہاں کیا کر رہے ہو اور کس خواب خرگوش میں ہو تم جنگل تک میں اور ادھر وہ راہ دریا سے آیا تھا یہاں ترک سواروں نے تیر مارنا شروع کیے کہ وہ کشتی سے نہ اتر سکا جلدی جاؤ ابھی کشتی ساحل تک نہ پہونچی ہوگی بس یہ سنتے ہی تمام سوار گھوڑے اٹھا کر شور کرتے ہوے چلے کہ جلد پہونچو ایسا نہو وہ پار عبور کر کے نکل جائے دم بھر میں میدان صاف ہو گیا ادھر جو شاہزادہ طیمور دروازہ باغ پر آیا میدان صاف پایا شاہپور سے کہا کہ وہ سب کے سب کہاں گئے شاہپور نے اپنے دھوکا دینے کا حال بیان کیا اور کہا کہ اے شہریار آج ملکہ کی خوشی سے اور کل چلے طیمور نے کہا کہ اے شاہپور اگر آج نکل جاؤنگا تو کل پھر بھی سامنا ہے پھر میں بدنامی کیوں مول لوں اور شہر حسن آباد میں بھی ایک سردار ہے جسکے زور پر حسین بیچ کارہ سلطنت کرتا ہے اسکے زیر ہونے ہی سے یہ سب بے بس ہو جائینگے یہ کہکر تعاقب میں ان لوگوں کے گھوڑا ڈال دیا اور قریب پہونچکر للکارا کہ اے بیوقوفو کہاں جاتے ہو ادھر آؤ کہ میں باغ سے ملکہ کے آتا ہوں اور اپنے مکان کو جاتا ہوں کسکی جرأت ہے کہ مجھے روکے بس یہ آواز سنتے ہی ساری فوج پلٹ پڑی اور بیروت تہمتن بھی پلٹا اور کہا کہ واقع میں تو بڑا بہادر ہے کہ تو نے اکیلے اتنوں کو ٹکڑے کیا ہر چند کہ میں ایک بار تیرے ہاتھ سے زخمی ہو چکا ہوں لیکن زخمی ہونا بہادروں کا فخر ہے آج تجھے بغیر مارے یا گرفتار کیے واپس نہ جاؤنگا لو یہ اپنا وار طیمور نے کہا کہ مردان عالم پیشدستی کو معیوب جانتے ہیں پہلے تو اپنا وار کر بس بیروت تہمتن نے تلوار ماری شاہزادے نے سپر بلند کی تلوار جو پڑی تو چار انگل سپر میں در آئی تھی کہ طیمور نے جھٹکا دی تلوار بیروت تہمتن کی ٹوٹ گئی اسنے ٹکڑا منہ پر کھینچ مارا طیمور نے خالی دیا اور اپنا وار کیا بیروت تہمتن نے بھی سپر اٹھائی اور تلوار کو نصف میں دیا بس تو قلم ہوئی لیکن تلوار طیمور کی پشت شمشیر سر کی پھیر بیروت نے تلوار ماری شاہزادے نے جھٹک دیکر اس تلوار کو بھی توڑ ڈالا بس بیروت تہمتن نے دو ڈگر گرارا لیے سے ارہ پشتہ نہنگ اٹھایا اور سر طیمور پر وار کیا طیمور نے رات کی تاریکی میں یہ خیال نہیں کیا کہ یہ ارہ ہے سپر سے نہ روک سکیگی جلدی سے ڈھال بلند کر دی لیکن یہ ضرب بے پناہ تھی سپر کے مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے ہوے ارہ خود پر بیٹھا خود کاٹ کر سر میں در آیا چار انگل زخم آیا طیمور نے دستانہ مارا ارہ سر سے نکلا لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آئی ہی بیہوشی طاری ہوئی دونوں ہاتھ گردن مرکب میں ڈال دیے بس یہ دیکھتے ہی بیروت تہمتن نے کمند سنبھالی اور آگے بڑھا کہ طیمور کو گرفتار کر کے لیچلوں شاہپور نے جو دیکھا کہ اب طیمور گرتا ہوا چاہتا ہے دو ڈگر حقہ آتشبازی مارا مرکب بیروت تہمتن کا بھڑکا اور لشکر سے لوگ بھی ملتفت ہوے مرکب طیمور کو لے نکلا شاہپور بھی ساتھ ہوا تین چار حقے آتشبازی کے اور مارے کہ مجمع منتشر ہوا اندھیری تھی یہ دونوں صاف نکل گئے یہاں بہت تلاش کی لیکن طیمور کو نہ پایا جب صبح ہوئی تو یہ لوگ بھی خدمت میں بادشاہ کے آئے اور بیان کیا کہ اے شہریار سوداگر کے ساتھ جو اسکا

میرے ہی قلب کو ٹھنڈا مرے نالے کر لیں | پہلے تاثیر تو پیدا مرے نالے کر لیں

عرش پر جو حصیتین کیا قرار ہے آہ رسا

ماہتاب آن سے سمجھتے تھا کہ روز وصال | ہجر جانان نے دیئے ایسے کہ ہمیں پیچ و ملال
یاس کو آج کی شب تھا کھٹکا تو نکالا | چاندنی رات کی میلی نظر آتی تھی جلال

گھیر لیتے تھے وہ لگا ہو ہمیں گھیر لیا

راوی بیان کرتا ہے کہ بعد مارے جانے طلخال جادو کے چالیس روز تک سارلیق بن لہاسہ بیہوش
رہا اور صاحبقران حق پژوہ مصروف جشن رہے تخت گان نے سارلیق سے کہا کہ اب وقت گریز
قریب معلوم ہوتا ہے ملکہ طلخال جادو تو جہان جانے والی تھیں وہاں پہونچ گئیں اب اپنی خیر
منائیے جن لوگوں پر آپ کو بھروسا تھا وہ تو جا چکے بہ بہوست رعد آواز نہنگ بن طوفان دریا موج
یہ دونوں سردار طلسم آتش پرست نے اپنے گرفتار کیے اور زلزال بن زلزلہ کو سلطان ... نے زیر
کر کے مطیع کر لیا ساحر اس طرح مارے گئے جنت ساحر رہ گئے ہیں ان کے لیے کیا ہوتا ہے سارلیق یہ
سنکر خواب غفلت سے بیدار ہوا کہا اے تخت گان ساحروں کو بلاؤ اُن سے دریافت کیا جائے کہ تم
مقابلہ کر سکتے ہو یا ہم مقابلہ کا اور بندوبست کریں یہ سنکے تخت گان نے شاہین جادو اور طلمار جادو
وغیرہ کو طلب کیا جب یہ جملہ جادوگرنیاں حاضر دربار ہوئیں تو سارلیق نے پوچھا کہ اگر تم اہل اسلام
سے مقابلہ کر سکو تو طبل جنگ بجوا دوں ورنہ خداوندگی اور بندوبست کریں جادوگرنیوں نے جواب
دیا کہ ہم مقابلہ اہل اسلام میں قاصر نہیں ہیں یہ اور بات ہے کہ ملکہ طلخال جادو اور قدرت آتش زن کا
کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا ورنہ کیا حقیقت ہے ان اہل اسلام کی کہ مقابلہ کر سکیں بڑا بھروسا اسم اعظم کا ہے
اُسے اور نے ساحر بھی بند کر سکتا ہے آپ طبل جنگ بجوائیے ہم مقابلہ کرنے کو موجود ہیں
سارلیق نے کہا آج شام کو میں طبل جنگ بجواؤں گا یہاں تو یہ رنگ ہے اور وہاں صاحبقران
عالی شان کو جب جشن چہل روزہ سے فراغت ہوئی تو خیال ملکہ پیاسہ جہلال ابرو کا آیا کہ اُن سے
وعدہ ہو چکا ہے کہ بعد مقابلہ سارلیق کے ہم شہر انجم حصار کی طرف آئینگے اس لیے ان کو الجھن ہوئی
کہ یہاں دون طبل جنگ نہیں ہوتا لہذا آپ کو کچھ نامہ لکھنا چاہیے بادشاہ اسلام سے صلاح کی انہوں
نے بھی یہی ارشاد فرمایا کہ ضرور نامہ لکھیے کیا آمادہ جنگ ہو یا اطاعت اختیار کرے منشی سحر رقم
قلم کو نامہ نگاری کا حکم ہوا مضمون زبانی بتا دیا گیا منشی نے نامہ تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے
سارلیق تو نے قدرت رب پاک ذات کو دیکھا کہ تیرے ساتھان خداوندی اس طرح کن کن کے دست و
پا لوگوں کے ہاتھ سے مٹوا دیا بس اب طلخال جادو کے غم کو دل سے بھلا اور اپنے نیک و
بد پہ غور کر کے مجھ کو جواب صاف دے کہ اب تجھے دعوت اسلام منظور ہے یا جنگ ہنوز نامہ لکھا
کوئی جانے نہ پایا تھا کہ چوبی سرکاروں کی گردنیں آلودہ پسینے میں غرق حاضر ہوئی کے بعد دعا و ثنا
شاہی بجا لانے کے عرض کی کہ لشکر سارلیق میں طبل جنگ بجا ہے یہ سنکے صاحبقران نے فرمایا
کہ اب نامہ بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے اور نامہ کو چاک کرکے پھینک دیا اور فرمایا کہ خیر ہوا نہیں
کہدو کہ ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی دیتا نیکر ربانی بجے طبل جنگی یہاں بھی اسی وقت گورکہ
جنگی نوازش میں آیا آج بہت دنوں کے بعد طبل جنگ بجا ہے دونوں لشکروں میں نور شور
کے ساتھ تیاریاں جنگ کی ہو رہی ہیں ساحر اپنے اپنے سحر چکا رہے ہیں تمام صحرا صدا اُن صداؤں

شور ہا ہو آوازین باجا ماہری یا جمشید کی بلند ہین غرضکہ تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین
آکر صف آرا ہوئے ساریق آکر تسطول پر بیٹھا دریچہ کھول دیا اور سیر کرنے لگا اسطرف سے سواری بادشاہ
اسلام کی میدان نبرد مین پہونچی صفین آراستہ ہوئین سرداران اپنے مرتبہ کے موافق صفون سے آگے
بڑھ بڑھ کے کھڑے ہوئے صاحبقران لشکر سے چالیس قدم آگے بڑھ کر صاحبقرانی قائم ہوئے ساحران
لشکر کفار ایک جانب پرے جمائے ہوئے کھڑے تھے ہاتھون پر فیتے کھینچے ہوئے ہیت بنائے سے لیکر
کھنی تک بندھے ہوئے کوئی فیل سحر پر سوار کوئی شیر کائی کر گردن کوئی خرس وغیرہ پر جھولیان اسباب سحر
سے ملو گلاون مین بجاے زنار مار سیاہ لپٹے ہوئے بہ دل پر ہول ہلتے ہوئے قلعے ڈیرہ بجتے ہوے
ایک جانب ساحران لشکر اسلام دو لاکھ ساحرون کی جمعیت سے کھڑے تھے ہنوز کوئی واسطے مقابلہ کے
نہ نکلا تھا کہ جانب صحرا سے نتی گرد و غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے کہ یکایک وہ گرد شگافتہ ہوا
اور دل گرد سے ایک لاکھ ساحر غدار ایلا سے بدنشاسے سکے پر کالے تھجولیان تھجولیان کاندھون پر ڈالے
پیدا ہوئے آگے آگے ہرن پر سحر ایک ساحر سوار اژدہا اپنی اسکے نہنگ سحر پر اور ایک ساحر نوجوان
اور ایک ساحرہ طاؤس سحر پر سوار طاؤس اسکا بال سے ہوا پر اڑتا چلا آتا تھا دونون جانب کے ہرکارے
واسطے دریافت حال کے روانہ ہوئے اور آکر عرض کی کہ نیرنگ سحر ساز جادو خواہرزادہ خاقان ارجاسپ
اپنی خالہ کا قصاص خون لینے کو آتا ہے ساحران لشکر کفار تو یہ سنتے ہی برائے استقبال روانہ ہوئے
اور امیر با توقیر نے دلمین کہا کہ اب یہ اور آفت آئی جو ساحر واسطے استقبال کے گئے تھے وہ نہایت اعزاز
کے ساتھ نیرنگ سحر ساز جادو کو لیکر آئے اسکے آنے سے جنگ موقوف رہی طبل بازگشت
بجا اور دونون لشکر میدان سے پھر کر اپنی فرودگاہ پر آئے ساریق اس سے بہت اچھی طرح پیش
آیا نیرنگ سحر ساز نے پوچھا کہ خالہ اماں کا کس طرح انتقال ہوا ساریق نے سب کیفیت بیان کی
نیرنگ سحر ساز نے کہا کہ خیر اگر ایک دن مین تمام اہل اسلام کو غارت نکر دیا تو اپنا نام نیرنگ سحر ساز
نہ پایا ہوگا اس وقت سنجگان نے کہا کہ میں سمجھتا ہون آپ بہت بڑے ساحر ہین مگر ہم آپ کو آگاہ کیے
دیتے ہین کہ حمزہ کے ربع صاحب اسم اعظم ہین ادھر انھون نے اسم اعظم پڑھا اور سحر رد ہو گیا ساحر
سحر بھول جاتا ہے اور انکے ہاتھ سے مارا جاتا ہے اگر تمہیں مقابلہ ہے تو پہلے اسم اعظم کا انتظام کر لینا
نیرنگ سحر ساز ہنسا اور کہا کہ اے سنجگان اسم اعظم کا بند کر لینا بھی کوئی بات ہے یہ کہکر اپنے بھائی
سے کہا کہ اے رضوان سحر ساز تم جا کر اسم اعظم بند کر لاؤ مین کل جنگ کو جاتا ہون اور کل ایک
خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑونگا نیرنگ سحر ساز تو اسی مقام پر بیٹھا رہا اور رضوان سحر ساز اسے
مقام سے اٹھکر جانب لشکر صاحبقران روانہ ہوا چلتے وقت سنجگان نے رضوان سحر ساز
سے کہا کہ علاوہ اسم اعظم کے صاحبقران کے پاس حفظ ہیکل بھی ہے تا وقتیکہ حفظ ہیکل اسکے گلے سے
جدا نہوگی اس وقت تک اسپر سحر تاثیر نکریگا رضوان سحر ساز نے پلٹ کے دیکھا اور
کہا کہ مین پہلے حفظ ہیکل کی فکر کرونگا واضح رہے ناظرین با تمکین پر کہ نیرنگ سحر ساز تو خاقان ارجاسپ
کا بھانجا اور ساحر زبردست ہے اور رضوان سحر ساز اسکا بھائی ہے اور اسکی ہمشیرہ ساغر حشم
دختر نیرنگ سحر ساز کے لگاؤ مین ہمیشہ نیرنگ ساز کے ساتھ رہتا ہے ہمشیرہ ساغر حشم پر
عاشق ہے اور ہمشیرہ ساغر حشم بھی اس سے محبت رکھتی ہے چونکہ نیرنگ سحر ساز زبردست
ہے رضوان سحر ساز کی اتنی جرأت نہیں ہوتی کہ خواستگاری کرے مبادا نیرنگ سحر ساز

نے انکار کیا تو پھر دیدار بھی نصیب نہوگا الحاصل یہ حکم شہنشاہ نیرنگ سحر ساز سے جو اسم اعظم اسیر بند کرنے کی فکر
مین چلا تو راستے مین اسنے صورت اپنی ایک مرد مسافر کی بنائی اور دروازہ بارگاہ شاہی پر پہونچا چوبدار سے
کہا کہ جا صاحبقران عالیشان سے عرض کر کہ ایک مرد مسافر واسطے قدمبوسی کے حاضر ہوا ہے اذن
باریابی ہو چوبدار نے آکر عرض کی کہ یا صاحبقران ایک شخص کہین سے آیا ہے اور حاضر ہونا چاہتا ہے حکم
فرمایا بلاؤ رضوان سحر ساز مسافر بنا ہوا سامنے صاحبقران کے پہونچا سلام کیا صاحبقران نے
کرسی عنایت فرمائی اور حال پوچھا کہ تو کون ہے کہان کا رہنے والا ہے اور کس غرض سے آیا ہے رضوان
سحر ساز نے کہا کہ مین رہنے والا شہر سمرقند کا ہون میرا بیٹا نہایت حسین نوجوان تھا ایک ساحرہ
اسپر عاشق ہوکر طالب وصل ہوئی چونکہ وہ بھی مسلمان تھا اور مین بھی مسلمان ہون میرے فرزند
نے وصل سے انکار کیا اس ساحرہ نے بزور سحر اسکو پتھر کا بنا دیا اور آپ چلی گئی مین تو رو بیٹھ
رہا لیکن بعض لوگون نے یہ رائے دی کہ اگر صاحبقران زمان سے حفظ ہیکل باستہ آپنے
او رزیبا دیدہ اسم اعظم اسپر پڑھ کر حفظ ہیکل اسکے پہنا دیجئے تو یہ اچھا ہو سکتا ہے ورنہ
صحت پانا اسکا غیر ممکن ہے لہذا اگر حضور ہیکل عنایت فرماینگے تو فرزند میرا بچ جائیگا کہ شکستہ سحر ہو ورنہ
اگر ایسی حالت مین اسکو ایک عرصہ گذر گیا تو پھر وہ اصلی حالت پر نہ آسکیگا یہ سنکے صاحبقران
نے فوراً گلے سے حفظ ہیکل اتار کے رضوان سحر ساز کو دے دی اور فرمایا کہ شیشہ لا کہ مین
اسم اعظم پڑھ کر تجھے دے دون رضوان سحر ساز نے شیشہ پانی بھرا ہوا خدمت مین
صاحبقران عالیشان کے پیش کیا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ کر دم کیا اور رضوان سحر ساز
کو دے دیا اس وقت رضوان سحر ساز کو خیال پیدا ہوا کہ جو ایسا کریم ہے کہ اونے اولے کے
واسطے ایسے وقت سخت مین ایسی حفاظت کی چیز دے دے اور دریغ نکرے اس سے دغا کرنا
خلاف انسانیت ہے یہ تصور کر کے آپنے عرض کی کہ یا صاحبقران واقع مین جیسا آپکو سنا تھا ویسا ہی
پایا مگر اصل یہ ہے کہ مین آپکا دوست نہین ہون بلکہ دشمن ہون مین نے مسلمان بنکر اپنی غرض سے
آپ سے حفظ ہیکل لی ہے کہ کسی طرح میرا فرزند اچھا ہو جاوے اب چاہیے آپ دین یا نہ دین اپنا
مجھے دوست سمجھکر نہ دین مین دشمن ہون یہ سنکے صاحبقران نے فرمایا کہ تو دشمن ہے یا دوست
جب تو نے اپنی حاجت ہمارے سامنے بیان کی تو تیری حاجت روائی ہمپر فرض ہوئی جب تو دشمنی
کے ارادے سے آئیگا اسوقت تیرے ساتھ ویسا برتاو کیا جائیگا اس وقت تو حاجتمند آیا ہے تیرے
ساتھ دوستانہ برتاو کیا گیا وقت آشتی آشتی وقت جنگ جنگ یہ سنکر رضوان سحر ساز وجد کرنے لگا
کہ ایسے ہی پاک نفس ہوتے ہین بس اسنے شیشہ زمین پر دے مارا اور عرض کی کہ یا صاحبقران
اصل یہ ہے کہ مین آپکا اسم اعظم بند کرنے کی غرض سے آیا تھا اور حفظ ہیکل بھی اپنے قبضہ مین کر لی
تھی مجھے نیرنگ سحر ساز نے اس کام کے لیے بھیجا تھا مگر یہ امر مجھ سے نہو سکا کہ مین ایسے شخص
سے دغا کرتا یہ سب باتین میری فریب آمیز تھین اصل یہ ہے جو کچھ مین نے اس وقت بیان کیا
یا صاحبقران مین نے آپکو دشمن کی حقیقت سے آگاہ کر دیا اب حضور کو اختیار ہے اور میری
جانب سے اب دغا کی امید نرکھیگا صاحبقران بہت خوش ہوئے رضوان سحر ساز سے
نام پوچھا اسنے اپنا نام بتایا صاحبقران نے بہت بھاری خلعت دیکر اسکو رخصت کیا رضوان
سحر ساز وہان سے نیرنگ سحر ساز کے پاس آیا نیرنگ سحر ساز نے کہا کہو کیا خبر ہے رضوان سحر ساز

نے کہا کہ اسم اعظم تو میں نے بند کر لیا مگر صاحبقران نے ہیکل نہ دی شیر نگ سحر ساز نے پوچھا کہ قسمت
اسم اعظم کہاں ہے رضوان سحر ساز نے کہا آپ سنتے ہیں نہ جلے پوشیدہ اسپر حفاظت رکھی ہے
یہ سنتے ہی شیر نگ سحر ساز خاموش ہو رہا جب صبح ہوئی تو اسنے دربار سارق میں آکر کہا کہ دیکھیے
میں ہمین بیٹھے بیٹھے کیا کرتا ہوں یہ جو چند ساحر طلسم چہار گوشہ کے آکے ہوئے ہیں اور انکو اسنے
سحر و ساحری بہت ناز ہے انکو میں ابھی لیتا ہوں سب بندھے ہوئے چلے آئینگے اسکا خاتمہ
ہو جنگ ہوا کر ایک روز میں کل اہل اسلام کو غارت کر دونگا بڑا بھروسا اسم اعظم کا تھا
وہ بند ہو چکا ہے یہ کہکر اسنے اک گولہ فولادی جھولی سے نکالکر زمین پر مارا کہ گولا پھٹا اور اسمیں سے
دھواں پیدا ہوا پس شیر نگ سحر ساز نے کچھ اسم سحر پڑھ کر اس دھوئیں کی طرف پھونکا اور آواز دی کہ
اے جا کر ساحران طلسم چہار گوشہ کو اسیر کر لا پس یہ کہنا تھا کہ دھواں پیچیدہ ہو کر جانب لشکر
اسلام روانہ ہوا یہاں چاروں سرداران لشکر ایک ہی خیمہ میں بیٹھے ہوئے تھے اور آپس میں
ذکر کر رہے تھے کہ شیر نگ سحر ساز زبردست ہے ہم اسکا کیا کر سکتے ہیں افسوس کہ ہم سے یہاں
ہو سکی سوز جوتیاں کھائے گئے کوئی کام نہو سکا کہ اک مرتبہ بارگاہ میں دھواں پیدا ہونے لگا
اور نفس کے ذریعہ سے جو دھواں دماغ میں ان ساحرون کے پہونچا سحر بھول گئے فوراً سلب
ہو گئی اب وہ دھواں مثل رسی کے پیچیدہ ہو کر بازوؤں سے ان چاروں ساحرون کے لپٹا اور انکو
کھینچکر طرف قیطول سارق کے لیچلا پس ہرکارون نے صاحبقران کو پہونچائی کہ ساحران
طلسم چہار گوشہ اسیر ہو کر طرف قیطول سارق کے کھنچے ہوئے چلے جاتے ہیں چاہکر انکی خبر
لیجیے ورنہ شیر نگ سحر ساز کے سحر سے انکا رہا ہونا دشوار ہے پس یہ سنتے ہی امیر با توقیر
سند پکڑ کر اپنے مقام سے اٹھے اور بارگاہ سے باہر آکر اشقر برق سیر پر بیٹھکر جانب میدان روانہ
ہوئے ہمراہ صاحبقران کے اور سردار بھی چلے دیکھا امیر نے کہ چاروں ساحر اک رسی سیاہ
میں بندھے ہوئے چلے جاتے ہیں پس امیر نے اسم اعظم کو پڑھ کر شمشیر پر دم کیا اور جا کر اس
رسی سحر کو قطع کر دیا رسی کٹ کے زمین پر گری اور غائب ہو گئی اب امیر نے اسم اعظم پڑھکر
ساحرون پر دم کیا کہ یہ سب ہوش میں آگئے لیکن یہ خبر شیر نگ سحر ساز کو ہوئی کہ صاحبقران
عالی شان آکر اپنے اسیرون کو چھڑا لے گئے پس یہ سنتے ہی اسکو غصہ آیا اور نہیں سحر ملکر
اپنی جگہ سے اٹھا اور کہا کہ میں ابھی صاحبقران کو گرفتار کر کے لاتا ہوں سحر پیشگان نے کہا کہ آج
شیر نگ سحر ساز کیا کرتے ہو اگر مقابلہ کو جاؤ گے تو زندہ پلٹ کے نہ آؤ گے معلوم ہوتا ہے کہ
اسم اعظم صاحبقران بند نہیں ہوا ہے سحر تمہارا اثر نہ کریگا پہلے اپنی حفاظت کر لو آگے
جو اختیار ہے یہ سنکے شیر نگ سحر ساز کو کچھ خیال ہوا کہ واقع میں اگر اسم اعظم بند ہوتا تو صاحبقران ہرگز
ساحرون کو چھڑا نہ سکتے پس اسنے رضوان سحر ساز کی جانب بچشم غضب دیکھا اور کہا کہ تو تو کہتا تھا
کہ میں نے اسم اعظم بند کر لیا ہے یہ تو نے دوستی بنکر ہمارے قتل کا سامان کیا تھا سچ بتاؤ کہ یہ کیا حرکت
تھی اور اسکی وجہ کیا تھی یہ سنکر رضوان سحر ساز نے جواب دیا کہ اے شیر نگ سحر ساز اصل تو یہ
ہے کہ میں نے تم سے موافقت کیا تو اسی ارادہ سے تھا مگر رفاقت صاحبقرانی نے مجھے اپنے ارادہ
سے باز رکھا مجھ سے نہ ہو سکا کہ میں ایسے با مروت سے دغا کروں اب تو جان اور اسلام جاتے میں اس
معاملہ میں تیری شرکت نکرونگا یہ سنکے شیر نگ سحر ساز کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا جواب دیا

سحر کے رد کرتے ہیں رضوان سحر ساز قاصر ہے شبرنگ سحر ساز نے کہا کہ اگر وہ ہوشیار ہو جائے اور اسے
پہلے سے معلوم ہو جائے کہ مجھ پر سحر ہونے والا ہے تو رد کر سکتا ہے اور اگر دفعۃً آگاہی ہو تو کچھ نہیں کر سکتا
ہے میں حالت غفلت میں یہ سحر کرتا ہوں جب سحر ہو چکا تو اسے اتنا وقفہ نہیں مل سکتا ہے کہ وہ
رد سحر کر سکے یہ باتیں مسکونہ ساغر چشم سن رہی تھی تو نیند کا بہانہ کر کے اٹھی اور باپ سے کہا
کہ میں جاتی ہوں اسکی انگڑائی لینے سے سختکان کا ماتھا ٹھنکا کہ کچھ دال میں کالا معلوم ہوتا ہے خیر جیسا ہے
کھل ہی جائے گا اسوقت کہنا مناسب نہیں معلوم ہوتا ہے ایسا نہ ہو یہ بد دماغ بگڑ جائے شبرنگ سحر ساز
تو ان پتلیوں پر سحر پڑھنے لگا اور مسکونہ ساغر چشم ادھر شبرنگ سحر ساز اپنے خیمہ میں آئی اور
اک طائر سحر کے گلے میں پرچہ لکھکر باندھا اور اڑا دیا طائر نے قبل ماہر کر اڑا اور خیمہ رضوان سحر ساز کی طرف
روانہ ہوا وہاں رضوان سحر ساز سونے کے قصد سے پلنگ پر لیٹا تھا کہ طائر پہونچا اور
نامہ منقار سے سینہ پر رضوان کے ڈال دیا اور اڑکر چلا آیا رضوان سحر ساز نے اس پرچہ کو
پڑھا لکھا ہوا تھا کہ ای رضوان سحر ساز تمہاری محبت نے مجھ کو ایسا کالشتہ خون بنا دیا اس وقت
اسکا ارادہ ہے کہ پتلیوں کا سحر تمپر کرے یہ سحر ایسا نہیں ہے جسے تم دور کر سکو لہذا ہم تمکو اطلاع دیتے
ہیں کہ اپنی فکر کرو بس یہ دیکھتے ہی رضوان سحر ساز گھبرا کر اٹھ بیٹھا معشوق کے نوشتہ کو
آنکھوں سے لگایا تعویذ بازو پر باندھا اور جلدی سے اسنے بھی صندوقچہ سحر کھولا اور اسمیں سے چہار
حباب سرخ رنگ کے نکالکر انپر کچھ اسم پڑھکر چاروں حباب اڑا دیے یہ حباب مانند ستاروں کے
بلند ہو کر چمکنے لگے وہاں شبرنگ سحر ساز نے پتلیوں پر اسم سحر دم کر کے انکو اچھال دیا اور کہا
کہ جاکر رضوان سحر ساز کو مع لشکر غارت کر دو تمکو تمہارا بھوگ دیا جائیگا بس یہ سنتے ہی
دو پتلیاں چمک کر بلند ہوئیں اور جانب لشکر رضوان سحر ساز چلیں چاروں نے آکے چاروں
کو سمت لشکر کے گھیر لیے اور اسکے بعد دو پتلیاں واسطے مقابلے کے بڑھیں اور چاہا کہ ٹکر لگائیں
کہ اک مرتبہ ایک حباب ستارے کی طرح آسمان سے ٹوٹ کر دونوں کے درمیان میں آگیا
پتلیوں نے ٹکر ماری حباب درمیان میں تھا ٹوٹ گیا اور اندر سے حباب کے اک شعلہ نکلکر دونوں
پتلیوں پر گرا کہ جلا کے خاک کر دیا ادھر وہ دونوں پتلیاں جو باقی تھیں انھوں نے باہم ٹکرانے کا
قصد کیا انکے درمیان بھی حباب آکر ٹوٹا یہ بھی پتلیاں جلکر خاک ہو گئیں رضوان سحر ساز نے
ایک شکریہ کا خط لکھکر طائر سحر کے سپرد کیا کہ وہ طائر اڑا اور خط ملکہ مسکونہ کی گود میں ڈالکر
چلا گیا ملکہ نے اس تحریر کو دیکھا لکھا تھا کہ ای یار جانی تیری محبت کام آئی تو وہ معشوق وفادار ہے
جسنے اپنے عاشق جانثار کی جان بچائی اگر میں اسکے معاوضہ میں اپنی جان بھی تجھ سے نثار کر دوں
تو کوئی احسان نہیں اسلیے کہ یہ وہی جان ہے جو تیری بچائی ہوئی ہے ملکہ نے یہ نامہ دیکھکر شکر کیا کہ
خیر و عافیت معلوم ہوئی اب یہ پھر اپنے باپ کے پاس آئی اور کہا کہ مجھے نیند نہ آئی اس سے
میں پھر چلی آئی اور اسوقت کچھ خود بخود جی گھبراتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے سبب اسکا نہیں معلوم ہوتا ہے
ادھر شبرنگ سحر ساز کو پتلیاں بھیجے ہوئے دیر ہو چکی تھی پتلیوں کے واپس نہ آنے سے اسکو
بھی حیرت تھی کہ میرا سحر اس وقت تک پلٹ کے نہ آیا بس اسنے اک پتلی ہاتھی دانت کی بنی ہوئی
صندوقچے سے نکالی اور کچھ اسم سحر پڑھکر اس سے پوچھا کہ جلد بتا وہ چاروں کہاں ہیں جو رضوان
سحر ساز کی بربادی کے واسطے گئی تھیں وہ کیوں نہیں آئیں اس پتلی نے جواب دیا

کر دو چل بھی گئیں آئے تو کون آسکے انکی راکھ تک دور تک تباہ ہوگئی یہ سنکے نیرنگ سحرساز گھبرا یا
اور یہ سخن زبان پر لایا کہ انھیں کسنے جلایا اور تباہ کیا تیلی نے جواب دیا کہ جسکے تباہ کرنے کو وہ گئیں
تھیں وہ غافل نہ تھا کہ چوٹ کھا جاتا یہ سنکے نیرنگ سحرساز نے سر پکڑ لیا اور کہا کہ میں نہ جانتا تھا
کہ وہ ایسا ہوشیار ہے ورنہ اپنا سحر خراب نکرتا خیر یہ میرے ہاتھو سے بچکر کہاں جائیگا اب وہ
حربہ چھوڑتا ہوں جو میری عمر بھر کی ریاضت ہے اور جسکا توڑ بنایا ہی نہیں گیا ہے یہ کہکر اسنے ایک ترنج
نکالا اور اپنے ایک رفیق کو دیا کہ جاکر رضوان سحرساز پر کھینچ مارنا اگر ساحران عالم ایک طرف
ہونگے تو اس وار کو نہ روک سکینگے نہ بچ سکینگے یہ سنکے اس ساحر نے کہ نام اسکا قریب جادو
تھا ترنج ہاتھوں میں اٹھایا اور جانب لشکر رضوان سحرساز روانہ ہوا لیکن ہیگونہ ساحر چشم پریشان
ہوئی اور پھر اسنے درد سر کا بہانہ کیا اور اٹھ گئی باہر نکلتے ہی پر پرواز پیدا کیے اور اڑکر جانب
لشکر رضوان سحرساز روانہ ہوئی زمین زمین قریب جادو جا رہا تھا اور بالا سے ہوا ملکہ ہیگونہ
ساحر حیرت سے نہایت تیزی سے اڑی ہوئی جا رہی تھی کہ میں پہلے پہونچکر اطلاع دیدوں وہاں
رضوان سحرساز اسلیئے بیٹھا تھا کہ ایک مرتبہ برق چمکی اور ملکہ ہیگونہ پریشان پریشان گھبراہٹ
چہرہ سے ہویدا ہوئی رضوان اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ ملکہ خیر تو ہے اس وقت تم اسقدر
پریشان کیوں ہو ملکہ نے کہا کہ اب اسنے وہ مرنت بھیجی ہے جسکا روکنا ممکن ہی نہیں میں تمھیں اطلاع
دینے آئی ہوں کہ میرے باپ نے وہ ترنج تمہارے قتل کے لیے قریب جادو کے ہاتھ بھیجا ہے
جسکی پناہ ہی نہیں ہے اور میں اب جاتی ہوں یہ کہکر ملکہ ہیگونہ ساحر چشم زدن میں وہاں سے بالا کو اڑ
اڑتی ہوئی اپنی آرام گاہ میں آئی لیکن نہایت پریشان تھی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے یہ وہ حربہ ہے کہ روک اسکا
ممکن نہیں پھر کس طرح جان رضوان سحرساز کی بچیگی یہ تو اس تردد میں تھی اور رضوان بھی
نہایت پریشان تھا کہ کیا کروں اور کیا نکروں آخر یہ سوچا کہ اگر اسی جگہ ٹھہرا رہتا ہوں تو میرے
ساتھ جتنے ساحر ہیں سب مارے جائینگے اس سے بہتر ہے کہ جاکر صحرا میں اپنی جان
دوں کہ یہ سب تو محفوظ رہیں اور میرا اس حربے سے بچنا غیر ممکن ہے یہ دل سے تجویز کرکے رضوان
سحرساز اپنے مقام سے اٹھا اور اسباب سحر لیکر چلا چند قدم اپنے خیمے سے نکلا ہوگا
ہوگا کہ دیکھا سامنے سے قریب جادو چلا آتا ہے بس جلدی جلدی قدم اٹھاتا ہوا رضوان
سحرساز اپنے لشکر کی حد سے نکل گیا اور سامنے قریب جادو کے جا پہنچا قریب جادو نے
جو رضوان سحرساز کو اپنی طرف آتے دیکھا پکارا کہ کیوں او سرکش تو نے دنوں ساتھ رہا
ایک استاد سے علم سیکھا سحر حاصل کیا اور اب وقت سخت میں علیحدگی اختیار کی تو پہلے
مجھ سے تو مقابلہ کر سکے پھر میرے آقا سے مقابلہ کرنے کا قصد کرنا یہ سنکے رضوان سحرساز پکارا
کہ او تجھ سے تو کیا مجھ سے مقابلہ کریگا میں تیرے آقا کی تو حقیقت نہیں جانتا ہوں کہ اس
پایہ کی کار رکھتا ہوں نہیں معلوم کیا بات تھی کہ میں اسکے ساتھ تھا اور یہاں وہاں سے حاضر تھا
اسنے میری قدر نکی اب اسکی شامت آئی ہے بس یہ سنکے قریب جادو چاہتا تھا کہ ترنج مارے کہ ایک
درخت کے پاس سے ایک جوگی پیدا ہوا اور کہا کہ خبردار ابھی لڑنے کا قصد نکرنا ہم فرشتہ وہ
خداوند سامری کے ٹھہرو میں تم دونوں کا فیصلہ کرنے اور جھگڑا چکانے کو آیا ہوں بس یہ سنتے ہی
قریب جادو ٹھہرا اور رضوان سحرساز بھی رکا اتنے میں جوگی قریب آیا اور آکے

اسنے ایک پھول رضوان سحرساز کو دیا اور کہا کہ اسے سونگھو کہ خوش ہو کہ اس پھول کے سونگھنے سے بوے
وفا پیدا ہوتی ہی اور کینہ دل سے نکل جاتا ہی رضوان سحرساز نے اس پھول کو سونگھا سونگھتے ہی بیہوش
ہوا تبس جوگی نے وہی پھول اٹھاکر فریب جادو کو سونگھانا چاہا اسنے سونگھنے سے انکار کیا کہ
رضوان سحرساز کو آنکھوں سے بیہوش ہوتے دیکھ چکا تھا پس جوگی نے غصہ کرکے منہ پر
فریب جادو کے پھول کھینچ مارا فریب جادو بھی چھینک مارکر بیہوش ہوا تب جوگی نے نعرہ کیا
کہ منم خواجہ خضران اوسعادتی سے ترنج اپنے قبضہ مین لیکے رضوان سحرساز کو ہوشیار کیا
اور کہا کہ ای رضوان سحرساز یہ ترنج لے اور دشمن کا کام تمام کر رضوان سحرساز حیران تھا کہ یہ
کیا معاملہ ہی جوگی نے کہا تاخیر مکر اگر حریف آگاہ ہوجائے گا تو مشکل پڑیگی رضوان سحرساز نے
ترنج تو ہاتھ مین لے لیا اور پڑھکر اسم سحر پڑھ کر فریب جادو پر مارا ترنج سے شعلہ نکلا اور فریب جادو
جل بھن کے خاک ہو گیا اسکے مرنے سے قیامت برپا ہوئی آتش باری و برف باری دیر تک رہی
صدائیں گیر و دار کی آیا کین آخر آواز پیدا ہوئی کہ افسوس مرا نام مین فریب جادو بد چشمہ مریم دنیا کو
و بطالب خود نرسیدیم جب یہ علامات سحر برطرف ہوئی تو رضوان سحرساز نے پھر پوچھا کہ آپ کون
صاحب ہین اس وقت مین آپنے مجھے دشمن کے ہاتھ سے بچایا خواجہ خضران نے کہا کہ مین صاحبقران
کا ملازم ہون تمنے خواجہ خضران سنا ہوگا وہ مین ہی ہون مین بارستان مغرب سے چلا آتا تھا
کہ مین نے یہ واقعات سنے اور یہان آکر تماشا دیکھا جب ای رنگ سحرساز نے یہ ترنج دیکر
فریب جادو کو تمہارے قتل کے واسطے بھیجا تھا تو مین بہیئت پیر دست بستہ دربار سحرساز رنگ مین
موجود تھا جسوقت فریب جادو وہان سے چلا ہی تو مین بھی جوگی بھیس بدلکر تمہارا ساتھی مین موقع نپایا
ورنہ مین اسے مار ڈالتا اور تم تک پہونچنے کی نوبت نہ آتی رضوان سحرساز نہایت خوش ہوا اور
کہا کہ خواجہ اس ظالم کے آنے کی خبر تو مجھے بھی ہوگئی تھی مگر مین اسکا کچھ نہین کرسکتا تھا وہ زبردست
سحر تھا کہ دم سکا غیر ممکن تھا آپنے جان بچائی اور اب مجھے خوف نہین ہی اسلئے کہ اسکا کائنات کا قصہ
نپٹ گیا اب ایک سحر اور باقی ہی وہ سوا مقابلہ کے اس طرح دھوکے مین نہین ہوسکتا ہی اور میرا بھی ایک
سحر اسکے توڑ کا موجود ہی مگر اس سے وہ باخبر نہین ہی چونکہ ہم دونون ایک ہی استاد کے شاگرد
تھے اور اسنے استاد سے بھی مقابلہ کا دعوی کیا تو استاد نے اسکے تمام سحرون کے جواب اس
ترنج کے پوشیدہ طور پر مجھے تعلیم کر دیے تھے کہ اب اگر کبھی وقت سر اٹھائے تو مین اسکے برابر
والے سے اسے مٹاؤن اور خود دیتا یہ مگر دون مین اسکا دوست تھا اسکے درمیان مین صلح کرا دی
اس وقت مین وہ تعلیم استاد کی کام آئی ورنہ اسنے تو مٹا دینے مین کوئی بات اٹھا نہ رکھی تھی
رضوان نے کہا صبر تم اب اپنے خیمہ مین جاؤ اور مین بھی جاتا ہون یہ کہکر خواجہ خضران لشکر اسلام
کی جانب چلے گئے اور رضوان سحرساز نے لشکر مین آ بادبان لگاکر نہر سحرساز کو اطلاع ہوئی تھی
اور نہین معلوم تھا کیا ہوا کہ اسی الجھن مین یہ خبر اس مقام پر آئی جہان شہر رنگ سحرساز بیٹھا تھا اسکا
لیے جو صورت اسکو نہر سحرساز کی دیکھی اسکا ماتھا ٹھنکا کہ معلوم ہوتا ہی یہ رضوان سحرساز سے
محبت رکھتی ہی اور ایسے معاملہ مین کچھ سازش اسکی ضرور ہی پس اسنے شہر رنگ سحرساز سے
کہا کہ فریب جادو کی خبر دریافت کیجیے کہ اسپر کیا گزری جو ابتک واپس نہین آئے
شہر رنگ سحرساز نے کہا کہ ملک جی آپ اطمینان رکھیے وہ تمام لشکر کو ہلاک کرکے آئیگا

سحر ایسا نہیں ہے جسے رضوان سحرساز رد کرسکے اگر وہ ہوشیار بھی ہو جائے تو کچھ نہیں کرسکتا ہے
سنجگان نے کہا کہ خبر دریافت کرنے میں کیا نقصان ہے یہ سنکے شیرنگ سحرساز نے کہا بہتر اگر آپکی
یہی خوشی ہے تو میں دریافت کیے دیتا ہوں یہ کہکر وہی ہاتھی دانت کی پتلی صندوقچہ سے نکالی اور کچھ
اسم سحر پڑھکر پتلی سے کہا کہ بتا تو فریب جادو کیا کر رہا ہے پتلی ترنج کر بولی کہ مردہ کیا کرسکتا ہے سحر ایسی
لاش پڑی ہوئی ہے شیرنگ سحرساز نے کہا کہ حریف کے حربہ سے حریف بچ ہی نہیں سکتا تو کس سے
کسنے مارا پتلی نے کہا وہ ترنج رضوان سحرساز کے ہاتھ آگیا اسی ترنج سے رضوان سحرساز نے
فریب جادو کو مارا یہ سنکے شیرنگ جھلایا کہ پھر کیا باقی ہے ترنج رضوان کے ہاتھ کیونکر آیا کیا یہ سٹری ہو گیا تھا کہ سحر
اپنا دوسرے کے ہاتھ میں دیدیا پتلی نے کہا تیری کمبختی آئی ہوئی ہے عقل پر پتھر پڑے ہیں ایسا حربہ کوئی کسیکو دیتا ہے
اگر فریب جادو وہ ترنج کبھی ہاتھ سے نکلنے نہ دیتا تو کیا کرتا یا رضوان سحرساز فریب جادو کو اس ترنج سے نہ مارتا
بلکہ تیرے مقابلہ کے واسطے رکھ چھوڑتا تو چاہ کندہ را چاہ درپیش کا مضمون ہوتا یہ کہہ جسم
گذری رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت آئندہ ایسا نہ کرنا اب اپنا بتا رکھا ہوا حربہ دوسرے
کے سپرد نہ کرنا جس طرح رضوان سحرساز تجھ سے برگشتہ ہو گیا ممکن ہے کہ کوئی اور بھی اسی طرح کر
جائے شیرنگ سحرساز دل میں قائل ہوا کہ واقع میں میں نے حرکت تو نادانی کی کی زندگی تھی
کہ بچ گیا پتلی سے کہا یہ تو نے نہ بیان کیا کہ ترنج رضوان کے ہاتھ کیونکر آیا پتلی نے کہا کہ راستے
میں حضرات عیار پہنچ گیا اسنے فریب جادو کو بیہوش کرکے ترنج پر قبضہ کیا اور رضوان جادو
کو دے دیا بس یہ سنتے ہی سنجگان نے تو درود پڑھا اور کہا کہ واہ مرشد کیا کہنا ہے کیا وقت پر
پہونچے ہو جیتے رہو اب آپ تو آدھے رہ گئے کاٹنا تب کے سحر اس طرح ملنگ اب برابر کا مقابلہ ہو گیا
شیرنگ سحرساز نے غصہ میں طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اور کہا کہ سامری کی دروسے اسکو
سر میدان نہ مارا تو نام اپنا شیرنگ سحرساز بتایا اور راجی بالکسا جی کل دیکھنا کہ کیا ہوتا ہے بدر معلوم
ہوتا ہے کہ آج اسکی اجل نہ تھی بلکہ چار پہر کی زندگی باقی تھی اسی واسطے یہ افتادیں پیش آئیں اور
مسلمان بھی کل نہ مرینگے انکی قضا پرسوں ہے سنجگان نے کہا کہ انکی تو پرسوں بھی قضا نہیں یہ
خدا جانے کتنوں کو مارکے مرینگے اور ہمیں تو یہ بھی امید نہیں کہ رضوان بھی آپکے ہاتھ سے قتل
ہوسکے آج آپنے کیا کر لیا جو کل کی امید رکھیں شیرنگ سحرساز نے کہا کہ بس اب جی زیادہ
دل نہ جلاؤ اور اٹھ کر اپنی دختر سمیت اپنے خیمہ کی طرف چلا گیا لیکن ملکہ مسکویہ ساغر چشم دل
میں نہایت خوش ہوئی کہ اس بلا کے ٹلنے کی امید نہ تھی خیر اب صبح کو دیکھا جائے گا چونکہ ملکہ رضوان
پر عاشق ہونے کے علاوہ باپ کی دشمن اس روز سے ہوگئی تھی جس دن اسنے یہ کلمہ کہا تھا
کہ ای مسکویہ میں تجھے اپنے سے جدا نہیں کرسکتا ہم ساحروں میں دستور ہے کہ اگر لڑکی بالغ ہو جاتی
ہے تو پھر باپ کی شادی نہیں کرتے ہیں خداوند سامری کا حکم ہے کہ اگر عورت اپنے پاس
ہو تو دوسری عورت کی تلاش نکرو یہ اچھا نہیں کہ اپنی بیٹی یا بہن کو دوسرے کے سپرد کرکے
دوسرے کی بیٹی بہن کو خوشامد کرکے اپنی خدمت میں لاؤ اسے بے حد اس فعل سے کراہت
تھی اور اسنے شیرنگ سحرساز سے یہ بات کہی تھی کہ مجھے اسکی خواہش نہیں کہ آپ میری
شادی کیجیے لیکن یہ مجھے نہ ہوگا کہ میں ماں کے قائم مقام بنوں جس روز آپنے ایسا ارادہ کیا
تو سمجھ لیجیے کہ اسی دن خودکشی کرلونگی چونکہ شیرنگ سحرساز دختر کو نہایت دوست رکھتا تھا

اسنے بہت سمجھایا کہ خلاف حکم خداوند کرنا مذہب ساحری پرستی سے باہر ہوجاتا ہے میگونہ ساغر چشم نے کہا
کہ اگر ایسے ہی احکام خداوند کے ہین تو ہم ساحری پرستی سے باز آئے لیکن وجہ تھی کہ یہ باپ کے کشتہ خون ہوری
تھی اور چاہتی تھی کہ کسی طرح یہ مارا جائے کہ دل کا کھٹکا مٹے اور مین اسکے ہاتھ سے محفوظ رہون ایسا نہو کسی روز
شراب کے نشہ مین مجھے سحر سے بے بس کرکے درپے عزت ہو الحاصل طبل جنگ بجنے کی خبر رضوان سحر ساز کو پہونچی
اسنے بھی نقارہ رزمی بجوایا اور مطمئن ہوکے سو رہا کہ اب رات بھر کوئی فتنہ برپا نہوگا ادھر صاحبقران عالیشان
کو ان تمام حالات سے ہرکاروں نے مطلع کیا صاحبقران نہایت خوش ہوے جب خواجہ خضر اپنے
امیر باتوقیر کے پہونچے تو صاحبقران نے خضر ان کو بھاری خلعت عنایت فرمایا اور ارشاد کیا کہ خواجہ اگر
رضوان مارا جاتا تو مجھے نہایت افسوس ہوتا کہ یہ آفت میری وجہ سے آئی تھی اتنے مین خبر طبل جنگ
بجنے کی پہونچی صاحبقران نے بھی کوس حربی بجنے کا حکم دیا اور دربار برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے
خیمہ کی طرف روانہ ہوے جب رات گذر کر صبح ہوئی تو امیر باتوقیر نے نماز صبح سے فراغ حاصل کرکے
اسلحہ تن پر آراستہ کیا اور تمام اہل اسلام سے پہلے میدان جنگ مین پہونچ گئے بعد انکے اور لوگ
بھی آنے لگے جسنے خبر پائی کہ امیر باتوقیر میدان مین پہونچ گئے ہین وہ چل کھڑا ہوا خلاصہ یہ کہ دم بھر مین سارا
لشکر میدان مین پہونچ گیا تخت بادشاہ اسلام کا قلب لشکر مین قائم ہوا ادھر فوج ساحری کی صف آرا
ہوئی ایک جانب شیرنگ سحر ساز اپنے لشکر کو لیے ہوے کرگدن مست پر سوار سر پر اسکے جانور
سحر کا سایہ فگن تھا اور ہزار دس ہزار ساحر اسکے اسباب سحر لیے ہوے اسکے ساتھ ساتھ اور ملکہ
میگونہ ساغر چشم ایک طاؤس زرین بال پر سوار لشکر سے الگ آ کے کھڑے ہوے شیرنگ سحر ساز
نے اسکو منع کردیا کہا لشکر سے مل کے کھڑی ہو آج کا مقابلہ یادگار ہے ایسا نہو کسی سحر کی جھپٹ
مین آجاے تو مشکل ہوگی مین اس وقت تجھے بچا نسکونگا ادھر رضوان سحر ساز ایک نہنگ سحر پر
سوار اپنے دس ہزار ساحروں سے بمقابل لشکر شیرنگ سحر ساز آکر قائم ہوا جس وقت لشکر آراستہ
ہوچکے تو صاحبقران عالیشان نے رضوان سحر ساز سے کہا کہ اے رضوان اصل جنگ تو مجھ سے
ہے تم کیون واسطے مقابلے کے آیا ہے میری خوشی نہین کہ تو مقابلہ کرے اور میرے عوض اپنی جان کو معرض
ہلاکت مین ڈالے رضوان سحر ساز نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ یا صاحبقران لوہے کو لوہا کاٹتا ہے
سحر کا جواب سحر ہے حضور تامل فرمائین اور میری لڑائی کا تماشہ دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے بڑا اسکو اپنی ساحری پر
ناز ہے آج مین اسکا سارا بل نکالے دیتا ہون بس یہ سنتے ہی شیرنگ کو غصہ آیا اپنے مصاحب خاص
کیمر جادو سے کہا کہ جاکر اسکو زبان درازی کی سزا دے اسکی یہ حقیقت ہوئی کہ ہمسے مقابلہ کرے گا
سنتے ہی کیمر جادو اپنے اژدر آتش فشان کو بڑھاکر میدان مین آیا اور پکارا کہ اے رضوان سحر ساز
کیا وقت آخر تیری قسمت نے برائی کی کہ بادشاہ ہمارا آقا تجھے اپنے برابر بٹھاتا تھا اب اپنے ایک ادنے
ملازم کو تیرے مقابلہ کے واسطے بھیجا ہے اور تو پھر بھی کچھ نہین کرسکتا رضوان سحر ساز اسکے مقابلہ کو آیا
اور پکارا کہ او حماقت زدہ ایک تو احمق دوسرا تیرا آقا بیوقوف ہے کل اس دنیا کے سحر کیا لڑسکے
جو آج مجھکو میرے مقابلہ کے واسطے بھیجا ہے دیکھ تیری کیا حالت کرتا ہون لا حربہ اپنا اور دیکھ تماشہ
میری جنگ کا یہ سنکر کیمر جادو نے جھولی سحر کے ہاتھ ڈالا اور گچھا پیکانون کا نکالکر کچھ اسم سحر دم کیا
اور رضوان سحر ساز پر کھینچ مارا تمام پیکان مثل شہاب ثاقب رضوان جادو کی طرف چلے رضوان
جادو نے ایک آئینہ نکالکر سامنے کردیا تمام پیکان اس آئینہ مین جاکے غائب ہوگئے پس

رضوان

رضوان سحر ساز نے کچھ اسم سحر پڑھ کر آئینہ پر دم کیا کہ اسمین سے ایک پریزاد پیدا ہوئی اور کبیر جادو کی طرف
دیکھکر پکاری کہ کہا جاتا ہے کبیر جادو کی نظر جو اُس دلفریب صورت پر پڑی پکارا کہ سواے اسکے کچھ نہین چاہتا ہون
پریزاد نے کہا پیرا لمعا اُس وقت ممکن ہے کہ جا کر نیرنگ سحر ساز کا خون لا اور میرے دست و پا مین بجاے
مہندی لگا یہ سنتے ہی کبیر جادو کا جی گیا اور ہتھیار پکڑ کے نیرنگ سحر ساز جادو کی طرف چلا یہ رنگ
جو نیرنگ سحر ساز نے دیکھا کہ میرا رفیق میرا ہی تشنہ خون ہو کر آتا ہے اسنے رد سحر پڑھنا شروع کیا ادہر رضوان
سحر ساز نے وہ آئینہ اسکے اور رفیقون کو دکھایا جسنے صورت پری کی دیکھی دیوانہ ہوگیا اور سوال وصل
کیا پری نے ہر ایک سے یہی شرط پیش کی کہ خون نیرنگ سحر ساز کا مہر ہے یہ سنتے ہی پس
رفیق اسکے جو پہلے سحر پکڑ پکڑ کے نیرنگ سحر ساز کی طرف چلے اور گولے ترنج نارنج ہر طرف سے
اسپر پڑنے لگے اتنی مہلت ہی نہ دی کہ نیرنگ سحر ساز رد سحر پڑھ سکتا وہ ایسا ساحر تھا کہ سب کے
حربے رد کر رہا تھا مگر انکی بیہوشی نہ دفع کر سکا آنکے سحر سے اپنی جان بچاتا یا ان بیہوشون کو ہوش
مین لاتا کیا کرے اور کہان تک سہے اسی ہنگامہ مین ایک ساحر نے پشت پر سے آکر ایک شمشیر سحر
مار دیا کہ شانہ نیرنگ سحر ساز کا زخمی ہوا پس اسنے دیکھا کہ اب کوئی چارا نہین ہے یہ سب مل کے
مار ہی ڈالینگے زندہ نچھوڑینگے پس نیرنگ سحر ساز نے اسی زخمی شانہ کا خون چلو مین لیا
اور کچھ اسم سحر پڑھ کر کبیر جادو پر مارا یہ معلوم ہوا کہ ایک شعلہ لپک کے گرا کبیر جادو دھڑ دھڑ
کرکے جلنے لگا یہ دوڑکر اور لوگون سے لپٹا جس سے لپٹا اسکے بھی تن بدن مین آگ لگ گئی اور جلنے لگا تمام
رفیقون نے جو اسنے مجبور ہو کے اپنے آپ جلا دیا انکے مرنے سے قیامت کبری برپا ہوئی صدائین گیر و دار
کی پیدا ہوئین آتش باری و برف باری و سنگ باری ہوا کی آخر آوازین پیدا ہوئین کہ کشتی مرا نام من
فلان بود و فلان بود جسوقت سب اپنے شور مچا کے اور خاک اڑا کے چلے گئے تو رضوان سحر ساز نے
آواز دی کہ ای مغرور تونے اپنے غرور کا نتیجہ دیکھا ادہر سخنگان نے کہا کہ تقدیر الٹ گئی ہے کہ ہر تدبیر الٹی
پڑتی ہے اور اہل اسلام نے قہقہہ لگانا شروع کیے سخنگان نے کہا جی یہ وہی بات ہے جو اپنی فوج
کو مارتا ہے پس یہ سنتے ہی نیرنگ سحر ساز غصہ مین آیا اور پکارا کہ او شیطان تو بڑا در پردہ دشمن ہے خداوند
سامری نے تجھکو بالکل مطلق العنان کر دیا ہے تو جسکو چاہتا ہے کہتا پھرتا ہے خیر رضوان سحر ساز کے
معاملہ سے کوچ کرے پھر اسوقت تیری گوشمالی کرونگا سخنگان نے کہا کہ ہمتو خداوند کو اس سے زیادہ زیادہ
کہ گذرے ہین تم کس شمار مین ہو اور اب میدان سے تمہارا زندہ پلٹ کے آنا ہی دشوار ہے یہ سنکے
طیش کھا کے نیرنگ سحر ساز نے اپنی گردن کو اشارہ کیا کہ وہ چمک کر سامنے رضوان سحر ساز کے
آیا پس نیرنگ سحر ساز نے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک گولہ فولادی نکالکر اسکو خون پیشانی سے
رنگین کیا اور یا سامری کہکے رضوان سحر ساز پر کھینچ مارا رضوان سحر ساز نے دیکھا کہ یہ حربہ
بھی بلاے ناگہانی ہے اس سے بچنا مشکل ہے پس یہ پاؤن مار کے غرق زمین ہوگیا گولہ خالی گیا پس اسنے
دوسرے مقام پر نکلکر دستک دی کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور اسنے جاکر اس گولے کو پکڑ لیا ساتھ ہی
نیرنگ سحر ساز نے دستک دی کہ دوسرا پنجہ پیدا ہوا اور وہ بھی گولے کو پکڑ کے اپنی طرف کھینچنے لگا
اب نیرنگ سحر ساز کا پنجہ سحر تو چاہتا ہے کہ مین گولہ چھین کر رضوان سحر ساز پر کھینچ مارون اور رضوان
سحر ساز کا پنجہ سحر چاہتا ہے کہ مین اس حربہ کو حریف ہی پر پلٹا دون گولہ تو اس کشمکش مین پھنس گیا
یہان رضوان سحر ساز نے اپنی جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک نارنج سحر نکالکر نیرنگ سحر ساز پر

پر کھینچ مارا نارنج آتے ہی سینہ پر پڑا کہ شیرنگ سحرساز جل کے خاک ہو گیا اہل اسلام تو خوش ہوئے
مگر رضوان سحرساز کو تعجب ہوا کہ یہ ایسا نہین تھا جو اس حربہ مین تمام ہو جاتا یہ اسی تعجب مین تھا
کہ ایک مرتبہ برابر اسکے زمین شق ہوئی اور شیرنگ سحرساز ہاتھ مین کمند لیے ہوئے پیدا ہوا اور
نعرہ کر کے کمند ماری کہ ساتون حلقے گلے مین رضوان سحرساز کے پڑ گئے تب چاہتا تھا شیرنگ سحرساز
کہ کھینچ سحر سے کام اسکا تمام کردن کہ رضوان سحرساز کے آگ کی شعلے منہ سے نکلے مگر کمند نہ جلی
تب رضوان سحرساز تڑپا اور خود شعلہ بن کے حلقون سے نکل گیا شیرنگ سحرساز منتظر
دیکھ کے رہ گیا تب اس نے جو برق بنکر گرتا ہی تو چاہا کہ شیرنگ سحرساز کے دو ٹکڑے کرون
شیرنگ سحرساز نے بھی پاؤن مارے اور غرق زمین ہو گیا اور دور جا کے نکلا اور وہین سے
اسنے بائین ہاتھ مین نشتر دیکر خون چلو مین لیا اور دوڑ کر آتشی گولے سے چھینٹا خون کا مارا کہ منتظر
جو رضوان سحرساز نے پھینکا تھا وہ تو جل گیا اور شیرنگ سحرساز کے منہ تلے وہ گولہ رضوان سحرساز
پر کھینچ مارا یہ بھی جبتک سنبھلے سنبھلے گولہ سینے پر پڑا توڑ کے پار گذر گیا رضوان سحرساز الٹ کے
گرا میگو نیر ساغر چشم کی آنکھون سے تو بے اختیار آنسو گر پڑے اور صاحبقران نے بھی افسوس
کیا اور شیرنگ سحرساز نے نعرہ کیا کہ اے اہل اسلام دیکھا تم نے کہ مین نے کس طرح تمھارے مددگار کو
مارا اب آج ہی تم سبکا خاتمہ کیے دیتا ہون لیکن ملازمان رضوان سحرساز کو اسکے ہلاک کا نہایت
غم ہوا اور جوش رنج و الم مین حربہاے سحر لیکر کے شیرنگ سحرساز کی طرف چلے ادھر سے
اسکے لشکر نے بھی بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ شیرنگ سحرساز نے اشارہ سے منع کیا اور کہا کہ مین اکیلا
سحر سے ان سبکا خاتمہ کیے دیتا ہون یہ کہکر اپنے گینڈے کے پاس آیا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر
ایک ترسول سر گینڈے کے مارا کہ سر اسکا شق ہوا اور زخم سر سے مثل مچھر دن کے لاکھون کیڑے
پیدا ہوئے اور بھن بھن کرتے ہوئے بلند ہوئے یہ معلوم ہوا کہ ایک لاٹ بنگئی ہے ان کیڑون نے
ہوا کھا کے جانورون کی شکل پیدا کی لعل کے برابر جانور پیدا ہوئے اور لشکر رضوان سحرساز پر کے
گرے جیسا سر پہ ٹیونگ اسی کھینچا نکال کے کھا گئے ہر چند ساحر جال سحر کا مارتے ہین اور حربہاے
سحر کرتے ہین مگر کوئی سحر تاثیر نہین کرتا ہی یہ رنگ دیکھکے صاحبقران نے اپنی جگہ سے ہلنے کا قصد
کیا ہی تھا کہ زمین شق ہوئی اور رضوان سحرساز ایک ڈبہ ہاتھ مین لیے ہوئے پیدا ہوا اور صاحبقران
سے عرض کی کہ حضور نہ قصد فرمائین غلام ابھی زندہ ہی اگر اسنے اپنا ہمشکل بنا کر قتل کرا دیا اور میرے
پسینہ و جرلیے سے جان بچا لی تو مین نے بھی اپنا ہمشکل بنا رکھا تھا کہ جو حربہ مجھ سے نہ رکیگا تو اسکے
ہمشکل پر قتل کرانگا اب حضور تماشہ دیکھین کہ کیسا ہوتا ہی یہ کہکر اپنے ڈبے کا ڈھکنا کھول دیا کھلتے ہی
لاکھون پروانے پیدا ہوئے اور اڑ کر بلند ہوئے جانورون نے جو دیکھا پروانون کا شکار کر کے
کھانے لگے فوج کی ایذارسانی سے منہ پھیرا شیرنگ سحرساز حیران ہوا کہ یہ سحر اسنے کب تیار کیا
مگر یہ مطمئن تھا کہ اس سحر سے میرا کیا نقصان ہی سوا اسکے کہ ایک ذرا دیر ہوگی جسوقت یہ پروانے
ختم ہو جائینگے پھر یہ جانور اسکے لشکر کا خاتمہ کر دینگے ادھر رضوان سحرساز نے طائرون تشو پروانون
کی طرف متوجہ ہو کے اپنے شیرنگ کے سر پر گولہ فولادی مارا کہ سر شیرنگ کا شق ہوا اور اسمین سے
بھی بار بار ایک کیڑے سے نکلنا شروع ہوئے اور جو جو آنکھ ہوا لگی یا لیسد کی پیدا ہوئی دیکھا
پیدا انگلیان مین کہ ایک کے ہاتھ مین کھنکے جال ہی اور دوسرے ہاتھ مین چھریان ہین بس

جانور تو پیروانوں کے شکار میں مصروف تھے ان چیلیوں نے جال بار بار کر جانوروں کو پکڑنا شروع
کیا اور نیرنگ سحر ساز کے لشکر پر لا کے ذبح کرنے لگے جس جانور کو ذبح کیا اور خون اسکا اہل
لشکر پر گرا آگ کا کام کیا اب ساحران لشکر نیرنگ جلنے لگے یہ رنگ دیکھکر نیرنگ سحر ساز گھبرایا
اور اپنے رد سحر پڑھنا شروع کیا ادھر رضوان سحر ساز نے دیکھا کہ اگر اسنے اس سحر کو توڑ دیا تو پھر یہ
بنائے کچھ نہ بنیگی بس اسنے جلدی سے دستک دی کہ اک پتلا اڑتا ہوا پیدا ہوا اسکے بھی ایک
ہاتھ میں جال اور دوسرے ہاتھ میں خنجر تھا اسنے آتے ہی اس جانور پر جال مارا جو سر پر نیرنگ سحر ساز
کے سایہ افگن تھا اور وہیں اسکو ذبح کیا کہ خون اسکا سر پر نیرنگ سحر ساز کے پڑا فوراً تمام بدن میں
آگ لگ گئی اور وہ جلنے لگا اس وقت نیرنگ سحر ساز نے اک آہ کھینچی اور کہا کہ افسوس اس سے
میں بے خبر تھا کہ استاد نے مجھے اس راز سے بھی باخبر کر دیا ہے کہ جان نیرنگ سحر ساز کی اس جانور
میں ہے اگر خون جانور کا مجھ پر نہ گرتا تو میں قیامت تک قتل نہ ہو سکتا یہ کہتے کہتے جل کے خاک ہو گیا
بس پھر کیا تھا کہ ایک قیامت کبریٰ برپا ہوئی آندھی چلی خاک اڑی آتش باری و برف باری
دیر تک رہی کہ تمام اہل لشکر نیرنگ کے جل جلکر ہلاک ہونے لگے جب تمام فوج جل کے
خاک ہو گئی اور نیرنگ سحر ساز بھی جل کے ختم ہوا تو پیروں نے شور کیا کہ کشتی مرا نام نیرنگ
سحر ساز جادو بود دریغا مردیم و جاندادیم و مطلب بخود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی اور علامات سحر
برطرف ہوئے تو دیکھا کہ لاش نیرنگ سحر ساز کی جلی ہوئی پڑی ہے رضوان سحر ساز نے بھی
عمر بھر کے ریاض کا خاتمہ کر دیا اور بالکل بے دست و پا ہو کے رہ گیا سارے لشکر نے نوشہ مند ہو کر
دروازہ طبل بند کر دیا اور بارگاہ میں ملکہ سانغر چشم اپنے طاؤس کو بڑھا کر قریب لاش نیرنگ
سحر ساز کے آئی اور لاش اٹھوا کے لیگئی اور صحرا میں لکڑیاں جمع کرا کے اس سوختہ سحر
کو بالکل پھونک دیا اور اب جو پلٹی تو حیران تھی کہ کہاں جاؤں اسلیے کہ رضوان جادو کے
پاس جاتے حجاب آتا تھا اور لشکر ساریق میں جانا منظور نہ تھا یہ سوچ کے اسنے اپنی سہیلیوں
سے مشورہ کیا انھوں نے یہ رائے دی کہ اگرچہ رضوان سحر ساز آپ کا عاشق ہے مگر خود سے
آپکے پاس جانا اچھا نہیں اسکو یہ توفیق نہ ہوئی کہ آکر آپ کو لیجاتا اسکے قبل جو آپ رضوان
سے گاہ گاہ ملا کرتی تھیں وہ اور بات تھی اور اس وقت کا ملنا اور ہی خاصیت ہی کہینگی کہ ابھی سے
باپ کو مروا ڈالا کہ رضوان سے لگاوٹ رکھتی تھی علاوہ اسکے اس وقت آپ اسکی محتاج نہیں
اور اب آپ بے دست و پا ہیں یہ سنکے ملکہ سانغر چشم نے رائے انکی پسند کی اور اپنا
مال و اسباب کو ساتھ لیکر جانب چاہ بابل روانہ ہوئی چونکہ کچھ اسکا نہ جاتا تھا کچھ چلے
کچھ دور گئی اور پھر کسی صحرا یا کوہ میں قیام کیا یہاں تک صاحبقران عالی شان مرکب کو بڑھا کر
قریب رضوان جادو کے آئے اور فرمایا کہ اے رضوان جادو اب تم ہمارے لشکر میں چلو اور چند
روز صحبتیں ہماری سنو اور دعوت قبول کرو رضوان سحر ساز نے گردن جھکالی کہ آپ کا ارشاد
بسر و چشم منظور ہے اور وہیں سے امیر کے ساتھ ہو لیا صاحبقران اسکو ہمراہ لیتے ہوئے داخل
بارگاہ سلیمانی ہوئے کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو عنایت فرمائی رضوان سحر ساز نے خواجہ خضر کا
بہت کچھ شکریہ ادا کیا کہ یا صاحبقران اگر یہ آجاتے تو بات ہی کو میرا خاتمہ ہو گیا ہوتا آج
مقابلہ کون کرتا اصل یہ ہے کہ انھیں نے میری جان بچائی لہٰذا بعد عدت و ضیافت کے صاحبقران

عالی شان نے ارشاد فرمایا کہ اے رضوان سحر ساز دیکھا تمنے قدرت خلاق عالم کو کہ جو تمسے زبردست
تھا اسپر تمکو خدا نے غالب کیا سبب اسکا یہ تھا کہ تم حق پرست تھے اور خداوند عالم حق کا شریک ہوتا ہے ایسے
اسباب ہوئے کہ تمھین کو اسپر غلبہ حاصل ہوا اور نیرنگ سحر ساز تمھارا کچھ نکرسکا یہ سنکے رضوان سحر ساز
نے کہا کہ یہ سب حضور کا اقبال تھا صاحبقران نے دانتون مین انگلی دبائی اور ارشاد فرمایا کہ اے رضوان
سحر ساز میرا اقبال کیا یہ سب عزت بھی اسی خالق کی دی ہوئی ہے جسے چاہے وہ عزت دے جسے چاہے
ذلت دے میری غرض یہ ہے کہ کبھی تو اپنے پیدا کرنے والے کو چونکو خواب غفلت سے چونکہ تم حق پسند
ہو اس سبب سے تمکو یہ نصیحت کی کہ دین مبین اسلام کو اختیار کرو اور اب سے سحر وساحری
کو چھوڑ دو رضوان سحر ساز نے عرض کی کہ مجھے دین اسلام کے اختیار کرنے مین صرف اتنا
عذر ہے کہ سحر سے توبہ کرنا ہوگی اور بعد کو اگر کوئی دعوے دار خون کا پیدا ہوا تو اس وقت مین
کیا کرونگا سوا قتل ہو جانے کے کوئی چارہ کار نہوگا یہ سنکے صاحبقران عالی شان نے ارشاد کیا
کہ اے رضوان سحر ساز خدا سے زیادہ کوئی اپنے بندے کا محافظ نہین ہے تم دیکھو کہ ہمارے ساتھ
کتنا بڑا لشکر ہے اور انمین ایک بھی سحر سے آگاہ نہین ہے اور کیسے کیسے ساحران نامی وگرامی سے
سامنا ہوا مگر حافظ حقیقی نے سبکو بچایا اور ان بے دست وپا لوگون کو ہمیشہ انپر غالب کیا تو
رضوان سحر ساز نے عرض کی کہ سحر کی اصلیت سے تو یہ خادم آگاہ ہے اور اسم اعظم کی کیفیت سے
حضور آگاہ ہین مجھے حضور حقیقت اسم اعظم کی سمجھا دین اگر میرے ذہن مین آجائیگی تو مسلمان ہو جاؤنگا
صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ اے رضوان سحر ساز مین سحر کی حقیقت سے بھی آگاہ ہون سحر
وہ چیز ہے جس سے بدینی حاصل ہوتی ہے اور شیاطین انسان کو جہنم کی راہ بتانے کے واسطے سے
کام کرتے ہین جسقدر زیادہ بدینی پر کمر باندھے اسیقدر ساحر زبردست ہوتا ہے اور اسم اعظم مراد اسم باری
تعالے خالق عالم سے ہے جسوقت اسم اعظم پڑھا جاتا ہے تو برکت اسماء الہی سے فرشتگان معینہ
شیاطین کی قوت توڑ دیتے ہین اب تمہین سمجھ لو کہ کون سی شے قابل حرمت ہے اور کون لائق ترک
ہے ان باتون نے ایسا اثر رضوان سحر ساز کے دل پر کیا کہ بہ ازرہ صدق کلمہ پڑھکر مسلمان ہوگیا اور
عرض کی کہ یا صاحبقران مین اک مدت سے حیران تھا کہ کونسا مذہب اختیار کرنا چاہیے جس
مذہب پر خیال کیا اسے مصنوعی پایا مذہب حق نہ معلوم ہوا کہ مین اسے اختیار کرتا مین دراصل
ساحر تو تھا مگر سامری پرست نہ تھا اسلیے کہ مین سامری کی حقیقت سے خوب آگاہ ہون کہ وہ ایک
ساحر زبردست تھا اور موجد سحر تھا اور مثل اور لوگون کے ایک انسان تھا کہ موت سے اپنے کو نہ بچا سکا
یہ شان بندے کی ہے خداوند کی نہین ہے شایاں ہے اس پیدا کرنے والے کا کہ آپ ہی کی بدولت یہ
دولت لازوال اور معرفت ایزد متعال حاصل ہوئی جسوقت یہ باتین ہو چکین اور صاحبقران
عالی شان نے فرمایا کہ اب تم کلمہ پڑھو تو ہمکو اطمینان ہو اسوقت رضوان سحر ساز نے دست بستہ
عرض کی کہ مجھے کچھ دیر کی اجازت ہو تو ایک بندہ گمراہ اور میرے ساتھ راہ پر آجائیگا مین اسے بھی
جاکے لے آؤن صاحبقران نے فرمایا وہ کون رضوان سحر ساز نے گردن جھکا کے عرض کی کہ ملکہ
شگوفہ ساحر چشم دختر نیرنگ سحر ساز یہ سنکے صاحبقران سمجھ گئے کہ معلوم ہوتا ہے یہ اسپہ
عاشق ہے فرمایا جاؤ اور اسے بھی لے آؤ بعد جانے رضوان سحر ساز کے خواجہ خضران نے
صاحبقران عالی شان سے عرض کی کہ یا امیر آپ کے لگاؤ مین نیرنگ سحر ساز کے ساتھ

رہتا تھا حالانکہ یہ امید نہ تھی کہ وصل معشوق نصیب ہوگا یہاں تو یہ باتیں ہو رہی تھیں لیکن رضوان
سحرساز جو اپنی معشوقہ محبوبہ کی تلاش میں گیا تو سنا کہ وہ چلی گئی رضوان کو کمال صدمہ ہوا
دل میں سمجھا کہ معلوم ہوتا ہے وہ مجھ سے ناراض ہوگئی اور ناراض اسکا ہونا بیجا بھی نہیں ہے اسلیے
کہ باپ اُسکا میرے ہاتھ سے مارا گیا ہر چند کہ اُسمیں میری خطا نہ تھی خود اُسنے سبقت کی اگر میں
اُسے نہ مار ڈالتا تو اپنی جان سے ہاتھ دھوتا اِس اس طرح کی باتیں دل میں سوچ کر اُسنے کچھ اسم
سحر پڑھا اور دستک دی کہ ایک طائر سبز پیدا ہوا رضوان سحرساز نے اُس سے کہا کہ اے
پرند سحر بتا کہ ملکہ مہ‌پیکر ونہ ساغر چشم کہاں چلی گئی طائر چہکارا اور بزبان فصیح گویا ہوا کہ مہ‌پیکر ونہ
ساغر چشم چاہ بابل کی طرف جا رہی ہے مگر ابھی تھوڑی ہی دور پہونچی ہے رضوان سحرساز نے
اُس طائر سے کہا کہ میری راہبری کر اور اس طرف لیچل جدھر وہ دشمن جان گئی ہے یہ سنکے طائر
ایک طرف اُڑتا ہوا چلا ساتھ ساتھ اُس طائر کے رضوان سحرساز بھی پر پرواز پیدا کرکے اُڑا
جاتے جاتے اُس مقام پر پہونچا جہاں ملکہ اپنی سہیلیوں سمیت اُتری ہوئی تھی پس رضوان سحرساز
ملکہ کو دیکھتے ہی گر پڑا اور قریب آکر تلوار سامنے ملکہ کے رکھدی اور کہا کہ اگر ہمکو بھی مرنا ہی منظور ہے
تو کام ہمارا تمام کر لی جاؤ میں نے خطا تمہاری ایسی ہی کی ہے جسکی سزا یہی ہے کہ تم مجھے قتل کرو یہ سنکے ملکہ
مہ‌پیکر ونہ سحرساز رونے لگی اور کہا کہ تمنے خطا نہیں کی بلکہ مجھپر احسان کیا ایسے باپ کے زندہ رہنے
سے مرجانا بہتر ہوا اگر وہ تمہارے ہاتھ سے نہ مارا جاتا تو مجھے کسی نہ کسی روز اُسکے ہاتھ سے اپنا خون
کرنا پڑتا رضوان سحرساز نے کہا کہ پھر تم مجھ سے کیوں علیحدہ ہوگئی کیوں اختیار کی میں نے تمہاری محبت
میں برسوں تمہارے باپ کا ساتھ دیا اب تمکو چاہیے کہ ہمیشہ ساتھ دو میں تا زندگی تمہاری خدمت
سے باہر نہیں ہوں یہ سنکے ملکہ نے سر جھکا لیا اور کہا کہ جب تمنے ہماری خبر نہ لی تو ہمنے اپنے گھر جانے کا
قصد کیا ورنہ میری بھی جو حالت تمہارے ساتھ ہے تم خوب جانتے ہو میں ایسا تمہارا کب تھا کہ باپ
کی زندگی میں بھی کسی نہ کسی وقت تم سے مل لیتی تھی صورت دیکھ لیتی تھی اور دکھا دیتی تھی انتہا یہ ہے
کہ پیشتر ہی سب نشیب و فراز سے تمکو باخبر کرتی رہتی تھی اس لڑائی میں اگر میں تمکو آگاہ نہ کرتی تو تم اُسنے
دو تیر لینے بھیجے تھے جب جان بچانا غیر ممکن تھا رضوان نے کہا کہ بیشک تمہیں نے میری جان
بچائی اب اگر تم نہ چلوگی تو میں تمپر جان دیدونگا یہ کہکر ہاتھ ملکہ کا پکڑ لیا اور اپنے ساتھ لیکر پھرا یہاں
صاحبقران عالیشان انتظار میں رضوان سحرساز کے بیٹھے تھے دیر ہونے سے گھبراتے تھے اور فرماتے
تھے کہ میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ رضوان حیلہ کر کے چلا گیا اور اب نہ آئیگا لیکن خدا جانے کس سبب سے
اُسکو دیر ہوئی ہر کارے واسطے خبر کے گئے تھے یہانتک کہ بہت عرصے کے بعد امیر کو اطلاع ہوئی کہ
رضوان سحرساز مع دختر سرہنگ جادو آتا ہے امیر نے دو ایک سرداروں کو واسطے استقبال کے
بھیجا اور مختص سرداروں کو ساتھ لیکر بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے تھے وہ رضوان سحرساز اپنی
معشوقہ کو لیے ہوئے پہونچا صاحبقران کو سلام کر کے کرسی پر بیٹھ گیا ملکہ مہ‌پیکر ونہ ساغر چشم
نے بھی امیر باتوقیر کو سلام کیا صاحبقران نے اسکو بھی کرسی عنایت کی اور رضوان سحرساز سے
فرمایا کہ یہ تمہارے دشمن کی دختر ہے رضوان نے عرض کی کہ جی ہاں یہ دشمن کی دختر ہے لیکن
باعث حیات ہے اسیکی وجہ سے اس مقابلہ میں سرسبزی نصیب ہوئی اگر یہ مجھے پہلے سے آگاہ
نکردیتی تو اُسنے رات ہی کو میرا خاتمہ کر دیا ہوتا اب میں چاہتا ہوں کہ اچھا ہے آگاہ [illegible]

جدا نکرون نہ اُنسے جدا ہون امیر نے فرمایا کہ کیا یہ بھی ساحرہ ہے رضوان سحر ساز نے کہا کہ ہان فرمایا اب تم دونون سحر سے توبہ کرو اسکا خیال نکرو کہ اگر کوئی دشمن پیدا ہوا اور وہ ساحر ہوا تو ہم کیا کرینگے جس خدا نے شکلم یا ورمین حفاظت کی وہی ہر وقت بچانے والا ہی اسکے بعد دیر تک حقیقت اسلام بیان فرمایا کیے جس سے زنگ کفر دونون کے دلون سے دور ہوا اور یہ دونون از سر صدق کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے صاحبقران نے ان دونون کا عقد پڑھو دیا رضوان وصل معشوق سے کامیاب ہوا اب صاحبقران عالی شان نے فرمایا کہ اے رضوان سحر ساز اب تم اپنے وطن پھر جاو یہان ٹھہرنا تمھارا مناسب نہین ہے تم مشہور آدمی ہو اور اتنے بڑے ساحر کو تمنے مارا ہی جو عوض دار خون پیدا ہوگا وہ تمھین پر حملہ کریگا اور یہان پہلے بھی ہم آئینگے تم اب سحر سے توبہ کر چکے ہو یہ سنکے رضوان سحر ساز نے ہر چند عذر کیا کہ مین ان قدمون سے جدا نہونگا لیکن صاحبقران عالی شان نے قبول نہ فرمایا آخر رضوان رخصت ہوکر اپنی معشوقہ سمیت جانب شہر رضوانیہ روانہ ہوگیا

لیکن اب یہان سے دوسری داستان ساریق بن لقا ماہرون کے بیان کیے جاتے ہین

گھر سے سپیرنگ سحر ساز جادو کے اور بھی دل اسکا ٹوٹ گیا تاہم ہمت کو مضبوط کرکے اسنے کہا کہ طبل جنگ بجے کل خداوند خود اسنے بندون کو بے ادبی کی سزا دینگے یہ سنکے سحنگان نے کہا کہ یا خداوند تقدیر گریز کس طرف ہوگی مجھے پہلے اطلاع دیجیے کہ مین اپنا بوریہ بدھنا سنبھال رکھون ساریق ان باتون پر بہت خفا ہوا کہ ہم تقدیر فتح کرنے والے ہین اور تو تقدیر گریز پوچھتا ہی سحنگان نے کہا کہ آپکے بڑون نے تو یہی طریقہ اختیار کیا تھا کہ ہر مقابلے کے خاتمہ پر تقدیر گریز کیا کرتے تھے اب یہ مقابلہ بھی آخری سمجھیے اسی واسطے مین نے تقدیر گریز کا حال پوچھا زلزال بن خلخال ترک یہان موجود تھا اسنے ساریق سے کہا کہ کل مین خود اسلامیون سے مقابلہ کرونگا ادھر اقہر روئین شگاف نے عرض کی کہ اگر آپنے مقابلہ کا قصد کیا تو اس بندۂ ناچیز پر نظر توجہ رہے ساریق نے کہا کہ ہمنے تجکو بہت رعد آواز کا قائم مقام کرکے غضب قدرت کا خطاب دیا اور یہ فتح تیری ہی قسمت مین تحریر کردی اقہر روئین شگاف نہایت خوش ہوا الحاصل یہی باتین ہو رہی تھین کہ ایک مرتبہ جانب صحرا سے ایک ٹکڑا ابر سیاہ نمودار ہوا آگے آگے اس ٹکڑے ابر کے ہزارہا طائر مثل بازچرا عقاب زغن شاہین لشکرے وغیرہ کے پر پھیلائے ہوا کو کاٹتے چلے آتے تھے اور ایسی ہیبت تھی کہ ابر کو دیکھکر سب لرزنے لگے ساریق بھی بیٹھا دیکھ رہا ہی لیکن دل ٹھہرا جاتا ہی ہر چند دل کو مضبوط کرتا ہی مگر اندام مین رعشہ پڑا ہوا ہی جتنا وہ ابر قریب ہوتا جاتا ہی اسیقدر ہیبت بڑھتی جاتی ہی یہانتک کہ اب وہ طائر جو قریب پہونچے تو زمین پر سایا ہوگیا ایک ایک طائر فیل کے برابر قد و قامت مین تھا پرون سے انکے ہیبتناک صدائین پیدا ہوتی تھین ساریق سمجھا کہ یہ کیا ہی یہ سنکے بس جلدی سے تخت سے کود کر نیچے تخت کے گھس گیا اور تخت بردار بھی دوڑکر ایک مونڈھے کے نیچے چھپ رہا اور اور لوگ بھی بھاگنے لگے کہ جس بلا سے خداوند ڈر گئے آہ اس سے سبکو ڈرنا چاہیے خواص بہن اور خدمتگار کہین بعضے سردار بھی اٹھ اٹھکے بھاگے لیکن چند سردار بیٹھے رہے

اب وہ طائر نیر بیطول کے پہنو سیکڑ زمین پر اترے اور غلطیان مار مار کر ہیئت انسانی مین آگئے تو دیکھا کہ لشکر
ساحرون کا ہر آیا ایک مہیب صورت ہی کفنیان مثل جوگیون کے پڑی ہوئی ہین جھولیان لگی ہوئی اسکے بعد
دو لکہ ابر شق ہوا اور ایک ساحر مہیب صورت گاؤ سحر پر سوار ہاتھ مین ترسول پشت پر ایک مسہری پڑی
اسکے چھوٹے ہوئے چار پر بنا دین اُس مسہری کو لٹکائے ہوئے اسنے آتے ہی پوچھا کہ خداوند
کہان ہین ہر ایک اسقدر خوف زدہ تھا کہ کسی نے کچھ جواب نہ دیا اسنے پھر پوچھا کہ خداوند سارلق
کہان تشریف رکھتے ہین اس وقت سخنگان کی دہشت برطرف ہوئی کہ یہ کوئی جاننے والا ہے لیکن اسنے
دل کو سخت کر کے مونڈھا الٹ دیا اور باہر نکل کے کرگدون کون کی آوازدی افغان جادو نے
کہا کہ یہ کرگدون کیسا تو کون ہی سخنگان نے جواب دیا کہ خداوند مرغے ہوگئے اور انڈون پر بیٹھے ہین
افغان جادو کو بے اختیار ہنسی آگئی سخنگان نے کہا یا خداوند انڈون پر سے اٹھئے خوف نہ کیجیے
یہ سنکے سارلق تخت سے نکلا اور کہا او شیطان اگر ایسی ہی بے ادبی خداوند کے ساتھ کریگا تو ابھی
تجھکو غارت کر دونگا سخنگان نے کہا کہ مین نے تو کوئی گستاخی نہین کی جو آپنے کیا مین نے آپکی
پیروی کی افغان جادو نے کہا کہ آپنے مجھے پہچانا سارلق نے جواب دیا کہ اس وقت خداوند
انتظام خداوندی کی فکر مین ہین ای بندہ من حال اپنا بیان کر خداوند نے نہین پہچانا یہ سنکے افغان جادو
نے کہا کہ نام میرا افغان جادو ہی مین خالہ زاد بھائی ہون خلخال جادو کا مین نے سنا ہی کہ آپکے
ملک مین کوئی طبیب نہایت اچھے ہین مان میری ملکہ عبرت سرا سے جادو کو تپ شدید ہی چند
علاج کیے صحت نہوئی آخر مین انکو لیکے یہان آیا ہون کہ آپ کی وجہ سے وہ طبیب اچھی طرح علاج
کردے گا سارلق نے کہا کہ لاؤ کہان ہین بس افغان جادو نے مسہری سامنے رکھوا کر پردہ
الٹ دیے دیکھا سارلق اور سخنگان نے کہ کوئی گیارہ سو برس کی بڑھیا بیہوش پڑی ہوئی
ہی جسم سے دھوئین اٹھ رہے ہین نبض پر ہاتھ رکھا تو برداشت نہو سکی جلدی سے ہاتھ ہٹا لیا
لیکن ہوا جو لگی تو عبرت سرا سے جادو ہوش مین آئی گلے مین اسکے سیکڑون گنڈے
تعویذ مونڈھ اور پلے پڑے ہوئے تھے کلائیون اور بازوؤن پر بھی جنتر بندھے ہوئے تھے عبرت
سرا سے جادو نے جو صورت سارلق کی دیکھی کہا ارے اچھا تو ہی سارلق نے کہا ای کنیز مین
قدرت سے ہاتھ لگا دیا اب تو اچھی ہوجائیگی یہ سنکے اس بڑھیا کو غصہ آیا پکاری ادھر ادھر ارے
تو مجھے کنیز من کہتا ہی تیری خالہ خلخال جادو تو میری تعظیم کرتی ہی جسکی وجہ سے تو خداوند بنا ہوا
ہی رو سیہ مجھے کنیز من کہتا ہی ابھی اف کر دون تو تو مع مسلی جل کے خاک ہو جائے مگر خیال
یہ ہوتا ہی کہ اس چھوکری سے شرمندگی ہوگی وہ شکایت کریگی کہ تمنے جسکو بنایا آپنے ہی اسے
مٹا دیا یہ سنکے سارلق تھرا گیا سخنگان نے عذر کیا کہ خداوند نے آپکو پہچانا نہ تھا در گذر ایسا
کبھی ہوتا معاف فرمایئے اور وجہ اسکی یہ ہی کہ خداوند کی عقل آج کل زائل ہوگئی ہی ملکہ خلخال جادو
کو خدا پرستون نے مار ڈالا یہ سنکے عبرت سرا سے جادو نے آہ کھینچی اور کہا کہ اس چھوکری نے
اپنی عمر کہان ضایع کی اسنے ذوق سحر و ساحری حاصل کی مگر اسے کچھ نہ آیا اور اپنی حفاظت نکر سکی
کہ خدا پرستون نے اسے مار ڈالا یہ سنکے سخنگان نے کہا کہ خدا پرست بہت سخت ہین انسے
مقابلہ آسان نہین ہی ملکہ خلخال جادو کو کوئی کیا قتل کر سکتا تھا مگر قضا انکی آچکی تھی کہ حضرت ان سے
انکو تیل کے کڑاہ مین تل ڈالا عبرت سرا سے جادو روئی اور کہا کہ ای سارلق تو نے ہمکو

اطلاع بھی نہ کی ایک یہ لڑکا میرا دم بھر مین تمام خدا پرستون کو غارت کر دیتا سنیے بارہ برس کے ریاض مین
اک ایسا سحر تیار کیا ہی کہ اسکے مثل آجتک پیدا ہی نہین ہوے ذرا طبیعت میری سنبھل لے تو مین ایک پل
مین سب کو غارت کر دونگی اب تو اپنے یہان کے طبیب کو بلا کہ وہ میرا علاج کرے ساریق نے کہا کہ
جبتک آپ قیام کیجیے دیر آرام اٹھائیے اسکے بعد مین حکیم صاحب کو بلاونگا دفعتہ انکو بلا نہین سکتا
وجہ اسکی یہ ہی کہ جس روز سے خدا پرستون کے قدم میرے ملک مین آئے اسی دن سے حکیم نے روپوشی
اختیار کی اور مجھ سے کہہ گیا ہی کہ اب جسوقت تک خدا پرست اس مقام پر موجود ہین مجھے بلانے کا قصد
نہ کیجیے گا کہ مین خضران سے بہت خوف کرتا ہون ایسا نہو کہ وہ مجھے بھی ذلت دے افغان جادو
اور عبرت سرا کے جادو کے واسطے بہت عمدہ بارگاہ مین استادہ کردی گئین سامان آرایش
و آسایش مہیا ہوا افغان جادو تو اپنی ماں کو لیے ہوے داخل بارگاہ ہوا اور ہرکارے لشکر
اسلام کے جو دریافت حال کے واسطے آئے ہوے تھے انھون نے جا کر سب کیفیت پیش
صاحبقران عالی شان بیان کی اس وقت خواجہ خضران اپنے مقام سے اٹھے اور بارگاہ سے
نکلکر طرف بارگاہ ساریق کے روانہ ہوے اور دوسرا راوی بیان کرتا ہی کہ خواجہ خضران وہین
موجود تھے جسوقت عبرت سرا کے جادو داخل بارگاہ ہوئی تو یہان ساریق نے کلو خدمتگار سے
کہا کہ جا کر حکیم صاحب سے کہنا کہ اگرچہ مین نے آپ سے وعدہ کر لیا تھا کہ تا وقتیکہ خدا پرست
میرے ملک مین ہین آپکو نہ بلاونگا لیکن اب مجبور ہون کہ خالہ خلخال جادو کی بیمار ہو کے
آئی ہی اور آپ سے رجوع کرنا چاہتی ہین اس سے کسی طرح انکار نہین کر سکتا اگر وہ مجھ سے
بگڑ گئی تو دم بھر مین ساری خداوندی شاہ ونگی خلخال جادو مرگئی ہی جسکے بھروسے سے یہ تمام کارخانہ
خداوندی چلتا تھا اب اسے کسکی مروت ہی لہذا آپ آئیے اور ملکہ عبرت سرا کے جادو کا علاج
کیجیے بلکہ ایک تحریر بھی اسی مضمون کی کلو خدمتگار کے سپرد کی یہ سب باتین خواجہ خضران کھڑے
سن رہے تھے ادھر تو کلو نامہ لیکر روانہ ہوا ساتھ ہی خواجہ خضران بھی چل کھڑے ہوے
کلو کچھ دور تک پہونچا ہوگا کہ ایک مرد پیر کی صورت بنکر کلو کو پکارنے لگے کلو نے پلٹ
کے دیکھا اور کہا کہ کیا ہی آپ قریب کلو کے پہونچے اور کہا کہ خداوند نے مجھے اسواسطے بھیجا ہی کہ کلو سے
دریافت کرو کہ تمکو تپہ حکیم کے مکان کا معلوم ہی یا نہین کلو نے کہا مجھے معلوم ہی پہلے حکیم صاحب
یہین رہتے تھے اور اب زیر قلعہ رہتے ہین جہان پر مکان کمہارون کے بنے ہین اور کہا کیا ہی مرد پیر کو
تپہ کو دریافت ہی کرنا تھا کہا بس یہی غرض میری تھی اگر تمکو تپہ نہ معلوم ہو تو بات آئے کسی جاننے والے
سے پوچھا جاے یہ کہکر دو بیڑے لکر ایک پان کلو کے سامنے نکال کے کہا کہ کلو نے کہا کہ ہمین بھی ایک پان
دیجیے کہ دور جانا ہی آپ نے ایک پان کلو کو بھی دیا کلو پان کھاتا ہوا چلا ابھی پیک حلق سے
اترنے پائی تھی کہ کلو بیہوش ہو کے گر پڑے دوڑ کر کلو کے کپڑے اتارے کلو تو برہنہ کر کے
کسی جھاڑی کی آڑ مین ڈال دیا اور آپ اسی جا بیٹھ کر آئینہ نکالا اور رنگ و روغن عیاری چہرہ پر لگا کر
صورت اپنی کلو کی ایسی بنا کر خط کمر مین لگا اور جانب مکان حکیم گلستان حکمت کے روانہ
ہوے جسوقت قلعہ کے اس پار پہونچے تو دیکھا کہ واقع مین ایک بہت بڑی گڑھیا ہی اور کنارے
کنارے کمہارون کے مکان بنے ہوے ہین ایک جانب ایک مکان بلند بنا ہوا ہی خواجہ خضران
کلو خدمتگار کی صورت بنے ہوے حکیم گلستان حکمت کے مکان پر پہونچے کنجی ہلادی اندر سے

ہینگا خدمتگار نکلا اور کلو کو پہچانا اندر مکان کے لے گیا دیکھا کہ حکیم صاحب باہر بیٹھک میں تشریف رکھتے
ہیں چند شاگرد کتابیں کھولے سامنے بیٹھے ہیں الماریاں کتابوں سے بھری ہوئی ہیں درس ہو رہا ہے
میاں کلو نے جاتے ہی سلام کیا اور وہی رقعہ حکیم گلستان حکمت کے ہاتھ میں دیا جو سارلق
نے لکھا تھا حکیم گلستان حکمت مضمون نامہ کا دیکھکر پریشان ہوئے شاگردوں کو رخصت کر دیا اور
کلو سے کہا کہ میں تجھکو انعام دونگا کسی صورت سے اس بلا کو ٹال میرا جانا وہاں اچھا نہیں
ہے کلو نے کہا کہ میں کیونکر ٹال سکتا ہوں اگر یہ کہونگا کہ حکیم صاحب علیل ہیں تو یقین ہے کہ
اور معززین دیکھنے کو آئینگے اس وقت راز فاش ہوگا مجھپر قیامت نازل ہوگا آپ کا چلے جانا
مناسب ہے خلخال جادو کی خالہ بیمار ہو گئے آئی ہے آپکے علاج سے دریغ ہے آپ کو بلایا ہے
اتنے دنوں آپنے خداوند کا نمک کھایا ہے اسوقت اس مریضہ سے خداوندی کا خوف در پیش
ہے خراب ہو جانے سے انکار کیوں ہے حکیم گلستان حکمت نے کہا کہ اے کلو تم کیا جانو میرے
جانے میں مجھے اپنی جان کا کھٹکا ہے جب ہمیں نہ ہونگے تو علاج کون کریگا کلو نے کہا آپ کا
کون دشمن ہے حکیم صاحب نے کہا لشکر اسلام کے ساتھ خواجہ عمرو کا پوتا آیا ہوا ہے وہ بلا
ہے اگر اسنے مجھے کسی طرح کی زک دی تو سخت رسوائی ہوگی وہ بیٹھا ہے اور رہوسہ ہے جو کچھ
آجتک پیدا کیا ہے وہ سب ضایع ہوگا جان سے تو وہ مجھکو نہ مارے گا اس خیال سے کہ میں
مسلمان ہوں لیکن اگر کہیں کتابیں میری وہ لے گیا تو میں کہیں کا نہ رہونگا کلو نے کہا کہ آپ کو
اس شخص کی کوئی شناخت بھی معلوم ہے حکیم گلستان حکمت نے کہا کہ بڑی پہچان یہ ہے کہ پاؤں
آنکھ میں تل ضرور ہوگا بس خواجہ نے پلک پھیرا کے کہا کہ دیکھیے یہی تل تو نہیں ہے حکیم صاحب
تل کو دیکھتے ہی گھبرا گئے چاہتے تھے کہ اٹھکر بھاگوں کہ خواجہ خضران نے جھاب مارا حکیم صاحب
بیہوش ہو گئے بس کلو نے دروازے گھر کے پہلے بند کیے اسکے بعد جسقدر
سامان یہاں تھا سب نذر زنبیل کیا اور کتابیں بھی حکیم صاحب کی لیں اور اک خالی صندوق میں
حکیم صاحب کو بند کرکے لٹا دیا اور اک پرچہ اوپر صندوق کے چسپاں کر دیا اسپر یہ لکھا تھا
کہ لعبتہ بعد صندوق کو کھولنا اس سے زیادہ ڈیڑھ پہر اس سے پیشتر کھولنے کا قصد کرنا یہ پرچہ
چسپاں کرکے صورت اپنی حکیم گلستان حکمت کی ایسی بنائی اور زنانے مکان میں آکے کلمنجھا
کی بی بی سے کہا کہ صاحب آج مجھے سارلق نے بتاکید بلایا ہے جاتا ہوں تو خرابی ہے نہیں
جاتا ہوں تو خرابی ہے مجھسے تو کچھ بن نہیں پڑتی ہے بی بی نے کہا کہ آفت آئے سے تمہارے ڈر پر
ایک ذرا سے عیار کا تمہیں ایسا خوف سمایا ہوا ہے کہ گھر سے نہیں نکلتے ہو گھر میں بیٹھے بیٹھے تو
قاروں کا خزانہ بھی صرف ہو جاتا ہے آج جاؤ کچھ فائدہ ہی ہوگا یہ کہکر پچیس اشرفیاں لاکر دیں
کہ یہ نذر دینا گو تم ہمیشہ پندرہ اشرفی نذر دیتے تھے لیکن آج ایک تو یہ بات ہے کہ
بہت دن بعد جا رہے ہو علاوہ اسکے جیسی نذر دوگے ویسا انعام پاؤگے حکیم صاحب نے
اشرفیاں خدمتگار کو بلا کے دیں اور کہا کہ تفس تیار کراؤ کہاروں کو بلاؤ ہینگا نے تو اکثر دھیان ہے چاہے
شور مچایا کہاروں کو بلایا کہار بھی دوڑے ہوئے آئے کہ آج بہت دن کے بعد بیگار ہوئی حکیم جی
نے تو جانا ہی چھوڑ دیا تھا انکی روزی کا دروازہ بھی کھلا کہار دوڑے ہوئے آئے ہینگا نے
دروازہ نکالی جنپر مندن گرد جمی ہوئی تھی گرد جھاڑ جھاڑ کے کہاروں کو دریاں دیں یہاں حکیم صاحب

نے درباری پوشاک پہنی اور فینس مین سوار ہوکر جانب قیطول سمارلیق روانہ ہوئے جسوقت
تھوڑی راہ طے ہوئی تو اس طرف سے قران ثالث چلے آتے تھے دیکھا انھون نے کہ اک
فینس چلی آتی ہے خبر تو انکو بھی مل چکی تھی کہ آج حکیم گلستان حکمت علاج ملکہ عبرت سرائے
جادو کے واسطے آنے والے ہین یہ سوچے کہ کسی طرح حکیم صاحب کے ساتھ ہونا چاہیے اتفاقا
ہنگا خدمتگار کو پیشاب معلوم ہوا ہے اک جھاڑی کے قریب بیٹھکر موتنے لگا آپ پشت کی جانب
سے ہو پہنچے اور حلقے کمند کے پھانسکر جھٹکا دیا جس طرح چھپکلے سے کبوتر کو پکڑ لیتے ہین اس طرح
ہنگا کو پکڑا ہنگا نے غل مچانے کا قصد کیا قران ثالث نے ناک مل دی ہنگا بیہوش ہو گیا
ہوگئے کرلس تو پہلے ہنگا کی اشرفیان لیکر کمر مین کین اور کپڑے بھی اس غریب کے اتار کر
پہن لیے اور صورت اپنی ہنگا کی بناکر ہنگا کو اک جھاڑی مین ڈال دیا اور آپ لباس ہنگا
کا پہنکر دوڑے ہوئے فینس کے قریب آئے اور جھک جھک کے صورت حکیم صاحب کی دیکھنے لگے
حکیم صاحب نے بھی دیکھ لیا کہ میان ہنگا مجھے جھک جھک کے دیکھ رہے ہین پوچھا کہ ہنگا کیا ہے ہنگا نے جواب دیا کہ ابھی رستہ مین
اک پھول مین نے دیکھا درخت سے توڑ لیا آپ سونگھیے حکیم صاحب قصہ پڑھے ہوئے ہین جیب مین ہاتھ ڈالا اور اک
پھول انھون نے نکال لیا ہنگا کا پھول لیکر سونگھا اور بیہوشی کے آثار پیدا ہوئے جلدی سے اپنا پھول سونگھا ہوش درست
ہوئے کہا تو کون ہے ہنگا نے کہا آپ کون ہین حکیم صاحب نے کہا کہ لا میری اشرفیان تو دیدے
وہان جاکے نذر کیا دکھاؤنگا ہنگا نے دور سے اشرفیان دکھائین اور ہنسا حکیم صاحب نے
تیور بدل کے کہا کہ مین ابھی گرفتار کرا دونگا جواب دیا کہ مین ابھی غل مچاتا ہون کہ یہ حکیم نہین ہے
وہی بائین آنکھ کے تل والا آدمی ہے جب دیکھا خواجہ نے کہ یہ وہ فاش ہوتا ہے اشارہ سے منع
کیا پاس بلا کے کہا کہ قران تم ہو قران نے کہا استاد جی ہم بھی اسی فکر مین تھے مگر آپ پہلے
سے پہنچ لیے خواجہ نے کہا کہ بھئی ذرا ہوشیاری سے کام کرنا کہ ہارون کی دربار اور نذر کی اشرفیان
غرضکہ جسقدر مال و اسباب ہاتھ آئے خوب حفاظت سے رکھنا بہت روز ہوگئے کہ کچھ ملا نہین
قران نے کہا کہ استاد آپ جانتے ہین کہ میرے باپ نے آپکے والد ماجد کے ساتھ کوئی
دغابازی کی نہ وہ اور صاحب نے آپکے جد نامدار کی خدمت سے منھ موڑا اسی طرح مجکو بھی سمجھیے
خضران نے کہا کہ ہان بھئی تم بھی اپنے بزرگون کے قدم بقدم ہو اتنے مین فینس قریب
پہنچی اور جب سمارلیق کو ہوئی کہ حکیم گلستان حکمت آتے ہین اسنے اسیوقت کچھ لوگون کو حکیم صاحب
کے استقبال کے واسطے روانہ کیا اور ایک چوبدار کو افغان جادو پاس بھیجا کہ حکیم صاحب
آتے ہین انکی والدہ کو لیکر آئیے چوبدار نے جاکر افغان جادو سے کہا اسی وقت افغان جادو
مسہری پر بیٹھ کر سمارلیق جادو کو لیکر آیا ادھر تو افغان جادو پہونچا ادھر حکیم
گلستان حکمت پہونچے کار فرمائی ہوئی حکیم صاحب نے کہا کہ مجھے خلاف عہد کیون بلایا
سمارلیق نے کہا کہ ملکہ کو اتفاق علیل ہین انکے علاج کے واسطے تکلیف دی ہے حکیم صاحب
گھبرا کے ادھر ادھر دیکھتے تھے افغان جادو نے کہا کہ حکیم صاحب آپ اسقدر متوحش
کیون ہین حکیم صاحب نے کہا مین اس شخص کو دیکھ رہا ہون جس کے سب ڈرتے ہین مین
اور آپ دونون سخنگان نے کہا کہ وہ مین ایسی ہی شخص اس کلام سے آپ نے بابت کے غلط کی
نظر سے دیکھا افغان جادو نے کہا کہ نام مزنگا کیا ہے سخنگان نے کہا کہ اب ان باتون کو

کہ ذرا حفاظت سے رکھنا ہونگا نیم ان سب چیزون کو قبضہ مین کیا اور عرض کی کہ آپ بہر جواہر مہرہ نئی ترکیب
سے تیار کرتے ہین اسکی ترکیب بھی لکہہ دیجیے حکیم صاحب نے جلدی سے قلم دوات لیکر لکھا کہ یہ سب
چیزین تو حفاظت سے اپنے پاس رکھو اور آدہ تولہ پتھر سیاہ سنکھیا اور تولہ بھر ہرتال طبقی اور چھ ماشے کف
مار سیاہ اور چار عدد مہرے ذہن شیر یہ سب پیس کر ایک جام تیار کرلاؤ ہونگا تو روانہ ہوا اور ایک گوشہ مین جا کر
یہ چیزین بھی زمین مین دفن کردین اور تبرید حسب ہدایت حکیم صاحب تیار کرکے سامنے لے آئے اسوقت تک
بڑھیا بیہوش تھی جب ہوش آیا تو حکیم صاحب کو دیکھا افغان جادو نے کہا کہ حکیم صاحب نے آپکے
لیے نسخہ تیار کرایا ہے عبرت سرا نے جادو نے کہا کہ حکیم صاحب مین آپ کا نام سنکے آئی ہون میرا علاج
ایسا کیجیے کہ مین بہت جلد اچھی ہوجاؤن حکیم صاحب نے کہا کہ مین ایک تبرید دیتا ہون اسمین فصد
ہوجاتی ہے دوسری تبرید کی ضرورت ہی نہین رہتی اگر آپ کے علاج مین دیر کرونگا تو مجھے بھی
اپنی جان کا خطرہ ہے وہ ناہنجار حضرات بلا کا آدمی ہے یہ سنکے عبرت سرا نے جادو نے کہا کہ کیا حقیقت
ہے اسکی ایک سحر مین تمام لشکر کو مع حضرات غارت اور برباد کردونگی اور اسم اعظم بھی حمزہ کا بند
کردونگی دیکھون تو وہ میرا کیا کرلیتا ہے مگر مجبور ہون کہ ہڈیان بخار سے جلی جاتی ہین اگر مجھے خلخال کے
مرنے کی اطلاع ہوتی تو یہ بڈھا اپنا اثر سحر لیتا آتا اس اثر کو اپنے بار ہا برس کے ریاض مین تیار کیا ہے
صفت اسکی یہ ہے کہ جسپر اثر کو گرادیا اگر وہ ہم ہا کا لشکر ہے تو ایک متنفس بھی بچ نہین سکتا حضرات
دل مین ڈرا کہ اس ناپاک کا جلدی خاتمہ کرنا چاہیے یہ بڑی بلا معلوم ہوتی ہے مگر اس سے جہت تمام
کرلینا چاہیے کہ حمزہ کے عتاب کا بھی خوف جاتا رہے پس حکیم صاحب نے کہا کہ اے ملکہ مین
خدا پرستون سے زیادہ اس وجہ سے ڈرتا ہون کہ انکے قریب مین لوگ جلدی غائب ہوجاتے ہین
انکی عقل کی بات ہے کہ بہرنگ سحر ساز جادو آئے تھے انکے ساتھ ایکا بیر بجائی تھا کیا تھا اسم
اعظم بند کرنے وہان گیا ایسی پٹی پڑھادی کہ وہ اپنے بھائی کا دشمن ہوگیا اور مقابلہ ہوا
آخر بہرنگ سحر ساز ہاتھ سے رضوان ستمگر کے مارا گیا لاکر آپ بھی خدا پرستون کے قریب
مین آگئین تو انکا اچھا کرنا اپنی زندگی سے ہاتھ دھونا ہے یہ سنکے عبرت سرا نے جادو نے کہا
کہ اے حکیم تو نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر تو معزز شخص نہ ہوتا تو بڑی طرح پیش آتی مین خداوند گیتی ہون
مین کسی خدا کو سجدہ کرونگی مسلمانون کے خون کی پیاسی ہون اچھی ہوئی اور مین نے ایک سحر
مین سبکو تباہ کردیا حکیم صاحب نے کہا کہ یونہی سب ایسی ہی باتین کرتے ہین اور جب
شخص جا کر مین مسلمانون کے قابو مین آجاتا ہے تو پھر جان بچانے کے لیے مسلمان ہوجاتے ہین
لیکن آپکی جانب سے مجھے خود بھی امید ہے کہ جب تک خلخال جادو نے اطاعت نہ کی تو آپ
کب ماننے والی ہین اسمین ہونگا خدمتگار جام تیار کرکے آیا سنگگان نے کہا کہ ایسا نہو یہ آج ہی
زہر پلا کے خاتمہ کردے چھپے ہی حکیم صاحب نے جام ہاتھ مین لیا اور ملکہ عبرت سرا نے
جادو سے کہا کہ یہ ایک جام کافی ہے یا اس سے یا اس سے سنگگان نے کہا کہ
اسی سے ہونا چاہیے اس سے نہین عبرت سرا نے جادو نے جام لینے کو ہاتھ بڑھایا
تھا کہ سنگگان نکار حکیم صاحب کا مزاج نشکی ہے ذرا سی دوا آپ بھی پی لیجیے پھر ملکہ کو دیجیے حضرات
نے دل مین کہا کہ یہ اس حرامزادے نے بڑی رخنہ اندازی کی مگر فورًا جواب دیا کہ اوبیوقوف
پہلے ملکہ کو جسمین مقدار سے زیادہ پیونگا تو اس مقدار کم ہوجائیگی تو دوا فائدے کے بدلے نقصان

چلی آتی ہین اودھر افغان جادو نے جو سارلیق کو دیکھا حیران ہوا کہ یہ تو عجب شان و شوکت سے
تخت اڑتا چلا آتا ہی اسنے آسکے سامنے ہی آواز دی کہ آپ کہان جاتے ہین چلیے مین آپکے
دشمنون کا خاتمہ کر دون سارلیق نقلی نے جواب دیا کہ ای بندہ بداعتقاد مجھے تیری امداد کی ضرورت
نہین ہی مین جسوقت چاہون ان بندگان بدخلاف کو تباہ و برباد کر دون مجھے خود انکی تباہی منظور نہین ہی
تو اپنے سحر کو رہنے دے یہ سنکے افغان جادو کو غصہ آیا کہا کہ اگر آپکو یہ منظور نہ تھا تو پہلے ہی
آپنے مجھے روکا ہوتا اور مین آپ کی حقیقت سے خوب آگاہ ہون مجھ سے خداوندی نہ بگھاریے
اس وقت اگر ان خدا پرستون پر عنایت کیجیے گا تو آئندہ سر پر ہاتھ دھر کے روئیے گا جس طرح
آپکے بڑے بھائی لقا کا انجام خراب ہوا وہی حالت آپکی بھی ہو گی بس یہ سنتے ہی سارلیق
نے کہا کہ ای بندہ بے عقل تو اپنے خداوند سے بالکل بداعتقاد ہی اور جانتا ہی کہ یہ بنا ہوا خداوند
ہی دو ایک ہاتھ مجھکو دے دیکھون تو تیرا ایمان کیا کہتا ہی افغان جادو ہنسا اور کہا کہ اس وقت
آپ کیا کر رہے ہین یہ وہ چیز ہی کہ خود سامری و جمشید جو موجد اسکے تھے وہ بھی اس سحر کو رد
نہ کر سکتے سارلیق نے کہا کہ کوئی اور ہی سحر کرکے آزمائش کر لے تجھے معلوم تو ہو کہ مین تیرا
کیسا خداوند ہون یہ سنکے افغان جادو کو غصہ آیا کہ اسکی نشانیان آگئین ہین بس غصہ مین جھولی مین
ہاتھ ڈالا اور ایک گولہ فولادی اٹھا کر کھینچ مارا گولہ جو آسکے منہ کی سمت پہونچا ہی چھٹا ہو گئے گر پڑا اتنے مین
افغان جادو کے ہوش اڑ گئے اور سارلیق نقلی نے پھر کہا کہ کیون ای بندہ مین وہی ہی قدرت
ہر افغان جادو نے گردن جھکا لی اور پکارا کہ بیشک مین تجھے ایسا نہ جانتا تھا لیکن اس سحر
کو مین اپنی جگہ سے ہٹا کے لایا ہون اب اسے اٹھا نہین سکتا اور آپ حریف پر کیا اسکو
منع کرتے ہین پھر کیا کیا جائے سارلیق نقلی نے کہا تو مجھکو گرادے افغان جادو نے کہا
کہ میری بارہ برس کی محنت مفت برباد ہو گی اگر آپ اس سے بچ گئے اور سحر بیکار گیا
تو بھی کیا حاصل ہی سارلیق نے ادھر ادھر دیکھا قضا سے کار روا الف قاسے روزگار دیکھو
کہ اس طرف سے بہوطا کُرگیدن سوار پہلوان دولاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے واسطے مدد
سارلیق کے چلا آتا تھا اسنے جو دیکھا اور نشان وغیرہ سے سمجھا کہ یہ لشکر کفار ہی بس افغان جادو
سے کہا کہ یہ بھی لشکر حریف ہی تو اس لشکر پر اسکو گرادے افغان جادو منتظر رہا تھا کہ اب سے
بدقین سرک کر کب سمجھے آتی مین ایسا نہ ہو میرا سحر بھی برباد ہٹ جائے گور کتا اسکا پیشوا ہی ہر
بس اسنے اشارہ پاتے ہی ایک گولہ فولادی نکالا اور اسکو اپنے خون پیشانی سے رنگین کرکے
اور یا سامری کہکے جو اس لشکر پر کھینچ مارا تو ساتھ ہی گر کے وہ بلا جو اسکو پہچان والے
چلا آتا تھا لشکر کی طرف چلا جس طرح شاہین کنجشک پر آتا ہی بس لشکر قریب لشکر پہونچ کے
پھٹا اور شرارہا شرر اسمین سے پیدا ہوئے تمام اس مین آگ لگ گئی اور کل ایک شعلہ ہو کر جو
گرتا ہی وہ دولاکھ جوانون کو مع بہوطا کُرگیدن سوار جلا کے خاک کر دیا چونکہ یہ قریب
پہونچ چکا تھا اور استقبال کو سکے تھوڑے سوار ساتھ ہمراہ سوار اسے آیا تھا یہ بھی جا کر جا
سواشرکا رون نے جو پیچھے کہ دیکھا تو جانب اصطبل روانہ ہوئے اور سارلیق کو اطلاع دی یہان
سارلیق نقلی یعنی خواجہ حضر الیاس نے سر پیٹا ہاتھ ڈالا اور افغان جادو سے کہا کہ یہ
کل لشکر تباہ ہو اسنے اپنے ہاتھ کیا اگر یہ ہو تو کسی طرح سکار سکے قریب مین نہ پہنچتے

بیہوشی زندگی مین تمہارا شیر نگر یکی یہ سنکے افغان جادو خوش ہوا اور وہ پھول لیکر سونگھا سونگھتے ہی چھینک
مارتے جھوما یہاں خواجہ خضر ان عبث کرکے اپنے دوسرے ہاتھ سے کمندیار کے منہ مین کو داخل
نہین کر لیا اور آپ افغان جادو کے سینے پر سوار ہو کے خنجر کمر سے کھینچ لیا اور چاہا کہ اسے ذبح کر ڈالین
تقضاے کار در اتفاقات روزگار چونکہ ابھی قضا اسکی نہ تھی عقب مین افغان جادو کے محیط جادو بھی چلی
تھی یہان جو پہونچی تو عجب معرکہ دیکھا کہ نیچے افغان جادو اور پر ساریق زمین کی طرف چلے جاتے ہین
ساریق کے ہاتھ مین خنجر ہی ذبح کیا چاہتا ہی بس محیط جادو نے مین قہقہہ تکبیر کی اور افغان جادو کو لیکر
راہی ہوئی اُسے جادو ہی سے کلیم اوڑھلی اور غائب ہو گئے جسوقت پاؤن زمین سے آشنا ہوے
تو کلیم کی برکت سے جو سانپ کھانے سے محفوظ رہے وہان سے بھاگے ہوے خدمت مین امیر باتوقیر
کے آئے اور چلکے ہوکے بیٹھ رہے اتنے مین ہرکارون نے آکر عرض کی کہ افغان جادو جو ابر سحر
لیکر آیا تھا اسنے ہبوط کرکے ان سوار کے لشکر کو پھونک دیا اسکا سبب نہ معلوم ہوا کہ ساریق کے
مددگار کو ابھی کے مددگار نے کیون جلا دیا وہان ہرکارون نے جاکر ساریق کو اطلاع کی کہ افغان جادو
نے ہبوط کرکے ان سوار کو بیس لشکر جلا دیا اور کوئی ان کا سوار جو تین چار سو آدمیون سے واسطے استقبال
کے گیا تھا وہ بھی جلکر خاک ہوا ساریق نے کہا کہ یہ کیا ہوا مین نے تو یہ تقدیر نہ کی تھی سخنگان نے کہا
کہ ہمارے مرشد نے تقدیر کی ہوگی آپکی بد تقدیری تو آپ ہی پر پلٹ پڑی ہی اتنے مین محیط جادو
افغان جادو کو لیے ہوے پہونچی اور یہان بھی ساریق کو دیکھا کہا کہ اے عجب طرح کی خداوندی
شروع کی ہی یہان جوتیان کھاتے ہین اور یہان سے الگ ہٹکے زور دکھاتے ہین یہ کس خطا پر
افغان جادو کی قتل کی فکر مین تھے ساریق نے کہا کہ مجھکو قسم ہی اپنی خداوندی کی جو مین جھوٹ کہون
مین ہرگز افغان جادو کو قتل نہین کر رہا تھا اسے ہوشیار کرو پوچھین تو کہ اسپر کیا معرکہ
گذرا جسوقت افغان جادو کو ہوشیار کیا تو اسنے ساریق کو سجدہ کیا اور کہا کہ بیشک تو خداوند ہی
جو چاہے سو کر سکتا ہی یہ نہین معلوم تیری کیا مصلحت ہی جو تو نے ان بندگان گردن کشون کو سر
چڑھا رکھا ہی اس کلمہ پر افغان جادو کے ساریق بھی حیران تھا لیکن دل مین خوش تھا کہ اسنے
مجھے سجدہ کیا یہ وہی ہی جو کہتا تھا کہ میری بہن نے اسکو خداوند بنا رکھا ہی ورنہ اسکی حقیقت کیا
اگر چاہون تو مین آپ ایسے تو سو خداوند بنا دون لیکن محیط جادو نے کہا کہ اے افغان جادو
اگر مین نہ پہونچتی تو خداوند نے تجھے قتل کر ڈالا ہوتا یہ تو خنجر کھینچے ہوے تیری چھاتی پر سوار
تھے اور تجھے قتل ہی کیا چاہتے تھے یہ باتین سنکے سخنگان سمجھ گیا کہ سوا مرشد کے یہ دوسرے کا
کام نہین ہی بس اسنے جلکے بلکہ عبرت سر کے جادو کو بلایا تھا جسوقت عبرت نے جادو
کو بیدار کیا اسنے تو ساری کیفیت عبرت سر کے جادو کے سامنے بیان ہوئی عبرت نے اپنے جادو
نے کہا کہ مین ابھی بتا سکتی ہون کتاب ساریق مین ہے وہ کہان یہ ایک اسم کر سکے تو آگاہ نہین
ہی اسکے علاوہ کون ایسا ہوگا کہ اسنے لشکر کو آپ جلوا دے اور لشکر حریف کو بچا دے یہ کسی
حریف دانا کا کام تھا بس اسنے دم سادہ دی فوراً ایک پرچہ پیدا ہوئی اس سے پوچھا کہ جسنے
ساریق نے افغان جادو کا قولہ روداد کون تھا بتا پرچہ نے کہا کہ وہ عمرو تا لشکر عیار تھا
جسے خواجہ خضر ان کہتے ہین بس یہ راز فاش ہوتے ہی افغان جادو کے ہوش اڑ گئے اسنے
کہا کہ ایک بار اسنے زہر پلا کر والدہ صاحبہ کے مار ڈالنے کا قصد کیا نہ یہ ایسی ہوشیار ہو گئین

نہ اسکے جام زہر سے بچتین دو بار امیر حمزہ کو مٹوا دیا واقع مین یہ عیارہ بلا ہے بدہی اس سے خوف کرنا چاہیے
یہ کہکر اسنے محیط جادو سے کہا کہ تم تو خداوند کے پاس رہو اور مین والدہ صاحبہ کو لیکر ایک مکان طلسمی
مین قیام کرتا ہون کہ وہان کوئی نہ آسکے اور اب سحر ٹوٹ چکا لات مقابلہ بھی نہ رہا اب رفتہ رفتہ اہل اسلام
کو گرفتار کرتا ہون جسدن وہ ناعیار ہاتھ لگیا اسی دن سبکو قتل کر ڈالونگا مجکو سوا اسکے کسیکا خوف نہین
ہے یہ کہکر عجبت الہر سے جادوگر لیکر جانب صحرا روانہ ہوا صرف ایک بڑھیا کو اپنی مان کی خدمت
کیواسطے ساتھ لے لیا باقی کل لشکر کو مع محیط جادو سارلیقہ مین چھوڑکر جانب صحرا روانہ ہوا
جسوقت صحرا مین پہونچا تو اسنے نیلا پیلا زرد زنگاری سوت لیکر اسمین گرہین دین اور کچھ پڑھکر زمین
مین گاڑکر اسپر وہ سوت لپیٹ دیا اسیوقت ایک مکان نفیس و مختصر بنگلے تیار ہو گیا بوجہ اسکے سحر کرنے
اس مکان کو بھی لگا ہوا ہے پوشیدہ کردیا کہ اگر کوئی اس طرف آ بھی جائے تو مکان کا پتہ نہ پائے
صرف ایک عورت کاروبار ضروری کیواسطے ساتھ ہے اور عجبت سحر نے جادو کے بخار مین کسی طرح
تخفیف نہوئی تھی جب رات ہوئی تو اسنے کچھ پتلے سحر کے تیار کرکے اپنے ساتھ لیے اور آکر لشکر اسلام
پر شبخون مارا لوگون کو قتل کرنا شروع کیا لشکر مین غوغا ہوا کہ کسی نے شبخون مارا ہے لوگ سونے سے جو
چونکے آپس ہی مین لڑنے لگے صدا سے گیر و بزن بلند ہوئی پتلے اہل اسلام کو قتل کرتے تھے اور انپر
کسیکا حربہ تاثیر نکرتا تھا کچھ آپسمین لڑکے قتل ہوئے اور پتلون کے ہاتھ سے مارے گئے جب زیادہ
غوغا ہوا تو افسر لشکر ظلمہ مین لندھور اپنے خیمہ سے نکلے اور گرز ہاتھ مین لیکے چلے غور کیا کہ یہ کس سرکش
نے میرے لشکر پر شبخون مارا ہے بس دیکھا افغان جادو نے کہ سردار لشکر بھی آ پہونچے ہین لیکے گرا اور
ظلمہ کو اٹھا لیگیا یہان لشکر مین تمام رات تلوار چلا کی جب صبح ہوئی تو آپس مین ایک دوسرے کو پہچانا
علیحدہ ہوئے حریف کا پتا بھی نہ پایا نہ لشکر حریف کا کوئی کشتہ ملا سب حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ ہر قسم
اشتون مین کوئی لاش حریف کی نہین بس آکر تمام رات کی سرگذشت پیش صاحبقران عالی شان
بیان کی صاحبقران کو ظلمہ کے گم ہونے کا نہایت صدمہ ہوا لیکن بادشاہ اسلام نے فرمایا
کہ لوگون کو تلاش مین ظلمہ کے بھیجیے ایسا نہو وہ تعاقب مین حریف کے چلے گئے ہون لیکن خضرات
سمجھ گئے کہ ہو نہو یہ افغان جادو کا فعل ہے یہ بھی تلاش مین نکلے دن بھر خراب رہے کوئی پتہ
نہ ملا جب رات ہوئی تو پھر افغان جادو نے آکر لشکر سہراب بن رستم پر چھاپا مارا اور سہراب
کو بھی گرفتار کرکے لیگیا یہان اسی طرح لشکر سہراب کے لوگ آپسمین مصروف جنگ و جدال رہے
جب صبح ہوئی تو انکو بھی مثل لشکر ظلمہ کے پریشانی و پشیمانی حاصل ہوئی اسلیے کہ جتنے کشتہ تھے سب
اپنے ہی لشکر کے تھے فوج حریف کا ایک کشتہ بھی نہ پایا تھا بہت حیران ہوئے اور روتے پیٹتے خدمت
بادشاہ لشکر اسلام مین حاضر ہوئے اور سارا ماجرا بیان کیا اب تو بادشاہ اسلام کو بھی تردد ہوا کہ یہ کیسا
سحر ہے نہ تو ظلمہ کا پتا ہے اور نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کون شبخون مارتا ہے آج شاہزادہ سہراب بھی
غائب ہو گئے ادہر سارلیق کو جو یہ خبر پہونچی اسے نہایت خوشی ہوئی کشتگان نے کہا
یا خداوند محیط جادو آپ کے لشکر مین موجود ہی ہے اس سے کہیے کہ جاکر افغان جادو سے کہدے کہ
کسی سردار کو گرفتار کرکے آپ سے زندہ نہ چھوڑنا سارلیق نے اسی وقت محیط جادو کو بلا کر اس
کہا کہ ہماری طرف سے افغان جادو سے کہدو کہ کسی دشمن کو ایکدم زندہ نہ رکھنا اسلیے کہ شاید
ہماری مصلحت پلٹ جائے اور ہم انہین رہا کرادین تو ہمین بھی افسوس رہیگا کہ کاش قتل ہی

کرڈالے تھے محیط جادو پیام ساریق کا لیکر پاس افغان جادو کے آئی اور کہا کہ خداوند ایسا کچھ حکم
دیتے ہیں افغان جادو نے کہا کہ میں تو جبتک اس نا ہنجار کو گرفتار نکرونگا اس وقت تک ایک کو
بھی قتل نہ کرونگا تمہیں ساریق دخل ندے اسنے طلیحہ اور سہراب کو ایک ہی مقام پر قید کیا اور آپ
رات کو آکر لشکر وحید الملک پر گرا اور سب کو قتل کرنا شروع کیا لشکر میں غوغا ہوا لوگ دوڑے چنانچہ
شہنشاہ گوہر کلاہ کو یہ خیال ہوا کہ بھائی صاحب ہی نہیں اور لشکر انکا تباہ ہوا جاتا ہے وہ آئینگا تو کیا کہے گا کہ
بھائی صاحب موجود نہ تھے اور ہمارا لشکر تباہ ہو گیا یہ خیال کر کے یہ اپنے خیمہ سے مسلح ہو کر نکلے کہ آج
اس قزاق کو بے مارے نہ چھوڑونگا کہ اسنے قیامت برپا کر رکھی ہے یہ سوچکر یہ اپنے خیمہ سے چلے ہی تھے
کہ پیچھے گرا اور انکو بھی لیگیا افغان جادو تو انکو لیکر اپنے مسکن کی طرف آیا اور شہنشاہ گوہر کلاہ کو
زندان میں بھیجکر آپ خواب مرگ ہوا یہاں صبح تک تلوار چلا کی بہت سپاہی فانیان دیندار مارے گئے
صبح کو جو بادشاہ لشکر اسلام کو شہنشاہ گوہر کلاہ کے گرفتار ہونے کی خبر معلوم ہوئی تو انھوں نے پوچھا
کہ آج گشت کون پھرتا تھا لوگوں نے بیان کیا کہ معدول بن عدیل گشت پھر رہے تھے فرمایا
بلاؤ جس وقت معدول بن عدیل سامنے آئے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ تمہارا پہرا تھا تمہیں معلوم ہوا
ہوگا کہ حریف کس طرف سے آتا ہے اور شبخون مار کر کدھر نکل جاتا ہے انھوں نے قسم کھا کے عرض
کی کہ حضور اگر وہ لوگ جو شبخون مارتے ہیں آسمان سے آتے ہوں یا زمین میں سے پیدا ہو جاتے ہوں
تو مجبوری ہے ورنہ کیا تاب ہے کہ پرندہ پر بھی مار سکے میں نے نہ حریف کو کسی طرف سے آتے دیکھا
نہ جاتے ہوئے دشمن معلوم ہوا سنکے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ آج پہرہ قبیل بن مقبول بن مقبل
وفادار کا ہو یہ جس طرف سے حریف کو آتے ہوئے دیکھیں بے تامل تیر باران کریں قبیل بن مقبل
حسب الحکم بادشاہ اپنے بارہ ہزار تیر اندازوں کو لیکر گشت پھرنے لگے وہاں سے حسب عادت
افغان جادو تیلیاں سحر کی فوج لیکر اتنا بلند ہو کے آیا کہ کسی کو محسوس بھی نہ ہوا اور آتے ہی اسنے لشکر
کو ایک بارگی شبخون مارا مقبول کہ پہلے نیزہ بکف اپنے خیمہ سے باہر نکل آئے یہ تو تاک ہی
میں لگا تھا پیچھے گرا اور انکو بھی لیگیا اسا تھر سنکے قبیل بن مقبول کو بھی لیگیا آج بھی ایک کشت و خون
حریف کا نہ ملا اجو لشکر اسلام میں ماتم مچ گیا اور بادشاہ اسلام نے خضران کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ
اب تم بہت راحت طلب ہو گئے ہو یہاں لشکر تباہ ہوا جاتا ہے تمام لگا نے جا پہو کے جا کیسے ہیں اور
تم سے کچھ نہیں ہو سکتا خضران نے عرض کی کہ میں روز فکر کرتا ہوں مگر کچھ نہیں کہ شبخون مارنے والا
کا نہیں ملتا صاحبقران نے فرمایا کہ بڑھاپا بری شے ہے اس سے تو اب تم خانۂ کعبہ چلے جاؤ تمہ
ہے یہ کلمہ خضران کو ناگوار گذرا اور قصد کیا کہ واقع میں میرا چلے جانا ہی بہتر ہے پھر یہ سوچے کہ اگر
اس وقت میں ساتھ چھوڑا تو زندگی بھر کے واسطے بدنامی ہے یہ سوچتے ہوئے بارگاہ سے نکلے اور
اپنے خیمہ میں چلے آئے لیکن حال قران تالث کا سنیے کہ انھوں نے صورت اپنی نہیں بدلی کی
اور رشت اصلی پر صحرا میں افغان جادو کی جانب روانہ ہوئے جاتے جاتے تمام صحرا چھان مارا
لیکن کہیں کچھ پتہ نہ لگا کہ دیکھا ایک جانب سے ایک مالن چلی آتی ہے ڈالی پھولوں کی ہاتھ پر لیے
ہوئے ہے اور اس طرح مستانی چلی آتی ہے کہ بیساختہ قران متوجہ ہو گئے اور پکارے کہ جانِ جہان
کہاں چلیں یہ سنکے وہ مسکرائی اور بولی کہ موئے اپنی شکل تو آئینہ میں دیکھ قران نے کہا کہ اپنی
شکل کیا آئینہ میں دیکھوں سنکے اتنی تیری شکل دیکھتا ہوں یہ کہکر وہ دوڑ کے ہاتھ پکڑ لیا کہ جانی کہاں نہ تم

مالن نے کہا کہ کیا تیرے یہاں یہی ہوتی چلی آئی ہے کہ بہنوں سے چھیڑ چھاڑ کرتے ہیں یہ سنکے قران کو غصہ
آیا کہا کہ تو بالکل بازاری عورت معلوم ہوتی ہے مالن نے کہا کہ یہ اور غیرت کی بات ہے کہ انہیں تو تو بازاری
کہتا ہے قران نے تھپڑ مارنے کا قصد کیا تھا کہ مالن ہنسی اور کہا کہ ارے میں ہوں برق فرنگی قران نہایت
شرمندہ ہوے اور کہا کہ واقعی میں عورت کی عیاری کا جامہ تیرے ہی واسطے خلق ہوا واللہ ہے کہ میں نے
مطلق نہیں پہچانا برق نے کہا کہ آپ ادھر کہاں آ لیے تھے قران نے کہا کہ خلیفہ تو خفا ہو کے چلے گئے
اور لشکر سے تنہا ہی پڑی ہوئی ہے برق نے کہا کہ میں بھی دشمن ہی کی تلاش میں نکلا تھا یہ دونوں تو کھڑے
باتیں کر رہے تھے ادھر افغان جادو کا یہی مشغلہ تھا کہ دن بھر اس مکان محفوظ میں بیٹھا رہتا اور رات کو نکلکر شبخون
مارتا آج قضاے کار و اتفاقات روزگار افغان جادو کو وحشت نے گھیرا اور بیٹھے بیٹھے اسکا جی
گھبرایا یہ اپنے مکان سے نکلکر صحرا میں آیا کہ کوئی جنگلی آدمی ملے تو اسی سے دوستی کیجیے چلوں
کہ کچھ کام ہی نکلے ہاتھ پاؤں تھد جائے گا جسوقت شبخون مارکے آتا ہوں تو تھک جاتا ہوں جیسے ہی
صحرا میں پہونچا تو دیکھا کہ ایک نازنین اک حبشی سے باتیں کر رہی ہے اسکو نہایت ناگوار گذرا کہ ایسی
حسین اور حبشی سے لگاوٹ کرتی ہے بس اسنے دم سے نیچے پھونکا اور نازنین کو اٹھا لیگیا قران
پریشان ہوکے رہگئے وہاں افغان جادو جب نازنین کو لیکے پہونچا تو کہا اے نازنین یہ تو کس حبشی سے
باتیں کر رہی تھی تو بڑی ذلیل طبیعت کی عورت معلوم ہوتی ہے نازنین نے کہا کہ بھلا میں اس
حبشی سے کیا لگاوٹ کرونگی وہ میرے باپ کے پاس آیا کرتا تھا اس سے میں آشنا لگتی ہوں اور وہ بھی
مجھے مثل بیٹی کے سمجھتا ہے آپ اسے بلا لیجیے میں سمجھا دوں افغان جادو نے کہا تو میں بیٹھ
میں اسے بھی اٹھاے لاتا ہوں یہ کہکر آیا تو دیکھا کہ ایک اور نازنین کیسی مسالہ کار کی بیٹی چلی آتی ہے
حسن اسکا اس مالن کے حسن کو بھی مات کرتا ہے اسکو دیکھکر حبشی نے آواز دی کہ اے بی نازنین اس
صحرا کی ہوا عورتوں کے لیے ناموافق ہے ابھی تھوڑی دیر ہوئی کہ ایک نازنین کو دیو لیگیا یہ سنکے اس نازنین
نے جواب دیا کہ واہ بیٹا سعادتمند ہو کہ اماں کو آگاہ کر دیا قران کو غصہ آیا کہ جو نالتی ہے یا میں بچی ہے یا ماں
قران نے جواب دیا کہ اماں تم تو ایسی حسین اور بیٹا ایسا جیسا نازنین نے جواب دیا کہ بیٹا میں
اسے کیا کروں جیسا باپ ویسا بیٹا میں تو امانت دار تھی نو مہینے پیٹ میں رکھا اور جن کے علیحدہ
کر دیا قران شرمندہ ہوے اور اس حاضر جوابی پر سمجھ گئے کہ یہ بھی کوئی عیار ہے عورت ہوتی تو شرماتی
ضرور ہوں نہو یہی استاد ہوں ادھر افغان جادو کو اس مذاق پر رشک پیدا ہوا اور سمجھے کہ
جو گرتا ہے دونوں کو اٹھا لیگیا جسوقت اپنے مکان میں پہونچا تو قران سے کہا کہ لے اپنی نازنین تجھکو
مبارک اس سے تو جی بہلا اور اب تو میرے دل بہلانے کو اس سے بہتر ملگئی ہے یہ کہکر برق
کو قران کے ساتھ علیحدہ حجرے میں کر دیا اور آپ دختر مسالہ کار سے مصروف اختلاط ہوا نازنین
بھی نخرا تخرا کے لگاوٹ کی باتیں کرنے لگی جب ہنسنے اور قہقہہ کیا تو کچھ ایسی باتوں میں الجھایا کہ
ارادہ اسکا جاتا رہا یہاں قران اور برق میں باتیں ہو رہی تھیں کہ ہوتے نہ ہوں استاد ہوں لیکن
اب ہم یہاں خالی بیٹھے کیا کریں قران نے کہا ہم تماشے دیکھو یہ کہکر اسکی چھاتیاں پکڑ لیں اور کہا
کہ ارے ظالم بالکل اصلی معلوم ہوتی ہیں کیا گوہ کی کاٹ کے لگالی ہیں اسقدر برق ہنستا یا کہ
عاجز ہو گیا قران لیکے پاس آ کے بیٹھ گئے برابر ایک اور حجرہ تھا وہاں جو آئے یہاں عورت اسیر جادو کے
بستر پر پڑی تھی اور وہ بڑھیا جو اسکی خدمت کیا کرتی تھی پیشاب کرنے گئی ہوئی تھی

برق نالث قریب جاکے رومال جھلنے لگا جب اسکی ناک مین خوشبو گئی آنکھ کھول دی دیکھا کہ ایک
نازنین کھڑی رومال ہلا رہی ہی رومال کی ہوا سے ایسی بھینی بھینی خوشبو آرہی ہی کہ دماغ کو فرحت
ملتی ہی تسکین ہوتی ہی عبرت سرا سے جادو نے کہا کہ بیٹی تو کون ہی برق نے جواب دیا کہ مین
قوم پریزاد سے ہون لیکن مجھے ایک ساحر لے آیا ہی کہتا ہی کہ میری خدمت بجا لاؤ مین قبول نہین کرتی وہ اوس
ایک کو لے آیا تھا مجھے آپکی خدمت پر مقرر کیا مجھے یہ خدمت اوس خدمت سے بہتر معلوم ہوتی ہی عبرت سرا
جادو نے کہا کہ مین اچھی ہو ہون تو تجھے اپنی بہو بناؤنگی اور اپنی نازنین کو تیری خدمت پر مامور کرونگی
برق نے کہا کہ مین اسکی خدمت سے باز آئی وہ مجھے زہر دیدیگی آپ سونا لینے کی جلن سے کیا فرقت
ہونگی ایسا باتون مین لگایا اور بیہوشی آلودہ رومال ہلایا کہ عبرت سرا سے جادو بیہوش ہو گئی برق
نے جلدی سے زبان کھینچکر نکالی سوزن کر دیا اور اشارہ باندھکے سامنے قران کے لاکر ڈال دیا اور
کہا کہ جبتک آپ اس سے شغل کیجیے مین اور فکر کرتا ہون قران نے کہا کہ یہ کون ہی برق نے
کہا وہی لکاتہ عبرت سرا سے جادو یہ کہکر وہان سے اسی حجرہ مین پلٹ آیا اور عبرت سرا سے جادو
کی صورت بنکر اسی کی مسہری پر لیٹ رہا لیکن اب حال محیط جادو کا سنیے کہ دو راتین گذرین اور
شبخون کا شور نہین سنا ایک دن تو یہ سمجھی کہ کہی شبخون مارے افغان جادو تھک کے پڑ رہا
ایسا یقین ہی کہ کل پھر شبخون مارے گا جب دوسری رات بھی خالی گئی اور وقت شبخون کا گذر گیا تو
محیط جادو پریشان ہوئی اور سنگان کو بھی تردد ہوا یہ ایک ہی حرامزادہ ہی محیط جادو نے کہا تم
افغان جادو کی لڑن ہو محیط جادو نے کہا کہ اس سے تمہین کیا کام سنگان نے کہا کہ کچھ
زوال مین کالا معلوم ہوتا ہی محیط جادو بگڑنے لگی کہ تجنے مجھے کیا سمجھا ہی سنگان نے کہا کہ دو دن سے
شبخون کی صدا نہین سنی ہی ذرا افغان جادو کی خبر لو کہ اوسپر کیا گذری مین اسی واسطے تمسے پوچھ رہا تھا
کہ اگر اوس سے کوئی محبت کا رشتہ ہو تو اوسے تمام کر دو محیط جادو نے اسیوقت ایک پتلی جھولی سے نکالی
اور کچھ اسم پڑھکے اوسپر پھونکا پتلی نے چکر پھری لی اور بولی کہ کیسے کیا حکم ہی محیط جادو نے
کہا کہ افغان جادو کس حال مین ہی کہ شبخون نہین مارا پتلی ہنسی اور کہا کہ عیارون کے جال مین پھنسا ہوا
ہی خضران عیار اوسے قتل کیا چاہتا ہی بس یہ سنتے ہی محیط جادو بیتاب ہو کے روانہ ہوئی
اور اوس مکان پوشیدہ مین پہونچکر کیا دیکھتی ہی کہ ہاتھون مین خضران کے جام ہی اور افغان جادو
جام لیکر پیا چاہتا ہی محیط جادو نے آواز دی کہ ارے کیا کرتا ہی خبردار اسکے ہاتھ سے جام نہ پینا
ورنہ اپنا نام اچھا ہوگا یہ عیار خضران ہی جسکے خوف سے تو یہان چھپا تھا یہ ظالم یہان بھی آپہونچا بس
سنتے ہی افغان جادو نے قہر سے دیکھا ہٹا خضران نے جلدی سے جام بیہوشی اوسکے منہ پر افغان جادو
کے کھینچ مارا یہ تو بیہوش ہو کے گرا لیکن محیط جادو نے دو منتر پڑھ کے اسکا ہاتھ پکڑا نعرہ کیا زمین نے پاؤن پکڑ
لیے جا پا سکتا انھون نے کلمہ اور دو لون گرفتار ہوا اسوقت محیط جادو نے خضران سے کہا کہ ٹھہر تو جا موسے
مین تجکو دیکھ لونگی پارتی ہون یہ کہکے محیط جادو دوڑ کر جلدی سے اوس حجرے مین آئی جہان عبرت
سرا سے جادو بنا ہوا مسہری پر لیٹا ہوا کراہ رہا تھا محیط جادو نے کہا کہ مزاج کیسا ہی جواب دیا کہ
نہ مرتی ہون نہ جیتی ہون تم اسوقت کہان آگئین محیط جادو نے کہا کہ یہان بھی عیار پہونچ گئے
افغان جادو کو بیہوش کیا چاہتے تھے کہ مین پہونچ گئی سرگروہ عیاران کو تو مین نے پکڑ لیا ہی
مگر مجھے معلوم ہوا ہی کہ وہ عیار بھی اسی مقام پر اور بھی موجود ہین عبرت سرا سے جادو

نے ایک آہ کھینچی اور کہا کہ افسوس ایک ہمارے بیمار ہونے سے کیا کیا آفتین برپا ہو رہی ہین خدا کی شان
کہ عیار ہمارے مکان مین پہونچ جائین اور ان سے کچھ نہ ہو سکے محیط جادو نے
کہا کہ یہ کنیزین آپکی ہر وقت ہشیار رہتی ہین آپ گھبراتی کیون ہین عبرت سرا سے جادو نے کہا
مجھے بھی تمہین لوگون کا خیال ہے مین تو پا در رکاب ہون چراغ کو قیام ہے اور مجھے قیام نہین اگر
یون ہی مری عیار مار ڈالینگے محیط جادو نے کہا کہ خدا نکرے آپ کی ایسی حالت تو نہین کہ آپ
اس طرح کی باتین کرین مرض آپکا مہلک نہین اور عیارون کی کیا مجال ہے عبرت سرا سے جادو نے
دعا دی اور کہا کہ لوگ تو کہتے ہین لا اب تم بھی سے مردے کی دوائی ہے ذرا تو بھی تو دیکھ لیا یہ کہہ کر
پھر کہکر ہاتھ سے سینہ پونچھ کے محیط جادو کی ناک کے پاس بڑھا دیا محیط جادو نے جو سونگھا
سونگھتے ہی چھینک آ کے بیہوش ہو گئی بس اسکا بیہوش ہونا تھا کہ برق اپنے مقام سے
اٹھا اور آپ محیط جادو کی صورت بنکے اس مقام پر آیا جہان افغان جادو بیہوش پڑا ہوا تھا
اور خواجہ خضران بندھے کھڑے تھے آتے ہی آواز دی کہ کہو اب کیا کہتے ہو خضران نے
منت کرنا شروع کی کہا ہرگز نہین مین بغیر قتل کیے نہ مانونگی اتنے مین افغان جادو ہوشیار
ہو گیا اور گولہ سحر پکڑ کے خضران کی طرف چلا محیط جادو نے آواز دی کہ ارے کیا کرتا ہے
اگر گولہ مار دیا تو پہر گولہ پلٹ کے تمہین ہلاک کر دیگا یہ بلا کا شخص ہے یہ سوا اس تلوار کے اور کسی طرح
سے قتل نہوگا یہ کہکر ایک تلوار مع نیام پیش کی افغان جادو نے تلوار جو نیام سے کھینچی دھوان اٹھا
اور افغان جادو چھینک مار کر بیہوش ہوا بس اسنے نعرہ کیا کہ منم مہتر برق فرنگی یہ کہکر
تلوار ماری کہ سر گردن سے افغان جادو کے کٹ گیا اور وہان سے آکر محیط جادو کو ذبح کیا اور قتل
سے ان دونون ساحرون کے قیامت برپا ہوئی صدائین دار و گیر کی بلند ہوئین آتش باری و برف
باری ہونے لگی دیر تک قیامت برپا رہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتہ شد مرا نام من افغان جادو
و محیط جادو و عبرت سرا سے جادو بود جمعیت مردم و جانداران [illegible] خود نسیم [illegible] جو
مکان بنا ہوا تھا دھوان ہو کر نظرون سے غائب ہو گیا میدان لشکر آنے لگا اب جو دیکھتے ہین تو
لشکر اسلام سامنے معلوم ہوتا ہے سرداران لشکر اسلام ایک حجرے مین قید تھے دفعتہ زمین کو
زلزلہ البا سید ہوا اور مکان غائب ہو گیا ہتھکڑیان بیڑیان ہاتھون سے اور پاؤن سے کٹ کر
غائب ہو گئین سرداران حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے اتنے مین عیار پہونچے اور سارا ماجرا بیان کیا
یہ سنکے سرداران نہایت خوش ہوئے اور مع عیاران لشکر اسلام جانب لشکر روانہ ہوئے وہان
ہرکارون نے سارق کو خبر دی کہ عیاران لشکر اسلام نے جا کر عبرت سرا سے جادو اور افغان جادو
اور محیط جادو کو مار ڈالا سارق کے بھی چھوٹ گئے اسنے کہا کہ ہم کہہ چکے ہین کہ اپنا کام لینے
سے خوب ہوتا ہے جنگ مین جو ان بندون کی فکر کرونگا آسودگی نہ ہوگا یہ کہکر اسنے حکم دیا
کہ نقارچی طبل جنگ بجاوین نقارہ [illegible] کی آواز [illegible] نقارہ کی گرج جو یہان کی تو یہ حالت ہے
لیکن وہان کا حال سنیے کہ عیاران اسلام جو مع سرداران عالی مقام بارگاہ صاحبقران مین پہونچے
اور روشنائی ہوئی یہان خواجہ خضران نے بیان کیا کہ مہتر برق فرنگی کے ہاتھ رہا ہم اور خضران
دونون رہگئے اسی کی عیاری سے فتح نصیب ہوئی بادشاہ اسلام نے برق کو بہت بھاری
خلعت مرحمت فرمایا اور تمام سردارون نے مع صاحبقران عالیشان رقعہ ہزار ہزار [illegible]

روپیہ کی تحریر کردیجیے کہ جاکر خزانہ سے وصول کر لو وہ تمام رقعے برق نے جیب میں رکھ لیے اور بارگاہ سے نکلکر چلا کہ خزانچی سے روپیہ وصول کرے یہاں کہ راستے میں خواجہ خضران نے کہا کہ ای برق تو نے ایسا کام کیا ہے کہ جی چاہتا ہے تجھے گلے سے لگاؤں برق نے کہا کہ یہ سب حضور ہی کا تصدق ہے خواجہ نے ایک اشرفی جیب سے نکالکر برق کو دی کہ یہ انعام ہم تم کو دیتے ہیں برق نے وہ اشرفی لیکر عذر کیا کہ اسکی کیا ضرورت ہے خضران نے کہا بھئی ہم غریب جو ہیں تو ہم سے انکار کرتے ہو برق نے اشرفی جیب میں رکھ لی ہاتھ میں کھجلی پیدا ہوئی دوسرے ہاتھ سے جو سہلایا اسمیں بھی خارش سی پیدا ہوئی ہاتھ منہ کے قریب لا کے دیکھنے لگا کہ کیا ہے کچھ خوشبو سی محسوس ہوئی لو نہیں جھونکا سا آگیا اتنے میں خواجہ نے جیب سے سب سندیں خزانے کی نکال لیں اور برق سے پہلے پہونچکر خزانے سے تمام روپیہ وصول کرتے بیٹھے۔ یہ برق بالکل بیہوش نہ ہوا تھا جو وہاں سے آیا تو جیب خالی پائی حیران ہوا آکر صاحبقران سے عرض کی کہ میری جیب سے سب رقعے جاتے رہے حکم ہوا کہ تلاش کرو خزانچی اتفاق سے آیا ہوا تھا اسنے عرض کی کہ حضور اسکے نام سے رقعے تو خواجہ وصول کرکے لے گئے یہ سنکے صاحبقران نے حکم دیا کہ بلاؤ خواجہ کو عیار گئے کہیں خضران کو نہ پایا صاحبقران نے فرمایا کہ بھئی اپنا کام انہیں لیے خوب ہوتا ہے تمہیں خواجہ کو ڈھونڈھ کے لاؤ اتنے میں دیکھا کہ خواجہ خضران توڑا ہاتھ میں لیے نہایت برہم خود ہی چلے آتے ہیں صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ کہاں تھے عرض کی کہ کیا کہوں اس بیوقوف کی حماقت میں پھنسا ہوا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ بھئی سچ ہے وہ بیوقوف نہ ہوتا تو تم اسکا مال کیونکر ہضم کرتے خضران نے کہا یا صاحبقران اگر دوسرا یہ رقعہ وصول کرکے راہی ہو جاتا تو یہ کہاں سے پاتا میں شہنشاہ عیاران ہوں میرے معاملے میں آپ دخل نہ دیں یہ کہکر آپ آکر کرسی پر بیٹھ گئے اور کہا کہ کیوں ای برق یہ بتا کہ تو نے جو یہ غفلت کی اسکی کیا سزا دی جائے برق نے کہا کہ اگر میں غفلت کی تو اپنے ساتھ کی میں اس معاملہ میں آپکا مجرم نہیں ہوں خضران نے کہا کہ اگر اپنے ساتھ غفلت کی تو ہمیں مطلب نہیں پھر روپیہ کا دعوے بھی نہ کرو اور کوئی لیجاتا تو دیدیتا برق نے کہا کہ اور کوئی ہوتا تو میں اس سے دعوا کیوں کرتا آپ تو استاد ہیں مجھے دھوکا کھایا خضران نے کہا کہ اگر کوئی میری صورت بنکے دھوکا دیتا یہ سنکے تو برق ثالث جب ہو رہا خضران نے کہا کہ بس اب تو قابل سزا ہے یا نہیں برق پیچ کھا کے رہ گیا کچھ کہہ نہ سکا بس خواجہ خضران نے چہارم رقم کا جرمانہ کرکے تین حصہ روپیہ برق کو دے دیا صاحبقران نے فرمایا کہ تم میں حکومت کا بھی مادہ ہے کہ تم نے بھی سزا دی اور جرم بھی ثابت کردیا اتنے میں خبر پہونچی کہ سارق نے جبل جنگ بجوایا ہے امیر کشورگیر نے بھی کوس حربی بجنے کا حکم دیا ادھر بھی نقارہ رزمی پر چوب لگے اور آواز نقارہ کی گرجی جوانان اسلام تیاری جنگ میں مصروف ہوے انکو تو انشاءاللہ

صبح میں چھوڑا جاتا ہے

لیکن اب یہاں سے چند کلمے داستان شوکت بیان سلطان جنگ آور یعنی

شاہزادہ طہمورث شیر سرور کے بیان ہوتے ہیں جسکے سر آغاز کلام ☆

جبتک اسکی لوٹ نہیں دشمن لوٹناک تھا | آستین وجیب امان و گریبان چاک تھا

شہر حسن آباد حسین کج کلاہ نے حکم دیا کہ سوداگر کو زندان سے لاؤ جس وقت سوداگر حاضر ہوا تو
حسین کج کلاہ نے اُس سے کہا کہ کیوں اُسے تکرار تو ہمیشہ سے اس دولت کا نمکخوار تھا اُسکا بدلہ یہی
تھا کہ تو اس مکار کو اپنے ساتھ لایا سوداگر نے کہا کہ مجھ سے صحرا میں ملاقات ہوئی تھی میں یہ نجانتا
تھا ورنہ اُسکو کیوں لاتا بادشاہ نے کہا کہ کچھ ہو تیری ہی ذات سے یہ فسادات برپا ہوئے اُسکے
عوض میں تجکو سزا ایسی موت دیجائیگی سوداگر نے عرض کی کہ میں نہ جانتا تھا کہ یہ بیشک بزرگوں کو
سزاوار ہوا اور مجھے سزاوار ہونگا ورنہ میں اپنے گھر ہی سے کاہیکو نکلتا خدا اُسکا بھلا کرے جس نے
بیٹے کو بہت کچھ دیا تھا لیکن معلوم ہوا کہ اصل ہی مجھکو یہاں کھینچ کے لائی ہے ایک وزیر حکیم دانشور
سے خار رکھتا تھا اُسنے چپکے سے بادشاہ کے کان میں کہا کہ حضور اسمین کیا وزیر کی خطا نہیں ہے کہ
نہ وہ سوداگر کو اپنے مکان میں جگہ دیتے نہ یہ فتنہ برپا ہوتا انھیں کے گھر سے یہ فساد اٹھا اُسنے شہر
بار سے گئے اور کیونکر اس بات کا یقین ہو کہ انھیں کو اسکی خبر نہو گی معلوم ہوتا ہے انکی بھی سازش
اس معاملہ میں تھی یہ بات بادشاہ کے ذہن نشین ہو گئی بادشاہ نے وزیر کو بھی طلب کیا لوگ
وزیر کے لینے کو روانہ ہوئے جسوقت وزیر حاضر دربار ہوا بادشاہ نے بغیر کچھ پوچھے وزیر
کی گرفتاری کا حکم دے دیا اُسوقت جو لوگ حکیم دانشور کے اشارے پر یہ کام کرتے تھے انھوں
نے آکر وزیر کو اسیر غل و زنجیر کر لیا گیا انقلاب ہی زمانے کا کہ ابھی کیا تھا ابھی کیا ہو گیا اب
بادشاہ نے یہ حکم دیا کہ گھر وزیر کا لوٹ لیا جائے اور اہل و عیال اسکے قید ہو کر حضور میں حاضر
کیے جائیں عورتوں کو چوٹیاں پکڑ کے سر بازار کھینچتے ہوئے لانا اس حکم پر اہل دربار کانپ
گئے اور سب پر ایک عبرت چھا گئی کہ بادشاہوں کی عنایت کا بھی کوئی اعتبار نہیں عمر بھر کی
خیر خواہیاں ذرا سی بات میں خاک ہو گئیں لیکن یہ باتیں کوکا بلکہ حسینہ پریجمال کا گھڑا
سن رہا تھا وہاں سے بھاگا ہوا خدمت میں ملکہ کے آیا اور ساری روداد بیان کی ملکہ کو خیال
ہوا کہ یہ وزیر وہ ہے جسنے مجھے گودیوں میں کھلایا ہے علاوہ اسکے بیگناہ قتل ہوتا ہے اور گھر بار لٹتا ہے اسے
کسی تدبیر سے بچانا چاہیے بس اپنے کوکا مہران تیز رفتار عیار سے کہا کہ وہ سردار جو ہماری جیب
خاص سے تنخواہ پاتا ہے اور سرحد ساحل کا محافظ ہے کہ نام اسکا دیلم فیل پیکر ہے اس سے جا کر کہو
کہ بہت جلد جا کر مکان وزیر کا گھیر لے اور مال و اسباب لوٹ لے اور اہل و عیال کو وزیر کے
سوار کر کے محاصرہ میں لا کر خدمت میں ہماری حاضر کرے کہ اسکی ذات سے ہماری بہت رسوائی
ہوئی ہے مہران روانہ ہوا اور دیلم فیل پیکر کو ساتھ لیکر وزیر کے مکان پر گیا مکان وزیر کا لوٹ لیا
اور عورتوں بچوں کو سوار کر کے اپنے ہمراہ لیتا گیا تھا کہ لوگ بادشاہ کے بھی جو اسی ارادہ
سے جا رہے تھے انھوں نے دیلم سے کہا کہ بادشاہ نے تو ہمیں حکم دیا تھا تم نے کس کے حکم سے
جا کر مکان وزیر کا لوٹا دیلم نے کہا جسکے ہم ملازم ہیں یعنی دختر بادشاہ اُسکے حکم سے ہم نے
مکان وزیر کا لوٹا وہ لوگ یہ سنکے خاموش چلے اور جا کر بادشاہ سے عرض کی کہ شاہزادی صاحبہ
نے ہمارے پہنچنے سے پیشتر ہی مکان تاراج کرا دیا اور اہل و عیال کو وزیر کے قید کر لیا ہے
بادشاہ نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ نہیں اور کیونکر اُسسے چوک نہوا پیشے کہ اُسکی تو بدنامی رسوائی
ہوئی ہے اب بادشاہ نے حکم دیا کہ کل صبح کو وزیر اور سوداگر دونوں قتل کیے جائیں اُس
وقت کو زندان میں بھیج دیے گئے اور شہر میں جارچی نے جار دے دیا کہ تماشائی صبح سے

یار رہنا چاہیے یہ ایسا جرم ہی کہ کل وزیر اور سوداگر دونون قتل کیے جائینگے یہان ولیم نے وزیر کا اسباب
اور سوداگر کا مال جو کچھ لٹوایا تھا امانت لاکر خدمت مین ملکہ کی پیش کیا ملکہ نے اس مال کے معاوضہ
مین اپنے سردار کو بہت کچھ دیا اور وہ مال امانت رکھوا دیا اور وزیر کے اہل وعیال کو حفاظت کے
ساتھ اک مکان مین رہنے کو جگہ دی اور بہت کچھ تسلی وتشفی کی کہ تم نہ گھبرانا بادشاہ نے تمھارے
حق مین بہت برا حکم دیا تھا مین نے تمکو بچایا اور وزیر کو بھی قتل سے بچا دونگی یہ کہکر سوار ہوئی اور
خدمت مین بادشاہ کے روانہ ہوئی خبر بادشاہ کو ہوئی کہ ملکہ آتی ہی بادشاہ نہایت خوش ہوا
جسوقت سواری ملکہ کی پہونچی تو بادشاہ نے دختر کو گلے سے لگایا اور ارشاد فرمایا کہ اس وقت
تمھارا آنا کس غرض سے ہوا دختر نے عرض کی کہ ایک امر مین نے بسبب غصہ کے آپ کے
بغیر حکم کیا وہ یہ کہ گھر وزیر کا لٹوا لیا اور اب بھی میرے دل کی آگ فرو نہین ہوئی ہی لہذا اب
یہ التماس میری قبول ہو کہ وزیر اور سوداگر کو مجھے دیدیجیے کہ مین انکو اپنے ہاتھ سے قتل کر کے
اپنے دل کی بھڑاس نکالون بادشاہ نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہی اور اسیوقت دونون قیدیون کو منگوا کر
ملکہ کی سواری کے ہمراہ کر دیا ملکہ ان دونون کو لیے ہوے خوشی خوشی داخل باغ ہوئی وزیر کو
اسکے اہل وعیال سے ملایا اور سوداگر کی ہتھکڑیان بیڑیان دور کر کے اپنا مہمان کیا اور تمام
مال واسباب اسکا اسکے حوالے کر کے ارشاد فرمایا کہ تم اطمینان رکھو پریشان نہو مین نے فی الحقیقت
تمھاری رہائی کے واسطے لی تھی قتل کا ارادہ نہ رکھتی تھی سوداگر نے ملکہ کو ہزار ہا دعائین دین
یہان یہ تخلیہ کی صحبت ہی کوئی غیر مرد وعورت آنے جانے نہین پاتے ہین کہ ایسا نہو کوئی مفسد آکر
افشاے راز کرے کہ اک مرتبہ اک لانبی سی عورت کہاری کی وضع مین آئی اور سلام کیا ملکہ نے اسکو
سر سے پیر تک دیکھ کے ارشاد فرمایا کہ تو کون ہی اور کیونکر یہانتک آئی کہاری نے کہا کہ شاہی
نوکر ہون بادشاہ کے حکم سے آئی ہون کہ یہان کے حالات دریافت کر کے بادشاہ سے بیان کرون
آپنے تو سوداگر اور وزیر کی بڑی حرمت کی ہی اور بادشاہ سے قتل کرنے کے بہانے لیکر آئی تھین ہم
شرط کہ یہ سب باتین جاکر بادشاہ سے بیان کرون یہ سنکے ملکہ گھبرائی کہ واقع مین یہ کہدے گی تو راز
فاش ہوگا پس حکم دیا کہ اس عورت کو گرفتار کرو یہ حکم پاتے ہی ترکنیان اور حبشنین تلوارین کھینچ کھینچ
کے آگئین اور کہاری کو گھیر لیا اسوقت شاہپور نے منھ پر ہاتھ پھیرا اور اپنی اصلی صورت ظاہر کر کے
ملکہ پر آفرین کی اور کہا کہ ہوشیاری ودانائی کی یہی بات تھی جو آپنے کی اگر مجھے گرفتار کرنے کا
حکم نہ دیتین تو مین اپنے تئین ظاہر کر کے سمجھاتا کہ جسپر شبہہ بھی ہو کہ اس سے افشاے راز کا خوف ہی
اسکے دفیعہ مین کوشش کرو ملکہ نے کہا کہ ارے تم عورت بھی بن جاتے ہو تم نے تو ساری صورت بدل
ڈالی تھی ناک لانبی بنائی ہونٹھ موٹے کر لیے تم کہان تھے شاہزادے کی بھی خیر خیریت کچھ معلوم
ہی یا نہین شاہپور نے کہا آپ اطمینان رکھیے وہ اک قزاق کے یہان مہمان ہین مجھے آپ کی
خیر وعافیت کے لیے بھیجا تھا اب مین جاتا ہون یہ کہکر شاہپور شہر دل پر تو ملکہ سے رخصت
ہو کر ظہور سے خبر کرنے کو روانہ ہوا اور یہان ملکہ نے مہران عیار سے کہا کہ زندان شاہی
سے کسی طرح دو واجب القتل قیدیون کو لا مہران نے کہا کہ مین جاتا ہون اور لاتا ہون یہ کہکر
یہان سے روانہ ہوا زندان خانہ عقب باغ مین واقع تھا مہران نے زیر دیوار باغ بیٹھکر سرنگ
لگانا شروع کی اور دو پہر رات گئے اندر زندان کے سرنگ کھودی اور دو قیدیون کو پکڑکے

لے آیا اور نقب پھر بند کردی صبح سے پہلے لاکر ملکہ کی خدمت مین حاضر کردیا ملکہ نے کہا ان دونون
کو قتل کرکے چہرون پر رنگ اور روغن عیاری ملکر ایک کو سوداگر کی صورت بناؤ اور ایک کو وزیر کی
شکل بناکر دونون کے سر خوانون مین لگاکر خدمت مین بادشاہ کے بھیجدو اسی وقت مہران نے دونون
کو قتل کیا اور صورتین بدل کر سر انکے خوانون مین رکھ کر خدمت بادشاہ مین بھیجدیے یہان ملکہ نے
سوداگر سے کہا کہ اب تم کیا چاہتے ہو سوداگر نے عرض کی کہ آپنے جان بچائی ہے مین تا زندگی غلامی
سے باہر نہین ہون جو حکم دیجیے آپ سے بجا لاؤن ملکہ نے ارشاد فرمایا کہ ہم اپنی سواری کی کشتیان تمکو
دیتے ہین تم ان کشتیون پر بیٹھکے جانب مغرب روانہ ہوجاؤ راستے مین جس مقام پر شہر کے کھنڈر
ملین وہان اترپڑنا وہ شہر ویران ہوگیا تھا شاہزادہ طیمور شیر سوار نے اس شہر کو پھر سے آباد کیا ہے
لشکر انکا اسی مقام پر موجود ہے تم خدمت مین انکے والد ماجد کے جانا اور یہان کا سارا حال بیان
کرنا اور کہنا کہ وہ حسن آباد مین بالکل تنہا ہین آپ کو انکی کمک کے واسطے چلنا چاہیے حضرت
بادشاہ اس طرف کا ارادہ کرے تو جاہنا تم بھی ساتھ آنا چاہے اپنے وطن کو چلے جانا یہ سنکے
سوداگر نے عرض کی کہ بھلا اب مین شاہزادے کے قدمون کو چھوڑکے کہان جاؤنگا انھون نے
آپکی محبت مین اپنی وہ حالت بنالی ہے کہ فقیر ہوگئے تھے اسی حالت مین مجھ سے ملاقات ہوئی اور
جدائی گوارہ ہوا اب مین انکی شان و شوکت کے ساتھ بھی تو دیکھون مین انشاءاللہ ہمراہ بادشاہ کے
بہت جلد مع فوج حاضر ہوتا ہون اسی وقت کشتیان لاکر لگادی گئین سوداگر مع قافلہ کے جانب شہر
کید روانہ ہوا دیکھیے کب پہنچتا ہے لیکن اول حال دربار مین کج کلاہ کا سنیے کہ جس وقت
خوان پہنچے ہین تو دربار اسکا لگا ہوا تھا تمام ارکان دولت حاضر تھے بیٹا اسکا تمکین کج کلاہ
بھی موجود تھا بادشاہ نے پوچھا کہ یہ خوان کیسے ہین مہران عیار نے عرض کی کہ یہ خوان ملکہ نے
حضور مین بطور نذر بھیجے ہین خوان سر بمہر تھے بادشاہ نے خوانون کے کھولنے کا حکم دیا اسی وقت
خوان کھول ڈالے گئے دیکھا تو ایک خوان مین سر سوداگر کا ہے اور ایک خوان مین سر وزیر کا ہے
بادشاہ نہایت خوش ہوا اور ارکان دولت نے بھی ملکہ کی عقلمندی اور ہنرمندی کی تعریف کی مگر تمکین
کج کلاہ ملکہ کے بھائی کو یہ حرکت نہایت ناگوار گذری اور باپ کی طرف دیکھکر کہا کہ ہر چند ملکہ
میری بہن ہے مگر مین اسکو بمنزلہ دختر کے سمجھتا تھا اور وہ بھی میرا لحاظ و پاس آپ سے زیادہ کرتی تھی
لیکن یہ فعل ملکہ کا میرے ناگوار ہوا اسلیے کہ یہ دونو وزیر بہت تجربہ کار تھے اور ملکہ کو کچھ دنون مین کھلایا
ہوتا یہ اس سے کیونکر ہوسکا کہ اسنے کچھ اس خدمت کا پاس نہ کیا نہ قدامت کا خیال آیا یہ بڑی سنگدلی
ہے سنکے بادشاہ نے ارشاد کیا کہ ای فرزند تو خیال تو کر کہ اسکی کتنی بڑی رسوائی ہوئی ہے تمکین کج کلاہ
نے دیکھا کہ اگر مین اس مقام پر رہونگا تو ضرور ملال ہوگا اس سے میرا نکل جانا بہتر ہے یہ تصور کرکے
اپنے تیاری کی اور ہمراہ اپنے لشکر کے جانب صحرا روانہ ہوگیا یہان ملکہ نے بعد روانہ کرنے سوداگر کے
وزیر سوداگر کے مکان پوشیدہ مین اسکے اہل و عیال کے ساتھ جگہ دی اور پہرہ حبشیون کا متعین کیا لیکن
دلکش مستر شمل عیار کے بیٹے کا اسکے دل مین یہ خیال گیا کہ ضرور تو ان کو اس قسم کے معاملات مین
کیا دخل ہے یہ معاملہ کچھ پیچیدہ معلوم ہوتا ہے یہ سوچ کے یہ چلا اور کمند مارکر اندر باغ ملکہ کے آیا
اب حبشن پہرہ برخاست کیے ہوے چلی آتی تھی راستے مین مستر شمل نے دور سے آتے دیکھا
ایک درخت کی آڑ مین چپ کھڑا ہو رہا اور ایک سنبہ ٹہیار راستے مین پھینکدی حبشن کی نظر

جو ڈبیا پڑی ادھر اُدھر دیکھ کے ڈبیا اُٹھا لی زور کر کے کھولنا چاہا نہ کھلی منھ کے پاس لا کے زور
کر کے کھولنا چاہا تھا کہ ڈبیا کھلتے ہی بقہ بیہوشی اُڑا دو تو چھینک مار کر بیہوش ہوئی مہتر تخیل نے
اُسکو تو کسی کنج باغ مین ڈال دیا اور آپ اُس حبشن کی صورت بنکے آیا اور چہار جانب پھرنے لگا
پھرتے پھرتے اُس مقام پر پہونچا جہان سوداگر کے جانے کا ذکر ہو رہا تھا سب باتین اُسنے سُنین
اب یہ وہان سے اُس طرف پہونچا جس مکان مین وزیر اپنے خیال مین خوش بیٹھا ہوا تھا وزیر کو
اپنی آنکھ سے دیکھا اب ملکہ کی صحبت مین پہونچا وہان دیکھا تو مصاحبین جمع ہین اور کہہ رہی
ہین کہ اے ملکہ آفاق یہ آپ ہی کا کام تھا کہ آپنے سوداگر اور وزیر کی جان بچائی اب یہ لوگ آپکا
ساتھ دینگے یا بادشاہ کا اور یقین ہے کہ شاہزادہ طیمور بھی اس بات پر آپسے نہایت خوش ہونگے
یہ سب باتین سنکر مہتر تخیل باغ سے باہر آیا پہلے تو اُسنے یہ قصد کیا کہ چلکر بادشاہ سے اطلاع
کرون پھر یہ خیال ہوا کہ شاہزادے کو وزیر اور سوداگر کے قتل کا صدمہ ہوا تھا اُسسے اطلاع کرون
یقین ہے کہ کچھ انعام پاؤنگا یہ سوچکر جانب صحرا روانہ ہوا جب اُس مقام پر پہونچا کہ جہان کمکین کجکلاہ
ٹھیرا ہوا تھا تو اُسنے سب کیفیت سامنے شاہزادہ کمکین کے بیان کی کمکین کجکلاہ پہلے
تو خوش ہوا کہ میری بیٹی دانائی سے وہ بیگناہون کی جان بچائی لیکن جس وقت نام
طیمور شہریار کا سنا تو رنگت اُسکے چہرہ کا متغیر ہوا اُسکے پسینہ آگیا اُسنے عیار مہتر شمیم سے
کہا کہ اس درواہ دہن کو قید کرلو اگر قول اسکا صحیح نکلا تو انعام دونگا ورنہ بغیر قتل کیے ہرگز نہ چھوڑونگا
کہ اسنے میری بہن پر اتنا بڑا الزام لگایا ہے اُسی وقت مہتر شمیم نے مہتر تخیل کو گرفتار کر کے زندان مین بھیج
دیا اور آپ جانب باغ ملکہ براے تصدیق بیان روانہ ہوا جس وقت قریب باغ پہونچا تو اُسنے
صورت اپنی اک فقیر مجذوب کی ایسی بنائی اور لیے ٹکاسف باغ مین ملکہ کے چلا آیا چونکہ دروازہ
پر پہرہ تھا اور کمند مار کے جانا اس صورت کے خلاف تھا جس شکل مین تھا لیس موری کے راستے سے
باغ مین جا پہونچا اور پکارتا ہوا چلا کہ ارے دادری شاہزادی تیرا کیا کہنا تو نے خوب دو بیگناہون
کی جان بچائی اور مصاحبان ملکہ سے آئینہ پرستان سے آنکھ لگی ہے اس طرف سے پکارتا چلا جاتا ہے
کہ ادھر سے سواری ملکہ کی آتی تھی اُسنے ملکہ کو دیکھتے ہی کچھ مجذوبانہ حرکتین کین اور اسکے بعد پکارا کہ تو
بڑی چالاک ہے مجھپر تیرے دل کا سب حال روشن ہے کہہ تو بیان کرون ملکہ نے دیکھا کہ اک بڑی
سمور کی فقیر منش آدمی یہ کہتا ہے کہ مین تیرے دل کے حال سے آگاہ ہون تکرار سے غصہ مین فرمایا
کہ آگاہ ہے تو بیان کر فقیر نے سب حال کہہ دیا کہ تو نے سوداگر اور وزیر کو اسلیے لگاؤ مین بچایا کہ دونون
تیرے معشوق کی وجہ سے قتل ہوتے تھے یہ سنتے ہی ملکہ گھبرائی اشارہ سے منع کیا کہ یہ نہ کہہ فقیر نے
کہا مین تو تمام مین مشہور کر دونگا کہ اب شاہزادیون نے بھی بازاری عورتون کی ایسی حرکتین اختیار کی
ہین [illegible] کہا اسے گرفتار کرو ورنہ یہ بدنام کرے گا اور راز فاش ہوگا یہ سنتے ہی ترکنان اور
خادمون نے آکے گھیر لیا اور کہا کہ ہم ابھی ملکہ کو بدنام کرتا ہے فقیر ہنسا اور کہا کہ میرے چالیس
بالکے ہین اور سب اس حال سے آگاہ ہین اگر مجھے ذرا بھی ضرر پہونچا تو وہ تمام عالم مین ملکہ کو
[illegible] مشہور کر دینگے اور اگر ملکہ [illegible] اچھی طرح پیش آئینگی تو مین انھین منع کر دونگا اور ملکہ
[illegible] یہ سنکے ملکہ دل مین ڈری اور کہا کہ اسے چھوڑ دو بیٹھ رہ اور
[illegible] ملکہ نے کہا کہ جو تیری خواہش ہو اُسسے بیان کر مین تیری خواہش

پوری کردینگی لیکن مجھے بدنام تکرنا کہ اسمین میری جان و آبرو دونون کا خوف ہی فقیر نے کہا
کہ بس میری تو خواہش یہ ہی کہ تو جھوٹ بولنا ترک کردے اب بتا کہ مین نے جو کچھ کہا یہ سچ ہی
یا جھوٹ ملکہ نے کہا کہ بیشک آپ سچے ہین بلکہ مین نے ہر چند اس فقیر کو دور کرنا چاہا فقیر نہ رکا اور کہا
کہ مین اگر اسے پاکیون کو منع کرونگا تو وہ مجھے بدنام کرینگے اب مجھے جانے دے یہ کہا اور فقیر
چلا گیا اور جاکر تمکین کجکلاہ سے بیان کیا کہ جو کچھ مہتر تحمل نے آپ سے بیان کیا تھا اسمین ذرہ
فرق نہین ہی بس یہ سنکے تمکین کجکلاہ کو نہایت غصہ آیا اور اسنے یہ ارادہ کر لیا کہ ایسی
ننگ خاندان کا زندہ رکھنا اچھا نہین ہی یہ سوچ کے تمام لشکر کو اپنے ساتھ لیکر جانب
باغ ملکہ روانہ ہوا قضا سے کار جس وقت مہتر تحمل یہ باتین اسکے آگے بیان کر رہا تھا اس وقت
یہان شاہور شیردل نہیت برے ہوے موجود تھا یہ بھی جانب کوہ بخدمت شاہزادہ طیمور
شیر پرور روانہ ہوا کہ جاکر اپنے شاہزادہ سے اطلاع کرون ایسا نہو کہ یہ بیدرد جاکر ملکہ سے
بیدردی پیش آئے لیکن دو کلمہ داستان شاہزادہ طیمور شیر پرور کے سنیے کہ یہ دہقان
قزاق کا مہمان تھا آٹھوین روز اسنے غسل صحت کیا اور دہقان قزاق سے کہا کہ بھائی میرا
شاہور اس وقت تک واپس نہین آیا کہ کچھ خبر شہر حسن آباد کی معلوم ہوتی اور مین نے
آٹھ روز سے ملکہ کو دیکھا نہین مین یہ چاہتا ہون کہ تم دو ایک قزاقون کے تئین واسطے دریافت
حال کے روانہ کرو اور مین بھی شکار کھیلتا ہوا جاتا ہون دہقان قزاق نے اسی وقت اپنے ملازمون
کو دریافت حال کے واسطے روانہ کیا اور ادھر شاہزادہ طیمور شیر پرور شکار کھیلتا ہوا چلا دو
چار کوس زمین راستہ بھول کے نکل آیا تو ایک لشکر کو اترے دیکھا کہ خیمے ڈیرے راوٹیان
قنادریان چھولداریان سر پاہین طیمور حیران ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہی قریب اس لشکر کے آیا اور
اہل لشکر سے دریافت کیا کہ یہ کسکا لشکر ہی یا کہ اسکا کون ہی اہل لشکر نے بتایا کہ ملک
ہمارا شہریار شیردل ہی مرد دلاور و بہادر ہی چند زنانے سے اسپر ایسی مصیبت پڑی کہ اسنے
شہر کو چھوڑا اور اس صحرا مین رہنا اختیار کیا فرمایا کیا مصیبت پڑی ان لوگون نے عرض کی
کہ اسکے بیان کرنے کا حکم نہین ہی اگر سبب دریافت کرنا ہی تو آپ خود بادشاہ سے دریافت کیجیے
یقین ہی کہ وہ بیان کر دیگا کسی سے وہ پوشیدہ نہین کرتا ہی فرمایا شہریار شیردل کہان ہی
لوگون نے بتایا کہ وہ جو خیمہ زنگاری رنگ کا معلوم ہوتا ہی وہان ہمارا ملک بیٹھا ہی یہ سنکے
شاہزادہ طیمور شیر پرور قریب اس خیمہ کے آئے دیکھا تو واقع مین ایک مرد نوجوان صاحب
حسن خیمہ مین بلباس فقیری بیٹھا ہی نظر جو شہریار شیردل کی طیمور پر پڑی محو جمال
ہوکر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کی کہ آپ کون صاحب ہین اور کس ارادہ سے
اس طرف تشریف لائے ہین شاہزادہ طیمور نے ارشاد فرمایا کہ مین حاکم شہر زرینہ کا فرزند
ہون اس طرف بھی سیر کرتا ہوا آنکلا یہان تمہارا لشکر اترے دیکھا مین نے دریافت کیا
کہ کسکا لشکر ہی لوگون نے پتہ بتایا مین یہان تک آیا لیکن مین سخت حیران ہون کہ تمنے فقیری لباس
کیون اختیار کیا یہ سنکے اسنے ایک آہ سرد کھینچی اور بولا کہ مجھ سے اس واقعہ کو نہ پوچھیے
اسلیے کہ سوا افسوس کے اور کیا ہوگا اگر کہا بھی تو رنج ہوگا اور مجھے بھی پھر الم تازہ ہوجائیگا
طیمور نے کہا کہ ہم تیری دادرسی کرینگے یہ سنکے وہ ہنسا اور کہا کہ آپ تن تنہا اس مقام پر

ہیں اب بھی صاحب لشکر ہوں فوج فراوان رکھتا ہوں جب میرے کیئے کچھ نہیں ہو سکتا ہے تو
آپ کیا کر سکتے ہیں طیمور نے کہا کہ تم بیان تو کرو مشکل ہے پر شیر دل نے اس طرح اپنا قصہ
بیان کیا کہ اے بہادر جب میں بادشاہ تھا اور سن میرا اٹھارہ سولہ برس کا تھا تو میں عشق کے واقعات
پر ہنسا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ لوگ کسی کی محبت میں دیوانے کیوں ہو جاتے ہیں اگر صاحب
اختیار ہے تو کر سکے ہے ایک سے بڑھ کے ایک معشوق ہے چند دن کے بعد میری شادی ہوئی
زوجہ میری انتہائی حسین اور پاک دامن اور سلیقہ تھی میری دل میں اسکی محبت نے گھر کیا
اس وقت گردش تقدیر سے خانہ ویرانی کے سامان پیدا ہوئے کہ ایک دیو آکر اسکو اٹھا
لیگیا کہ نام اسکا دیو ہیکل ہے اور وہ بہت بڑا دیو ہے مجھے خبر معلوم ہوئی کہ اس دیو نے میری بی بی
کو لیجا کے ایک پہاڑ پر رکھا ہے چونکہ میں سپاہی درست تھا اور میرے یہاں بہت بڑے بڑے
پہلوان تھے ان لوگوں نے دعوے کیا کہ ہم لڑکر دیو سے چھین لینگے میں نے فوج کشی کر دی
جس وقت دیو کو خبر ہوئی تو وہ میدان میں آیا جتنے سردار نامی تھے وہ دیو ہیکل کے ہاتھ سے
مارے گئے آخر میں نے کل فوج سے حملہ کیا اس دیو نے میرے لشکر کو پامال کر دیا سیکڑوں
کو کھا گیا آخر لوگ خوف زدہ ہو کے بھاگ کھڑے ہوئے اب اس دیو نے زہرہ میرے شہر
میں آکر خلق خدا کو آزار پہونچانا شروع کیے میں نے اس دیو کو پیام بھیجا کہ اب تو خلق خدا
کی ایذا رسانی سے باز آ میں نے اس عروس سے ہاتھ اٹھایا تیرے تو اٹھا لیگیا ہے دیو نے
اس بات پر مجھ سے صلح کی کہ اگر روزانہ میری خوراک تم بھیج دیا کرو تو پھر میں تمہیں نہ ستاؤنگا
میں نے مجبور ہو کر منظور کیا اب میں صبح اور شام اسکے واسطے جو پاس بھیج دیا کرتا ہوں اور
فرقت میں اپنی بی بی کے شبانہ روز رویا کرتا ہوں طیمور نے کہا اس واقعہ کو کتنا عرصہ گزرا
ہے پر شیر دل نے کہا کہ چھ مہینے کا زمانہ ہوا ہوگا طیمور نے کہا کہ اب تمہاری بی بی تمہارے
کس کام کی ہے پر شیر دل نے کہا کہ میری بی بی بڑی صاحب عصمت ہے مجھے یقین ہے کہ اس نے
ہزار حیلوں سے اپنی عصمت بچائی ہوگی اور اگر جس وقت دیو ہوا اور میں نے ڈر سے باتیں کہیں
تو اسنے میری تسلی کی کہ تم کسی طرح کا رنج نکرنا جس وقت میری عصمت پر آ بنیگی تو میں جان
دیدونگی مگر عصمت نہ دونگی شہیدوں کا حکم ہے لیکن وہ ستم نصیب مر گئی اس دن کتنا میں اختیار ہے
اور جب تک میں زندہ ہوں اسوقت تک میں یہ سمجھونگا کہ میری عصمت میں فرق نہیں آیا ہے وہ دیو ہی تھی
اسکی اکثر ارادت تھی کہ اٹھا لیگیا ورنہ آدمیزاد اور دیو زاد کا ایسا جوڑ ہی کیا طیمور نے کہا کہ
مجھے تم اس مقام کا پتا دو جہاں وہ دیو رہتا ہے میں جا کر اسے مار ڈالونگا اور تمہاری بی بی کو تم سے
ملا دونگا اسلیے کہ میں صاحبقران ہوں اور کام میرا یہی ہے کہ ہر فریادی کی دادرسی کروں میں نے
پرستان میں جا کر سرکشان قاف کو زیر کر کے مطیع کیا ہے یہ دیو کیا مقدور ہے دیوان قاف سے
زبردست ہوگا جس وقت سن میرا بارہ برس کا تھا اور ان نشیب و فراز دنیا سے بخوبی اچھی طرح
آگاہ نہ تھا اس وقت میں ایک دیو نے مجھے اٹھا لیگیا تھا اور وہ اپنے سحا کی دختر عاشق تھا
جو اسکا نہایت سنگدل اور بیرحم تھا اپنے بچوں کو مار کے نکال دیا تھا میں نے جا کر اسکو
پہنچا کی گوشمالی کی اور اسکی دختر سے اس دوست کی شادی کر دی یہ سنکے پر شیر دل
نے کہا کہ اے شخص اول تو میں تیری جان لینا منظور نہیں ہے اسی طرح میرے افسران فوج بھی

دعوے کرکے آئے تھے مگر دیو ہیکل کے ہاتھ سے سب مارے گئے اور بفرض محال اگر تو نے دیو کو
زیر کرکے مطیع بھی کرلیا یا مار کر پست کیا تو مجھ سے زیادہ حسین ہے وہ عورت تجھے دیکھکر میری طرف
کاہے کو ملتفت ہوگی یہ سنکے ظیمور نے دانتوں میں انگلی دبائی اور کہا کہ اے ہزبر شیر دل اول تو
ہمارا یہ شیوہ نہیں ہے میں پرستان میں مہینوں رہا ہوں اور کیسی کیسی پریوں نے مجھے گھیرا ہے مگر میں نے کسیکی
طرف التفات نہیں کی علاوہ اسکے میری معشوقہ وہ ہے جو شہر حسن آباد سے مقام ہزار دل درجہ کی حسین
اور ایسی عورت ہے کہ جسکا مثل و نظیر نہیں ہے اسکے آگے میری نظر میں کوئی سماتا ہی نہیں میں بھلا کسی
عورت کو کیا پسند کرونگا اس وقت ہزبر شیر دل نے کہا کہ تھوڑی دیر میں یہاں سے دیو کے
واسطے کچھ چیتے کچھ گینڈے بھیجے جائینگے جو لوگ یہ جانور لیکر جائینگے انہیں کے ساتھ تم بھی چلے جانا فرمایا
بہتر جب وہ وقت آیا کہ دیو کے واسطے یہ سامان جانے لگا تو ظیمور نے اپنا مرکب تو وہیں چھوڑا
اور آپ پشت کرگدن پر سوار ہوکر اس طرف چلے جہاں مسکن دیو کا تھا جب قریب کوہ پہونچے
تو جو لوگ پہونچانے کو گئے تھے وہ تو ٹھہر گئے کہ ہم اس حد سے زیادہ نہ جائینگے ہماری حد تمام ہوگئی
آپکو اختیار ہے ظیمور نے ان سبکو وہیں چھوڑا اور فرمایا کہ میں تمھاری پروا نہیں رکھتا ہوں بلکہ اپنے
زور بازو کے سہارے سے یہاں آیا ہوں اور کرگدن کو جولان کرکے زیر کوہ پہونچ گئے اسوقت
دیو ملکہ کے پاس بیٹھا ہوا اپنے ہاتھ سے ملکہ کو میوہ کھلا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اسوقت تک کھانا میرا
نہیں آیا ہے اسلیے میں جاتا ہوں اور شہر کے لشکر کو تباہ کرتا ہوں ملکہ ٹال رہی تھی اور سمجھا
رہی تھی کہ تم جلدی نکرو ایسا نہیں ہے کہ تمھاری دعوت کی چیزیں نہ آئیں کہ اک مرتبہ گرد اڑی اور
شاہزادہ ظیمور کرگدن پر سوار نمودار ہوا اس پر دیو کی نظر جو ظیمور پر پڑی اسکو غصہ آیا کہا ۔ ا
کہ او کمبخت ادھر آ اس بیوقوف نے صرف ایک گینڈا بھیجا ہے کیا اتنے میں میرا پیٹ بھرےگا اب
یہ بتا کہ جتنی کمی ہے اسکو تجھے کھا کے پورا کروں یا اس بادشاہ کو جاکے کھاؤں ظیمور نے کہا کہ آ
مجھے کھالے مگر میں لقمہ سخت ہوں نرم نہیں ہوں یاد رہے کہ تجھسے نہ کھایا جائیگا اس گینڈے کو بھی نہیں
کھا سکتا ہے یہ سنتے ہی دیو تاؤ کھا کے اپنے مقام سے اٹھا اور کوہ سے اتر کر شاہزادہ ظیمور کی طرف
چلا بس یہ دیکھکر ملکہ تڑپ گئی اور دعا کرنے لگی کہ خداوندا تو اس چراغ حسن کو باد صرصر سے
بچانا تو جانتا ہے کہ میری نسبت اسکے ساتھ ہو چکی ہے ایسے حسین کو لقمہ دہان دیو ہوتے نہ دیکھا جائیگا
وہاں دیو جو سامنے ظیمور کے پہونچا ہاتھ بڑھایا اور چاہا کہ ظیمور کو مع کرگدن اٹھا کے کھا لیوں
ظیمور نے ہاتھ دیو کا پکڑ لیا اور اپنی طرف کھینچا دیو نے اپنی طرف کھینچا اس کشاکش میں جب
دیو بے قابو ہوا اور ہاتھ اسکا بیچ میں ظیمور سے نہ چھوٹ سکا تو اسنے قصد کیا کہ جھکا کر ظیمور پر شاخ سے
اٹھاؤں ظیمور نے دونوں شاخیں دیو کی پکڑ لیں اور ہاتھ چھوڑ دیا اب دیو سے زور ہونے لگے
جو لوگ دور سے کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے تھے انھوں نے جاکر ہزبر شیر دل سے اطلاع کی کہ
دیو سے اور اس جوان حسین سے زد و خورد ہو رہی ہے امید ہے کہ دیو یہ آدمزاد کا کیسا ہوگا یہ سنتے ہی
ہزبر شیر دل اپنے مقام سے اٹھا اور مع فوج آکے چار طرف سے گھیر لیا اور قصد کیا کہ اپنی بی بی کو
لے جاؤں ظیمور نے منع کیا اور کہا کہ جبتک میرے اسکے فیصلہ نہولے اس وقت تک ہرگز نہ
ملکہ کے قریب نہ جانا یہاں زور ہوتے ہوتے ظیمور نے دیو کو سر سے اٹھا کے زمین پر دے مارا اور چھاتی
پر چڑھ کے آواز دی کہ کیا کہتا ہے دیو نے کہا کہ واقع میں تو بڑا زبردست اور بہادر ہے تجھ سا لینے

بہادر کی اطاعت مین کسکو انکار ہوسکتا ہی طیمورس نے کہا کہ بس میری اطاعت یہی ہی کہ پرائی ناموس کو
دیدے مجھے تجھ سے کوئی سروکار نہین ہی دیو ہیکل نے کہا کہ ملکہ کیسی تیرے واسطے جان تک
حاضر ہی شاہزادہ نے دیو کو چھوڑ دیا دیو نے کہا کہ ملکہ کو مین آپکے سپرد کیے دیتا ہون آپ
جسے چاہین دے دین فرمایا بہتر اور علیحدہ ہوگئے دیو کے دل مین کینہ تھا اور سمجھا اسنے اپنی جان
بچائی لعین ہانسے سیدھا کوہ پر چڑھ گیا چونکہ اسکے دل مین آلات حرب سے مقابلہ کرنیکا حوصلہ باقی
تھا اسنے کوہ پر آتے ہی وار شمشاد سنبھالی اور تاک کر سر شہریار شیر دل کے آپڑا چاہا وہ دار باری
وہ پیوند زمین ہوگیا یہ رنگ دیکھکر لشکر مین ہلچل مچگئی لوگ چلانے لگے طیمورس نے ڈانٹا کہ او
بدعہد یہ کیا کرتا ہی دیو ہیکل نے کہا کہ او نادان سپاہی کے چھتیس فن ہین زور مین تجھ سے دبا
لیکن میری ضرب سے تو کب بچ سکتا ہی اور تجھ ایسے ظالم کا قتل کرنا ضرور ہی ورنہ تو اور دیوون کو بھی
اذیت پہونچانے لگیگا یہ کہکے طیمورس پر آیا اور وار کا وار کیا طیمورس نے وار خالی دی وار زمین پر پڑی
دیو ہوشیار تھا سمجھ گیا کہ اسنے ضرب کو خالی دیا ہی پکارا کہ لطف مقابلہ یہ ہی کہ مین تیرے وار کو
روکون تو میری ضرب کو روک یہ کہکر پھر چوب ماری طیمورس نے دونون ہاتھ بلند کرکے چوبدست
کو پکڑ لیا اور اس زور سے جھٹکا مارا کہ چوب ہاتھ سے دیو ہیکل کے چھوٹ گئی اب شاہزادہ طیمورس نے
وہی چوب دیو ہیکل پر اٹھائی دیو ہیکل بھاگا طیمورس نے اسکا تعاقب کیا دیو نے چاہا پہاڑ پر
چڑھ جاؤن طیمورس نے قریب ہوتے ہی چوبدست کا وار کیا تو دیو پر اٹھا ہوسکے رہگیا یہ بھی معلوم
نہوا کہ سر کہان گیا پاؤن کس طرف ہی پتھر کی چٹان پر ایک گوشت کا چبوترہ بنگیا شہریار شیر دل ڈر
کے قدمون سے لپٹ گیا اور کہا واقع مین تو صاحبقران زمانہ ہی اودھر ملکہ نہایت خوش ہوئی
شاہزادہ نے شہریار شیر دل سے کہا کہ لیجاکر اپنی بی بی کو لے آؤ شہریار شیر دل بالا کوہ گیا
اور اپنی بی بی کو سوار کرکے اپنے ہمراہ لیا اور واپس آیا خیمہ مین بیٹھا تھا کہ ایک ہرکارہ نے
آکر عرض کی کہ ای شہریار غضب ہوا جس وزیر کو آپ ناظم سلطنت مقرر کرگئے تھے وہ دفعتہً مرگیا
اور شہر مین غدر ہوگیا یہ خبر دوسرے بادشاہ کو پہونچی وہ فوج لیکر شہر پر قبضہ کرنے کے ارادہ
سے چلا ہی یہ سنتے ہی شہریار شیر دل نے فوج کی تیاری کا حکم دیا ملکہ کو محافہ مین سوار کرکے ساتھ
لیا طیمورس شیر دل بھی ہمراہ ہوا اور طرف شہر شہریار کے چلے لیکن اول حال بہرام شیر شکار بادشاہ
شہر بہاسپ کا سنیے کہ جسوقت اسے یہ خبر پہونچی کہ شہر شہریار مین غدر ہورہا ہی ناظم سلطنت
مرگیا کوئی قائم مقام اسکا نہین ہی اور بادشاہ اپنی بی بی کے فراق مین دیوانہ وار جنگلون مین
مارا مارا پھرتا ہی تو اسنے دو لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے لشکر کشی کی اور آتے ہی شہر پر قبضہ
کرلیا یہ ہنوز مصروف انتظام تھا کہ راستے مین شہریار شیر دل کو خبر پہونچ گئی طیمورس نے سنکے
کہا کہ ای شہریار شیر دل اسوقت مین عقل کی رو سے کیا کرنا چاہیے شہریار شیر دل نے کہا کہ سوا
لڑنے کے کوئی چارہ نہین طیمورس نے کہا کہ فتح و شکست اختیاری چیز نہین ہی شہریار شیر دل نے
کہا جو کچھ ہو سوا اسکے اور کوئی پہلو سمجھ مین نہین آتا ہی طیمورس نے کہا کہ سمجھیے تو اگر لڑوگے
تو ہزارہا آدمیون کا کشت و خون ہوگا تم جاکر اسکے شہر پر قبضہ کرلو جسوقت وہ فوج کشی کرکے
آئیگا تو ادھر سے اس شرط پر صلح کرلو کہ تم اپنا ملک لے لو ہمارا ملک ہمین واپس کرو شہریار
شیر دل یہ سنکے پھڑک گیا اور کہا کہ واقع مین جہان آپکو خدا نے زور و طاقت دیا ہی دماغ

وہان عقل بھی ایسی عنایت کی ہی کہ کوئی آپ سے عقل کی لڑائی مین کبھی پیش نہین پاسکتا فرمایا اب
دیر نکرو اور جاکے اُسکے ملک پر قبضہ کرلو مین اسی صحرا مین ہون وقت ضرورت پر آپکے مدد کرونگا
یہ سنکے ہزبر شیردل مع فوج شہر بہرامیہ پر آپڑا لوگ اس سے بالکل بے خبر تھے جاتے ہی
قبضہ کرلیا اور تخت پر بیٹھ گیا ہرکارون نے یہ خبر بہرام شیر شکار کو پہونچائی کہ آپکے ملک پر
ہزبر نے قبضہ کرلیا یہ سُنکے بہرام شیر شکار حیران ہوا اور اُسنے ایک نامہ اس مضمون کا ہزبر شیردل
کو تحریر کیا کہ ای برادر تم مفقود الخبر تھے شہر مین غدر ہو رہا تھا مین نے انتظام کے واسطے شہر پر قبضہ
کیا تھا میری یہ نیت ہرگز نہ تھی کہ مین تمھارا ملک چھین کر اپنے قبضہ مین لاؤن قاصد یہ نامہ لیکر
جانب شہر بہرامیہ روانہ ہوا خبر ہزبر شیردل کو ہوئی کہ نامہ دار بہرام کا آیا ہی کہا بلاؤ جسوقت
بہرام کا قاصد سامنے ہزبر کے پہونچا سلام کرکے نامہ پیش کیا ہزبر شیردل نے پڑھا مضمون
نامہ سے آگاہ ہوا جواب مین لکھا کہ ای برادر مین نے بھی تمھارے ملک کو بیچ سے نہین لیا ہی
بلکہ مین خانہ بدوشی کی حالت مین تھا اب ملک میرے ہاتھ لگی دیوکو مین نے مارا میرے شہر مین
بدامنی تھی تمھارے شہر مین عافیت تھی مین اپنا گھر سمجھ کے یہین چلا آیا تھا تمھارے شہر کے
واپس کرنے مین کوئی عذر و انکار نہین ہی جسوقت یہ جواب پہونچا بہرام شیر شکار نے انتظام
شہر ہزبریہ کا اپنے وزیر کے سپرد کیا اور آپ وہان سے اپنے شہر کی طرف چلا یہان ہزبر
شیردل کو خبر پہونچی کہ بہرام آتا ہی ہزبر شیردل واسطے استقبال کے آیا اور بہرام سے
ملاقات کی اور رخصت ہونے کا قصد کیا بہرام نے کہا ای برادر ہماری دعوت قبول کرو
ہزبر شیردل نے کہا کہ مین تو کئی روز سے تمھاری دعوت مین تھا اب تم اپنے ملک کا انتظام
کرو اور مین اپنے ملک کا انتظام کرون جب انتظام ملک سے فرصت ہوگی اُس وقت
اختیار ہی مین آپکی دعوت کرون یا آپ میری دعوت کیجیے بعد اس مشورہ کے بہرام
اپنے ملک مین داخل ہوا تمام شہر کو خوشی حاصل ہوئی اور جب ہزبر شیردل شہر ہزبریہ مین آیا
تمام اہل شہر خوش ہوے وزیر بہرام نے استقبال کیا اور تاج و تخت ہزبر شیردل کے سپرد کرکے
رخصت ہوا ہزبر شیردل نے خلعت سے سرفراز کرکے رخصت کیا اب ہزبر شیردل نے
اپنی جانب اپنے وزیر مردہ کے فرزند کو خلعت وزارت دیکر خدمت مین شاہزادہ طہمورث
شہر سرود کے روانہ کیا یہان شاہزادہ طہمورث بعد روانہ ہونے ہزبر شیردل کے ٹھیرے
تھے اُس طرف سے ایک ساحرہ بارادہ دساریق جاتی تھی کہ نظر اُسکی طہمورث پر پڑی ہزار
جان سے عاشق ہوکر طہمورث کو اُٹھا لے گئی اور ایک باغ مین اُتر پڑی یہ باغ بے نگہبان تھا
حالت باغ کی درست نہ تھی ساحرہ نے جادو سے سحر کرکے باغ کو آراستہ کیا اور طہمورث سے طالب
وصل ہوئی طہمورث نے برا بھلا کہا اُسنے طہمورث کو قید کردیا اور یہان سے دریافت حال جانب ملک
ساریقیہ روانہ ہوئی یہان شاپور شیردل طہمورث کو تلاش کرتا ہوا اسی صحرا مین پہونچا باغ دیکھا
داخل باغ ہوا جب اندر بارہ دری کے آیا تو طہمورث کو ایک مقام پر بیٹھے ہوے دیکھا پوچھا آپ
یہان کہان طہمورث نے اپنی سرگذشت شاپور کے سامنے بیان کی شاپور نے کہا کہ اچھا
وہ ساحرہ نہین ہی یہان سے نکل چلیے طہمورث نے کہا وہ مجھے اسیر سحر کرکے چلی گئی ہی مین اپنی
جگہ سے اُٹھ بھی نہین سکتا شاپور نے کہا اگر وہ آپکی عاشق ہی تو پھر آئیگی ابکی مرتبہ

آپ اُس سے خلق کے ساتھ پیش آئیگا تاکہ وہ آپ کو سحر سے رہا کر دے اُسکے بعد آپ اُسکو آغوش
میں لیجائیں ورنہ دبا رکھے گا کہ مر جائے طہمورث نے کہا مجھ سے اس کلام کی کیا حاجت ہے کیونکہ خود میں
اُسے آغوش میں لونگا یہ آغوش ملکہ شمسہ پری جمال کے واسطے ہے شاپور شیردل نے کہا کہ بغیر
اُتار وفریب کے ساحرہ کے پھندے سے نکلنا دشوار ہے غرض دیکھا چاہئے کیا گذرتی ہے ذکر تھا کہ مسعودہ جادو
آگئی اور شاپور کو دیکھ کر پکاری کہ تو کون ہے شاپور نے کہا کہ میں مسافر ہوں مسعودہ جادو نے کہا
کہ ادھر کیوں آیا شاپور نے کہا کہ تھکا ماندہ تھا اور مفلس بھی ہو گیا ہوں میں نے یہ خیال
کیا کہ جب امیر یا رئیس کا باغ ہوگا وہ کچھ سلوک کریگا اور سہتے دیگا مسعودہ جادو نے کہا
کہ خیر اگر تو مسافر ہے تو لے یہ کہکر ایک اشرفی دی اور کہا کہ یہاں ہمارے نظر میں فرق آئیگا
تم باغ کے باہر قیام کرو شاپور نے کہا کہ میں کسی درخت کے نیچے پڑا رہونگا لیکن آپ
شوقین ہیں میرے ساتھ علیحدہ آئیے تو میں ایک ایسی شے آپکو دوں کہ آپ بھی زندگی بھر یاد کیجئے
مسعودہ جادو علیحدہ آئی شاپور نے ایک بوٹی جنگل کی نکال کے دی اور کہا کہ اسکے سونگھنے
سے مستی اور بیخودی زیادہ ہوتی ہے نام اس بوٹی کا جوش مستی ہے جنگل میں پیدا ہوتی ہے حال اس
بوٹی کا کوئی نہیں جانتا تھا ایک فقیر نے یہ بوٹی تعلیم کی تھی مسعودہ جادو نہایت خوش ہوئی اور
بوٹی لیکر شاپور سے کہا کہ تجھے اب کا ہمکا پروا ہے میں اس شخص پر عاشق ہوں وہ وصل میرا
قبول نہیں کرتا ہے جب وصل ہی نہیں میسر ہوتا تو مستی درازی ہے یہ سُنکے شاپور نے کہا کہ تم اسکے
خود بھی سونگھو اُسے بھی سونگھاؤ دونوں پر بیخودی طاری ہوگی سارا انکار نشہ لیئے جائیگا یہ سُنکے
مسعودہ جادو قریب طہمورث کے آئی شاپور باغ کی آڑ سے دیکھا کیا مسعودہ جادو نے کاوش
کی باتیں کرنے لگی طہمورث نے برا بھلا کہنا شروع کیا مسعودہ جادو نے کہا کہ او ظالم کیوں جیتا مارا
یہ پھول سونگھ طہمورث نے کہا کہ مردار اس پھول کو بھی تو ہی سونگھ میں سونگھ کے کیا کروں یہ کہکر شمسہ
مسعودہ جادو کے کھینچ مارا پھول منہ پر پڑتے ہی ناک پر مار ان لگا ہوش ایک اسی جھٹکے آئی
کہ مسعودہ جادو جھوم کر بیہوش ہوئی بس شاپور نے باغ کی آڑ سے نکلکر نعرہ کیا اور آتے ہی
مسعودہ جادو کو خنجر سے کرڈالا اُسکے مرتے ہی ایک قیامت برپا ہوئی صدائیں ہولناک و ہیبت ناک
آنے لگیں آتش باری و برف باری ہونے لگی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام مسعودہ
جادو بود دہشت مردیم و چاندا دیم و طلسم خود رسیدیم جب علامات سحر برطرف ہوئے اور
روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش ایک سیہ فام عورت کی پڑی ہے کوئی دو سو برس کا سن ہے
شاپور نے لاش کی تلاشی لی اور جسقدر مال و اسباب اُسکے پاس تھا سب اپنے قبضہ میں کیا
اور دونوں باغ سے نکلکر روانہ ہوئے شاپور نے تمام حالات شہر حسن آباد کے شاہزادہ طہمورث
شہریار سے بیان کئے طہمورث نہایت خوش ہوا کہ ملکہ نہایت ہوشمند ہے کہ آپ نے سوداگر اور
وزیر کو کیا باتیں کرتے چلے جاتے تھے اور اُس طرف سے ہوشمند وزیرزادہ فرستادہ شہریار شیردل
آتا تھا آتے ہی سلام کیا اور سلام شہریار شیردل کا بیان کیا طہمورث نے شاپور سے کہا کہ علاقہ
شہریار میں بھی ایک روز قیام کرو یہ کہکر شہزادہ ہوشمند کے جانب شہر شہریار روانہ
ہوئے شہریار شیردل نے بڑی دھوم دھام سے عزت کی دوسرے روز دفعتاً قزاق کے پیچھے
لگے ہوئے اور عرض کی کہ اے شہریار آپکو خبر ملی ہے کہ کلین کج کلاہ بھائی ملکہ کا بارادہ

نہیں ہوں دوسروں کی رہبری کا کیا اختیار اگر پہونچنے میں دیر ہوئی اور ملکہ کو چشم زخم پہونچا تو زندگی
بیکار ہو جائیگی ان خیالات میں تڑپتے تڑپتے ظہور نے صبح کی صبح کے ہوتے ہی دہقان قزاق
بارہ ہزار قزاقوں سے پہونچ گیا اس وقت ظہور نے پوچھا کہ شہر بدشہر دل کہاں ہے ملازموں نے
ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ وہ شکار کا قصد ظاہر کر کے اور یہ کہتے گئے ہیں کہ شاہزادہ مجھکو ساتھ نہ لیجا
سو میں اکیلا فضول ظہور نے کہا کہ اسکو ذرا تہذیب نہیں ہے اگر ہم ساتھ بھی لیجاتے تو آپ اسکو خفا
رہنا چاہیے تھا اس وقت تک کہ ہم یہاں سے چلے جاتے یہ ناراضی اپنی ظاہر کر کے مع دہقان قزاق
کوچ کر کے جانب باغ ملکہ روانہ ہوے لیکن اب دو کلمے داستان ملکہ کے سنیے کہ یہ اپنے مقام پر
بیٹھی ہے اور دل آرام سے کہتی ہے کہ کیوں دل آرام حرکت تو نے وہ کی ہے کہ چھپ نہیں سکتی جب وقت
پر راز فاش ہوا تو کیا ہوگا باپ یا بھائی میرے ایسے غیرت دار ہیں کہ جان لے لینگے اور جان دیدینگے
اور بڑا لگا اپنے کو تنہا نہیں کہ کہاں ہیں وزیرزادی نے کہا کہ حضور اتنی نہ سمجھیں یہ جو کیا سو کیا اتنے میں سرکاروں
نے آکر دیلم خلیل بیگ کو خبر دی کہ آپ محافظ باغ ہیں اور شاہزادہ خود بہ ارادہ تاراجی باغ آتا ہے اس وقت
میں کیا اصلاح ہے دیلم نے کہا کہ ہمیں ملکہ کے حکم سے کام ہے اگر وہ لڑنے کا حکم دینگی لڑینگے اسلیے کہ ہم تو
ملکہ کے نمک پروردہ ہیں ہمیں اور کسی سے کچھ سروکار نہیں ہے یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھا اور ملکہ
کی خدمت میں آکر عرض کرنے لگا کہ بھائی آپ کے اس طرف بہ ارادہ فاسد تشریف لاتے ہیں انکو
یہاں کے حالات کی کسی طرح اطلاع ہوگئی اب آپ ہمیں کیا حکم دیتی ہیں انھیں روکیں یا آنے دیں
ملکہ نے کہا کہ تم جاکر میری طرف سے معذرت کرو اگر نہ مانیں تو لڑو ملکہ میں خود مقابلہ کے لیے تیار ہوں
میرا مقابلہ مرد کا مقابلہ سمجھو دیلم نے کہا کہ جب آپ ایسی ہیں تو ملازم کیوں نہ جانثار ہوں میں ابھی
جاکر انھیں سمجھاتا ہوں اگر مانینگے فہو المراد اور اگر نہ مانینگے تو دیکھا جائیگا یہ کہکر اسنے سلام رخصت
کیا اور ابھی چالیس ہزار فوج اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوا اس طرف سے تمکین کجکلاہ اپنی
فوج کو لیے ہوے جنگ کی تیاری سے چلا آتا تھا کہ دیلم نے سلام کیا شاہزادہ نے
جواب سلام دیکر کہا کہ کیوں کیا ارادہ ہے دیلم نے عرض کی کہ ملکہ کے حکم سے حضور کے استقبال
کو حاضر ہوا ہوں تمکین کجکلاہ نے کہا کہ اس گیسو بریدہ کا نام میرے سامنے نہ لینا بلکہ جاکر اس سے
کہدے کہ وہ استقبال کے بدلے آمادہ مرگ ہو میں اسکے قتل کرنے کو آتا ہوں دیلم یہ سنکے
بگڑا اور کہا کہ میں دراصل نوکر ملکہ کا ہوں مجکو جسقدر آپکا پاس و لحاظ ہے وہ ملکہ کی وجہ سے ہے
جب آپ انکو اس طرح سخت و سست کہینگے تو مجکو بھی آپ کا پاس نہ ہوگا تمکین کجکلاہ نے
کہا کہ اگر یوں پاس نہ کرے گا جبر پاس کرنا ہوگا میں خالی شاہزادہ نہیں ہوں بلکہ سپاہی بھی ہوں
لاجرم اپنا دیکھوں تو کہ تو کیسا ہے دیلم نے کہا کہ مجکو انکار نہیں ہے لیکن اتنا پاس آپ کا
اب بھی ہے کہ سبقت نکرونگا یہ سنکے تمکین کجکلاہ نے نیزہ مارا دیلم نے نیزے کو سپر پر
لیا نیزے چلنے لگے اللہ اللہ ہونے لگے ہرکاروں نے اس شور و غوغا کی خبر ملکہ کو پہونچائی ملکہ نے
کہا کہ لاؤ اسلحہ ہمارا ہم خود مقابلہ کرینگے اور حبشی اور داہگیان اور جتنی ہیں اور ترکنیں تھیں سب
اسکے جمع ہو گئیں ملکہ نے لباس سرخ زیب جسم کیا اور نقاب درست کر کے اسلحہ تن پر آراستہ
کرنے لگی اور دل آرام سے کہا کہ کیوں دل آرام خاموشی کے ساتھ مرنے سے یا لوں ہلاک کے
مرنا بہتر ہے اور بابا جانی صاحب کو بھی تو معلوم ہو کہ ہم کو جو سپہگری کی تعلیم کیا تھا وہ یاد ہے

ماہین دل آرام نے کہا کہ نہایت مناسب ہے اور اسنے بھی اسلحہ جنگ لگانا شروع کیے تمام
عورتیں مصروف کمر بندی میں ادھر وزیر نے بھی سلاح جنگ تن پر آراستہ کیے اور ہمراہ ڈیلم کے
فوج کے باغ سے باہر نکلا وہ لڑائی ڈیلم اور تمکین کی دیکھنے لگا لڑتے لڑتے نیزہ ڈیلم کا
ٹوٹ گیا ڈیلم نے تلوار کھینچ کے نیزہ تمکین کج کلاہ کا قلم کر دیا تمکین کج کلاہ نے غصہ میں آکر تلوار
ماری ڈیلم نے سپر بلند کی تلوار چمک کے جو گرتی ہے سپر کو قلم کر کے سر تک پہنچی چار انگل کا زخم
سر میں ڈیلم کے آیا اسنے دستانہ اپنا تلوار کھینچا کر سر سے لگی کہ اس پیچ میں کہ ڈیلم کو بچا لیگا
ادھر سے فوج تمکین کج کلاہ کی آپڑی تلوار چلنے لگی وزیر نے ایک بلندی پر کھڑے ہوکر آواز
دی کہ اے شاہزادے تو بڑی غلطی کر رہا ہے ارے ایسی عصمت دار عورتیں ہوتی کاہیکو ہیں جیسی
بہن خدا نے تجھے عنایت کی ہے تجھے اب اسکے حالات سے اطلاع ہوئی تو اسنے بدنام کیا
تمکین کج کلاہ کو چونکہ وزیر نے گودیوں میں پالا تھا شاہزادہ اسکا بہت لحاظ کرتا تھا کوئی جواب
نہ دیا اور اسی طرح مصروف جنگ رہا ادھر مالکہ کو ڈیلم کے زخمی ہونے کی خبر پہونچی اسنے دل آرام
سے کہا کہ خوب ہوا کہ میرا سردار زخمی ہوا اگر بھائی صاحب کو اسکے ہاتھ سے ضرر پہونچتا تو مجھے ضرور
ناگوار گذرتا اچھا ہے کہ بھائی صاحب یا مجھے قتل کرڈالیں یا کسی برابر والے سے نہ پہونچیں دل آرام
نے کہا اسوقت تک شاہزادے داخل باغ نہوں اسوقت تک جدال نہ سمجھیے یعنی باغ سے
باہر نکل کے لڑنے میں آپ کی رسوائی ہے اور اگر اندر باغ کے لڑا جائیگا تو مضائقہ نہیں شاہزادی
نے یہ رائے پسند کی اور وزیرزادی نے آتے ہی دروازہ باغ پر اپنا پہرہ قائم کیا اور نہ
شاہزادی اپنے قصر کے سامنے مسلح ہو کر ٹہلنے لگی چونکہ اندر مکان کے نقاب کی ضرورت نہ تھی
نقاب دور کر دی باہر کے شور و غل کی آواز اندر تک آرہی تھی صدائے گیرو دار تلواروں کی
جھنکار برابر کان میں چلی آرہی تھی وہان تمکین کج کلاہ لاشوں کے انبار لگاتا ہوا چلا ہی آتا تھا کہ اک
مرتبہ جانب صحرا سے ایک گرد بلند ہوا اور سرہنگ شیردل چالیس جوانوں سے پیدا ہوا دیکھے
کہ تمکین کج کلاہ قریب باغ پہونچ چکا ہے اسی میں سے نعرہ کیا کہ خبردار کہاں جاتا ہے ہرگز باغ
کے اندر قدم نہ رکھنا کہ مالک باغ کا حکم نہیں ہے تمکین کج کلاہ نے پلٹ کے دیکھا کہ یہ کون ہے
اتنے میں سرہنگ شیردل مانند شیر گرسنہ کے مرکب کو دوڑاتے ہوئے قریب پہونچا تمکین کج کلاہ
نے کہا کہ تجھے ان امور میں کیا دخل ہے مالکہ میری تو بہن ہے تیری کون ہے سرہنگ شیردل نے جواب
دیا کہ میری مخدومہ ہے مالک ہے ولی نعمت ہے جو کچھ ہے وہ ہے اسلیے کہ منظور نظر ہے اس شخص کی جو
اس وقت صاحبقران زمانہ ہے میں اسکا غلام ہوں بلکہ ابھی تابع فرمان ہوں یہ سنکے تمکین کج کلاہ
نے وزیر کی طرف دیکھ کے کہا کہ اب کہیے یہ ہمارے گھر کی رسوائی کہاں تک پہنچی ہے وزیر نے
کہا بابا یہ کوئی رسوائی نہیں ہے تمکو خود ہی معلوم ہوجائے گا یہاں تمکین کج کلاہ نے غصہ میں
آکر سرہنگ شیردل پر تلوار ماری سرہنگ شیردل نے وار اسکا رد کر کے اپنا وار کیا کئی وار کی رد و
بدل ہوئی تمکین کج کلاہ بھی مرد بہادر ہے اور غیرت کے جوش میں لڑ رہا ہے اور سرہنگ شیردل بھی ایسا
جوانمرد ہے کہ چالیس آدمیوں سے آگے کئی لاکھ کی فوج پر گرا ہے لڑتے لڑتے سرہنگ نے ایسی
سکندری دکھائی کہ بس تیغ تمکین کج کلاہ کا سر اسکے شانے پر بیٹھا کچھ زخمی ہوا لوگ بیچ میں آگئے
سرہنگ کو علیحدہ کیا لیکن چالیسوں جوان سرہنگ شیردل کے جانیں لڑا دینے سے تلوار سے ہے

یہ سب وہ لوگ تھے جو ہزبر شیردل کے ساتھ ہر وقت رہتے تھے اور چالیس ہزار میں سے چالیس
جوان منتخب کیے تھے نہایت پاکر ہزبر شیردل نے بھی زخم سر باندھا اور لڑنے لگا لیکن تگین کجکلاہ
لڑتا ہوا قریب دروازہ باغ کے پہونچ گیا ہے اور فوج ہجوم کیے ہوئے ہے کہ راستہ باغ میں جانے
کا نہیں ادھر ترک سوارنیاں دروازے میں ڈٹی ہوئی ہیں کہ ایک مرتبہ جانب صحرا سے تتق گرد
بلند ہوا گرد مانند آندھی کے چلی آتی تھی کہ آگے آگے دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے نعرہ
شاہزادہ دلاور یعنی طیمور شیر سرور کا ہوا ساتھ ساتھ اسکے دخان کوہی قزاق تھا اور تمام قزاق
جو قین لیے پیرے باندھے چلے آتے تھے طیمور نے تگین کجکلاہ کو دیکھتے ہی آواز دی کہ خبردار
دروازہ باغ میں قدم رکھنے کا قصد نکرنا ورنہ جسکو چاہے آنے دے جسکو نہ چاہیں وہ نہ آسکے +
ہی اجارہ لیا ای باد صبا کل باغ میں + تگین کجکلاہ نے دیکھا کہ یہ وہی شخص ہے جو ہمراہ
سوداگر کے نظر آیا تھا لیکن اسکے چہرہ سے ایسے اور ہی جاہ و جلالت پیدا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کہیں کا
شاہزادہ ہے خدا جانے کس تباہی میں یہ یہاں آ نکلا تھا اتنے میں شاہزادہ طیمور شیر سرور قریب
پہونچے اور آواز دی کہ کیا ارادہ ہے تگین کجکلاہ نے کہا کہ تجھکو بھی قتل کر ڈالونگا اور ابھی میں کچھ
نہیں کہا ان دونوں کی ذات سے خاندان کی رسوائی ہوئی ہے طیمور نے ہنسکے جواب دیا کہ یہ تمہاری
جہالت ہے بلکہ اس وقت تک کوئی بات ایسی نہیں کی ہے جو خلاف شان ہو نہیں تمہاری
عزت کا درپے ہوا ہوں جو لوگ اس راز سے واقف ہو گئے ہیں وہ جانتے ہیں تم ناحق میں نے ملکہ کو
رسوائے عالم کر رکھا ہے تگین کجکلاہ نے کہا تو کسی طرح کی باتیں بنا مجھے چھوڑنے والا نہیں
ہوں یہ کہکر طیمور کی طرف بڑھا اور تلوار ماری طیمور نے وہی سپر بلند کی جس سے پنجہ پیدا ہو کر
تلوار کو پکڑ لیتے ہیں ادھر تو سپر سے پنجہ نکلکر پیدا ہوا اور تلوار کو پکڑ لیا طیمور کے
ہاتھ کو گردش دی تلوار قبضہ کے پاس سے ٹوٹ گئی تگین کجکلاہ نے دستہ کھینچ مارا طیمور
نے خالی دیا اور بڑھکر کمر زنجیر کا بند پکڑ لیا تگین کجکلاہ نے بھی کمر زنجیر کے بند میں ہاتھ ڈال دیا
زور ہونے لگے اسی کشمکش میں طیمور نے لنگر تگین کجکلاہ کا توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر
مارنے کا قصد کیا تھا کہ ساتھ ہی خیال پیدا ہوا کہ یہ بھائی ہے ملکہ کا بہت شکایت کرے گی اہل لشکر
نے یورش کیا جسکے ہاتھ تلوار کا اٹھتا تھا طیمور نے تگین کجکلاہ کو آگے بڑھا دیا اس وقت اہل
لشکر بھی رک گئے اور رومالی چادریں ہلانا شروع کیں طیمور نے ان سبکو امان دی اور تگین کجکلاہ
کو اسی طرح ہاتھ پر بلند کیے ہوئے داخل باغ ہوا اور وزیرزادی مسلح کھڑی تھی سلام کیا طیمور نے
اس شجاعت سے کبھی کا ہے کو دیکھا تھا نہ سنا تھا لیکن وزیرزادی دل سے ساتھ ہو گئی شاہزادہ اور
آگے جو بڑھے تماشا ہی تو دیکھا کہ تمام ترک سوارنیاں اور پاسبانیاں [illegible] پہ مسلح موجود ہیں اور
چند قدم آگے بڑھا تو دیکھا کہ خود ملکہ خود زرہ بکتر چار آئینہ جوشن پہنے [illegible] لگائے
گویا حریف کی منتظر کھڑی ہے طیمور نے ملکہ کو دیکھتے ہی فرمایا کہ کیوں صاحب یہ کیا ملکہ نے طیمور کو دیکھکر
شمشیر [illegible] گردن [illegible] کہا کہ [illegible] کسی کی تھی لیکن اب آ [illegible] طیمور نے ملکہ [illegible]
ہوا کی [illegible] اور کہا کہ [illegible] انہوں نے [illegible] کی تھی [illegible]
[illegible] کوئی زخم [illegible] نہیں آیا ہے اتنے میں وزیرزادہ [illegible] طیمور کو سلام کر کے کہا
[illegible] ورنہ میں بھائیوں کے مقابلہ کا انجام جدا ہوتا اگر ملکہ انکے ہاتھ

قتل ہوتی تو آپ انکو نہ چھوڑتے اور جب یہ دونون نہوتے تو چراغ سلطنت گل ہو جاتا اور مین نے
ان دونون کو گود لون مین کھلایا تھا مین بھی انکے غم مین زندہ نہ رہ سکتا آپ کیا آئے گویا مسیحا
آگئے طیمور نے کہا کہ آخر انکو اپنی بہن پر اسقدر غصہ کیون تھا اسوقت تک اپنے کولنسی بے عنوانی
کی ای وزیر تمکو یہان رہنے سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ ملکہ پاکدامن ہے یا بے عصمت اور واللہ ہی کہ اگر
ملکہ کو مین بد افعال پاتا یا اپنی حرمت کا خیال اسے ہوتا تو مین اس سے خود احتراز کرتا کوئی شاہزادہ
و رئیس زادہ کسی اوباش عورت کی محبت مین اس طرح خراب ہوتا سوا سے حکیم دانا مین بادشاہ
شہر زرینہ کا فرزند ہون اور صاحبقران زمان ہون قدیم شہر کیوانیہ مین ہوا اُس شہر کو مین نے
ویران دیکھا سنا کہ اژدہے نے اہل شہر کو کھا لیا اور بادشاہ شہر بڑا بہادر تھا وہ بھی لقمہ اژدہا ہوا
مین نے اژدہے کو مار کر اُس ملک کو پھر سے آباد کیا ملکہ سمن بہا یانی کو وہان کا حاکم کیا کنارے
دریاے کیوانیہ کے ایک گنبد طلائی ہے مین وہان بیٹھا شکار ماہی مین مصروف تھا کہ اتفاقیہ ملکہ کشتی پر
سوار نمودار ہوئی مین بھی دل رکھتا ہون اور انسان ہون مین نے ملکہ کو اپنے پاس بلایا ملکہ نے
اُس سے انکار کیا چونکہ مین شیدا ہو گیا تھا اور پتا بھی نہ معلوم تھا بہانہ شکار کی ڈورون مین کشتی کو پاس کے
کھینچ لیا اور نام اور پتہ دریافت کرکے ملکہ کو چھوڑ دیا اسی ملکہ سے قسم دے کر پوچھ لو کہ مین کس طرح
ملکہ سے پیش آیا مین نے اسکے جسم کو ہاتھ بھی تو نہین لگایا اور نہ ملکہ مجھسے بیجا ہوئی آخر شکار کے بہانے
لشکر سے علیحدہ ہوا صحراؤن اور جنگلون کی ٹھوکرین کھاتا ہوا سوداگر تک پہونچا اس سے پتہ لگا کر اُس
مقام پر آیا اور پوشیدہ طور پر ملکہ کے باغ مین آتا تھا یہان بھی سوا دیکھنے کے اور کوئی بات
نہ تھی اگر مجھکو ملکہ کی بے حرمتی کا خیال ہوتا تو جب چاہتا ملکہ کو لیجاتا کسیکو خبر بھی نہوتی کہ کون لیگیا
یہ تشویش کرکے ہم انھون نے خود اپنی بہن کو رسوا کیا اور اگر یہ خیال تھا کہ ملکہ کو کوئی دیکھنے بھی نہین تو
اتنی آزادی کیون دی کہ وہ کشتی پر سوار ہوکے جہان چاہے پھرے چلے لیکن یہ نیت میری ضرور تھی کہ مین
شادی اسی کے ساتھ کرونگا اگر مجھ مین کسی طرح کا نقص ہوتا تو البتہ وہ تم شاہزادے کہتے ہو تو مین بھی شاہزادہ
ہون ملکہ میری فوج اور دولت تم سے زیادہ ہوگی کم نہوگی یہ سنکے تمکین کجکلاہ نے گردن
جھکالی اور شرمندہ ہوا ملکہ دوڑ کر بھائی کے گلے لپٹ گئی اور رونے لگی حکیم دانا وزیر نے
بھی سمجھایا تمکین کجکلاہ نے آخر کہدیا کہ مین ان امور سے واقف ہوتا تو ایسا نکرتا ملکہ خود شادی کا
سامان کر دیتا اور جو کچھ گذرنی تھی وہ گذر گئی اب مین جاتا ہون اور بادشاہ کو سمجھا کر رضامند کرتا ہون
تاکہ کشت و خون نہو پاے طیمور نے کہا کہ اسکو سمجھانا اپنی فوج کا ہی تمھارے کہنے کو ہرگز
نہ مانے گا ایسا نہو کہ تجھ سے بہ بدی پیش آسے تمکین کجکلاہ نے کہا کہ مین ایک ہی وارث
تاج و تخت ہون وہ میرا دشمن نہین ہوسکتا اسکو چار و ناچار میرا کہنا منظور کرنا پڑے گا یہ کہکر
رخصت ہوا طیمور نے کہا کہ تمکو اختیار ہے تمکین کجکلاہ تو اس طرف رخصت ہوا اور
یہان شاہزادہ طیمور نے زیر باغ فوج اپنی اتاری جا بجا تنبو لگے پہرے معین کیے
اور بہرام شیر دل سے کہا کہ حقیقت یہ کیا حرکت کی کہ بغیر ہماری اجازت کے یہان آکر لڑے
بہرام شیر دل نے عرض کی کہ خطا تو ضرور ہوئی لیکن یہ خیال غلام کو بڑا ہی ہوا کہ اگر مین نہ
پہونچا ہوتا اور آپ دیر لڑائی جنگ کو نہ روکتے رہتا تو یقین ہے کہ حضور سے [illegible] تمکین کجکلاہ ملکہ
کیساتھ باغ مین پہونچ جاتا اور خدا جانے کہ پھر کیا انجام ہوتا شاہزادے [illegible] کی اور [illegible]

زخم سے مصروف ہوا وہان قبل پہونچنے تمکین کج کلاہ کے ہرکارون نے تمام حالات کی اطلاع
حسین کجکلاہ بادشاہ شہر نو کو دی بادشاہ فرزند کے مطلع ہونے سے نہایت رنجیدہ ہوا اور حکم کیا کہ لشکر
ہمارا تیار ہو باغ کو مع حریف و فرزند و دختر پھونک دونگا اور کسی لڑکے کو فرزند بناکر ولی عہد قرار
دے دونگا اسی غصہ مین بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ شاہزادے تشریف لاتے ہین بادشاہ
نے کسی کو استقبال کے واسطے بھی نہین بھیجا تمکین کج کلاہ کو ملال ہوا آخرکار جب سامنے بادشاہ کے
پہونچا سلام کیا بادشاہ نے منہ پھیر لیا تمکین کجکلاہ نے کہا کہ مین نے کون سی خطا کی ہے جسپر یہ عتاب
ہے حسین کجکلاہ نے کوئی جواب نہ دیا اس وقت تمکین کجکلاہ نے خیال کیا کہ جو پہلے سے اسقدر
برہم ہے اسکا سمجھانا بالکل بے سود ہے یہ سوچ کے پلٹا لیکن بادشاہ نے حکم دیا کہ ابھی اسکو گرفتار
کر لو یہ سنتے ہی لوگ دوڑ پڑے اور کمندین پڑنے لگین تمکین کج کلاہ کو تلوار کھینچنے کی بھی فرصت نہ ملی
اور گرفتار ہوگیا جب یہ اسیر ہوکر سامنے بادشاہ کے آیا تو تمکین کج کلاہ کو یقین ہوا کہ اب یہ بری
پیش آئیگی حسین کج کلاہ نے کہا کہ اسے لیجا کر قید کرو اور جارچی سے کہو کہ جا بجا کہدے کہ کل
بادشاہ اپنے فرزند کو قتل کریگا جسے دعوے چھڑانے کا ہو وہ چھڑا لے جاے جسکو تماشہ دیکھنا
ہو وہ آکر تماشہ دیکھے اس وقت تمکین کج کلاہ کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے اور دل مین کہا کہ
شاہزادہ طیمور نے جو مجھے منع کیا تھا تو بجا تھا مین اس نافہم باپ کے سمجھانے کو آتا نہ قید کر کے
قتل کیا جاتا اور تمام حاضرین دربار کو بھی حیرت ہوئی کہ واقع مین بادشاہ نے نہایت سنگدلی کی کہ
اکلوتے بیٹے کے قتل کا حکم دیا ہے جس وقت یہ خبر مشہور ہوئی کہ بادشاہ کل اپنے بیٹے کو اس جرم پر قتل
کریگا کہ اسنے اطاعت دشمن کی اختیار کر کے اپنے دین کو تبدیل کر ڈالا تمام شہر حسین آباد مین ایک
ہلچل مچ گئی اور ہرکارون نے یہ خبر شاہزادہ طیمور شیر پر کو دی کہ شاہزادہ کل صبح کو قتل ہوگا
ملکہ تو یہ سنتے ہی چیخین مار مار کر رونے لگی اور طیمور نے کہا کہ اے ملکہ تمام دربار تمھارے باپ کا
خون سے لال کردونگا مجال ہے اسکی کہ بھائی کو تمھارے قتل کر سکے ملکہ نے کہا کہ تم ایسے ہی بہادر
ہو لیکن اتنی بڑی فوج سے زندہ بچ نکلے آنا دشوار ہے یہان ملکہ نے تمام رات گریہ وزاری مین
بسر کی اور شاہزادہ طیمور نے پچھلے پہر سے لشکر مین گرنیل کو حکم دیا بارہ ہزار قزاق تیار ہو گئے ولیم فیلن بیگ
اور شیر پر شیر دل بسبب زخمی ہونے کے رہ گئے قبل صبح صادق کے طیمور سوار ہو کر جانب شہر
حسن آباد روانہ ہوا وہان بادشاہ نے صبح ہوتے ہی سامنے ایوان شاہی کے میدان مین دار
استادہ کرائین جب شہر پناہ کا تیار ہوا اور یکہ فلک کت کا اسنے بچھایا کہ داروغہ زندان سے حکم ہوا کہ
لاؤ اس نا شدنی کو داروغہ زندان تھرتھراتا ہوا اور کانپتا ہوا قید شاہزادے کی لیکر حاضر ہوا بادشاہ نے
حکم دیا کہ بٹھا دو زیر تیغ شاہزادے نے اس وقت جانب فلک دیکھا اور انقلاب گردش تقدیر پر ایک
آہ سرد دل پر درد سے کھینچ کر آنکھین نیچی کرلی جلادون نے لاکر زیر تیغ بٹھایا بادشاہ نے حکم قتل دیا فوج
دو رویہ استادہ تھی جلاد نے کہا کہ یہ فرزند کا معاملہ ہے سمجھ لو پھر کے حکم دو تمھنے مار ڈالنا میرا کام ہے مگر جلانا
میرا کام نہین ہے بادشاہ نے کہا کہ ہمنے خوب سمجھ لیا ہے تو قتل کر اور تعمیل حکم مین دیر نہ کر جلاد نے پھر کہا
کہ ہنوز تیسرا حکم نہین پایا تھا کہ ایوان شاہی کے سامنے ایک باغ تھا اس باغ سے شاہزادہ طیمور
شیر پر مع بارہ ہزار قزاق سب مع دخان قزاق پیدا ہوا اور نعرہ کیا کہ خبردار ہوشیار رہین
آہستہ ہوا منہ دیکھا جھکڑ آن یکبارگی بیستان یعنی طیمور شیر پر یہ کہتا ہوا مانند آفت آسمانی اور بلاے

ناگہانی کے آپہونچا اور تلوار کھینچکر جو گرتا تھا ہلچل برپا کر دی بادشاہ گھبرا گیا کہ یہ دفعتہً کہاں سے آپڑا
جلاد حکم ثالث کا منتظر تھا اہل لشکر بالکل غافل تھے طیمور کے دفعتہً آپڑنے سے بارہ ہزار نامرد
لڑنے والوں کے لشکر کو درہم برہم کر دیا اور طیمور سر جلاد کے آپہونچا اور آواز دی کہ اے تکین کجکلاہ
نہ گھبرانا کہ میں آپہونچا جلاد تو کیا تھا کہ اس بلا سے کون مقابلہ کرے طیمور نے قید کاٹ دی
تکین کجکلاہ نے باقی ماندہ زنجیروں کو زور کر کے آپ توڑ ڈالا طیمور نے ایک سوار کو
مار کر اسکا مرکب اور ہتھیار دیئے تکین کجکلاہ بھی مرکب پر سوار ہو کر لڑنے لگا اب تو بادشاہ
نے شور کیا کہ ارے مارلو ان دونوں کو جانے نہ پائیں کہ انھوں نے بڑے بڑے فساد برپا کر رکھے
ہیں یہ سنتے ہی تمام سردار شہر حسن آباد کے مثل ارزنگ حسن آبادی اور گیہرنگ
حسن آبادی اور طول طویل قامت اور طویل منارہ گردن اور مہیب دیو صورت
اور سروت تہمتن سپہسالار تلواریں کھینچ کھینچ کے آپڑے قزاقوں کو قتل کرنے لگے
ہنگامہ گیرودار برپا ہوا لیکن دو کلمہ داستان سوداگر بچے سنیے کہ سنتے جا کر شہر کیوانیہ
میں خورشید زریں کمر کو طیمور کے حالات سے اطلاع دی اور کہا کہ جلد فوج کو لیکر چلیے
کہ اب حال شاہزادہ کا ظاہر ہو گیا ہے اور شاہزادہ تن تنہا ہے ایسا نہ ہو کوئی پیچ پڑے یہ سنکے خورشید
زریں کمر نے کمربندی کا حکم دیا اور جہاز منگا کر مع لشکر جہازوں پر سوار ہو کے جانب شہر حسن آباد
روانہ ہوا اتفاقاً تمام فوج شہر حسن آباد کی اس معرکہ کی طرف متوجہ تھی جہازوں کے آنے کی
کسی کو خبر بھی نہ ہوئی وہاں فوج خورشید کی اترنا شروع ہو گئی پہلے وہ جہاز پہونچا جس پر خیمہ
بار تھا اور جا بجا … دو لاکھ سوار تھا یہ اترا اور تمام فوج کو لیکر چلا راستے میں خبر پائی کہ بادشاہ
شہر حسن آباد سے اور شاہزادہ طیمور سے جنگ ہو رہی ہے … چالیس ہزار
دیوانوں سے ایوان شاہی کا رخ کیا بعد اسکے تہمتن طوفان دریا موج پہونچا اسکے
ساتھ پچاس ہزار سوار تھے یہ بھی اسی طرف روانہ ہوا اسکے اہرمن کوہزاد چالیس قزاقوں
سے پہونچا آخر میں جہاز بادشاہ کا اور باقی ماندہ فوج یہ سب کے سب ساحل پر اترے اور جنگ کی
خبر سنکے بعد … چل کھڑے ہوئے وہاں ہنگامہ گیرودار گرم تھا شاہزادہ طیمور
مع تکین کجکلاہ و دہقان قزاق کبھی کسی کی فوج میں گھس جاتا تھا بارہ ہزار قزاق لڑکر
سے لڑکر آدھے سے قریب قتل ہو چکے تھے فوج دشمن بے شمار … ہوتے چلی آتی تھی ان میں
دلیروں نے کشتوں کے پشتے لگا دیئے … ٹھہرتا تھا جب شاہزادہ
طیمور مرکب کو رانوں میں مسلتا تھا اور حملہ کرتا تھا چار چار صفیں توڑ دیتا تھا مگر بادشاہ تک کسی طرح
نہ پہونچ سکتا تھا ایک مرتبہ ارزنگ حسن آبادی سے اور دہقان قزاق سے سامنا ہوا ارزنگ
نے تلوار ماری دہقان قزاق نے وار اسکا رد کر کے جواب دیا اور کیا ارزنگ کے دو ٹکڑے ہو کے
گیہرنگ سے اور تکین کجکلاہ سے سامنا ہوا اس نے … شاہزادہ پر وار کیا
تکین کجکلاہ نے بھی وار اسکا رد کر کے جو اسکا ہاتھ مارا وہ … مہیب دیو صورت
سے اور شاہزادہ طیمور سے سامنا ہوا مہیب نے … ہاتھ مارا شاہزادہ نے
اسکو قلم کر کے تلوار ماری کہ مع اسپ و مرکب چار ٹکڑے ہو گئے … تہمتن … آیا کہ مہیب
اسکے برابر کا سردار تھا اور اسپر ایسا رعب چھایا تھا کہ اس نے مقابلہ کا قصد نہ کیا لیکن طول طویل بالا

که یه بهی سردار زبردست هی اسنے نعره کیا که او قزاق تو نے بهی سر اٹھایا هی کهان جاویگا بچ کر میرے
هاتهه سے دخان قزاق نے کها که او کم بخت جس وقت مین بادشاه سے خراج لیا کرتا تها اس وقت
تجهکو تیری جرأت نهوئی که آگے سامنا کرتا اس وقت جو مین لاکهون مین زخمی گهرا هوا هون تو تو دعوے
مقابله کرتا هی لاجرم اپنا دیکهون تو کیسا دلاور هی طویل بلند بالا نے قریب آکر تلوار ماری
که نشانه دخان قزاق کا نشانه هوا دخان قزاق نے بهی ایسا هاتهه مارا که طویل بلند بالا کو زخمی
کیا ادهر طویل مناره گردن نے شاهزاده نگین بخت کلاه کو زخمی کیا اب طیموس اکیلا لڑ رہا هی
دونو سے بچا تا هی اور هر مرتبه یه قصد کرتا هی که بادشاه کے پاس پهونچون مگر هجوم لشکر سے جگه نهین پاتا هی
که اک مرتبه گرد اٹهی اور نعره حامد حیدرانی کی آواز گوش زد هوئی دیکها که دیوانه جو سست پڑے
زنجیر مین جکڑا هوا آتا هی ... سے چلا آتا هی بیروت تهمتن که سپه سالار لشکر هی اسنے
دیکها که دیوانه آتا هی وهم هوا که یه دیوانه ... لگا یه جو زخمی اور گهرے هوے هین یه چهوٹ جاینگے
بس اسنے لات سنگین دل ایک سردار کو حکم دیا که تو اپنی فوج لیکر اس دیوانے کو روک لات سنگین دل
نے نعره کیا که او دیوانے تو کون هی اور کدهر آتا هی دیوانے نے اپنا نام بیان کیا اور کها که مین غلام
هون شاهزاده طیموس کا هٹ جا میرے سامنے سے کهین اپنے آقا کی مدد کو جا رها هون لات سنگین دل
نے کها که آقا تیرا مار ڈالا گیا تو پاس نه جا تو بهی میرے هاتهه سے مارا جائیگا یه سنکر دیوانے کی نگاهون
مین دنیا تیره و تار هو گئی پکارا که او ملعون خاک تیرے منهه مین کسکی مجال هی که میرے آقا کو قتل کر سکے
وه ایسا بهادر هی جسنے تجهه ایسے لونڈون کی طرح لڑائی کے زیر کر لیا دیکها لات سنگین دل نے که
یه مانتا هی نهین اور چلا هی آتا هی اس فقره سے دل ٹوٹنے کے بدلے اسکا جوش اور بڑهه گیا بس دوڑ کر
تلوار ماری حامد حیدرانی نے وار اسکا رد کر کے جو اپنا وار کیا لات سنگین دل سر اٹهاتا هی که
رهگیا بس دیوانه اسکو مار کر آگے بڑها اور لڑنے لگا دیکها اسنے که آقا میرا صحیح و سالم موجود هی اور
لڑ رها هی بس شیرانه حمله کرتا هوا چلا که ساتهه هی اور گرد اٹهی اور نهنگ بن طوفان دریا موج
نمودار هوا بیروت تهمتن اسکی آمد اور چال ... دیکهکر گهبرا گیا که یه کون هی جب نهنگ بن طوفان
نے نعره کیا اور یه ظاهر کیا که ... شاهزاده طیموس شیر ... اسکا زهره آب هوگیا که یه تو
جوان بالا سے یه هی جسنے ایسے ایسے سردارون کو زیر کر کے قبضه اپنا بنایا هی بس ایک دوسری
گرد اٹهی اور اسمین سے شهزاده ... خورشید زرین ... لاکهه سوار و پیدل کی جمعیت
سے پهونچا اور سب کے سب ... آیا اور پهر کر کے تلوار چلانے لگی اب طیموس پر سے وه یورش
لشکر کا کم هوا فوج اس انبوه لشکر کی طرف متوجه هوئی مگر بیروت تهمتن کے حکم سے تین سردار
ایک لاکهه فوج کی جمعیت سے اس لشکر کے روکنے کو بڑهے مردس ابلق ... پهلوان
زبردست هی اسنے آتے هی نهنگ بن طوفان پر گرز مارا نهنگ بن طوفان نے وار اسکا
روک کے جو گرز مارا سر اٹها کر دیا اور بیروت تهمتن کو دیکهکر آواز دی که کیا ان سردارون کو
میرے مقابلے کے واسطے بهیجا هی تو آ تو معلوم هوجاے که مین کون هون یه سنکے بیروت تهمتن
نے مرکب کو جهپٹا اور پکارا که مین وه هون جسکے مقابله مین تیرا آقا زخمی هو چکا هی بس یه سنتے هی
نهنگ بن طوفان دریا موج آگ هوگیا اور پکارا که زخمی هو جانے سے بهادر کا وقار کم نهین هوتا تو
کیا فخر کرتا هی که مین نے تیرے آقا کو زخمی کیا هی آ اور مجهسے سامنا کر تجهکو ابهی معلوم هوجاے

پیشنکے بیروت تہمتن نے نہنگ بن طوفان دریاموج کو نیزہ مارا نہنگ بن طوفان نے
نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین چند طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ نہنگ بن طوفان نے نیزہ
ہاتھ سے بیروت تہمتن کے ہوائی کیا بس اُسنے جھلا کر تلوار ماری نہنگ بن طوفان نے وار
اسکا پشت شمشیر پر روکے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا غصہ میں مارا بیروت نے سپر کو اٹھا کر چہرہ کی
پناہ کیا لیکن تیغہ نہنگ کا لنگر دار تھا ضرب بھی گران تھی تیغہ نے سپر کو مانند قرص پنیر کے قلم کیا اور
خود کو کاٹ کر سر پر بیٹھا نہنگ بن طوفان نے جھٹکا مارا کہ تیغہ تا ابرو اترا یا بیروت نے
واسطے ہاتھ مارا تیغہ چھٹا کر سر سے نکالا اور خون کی سر سے باہر آئی نہنگ بن طوفان نے
آواز دی کہ دیکھا تو نے جیسے تو نے زخمی کیا تھا اسی سے غلام نے تیرا کیا حال کیا اُدھر سمندون
کرگدن سوار سے اور اہرمن کو ہزار سے سامنا ہوا سمندون کرگدن سوار نے تلوار ماری
اہرمن نے وار اسکا روکے سمندون کو زخمی کیا اُدھر شاہزادہ ظہور لڑتا ہوا قریب تخت
پہونچ گیا یہان نہنگ بن طوفان نے دوڑ کر علم لشکر کو سرنگون کیا علمدار کو مارا وہان ظہور نے
قریب تخت پہونچ کر آواز دی کہ او حسین کج کلاہ دیکھا تو نے کیا انجام تیرے ظلم کا پیش آیا
کہو کیا کہتا ہے حسین کج کلاہ نے دیکھا کہ سر پر آگیا ہے اب مین اسکا کیا کر سکتا ہون اس سے یہی
بہتر ہے کہ امان مانگون کس اپنے ہاتھ کے رومال کو گردش دی تمام لشکر مین چادرین بلند کین
ظہور نے ہاتھ روکا پھر یہان ظہور نے بھی قتل لشکر حریف سے ہاتھ روکا بادشاہ تخت پر رکھوا
تخت سے نیچے اترا اور کہا کہ ای ظہور اگر مجھے تیری حقیقت سے آگاہی ہو لی تو مین تجھ سے
[illegible] معلوم ہوا کہ تو بڑا صاحب جاہ و جلال ہے خوشا نصیب اسکے جسکے تجھ سا فرزند [illegible] دونو
لشکر ایک ہوگئے جو لوگ لڑ رہے تھے علیحدہ ہوئے بادشاہ نے جس فرزند کے قتل کا حکم دیا تھا
اسکو گلے سے لگا کے ظہور کا سر سینہ سے لگایا اب تو تمام لشکر مین [illegible] ہونے لگی اور نقارے
خوشی کے بجنے لگے لیکن حال ملکہ کا سنئے کہ اُسنے ہرکارون کی ڈاک بٹھا دی تھی دمبدم کی خبر
پہونچ رہی تھین کہ اب یہ ہوا اور اب یہ ہوا پہلے تو یہ اپنے بھائی کی رہائی کا حال سنکے نہایت
خوش ہوئی پھر ظہور کے تنہا گھیرے ہونے کی خبر پہونچی یہ سنکے ملکہ نہایت پریشان ہوئی
اور اسنے آپ چلنے کا ارادہ کیا لیکن دل آرام نے منع کیا اور کہا کہ اگر تم گئین تو یہ حرکت
شاہزادے کے خلاف مزاج ہوگی اور وہ نہایت ناراض ہونگے ملکہ تڑپ تڑپ کے دعا مانگ
رہی تھی اور رو رہی تھی آخر مین معلوم ہوا کہ صلح ہو گئی اور سبنے اطاعت شاہزادہ ظہور کی اختیار کی
یہان خورشید زرین کمر سے اور حسین کج کلاہ سے ملاقات ہوئی حسین کج کلاہ نے
کہا کہ اب اس کنیز کو آپ لیجائیے مین بخوشی آپکے فرزند کی کنیزی مین دیتا ہون یہ کہکر
رو دیا خورشید کی آنکھون سے بھی آنسو ٹپک پڑے اس وقت ظہور نے کہا کہ اگر
آپکو ناگوار ہے اور دباؤ کی وجہ سے راضی ہوئے ہین تو مجھے منظور نہین ہے اور اگر مجھ مین
کوئی نقص آپنے تجویز کیا ہے تو آپ سے بیان کیجیے اگر واقعی مجھ مین کوئی خرابی ہوگی تو مین ہرگز
ملکہ کا خواستگار نہ ہونگا یہ سنکے حسین کج کلاہ نے کہا کہ تم مجھ سے ہر طرح بہتر ہو لیکن میرے
تمہارے اختلاف مذہب کا ہے یہ بات البتہ میرے ناگوار ہے اور اسی وجہ سے مین نے ا[illegible]
فرزند کے قتل پر کمر باندھی تھی اسکی پروا نہ کی تھی کہ چراغ سلطنت ابدا بجھکے گل ہوجاسکے گا

یہ سنکے شاہزادہ طیمور شیر پرور نے کہا کہ اک وقت مین میرے والد ماجد کا بھی یہی مذہب تھا جو آپ کا
ہی لیکن جب تحقیق کیا تو کچھ نہ پایا تم تو یہان بیٹھے ہوے سارلیق کو خدا جانے کیا سمجھ رہے ہو اور مین
تمھارے خداوند کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہی سارلیق عجب بیوقوف آدمی ہی اسنے تمام کارخانہ
اپنی خداوندی کا اپنی حماقت سے خداپرستون کے ہاتھ سے لٹوا دیا ساحرون اور پہلوانون کے زور پر
وہ خداوند بنا ہوا تھا اب چند دن مین سن لینا کہ سارلیق خداپرستون کے ہاتھ سے مارا گیا یا
شکست کھا کے بھاگا خلخال جادو خداپرستون کے ہاتھ سے قتل ہو چکی جس پہلوان کا نام اسنے
نصیب قدرت رکھا تھا اور تمام فوج کا سالار مقرر کیا تھا اور اپنا لشکر کردہ بنایا تھا کہ یہ کسی سے
زیر نہوگا اسے مین نے سات روز کی کشتی مین لڑکر زیر کیا اور اپنا مطیع بنایا اب وہ میرا سپہ سالار
ہی اور میرے شہر مین اسنے بھی پرستش سارلیق کی ترک کی یہ سردار جو میرے ساتھ ہی یعنی
شہنک بن طوفان دریاموج یہ بھی سارلیق کی میسرہ فوج کا افسر تھا اسے بھی مین نے چار روز
کی کشتی مین زیر کیا اسنے بھی میرا دین یعنی مذہب آئینہ پرستی اختیار کیا اگر مذہب سارلیق
پرستی اچھا ہوتا تو مین کیون ترک کرتا اور مین نے کسی سے دبکے اس دین کو ترک نہین کیا
بلکہ خود ہی برا جان کے چھوڑ دیا کہ اک بادشاہ کو خداوند بنا لینا سراسر عدالت کے خلاف ہی اور خدا
حقیقی سے ناگوار گذرے گا جب ہمارے پیدا کرنے والے نے ہمکو عقل دی ہی تو ہمکو سمجھ بوجھ کے
اپنے خالق حقیقی کو پہچان کے سجدہ کرنا چاہیے اک شخص سکندر آئینہ پرست ہی اسنے مجھکو اک
آئینہ حیرت نما دکھا کے آئینہ پرست بنایا آخر مین وہ آئینہ بھی اندھا ہو گیا اور مین نے اس آئینہ کو
توڑ ڈالا اب برائے نام مین آئینہ پرست ہون ورنہ مین نے تو خود حق پرستی اختیار کر لی ہی
اور اس سے ارادہ کر رکھی ہی کہ جسنے مجھے بنایا ہی وہ خدا ہی خواہ کوئی ہو جس دن مجھے دین حق تحقیق ہو جائیگا
اس روز اپنے ایجادی مذہب کو بھی ترک کر دونگا ان باتون نے ایسا اثر حسین کجکلاہ کے
دل پر کیا کہ اسنے خوش ہوکے طیمور کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ ای فرزند تو حق پسند ہی اب مین
بخوشی ملکہ کو تیری کنیزی مین دیتا ہون طیمور نے گردن جھکالی وہان کے رسم کے موافق کسی شاہزادے
نے ترنج خوشبودار سینہ پر طیمور کے مارا کہ ترنج ٹوٹا اور خوشبو پیدا ہوئی صدائین مبارکباد کی
بلند ہوئین خورشید کے رہنے کے واسطے حسین کجکلاہ نے ایوان خاص خالی کر دیا اور آپ
جا کر ملکہ کے باغ مین قیام کیا کہ آپ برات لیکر باغ مین آئیے گا مین وہان سے ملکہ کو رخصت
کر دونگا تاکہ تمام شہر برات دیکھے خورشید نے یہان قیام کیا اور سامان شادی مین مصروف ہوا
اور حسین کجکلاہ سوار ہوکر طرف باغ کے روانہ ہوا ملکہ کو خبر پہونچی کہ آپکے والد ماجد تشریف لاتے
ہین یہ سنکے ملکہ کو نہایت شرم دامنگیر ہوئی کہ برائے استقبال بھی نہ آئی بلکہ سواریان پہلے سے
آگئی تھین وہ تو جا کر اپنی ماں کے پاس چھپی ماں نے گلے سے لگا پیار کیا اور حسین کجکلاہ نے
بھی دختر کو گلے لگایا اور انتظام شادی مین مصروف ہوا اگر مفصل اس شادی کا حال بیان کیا جائےگا
تو بہت طول ہوگا لہذا کچھ حال مختصرا لکھا جاتا ہی کہ جب تمام سرداران زخمی اچھے ہوے تو پہلے
ایک صحبت منعقد ہوئی کہ حسین سپنے مذہب آئینہ پرستی اختیار کیا اسکے بعد خورشید زرین کمر نے
حسین کجکلاہ سے کہا کہ باغ مین اور شہر مین فاصلہ بہت ہی انتظام شادی مین آپکو دقت
ہوگی لہذا مناسب یہ معلوم ہوتا ہی کہ ایک ہی مقام پر ایک مکان کے فاصلہ سے ہم آپ دونون

شادی کا اہتمام کرین تاکہ قریب قریب کے رہین اور ایک دوسرے کا شریک ہو اس سے دونون جانب دونی رونق ہوگی اس رائے کو حسین کج کلاہ نے بدل منظور کیا ایک ایوان مین تو حسین کجکلاہ نے قیام کیا اور ایک مکان مین خورشید زرین کمر رونق افروز ہوا اندہب آئینہ پرستی کے موافق رسوم شادی ادا ہونے لگی جب برات کا دن آیا تو خورشید زرین کمر نے بہت بڑی تیاری کی بارگاہ یاقوت نگار محفل جشن سجنے کے واسطے آراستہ ہوئی تمام شہر حسن آباد آئینہ بند ہوا ہر گلی کوچہ مین شطرنجی بچھی شہر کے درختون مین قندیلین آویزان تھین ہر مکان سے آواز ساز و سرود آرہی تھی اک عجب طرح کا ہنگامہ برپا تھا کثرت چراغان سے زمین رشک آسمان معلوم ہوتی تھی بارگاہ یاقوت نگار مین تمام رود ساز جمع تھے ایک صف مین افسران فوج اور عزیزان خورشید زرین کمر جمع تھے ایک جانب ارکین دولت کا مجمع تھا حسین کجکلاہ نے تو قطعاً آنے سے انکار کیا لیکن طیمور شہر سرور بحلین کج کلاہ کو جا کے لے آیا اور اپنے عزیزون اور دوستون کو ممانعت کر دی کہ کوئی ایسے مذاق نہ کرے اسی شرم مین آنے سے انکار کرتے تھے شاہور شیر دل نوشاہ بھی تھا اور ارباب نشاط کا انتظام بھی اسی کے حوالے تھا شہر کے چیدہ طائفے جمع تھے آواز ساز سے تمام بارگاہ گونج رہی تھی اور پریجمالین مجرا کر رہی تھین انعام پا رہی تھین ہر چند کہ شہر حسن آباد اسم بامسمے ہی حسین دیکھے وہ حسن و جمال مین اپنی آپ مثال ہی لیکن طیمور کا حسن ان حسینون کو ستارہ سحری کی طرح افسردہ کیے دیتا تھا تمام رات عجب طرح کا جلسہ رہا قریب صبح شاہور نے کہا کہ بھائی کی شادی کا جلسہ اور مین ہی نہ گاؤن یہ کہکر بیچ محفل مین آ بیٹھا اور گانا شروع کیا۔ غزل۔

دل دیکھتا ہون اپنا جھکائے ہوئے سر آج
گھر بیٹھے ہوئے ڈھونڈھ نکالا ترا گھر آج

کیا خوب کیا سوز محبت نے اثر آج
رونا یہ پڑا خشک ہوا دیدۂ تر آج

جس سمت وہ ظالم ہے مین جاتا ہون ادھر آج
واں جاتا ہون کیا ہے مرا دنیا سے سفر آج

وحشت رہی دن بھر ترا ڈھونڈھا کیے در آج
سر پھوڑنے کے واسطے ٹیکا کیے سر آج

بات اسکی بگڑ جائے نہ اے موت ٹھہر کر
مرنے کی مری اُسنے اڑا لی ہے خبر آج

کمبخت رقیبون سے وہ کرتا ہے اشارے
نظرون سے مری گر گئی اس بت کی نظر آج

امید نے رکھا نہ کہین کا شب وعدہ
نالان ہون کہ جاتا رہا نالون سے اثر آج

ہارت مین تری وصل کی رات آ گئی ہے ظالم
پھر شام سمجھ لونگا اگر ہوگی سحر آج

وحشت کا تقاضا ہے کہ کل وحشت جنون مین
سمجھتا ہون کیون ہائے گیا کھائین ادھر آج

محشر کا ہے کیا ذکر قیامت تو یہی ہے
تم آج ہی جس سمت ہو دیتا ہو ادھر آج

مسجد کہ کنشت مین دیا اوج خدا نے
مجرم ہون پہ رکھے ہون ترے پانو پہ سر آج

ملتی ہے پوچھ جانان کہ ہمسایہ پر وطن سے
آسکے قدم اٹھتا نہین آ کے نکلکے گھر آج

اُس وقت ہوا آنکھو سے کچھ نشۂ الفت
ہم بے خبر دنیا سے نہین ہونگے وہ جب آج

ہوتا نہ وصال اسکا جو دیوانہ نہ ہوتا
سر پھوڑ کے لے سے یار کے زانو پہ ہے سر آج

تھا مجمع سے ہم آغوش ابھی خواب مین وہ بت
کیون جاگ اٹھا شام سے بدتر ہے سحر آج

اب سانس بھی لیتا نہین ڈر سے ترے ظالم
آ ہون مین مری ہوگیا کمبخت اثر آج

گریان ہوتین کیا یان ابھی طوفان آٹھے گا — ڈبوا ئیگا اور ون کو مرا دیدۂ تر آج
کیون تو بہتر سے کہنے سے کی تا صبح نا دان — ہنستے ہین پڑے سے کے عوض خون جگر آج
حسرت سے دم بوسہ نہ کس طرح نکلسی آ لے — بے نسبت ہی دہی حسن فغان کل تھی اثر آج
تکنے کا ہون انکی کلیسم ایسا پڑا ہے — دیکھا ہی تو دیکھو آتے سے پھرا ایک نظر آج

شاہپور نے وہی ایک ہزار روپیہ کی تھیلی کو مسرور کرکے سمان باندھ دیا اتنے مین وقت صبح کا آیا اور برات کے چلنے کی تیاری شروع ہوئی ہر چند کہ مکان عروس کا نوشاہ کے مکان سے ایک مکان درمیان تھا لیکن بخیال اسکے کہ اہل شہر کو آرایش برات کی دکھانا منظور تھی اس وقت سے جلوس کو آراستہ کرکے برات سارے شہر مین پھرائی گئی اور مکان عروس سے واپس آئی دیکھنے والے تعجب کرتے تھے کہ خورشید زرین کمر نے برابر ملک مین اتنا بڑا سامان کیونکر فراہم کیا خلقت تماشہ دیکھنے کو جمع تھی جھنڈے نشان دولہن کے مکان پر پہونچا اراکین دولت استقبال کے واسطے آئے برات مع سب اہل محفل جمع ہوئے موافق ہدایت آئین پرستان کے عقد ہوا چونکہ ایک رسم یہ بھی تھی کہ یہ لوگ بعد زفاف کے تیسرے روز برات کو رخصت کرتے تھے براتیون کے ٹھہرنے کے واسطے عمدہ عمدہ مکانات آراستہ کیے گئے براتی اترے تمام سامان راحت مہیا ہوا طیمور کے واسطے ایک مکان انہین نہایت آراستہ کرکے اسمین ایک چھپرکھٹ شاہزادی کے واسطے اور ایک مسہری تھوڑے فاصلے پر شاہپور کے لیے لگا دی گئی کیونکہ یہ ابھی تک طیمور کا بھائی کہلاتا ہی اور اسکا عقد دل آرام کے ساتھ ہوا ہی اب یہان یہ دونون نوشاہ اپنی اپنی عروس کے اشتیاق مین بیٹھے ہین روشنی کم کردی گئی ہی دو کنول چھپرکھٹ کے دونون پہلوؤن مین روشن ہین اور طیمور کروٹین بدل رہا ہی انگڑائیان لے رہا ہی آنکھین جانب در لگی ہوئی ہین ذرا سا بھی کھٹکا ہوا اور یہ اٹھ بیٹھا کہ عروس آئی ہی بقول شاعر ع آپ کی پاؤن کا یہ بہتا ہی کھٹکے ہر دم خیال + جو کوئی بولا صدا کانون مین آئی آپ کی یہان تو یہ کیفیت ہی اور وہان براتی تھکے ماندے کھانے سے فراغت پا کے پڑے سو رہے اب محل مین سناٹا ہوا حسب دستور سہیلیون نے ملکہ کو ساتھ لیا دو عورتون نے دل آرام کو سنبھالا آگے آگے دونون کے دونون کنول روشن کر دیے ہین چھپرکھٹ کیے ہوے آہستہ آہستہ نکلین کہ تا کو آغوش تمنا مین دے آئین اب یہ محل شاہی سے نکلکر درمیان والے مکان مین پہونچی ہین ابھی اس مکان مین داخل نہین ہونے پائی ہین جہان طیمور بہ ہمہ تن آغوش بنا بیٹھا ہی اور جانب در دیکھ رہا ہی کہ ایک مرتبہ ایک سیاہی سی جانب آسمان سے گری دونون کنول جو ملکہ کے ساتھ روشن تھے بجھ گئے اور آنکھین سب کی جھپک گئین اب جو آنکھ کھلتی ہی تو عروس کو نہ پایا بس ان سب نے پریشان ہوکے ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا کہ یہ کیا آفت ہوئی دل آرام نے ان لوگون کی یہ حالت جو دیکھی شرم عروسی سے ہاتھ اٹھایا پوچھا کہ لوگو یہ کیا ہوا ملکہ ہی تم کیا ادھر ادھر دیکھ رہی ہو ملکہ کہان ہین دیکھا تو ملکہ کو نہ پایا بس یہ سر پہ ہاتھ دھر کے اسی جگہ بیٹھ گئی عورتون نے رونا شروع کیا چونکہ دل آرام نہایت ہوشیار ہی اسنے سبکو منع کیا اور کہا کہ ابھی سے شور و غل نکرو ورنہ قیامت ہوجائیگی رات اسی جگہ بیٹھکے گذار دو صبح کو دیکھا جائےگا یہ سب تو وزیرزادی کے حکم سے بیٹھ کر چپکے چپکے رونے لگین اور یہان خود بخود دل مین شاہزادہ طیمور کے دھڑکن سی پیدا

ہوئی

ہوئی شاہپور سے کہا کہ کبھی اتنی تحمل نہیں ہوتا بقول شاعر ؎ وعدۂ وصل چون شود نزدیک + آتش
شوق تیز تر گردد + ذرا جا کے خبر تو لاؤ کہ ملکہ کب تک آئینگی شاہپور نے کہا کہ اس شہر کا رسم ہے کہ محل میں تمام
ملکہ کے عزیز و اقارب جمع ہیں وہاں میرا جانا مناسب نہیں ہے طیمور نے کہا کہ کسی عورت کی صورت
بن کے چلے بھی جاؤ جو ہم ہیں نہ تم ہو جیسے ہمنے دیکھا ویسے تمنے دیکھا کچھ معلوم تو ہو کہ آخر ملکہ کے آنے
میں کیا عرصہ ہے شاہپور اپنے مقام سے اٹھا اور بیچ کا دروازہ کھولکر جیسے ہی داخل مکان ہوا تو عجب
حالت دیکھی کہ دل آرام گھونگھٹ اٹھائے ہوئے سر پر ہاتھ دھرے بیٹھی رو رہی ہے اور بہت سی
عورتیں گرد جمع ہیں سب سکوت کے عالم میں رو رہی ہیں شاہپور نے قریب آکے دل آرام سے
پوچھا کہ خیریت تو ہے یہ کیا ماجرا ہے دل آرام نے کہا کہ غضب ہو گیا وہ سانحہ گذرا ہے کہ نہ چھپائے چھپتی ہے
اور نہ کہتے بنتی ہے شادی کا گھر ماتم کدہ ہو گیا ابھی ابھی عروس کو خدا جانے کون لے گیا ایک سیاہی سی تو آسمان
سے گرتی معلوم ہوئی پھر پتہ نہ چلا کہ عروس کیا ہوئی ہم لوگ سکوت میں بیٹھے ہیں کہ کیا کریں اور کیا نہ کریں
شاہپور نے کہا کہ مگر شور نہ مچانا کہ کیا ہوا اور کیا نہیں ہوا ورنہ اگر طیمور سن لے گا تو ابھی اپنی
جان دے دے گا تم سب اسی جگہ بیٹھو میں طیمور کو ٹال کے لیے جاتا ہوں یہ کہکر شاہپور وہاں سے
الٹے پاؤں پھرا اور آکر شاہزادہ طیمور سے کہا کہ عجب طرح کا دستور اس شہر کا ہے کہ سالیاں بہنوئی
ستاتی ہیں اور ستانے کا یہ طریقہ رکھا ہے کہ پہلی شب اشتیاق دلا کر عروس کو چھپا رکھتی ہیں دوسری
شب وصل نصیب ہوتا ہے کہ اشتیاق زیادہ ہو بس یہ سنتے ہی طیمور کو غصہ آیا اور اپنے سامان
آرائش اٹھا کے پھینک دیا صراحی توڑ ڈالی جام پٹک کے چور چور کر دیے اور غصہ میں
آنکر اسی وقت اس مکان سے نکلکر اپنے مکان میں چلا آیا اور باقی رات ٹہلکر گذاری یہاں
جو صبح ہوئی تو ملکہ کی ماں نے حسب دستور عورتوں کو بھیجا کہ جا کر عروس کو لے آؤ عورتیں جیسے ہی محل
دوسرے مکان میں آئیں تو عجب سامان دیکھا کہ ایک عروس با حال خراب بیٹھی ہے اور ایک عروس کا
پتہ نہیں دل آرام سے کہا کہ ملکہ کہاں ہیں اس وقت دل آرام نے رات کا سانحہ بیان کیا یہ سنکے
ان عورتوں نے رونا اور پیٹنا شروع کیا ملکہ نے کہا کہ ارے دیکھو تو یہ غل کیسا ہے اور خود بھی کلیجہ
پکڑے ہوئے دوڑی یہاں دیکھا تو مع دل آرام تمام عورتیں اپنے سر کو پیٹ رہی ہیں اور کہا
ملکہ کم کیا ہو بیٹی تمہیں کون لے گیا یہ سنتے ملکہ بھی سر پیٹنے لگی الغرض تمام عورتیں دونوں طرف کی آ کے
جمع ہو گئیں ایک کو دیکھ کر ایک نے پیٹنا شروع کیا تھا تا کہ یہ خبر محل میں پھیل گئی اور ملکہ کے
باپ اور بھائی کو بھی معلوم ہوا کہ یہ سانحہ گذرا انھوں نے بھی سر کھولنا شروع کیا حکیم دانا حیران کہ تھا
کہ سیاہی کا گرنا اور ملکہ کا غائب ہو جانا یہ کیا [illegible] اسی وقت [illegible] شناسوں کو [illegible] کیا
اور اس طرف یہ خبر شاہزادہ طیمور نے سنی [illegible] ملکہ [illegible] گذرا [illegible] اپنے خنجر
کمر سے کھینچکر خودکشی کا قصد کیا تھا کہ سنگ [illegible] دوڑکر ہاتھ سے لپٹ گیا اور چاہا کہ خنجر
طیمور کے ہاتھ سے لے لوں طیمور کو غصہ آیا کہ یہ میرے ہاتھ سے خنجر لینا چاہتا ہے [illegible] ایسا جھٹکا
مارا کہ سنگ [illegible] اوندھے منہ [illegible] پر آ گرا [illegible] پاؤں [illegible] اگر ایسا ہو [illegible]
ہلاک کر ڈالیں یہ رنگ دیکھکر [illegible] دیوانہ اور تمام [illegible] طیمور کو غصہ زیادہ
ہوا کسیکو ادھر پٹکا کسیکو ادھر پٹکا ہر مرتبہ چاہتا [illegible]
لیکن یہ سب دل [illegible] جانوں پر کھیلے ہوئے ہیں [illegible]

تو ہاتھ سے جا چکی ہو اب ڈالا دہی اپنے کو ہلاک کیے ڈالتا ہو پس یہ اسی وقت آیا اور تاج اپنا اتار کے طیمور
کے سامنے پھینک دیا اور کہا اے فرزند یہ کیا حرکت ہو تمکو چاہیے کہ اسکی تلاش کرو نہ کہ اپنے کو ہلاک
کرتے ہو لیکن اسکے ہوش اڑ گئے کہ اتنے بڑے بڑے سردار بیٹھے ہوے ہین اور طیمور سبکو لڑکون
کی طرح جھٹک دیتا ہو جب تاج حسین کج کلاہ کا سامنے طیمور کے قریب پانون سے آکر گرا تو اسنے
خنجر ہاتھ سے پھینکدیا اور گردن نیچی کرلی حسین کج کلاہ نے بہت کچھ سمجھایا اور طیمور کو اپنے ساتھ
لیے ہوے بارگاہ مین آیا منجم حاضر تھے انسے سوال کیا کہ یہ سانحہ جو ملکہ پر گذرا اسمین کیا اسرار ہو
بیان کرو منجمین نے اسی وقت زائچہ بنایا اور بارہ برجون ساتون ستارون کو نظر مین رکھکر پہلے تو
خانہ حیات پر نظر ڈالی دیکھا کہ خانہ حیات نحوست سے خالی ہو بعد اسکے اور تمام خانون کو دیکھکر
استخراج احکام کرکے سامنے بادشاہ کے دست بستہ عرض کی کہ اقبال حضور کا بلند ہو ملکہ صحیح و سالم
موجود ہین لیکن اجتماع زحل و عطارد سے یہ پایا جاتا ہو کہ ملکہ کو کوئی ساحرہ اٹھا لے گئی ہو اور اسنے
کسی طلسم مین لے جاکے رکھا ہو بادشاہ نے کہا کہ ساحرہ ملکہ کو کیون لے گئی اگر ساحر ہوتا تو یہ خیال
کیا جا سکتا تھا کہ عاشق ہوکے اٹھا لے گیا اسپر منجمین نے پھر سکوت کیا اور سبب لے جانے کا
دریافت کرنے لگے بعد بہت سے غور و فکر کے عرض کی کہ اے شہریار عجیب طرح کی بات ہو زائچہ ہمارا
بہت صحیح ہو اگر خلاف اسکے ظہور مین آئے تو حضور ہمکو سزا دے سکتے ہین جو ساحرہ ملکہ کو لے گئی ہو
وہ لباس سیاہ مین ہو اور بارگاہ دکھائی دیتی ہو اور معلوم یہ ہوتا ہو کہ کوئی فرزند اسکا ملکہ پر عاشق تھا
اسی کے واسطے وہ شاہزادی کو اٹھا لے گئی تھی لیکن بہ اقبال حضور کا قبل پہونچنے ملکہ کے وہ فرزند
ساحرہ کا اپنی موت سے ہلاک ہوگیا اب ملکہ کا ملنا دشواری سے خالی نہین ہو اور ملکہ بہ
شیر ہمت کی کوشش سے مل سکتی ہو اور جو کوئی ملکہ کی تلاش مین جائیگا وہ خود بھی مبتلا ے بلا ہوگا
یہ سنکے طیمور نے کہا کہ یہ سب میرے بہلانے کی باتین ہین منجمون نے قسمین کھائین طیمور خاموش
ہو رہا لیکن یقین نہ آیا ہر وقت سرداران طیمور طیمور کو گھیرے رہتے تھے طیمور مثل دیوانون کے
ہر وقت عجیب طرح کی حالت مین تھا نہ دن کا چین تھا نہ رات کا خواب ایسی پریشانی کی حالت مین اور
لوگ کہانتک جاگین طیمور نے ملکہ کے باغ مین رہنا اختیار کیا تھا ایک روز ہوا کے سرد چلی سب
سو گئے طیمور کی بھی آنکھ لگ گئی خواب مین دیکھا کہ ملکہ بحال پریشان آئی ہو اور کہتی ہو کہ اے شہریار مین
زندہ ہون لیکن قید مین ہون اب نہ تم مجھسے مل سکتے ہو اور نہ مین تم سے مل سکتی ہون یہ کہکر رونے لگی
طیمور نے چاہا دوڑ کر ہاتھ پکڑ لون کہ آنکھ کھل گئی اس وقت طیمور کی عجب حالت ہوئی اور اسی حالت
جنون مین یہ خیال پیدا ہوا کہ خواب مین وہ آتا ہو جو مرجاتا ہو لہذا بعد ایسی محبوب جانی کے زندگانی پر خاک
ہو چونکہ شاہزادے کو محو خواب دیکھکر سب رفیق بھی سوگئے تھے طیمور نے موقع پاکر خودکشی کا یہ انتظام
کیا کہ جو قصر دریا کے کنارے واقع تھا اسکے کوٹھے پر چڑھکر اور دونون ہاتھ پانون کمند سے باندھ کر اپنے
کو دریا مین گرا دیا

لیکن اب یہان سے چند کلمے اشتان ساریق بن لقا اور لشکر اسلام کے بیان
کیے جاتے ہین طبل جنگ بجوانا ساریق کا اور مع فوج میدان مین آکر صف آرا
ہونا اور بعد ملاقات کے سوار ہونا شاہزادہ خان بن جندال خان ہندی کا

کے تلوار ماری سہراب بن رستم نے تلوار خیال مین رکھ کر دھار کو بچا کے قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا مردان جوشن
پوش نے دوسرا ہاتھ گریبان مین ڈال دیا زور ہونے لگے مرکب لنگرون کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے دونون
نے زین خالی کیے اور مصروف تلاش ہوئے تمام دن کشتی رہی جتنا دن ڈھلتا گیا آستنا زور مردان
جوشن پوش کا کم ہوتا گیا قریب شام سہراب نے لنگر مردان جوشن پوش کا توڑا اور سر سے بلند کر کے
زمین پر مارا اور باندھ کر مشکین عیار کے حوالے کیا شام ہو چکی تھی طبل بازگشت بج گیا دونون لشکر
میدان سے پھرے سیاریق نے پھر طبل جنگ بجوا دیا دوسرے روز صبح کو سیاف جنگجو
میدان مین آیا اور پکارا کہ مین قتل مردان جوشن پوش کے نہین ہون میرے مقابلہ کو وہ نکلے جسکو دعوے
صاحبقرانی ہو اور اپنے کو ہمرتبہ صاحبقران سمجھتا ہو بس یہ سنتے ہی شاہزادہ رفیع البخت نے
مرکب کو اپنے جولان کیا اور صاحبقران کی جانب دیکھکر یہ عذر کیا کہ مجھے آپ سے ہمسری کا
دعوے نہین ہے لیکن اس دریدہ دہن کی سرکوبی کے واسطے نکلا ہون یہ کہکر سامنے تخت بادشاہ
اسلام کے آئے اور اجازت میدان مانگی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے یہ سنکے شاہزادہ رفیع البخت
بادشاہ کو سلام رخصت کر کے سامنے سیاف جنگجو کے آئے سیاف جنگجو لگاور زن ہوا
اس طرف سے شاہزادہ رفیع البخت نے لگاور ماری کہ مرکب سیاف جنگجو کا پانچ قدم
اُڑ گیا اور مرکب شاہزادہ رفیع البخت کا حسب عادت ڈھائی قدم پیچھے ہٹا سیاف نے نیزہ
مارا رفیع البخت نے نیزے کو نیزے پر لیا ردوبدل ہونے لگی قریب شش صد طعن کے نوبت آ گئی
ہو گی کہ رفیع البخت نے نیزے سے نیزہ حریف کو اٹھا کے جھٹکا مارا ہاتھ سے سیاف جنگجو
کے نیزہ صاف نکل گیا اسنے غصہ مین آکر تلوار ماری رفیع البخت نے وار اسکا رد کر کے
جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا سپر قلم ہوئی سیاف نے سر بچایا تلوار سر مرکب پر پڑی گردن مرکب قلم
ہوئی مرکب نے چرخ مارا سیاف جنگجو کود کے مرکب سے علیحدہ ہوا اور تلوار لیکر چلا کہ مرکب
رفیع البخت کو بھی پیکرون رفیع البخت نے ارادہ اسکا فاسد پایا کر زین خالی کیا سیاف
نے آتے ہی تلوار ماری رفیع البخت نے سپر بلند کی تلوار سپر مین در آئی رفیع البخت نے
جھٹکا دی کہ تلوار سیاف کی ٹوٹ گئی اسنے قبضہ منہ پر کھینچ مارا رفیع البخت نے خالی
دیا سیاف دوڑ کے لپٹ پڑا رفیع البخت بھی دست و گریبان ہوئے اُسے بھی تمام
دن کشتی رہی آخر دو گھڑی رات گئے انھون نے بھی لنگر حریف کا توڑا اور سر سے بلند کیے ہوئے
میدان سے پھرے بادشاہ اسلام نہایت خوش نقارہ شادی بجاتے ہوئے میدان سے
پھر کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے وہان سیاریق نے پھر طبل جنگ بجوایا تیسرے روز جس وقت
دونون لشکر میدان مین ہو نکر صف آرا ہو چکے تو ارجاسپ گرد میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا
لشکر اسلام سے شاہزادہ بلقیس بن قمہور اسکے مقابلے کو نکلے بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی
ہوئی بلقیس نے نیزہ ہاتھ سے ارجاسپ گرد کے نکال دیا اسنے غصہ مین آکر ارّہ پشت نہنگ
مارا بلقیس نے بڑی جرات و دلاوری سے ارہ کو قلم کیا ارجاسپ گرد نے تلوار کمر سے
کھینچ لی اور لپٹ کے وار کیا بلقیس نے خالی دیا آگے کر کے جلد دست پر ہاتھ ڈال دیا جھٹکے چلنے
لگے اور زور ہونے لگے بلقیس نے ارجاسپ گرد کو مرکب پر سے کھینچ لیا ارجاسپ گرد
نے سنبھل کے لنگر مارا کہ گھوڑا بلقیس کا بھی بیٹھ گیا بلقیس نے جست کر کے زین خالی کیا اور

ارجاسپ گرد سے مصروف تلاش ہوئے وہ پہر میں ارجاسپ گرد کو زیر کرکے عیار کے حوالے
کیا اور آپ میدان میں کھڑے رہے بھائی ارجاسپ کا لہراسپ گرد آیا اس سے بھی بعد شمشیر بازی
نوبت کشتی کی پہونچی شام کو بلقیس نے اسے بھی اسیر کیا اور ایکہ میدان خالی سے پھرے کفاروں کے
بدن منفعل اور دل شکستہ ہوتے جاتے تھے چوتھے روز مغرور مرو وہم در میدان میں آیا اور مبارز طلب
ہوا آج شاہزادہ داراب ثانی اسکے مقابلہ کو نکلے اور دو پہر میں باندھ کر عیار کے حوالے کیا مغرور
مرو وہم در آیا اسے بھی باندھ کر میدان سے پھرے بے رنگ دیکھکر افہر روئین شکاف نے تمام سرداران
لشکر کفار کو ملامت کردی کہ سردار کوئی مقابلہ اہل اسلام کے واسطے نہ نکلے جسے ہم بھیجیں وہ میدان میں
جاکے یہ ملامت کرکے طبل جنگ بجوا دیا ادھر لشکر اسلام میں نقارہ رزمی بجا دونوں لشکروں میں تیاری
جنگ ہونے لگی انکو تو انتظار صبح میں چھوڑا جاتا ہے اور

اوّل کچھ حال شاہزادہ شہنشاہ صف شکن اور صاحبقران اوسط اور وحید الملک اور مظفر غازی کا بیان ہوتا ہے

کچھ چاروں شاہزادے اپنی اپنی عروس کے ساتھ بہارستان مغربیہ میں مصروف عیش و عشرت
ہیں ایک روز مظفر غازی نے وحید الملک سے کہا کہ آپکو تو دن عید رات شب برات
ہے دو دو معشوقین قبضہ میں ہیں میری رائے ہے اب سلح جنگ پہنے حوالے کیجیے ہیں سلطنت شاہی میں
داخل کردو لگا آپ زندگی اپنی عیش و عشرت سے گذرانیے لڑانے بھڑنے میں ہزار جھگڑے ہیں کہیں
زخمی ہونا کہیں قید ہونا اور اگر قضا آگئی تو بلوار کے موت مرنا یہ سب باتیں سخت ہیں یہ طعن آمیز کلمات
سنکر وحید الملک نے کہا کہ اے مظفر تجھے کیا موقوف ہے جو صاحبقران اوسط کہلاتے ہیں تم انکو دیکھو کہ
ایک ہی عورت کے لیے مطیع ہوئے ہیں کہ دین و دنیا فراموش ہے مظفر غازی نے کہا کہ تمھارا
خاندان کا خاندان عیش پسند ہے اسی بات پر تو دست اچھی تحریر کرتے ہیں وہ تو صاحبقران اوسط ہیں جنکے
اب تحقیق کیا تھا کہ جسقدر پہلوان انھوں نے زیر کیے جیسے جیسے مقاموں پر جاکے لڑائیاں ہوئیں تمنے ابھی
ان مقامات کو دیکھا بھی تو ہوگا سکندر رومی ہے جسنے بارہ برس کے سن میں جاکر تمام تیرگاب قاف
کو فتح کیا پرستان اسکے نام سے تھراتا ہے اب اگر وہ مصروف عیش و عشرت ہے تو کچھ نازیبا
نہیں ہے تم اپنے کو کیا کہا ہے ایسی ایسی باتیں کرکے اسقدر آبجارا کہ وحید الملک سے جواب نہیں پڑا
اور کہا کہ جو تمھاری رائے ہو تیاری لشکر کا حکم دو مظفر نے کہا کہ اگر تیاری کرکے چلو گے تو یہ دونوں
بھی چلینگے انکے سامنے تم کیا کرو گے بہتر یہ ہے کہ یہاں سے بہانہ شکار چلو اور وہیں سے گلستان باختر
کی راہ لو اگر کچھ فتح گلستان باختر ہو گئے تو کچھ نہ کہا وحید الملک نے یہ رائے پسند کی اور سامان
شکار کی درستی کرکے جانب صحرا روانہ ہوئے اور صحرا سے گلستان باختر کی راہ لی اور ایک سوار
کو نامہ دیکر بجناب شاہ مغربی کے پاس روانہ کیا کہ ہم گلستان باختر کی طرف جاتے ہیں اور ناموس کو
آپکے حوالے کیے جاتے ہیں یہ قاصد حسب حکم بارگاہ شاہ مغربی میں پہونچا اور نامہ دیا شہنشاہ
شاہ نے نامہ کو باواز بلند پڑھا آخر میں یہ لکھا تھا کہ یہ راز کی بات ہے ظاہر نہ ہو تماشا عیار شہنشاہ صف
شکن کا دیکھ رہا تھا اسنے تمام کیفیت شہنشاہ صف شکن سے بیان کی انھوں نے کہا کہ واقع میں
یہ لڑکے بڑا اجال کرگئے اب یہاں سے چلنا چاہیے انھوں نے اپنے عیار سے کہا کہ جا سکندر کو بھی اس

حال سے باخبر کرو عیار جو لشکر سکندر رستم خو مین آیا تو سنا کہ سکندر بھی شکار کو گئے ہوے ہین عیار نے
پیام شہنشاہ صف شکن کا اہل لشکر سے بیان کر دیا کہ جسوقت شاہزادہ سکندر رستم خو تشریف لاکر
تو اُنسے کہدینا کہ اب یہان قیام کرنا مناسب نہین ہی لہذا ہم گلستان باختر کی طرف چلتے ہین تم بھی
جلد آؤ یہ کہکر عیار چلا آیا یہان شہنشاہ صف شکن اپنی معشوقہ ملکہ مہر آرا سے رخصت ہوکر لشکر مین
آئے اور اسیوقت کوچ کر کے جانب گلستان باختر روانہ ہوے بعد انکے روانہ ہونے کے دوسرے
روز شاہزادہ سکندر رستم خو شکار سے واپس آئے اور یہان سناٹا پایا پوچھا کہ وحید الملک
اور مظفر اور شہنشاہ صف شکن کہان ہین لوگون نے سارا ماجرا بیان کیا تب سکندر بھی اسی وقت
پشت مرکب پر بیٹھکر جانب گلستان باختر روانہ ہوے انکو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور یہان سے

چند کلمے داستان مقابلہ لشکر اسلام اور لشکر کفار کے بیان ہوتے ہین

راوی کہتا ہی کہ تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مصاف مین آکر صف آرا
ہوے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال جسوقت نقیب شہسوار و یکہ سوار ہٹ گئے تو اشرس بن خرتیا
روئین تن نے یمین لشکر کی طرف دیکھکر بہمن آہن کلاہ سے اشارہ کیا بہمن اپنی کرگدن مست کو
جولان کر کے سامنے تخت سارق کے آیا اجازت میدان مانگی سارق نے کہا کہ جا تجھے اپنے یزد قدرت
کے حوالے کیا بہمن سجدہ کر کے اور بار دگر مرکب پر سوار ہوکے میدان مین آیا خوب سلح شوری کی
نیزے کے ہاتھ نکالے سراپا میدان کا دکھایا جسوقت عرق مین غرق ہوا تو نیزہ زمین پر گاڑا اور دم کو
آراستہ کر کے آواز دی کہ باشی اے گروہ اسلام تم مین سے جسکو تمنا ہے مرگ د ارزو سے قضا ہو
وہ نکلے میرے مقابلہ کو مین مثل دیگران نہین ہون بس یہ سنتے ہی شاہزادہ گرد بن بہرام نے مرکب اپنا
صف سے نکالا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر مرکب سے کود زمین سعادت کو بوسہ دیکر
اجازت خواہ میدان مصاف ہوے بادشاہ نے جام کلاہ خضرت عنایت فرما کر رخصت میدان جنگ
مرحمت فرمائی گرد بن بہرام سلام رخصت کر کے بار دگر مرکب پر سوار ہوکر سامنے بہمن آہن کلاہ کے
آئے اور فرمایا کہ لا جو ہے اپنا بہمن نے کہا کہ پہلے تو اپنا وار کر کے حوصلہ نکال لے ورنہ میرے ہاتھ سے
مہلت جیتے جی جانبری لینے کی بھی نہ ملیگی یہ سنکے گرد بن بہرام نے فرمایا کہ کیا تو ہم اہل اسلام کے آئین سے
آگاہ نہین ہی کہ ہم کو پیشدستی نہین کرتے ہین ہان اگر جو تیری ضرب سے بچ جائے گا تو دیکھا جائیگا بس
یہ سنکے بہمن آہن کلاہ نے نیزہ سنبھالا اور سینہ پر گرد بن بہرام کے وار کیا گرد بن بہرام نے
نیزہ کو نیزہ پر روکا دونون چلنے لگین قریب اسی طعن کے نوبت آئی ہوگی کہ گرد بن بہرام نے
نیزے کو بہمن کے اپنے نیزے مین لپیٹا اور شانے کی قوت شریک کر کے جو جھٹکا مارا نیزہ بہمن کے
ہاتھ سے صاف نکل گیا بہمن شرم برابر آب خجالت مین غرق ہوگیا کفار کی گردنین نیچی ہوگئین اور لشکر اسلام
سے تحسین و مرحبا کی صدائین بلند ہوئین بہمن نے خجل ہوکے از پشت نہنگ وار آ کر گرد بن بہرام نے
سپر بلند کی اور تلوار کو قضا من دیا کہ یہ حد یہ سپر سے نہین رکتا ہی لیکن اتنے مین سپر کو قلم کیا تلوار سپر
سے رکا گرد بن بہرام نے اپنا وار کیا بہمن نے بھی سپر پائین کی لیکن تیغہ گرد نے بھی سپر کو مانند
ورق پنیر کے قلم کیا اور خود مین آکر الجھا بہمن نے جھٹکا مارا تیغہ ٹوٹ گیا یہی خاصیت اس کلاہ آہنی کی
تھی اور اسی بھروسے پر اشرس نے اسکو میدان مین بھیجا تھا بس بہمن نے دوسرا وار کیا اب نہ تو

گرد بن بہرام کے پاس سپر تھی اور نہ تلوار ارادہ خود پر بیٹھا خود کو قلم کر کے سر مین در آیا گرد نے جلدی سے
دستانہ مارا اُسکا چھنا کر سر سے نکلا چادر خون کی جو سر سے باہر آئی گرد بن بہرام پر غشی طاری
ہوئی لوگ آکر گرد بن بہرام کو اُٹھا لے گئی ہرزنگ بن ہرزبان خراسانی نے بادشاہ اسلام سے
اجازت لی اور آکر بہمن آہن کلاہ سے مقابل ہوے انکی تلوار بھی بہمن کی خود مین اُلجھ کے ٹوٹی
اور یہ بھی وار نہ کر سکے زخمی ہوے خلاصہ یہ کہ ہاتھ سے بہمن کے گیارہ سردار زخمی ہوے اب قلیل دن
باقی رہگیا ہی اور ہنوز کوئی سردار مقابلے کے واسطے نہین آسکنے پایا ہی کہ آکر تبہ جانب صحرا سے
تتق گرد بلند ہوا اور آتے آتے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اول گرد سے مظفر غازی بارہ ہزار فدائیون سے
پیدا ہوا و عبد الملک قریب پہونچکر چمہ زن ہوے پر اُنسے علیحدہ ہو کر جل کھڑا ہوا تھا اُس وقت
پہونچا کہ بہمن لاف زنی کر رہا تھا بس مظفر نے اسکو دیکھتے ہی نعرہ کیا کہ باش او کافر مین تیری سرکوبی
کے واسطے آپہونچا اور آتے ہی بہمن پر برس پڑا دم لینے کی فرصت نہ دی بہمن نے کئی وار رد کرکے
ارہ لشت نہنگ کا وار کیا مظفر نے زیر بغل آکر لیا ہاتھ مارا کہ ہاتھ بہمن کا قلم ہو کر مع ارہ زمین پر
گرا شانے سے پرنالہ خون کا جاری ہوا لوگ آکر بہمن کو اُٹھا لے گئے لیکن لشکر تک پہونچتے پہونچتے
مر گیا شام ہو چکی تھی طبل بازگشت بجا کفار اپنے قیام گاہ پر گئے اور اہل اسلام مظفر کی تعریفین کرتے
ہوے میدان سے پھرے زخمیون کو شفاخانہ بھیجا اور غیر زخمی آکر بارگاہ مین رونق افروز ہوے مظفر سے
صاحبقران نے خیر و عافیت بہارستان مغرب کی دریافت کی رفیع البخت نے حال و عبد الملک
کا پوچھا مظفر نے کہا کہ آپ مین یقین ہی کہ کل وہ بھی پہونچ جائینگے وہان سارق سے سنجگان نے کہا کہ یا
خداوندا اب تقدیر لشکر کی منجمون کے ہاتھون مین دیجیے جسکے نام فتح نکلے آپ سے میدان مین کھینچے سارق
نے اس رائے کو پسند کیا اور منجمون کو طلب کیا اور اُن سے کہا کہ تم اپنے علم کے موافق بتاؤ
کہ کل کونسا سردار واسطے مقابلے کے جائے منجمون نے اپنے قاعدہ کے موافق دریافت کرکے
عرض کی کہ یا خداوند اصل تو یہ ہی کہ جسکے نام فتح کامل ہی وہ یہان موجود نہین ہی آج کے چوتھے روز وہ
پہونچیگا اور موجودہ سردارون مین سے کل تین یا پھر دن تک ستارہ زلزال بن خلخال ترک کا اچھا ہی
لیکن بعد مین اُسکے ستارہ اسکا نہایت نحس ہی اسکو مقابلہ کرنا نہ چاہیے سنجگان نے کہا
کہ اسکے بعد جسکے ہو وہ نکلے منجمون نے کہا کہ پھر شاہ تا نام اہل اسلام کی فتح ہی سنجگان نے کہا کہ تمہارا
تو مضائقہ نہین کہ تین پہر اہل اسلام قتل ہون اور پھر کوہ کفار قتل ہوا ہو لیکن تو بھی انجام مین فتح
حاصل ہو سکتی ہی زلزال نے جو سنا کہ کل تین پہر ستارہ میرا اچھا ہی بس اُسنے خود ہی بمنت آکر سارق
سے کہا کہ یا خداوند طبل جنگ میرے نام پر بجوائیے دیکھیے تو مین مسلمانون کا کیا حال کرتا ہون
سارق نے زلزال کے نام پر طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی کہ آج زلزال بن خلخال
بن صلصال بن شمامہ جادو کے نام پہ طبل جنگ بجا ہی فرمایا کہ اُس کافر کا پوتا ہی مدت تک
بھاگ بھاگ کے جان بچایا کیا اور پھر مقابلہ پر آیا تو صاحب اسکے مقابلہ کو جائین وہ اُسکی مکاری سے
ہوشیار رہین اور ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے حسب الارشاد بادشاہ جمجاہ یہان بھی کوس حربی
نوازش مین آیا اور تیاری جنگ ہونے لگی تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر
وعدہ گاہ مصاف مین آکر صف آرا ہوے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جب تب نقیب نقیب
دیگر ہٹ گئے دو شکر کفار سے زلزال بن خلخال نے پودا باگ کا لیا اور سامنے تخت سارق

کے آکر اجازت مانگی ساریق نے کہا اے بندۂ قدیم جا فتح تیرے ہی نام ہے یہ سنکے زلزال نے سجدہ
کیا اور بارہ گھڑ کے سر پر سوار ہو کے میدان میں آیا بعد سلاح شوری کے نیزہ زمین پر گاڑ کے اور دم
کو آراستہ کر کے پکارا کہ اے گروہ اسلام کون آتا ہے میرے مقابلہ کو میں ہون زلزال بن خلخال بن صلصال
بن دال بن دیلو بن شمامہ جادو ہے یہ سنتے ہی شاہزادہ رفیع البخت نے مرکب کو جولان کیا
اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر اجازت جنگ مانگی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے فرزند
صاحبقران اگرچہ تمہین سمجھانے کی ضرورت نہین لیکن اتنا خیال رہے کہ یہ خاندانی مکار ہے اسکے
فریب سے بچے رہنا رفیع البخت نے کہا کہ فدوی حضور کے اقبال سے ابھی اسکو باندھے
لاتا ہے یہ وہی ہے جسے بہارستان مغرب مین زک دے چکا ہون اور میرے ہی خوف سے یہ بھاگ کر
اس مقام پر آیا ہے جاتا کہان ہے میرے ہاتھ سے یہ کہکر سلام رخصت کیا اور سامنے زلزال کے آکر
فرمایا کہ او ملعون تجھے شرم نہین آتی کہ تو میرے خوف سے گلستان باختر مین آیا بہارستان مغرب
سے مفرور ہوا اب کیا منہ لیکر مردان عالم کے سامنے آیا ہے یہ سنکے زلزال پکارا کہ وہ وقت دوسرا
تھا اب خداوند میری پشت پر ہے ہین کوئی مجھے کب زیر کر سکتا ہے آج خداوند نے تم لوگون
کی قوت صاحب کر دی ہے اور مجھے قوت مقابلہ عنایت فرما کر قضا تم سبکی میرے ہاتھ سے لکھ دی
ہے یہ سنکے رفیع البخت ہنسے اور فرمایا کہ لا جو اپنا دیکھو کیا ہوتا ہے زلزال نے نیزہ مارا رفیع البخت
نے ضرب ہی طعن مین نیزہ اسکے ہاتھ سے نکال دیا بس زلزال نے غصہ مین آکر تلوار ماری رفیع البخت
نے چاہا کہ مرکب سے مرکب کو ملا کر ہاتھ پکڑ لون اور اسے باندھ کر خدمت مین بادشاہ اسلام کے
لیے چلون مگر قضاے کار و اتفاقات روزگار کہ پاؤن مرکب رفیع البخت کا موش خانہ مین جا رہا
گھوڑے نے سکندری کھائی خود گرا تیغہ سر پر بیٹھا رفیع البخت زخمی ہو گئے و استانہ مارا
کہ تلوار اچھٹ کر سر سے نکلی اور چادر خون کی سر سے پا تک آ گئی لوگ دوڑ پڑے اور رفیع البخت کو
میدان سے واپس لائے زلزال نے کہا دیکھا تم نے کیا خیال کیا اس شخص کا جسکے ہاتھ
سے مین خود زخمی ہو چکا تھا اب تمہین تاب ہے جو مجھ سے مقابلہ کر سکے یہ سنکے شہنشاہ گوہر کلاہ کی نظرون
مین دنیا تیرہ و تار ہو گئی کہ اسنے میرے بھائی کو زخمی کیا اور لاف زنی کرتا ہے غرور اسکا مٹانا چاہیے
یہ سوچ کے مرکب صف سے نکالا اور بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر میدان مین آ گئے اور فرمایا کہ
او ترک تو فخر کس بات کا کرتا ہے زخمی ہونے سے شان پہلوانی مین فرق نہین آسکتا وہ کونسا بہادر
ہے جو کبھی زخمی نہین ہوا ہے ادھر یہ اور تماشہ دیکھ کیا ہوتا ہے یہ سنکے زلزال نے وہی شمشیر خون آلود سر
شہنشاہ گوہر کلاہ کے لگائی بس شہنشاہ گوہر کلاہ نے اسکا وار رد کرکے اپنا وار کیا زلزال نے بھی وار
الٹا کر دیا کئی ضرب کی رد و بدل ہا ہوئی آخر کار گردن مرکب شہنشاہ گوہر کلاہ کی قلم ہوئی شہنشاہ گوہر کلاہ
نے جست کرکے زین خالی کرنے کا قصد کیا ہی تھا کہ حسب اتفاق جس رکاب کی طرف سے انھون نے
اترنا چاہا تھا اسی طرف مرکب نے چرخ مارا اور گرا شہنشاہ گوہر کلاہ کا پاؤن ٹوٹ گیا لوگ انھین
اٹھا لے گئے اور شفا خانہ مین داخل کیا تب جھلا جھلا کر سرداران شہنشاہ گوہر کلاہ و رفیع البخت
نکلنے لگے لیکن جو نکلا وہ ہاتھ سے زلزال کے زخمی ہوا تین پہر مین زلزال نے قریب پندرہ
سولہ سردارون کے زخمی کیے اب اسنے پلٹنے کا قصد کیا ہی تھا کہ جانب صحرا سے ایک گرد بلند
ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے زلزال بھی میدان مین ٹھہر گیا کہ دیکھ لینا چاہیے کون آتا ہے

آتے آتے دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے شاہزادہ وحید الملک پیدا ہوئے انھون نے آتے ہی
سُنا کہ بھائی میرے ہاتھ سے اس ملعون کے زخمی ہوئے ہین بس وحید الملک نے لشکر کو تو چھوڑا
اور رہین سے جو مرکب کو رانون مین مسلا تو سامنے زلزال کے جا ہوئے زلزال نے کہا او طفل تیرے
دونون بڑے بھائی میرے ہاتھ سے زخمی ہو چکے ہین تو کیا مقابلہ کرے گا وحید الملک نے کہا
او ملعون مین تیری جان کا ملک الموت ہون لا حربہ اپنا زلزال نے مجبور ہو کر نیزہ مارا وحید الملک نے
چند ہی طعن مین نیزہ ہاتھ سے زلزال کے ہوائی کیا زلزال نے تلوار ماری وحید الملک نے
پھرتی سے کلائی پکڑلی اور جھٹکا مارا کہ زلزال اوندھے منہ حیال مرکب پر آرہا اس دوسرا
ہاتھ بڑھا کر کمر بند نیمچہ کا پکڑ کے جو زور کیا تو زلزال کو تا مثل زین سے اٹھا لیا اور اچھال دیا
اور قصد چوبرنگ ہوائی کر گیا تھا کہ گرتا ہوا اور ایک پنجہ گرکر زلزال کو لیے ہوئے چلا گیا وحید الملک
افسوس کر کے رہ گئے کہ اگر مین اس آفت آسمانی سے آگاہ ہوتا تو اسے بالائے آسمان نہ اچھالتا
کفار نے طبل بازگشت بجوا دیا اور میدان سے پھر گئے ادھر اہل اسلام وحید الملک سے ملے
اور تہنیت سکندریہ ستم خو اور شہنشاہ صف شکن کی دریافت کی وحید الملک اپنے دونون بھائیون
کی عیادت کو آئے رفیع البخت اور شہنشاہ گوہر کلاہ نہایت خوش ہوئے کہ خاتمہ بالخیر ہمارے
بھائی کے ہاتھ سے ہوا وہان اقہر روئین شگاف نے اپنے نام پر نقارہ رزمی بجوایا اس طرف
سے بھی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تمام رات نقارے گڑگڑایا کیے صبح کو دونون
لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوئے آج لشکر کفار سے اقہر روئین شگاف کہ بہت بڑا سردار
ہے میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا اس طرف سے طلیحہ بن اند مہور نے فیل اپنا بڑھایا اور
سامنے تخت بادشاہی کے آکر مجرا کیا اجازت میدان مانگی فرمایا جا حافظ حقیقی نگہبان ہے طلیحہ اپنے
فیل مست کو جولان کر کے سامنے اقہر کے آیا بعد گفتگو کے پیام نیزہ بازی ہوئی طلیحہ نے
نیزہ اقہر کے ہاتھ سے ہوائی کیا اقہر کی نگاہون مین دنیا تیرہ و تار ہوگئی دوڑ کر گرز اپنا ازلیے
پر سے لیا اور سر پر طلیحہ کے وار کیا طلیحہ نے اپنے گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا گرز پر گرز جو پڑا شرارے
کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تق گرد و غبار بلند ہوا اقہر نے آواز دی کہ زدم و نپیت کر دم طلیحہ
نے تق گرد سے للکار آواز دی کہ آزادی و برابستہ کردی مین حریف تیار موجود ہون سے اگر تو ضرب نے زدی
ضرب با دوش کن ہمہ شادی ازدل فراموش کن یہ کہکر اپنا گرز گران ستاب آسمان رنگ
پشت پہلو پر چہ کوہ سترہ سومن کی ضرب کو سر پر چرخ دیکر جو سر پر اقہر روئین شگاف کے
وار کیا تو کلہ گرز سے فنا کی صدا پیدا ہوئی اقہر نے برابر اپنے گرز کو اٹھا دیا لیکن یہ طمانچہ قضا ہے سردار
کا کام نہین ہے کہ اس ضرب کو روک سکے اور رد کر سکے گرز سر گرز پہ تلے ہی دونون گرز ٹرائے ہوئے
سر پر اقہر کے پڑے کہ گرز سر مین اور سر گردن مین گردن سینہ مین سینہ شکم مین شکم پشت مرکب
مین مرکب زمین مین گوشت کا ایک چوترہ بن کے رہ گیا طلیحہ نے نعرہ کیا کہ زدم و لیت کر دم تو جسم
اسکی کہ کوئی ریزہ استخوان بھی باقی ہے یا نہین یہ سنکے عیار اقہر کا دوڑا ہوا قریب آیا چھاگل سے
پانی کے چھینٹے دیے گرد کو بٹھا دیکھا کہ اقہر کا پتہ بھی نہین مع مرکب پیوند زمین ہوگیا ہے بس
اسنے وہین سے ہائے آقا کا نعرہ کیا سارق نے جو دیکھا کہ اقہر سا سردار اس طرح مارا گیا آواز دی
کہ ارے مارو اس بندۂ بے ادب کو غضب کیا اسنے کہ سامنے خداوند کے یہ بے ادبی کی یہ سنتے ہی

کل لشکر نے گھوڑے سے اُٹھا دیے اس طرف سے امیر باتوقیر نے اپنے لشکر کو اشارہ کیا اور تلوار کھینچ کے
جا پڑے جنگ مغلوبہ ہو گئی طرفہ تماشہ جسپر ہاتھ مارا وہ ہو تہ خاک ہو گیا اتنی بڑی دو فوجون کا لڑنا پھر حملہ
مین ہزار ہا جانین تلف و برباد ہوئی تھین وہ قیامت کی تلوار چل رہی تھی کہ زمین صحرا کی لالہ گون ہو رہی تھی عکس
خون سے آسمان پر شفق پھول رہی تھی اسلحہ کی جھنکار سے گوش گردون دون کر ہو گئے تھے جو سوار مارے گئے
تھے انکے گھوڑے شور و غل دوڑتے پھرتے تھے سارلیق فیل پر سوار اپنی فوج کو للکار رہا تھا کہ ای بندگان
من مار لو ان خدا پرستون کو جانے نہ پائین سرداران سارلیق جانین لڑا لڑا کے ہوے لڑ رہے تھے اور
سرداران اسلام بھی برابر لاشون پر لاشین گرا رہے تھے شام تک وہ کشت و خون ہوا کہ لاکھون کا
ران پڑا آخر طبل بازگشت بج گیا اور دونون لشکر میدان سے پھرے آج طبل جنگ نہین بجا کہ لاشین
بھی اُٹھانے مین ایک دن ایک رات صرف ہوا شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ ایک لاکھ کافر اور پچیس ہزار
اہل اسلام کام آئے تیسرے روز اخرس بن خرلیس روئین تن نے کہا کہ یا خداوند آج آپ میرے
نام پر طبل جنگ بجوا دیجیے مین کل اہل اسلام کا خاتمہ نکر دون تو نام اپنا اخرس بن خرلیس روئین تن
نہ پاؤن سارلیق نے کہا کہ ای بندۂ خاص الخاص تجھے مین نے ایسا ہی بنایا ہے اور اسی واسطے خلق
کیا ہے غرضکہ نقارۂ رزمی بجا اور لشکر اسلام کو معلوم ہوا یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تمام رات
تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر عیدگاہ مصاف مین پہونچکر صف آرا ہوے بعد آراستگی
صفوف قتال و جدال جسوقت نقیب نشیب و فراز ہٹ گئے تو اخرس بن خرلیس نے گھوڑا آگے کیا اور
سامنے تخت سارلیق کے آکر گھوڑے سے اُترا مجرا کیا اجازت میدان مانگی سارلیق نے کہا
کہ جا تجھکو اپنی یار قدرت کے سپرد کیا اور موت خدا پرستون کی تیرے ہی ہاتھ سے مقدر کر دی ہے
سنکے اخرس بن خرلیس نہایت خوش ہوا اور میدان مین آکر خوب سلح شوری کی جب غرق عرق
ہو گیا تو نیزہ زمین مین گاڑ دیا اور دم کو آراستہ کر کے پکارا کہ ای گروہ خدا پرستان مین تمھاری جان کے
واسطے ملک الموت سے کم نہین ہون جسکو اپنی زندگی دشوار ہو وہ میرے مقابلہ کو آئے بس یہ سنتے ہی جبرئیل
عادی نے مرکب کو اپنے بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہی کے آکر مجرا کیا اور اجازت میدان مانگی فرمایا کہ
تم نے کیون قصد کیا تم وارد تو بارگاہ ہو تمھارا منصب حفاظت بارگاہ ہے یہ وقت تمھارے لڑنے کا
نہین ہے جبرئیل بن عادی نے عرض کی کہ غلام سعادت جہاد سے کیون محروم رہے میرے تمام
بزرگ نامی و نامور گزرے ہین اور بڑے بڑے معرکون مین وہ سپہ سالار رہے ہین مجھے بھی اجازت
ملے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے یہ سنکے جبرئیل بن عادی بار دگر مرکب پر سوار
ہو کے سامنے اخرس کے آگئے اور فرمایا کہ لا ضرب بہادری کی اخرس نے جو دیکھا کہ یہ تو مجھسے
زیادہ فربہ ہے بلکہ تمام لشکر اسلام مین اتنا تنومند کوئی نہین ہے پکارا کہ معلوم ہوتا ہے لشکر اسلام مین تجھسے
زیادہ زبردست کوئی نہین ہے جو تو میرے مقابلہ کے واسطے بھیجا گیا ہے یہ سنکے جبرئیل عادی نے
کہا کہ یہ خیال تیرا خام ہے مین بھیجا نہین گیا ہون بلکہ خود سے آیا ہون اور میری حقیقت کیا ہے مین تو ایک
ادنی سردار ہون لشکر اسلام مین ایک ایک سردار دیوکش ہے اخرس نے کہا کہ پھر تیر تن دیوکش
میرے مقابلے مین کچھ کام نہ آئے گا اسلیے کہ میری تلوار کی پناہ نہین ہے یہ کہکر نیزہ مارا جبرئیل عادی
نے نیزے کو اسکے نیزے پر لیا طرفین چلنے لگین رد و بدل ہونے لگی اس تن و توش پر مرکب
جبرئیل عاد کا اشارون پر پھر رہا تھا آخر ستر طعن کے بعد جبرئیل نے نیزہ ہاتھ سے اخرس بن خرلیس

کے نکال دیا اخرس نے شرمندہ ہو کر تلوار کمر سے کھینچ لی اور پکارا کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی چال
بازی تیغ بازی راست بازی جس کو حلال مشکلات جہاں کہتے ہیں اور جھپٹ کر سر پر جبرئیل
عاد کے وار کیا جبرئیل عادی نے سپر بلند کی تیغہ چوب تا ہی سپر کو کاٹ کر خود پر بیٹھا اخرس نے جھٹکا
مارا تا دو ابرو اتر گیا جبرئیل عادی نے سر داستانہ مارا کہ تیغہ چھٹا کر سر سے نکلا اور چادر خون کی سپر
سے باہر آ گئی نوک آ کر جبرئیل عاد کو لے گئی اخرس بن خنیس نے مبارز طلب کیا ہمر بن فرامرز
عاد مغربی نے بادشاہ اسلام سے اجازت لی اور اخرس بن خنیس سے سامنا کیا کئی
ضرب کی رد و بدل ہوئی اخرس رویین تن ہی تلوار نے جسم پر اثر نکیا آخر ہمر بھی ہاتھ سے
اخرس کے زخمی ہوئے قہور بن جمہور نے مقابلہ کیا یہ بھی زخمی ہوئے خلاصہ یہ کہ شام تک
میں بائیس سرداران نامی و گرامی ہاتھ سے اخرس کے زخمی ہوئے شام کو طبل بازگشت بجا
دونوں لشکر میدان سے پھر گئے سارق نہایت خوش اخرس پر سے زر نثار کرتا ہوا میدان سے
پھر آ ادھر اہل اسلام نہایت مغموم میدان سے پھر کر اپنی فرودگاہ پر آئے اخرس ملعون نے پھر
طبل جنگ بجوا دیا دوسرے میدان داری میں پھر اخرس نے اٹھارہ سردار زخمی کیے اور سات
سرداروں کو شہید کیا تیسرے روز پھر یہ میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا ہنوز لشکر اسلام سے کوئی
نہ نکلا تھا کہ جانب صحرا سے شق گرد بلند ہوا اور شاہزادہ شہنشاہ صف شکن چند کس سے پیدا ہوئے
اور نعرہ کیا کہ او ملعون خبردار کہاں جاتا ہے کہ میں آ پہونچا اخرس نے جو شہنشاہ صف شکن کو دیکھا
پکارا کہ تو کہاں تھا معلوم ہوتا ہے اجل تجھے کھینچ کر اس مقام تک لائی ہے فرمایا یا تیری اجل کھینچ لائی
ہے باتیں بنا تو چال لے پر مقابلہ کے ظاہر ہو گا یہ فرماتے ہوئے قریب آنے لگا اور ماری کہ اخرس سے سردار کو
گرد برد کر دیا اخرس نے جھٹکا کر تلوار ماری شہنشاہ صف شکن نے وار اسکا رد کر کے اپنا وار کیا
تلوار نے سپر کو کاٹا خود توڑا سر پر جا کے رک گئی شہنشاہ صف شکن نے جھٹکا مارا کہ اگر کوہ بھی ہوتا
تو دو ٹکڑے ہو جاتا مگر اخرس کے سر پر کا کچھ نہ ہوا اخرس نے جو وار کیا شہنشاہ صف شکن کے
مرکب سپر کو مار کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا مگر اخرس نے تلوار چھوڑ دی زور کشمکش
کے ہوئے لیکن مرکب لشکروں کی تاب نہ لا سکے بیٹھ گئے دونوں نے زین خالی کیے اور دست
دگریبان ہو کے کشتی ہونے لگی دونوں طرف کی فوجیں کھڑی ہیں اور تماشہ کشتی کا دیکھ رہی ہیں یہاں
شہنشاہ صف شکن اور اخرس بن خنیس سے دو شبانہ روز کشتی رہی علاوہ رویین تن ہونے کے
اخرس سردار زبردست بھی تھا تیسرے روز اخرس سست ہوا شہنشاہ صف شکن نے
لنگر اسکا توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا اور فرمایا کیا کہتا ہے شناخت پروردگار عالم میں اخرس
نے کہا ہزار بار میں ہوں تو نام سر خداوند سارق کے نیاز میں لیس یہ سنتے ہی شہنشاہ صف شکن نے
ایک ہاتھ زیر زنخدان رکھا اور دوسرا ہاتھ گدی پر رکھ کے ہتھیلی کی ضرب سے ایسا مارا کہ دھڑ سے
سر جدا ہو کر سینہ پر گرا کہ لاش اخرس کی تڑپ کر ٹھنڈی ہو گئی بس سارق نے جو یہ دیکھا کہ سپہ سالار اسکا
مارا گیا پکارا کہ مارو اس خدا پرست کو غضب کیا اس نے کہ ایسے سردار کو مارا تمام فوج تلواریں کھینچ کر
چلی اس طرف سے خدا پرست بڑھے شہنشاہ صف شکن جلدی سے مرکب پر سوار ہوئے تلوار
کھینچ لی دونوں لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی سارق چلا رہا تھا کہ خبردار اخرس کے قاتل کو زندہ نجانے
دینا فوج ہر طرف سے شہنشاہ صف شکن کو گھیرے ہوئے ہے قیامت کی تلوار چل رہی ہے صدائے تکبیر و [illegible]

بلند ہے سارق ملعون فیل پر سوار چلا رہا ہے کہ ای بندگان من ماریوان خدا پرستون کو جانے نپائین اس طرف
سے جوانان اسلام تلوار برسا رہے ہین شہنشاہ صف شکن پر عنبر کہ تین روز سے تھکے ہوئے ہین
مگر انھون نے وہ تلوار ماری ہے کہ کفار پناہ مانگ رہے ہین کئی کروڑ کی فوج ادھر ہے اور اس طرف بھی
بہت بڑا لشکر ہے ہر حملہ مین ہزارون کے وارے نیارے ہوتے ہین امیر با توقیر نے بھی تلوار
کھینچی ہے صفین توڑتے پردون کو چھانٹے ہوئے چلے جاتے ہین کہ آج ہی جنگ کا خاتمہ کر دون سارق
ملعون کو فیل پر سے کھینچ لون ساتھ ساتھ صاحبقران کی داہنی جانب داراب ثانی بائین جانب
بلقیس بن قہور لڑتے ہوئے چلے جاتے ہین ایک جانب طلحہ بن لندھور نے جو گرز مارنا شروع کیے ہین
تو زمین پر پیوند لگاتے چلے جاتے ہین ایک جانب ملوک بن مالک نیزہ باز نیزے سے لڑ رہے
ہین اسکو نیزے پر اٹھا لیا دوسرا بڑھا اسپر کھینچ مارا دونون مر گئے گرے انسی ہزار نیزہ باز انکے
برابر لڑ رہے ہین کفار کو نیزون پر اٹھا اٹھا کے پھینک رہے ہین اک نیستان کا سمان بندھا
ہوا ہے ایک جانب شہنشاہ گوہر کلاہ لڑ رہے ہین ایک سمت آصف انجم طلعت جنگ
کر رہے ہین بلقیس بن اکوان ساتھ ساتھ ہے اسکو ایسا تعلیم کیا ہے کہ پہلوان زبردست ہوا ہے یہ بھی
کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار لگا رہا ہے عین گرمی جنگ مین مہیب فیل پیکر سے صاحبقران
عالیشان سے سامنا ہوا مہیب فیل پیکر چنگھاڑا کہ او خدا پرست ادھر کہان آتا ہے نہین دیکھتا
کہ خداوند جلوہ افروز ہین صاحبقران نے فرمایا کہ کیا جھک مارتا ہے آپ کافر مرتد کو خداوند کہتا ہے یہ سنتے
ہی مہیب فیل پیکر نے ساطور مارا صاحبقران نے دستہ ساطور پکڑ کے ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ ساطور
ہاتھ سے مہیب کے نکل گیا امیر نے وہی ساطور سیدھا کر کے سر مہیب فیل پیکر کے
مارا کہ مہیب کے دو ٹکڑے ہو گئے ادھر نعیم شتر لب سے اور داراب سے سامنا ہوا
نعیم نے تلوار ماری داراب نے وار اسکا باسپر رد کر کے جو ہاتھ تیغ آبدار کا کمر پر مارا
تو نعیم کے بھی دو ٹکڑے ہوئے قسطاط حبشی سے اور بلقیس بن قہور سے مقابلہ ہوا قسطاط
نے مثل گرز آہنی مارا بلقیس نے وار اسکا رد کر دیا اور جنید کا ہاتھ مارا کہ اوپر کا منہ لا اڑ گیا اور نیچے کا منہ دا
اڑ کے گر پڑا ادھر سنگ مرجان آشام سے اور شہنشاہ صف شکن سے سامنا ہوا سنگ مرجان آشام
نے زنگالہ زنجیر مارا شہنشاہ صف شکن نے اس خوبصورتی سے ہاتھ مارا کہ دونون ٹکڑے ہو کے
دور گرے سنگ مرجان آشام نے زنجیر ماری شہنشاہ صف شکن نے زنجیر چھین لی اور اسی زنجیر سے
مشکین باندھ کے اچھال دیا اور جو رنگ ہوائی کا تھا تہلیس سلطن سے اور شہنشاہ گوہر کلاہ سے
مقابلہ ہوا تہلیس سلطن نے چوب چماق کا وار کیا شہنشاہ گوہر کلاہ نے وہی چوب چھین کر سر پر
تہلیس سلطن کے لگائی کہ مغز سر پاش پاش ہو گیا آصف انجم طلعت کو منقال شیر سوار نے
ٹوکا کہ او خدا پرست کہان جاتا ہے ادھر آ اور مردان عالم سے مقابلہ کر آصف انجم طلعت نے
فرمایا کہ او جنگلی تو ہمسے کیا لڑے گا شیر پر سوار ہو کے بڑے عجائبات دکھاتا ہے ہم ضیغم کش
اور اژدر شکار ہین منقال شیر سوار نے غصہ مین آ کر تلوار ماری آصف انجم طلعت نے
وار اسکا تشت سپر پر روک کے جو ہاتھ مارا منقال کے مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے شاہزادہ
رفیع البخت سے اور مہران مہر طلعت سے مقابلہ ہوا مہران ہاتھ سے رفیع البخت
کے زخمی ہوا اور سہراب ابن رستم کے ہاتھ سے غضنفر ہیبت کرگدن سوار مارا گیا اسپ یہ

یہ نوبت ہی کہ سرداران اسلام کفار کو دباتے ہوئے چلے جاتے ہین اور فوج کفار لڑتی جاتی ہی اور پیچھے ہٹتی جاتی ہی مگر سارلیق برابر چلا رہا ہی کہ ای بندگان من ساتھ والون کے مرنے سے بددل نہو بین روز نوروز سب کو زندہ کردونگا تا فوران بعقیدت جانین لڑاتے ہوئے لڑ رہے تھے ہر چند کہ اہل اسلام تین روز کے تھکے ہوئے تھے مگر جانین لڑاتے ہوئے لڑ رہے تھے کہ آج ہی گلستان باختر سے ان کفار کو مار کے نکال دو اور کفار بیدل ہوتے جاتے تھے کہ یکایک از پردہ بیابان گرد برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ چہرہ خیرہ سرگرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان اک آسمان خاکی نمودار تھا بقول شاعر کہ ؎ زسم ستوران دران پہن دشت ؛ زمین شش شد و آسمان گشت ہشت ؛ آتے آتے دامنہ گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے بارہ ہزار فیلان جنگی ہر فیل پر ایک ایک پہلوان زبردست مسلح سوار اور سونڈون پر ہاتھیون کے پٹے چڑھے ہوئے اور آگے آگے اک فیل سیاہ پر ایک پہلوان زبردست دیو صورت سوار اسکے فیل کے سونڈ پر بھی پٹا چڑھا ہوا رستے جو دیکھا کہ فوج کفار اور لشکر اسلام سے جنگ ہو رہی ہی فوج کفار دبتی چلی جاتی ہی بس اپنے ہمراہیون سے کہا کہ لینا ان خدا پرستون کو انھون نے خداوند کو بہت پریشان کیا یہ کہکر اسنے تلوار کھینچی اور پہلو سے لشکر کے آکر گرا اور نعرہ کیا کہ ہم شدائد خان بن جدائل خان ہندی ہین اسکا پہلو لشکر سے آکر گرنا تھا کہ ایک قیامت برپا ہوئی فیلان جنگی نے لشکر اسلام کو پامال کرنا شروع کیا ایک تو یہ لوگ تین روز کے تھکے ہوئے تھے علاوہ اسکے صبح سے مصروف جنگ بارہ ہزار فیلان جنگی کا ریلا کہان تک رک سکتا ہی صاحبقران عالی شان نے جو دیکھا کہ تمام لشکر پامال ہوا جاتا ہی ایک گھٹا ہی کہ چھائی ہوئی ہی اور سیفین مانند برق کے چمک رہی ہین بس امیر عالی شان نے وہین سے باگ فرس کی پھیری اور آواز دی کہ او شدائد خان نمک کہ تیرا تمام خاندان مسلمان اور تو کافر ہی تجھے شرم نہین آتی شدائد خان نے کہا کہ وہ لوگ کمزور تھے جو دبے سے تمہاری اطاعت اختیار کی اور دین قدیم سے روگردانی کی مین کسی سے کمزور نہین ہون ساتھ امیر کے تمام سرداران اسلام اس کالی گھٹا کی طرف بڑھے اور تلوارین مارتے ہوئے چلے اگرچہ پہلے حضور نے بھی فوج ہاتھیون کی تیار کی تھی مگر کبھی اس فوج کو لڑایا نہین محض جاہ و جلال کے واسطے ساتھ رہتے تھے اور صرف ہاتھی سرکے جاتے ہوئے لڑ رہے تھے لیکن شدائد خان نے ہر فیل پر ایک ایک سردار کو بھی بٹھایا ہی مع اسلحہ و تکمیل موجود تھا ادھر تو فیل کی صدمت چار چار پانچ پانچ کو قتل کر جاتی ہی ادھر جو سردار فیل پر سوار ہی وہ تلوار برسا رہا ہی لشکر اسلام پامال ہوتا چلا جاتا ہی سرداران اسلام متفرق لڑ رہے تھے ہر چند کہ سب نے اس طرف کا رخ کیا ہی اور لڑتے ہوئے چلے آتے ہین مگر جہانتک جا سکین پہنچین یہان لاکھون آدمی مارے گئے ہاتھیون نے قیامت برپا کردی سرداران اسلام نے جو اس طرف کا رخ کیا تو سارلیق کی جی ہاری ہوئی فوج کا بھی دل بڑھا اور سب کے سب پھر جم کے لڑنے لگے شدائد خان نے تو کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار لگا دیے حسب اتفاق اس طرف سے شدائد خان ہندی لڑتا ہوا چلا آتا تھا اور اس طرف سے چمن زاد یونانی لڑتا ہوا چلا جاتا تھا کہ چمن زاد سے اور شدائد خان سے سامنا ہوا شدائد خان نے اپنے فیل کو للکارا فیل نے آتے ہی پٹا مارا چمن زاد یونانی نے سپر بلند کی فیل کی سیاست سپر کی شدائد خان نے اوپر سے گرز مارا کہ یہ مرد مومن درجہ شہادت پر فائز ہوا چونکہ فوج پامال ہو رہی

اور لشکر کے بچانے کے واسطے کل سرداران پلٹ پڑے تھے تو تھوڑے سے ہی عرصہ مین تمام سردار راستہ طے کرکے
قریب پہونچ گئے اور فیل سوارون کو للکارے کہ یہ کیا نامردانگی ہے کہ پہلو سے لشکر کے چھپکر حملہ کیا
اب سامنے ہوکے مردان عالم سے سامنا کرو تو معلوم ہو چنانچہ الگمست دیوانہ رفیق شاہزادہ سکندر
رستم خو یہ زنجیرین مارتا چلا آتا تھا اور اس طرف سے عنقا نے فیل سواران کو روندتا چلا آتا تھا
دونون کا سامنا ہوا فیل نے پٹا مارا الگمست دیوانہ نے عوض اسکی ضرب روکنے کے زنجیر ماری کہ
فیل کی مستک پر پڑی ادھر تو فیل چنگھاڑ کے بیٹھ گیا اور ادھر سونڈ کمر پر الگمست دیوانہ کے
پڑی یہ تو مسلم بھی شہید ہوا قران فیل سوار رفیق شاہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ لڑتا چلا آتا تھا جس وقت
یہ قریب پہونچا تو طہماس فیل سوار سے سامنا ہوا طہماس کے فیل نے سونڈ ماری قران فیل سوار
نے اپنے کو بچانا چاہا فیل تو پیچھے ہٹنے سے بچا مگر ران اسکی زخمی ہوئی پس قران فیل سوار نے
فیل سے فیل کو ملا کر سر پر طہماس کے گرز مارا طہماس فیل سوار نے گرز کو گرز پر روک کے
اپنا وار کیا ادھر فیلون مین دانت لڑے ٹکرین چلنے لگین قران فیل سوار نے اسکی ضرب بھی
اپنے گرز پر رد کی مگر ضرب کے نکان سے ہاتھ تھرا گئے گرز پر سے گرز کھسل کر سر پر گرا کہ یہ بیچارہ بھی شہید
ہوا شہنشاہ گوہر کلاہ کو اپنے رفیق کا نہایت صدمہ ہوا اور مرکب کو جھکا کر آپ بڑھے کئی فیل سوارون
کو مارا جس فیل نے سونڈ بلند کی ایسا ہاتھ مارا کہ سونڈ قلم ہوئی آخرکار یہ بھی زخمی ہوئے تیار رفتے دیکھا
کہ آقا مضطر گھبرایا ہوا ہے اور فیل سوارون کا یورش ہے ایسا نہو کہ جان بحق تسلیم ہو پس اسنے حقہ آتشبازی
وارغ سے جھونکا فیل چیخ کے بھاگے مرکب اپنے سوار کو لیکر نکل گیا عیار ساتھ ہوا اور راستہ کوہ شہضوریہ
کا لیا کہ یہ کوہ نہایت بلند اور یہان سے قریب تھا یہان اسی طرح گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی کہ صاحبقران
عالیشان لڑتے ہوئے قریب پہونچ گئے عفریت فیل سوار نے حملہ کیا صاحبقران نے خرطوم
فیل کو قلم کرکے ایسا ہاتھ مارا کہ عفریت کے دو ٹکڑے ہوئے عفریت معہ فیل گر کر تڑپنے لگا
مہوت فیل سوار نے حملہ کیا امیر نے اسکا وار بھی رد کرکے ایسا ہاتھ مارا کہ مہوت کے بھی دو
ٹکڑے ہوئے ارژنگ فیل سوار قریب آیا اور چاہا کہ روند ڈالون صاحبقران نے قریب
پہونچتے ہی ہاتھ تلوار کا ایسا مارا کہ فیل کے دونون ہاتھ قلم ہوئے اور فیل اوندھے منھ گرا شیر ناک
فیل سوار نے گرتے گرتے تلوار صاحبقران پر لگائی امیر نے وار اسکا بپشت شمشیر رد کرکے
جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا اسکے بھی دو ٹکڑے ہوئے شدادخان نے جو یہ حالت دیکھی کہا امیر تو
فیل سوارون کا ستھراؤ کیے دیتے ہین پس اسنے وہین سے نعرہ کیا کہ یا صاحبقران مجھ سے
مقابلہ کیجیے یہ کہکر اپنے فیل سپید کو بڑھا کر قریب آیا اور صاحبقران پر گرز مارا امیر نے سپر
بلند کی گرز تو سپر پر بیٹھا تھا کہ کڑاکا ہوا اور اک بیچ گرا کہ صاحبقران کو لیے ہوئے چلا گیا پس
صاحبقران کا نظرون سے پوشیدہ ہونا تھا کہ فوج مین ہلچل پڑ گئی اہل اسلام دل شکستہ ہونے
لگے لیکن باوجود سرداران اسلام جمے ہوئے برابر لڑ رہے تھے مضطران پریشان تھا کہ کیا فکر کرون لشکر تباہ
ہوا جاتا ہے لیکن سرداران اسلام باگین اٹھائے ہوئے فوج سے آگے آگے فیل سوارون سے برسر
مقابلہ تھے ملعون لندھور نے جو دیکھا کہ صاحبقران کو بیچ لیگیا اور فوج بددل ہے شدادخان
کے ہاتھ سے بہت سے سرداران اسلام زخمی اور بہت سے شہید ہوئے ہین تب انھون نے
اپنے فیل کو بڑھایا اور سامنے شدادخان کے آکر نعرہ کیا کہ او شدادخان تو نے اپنے

باپ کا طریقہ اختیار کیا اور دادا نانا کے چلن کو چھوڑا جو انجام تیرے باپ کا ہوا وہی تیرا بھی ہوگا شدائد خان
نے کہا کہ مجھے اپنے باپ کے خون کا بدلہ تجھ سے لینا ہے اگر لندھور زندہ ہوتے تو میں نے عوض بہت
اب انکے مقام پر تم ہو بغیر تمہارے قتل کیے آگ میرے دل کی نہ بجھیگی کہ تمہارے باپ نے اک
عرب مجاور کی دوستی میں تو اپنے کو مارا اور کچھ قرابت کا خیال نہ کیا میں نے بھی اس سلسلہ کو قطع کر دیا اب
ساتھ رشتہ قرابت کے تمہاری حیات کا رشتہ بھی قطع کر دونگا اس طرف سے شدائد خان بڑھا
اور اس طرف سے طلحہ بن لندھور دونوں ہاتھیوں میں اس قیامت کی ٹکر چلی کہ دشت تھرا گیا
شدائد خان کے فیل نے پٹا ہلانے کا قصد کیا سونڈ بلند ہوتے ہی فیل طلحہ نے سونڈ سے سونڈ کو لپیٹ
لیا اور زور ہونے لگے شدائد خان نے گرز مارا طلحہ نے وار اسکا رد کرکے اپنا وار کیا شدائد خان
نے بھی وار طلحہ کا رد کیا کئی ضرب کی رد و بدل ہوئی قضا سے کار سونڈ فیل شدائد خان کی چھوٹ گئی
بس اپنے وہیں سے گردش دیکر جو سیف ماری طلحہ بچ کے کہ اسکی سونڈ چھوٹ گئی ہے سیف آ کر
سر پر بیٹھی اور سر سے کنپٹی فیل کی زخمی کر گئی طلحہ مع فیل زخمی ہوئے شدائد خان بڑھا کہ طلحہ
کو قتل کرے دن یہ رنگ دیکھا سلیمان ہندی اک رفیق طلحہ کا تھا دوڑ پڑا اور شدائد خان کے مقابل
ہوا اتنا وقفہ پاکر خضران نے طلحہ کو علیحدہ کر لیا ادھر سلیمان ہندی بیچارہ ہاتھ سے شدائد خان
کے شہید ہوا خواجہ خضران نے نفر عیاری بجا کر عیاروں کو یہ حکم دیا کہ سرداران زخمی کا خیال رکھو
اور انکو بچا بچا کر کوہ منصوریہ کی طرف لے چلو یہاں رنگ لڑائی کا بد ہے ادھر لشکر سیاریق نے
پھر یورش کیا اور سیاریق پکارا کہ ای بندۂ خاص الخاص ای شدائد خان میں نے تجھے نائب
قدرت مقرر کیا آج کوئی خدا پرست بچنے نپائے بس شدائد خان اور بھی پھول گیا اور اس
نے تخت بادشاہ اسلام کا رخ کیا یہ دیکھکر سرداران اسلام اور بھی جانیں لڑانے لگے لیکن
جو قریب شدائد خان کے پہونچا یا زخمی ہوا یا مارا گیا فیل سواروں کی یہ حالت ہے کہ ایک وقت
میں دو طرف میں چلتی ہیں ادھر تو فیل پٹا ہلا رہے ہیں ادھر فیل سوار اوپر سے تلوار برسا رہے ہیں جو سردار
زور آزمایا وہ ہلاک ہوا بدر فیل سوار قریب تخت پہونچا کہا کہ آصف ابن طلعت نے پکارا
کہ او ملعون کدھر آتا ہے بدر فیل سوار نے کہا کہیں نام اسلام مٹانے کو آتا ہوں بس آصف ابن طلعت
نے دوڑ کر سامنا کیا فیل نے پٹا مارا آصف نے سونڈ قلم کرکے حلقہ کمان گردن میں بدر کے
ڈالکر کھینچا بدر جھکا اوپر سے تلوار ماری کہ سر بدر کا آگے گرا یہ اس ملعون سے مصروف جنگ
تھے کہ شہزاب فیل سوار نے برابر سے آکر ایسی تلوار ماری کہ یہ بھی زخمی ہو گئے عیاروں نے انکو
بھی حلقہ میں لیا اور حقہ آتش بازی مارتے ہوئے صاف نکل گئے لیکن کس کس کو بچائیں بہت سے
سرداران اسلام زخمی گر گر کے پامال ہو گئے ادھر شدائد خان قریب تخت جا پہونچا اور بادشاہ اسلام
پر حملہ کیا بادشاہ اسلام نے وار اسکا رد کرکے تلوار ماری اسنے بھی وار بادشاہ اسلام کا رد کیا
سرداران اسلام نے جو یہ حالت دیکھی شور کرتے ہوئے دوڑے کہ او ملعون ہماری حیات
میں تو ظل اللہ سے لڑتا ہے ادھر آ اور ہم سے سامنا کر یہ دیکھکر فیل سواروں نے بادشاہ کو حلقہ
میں لے لیا ادھر بادشاہ اسلام شدائد خان سے مصروف نبرد تھے کہ اک فیل سوار نے عقب سے
تلوار ماری بادشاہ بھی زخمی ہوئے اتنے میں عیار جانوں پہ کھیل کے آ پڑے اور حقہائے آتش بازی
جو مارنا شروع کیے تو فیل ادھر ادھر بھاگنے لگے بس یہ عیار بادشاہ اسلام کو لے کے لشکر

صاحبقران کے گم ہوتے ہی بیدل ہو چکا تھا بادشاہ جو نظروں سے غائب ہوئے تو اور بھی دل ٹوٹا
جسنے جدھر راہ پائی وہ چل کھڑا ہوا جبرئیل عادی کے بھائیوں نے بارگاہ سلیمانی اور بارگاہ جمشاہی تو بار
کر کے راہ کوہ منصوریہ کی لی اور جتنی بارگاہیں تھیں سب چھوٹ گئیں اور کل مال و اسباب اہل اسلام
کا پڑا رہگیا ادھر کفار نے سرداران کشتہ کے سر کاٹ کاٹ کر نیزوں پر بلند کرنا شروع کیے تمام سرداران
اسلام تو زخمی ہی ہو چکے تھے فوج کبتک لڑتی آخر پاؤں اکھڑ گئے ان لوگوں نے تو راہ صحرا کی اختیار کی
اور کفار نے لوٹنا شروع کیا تمام مال و خزانہ شاہی لٹ گیا اور کل بارگاہیں سرداروں کی کفار
نے اپنے قبضہ میں کیں اتنا بڑا رن پڑا تھا کہ لاکھوں آدمی مارے گئے تھے لاشیں بھی میدان سے
نہ اٹھ سکیں کفار نے اپنے یہاں کی لاشوں کو تو جہاں تھی وہیں گڑھا کھود کے دبا دیا اور پوشیدہ
کردیا اور لاشیں اہل اسلام کی پڑی رہگئیں سر کاٹ کاٹ کر ایوان سارایق کے کنگروں پر نصب
کیے گئے جو اس سے بھی بچے وہ درختوں میں لٹکائے گئے سارایق نے جشن کا قصد کیا تھا کہ سنگھگان
نے منع کیا اور کہا کہ جشن آتش وقت کرنا جب امیر اور خضران قتل ہوں اس جشن کے عوض
ان خدا پرستوں کو جلا کر رکھ دو اور مہلت انھیں ہرگز کی نہ لینے دو ورنہ اگر یہ لوگ صحت پا کر اٹھے تو انکی
فیل سواروں کو زندہ نہ چھوڑینگے اس وقت بہت سے سبب سے بعد زخمی ہو کے شکست کھا گئے اب
اس سے بڑھ کر موقع نہ ہاتھ آئیگا یہ رائے سارایق نے پسند کی اور شداد خان ہندی سے کہا
کہ اے نائب قدرت جا کر ان خدا پرستوں کو گھیر لے اور مہلت نہ لینے دے قدرت تبھی سے سامنے
چلینگے یہ سنکے شداد خان نے کہا کہ اب خدا پرستوں میں کیا باقی ہے میں نے روند کے مار ڈالا
اور اب جو باقی ہیں انکو مردے سے بدتر سمجھتا ہوں یہ کہکر اسنے اپنی فوج لی اور کوہ منصوریہ کی طرف چلا
بعد اسکے جانے کے سارایق نے بھی کل فوج لی اور چل کھڑا ہوا ہرکاروں کے ذریعہ سے یہ خبر
ملگئی تھی کہ تمام اہل اسلام کوہ منصوریہ پر جمع ہیں تو چاہتے ہیں لیکن حال کوہ منصوریہ کا سنیے کہ یہ کوہ
نہایت بلند اور مقام امن ہے گھاٹیاں اسکی نہایت دشوار گذار ہیں تمام اہل اسلام نے آکر اس
کوہ پر پناہ لی زخمیوں کا علاج ہونے لگا اور خضران نے ہر گھاٹی پر نگہبان ہیں کیے عیار جتھا
آتش بازی اور توپیں لے لیکر بیٹھے کیونکہ خضران کو یقین تھا کہ سنگھگان ملعون کسی مقام پر آرام
نہ لینے دیگا ضرور شداد خان کو بھیجکر یہاں بھی لائیگا اور ایک خیمہ کو شفاخانہ قرار دیکر تمام سرداران
زخمی کو مع بادشاہ اسلام اس خیمہ میں بھر دیا تھا اور جراحوں پر تاکید تھی کہ نہایت توجہ سے علاج کرو
کہ یہ جلد اچھے ہوں اور پھر چہار جانب خیمہ کے ناوک انداز اور سنگ انداز بٹھا دیے تھے یہ ہنوز
مصروف اہتمام تھے کہ گرد اڑتی اور دیکھا کہ شداد خان پوری فوج کو لیے ہوئے چلا آتا ہے اور عقب
میں اسکے سارایق بھی کل فوج سے آتا ہے خضران نے سنگ اندازوں اور تیر اندازوں پر
تاکید کی کہ نہایت ہوشیاری سے کام لو یہ ملعون اوپر کوہ کے نہ آنے پائیں کہ اس مرتبہ شداد خان
نے آکر تمام کوہ کو گھیر لیا اور خیمہ برپا کیا ادھر اہل کوہ آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہوئے شداد خان
نے طبل جنگ بجوا دیا ادھر بالائے کوہ خواجہ خضران نے نقارہ بجوایا بادشاہ اسلام بیہوش
تھے اور تمام سردار زخمی تھے گویا پوری سلطنت اور فرمانروائی خضران کی تھی تمام لشکر اسلام میں
عجب طرح کا رقت تھا کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے اور شداد خان نہایت خوش تھا کہ اتنی بڑی فتح
مجھے میسر آئی ہے کہ آجتک کسیکو نصیب نہ ہوئی تھی اور سنگھگان بھی خوش تھا کہ اتنے کچھ تقدیر پلٹے معلوم

ہوتی ہے سارلیق تقاریرین بکھار رہا تھا خلاصہ یہ کہ طبل سحر بجتے زبانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے
صبح برآمد ہوئی چھوٹتے نسیم بہار کے چلنے طائران صحرائی مصروف نغمہ سرائی ہوئے گلہائے صحرائی
کی مہک کو ٹریالا کوسون تک پھیلا ہوا تھا جس سے زمین سپید معلوم ہوتی تھی اہل اسلام نے
بالاے کوہ آواز اذان بلند کی کفار نے لات ومنات وسارلیق ولقا وغیرہ کو پکارنا شروع کیا دونون
نے اپنے اپنے طریق کے موافق رسم عبادت کو ادا کیا اور شہداللہ خان ہندی نے فیل اپنا طلب کیا اور
پشت فیل پر بیٹھ کے فوج کو اشارہ کیا کہ ہان مار یوان خدا پرستون کو اور مہیب خان اور ہیبت خان
دو سردار رفیق خاص اسکے تھے انکو دو گھاٹیان بتائین کہ اس طرف سے راستہ کوہ پر جانے کا آسمان پر
تم جاؤ اور اہل کوہ کو قتل کرو خبردار ایک کو زندہ نہ چھوڑنا اور جو بھاگ کر کوہ کے نیچے آئیگا وہ ہمارا شکار
ہوگا یہ سنکے ایک جانب سے مہیب خان ہندی نے کوہ پر چڑھنا شروع کیا جو لوگ گھاٹیون پر بیٹھے تھے
انھون نے تیر برسانا اور پتھر برسانا شروع کیے عیارون نے حقہاے آتش بازی دراغ وارغ کے پھینکے کہ جو
ہاتھی قریب کوہ آیا وہ چنگھاڑ کے بھاگا ہیبت خان اور مہیب خان بھی پلٹ آئے خواجہ لے خوجی
مین اپنے تمام عیارون کو ایک ایک طرف تقسیم کیا اس عرصہ مین مہیب خان اور ہیبت خان نے کہا کہ آتش بازی بیڈر سے
ہین اور مرکب ہمارے نہایت شائستہ ہین ہم اپنی فوج مرکب پر سوار ہوکر کوہ پر جائینگے اسوقت ان دونون نے مرکب
طلب کیے اور پشت مرکب پر بیٹھ کے راستہ کوہ کا لیا اور تعاقب مین انکی فوج بھی قریب پہونچکر فوج رک گئی
اور یہ دونون بہادر کی گھاٹیون کو طے کرتے ہوے چلے اور سے تیر پتھر سے بچنے لگے انھون نے تلوار اور سپر سنبھالین
جو تیر آیا اپنے تلوار سے قلم کیا اسی طرح کئی گھاٹیون کو طے کر کے قریب تھا کہ بالاے کوہ جا پہونچین کہ اب حضرت
نے دعا کی کہ اے کس بیکسان وائی پاور بیابان اب نام اسلام کا خاتمہ ہوا چاہتا ہے اس وقت مشکل
مین سوا تیرے کوئی حامی و مددگار نہین ہے ہنوز سخن در دہان تھا کہ تیر دعا ہدف مراد پر لگا اور جانب صحرا
سے تتق گرد بلند ہوا آتے آتے دامنہ گرد شگافتہ ہوا دل گردے سے شاہزادہ سکندر رستم و صاحبقران
اور سام نمودار ہوے قریب پہونچکر انکو خبر ملی تھی کہ لشکر اسلام تباہ ہوگیا سرداران زخمی کوہ پر پناہ گزین
ہین لیکن کفار وہان بھی آرام سے بیٹھنے نہین دیتے ہین بس انھون نے آتے ہی نعرہ کیا کہ اے کافران
بیحیا تمکو شرم نہین آتی ہے کہ زخمیون کے مقابلہ مین فوج کشی کی ہے اور اے شہداللہ خان تو نے دین کے ساتھ
اپنے خاندان کے آئین جرات بھی بدل دیے تجھکو یہ لازم تھا کہ اگر کوئی اور خلاف شان مردانگی
کوئی بات کرتا تو تو اسے روکتا نہ کہ خود تو نے یہ حرکت اختیار کی شہداللہ خان نے کہا کہ تم لوگ
اس قابل نہین ہو کہ مہلت دی جاے تمھارے مددگار زمین و آسمان سے پیدا ہوتے ہین سکندر
رستم نے فرمایا کہ او بزدل اگر ایسا ہی مددگارون کا خوف غالب تھا تو تو نے راہ میدان کیون اختیار
کی گھر مین چوڑیان پہنکے کیون نہ بیٹھا تو یہ کلمہ مہیب خان ہندی کے ناگوار گذرا اور پکارا او دریدہ دہن
وارا سے ہندوستان سے اس طرح کی باتین کرتا ہے آ اور اسکے قدمون سے تو سامنا کر سکندر
نے مرکب کو جولان کیا اور سامنے مہیب خان کے آ کر آواز دی کہ او ملعون تیرا آقا تکیہ اسم ہے جو مجھ سے
ہر پیر مقابلہ ہوتا ہے اور تو آ سہی تجھکو ابھی ... بس یہ سنکے مہیب خان ہندی نے طپنچہ کھینچکے
تلوار ماری صاحبقران اوسنے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا مہیب خان
نے سپر بلند کی بس سپر تو کٹتے معلوم ہوئی لیکن ابھی جو تلوار چمک کے گرتی ہے یا تو سپر پر چکی تھی یا زمین مین
ڈوب کے نکلی مہیب خان چار ٹکڑے ہوکے زمین پر گرا اسکے مرتے ہی ہیبت خان کی نگاہ ہون مین

زمانہ تیرہ و تار ہو گیا پکارا کہ غضب کیا تو نے کہ میرا بازو توڑ دیا اب تیرے بھائی کو مار کر چھوڑتا ہون
لپکا وہ یہ کہتا ہوا سکندر کی طرف چلا سکندر نے بھی مرکب کو بڑھا کر ہیبت خان سے سامنا
کیا اور آواز دی کہ تو کیون گھبراتا ہے تجھے بھی تیرے بھائی سے ملا دیتا ہون ہیبت خان نے
برس پڑا سکندر رستم خو نے وار اسکے رد کر کے قبضہ بند دست پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ ہیبت خان
اوندھے منھ خیال مرکب پر آ رہا بس دوسرا ہاتھ بڑھا کر اور کمر بند کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو ہیبت خان
کو پشت زین سے اٹھا کر اچھال دیا اور گرتے وقت ہاتھ مارا کہ دو ٹکڑے ہو گئے ان دونون کے
مرتے ہی تمام فوج فیل سوارون کی یورش کر کے شاہزادہ سکندر رستم خو کی طرف چلی آدھے
خضران نے چلانا شروع کیا کہ اے صاحبقران او سط تمام لشکر انھین فیل سوارون کا تھا وہ گیا ہوا
ہے ذرا ہوشیاری سے مقابلہ کیجیے گا سکندر نے تلوار کھینچ فیل سوارون پر جا پڑے اور تلوارین مارنا
شروع کین جو فیل سوار سامنے آیا اگر ہاتھی نے سونڈ بلند کی سکندر نے خرطوم کو قلم کیا کسی فیل
کے پاؤن قلم کر دیے پس فوج فیلان مین یہ شیر بیشہ صاحبقرانی دھنس گیا اور کشتون کے پشتے لگانے
کے انبار لگانا شروع کیے کچھ مختصر سی فوج سکندر کے ساتھ تھی وہ بھی آ پڑی اب خوب گھمسان
کی لڑائی ہونے لگی عین گرمی جنگ مین شدائد خان سے اور سکندر رستم خو سے سامنا ہوا
شدائد خان نے دیکھا کہ یہ زبردست بہت ہین آواز دی کہ اے جوان میرے فیل کو نہ مارنا کہ یہ
فیل ہندوستان مین ایک فیل ہے لڑائی میری تیری ہو رہی ہے کیا تعلق سکندر نے کہا کہ پھر
اسکی سونڈ پر تیغا کیون باندھا ہے شدائد خان نے کہا کہ مین تیغا کھولے لیتا ہون یہ کہکر تیغا سونڈ پر سے
اتار لیا اور سکندر کے مقابل ہوا نیزہ مارا سکندر نے نیزے کو نیزے سے رد کیا طعنین چلنے لگین
چند ہی طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ سکندر نے نیزہ ہاتھ سے شدائد خان کے ہوائی کیا نیزہ
بلند ہو کے گرتا ہے تو قریب آ کے فیل سوار کھڑا تھا اسکے فیل کی گردن پر پڑا بالشت بھر گردن مین
اتر گیا فیل بیچین ہو کے چنگھاڑتا ہوا بھاگا ادھر شدائد خان نے گرز مارا سکندر نے دونون ہاتھ
سکا گرز مین ڈال دیے ادھر وہ فیل برابر سے سکندر کے نکلا سیف آ کر سر پر سکندر کے پڑی کہ شاہزادہ
زخمی ہوا بس اسی حالت زخمداری مین سکندر نے جھٹکا مارا کہ گرز ہاتھ سے شدائد خان کے نکل گیا
لیکن زخم سر سکندر رستم خو کا شق ہو گیا اور بیہوشی طاری ہوئی بس یہ دیکھتے ہی کوہ پر سے تو خضران
نے ہتھیارے آتش بازی پر لگانا شروع کیے اور سپارہ کو چکنے لے زیر کوہ مع اپنے شاگردون
کے اسقدر ہتھیارے آتشبازی مارے کہ فیلون کو پراگندہ کر دیا اور اپنے آقا کو نکالے لیے چلا گیا
خضران نے سکندر کو بھی لیجا کے زخمیون مین شامل کیا اور بالائے کوہ سے اسقدر ہتھیارے
آتشبازی مارے کہ فیلون کو آگے نہ بڑھنے دیا شدائد خان نے اپنی فوج کو آواز دی کہ ٹھیر جاؤ آگو
کل دیکھا جائیگا طبل بازگشت بجا لشکر شدائد خان کا واپس آیا چند کشتے اٹھا کر دفن کر دیے گئے خضران
نے دیکھا کہ زمانہ تنگ ہے اگر کوئی مددگار آیا بھی تو جو حال سکندر کا ہوا ہی اسکا بھی ہوگا اسلیے انھون
نے اپنے طور پر بادشاہ اسلام کی جانب سے نامہ تحریر کیا مضمون اسکا یہ تھا کہ اے سارنق مجھے
معلوم ہوا کہ بیشک تو بہادر تھا اور بہت بڑا صاحب اختیار ہے مین تجھ سے آٹھ روز کی مہلت طلب
کرتا ہون کہ ابھی تمام سردار زخمی ہین جسوقت تندرستی حاصل ہوگی تو مین تمام سردارون کو تیری اطاعت
کی ترغیب دلاؤنگا یقین ہے کہ سب منظور کرینگے اسلیے کہ اکثر موجود دشمن ہین جنکا خوف ہوتا

اس مضمون کا نامہ تحریر کرکے تیر میں باندھا اور تیر جانب لشکر سارلق پھینکا تیر جو آکر گرا اہل لشکر دوڑے
کہ یہ تیر کیسا آیا دیکھا تو تیر میں نامہ بندھا ہوا ہے لوگ اس تیر کو نامہ سمیت اٹھائے ہوئے
سارلق بن لقا کے پاس لائے اور پیش کیا سارلق نے اس تیر سے نامہ کھولکر پڑھا لکھا تھا
کہ اے سارلق اگر تمام سرداران اسلام تیرے شریک ہو گئے تو تمام عالم میں تیرا ڈنکا بجیگا اور اب
وہ وقت ہے کہ یقین ہے یہ لوگ بخوشی منظور کرینگے اور میں ترغیب دلاؤنگا یہ دیکھتے ہی سارلق مثل
گدھے کے پھول گیا اور پکارا کہ اے بندگان من دیدی قدرت مرا چہ قدرت کردم سخنگان نے کہا
کہ یا خداوند لقد یہ حماقت نہ کیجیے اگر آٹھ روز کی مہلت آپنے ان خدا پرستوں کو دیدی اور یہ صحت
پا گئے تو آپکو کہیں بھاگنے کا راستہ نہ ملیگا بس اب انکی ایک نہ سنیے اور فاتحہ کر دیجیے یہ سنکے سارلق ہنسا
اور کہا کہ او شیطان تجھے رموز قدرت میں کیا دخل ہے ارے فوج گھیرے ہوئے ہے اور یہ لوگ
بے سر و سامان ہیں اگر آٹھ روز انکو کھانا نہ میسر آیا جب بھی مر جائینگے یہ مصلحت ہے کہ میں انکو مہلت
دیتا ہوں لوگ خداوند رحیم کہینگے ظالموں میں محسوب نہ ہونگا فاقوں مرینگے تو ضرور یہی راہ راست پہ
آجائینگے اور اگر یہ لوگ میرے شریک ہو گئے تو پھر میری خداوندی کو کون مٹا سکتا ہے یہ سنکے
سخنگان تو خاموش ہو رہا سارلق نے جواب تحریر کیا کہ اے معزز بندے میں تیری عرض کو قبول
کرتا ہوں میں نے تیرا دل اپنی طرف رجوع کر لیا ہے اب تو ضرور میری اطاعت کریگا اور زبان میں تیری
تاثیر دی ہے کہ جس کسی سے تو میری اطاعت کو کہیگا وہ کہنا تیرا قبول کریگا یہ جواب تحریر کرکے نامہ
تیر میں باندھا اور کوہ پر کھینچوا دیا یہاں خضران تو جواب کے منتظر ہی تھے جواب حسب دلخواہ پا کر انہوں
نے قران ثالث کو بلایا اور تنہا خیمہ میں لیجا کر جواب نامہ دکھایا قران نے کہا آپنے غضب کیا بادشاہ اسلام
آپ سے بہت ناراض ہونگے خضران نے کہا کہ اس وقت میں سوا اس تدبیر کے چارہ ہی نہ تھا اگر سب
قتل ہو جاتے تو کون خوش اور ناراض ہونے والا ہوگا اب میں بادشاہ ہوں جو میں کہتا ہوں وہ کرو قران
نے کہا کہ ہمارے بادشاہ تو آپ ہی ہیں میں نے بھی سنا ہے اور آپنے بھی سنا ہوگا کہ آپ کے دادا صاحب
اور میرے دادا [illegible] قران اول کے زمانہ میں جب صاحبقران سے اور سر [illegible] مرشد خواجہ عمرو اول سے
بگڑی ہے تو [illegible] اجداد نے جد امجد نے بھی آپ کے جد بزرگوار کا ساتھ دیا امیر کا ساتھ نہیں دیا ہمیں ہر طرح
آپکی اطاعت سے کام ہے خضران نے کہا کہ اب آٹھ روز کا تو اطمینان ہے اتنے دنوں میں سرداران
زخمی اچھے ہو جائینگے میں تلاش صاحبقران میں نکلتا ہوں کہ انکو [illegible] کیا معلوم دوست لیگیا ہے
یا دشمن اور تم یہ راز کسی پر ظاہر نکرو کہ خضران لشکر میں نہیں ہے بلکہ میری صورت بنکر انتظام میں
مصروف ہو اور علاج کی نگرانی رکھو کہ سردار جلد صحت پائیں اور آٹھ روز کے صرف کا غلہ زنبیل سے
نکالکر میں تمہارے سپرد کرتا ہوں اسمیں اتنے دن گذارو لاکھ لاکھ [illegible] ہوا اپنے کو خضران بتانا
اور یہ راز ظاہر نکرنا قران نے کہا کہ جو ارشاد ہوا ہے تعمیل ارشاد میں کسی طرح کا عذر و انکار
نہیں ہے خضران نے غلہ نکالکر بمقدار قران کے سپرد کیا اور قران کو اپنی صورت بنا کے آپ
گلیم اوڑھ کے نظروں سے غائب ہوئے اور تلاش صاحبقران میں کوہ سے اترکر جانب صحرا
روانہ ہوئے اور جنگل میں پہونچکر سوچنے لگے کہ کس طرف جاؤں اک مرتبہ ایک جانب سے آواز
شیر کے ڈکارنے کی آئی خواجہ نے اس سے شگون حاصل کیا کہ مشرق مغرب جنوب شمال کہنا
شروع کیا مشرق کے نام پر پھر شیر کے ڈکارنے کی آواز آئی اور ساتھ ہی ایک گیدڑ بھی بولا خضران

نے مشرق کا رخ کیا کہ امیر اس طرف کسی دشمن کے قبضہ مین ہین اسلیے کہ شہیر صاحبقران سو تصور کیا اور گیدڑ کی آواز سے دشمن کافر کو تجویز کر روانہ ہوے انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور کچھ احوال صاحبقران کا بیان کیا جاتا ہے

اب چند کلمے داستان اس نہج کے بیان ہوے ہین جو صاحبقران عالی شان کو اٹھا لیگیا تھا

راوی بیان کرتا ہی کہ جس وقت خلخال جادو کے مرنے کی خبر مشہور ہوئی تو اجلال صورت کش کو بھی معلوم ہوا یہ ساحر شاگرد تھا خلخال جادو کا بلکہ اسکو شاگرد رشید کہنا چاہیے کہ سحر و ساحری مین اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا ہی اسکو اپنی استاد کے مرنے کا کمال صدمہ ہوا اور اس ارادے سے چلا کہ جاکر قاتل خلخال جادو سے قصاص خون کا لون چنانچہ اسنے مع لشکر ساحران کوچ کیا اور قریب سپاہ لشکر کے پہونچکر ایک مقام پر قیام کیا اور ایک دیو ہی کہ اس سے اور اجلال روشن ضمیر سے بھائی چارہ ہی نام اسکا دیوارقہم ہی دیو سے کہا کہ ای برادر حریف امیر صاحب اسم اعظم ہی مین اسکے مقابلہ مین قاصر ہون تیرا باطل ہوجائیگا دیو نے بات کاٹ کے کہا کہ مین جاکر اسکو لے آؤن اجلال صورت کش نے کہا کہ وہ لقمہ نرم نہین ہی بلکہ نہایت سخت ہی اسنے ہزارہا دیوان قاف کو مارا ہی دیو اسکے نام سے تھراتے ہین تم اتنا کام کرو کہ نیچہ بنکر اسے اٹھالاؤ اور اسقدر بلند لاؤ تاکہ ممدوح ہوا سے وہ بیہوش ہوجائے دیوارقہم نے کہا یہ کتنی بڑی بات ہی مین ابھی جاتا ہون اور تیرے دشمن کو لیے آتا ہون یہ کہکر دیوارقہم چلا تھا اور اجلال صورت کش نے قیام کیا تھا چنانچہ دیوارقہم اس وقت پہونچا کہ صاحبقران اور راشد الخان سے مقابلہ ہو رہا تھا دیوارقہم امیر کو اٹھا کے لیے چلا گیا صاحبقران ممدوح ہوا سے بیہوش ہو گئے تھے جب دیوارقہم سامنے اجلال صورت کش کے پہونچا تو اجلال صورت کش نے کہا کہ مین پوشیدہ ہوتا ہون تو اسے ہوشیار کرکے یہ ظاہر کر کہ مین اسیر سحر ہو کر دیوانہ ہو گیا ہون آپ کو اسلیے لایا ہون کہ اسم اعظم پڑھ کر مجھ پر دم کیجیے کہ تاثیر سحر باطل ہو اسی واسطے مین [illegible] دی ہی جس وقت صاحبقران اسم اعظم پڑھینگے مین اسم اعظم [illegible] اسکے قتل [illegible] دیوارقہم نے امیر کو ہوشیار کیا اجلال جادو پہلے ہی غائب ہو گیا تھا جس وقت صاحبقران ہوشیار ہوے تو دیوارقہم کو دیکھا فرمایا تو کون ہی اور مجھے کیون اٹھا لایا ہی دیوارقہم نے وہی بیان کیا کہ مین مسحور ہو گیا ہون چاہتا ہون کہ آپ باطل السحر پڑھ کر مجھ سے اثر سحر کو دور کرین [illegible] فرمایا کہ اسکے واسطے تو جس وقت چاہتا مجھے لاتا یا وہین مجھ سے کہتا مین اسم اعظم پڑھ کر تجھ پر دم کر دیتا تو اچھا ہو جاتا تو مجھے اٹھا کیون لایا اور ایسے نازک وقت مین لایا کہ خدا جانے میرے لشکر پر وہان کیا گذری ہوگی دیوارقہم نے کہا کہ اثر سحر نے عقل بھی میری زائل کر دی ہی [illegible] سمجھ مین نہین آیا ورنہ حضور کو ایسی تکلیف نہ دیتا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ کے دیوارقہم پر دم کیا اسی وقت اجلال صورت کش سامنے آگیا اور بولا کہ او نادان اس دن کی خبر تجھے نہ تھی اب تو خیال کر کہ اسم اعظم یاد ہی یا نہین امیر نے فرمایا تو کون ہی اجلال صورت کش نے اپنا نام بتایا اور

کہا کہ میں تجھ سے قصاص خون قلمکال جادو کا لینے آیا ہوں یہ سنکے صاحبقران پریشان ہوئے
اجلال صورت کش نے صاحبقران کو ایک حباب سحر میں بند کر کے اس حباب کو ہوا پر معلق
کر دیا اور دیوار قہم سے کہا کہ ای برادر ابھی ایک شخص اور باقی ہے جو کشندہ ساحران ہے نام اسکا خضران
ہے اگر میں صاحبقران کو قتل کر ڈالونگا تو خضران مجھے بھی زندہ نہ چھوڑیگا میں اسلیے اسقدر
نہیں ڈرتا ہوں جسقدر کہ اس سے ڈرتا ہوں مجھے میرے علم سحر نے خبر دی ہے کہ قاتل تیرا خضران ہے
جب وہ گرفتار ہو لے میں صاحبقران کو نہ قتل کرونگا دونوں کو ساتھ ہی قتل کرونگا دیوار قہم نے
کہا کہ میں خضران کو نہیں پہچانتا ہوں صاحبقران سے تو ایک عالم واقف ہے اس وجہ سے میں
اٹھا لایا اجلال صورت کش نے تصویر خضران کی کھینچ کے دیوار قہم کو دی دیوار قہم وہاں سے
پھر اڑا [illegible] مہتر قران حبشی خضران کی صورت بنے ہوئے مصروف اہتمام تھے کہ دیو آیا اور انکو
اٹھا کے لیے چلا گیا یہاں اجلال صورت کش نے اپنے سحر سے دریافت کیا کہ خضران اسیر
ہوگا سحر نے جواب دیا کہ خضران کا گرفتار ہونا غیر ممکن ہے اتنے میں دیوار قہم خضران نقلی کو لیے
ہوئے پہونچ گیا اس وقت اجلال صورت کش حیران ہوا کہ سحر گرفتاری خضران کی خبر نہیں دیتا
اور دیوار قہم اسے لے آیا یہ کیا معاملہ ہے آیا سحر جھوٹا ہے یا یہ خضران نہیں ہے اجلال صورت کش
نے پوچھا کہ تو کون ہے مہتر قران ثالث نے کہا کہ میں خضران ہوں اسوقت اجلال
صورت کش نے لالچ دیا کہ تو صاف بیان کر میں خضران کی فکر میں ہوں مجھے اور عیاروں سے
کوئی سروکار نہیں ہے اگر تو خضران نہیں ہے تو میں تجھے چھوڑ دونگا مجھے خضران کا قتل کرنا منظور ہے
یہ سنکے مہتر قران نے کہا کہ میں ہی خضران ہوں تو قتل کر یا نکو مجھے جھوٹ بولنے کی عادت نہیں
قران نے اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ اگر میں راز افشا کرتا ہوں تو یہ ہوں خواجہ کو [illegible] کریگا اگر
وہ بھی گرفتار ہو گئے تو پھر کوئی صاحبقران کا رہا کرنے والا نہیں ہے یوں تو شاید خواجہ پہنچ جائیں
اور کوئی عیار ہی آن پڑے اور یہ دشمن مجھے خضران سمجھ کر تلاش سے باز رہیگا وہی ہوا کہ اجلال
صورت کش نے دیوار قہم سے کہا کہ اسے بھی صاحبقران کے پاس قید کرو صبح کو میں ان دونوں
کو قتل کرونگا مجھے سارق سے ملنے کی تو ضرورت نہیں ہے میں جس کام کے لیے آیا تھا اسے ختم کر کے
اپنے مکان چلا جاؤنگا دیوار قہم نے مہتر قران کو بھی لا کر اسی حباب میں قید کیا جہاں صاحبقران
مقید تھے اور کہنے لگے کہ خدایا اب کیا نام اسلام دنیا سے اٹھ جائیگا یاران نمک
کو یا تھیوں نے تباہ کیا یہاں ہماری قضا سر پر ہے ابھی یہ امید تھی کہ شاید خضران پہونچ گیا
تو رہائی ممکن ہوگی اب خضران بھی ہمارے ساتھ اسیر بلا ہے سوا قتل ہونے کے رہائی کی
کوئی صورت ذہن میں نہیں آتی بحسرت خضران نقلی کی طرف دیکھ کے ارشاد فرمایا کہ تم بھی
اسیر بلا ہوئے مہتر قران نے کہا کہ یا صاحبقران میں خضران نہیں ہوں بلکہ انکا غلام اور انکا خانہ زاد
قران ہوں صاحبقران نے فرمایا کہ بادشاہ اسلام کا مزاج کیسا ہے اور لشکر کی کیا حالت ہے قران نے کل حالات بیان کیے
اور عرض کی کہ تمام سرداران لشکر آپ کے مع بادشاہ اسلام کوہ منصور پہ مقیم ہیں اور فوج سارق چار جانب
سے گھیرے ہے ایک وعادا بھی ہوا تھا اس آفت شہزادہ سکندر رستم ہو ہوئے تھے
اور کئی سردار دن گو بارا آخر زخمی ہو کر وہ بھی [illegible] مجروح [illegible] ہوئے جب کوہ پر مقیم
تھے لیکن خواجہ خضران نے کسی ترکیب سے آٹھ روز کی مہلت سارق سے لے لی

سوا نقصان جان کے اور کوئی فائدہ نہیں ہی جو مرگیا وہ پھر زندہ نہیں ہو سکتا عروس نے جام لبریز کرکے
سامنے اجلال صورت کش کے پیش کیا اجلال صورت کش نے کہا کہ تم تو پیو عروس نے کہا کہ میں
پہلے بھی پیوں گی اجلال صورت کش نے جام ہاتھ سے لیکر پینے کا قصد کیا تھا کہ ایک تصویر طوطے کی
گری اور پکاری کہ او نادان کیا کرتا ہی ارے یہ عروس نہیں ہی بلکہ تیرا دشمن خضران ہی اسکے ہاتھ کی
شراب پینی زہر سے کم نہیں اجلال صورت کش جام ہونٹوں پاس لا چکا تھا کہ تصویر نے
چونچ سے جلدی سے جام منہ کے پاس سے ہٹا دیا تصویر کا اتنا کہنا تھا کہ جل گئی اور اجلال صورت کش
نے جام پھینک دیا اور عروس کو غور سے دیکھکر کہا کہ تو کون ہی عروس چپکی ہوکر رونے لگی اور کہنے
لگی کہ ہائے میں کیسی بدنصیب ہوں کہ در و دیوار میرے دشمن ہیں اس تصویر بدذات کا میں نے کیا
کیا تھا کہ اسنے مجھے خضران کی تہمت رکھی اجلال نے کہا مجھ کو تو یقین تھا کہ خضران کو تو میں گرفتار کرچکا
ہوں جسکی صورت خضران کی ہو وہ تو خضران ہو اور ایک عورت خضران ہو یہ کیونکر ہو سکتا ہی
بھلا اگر ادھر دوبارہ ہوں کی چوری کیونکر ہو سکتا ہی معلوم ہوتا ہی کچھ مجھ میں خرابی پیدا ہو گئی ہی
عروس نے کہا کہ تم جام دو مجھے اس تصویر کے کہنے کا اعتبار نہیں بھلا کہاں خضران کہاں تم خود
دیکھ لو میں اپنے ہاتھ سے شراب پیوں گی تم آپ پی لو اجلال صورت کش نے دوسری تصویر
کی طرف پھر دیکھا کہ وہ کیا کہتی ہی وہ تصویر بھی گری اور کہا کہ خضران یہی ہی اور جل گئی اب تو عروس نے
جھلا کر نکھ کو الٹ دیا اور کہا کہ یہ تصویریں بھی عجب طرح کی ہیں کہ آدمی کی طرح باتیں کرتی ہیں
گویا جیتی ہیں اجلال صورت کش نے ایک باندی کو طلب کیا اور کہا کہ خضران کو مع قفس
یہاں لے آ وہ ساحر گیا اور جواب سے خضران ققنس کو نکال کے قفس آہنی میں بند کیا اور سامنے
اجلال صورت کش کے لا کر رکھ دیا اجلال صورت کش نے کہا کہ سچ بتا تو کون ہی ورنہ تجھے جلا
دونگا ورنہ تمام بدن تیرا سیخ گرم کرکے داغ دونگا یہ سنکے قران تالشہ نے کہا کہ یہ تیری خاطر
سے یہ کہدوں کہ میں خضران نہیں ہوں ورنہ اصل یہی ہی کہ خضران میں ہی ہوں اجلال صورت کش
نے کہا کہ تو یوں نہ بتاے گا ایک سیخ کباب سے چپکا ہوا اسکو منقل آتشین پر گرم کیا اور جسم پر
قران کے رکھ دیا کہ کھال جل کے جو ایک شعلہ پیدا ہوئی چیخیں نکل آئیں اجلال صورت کش نے
کہا اب بتا تو کون ہی ورنہ اسی طرح داغ داغ کے مار ڈالونگا قران نے کہا کہ جس طرح
تیرا جی چاہے اس طرح قتل کر یا خضران میں ہوں اس وقت اجلال کو یقین ہوا کہ یہ بیشک
یہی خضران ہی اسلیے کہ کوئی ایسی تکلیف نہیں اٹھا سکتا کہا کہ اچھا قفس لیجاؤ اور عروس سے
کہا کہ بیشک تو سچی ہی اور سحر میرا جھوٹا ہی لے اب جام پلا کر اتنے خلل سے دل میرا شاد کر عروس
نے کہا پھر کوئی جادو کر کے تصویر گرے گا اور مجھ کو بیوفا کہیگا تم شک کرو گے مجھے ملال ہوگا اس سے
کیا فائدہ جام بھر کے آپ ہی پیو مجھے بھی اپنے ہاتھ سے پلا دینا اجلال نے جام بھرا اور سامنے
عروس کے پیش کیا عروس نے کہا پہلے تم پیو اجلال نے اصرار کیا کہ پہلے تم پیو عروس نے تیور
بدل کے کہا کہ جب تمکو ہمارے ہاتھ سے شک ہوا تو ہمیں تمہاری شراب میں کیونکر شک
نہو جب تم پی لوگے اس وقت میں بھی پیونگی یہ سنکے اجلال صورت کش نے جام اپنے
ہاتھ سے پینے کا قصد کیا تھا کہ ایک مثالی تصویر گری اور پکاری کہ او نادان اس شراب میں بیہوشی
ملا دی ہی اگر پیئےگا تو ہلاک ہوگا یہ کہکر تصویر جل گئی اجلال سمجھ گیا کہ خضران یہی ہی

کہا

عروس نے جام اجلال کے ہاتھ سے لیا اور جلدی سے پی لیا اور اپنے زیور گل کو سونگھنا شروع کیا کہ بیہوشی
کا اثر بہو رفع بیہوشی اس زیور گل مین ملی ہوئی تھی اجلال کو غصہ آیا کہ سحر میرا بالکل جھوٹا ہوگیا اگر بیہوشی تھی تو
یہ عورت کیون نہ بیہوش ہوئی اپنے غلط سحر سے غلطیان اٹھانا پڑینگی یہ خیال کرکے اجلال صورت کش نے
چند دانے ہاتھ کے نیچے اسم سحر پڑھ کر ان تصویرون پر مارے کہ سب جل کے خاک ہوگئین عروس نے کہا کہ میری
وجہ سے تمھاری تصویرین منگئین اور نقصان ہوا اجلال صورت کش نے کہا مین پھر بنا لونگا تم افسوس
نکرو اب اپنے ہاتھ سے پلاؤ شک دلانے والون کو مین نے مٹا دیا فقط جو آنکھ کھی تو آنکھون پہ
اجلال صورت کش کے پردے پڑ گئے عروس نے کس نزاکت کے ساتھ جام بھر کے دیا اجلال
صورت کش نے پی لیا چار پانچ جام پیتے ہی اسپر مستی سوار ہوئی عروس کی گردن مین ہاتھ ڈالنے کا
قصد کیا عروس نے ہاتھ جھٹک دیا اور مسکرا کر پیچھے ہٹی اجلال صورت کش نے چاہا کہ دوڑ کر آغوش
تمنا مین لے لون اٹھتے ہی جھوم کے گرا بس گرتے ہی اسکے خضران نے خنجر کمر سے کھینچ کے اجلال کو
ذبح کر ڈالا مرنا تھا اجلال کا کہ ایک قیامت برپا ہوئی صدائین دار و گیر کی بلند ہوئین آتش باری و برف
باری ہونے لگی جب لاش اجلال کی بھڑک کے سرد ہوئی تو آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من اجلال صورت
کش جادو بود حیف مردیم وجان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی ہی اور علامات سحر
برطرف ہوئے ہین تو ساحرون نے شور کیا کہ ارے مارو جانے نپائے ہمارے مالک کو کس ظالم
نے قتل کیا ادھر جب سحر ٹوٹا اور صاحبقران رہا ہوئے مہتر قران نے نعرہ سنبھالا اور مصروف
جنگ ہوئے خضران نے زنبیل سے مرکب نکالکر صاحبقران کی خدمت مین پیش کیا سپر
شمشیر حاضر کی امیر نے اسم اعظم پڑھ کر تلوار کھینچی اور ساحرون کو قتل کرنا شروع کیا
ساحر ہمہ چہار طرف سے صاحبقران کو گھیرے ہوئے جو جادو کرتے تھے لیکن برکت
اسم اعظم سے کوئی حربہ کارگر نہوتا تھا آدھر دیوار قہر کو خبر ہوئی کہ اجلال صورت کش مارا گیا اسکو
کمال صدمہ ہوا اور تلوار کھینچ کر دوڑا اور آتے ہی صاحبقران پر وار کیا امیر با توقیر نے وار اسکا خالی دیا
اور پہلو پر ایک تلوار اسکے ماری کہ دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی دیوار قہر کے ساحرون
کے بھی چھوٹ گئے کہ زور زبان شخص دلیرون سے بڑھا ہوا ہی اور سحر اسپر تاثیر نہین کرتا اس سے
لڑکر جان دینا ہی پس یہ سوچکے سب بھاگ کھڑے ہوئے خضران نے مال و اسباب
ساحرون کا لوٹ کے سامنے صاحبقران کے جمع کیا امیر نے وہ سب مال خضران کو دیدیا
خضران نے چہارم مال مہتر قران کو دیا اور جرأت پر قران کے آفرین کی کہ جسم منحوس سے
داغا گیا اور بچھ نہ بتایا کہ مین کون ہون آپ خضران نے صاحبقران سے عرض کی کہ مین نے
صرف آٹھ روز کی مہلت طلب کی تھی جسمین سات دن گذر گئے ہین اسکے بعد ساریق ایک
نہ مانیگا جس طرح ہوسکے اپنے لشکر تک پہونچا ہیے صاحبقران با اقبال مرکب پہ
سوار جانب کوہ منصوریہ روانہ ہوئے

لیکن اب چند کلمے داستان کوہ منصوریہ کے بیان ہوتے ہین

راوی کہتا ہی کہ جب مہتر قران کو تنجہ اٹھا لےگیا تو اہل لشکر نے جانا کہ خواجہ خضران کو تنجہ
لےگیا کیونکہ قران کی صورت خضران کی صورت تھے یہ لوگ نہایت بددل ہوئے اور

اور غلہ بھی تباہ ہو گیا صرف پانچ روز کو غلہ کافی ہوا جب چھٹے روز فاقہ گذرا تو مہتر طیفور بادیہ گرد عیار
صاحبقران نے تمام عیاروں کو جمع کیا اور کہا کہ جب خواجہ خضران ہونگے اس وقت ہم
شاہ عیاران ہوں یہ وقت بھی وہی ہے کہ خضران کو نیچہ لیگیا ہے اور غلہ تباہ ہو گیا کوئی تدبیر فاقہ کشی
کی نکالنا چاہیے سب نے عرض کی کہ ہمیں تعمیل ارشاد میں کوئی عذر نہیں ہے جو حکم ہو ہم بجا لائیں
طیفور نے کہا کہ چلکر سارق کا غلہ لوٹو اور لا کر ان لوگوں کو کھلاؤ کہ آج تیسرے روز
سارق مہلت نہ دے گا اس وقت طاقت مقابلہ تو ہو ورنہ سب کے سب بے موت مرینگے
تمام عیار مع طیفور کوہ سے اترے اور صورتیں بدل بدل کے لشکر کفار میں داخل ہو گئے جس مقام پر
کہ غلہ رکھا تھا اسکا سراغ لگایا لیکن لانے کا موقع نہ پایا طیفور مع خندق نقب زن صحرا میں
آیا اور کہا کہ یہاں سے نقب لگاؤ اور رات ہی رات تمام غلہ لا کر کوہ پر پہنچ دو عیاروں نے کہا کہ
غلہ نکال لانا تو آسان ہے کوہ تک پہونچنا بہت دشوار ہے اس لیے کہ لشکر سارق چہار جانب سے
گھیرے ہوے ہے طیفور نے کہا جس طرح ایک نقب اس طرف لگائی جاتی ہے اسی طرح
دوسری نقب کوہ کی طرف لگائی جائے کہ اس طرف سے غلہ آئے اور اس طرف سے روانہ
کر دیا جائے خندق نے تمام نقب زنوں کو جمع کر کے نقب لگانا شروع کی کوئی پہر رات
باقی ہو گی کہ دونوں نقبیں تیار ہو گئیں جس قدر سامان رسد کا تھا سب ایک خیمہ میں رکھا گیا خیمہ کے
پاس [illegible] عیاروں نے سر نقب کا اندر خیمہ کے توڑا اور بوریاں غلہ کی لا دلا دکے روانہ کرنا
شروع کیں ایک لاکھ اسی ہزار بیگہ کا بچہ طیفور کے اختیار میں تھا صبح ہونے سے پہلے کل غلہ
کوہ پر پہونچ گیا طیفور نے ایک نقب بند کرا دی اور دوسری نقب جو ادھر سے کوہ کی طرف
لگائی گئی تھی اسے رہنے دیا صرف دہنہ اک پتھر سے بند کر دیا کہ شاید کوہ سے اترنے کی ضرورت
ہو اور صبح ہونے سے پیشتر کوہ پر پہونچ گئے یہاں اہل اسلام کو ایک وقت کا فاقہ ہو گیا تھا
طیفور نے غلہ تقسیم کرنا شروع کیا ہر سپاہی کو دو دو وقت کا غلہ دے دیا بادشاہ اسلام
پریشان تھے کہ کیا تدبیر ہو قتل ہونے سے نہ مرے تو بھوکوں مر جائینگے کہ ایک مرتبہ لوگوں نے
آکر بیان کیا کہ مہتر طیفور بادیہ گرد غلہ تقسیم کر رہے ہیں شاہی باورچی خانہ میں پہلے ہی سے
سامان پہونچ گیا تھا یہاں تو یہ رنگ تھے اور وہاں جو داروغہ آیا تو دیکھا خیمہ کو غلہ سے خالی پایا
[illegible] اتنا غلہ کون لے گیا آکر سارق سے بیان کیا کہ لشکر کیونکر مرے گا تمام غلہ
غائب ہو گیا ستمگان نے تو صلوات بھیجی سارق خفیف ہوا اور کہا کہ جلد ارجاسب خون آشام کو سیاہ کوہ
کی طرف روانہ کرو کہ رسد لیکر آئے اسی وقت ارجاسب خون آشام کچھ فوج لیکر روانہ ہوا یہاں
بالائے کوہ جب وقت آیا تو دستر خوان بادشاہ کے سامنے بچھایا گیا خدا کا شکر کیا گیا بادشاہ نے طیفور کے
انتظام پر آفرین کی اور فرمایا کہ اگر خضران نے غلہ کا انتظام کیا تھا تو کوئی بڑی بات نہیں اسلئے کہ انکے
پاس زنبیل میں سب کچھ ہے کمال طیفور نے کیا کہ اس بے سامانی میں یہ سامان فراہم کیا یہاں سب کے
کھا پی کر آسودہ ہوئے اور سارق کے لشکر پر فاقہ گذرا اب دوسرا دن ہوا اور غلہ ہو چکا طیفور کو
پھر فکر پیدا ہوئی عیاروں کو ساتھ لیا اور اسی نقب سے نکلکر راہ صحرا اختیار کی وہاں ارجاسب خون آشام
نے چھکڑے جنس کے بار کرا لیے اور لیکر چلا یہ خبر طیفور کو ہوئی کہ ارجاسب خون آشام رسد
لیے ہوئے آتا ہے بس اب سے صورت اپنی [illegible] خون آشام کا [illegible] سپاہ کی

بن معروف آگے گر انگیبا نون کو قتل کرکے جھگڑے سے اپنے ساتھ لیکر جنگل کی راہ لی وہان مشکل
ارجاسپ نے مرکب کو سنبھالا اور پلٹ کے آواز دی کہ کہان جائے گا بچکر میرے ہاتھ سے
منہ ارجاسپ خون آشام جیسے ہی ارجاسپ نے قریب پہونچکر یلغار کی منظفر غازی نے
خالی دیکر ایسا ہاتھ مارا کہ گردن مرکب کی قلم ہو گئی مرکب نے چرخ مارا اور گرا پاؤن ارجاسپ کا
دب کے ٹوٹ گیا اور بیہوش ہو گیا منظفر نے بھاگیان ارجاسپ کو مار کے بھگا دیا اور عیار
بن معروف کی تلاش مین چلے طیفور نے جو یہ رنگ دیکھا صندوق نقب زن کو ساتھ لیا اور
وہین نقب صحرا کی طرف دور پہونچا کہ یہ دہنہ نقب کا دکھایا یہان یہ لوگ پریشان تھے کہ اب کس طرف
سے کوہ پہ جائین طیفور نے کہا وہ سامنے نقب ہے نقب کے ذریعہ سے چلے چلیے یہ سب
سامان رسد لیکر داخل ہوے اور دہنہ نقب بند کرکے ہوے جانب کوہ راہی ہوے جھکڑے
وہین چھوڑ دیے یہ لوگ کوہ پر پہونچ گئے اور وہان سارق کو خبر پہونچی کہ کیجیے ارجاسپ خون آشام
سامان رسد لیے ہوے آتے تھے منظفر بن غضنفر نے رسد چھین لی اور ارجاسپ کو زخمی کیا
یہ سنتے ہی شہداد ایزدخان نے کہا یا خداوندا تو ان بندگان مغضوب کی اسقدر رعایت کرے مین
کہ بندگان مطیع کی بھی اسقدر رعایت نہین کرتے نہین چاہیے یہ کیا کہ وہ کچھ کون مرتے ہم سکے غرض مین
ارکھون سے ہوا رہے ہی لشکر کو فاقون سے ...... دے رکھے ہین اب مین طبل جنگ بجوا تا ہون
سنکر گان نے کہا کہ فوج کس کیا لڑے گی شہداد ایزدخان نے کہا کہ صرف میری فوج ان
خداپرستون کے واسطے کافی ہے یہ کہکر طبل جنگ بجنے کا حکم دینے ہی کو تھا کہ سارق نے
روکا اور ایک نامہ تحریر کیا کہ اے بندہ خاص الخاص تجھکو مین نے اسی لیے سرگروہ اسلام پیدا کیا تھا
قہر الہی سے کو راہ راست بتائیگا اور اسی بنا پر تو نے نہایت ہی طاعت کی تھی لہذا آٹھ روز
گذر گئے اب تجھکو بندہ نوازی کرنا چاہیے کہ ایک حاضر ہو اور خداوند کو اپنے سجان جس وقت
یہ نامہ بادشاہ کی خدمت مین پہونچا اور بادشاہ مضمون نامہ سے آگاہ ہوے فرمایا مین نے سمجھ
جاتا تھا کہ مہلت لینے طلب کی تھی طیفور نے عرض کی کہ حضور ان نے اس بہانے سے مہلت
مانگی تھی ورنہ یہ کافر ایک کو زندہ نہ چھوڑتے بادشاہ اسلام نے جواب مین تحریر کیا کہ او بے حیا
تو کسی طرح دعوے خداوندی سے باز نہین آتا اسکا نتیجہ تیرے حق مین برا ہوگا اور مین نے
تجھ سے نہ مہلت واسطے کی تھی اور نہ اقرار تجھ ایسے کافر کی اطاعت کا کیا تھا جو تجھ سے ہو سکے
قصور نکر اپنے ہم سب کمربستہ ہوے ہین یہ جواب جب سارق کو پہونچا تو اسنے طبل جنگ بجوایا
ادھر بادشاہ اسلام نے کوس حربی بجنے کا حکم دیا دونون طرف کمربستہ تیار ہونے لگین لیکن
جس وقت بادشاہ اسلام کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ لشکر سارق پر بسبب فاقہ ہے شام کی رسد جو منظفر غازی
چھین لائے تو بادشاہ اسلام نے قبیل بن مقبل سے حکم دیا کہ تم اس وقت کی کل رسد جا کے سارق
کے سپرد کر دو اور کہدینا کہ اسے لشکر مین تقسیم کر دو تاکہ فوج آسودہ حال ہو کر لائق مقابلہ ہو قبیل بن مقبول
نے کل سامان ساتھ لیا اور کوہ سے اترکر لشکرگاہ مین پہونچے یہ خبر سارق کو ہوئی کہ بادشاہ اسلام نے
منظفر سے رسد لیکر بھیجی ہے یہ عدالت بادشاہ آفرین کرنے لگا اور کہنے لگا کہ دیکھو مین جو اپنے بندگان
منکر کا پاس و لحاظ کرتا ہون اسکا یہی سبب ہے کہ انمین عدل و انصاف کسقدر موجود ہے سارق
نے قبیل بن مقبول کے استقبال کے لیے لوگ بھیجے اور بہت بھاری خلعت پیش کیا قبیل بن

مقبول نے کچھ نہیں لیا اور رسد کا غلہ سپرد کرکے چلے گئے فوج ساریق اگرچہ گرسنہ تھی گھوڑے
اور بھینسے ذبح کرکے کھا لیے تھے لیکن دو وقت سے اناج کو ترسے ہوئے تھے اسی وقت غلہ تقسیم
ہوا اور سب نے کھایا پیا آسودہ ہوئے سیکڑوں کافر تو دعائیں دیتے تھے کہ اہل اسلام بڑے رحم دل ہیں
غرضکہ طبل بجتے بجتے رات تمام ہوئی اور سپیدہ سحری نمودار ہوا ستارے جھلا جھلا کے غروب ہونے لگے
بالائے کوہ اذان کی آواز بلند ہوئی کفار نے یا خداوند ساریق کا شور کیا شداند خان نے اپنا فیل طلب کیا
اور اسلحہ تن پر آراستہ کرکے فیل سپید پر سوار ہوا اور رخ کوہ کا کیا اس وقت شاہزادہ سکندر رستم خوشنوا
کوہ پر سے آواز دی کہ او شداند خان اب ہم تیرے مقابلہ میں عاجز نہیں ہیں یوں تیرا کوہ پر پہونچنا دشوار
ہے تو جگہ دے تو ہم زیر کوہ اتر کر تیرے مقابلہ کو موجود ہیں شداند خان نے میدان دیا اہل اسلام کوہ سے
رفتہ رفتہ اترنے لگے صرف قبیل بن مقبول کو مع ایک لاکھ ناوک اندازوں کے حفاظت بار و بنگاہ
کے لیے چھوڑا باقی کل فوج اتر آئی اور مقابل لشکر کفار صفیں باندھ کے کھڑے ہوئے جس وقت صف
آرائی ہو چکی اور نقیب نقابت کرکے ہٹ گئے تو جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے
جب گرد قریب پہونچ کے شق ہوئی تو دیکھا کہ صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ مع
خواجہ خضران و ہشتر قران چلے آتے ہیں امیر نے آتے ہی اپنی فوج کو زیر کوہ صف آرا دیکھا
اور اس طرف لشکر ساریق میں صف بندی دیکھی ادھر سرداروں نے جو صاحبقران کو آتے
دیکھا نقارہ شادیانی بجایا سردار واسطے استقبال کے آگے بڑھے اور امیر با توقیر کو لائے صاحبقران
زیر علم اژدہا پیکر آ کے قائم ہوئے پس شداند خان نے جو دیکھا کہ صاحبقران آ گئے اسنے اپنے فیل
سپید کو جولان کیا اور میدان میں آکر للکارا کہ او امیر عرب آج ہمارے تمہارے خاتمہ کی لڑائی
ہو جائے اور قسم ہو جاتی ہے کہ زخمی ہوں یا مارے جائیں مگر میدان سے منہ نہ موڑیں آج امتحان
جرأت ہے صاحبقران نے فرمایا مجھے ہر طرح منظور ہے جس وقت دونوں لشکروں میں یہ قسم ہو گئی
تو خضران عیاروں کو لیکر لشکر سے علیحدہ ہوئے اور یہ ارادہ کیا کہ اب آج ساریق کو گلستان باختر
میں ٹھہرنے کی جگہ بھی نہ دونگا یہ بھاگ کے تو باک سار لقیہ میں قیام کی جگہ بھی نہ پائے یہ تو اس طرف
قیلعوں کے پھونکنے کی فکر میں روانہ ہوئے اور یہاں شداند خان ہندی اپنی تمام فوج کو لیکر لشکر
اسلام کی طرف بڑھا یہ معلوم ہوا کہ ایک ابر سیاہ جھوم کر چلا بارہ ہزار فیل بکھی ہلاتے ہوئے اور
پہلوانان ہندی بڑی بڑی پگڑیاں باندھے ہوئے اکتنے رنگائے ہوئے سوار اس طرف سے
صاحبقران مع سرداران اسلام بڑھے پہلے شداند خان اور امیر سے سامنا ہوا شداند خان
نے گرز مارا صاحبقران نے سپر گشتاسپ بلند کی گرز جو سپر پر پڑا اٹھے شعلے پیدا ہوئے اور کلہ گرز کو
پکڑ لیا امیر نے جھٹکا مارا کہ شداند خان بند سے منہ گردن فیل پر آ رہا امیر نے دوسرا ہاتھ
بڑھا کر کمر بند زنجیر کا بند پکڑا کر اس زور سے اچھالا کہ تمام اہل لشکر نے دیکھا گرتے وقت دوال
کمر پر ہاتھ تیغہ خارہ شگاف کا مارا کہ شداند خان کے دو ٹکڑے ہو کے زمین پر گرا بس اسکا گرنا تھا
کہ تمام فیل سواروں میں ایک خروش ہوا کہ ارے مارا اس عرب کو غضب کیا اسنے کہ ہمارے سردار کو مارا
یہ بھی زندہ بچ کے نہ جانے پائے ادھر سے سرداران اسلام نے تلواریں کھینچیں اس وقت تک یہ لوگ
فیل سواروں کی جنگ سے بے خبر تھے کہ یہ کس طرح لڑتے ہیں اس وجہ سے ہیں زخمی ہوئے آج تو
ان لوگوں نے بھی ڈھنگ لڑائی کا بدل دیا جس فیل سوار کے سامنے پہونچتے تھے فیل کی سونڈ

قلم کر دی کسی نے اسکے ہاتھ کاٹ دیئے فیل زخمی نے چرخ مارا جو فیل سوار فیل سے نیچے آرہا اسکو تیغ
کیا خضر ان نے جاتے جاتے ظلیفور کے سر چند عیار کر کے صاحبقران اور دیگر سرداروں کی حفاظت
کے لیے چھوڑ دیا تھا ظلیفور نے جو یہ رنگ دیکھا کہ بارہ ہزار فیل ہین سرداران اسلام انکو کہانتک قتل
کرینگے بس اسنے حقہاے آتشبازی کی باڑھ ماری جتنے جو فیلون کے نغول ہین گر کر دغتے ہین تو فیل
ڈرتے ہیں اور پلٹ کے لشکر ساریق پر جا پڑے لشکر کو پامال کرنا شروع کیا ہر چند فیل سوار روکتے
ہین مگر یہ فیل کب رکتے ہین ظلیفور نے ہاتھیون کا پیچھا کیا اور حقہاے آتشبازی داغ داغ کے مارنا
شروع کیے سنگدلان نے ساریق سے کہا کہ اب تقدیر گردش کا موقع ہے ساریق حیران تھا کہ یہ تو وہی مثل
ہو گئی کہ کون ہاتھی اپنی فوج کو مارے آخر لشکر ساریق نے ہاتھیون پر سنگباری اور تیرباری
شروع کی نیزہ دارون نے نیزہ پر دو کر روکا لیکن یہ کب رکتے ہین فوج کو پامال کرتے چلے آتے ہین
پیچھے اسکے عیار ہین دم لینے کی مہلت نہین دیتے ہین فوج ساریق کی دبتی چلی آتی ہے ساریق نے
اپنے فیلطولون کا رخ کیا کہ یکایک دیکھا کہ فیلطولون پر شعلے اٹھ رہے ہین اور فیلطول جل رہے ہین
ہائے ساریقیہ کے لوگ بھاگتے چلے آتے ہین اور کہتے جاتے ہین کہ دہائی ہے خداوند کی ساریق حیران
ہوا ہے کہ یہ کیا معاملہ ہے وہان خضر ان نے تمام شہر مین غدر برپا کر دیا ہر مکان جلا دیا ہر گھر مین آگ لگا دی
اور لوٹ لیا فیلطولون کے گرد لکڑیان اور کمل اور کپڑے اور پھوس اور رال اور گھی وغیرہ شہر سے
جو جو چیز ہاتھ آئی فیلطولون کے گرد جمع کر کے آگ لگا دی فیلطول جلنے لگے اب ادھر تو تمام گلستان باختر
آتش بہار ہو رہا ہے ادھر فوج فیلان ہندوستان الٹی جو پھری ہے تو فوج کا شیرازہ کیے دیتی ہے
بہت سے سرداران کفار ان ہاتھیون نے ہلاک کیے اہل اسلام ہنستے چلے آتے ہین آخر کار کفار نے
پیچھے جگہ دیدی کہ تمام ہاتھی نکلے چلے گئے اب سرداران اسلام آکر لشکر ساریق پر گرے تلوارین
مارنا شروع کین کفار نے بھی تلوارین کھینچین جنگ مغلوبہ ہو گئی ادھر الماس خان ہندی نے
صحرا مین پہونچکر ہاتھیون کو جمع کیا اور پھر یہ سیدھے ہوا کر لشکر اسلام کی طرف چلا سیارہ کو جا کے
شاہزادہ سکندر نے خبر کی کہ وہ ہاتھی پھر آتے ہین بس سکندر نے زلزال بن زلزلہ اور عقرباے
کوہ پیکر اور مظہر پریزاد اور دیگر سرداران نامی کو ساتھ لیا اور لشکر اسلام سے علیحدہ ہو کر الماس خان
کے سدراہ ہوے ادھر تو امیر نے گھوڑے کو رانون مین مسلا اور تخت ساریق کا رخ کیا فوج
کو مسمار کرتے ہوے صفین کراتے پرے بچھاڑتے ہوے آگے بڑھتے چلے جاتے ہین عین گرمی
جنگ مین زرتاش تشنہ لب سے اور شہنشاہ گوہر کلاہ سے سامنا ہوا زرتاش نے تلوار
ماری شہنشاہ گوہر کلاہ نے وار اسکا سپر پر روکا تلوار سپر مین در آئی شہنشاہ گوہر کلاہ نے بلچک
دی تلوار زرتاش کی کھونٹی آ سکی قبضہ مٹھی پر کھینچ مارا شہنشاہ گوہر کلاہ نے وار اسکا خالی دے کر
پلٹ کے ہاتھ تلوار کا مارا زرتاش کے مع مرکب چار ٹکڑے ہوے غلام نے شہنشاہ گوہر کلاہ
سے بڑی سے سر اسکا کاٹ کر نیزے پر بلند کیا اور ساتھ ساتھ شہنشاہ گوہر کلاہ کے چلا ادھر
نمرود زحل پیشانی اور آصف انجم طلعت سے سامنا ہوا نمرود نے تبر مارا آصف نے تبر کو قلم
کر کے کمر کا ہاتھ مارا کہ نخل حیات نمرود کے قطع کیا انکے غلام نے بھی سر نمرود کا قلم کر کے نیزے پر
بلند کیا مست تیغ جنون سے اور حشم بن ہاشم سے سامنا ہوا مست تیغ نے تلوار ماری حشم نے وار
اسکا [illegible] سپر پر روک کے جو ہاتھ [illegible] کا اس بے بہرہ کو مارا سر گردن سے اڑ گیا اسکے علم دار

بختی نے دوڑ کر سر اٹھا لیا اور برچھے کے مقام پر آویزان کیا شہنشاہ صف شکن سے اور اہرمن دیو پیکر
سے سامنا ہوا اہرمن نے زنجیر کولہ زنجیر بلند مارا شہنشاہ صف شکن نے تلوار سے دونون زنجیر کے
قلم کیے اور ایسا ہاتھ مارا کہ مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے اسکا سر بھی نیزہ پر بلند کیا گیا بلقیس مو تھو نے
عدیل کرگدن سوار کو مار کر اسکا سر کاٹ کر نیزے پر بلند کیا داراب ثاقی نے معدہل کرگدن سوار
کو مارا شاہزادہ رفیع البخت سے اور طرطوس خشت انداز سے سامنا ہوا طرطوس نے
خشت اپنی باری رفیع البخت نے خشت کو خالی دیکر اسکو نیزے پر اٹھا لیا ادھر سہراب سے
ادھر عوب سنگ انداز سے سامنا ہوا عوب نے منجنیق میں پتھر تین سو من کا رکھ کر سہراب
سہراب کے مارا سہراب نے خالی دیکر اسکو بھی نیزے پر اٹھا لیا اور سرداروں کے
ساتھ تو سر حریفوں کے نیزوں پر بلند تھے اور ان دونوں کے ساتھ پوری پوری لاشیں
نیزوں پر پھڑک رہی تھیں ادھر صاحبقران دوران سے اور اقہر رویین تن شگاف سے
سامنا ہوا اقہر نے نعرہ کوہ شگاف کیا اور دوڑ کر ساطور مارا صاحبقران نے مرکب سے
مرکب کو ملا کر دستہ ساطور پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ ساطور ہاتھ سے اقہر کے نکل گیا
امیر نے وہی ساطور مارا کہ اقہر کے مع فیل چار ٹکڑے ہوئے مرتے ہی اقہر کے فوج
کے جی چھوٹ گئے ادھر طیطور نے جلدی سے سر اقہر کا قلم کر کے نیزے پر بلند کیا اتنے میں ستمگان
نے ساریق سے کہا کہ جلد بھاگو ورنہ آج ہی خاتمہ ہو جاویگا ساریق نے کہا کہ بندگان مت
تقدیر گیر لیس یہ کہنا تھا کہ فوج نے ساریق کو حلقہ میں لیا اور لیکر راہ فرار اختیار کی اہل اسلام
کوس بھر تک انکو بھگاتے ہوئے آئے آخر فوج لوٹی تاہم کار سے تعاقب میں روانہ ہوئے
کہ دیکھیں اب یہ کہاں قیام کرتا ہے ادھر شاہزادہ سکندر رستم ہونے جو لشکر فیلان جنگی پر حملہ
کیا جو فیل سوار آگے بڑھا تلوار ماری کہ سونڈ اڑ گئی دوسرے ہاتھ میں فیل سوار کو مارا آن واحد میں
ستھراؤ کر دیا آخر فیل سواروں میں آواز امان بلند ہوئی سکندر رستم خو نے کہا کہ امان بشرط ایمان
سے قبول کیا اور اطاعت بدل اختیار کی الماس ہندی بھی مسلمان ہوا بارہ ہزار ہاتھیوں
میں سات ہزار ہاتھی باقی رہ گئے ادھر تو سکندر بافتح و فیروزی میدان سے پھرے کہ اب
چلکر پاس امیر کے شریک جنگ ہوں ادھر صاحبقران نے جنگ سر کر کے نقارہ شادمانی
بجایا جسقدر ساریق پرست تھے انمیں سے قریب نصف کے مسلمان ہوئے اور چہارم قتل
ہوئے اور چہارم ہمراہ ساریق کے فرار ہو گئے صاحبقران اسی طرح سر سرداران کفار اور حریفان
ساریق کے نیزوں پر بلند کیے ہوئے داخل ملک سارلقیم ہوئے یہاں خضران نے اسقدر
لوٹا تھا اور شہر کو تاراج کیا تھا کہ لوگ نام صاحبقران کی دہائی دے رہے تھے ہزاروں
گھر جلے پڑے تھے سیکڑوں گھر جل رہے تھے عیاروں نے اسباب لوٹا لوٹا کے
جمع کیا تھا شہر اجاڑ ہو گیا تھا امیر نے شہر کی یہ حالت دیکھ کر تلوار نیام میں کی اسیوقت سے کشت و خون
موقوف ہوا صاحبقران آکر ایوان شاہی میں مع بادشاہ اسلام رونق افروز ہوئے اور اسیوقت
بتخانوں کے منہدم ہونے کا حکم دیا تمام بتخانے گرا دیے گئے بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے بنیاد مسجد کی
قائم کی سنگ بنیاد نصب کیا رؤسائے شہر حاضر ہوئے نذریں گزرانے لگیں سکہ نام پر بادشاہ
جم جاہ کے جاری ہوا لاشیں میدان سے اٹھوائی اور پٹوائی گئیں تو تین شبانہ روز صرف ہوئے

لاکھون کا کشت و خون ہوا تھا زمین صحرا کی خون سے لالہ گون ہو رہی تھی ہزارہا کوتل گھوڑے
صحرا مین روان دوان تھے خضر ان لے لوٹ کا مال صاحبقران سے معاف کرا کے نذر نہین کیا
چہارم مال و اسباب سب عیارون پر تقسیم کر دیا اسکے بعد میدان جنگ کی طرف متوجہ ہوئے جسقدر
اسلحہ پڑا تھا سب سمیٹ کے داخل خزانہ نہین کیا بلکہ ٹوٹے ہوئے ٹکڑے تلوارون تک سکے اٹھا لیے
کہ یہ قصائیون کے ہاتھ بیچ ڈالینگے بعد اسکے صحرا مین چار بہت روز تک جستجو کیے ہوئے گھوڑون کو
پکڑ پکڑ کے جمع کیا اور سوداگرون کے لشکر صاحبقران مین داخل ہوئے اور سب گھوڑون کو بیچ
کے نقد ہو رہے ہین اب یہان صاحبقران عالی شان تو مصروف اہتمام و انتظام ملک مین یہ بھی انتظار
ہے کہ مسجد جامع تیار ہو تو نماز با جماعت پڑھین اور ہرکارون سے سارق کے کوئی خبر ملے تو
تعاقب مین روانہ ہون اور ہنوز کوئی حاکم بھی یہان کا معین نہین ہوا ہے۔

لیکن اب یہان سے چند کلمے داستان رانده درگاه خدا یعنی سارق بن لقا کے بیان کیے جاتے ہین

راوی بیان کرتا ہے کہ سارق ملعون جو شکست کھا کے بھاگتا ہے تو تین ست پانچ روز تک اسنے
دم نہ لیا اور پلٹ کے بھی نہ دیکھا کہ کوئی پیچھے آتا ہے یا نہین صاحبقران نے تو اسے تھوڑی ہی
دور بھگا کے چھوڑ دیا تھا لیکن لشکر صاحبقران عالی شان نے اسکو تین روز تک پھر کے دیکھا کہ
بھی مہلت نہ لینے دی سارق نے ایک صحرا مین پہنچکر قیام کیا ساتھ اسکے چند سردار ہین جو کہ باقی
رہ گئے ہین اور کوئی تین لاکھ کی فوج ہے اور خستگان ہی رات بھر ان سبنے دم لیا صبح کو پھر کوچ کر کے
آگے روانہ ہوئے جاتے جاتے بعد کئی روز کے کنارے دریاے طوفانی کے پہونچے یہ بہت بڑا قہر
دریا تھا اور دریا کے اس پار ایک شہر وسیع ہے سارق نے وہان کے لوگون کو بلوا کے دریافت کیا
کہ اس شہر کا حاکم کون ہے اور کیا مذہب رکھتا ہے ان لوگون نے بیان کیا کہ بالفعل افلاک دیوسمر یہان کا
حاکم ہے اور مذہب اسکا ابلیس پرستی ہے اور علاوہ ابلیس کے اور خداوند بھی جسقدر گذرے
ہین سبکو مانتا ہے اور نام خدا پرستان کا دشمن ہے انسان کا سا ہے لیکن ایک بلا ہے سیاہ ہے
آواز اسکی اسقدر سخت و مہیب ہے کہ جسوقت وہ نعرہ کرتا ہے تو حریف کو فوراً دوران سر پیدا ہوتا
ہے اور بیہوش ہو جاتا ہے سارق نے کہا کہ اسی شہر مین چلکر پناہ لینا چاہیے بلاؤ جہاز رانون کو یہی وقت تھا کہ
طلب ہوئے اور سارق مع لشکر جہازون پر سوار ہوکے دریا کے اس پار اترا پس افلاک
دیوسمر کو پہونچی کہ خداوند باختر ہاتھ سے خدا پرستون کے شکست کھا کر اور پریشان ہوکے
اس طرف آیا ہے اور دامن پناہ چاہتا ہے پس اسیوقت افلاک دیوسمر مع ارکین دولت سوار
ہوکے جانب دریا بہرے استقبال روانہ ہوا جسوقت کنارے دریا کے پہونچا تو سارق کو
سجدہ کیا اور نہایت عزت کے ساتھ لیکر شہر مین آیا سارق نے دیکھا کہ انسان کا سا ہے لیکن ایک
دیو ہے آنکھین زرد ہین سر کے بال نہایت سخت بدن پر مثل خرس کے بال ہین سر پر ایک شاخ مانند
کرگدن کے صورت دیکھکر زہرہ آب ہوتا تھا اور جب بات کرتا تھا تو آواز کانون کو ناگوار ہوتی تھی
اب اسنے سارق کی دعوت و ضیافت کا سامان کیا اور ہرکارے جو کہ تعاقب مین اسکے آئے تھے
بخدمت حضرۂ صاحبقران روانہ ہوئے کہ جا کر اطلاع کرین اب انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے

لیکن یہاں سے چند کلمے داستان حسرت نشان جوان رنجور شاہزادہ طیمور کے بیان کیے جاتے ہیں مخمس

ناصحا دور بھی ہو دور تو بکتا کیا ہی
ہمکو وحشت ہی تو ہو پھر تجھے سودا کیا ہی
چشم گریان کا ہماری تجھے رونا کیا ہی
ہمنے مانا کہ ہماری آنکھیں پر ور کیا ہی
دل جو اسپر بھی نہ مانے تو اجارا کیا ہی

کیا بتاؤں کہ مری خواہش بیجا کیا ہی
کیا گذارش کروں سر کو مرے سودا کیا ہی
کیا کروں عرض مری چشم کو رونا کیا ہی
کیا بتائے دل بیتاب ارادا کیا ہی
اب مل جائیں تو پھر اور تمنا کیا ہی

انکو اغیار کی چاہت ہی اگر شیدا ہی
وہ ہیں نادان انھوں نے ابھی دیکھا کیا ہی
نہ تجھے ایسے تماشا سے نہ مجھے شکوا ہی
ہم سمجھنے والا زمانے میں کسے مانتا ہی
وہ سمجھتے ہی نہیں عاشق شیدا کیا ہی

رشک کمبخت مرا کرتا ہی تجھکو بیتاب
دیکھو پھر کہتا ہوں تمکو نہیں زیبا ہی نقاب
نہیں چھپنے کا چھپانے سے رخ عالمتاب
میری آنکھوں میں زہد شوق سے شبنم در آب
پردہ چشم سے بہتر کوئی پردا کیا ہی

وہ نہیں چاہتے کہ ہم تو چاہیں انسے
دشمنی انکو ہی ہمسے تو ہی الفت انسے
وہ نہیں چاہتے ہیں تو ہی محبت انسے
انکو نفرت ہی سہی یاں تو ہی رغبت انسے
وہ ہمارے ہیں نہ ہم انکے ہیں ایسا کیا ہی

جسقدر چاہیں ستائیں وہ ہمارے دلکو
خاک میں چاہتے ملائیں وہ ہمارے دلکو
جتنا جی چاہے رلائیں وہ ہمارے دلکو
چاہے جس طرح ستائیں وہ ہمارے دلکو
دی ہوئی چیز میں اسکے ہمیں دعوی کیا ہی

نہ تو وہ میری تباہی کا سبب سنتے ہیں
ٹال جاتے ہیں وہ قصہ مرا جب سنتے ہیں
نہ ستم سنتے ہیں اپنا نہ غضب سنتے ہیں
بیسبب کہنے سے مرا حال وہ کب سنتے ہیں
خود سمجھ لینگے کبھی ایسے تقاضا کیا ہی

ضعف سے چہرہ مرا زرد تو رہتا ہی ضرور
لب پہ میرے نفس سرد تو رہتا ہی ضرور
دیدہ تر صفت درد تو رہتا ہی ضرور
دونوں پہلو میں مرے درد تو رہتا ہی ضرور
دل ایسے کہتے ہیں کیا جانوں کلیجا کیا ہی

دل لگی چھوڑ دو خدا کے لیے لو تو ضابطہ
جو کلیجہ آئے تو پھر رہے نہ تم وہ ضابطہ
یار تم سے رہے بہت صدمہ ہی اسکو ضابطہ
ہوش میں آؤ ذرا خیر ہی سمجھو ضابطہ
ایک جانب کی محبت کا نتیجا کیا ہی

غرض کہ الفت و خواہان بحر مودت گوہر مدعا سے دل کا اس طرح تلاش کر رہے ہیں کہ جس وقت شاہزادہ طیمور رشید بہ ورطہ غم دوری معشوقہ سے تنگ آ کر خود کشی پر کمر ہمت کو چست باندھا اور دست و پا کو کمند سے جکڑ کر اپنے کو دریا میں گرا دیا کہ ڈوب جائے اس وقت ہاتھ پاؤں کھلا

نہ ہلا سکوں اور اگر نیت یہ ہو تو اپنے کو موت سے نہ بچا سکوں تو قسمت ہنستی تھی اور کہتی تھی کہ یہ چند روزہ
تکلیف ہی اس سے پریشان نہو اسلیے کہ ستارہ اقبال تیرا اور بلندی پر آیا چاہتا ہی اور تجھے
مرتبہ اعلےٰ پر پہونچایا چاہتا ہی چنانچہ شاہزادہ سلیمان صاحبقران کو پردۂ قاف میں بیٹھے بیٹھے خیال
آیا کہ خدا جانے طیمور کس حال میں ہی بہت دن ہوگئے کہ دیو بھی اسکی خیر و عافیت کی خبر نہ لایا
نہ شہزادہ رحمت وری سنایا انھوں نے پریشان ہوکر دیو سپلیس کو طلب کیا اور ارشاد فرمایا
کہ تو طیمور کو اچھی طرح پہچانتا ہی جا پردۂ دنیا پر اور طیمور کو لے آ دیو سپلیس یہ سنتے ہی اڑا اور جانب
پردۂ دنیا روانہ ہوا اول یہ شہر زرینہ میں پہونچا وہاں طیمور کو نہ پایا صورت انسان کی بنا کر شہر میں آیا اور
دریافت کیا کہ شاہزادہ کہاں گیا ہی معلوم ہوا کہ بہارستان مغرب کی جانب تشریف لے گئے ہیں
چنانچہ دیو وہاں سے بہارستان مغرب میں آیا جب یہاں بھی نہ پایا تو پتہ پوچھتا ہوا شہر کیوانیہ
تک پہونچا اور وہاں سے بعد دریافت حال شہر حسن آباد کی راہ لی دیکھا تو واقع میں شاہزادہ
کا لشکر اترا ہوا ہی اب دیو نے یہاں بھی اجنبی بن کے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ شاہزادہ باغ میں
ہی باغ میں پہونچا اور اس طرف آیا جدھر دریا تھا تو اس وقت پہونچا کہ طیمور نے یہ شعر پڑھ کر اپنے
کو دریا میں گرایا ع تمہارے ہاتھ سے تنگ آ گئے ہیں خون اپنا کرتے ہیں + بمجبوری گلے کو کاٹتے
ہیں تمہیں پہ مرتے ہیں + بس یہ پڑھتے ہی دیو نیچے جھکے گرا ہنوز شاہزادہ آب دریا سے آشنا ہونے
پایا تھا کہ دیو جا پہونچا اور طیمور کو لیکر جانب پردۂ قاف اڑا ہوا طیمور تموج ہوا سے بیہوش
ہوگیا یہاں سلیمان صاحبقران بارگاہ میں بیٹھے تھے یہ وہ وقت تھا کہ پریزادان قاف جمع تھیں
ناچ ہو رہا تھا کہ دیو سپلیس اسی حالت سے طیمور کو لیے ہوے پہونچا اور سامنے صاحبقران
کے ڈال دیا دیکھا سلیمان صاحبقران نے ہاتھ پاؤں کمند سے بندھے ہوے ہیں چہرہ متغیر
ہی گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوے دیو سپلیس سے کہا کہ ارے یہ اسکی کیا حالت ہی دیو سپلیس نے
بیان کیا کہ میں انکو شہر حسن آباد سے لایا ہوں اس وقت پہونچا کہ انھوں نے اپنے ہاتھ سے
دست و پا بندہ کرکے اپنے کو دریا میں غرق کرنے کا قصد کیا تھا سلیمان صاحبقران نے فرمایا
کہ مجھ سے اسکی یہ حالت نہیں دیکھی جاتی یہ فرما کر کمند کو کاٹ کر دست و پا سے علحدہ کیا اور پریزادوں
سے کہا کہ تم اسے ہوشیار کرو پریزادیں آکر جمع ہوگئیں کوئی بازو بانڈہ رہی تھی کوئی لخلخہ زلف
عنبر کا سنگھا رہی تھی کوئی منہ پر گلاب چھڑک رہی تھی کہ ایک مرتبہ طیمور کو ہوش آیا تو گرد اپنے
مجمع پریزادوں کا پایا فرمایا کہ ارے ملکہ کہاں میں آ نکلے کہدو کہ ملکہ اب نہ ترساؤ صورت دکھاؤ ہم جان
دے کر یہاں تک آ گئے ہیں دل پر داغ ساتھ لائے ہیں تمہارے ہجر میں جسقدر صدمے اٹھائے
ہیں اسکی سند دیکھو یہ سنکے پریزادوں نے کہا کہ اے شہریار کیا آپنے اپنی کنیزوں کو نہیں پہچانا فرمایا
مجھے اس وقت ملکہ کی جدائی میں دنیا اندھیر ہی کچھ دکھائی نہیں دیتا ہی تم سب میرے سامنے سے ہٹ جاؤ
کیوں آڑے کھڑی ہو اب مجھ میں غم فرقت اٹھانے کی تاب نہیں ہی یہ سنکے وہ سب پریزادیں سامنے
سے ہٹ گئیں اور نظر طیمور کی سلیمان صاحبقران پر پڑی اٹھکر سلام کیا اور کہا کہ میں کیا خواب دیکھتا
ہوں صاحبقران قاف نے ارشاد فرمایا کہ ای طیمور یہ بیہوشی نہیں ہی بلکہ عین ہوشیاری ہی تم اس وقت
پردۂ قاف میں ہو بہت روز سے تمہاری خیر و عافیت نہ معلوم ہونے سے دل گھبرایا تو میں نے دیو کو
بھیجکر اٹھا منگایا اب تم اپنا حال بیان کرو کہ یہ کیا حالت ہی ای طیمور اگر تمکو غیر جنسوں سے اپنا

پہونچی ہو تو ٹھی مین تمھاری طرف سے لڑنے اور مقابلہ کرنے کو موجود ہون تمھاری یہ حالت مجھ سے نہین
دیکھی جاتی جلد اپنا حال بیان کرو کہ تمپر کیا گذری ہی طیمور نے شرما کے گردن جھکالی اور کہا کہ کیا عرض
کرون میرا حال ناگفتنی ہی خصوصاً بزرگون کے سامنے بیان کرنا تو بالکل خلاف حیا ہی فرمایا نہین کچھ شرم
کی بات نہین ہی اتنا تو مین سمجھ گیا کہ تم کسی کی محبت کے مارے ہوے ہو اسلیے کہ فرقت نے تمھارا
یہ حال کردیا ہی اسلیے کہ وہ اک کلمات حالت بیخودی مین تمھاری زبان سے ایسے نکل گئے جنسے
مین یہ سمجھ گیا کہ تم دردرسیدہ ہو لیکن مفصل نہین سنا اے طیمور اگر ضرورت ہو تو مین تیرے لیے
آگ مین پھاندنے کو موجود ہون مجھے دیکھنے سے میرے قلب کو تسکین ہوئی تھی لیکن اس وقت
دل دکھ گیا یہ سنکے طیمور نے بیان کرنا شروع کیا کہ جس وقت مین آپ سے رخصت ہوکر بیہ دو
دنیا سر کیا ہون تو مین نے پہلے بہارستان مغرب مین جاکر آپکے ارشاد کے موافق شادی اپنی
ہمشیر کی وحید الملک کے ساتھ کردی بعد اس کام سے فراغت کرنے کے بالاعصر نسیان پانی
کی سرحد مین پہونچا وہین دیوار کیا جو آپنے خیر و عافیت دریافت کرنیکے واسطے مجھے فرمایا تھا ہو اسکے
ملک گیروا مین پہونچا اس ملک کو اک اژدہے نے ویران کردیا تھا مین نے اس اژدہے کو
مار کر ملک کو پھر سے آباد کیا ایک روز سیر دریا مین مصروف تھا کہ مورنیکھی دختر بادشاہ حسن آباد
کی نمودار ہوئی وہین سے سلسلہ ملاقات و محبت شروع ہوا آخر سعد الاکبر کے ساتھ مین شہر حسن آباد
مین پہونچا اور تنہا بہادران حسن آباد کو زیر کیا اور بادشاہ کو شکست دیکر مطیع بنایا اور آئینہ سرشکست
کیا اسکے بعد شادی میری ملکہ کے ساتھ ہوئی لیکن شب عروسی کو یہ آفت گذری کہ اک آسیب یا پری
گری اور عروس نظرون سے غائب ہوگئی اگرچہ منجمون نے یہ بیان کی کہ وہ زندہ ہی لیکن بعد کوشش
بسیار کے اس سے ملاقات ہوگی لیکن مجھے اس بیان سے تسکین نہین ہوئی اسلیے کہ ممکن کہ
کہ انھون نے میری تسکین کے لیے یہ کہدیا ہو سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ اے طیمور تم صدمہ نکرو
اگر عروس تمھاری زندہ ہی تو کسی مقام پر کیون نہو مین آگ مین پھاندونگا تاکہ تمھاری عروس کو تم سے
ملا دونگا تم اطمینان رکھو اور پریشان نہو یہ فرماکر پریزادون کو ناچنے اور گانے کا حکم دیا پریزادین
ناچنے لگین مگر طیمور کا دل تو اختیار سے باہر تھا اسکی نگاہون مین کوئی بہار اچھی نہ معلوم ہوتی
تھی سلیمان صاحبقران نے اسکا جی بہلنے کے لیے یہ سامان کیا تھا مگر طیمور نے عذر کیا کہ مجھے
معاف رکھیے مین اس راگ رنگ سے پریشان ہوتا ہون سلیمان صاحبقران نے فرمایا
کہ وہ بات کرو جس سے جی بہلے طیمور نے عرض کی کہ سکوت اور تنہائی مجھے زیادہ پسند ہی
صاحبقران قاف نے ارشاد فرمایا کہ اے طیمور ہمارے سر کی قسم اب ایسی جہالت کا
قصد نکرنا خودکشی دلیل کم ہمتی کی ہی اگر دشمن تمھارے ہلاک ہوجاتے تو ملکہ کی زندگی کی کسی خبر اب
ہوتی یہ چند روزہ گردش زمانے کی ہی جب دن اچھے آئینگے پھر ملکہ ہوگی اور تم ہوگے
طیمور نے اک آہ سرد کھینچی اور عرض کی کہ اب ملکہ سے ملاقات ہونا کہان یہ کبھی نہین معلوم
کہ وہ ہی کہان سلیمان صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے اقلیم مین اک بزرگ ہین کہ نام
نامی انکا سلیمان روشن ضمیر ہی وہ تمام حالات گذشتہ اس طرح بیان کردیتے ہین کہ گویا
دیکھے ہوئے ہین اور حالات آیندہ کی نسبت بھی انکے احکام نہایت صحیح ہوتے ہین ہم انکے پاس
تمکو لیے چلینگے یقین ہی کہ وہان مقصد دل تمھارا پورا ہوگا اور کوئی راہ وصل معشوق کی پیدا ہوگی

جب معشوق کا نام آتا تھا تو طیمور بیتاب ہوکے آہ کھینچ کر لیتا تھا ایکبار طیمور کو خورشید زرین کمر کا خیال آیا
صاحبقران قاف سے عرض کی کہ میرے والد ماجد میرے غم مین ہلاک ہو جائینگے مین چاہتا ہون
کہ مجھے خیر و عافیت شہر حسن آباد کی منگا دیجیے اور میرے بھائی شاہپور کو بلوا دیجیے کہ وہ بغیر میرے
زندہ نہین رہ سکتا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ مین ابھی دیو کو بھیجتا ہون بس اسی وقت صاحبقران
قاف نے دیو سلاسل سے بطور ارشاد فرمایا کہ تو جا اور کوئی نشانی طیمور کی لیے جا اور اسکے والد کو
خیر و عافیت سے اطلاع دینا اور شاہپور شیردل کو لیتا آنا یہ سنکے اسی وقت دیو سلاسل جانب شہر
حسن آباد روانہ ہوا یہان انکی یہ حالت تھی کہ جو لوگ شاہزادہ طیمور کی محافظت کرتے تھے جس وقت
وہ خواب سے بیدار ہوے اور طیمور کو نہ پایا تو نہایت پریشان ہوے ہر چند تلاش کیا مگر طیمور
کہان آخر یہ خبر بادشاہ حسن آباد و خورشید زرین کمر کو ہوئی ان دونون کی آنکھون مین دنیا تیرہ و
تار ہوگئی اور سینہ غم مین طیمور کے بیہوشی اختیار کی تمام شہر حسن آباد ماتم کدہ ہوگیا ایک تو
ملکہ کا غم تھا دوسرا غم شاہزادہ طیمور کا ہوا دونون صدمون نے دنیا اندھیر کر دی ایسی حالت مین
دونون بادشاہ ایک ہی مقام پر بیٹھے تھے رفقا اور ارکین دولت جمع تھے حکما و المنجم و وزیر نے
عرض کی کہ رمل شناسون کو طلب کیجیے تاکہ کچھ پتا معلوم ہو حسین کجکلاہ نے کہا کہ یہ لوگ
ظاہری لنگر کو دیکھتے ہین باطن کا حال کون جانتا ہی ہنوز یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ دیو سلاسل پہنچا
دیو کی صورت دیکھ کر لوگ اٹھ اٹھ کے بھاگے لیکن نہنگ بن طوفان دریا موج اور
حامد بہرائی اور کاوس بیچ کارہ اور پرویز یہ لوگ قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈال کر اٹھ کھڑے
ہوے اور قصد مقابلہ کیا خورشید زرین کمر نے تسکین دیکر دیو سے ارشاد فرمایا
کہ ای دیو تو اس وقت آیا ہی جب میرا فرزند دلبند موجود نہین ہی مین اسکی فراق مین جینے سے تنگ
ہون آپ پہلی بھی کو کہا لیے ہے یہ سنکے دیو نے عرض کی کہ مین قاصد ہون آپکے فرزند شاہزادہ طیمور
شہر سے [illegible] کا اور خیر و عافیت کے واسطے آیا ہون اگر آپکو یقین نہین تو یہ بازو بند دیکھیے اور پہچانیے
کہ کسکا ہی خورشید زرین کمر نے خوش ہوکے پوچھا کہ طیمور کس مقام پر ہی دیو نے کہا کہ وہ
قاف مین سلیمان صاحبقران کے مہمان ہین اور اپنے بھائی کو بلایا ہی یہ سنکے سبکا غم خوشی سے
مبدل ہوگیا اور جو لوگ دیو سے خوف زدہ ہوکے بھاگے تھے وہ بھی پشیمان ہوکر واپس آئے
شاہپور جلدی سے اٹھکر دیو کے قریب آیا اور کہا کہ چل مجھکو لے چل کہ مجھے ایک پل بغیر اپنے بھائی
کے قرار نہین ہی دیو نے شاہپور کو گردن پر بٹھا لیا اور اڑکر جانب پرستان روانہ ہوا وہان
سلیمان اعظم اور سلیمان کوہ قاف اور سلیمان صاحبقران طیمور کے پاس بیٹھے تھے اور باتین
کر کرکے اسکا دل بہلا رہے تھے کہ دیو شاہپور کو لیے ہوے پہنچا اور خیر و عافیت بیان کی سلیمان
صاحبقران نے کہا کہ ای طیمور چلو تمکو مقامات مشہور کی سیر کرادین خصوصاً ہمارے اقلیم مین چشمہ
ماہیان عجیب مقام ہی یقین ہی کہ تمنے بھی نام سنا ہوگا طیمور نے کہا کہ ہان مین نے تو نام ضرور سنا ہی
بلکہ یہ بھی سنا ہی کہ اسی چشمہ ماہیان پر امیر حمزہ عرب سے اور دیو قہار دراز شاخ سے مقابلہ ہوا
تھا مین چاہتا ہون کہ اس قصہ کو سنون یہ سنکے سلیمان اعظم نے فرمایا کہ ای طیمور اگر اس طرح والد
ماجد کا نام کوئی دوسرا شخص لیتا تو ہم سے شکایت ہوتی اور اسکے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کیا جاتا کہ وہ
پھر کبھی اس طرح نام نہ لیتا لیکن چونکہ تو بھی دراصل اولاد مین حمزہ عرب کی ہی اس وجہ سے

مجھ سے کہا کیون اب تو پہلے قصہ حمزہ عرب کا سن اسکے بعد چشمۂ ماہیان کا واقعہ بیان کرونگا ای طیمور سنو جب
مین سن تمیز کو پہونچا تو مجھے میرے ہمجولیون نے طعنہ دیا خصوصاً ان لڑکون نے جو اولاد جناب سلیمان سے
تھی اور ننہالی قرابت مجھ سے رکھتے تھے کہ ای سلیمان اعظم تم ایک حمزہ عرب کے بیٹے ہو جو جادوگر زادہ
ہاکتہ ہی اور ہم اولاد جناب سلیمان ہین کیا نسبت ہی حسب و نسب کے اعتبار سے حمزہ کو سلیمان سے اسی طرح
ہم تم سے حسب و نسب مین بہتر ہین یہ سنکے مجھے کمال رنج ہوا اور مین نے والدہ ماجدہ یعنی ملکہ آسمان پری
سے جا کے پوچھا کہ سچ بتائیے کیونکر عقد آپ کا حمزہ عرب سے ہوا اور کیون ہوا مجھے تمام پریزاد
طعنہ دیتے ہین یہ حرکت آپنے ایسی کی کہ نسل مین داغ لگا دیا مین آپ کو بھی مار ڈالونگا اور اپنی بھی
جان دیدونگا جب والدہ ماجدہ نے میرے تیور بُرے دیکھے تو کہا کہ اسکا جواب مین تمھین کل دونگی
مین خاموش ہو رہا اور اپنے مقام پر چلا آیا اور یہ ٹھہر لیا کہ کل انکو ضرور مار ڈالونگا وہان والدہ
معظمہ نے ایک دیو کو میرے بھائی حمزہ ثانی کے پاس روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ بھائی کو تمھارے
اہل پرستان نے بہکا دیا ہی اور وہ مجھ سے بدسر پرخاش ہی تم آ کر اسے سمجھا دو دیو اس وقت
پہونچا کہ بھائی صاحب مقابلہ مین صلصال بن دال بن دیو بن شامہ جادو کے خیمہ زن
تھے اور خوب مقابلے ہو رہے تھے جس وقت دیو نے وہان پہونچ کے پیام والدہ ماجدہ
کا انسے بیان کیا وہ اسی وقت چلے آئے کچھ اپنے لشکر کی تباہی کا خیال نہ کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ والد
ماجد خانہ کعبہ کو جا چکے تھے اور میرے بھائی انکے قائم مقام تھے اور صاحبقران ثانی کے لقب
سے مشہور تھے جب وہ پرستان مین تشریف لائے والدہ معظمہ کی مثل اپنی والدہ ملکہ فیروزہ گہر
تاجدار دختر نوشیروان ملک العادل کسریٰ کی تعظیم کی اور گردن جھکائی میری والدہ ماجدہ نے
انسے میری سرکشی کا حال بیان کیا اور کہا کہ تم اپنے بھائی کو سمجھا دو کہ وہ باپ سے برخلاف ہو گیا ہی
بھائی صاحب وہان سے اٹھے اور اس مقام پر تشریف لائے جہان مین بیٹھا تھا اور وہی بہکانے
والے جمع تھے اور کہہ رہے تھے کہ اگر تم اولاد حمزہ عرب نہ ہوتے جیسے بھائی تھے ویسے ہی دو چندان
ہم بھی ہوتے تو اس سے زیادہ مشہور ہوتے ایک مرتبہ حمزہ ثانی پہونچے اور انھون نے آواز دی کہ
کیون اعظم تم والد ماجد کی شان مین کیا کہتے تھے مین نے جو کچھ والدہ ماجدہ کے سامنے بیان کیا تھا اس سے
زیادہ بیدبانہ والد ماجد کا نام لیا بس انکو غصہ آ گیا اور فرمایا کہ ای اعظم تو نہین جانتا کہ حمزہ صاحبقران
تیرے نانا جناب سلیمان سے زیادہ عالی نسب ہین اسلیے کہ وہ بیٹے جناب عبدالمطلب کے اور
چچا رسول اللہ صلعم کے ہین جنکا مرتبہ سلیمان سے کہین زیادہ ہی یہ سنتے ہی مجکو غصہ آیا اور مین نے اٹھ کے
تلوار ماری انھون نے بند دست پر ہاتھ ڈال دیا مین نے تلوار چھوڑ دی اور لپٹ پڑا مین اپنے
دل مین یہ سمجھا تھا کہ انکو بہر کیف مین بلکہ ایک ہی زور مین اٹھا کر زمین پر مار دونگا پیکر چور ہو جاےگا
مگر اسکے خلاف ظہور مین آیا کہ پانچ شبانہ روز کشتی رہی پانچوین دن انھون نے فرمایا کہ ای اعظم
اب تک مین نے تیرے زور روکے اب تو میرا زور روک دیکھ حمزہ عرب کی یہ قوت تھی یہ فرما کر انھون
نے میرے بازو پکڑ کے جو زور کیا تو پانچ قدم دوڑا لے گئے اور مین لنگر اپنا قائم نہ کر سکا اور وہان سے
جو ہٹا یا تو دونون گھٹنے میری زمین سے مل گئین اور ہاتھ انکا کمر زنجیر پر پڑتے تو معلوم ہوا پھر جو خیال
کیا تو اپنے کو سر سے بلند پایا بھائی صاحب نے مجکو مشکین باندھ کر زندانخانے بھجوا دیا اور والدہ ماجدہ سے
رخصت ہو کے بمقابلہ صلصال چلے گئے مین ایک مہینہ قید رہا آخر نشہ میرا ہرن ہوا اور خیال آیا

کہ جسکا بیٹا ایسا ہو وہ خود کیسا ہوگا اور باپ کی مخالفت کرنا سراسر حماقت ہے مین نے اسی زندان خانہ مین
سے بعجلۃ الفور قلم دوات اور کاغذ طلب کرکے ایک عرضی خدمت مین جناب معظمہ والدہ ماجدہ کے تحریر
کی کہ میری تقصیر عفو ہو اب مجھسے ایسی بے ادبی کبھی نہوگی والدہ ماجدہ نے اس عرضی کو پڑھکر میرے حال پر
شفقت فرمائی اور مجھے قید سے نجات دی مین آکر قدمون پر گرا والدہ معظمہ نے فرمایا کہ ای سلیمان اعظم
حمزہ عرب وہ شخص تھا جسنے قاف کو سرکشون سے صاف کردیا دیوان گردنکش کے ہاتھ سے میری
عزت بچائی اس وقت تمہارے نانا شہپال بن شاہرخ نے میرا عقد تمہارے باپ کے ساتھ کیا
اس وقت مجھے اپنے باپ کی قدر ہوئی اور مین والدہ ماجدہ سے یہ کہکر رخصت ہوا کہ مین اپنے بھائی سے
معذرت کرونگا اور دیوون کو ساتھ لیکر جانب بردہ دنیا روانہ ہوا ایسے وقت پہونچا کہ جب لڑائی ہو رہی
تھی اور خدا پرستون پر وقت تنگ تھا مین خدا پرستون کی جانب سے شریک جنگ ہوا جب جنگ ختم
ہوئی تو خدمت مین اپنے بھائی کے گیا قدمبوسی حاصل کی حمزہ ثانی نے مجھسے پوچھا کہ مین تو تمھین
قید کر آیا تھا تم رہا کیونکر ہوئے مین نے اپنا عرضی بھیجنا اور والدہ ماجدہ کے اشفاق کا حال بیان کیا اور اپنے
کئے کی اپنی جہالت کی معذرت کی بھائی صاحب سنتے ہی اور مجھے گلے سے لگا لیا اے طیمور چشمہ ماہیان پر
چلو وہان کی سیر بھی کرو اور آپ دیکھیے افسانہ چشمہ ماہیان کا اور سنو طیمور آشفتہ کھڑا ہوا سلیمان اعظم
کی باتون مین کچھ اسکا غم غلط ہوا سلیمان اعظم اور سلیمان کوہ جاب اور صاحبقران قاف
طیمور کو لیے ہوئے چشمہ ماہیان پر آئے دیکھا طیمور نے کہ عجب باصفا مقام ہے بیچ مین چشمہ نہایت
خوبصورت ہے پانی نہایت مصفا مچھلیان عجیب عجیب قسم کی تیرتی پھرتی ہین کہ کبھی ایسی مچھلیان نہ دیکھی
تھین پورا چشمہ آنکھ کا چشمہ معلوم ہوتا ہے مگر ڈبڈبائی ہوئی آنکھ کی طرح ناپائدار ہی دنیا مجنون وگریان
ہے کہ کبھی اس مقام پر کیا جلسے رہتے تھے وہ جناب سلیمان کا تشریف لانا وہ پریون کے غنچے اور
بچھا ہوا کرتا تھا گرد چشمہ کے ایسی عمدہ عمارت سنگ مرمر اور سنگ موسی کی بنی ہوئی تھی کہ دیکھکر
چشمہ نظارہ کو فرحت حاصل ہوتی تھی نقش ونگار دیوارون پر ایسے بنا دئے گئے تھے کہ دیکھنے
سے روح کو تازگی حاصل ہوتی ہے جس مقام پر جو بیل بنا دی تھی ابتک یہ معلوم ہوتا ہے کہ اصلی بیل دیوار
پر چڑھا دی گئی ہے خوشہ انگور کی تازگی وخوشہ دیکھکر طبیعت کو مائل کرتی تھی پھولون کی تازگی پر بے اختیار
سونگھ لینے کا ارادہ ہوجاتا تھا الغرض اسی سیر کی حالت مین طیمور نے سلیمان اعظم سے پوچھا کہ کیون حضور
اس چشمہ کو چشمہ ماہیان کس وجہ سے کہتے ہین سلیمان اعظم نے فرمایا کہ ای طیمور سبب اسکا یہ ہے کہ یہ
چشمہ ایک ماہی کی آنکھ ہے جسمین برسات کا پانی بھر گیا ہے کسی وقت مین اس مقام پر دریا تھا جسمین اتنی
بڑی مچھلیان پیدا ہوتی ہین کہ انکی آنکھ پر ایک چشمہ ہے قدرت خدا سے اس چشمہ مین ایسی مچھلیان پیدا
ہوتی ہین کہ تمام عالم کے کسی چشمہ مین نہین ہین جسوقت جناب سلیمان نے اس چشمہ کو دیکھا نہایت پسند
فرمایا اور اسکو اپنی سیرگاہ قرار دیکر گرد اسکے یہ عمارت بنوائی جیسے تم دیکھ رہے ہو کہ ابھی کی بنی
ہوئی معلوم ہوتی ہے طیمور نے کہا اب افسانہ حمزہ صاحبقران کا بیان کیجیے سلیمان اعظم نے فرمایا
کہ ایک روز حمزہ صاحبقران اسی چشمہ ماہیان کے اندر نہا رہے تھے اور والدہ مہربان بھی نہا
رہی تھین یہ خبر دیو قہار دراز شاخ کو ہوئی کہ میرا باپ دیو عفریت جس آدمزاد کے ہاتھ سے
مارا گیا تھا وہ اس وقت چشمہ ماہیان پر نہا رہا ہے اس سے بہتر موقع قصاص لینے کا نہ ہاتھ آئیگا
یہ خبر پاکے دیو قہار دراز شاخ آیا اور آتے ہی شاخ ماری کہ صاحبقران کا بازو توڑ کے نکل گئی

دیو نے چاہا شاخ پر امیر کو اٹھا لون اور امیر نے تنگ مارا شاخ دیو کی ٹوٹی اور بازو مین لگی امیر یا تو پھر
نے ایسی حالت زخمداری مین دیو کو زیر کر کے مارا بعد اسکے بمشکل شاخ دیو کی بازو سے نکالی گئی یہ انھین
کی جرأت تھی کہ تیور پر بل نہ آیا بعد اسکے مرہم سلیمانی لگایا گیا تو زخم مندمل ہوا اے طیمور مین نے تمہارے
سامنے وہ حالات بیان کیے ہین جو ناگفتنی تھے غیر کے سامنے بیان کرنے کے لائق ہرگز نہ تھے اگر تم
غیر ہوتے تو مین تم سے ایسی باتین نہ بیان کرتا مگر چونکہ تم عزیز ہو جو میرے بزرگ ہین وہ بدرجہ اولے تمہارے
بزرگ ہین اس وجہ سے مین نے تمھارے سامنے اپنی والدہ ماجدہ تک کا حال اور اپنی حالت سب
بیان کی طیمور نے کہا کہ بار بار آپ مجھکو اپنا عزیز فرماتے ہین اگرچہ یہ بات قابل افتخار ہے مگر میری سمجھ
مین نہین آتا کہ آپ ایسا کیون فرماتے ہین بادشاہ شہرزرینہ کا بیٹا آپ فرزند صاحبقران اور نونہال ریگا
پرہیزگار اور میری آپکی کیا مناسبت ہے سلیمان اعظم نے فرمایا اے طیمور یاد رکھو کہ تم ہمین مین سے ہو
اور ہرگز بادشاہ زرینہ کے فرزند نہین ہو یہ راز تم پر بہت جلد ظاہر ہو جائیگا تم مین نشانیان ہمارے
خاندان کی موجود ہین یہ فرما کر آئینہ منگوایا اور طیمور کو خال وسط ابراہیمی اور گیسوان خلیلی اور رنگ ہاشمی
دکھلا کر ارشاد فرمایا کہ سوا اولاد صاحبقران کے یہ علامتین کسی مین نہین ہوتی ہین طیمور نے دیکھا
تو واقع مین جو نشانیان مجھ مین پائی جاتی ہین یہی سلیمان اعظم سلیمان کوچک سلیمان صاحبقران
سب مین موجود ہین طیمور نے گردن جھکالی اور اسے یہ فکر ہوئی کہ دیکھون کسی اور مین بھی علامتین
ہین یا نہین پس اسنے شاہ ہوش پر خیال کیا تو شاہ ہوش مین بھی یہ نشانیان نہ پائین سلیمان اعظم سے کہا
کہ یہ تو میرا حقیقی بھائی ہے اسمین یہ علامتین کیون نہین ہین سلیمان اعظم نے ہنس کے فرمایا کہ اگر یہ علامتین
نہین ہین تو ہرگز یہ تمھارا بھائی بھی نہین ہے طیمور یہ سنکے اور بھی متوحش ہوا جب یہان کی سیر سے
فراغت ہوئی اور قصر گلستان ارم مین واپس آئے تو سلیمان اعظم نے ایک رقعہ درویش
سلیمان روشن ضمیر کو تحریر کیا مضمون یہ تھا کہ ایک سخت ضرورت سے مین چاہتا ہون کہ کسی وقت آپ سے
ملون جب یہ رقعہ درویش کو پہونچا تو انھون نے جواب مین تحریر کیا کہ کل بعد نماز صبح تشریف
لائیے سلیمان اعظم نے طیمور سے ارشاد فرمایا اے طیمور اب یہ رات تو کسی طرح گزار دو صبح کو تمھاری تسکین
خاطر کے سامان ہو جائینگے مین تمکو ان بزرگ کے پاس لے جاؤنگا جنسے مقصد دلی تمھارا پورا
ہو جائیگا طیمور نے کہا کہ رات ہر طرح گذر جائیگی سوا اسکے کہ بعض زمانہ خوشی سے بسر ہوتا ہے اور
گذر جاتے معلوم نہین ہوتا بعض زمانہ سختی سے گذرتا ہے الحاصل سلیمان اعظم تشریف لے گئے
سلیمان صاحبقران طیمور کے پاس دو پہر رات گئے تک موجود رہے آخر اپنی مسہری بھی وہین لگالی
اور طیمور سے باتین کرتے کرتے آرام کرنے لگے طیمور صبح تک جاگا کیا اسکو نیند نہ آئی جب وقت
موعود آیا تو سلیمان اعظم تشریف لائے اور طیمور کو لیکر طرف مسکن درویش کے روانہ ہوئے سلیمان
صاحبقران اور سلیمان کوچک بھی ساتھ تھے جب اس احاطہ مین پہونچے جہان درویش رہتے تھے
تو دیکھا کہ چمن نہایت آراستہ و پیراستہ ہے درویش روش پر تسبیح لیے ہوئے ٹہل رہے ہین درویش نے
جو سلیمان اعظم کو آتے دیکھا چند قدم استقبال کے واسطے بڑھے سلیمان اعظم وغیرہ نے سلام کیا درویش
نے طیمور کی طرف دیکھکر مسکرا کے فرمایا کہ نہ یہ قاف مین آتے نہ ہم آپ کو یاد آتے سلیمان اعظم نے
کہا کہ مین اس وجہ سے حاضر نہین ہوتا ہون کہ میری وجہ سے آپکی عبادت مین فرق آئیگا اسکا سبب یہی
ہے الحاصل درویش سلیمان روشن ضمیر نے سب کو اسکے ساتھ عزت کے بٹھلا طیمور درویش کو

حیرت سے دیکھ رہا تھا کہ چہرہ کسقدر نورانی ہی ہاتھ مین موتیون کی تسبیح ہی مگر درویش کے دانتون کی
خوشنمائی موتیون کو بے آب کیے دیتی ہی جس وقت سب اطمینان سے بیٹھے تو سلیمان اعظم نے
درویش سے کہا کہ اس وقت ایسی ہی ضرورت تھی کہ مین نے آپکو تکلیف دی مین چاہتا ہون
کہ آپ طیمور کے حال پر غور فرمائین درویش نے تجاہل کرکے شاہپور کو پوچھا کہ یہ کون ہی طیمور
نے کہا کہ یہ میرا بھائی ہی درویش مسکرائے اور جانب فلک دیکھکر کہنے لگے کہ کیا تیری قدرت ہی
اپنے بندے کی پرورش کے تو نے کیا کیا ذریعہ نکالے ہین کہ جو دشمن جان وہی پرورش کرنے والا
ان سب کو کھا لے کے کھا گیا اور بچون اپنے بچون کی طرح پالا یہ باتین طیمور حیرت سے سنتا گیا مگر کچھ سمجھ مین نہ آیا
یہ درویش کیا فرما رہے ہین بعد اسکے درویش مراقبہ مین گئے اور کچھ دیر کے بعد سر اٹھا کے فرمانے
لگے کہ ای صاحبقران اعظم کیا یہ چاہتے ہو اسکا گذشتہ حال بیان کرون یا آیندہ سلیمان اعظم
کہا کہ پہلے حال گذشتہ بیان کیجیے بعد اسکے آیندہ کی نسبت ارشاد فرمایئے جو کچھ آپکو نجوم سے
ثابت ہو بیان فرمائیے مگر میری التجا اسقدر جناب سے ضرور بالضرور ہی کہ جو کچھ حال آیندہ ہو وہ مجھے
ٹھیک ٹھیک معلوم ہو جائے کیونکہ جو کچھ آپ مجھے بتلائینگے مین اسکو بہت درست مانونگا
اور ذرا بھی اپنے دل مین شک و شبہہ نہ لاؤنگا درویش نے کچھ چھپا کے کہا کہ ای طیمور تم مرض فراق
مین مبتلا ہو شب تم وہی تمھاری بی بی غائب ہوگئی اور وہ شاہزادی شہر حسن آباد کی ہی یہ سنکے طیمور
نے کہا کہ آپ تو اسطرح بیان فرماتے ہین کہ گویا دیکھ رہے تھے اب یہ بیان فرمائیے کہ وہ کہان ہی
اور کس سے کون لیگیا طیمور کے اضطراب پر درویش مسکرا رہے تھے فرمایا ای نبیرہ صاحبقران جس روز
تیری عروس گیارہ برس کی تھی اس وقت سے شمیم جادو کا بیٹا اسپر عاشق ہوا تھا اور آسمانی نے شمیم جادو
سے بیان کیا تھا شمیم جادو نے کہا تھا کہ جب وہ جوان ہوگی تو مین اسے لا دونگی جب خبر شمیم جادو کو پہونچی کہ
اب اسکی شادی ہو رہی ہی تو وہ آئی اور بحالت عروسی مین اسکو اٹھا لیگئی لیکن یہ تیرا اقبال تھا کہ قبل
پہونچنے شمیم جادو کے مکان کے اور بیٹا شمیم جادو کا دب کے مر گیا شمیم جادو بہت روئی اور عروس کو تیری
اپنے پاس رکھا یہ سمجھکر کہ یہ نشانی بیٹے فرزند کی ہی اور وہ ساحرہ راہنمای طلسم عجائب بہار سلیمانی کی
ہی جبتک طلسم فتح نہوگا اس وقت تک تیری عروس کا ملنا غیر ممکن ہی یہ سنکے طیمور نے عرض کی کہ
مجھے پتہ معلوم ہو جو مین آپ جاؤن درویش نے کہا کہ فاتح اس طلسم کا سوا تمھارے کوئی نہین ہی مگر
تم بھی اس وقت تک طلسم فتح نہین کر سکتے ہو جبتک دین اسلام نہ اختیار کرو اسلیے کہ ایسے کام بندگی اور
طلسم بغیر اعانت ایرج کے فتح نہین ہو سکتا سلیمان صاحبقران نے کہا کہ میرا نام دیکھیے درویش نے
کہا کہ سوا طیمور کے کوئی فاتح اس طلسم کا نہین ہی اور یہ مسلمان نہین ہی اگرچہ اولاد صاحبقران مین ہی
لیکن بغیر اسلام اختیار کیے فاتح طلسم نہین ہو سکتا یہ سنکے طیمور نے کہا کہ آپ مجھے گالیان دیتے ہین
مین بادشاہ شہر زرینہ کا فرزند ہون مجھسے اور صاحبقران سے کیا نسبت ہی درویش نے کہا ای
نادان تو اپنے حال سے واقف نہین ہی مجھ سے سن باپ تیرا ایرج نوجوان دادا تیرا قاسم شاہزادہ خاور
سپاہ تھا جسکی تلوار سے ہمیشہ خون برستا اور مان تیری بادشاہ طلسم لالہ زار سلیمانی کی دختر ملکہ حسین
گل لالہ پوش تھی واقعہ یہ ہی کہ جب ایرج نے طلسم لالہ زار کو فتح کیا اور ملکہ حسین گل لالہ پوش سے عقد کیا
تمام ساحر و ساحرہ مسلمان ہو کر سحر سے توبہ کی ایرج دولہا بنے چلے آئے شیخ وزیر [illegible] نے فوج کشی کی تھی [illegible] کو مارا
تو اسوقت تک پیدا نہوا تھا اور تیری والدہ تھی اور یہ لڑکا جسکو تو بھائی کہتا ہی یہ تیرے باپ کے عیار نشاپور شیر دل کا

فرزند ہے تیری مان کے وزیرزادی سے اور شاپور سے عقد ہوا تھا وہ بھی حاملہ تھی دیکھ جو علامتین اولاد
صاحبقران کی ہین وہ سب تجھ مین موجود ہین اور شاپور مین ایک بھی نہین ہے الحاصل یہان تیری
اور اسکی وزیرزادی دونون جہاز کے بچانے راستے ہین اک سوداگر یہان آ سنے نیت بد کی ان
دونون نے بددعا کی جہاز اسکا تباہ ہوا یہ دونون اک تختہ پر بہتی ہوئین صحرا مین پہونچین وہان تو پیدا
ہوا اور شاپور اک شیر نے تیری مان اور اسکی مان کو مار ڈالا بعد اسکے اک شیرنی نے اپنا دودھ
پلا پلا کے تم دونون کو پرورش کیا یہ وہی اثر ہے کہ کسیکی نگاہ تجھ سے چار نہین ہوسکتی تیری آنکھ مین شیر
کی آنکھ کی تاثیر ہے بادشاہ شہر زرینہ جسے تو اپنا باپ سمجھتا ہے اسکا تو لڑکا نہین ہے آ سنے
بادشاہ کو خبر دی کہ اگر آپ شکار کو جائینگے تو دولت لازوال پائینگے بادشاہ شکار کو گیا اور تم دونون کو
اٹھا لایا شیرنی بھی ساتھ چلی کے مرگئی بادشاہ نے تم دونون کو پرورش کیا طیمور نے کہا کہ میری ایک
بہن بھی ہے درویش نے کہا وہ بھی تیری بہن نہین ہے بلکہ بادشاہ شہر زرینہ کی دختر ہے اگر تجھے میری
بات کا یقین نہو تو جا کر بادشاہ شہر زرینہ سے پوچھ لے مگر بغیر کسی دباؤ کے وہ سچ سچ نہ بتائے گا یہ سنکے
طیمور نے کہا کہ مین ضرور دریافت کرونگا اگر اسنے بھی یہی بیان کیا کہ مین تمکو جنگل سے لایا تھا تو مین
آپکے سب قول صحیح سمجھونگا اور اسی وقت دین اسلام اختیار کرونگا درویش نے کہا تم جا کر
دریافت کرلو طیمور وہان سے اٹھ کھڑا ہوا سلیمان اور سلیمان صاحبقران وغیرہ سب درویش
سے رخصت ہوکر گلستان ارم مین آئے طیمور نے کہا اب مین چاہتا ہون کہ آپ مجھے شہر
حسن آباد مین بھجوا دین سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ مین بھی تمہارے ساتھ چلتا ہون یہ فرماکر
دیوون کو حکم دیا دیو تخت رواں لیکر حاضر ہوئے ایک تخت پر سلیمان صاحبقران اور طیمور
بیٹھے اور ایک پر سلیمان اعظم اور سلیمان کوہ کاف اور باجاہ وحشم جانب دکھ مینا روانہ ہوئے
شہر حسن آباد مین طیمور کی خیر و عافیت ملنے سے وہ اضطراب برطرف ہوگیا تھا لیکن ملکہ کی جدائی
کا ملال مثل ابر کے دیدون پر چھایا ہوا تھا ایک روز خورشید زرین کمر اور حسین تاجدار مع
ارکین دولت باغ مین بیٹھے تھے اور کاہن جمع تھے حسین کج کلاہ اپنی دختر کی بابت دریافت
کر رہا تھا کہ اک کاہن نے کچھ سوچ کے کہا کہ دختر آپکی اچھی طرح ہے اور بہت جلد شوہر اسکا
اسے طلسم سے رہا کرکے لائیگا حسین کج کلاہ نے کہا مجھے کیونکر یقین ہو منجم نے کہا
کہ آپ کا داماد گھڑی بھر کے اندر پردہ قاف سے آجائیگا اگر یہ حکم میرا صحیح ہے تو سب احکام
قابل اعتبار ہین بادشاہ نے کہا کہ اگر طیمور گھڑی بھر مین نہ آئے تو تیرے لیے کیا سزا معین
کی جائے منجم نے کہا مین خوشی سے سزا موت کو قبول کرتا ہون بلکہ اپنے واسطے خود سزا
موت معین کرتا ہون اس تقریر کو تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہوگا کہ جانب آسمان سے نقارہ کی صدا پیدا
ہوئی دیکھا کہ اسکے آگے ڈنکا ہوتا ہوا جلوس سواری پریزادین لیے ہوئے طیمور اک شخص جوان
رعنا کے ساتھ تخت پر سوار تخت کو دیو اٹھائے ہوئے چلا آتا ہے اور ایک تخت اور ہے اسپر اور
اک مرد بزرگ اور ایک نوجوان بیٹھے ہین انکے رعب سے یہ دونون بادشاہ برائے تعظیم
اٹھ کھڑے ہوئے سواری طیمور کی نہایت جاہ و احتشام سے پہونچی پریزادین باغ مین جمع ہوئین
طیمور نے اپنے باپ سے کہا کہ یہ تینون صاحب فرمانروائے ملک قاف ہین مین انہین ہی کو جانتا
ہون وہ انھین کا فیض تعلیم ہے اور یہ مجھپر اشفاق بزرگانہ فرماتے ہین خورشید زرین کمر نے

شکریہ ادا کیا طہمورث نے اپنے باپ کی طرف دیکھ کے کہا کہ اے بادشاہ جلیل القدر آج مین گستاخ ہو کر ایک
بات پوچھتا ہون اور چاہتا ہون کہ جواب اسکا صحیح عنایت ہو وہ یہ ہے کہ آپنے مجھکو کہان سے پایا اگر
آپ سچ بتاوینگے تو مین زندگی بھر آپ ہی کو اپنا باپ سمجھونگا بھی اور کہونگا بھی اور جو بزرگی آپ کی کرتا ہون
اس سے زیادہ کرونگا اور اگر غلط بتایئے گا تو مین تمام احسانات دل سے بھلا کر عدو جان ہو جاؤنگا طہمورث
اس طرح تیورون پر بل ڈال کے کہا کہ خود رشید زرین کمر دل مین خوف زدہ ہوا اور کہا کہ اے فرزند اصل
یہ ہے کہ مجھے میرے وزیر نے قاعدۂ نجوم سے دریافت کرکے خبر دی تھی کہ آپ کو صحرا سے دو
لڑکے ملینگے جنسے آپکی حکومت کو ترقی ہوگی مین صحرا مین گیا تو شیرنی کے پیٹ سے تمکو پایا حسب ہدایت
وزیر اٹھا لایا شیرنی بعد کو پہونچی اور ساحل پر سر ٹکرا ٹکرا کے مر گئی رقم اسکے آگے مین نہین جانتا کہ تم کسکے
فرزند ہو لیس یہ سنکے طہمورث کو یقین ہوا کہ درویش نے جو کچھ کہا تھا وہ سب صحیح ہے سلیمان صاحبقران
کی طرف دیکھ کے عرض کی کہ اب مجھے دین اسلام کے اختیار کرنے مین کوئی عذر نہین ہے مین اس دین
کی طرف مایل بھی تھا اور اب یہ بات بھی مجھے معلوم ہو گئی کہ میرے تمام آبا و اجداد مسلمان تھے لہذا جو اس
مذہب کو اختیار کرنا چاہے وہ کیا کرے سلیمان صاحبقران نے کلمہ تلقین فرمایا طہمورث کلمہ پڑھ کے مع
شاہپور از سر صدق مسلمان ہوا اور بادشاہ زرینہ اور بادشاہ حسن آباد کی طرف دیکھ کے کہا کہ آئینہ پرستی
تو ایک وضعداری تھی اور بات کی پرورش تھی ورنہ آئینہ کیا چیز ہے مین چاہتا ہون کہ جو مذہب مین نے
اختیار کیا ہے اسے آپ بھی اختیار کرین کہ یہ مذہب برحق ہے مجھے گلستان مین درویش حقیقت کیش
سیما روشن ضمیر نے آگاہ کیا ہے کہ اے طہمورث طلسم بغیر لوح کے فتح نہین ہو سکتا اور لوح بغیر دین
اسلام اختیار کیے ہدایت نکرے گی ہاتف وہی خبر نہ دیگی اور جبتک طلسم فتح نہوگا ملکہ سے
ملاقات ہونا غیر ممکن ہے ان دونون بادشاہون نے دین اسلام اختیار کیا اور جسقدر پہلوانان
و ارکین سلطنت تھے سب نے کلمہ پڑھ کر از سر صدق مسلمان ہوئے اور اسی وقت شہر کے
بتخانون اور آئینہ خانون کو منہدم کرکے مسجدون کی بنا ڈالی اب طہمورث سلیمان صاحبقران کی طرف
مخاطب ہوا اور عرض کی کہ آپ کے یہان کیا طریقہ ہے کیونکر طلسم فتح ہوتا ہے فرمایا کہ ہر وقت مشکل مین
جب عقل کام نہین دیتی ہے ہم لوگ اپنے پیدا کرنے والے سے استغاثہ کرتے ہین جب دعا قبول
ہوتی ہے تو عالم رویا مین کوئی راہبر آتا ہے اور وہ طریقہ فتح طلسم کا تعلیم کرتا ہے طہمورث نے بارگاہ کے
برپا ہونے کا حکم دیا سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ ہم ابھی تک تجربہ کار ہو کر کوئی طلسم ہم نے فتح نہین کیا ہے
مین تمہارے ساتھ چلونگا طہمورث نے کہا کہ جب آپ نے پہلا طلسم فتح کیا ہے تو کوئی آپ کے ہمراہ
تھا فرمایا نہین تنہا گیا تھا طہمورث نے کہا کہ بس خدا کی امداد سے آپنے اول طلسم فتح کیے مین بھی اسکی امداد
چاہتا ہون حضور یہین تشریف رکھین سلیمان صاحبقران نے طہمورث کی ہمت پر آفرین کی اور فرمایا
کہ اے طہمورث اب مین بھی جانب پردۂ قاف جاتا ہون اسلیے کہ مین نے سنا ہے کہ دیوان سرکش لشکر جمع
ہو رہے ہین اور خروج کرنے والے ہین طہمورث نے صاحبقران کو رخصت کیا یہ تو اس طرف روانہ
ہو گئے ہین اور یہان طہمورث داخل عبادت خانہ ہو کر مصروف دعا ہوتا ہے لیکن اب یہان سے

چند کلمے داستان حسرت نشان صاحبقران حق پرست و طبقی عادل کیوان شکوہ
کے ختم بیان کیے جاتے ہیں خاتمۂ آغاز کلام

اور نگہبانی کا ہو خداوند باختر میرے یہان مہمان ہو رہے ہین تعاقب ہین انکے خدا پرست آ رہے ہین
آگاہ ہرگز دریا سے اُترنے نہ دینا جس وقت یہ نامہ نہنگ دریا نشین کو پہونچا اور نہنگ مضمون
نامہ سے آگاہ ہوا تو اسنے ناوک اندازون کو ساحل کی نگہبانی پر مقرر کیا اور آپ بھی ہوشیاری سے نگہبانی
کرنے لگا یہان کی تو یہ حالت ہی اور وہان صاحبقران عالی شان نے تمام ملک سارلقیہ کو اسلام آباد کیا
مسجدین بنائین ہر مقام پر آواز اذان بلند ہوئی جس جگہ کفار سنکھ اور دہرہ بجایا کرتے تھے ہان آواز
تکبیر کی بلند ہوئین اتنے مین ہرکارے واپس آئے اور بعد دعا و ثنا سے شاہی بجالانے کے عرض کی
کہ سارلیق بن یقا بھاگ کے شہر افلاکیہ مین پناہ گزین ہو رہے اور افلاکیا دیو سر حاکم افلاکیہ نے
اُسکو پناہ دی ہے یہ سنکے صاحبقران عالی شان نے فاصلہ شہر افلاکیہ کا دریافت کیا اور اچھی تاریخ
دیکھکر جندیل بن عادی سے پیش خیمہ روانہ ہونے کا حکم دیا اور انتظام ملک سارلقیہ
کیواسطے یوسف تکرانی کو معین کیا بعد اسکے خود بھی کوچ کرکے مع بادشاہ اسلام و سرداران عالیمقام
جانب شہر افلاکیہ روانہ ہوے راوی بیان کرتا ہی کہ آگے آگے تو جندیل عادی پیش خیمہ لیکر روانہ ہوے
اور کوچ بکوچ منزل بمنزل چلے جاتے ہین اور بعد عادی کے سلسلے کے ساتھ تمام سردار یکے بعد دیگر
چلے جاتے ہین یہانتک کہ جاتے جاتے جندیل بن عدیل بن عادی کنارے دریا کے پہونچے
اور بارگاہ نصب کی جیسے ہی آمد لشکر دیکھی نگہبانون نے تمام جہاز اور کشتیان کھینچ کے اس پار
لگائین اور طوفان تیر انداز بارہ ہزار تیر اندازون سے محافظت ساحل مین مصروف ہوا زیر قلعہ طوفان
تیر انداز اپنی فوج کو لیے ہوے موجود تھا اور قلعہ مین نہنگ دریا نشین بھانجا افلاکش لوسر کا
چالیس ہزار سوار کی فوج سے موجود تھا جسوقت اسنے دیکھا کہ امیر کا پیش خیمہ آگیا تو اسنے
طوفان تیر انداز پیرا و رتاکید کی کہ خبردار کوئی اس پار نہ آنے پائے اسلیے کہ حکم خداوند کا نہین ہی
طوفان تیر انداز نے کہلا بھیجا کہ مین نے کشتیان اور بیڑے سب اس طرف کھنچوا لیے ہین جب
دوسرا دن ہوا تو نہنگ دریا نشین فیل بند دروازے پر آکے بیٹھا دوربین لگاکے جانب
صحرا دیکھنے لگا کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا جب آتے آتے قریب نہ گرد شگافتہ ہوا
تو گرد سے سرداران صاحبقران مثل طلحہ بن لندھور اور مملوک بن مالک اور کردین بہرام
اور ہرمز زنگ بن ہرمز بان اور سہیر بن فرامرز عاد مغربی اور قہور بن جمہور شیر زن
اور تختشیم بن ہاشم اور بلقیس بن لہور اور داراب ثانی اور شہنشاہ گوہر کلاہ اور صدف
رحم طلعت اور شہنشاہ صف شکن اور سہراب بن رستم اور ربیع انجستا اور حمید ملک
اور صاحبقران اوسط سکندر رستم جو کہانتک بیان کیا جاے کہ کئی روز تک برابر لشکر
آیا کیے آخر مین سواری صاحبقران عالی شان کی مع بادشاہ اسلام اس جاہ و حشم کے ساتھ نمودار
ہوئی یہان سے سب سردار گئے اور پیشوائی کرکے لائے صاحبقران اور بادشاہ داخل بارگاہ
ہوے رات بسر کی جب صبح ہوئی تو کنارے دریا کے تشریف لائے دیکھا کہ دریا نہایت زخار ہی
نہ کوئی پل بنا ہی جس سے ہو کے اس پار جائین نہ پایاب ایسا ہی جس مختصر سا پل بنا لیا جاے کشتیان
اور جہاز جسقدر ہین وہ حریف کے اختیار مین ہین اس وقت صاحبقران نے حضرات سے فرمایا کہ فوج
کیا تدبیر کرنا چاہیے حضرات نے عرض کی کہ یا امیر دو چار کشتیان نئی تیار ہو سکتی ہین اور جہاز دن
کے تیار ہونے سے و اسطے تو اک زمانہ چاہیے اور پھر ابھی جب سوار ہو کے جائینگے تو لڑائی ضرور

ہوگئی صاحبقران نے فرمایا کہ تم صرف ایک کشتی ایسی تیار کرو جسپر چھ سات سو آدمی سوار ہو سکین حضرت
نے اُسی وقت صحرا مین جاکر چند درخت تجویز کیے اور انہین کٹوا کے نجارون کو بلا کر فقط کشتی کا بنانے
دیا نجارون نے کشتی بنانا شروع کی جب کشتی تیار ہوئی تو فضل بیتاری نے صاحبقران کی خدمت
مین یہ عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو یہ غلام جاکر ساحل پر قبضہ کرے اور کشتی روانہ خدمت کرے لشکر انہین
کشتیون پر سوار ہوکے اُتر آئے صاحبقران نے سر سے پاؤن تک فضل بیتاری کو دیکھا اور فرمایا
کہ تمھین معلوم ہی کہ ساحل تک پہونچنے مین کیا کیا آفتین ہین فضل بیتاری نے عرض کی کہ ابھی تو کوئی بھی
آگاہ نہین ہی جس وقت مین جاؤنگا اُس وقت مجھے بھی معلوم ہو جائیگا بلکہ سب آگاہ ہو جائینگے اور
غلام کا مقصد اصلی یہ ہی کہ زندگی بھر بت پرستی مین گذری ہی وقت آخری ہی کوئی ایسا کام ہو جائے کہ جو
خدا کو پسند آئے اور جسکے بہانے سے بخشش ہو جائے اگر مین نے دریا عبور کر لیا تو غازیون مین
نام لکھا گیا اور اگر مارا گیا تو درجہ شہادت پر فائز ہوا اسمین بھی میرا دہی ہی جیسے مرنے کے سوا کوئی امید
نہین ہلاک وہان کا وارث بھی موجود ہی بعد میرے ارقم فرزند میرا اُسکا ظن ت کریگا اسنے کچھ ایسی
باتین کہین کہ صاحبقران نے مجبور ہوکے اجازت دی اُس وقت کشتی دریا مین ڈالی گئی اور
فضل بیتاری کشتی پر سوار ہوکے چلا کوئی پانچ سو آدمی مسلح اسکے ساتھ تھے اُس طرف
طوفان تیر انداز نے دیکھا کہ ایک کشتی اُس طرف سے آتی ہی بس یہ بھی اپنے ہمراہیون سمیت
کشتی پر سوار ہوا اِس طرف سے یہ کشتی چلی اور اُس طرف سے وہ کشتی چلی جسوقت سامنا ہوا تو تیر
چلنے لگے فضل بیتاری کے ساتھ پانچ سو آدمی تھے اور طوفان تیر انداز کے ساتھ بارہ سو
تیر انداز تھے اور دو کشتیون پر تھے ایک کشتی داہنے جانب ہی اور ایک بائین جانب جس وقت
کشتی فضل بیتاری کی بیچ مین پہونچی تو طوفان تیر انداز نے تیرون کی بوچھار کی پہلے حملہ مین
سو آدمی فضل کے مارے گئے ان لوگون نے بھی دوش سے کمانین لین اور تیر باری شروع کی جب
یہ داہنی جانب رُخ کرکے ناوک اندازی کرتے تھے تو بائین جانب سے تیر آتے تھے اور جب یہ
بائین جانب رُخ کرتے تھے تو داہنی جانب سے تیر اندازی ہوتی تھی ہر حملہ مین سو سو آدمی مارا جاتا تھا
آخر جسقدر لوگ فضل بیتاری کے ہمراہ تھے مع فضل مارے گئے اور کشتی غرق ہوگئی صاحبقران
کو فضل کے مرنے کا نہایت صدمہ ہوا اور غصہ مین حضرت ان سے فرمایا کہ ایک کشتی اور تیار کرو
اسمین اب جاؤنگا حضرت ان کشتی کی تیاری مین مصروف ہوئے ادہر طوفان تیر انداز خوشی خوشی واپس
ہوکر ساحل پر گیا اور فتح نامہ تحریر کرکے نہنگ دریا نشین کو بھیجا مضمون یہ تھا کہ آپ کے اقبال
سے ایک لڑائی مین نے فتح کی ایک کشتی اس طرف سے آئی مین نے ایسے تیر مارے کہ کل اہل
کشتی کو نشانہ کیا اور کشتی غرق کردی نہنگ دریا نشین نے طوفان تیر انداز کو خلعت بھیجا اور کہا
کہ خوب نگہبانی کرنا لشکر حریف کا بہت بڑا ہی لیکن کوئی ذریعہ دریا عبور کرنے کا نہین ہی جب وہ
کشتیان وہ لوگ بنائین اور اِس طرف آنے کا قصد کرین تو انکو تیر باران کرکے غرق کر دینا اُنکی سے دریا
یہان جس وقت دوسری کشتی بھی تیار ہوئی تو حضرت ان نے کہ صاحبقران سے عرض کی کہ کشتی تیار ہی
صاحبقران تشریف لے گئے کشتی کو ملاحظہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ کشتی کو دریا مین چھوڑ دو مین بادشاہ اسلام
سے رخصت ہولون تو سوار ہو کر جاؤن کشتی دریا مین چھوڑ دی گئی صاحبقران عالی شان نے خدمت
مین بادشاہ اسلام کے جانے کا قصد ہی کیا تھا کہ مقبل وفادار حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یہ

مقابلہ خاص ہمارے کرنے کا ہے یہ کام حضور کا نہیں ہے آخر ہمنے بھی تو علم تیر افگنی کو برسوں حاصل کیا
ہے اور خاندانی ناوک انداز ہیں ہمارے جوہر دکھانے کا موقع تو بہت ہی کم آتا ہے اور سردار تو لڑا ہی
کرتے ہیں اس وقت صاحبقران نے فرمایا کہ اے مقبول اول تو تم نشانی ہو مقبل وفادار کی جو
بچپن سے رفیق حمزہ صاحبقران اول تھے دوسرے یہ کہ تم امین ناموس ہو یہ مرتبہ اور
کسی سردار کو حاصل نہیں ہے کہ حفاظت ناموس آسکے سپرد کی گئی ہو اسکے علاوہ اب سن تمھارا یہ ہے کہ خانہ نشینی
کر کے ساتھ راحت کے بسر کرو اور فرزند تمھارا قبیل جسکا نام ہے وہ تمھارا قائم مقام ہو مقبول نے عرض
کی کہ غلام اب از زندگی سے سیر ہو گیا ہے ساتھ والے سب راہی ملک عدم ہو گئے ہیں ایک اکیلا
قافلہ سے چھوٹا ہوا ہوں یہی چاہتا ہوں کہ حق نمک سے ادا ہوں اور کچھ کام بھی وقت آخر
کر جاؤں صاحبقران نے اس بہانے سے ٹالنا چاہا کہ اب تو میں خود بھی قصد کر چکا ہوں اسکا جواب مقبول
نے یہ دیا کہ جس وقت جان نثار موجود ہیں اس وقت تک حضور کو ہر کام میں سبقت کرنا مناسب
نہیں علاوہ اسکے یہ خادم تو بادشاہ سے رخصت بھی ہو چکا ہے اور حضور نے ابھی قصد ہی فرمایا ہے اس
جواب پر امیر یا تو خاموش ہو گئے اور فرمایا کہ اگر تم نہیں مانتے تو جاؤ تمھاری لڑائی کا ہم بھی تماشہ
دیکھینگے یہ ارشاد کر کے ساتھ مقبول بن مقبل وفادار کے کنارے سے دریا کے تشریف لائے
مقبول بن مقبل نے بارہ سو ناوک اندازوں میں سے چار سو ناوک انداز منتخب کر کے کشتی پر
سوار کیا جب خود سوار ہونے لگے تو صاحبقران نے گلے سے لگایا اور رونے لگے مقبول بھی رونے
لگے تمام سرداران اسلام آکر ساحل پر جمع ہو گئے مقبول نے عرض کی کہ بعد میرے میرے فرزند
کو اپنی غلامی میں قبول فرمایئے گا اور میرا قائم مقام بنایئے گا لیکن ادھر ادھر دیکھا تو قبیل بن مقبول کو
نہ پایا مقبول نے افسوس کے ساتھ عرض کی کہ قسمت میں دیدار اسکا نہ تھا یہ کہکر کشتی پر سوار ہوئے
لیکن قبیل بن مقبول سمجھ چکا تھا کہ مجھے اجازت نہ ملیگی یہ پہلے سے آکر کشتی پر بیٹھ کے ناوک اندازوں
میں مقبول میں چھپ گیا تھا جس وقت مقبول کشتی پر سوار ہوئے اور کشتی بہ کر چلی تو انھون نے ادھر
سے دیکھنا شروع کیا ناوک اندازون نے پوچھا کہ آپ کیا دیکھتے ہیں مقبول نے فرمایا کہ اپنے
فرزند کو دیکھتا ہوں نہیں معلوم اب زندہ پلٹوں یا نہ پلٹوں اس وقت قبیل نے سامنے آکر سلام کیا
اور عرض کی کہ غلام پہلے سے کشتی پر آبیٹھا تھا مقبول نے کہا کہ ہم تو مرنے کے ارادے سے جاتے
ہیں اگر تم بھی مارے گئے تو چراغ ہی گل ہو گیا قبیل نے عرض کی کہ اگر خدا کو یہی منظور ہے تو نہ آپ
بچ سکتے ہیں نہ میں اور اگر میری زندگی ہے تو کوئی کچھ نہیں کر سکتا میں ایسے وقت میں آپ کو تنہا چھوڑونگا
یہ سنکے مقبول کوئی جواب نہ دے سکے اور رضا سے خدا پر شاکر ہو گئے اب انھون نے ساحل مراد پر
نظر ڈالی دیکھا کہ اس طرف سے بھی ناوک انداز دو کشتیون پر سوار ہو کے چلے آتے ہیں بڑھنے لگی
اور ایک جانب یسار لیس مقبول نے اپنی کشتی پر ناوک اندازون کی دو صفیں معین کیں ایک صف میں
آپ کھڑے ہوئے اور دوسری صف میں اپنے فرزند کو افسر معین کیا اور کہا اے فرزند رخ کشتی حریف
کی طرف رہے پشت ہماری طرف اور اسی طرح خود بھی رخ کشتی حریف کی طرف کیا اور پشت اپنے
فرزند کی طرف کر کے کشتی کو بڑھا کر چلے اور کہا اے فرزند اس وقت کمال نشانہ بازی دکھانے کا وقت ہے
پہلا وار روکنا نہیں وار کرنا اب ادھر سے یہ کشتی جا رہی ہے اور اس طرف سے وہ کشتیان کمانیں
سے بہتی چلی آتی ہیں تمام سرداران اسلام کنارے دریا کے صف باندھے کھڑے ہیں نگاہیں کشتیون سے

لڑی ہوئی ہیں کہ دیکھا چاہیے مقبول بن مقبل کیا کرتے ہیں بیشک بادشاہ اسلام بھی آ گئے ہیں کہ
یہ لڑائی معرکہ کی ہو صاحبقران بادشاہ کے پہلو میں کھڑے ہیں اور مقبول کی نصرت کی دعا
فرما رہے ہیں ادھر مقبول بن مقبل نے دعا کی کہ خداوندا میں آج کی فتح کا بھی امیدوار
ہوں اسلیئے کہ فرزند میرا میرے ساتھ ہو اور اسکا بھی خواستگار ہوں کہ میں بستر بیماری پر نہ مروں بلکہ
مجھے مرتبہ شہادت عنایت ہو یہ دعا کر کے اب یہ ہوشیار ہوئے اور پہنچے آگے کہ کشتی حریف کی زد پر
آگئی پس جیسے دونوں کشتی دونوں جانب اگر رکیں مقبول بن مقبل نے آواز دی کہ سہیل ناوک اندازان
لطف یہ ہی کہ آڑ پکڑ کے مقابلہ کرنا یہ چہ سخت سنی ہی لگا کہ تم میں آفتیں گرو اور دیکھو کہ ہم بھی یہیں
تمہارے سامنے موجود ہیں پس یہ سنتے ہی طوفان تیرانداز نے سب تختے گرا دیئے مقبول نے
مرحبا کی صدا دیکر فرمایا کہ اب ہمارا انتظار نہ کرو تم تیر ہمیں کرو اسلیئے کہ ہم آگئیں اسلام سے کیا نہیں انتظار نہیں
سکتے پس یہ سنتے ہی طوفان تیرانداز نے دوش سے کمان لی اور ترکش سے تیر کھینچ کے تیر کو چلہ
کمان میں پیوستہ کر کے گردن مقبول کی تاکی ساتھ طوفان تیرانداز کے چھ سو کمانیں اس طرح سے
کڑکیں اور چھ سو کمانیں پشت کی جانب سے چلیں جس وقت یہ بارہ سو تیر چلے ہیں تو دریا پر سایہ ہوگیا
تھا اور اہل اسلام سمجھے کہ اسی ایک حملہ میں مقبول کا خاتمہ ہوا لیکن مقبول بن مقبل نے بھی تیر کمان
میں پیوستہ کر کے اس طرح تیروں پر تیر مارے کہ ہر ایک تیر میں دو دو اور تین تین تیر چھید کر دریا
میں گر گئے ایک تیر بھی کشتی تک نہ پہنچا یہ کمال دیکھکر اہل اسلام واہ واہ کرنے لگے کہ قدر اندازی
اسکا نام ہے اور شکار کے تو ہوش پرواز کر گئے طوفان تیرانداز نے دیکھا کہ یہ بلا کے ناوک انداز ہیں
انکے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی پس اسنے پھر ایک باڑھ ماری ادھر مقبول بن مقبل نے اور کون کو بلوا کے
حکم دیا کہ اتنی جلد تیر مارے کہ حریف ناوک کی کمانیں لگانے بھی نہ پاتے کہ ادھر سے تیر ہو گئے
ایک ہی باڑہ میں جسقدر ناوک انداز دونوں کشتیوں پر تھے نشانہ تیر اجل ہوئے ایک ایک تیر میں
دو دو اور تین تین چھید گئے اور ناخداؤں کے تختے ٹوٹ گئے اور دریا میں گرنے لگے لیکن طوفان
تیرانداز نے مکاری کی کہ یہ مستعد کی آڑ میں چھپ گیا تھا پس اسنے جو دیکھا کہ ساتھ والے سب
مارے گئے اور ادھر ہم ... مقبول بھی یہ سمجھے کہ اب کوئی حریف زندہ نہیں ہو پس نظر جو کی تو ہی
طوفان تیرانداز نے ایسا تیر مارا کہ مقبول بن مقبل کی گردن پر پڑا اور یہ تو پکڑ کر قبیل کے پاس سے
فنا کی صدا دیتا ہوا نکل گیا مقبول تو تڑپ کر گرے اور قبیل نے گھبرا کے پلٹ کر دیکھا کہ یہ کیا ہوا
ادھر طوفان پھر مستعد کی آڑ میں چھپا لیکن قبیل نے دیکھ لیا آواز دی کہ او دغاباز بد نعل تیری
نامردی اور بزدلی یہ وہی ہے گا کہ کہاں جائیگا نہ کر میرے ہاتھ سے باپ کی طرف نظر بھی نہ کی
کہ کیا حال ہو جلدی سے تیر کو چلہ کمان میں پیوستہ کر کے ایسا تیر مارا کہ مستعد کو توڑ کر سینہ طوفان
سے چھڑا اور پشت کو توڑ کے پار گزر گیا طوفان الٹ کے دریا میں گرا تمام پانی خون ہی خون ہو گیا
گویا اُن کافرون کا لہو پانی ایک ہو گیا اب قبیل نے دیکھا تو مقبول آخر ہو چکے تھے
اپنے باپ کا غم دوسرے وقت پر اٹھا رکھا اس وقت چادر اڑھا دی اور کشتی بانوں سے
کہا کہ جلد کشتی اس پار لیجاؤ ادھر غوطہ خوروں نے دیکھا کہ ہمارے طرف کے تیرانداز تو مارے
گئے اب حریف ساحل کی طرف آتا ہے انھوں نے دریا میں کود کود کے غوطے مارے اور قصد کیا
کہ اگر کشتی کو توڑ کے غرق کر دیں پس یہ دیکھتے ہی اعظم دیوانہ کہ ہم صاحبقران کے رفقا سے تھے

مین سے یہ حال اسکے پیر ہونے کا طلسم ابلق مین بحر بیر یہ دریا مین چالیس ہزار جوانون سے جہاز بڑا
اور بیڑا ہوا بڑھے ہوئے سد فیصل بن مقبل چلا وہان فیصل نے ناوک اندازون سے کہا کہ ان غوطہ خورون
سے ہوشیار رہنا کوئی کشتی پاس نہ آنے پاوے دستور ان غوطہ خورون کا یہ تھا کہ ہاتھون مین انکے
اوزار تھے جنسے کشتی شکستہ کرتے ہین اور ایک غوطہ لگاکر قریب کشتی کے ابھرتے تھے اور اندازہ
کرکے دوسرے غوطہ مین کشتی کو آکر توڑ دیتے تھے پس پہلے غوطہ مین تو یہ سب غرق دریا ہوگئے
لیکن جو جس مقام پر ابھرا وہین نشانہ تیر قضا ہوا ان ناوک اندازون نے جہان پانی ہلا وہین تیر مارا
غوطہ خورون کے دم گھٹ گئے بہت سی مچھلیان نشانہ ہوگئین تمام غوطہ خور مارے گئے لاشین انکی
بہتی ہوئی طرف قلعہ کے چلین یہان فیصل نے ساحل پر پہونچ کے نشان نصب کردیا اور تمام
کشتیان اور جہاز خدمت مین صاحبقران عالیشان کے روانہ کیے وہان نہنگ لب دریا مین
فیصل قلعہ پر سے دوربین لگائے لڑائی کا تماشہ دیکھ رہا تھا جب اسنے دیکھا کہ ساحل کے محافظ
مارے گئے اور اب جہاز لشکر حریف کے قبضہ مین آگئے تو اسنے بگل دیا فوراً فوج تیار ہوئی
یہ چالیس ہزار جوانون سے بڑے مقابلہ فیصل روانہ ہوا ادھر جہاز اور کشتیان ساحل مراد پر
پہونچ گئین صاحبقران سب سے پہلے ایک کشتی پر سوار ہوکر بڑے ادھر روانہ ہوئے بعد صاحبقران
کے اور سردار بھی چلنے لگے لیکن سب سے آگے آگے کشتی امیر کی جارہی ہے ادھر نہنگ دریا نشین
کو معلوم ہوا کہ جس شخص نے دریا عبور کرکے نشان اسلام نصب کیا ہے وہ ایک ناوک انداز ہے اور ساتھ
اسکے صرف چار پانچ سو آدمی ہین پس اسکو مقابلہ مین آتے شرم آئی ایک رفیق اسکا ہے کہ نام اسکا
مضراب ستمغران ہے اس سے کہا کہ تو جاکر اس شخص کا سر کاٹ لا جو دریا عبور کرکے آیا ہے مضراب
ستمغران ایک ہزار سوار ساتھ لیکر جانب ساحل روانہ ہوا یہان فیصل اپنے ناوک اندازون کو
صف بستہ کیے ہوئے کھڑا تھا جیسے ہی گرد اڑی اور سامنے سے مضراب ستمغران ایک ہزار
سوار سے نمودار ہوا فیصل بن مقبول نے تیرون پر رکھ لیا پہلے ہی حملہ مین پانچ سو سوار مارے گئے
لاشین زمین پر گرکر تڑپنے لگین فیصل بن مقبول کے تیر سے مضراب بھی مارا گیا باقی لوگ بھاگے
اور آکر نہنگ دریا نشین سے یہ ماجرا بیان کیا اور کہا کہ وہ لوگ ناوک انداز نہین بلکہ قضا انداز ہین
پس یہ سنکے نہنگ کو تاب نرہی اور غصہ مین چالیس ہزار آدمیون کو ساتھ لیکر چل کھڑا ہوا ادھر
فیصل نے تیر مارنا شروع کیے اتنے مین صاحبقران دوران کی کشتی بھی ساحل مراد پر پہونچ
گئی دیکھا امیر نے کہ سامنے سے ایک گبر طویل القامت قوی الجثہ کرگدن پر سوار چلا آتا ہے پس امیر نے
فیصل سے ارشاد فرمایا کہ بس اب تیر نہ مارنا آنے دو اور جلدی سے امیر مرکب پر سوار ہوکے آگے
بڑھے ادھر سے نہنگ دریا نشین مرکب کو اڑا کر سامنے صاحبقران کے آیا امیر نے فرمایا
کہ یہ کون سا دستور ہے کہ تم لوگ راہ نہین دیتے ہو اگر خود سے جرأت ہے تو چھینک کو جگہ دیکر آپ سے
مقابلہ کرو اس وقت نہنگ دریا نشین نے عرض کی کہ مین خود اسے برا جانتا ہون مگر حکم خداوند
سامری سے مجبور ہون اور اس ساحل کے بادشاہ افلاکیہ کی طرف سے نگہبان بھی ہون فرمایا
خیر اچھا دیکھون تو کیسا ہے یہ سنکے نہنگ دریا نشین نے نیزہ مارا صاحبقران نے
نیزے کو نیزے پر گانٹھا مطمئن چلنے لگین یہ معلوم ہوا کہ دو بار سیاہ زبانین نکال کر کھنچ گئے
نیزہ بازی ہوتے رہی صاحبقران نے ایک ایسا ہاتھ مارا کہ نہنگ سنبھل نہ سکا پس امیر نے

پس امیر نے جھٹکا مارا کہ صاف نیزہ ہاتھ سے نہنگ کے نکل گیا نیزہ نکلتے ہی دنیا اسکی نگاہوں
مین تیرہ و تار ہوگئی اسنے تلوار پر ہاتھ ڈالا اور آواز دی کہ او عرب غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرے ہاتھ
سے نکال دیا سامنے مردان تمام کے مجھے خفیف کیا خیر کچھ پروا نہین نیزہ بازی خلال بازی گرزہ
بازی جال بازی تیغ بازی رستہ بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر لپٹ کے ہاتھ
تیغ آبدار کا مارا صاحبقران عالی شان نے دھار کو بچا کے بند دست پر ہاتھ رکھ دیا اور اپنی
طرف کھینچا اور دوسرا ہاتھ کمر زنجیر کے بند پر ڈال کے جو زور کیا سر سے بلند کر کے چاہتے تھے کہ
زمین پر ماروں کہ نہنگ دریا نشین نے آواز امان کی دی فرمایا امان بشرط ایمان نہنگ نے
عرض کی کہ قبول ہے تا زندہ ہم بندہ ہم یہ سنکے امیر نے نہنگ کو چھوڑ دیا نہنگ نے عرض
کی کہ مین نے سمجھا تھا اور نہین دیکھا کہ مجھسا ایسے ہو اور زبردست کو تو نے اس طرح زیر کیا جیسے
کوئی برس دن کے بچے کو ایک ہاتھ سے اٹھا لیتا ہے اب جو آپ کے مذہب مین آنا چاہیے وہ
کیا کہیے امیر نے کلمہ طیبہ تلقین فرمایا نہنگ مع فوج مسلمان ہوا اتنے مین اور سردار بھی آ گئے قبیل
مین مقبول نے لاش اپنے باپ کی سامنے صاحبقران کے لاکر رکھ دی امیر لاش مقبول
کی دیکھکر رونے لگے اور فرمایا کہ آج یہ اسم بامسمی ہوگیا یعنی درگاہ خدا مین مقبول ہوگیا نہنگ
مین مواج دریا نشین نے پوچھا کہ یا صاحبقران کیا یہ آپ کے کسی عزیز کی لاش ہے فرمایا
ہان ہے تو یہ غیر مگر مجھے عزیزون سے زیادہ ہے اسلیے کہ اسنے میری رفاقت مین اپنی جان دی یہ سنکے
نہنگ کا جوش دونا ہوگیا اور کہنے لگا کہ جب ایسا قدر شناس آقا ہو تو رفیق کیونکر جان اپنی نثار کرین
صاحبقران نے نہنگ سے ارشاد فرمایا کہ یہان جو عمدہ اور بہتر مقام ہو وہ مجھے بتاؤ تاکہ مین لاش
اسکی دفن کرون نہنگ دریا نشین نے عرض کی کہ قلعہ سے بہتر کونسا مقام ہوگا غرضکہ امیر
ہمراہ نہنگ کے لاش مقبول کی لیے ہوے قلعہ مین تشریف لا کے اور جاے عمدہ پر قبر کھدوا کے
لاش مقبول کی دفن کی اور فاتحہ پڑھکر بہت روئے بعد اسکے تمام لشکر صاحبقران کا آکر
جمع ہوا سردار قلعہ مین رونق افروز ہوے اس وقت صاحبقران نے نہنگ دریا نشین
سے پوچھا کہ حاکم شہر افلاکیہ کا کون ہے نام اسکا کیا ہے نہنگ دریا نشین نے عرض کی یا صاحبقران
قصہ اسکا طولانی ہے اور مختصر یہ ہے کہ افلاک دیوپسر وہان کا حاکم ہے اور وہ میرا ماموں ہے لیکن بادشاہ
اصلی اس شہر کا کیوان زرین کلاہ ہے کہ وہ اسی قلعہ مین قید ہے امیر نے فرمایا کہ کیوان زرین کلاہ
سے افلاک دیوپسر نے کیونکر سلطنت لی اور اسے دیوپسر کیون کہتے ہین اس وقت نہنگ
نے عرض کی کہ یا صاحبقران نانا میرا دیوانہ تھا اسی حالت دیوانگی مین اسکی شادی ہوئی اور میری
ماں پیدا ہوئی اسکے بعد بہرام دیوانہ کا جنون اور زیادہ ہوگیا اور اسنے صحرا مین رہنا اختیار کیا چونکہ
بہرام نہایت حسین آدمی تھا ایک دیونی اسپر عاشق ہوئی کہ وہ رات جنگل مین اسکے سامنے آتی
بہرام گھربار کو ترک کیے ہوے تھا دیونی سے ملوث ہوا اور اس سے یہ افلاک دیوپسر
پیدا ہوا صورت افلاک دیوپسر کی یہ ہے کہ کچھ انسان سے مشابہ ہے اور کچھ دیو سے ہاتھین اسکی
تابنا گوش ہین گردن اسقدر چوڑی ہے کہ کمر اور گردن برابر ہے سر مثل گنبد کے گردن کے ایک شاخ
ہے دست و بازو نہایت قوی ہین علاوہ ان سب باتون کے اسکی آواز مین خدا نے وہ تاثیر دی ہے
کہ جب وہ نعرہ کرتا ہے تو انسان جھومنے لگتا ہے اور بیہوش ہوجاتا ہے جب اسی صحرا مین یہ بڑا ہوا تو

پہلے اسنے اپنے باپ کو مارا اور کیاب لگا کے کھا گیا اُسکے بعد شہر مین آ آکر لوگون کو آزار پہونچانے لگا دیوتی
بہرام کے غم مین مدقوق ہو کر مر گئی جب افلاک دیوسر نے خلق اللہ کو آزار پہونچانا شروع کیے تو
بادشاہ نے گرفتاری کا حکم دیا جو لوگ برائے گرفتاری گئے تھے وہ سب مارے گئے اسلیے کہ ایک نعرے
مین وہ سب بیہوش ہوگئے افلاک دیوسر نے سبکو قتل کر ڈالا اُس وقت بادشاہ متردد ہوا ہنوز کوئی تدبیر
گرفتاری ذہن مین نہ آئی تھی کہ افلاک دیوسر ملک پر چڑھ آیا یہان سے فوج روانہ ہوئی افلاک
اپنی صدا کے مہیب سے سبکو بیہوش کرتا ہوا بادشاہ تک آیا اور بادشاہ کو گرفتار کر لیا اور اسی قلعہ مین لاکر
قید کیا اور مجھے اس قید اور اس ساحل کا محافظ قرار دیکر آپ سلطنت کرنے لگا یہ سنکے صاحبقران نے
ارشاد فرمایا کہ قید بادشاہ کی منگواؤ اُسی وقت نہنگ دریا نشین نے قید بادشاہ کی منگوا دی دیکھا
امیر نے کہ کیوان زرین کلاہ مرد معقول معلوم ہوتا ہے فرمایا امیر نے کہ تمھارا کیا مذہب ہے اُسنے عرض کی
کہ مین نہین جانتا کہ مذہب کسے کہتے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ عجب ہے تجھ ایسا شخص اور لا مذہب اے
کیوان زرین کلاہ کوئی شی بغیر بنائے نہین بنتی اسیطرح دنیا کا بھی کوئی بنانے والا ضرور ہے اور وہی خدا ہے
اُسکی پرستش کرنا چاہیے یہ سنکے کیوان نے کہا کہ اتنے دنون تک پتھرون پیڑون کی پرستش کرتے ہین کہ
انہین سے بیبس ہین یہ سنکے دل امیر کا دکھ گیا فرمایا قید اُسکی کاٹ دو اُسی وقت آہنگر حاضر ہوئے
اور قید کیوان زرین کلاہ کی کاٹ دی کیوان نے پوچھا کہ آپ کون ہین فرمایا کہ مین صاحبقران عادل
ہون انشاء اللہ تعالی ہے افلاک دیوسر کو مار کے تیرا ملک تجھے دلا دونگا کیوان نے کہا کہ اسی وقت مین ایمان لاؤنگا
الحاصل صاحبقران نے دو ایک روز قیام کیا جب تمام لشکر دریا کے اس پار آگیا تو امیر نے ایک نامہ بنام
افلاک دیوسر تحریر فرمایا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے افلاک دیوسر سنا ہے کہ تو نے ہمارا سارا ملک چھین لیا اگر
تمھارے ملک مین پناہ گزین ہوا ہے لہذا اُسکو باندھ کر ہمارے سپرد کرو اور دین اسلام کے پابند
ہو تو مین تمھارے ملک سے اور مال سے تعرض نکرونگا اور کیوان زرین کلاہ کو اسکے ملکون مین سے
کوئی ملک دیدونگا اور اگر اسکے خلاف کیا تو یہ یاد رکھنا کہ سارا غرور تیرا خاک مین ملا دونگا اور سر تیرا
کچلوا دونگا اس طرح مارونگا کہ یہان دریا اور سر یہان ہو تیرے حال پر گریہ و زاری کرینگے جب نامہ
تیار ہوا تو صاحبقران نے فرمایا کہ کون ہے ایسا کہ جو جائے اور اس نامہ کا جواب لیکے آئے یہ سنکے
نہنگ دریا نشین نے عرض کی کہ غلام اس خدمت کو بجا لائیگا صاحبقران نے فرمایا کہ تم
ابھی طرح ہمارے آئین سے آگاہ نہین ہو آداب نامہ کے کیونکر بجا لاؤ گے نہنگ نے
عرض کی کہ جو کچھ مجھے تعلیم کر دیا جائیگا اُس پر عمل کرونگا صاحبقران نے نہنگ کو آئین نامہ داری
تعلیم فرمایا نہنگ دریا نشین نے نامہ سر سے باندھا اور جانب شہر افلاکیہ روانہ ہوا ابھی افلاک
دیوسر کو بھی خبر ہوئی کہ مسلمانون نے آکر طوفان شیر انداز کو مارا نہنگ کو زیر کر کے مطیع بنایا کیوان
زرین کلاہ کو نہنگ کی قید سے چھڑایا اب نہنگ اُنکا ایلچی بنکے آتا ہے یہ سنکے افلاک ہنسا اور
کہا کہ ابھی نہ میرے مجبور ہوکے اطاعت کی ہوگی جب یہ مرحلہ سر ہو جائیگا پھر وہ اپنا ہی
جانیگا کہان یہ کہکر کچھ دیوون کو واسطے استقبال کے بھیجا لوگ گئے اور پیشوائی کرکے نہنگ
دریا نشین کو لائے نہنگ نے آکر بطریق خدا پرستان سلام کیا افلاک دیوسر ناراض ہوا اور
کہا کہ تو مجھے اس طرح سلام کرتا ہے مترد کہ دھڑ سے سر کھینچ لون مگر خیال کرتا ہون ہنن کا کہ وہ
کیا کہینگے یہ سنکے نہنگ دریا نشین نے کہا کہ مجھے اس وقت یگانہ نہ سمجھیے مین ایلچی ہون

صاحبقران کا افلاک دیو سر نے کہا کہ اچھا نامہ لا افلاک دیو سر نے کہا کہ نامہ یون نہین ملتا ہی جب
آداب نامہ کے بجا لاؤ گے تو نامہ پاؤ گے افلاک دیو سر کو یہ سنکے اور غصہ آیا کہا آداب نامہ کے کیا
ہین نہنگ نے بیان کیا کہ سات کشتیان نامہ پر سے تصدق کرو اور تین کشتیان مجھ پر سے سات
قدم نامہ کا استقبال کرو تین قدم میرا افلاک دیو سر نے ڈانٹا کہ ارے نامہ یا چھین لون پس یہ جو
گرجا آواز اسکے کان مین نہنگ کی پہونچی پس یہ جھوم کے بیہوش ہوگیا افلاک نے اسی عالم بیہوشی
مین نامہ لے لیا اور اسے پڑھا پشت پر جواب جنگ تحریر کر دیا اتنے عرصہ مین نہنگ کو ہوش
آیا کہا کہ یہ سب کچھ میدان جنگ کے واسطے رہنے دیجیے اس وقت مین ایلچی کی حیثیت مین ہون
نامہ لیجیے اور مجھے نامہ کا جواب دیجیے یہ سنکے افلاک نے کہا ہمنے نامہ دیکھ لیا اور جواب اسکا جنگ
ہو چکا کہہ دینا صاحبقران سے کہ مجھے مثل دیگران نہ سمجھنا نہنگ دریا نشین خفیف ہوا اور جواب
نامہ کا لیکر خدمت مین صاحبقران عالی شان کے حاضر ہوا اور جواب نامہ پیش کر کے اپنی حالت بیان
کی اور عذر کیا کہ مین حالت بیہوشی مین کیا کرتا حضور میدان مین ملاحظہ ہی فرما لینگے کہ اسکی آواز مین کیا تاثیر
ہی صاحبقران نے فرمایا کہ مین تمسے شکایت تھوڑی کرتا ہون اب میدان ہی مین سمجھ لیا جائیگا
یہ فرما کر حکم دیا کہ لشکر ہمارا قریب شہر افلاکیہ کے خیمہ زن ہو کل ہم بھی آ پہونچینگے ادھر سے جرنیل [illegible]
لیکر طرف افلاکیہ کے روانہ ہوے اور دوسرے روز صاحبقران بھی کوچ کر کے جانب شہر افلاکیہ
گئے وہان افلاک دیو سر نے لشکر اپنا شہر کے باہر نکالا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت
نقارہ زرمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرچی خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش پایا
دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین سنجیدگان نے سارق سے کہا کہ بھاگنے کی جگہ دیکھیے
ایک آواز کا کیا بھروسا نکلی نکلی نہ نکلی نہ نکلی یہ اہل اسلام ناطقہ بند کر دیتے ہین ادھر نہنگ دیو پا بین
لئے صاحبقران عالی شان سے عرض کی کہ کوئی تدبیر تھا یا بھی حضور نے سوچ لی ہی یا نہین اسلیے
کہ اسکا حربہ دنیا سے نرالا ہی جسکی روک آجتک کسی سے ہو ہی نہین سکی فرمایا خداوند عالم اہل حق کا
پشت و پناہ ہی وہی ہر آفت و بلا سے بچانے والا اور ہر بلا کا رد کرنے والا ہی غرضکہ تمام رات دونون
لشکرون مین تیاریان جنگ کی رہین آوازین ہوشیار باش و بیدار باش کی بلند رہین صبح کو دونون لشکر
میدان مین آکر صف آرا ہوے بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب نشیب دیکھ ہٹے تھے کہ دونون
جانب سے بیلدار نکلے جھاڑی جھنڈی کاٹ میدان کو صاف کیا بیلدارون نے پستی و بلندی زمین کو
ہموار کیا سقون نے آب پاشی کر کے گرد کو بٹھایا میدان مثل آئینہ کے نظر آنے لگا اس طرف سے
افلاک دیو سر نے کڑکڑا کر نعرہ و بانگ کا لیا اور میدان مین آکر پکارا کہ باش اے گروہ خدا پرستان
و فرقہ مسلمانان خبردار و ہوشیار باش کہ منم افلاک دیو سر جسکو لونے دوسو خداوندون نے
السان اور دلو سے مشورہ کر کے پیدا کیا ہی اسلیے کہ مین تم ہزارہا انسانون کو صفحہ ہستی سے مثل حرف
غلط کے مٹاؤن اور دین قدیم کو رواج دون جسکو تمنا ے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ میرے مقابلہ
کو آئے اور جسکو جان عزیز ہو وہ دین خداپرستی کو جو ایک دین جدید ہی ترک کر کے دین قدیم
بت پرستی کو اختیار کرے پس یہ کہنا تھا اسکا کہ اہل اسلام نے اسے بہت برا بھلا کہا اور زلزل
بن زلزلہ اپنے فیل مست کو بڑھا کر سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آیا فیل سے اتر کر اجازت
خواہ میدان نبرد ہوا بادشاہ نے جام کلہ عفر عنایت کر کے ارشاد کیا کہ جاؤ خدا کی حفظ و امان مین

وبازلازل نے جام ہونٹوں سے لگا کر جرعہ درکشید کیا اور سلام رخصت کر کے بار دگر مرکب پر سوار ہو کے سامنے
افلاک دیو سر کے آیا اور آواز دی کہ او ملعون لا حریف اپنا افلاک دیو سر نے کہا کہ ای زلازل تجھے شرم
نہیں آتی کہ تو نے اپنے خداوند کو چھوڑ کے رفاقت ان ہیچ خداپرستوں کی اختیار کی خداوند نے تجھے
کیسی عزت دی تھی کہ میمنہ فوج کا افسر کر دیا تھا اگر تو اب بھی اپنے کو وار سے توبہ کر اور آ کے خداوند
سے عذر کر تو خداوند ایسا رحم دل ہے کہ تیری خطا عفو کر دے گا اور میں تیری سفارش بھی کرونگا
زلازل نے کہا کہ او ملعون کیا جھک مارتا ہے تو کیا ہے اور تیرا خداوند کیا مسخرا ہے اگر سارلیق میں کچھ
بھی جس ہوتا تو خداپرستوں کے ہاتھ سے تباہ ہو کے تجھ تک نہ آتا میں سب کو غارت کر دیتا اور میں
اس دین مبین کو کیا ترک کرونگا تو اگر اپنی خیریت چاہتا ہے تو سارلیق کو باندھ کے خدمت صاحبقران
میں لے آ اور دین اسلام کو اختیار کر امیر تو ایسے عالی ہمت ہیں کہ اس ملک کے علاوہ تجھے اور ملک
بھی عنایت فرمائیں گے اور کیوان زرین کلاہ کو بھی اور ملک دیگر اسے راضی کر لینگے ورنہ یہ یاد
رکھنا کہ تجھے بھی کچھ نہ چھوڑونگا میں وہ ہوں کہ میں نے دیوؤں کو مارا ہے تو آدھا دیو اور آدھا انسان ہے
افلاک دیو سر پکارا کہ تو میرے نعرہ کی تاب تو لا نہ سکیگا مقابلہ مجھسے کیا کرے گا لے ہوشیار
ہو جا یہ کہتا کر آگاہ نہ کیا تھا یہ کہکر جو نعرہ کرتا ہے ایسی آواز اسکی کرخت تھی کہ یہ معلوم ہوا کہ کان کے
پردے پھٹ گئے اور دماغ پر ایسا اثر پڑا کہ زلازل کو چکر آیا آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا اور
زلازل بن زلزلہ بیہوش ہو گیا بس افلاک دیو سر نے کمند سے باندھ کے زندانخانہ میں بھجوا دیا اور
پھر مبارز طلب ہوا ابکی لشکر اسلام سے تمغاج زرہ پوش رفیق شاہزادہ رفیع البخت بادشاہ
سے اجازت لیکر سامنے افلاک دیو سر کے آیا اور پکارا کہ او ملعون چلانے سے کیا فائدہ کوئی حربہ
کر افلاک دیو سر نے کہا کہ بس میرا حربہ میری آواز ہے اگر اسکی کوئی سپر تیرے پاس ہے تو روک
یہ کہکر پھر نعرہ کیا کہ منم افلاک دیو سر گذاریم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی بس یہ
کہنا تھا کہ تمغاج زرہ پوش بھی لہرا کر جھکا افلاک دیو سر نے اسکو بھی باندھ کے بھجوا دیا اور پھر
مبارز طلب کیا اتوتا نتاسندہ گیا کہ جو نکلا وہ اسیر ہوا جو نکلا وہ اسیر ہوا میدان میں جانے دیر لگتی ہے
گرفتار ہونے دیر ہی نہیں لگتی افلاک نے ایک آواز دی اور باندھ لیگیا اور اس طرف سے
جان نثاران صاحبقران برابر چلے جا رہے ہیں شام تک پچاس سرداران نامی کو افلاک دیو سر
نے اسیر کیا اور طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا سارلیق افلاک پر سے زر نثار کرتا ہوا
میدان سے پھرا اور اسی وقت طرۂ پیغمبری افلاک کو دیا اتبو دماغ افلاک کا آدھی آسمان پر
پہونچ گیا سخنگان نے کہا ای پیغمبر قدرت جن سرداروں کو اسیر کیا ہے انھیں تو قتل کر ڈالو انکا
زندہ رکھنا اچھا نہیں ہے اور کل سے یہ شیوہ اختیار کرو کہ جو بیہوش ہو اسکو اسیر نہ کرو بلکہ میدان ہی میں قتل کر ڈالو
افلاک دیو سر نے کہا بابا جی جب میں سب کو گرفتار کر لاؤنگا اس وقت ایک ہی مرتبہ فہمائش
کرونگا اگر اس وقت بھی نہ مانا تو قتل کرونگا ان میں سے جتنے سردار اطاعت اختیار کرینگے وہی کافی
ہیں جب موت کا سامنا ہوگا تو صاحبقران تک اطاعت منظور کرینگے تم تماشہ دیکھتے جاؤ کہ ہوتا
کیا ہے سخنگان نے ایک آہ سرد کھینچی اور کہا ای افلاک دیو سر تم تو دو ہی ایک روز میں ختم
ہو جاؤ گے خدا سلامت رکھے پیر و مرشد کو وہ تمہیں سیند دکھلا کر آواز بند کر دینگے اسکے بعد بھی ظاہر
جو اسی وقت قید میں ہیں قیدیں توڑ توڑ کر ہمیں اور خداوند کو اتنی جوتیاں مارینگے کہ سر پہ ایک بال

نعرہ کیا اور بھاگ گئے رستہ نہ ملیگا افلاک دیوسر ہنسا اور کہا کہ مین سیمرون سمندر خود بھاگ گیا ہون مجھپر
سحر و اثر نہین کرتا سختہ گان نے کہا مرشد کو ایسے لیتے یاد ہین کہ وہ کوئی نہ کوئی علاج نکال ہی لیتے
خیر اگر نہین جانتے ہو تو آپ ہی اسکا خمیازہ اٹھاؤگے یہ کہکر خاموش ہو رہا افلاک دیوسر نے لباس رزم
اتار اپوشاک بزم پہنکر بیٹھا دو چار جام شراب کے پیے جب دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا تو بولا کہ
بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ زنی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گونجی یہان اہل اسلام سرداران
کی گرفتاری سے کمال محزون و غمگین تھے کہ اگر مقابلہ ہوتا تو کچھ جوہر دکھاتے یہ کونسی لڑائی ہے کہ دل کی دل ہی مین
رہ جاتی ہے حربہ اٹھانے کی نوبت بھی نہین آتی جو اسیر ہو گئے وہ تو اسیر ہوے اب جو باقی ہین انکی خیر
منانا چاہیے کل دیکھیے کس کس کی تقدیر مین اسیری ہے یہ ذکر تھا کہ آواز طبل جنگ گوشزد ہوئی یہان بھی
کوس حربی نوازش مین آیا جب صبح کو دونون لشکر معرکہ آرا ہوے میدان سرخ ہوے تو پھر افلاک دیوسر
میدان مین آکر مبارز طلب ہوا آج اظلم دیوانہ اسکے مقابلہ کو گیا اور بعد گفتگو کے تھپیڑ افلاک نے
کھینچ ماری یہ بھی بیہوش ہوا اسکے بعد تہمتن گرد نکلا یہ بھی اسیر ہوا آج کی میدانداری مین بھی ساٹھ ستر
سردار اسیر ہوے صاحبقران نہایت پریشان ہین کہ کیا کیا جاے اور مساریق نہایت خوش ہے
سختہ گان نے آج بھی سمجھایا کہ اے افلاک دیوسر ہمارا کہنا مانو ہم تمکو پھر سمجھاتے ہین کہ اپنے قصد سے باز
آؤ ورنہ بعد کو اپنے دل مین شرمندہ ہوگے کہ ان سردارون کو قتل کرو ورنہ پچھتاؤگے لیکن افلاک دیوسر
لیتا نہ تھا الغرض یہ کہ سات آٹھ روز کی میدانداری مین افلاک دیوسر نے تمام زندان خانے
سرداران اسلام سے بھر دیے انکو صاحبقران نے پریشان ہوکر حکم دے دیا کہ خبردار کل کوئی میدان مین
نکلنے کا قصد نہ کرے ہم خود اسکے مقابلے کو جاینگے اس وقت نہنگ دریا نشین اور کیوان زرین کلاہ
نے پوچھا کیا صاحبقران کوئی تدبیر آپنے سوچ لی ہے فرمایا تدبیر اسکی کیا ہے سوا اسکے کہ مجھسے اپنے
سردارون کی اسیری اب نہین دیکھی جاتی اگر خدا کو نصرت میری منظور ہے مجھے فتحیاب کرے گا ورنہ
جو کچھ ہوگا وہ میرے بعد ہوگا مین داغ اٹھانے سے تو محفوظ رہونگا یہ سنکے سرداران اسلام نے عرض
کی کہ جبتک ہم جاننثار موجود ہین اس وقت تک حضور کو جانے نہ دینگے ان جب ہم نہون اس وقت
مین آپکو اختیار ہے غرضکہ جب صبح ہوئی تو صاحبقران با اقبال نے تمام تبرکات زیب جسم فرماے
اور بعزم مقابلہ میدان مین تشریف لاے اس طرف سے افلاک دیوسر میدان مین آیا ہنوز
صاحبقران اسکے مقابلے کو نکلنے نہین پاے ہین کہ جانب صحرا سے اک بگولا گرد کا اٹھا اور ایک
نقابدار دریدہ لباس خاکی پوش نمایان ہوا اور پکارا کہ او ملعون تونے بندگان خدا کو بہت آزار پہنچا رکھا ہے
منہ نقابدار دریدہ لباس افلاک ہنسا اور پکارا کہ تو آپ بتلاے فلاکت ہے کیون اپنی جان سے بیزار
ہوا ہے یہان ہٹ جا جہان سے آیا ہے ورنہ میرے ہاتھ سے گرفتار ہوکر تو بھی ان مسلمانون کے ساتھ
قتل ہوگا نقابدار نے کہا کہ مین تیری جان کے واسطے ملک الموت ہون سختہ گان نے جو نقابدار کو
دیکھا پکارا کہ یہ حضور نے کیون تکلیف فرمائی ہے نقابدار نے جواب دیا کہ او ملعون تیری باتون کی
مجھے سب خبرین پہنچتی رہتی ہین تو ہر بات مین دخل دیا کرتا ہے اب تیری شامتین آگئی ہین مین
جانے جاتا ہون کہ تجھے کیا مارون مگر تو اپنی حرکتون سے باز نہین آتا ادھر افلاک دیوسر نے کہا
کہ دیکھو مین نعرہ کرتا ہون نقابدار نے کہا جتنا چاہے چلا میرے کان ایسے نہین ہین کہ تیری آواز سے
پریشان ہون مین ایسی سنتا ہی نہین افلاک نے نعرہ کیا کہ میدان مین گھوڑے بیچین

ہونے لگے دور تک صفین کی صفین جھوم گئین لیکن نقابدار پر کوئی اثر نہوا اب نقابدار نے کہا کہ مین نعرہ لگاتا ہون
تو ہوشیار ہو جا یہ کہکر جو سفید مہرے کو پھونکا اتنی بڑی آواز مہیب پیدا ہوئی کہ افلاک کو چکر آگیا
پس نقابدار نے کمند ماری اور آواز دی کہ کہان جاتا ہے ملعون کمند مین دست و پا مع گردن افلاک
کی الجھ گئے نقابدار نے جھٹکا دیکر ہاتھ پر بلند کر لیا اور میدان سے پھرا اہل اسلام نے آواز احسنت و مرحبا
بلند کی بادشاہ اسلام نے چند سوارون کو بھیجا کہ لیے آؤ نقابدار کو وہان شستگان نے درود پڑھنا شروع کیا
اور تعریفین کرنے لگا کہ مرشد کا کیا کہنا ہے یہ سوا آپکے دوسرے کا کام ہی نہین ہے سارلیق نے کہا کہ مرشد
کیسے یہ نقابدار قدرت ہے اسنے غرور کیا تھا خداوند نے غرور اسکا مٹا دیا اب اسکی جگہ بھی نقابدار قدرت
کام کرے گا شستگان نے کہا کہ اب یہ آپ کا کام تمام کرے گا وہان نقابدار نے سواران لشکر اسلام کی طرف
دیکھکر کہا کہ کل تم لوگون سے مقابلہ ہے صاحبقران نے فرمایا کہ ہمین مقابلہ مین عذر نہین لیکن اے
نقابدار آج دعوت ہماری قبول کرو لوگ نقابدار کو لیکے گئے نقابدار اتنے بڑے جوان کو ہاتھ پر اٹھائے
ہوئے تھا سارلیق نے ہرکارون کو واسطے دریافت حال کے روانہ کیا اور آپ طبل بازگشت بجوا کر
میدان سے پھر گیا یہان بادشاہ اسلام و سرداران عالی مقام داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے نقاب دار
خاکی پوش بھی آکر ایک کرسی پر بیٹھا اور نقاب چہرہ سے اٹھا کر بادشاہ اسلام اور امیر عالی مقام کو سلام
کیا دیکھا سب نے کہ خواجہ خضران ہین اس وقت صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ اسکی آواز کے اثر
سے تم کیونکر بچے پھر اتنی بڑی آواز تمنے کہان سے پیدا کی جسکے اثر سے یہ بیہوش ہوا اور اسکے علاوہ
زیادہ حیرت کا امر یہ ہے کہ اتنے بڑے دیو ہیکل کو یہانتک ہاتھ پر اٹھائے ہوئے لائے ہو خضران
نے عرض کی کہ یا امیر مین نے کانون مین روئی ٹھونس لی تھی جیسا بیان لگائی یقین کر اسکی آواز سے محسوس ہی نہین پائی اور میری
آواز اتنی بڑی کہان جس سے یہ بیہوش ہوتا مین نے سفید مہرہ پھونکا تھا اسکی آواز جو سنتا ہے وہ بیہوش ہو جاتا
جاتی ہے اور لنگر اسکا کمند کے رنگ سے صرف یاد پروردگار کیا ہے یا دیو کے وزن کا اسطرح اٹھائے
ہوئے لانا کچھ زیادہ دشواری کی بات نہین ہے یہ سنکر امیر با توقیر نے خضران کو بہت بھاری
خلعت عنایت فرمایا لیکن افلاک جو ہوشیار ہوا تو صاحبقران سے عرض کی کہ یا
امیر مین اسیر نہین ہوا ہون یہ اور بات ہے کہ عیار آپ کا تدبیر سے مجھے گرفتار کر لایا اگر آپ مجھ سے
مقابلہ کر کے اسیر کرین یا قتل کرین تو ہوسکتا ہے صاحبقران نے خضران سے فرمایا کہ چھوڑ دو تمام
سرداران تھے کہ یہ صاحبقران کو کیا ہوا ہے کہ ایسی بلا سے ہم کو چھوڑے دیتے ہین خضران
نے دیکھا کہ حکم تو امیر کا ٹل نہین سکتا اسی وقت جلدی سے ایک رقعہ لکھکر سارلیق کو بھیجا کہ اگر تو
ہمارے سردارون کو چھوڑ دے تو ہم بھی تیرے سردار کو چھوڑ دین اور صاحبقران سے
عرض کی کہ مین ایک گھنٹے کے بعد اسے جانے دونگا امیر نے فرمایا اسکا مضائقہ نہین ہے غرضکہ
نامہ خضران کا سارلیق کو پہونچا اور سارلیق مضمون نامہ سے آگاہ ہوا اسنے اسی وقت تمام
سردارون کو رہا کر دیا جب یہ خبر خضران کو معلوم ہوئی کہ سردار رہا ہوکر آ گئے ہین تو خضران نے
افلاک دیو سر کو بھی جانے کی اجازت دی افلاک یہان سے سوار ہو کر اپنے لشکر مین گیا اور
صاحبقران کی نہایت تعریف کی کہ بڑے بہادر ہین کوئی بھی ایسے دشمن قوی کے ساتھ رعایت
کرے گا کہ مجکو چھوڑ دیا شستگان نے کہا کہ تجھ ایک کے عوض مین تمام سردار بھی تو اپنے رہا کرا لیے
افلاک دیو سر نے کہا کہ یہ تو امیر نے نہین فرمایا تھا معلوم ہوتا ہے یہ کارروائی بالا بالا ہوئی تمنے

کیونکر اُن سرداروں کو رہا کر دیا اُس وقت سنجگان نے کہا کہ یہاں رقعہ اس مضمون کا آیا تھا کہ ہمارے
سرداروں کو رہا کردو تو ہم افلاک دیوسر کو چھوڑ دیں تمہاری جان بچانے کے لیے خداوند نے
ایسا کیا یہ سنتے افلاک کو کمال رنج ہوا اور کہا کہ حمزہ کہاں جائیگا یہ لڑکے میرے ہاتھ سے بچ کے جاتے
کہاں ہیں امیر کو میں نے گرفتار کیا اور گویا سب گرفتار ہو گئے کل سمجھ لو صاحبقران سے مقابلہ ہے
سنجگان نے ساریق سے کہا کہ اب چلے جاؤ کا وقت قریب ہے ستارہ اہل اسلام کا گردش سے نکل گیا
اور افلاک دیوسر کا پیمانہ عمر لبریز ہوا جب عیار اُنکا ہاتھ لگ گیا تو وہ تو یار ہی ڈالینگے اُنکے اقبال کی ایک یہی
علامت ہے کہ کل سردار اُنکے رہا ہو گئے افلاک دیوسر نے کہا کہ حمزہ پاس وہ چیزیں نہیں ہیں جو حمزہ
پاس ہیں حمزہ رابع مجھے کیونکر گرفتار کر سکتا ہے سنجگان نے کہا کہ اُنھوں نے ایسی جرأت کی
ہے کہ اب مُنکا خدا اُنکی مدد کریگا یہ اُس شخص کے قائم مقام ہیں کہ جسکی آواز کئی فرسخ جاتی تھی
اُنکے لیے بھی وہی بات پیدا ہو جائیگی ساریق نے کہا کہ مجھے یقین نہیں قاروں ہے میں بھالے دکھائی
دیا کرتے ہیں ہمنے اُسکی آواز بڑی خلق ہی نہیں کی نہ یہ تدبیر ہم کرینگے کہ اُنکی آواز بڑی ہو جاوے
سنجگان چپکے خاموش ہو رہا افلاک دیوسر نے طبل جنگ بجوا دیا اُس شب اہل اسلام میں
عجب تہلکہ تھا ہر شخص مصروف دعا تھا اور صاحبقران عالی شان بھی اک خیمہ تنہا میں بیٹھے ہوئے
درگاہ احدیت میں عرض کر رہے تھے کہ بار الہا اگر تو نے مجھے قائم مقام حمزہ صاحبقران کا مقرر
کیا ہے تو ویسی ہی آواز بھی عنایت کر کہ میں اپنے دشمن پر غلبہ حاصل کروں ورنہ قسم کھاتا ہوں
تیرے ہی عزت و جلال کی کہ کل صبح کو میدان میں جا کر اپنے کو ضرور گرفتار کرا دونگا مجھے قتل ہونا
منظور ہے مگر افلاک کو عیاری سے اسیر کرانا منظور نہیں ہے یہ دعا کر کے صاحبقران کی آنکھ
لگ گئی دیکھا کہ اک مرد بزرگ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے عادل کیوان شکوہ تم جس صفت
کے خواہاں ہو یہ تم میں موجود ہے مگر تم اس سے ناواقف ہو جس وقت نعرہ کرو گے تو ویسی ہی آواز پیدا
ہو گی جو صاحبقران اول کی تھی جس وقت خداوند عالم نے تمکو اسم اعظم مرحمت فرمایا ہے اُسی وقت تمام
اوصاف صاحبقرانی کی مرحمت فرما دیے تھے یہ اور بات ہے کہ تم خود ناواقف ہو کہ ہمارا کیا مرتبہ ہے اور ہم
کیا کیا کر سکتے ہیں یہ خواب دیکھا پس صاحبقران کی آنکھ کھل گئی اور وقت نماز صبح کا تھا فریضہ سحری کو
ادا کیا خضران نے آ کے دیکھا تو چہرہ نہایت بشاش پایا صاحبقران نے خضران سے خواب
بیان فرمایا اور اسلحہ جنگ طلب کیا اُسی وقت داروغہ سلاح خانہ کشتیاں اسلحہ کی لیکر حاضر ہوا صاحبقران
نے تمام تبرکات زیب جسم فرمائے اور مرکب پر سوار ہو کر جانب میدان مصاف روانہ ہوئے گھڑی بھر
دن چڑھا ہو گا کہ دونوں طرف کی فوجیں میدان جنگ میں پہنچکر صف آرا ہو گئیں لیکر راستگی صفوف
قتال و جدال جس وقت نقیب نہیب دے کر ہٹ گئے تو افلاک دیوسر میدان میں آیا اور
پکارا کہ یا امیر بہتر ہے کہ آپ خود میدان میں نکلیے کہ میرے آپکے فیصلہ ہو جاوے بیچاروں کو طول
دینے سے کیا فائدہ صاحبقران نے فرمایا کہ مجھے کوئی عذر نہیں ہے اور خضران کی طرف دیکھا خضران نے
کلاہ نمدی اچھالکر میدان کو قرق کیا کہ خبردار اب کوئی نکلنے کا قصد نہ کرے کہ سلطان صاحبقران حلقہ
فگن گوش گردن کشان صاحب گرز سام بن نریمان حق پسند حق پژوہ عادل کیوان شکوہ خود برائے
مقابلہ تشریف لیجانے والے ہیں علم اژدہا پیکر کو جلوہ ملتے ہی تمام لشکر کی علم جادو گری پر آئے صاحبقران
با اقبال نے مرکب کو چھیڑا سامنے تخت بادشاہ اسلام کے اگر گھوڑے سے اترے بادشاہ نے تخت زرین

زمین پر رکھوا دیا اور صاحبقران کے گلے لپٹ کے فرمانے لگے کہ کیا سمجھ کر آپ نے اس بلا کے منھ پر
جانے کا قصد فرمایا ہے ارشاد کیا کہ اپنے خدا پر بھروسا کر کے اگر آپ نے مجھے صاحبقرانی عطا فرمائی ہے تو وہی
میری جان و آبرو کا نگہبان ہے حضور تردد نہ فرمائیں اسلیے کہ ہم ہوس دنیا مین جانبازی نہین کر رہے ہین
بلکہ راہ خدا مین جہاد کر رہے ہین بڑی دیر مین بادشاہ نے صاحبقران کو رخصت کیا اور حسرت کی نظر
سے جانب فلک دیکھکر مصروف دعا ہوئے ادھر صاحبقران عالی شان مرکب کو اڑا کر سامنے افلاک
دیوسر کے پہونچے افلاک نے نعرہ کیا کہ زمین ہل گئی گھوڑے چراغ پا ہونے لگے جانوران صحرائی بھاگے
ساتھ ہی صاحبقران نے نعرہ کیا کہ امیر کی آواز اسکی آواز پر غالب آ گئی اسکی آواز امیر کو نہ سنائی دی
اور امیر کی آواز نے افلاک کا دل ہلا دیا سنگکان کانون پہ ہاتھ رکھنے لگا اور ساریق سے کہا کہ بس اب
یہان کا بھی خاتمہ ہے کہین اور کی تکلیف کیجیے اب یہ صاحبقران کے ہاتھ سے زندہ بچ کے نہ آئیگا ادھر
افلاک دیوسر نے پھر نعرہ کیا ادھر صاحبقران نے نعرہ کیا ایکی جو دونون آوازین ملکر صحرا
مین گونجین تو گھوڑے بیٹھ گئے الف ہو گئے جو سوار غافل تھے وہ زمین پہ گرے گھوڑے بھاگے
پرندار زے پرندون نے راہ صحرائی افلاک دیوسر سست ہو گیا تیسرے نعرے کے بعد افلاک کے
تیور آ گئے جب یہ سنبھلا تو صاحبقران نے فرمایا ع اگر ہین بے اثر نالے تو چلانے سے کیا حاصل
اب تلوار کمر سے کھینچکر سپہگری کے جوہر دکھلا افلاک دیوسر بھی سوچا کہ واقع مین یہ حربہ تو اسکے
ہمین کو ذبح کیے ڈالتا ہے صاحبقران پر ہمارے نعرہ کا کوئی اثر نہین اور انکے نعرون سے
دل ہلا جاتا ہے پس اپنے تیغ کمر سے کھینچکر سر صاحبقران کے وار کیا امیر نے ضرب اسکی پشت
شمشیر پر روک کے جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا افلاک دیوسر نے سپر بلند کی تلوار سپر پر چلی تھی یا زمین
مین ڈوب کے نکلی افلاک دیوسر کے مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے بس یہ دیکھتے ہی ساریق نے
لشکر افلاک کو للکار کر ارے کیا دیکھتے ہو مار ڈالو اس خداپرست کو غضب کیا اسنے کہ مارا امیر نے
پیغمبر قدرت کو فوج افلاک دیوسر کی صاحبقران پر آ پڑی ادھر سے بادشاہ اسلام کل فوج کو لیکر
آ پہونچے تلوار چلنے لگی صدا گیر و بگیر بلند ہوئی جوانان اسلام نے کشتون کے پشتے لاشون کے
انبار لگانا شروع کیے ساریق نے افلاک کی فوج کو لشکر اسلام سے الجھا کر بظاہر گرمی کردی اور اپنی فوج سمیت
بھاگ کر طلسم زلزلہ کی جانب روانہ ہوا یہان صاحبقران و رفیقان صاحبقران نے مارے تلوارون
کے میدان خون سے لال کر دیا آخر ہر طرف سے صداے الامان بلند ہوئی اہل اسلام نے کہا کہ امان
بشرط ایمان جسنے بدل و جان ایمان قبول کیا اسے امان دی ورنہ قتل کر ڈالا اب امیر با توقیر نے ایوان شاہی
مین آکر کیوان زرین کلاہ کو تخت پر بٹھایا شہر کو اسلام آباد کیا اور سرکارون کو براے دریافت حال
روانہ کیا کہ اب ساریق بھاگ کے کس طرف گیا ہے انکو تو سرکارون کے انتظار مین چھوڑا جاتا ہے اور

یہان سے چند کلمے داستان شوکت بیان دلیر دلاور یعنی طیمور شیر پر ور سے بیان کیے جاتے ہین غزل براے آغاز داستان

مشکل تھی آسان تدبیر کو کیا کہیے
اے صبح وفا بیٹھ گا کسکو کیا کہیے
سنتے تھے کہ نہ دیکھنا کیا کچھ نہین کہتے

تدبیر نہین چلتی تقدیر کو کیا کہیے
قسمت کی برائی سے لوہے کی کشیدہ ہے
مرکت نہین بنتا تقدیر کو کیا کہیے

جب ظلم کرے قاتل پھر تیر کو کیا کہیے
بات آئی ہے کہنے مین تقصیر کو کیا کہیے
حسرت دم عماری ہے کینہ دل قاتل کا

ہو آگے نہ کچھ سر نکلے آہن کو کیا کہیے
کوچہ میں رہا جو تر بہت گلوگیر ہیں کیوں
ظاہر ہوئی الٹی ہی تاثیر کو کیا کہیے
اُس شوخ کے ناوک سے بچنے کا نہیں کوئی
کیا کوسیے گردوں کو تقدیر کو کیا کہیے
گنبد کی صدا شکوہ تھا مثل بت کا ہی
ہو جو ستم جب ہوں تقصیر کو کیا کہیے

اقرار زبان سے ہی انکار قلم سے ہی
نامہ سے کاوش تھی رہگیر کو کیا کہیے
منت میں کروں جتنی وہ روٹھتے ہی جاتے ہیں
جس نے یہی ٹھانی ہیں تسخیر کو کیا کہیے
ازبور کبھی منت کا تماشا کبھی وحشت کا
جو خود ہو جواب ایسی تصویر کو کیا کہیے

تقریر سمجھیے کیا تحریر کو کیا کہیے
والے وہ مرے ساتھ سنجیدہ نہیں خوش ہیں
قسمت ہی بڑی تیرا یا ہیر کو کیا کہیے
دونوں کی برائی نے ملکر مجھے مارا
حب لب محل آہن زنجیر کو کیا کہیے
ای ارزو آہن کا شیوہ ہی جفاکاری

ہو داستان اس مقام پر کھینچی تھی کہ شاہزادہ طیمور شہر سرو سے بار کی برپا کرائی ہی اور شام سے داخل عبادت خانہ ہو کر مصروف بندگی و سرافگندگی ہوا دو پہر رات سے گر کے شاہپور اندر آیا اور پوچھا کہ کوئی علامت ظاہر ہوئی طیمور نے کہا کہ تمام عمر تو خود پرستی میں گذاری ہی اگر خدا ہمارے اسلام کو قبول کرے تو بھی بڑی بات ہی بھلا ہماری زبان نجس کی دعا کیا قبول ہوگی شاہپور نے کچھ اور نصیحت و بات روشن کہی اور طیمور سے کہا کہ بڑے شرم کی بات ہی کہ تم اس عبادت خانہ سے بے نیل مرام نکلو آج تک تمہارے خاندان میں ایسا ہوا نہیں ہی یہ بہت بڑی بدنامی ہوجائیگی طیمور نے کہا ای شاہپور کیا اختیار ہی عبد و معبود میں بڑا فرق ہی کون سے افعال ہمارے قابل قبول ہیں اس وقت بھی اپنی غرض منظر تک ہی کہ طلسم فتح کرکے ناکہ کی مواصلت حاصل کریں شاہپور نے کہا کہ رجوع قلب ہونا چاہیے یہ کہکر حجرے کے باہر نکل آیا اور خود بھی مصروف دعا ہوا کچھ رات باقی ہوگی کہ دونوں کو غنودگی آگئی اور اس وقت بیدار ہوئے کہ وقت نماز صبح کا تھا شاہپور پانی لیکر طیمور کے پاس آیا تو طیمور بھی بیدار تھا اور چہرہ نہایت بشاش طیمور نے جلدی سے وضو کرکے نماز پڑھی اور شاہپور سے خواب بیان کیا کہ ایک مرد بزرگ تشریف لائے اور فرمایا کہ نام میرا خضر ہی اور مجھکو آگاہ کیا کہ تو فرزند ہی امیر حمزہ نوجوان کا اور تیری نسبت بھی کچھ ارشاد کیا تھا مگر میں بھول گیا شاہپور نے کہا کہ فتاحی طلسم کی بابت کیا ارشاد کیا طیمور نے شہر ہاتھ ڈالا تو ایک پرچہ نکلا کہا کہ یہ پرچہ عنایت ہوا ہی اور حکم ہوا ہی کہ فلان طرف جاؤ ایک درویش ملیگا اسکو یہ پرچہ دے دینا وہ تمکو ایک اور درویش کا پتہ بتلا دیگا فقیر کے ذریعہ سے لوح حاصل ہوگی شاہپور نے کہا کہ بسم اللہ چلیے اور جاکر بادشاہ زردشت کو آگاہ کیا کہ فرزند آپ کا بہ اسے فتاحی طلسم جاتا ہو خدا وند عالم نے نظر رحمت فرمائی کہ ایک بزرگ نے آکر اسے راہ راست بتائی یہ سنتے ہی خورشید زرین کمر اور حسین کج کلاہ مع رفقا شاہزادہ طیمور کے پاس آگئے اور کہا کہ ہم بھی چلتے ہیں طیمور نے کہا کہ مجھے تنہا جانیکا حکم ہوا ہی آپ یہیں میرے واسطے دعا فرمائیے یہ کہکر آلات حرب و ضرب سے آراستہ ہوا اور شتر مرکب پر بیٹھکر صحرا کی راہ لی شاہپور نے بہت اصرار کیا مگر طیمور نے اسکو بھی ساتھ نہ لیا دونوں بادشاہ شہر کے ناکے تک ساتھ آئے آخر طیمور نے ان سب کو رخصت کیا اور تن تنہا روانہ ہوا جاتے جاتے دوپہر دن آگیا آفتاب وسط السما میں ہوگیا گرمی کی شدت ہوئی آلات حرب و ضرب جلنے لگے تشنگی غالب ہوئی اب تو طیمور پریشان ہوا ایک درخت سایہ دار کے نیچے کھڑا ہو رہا ادھر ادھر دیکھنے لگا یکایک ایک گڈریا بکریاں چراتا ہوا نظر آیا طیمور اس گڈریے کے پاس گیا اور کہا کہ یہاں سے کوئی چشمہ یا دریا قریب ہو تو بتا کہ مجھے پیاس بہت معلوم ہوتی ہی گڈریے نے جلدی سے ایک طرف انگلی

دودھ ڈالا اور سامنے طیمور کے پیش کیا طیمور نے دودھ پیا اور شکر خدا کر کے آگے روانہ ہوا بعد
طی مراحل و قطع منازل ایک کوہ نظر آیا طیمور اس کوہ کی طرف چلا جس وقت قریب کوہ پہونچا تو ایک
آواز آئی کہ اے جوان رعنا کہاں جاتا ہے دم بھر یہاں قیام کر اور اپنا گرسنگی کو دفع کر آسودہ ہوکے
پھر آگے جانا اسلیئے کہ آگے بہت جنگل کوئی شی ایک شب و روز ملنی نہ ہوگی یہی سمجھ کر مین نے اس راستہ
مین مسکن اپنا اختیار کیا ہے کہ جو اس مقام تک پہونچیگا وہ بھوکا ہوگا کہ گلستان یہاں سے بہت
دور ہین اور یہاں سے گذرنے کے بعد بھی آٹھ پہر کی بھوک برداشت کرنا ہوگی یہ سنکر طیمور نے
جو پلٹ کے دیکھا تو ایک درۂ کوہ مین ایک مرد فقیر وضع کو پایا طیمور قریب آیا دیکھا کہ کوئلے سلگ
رہے ہین ایک ظرف مین کچھ گوشت رکھا ہوا ہے فقیر نے طیمور کو لا کے بٹھالا اور جلدی سے کباب
لگا کے پلیٹ مین سامنے طیمور کے بڑھا دیے طیمور نے وہی پرچہ جو بستر خواب پر سے ملا تھا فقیر کو
دیا فقیر نے پرچہ پڑھتے ہی پلیٹ سامنے سے کھینچ لی اور ہاتھ طیمور کے چوم لیے اور عرض کی کہ
اے شہریار یہ پرچہ آپنے مجھے ایسے بزرگ کا دیا ہے کہ عجیب ہون طیمور نے کہا اے شخص یا تو تو نے سامان
دعوت مہیا کیا تھا یا سفارش نامہ دیکھتے ہی اس ضیافت سے بھی ہاتھ اٹھایا مین یہ سمجھا تھا کہ کچھ
تواضع مین زیادتی ہوجائیگی تو نے اور کمی کی اسکا کیا باعث ہے یہ سنکے درویش نے کہا کہ اے
شہنشہ یار یہ دعوت نہ تھی بلکہ عداوت تھی نام میرا قریب جنی ہے مین نے اس مقام کی سکونت
اس غرض سے اختیار کی ہے کہ جو کافر اس طرف سے نکلتا ہے مین اسے کباب زہر آلود کھلا کے
مار ڈالتا ہون مین نے سیکڑون گڑھے کافرون کی لاشون سے پاٹ دیے ہین اگر آپنے سفارش
نامہ نہ دیا ہوتا تو وہی حال آپ کا بھی ہوتا کہ کباب کھاتے ہی مثل ماہی بے آب کے تڑپنے لگتے اور
ابتک ہلاک ہوچکے ہوتے یہ کہکر اس پلیٹ کو علیحدہ رکھکر دوسری پلیٹ مین بہت عمدہ کباب لگا کے
سامنے طیمور کے پیش کی اور کہا کہ اسپر زہر آلودہ کباب کسی اور کے کام آئینگے طیمور نے کباب
کھانا شروع کیے اور قریب جنی نے صحرا کی طرف دیکھنا شروع کیا کہ کوئی اور مستحق نظر آئے
دیکھا کہ ایک مسافر لنبا ڈوری لیے ہوے کمر سے چادر باندھے چلا آتا ہے قریب جنی نے اسے
دیکھتے ہی آواز دی کہ اے بندہ مسافر ادھر آ کہ تیرے واسطے خداوند نے ہر جگہ سامان راحت
مہیا کیا ہے بقول شاعر سفر ہے شرط مسافر نواز بہتیرے ہزار ہا شجر سایہ دار راہ مین ہے یہ سنکے
اس مسافر نے پلٹ کے دیکھا قریب آیا قریب جنی نے کہا کہ کہاں سے آتے ہو اور کہاں
جانیکا قصد رکھتے ہو مسافر نے کہا کہ سبب ازل سے آئے ہین اور عدم کو جائینگے قریب جنی
نے کہا کہ بہت جلد پہونچوگے اور پلیٹ زہر آلود کبابون کی سامنے مسافر کے بڑھا دی مسافر نے
قریب جنی سے کہا کہ آؤ تم بھی تو شریک ہو قریب جنی نے کہا کہ مین کھا چکا ہون اور مثل ہے
کہ کھاتے سے کھلانا [illegible] مسافر نے کہا کہ مین اکیلے کھانیکا عادی نہین ہون قریب جنی
نے کہا اس تنہائی کے سفر مین ہر جگہ تمہارے ساتھ کھانیکو کون ملتا ہوگا مسافر نے کہا کہ آدمی
نہین تو جانور ہی سہی جو کچھ مین کھاتا ہون دوسرے کو کھلا کے کھاتا ہون طیمور نے کہا دیکھو
اے شخص مین بھی تنہا کھا رہا ہون مسافر نے کہا کہ تم تنہا خور ہو مین ایسا نہین ہون اس بات پہ
طیمور کو غصہ آیا خاموش ہو رہا مسافر نے جلدی سے جھولی مین سے [illegible] نکالی تنہا کو جاکر دم
لگایا اور قریب جنی کی طرف بڑھا دیا قریب جنی اسکے فریب مین آگیا حکم اسکے ہاتھ سے

لے لی ادھر مسافر نے ایک ڈلی مٹھائی کی نکال کے کھالی فریب جنی نے کہا کہ ای شخص ہمین بھی مسافر
نے کہا کہ چلے چلی تو آسکے بعد مٹھائی کھانا مٹھاس پر حقہ پینے سے سر مین درد ہوتا ہی فریب جنی نے بھی
دم لگایا دم لگاتے ہی ادھر تو منھ سے دھوان نکلا ادھر فریب جنی تڑ سے گرا اور بیہوش ہوا طیمور
نے کہا کہ یہ تو نے کیا کیا مسافر نے کہا کہ نادان ابھی منھ پر طلسم کشائی کا دعوی ہی کہ دوست دشمن
کو نہین پہچانتے ہین تمھاری طرح نادان نہین ہون اگر کاغذ پاس نہوتا تو یہ زہر آمیز کباب کھا کے ہوش
ہوتے نیتی کی شکل طیمور نے کہا کہ ارے کون شاہپور شاہپور نے منھ پر ہاتھ پھیرا ہیئت اصلی
پر آیا طیمور نے کہا کہ غضب ہوا تھا مین نے تجھے زہر آلود وہ کباب کھلوانے کا قصد کیا تھا مگر خدا نے
بچایا شاہپور ہنسا اور کہا کہ جہان دودھ پیا تھا وہان خیال نہ آیا اگر ہم بھی تمھین دودھ مین زہر ملا
دیتے طیمور نے کہا کہ تو کہان تھا شاہپور نے کہا وہ گڈریا مین ہی تھا مجھے یقین تھا کہ تم عقل کے
گول ہو طلسم کا معاملہ ہی ابھی ہمین ہر قدم پر مکر و فریب کا سامنا ہی ایسا نہو کہ تمھین کوئی زہر پلا کے مار ڈالے
تو مین بھی چل کھڑا ہوا یا سنتے ہین گڈریے کو بیہوش کر کے بکریان چراتا ہوا آیا تمھین دودھ پلایا تھوڑی
بھی نہ سوچے طیمور نے کہا کہ اب فریب جنی کو ہوشیار کرو یہ مرد مسلم ہی شاہپور نے
فریب جنی کو ہوشیار کیا فریب جنی نے جو آنکھ کھولی تو شاہپور کو ہیئت اصلی پر پایا نہ پہچانا کہا
وہ مسافر کہان گیا بابا کا آدمی معلوم ہوتا ہی شاہپور نے ہنس کے کہا وہ مسافر مین ہی ہون تب فریب جنی
نے دوڑ کے ہاتھ چوم لیے اور کہا کہ مین نے اپنے مرشد سے سنا تھا کہ ایک شخص فاتح طلسم کے ہمراہ
آئیگا وہ مجھ ایسے مکار کو دھوکا دیگا تو اسکا شاگرد ہو کر فن عیاری سیکھونا اب آپ میرے استاد
ہین اور مین شاگرد ہون طیمور نے شاہپور سے کہا کہ تم تو ایسے چالاک نہ تھے یہ بات تم مین کہان سے
پیدا ہوئی اس وقت شاہپور نے کہا کہ ای شہریار جس شب کو آپ مصروف استغاثہ تھے اسی شب
مین بھی مصروف دعا ہوا قریب صبح میری آنکھ لگ گئی تو مین نے اپنے باپ شاہپور شیردل کو
خواب مین دیکھا کہ انھون نے مجھکو فنون عیاری تعلیم کیے اور کہا کہ جسے تم اپنا بھائی سمجھتے ہو وہ تمھارا
آقازادہ ہی یعنی امیر رنج نوجوان کا عیار ہون تو میرے نطفے سے ہی اور میرا فرزند ہی اور طیمور ایرج
کا فرزند ہی اور جب وہ فنون عیاری تعلیم کر چکے تو آخر مین یہ نصیحت کی کہ کبھی عورت کی عیاری نہ کرنا
کہ نہایت معیوب بات ہی پس اس وقت سے فن عیاری مین کوئی عیار میری نظر مین نہین سماتا
طیمور نے کہا کہ مجھ سے تو تمھین اچھے کہ تمھارے باپ نے شفقت کی اپنی صورت تو
دکھائی ہم تو اب تک دیدار پدر سے بھی محروم ہین اور سنا ہی کہ وہ ہمراہ حمزہ ثالث بدیع الملک
کے طرف خانہ کعبہ کے تشریف لے گئے آئندہ بھی ہم کو انکے دیدار کی امید نہین فریب جنی نے کہا
کہ ای شہریار مین چاہتا ہون کہ دو ایک روز مین مجھکو فنون عیاری سکھا دیجیے کہ طلسم مین بعض اوقات
بہت ضرورت ہوگی یہ کہکر دونون کو اپنا مہمان کیا اور فنون عیاری سیکھنے لگا تین روز مین شاہپور
شیردل نے وہ فنون دکھائے اور فریب جنی کو سکھایا کہ طیمور نہایت خوش ہوا
بعد تین روز کے فریب جنی نے کہا کہ اب مین آپ کو درویش صادق الوعد کے پاس لیے جاتا ہون
اصل مین یہ سفارش نامہ جو آپ نے مجھے دیا ہی انھین درویش کے نام ہی مین تو ایک راہبر ہون اور
وہان انھین کے ذریعہ سے تمھین لوح طلسمی کا پتہ لگیگا یہ کہکر شاہپور اور طیمور کو ساتھ لیا اور اسی
جانب روانہ ہوا جاتے جاتے ایک صحرا مین پہونچا دیکھا کہ ایک حجرہ ہی اور دروازہ پڑا اسکے

اک پتھر نصیب ہی ڈیبہ جتی نے کہا کہ اگر آپ فتاح طلسم ہین تو اس پتھر کو اکھاڑ لیجیے مجھے مرشد سے اتنا معلوم
ہوا تھا کہ اس پتھر کو وہ اکھاڑیگا جو زور صاحبقرانی رکھتا ہوگا طیمور نے ہاتھ پھیلا کے دو گوشے
پتھر کے گرفت مین کرکے جو زور کیا پتھر اکھڑ آیا اور در نمودار ہوا طیمور اندر حجرے کے داخل ہوا دیکھا کہ اک
مرد پیر باریش سپید نورانی صورت صندل کی چوکی پر بیٹھے ہین دونون پانون دو ناندون مین پڑے
ہوے ہین ناند سے گنگا جمنی نہایت عمدہ ہین اور سامنے اک چھوٹا سا چمن لگا ہوا ہی درویش نے طیمور
کو دیکھتے ہی سلام علیک کی آواز دی اور بپاسے تعظیم اٹھا طیمور نے بڑھ کے مصافحہ کیا شاہ طیمور نے
کہا کہ ای خدا رسیدہ یہ پاس تبرک شاہ پیر ارشد نے بنا اور درویش نے کہا کہ اگرچہ یہ راہم دل خوش ہی باجتک
دل کو راحت نہوگی اس وقت تک رجوع کامل نہ ہوگا اور جب رجوع نہوگا تو عبادت مقبول نہوگی
اتنے مین فریب جتی نے وہ سفارشنامہ درویش کو دیا درویش نے اس تحریر کو پڑھ کر آنکھون سے
لگایا اور طیمور سے کہا کہ آپ اسی جگہ قیام کرین مین ابھی لوح کو بلوا تا ہون لیکن جسوقت وہ یہان
آئے تم اسے خالی نہ جانے دینا لوح چھین ہی لینا ورنہ بڑی لڑائی پڑیگی اگرچہ مین عامل ہون تو وہ بھی ساحر
ہی اور ساحر زبردست ہی یہ کہکر اپنے ملازم سے کہا کہ جا کے سیہ قلب جادو کو بلا لاؤ وہ خادم اسی وقت
جانب مکان سیہ قلب جادو روانہ ہوا جس وقت پہونچا تو سیہ قلب جادو سے پیام درویش کا بیان
کیا سیہ قلب جادو اسی وقت ہمراہ اس خادم کے آیا دیکھا طیمور نے کہ لوح گلے مین پڑی ہوئی
ہی آنکھین مثل ساغر خون کے جیسے مثل جگر خون کے رنگی ہوئی ہین اور بہت کمسنی سے شانے تک بال لٹکے
ہین سیہ قلب جادو نے جو طیمور پر نظر کو دیکھا کہا ای پیر مرد ہمیشہ تمہارے سے تنہائی مین ملاقات
ہوا کرتی تھی آج یہ نئی بات کیسی کہ کئی غیر آدمی موجود ہین اسوقت مجھکو کیون بلایا ہی پیرمرد نے کہا کہ
ای سیہ قلب جادو کیا کہون اک ایسی ہی ضرورت تھی کہ تمکو تکلیف دی قریب آؤ تو بیان کرون
سیہ قلب جادو آگے بڑا پھر گیا طیمور اپنی جگہ سے اٹھکر برابر سیہ قلب جادو کے بیٹھ گیا سیہ قلب جادو
نے کہا تو کون ہی کہ میرے برابر آ کے بیٹھا ہی طیمور نے کہا کہ تو فخر کر کہ ایسا شخص میرے تیرے برابر بیٹھا
کہ جسکی کفش برداری میرے لیے باعث فخر ہی سیہ قلب جادو نے کہا کہ تو بڑا زبان دراز معلوم ہوتا ہی
اور میرے مرتبہ سے شاید آگاہ نہین ہی کہ مین کون ہون مین وہ ہون کہ جس سے بادشاہ طلسم ڈرتا ہی تمام
اہالیان طلسم کی زیست اور موت میرے قبضہ اقتدار مین ہی مین ایمن لوح طلسم ہون درویش نے آواز دی
کہ ای سیہ قلب جادو یہ فتاح طلسم ہین اور لوح کے خواستگار ہین اسلیے مین نے تمکو بلایا ہی کہ لوح
انکو دیدو جس وقت یہ طلسم فتح کرینگے تو تمکو مرتبہ اعلی دینگے بس یہ سنکے اور بھی آنکھین
سیہ قلب کی سرخ ہو گئین پکار کر کہا ای بڈھے تو نے میرے ساتھ دغا کی کہ مجھے بلا کے اس ظالم کا سامنا
کرا دیا تو نہین جانتا کہ مین نمک حرام نہین ہون بادشاہ طلسم کا نمک کھا کے اہانت مین ہرگز لوح نہ دونگا یہ کہکر
اپنے مقام سے اٹھا اور چاہا کہ لوح گلے سے اتار کر سحر کرون طیمور نے جلدی سے ہاتھ پکڑ لیا
سیہ قلب جادو نے چاہا کہ دوسرے ہاتھ سے لوح طلسمی اتار کر سحر کرون درویش نے کہا ای شہریار
اگر لوح اسنے گلے سے اتار لی تو پھر کچھ نہین بنیگی یہ ساحر زبردست ہی طیمور نے دوسرا ہاتھ بھی سیہ
قلب جادو کا پکڑ لیا سیہ قلب زور کرنے لگا جب اسکا قابو نہ چلا تو سحر کرنے لگا سحر نے بسبب
لوح کے تاثیر نہ کی بس طیمور نے دونون ہاتھ ایک ہاتھ سے پکڑ کے جو طمانچہ مارا تو کلہ پھٹ گیا
منھ پھر گیا سیہ قلب جادو پھرنے لگا طیمور نے جھٹکا دیکر لوح گلے سے اتار لی اور عکس لوح

کاڈالا سیہ قلب جادو پھڑک کے مر گیا مرتے ہی اسکے قیامت برپا ہوئی آتش باری و برف باری
ہوا کی صدائین گیر و دار کی آئی زمین آخر آواز پیدا ہوئی کہ مارا جوان کشتی نام من سیہ قلب جادو بود حیف
مردیم و جاں دادیم و مطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو لاش سیہ قلب جادو کی طیمور نے بیرون
حجرہ پھنکوا دی اور لوح کو ملاحظہ کیا تو دیکھا کہ حروف لوح مین موجود ہین مگر سمجھ مین نہین آتے درویش
نے کہا کہ ای شہریار اب تنہا جانے کا موقع ہے اسلیے کہ مرحلہ طلسمی پیش آئیگا چونکہ ابھی تک لوح
بیکار ہے لہذا مین آپ کو آگاہ کرتا ہون کہ یہان سے بائین جانب سمت قلعہ لیجایئے ایک چشمہ آب نظر
آئیگا لوح کو اس چشمہ مین بسم اللہ کہکر غوطہ دیجیے گا حروف روشن ہو جائینگے اس وقت جو لوح
ہدایت کرے اسپر عمل کیجیےگا یہ سنکے شاہزادہ طیمور نے لوح کو گلے مین ڈالا اور درویش سے
رخصت ہوکر جانب چشمہ روانہ ہوے جس وقت قریب چشمہ کے پہنچے لوح کو غوطہ دیا حروف
روشن ہوے لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم بسیار ین عجائبات تجکو چاہیے کہ اسی جگہ انتظار کرے کہ یہی
راستہ دربند آئینہ کا ہے تھوڑی دیر مین اک کشتی نمودار ہوگی تم اس کشتی پر فلان اسم پڑھ کر بیٹھ جانا کشتی
بہکر چلیگی اور زندان ظلمی کی طرف لیے جانے کا قصد کریگی جسوقت تم وسط آب مین پہونچنا تو لنگر پارے کے
کشتی کو غرق کر دینا طیمور پریشان تھا کہ یہ لوح تو الٹی سوجھاتی ہے یہ کونسی عقل ہے کہ اپنے کو خود غرق کر دون
یہ خیال آتے ہی جو لوح پہ نظر پڑی تو لکھا تھا کہ ای نادان یہی لوح تیری راہبر ہے اگر اسکے خلاف کریگا
تو مبتلاے بلا ہوگا یہ مقام طلسم کا ہے خبردار اسکے خلاف نکرنا اس وقت طیمور سوچا کہ واقعی مین
اگر خلاف حکم لوح کرکے مبتلا بلا ہوا تو پھر کوئی رہائی کرنے والا بھی نہین ہے یہ سوچ
کے تہیہ کر لیا کہ اب تو جو کچھ ہو سو ہو بس اسم شروع کیا ادھر تو اسم تمام ہوا ادھر کشتی پیدا ہوئی اور
خود بخود کنارے آ لگی طیمور بسم اللہ کہکے کشتی پر سوار ہوا اور کشتی بہکر چلی جیسے ہی وسط آب مین
پہونچی طیمور نے لنگر پار کشتی یونہین بیٹھ گئی آنکھ کھلی تو طیمور نے اپنے کو صحرا مین پایا اور ایک جانب
ایک عمارت عالی شان دیکھی طیمور نے لوح کو دیکھا تو لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم مالک اس مرحلہ کا
کہکشان جادو ہے جسوقت وہ تجپر تیر باران کرے تو تجھے چاہیے کہ لوح کا ڈورا پکڑکے گردش دے
کہکشان جادو اور اسکے ہمراہی لوح کی چمک سے اندھے ہو جائینگے اس وقت کہکشان جادو
کو قتل کر ڈالنا ہنوز یہ لوح دیکھ رہے تھے کہ شور لینا پکڑنا کا ہوا دیکھا تو اک ساحر لباس پر زر
پہنے ہوے تیر کمان ہاتھ مین لیے پشت پر اسکے تین سو ساحر سب تیر و کمان ہاتھون مین لیے ہوے
چلے آتے ہین اور کہتے ہین کہ مار لو اس ظالم کو جانے نپاے طیمور نے جلدی سے لوح کو گردش
دینا شروع کیا اور ساحرون نے تیر مارے یہ معلوم ہوا کہ اب طیمور کا جسم غربال ہو جائیگا لیکن
عکس لوح سے تمام پیکان تیر شہاب بنکر پلٹے اور ان شیطان خصالون پر گرے تمام ساحر
اپنے ہی حربون سے مارے گئے لیکن کہکشان جادو کہ ساحر زبردست تھا اسنے اپنے
کو بچایا مگر اندھا ہو گیا طیمور نے قریب پہونچکر آواز دی کہ او ملعون مین آ پہونچا کہکشان جادو
نے چاہا کہ اڑکر نکل جاؤن طیمور نے عکس لوح کا ڈالا اور تلوار ماری کہ کہکشان جادو کے
دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی اسکے تلاطم ہوا قیامت کبرے برپا ہوئی آندھی چلی خاک اڑی
آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من کہکشان جادو بود حیف مردیم و جاں دادیم و مطلب خود
نرسیدیم اب جو علامات سحر برطرف ہوے اور روشنی ہوئی تو اک شخص نے آکر سلام کیا طیمور نے

پوچھا کہ تم کون ہو اس شخص نے کہا کہ مین ناظم عجائبات طلسم ہون نام میرا حکیم یونس ہے مین پوتا
حکیم استقلینوس کا ہون اور مذہب اسلام رکھتا ہون آپ لوح کو دیکھیے اگر لوح میرے اسلام کی
شہادت دے تو مانیے ورنہ جانیے طیمور نے لوح کو دیکھا تو لکھا تھا کہ جو یہ کہے اسپر عمل کر وہ
مرد مسلمان ہے اور تمہارا خیر خواہ ہے اسکے جانب بدی کا خیال نکرنا طیمور اسکے ساتھ ہوے حکیم یونس
طیمور کو لیے ہوے پہلے تو اپنے مکان مین آیا اور سامان دعوت مہیا کرکے عرض کی کہ آج آرام
کیجیے کل عجائبات طلسمی کی سیر کیجیے پھر سون دربند سکندریہ کی طرف جائیے گا طیمور نے کہا کہ مین
چاہتا ہون میرا عیار اور نقیب جنی بھی آجاے حکیم یونس نے کہا مین ابھی بلواتا ہون اور اسیوقت
ایک آدمی کو بھیجکر ان دونون کو بھی بلوا لیا رات ان دونون نے وہین بسر کی صبح کو حوائج ضروری سے فراغت
حاصل کرکے حکیم یونس نے شاہزادہ طیمور کو اپنے ساتھ لیا اور اسی عمارت عالیشان کی جانب
روانہ ہوا جسوقت داخل عمارت ہوا تو دیکھا کہ اک قصر عالیشان بنا ہوا ہے جسمین ہزارہا آئینے نصب ہین
اور سب آئینون پر پوشیدہ پڑی ہوئی ہین اور ایک جانب حجرہ ہے ایک دروازہ حجرے کا
کھلا اور تخت جناب سلیمان کا نمودار ہوا ایک جانب حکیم استقلینوس اور دوسری جانب آصف
بن برخیا انکو دیکھکر حکیم یونس نے باادب ہوکے سلام کیا تخت صدر ایوان مین لاکے رکھا گیا
حکیم یونس نے پوشیدہ آئینون کی ہٹائین تمام آئینے مثل در کے ہوگئے اور غول کے
غول پریون کے نمودار ہوے سب باادب کھڑے ہوے ہین اور ناچ پریون کا ہونے لگا
شام تک یہ جلسہ رہا شام کو تخت اسی حجرہ مین جاکر غائب ہوگیا اور پریان آئینون مین جاکے
نہان ہوگئین حکیم یونس نے پوشیدہ آئینون پر چڑھا دین اور شاہزادہ طیمور سے کہا
کہ آپ نے کچھ بات نہ کی طیمور نے کہا کہ مجھکو کوئی حاجت نہ تھی مین تبرک جانکے سلام کر لیا
حکیم یونس نے کہا کہ اس ویرانہ مین بارگاہ طلسمی نہایت عمدہ ہے لیکن جسوقت تک آپ اجازت
حاصل نکرینگے اسوقت تک مین بارگاہ حاضر نہین کرسکتا طیمور نے کہا کہ جناب سلیمان کے انتقال
کو بہت زمانہ ہوا کیا در اصل انتقال نہین کیا بلکہ اس مقام پر پوشیدہ ہین اگر انکو خوف دشمنون
کا ہو تو کہدینا کہ میرے لشکر کی بادشاہت قبول کرین مین شہر تمام عالم مین ڈھونڈکا بجوا دونگا پرستان تک
عمل بٹھا دونگا یونس نے کہا کہ اے شہریار در اصل انکے انتقال کو بہت زمانہ گذرا لیکن یہ انکے
دربار کی یادگار طلسمی قاعدے سے بنا دی گئی ہے یہ ہمیشہ قائم رہیگی اب کل صبح کو آپ دربند
سکندریہ پر تشریف لیجائیے گا اب یہ تو انتظار صبح مین بیٹھے ہین لیکن اب یہان سے

چند کلمے داستان زلزال بن خلخال ترک کے بیان کیے جاتے ہین

راوی اسکا یہ کہتا ہے کہ جسوقت آنکھ زلزال کی کھلی تو اپنے کو ایک صحرا مین پایا اور سامنے جادو نے
کہا کہ کیون ناحق سرگردانی کرنے کا نتیجہ دیکھا زلزال نے کہا کہ واقع مین مین نے بہت برا کیا جو تم ایسی
عورت کے خلاف مرضی کیا کہ جو رنگی خورد اور اشفاق مین مثل مادر مہربان ہے جادو نے کہا کہ ایسا
بدحواسی ہوا کہ جو رد کو ان کہنے لگا خیر اب جانکہ چند روز ہمارا اسباب مین قائم کر تو مجھے خوشی
کرینگا تب ہی مجھے خوش کرو گی پھر تو فوج کرینگا تو مجکو ہاتھ سے مار نہ جائیگا یہ کہکر اپنے ساتھ غار ابراز اسبابی
لیکن لائی اور مصروف عیش ہوئی چند دن کے بعد زلزال نے پھر خواہش کی کہ مجھے

خدا پرستون کے مقابلے کو بھیجیے جمشید جادو نے کہا کہ ابھی وقت اسکا نہین ہے ساعتین بری ہین جب نیک
ساعت آئیگی تو مین تجھے خود بھیج دونگی یہ کہکر مصروف چلہ کشی ہوئی جس وقت چلہ تمام ہوا تو اسنے ایک
جوشن لاکے دیا اور کہا کہ اگر تو اسے پہنکر جنگ کریگا تو کوئی حربہ تجھپر کارگر نہوگا اور قوت بھی تیری
زیادہ ہوجائیگی لیکن خبردار اب کسی عورت کو سوا اپنے رفیقت کی نظر سے نہ دیکھنا زلزال نے
کہا کیا مجال ہے غرضکہ پھر اسنے کچھ فوج ساتھ لی اور نکلکر غار افراسیاب سے روانہ ہوا جاتے جاتے
اک صحرا مین پہونچا اور قیام کیا یہ صحرا مسکن تھا غولان جادو کا غولان جادو ایک ہی ٹکاتہ ہے حالت اسکی
یہ ہے کہ جو مرد نوجوان اس صحرا مین نکل آتا ہے وہ غولان جادو کے دام فریب سے کب بچ سکتا ہے
اسنے کالے سر کا ایک نہین چھوڑا ہے بس اسکو جو خبر ہوئی کہ ایک نوجوان دراز قد قوی تن اس صحرا
مین آیا ہے بس غولان جادو نے صورت اپنی اک نازنین مہ جبین کی بنائی اور سامنے زلزال
کے آئی خواصین اور مصاحبین ساتھ تھین زلزال اسے دیکھتے ہی لٹو ہوگیا اظہار عشق کیا ساتھ
والون نے منع کیا کہ دیکھیے اگر ملکہ ناراض ہوگئین تو غضب ہوجائیگا کئی مرتبہ انھون نے
اسکی جان بچائی اگر وہ نہ آجائین تو آپ مار ڈالے گئے ہوتے یہ سنکے زلزال کو ایسا عشق
چڑھا کہ کہنے لگا کہ ایسی اسکی پاپوش پر سے دو سو صدقے کی ہین خوشا نصیب اسکے جسے ایسی
نازنین ملے نازنین سے پوچھا کہ مکان تمہارا کہان ہے اسنے کہا کہ وہ سامنے باغ میرا ہے چلو وہی
جگہ قیام کرو گھر ہوتے صحرا مین قیام کرنیکی کیا ضرورت ہے یہ سنکے زلزال ساتھ ہوا تاکہ زلزل
داخل باغ ہوئی لشکر بیرون باغ ٹھہرا زلزال ساتھ غولان جادو کے قصر مین آیا سامان راحت
مہیا پایا قصر نہایت آراستہ مسہری لگی ہوئی تھی کا تختون کا فرش نہایت پر تکلف تھا
زلزال بیٹھ گیا دسترخوان بچھا دونون نے کھانا کھایا کشتیان شراب و کباب کی لاکے رکھی گئین
جام چلنے لگا دیر تک شراب خواری رہی آخر دونون نشہ شراب سے بدمست ہوکر بے حجاب
ہوگئے جب صبح ہوئی تو پھر کھانا کھایا ادھر ادھر باغ مین ٹہلے پھر دونون نے خلوتگاہ آباد
کیا جب کئی روز گذرے تو ایک دن غولان جادو نے زلزال سے کہا کہ مین اچھی ہون
یا جمشید جادو زلزال نے کہا کیا کہون کہنے کی تو تم اس سے ہزار درجے اچھی ہو مگر رنگت کی بری
ہو غولان جادو نے کہا صورت اصلی میری دیکھو گے زلزال نے کہا کیا تم بھی ساحرہ ہو اور
یہ رنگ ورغن سحر کا ہے غولان جادو نے نقاب اتاری اور ہیئت اصلی پر آئی اب جو دیکھتا ہے
زلزال تو صورت بھی ہیبت ناک بجاے زلفون کے خوشے کی سی لاٹون لٹکتی ہے کریہ منظر صورت ہے دو دو ہاتھ
کے بڑے باہر نکلے ہوئے اور چہرہ پر چیچک کے داغ نہایت گہرے رنگ قریب کالا کوئی
تیرہ سو برس کی عمر زلزال اسے دیکھکے دل مین پریشان تھا کہ کس بلا مین تو نے اپنے کو پہنسایا
یہ عورت ہے یا بلا جمشید جادو کو مفت اپنے سے برگشتہ کیا دل مین سوچا کہ اب جمشید جادو تو مجھسے
التفات نکریگی یہ بھی ساحرہ زبردست معلوم ہوتی ہے اگر اسکی اعانت سے کچھ کام نکلے تو غنیمت
ہے یہی اسلیے کہ سکو کھاتے ہین واسطے پیٹ بھرنے کے بس زلزال نے غولان جادو سے
کہا کہ مجھے تو یہ صورت تمہاری اس ہیئت سے بھی بھلی معلوم ہوتی ہے غولان جادو یہ سنکے
خوش ہوئی اور کہا کہ تو جو تمنا رکھتا ہو مین بر لاؤن زلزال نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ خدا پرستون
سے اپنے باپ دادا کے خون کا بدلہ لے کر لون غولان جادو نے کہا کہ مین تمہارے ساتھ ہون

لیکن اے زلزال ایسا نہو کہ حمید جادو سے کسی موقع پر زک پہنچے تجھے خوب معلوم ہے کہ وہ تجھپر عاشق ہے
اسلیے بہتر یہی ہے کہ پہلے حمید جادو سے فیصلہ ہو جاے وہ چھوکری ہی اُسنے آتا ہی کیا ہے کہ میرے
منہہ لگیگی زلزال نے کہا کہ آپ جانیے پس غولان جادو نے اک شخص راہگیر کو پکڑ کے صورت
اسکی بزور سحر زلزال کی سی بنائی اور جاکر غار افراسیاب میں چھوڑ آئی حمید جادو تو زلزال پر عاشق
ہی ہی اسنے جو آکے دیکھا کہ زلزال تنہا چلا آتا ہے یہ سمجھی کہ معلوم ہوتا ہے یہ بحر شکست کھاکے بے سر و
سامانی آیا ہے پس یہ اُٹھا لیگئی سامان راحت مہیا کیا ہنوز اسنے کوئی حال دریافت نہیں کیا ہے کہ غولان
جادو جا پہونچی اور کہا کیوں او چھوکری اب تجھے باپ کی شرم بھی نہیں رہی یہ کون ہے حمید جادو نے کہا کہ
خالہ اماں میں آپکو اپنا بزرگ جانتی ہوں اور آپ ایسا کہتی ہیں تو دوسرے کیوں نہ کہینگے اس سے اور
مجھسے تو بچپن کا تعلق ہے غولان جادو نے کہا یہ کون ہے حمید جادو نے کہا زلزال بن خلخال
جبتک خلخال زندہ رہا میں اسکی پابند رہی اب اسکی پابند ہوں میں نے اگر خاندان کے خلاف کوئی فعل
کیا ہو تو آپ کا ناراض ہونا بجا ہے پس یہ سنتے ہی غولان جادو نے کچھ پڑھکر اُسکی طرف پھونکا رنگت روغن سے
اُتر گیا اور ہیئت اصلی ظاہر ہوئی پس حمید جادو کی طرف دیکھکر کہا کہ تمسے بھی تو دھوکہ کہ کیسی ہے نہیں جانتی
کہیں کون ہوں میرے معشوق کو اپنے معشوق کی صورت بناکے لائی ہے اگر اسکا عوض نہ لیا تو کچھ کام نہ کیا
یہ کہکر چلی آئی حمید جادو حیران تھی کہ یہ زلزال کی صورت کیونکر بنا جو میں نے دھوکا کھایا سوچی کہ اگر
الجھتی ہوں تو یہ رکانہ ساحرہ زبردست ہے میں اسکا کچھ کر نہیں سکتی سکوت سے کام لیا اور غولان جادو
اس راہگیر کو لیے چلی گئی اور جس مقام سے اُٹھا لائی تھی وہیں چھوڑ دیا وہ بیچارہ تو سر پر پانوں رکھکے بھاگا
کہ یہ عجب طرح کا مقام ہے کہ زبردستی کی گرفتاری اُسپر اتہام اور غولان جادو اپنے باغ میں آئی اور
ساتھ زلزال کے مصروف عیش و راحت ہوئی وہاں حمید جادو بیٹھی سوچی کہ یہ کیا معاملہ تھا پس
اسنے اپنی جھولی سے موم نکالا اور اُسکی ایک پتلی بنائی اور بائیں چھنگلیا کے خون سے اُسکو رنگین کے
چند دانے ماش کے پڑھکر مارے اور پوچھا کہ سچ بتا یہ کیا معاملہ تھا پتلی نے قہقہہ مارا اور کہا ہی
کہ باجی آپکی عقل کہاں گئی ہوئی ہے یہ اُس رکانہ کا فریب تھا اسلیے زلزال کو اسنے دام مکر میں پھنسایا
ہے اس لحاظ سے کہ بعد اظہار مجھپر الزام آئیگا اور بدنامی ہوگی ایک شخص اجنبی کو زلزال کی صورت
بناکے غار افراسیاب میں ڈال گئی کہ آپ زلزال کے دھوکے اسے لیجائیگی اور وہی ہوا اب اسنے
جھوٹا الزام رکھکے کھلم کھلا زلزال کو اپنا شوہر بنایا اُس سے باغ میں مصروف عیش و عشرت ہے
پس یہ سنتے ہی آتش رشک مشتعل ہوئی اور اسنے سوچنا شروع کیا کہ کیا فکر کروں آخر یہ ذہن میں آئی
کہ یا تو مار اغولان جادو کو اور یا اپنی جان دی یہ تہیہ کرکے اُسی وقت ابر سحر میں پوشیدہ ہوکر روانہ
ہوئی اُسوقت پہونچی کہ رات کے بارہ بجے تھے اور یہ دونوں ایک ہی پلنگ پر سوتے تھے پس
حمید جادو برق بنکر غولان جادو پہ گری اور چاہا کہ مٹادوں مگر غولان جادو ساحرہ زبردست ہے
اسکے چوٹ تو ضرور آئی مگر بسبب روئین تن ہونے کے بچ گئی اور خواب سے چونکتے ہی اسنے بال
اپنا توڑکر پھینکا کہ وہ بال رسن سحر بنکر بازوؤں سے حمید جادو کے لپٹ گیا غولان جادو نے چند
دانے ماش کے مارے اور حمید جادو کو چیل بناکے اپنے باغ کے دروازے پر بٹھادیا چند
بال حمید جادو کے لیکر اپنی چوٹی میں احتیاط رکھ لیے نہ یہ بال کوئی پائیگا نہ حمید جادو کو ہیئت اصلی پر
لاسکیگا زلزال سے کہا کہ اب میں عقاب بنکر تیرے سر پر سایہ فگن ہوتی ہوں تو قتل خداپرستان

کے واسطے چل زلزال نے فوج کو تیاری کا حکم دیا اور غولان جادو نے اپنے باغ کا انتظام اس زغن کے سپرد کیا یہ مسحور ہونے سے مطیع ہو گئی غولان جادو عقاب بنی اور زلزال کے سر پر سایہ افگن ہوئی اور زلزال وہان سے روانہ ہوا کوچ اور مقام کرتا ہوا چلا جاتا ہے کہ جاتے جاتے قریب اک شہر کے پہونچا ہرکارون کو واسطے دریافت حال کے روانہ کیا کہ یہ شہر کونسا ہے نام اسکے فرمانروا کا کیا ہے ہرکارون نے بعد دریافت حال آ کے بیان کیا کہ اس شہر کو شہر غلطانیہ کہتے ہین غلطان وردگوش یہان کا بادشاہ ہے مذہب قمر پرستی رکھتا ہے زلزال نے غلطان شاہ کو نامہ لکھا کہ اے غلطان شاہ مین نے سنا ہے کہ تو قمر کی پرستش کرتا ہے اور خداوند حقیقی سے بے خبر ہے یعنی خداوند ساریق کو نہین سمجھتا ہے بہتر یہ ہے کہ اپنے خیالات کو ترک کر ورنہ ایک دم مین تیرے ملک کو تاخت و تاراج کر دونگا مجھے نہین جانتا کہ مین کون ہون منم خان اعظم یعنی زلزال بن قلنخال بن صاصال جسوقت یہ نامہ غلطان شاہ کو پہونچا اور غلطان شاہ مضمون نامہ سے آگاہ ہوا ارکین دولت سے ذکر کیا انھون نے کہا کہ مذہب کا تبدیل کرنا عاقبت کا بگاڑنا ہے ایک سردار اسکا ہے کہ نام اسکا امواج گرد ہے سالار لشکر ہے اسنے کہا کہ مین مقابلہ کرونگا اگر مین زیر ہوا تو اسکا مذہب اختیار کرونگا اس وقت حضور کو بھی اختیار ہے اور اگر مین نے زیر کر لیا تو وہ میرا مذہب اختیار کرے گا ورنہ اسکو قتل کر ڈالیگا یہ سنکے بادشاہ نے جواب جنگ تحریر کر دیا اور لشکر قلعہ سے باہر نکلا خیمہ برپا کیا جسوقت زلزال کو نامہ کا جواب پہونچا اسنے برہم ہو کر حکم طبل جنگ بجنے کا دیا اسیوقت نقارہ زرمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر غلطان شاہ کو ہوئی اسنے بھی کوس حربی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آ گئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جسوقت نقیب نقیب دے کے ہٹ گئے تو زلزال میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا اس طرف سے امواج گرد غلطان شاہ سے اجازت لیکر زلزال کے مقابل ہوا بعد گفتگو کے بسیار امواج گرد نے نیزہ مارا زلزال نے نیزہ کو نیزے پر لیا اور چند طعن مین نیزہ ہاتھ سے امواج کے ہوائی کیا امواج گرد نے تلوار ماری زلزال نے سر پہ تلوار امواج کی روکی مگر خدائی نہ پڑا اتنا امواج گرد حیران ہوا کہ یہ کیونکر پست ہو گا حربہ اسپر اثر نہین کرتا زلزال نے وار اسکا رد کر کے اپنا حربہ کیا امواج نے بند دست پہ ہاتھ ڈال دیا اور کھینچا زلزال نے بھی گریبان مین ہاتھ ڈال دیا زور ہونے لگے تھا جو سر پر سایہ فگن تھا اسنے جا یہ اپنا امواج گرد پر ڈالا دفعتہ قوت سلب ہو گئی زلزال اسکو باندھ لیے چلا گیا اور غلطان شاہ سے کہتا گیا اگر اطاعت کرتا ہو تو کر ورنہ کل تیرے ملک کو پامال کر دونگا اور امواج کو زندان مین بھجوا دیا یہان غلطان شاہ نہایت حیران و پریشان جو واپس آیا تو اسنے پھر ارکین دولت سے صلاح کی کہ کیا کرنا چاہیے ہنوز کوئی رائے ٹھہرنے پائی تھی کہ اک برق سی چمکی اور اک ساحرہ آئی اور آکر غلطان شاہ سے کہا کہ آپ اطمینان رکھیے مین آپ کے سردار کو بھی چھڑا لائی ہون اور اس ترک نجے کو ایسی زک دونگی کہ یاد کرے گا یہ جو عقاب اسکے سر پر سایہ کیے ہوئے ہے یہ اک ساحرہ ہے کہ نام اسکا غولان جادو ہے اگرچہ سن اسکا تیرہ سو برس کا ہے اور میری عمر سولہ سترہ سال کی ہے مگر آپ دیکھ لیجے گا کہ کیا ہوتا ہے یہ ساحرہ ذرا قبول صورت بھی ہے اور سن بھی اسکا ذرا کم ہے مگر سحر و ساحری مین اسکا مثل و نظیر نہین ہے اور امواج گرد کی معشوقہ ہے اسکو اسیری کا امواج کے نہایت ملال ہوا تھا اس طرح کا وعدہ بادشاہ سے کر کے یہ جانب لشکر زلزال روانہ ہوئی

وہان زلزال آکر اپنی صحبت مین بیٹھا غولان جادو بھی موجود ہی کہ جمیلہ جادو پہلے زندانخانہ کے قریب
پہونچی اور کچھ اسم سحر پڑھ کر غرق زمین ہوئی اور امواج گرد کو لیکر زمین زمین زندان سے باہر آئی
امواج گرد نے جو اپنی معشوقہ کو دیکھا کہا تم مجکو بیکار سے لیے آئین اسلیے کہ اُسنے مجھے بھردی زیر
کیا ہی مین اُسکی اطاعت کرونگا جمیلہ جادو نے کہا کہ اُسنے تمہارے ساتھ فریب کیا اُسیدن کے واسطے
ہم تمسے کہتے تھے کہ کچھ تحائف سحر پاس رکھو وہ جو عقاب سحر اُسکے سر پر سایہ فگن ہی وہ ایک ساحرہ ہی
اب تم اپنے لشکر کی طرف جاؤ مین اُسے جاکے سمجھاتی ہون اور صلح کرا دیتی ہون اگر نہ مانے گی
تو پھر پہلے میرے اُسکے مقابلہ ہوویگا اسکے بعد تمکو اختیار ہی چونکہ یہ تو عاشق ہی تھا ہی اور امواج
بھی اسیے چاہتا ہی کہنے لگا کہ اگر تم قتل ہوگئین تو میری زندگی بے حلاوت ہوجائیگی جمیلہ جادو نے
کہا کہ ابھی تو مین واسطے گفتگو کے جاتی ہون بعد کو دیکھا جائیگا امواج گرد تو جانب لشکر غلطان شاہ
روانہ ہوا اور جمیلہ جادو بارگاہ زلزال کیجانب چلی جسوقت دروازہ بارگاہ پہنچی تو اُسنے اطلاع کرائی چوبدار
نے جاکر زلزال سے کہا کہ ایک عورت حاضر ہی اور امیدوار باریابی ہی کہا بلا لو جس وقت جمیلہ جادو
اندر بارگاہ کے آئی تو اُسنے غولان جادو کی طرف دیکھ کے کہا کہ تجھکو بھی مینے پہچانا کہ مین کون ہون
غولان جادو نے کہا کہ تجھ ایسی چھوکریون کو مین کیا جانون تو زمین سے اُگتے ہی پھلنے پھولنے
لگی بس یہ سنکے جمیلہ جادو کو غصہ آیا ایک تصویر نکال کے سامنے غولان جادو کے پیش
کی اور یہ کہا کہ اسے تو پہچانتی ہی غولان جادو نے کہا کہ یہ میری تصویر ہی بس جمیلہ جادو نے کہا کہ اگر
یہ تصویر تیری ہی تو اسوقت مجھے تیرے مار ڈالنے کا اختیار ہی اور اگر تجھے یقین نہو تو مین دکھادون
غولان جادو ہنسی اور کہا کہ کاغذ کی تصویر بناکر تو بہت خوش ہوئی ہی ہی شرط کہ تجھے پھونک دون یہ
سنکے جمیلہ جادو نے کہا کہ بس زیادہ بیہودہ نہ بک ورنہ تجھے اس دربار عام مین ذلت ہوگی یہ
سنکے غولان جادو نے چند دانے [illegible] پڑھکر مارے جمیلہ جادو نے رد سحر پڑھا اور
اسی تصویر کے بالون کی ایک لٹ کاٹ لی اُدھر غولان جادو کے سر سے ایک لٹ بالون کی
غائب ہوگئی لیکن غولان جادو نے اسپر بھی نہ مانا اور ایک گولہ فولادی جھولی سے نکالکر کھینچ مارا
جمیلہ جادو نے کچھ اسم سحر پڑھ کر اُس گولے کو ہاتھ سے پکڑ لیا اور کہا کہ بس اسی سحر پر تجھے
ناز تھا یہ کہکر کچھ اسم سحر پڑھا اور وہی جو تصویر اُسکے ہاتھ مین تھی اُسکے ہاتھ کو موڑا اُدھر غولان جادو کا
ہاتھ مُڑ گیا ہر چند اُسنے رد سحر پڑھا لیکن کچھ نہوا آخر یہ چلائی کہ واقع مین اے جمیلہ جادو تیرا سحر بھی
بہت تیار ہی اس سن مین تو نے یہ کمال پیدا کیا کہ مجھ جیسی سو برس کی بڑھیا کو عاجز کردیا آخر تیرا مطلب
کیا ہی جمیلہ جادو نے کہا کہ بہتر و مناسب یہ ہی کہ نہ تم ہمارے دین و مذہب سے تعلق رکھو نہ ہم
تمھارے دین و آئین سے مطلب رکھین بلکہ ہم تم ملکر خداپرستون سے مقابلہ کرین اس بات کو دونون
نے منظور کیا اور کہا کہ واقع مین یہ خداپرست تو ہمارے ملت و مذہب کے دشمن ہین اور چاہتے ہین کہ اسکو
مٹا دین ہمیں کیا ہم باقی رہجائین بعد اس تصفیہ کے جمیلہ جادو پلٹکے دربار غلطان شاہ مین آئی غلطان شاہ
سے سارا ماجرا بیان کیا اور کہا کہ کل صبح کو حضور برائے استقبال آگے بڑھین اور زلزال ترک کی
دعوت کرین جب صبح ہوئی تو غلطان شاہ سوار ہوکے برائے استقبال روانہ ہوا اور زلزال ترک
کو لیکے آیا سامان دعوت مہیا کیا کہ اکثر یہ ہرکارون خبر دی کہ خداوند ساریق خداپرستون کے
ہاتھو سے تنگ ہوکر اس طرف آتا ہی بس یہ سنکے زلزال مع غلطان شاہ برائے استقبال

روانہ ہوا اور سارق کو شہر میں آیا سامان دعوت کیا سنخنگان نے زلزال سے کہا کہ ای خان اعظم اب
کس بل پر تجھے خداوند کو پناہ دی ہی اور مقابلہ خداپرستان کا قصد کیا ہی زلزال نے کہا کہ اب
خداوند نے مجھے آہنی بدن بنا دیا ہی کہ حربہ مجھپر تاثیر نہین کرتا زور مین مین کسی سے کم نہین ہون اب
اگر خداپرستون سے سامنا ہوا تو حمزہ کو مع سرداران نامی سرمیدان نہ باندھا تو نام اپنا زلزال نہ پایا
سنخنگان دل مین سمجھا کہ کچھ نہ کچھ بل ہی اب یہ تو سامان دعوت وضیافت مین مصروف ہوتے
ہین اور ہرکارے جو سارق کے تعاقب مین آئے تھے وہ صاحبقران سے خبر دیے
جاتے ہین لیکن یہان سے

چند کلمے داستان شاہزادہ طیمور شیر پرور کے بیان ہوتے ہین کہ

کہ یہ حکیم یونس کا مہمان ہی انتظار صبح مین شام ہوا وزرہب جتنی پہونچ گئے ہین جب صبح ہوئی
تو شاہزادہ خواب سے بیدار ہوا بعد ادائے فریضہ سحری طیمور نے مسلح ہوکے لوح کلے مین ڈالی
اور سب سے رخصت ہوکر جانب صحرا روانہ ہوا جسوقت صحرا مین پہونچا تو لوح کو ملاحظہ کیا لکھا
تھا کہ ای فتاح طلسم وسیار این عجائبات آگاہ ہو کہ اب مرحلہ دربند ساشندریہ کا ہی مالک اس دربند
کی بحرین سرخ پوش ہی یہ وہی ساحرہ ہی جو تیری عروس کو اٹھا لے گئی ہی اسی دربند پر تجھ سے
اور ملکہ حسینہ پری تمثال سے ملاقات ہوگی تجکو چاہیے کہ یہان سے داہنی جانب روانہ ہو اور
جب دو راہے ملے تو اس راہ کو اختیار کرنا جو بائین ہاتھ کی طرف گئی ہی ایک ساعت کی رہروی
مین دربند تک پہونچ جاؤگے طیمور حسب ہدایت لوح روانہ ہوا جب دوراہے پر پہونچا تو وہی راہ
جو بائین ہاتھ کو گئی تھی اختیار کی جاتے جاتے دور سے قلعہ نظر آیا طیمور اس قلعہ کی طرف چلا
نگہبانان قلعہ نے جو طیمور کو آتے دیکھا جاکر ہوشیار جادو مالک دربند سے اطلاع کی یہ ساحر
بحرین سرخ پوش کی طرف سے ناظم دربند ہی اور بحرین جادو وزیر طلسم ہی اس وقت
بحرین جادو موجود نہ تھی ہوشیار جادو مع فوج قلعہ سے باہر آیا اور آواز دی کہ او رجل سیہ
کہان آتا ہی پلٹ جا ورنہ مارا جائے گا میرے ہاتھ سے طیمور نے کہا کیا جھک مارتا ہی مین تیری
جان کا ملک الموت ہون بس ہوشیار جادو نے ایک گولہ فولادی مارا کہ گولہ پھٹا اور اسمین سے
ہزارہا شرارے پیدا ہوئے اور ان شرارون نے شکل طاؤس زرین بال کی پیدا کی اور
آکر طیمور کو چارون طرف سے گھیرا طیمور نے تلوار سے طاؤسون کو قتل کرنا شروع کیا جو طاؤس
قتل ہوا شعلہ بنکے طیمور ہی پر گرا لیکن بسبب برکت لوح کے طیمور پر تو کوئی اثر نہوا لیکن تھوڑی
عرصہ مین جیسے طاؤس قتل ہوئے وہ سب شعلہ بنکے ایک جسم ہوگئے اور گرد طیمور کے وہ آگ چرخ
مارنے لگی لیکن طیمور غصہ مین برابر طاؤسون کو قتل کرتا جاتا ہی اور آگ زیادہ ہوتی جاتی ہی یہانتک
کہ اب جو دیکھا تو وہ آتش تا گلو آگئی ہی اس وقت طیمور نے گھبرا کے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ فتحمند
تو سامنے ہوشیار جادو مالک دربند کے پہونچے اور ہوشیار جادو تجھپر نادیدہ مارے تو تجھے
چاہیے کہ عکس لوح کا ڈال گولہ پلٹ کے ہوشیار جادو پر گرے گا اور کام اسکا تمام کر دیوے گا
اور اگر اسکے خلاف کیا اور گولہ پھٹا اور طاؤسون نے گھیرا اور تو نے طاؤسون کو قتل کرنا شروع کیا تو جیسا
ہو جاوے گا آتش سحر تجکو چارہ طرف سے گھیر لیگی جس وقت تک آتش تا گلو ہو اس وقت تک

مدا و امکن ہو اور یہ وہ ہی کہ فلان اسم پڑھکر پیکان پر دم کر اور تیر کو چلہ کمان مین پیوستہ کرکے وہ ساحر
جو سامنے اک بلندی پر کھڑا لنگوٹی باندھے ہوئے برہنہ سحر کر رہا ہو اسکی ناف تاک کے تیر مار اگر تیر
پڑ گیا تو حریف کے لیے تیر قضا ہی اور اگر خالی گیا تو یہ تم آتش مشتعلہ بلند ہو سکے خانہ آتشی بن جائیگی اور
تو بھی ہمہ تن شعلہ ہو کے قیامت تک اسی مقام پر رہجائیگا پس یہ دیکھتے ہی طیمور نے جلدی
جلدی اسم کو پڑھکر تمام کیا اور تیر مارا تیر ناف پر پڑا اور ٹوٹکے پار گذر گیا تمام آتش سحر تو دھوان بن کے
غائب ہو گئی مگر بیرق تن چمک چمک کے گرے لیکن صدائین گیر و دار کی بلند ہوئین آوازین مہیب آنے
لگین کہ کشتی مرا نام ہوشیار جادو بود حیف مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی
ہوئی تو دیکھا کہ لاش ہوشیار جادو کی پڑی ہی اور اہل قلعہ نے آکر اطاعت کی شاہزادہ نے ان
لوگون کو ہدایت اسلام کی سنتے بدل دین اسلام قبول کیا اور کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے اب شاہزادہ
نے آگے جانے کا قصد کیا اہل قلعہ نے عرض کی کہ اے شہر یار ہر چند کہ در بند آپنے فتح کر لیا لیکن ابھی سخت
مرحلہ باقی ہی اسلیے کہ یہ تو اک ملازم ہی ملکہ بحرین کا ملکہ بحرین جادو وہ عورت ہی کہ جسپر دار و مدار
سلطنت عجائب شاہ ہی یہ رکن اعظم ہی طلسم عجائب سلیمانی کی آگے اسکا باغ ہی وہان ہوشیاری
سے کام لیجیے گا ملاحظہ لوح سے غفلت نکر مائیے گا یہ سنکے شاہزادہ نے فرمایا کہ مین خدا کے بھروسے
آیا ہون لوح کے بھروسے پر نہین آیا ہون اگر میرے مقدر مین فتح طلسم ہی تو طلسم کو فتح کرونگا
ورنہ مارا جاؤنگا یہ فرما کر قلعہ سے نکلکر آگے روانہ ہوے جاتے جاتے صحرا مین پہونچے لوح کو ملاحظہ
فرمایا لکھا تھا کہ وہ سامنے جو دروازہ باغ کا نظر آتا ہی اسمین داخل ہو اور جب اندر باغ کے پہونچنا
تو بغیر لوح کے دیکھے کوئی کام نکرنا طیمور آگے روانہ ہوا جسوقت قریب دروازہ باغ پہونچا تو دیکھا
کہ نصف دروازہ وا ہی اور نصف بند ہی اور ایک عورت گھبرائی ہوئی دروازے سے جھانکی اور اندر
چلی گئی دم بھر مین تین چار عورتین دروازے پر آئین اور کہنے لگین کہ وہ اب بھی آئے تو مہربانی کی
ملکہ کا انتظار مین یہ حال ہی کہ نوبت بہ جان ہو رہی ہی بستر سے اٹھنا ناممکن ہی نگاہین جانب در لگی ہوئی ہین
شاہزادہ طیمور نے فرمایا کون ملکہ ان عورتون نے کہا اتنی جلد بھول گئے سچ کہا ہی کہ مرد کی ذات بیوفا
ہوتی ہی آنکھ ہوئی چار دل مین آیا پیار آنکھ ہوئی اوٹ دل مین پڑی کھوٹ یہ وہی ملکہ ہی جسکی محبت
مین خانہ خراب ہوے تھے سوداگر کے ساتھ اسکے ملک مین پہونچے کیا کیا تکلیفین اٹھائین سختیان
جھیلین ایسا آج بھول گئے یہ سب تیکی باتین سنکے طیمور کے کان کھڑے ہوے یہ تو معلوم ہی تھا
کہ ملکہ اس طلسم مین ہی اسی واسطے طلسم کشائی کا قصد کیا تھا بیتاب ہو گئے نام سنتے ہی روح بیچین
ہو گئی جلدی سے داخل باغ ہوئے اب لوح کو دیکھنا کسے یاد وہ عورتین ملکہ کی باتون مین الجھائے ہوے
قصر تک پہونچین اندر قصر کے دیکھا کہ ملکہ بستر پر پڑی ہی آنکھین چھت کو لگی ہوئی ہین جیسے ہی طیمور
نے ملکہ کو دیکھا ہاتھ پاؤن بے قابو ہو گئے ملکہ بھی بیتاب ہو کر اٹھی تھی کہ چکر آیا بیہوش ہو کے گری
شاہزادے نے دوڑ کر آغوش مین لینا چاہا کہ کنیزون نے کہا میان یہ ہتیار تو جسم سے دور کرو ابھی
نیم ہوے ہو بھلا اسکا کونسا محل ہی یہ لڑائی بھڑائی کی چیز ہی یا عورتون کو ذبح کرنا منظور ہی
طیمور نے کہا نہین جلدی جلدی سب اسلحہ اتار کے علحدہ رکھ دیے ایک نے کہا کہ میان یہ لوح
کس کام آئیگی ملکہ کو پہنادو یہ متبرک چیز ہی طیمور نے کہا کہ ملکہ سے جان تک عزیز نہین ہی یہ کہکے جلدی
سے لوح گلے سے اتار کے ملکہ کو پہنا دی اور لوٹا کھلنے کا اپنے ہاتھون مین لیکر سنگھانا شروع کیا اگر

ملکہ نے لوٹ لگائی اور طیمور سے دور ہٹ کے آواز دی کہ او نادان ملکہ کیا اپنے اختیار میں تھی کہ اسطرح
تیرے تکلف تمکو بلا لیتی ذرا اپنی خبر لو تم اپنی جگہ سے بھی سرک سکتے ہو یا نہیں اب جو طیمور نے اٹھنے کا
قصد کیا تو دیکھا کہ زمین میں چوتڑوں سے چپٹی ہوئی ہی اس عورت نے آواز دی کہ منم ملکہ بحرین جادو شکر کی
جاہتی کہ آج مجھ سے الزام بربادی طلسم کا برطرف ہوا سب یہی کہتے تھے کہ تم اس ملکہ کو لاتیں نہ فتاح
طلسم اس طرف اسکی تلاش میں آتا بادشاہ بھی ناراض تھا اور جس واسطے میں ملکہ کو لائی تھی وہ مطلب
بھی نہ حاصل ہوا میرا فرزند جو اسپر عاشق تھا اور جسکے واسطے ملکہ کو لائی تھی قبل اسکے کہ میں اسکی معشوقہ کو
لیکے پہونچوں طلسم میں زلزلہ آیا اور جس مکان میں میرا فرزند لالان جادو تھا چھت اسکی بیٹھ گئی اور
فرزند میرا مر گیا جبسے میں اس ملکہ کو باعث زندگی سمجھتی ہوں اور یہ جانتی ہوں کہ میرے فرزند کی
نشانی ہی لیکن تو نے اس طلسم میں آکے مجھے بدنام و رسوا کر دیا تھا یہ کہکر طیمور کو قید سخت میں گرفتار
کیا اور اب اس مقام پر آئی کہ جہاں ملکہ اصلی تھی واضح رہے ناظرین پر کہ جس دن سے ملکہ اس
طلسم میں آئی اور بحرین جادو اس سے محبت پیش آئی ملکہ نے اسکو ماں کے خطاب سے پکارنا شروع
کیا اور بحرین جادو نے بھی اپنے مردہ فرزند کی نشانی سمجھ لیا لیکن دل کا مالک خدا ہی حافظ
تھا یاد میں طیمور کے رویا کرتی تھی اور نا امیدی روز بروز افزوں ہوتی جاتی تھی اسلیے کہ ملکہ کو
یہ خبر نہ تھی کہ میرا شوہر ہی فتاح طلسم ہوگا اور اسی کے ہاتھ میری رہائی ہوگی خدا پر شاکر بیٹھی ہی
تھی بحرین ہر طرح کی راحت دیتی تھی مگر ملکہ دن پر دن زرد ہوتی چلی جاتی تھی بحرین جادو نہایت
ہوشیار تھی سمجھی تھی کہ اسکو اپنے شوہر کا تو بڑا ملال ہوگا کہ اب کی صورت بھی نہ دیکھی ہوگی لیکن فراق والدین
کے سبب سے اسکی یہ حالت ہی بعد چند روز کے بحرین نے تسلی ملکہ کے لیے یہی کہدیا تھا کہ ہم تمکو لیجا کے
تمھارے والدین کو دکھا دینگے بالفعل طلسم کی آمد و رفت موقوف ہی الحاصل اس وقت جو لیے
شاہزادہ طیمور کو لیے ہوئے بحرین جادو سامنے ملکہ کے پہونچی اور ملکہ نے طیمور کو اسیر قید زنجیر
دیکھا دل بیتاب ہو گیا مگر ضبط سے کام لیا بحرین نے کہا کہ جسکا خوف تھا میں آسے گرفتار کر لائی اب میں
اسے خدمت میں بادشاہ طلسم کے روانہ کر دونگی اور تجھکو پیچھے سے تیرے ماں باپ کو دکھا لاؤنگی اسوقت
ملکہ نے کہا کہ اے والدہ مہربان جس روز سے آپنے مجھکو دختر اور میں نے اپکو مادر جانا اسوقت سے اسوقت
تک میں نے کوئی خواہش آپ سے ظاہر نہیں کی آپ ہی کی رضا پر راضی رہی لیکن اس وقت ایک
التماس کرتی ہوں سو اگر قبول افتد زہے عز و شرف بحرین سمجھ گئی پوچھا کہ بیان کرو میں
آنکھوں سے اس خدمت کو بجا لاؤنگی ملکہ نے کہا اس قیدی کو جسکو اب سوا موت کے کوئی امید نہیں
میں چاہتی ہوں کہ کچھ دیر کے واسطے میرے پاس چھوڑ جائیے میں نہیں کہتی کہ اسے رہا کر کے
چھوڑ دے اسی طرح اسیر قید زنجیر رہے دیکھیے یہ وہ شخص ہی جسکی صورت یہاں آنے کی مصیبت سے پہلے
اسوقت دیکھی اور یہ چاہتی ہوں کہ اسکو گھڑی بھر دیکھ لوں پھر یہ کہاں اور میں کہاں یہ کہکر
آنکھوں میں آنسو بھر لائی بحرین کا دل پسیج گیا اور سوچی کہ حق بجانب ہی کہ جسکا ایسا صاحب جمال شوہر ہو
اور اب قتل ہونے جاتا ہو اسکی جو حالت ہو وہ بجا ہی بس بحرین جادو وہاں سے اٹھکر چلی آئی لیکن
قضائے کار و اتفاقات روزگار کہ باتیں کرتے کرتے لوح طلسمی ملکہ کے پاس رکھکر بھول آئی اور دوسرا راوی
کہتا ہی کہ اسنے آتے ہی لوح ملکہ کے گلے میں پہنا دی تھی غرضکہ جب یہ علیحدہ چلی آئی تو اسکو خیال آیا کہ ہم نے
لوح ملکہ کو پہنا آئی ہیں اور وہ فتاح طلسم کی عروس اور عاشق ہی ایسا نہ ہو کہ لوح تو دے دے تو غضب ہو جائیگا

یہ سوچ کے پلٹی مگر یہ خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو فتاح طلسم پہونچ گیا ہو میں یکبارگی پہونچ جاؤں وہ مجھے مہلت بھی نہ لینے
دے یہ سوچ کے پوشیدہ طور سے آ کے دیکھنے لگی یہاں ملکہ نے طیمور کی طرف دیکھ کے کہا کہ
افسوس ہماری سی بھی بد نصیب کوئی عورت دنیا میں نہ ہوگی کہ تخت کی رات مبتلائے آفات ہو گئے تم سے
ایسے بچھڑے کہ ہم کہیں اور تم کہیں اور اب سامنا بھی ہوا ہے تو کس وقت تم مرنے جاتے ہو خیر جو مرضی
خدا کی طیمور نے کہا اے ملکہ مجھکو بحرین جادو اگر تمہاری صورت بنکر فریب نہ دیتی تو میں اس دام مصیبت
میں کبھی گرفتار نہوتا میں نے خود لوح گلے سے اتار کر اسے پہنا دی ملکہ نے کہا کہ تم نے جس دن سے
لوح پہنائی ہے اسکا ویسا ہی اثر بھی ظاہر ہوا کہ لوح مجھ تک پہونچ گئی شاہزادہ نے کہا کہ اے ملکہ مجھے
معاملہ طلسم کا ہوتا ہے کہ ایک لوح سے سارا طلسم ٹھہرتا ہے یہ وہی ہم ہیں کہ ساحروں کی روح ہمارے
نام سے کانپتی تھی یا اب کوئی حقیقت نہیں ابھی یہ لوح پھر ہاتھ آجائے تو تمام طلسم کا ورق
الٹ دوں ملکہ نے کہا کہ پھر کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں لوح تمہیں دے دوں طیمور نے کہا کہ نہیں
ہرگز میری یہ خواہش نہیں ہے کہ میں تم سے لوح لیکر طلسم توڑوں اگر میری قسمت میں فاتحی طلسم ہے تو
انشاء اللہ بزور شمشیر لوح لونگا اور اگر تم نے لوح مجھے دے دی تو بحرین جادو کو کیا جواب دوگی
مجھے تمہارے شرمندہ ہونے کے مقابل میں اپنا مرنا قبول ہے یہ سنکے ملکہ نے کہا اے شہریار میں بھی لوح کا
دینا ہرگز گوارا نہ کرونگی یہ ہو سکتا ہے کہ بعد تمہارے میں بھی خودکشی کر لوں اور اپنی جان دے دوں
لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ لوح دے دوں بڑے شرم کی بات ہے کہ جو اپنے کو صاحب امانت سمجھے
خود اسکے ساتھ خیانت کرے شکر خدا کہ نہ طیمور نے لوح کا لینا پسند کیا اور نہ ملکہ نے لوح دینا پسند
کیا یہ باتیں بحرین سبز پوش نے سنا کی اور وجد کرنے لگی کہ یہ دونوں بڑے آن بان کے ہیں بس سامنے
آکر دونوں کی تعریف کی اور کہا کہ میں باتیں تمہاری سن رہی تھی بس لوح ملکہ کے گلے سے اتار کے گلے
میں طیمور کے ڈال دی اور اپنا سر خم کر دیا کہ لے سر الکاٹ ڈال اور جا کے طلسم فتح کر لے
طیمور نے بحرین جادو کا منہ دیکھا اور کہا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ آپ مجھپر یہ احسان کریں اور میں آپکا سر
اتاروں آپ اپنی لوح رہنے دیجیے یہ کہکر لوح گلے سے اتار کے پھینکدی اور کہا کہ مجھے لوح دیکر اجازت
دو کہ میں جا کر بادشاہ طلسم سے مقابلہ کروں یا لوح بجا سے جاؤ بحرین نے کہا کہ میں ایسا نہیں کر سکتی
اسلیے کہ میں بھی بادشاہ کی نمکخوار قدیم ہوں تمام سیاہ و سپید طلسم کی مختار ہوں ہاں لیکن اسکے جو جی
چاہے ہو جائے اپنی حیات میں ہرگز ایسا نہیں کر سکتی کہ لوح دیکر بادشاہ کو قتل کراؤں اور آپ زندہ
بیٹھی رہوں طیمور نے کہا کہ اگر آپکو یہ منظور نہیں ہے تو مجھے بادشاہ طلسم کے پاس بھیج دیجیے اگر قضا کا
میرا یا وزیر کا کوئی نہ کوئی صورت رہائی کی نکل ہی آئیگی ورنہ قضا ہے تو مارا جاؤنگا مجھے یہ ننگ ہرگز
نہ گوارا ہوگا کہ اک عورت کو جو اپنی محسن بھی ہو قتل کروں اس وقت ملکہ بحرین سبز پوش نے سر
زانوئے تفکر پہ جھکایا اسی میں مبہوت جادو جانب بادشاہ طلسم سے حاضر ہوا اور کہا کہ اے ملکہ آفاق
بادشاہ نے قیدی کو طلب کیا ہے بحرین سبز پوش نے کہا کہ قیدی موجود ہے اور میں بھی چلتی ہوں یہ کہکر
ایک تخت منگوایا اور اس تخت پہ طیمور کو قیدیوں کی شان سے بٹھایا اسپر قید آہن سے طیمور
پر قید سحر نہیں ہے اور ایک محافہ منگا کر ملکہ کو اندر محافہ کے سوار کیا اور سب بجانب جادو شاہ طلسم
تھی جانب بہار کی جانب روانہ ہوئی جو وہاں بادشاہ کو معلوم ہوا کہ ملکہ بحرین سبز پوش قید فتاح طلسم
کی اپنے ہمراہ لیے چلی آتی ہے بادشاہ نے اراکین دولت کو واسطے استقبال کے روانہ کیا لوگ گئے اور

ملکہ مجمرین کو لیکر حاضر ہوے اسنے مین تخت شاہزادہ طیمور کا نمودار ہوا اُس وقت تخت بادشاہ کے پاس
آکر دنگل پر ہنر بیر شیر شکار بیٹھا تھا یہ پہلوان زبردست اور سالار لشکر ہی اسنے جو دیکھا کہ قیدی تخت پر
آتا ہی پس ہنر بیر شیر شکار غصہ مین اپنے مقام سے اٹھا اور لکارا کہ او بے ادب سامنے بادشاہ کے تو تخت پر
سوار ہی اتر تخت سے یہ کہکر قریب تخت طیمور کے آیا اور ہاتھ طیمور کا پکڑ کے جھٹکا مارا کہ تخت سے
کھینچ لون پس طیمور کو اس حرکت پر غصہ آیا دونون ہاتھ ہتکڑیون مین ڈالے ہوے تھا مارا ہتکڑیون کے منھ
کھل گئے ہنر بیر نے تلوار ماری طیمور نے دونون ہاتھ بلند کر دیے کہ تلوار ہتکڑی کے قفل پر پڑی
ہتکڑیان بھی ایک سے علیحدہ ہوئین پس طیمور نے کلائی ہنر بیر کی پکڑ کے دوسرے ہاتھ سے تھپڑ
مارا کہ کلائی ٹوٹ گیا اور ہنر بیر نے خنجر مارا طیمور نے کمر خنجر کا بند پکڑ کے سر سے بلند کر کے زمین پر مارا
کہ نقش زمین ہو گیا پسکر چور ہو گیا تمام بارگاہ تھرا گئی طیمور نے بیڑیان اٹھا کر پھینک دین اور مجمرین جادو
سے کہا کہ ان ہتکڑیون کو بلا کر ہتکڑیان بھی درست کرا دیجیے یہ حرکت طیمور کی دیکھکر بادشاہ نے
پوچھا کہ کیون اے شخص تو تو ہمارا دشمن ہی پھر تو نے ہمپر کیون نہ حملہ کیا طیمور نے کہا کہ تمھارا قیدی
ہون اور کوئی خاص سبب میری رہائی کا نہین ہوا ہی اسلیے وجہ مجھپر حملہ کیا تھا ابھی سزا پائی اب
تمکو میری قتل و جانبخشی کا اختیار ہی یہ ہمت و جرات طیمور کی دیکھکر بادشاہ وجد کرنے لگا اور طیمور سے
کہا کہ جیسے تمنے مارا ہی اسکے دنگل پر بیٹھ جاؤ تو تمہارا دلیران سمجھا جاے طیمور دنگل پر ہنر بیر شیر شکار
کے بیٹھ گیا بادشاہ نے کہا کہ اے ملکہ مجمرین جادو کیا کہون اگر اسکے حسن پر خیال کرتا ہون تو یہ قابل
پرستش ہی اگر اقبال کو دیکھتا ہون تو قابل تعریف پاتا ہون جی یہ چاہتا ہی کہ لوح اسسے دیدون
اور کہون کہ مجھے بھی قتل کر ڈال مجمرین جادو نے کہا کہ یہ شخص اسسے بھی منظور نکرے گا یہ پہلے ہی
ہو چکا ہی واقعہ اسکا یہ ہی کہ جب عروس کو مین شہر حسن آباد سے اپنے فرزند کی معشوقہ سمجھکر لائی تھی یہ
اسکا شوہر ہی اور اسکی تلاش مین یہانتک آیا ہی سب مرحلے طے کیے مگر چونکہ عشق مین اسنے
عروس کے مبہوت تھا مین نے اسکی صورت بنکے فریب دیا اور اسے گرفتار کر لائی چونکہ
عروس اسکی مجھکو مان کہتی ہی اور اسنے اپنے شوہر سے تخلیہ مین باتین کرنے کی خواہش ظاہر کی
مجھے ترس آیا اور مین نے دونون کو یکجا کر دیا آپ علیحدہ ہو گئی حسب اتفاق مین نے لوح اسکی
عروس کو پہنا دی تھی اور جب مین وہان سے علیحدہ ہوئی ہون لوح بھول گئی تھی مین نے چھپ کے
ان دونون کی باتین سنین باوجود اس عشق و محبت کے نہ تو اسنے امانت مین خیانت کی نہ اسنے
لوح کا لینا قبول کیا جب مین نے یہ حالت دیکھی تو مین سامنے گئی اور خود لوح اسے دے دی
اور یہ شرط پیش کی کہ پہلے مجھے قتل کر ڈال بعد اسکے جاکر طلسم کو فتح کر لے اسنے گوارا نہ کیا یہ سامنے
جو کھانا ہی یہ اسکی عروس کا ہی اور اب یہ مجکو فرزند کی جگہ ہی لیکن تابع حکم بادشاہ ہون اسوجہ سے اسکو
قید کر کے لے آئی اب اگر آپ کو اسکا قتل منظور ہی تو اسیکو حکم دیجیے یہ خود گلا اپنا کاٹ کے رکھ
دے گا اور اگر اسکا قتل منظور نہین ہی تو عروس اسکی اسکے سپرد کر اسکو طلسم سے باہر نکلوا دیجیے
یہ اسی کے واسطے طلسم مین آیا ہی ورنہ ہرگز نہ آتا یہ سنکے بادشاہ نے لوح سامنے طیمور کے ڈال
دی اور کہا کہ اے فتح طلسم تجھے کیا منظور ہی اگر میرے خون کا پیاسا ہی تو یہ لوح لے کہ بغیر اسکے
مین قتل نہو سکون گا اور اگر صرف عروس کو لینے آیا ہی تو اسے بھی لیجا اور مال طلسمی کی خواہش
ہو تو مین تمام گنج طلسمی تیرے سپرد کرتا ہون طیمور نے کہا کہ [illegible] دوستون کا دشمن نہین ہون جب [illegible]

آپنے میری جان بخشی کی تو مین ممنون ہوا ہون کہ اسکی عوض مین قائل ہون بادشاہ نے کہا کہ اچھا اسکے علاوہ اگر
کوئی اور خواہش ہو تو اسے بیان کر طیمور نے کہا کہ اسکے علاوہ یہ خواہش ہے کہ اگر عقل آپکی
دین اسلام کو حق ثابت کرے تو مسلمان ہو جائیے بادشاہ نے کہا کہ بیشک دین تمھارا
برحق ہے مجھے ہر طرح منظور ہے اور ہتھکڑی بیڑی سے کہا کہ قید کاٹ دو طیمور نے کہا کہ یہ وہی قید ہے
کہ ابھی آپکے سامنے مین نے اوسکو توڑ کر پھینک دیا تھا اسکو توڑ کے ڈالتا ہون وقت کا
انتظار تھا یہ کہکر جو ہاتھ ہتکڑی کے بیڑی مین ڈالکر زور کیا تو اسکو مانند تار عنکبوت کے پارہ پارہ
کر کے پھینک دیا بادشاہ نے کہا کہ اے بچھڑن جادو ہماری چاہتا ہے کہ یہ شادی ہم کہیں سے کرین
طیمور کو ہم دولہا بناتے ہین اور ملکہ کو ہم دولھن بنائے کہ یہ اسی لباس ہر دوی سے ہمکنار و ہم آغوش ہون
بچھڑن نے اسے منظور کیا اور ملکہ کو لیکر اپنے خانہ کی طرف روانہ ہوئی سامان شادی کا ہونے لگا ہنوز تاریخ
مقررہ نہ ہوئی تھی کہ بادشاہ نے طیمور سے کہا کہ اے فرزند باقبال اس طلسم مین ایک تہخانہ ہے جس پر
ایک قفل ہے کہ آج تک وہ کسی سے نہین کھل سکا سنا ہے کہ اسمین بارگاہ عجائب رنگین بہار ہے اور چالیس
گنج ہین اور بہت سے تماشے طلسمی ہین اگر تم طلسم کشا ہو تو تمھارے ہاتھ سے وہ قفل بغیر کھلے
کھل جائیگا یہی سننے مین آیا ہے کہ کھلیگا طلسم کشا کے ہاتھ سے اگر وہ بارگاہ نکل آئیگی تو اسی بارگاہ
مین تمھاری شادی کی صحبت منعقد ہو جائیگی تقدیر آزمائی کر طیمور نے کہا کہ چلیے عجائب جادو کے ہمراہ
طیمور جانب تہخانہ طلسمی روانہ ہوا تمام ارکین طلسم ساتھ تھے شاہ مور اور فریب جنی اور حکیم لوکمین
کو بھی بلالیا تھا یہ بھی ہمراہ تھے جسوقت دروازہ تہخانہ پر پہونچے تو دیکھا کہ بہت بڑا قفل دروازے
مین لگا ہوا ہے پس طیمور نے بسم اللہ کہکے قفل پر ہاتھ ڈالا اور کھینچا معلوم ہوا کہ قفل کھلا ہوا تھا طیمور نے
دروازہ کھولا سب اندر تہخانہ کے گئے اور صندوق نکال نکال کے باہر لائے ہر صندوق مین قفل
تھا اور قفل مین کنجی بھی لگی ہوئی تھی طیمور نے سب قفل کھولے ایک صندوق مین سے چالیس
خزانہ جواہر نکالا یہ برآمد ہوئین اور باقی صندوقون مین زر و جواہر بھرا ہوا تھا ایک نقارخانہ نکلا جسمین
ایک نقارہ اون نے آواز دی تھی جسنے چوب لگائی نقارہ خود بخود ہو کے بج گیا جب طیمور نے
چوب لگائی تو نقارہ سے یا صاحبقران کی صدا دی بعد اسکے بارگاہ عجائب رنگین حصار سے تمام
چیزوں نکالے گئے اور راستہ بارگاہ کو آراستہ کیا یہ بارگاہ قابل دید تھی طیمور نہایت خوش ہوا
اور شکر پروردگار بجا لایا بعد اسکے بادشاہ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ وہ جو مرکب اسکے بدست ہے طلسم مین ہے کہ کسی
شہسوار کو سواری نہین دیتا ہے مرکب بیمثل ہے اگر رام ہو گیا تو قابل اسی کے سواری کے ہے ساتھ ہی یہ
خیال آیا کہ اگر اسکو گزند پہونچے تو شادی کا گھر ماتم کدہ ہو جائیگا اس بنا پر سکوت اختیار کیا اور طیمور
سے کچھ نہین کہا لیکن جسوقت وہان سے پلٹے تو اصطبل طلسمی کی طرف سے گذرے دیکھا طیمور نے
کہ بہت سے مرکب ہین لیکن ایک گھوڑا سب سے علیحدہ نگیرہ تھا ہی کے نیچے بندھا ہوا ہے طیمور مرکب کو دیکھتے ہی
بے چین ہو گیا عجائب شاہ سے کہا کہ یہ مرکب کیسا ہے بادشاہ نے بیان کیا کہ سنتا ہون کہ یہ مرکب
اولاد اشقر دیو زاد سے ہے جو صاحبقران اول کا مرکب تھا اور اسکے بھی وہی خواص ہین کہ کسیکو سواری
نہین دیتا ہے اگر آپ اولاد صاحبقران سے ہین تو شاید یہ مرکب آپکو سواری دے یہ سنکے طیمور نے
کہا کہ مین ضرور اس مرکب کو رام کرونگا یہ کہکر قریب مرکب کے گیا مرکب نے جو انسان کی بو پائی چراغ پا
ہوا کنوتیان بدلکر بد مزاج ہوا منہ مین کف بھر آیا آنکھین الٹنے لگین طیمور نے قریب آکر سینا

بعد اسکے تمام مہمان مع سلیمان صاحبقران رخصت ہوئے طیمور بھی عجائب شاہ اور ملکہ تحیرین سبز پوش سے رخصت ہوکر مع عروس و اسباب طلسمی جانب شہر زرینہ روانہ ہوا سوا اُس طلسمی مکان کے جسمین دربار جناب سلیمان منعقد ہوتا تھا اور آئینون سے پر ہزار دین نکلتی تھین صرف یہ مکان سلیمان صاحبقران کی نذر کیا سلیمان صاحبقران نے یہ نذر اپنی جد امجد کی یادگار سمجھکر خوشی سے قبول کیا دیو اُس مکان کو اٹھا کر جانب قاف روانہ ہوئے حکیم یونس چونکہ منتظم تھے یہ اُس مکان کے ساتھ جانب پرستان روانہ ہوئے اور جو چیزین طیمور نے نذر کرنا چاہین مثل خزانہ و بارگاہ وغیرہ کے انمین سے کوئی چیز صاحبقران قاف نے نہین لی اور طیمور سے رخصت ہوکر جانب قاف روانہ ہوئے اب بیان ہے

چند کلمے داستان شہر زرینہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ شاہزادہ طیمور شہر نو پر بقابلہ سبز پوش کو تو انتظام شہر زرینہ پر مامور کیا تھا اور انتظام اپنے شہر کا برہوت رعد آواز کے سپرد کیا تھا قضا سے کار و اتفاقات روزگار کہ برہوت رعد آواز تپ شدید مین مبتلا ہوا اور لاجورد شاہ جو طیمور سے روگردانی کر کے اپنے ملک مین آیا تو اسکو فکر ہوئی کہ کسی طرح طیمور کو زک دینا چاہیے یہ اسی فکر مین تھا کہ سرکارون نے آکر خبر دی کہ صحرا مین ایک انسان برہنہ آتا ہے کہ شیر کا شکار کرتا ہے قوت مین شیر اسکا کچھ نہین کر سکتا شیر کی کلائیان پکڑ کے توڑ ڈالتا ہے لاجورد شاہ نے کہا کہ کسی صورت سے اسکو رام کر کے طیمور کے مقابلہ کو تیار کرنا چاہیے سوچ کے عمدہ عمدہ غذائین اپنے ساتھ لیکر جانب صحرا روانہ ہوا جسوقت صحرا مین پہونچا تو قیام کیا حسب قاعدہ اپنے وقت پر وہ برہنہ انسان نمودار ہوا لاجورد شاہ نے کہا کہ اسے گھیر کے پکڑ لو کئی ہزار آدمیون نے اسکو چار طرف سے گھیر لیا اس شخص نے جدھر کا رخ کیا ناخن تیز کے پکڑ کے بڑھے تھے کہ جسپر پنجہ مارا زرہ تو چیر لیگیا بعض سوارون نے خوف زدہ ہوکے تلوار ماردی تو جسم پر خط بھی نہ پڑا اب چہار جانب سے کمندین پڑنے لگین وہ شخص الجھ کے گرا آسے باندھکر لیآئے لاجورد شاہ نے اسے زندان خانہ مین بھجوا دیا اور لیکر شہر مین آیا غذائین عمدہ عمدہ کھلائین چونکہ ایسی غذائین اسنے کبھی نہ کھائی تھین نہایت خوش ہوا اور اطاعت کی چند روز مین کچھ بولنے بھی لگا اور سمجھنے بھی لگا اب لاجورد شاہ نے اسے فنون سپہگری تعلیم کرائے چند روز مین وہ نہایت مشاق ہوگیا لاجورد شاہ نے نام اسکا شیر کش نیستانی رکھا اور اپنی فوج کا سالار معین کر کے ایک نامہ برہوت رعد آواز کو تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای برہوت رعد آواز مین نے سنا ہے کہ بالفعل تم ناظم شہر زرینہ ہو لہذا تمکو اطلاع دیجاتی ہے کہ آٹھ روز کے اندر شہر کو خالی کردو اور جس طرف جی چاہے چلے جاؤ ورنہ ایک دم مین آکر چھین لونگا جسوقت یہ نامہ برہوت رعد آواز کو پہونچا تو گو کہ تپ تھی اسنے جواب مین تحریر کیا کہ ای لاجورد شاہ تو مجھے نہین جانتا کہ مین کون ہون مین وہ شخص ہون جسکو سارق نقیب قدرت کہتا تھا میرے ڈر سے سنگ نین کترانی ہے دیوون کی ٹانگین مین نے چیر کے پھینک دی ہین اگر خیریت اپنی چاہتا ہے تو مین تمہارہ ہر شہر کو مین ہمارا ہوون لیکن تمہری فوج کے لیے کافی ہون یہ جواب دیکھتے ہی لاجورد شاہ نے شہر زرینہ پر فوج کشی کر دی خبر برہوت رعد آواز کو ہوئی اسنے بھی لشکر کو شہر کے باہر نکالا خیمہ برپا کیا

شام کو دونون لشکرون مین نقارہ رزمی بجا تیاری جنگ ہوتی رہی گشت کے سوار دونون جانب بیدار
باش و ہوشیار باش کی آوازین لگاتے صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے بعد آراستگی
صفوف قتال و جدال جسوقت نقیب نسب جو کر ہٹ گئے تو شمرکش نیستانی لاجورد شاہ
سے اجازت لیکر میدان مین آیا سراپا میدان کا دکھایا نیزے کے ہاتھ لگا کے جسوقت عرق عرق ہوا
تو نیزہ زمین پر گاڑا اور دم کو آراستہ کر کے آواز دی کہ باش ای بہرہوت رعد آواز مین نے سنا ہے
کہ تم بڑے نامی و نامور پہلوان ہو مجھے بھی تمھاری آزمایش منظور ہے آؤ کہ یہی گوی میدان ہے یہ سنکے
بہرہوت رعد آواز نے مرکب اپنا بڑھایا اور سامنے شمرکش نیستانی کے آکر آواز دی کہ او بد دل
اس وقت مین تو نے سر اٹھایا ہے کہ بادشاہ شہر موجود نہین مین بیمار ہون مگر خیر لا ضرب بہادری کی مین اب بھی
تیری گوشمالی کو موجود ہون شمرکش نیستانی نے نیزہ مارا بہرہوت رعد آواز نے نیزہ کو نیزے پر
لیا اور چند طعن مین نیزہ ہاتھ سے شمرکش نیستانی کے ہوائی کیا شمرکش نیستانی نے فیلداد غضب
مین آکر تلوار ماری بہرہوت رعد آواز نے سپر بلند کی تلوار نے سپر کو قلم کیا سر پر پہنچی تا در ابرو
اتر آئی بہرہوت نے دستانہ مارا تلوار چھینا کر سر سے نکلی اسی عالم زخمداری مین بہرہوت نے بھی
ہاتھ مارا شمرکش نیستانی نے سپر بڑھا دیا اس وقت بہرہوت کو معلوم ہوا کہ یہ روئین تن ہے افسوس
ہوا شمرکش نیستانی نے دوسرا ہاتھ مارا کہ زخم سر دوپارہ ہو گیا فوج نے دیکھا کہ مالک ہمارا زخمی ہوا اور
حریف وار کیے جاتا ہے تمام فوج تلوارین کھینچ کھینچ کے آپڑی اس طرف سے فوج لاجورد شاہ کی آپڑی
جنگ مغلوبہ ہو گئی تلوار چلنے لگی صداے تکبیر بلند ہوئی لوگون نے جانین دے کے بالاک کو
اپنے بچایا بہرہوت رعد آواز کو سامنے سے شمرکش نیستانی کے اٹھا لے گئے لیکن اس روئین تن
نے اسقدر آتش پرستون کو قتل کیا کہ آخر انھون نے پیٹھ پھیری پانون ہٹنا شروع کیا اور لاجورد شاہ کی
فوج انکو دباے ہوے چلی اب یہ لوگ قریب شہر پہونچ گئے ہین اور قریب ہے کہ شہر پر ہو کر فرار ہون
کہ جانب صحرا سے ناگاہ گرد و غبار بلند ہوا اور آتش نے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دل گرد سے شاہزادہ
طہمورث شیر سوار جانب میدان یاقوت پوش سے پیدا ہوا اور نعرہ کیا کہ باش او لاجورد شاہ تجھے
میرے ملک پر چڑھائی کرتے خوف نہ آیا طہمورث شیر سوار نے لاجورد شاہ … شمرکش نیستانی کو آواز
دی کہ اصل دشمن یہی ہے خبردار زندہ نہ جانے پاوے شمرکش نیستانی نے باگ مرکب کی موڑی
اور طہمورث کی طرف چلا اس طرف سے طہمورث کالہ آتش بنا ہوا سامنے شمرکش نیستانی کے آیا
بہرہوت نے آواز دی کہ اے شہزادہ ہوشیاری سے مقابلہ کیجیو کہ یہ روئین تن ہے مین اسی دھوکے مین
اس سے زخمی ہوا ادھر شمرکش نے آتے ہی شمشیر خونچکان کا وار کیا طہمورث نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا
اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے زور کیا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا نقش بن گیا
اور مرکب سے کود کے … کمر سے کھینچ کے چھوٹا لئے ادھر تمام فوج
طہمورث کی آپڑی لاجورد شاہ کو معہ لشکر چار طرف سے گھیر لیا اور زیر شمشیر کر لیا اثنا تمام فوج مین پانی
صبح گئی ہر طرف سے آوازان بلند ہوئی طہمورث نے کہا کہ امان لشکر ایمان نے کہا کہ ہمین بھی آتش پرستی
منظور ہے طہمورث نے کہا کہ جسے خدا پرستی منظور ہو اسکے لیے امان ہے آخر سبنے اطاعت منظور کی مگر
لاجورد شاہ نے انکار کیا کہ مین خداوندزادہ ہون ہرگز خدا پرستی اختیار نہ کرونگا طہمورث نے اسکو اسیوقت
دار پر کھینچ کے تیرباران کرنے کا حکم دیا ہنوز تیر نہ چلنے پاے تھے کہ برق چمکی اور لاجورد شاہ

وار سے غائب ہو گیا طیمور داخل شہر زرینہ ہوا بہ ہوت رعد آوار کا علاج ہونے لگا اور طیمور نے تمام شہر زرینہ کو اسلام آباد کیا بت خانہ کھدوا کے مسجدوں کی بنا ڈالی جب انتظام ملک سے واقفیت ہوئی تو طیمور نے ہرکاروں کو برائے دریافت حال صاحبقران روانہ کیا اور آپ نقابہ یاقوت پوش بنکے بڑے جاہ و تجمل سے مع خورشید زرین کمر و جنگیں ... کا ارادہ و بہ ہوت رعد آوار و بہروت تہمتن وغیرہ کوچ کرکے روانہ ہوا لیکن ا

بیان سے چند گلہائے داستان شوکت بیان سلطان صاحبقران حلقہ فگن گوش گردون کشان حق پسند حق پژوہ عادل کیوان شکوہ کے بیان کیے جاتے ہیں مخمس کلیم بر غزل داغ

یہ زبان مجھکو بنا دیتی ہے تربت تیری — شکوہ کرنے نہیں دیتی ہے زیارت تیری
غش میں آجاتا ہوں میں دیکھ کے صورت تیری — کہنے دیتی نہیں کچھ منھ سے محبت تیری
لب پہ رہ جاتی ہے آ آکے شکایت تیری

کر نہیں سکتا ہوں میں ایسا سفر خالی ہاتھ — دہر سے جا نہیں سکتا ہوں ادھر خالی ہاتھ
میں نہ جاؤنگا نہ جاؤنگا مگر خالی ہاتھ — عدم آباد کو جاتے ہیں بشر خالی ہاتھ
مجھکو یہ ناز کہ لیجاؤنگا حسرت تیری

ایسی تقدیر کہاں مجھکو وہ کب پوچھتے ہیں — وہ نہ اب پوچھتے ہیں اور نہ تب پوچھتے ہیں
وہی آتے ہیں جو نہیں ہیں تعجب پوچھتے ہیں — یار و غمخوار مرے حال کو سب پوچھتے ہیں
اور پھر پوچھتے سب ہیں قسمت تیری

کروں کیونکر نہ میں دل پھر شب غم کا شکوہ — نہیں بیجا ہے کیا میں نے ستم کا شکوہ
میرے ہی لب پہ نہیں درد و الم کا شکوہ — ہے رقیبوں کی زبان پر بھی ستم کا شکوہ
تو بھی مجبور ہی جاتی نہیں عادت تیری

نہ رہے جس کے اسباب خدا حافظ ہے — اور آنکھوں سے اڑا خواب خدا حافظ ہے
تو تو ہے یا ہے نہ آب خدا حافظ ہے — اب ترا ہی دل بیتاب خدا حافظ ہے
کر چلے ہم تو محبت میں حفاظت تیری

گایا جاتا ہے محبت کا ترانہ کب تک — کیا ہے تیر ملامت کا نشانہ کب کا
رنگ لانے لگا الفت کا فسانہ کیا کیا — دیکھیے کرتی ہے رسوا یہ زمانہ کیا کیا
مجھکو یہ چاہ مری مجھکو نہ صورت تیری

پوچھتے ہیں مرے عادات تو یوں پوچھتے ہیں — پوچھتے ہیں مرے اوقات تو یوں پوچھتے ہیں
پوچھتے ہیں وہ مری ذات تو یوں پوچھتے ہیں — پوچھتے ہیں وہ مری بات تو یوں پوچھتے ہیں
کہتے ہیں کون ہے تو کیا ہے حقیقت تیری

کیوں نہ مرجائیں مری جان گھلانے ظالم — میں نے دیکھے نہیں ظالم ہیں تجھ ایسے ظالم
نہیں ہوتے ہیں فراموش وہ قصے ظالم — یاد سب کچھ ہیں مجھے ہجر کے صدمے ظالم

بھول جاتا ہون مگر دیکھ کے صورت تیری

حال کھلتا نہین کچھ تیرے جنون کا ای داغ
کیسپہ تو مرتا ہی روز کسپہ ہی شیدا ای داغ

کچھ تو بتلا دے کہ کیا اسکا ہی جو یا ای داغ
کوچۂ یار مین بھی جی نہین لگتا ای داغ

دیکھیے جائیگی کس روز یہ وحشت تیری

یکہ تازان عرصۂ جرأت و دلاوری و شہسواران میدان جلالت و صفدری اشہب تیز رفتار قلم کو میدان قرطاس پر یون جولان کرتے ہین سے بیا بشنو ای ہمدم راستان + کہ باز آمدم بر سر داستان یہ داستان حیرت بیان یہانتک تحریر ہو چکی ہی کہ سلطان حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ شہر افلاکیہ مین رونق افروز ہین کیوان زرین کلاہ بادشاہ سابق کو تخت نشین کیا ہی اور نہنگ دریا نشین کو سالار لشکر معین فرمایا ہی ہرکارون کا انتظار ہی کہ قیام سارق بن لقا کی کوئی خبر ملے تو تعاقب مین اس راندہ درگاہ خدا یعنی سارق بن لقا کے روانہ ہون بعد چندرہ روز کے ہرکارے واپس آئے اور عرض کی کہ سارق ملعون نے شہر غلطانیہ مین جاکر پناہ لی ہی غلطان شاہ نے سارق کو پناہ دی ہی اور زلزال بن خلخال ترک بھی آیا ہوا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ کیا شہر غلطانیہ مین کچھ بڑے بڑے سردار ہین ہرکارون نے کہا کہ ظاہر تو کوئی سردار بھی ایسا نہین معلوم ہوتا کہ ایک روز کی میدان داری بھی کر سکے ہان ایک یہ نئی بات بیشک دیکھی کہ سر زلزال ترک کے ہر وقت ایک عقاب سایہ افگن رہتا ہی صاحبقران نے جنزیل عاد کو طلب کیا اور فرمایا کہ پیش خیمہ ہمارا طرف شہر غلطانیہ کے روانہ ہوا اور ہم بھی آتے ہین جنزیل عاد اٹالہ بارگاہ سلیمانی بار کرا کے جانب شہر غلطانیہ روانہ ہوے بعد روانہ ہونے جنزیل عاد کے صاحبقران عالی شان بھی کوچ کرکے روانہ ہوے لیکن اول حال جنزیل بن عاد کا بیان کیا جاتا ہی کہ یہ اٹالہ بارگاہ صاحبقرانی کا بار لیے ہوے کوچ بکوچ منزل بہ منزل چلا جاتا ہی پانچوین منزل کے بعد جو کوچ کیا تو راستے مین لشکر نقابدار یا قوت پوش کا اترے ہوے دیکھا اس مقام پر دو راہہ تھا آیندہ و روندہ سے دریافت کیا کہ یہ دونون راستے کہان کہان گئے ہین انھون نے بیان کیا کہ یہ دونون راستے شہر غلطانیہ کے ہین لیکن جس طرف یہ لشکر اترا ہوا ہی یہ راستہ قریب کا ہی اور صاف ہی اور دوسرا راستہ دور کا ہی جنزیل عاد نے کہا کہ ہم قریب ہی کے راستے سے جانا پسند کرتے ہین ایسا نہ کہ ہمین پہلے پہونچکر بارگاہ بپا کرنا ہوگی تاکہ سواری صاحبقران کی آئے تو تکلیف قیام نہو ٹھہرا ہیون نے کہا کہ بیچ مین تو لشکر حائل ہی جنزیل عاد نے کہا کہ اس لشکر کی حقیقت کیا ہی پامال کرتے ہوے چلے جائینگے مگر ٹھہرا ہیون نے جنزیل عاد سے کہا کہ فساد کرنا اچھا نہین ہی یہ زمانہ صاحبقران عادل کا ہی آپ سے ناراض ہو جائینگے ایسا ہی ہی تو لشکر کے کنارے سے دبا کے نکل چلیے جنزیل عاد نے بکراہت منظور کیا اور چلے لیکن ہیون سے چھکڑون اور آرابون کی گرد جو اڑی تو خیمہ مین نقابدار کے جانے لگی نقابدار نے کہا یہ کون بے ادب جاتا ہی اسے منع کرو اور نہ مانے تو بارگاہ و خیمہ وغیرہ سب چھین لو یہ نقابدار وہی شاہزادہ طہمورث شہر چہ وسہی لبرا تنا اشارہ پاتے ہی بہت سے دلاور اٹھ کھڑا ہوا اسکے چہرہ پر بھی نقاب پڑی ہوئی ہی پیچھے گلشت مرکب پر روانہ ہوا جنزیل عاد کو ڈانٹا کہ او بے ادب کہان جاتا ہی پلٹ جا جس طرف سے آیا ہی نہین دیکھتا کہ بارگاہ نقابدار یاقوت پوش مین گرد اڑ کے جاتی ہی جنزیل عاد نے کہا کہ تو نہین جانتا کہ یہ بارگاہ کس شخص کی ہی نقابدار نے

سہہ کہ ہٹتا ہے بارگاہ اپنی میں نے رعایت کی کہ کنارے کنارے چلا ہوں ورنہ تیرے نقابدار کی بارگاہ کو پامال
کرکے چلا جاتا بس یہ سنتے ہی بر ہوت رعد آواز گرجا اور للکارا کہ سنبھال ضرب اپنی دیکھوں تو تو
کیونکہ آگے بڑھتا ہے اگر پاؤں نہ قلم کر دیے تو نام اپنا غلام نقابدار یاقوت پوش نہ رکھا جنرل عاد نے تخت
شدادی سنبھالا اور اگر بر ہوت آگو آیا وار کیا بلند ستی میں کچھ تامل نہ کیا بر ہوت رعد آواز نے
سپر بلند کی اور وار جنرل عاد کا روک کے جو پلٹ کے تیغہ آبدار کا مارا جنرل عاد نے بھی سپر بلند
کی لیکن یہ ضرب بر ہوت رعد آواز کے ہاتھ کی بھلا سپر سے کب رکتی ہے تیغہ پڑتے ہی سپر قلم
ہوئی خود کٹا تلوار سر پر آئی جنرل عاد نے جلدی سے سر کو کھینچا تلوار سر کو زخمی کرتی ہوئی
گردن مرکب پر پڑی کہ گردن مرکب کی قلم ہوئی جنرل عاد زخمی ہو کے گرے اور حرب ضرب
آتش بازی ہو گیا یہ دیکھ کر تمام عادی آپڑے اس طرف سے ہمراہیان بر ہوت رعد آواز کے
تلوار چلنے لگی بر ہوت نے کسی کو قتل نہیں کیا اس خیال سے کہ یہ سب مسلمان ہیں لیکن سیکڑوں
کو زخمی کیا آخر یہ لوگ زخمیوں کو لیکے بھاگ کھڑے ہوئے اور آکر خدمت صاحبقران میں سارا
ماجرا بیان کیا کہ اس طرح رفیق نقابدار یاقوت پوش نے آکر بارگاہ چھین لی اور ہمارے افسر کو زخمی
کیا امیر شیر گیر نے ارشاد کیا کہ میں دیکھتا ہوں ہمیشہ بارگاہ پر تباہی رہتی ہے جب پیش خیمہ روانہ
ہوتا ہے تو کوئی نہ کوئی آفت پیش آتی ہے ہنوز صاحبقران نے کسی سے حکم جانے کا نہیں دیا تھا کہ
عارف ابن مہر افشا اور مظفر ابن غضنفر نے آکر عرض کی کہ بارگاہ ہمیشہ سے ہمارے خاندان کی
حفاظت میں رہی بارگاہ کا چھین جانا ہماری بدنامی کا باعث ہے لہٰذا ہمیں اجازت ہو تو ہم جائیں اور
بارگاہ نقابدار یاقوت پوش سے چھین لائیں صاحبقران نے اجازت دی یہ دونوں بھائی
بارہ بارہ ہزار قزاقوں سے جانب لشکر نقابدار یاقوت پوش روانہ ہوئے یہاں بر ہوت
رعد آواز بارگاہ کو اپنے آقا کے لیے استادہ کرا رہا تھا کہ گرد اڑی اور یہ دونوں ضیغم بیشہ شجاعت
پہونچے اور للکارے کہ او نقابدار یہ کیا حرکت تھی کہ تو نے بارگاہ چھین لی نہیں جانتا کہ یہ بارگاہ کسکی
ہے یہ اس شخص کی بارگاہ ہے جسنے نو برس کے سن میں طلسم ابلق کو توڑا اور بارہ برس کے سن میں
صاحبقرانی کا منصب حاصل کیا بر ہوت رعد آواز نے کہا کہ ایسا کیا بارگاہ ہے جو شیروں کے بیشے سے
ہو کے گذرے گا وہ شکار ہوگا بس یہ سنکے عارف و مظفر دونوں آپڑے اور بر ہوت رعد آواز
کو مہلت دینا دشوار کر دیا جب بر ہوت رعد آواز اس طرف متوجہ ہوتا تھا تو اس طرف سے
تلوار پڑتی تھی جب اس طرف پلٹتا تھا تو اس طرف سے وار ہوتا تھا ادھر قزاقوں نے بندوقیں پھونک
پھونک کے تلواریں مارنا شروع کیں یہ شور و غل طیمور نے سنا شاہور سے کہا کیا معرکہ ہے سنا ہو
کے خیمہ سے نکلکر دیکھا کہا اے شہریار غضب ہے بر ہوت رعد آواز زخمی ہو گیا اس اکیلے کو دو دو
قزاقوں نے گھیر لیا ہے ایک ادھر سے حملہ کرتا ہے ایک ادھر سے اگر جلد نہ چلیے گا تو بر ہوت رعد آواز
قتل ہو جائے گا طیمور جلدی سے خیمہ سے نکلکر پشت مرکب پر بیٹھ کے روانہ ہوا اور ادھر کہا کہ او
قزاقو یہ کیا حرکت ہے مظفر و عارف نے بر ہوت کو تو زخمی ہی کر دیا تھا اب یہ دونوں اسکی نگاہ
سے طیمور کی طرف آئے اور بندوقیں سونتیں گھوڑا بڑھا آگے کرنے لگا طیمور نے لنگر مارا کہ گھوڑا اپنی
جگہ سے سرک نہ سکا مظفر نے دوڑ کر تلوار ماری دوسری جانب سے عارف ابن مہر افشاں
نے پینترا کر وار کیا طیمور نے داہنے ہاتھ سے اسکی کلائی پکڑ لی اور بائیں ہاتھ سے اسکی کلائی پکڑ لی

تیاریاں پہلا مقابلہ میرا ہی رہا صاحبقران نے اسی وقت حکم کوچ دیا اور مع جملہ سرداران اسلام کوچ
کرکے سامنے لشکر نقابدار کے آکر بارگاہ برپا کی یہ خبر نقابدار عالی مقدار کو ہوئی کہ صاحبقران ہمرا
مقابلہ تشریف لائے ہیں ظہور نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز
نقارہ کی گونجی خبر صاحبقران کو پہونچی کہ نقابدار نے طبل جنگ بجوایا ہے صاحبقران عالی شان
نے بھی حکم دیا کہ طبل جنگ بجے یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا تیاریاں جنگ کی ہونے لگی
مظفر بن غضنفر اور رعد آواز بن معروف کے اسیر ہونے سے تمام سرداران دست راست میں عجب
طرح کی برہمی پیدا تھی وحید الملک سب سے زیادہ بیچین تھے کہ صبح ہو تو پہلے میں ہی اس نقابدار
سے مقابلہ کروں ادھر شاہزادہ سکندر رستم خو اپنے مقام پر کہہ رہے تھے کہ ہمارے ہوتے
کسکی مجال ہے کہ صاحبقران سے مقابلہ کرے غرضکہ تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں
لشکر میدان مصاف میں پہونچکر صف آرا ہوئے دیکھا صاحبقران عالی شان نے کہ جسقدر افسران فوج
ہیں وہ بھی نقاب پوش ہیں اور بادشاہ لشکر بھی نقاب چہرہ پر ڈالے ہوئے ہے باقی اہل لشکر
بے نقاب ہیں اور یہ نقابدار یاقوت پوش بھی چہرہ پر نقاب ڈالے ہوئے گوشہ زین تھامے کھڑا
ہے کوئی پانچ لاکھ کا لشکر نقابدار کے ہمراہ ہے علم سر پر نقابدار کے کھلا ہوا ہے اور ایک بہت بڑا اژدہا
نقابدار کے ساتھ ہے اس اژدہے کی طرف سب غور سے دیکھنے لگے خود صاحبقران نے
ارشاد فرمایا کہ اتنا بڑا اژدہا ہم نے نہیں دیکھا تھا نقابدار نے کہا کہ جو اس سے بڑے اژدہے کو مارنے کا
دعوے رکھتا ہو وہ مقابلہ نقابدار کو آئے بس یہ سنتے ہی تمام سرداران اسلام اس اژدہے کی طرف
دیکھنے لگے نقابدار نے اژدہے کو بیچ میدان میں بھیج دیا اور کہا یہ وہ اژدہا ہے جسنے ایک شہر کو اجاڑ دیا
تھا تمام باشندگان شہر اسکے لقمہ ہوگئے ملک ویران ہوگیا میں نے اس ملک کو پھر سے آباد کیا ہے سرداران
اسلام نے قریب آکے دیکھا فیروز البخت نے اپنے عیار سے کہا کہ واقع میں یہ اژدہا کچھ اس سے
بھی بڑا ہے جسے میں نے مارا تھا جب تمام سردار اس اژدہے کو دیکھکر اپنے اپنے مقام پر آگئے
تو نقابدار نے جانب لشکر صاحبقران دیکھکر آواز دی کہ میں اپنے سپہ سالار کو بھیجتا ہوں
لشکر صاحبقران میں جو سردار عزیز ان صاحبقران سے ہو وہ نکلکر اس سے مقابلہ کرے
یہ کہکر بیہوت رعد آواز کی طرف اشارہ کیا بس اسنے اپنے مرکب کو بڑھایا اور میدان میں
آکر مبارز طلب کیا لشکر امیر با توقیر سے غفقا سے کوہ پیکر رفیق شاہزادہ سکندر رستم خو نے
فیل اپنا بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر اجازت خواہ میدان کارزار ہوا بادشاہ
نے اجازت دی غفقا سے کوہ پیکر میدان میں آیا بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی بیہوت
رعد آواز نے نیزہ ہاتھ سے غفقا سے کوہ پیکر کے ہوائی کیا بس نیزہ ہاتھ سے نکلتے ہی دنیا
نگاہوں میں تیرہ و تار ہوگئی دوڑکر گرز اپنا اڑا لیے پر سے لیا اور سر پر چرخ دیکر دو دستی ضرب
لگائی بیہوت رعد آواز نے گرز کو اٹھا کر ضرب کی پناہ کیا اور ضرب غفقا سے کوہ پیکر
کی رد کرکے آواز دی سے تو ضرب بے زوری ضرب نانوش کن بیہ شادی از دل فراموش کن
یہ کہکر اپنا وار کیا غفقا سے کوہ پیکر نے بھی اپنا گرز بلند کیا لیکن ضرب جو ہاتھی پر ہوئی تو یہ معلوم ہوا
کہ آسمان پھٹ پڑا کمر حرب کی ٹوٹی اور سر غفقا سے کوہ پیکر کا ٹوٹ گیا بیہوش گرد ماندہ ہوا بیہوت
رعد آواز نے زنہار دست کردم کی آواز دی جب دیر تک غفقا سے کوہ پیکر گرد سے باہر نہ آیا

تو لوگ دیکھنے کو آئے عقاب کوہ پیکر کو بیہوش پایا اور مرکب کو سخت دیکھا عقاب کوہ پیکر
کو اٹھا لے گئے اس وقت طلحہ بن لشہ حضور نے قبیل اپنا دکھلا دریا دشاہ اسلام سے اجازت
لیکر بہوت رعد آواز سے سامنا کیا طیمور نے آواز دی کہ ذرا ہوشیاری سے مقابلہ کرنا یہ وہ
شخص ہے کہ جو لشکر اسلام میں صاحبقران گزر کہلاتا ہے بہوت رعد آواز نے کہا کہ حضور اطمینان رکھیں
اگر یہ لشکر صاحبقران میں صاحبقران گزر ہے تو میں آپ کے لشکر میں اسی درجہ پر ہوں دیکھیے تو کیا
ہوتا ہے یہان طلحہ بن لشہ حضور نے نیزہ سنبھالا اور کہا کہ اے رفیق نقابدار میں مثل دیگران نہیں
ہوں مجھے بھی وہ ہنر آتا ہے جس سے تو نے نیزہ عقاب کوہ پیکر کا ہوائی کیا تھا بہوت
رعد آواز نے کہا اے پہلوان ہندوستان میں بھی عاجز نہیں ہوں مجھکو بھی میرے آقا نے اسقدر
ضرور تعلیم کر دیا ہے کہ اگر کوئی جانتا ہوگا تو اسیقدر جانتا ہوگا یہ کہکر نیزہ سنبھالا اور سینہ طلحہ
پر وار کیا طلحہ نے وار اسکا خالی دیکر نیزے سے نیزہ کو الجھایا طرفین چلنے لگیں سنانوں سے
چنگاریاں اڑنے لگیں جب نوبت اس بند کی آئی جس سے نیزہ عقاب کوہ پیکر کے ہاتھ سے
نکال دیا تھا تو طلحہ نے توڑ اسکی کی اور اس بند کو نہایت آسانی سے کھولا اور آپ ایسا بند باندھا
کہ کسی سے نہ کھلے مگر بہوت رعد آواز نے بھی اس بند کو کھولا دیر تک نیزہ بازی رہی آخر
سنانیں نیام میں بیکار ہو گئیں نیزوں کو پھینک پھینک کر گرز سنبھالی وہ ضربیں چلیں کہ طبقے ہلے
آخر نوبت کشتی کی آئی ساتھ شبانہ روز کشتی رہا کی آخر دونوں بیہوش ہو گئے صاحبقران طلحہ کو
پالکی میں ڈال کے لے گئے اور طیمور اپنے رفیق خاص کو لے گیا بعد ہوشیار ہونے کے دونوں نے
اپنے اپنے مقام پر تعریف کی غرضکہ پھر طبل جنگ بجا اور صبح کو دونوں لشکر میدان میں آ گئے
بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جبوقت نقیب نہیب دیکر ہٹ گئے تو خود طیمور شیر پیکر
میدان میں آیا بعد سلح شوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑا اور دم کو آراستہ کرکے پکارا کہ اے صاحبقران
اگر آپکو خدا نے طلحہ سا سردار عنایت کیا تو مجھے بھی ایسا سردار دیا ہے جو طلحہ سے کسی طرح
کم نہیں ہے اب مجھے دعویداران صاحبقران سے آزمایش کرنا ہے کہ میں خود بھی دعوے صاحبقرانی
رکھتا ہوں لے جسکو دعوے ہو وہ آئے کہی گو ہے اور یہی میدان ہے ابھی ہنوز سخن در دہان تھا کہ شاہزادہ
وحید الملک کے لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے اور شاہزادہ وحید الملک نے مرکب اپنا
صف سے نکالا سامنے تخت بادشاہی کے سر اجازت میدان مانگی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان
ہے مگر اے وحید الملک نقابدار زبردستان روزگار سے ہے ذرا سنبھل کے مقابلہ کرنا وحید الملک
نے عرض کی کہ میں بھی صاحبقران کا فرزند ہوں اگر حضور کا اقبال شریک حال ہے تو دیکھ لیجیے گا
باندھ لاؤنگا اسے یہ کہکر صاحبقران نے نقابدار یاقوت پوش کے آگے نقابدار بعزم لگا ورنہ چلا
اس طرف سے وحید الملک نے بھی سپر سنبھالی اور مرکب کو باشتہ نار مرکب بلا کے
چلا وسط میدان میں لگا دیکر مرکب وحید الملک کا تین قدم پسپا ہوا اور دو قدم طیمور کا مرکب
پیچھے ہٹا ایسا فرق تھا کہ سننے دیکھ لیا سکندر نے کہا کہ نقابدار نہایت زبردست معلوم ہوتا ہے
وحید الملک کا اس سے سر بسر ہونا دشوار ہے یہ بات رفیع البخت کو ناگوار گزری کہا اے
صاحبقران او سطوت اولاد صاحبقران ہم سے اسکا مقابلہ نہیں ہو سکتا سکندر نے کہا اے
رفیع البخت یہ تیرا نفس کی بات نہیں ہے خدا نے اسکو ایک سے ایک زبردست پیدا کیا ہے

علاوہ اسکے اولاد صاحبقران اور صاحبقران کو جس خدا نے عزت دی ہے وہی جسکو چاہے عزت دے
علاوہ اسکے ابھی ممکن ہے کہ نقابدار بھی ہمین مین سے ہو ابھی کل کی بات ہے کہ ہم تم بھی نقابدار بنکے آ رہے
تھے وہان وحید الملک نے نیزہ سنبھالا نیزہ بازی ہونے لگی طعنین چلنے لگین یہ معلوم ہوا کہ دو
مار سیاہ دہانین نکالے گتھ گئے دیر تک نیزہ بازی رہی کام نہ نکلا آخر طیمور نے اس طرح نیزے
سے نیزے کو الجھا کے جھٹکا مارا کہ سنان نیزہ وحید الملک کی نکل گئی وحید الملک نے ڈانڈ
ہاتھ سے پھینک تلوار کھینچ لی اور نقابدار پر وار کیا نقابدار نے سپر بلند کی تلوار سپر پر پڑتے ہی
سپر سے پنجے پیدا ہوئے تلوار کو پکڑ لیا وحید الملک نے جھٹکا دیا کہ تلوار چھوٹے مگر تلوار چھوٹنے
سے پہلے ٹوٹ گئی وحید الملک نے قبضہ ہاتھ سے پھینک دیا اور مرکب سے کود کے ہتھیار
رکھ دیئے نقابدار نے بھی زین خالی کیا اور وحید الملک سے دست و گریبان ہوئے کشتی ہونے
لگی تمام سرداران اسلام مع صاحبقران عالی مقام قریب آکر تماشہ کشتی کا دیکھنے لگے پانچ شبانہ
روز کشتی رہی چھٹے روز طیمور نے لنگر وحید الملک کا توڑا اور باندھ کے لیے چلا گیا یہ ستم
دیکھکر سرداران اسلام کے ہوش اڑ گئے کہ واقع مین یہ نقابدار بلاے بد معلوم ہوتا ہے نقابدار
نے ایک روز آرام لیا دوسرے روز پھر طبل بجوا کر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا آج مقابلہ
نقابدار کے واسطے شاہزادہ داراب ثانی نکلا انسے بھی بعد نیزہ بازی و گرز بازی نوبت کشتی
کی آئی پانچوین روز نقابدار انھین بھی باندھ کے لیے چلا گیا پھر طبل جنگ بجا اور شاہزادہ [illegible]
مین تہور سے مقابلہ ہوا نقابدار انھین بھی پانچ روز مین باندھ لیگیا خلاصہ یہ کہ مہینہ بھر کی [illegible]
مین طیمور سوا چند سرداروں کے سبکو باندھ لے گیا اب صرف شہنشاہ گوہر کلاہ آصف [illegible]
شہنشاہ صف شکن رفیع البخت سہراب بن رستم سکندر رستم خو اور خود صاحبقران باقی رہ گئے
اولاد صاحبقران مین سے ان لوگون کے سوا کوئی ایسا باقی نہ تھا کہ جو طیمور کے ہاتھ سے زیر ہوکر
اسیر نہوا ہو اب جو طیمور طبل بجوا کر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا تو شاہزادہ سہراب بن رستم
نے بادشاہ اسلام سے اجازت لی بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ خدا حافظ ہے مگر اے سہراب یہ خیال
رکھو کہ نقابدار نے کن کن لوگون کو زیر کیا ہے اور کس آسانی کے ساتھ زیر کیا ہے جسطرح صاحبقران
نے زیر کیا تھا سہراب نے کہا کہ میرا زیر ہونا کچھ باعث توہین نہین ہے اسلیے کہ تمام عزیز میرے نقابدار
کے ہاتھ سے زیر ہو چکے ہین اگر مین بھی زیر ہو گیا تو سوا صاحبقران کے نقابدار کا کوئی ہم نبرد
بھی نہین ہے یہ کہکر رخ میدان کارزار کا کیا طیمور نے جو سہراب کو آتے دیکھا اسوقت درد سر کا
بہانہ کرکے طبل بازگشت بجوا دیا اور میدان سے پھر گیا سب حیران تھے کہ یہ کیا معرکہ ہے شام
کو نقابدار سہراب کے پاس آیا اور اک رقعہ شوقیہ دیا مضمون یہ تھا کہ مجھ سے کسی وقت
ملیے یا اجازت دیجیے تو مین خود آؤن جواب اسکا سہراب نے یہ تحریر کیا کہ آپ کا آنا مناسب
ہے مین ایک بار آپ کے پاس آ بھی چکا ہون جسوقت یہ جواب طیمور کو پہونچا تو طیمور نے کہلا بھیجا کہ مین آتا
ہون لیکن تخلیہ مین ہونگا سہراب دربار مین نہین گئے اپنی بارگاہ مین با انتظار طیمور قیام کیا اتنے
مین خبر پہونچی کہ نقابدار تشریف لاتے ہین یہ سنکے سہراب تا در بارگاہ براے استقبال آئے اور
طیمور کو استقبال لیکے لیے گئے خاص اپنے ڈنگل پہ جگہ دی آپ دوسرے ڈنگل پر بیٹھے
نقابدار خاموش بیٹھا رہا سہراب نے سامان ضیافت مہیا کیا نقابدار نے بے تکلف [illegible]

اور پھر خاموش بیٹھا رہا سہراب نے کہا میں آپکی تشریف لانے کا سبب نہ سمجھا طیمور نے کہا
کہ اگر آپ تشریف لاتے تو سبب معلوم ہوتا یہاں میں وہ باتیں نہیں کر سکتا جسکے واسطے آپکو
تکلیف دی تھی صرف اس خیال سے چلا آیا کہ آپکو یہ گمان نہ گذرے کہ نقابدار متکبر ہے یہاں
آنے سے انکار کرتا ہے سہراب نے کہا میں ایسا جانتا تو خود آتا اور اگر کچھ مضایقہ نہو تو آپ بھی
چلنے کو موجود ہوں نقابدار نے کہا میں ضرور اتنی تکلیف دونگا یہ کہکر نقابدار اُٹھ کھڑا ہوا شاہزادہ
سہراب ابن رستم نقابدار کے ہمراہ ہوے جس وقت نقابدار اپنے لشکر میں پہونچا تو ایک تنہا
خیمہ میں سہراب کو لیگیا ذنگل جواہر نگار پر بٹھایا جام شراب الصالحین پیش کیا سہراب نے پیا
اُس وقت نقابدار نے کہا کہ اگر مجھے آپ سے مقابلہ کرنا ہوتا تو میں اُسی وقت کیوں نہ لڑتا جب
آپ بارگاہ لینے کو آئے تھے دراصل مجھے آپ سے مقابلہ منظور نہ تھا جو میں نے درد سر کا
بہانہ کر کے طبل بازگشت بجوا دیا اُس وقت سہراب متحیر ہوے کہ پھر کے مقابلہ سے اسکو
کیوں انکار ہے کہا اے نقابدار یاد تو بخیر تمہارا لہجہ ہمارے دوست طیمور کشمیری سے بہت ملتا
ہے خدا اُسے صحت سے رکھے بہت روز سے خبر طیمور کی معلوم نہیں دل نہایت پریشان ہے اور
تمہارے برتاو بھی میرے ساتھ ایسے ہی کچھ ہیں جیسے طیمور کے تھے یہ سنکے نقابدار نے نقاب اپنے
چہرہ سے اُلٹ دی اور مسکرانے لگا سہراب نے کہا میں طیمور یہ تم مسلمان کب ہوے اور
کیونکر ہوے طیمور نے مجملاً اپنے مسلمان ہونے کا حال بیان کیا سہراب نے طیمور کو گلے سے
لگایا اور کہا کہ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ تم ہو تو واللہ میں کبھی تمہارے مقابلے کو نہ نکلتا مجھے خود انکار ہے
طیمور نے کہا کہ میں نے آپ پر تو راز اپنا ظاہر کر دیا مگر آپ کسی پر اظہار نہ کیجیے گا سہراب نے
کہا کہ میں ہرگز نہ بیان کرونگا لیکن اب جو آپ طبل بجوائیے گا تو یہ اظہار کر کے کہ یا صاحبقران
بڑے سے مقابلہ نکلیں یا جو نقابدار صاحبقرانی ہو تاکہ تمکو بھی مقابلہ سے باز رہنے کیلیے کوئی عذر
معقول ہاتھ آئے طیمور نے کہا کہ ہمیں یہ ہوگا کہ جو سردار ہے مقابلہ کو نکلیں انکا جو فیصلہ نہ نکل سکیگا اس سے
بہتر یہ ہے کہ جس طرح میں درد سر کا بہانہ کر کے میدان سے نکل گیا تھا اُسی طرح اب بھی کوئی بہانہ
کر دونگا سہراب نے کہا واللہ تمہارے مقابلے پر مجھے ہمیں کبھی عذر نہیں ہے کہ میں سر میدان
کہدونگا کہ میں نقابدار سے مقابلہ نہیں کر سکتا تم اطمینان رکھو بعد اس گفتگو کے سہراب طیمور
سے رخصت ہوے طیمور نے پھر نقاب چہرہ پر ڈال لی اور ہمراہ سہراب کے دور تک پہونچانے
کو آئے آخر سہراب نے قسمیں دیکر رخصت کیا جس وقت سہراب داخل بارگاہ سلیمانی ہوے
تو صاحبقران نے پوچھا کہ تم کہاں تھے سہراب نے بیان کیا کہ مجھے نقابدار نے بلا بھیجا تھا
اور کچھ زور اپنے ورزش کر کے دکھائے میں تو نقابدار سے مقابلہ نکرونگا نقابدار وحید زمانہ
ہے یہ سنکے اور بھی سبکے کان کھڑے ہوے کہ نقابدار ایسا ہے جسکے مقابلہ سے یہ انکار کرتے ہیں
وہاں نقابدار نے بعد رخصت ہونے سہراب کے پھر طبل جنگ بجوا دیا خبر صاحبقران کو ہوئی
یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں جب صبح کو دونوں لشکر میدان
مصاف میں آکر صف آرا ہوے تو طیمور اپنے مرکب کو حرکت دیکر میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا
سہراب نے کہا کہ میں آپ سے مقابلہ نہیں کر سکتا نقابدار نے جواب دیا کہ میں آپکے غلاموں
سے مقابلہ نہیں کر سکتا ان باتوں پر سب حیران تھے کہ نقابدار سہراب کا کس وقت کا دوست

نکالا لیکن جب یہ معلوم ہو گیا کہ سہراب مقابلہ کو نہیں جائیگا تو اور سرداروں کو بھی تامل ہوا اُس وقت
شاہزادہ سکندر رستم نے صاحبقران اوسط سے پودا باگ کا لیا اور سامنے تخت بادشاہی
کے آکر مجرا کیا اجازت میدان مانگی بادشاہ نے جام کاہ غضنفریت عنایت فرما کر سکندر کو رخصت کیا
سکندر بار دگر مرکب پر سوار ہو کر میدان کو چلا طیمور نے جو سکندر کو اپنی طرف آتے دیکھا گرز و
سپر کو سنبھالا اور مرکب کو پاشنہ مارا ادھر سکندر نے بھی سپر سنبھالی اور مرکب کو رانوں میں مسلا
دونوں مرکب بیچین ہو کر چلے بیچ میدان میں لگا ور چلی سپر سے سپر لڑی دونوں سپروں سے پھول
جھڑے چنگاریاں اُڑیں تڑا تڑ کا ہوا کہ میدان تھرا گیا گویا دو کالے ابر ملکر گرجنے لگے دونوں مرکب برابر
سے پیچھے ہٹے ہر چند نظر بازوں نے نگاہیں ڈالیں مگر بسبب تتق گرد بلند ہونے کے اندازہ
نہوا کہ کسکا مرکب زیادہ پسپا ہوا دونوں نے باگوں کو پھیر پھیر کر نیزے سنبھالے اور ایک نے
دوسرے کا سامنا کیا نیزہ بازی ہونے لگی لوگوں کی نگاہیں لڑی ہوئی تھیں خود صاحبقران
عالی شان بھی بہت غور سے دیکھ رہے تھے کہ سکندر کا مقابلہ گویا میرا مقابلہ ہے نقابدار جو بند
باندھتا تھا سکندر اسکو آسانی سے کھول کر اپنا بند باندھ کر چاہتے تھے کہ نیزہ نکال دوں
طیمور بھی اسے پھرتی سے کھول لیتا تھا کہ ہر ایک پر محسوس بھی نہوتا تھا سنانیں اسی طرح
اُلجھ رہی تھیں کہ ایک پالہ بندھا ہوا تھا یہانتک کہ سنانیں نیزوں کی بیکار ہو گئیں ڈنڈوں
کو فضول جانکر پھینک دیا اور گرز بلند ہوئے پندرہ پندرہ سو من کی ضربیں چلنے لگیں ابھی
سکندر نے اپنا چوبیس سو من کا گرز نہیں اُٹھایا ہے کہ برابر کی ضرب سے مقابلہ کرنا چاہیے کہ
حریف پست ہونے کے بعد کوئی عذر نہ درپیش کرے تین تین ضربیں چلیں تیسری ضرب میں
مرکب سکندر کا مارا گیا سکندر تلوار کھینچکر چلا کہ طیمور کے مرکب کو بھی پی کر دوں مگر طیمور
نے جلدی سے زین خالی کیا اور کہا اے بہادر جاؤ بے زبان نے کیا خطا کی ہے جسپر غصہ اُتارتے
ہو سکندر نے تلوار پھینک کر ہاتھ گریبان میں ڈال دیا طیمور بھی دست و گریبان ہوا
کشتی ہونے لگی صاحبقران مع سرداران عالی شان آگئے اور تماشہ کشتی کا دیکھنے لگے لشکر
بیچ کے اُس طرف سے سرداران نقابدار آگئے اہل لشکر نے کمریں کھول ڈالیں چند سوار
دونوں طرف کے آرایش کے طور پر کھڑے ہو رہے تمام دن کشتی رہی شام کو بھی علیحدہ نہوے
رات بھر کشتی رہی کہانتک بیان کیا جائے کہ سات شبانہ روز کشتی رہی ساتویں دن گھولا ہاتھ سکندر
کا ٹوٹا اور بیہوش ہو گئے طیمور چھوڑ کے علیحدہ ہو گیا لوگ سکندر کو اُٹھا لے گئے شفاخانہ
میں داخل کیا علاج ہونے لگا طیمور نے آج طبل جنگ نہیں بجوایا اور شب کو سکندر کی عیادت
کے واسطے آیا اور نہایت تعریف کی امیر با توقیر نقابدار کے اس خلق سے نہایت خوش ہوئے
طیمور نے جاکر پھر طبل جنگ بجوا دیا یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا دونوں لشکروں میں
تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں ہر طرف چرچا تھا کہ کل آخری مقابلہ ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے نقابدار
بھی کم نہیں ہے کیا یہ صاحبقرانی اتنی جلد بدل جائیگی ادھر شادل کیوان شکوہ اپنے مقام پر کہتے
تھے کہ یہ نقابدار وہی ہے جسنے صاحبقران اوسط کو زخمی کیا اور سات روز تک لڑا بلکہ اصل
یہ ہے کہ سکندر کی لڑائی کا خاتمہ تھا اور نقابدار ابھی تک تازہ دم معلوم ہوتا تھا غرضکہ اسی تلاطم میں
صبح ہوئی امیر با توقیر نے فریضۂ سحری کو ادا کیا اور جناب باری میں بصد آہ و زاری عرض کرنے لگے

کہ عزت تیری ہی دی ہوئی ہے اسکا نگہبان بھی تو ہی ہے مجھے مقابلہ مین اس نقابدار کے ذلیل نہ کرو انا بعد اس دعا و سجدہ شکر کے اسلحہ طلب کیا حضرت صاحبقران نے کشتیان کل اسلحہ کی حاضر کین صاحبقران عالیشان نے تمام تبرکات صاحبقران اول سے زیب جسم فرمائے اور بزرگون کو یاد کرکے بہت روئے بعد اسکے مرکب پری پیکر پر سوار ہوئے در دولت شاہی پر آئے جس وقت سواری بادشاہ اسلام کی برآمد ہوئی پہلے سلام صاحبقران کا ہوا بادشاہ نے سینے پر ہاتھ رکھ کے جواب سلام دیا کہ تمھاری جگہ دل مین ہے بعد اسکے اور سردار برابر سے مجرے کو جھکے سواری بادشاہ کی جانب وعدہ گاہ مصاف روانہ ہوئی قلب لشکر مین تخت شاہی قائم ہوا داہنی جانب سرداران دست راست بائین جانب سرداران دست چپ اپنے اپنے مرتبہ کے موافق پرے جما کر کھڑے ہوئے ایک جانب سبز پھریرے ہوائین لہرا رہے تھے دوسری جانب سرخ پھریرے کھلے ہوئے تھے زیر علم اژدہا پیکر صاحبقران عالیشان صفون سے جا کے دم قدم آگے بڑھے ہوئے کھڑے تھے اس طرف نقابدار یاقوت پوش اپنے لشکر سے آگے ہمرتبہ صاحبقران کے کھڑا ہوا تھا بعد آراستگی صفوف قتال وجدال جسوقت نقیب نقیب دیگر بیٹھ گئے تو تمام لشکر نقابدار کے علم جلوہ گری پر آگئے اور نقابدار نے مرکب کو ماستہ تازی مرکب جنبیان کرتا ہوا میدان مین آیا نقابدار کے گھوڑے کی کچھ کچھ تا بہ معہ یان دکھائین نیزے کے ہاتھ نکالے سر اپنا میدان کا دکھایا جس وقت غرق غرق ہو گیا تو نیزہ زمین پر گاڑ دیا اور اپنے لشکر کی طرف ہاتھ سے دیکھا بس عیار نقابدار نے ایک فیل آہنی لا کر میدان مین نصب کیا اور نقابدار کی طرف دیکھ کے پکارا کہ ای شہریار شاہی کا امیر اول کے زمانے مین جب ایرج نوجوان اور صاحبقران عالیشان سے مقابلہ ہوا تھا تو ایرج نوجوان نے فیل مقابلہ کے ہنر سپہگری کی دکھائی تھین اول فیل آہنی کو دو رنگ کیا تھا لہذا پہلے آپ بھی فیل کو اسی طرح ایک ضرب مین دو ٹکڑے بشانہ بازی کیجئے گا سنکے نقابدار نے جواب دیا کہ اگر مین نے بھی اسی طرح ایک ضرب مین فیل کو دو کیا تو لطف کیا ہوا خیر جو مجھ سے ہوسکتا ہے وہ مین بھی کرتا ہون یہ کہکر گھوڑے سے اتر کے اور قریب آ کر فیل آہنی کے گرز کو تولا اور ایسی ضرب لگائی کہ فیل غرق زمین ہو گیا عیار نے آکر زمین کھدوائی اور فیل کو نکالکر پھر نصب کیا اور کہا کہ یہ لطف کی بات نہین کہ آپنے ضرب گرز سے فیل کو غرق کر دیا جب مین جانون کہ اگلے پانون دھنسین اور پچھلے پانون قائم رہین یہ سنکے نقابدار نے پھر ضرب لگائی کہ اگلے پانون غرق ہوگئے اور پچھلے اسی طرح قائم رہے اب نقابدار نے اس فیل کے شکم مین ہاتھ ڈالکر جو زور کیا تو اٹھا لیا اور اچھال دیا گرتے وقت چورنگ ہوا ئی کیا اس طرح کہ چارون پانون فیل کے الگ الگ گرے چہار سمت سے تحسین و آفرین کی صدا بلند ہوئی اب عیار نے ایک گلدستہ لا کر میدان مین قائم کیا جسمین خوشے جواہر کے لٹک رہے تھے اور نقابدار کی طرف دیکھ کے کہا کہ جب مین جانون کہ ایک خوشہ گرے اور دوسرے کو خبر نہو نہ پائے نقابدار نے تیر مارا ایسا ہی ہوا کہ ایک خوشہ اڑ گیا عیار نے کہا کہ اب ایک عقیق گرے اور دوسرے موتی کو خبر نہو نہ پائے طیمور نے پھر تیر مارا عقیق پر عیار نے نشانہ بنایا تھا وہی گرا دوسرے کو خبر نہوئی لیکن اسکے عیار نے کہا کہ لطف یہ ہے کہ نصف موتی کٹ جائے اور نصف موتی گلدستہ مین لگا رہے نقابدار نے کہا کہ زبان سے کہنا آسان ہے لیکن کر کے دکھانا مشکل ہے اگر ذرا سی نکان بہو ٹھیک گئی تو پورا موتی گر جائیگا عیار نے کہا

کہ تادر اندازی ایسے شان کے خلاف ہے کہ ارادہ کے خلاف ظہور میں آگئے نقابدار نے کہا کہ تیر تیری خوشی کرتا ہو
یہ کہکر جو تیر مارا تو پیکان کی دھار سے نصف موتی قلم ہو کے گر گیا اور نصف باقی رہ گیا اس کمال کی سبھنے
داد دی صاحبقران عالی شان نے بھی بہت مدح فرمائی بعد اسکے طیمور نے سات تیر بالائے
ہوا پھینکے اور نیزہ بنا کے گرا دیا ایک تیر کا پیکان دوسرے کے سوفار میں پیوست تھا بعد اسکے ایک
تیر رہ گیا اور دوسرا تیر ایسا مارا کہ وہ پہلے تیر کو رد کر کے نکلا چلا گیا اور پہلا تیر پیکان سمیت دور
ہو کے گرا ان کمالات سپہگری پر سب وجد کر رہے تھے بعد اسکے طیمور نے اک مقام پر کھڑے
ہو کر گھوڑے کو روک کے آواز دی کہ یا صاحبقران بہتر یہ ہے کہ بانہا سے صاحبقرانی میرے سپرد کیجیے ورنہ
ذلیل ہو کے دیے تو کیا صاحبقران نے فرمایا کہ اے نقابدار آئین کوئی ذلت کی بات نہیں ہے کہ
مرد کا میدان سے منہ موڑنا ذلت ہے زیر ہونا ذلت نہیں ہے اگر تم مجھے زیر کر لوگے تو میں بانہا سے
صاحبقرانی تمہارے سپرد کر کے اطاعت بھی اختیار کرونگا نقابدار نے کہا کہ اگر یہی ارادہ ہے تو آگے
یہ سنکر صاحبقران نے خضران کی طرف دیکھا خضران نے بہ ارادہ جدال کے میدان کو قرق کیا کہ اسکو کوئی نہ نکلے خود اقلیم
باتر تیر تشریف لیجانے کے علم اژدہا پیکر کو جلوہ دیا بعد اسکے تمام نشانہائے علم جلوہ گر ہوئے صاحبقران نے مرکب آگے
بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہی کے آکر گھوڑے سے اتر کے ادھر بادشاہ اسلام نے تخت رکھوا دیا صاحبقران
نے اجازت طلب کی بادشاہ نے گلے لگا کے امیر کو رخصت کیا صاحبقران سلام رخصت کر کے دوبارہ مرکب پر
سوار ہو کے میدان میں تشریف لائے خواجہ خضران سے فرمایا کہ تم موتی اچھالو خضران نے کہا یا
صاحبقران بہت نقصان ہوگا بسبب کثرت کے خواجہ نے چھوٹے چھوٹے موتی اچھالنا شروع
کیے صاحبقران نے تیر و کمان ہاتھ میں لیے اور تیر مارنا شروع کیے خضران نے کہا یا صاحبقران
یہ تو کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ آپ نے کیا کیا امیر نے نقابدار کی طرف دیکھ کے ارشاد فرمایا کہ اے نقابدار کو
بھیجو کہ جتنے تیر میں نے پھینکے ہیں وہ سب اٹھا لائے جو تیر میں پیوستہ ہوں وہ گرنے نہ پائے غرضکہ
نقابدار گیا اور سب تیر اٹھا کے لایا دیکھا تو ہر پیکان کی نوک موتی کے سوراخ میں پیوست تھی نقابدار
اس تادر اندازی پر وجد کرنے لگا اور کہا کہ حق یہ ہے کہ جیسا آپ کا نام سنا تھا اس سے کہیں
زیادہ ہی پایا بعد اسکے صاحبقران نے نیزہ سنبھالا اور دوسرا نیزہ خضران نے اچھال دیا
امیر نے بالا سے نیزہ سے سنان نیزہ کو گھٹا اور گردش دینا شروع کیا دونوں نیزے ایک
ہو گئے ایسی گردش میں نیزے کی سنان الگ جا کے گری بنان الگ گری بعد اسکے ایک ایسا
چوبی نیزے کی جبرا ہو کے گر گئی اس کمال پر صاحبقران کے اور حیرت نقابدار کی بلکہ تمام سرداران
اسلام کی زیادہ ہو گئی کہ یہ کمال آج تک صاحبقران نے کسی پر ظاہر نہ کیا تھا نہ اسکے اظہار کا
موقع آیا تھا بعد اسکے خضران نے زمین پر لیمو بچھا دیے اور سے کپڑا ڈال دیا اور کہا یا
صاحبقران لیمو کٹے اور نصف باقی رہے اور کپڑے کو ضرر نہ ہو سکے امیر نے تلوار ماری
کپڑا اٹھا کے دیکھا تو نصف لیمو کٹ گئے تھے اور نصف مسلم تھے اور کپڑے پر کوئی اثر نہ تھا
بعد اسکے تلوار سے خضران کی آنکھوں میں سرمہ لگایا بعد اظہار کمالات اب نقابدار سامنے امیر کے
آیا اور کہا کہ علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی کثرت دکھانا زیادہ کمال کی بات نہیں جسکو جس قسم کی مشق تھی
آپ نے مشاقی اپنی دکھائی حال مقابلے کے وقت کھلتا ہے اب امیر کے ہاتھ میں بھی نیزہ ہے اور
آپکے ہاتھ میں بھی ہے اب معلوم ہو جائیگا یہ کہکر نیزہ سینہ امیر پر مارا صاحبقران نے نیزہ کو

نیزے برگا نٹھا لئیں چاہئے لگیں سرداروں کی نگاہیں لڑی ہوئی تھیں مگر نہ بند کھلتے اور نہ بند ہٹتے محسوس
نہوتے تھے کہاں تک بیان کیا جائے ایسے جھٹکے چلے کہ دونوں نیزوں کی سنانیں نکل گئیں بعد
اسکے بہالین بھی نکل گئیں چھڑ پر چھڑ پڑنے لگی پوریں ٹوٹ ٹوٹ کے گرنے لگیں آخر میں دو پوریں
صاحبقران کے ہاتھ میں رہ گئیں اور ایک طیمور کے ہاتھ میں طیمور نے چاہا کہ ایک پور اور توڑ کے
برابر ہو جاؤں پور تو نیزہ صاحبقران کی ٹوٹ گئی مگر ایک پور سے ایک پور کو اس طرح امیر نے
خبردار دے کے جھٹکا مارا کہ طیمور کے ہاتھ سے نکل گئی اور سے گر کے رہ گیا لشکر اسلام سے واہ واہ
کی صدا بلند ہوئی طیمور نے جھلا کر گرز اپنا آرایہ پر سے لیا اور سر پر چرخ دیکر سر صاحبقران پر وار
کیا صاحبقران نے گرز سام بن نریمان کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز پر گرز جو پڑتا ہے تو
تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک تک نکل گیا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا طیمور
نے آواز دی کہ دم و لیست کردم خواجہ خضران دوڑے ہوئے آئے اور گرد گرد دے کے چرخ مار کر
اندر گرد کے در آئے دیکھا کہ ہر بن مو سے پسینا جاری ہے لیکن دونوں ہاتھ جو مانند ستون
فولادی کے قائم ہیں ان میں فرق نہیں ہے خضران نے آواز دی کہ یا صاحبقران حریف لاف زنی
کر رہا ہے ہوشیار ہو جیئے اور ہوا سے اترے صاحبقران نے دیکھا کہ مرکب غرق زمین ہو گیا کے
مرکب کے زیر شکم ہاتھ دیکر جو زور کیا تو گھوڑا زمین سے باہر آ گیا ایک ہی ضرب میں مرکب کا یہ حال
ہو گیا تھا صاحبقران نے اس گھوڑے کو لشکر میں بھیج دیا اور دوسرا گھوڑا طلب کیا اور پشت
مرکب پر سوار ہو کے آواز دی سن لو ضرب بلند زدی ضرب ما نوش کن ہمہ بنا دی از دل فراموش کن
یہ کہہ کر گرز گران سنگ آسمانی رنگ ہشت پہلو سرچہ کوہ اٹھارہ سو من کی ضرب کو سر پر چرخ دے کر
سر طیمور پہ وار کیا طیمور نے بھی اپنے گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا گرز پر گرز جو پڑا یہ معلوم
ہوا کہ آسمان پر ستارہ ٹوٹا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا
مرکب تا زانو غرق زمین ہو گیا طیمور کی زبان پر چھٹی کا دودھ ذائقہ دے گیا صاحبقران
نے بھی آواز دی کہ لو ضرب لقا بدار کی دیکھو کر اس پر کیا گذری یہ سنکے عیار لقا بدار دوڑا ہوا آیا چھاگل
پانی کی ہاتھ میں لئے چھینٹے دے کے گرد کو بٹھالا دیکھا کہ طیمور بیہوش کھڑا ہے ہر بن مو
سے پسینہ جاری ہے لیکن دونوں ہاتھ جو مانند ستون فولادی کے قائم ہیں ان میں فرق
نہیں ہے عیار نے منہ پر چھینٹا پانی کا مارا اور آواز دی کہ ہوشیار ہو جئے طیمور چونکا اور عیار
سے کہا کہ واقع میں صاحبقران سے سر ہونا غیر ممکن ہے یہ کہکر چاہا کہ مرکب کو زمین سے
نکالوں مرکب مر چکا تھا طیمور کو غصہ آیا کہ امیر کا مرکب تو بچ گیا اور میرا مرکب مارا گیا بس
تلوار کھینچ کر جھپٹا کہ مرکب صاحبقران کو بھی ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالوں امیر نے جلدی سے زین خالی کیا طیمور
تلوار کھینچتا صاحبقران سے لپٹ پڑا امیر بھی دست و گریبان ہو کے کشتی ہونے لگی دونوں
جانب کے سردار قریب آ کے تماشا کشتی کا دیکھنے لگے فوج نے کمر کھول دی دونوں جانب کے
سرداروں کی جانیں اور نگاہیں لڑی ہوئی تھی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے تمام دن کشتی رہی اور شام کو
کبھی علیحدہ نہوئے رات بھی اسی حالت میں گذری اور پھر صبح ہو گئی جب دیکھو ایک حالت ہے
جب طیمور بازو پکڑتا ہے […] صاحبقران سے تو اکثر زور کرتا ہے دس دس قدم دوڑا لیجاتا
ہے اور جب صاحبقران طیمور کو لے کے چلتے ہیں طیمور بھی دس قدم پیچھے ہٹا کے پھر لپٹ کر

قائم کر لیتا ہے دیکھنے والے حیران ہیں کہ نقا بدار بھی بلا سے بد معلوم ہوتا ہے دیکھئے نتیجہ کیا ہوتا ہے خلاصہ
یہ کہ سات روز گذر گئے اور فیصلہ نہوا اتنے سکندر رستم ہو اور شہنشاہ صف شکن ہنگامہ تمام سردار متحیر
ہوئے کہ اسقدر تو آجتک کوئی سردار نہیں لڑا یہانتک کہ آٹھواں دن بھی گذرا اور نواں دن بھی تمام
ہوا مگر فیصلہ نہوا اتنے یہ حالت ہے کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں جاگتے جاگتے سوج گئی ہیں اور طیمور کو بھی
جھونکے آرہے ہیں زور کرتے کرتے غنودگی آجاتی ہے مثل مشہور ہے کہ سولی پر بھی نیند آتی ہے صاحبقران
چونکا لیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے بہادر یہ میدان مصاف ہے بستر خواب نہیں ہے ہوشیار ہو نیز
صاحبقران کی یہی حالت ہوتی ہے طیمور جھونکا دیتا ہے آخرکار حضرت نے بڑھ کے عرض کی کہ یا
صاحبقران ہمیشہ سے یہ دستور چلا آیا ہے کہ سات روز کا مقابلہ ہوتا ہے آپ تو نو روز لڑچکے لیکن
فیصلہ نہیں ہوا لہذا اب کشتی عزل پر فیصلہ رکھیے صاحبقران نے طیمور سے ارشاد فرمایا کہ تمہیں منظور ہے
طیمور نے کہا کہ مجھے کوئی عذر نہیں ہے بس صاحبقران علیحدہ ہوگئے اور دو زانو ہوئے بیٹھ گئے
طیمور نے سامنے آکر دونوں ہاتھ بڑھائے اور زانوؤں کی گرفت کرکے جو زور کیا تا کمر اٹھالایا
چاہتا تھا کہ دوسرے زور میں سینے تک لیجاؤں کہ امیر نے تڑپ کر لنگر مارا گھٹنوں تک غرق
زمین ہوگئے طیمور علیحدہ ہوگیا صاحبقران نے فرمایا کہ ابھی دو زور تک تمہیں اختیار ہے
اسکے بعد میری باری ہے طیمور خوش ہوا کہ ابکی میں ضرور اٹھا لونگا بسم اللہ کہکر پھر طیمور نے زور
کیا بالشت بھر ابھی بھی زمین سے اونچا کر لایا حضرت نے چلا کر کہا صاحبقران اس سے تو بہتا
صاحبقران اپنی لو بہن دے کے ویسے ہوئے کہ میدان یہ دولت تو نہوتی صاحبقران نے پھر
لنگر مارا کمر تک غرق زمین ہوگئے اور فرمایا کہ اے حضرت حریف زبردست ہے تو کیا کیا جائے
تیسرے زور میں طیمور سے کچھ نہو سکا امیر نے زمین چھوڑی اب صاحبقران نے فرمایا کہ تم
بیٹھو طیمور بیٹھ گیا اور امیر نے آستینیں چڑھائیں دامان زرہ گردانی حضرت نے آواز دی
کہ یار دہ ہوشیار ہو جاؤ کہ صاحبقران نعرہ کرتے ہیں طیمور نے گھبرا کے کہا کہ کیا آپ بہت چیخینگے
صاحبقران نے فرمایا کہ تم بھی ہوشیار ہو جاؤ یہ نہ کہنا کہ آگاہ نہ کیا تھا یہ فرما کر دونوں ہاتھ بڑھا کر
طیمور کو گود میں لیا اور فرمایا کہ میں نعرہ کرتا ہوں طیمور نے کہا جسقدر چاہیے غل مچائیے
بس امیر نے نعرہ کوہ شگاف کیا کہ میدان تھرا گیا اور اب جو زور کرتے ہیں تو کمر تک اٹھا لائے
طیمور نے تڑپ کے لنگر مارا کہ میں بھی غرق زمین ہو جاؤں ابھی تک تو میرے اور صاحبقران کے
زور میں فرق نہیں پیدا ہوا ہے پہلے زور میں میں نے بھی تا کمر اٹھالایا تھا لیکن صاحبقران ہوشیار تھے
کہ یہ لنگر مارے گا امیر نے لنگر قائم کیا اور ہر چند طیمور تڑپا کچھ نہوا جہاں تھا وہیں تھا صاحبقران نے
دوسرا زور کیا کہ سینے تک لے آئے پھر طیمور نے بلبلا کے لنگر مارا مگر تڑپ کے رہگیا جنبش
تڑپ کے سست ہوا امیر نے پھر زور کیا اور تیسرے زور میں سر سے بلند کرکے چھوڑ دیا
طیمور بہ سبب شرم کے غرق عرق ہوگیا اب امیر یا تو فقیر نے نقاب سر پر ہاتھ ڈال دیا اور نقاب
کھینچ لی کہ یہ کون شخص ہے دیکھا تو طیمور صاحبقران نے متعجب ہوکر فرمایا کہ ہائیں اے طیمور تم مسلمان
کب ہوئے اور کیونکر ہوئے طیمور نے کہا کہ اسکا قصہ طولانی ہے صاحبقران طیمور کو ساتھ
لیے ہوئے بارگاہ میں آئے کچھ غذائے لطیف منگوا کر آپ بھی نوش فرمائی اور طیمور کو بھی
کھلائی بعد اسکے غسل کیے پوشاکیں بدلیں سرداران طیمور کو بلوایا انکی بھی کھانا دیں وہ ہر صورت

جو سردار امیر کے طیموّر کی قید میں تھے انکو بھی بلوایا یہ لوگ بسبب شرم کے چار آنکھ نکر سکے تھے بہرکیف
زیادہ خودکشی تھا اس وقت طیموّر نے عرض کی کہ یا صاحبقران اصل یہ ہے کہ باعتبار سن کے آپکو
بزرگی حاصل ہے اور باعتبار رشتہ کے میں بڑا ہون ایسلیے کہ آپ ایرج نوجوان کے پوتے ہیں اور میں
بیٹا ہون جس زمانے میں والد ماجد طلسم لالہ زار سلیمانی کے فتح کرنے کو گئے تھے اور بادشاہ طلسم کی
دختر سے عقد کیا تھا میں اسی شاہزادی کے بطن سے ہون میرا افسانہ عجیب عبرت خیز ہے کہ سننے والا
بیتاب ہو جاتا ہے بعد والد ماجد کے تشریف لے آنے کے طلسم پر تباہی آئی میرے والدہ تباہ ہو کر
صحرا نورد ہوئین صحرا ہی میں پیدا ہوا ایک سحرنی نے میری والدہ اور انکی وزیرزادی کو مار ڈالا اور
اس سحرنی نے مجھے اور شاپور کو اپنا دودھ پلا کے پرورش کیا شاپور سحرنی کا بیٹا
ہے وہان سے بادشاہ زرینہ مجھے لے گیا اور پرورش کیا میں اسی کو اپنا باپ سمجھتا تھا یہی سبب تھا
کہ دین اسلام سے بھی واقف نہ تھا ایک وقت میں ایک دیو اپنی غرض سے مجھے پرستان میں اٹھا لے گیا
وہان سلیمان صاحبقران سے ملاقات ہوئی انھون نے میرے حال پر نہایت شفقت فرمائی
اور فنون سپہگری تعلیم کیے میں حیران تھا کہ یہ اسقدر مجھ سے کیون محبت کرتے ہیں بعد اسکے انکے
وزیر نے بتایا کہ یہ ایرج کا بیٹا ہے اور تمام واقعہ میری مان کی تباہی اور میری ولادت کا بیان کیا مجھے
یقین نہ آیا جب میں پردہ دنیا میں آیا اور عقدہ دختر بادشاہ شہر زرینہ کا وحید الملک سے
کر کے واپس ہوا تو جاکر شہر زرینہ کو آباد کیا اژدہے کو مارا پھر بادشاہ حسن آباد کی دختر سے
میرا عقد ہوا شب عروسی خنجر گرا اور میری عروس کو لے گیا میں اس صدمے میں آمادہ خودکشی
تھا کہ پھر خنجر گرا اور مجھکو پرستان میں لیگیا سلیمان صاحبقران نے میرے حال پر نہایت شفقت
فرمائی اور ایک مرد فقیر کے پاس لے گئے انھون نے کہا کہ عروس تمھاری طلسم [illegible] میں ہے
جبتک طلسم نہ فتح ہوگا عروس سے ملاقات ہونا دشوار ہے اور فتاح طلسم بھی مجھکو بتایا اور
کہا کہ جبتک مسلمان نہو گے اس وقت تک طلسم فتح نہین کر سکتے اور یہ بھی بیان کیا کہ تم خاندان
صاحبقران سے ہو میں لیجاکر بادشاہ شہر زرینہ سے [illegible] اس وقت سے بیان کیا
کہ [illegible] میں نے [illegible] پایا تھا اور سحرنی کے پیٹ سے لایا تھا میں نے اسی وقت دین
اسلام اختیار کیا اور استغاثہ کیا دعا میری قبول ہوئی خواب ہوا میں نے [illegible] کہ طلسم فتح کیا
[illegible] طیموّر کے [illegible] سب سے پہلے [illegible] ہیں [illegible] طیموّر سے
بغلگیر ہوا اور صاحبقران کی طرف دیکھ کے کہا کہ یہی سبب تھا دل میرا انکی طرف کھینچتا تھا
صاحبقران بھی طیموّر سے بغلگیر ہوئے اور عذر کیا کہ آپ میرے چچا ہیں میری گستاخی معاف
ہو طیموّر نے [illegible] کی کہ یہ رشتے میں بڑا اگر ہون میں سن میں کم تھا اور اسکے تمام
سرداران اسلام طیموّر سے بغلگیر ہوئے اور نہایت خوشی ہوئی صاحبقران نے جشن خوشی
کیا بعد جشن [illegible] صاحبقران سے عرض کی کہ اب صاحبقران [illegible] کا خطاب انکے لیے زیبا ہے
کہ یہ میرے بزرگ بھی ہیں اور لائق بھی اسکے ہیں طیموّر نے کہا کہ میں تمھارے ماتحت
رہنا پسند کرتا ہون تم مجھ سے کسی طرح کم نہین ہو میں نے تمھارے اقبال سے [illegible] میں
[illegible] بارہ برس کی عمر میں [illegible] فتح کیا طلسم [illegible] فتح کیا [illegible] کو
مارا [illegible] زبردست [illegible] اطاعت اختیار کی صاحبقران نے فرمایا کہ میں

خانۂ کعبہ چلا جاؤنگا یا گوشہ نشینی اختیار کرونگا اب صاحبقرانی تم کرو طیمور نے کہا کہ مرتبہ صاحبقرانی کے قابل
شخص نہین ہوتا یہ بات منجانب اللہ ہی لائق اس عہدہ کے آپ ہی ہین بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ میرے دربار
مین رستم لشکر کا خطاب انکو دیا جاوے اور واہنے پایہ تخت کے آگے انکا دنگل اور بائین تخت کے آگے
سکندر کا دنگل سمجھے اور سامنے دنگل صاحبقران ہو غرضکہ رستم لشکر کا خطاب اور صندلی رستم طیمور کو ملی
آج اس صندلی کا جھگڑا ختم ہوا سرداران دست راست نے بھی بخوشی منظور کیا طیمور صندلی رستم پر
بیٹھے اسلیے کہ یہ قائم مقام عالم گیتی شاہ ہی اور اسکا مدمقابل تمام لشکر مین کوئی نہین ہی اسکے بعد طیمور نے
بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ حضور بھی تمام عمر حاضر خدمت رہونگا آج ایک تمنا رکھتا ہون فرمایا بیان کرو
طیمور نے عرض کی کہ پہلے دعوت میری قبول ہو بادشاہ اسلام نے قبول فرمایا طیمور بادشاہ سے
رخصت ہوکر اپنے لشکر مین آیا بارگاہ عجائب نگارین حصار طلسمانی استادہ کرائی اور سامان دعوت
مین مصروف ہوا جب دوسرا روز ہوا تو بادشاہ اسلام مع جملہ سرداران عالی مقام تشریف لائے کھانے
تناول فرمایا بعد اسکے طیمور سب کو بارگاہ عجائب نگارین حصار مین لایا سبکو حسب مراتب بٹھایا صاحبقران
نے اس بارگاہ کی نہایت درجہ تعریف کی طیمور نے عرض کی کہ ابھی حضور نے اسکے عجائبات نہین ملاحظہ
فرمائے یہ بارگاہ کی بارگاہ اور سیرگاہ کی سیرگاہ ہی یہ کہکے داروغہ بارگاہ سے کہدیا کہ ہان حجرون کے دروازے
کھولو داروغہ بارگاہ نے ایک دروازہ کھولا دیکھا سب نے کہ ایک صحرا ہی سبزہ زار ہی کہ میوے
گوناگون کے لگے ہوے ہین طائر چہچہا رہے ہین ایک جانب دریا بہ رہا ہی اس منظر کی طرف ایسی
نگاہین متوجہ ہوئین کہ سب محو ہو گئے بعد اسکے دوسرا دروازہ کھول دیا گیا اس طرف جو دیکھا
تو ایک کوہ بلند ہوا اور دیکھا کہ بالاے کوہ دو فیل زبردست لڑ رہے ہین اور ایک دیو کھڑا ہوا تالیان
بجا رہا ہی اتنے مین وہ نیچے گر پڑے اور دونون ہاتھیون کو اٹھا لے گئے دیو اچکنے لگا کہ چھین لون
اتنے مین ایک پتھر گرا اور اسکو بھی لیگیا اس تماشے پر سب بہت ہنسے اب تیسرا دروازہ کھلا دیکھا
کہ ایک اکھاڑا بنا ہوا ہی لوگون کا ہجوم ہی دو پہلوان اترے اور لڑنے لگے لڑتے لڑتے دونون غلطان
ہوکر نظرون سے غائب ہوگئے اب تیسرے دروازے کے بعد چوتھا دروازہ کھلا دیکھا کہ ایک
دربار ہی بادشاہ تخت پر بیٹھا ہی سامنے ناچ پریون کا ہو رہا ہی آواز ساز آرہی ہی اسکے بعد پانچوان
دروازہ کھولا دیکھا کہ ابر چھایا ہوا ہی بارش ہو رہی ہی کوئل کوک رہی ہی اسی طرح بارہ دروازون کے
طرح طرح کے عجائبات ظہور مین آئے طیمور نے بعد دعوت سب کو رخصت کرنے کا حکم دیا بادشاہ اسلام
نے فرمایا کہ اس بارگاہ مین سب لطف حاصل ہین اے طیمور تم بڑے خوش نصیب ہو آجتک ایسی بارگاہ
کسیکو میسر نہین ہوئی طیمور نے کہا کہ جس حجرہ مین حضور نے جو تماشے دیکھے ہین دوسرے وقت اسکے
خلاف نظر آئینگے اس بات پر اور بھی سبنے تعجب کیا غرضکہ بعد دعوت وضیافت لشکر طیمور لشکر اسلام سے
ملحق ہوا طیمور بہ شرکت لشکر ہوا بعد چند روز کے صاحبقران نے کوچ فرمایا اور جانب
شہر طلطانیہ روانہ ہوے جس وقت قریب شہر پہونچے اور خبر طلطان شاہ کو ہوئی کہ صاحبقران
مع فوج فراوان تشریف لاتے ہین تو اسنے بھی لشکر اپنا قلعہ طلطانیہ کے باہر نکالا اور خیمہ برپا کیا لیکن
خبر آمد صاحبقران سنکر سارے لشکر کی یہ حالت تھی کہ ہر شخص خطا ہوا جاتا تھا سختگان حیران تھا کہ کیا
سمجھکر بادشاہ طلطان ورد وکوش نے پناہ دی ہی نہ اسکے پاس فوج ایسی ہی جو امداد کر
سکے کوئی پہلوان لائق مقابلہ معلوم ہوتا ہی زلزال ترک وہی ہی جو اہل اسلام سے باشتم ہو رہا

پٹ چکا ہی بہارستان مغرب سے بھاگ کے گلستان باختر مین آیا یہان اگر نیچہ نہ لیجاتا تو صاحبقران
کے ہاتھ سے جو رنگ ہو چکا تھا آخر اس سے رہا نہ گیا غالطان شاہ سے کہا کہ فوج تو تمھاری لائق
مقابلہ اہل اسلام ہی نہین پھر تمنے کسکے بھروسے پر قصد مقابلہ کیا ہی اس وقت غالطان شاہ نے کہا کہ
مجھ سے اک ساحرہ سے ملاقات ہی کہ نام اسکا مہلیل کج ابرو ہی اور ایک دختر اسکی ہی کہ نام اسکا
ہلال ستارہ میثاقی ہی دونون سحر و ساحری مین اپنا مثل و نظیر نہین رکھتی ہین انکو مین نے نامہ
لکھا ہی یقین ہی کہ وہ آتی ہی ہونگی دو ایک میدان دار لیون سے اسواسطے خان اعظم کافی ہین اور میرا
سردار امواج گرد بھی کم نہین ہی بروقت مقابلہ تکا حال اسکا معلوم ہوگا سختگان کو یہ سنکے گونہ
تسکین ہوئی دوسرے روز سے آمد لشکر اسلام شروع ہوئی دس گیارہ روز تک سب لشکر آیا
کیا تمام صحرا فوجون سے مملو ہو گیا غالطان شاہ کے ہوش اڑ گئے کہ اتنی بڑی جماعت صاحبقران
کے ساتھ ہی جسوقت طیمور تیمیر ور پہونچا اور اسکی بارگاہ رنگین حصار برپا ہوئی تو سختگان نے
سارلیق سے کہا کہ دیکھا آپنے آخر یہی خدا پرست ہو گے آتشین کا شریک ہوا ناہین سارلیق کے
دست و پا مین لرزہ تھا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی گیارھوین روز سواری صاحبقران عالیشان کی آئی اور
لشکر مین سلامی ہوئی امیر داخل بارگاہ ہوے ہر کارون سے ارشاد فرمایا کہ دریافت تو کرو کہ حاکم
شہر غالطانیہ نے کسکے بل پر سارلیق کو پناہ دی ہی ہر کارون نے عرض کیا کہ ہمنے بغیر حکم اس بات
کو دریافت کیا لیکن کچھ پتا نہین معلوم ہوتا ہان اتنا تو سنا ہی کہ زلزال کہتا ہی مجھکو خداوند لقا نے
خواب مین آکے نظر کردہ کیا ہی اب مین تمام خدا پرستون کو غارت کر دونگا جو لوگ مجھے زیر کر چکے ہین اگر
انکو میدان نہ باندھا تو نام اپنا خان اعظم یعنی زلزال نہ پایا صاحبقران نے فرمایا
کہ جھک مارتا ہی لقا کیا مسخرا ہی کہ اسکو نظر کردہ کرے گا وہ آپ تو اپنا علاج کر نہ سکا معلوم ہوتا ہی
کہ در پردہ کسی ساحر کی مدد لیکے آیا ہی یہان یہی باتین ہو رہی تھین کہ وہان زلزال نے حکم دیا
کہ نیچے طبل جنگ نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی جب صاحبقران عالیشان کو خبر ہوئی
فرمایا کیسے ہوا انہین کہ دو کے ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی نیچے طبل جنگی یہان بھی
اول نقارہ سلیمانی پر چوب لگی بعد اسکے نقارخانہ طیموری و سکندری نوازش مین آئے بعد انکے
تمام لشکر مین نقارہ نوازی ہونے لگی اور جوانان لشکر تیاری جنگ مین مصروف ہوے طلایہ
کے سوارون نے بیدار باش و ہوشیار باش کی صدا مین بلند کین شب صبح ہوئی تو امیر
کشور گیر فریضہ سحری کو ادا کرکے مع لشکر میدان مین آئے وسط لشکر مین تخت پادشاہ اسلام کا قائم ہوا صفین درست ہوئین
اس طرف زلزال مع فوج آکے پہونچا اور غالطان شاہ اپنی فوج کو لایا بعد درستی صفوف جسوقت نقیب نقیب دیکھ نکل نکلے
تو زلزال نے گھوڑا باگ کا لیا اور میدان مین آکر خوب سلح شوری کی بعد سلح شوری کے لب پاڑ ضرب کے
نیزہ زمین پر گاڑ کے اور دم کو آراستہ کر کے پکارا کہ ای رفیع البخت تجھے بہت اپنے زور و بازو پر
گھمنڈ ہی اگر مقابلے ہی تو آ اور مجھ سے سامنا کر دیکھو تو کیا ہوتا ہی رفیع البخت نے کہا کہ او بادون بھول گیا
وہ دن کہ مین نے تجھکو کمر بند پکڑ کے اچھال دیا تھا اگر تیری نانی تجھکو نہ اٹھا لے جاتی تو اس وقت تک
تیری ہڈیان بھی قبر مین چونا ہو گئی ہوتین زلزال نے کہا وہ وقت دوسرا تھا اور یہ وقت اور ہی
جبتک مجھ مین اگلی ہی زور تھا اور اب نظر کردہ خداوند لقا ہونے سے قوت میری بہت زیادہ ہو گئی
رفیع البخت نے کہا مین ہر وقت تیری خدمتگاری کے واسطے موجود ہون یہ کہکر مرکب بڑھا کر

سامنے تخت بادشاہ کے آ کے اجازت طلب کی بادشاہ نے فرمایا کہ تم نے اسقدر جلدی کیوں کی رفیع البخت
نے عرض کی کہ حضور نے سنا ہوگا کہ وہ ہمیں میدان مجھے ٹوک رہا ہے پھر میں کیونکر نہ نکلتا فرمایا خیر جاؤ
خدا حافظ رفیع البخت سلام کر کے بار دگر مرکب پر سوار ہوئے اور سامنے زلزال کے آئے
زلزال نے نیزہ مارا رفیع البخت نے نیزے کو نیزے پر روکا تھا نیزہ بازی ہونے لگی دیر تک
نیزہ بازی رہی کام نہ نکلا آخر نوبت شمشیر زنی کی آئی زلزال نے تلوار ماری رفیع البخت نے بند دست پر
ہاتھ ڈال دیا اور چاہا کہ مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لوں ممکن نہ ہوا زلزال نے کمر پیچ میں ہاتھ ڈال دیا
کشتی ہونے لگی آخر نتیجہ یہ ہوا کہ سیاہی سی مثل پرچھائیں کے رفیع البخت پر پڑی ہاتھ پاؤں بیحس
ہوگئے زلزال نے رفیع البخت کو تا زمین سے اٹھا لیا اور مشکیں باندھ کر زندانخانہ میں بھجوا دیا
اور پھر مبارز طلب ہوا یہ معرکہ دیکھکر اہل اسلام کے ہوش اڑ گئے کہ یہ تو ایسا نہ تھا کہ رفیع البخت
کو اس طرح اٹھا لیتا اگر صاحبقران سے بھی مقابلہ ہوتا تو بھی رفیع البخت کم سے کم سات روز
لڑتے یہ تو مثل برگ درخت کے اٹھا لیے چلا گیا ہمیں کچھ نہ کچھ اسرار ضرور ہے صاحبقران بھی پریشان
تھے گرفتاری رفیع البخت کے بعد سرداران رفیع البخت کو تاب نہ رہی جا جا کر مقابل ہوئے اور
چاہا کہ شمشیر زنی کرتے یا قتل ہوں یا اسے قتل کریں مگر حربہ اسکے جسم پر کام نہیں کرتا ہے شام تک
اس نے دس بارہ سرداران نامی رفقائے رفیع البخت سے اسیر کیے اور شام کو طبل بازگشت
بجوا کر میدان سے پھر گیا سارق نے نہایت تعریف کی اور کہا کہ کیوں نہ ہو یہ میرا بندہ قدیم ہے اسکے
باپ دادا نے خداوند لقا کا ایسا ہی ساتھ دیا تھا جس طرح یہ میرا ساتھ دے رہا ہے اسی وجہ سے
بڑے خداوند نے خواب میں اسکی امداد بھی کی ادھر صاحبقران نہایت حیران و پریشان میدان مصاف
سے واپس آئے اور عیاروں کو تاکید فرمائی کہ خبر لگاؤ کہ یہ کیا آفت ہے عیار بیرا سے دریافت حال
روانہ ہوئے وہاں زلزال اپنی بارگاہ میں بیٹھا لباس رزم اتار کر پوشاک بزم پہنی دو چار جام
شراب کے پیے جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا تو پھر اسنے حکم دیا کہ طبل جنگ اسی وقت
نقارۂ رزمی پر چوب لگی خبر صاحبقران کو ہوئی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا تیاریاں جنگ کی
ہونے لگیں صبح کو دونوں لشکر وعدہ گاہ مصاف میں پہنچکر صف آرا ہوئے جس وقت نقیب نقابت
کر کے ہٹ گئے تو زلزال میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا اس طرف سے گردن بہرام نے
نکلکر مقابلہ کیا بعد نیزہ بازی کے نوبت شمشیر زنی کی آئی زلزال کے جسم پر تلواریں پڑتی تھیں
مگر کچھ اثر نہ ہوا آخر زلزال نے بند دست پکڑ لیا اور دوسرے ہاتھ سے کمر پیچ کا بند پکڑ کے
اٹھا لیا اور گرفتار کر کے لشکر میں بھیج دیا اور پھر مبارز طلب کیا قہر زنگ بن قہر زبان خراسانی نے
مقابلہ کیا یہ بھی اسیر ہوئے شاہزادہ جمہور بن قہور نے مقابلہ کیا یہ بھی اسیر ہوا اسکے بعد ہمز
بن فرامرز شاہزادہ بہارستان مغرب نے سامنا کیا یہ بھی گرفتار ہوئے شام تک زلزال
نے بیس سرداران نامی و گرامی کو اسیر کر کے طبل بازگشت بجوایا اور میدان سے پھر گیا سارق
کی یہ حالت ہے کہ پھولے نہیں سماتا ہے اور قدریں گھبار رہا ہے ادھر صاحبقران عالی شان نہایت
پریشان ہیں عیاروں کو طلب کر کے استفسار فرمایا کہ کچھ دریافت کیا کیا بات ہے کہ زلزال
کی قوت اسقدر بڑھ گئی ہے عیاروں نے عرض کی کہ ہر چند ہم نے دریافت کیا کچھ پتہ نہ ملا اگر حکم
ہو تو زلزال کو گرفتار کر لائیں صاحبقران نے منع فرمایا وہاں زلزال نے پھر طبل جنگ

بھجوا دیا تھا جب صبح کو دونون لشکر میدان مصاف مین پہونچکر صف آرا ہوسے اور زلزال نے
مبارز طلب کیا تو شاہزادہ مظفر غازی نے اجازت لی اور سامنے زلزال کے پہونچکر نعرہ
کیا کہ باش او حرامزادے خبردار و ہوشیار باش کہ منم مظفر غازی کی گذارم کہ از دستم من زندہ
وسلامت بدر روی یہ کہتے ہی تلوار کھینچ لی اور آتے ہی برس پڑا اتنی تلوارین مارین کہ زلزال کو
دم نہ لینے دیا چاہا کہ اسے قتل کر ڈالون کہ نوبت گاؤ زوری کی نہ آنے پاسے زور کا تو اسکے حال
معلوم ہو چکا کہ جسم شاہزادہ بدیع البخت کو گرفتار کر لیگیا تو دوسرے کی کیا حقیقت ہی
سوا چند سرداران لشکر بدیع البخت کا مقابل یا زیادہ اسے کوئی نہین ہی مگر ابتک مظفر غازی
اس سے بیخبر تھا کہ اسپر تلوار بھی اثر نہین کرتی ہی جب دیکھا مظفر نے کہ تلوار اسپر اثر نہین کرتی ہی
تو ایک ہاتھ ایسا مارا کہ گردن مرکب کی اڑ گئی مرکب آتشبازی ہو گیا زلزال جلدی سے گھوڑے
سے کود کے علیحدہ ہوا اور اس ارادہ سے چلا کہ اسکے مرکب کو بھی پکڑ ڈالون مظفر غازی نے
جو ارادہ اسکا فاسد دیکھا گھوڑے سے کود پڑا اور زلزال نے آتے ہی گریبان مین ہاتھ ڈال دیا
اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے اٹھا لیا اور لیے ہوے چلا گیا اور دوسرے مرکب پہ
سوار ہو کے میدان مین آیا پھر مبارز طلب کیا عارف بن معروف بھائی مظفر کا نکلا یہ بھی
اسیر پنجہ تقدیر ہو گیا بعد اسکے اور سردار نکلے جو نکلا وہ اسیر ہوا شام تک بہت سے سرداران نامی
وگرامی زلزال کے ہاتھ سے گرفتار بلا ہوسے آج جو زلزال میدان سے پھرا تو سخنگان نے
کہا کہ ای خان اعظم اب جتنے سردار تمھارے قیدی ہین ان کو قتل کر ڈالو اسکے بعد دوسری لشکر کی فکر
کرو ایسا ہو کہ کوئی عیار پہونچکر رہا کرلے جاسے زلزال نے کہا عیار کیا پہونچیگا بندہ پر نہین مار سکتا
ہی ایسے مقام پر مین نے سب کو قید کیا ہی مین تمام خدا پرستون کا جبتک خاتمہ نہ کر لونگا تب قرار
نہ آئیگا اور جس وقت سب کے سب اسیر بلا ہو لینگے اس وقت قتل کر ڈالونگا سخنگان نے کہا کہ بہتر ہی
زلزال نے آتے ہی پھر طبل جنگ بجوا دیا لیکن حال خواجہ خضر ان کا بیان کیا جاتا ہی کہ انھون نے
تمام لشکر کو چھان مارا لیکن سرداران مقید کا پتہ پایا نہ یہ بھید کھلا کہ زلزال کا دربردہ کون معاون
ہی اسی تجسس مین ناچار انھون نے صحرانوردی شروع کی نصف شب گذری ہوگی کہ یہ صحرا مین ایک
درخت کے نیچے پہونچے تو دیکھا کہ ایک مکان سا معلوم ہوتا ہی ٹہلتے ہوسے قریب اس مکان کے
گئے ادھر ادھر بہت خیال کیا مگر کہین اور کسی مکان کا نشان سوا اس مکان تنہا کے نہ پایا حیران اور
متعجب ہو کر انھون نے کمند مار کے دیوار پر چڑھنے کا قصد کیا دیوار سے آواز پیدا ہوئی کہ اسکے
مالک صولان جادو دشمن آگیا ہوشیار رہنا جیسے ہی یہ آواز پیدا ہوسے ہی در و دیوار کو زلزلہ ہوا
حضرت نے گھبرا کے کلیم اوڑھ لی دیکھا کہ ایک ساحرہ مکان سے باہر آئی ادھر ادھر دیکھنے لگی
جب کچھ نظر نہ آیا تو کہا یہ کیا ہی اور زرہ مکارین اچھی طرح سے جانتی ہون مین نے وہ بندوبست
کیا ہی کہ کیا مجال ہی کسی کی جو یہانتک آسکے لیکن کہتی ہون سب سردار میرے پاس قید
ہین اگر کسی نے دیکھ لیا ہو تو بھید کھل جاسے یہ کہکر پھر اندر مکان کے چلی گئی حضرت اسکی شکل مہیب
دیکھکر گھبرا گئے اور الٹے پاؤن وہان سے بھاگے جب صبح ہوئی تو زلزال سوار ہوا صولان جادو
اس مکان سے آئی اور عقاب بنکر سر پر زلزال کے سایہ افگن ہوئی زلزال میدان کی جانب
روانہ ہوا عقاب بھی ہمعنان اسقدر بلند ہو گئی کہ بغیر دوربین لگائے نظر آنا دشوار تھا اس طرف سے

صاحبقران عالی شان میدان مصاف میں پہنچے دونوں طرف کی فوجیں صف آرا ہوئیں
لیکن آراستگی صفوف قتال و جدال جس وقت نقیب نسب دے کر ہٹ گئے تو زلزال
میدان میں آیا اور پکارا کہ اے گروہ خدا پرستان دیکھا تم نے قدرت خداوند باختر
کو کہ تمہارے ظلم سے آج سے دنیا کو ترک کیا اور عالم بالا سے ایسی قدرت کی کہ مجھ ناچیز
کے ہاتھ سے کس کس کو اسیر کرایا اب بھی اپنے خیالات سے باز آؤ اور خداوند کو سجدہ کرو کہ
عاقبت تمہاری بخیر ہو یہ سنکے برہوت رعد آواز کو نہایت غصہ آیا اور کہا او ملعون تو ہمارے
سامنے یہ باتیں کرتا ہے جو ہم سارا ریق اور لقا کی حقیقت سے واقف ہیں کہ یہ سب ہمارے شہر کے
مفرور ہیں انھوں نے سلطنت کے زور پر خداوندی کی تھی تو خداوند کہتا ہے یہ سنکے ہوئے ساریں
زلزال نے کہا کہ تو خداوند سے برگشتہ ہوا جسکا نتیجہ ہے واسطے یہ ہوا کہ لڑکے سے خداوند
نے تجھے زیر کرا کے ذلیل کروایا اب تک تو اسکی رفاقت میں ہے اور تجھے خداوند نے تیرا قائم مقام
کیا اگر مقابلے پر آجا تو ابھی معلوم ہو جائے یہ سنکے برہوت رعد آواز نے مرکب اپنا بڑھایا اور
تخت بادشاہ سے آکر اجازت خواہ میدان کارزار ہوا بادشاہ اسلام نے اجازت دی برہوت
سامنے زلزال کے آیا اور نعرہ کوہ شگاف کیا کہ میدان تھرا گیا ادھر خضران نے صاحبقران
سے تمام کیفیت غولان جادو کی بیان کی اور کہا کہ یا امیر حمزہ اسقدر ہوشیاری کی ہے کہ
زمین و آسمان در و دیوار اسکو دشمن سے باخبر کرتے ہیں عیاری ہونا غیر ممکن ہے مگر ہاں جو آتے
کوئی شخص نہ ہو سکے تو سمجھئے کہ غولان جادو اس وقت عقاب بنی ہوئی نہایت بلند اڑ رہی
ہے اسی کے سحر سے سرداران اسلام مغلوب ہوئے ہیں اگر آپ کو نظر آجائے تو تیر سے کام
لیجئے صاحبقران نے دوربین طلب کی اور جانب آسمان ملاحظہ فرمانے لگے دیکھا کہ واقع میں
ایک عقاب فضا ہے آسمان میں نہایت بلند اڑ رہا ہے جس وقت دوربین ہٹائی تو نظر نے کام نہ کیا
اس وقت قبیل بن مقبول نے آ کے عرض کی کہ یا صاحبقران اس وقت شخص اندازہ پر
ناوک لگائے صاحبقران نے دوش سے کمان لی اور ترکش سے تیر کھینچا خضران نے کہا
کہ کمان پر اسم اعظم دم کر لیجئے کہ وہ ساحرہ ہے صاحبقران نے اسم اعظم دم کیا اور قبیل بن
مقبول سے ارشاد کیا کہ میں ناوک لگاتا ہوں تم میرے ناوک کی سیدھ پر ناوک لگاؤ قبیل نے بھی
تیر کمان میں رکھا خضران نے کہا یا صاحبقران دوربین سے دیکھتے رہیے صاحبقران نے
فرمایا کہ اے مرد عیار ایک ہاتھ سے دوربین لگاؤں تو کمان کیونکر کھینچوں تیر تیری خوشی ہے کہا
اور میں نشانہ لیتا ہوں یہ کہکر دوربین لگا کے دیکھا اس وقت عقاب قائم تھا اور سایہ اپنا برہوت پر
ڈال رہا تھا دیکھتے ہی صاحبقران نے دوربین ہاتھ سے رکھ کر تیر سے انداز سے جو تنا باندھ کے
تیر مارا تیر جو پار ہوا فنا کی صدا دیکر چلا ساتھ ہی قبیل بن مقبول نے بھی تیر مارا تیر نے قاعدہ
کام وہاں ہو چکا کام کرنا یہ بازو صاحبقران کی قوت تھی کہ تیر ہو چکر کے پر عقاب کے ملا ساتھ ہی قبیل
بن مقبول کا تیر پہنچا وہ بھی برابر ہی پڑا دونوں تیر پڑتے ہی عقاب چلایا ایک تیر جل گیا اور ایک تیر
کچھ اثر نہ ہوا کہ صاحبقران اسم اعظم دم کر چکے تھے تیر ترازو ہو گیا عقاب پھڑک کے دم ہو گیا
اور چیخ مارتا ہوا زمین کی طرف چلا میدان زلزال نے برہوت کو بھی باندھ کے لشکر میں اپنے
کھینچ دیا تھا برہوت رعد آواز کے اسیر ہونے کا ظہور کو نہایت ملال ہوا اسی اثنے لگانے کا

قصد کیا تھا کہ صاحبقران نے روکا اور کہا کہ دم بھر کا توقف کرو اسکے بعد تمکو اختیار ہی طہمورث ادب
صاحبقران سے رک گیا زلزال مبارزطلبی کر ہی رہا تھا کہ اسنے مین عقاب بالاے آسمان سے
تاوے اور چرخ کہاتا ہوا زمین پر گرا اور پھڑک کے تمام ہوگیا مرنے سے اسکے قیامت برپا ہوئی
صدائین گیرودار کی بلند ہوئی آتش باری و برف باری کے بعد آواز پیدا ہوئی کہ مارا جوان کشتی
نام من غولان جادو بود حیف مردیم وجان دادیم وبمطلب خود نرسیدیم اسپہ چہ علامات سحر
برطرف ہوگئے اور روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش اک ساحرہ سیہ فام کی پڑی ہوئی ہی زلزال
کی تو رنگت زرد ہوگئی اور تمغاکان نے سارق سے کہا کہ یہ ہے اپنا خاتمہ ہی جسکا بھروسا میان زلزال
کو تھا اسے صاحبقران نے مار لیا اب جو قیدی اسکے سپرد تھے آنکی خبر لیجیے ورنہ سب کے
سب رہا ہوکر اسیوقت قیامت برپا کردینگے آپکو بھاگنے کا رستہ نہ ملیگا سارق نے غلطان شاہ
سے کہا کہ کسیکو قیدیون کی خبر لینے کو بھیجو غلطان شاہ نے امواج گرد سے حکم دیا امواج گرد
اس مقام پر گیا کہ جہان قیدی تھے دیکھا کہ سب اسیر غل وزنجیر بیٹھے ہین لیکن وہ جو مکان تھا جسمین
یہ قیدی تھے نیست و نابود ہوگیا سبکے سب میدان مین بیٹھے ہین امواج گرد نے کچھ فوج کے محاصرہ
مین ان سبکو شاہی زندان کی طرف روانہ کردیا اور یہان طہمورث غصہ مین بھرا ہی ہوا تھا جیسے ہی
ساحرہ کی لاش دیکھی آواز دی کہ او ملعون کیا یہ لقا کی روح تھی جسکے بھروسے پہ تو مردان عالم
کے مقابلہ کا دعوے کرتا تھا اگر سحر کی کمک شریک حال نہوئی تو تیغ الحنت ہی تیری کا نکین
چہرے کے چھکے دیتے تو دیکھی ہی جسے بہارستان مغرب مین زشیع الحنت نے رنگ دی تھی
کب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہکر مرکب کی باگ لی زلزال کو یہ زور تھا کہ وہ جوشن جو جمشید جادو نے
دیا تھا وہ میری بر مین موجود ہی تلوار تجھپر اثر نہین کر سکتی طہمورث پر حملہ کیا کریگا اور شہزادہ طہمورث کے
سامنے زلزال حرکت سے ہوکر نعرہ کیا کہ الاحربہ اپنا زلزال نے نیزہ مارا طہمورث نے نیزہ سے کو نیزہ پر
سر لیا طعنین چلنے لگین شمشیر چلین دکھن مین طہمورث نے نیزہ ہاتھ سے زلزال کے نکال دیا زلزال نے
تلوار ماری طہمورث نے بند و ضربت سپر کرکے سے بچکر وار زلزال کو حملہ آور ہوا تب طہمورث نے کمر تسمہ
کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو فاش زمین سے اٹھا لیا اور سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا کہ نقش بند ہو
گیا پیکر چور چور ہوگیا سانس بھی نہ آئی لشکر اسلام سے واہ واہ کی صدا بلند ہوئی لیکن اب حال
جمشید جادو کا بیان کیا جاتا ہی کہ اسکے چیل بنکے غولان جادو نے باغ مین بٹھا آئی تھی مرسلیہ ہی
غولان جادو کے جمشید جادو بیہوش ہوگئی جب ہوش مین آئی تو سینہ کو ملامت آلی پر پایا سمجھ
گئی کہ معلوم ہوتا ہی غولان جادو ماری گئی لیکن اسنے اسباب سحر سمیٹا لیکن خیال ہوا کہ زلزال
کا حال تو دریافت کرلون پس اسنے اک جانور سحر بناکے اس سے پوچھا کہ زلزال کس حال مین ہی
اسنے سیہا نے کی آواز دی اور کہا کہ زلزال مارا گیا جمشید جادو کو نہایت صدمہ ہوا جانور سے کہا کہ قاتل
اسکا کون ہی جانور نے نام طہمورث کا بتایا اور چل گیا بس نگاہون مین جمشید جادو کے زمانہ تیرہ و تار
ہوگیا اسنے عہد کیا کہ گو اسکے قاتل کو بھی نہ مارا تو کبھی کام ہی نہ کیا یہ کہکے زمین پر طمانچہ ماری اور ہوا پر
اڑی اژدہے کی بنا کے طلا پر آتشین حصار لی ہوئی جانب شہر ملطانیہ روانہ ہوئی اور آن واحد مین پہونچ
گئی دیکھا اسنے کہ ایک جانب لاش زلزال کی پڑی ہی ایک طرف لاش غولان جادو کی ہی اور
دونون جانب فوجین آراستہ کھڑی ہین شور ہو رہی ہی اسکے مقابلہ کے نہ کا طہمورث زلزال

مارکے حریف کا منتظر کھڑا ہی تھا کہ جانب صحرا سے اژدہا نمودار ہوا اور طیمور کی طرف چلا آیا اسکو دیکھکر
صاحبقران نے خضر ان سے کہا کہ مجھے تو یہ اژدر اصلی نہیں معلوم ہوتا یقیناً یہ بھی کوئی ساحرہ یا
ساحر ہے ادھر طیمور نے جو اژدہے کو اپنی جانب آتے دیکھا تیر کو چلہ کمان میں پیوستہ کر کے
مارا تیر اژدہے تک پہونچتے ہی جل گیا بس امیر باتوقیر نے طیمور کو آواز دی کہ تم ٹھہرو میں آتا ہوں
یہ اژدہا اصلی نہیں ہے یہ فرما کر مرکب کو جولان کیا اور اسم اعظم پڑھتے ہوئے چلے طیمور نے بھی
ساتھ صاحبقران کے گھوڑا اسپر ڈالا لیکن امیر باتوقیر پہلے پہونچ گئے اژدہے نے [illegible] آتشین
چھوڑا شعلہ امیر کے قریب پہونچ کے بسبب برکت اسم اعظم کے گل ہوگیا بس صاحبقران نے
ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ قبضہ تک تلوار ڈوب گئی سر سے بجائے خون شعلہ نکلا اور اژدہے پر گرا کر جلا دیا
بس اسکے مرتے ہی تلاطم برپا ہوا صدا ہاے مہیب آنے لگین آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من جھیلہ دو
ابو جیفت مریم و جانبازم [illegible] خود سپید کم اب چور و تشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش ایک عورت
کی پڑی ہے اس ہنگامہ میں شام ہوگئی طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھر آئے اپنی
فرودگاہ پر آئے صاحبقران نے طیمور پر سے تصدق اتروایا ادھر سارق نے غلطان شاہ
در درگوش سے کہا کہ ایسا تم کیا [illegible] ساحر غلطان شاہ نے کہا کہ مجھے کیا بھروسہ ہے وہ یقین ہے
کہ کل تک پہونچ جائیگا غرضکہ آج طبل جنگ نہیں بجا جب رات گذر کر دوسرا دن ہوا تو دیکھا
کہ جانب کوہسار سے ابر اٹھا آسمان پر ابر کے [illegible] چیلین منڈلاتی ہوئی ابر مین سے شعلے
نکلتے ہوئے بارش [illegible] آتشین کی ہونے لگی نمودار ہوئیں غلطان شاہ نے سارق سے کہا کہ مجھے
میرے مددگار آگئے یہ کہتا تھا کہ وہ ابر لشکر غلطان میں پہونچا اور شق ہوا دیکھا کہ دو جادوگر
اک تخت پر سوار ہین اور پشت پر چالیس ہزار جادوگر عقاب و بلاد و باز شہرہ وغیرہ پر سوار ہیں جھولیان
اسباب سحر کی کاندھوں پر پڑی ہوئی قشقے ماتھوں پر کھنچے ہوئے ترمول پھول چمکتے ہوئے آ پہونچے
غلطان دردرگوش نے باستقبال تعظیم اٹھا لشکر ساحرون کا زمین پر اترا اور تخت مہلیل بیچ ابرو
کا سامنے تخت غلطان شاہ کے اترا ملاقات ہوئی مہلیل بیچ ابرو نے غلطان دردرگوش
سے کہا کہ تمنے مجھے کیوں یاد کیا ہے غلطان دردرگوش نے کہا سه دوست آن باشد
کہ گیرد دست دوست * در پریشان حالی و درماندگی * مہلیل بیچ ابرو نے کہا کہ کیا پریشانی
تمکو لاحق ہوئی ہے آپ سے بیان کرو غلطان دردرگوش نے کہا کہ خداوند باختر باشم سے
شکست کھا کر میرے ملک میں آگئے ہیں اور لڑتے ہیں اسکے خدا پرست سپاہ بھی آگئے ہیں
لہذا میں چاہتا ہوں کہ آپ ان خداپرستون کا استیصال کر دیں خداوند باختر آپکے نہایت
ممنون ہونگے اور چاردانگ عالم میں نام ہوگا یہ سنکے مہلیل بیچ ابرو نے کہا کہ باختر میں
تو بڑے بڑے ساحر تھے خصوصاً ملکہ خانخال جادو کہ جسکا مثل و نظیر نہ تھا وہ سب کیا ہوئے
منحنگان نے کہا کہ سب کو خداپرستون نے مار ڈالا یہ سنکے مہلیل کے ہوش اڑ گئے اور
کہنے لگی کہ میں نے تو سنا ہے کہ خداپرست سحر نہیں جانتے منحنگان نے کہا کہ بیشک وہ سحر تو نہیں
جانتے مگر ساحر کی کوئی حقیقت بھی نہیں سمجھتے جیسے چیونٹی کو مار ڈالا ویسے ساحر کو اب تک تو صاحبقران
نا ملکہ باطل السحر ہیں جب ساحر سے مقابلہ ہوتا ہے وہ سحر پڑھ دیتے ہیں علاوہ اسکے انکا عیار نہایت
طرار ہے اسکے پاس ایسی ایسی چیزیں ہیں کہ جب چاہتا ہے وہ نظرون سے پنہان ہوجاتا ہے اور جب

ہم جان دیتے ہیں تجھ سے تحفہ یہ جانثین
دیتا ہوں تازہ جان میں سر کے وار پر
بجلی چمکتی ہے تو سبب اسکو جان کر
رنگ اور ہی خزان ہے نرالی بہار پر
اچھا بتا دو اچھی طرح پیار کرکے تم
آتا ہے رحم مجکو دل بیقرار پر

لو اور بوسہ بھی نہیں دیتا ہے پیار پر
اس طرح لگو کھینچتا نہیں پہلو کو چیر کر
رکھ دیتے ہیں وہ ہاتھ دل بیقرار پر
آنکی نگاہ شوق کو دم بھر نہیں قرار
رنجیدہ کس لیے ہو مرے کہنے پیار پر
ای آہ رنج و فکر ذرا بھی نہیں ہمین

گویا دم مسیح ہے قاتل کی تیغ میں
میں جی کر رہا ہوں بہت اختیار پر
وہ آگئے ہیں باغ کی حالت جو دیکھنے
لوٹی ہوئی ہے بہار دل بیقرار پر
وہ شوخ آنکھ شوخ نگہ شوخ بات شوخ
ہر دم نظر ہے رحمت پروردگار پر

نازنین بانی نے اس طرح بتا بتا کے اس غزل کو گائی کہ تمام اہل محفل کو بیچین کر دیا اسکے بعد نازنین بانی نے خدمتگاروں سے خاصدان طلب کیا اور ایک پان نکال کے کھایا مہلیل نے ابرو سے کہا کہ ہم پان کے بہت عادی ہیں عرض کی کہ حضور عادی کیا ہوں لیکن ہم کھانے کو نہ ہو پان ہو خاصدان کھلتے ہی تمام دربار مہک اٹھا مہلیل نے کہا کہ تم بڑی لفاست کی طبیعت رکھتی ہو کیا خوشبودار گلوریاں بنی ہوئی ہیں نازنین بانی نے خاصدان ہاتھ میں لیا اور سامنے مہلیل کے آکر رکھا کہ اگر مضائقہ نہ ہو نوش کیجیئے یہ آپ کے قابل تو نہیں مہلیل نے ہاتھ بڑھا کر گلوری لی اور چاہا کہ کھاؤں کہ وہ بینا جو اس نے سحر سے تیار کی ہے اور ساری کائنات سحر اسکی یہی ہے ہر وقت اسکے شانے پہ بیٹھی رہتی ہے بولی کہ اے ملکہ گلوری میں بیہوشی ملی ہوئی ہے نوش نہ کیجئے گا مہلیل نے کہا کہ یہ عورت کون ہے بینا بولی کہ یہ عیار ہے نام اسکا برق ثالث ہے اور اسکے ساتھ والے سب عیار ہیں اور وہ جو ایک چوبدار سا مل رہا ہے یہ ان سبکا گرو خضران بن ثمرہ ہے بس یہ سنتے ہی مہلیل کے ہوش اڑے عیاروں نے بھاگنے کا قصد کیا خضران نے گلیم اوڑھ کے غائب ہو گیا مہلیل نے جو لیکر کی آواز دی جو عیار جہاں تھا وہیں رہ گیا مہلیل نے کہا کہ کیوں یہ کیا حرکت تھی برق ثالث نے کہا کہ آپ کے شہر کی خبر سنکے ہم اپنا کمال دکھانے کو آئے تھے اگر آپ کے ساتھ دشمنی کرنا ہوتی تو سر محفل عیاری نہ کرتے اتنے میں کاندھے پر سے مہلیل کے بینا غائب ہوئی خواجہ نے گلیم کے اندر سے ہاتھ بڑھا کر بینا کو پکڑ کے داخل زنبیل کر لیا کہ یہی بانی فساد ہے سارا کھیل اسی نے بگاڑ دیا ہے اب تو مہلیل حیران ہوئی مژگان نے صلواۃ پڑھی اور کہا کہ حضرت یہ آپ ہی کا کام ہے جسکو چاہیے جو نہاں کر لیجئے اور جسکو چاہے ذلیل کیجئے آپکو کوئی کچھ نہیں کرسکتا ایک دفعہ خضران گلیم اتار کر سامنے مہلیل کے آگئے اور کہا کہ کیوں ملکہ دیکھا ہمارا کمال مہلیل نے کہا کہ واقعی میں نام سنتے تھے دیکھا نہ تھا آج دیکھ بھی لیا خضران نے کہا کہ تمنے جو ان ہمارے بیچاروں کو گرفتار کیا ہے تو اس سے کیا حاصل یہ ہمارے اپنا کمال دکھانے اور انعام لینے آئے تھے یہاں اگر اسیر ہو جانا تقدیر ہوئے بہتر ہے کہ انھیں انعام دیکر رخصت کرو کہ جا کر تمہاری تعریف کریں مہلیل نے اسی وقت سبکو خلعت دیے اور رخصت کیا خواجہ نے اشارہ سے کہا کہ نصرت ہمارا یہ لوگ تو چلے ہوئے اب خواجہ نے کہا کہ ہمارا انعام دلوائیے مہلیل نے کہا کہ بیشک تمہارا انعام سب سے زیادہ ہوا کہ تم افسر عیاران ہو یہ کہکر ایک انگشتری بیش بہا خواجہ کو دی اور کہا کہ ممکن تھا کہ میں تمہیں گرفتار کر لیتی مگر جب تم خود سے ظاہر ہوئے تو مجھے بھی شرم آئی خواجہ نے کہا کہ میں بھی چاہتا تو جس طرح بینا کو پکڑ لیا اسی طرح تمکو بھی گرفتار کر لیتا مگر میں نے ایسا نہیں کیا مہلیل نے کہا کہ میری بینا مجھے دیدو خواجہ نے کہا کہ تمنے کہتے تو لو مگر جو آفت میں اسے تیار کیا تھا مہلیل نے ابرو نے کہا کہ یہ میرا بارہ برس کا ریاض ہے خواجہ نے کہا

کہ بارہ ہزار روپیہ لونگا تو دونگا مہلیل پیچ ابرو نے قبول کیا اور روپیہ کے توڑے منگا کے سامنے
رکھ دیے خواجہ نے توڑے لے اٹھا کے نذر زنبیل کیے اور ایک مینا نکال کے وہی مہلیل نے مینا ہاتھ
سے خواجہ کے لیکر آہستہ سے چکار امینا کے پتھر سیڑھی کی پیروں سے گر سکے جو ہوا نکلی مہلیل کے دماغ
میں پہونچی سرایت کر گئی چھینک مار کے بیہوش ہوئی خواجہ نے جال مار کے مہلیل کو داخل
زنبیل کیا اور کہا یوں سر دربار گرفتار کر کے لے جاتے ہیں جس کو دعوے ہو کہ سے چھین لے
ہلال ستارہ پیشانی چاہتی تھی کہ سحر کر کے پکڑ لوں کہ آپ گلیم اوڑھ کے غائب ہو گئے اور جا کے
ہوئے خدمت میں صاحبقران عالی شان کے آ گئے اور مہلیل پیچ ابرو کو زنبیل سے نکال کر
سامنے صاحبقران کے ڈال دیا اور عرض کی کہ یہ لکا تھا حاضر ہے صاحبقران نے فرمایا کہ یہ کون ہے
عرض کی یہ وہی ساحرہ ہے جو مقابلے کے واسطے آئی تھی میں نے جا کر عیاری کی اور اسے پکڑ لایا اس نے
عیار پھنس گئے تھے میں نے جا کے رہا کیا اور اس مردار کو گرفتار کر لایا فرمایا باندھ دو ستون بارگاہ
سے حضرت نے ستون سے باندھ دیا وہاں ہلال ستارہ پیشانی نے سارق کی طرف دیکھ کے
کہا کہ میں جاتی ہوں اور ابھی اپنی ماں کو رہا کر کے لاتی ہوں یہ کہکر روانہ ہوئی کہ یہاں حضرت نے ستون
سے باندھ کر ہوشیار کیا ہنوز گفتگو کی نوبت نہ آنے پائی تھی کہ چوبدار نے آ کر عرض کی کہ ایک ساحرہ
دروازہ بارگاہ پر آئی ہے اور اندر آنا چاہتی ہے صاحبقران نے فرمایا کہ بلاؤ ہلال ستارہ پیشانی اندر
آئی صاحبقران نے کرسی عنایت کی ہلال ستارہ پیشانی نے جو اپنی ماں کو بندھے دیکھا عرض کی
کہ میری ماں اس وقت سے کھڑی ہے وہ کیونکر دیکھوں امیر صاحبقران سے فرمایا کہ کھول دو اور ہلال
سے کہا کہ تم آپ لکا زبان سے کھینچ لو ہلال نے بڑھ کر لکا زبان سے کھینچ لیا حضرت نے کھول دیا
اور اسے بیٹھنے کو بھی کرسی عنایت کی مہلیل پیچ ابرو نے صاحبقران کی طرف دیکھ کے کہا کہ معلوم
ہوتا ہے آپ عیاروں کے بل پر ساحروں سے مقابلہ کا دعویٰ رکھتے ہیں لطف یہ تھا کہ میرے آگے
سر میدان مقابلہ ہوتا صاحبقران نے فرمایا مجھے عذر نہیں جاؤ طبل جنگ بجواؤ جب تم لوگ دغا
کرتے ہو تو ہم بھی ایسا کرتے ہیں نہ تم اسم اعظم و مہر کے سے بند کرو نہ عیاری کو ہم منع کرتے ہیں
مہلیل نے کہا کہ ابھی تو میں آئی تھی اور دعوت میں گئی تھی فرمایا خیر ابھی مہلیل مع ہلال ستارہ پیشانی
رخصت ہو کر جانب لشکر روانہ ہوئی خاطر ملال در دروکوش اسلام نے سے نہایت خوش ہوا
مہلیل نے آتے ہی حکم دیا کہ طبل جنگ اسی وقت نقارہ زرمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی
کی خبر صاحبقران عالی شان کو ہوئی یہاں سے بھی کوس حربی نوازش میں آیا جوانان لشکر اسلام
نے آلات حرب کو صیقل کرنا شروع کیا اور کفار سحر جگانے میں مصروف ہوئے تمام صحرا بخور سے
دھواں دھار ہو گیا آوازیں یا سامری یا جمشید کی بلند ہوئیں ادھر مہلیل نے حجرہ سحر تیار کیا جس کا
کوئی دروازہ نہ تھا اس لیے کہ کوئی عیار پہنچ مجھ تک نہ پہونچ سکے اور یہ سحر جگانے میں مصروف ہوئی
اسی عالم میں زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خزانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے لشکر
اسلام سے آواز اذان بلند ہوئی ساحر یا سامری یا جمشید کے نعرے کرتے ہوئے اپنے بستر
سے اٹھے اور رخ میدان کارزار کا کیا اس طرف سے اہل اسلام میدان میں پہونچ کر صف آرا
ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جس وقت نقیب نقیب دکھا سکے تو مہلیل پیچ ابرو
نے اپنا ناقوس سحر بڑھتا میدان میں آئی اور ایک ترنج جھولی سے نکال کر زمین پر مارا ترنج

شق ہوا اور اسمین سے دھوان پیدا ہوا مہلیل ستارہ پیشانی نے کہا کہ جاؤ اور خضران عیار کو جہان
ہو پکڑ لاؤ بس یہ کہنا تھا کہ دھوان مانند مار سیاہ کے پیچیدہ ہوگیا اور آواز پیدا ہوئی کہ چل
تجھکو ملکہ آفاق بلاتی ہین یہ کہکر کھینچتا ہوا لیچلا خضران حیران تھے کہ یہ کیا آفت آئی اب
نہ کلیم او طرح سے ہین نہ کچھ کر سکتے ہین آواز دی کہ یا صاحبقران ہمتو جاتے ہین خدا حافظ
امیر نے جو دیکھا کہ خضران کھنچتا ہوا چلا جاتا ہی صاحبقران حسرت سے دیکھتے رہگئے وہان
مہلیل پنج ابرو نے خضران سے کہا کہ اب اسی منہ پر دعوے عیاری کا تھا تمکو اس دن کی
خبر نہ تھی لا قفس یہ کہنا تھا کہ ایک ساحر قفس آہنی لیئے ہوئے آیا مہلیل نے چند دانے
ماش کے پڑھکر خضران پر مارے دیکھا کہ خضران زمین پر لوٹ کے ایک کبوتر کی صورت
ہوگیا مہلیل نے خضران کو پکڑ کے قفس مین بند کردیا اور ترسول زمین پر گاڑ کے اسمین قربان
کردیا اور دوسرا تیر پنج زمین پر مارا یہ تیر پنج بھی اسی طرح شق ہوا اور اس سے بھی دھوان پیدا
ہوا اسکی یہ آکر برق ثالث کو پکڑ لایا مہلیل نے برق کو ایک قمری کی صورت بنا کے
قفس مین بند کردیا غرضکہ جتنے عیار دن نے اسکو دھوکا دیا تھا جب اسنے ان سب کو
قیدی قفس بنا لیا تو صاحبقران کی طرف دیکھ کر آواز دی کہا امیر یہ حقیقت ان عیارون
کی تھی اب جس سردار پر آپ کو گھمنڈ ہو اسے بھیجیے یہ سنتے ہی قیبل بن مقبول کو نہایت غصہ آیا
آواز دی کہ او نکاتہ کیا جھک مارتی ہی تو نے ابھی غلامان صاحبقران کو دیکھا نہین کہ کیسے
ہین تو کیا کر سکتی ہے لے مین آتا ہون یہ کہکر گھوڑا اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت
پادشاہی کے آکر اجازت مانگی بادشاہ نے فرمایا کہ تم کیون سبقت کرتے ہو یہ موقع تمہاری
نشانہ بازی کا نہین ہے قیبل بن مقبول نے عرض کی کہ اتنو غلام نکل چکا ہے مجھ سے نہ سنا گیا
کہ یہ سرداران اسلام پر طعن کرے کیا حقیقت ہے اس نکاتہ کی فرمایا خیر جاؤ حافظ حقیقی نگہبان
ہے قیبل نے سلام رخصت کیا اور میدان کی طرف چلے ادھر مہلیل پنج ابرو نے جو قیبل کو اپنی
طرف آتے دیکھا تیر پنج زمین پر مارا اور آواز دی کہ پکڑ لاؤ اتنے مین تیر پنج شق ہوا اور اسمین سے
دھوان نکلا اور قیبل کی طرف چلا قیبل نے بنا لیے سے کمان لی اور ترکش سے تیر کھینچا تیر کو چلہ
کمان مین پیوستہ کرکے گلا مہلیل کا تاکا اور ناوک کو رہا کیا تیر چھوٹتے ہی سن سے چلا اتنے ہی
مین تھا کہ دھوین نے تیر کو بھی پیچیدہ کیا اور قیبل پر آکے گرا اسے بھی باندھ کے لیے چلا گیا
مہلیل نے قیبل کو بھی طائر بنا کر قفس مین بند کردیا اور وہین میدان مین لٹکا دیا روز نیم
دن چڑھے تک چڑھتے چڑھتے دس بارہ سرداران امیر کے پکڑ لیے کہ اتنے مین جانب آسمان سے ایک
قبطول اترتا ہوا نظر آیا اور آتے آتے میدان جنگ مین پہونچکر زمین پر نصب ہوگیا دیکھا
کہ بالائے قبطول ایک مرد دراز قامت منزل پشمینہ بیٹھا ہے اور ایک مسند و تکیہ سامنے آگے
رکھا ہی قبطول نہایت بلند ہے چار ستون مثل زنجیر کے گرد قبطول مین اور بہر زینہ پر ایک شیر بیٹھا
ہے اسنے آتے ہی نعرہ کیا کہ منم نقاش صورت کش وزیر فرستادہ خداوند شنشاع بن [illegible]
باش ای گروہ خدا پرستان مینے بہت سر اٹھایا ہے مجھے خداوند نے بھیجا ہے کہ جاکر جوہر کے [illegible]
آنکو پکڑ لاؤ کہ ہم بھی تو ان بندون کو دیکھین کہ [illegible] کیسا [illegible] نفاق کیا ہی کہ ایک
عالم آفتاب فریادی ہو رہا ہے ایک تقاید [illegible] ہمارے بھی مارڈالا اور مہلیل پنج ابرو کی طرف [illegible]

کہا کہ او چھوکری یہ تو نے کیا کرشمہ بنا رکھا ہے کہ ایک ایک کو پکڑتی ہے اور قفس میں لٹکاتی ہے انکا گرفتاری
ہی کرنا کیا جس وقت تو سمجھیگی میں سب کو ایک آن میں گرفتار کرکے تیرے سپرد کرونگا مہلیل نے کہا کہ
میں نے انکو دوپہر میں گرفتار کیا ہے میں چھوڑونگی نقاش صورت کش نے آنکھیں سرخ کرکے
جواب دیا کہ چھوڑدیگی مہلیل نے کہا کہ ہرگز نہ چھوڑونگی بس اسنے ایک قفس کی تصویر کاغذ پر بنا کے
اسکو چاک کر ڈالا جس قدر قفس تھے سب ٹوٹ گئے اور جتنے سردار عیار جانور بنے ہوئے تھے
اڑکر سامنے نقاش کے آگئے نقاش صورت کش نے جسپر ہاتھ پھیر دیا وہ ہیئت اصلی پر آگیا
کہا جاؤ اپنے لشکر میں تمام عیاروں اور سرداروں کو رہا کرکے لشکر اسلام میں بھیج دیا مہلیل تو اس
بات سے ناراض ہوئی اور اسی وقت بگڑ کے چلی گئی نقاش صورت کش صاحبقران کی طرف
دیکھ کے کہا کہ آپ کو کن سرداروں کا بھیجنا منظور ہے فرمایا اسپر نے زور بازو اور قوت دل
ہے میں کسیکو بھی نہ بھیجونگا یہاں خود جاؤنگا مگر اس وقت جبکہ سارنگ کے جھگڑے سے فراغ حاصل
ہولیگا نقاش صورت کش نے کہا کہ خیر اگر آپ خود نہ بھیجینگے تو ہم آپ پکڑ لے جائینگے ہمیں بھی
دیکھنا ہے کہ آپ کیونکر روک سکتے ہیں یہ کہکر غلطان دردگوش سے کہا کہ اے بادشاہ شہر غدار تیرے
یہاں کوئی سردار بھی لائق مقابلہ ہے غلطان دردگوش نے کہا کہ جی ہاں نقاش صورت کش
نے کہا کہ تم طبل جنگ بجوا کر ہمیں تماشا سے مقابلہ دکھاؤ ہماری فوج بھی آتی ہوگی یہ سن کے
غلطان شاہ نے کہا کہ بہتر ہے غرضکہ شام قریب تھی اس وقت تو طبل بازگشت بجا اور دونوں لشکر
میدان سے پھر کر اپنی فرودگاہ پر آگئے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ یہ ساحر نہایت زبردست
معلوم ہوتا ہے خضر ان نے عرض کی کہ اسکی صورت دیکھکر میرا دل تھراتا ہے اور وہاں غلطان
دردگوش نے طبل جنگ بجوا دیا خبر صاحبقران کو ہوئی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا
تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں انکو تو انتظار صبح میں چھوڑا جاتا ہے اور یہاں سے

چند کلمے داستان طوفان دریاموج کے بیان کیے جاتے ہیں

واضح رہے ناظرین با تمکین ہو کہ نہنگ بن طوفان جسے طہمورث نے زیر کرکے اپنا مطیع کیا ہے باپ
اسکا طوفان دریاموج چند برسوں سے مفقود الخبر ہوگیا تھا یہ واسطے صید و شکار کے گیا تھا پھر
واپس نہ آیا سارنگ کو اسکے گم ہونے کا نہایت ملال ہوا تھا اس وقت سالار لشکر سارنگ
ہی تھا اکثر نہنگ بن طوفان اپنے باپ کو یاد کرکے رویا کرتا تھا حسب اتفاق آج بھی نہنگ
کو کچھ اپنے باپ کا خیال آیا بس یہ رونے لگا طہمورث کی نظر جو نہنگ بن طوفان کے چہرہ پر پڑی
پوچھا کیوں تمھارے رونے کا کیا سبب ہے اسنے عرض کی کہ کیا کہوں اس وقت مجھے اپنا باپ
یاد آیا کہ اگر وہ موجود ہوتا تو صاحبقران طلحہ بن کندھور کو تمام سرداروں پر فوق نہ دیتے حالانکہ
سرہوت رعد آواز بھی طلحہ سے کم نہیں مگر چونکہ طلحہ رفیق قدیم ہے یہ رعایت ہے اور اگر طوفان
دریاموج ہوتا تو طلحہ کی شان و شوکت خاک ہوجاتی یہ سنکے سرہوت رعد آواز نے بھی طہمورث
سے تعریف کی کہ واقع میں وہ ایسا ہی سردار ہے طہمورث کو کچھ تو نہنگ کے رونے کا صدمہ ہوا کچھ
طوفان دریاموج کا اشتیاق ہوا فرمایا کہ اس مرحلہ کے بعد میں صاحبقران سے رخصت
ہونگا اور تمھارے باپ کی تلاش میں جاؤنگا یہ فرما کر اپنے یہاں کے منجم کو طلب کیا اور اس سے

کہا کہ شہنشاہ سن طوفان کے باپ کی حالت پر غور کرو کہ کہان ہی زندہ ہی یا مر گیا سہیل اختر شناس وزیر خورشید زرین کمر کہ ہمشیل کاہن ہی اسنے طیموس کی خبر بھی بادشاہ زرینہ سے بیان کی تھی حسب الحکم طیمور شیر پیر وزیر اسنچہ کیا اور پہلے خانہ حیات پر نظر ڈالی اور غور کیا حیات کا خانہ برقرار پایا بعد اسکے ہر شہر بلاد کی تقسیم کرنے دیکھا کہ تعیش مقام پر ہی اور کس حالت مین ہی معلوم ہوا کہ کسی ساحرہ کے پھندے مین ہی سہیل اختر شناش نے بیان کیا کہ ای شہریار طوفان دریا موج پر کوئی ساحرہ عاشق ہی اور ایک لڑکی بھی طوفان کی ہی جو اب سولہ سترہ برس کی ہو چکی ہی اور ساحرہ سے علاحدہ ہی اور یہان سے جانب جنوب و مغرب اسکا مسکن ہی طیمور نے کہا کہ خیر دیکھا جائیگا اس وقت طبل جنگ بج چکا ہی صبح کو مقابلہ ہونے والا ہی میرا جانا کسی طرح مناسب نہین ہی انشاء اللہ بعد اس معاملے کے سمجھا جائیگا یہ فرما کر شاہزادہ طیمور جانب بارگاہ سلیمانی روانہ ہوے لیکن اب حال مہلیل تیغ ابرو کا سنیے کہ جس وقت یہ بگڑ کے اپنے مکان پر پہونچی تو طوفان دریا موج نے دیکھا ابرو ون پر بل پایا کہا کہ کیون تم کہان گئی تھین اور برہم کیون ہو اُس وقت مہلیل تیغ ابرو نے سارا واقعہ بیان کیا طوفان دریا موج نے مہلیل سے کہا کہ مین نے تمھاری محبت مین اپنی عمر برباد کی جس بادشاہ کا نمک بہت دنون تک کھایا اُسے چھوڑا لڑکا میرا پندرہ برس کا تھا اُسکی خبر نہین کہ وہ کس حال مین ہی جب مین نے تم سے اجازت جانے کی مانگی تمنے جانے نہ دیا راستے سحر سے بند کر دیے اب مجھے جانے دو تا کہ مین حق نمک ادا کروں بادشاہ جہانگیر کا او اکر دون اور اپنے بیٹے سے ملون نہین معلوم وہ زندہ بھی ہی یا اس لڑائی مین مار ڈالا گیا یہ سنکے مہلیل تیغ ابرو نے کہا کہ ای طوفان دریا موج تم تن تنہا کچھ نہین کر سکتے جتنے پہلوان ساریق کے نامی تھے وہ سب خدا پرستون سے زیر ہو کر مسلمان ہوے اور اب انھین کے شہر پاس مین طوفان دریا موج نے کہا کہ کیا بہوت رعد آواز بھی زیر ہو گیا مہلیل نے کہا کہ وہ بھی اک اٹھارہ برس کے لڑکے کا رفیق ہی سنا ہی کہ اس سے لڑ کر ساتھ روز مین زیر ہوا اتنا سنکر طوفان دریا موج کو اور زیادہ اشتیاق پیدا ہوا اور کہا کہ اگر اب تم مجھے نجانے دو گی اور راستہ کو سحر سے بند کرو گی تو مین خودکشی کرونگا مہلیل نے ناچار ہو کر فراق طوفان دریا موج کا منظور کیا طوفان نے آلات حرب کو صاف کر کے اپنے تن پر آراستہ کیا اور پشت مرکب پر سوار ہو کے جانب شہر غلطانیہ روانہ ہوا اسکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور پھر

داستان نقاش صورت کش کی بیان ہوتی ہے

کہ یہان طبل جنگ بج رہا ہی اہل اسلام مین جبر ہی کہ دیکھیے کل کیا صورت ہوتی ہی یہ ساحرہ میدان جنگ مین کیا کرشمے دکھاتا ہی اور عیاران اسلام اس فکر مین روانہ ہوے کہ آج ہی اسے گرفتار کر لینا چاہیے چنانچہ یہ صورتین بدل بدل کے گئے جس عیار نے نزدیک سر سے جانے کا قصد کیا شیر نے جھلکی بتائی خواجہ خضران بادھری یا ٹانگون مین باندھ کر آڑ سے اسکو شیر دلن نے مثل انسانون کے آواز دی کہ یہ عیار مکار آڑ سے آیا چاہتا ہی ہوشیار رہیے گا یہ سنتے ہی خواجہ جلدی سے گلیم اوڑھ کے غائب ہو گئے نقاش صورت کش سے جاتے پتلیان قیطول کی چارون دروازون پر بٹھا دین ہاتھون مین انکے کمندین تھین کہ اگر کوئی اڑ کے آئے تو اسے بھی گرفتار کر لین میری نیند مین خلل واقع نہو جب خواجہ خضران نے

بھی کسی طرح کا قابو نہ پایا تو واپس آ گئے آخر کار شب تمام ہوئی اور سپیدۂ سحری نمودار ہوا ہر شخص خواب سے
بیدار ہوا اور فریضۂ سحری کو ادا کرکے رخ میدان مصاف کا کیا گھڑی بھر دن چڑھنے پایا تھا کہ دونون
طرف کی فوجین میدان مین پہونچکر صف آرا ہوگئین ادھر غاطان شاہ اپنے لشکر سمیت کھڑا تھا
ادھر مبارز اور ان دونون سے آگے بڑھا ہوا نقاش صورت کش بالائے فیطول بیٹھا ہوا
تھا اور غرور کے ساتھ لشکر اسلام کی طرف دیکھ رہا تھا اسنے فوج اسلام سے چند سردار لینے
اور غاطان شاہ سے کہا کہ بھیجو مکو غاطان وردگوش نے اپنی فوج سے ایک سردار کو میدان
مین بھیجا اسنے مبارز طلب کیا پس لشکر اسلام سے طلحہ بن لندھور نے اپنے فیل کو للکار کے
بڑھایا اور سامنے بادشاہ اسلام کے آکر مجرا کیا اجازت میدان مانگی فرمایا جا حافظ مطلق نگہبان ہے
طلحہ سلام رخصت کرکے میدان مین آئے ہنوز سامنے حریف کے نہ پہونچے تھے کہ ناگہان صحرا
سے آواز پیدا ہوئی کہ او ہندی ادھر کہان جاتا ہے ادھر آ اور مجھ سے سامنا کر طلحہ نے جو پلٹ کے
دیکھا تو ایک فیل سوار کو صحرا سے آتے ہوئے پایا اور لوگون نے دیکھا کہ ایک طلحہ میدان
مین کھڑا ہے اور دوسرا صحرا سے چلا آتا ہے سب حیران تھے کہ یہ کیا معرکہ ہے جو لباس طلحہ کا وہ
لباس اسکا جیسا فیل طلحہ کا ویسا فیل اسکا جیسا وزنی گرز طلحہ کے ہاتھ مین تھا ویسا ہی بڑا گرز اسکے
پاس بھی طلحہ نے کہا تو کون ہے اسنے کہا تو کون ہے طلحہ نے کہا مین بادشاہ ہند ہون اسنے کہا
مین بھی فرمانروائے ہندوستان ہون طلحہ نے کہا مین پسر لندھور ہون اسنے کہا مین بھی
پسر لندھور ہون غرضکہ جو طلحہ کہتے تھے وہی وہ بھی کہتا تھا ان دونون کی باتین آواز گنبد تھین
سب حیرت سے دیکھ رہے تھے اور یہ باتین ہو رہی تھین کہ اکبارگی طلحہ نے غصہ مین آکر اسکے
سینے پر نیزہ مارا اسنے نیزہ پر نیزہ کو لیا طعنین چلنے لگین دونون کاٹنے مین تلے ہوئے تھے ایک
ساتھ کے ڈھلے ہوئے برابر کے جوان تھے لوگ ہمہ تن محو تھے اور دونون کی لڑائی دیکھ رہے
تھے دیر تک نیزہ بازی ہوئی مگر کام نہ نکلا آخر نیزون کو پھینک دیا اور گرز چلنے لگے جسکی ضرب
سے طبقہ ہل گیا آخر نوبت کشتی کی آئی تمام دن کشتی ہوتی رہی قریب شام دوسرے طلحہ نے طلحہ بن
لندھور کو اسیر کر لیا اور لیکر سامنے نقاش صورت کش کے آیا نقاش صورت کش کے
فیطول مین چند قندیلین آویزان تھین نقاش نے ایک قندیل اتاری اور طلحہ پر چند دانے ماش کے
پڑھکر مارے کہ یہ ایک شمع کی صورت بن کے رہ گئے نقاش نے اسکو قندیل مین بند کر دیا
اور وہ جو صحرائی آیا تھا صحرا کی طرف چلا گیا طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے مبارز
نہایت خوش تھا جتنو سخنگان نے بھی انگڑائی لی اور کہا کہ یہ ساحر کچھ معلوم ہوتا ہے لیکن امیر
لندھور نہایت پریشان میدان سے پھر کر اپنے مقام پر آئے وہان غاطان شاہ نے پھر طبل
جنگ بجوا دیا یہان بھی نقارہ رزمی بجا صبح تک دونون لشکرون مین تیاری رہی صبح کو دونون
فوجین وعدہ گاہ مصاف مین پہونچکر صف آرا ہوئین بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جسوقت نقیب
نقیب سے کہ چکے تو نقاش صورت کش نے آواز دی کہ یا صاحبقران آج کون سا سردار
واسطے مقابلے کے نکلیگا فرمایا جب حریف آئیگا تو دیکھا جائیگا یا تو جیسے لوگ وہ نکلے نقاش نے
کہا مجھے تو چند سردارون کو لیجا کے خدمت خداوندی مین پیش کرنا ہے چاہتا ہون کہ جو طلحہ کا ہم چشم ہو وہ
مقابل ہو پس یہ سنتے ہی ملوک بن مالک کو غصہ آ گیا آواز دی کہ او ملعون مین ہون مجھے بھی گرفتار

گر لیے پھکر میدان مین آئے نقاش نے صحرا کی طرف دیکھا فوراً بگولہ گرد کا اٹھا اور دوسرا سردار حبش
اٹھا جسکے نیزہ ہاتھون مین پکڑے ہوئے پیدا ہوا اور پکارا کہ او عرب تجھے اپنے نیزہ بازی پر بڑا
گھمنڈ ہی مملوک نے کہا مین تو عرب ہون تو کون ہی اسنے کہا مین بھی عرب ہون جو تو ہی وہ مین ہون
فرق اتنا ہی کہ تو بندہ خدا ہی اور مین مخلص بندہ شمشال ع بن ششش ہون مملوک کو غصہ آیا اور نیزے
کو گردش دیکر اپنے ہم شبیہ کے سینے پر وار کیا اسنے نیزے کو نیزے پر لگا لیا طعن چلنے لگین اسوقت
تمام لشکر کی نگاہین دونون نیزون سے لڑی ہوئی تھین جو گردش اس نیزے کی تھی سو وہی
گردش اس نیزے کی تھی جہان مملوک نیزہ باز چاہتے تھے کہ بند باندھ کے نیزہ نکال دین ممکن نہوتا
آخرکار نیزون کی سنانین بنا بنا بیکار ہوگئین چھڑ پر چھڑ پڑنے لگی ڈانڈ ٹکڑے ٹکڑے ہوکے اڑ گئے
ہاتھون سے پھینک پھینک کے تلوارین کھینچ لین ردو بدل ہونے لگی آخر نوبت کشتی کی آئی
شام کے قریب مملوک بھی گرفتار ہوکر قندیل مین بند کر دیے گئے طبل بازگشت بج گیا تیسرے
روز نقاش صورت کش نے پھر اک سردار کو سرداران لشکر سیاریق سے میدان مین بھیجا جب
اسنے مبارز طلب کیا تو یہان سے عظیم بن معظم خان نکلا نقاش صورت کش نے پوچھا
کہ یہ اولاد امیر سے ہی یا کوئی اور شخص ہی لوگون نے بیان کیا کہ یہ شاہزادہ جہان ہی کہا مین چاہتا
بھی یہی ہون کہ ہر ملک کا ایک ایک سردار نامی گرفتار کرکے لیجاؤن عظیم بن معظم خان بھی
ہنوز اپنے حریف کے سامنے نہ پہونچا تھا کہ صحرا سے دوسرا ہم شبیہ اسکا پیدا ہوا اور بعد مقابلہ گرفتار
کرکے لیے چلا گیا بعد اسکے ارژنگ بن هرزنگ بن قربان خراسانی نکلا یہ بھی گرفتار ہوکر
قندیل مین بند ہوا خلاصہ یہ کہ پندرہ بیس شاہزادے مختلف ملکون کے اسیر ہوئے آخرین اپنے
جس سردار کو میدان مین بھیجا اُس سے کہا کہ فتح البخت کو تو لانا اب بغیر ٹوکے ہوئے کوئی
نہ نکلیگا اک سردار نے میدان مین آکر فتح البخت کو اسکا ساتھ مین دوسرا فتح البخت صحرا
سے پیدا ہوا دونون مین نیزہ بازی گرز بازی شمشیر زنی ہوئی جب سب حملے تمام ہو چکے تو کشتی کی نوبت
آئی کہ شام کو یہ بھی اسیر ہوکے قندیل مین بند کر دیے گئے اسکے دوسرے دن شاہزادہ سہراب
بن رستم نکلے یہ بھی اسی طرح اسیر ہوئے اب نوبت سکندر رستم خو کی آئی نقاش نے سکندر
کو بہت پسند کیا سکندر نے آتے ہی اپنے حریف کو ایسی تلوار ماری کہ مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے
اور اب قیطول کی طرف چلا ہی تھا کہ دوسرا سکندر پہونچ گیا اور یہ کہا کہ کیا تو نے اک قندیل سے
سردار کو مارا آ اور مجھ سے سامنا کر مین سکندر رستم خو ہون یہ کلام سنکے سکندر کو نہایت غصہ آیا کہ
ملعون تو سکندر رستم خو ہی یا مین ہون مین صاحبقران اوسط رہ پکارا کہ مین صاحبقران اوسط سکندر
نے جھوٹا کرکے نیزہ مارا اسنے بھی نیزے کو نیزے پر لیا طعن چلنے لگین پھر سکندر کی لڑائی صاحبقران
کی لڑائی ہی لاکھ سکندر نے کد و کوشش کی کہ نیزہ ہاتھ سے اسکے نکال دون ممکن نہوا
آخر سنانین نیزون کی بیکار ہوگئین ہاتھون سے پھینک پھینک کر گرز سنبھالے اور سکندر
نے خبردار خبردار کہکر ضرب لگائی کہ ہمتن دلو کا گرز جسکا وزن چوبیس سو من کا ضرب پڑتے ہی یہ معلوم
ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا ایکبارہ زمین کا شق ہوگیا مرکب کمر تک غرق ہوگیا تا فلک گرد و غبار بلند ہوا سکندر نے
زدم و پشت گردم کا نعرہ کیا فوراً ہم شبیہ سکندر نے گرد سے نکلکے آواز دی کہ ارزو ہی دیکر الست
کردی مین حریف تیرا موجود ہون سب ۵ تو ضرب نے زدی ضرب باندیتی کن ہمہ شادی از دل فراموش کن

یہ کہکر ایسی ضرب لگائی سکندر کا سر کہلا گیا سکندر نے گرد سے نکلکر اسکے مرکب کو لیکر ڈالا دونوں
پیادہ ہوکر لپٹ پڑے کشتی ہونے لگی شام تک تو برابر کے زور ہوتے رہے شام کو سکندر نقلی
نے لنگر توڑکر ہاتھ سر بلند کر لیا اور لیے ہوئے سامنے نقاش صورت کش کے پہونچے
اور ڈال دیا نقاش نے سکندر کو بھی قندیل میں بند کیا اور پلٹ گیا ادھر امیر با توقیر سکندر کے
اسیر ہوجانے سے کمال رنجیدہ ہوئے جب دوسرا روز ہوا تو شاہزادہ طیمور نے سامنے
تخت بادشاہ اسلام کے آکر اجازت مانگی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ تم دیکھ چکے ہو کہ یہ لوگ اسیر
ہوجانے والے تھے جو اسیر ہوئے مقابلے کو نکلنا اپنے کو آپ بلا سے بلا کرنا ہے طیمور نے
عرض کی کہ میں خود یہ چاہتا ہوں کہ جہاں یہ لوگ اسیر ہوگئے ہیں وہیں میں بھی جاؤں کہ مجھ سے
صبر اب [illegible] فراق کا صدمہ نہ اٹھ سکیگا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے طیمور ایک آنکھ جاتی رہتی
ہے تو دوسری آنکھ کو بچاتے ہیں ایک کے واسطے دوسری آنکھ کو نہیں پھوڑ ڈالتے ہیں طیمور نے
کہا اب تو میں نکل چکا ہوں میدان میں نجاؤنگا تو لوگ یہی کہینگے کہ طیمور ڈر گیا بادشاہ نے کہا جاؤ حافظ
حقیقی نگہبان ہے طیمور سلام رخصت کرکے میدان میں آیا طیمور کے آتے ہی گرد اڑی اور طیمور ثانی
پیدا ہوا ادھر طیمور شیر پر نے نعرہ کیا کہ منم شاہزادہ طیمور شیر پر و رستم داستان ادھر
اسنے بھی نعرہ کیا طیمور ہنسا اور کہا کہ تو کون ہے اسنے کہا جو تم ہو طیمور نے کہا کہ اپنا احوال بیان کر
اسنے ابتدا سے وہی حالت بیان کردی جو طیمور پر گذری تھی یعنے صحرا میں پیدا ہونا بادشاہ نریندر کے
یہاں پرورش پانا فیل کو مارنا پرستان میں پہونچنا غرضکہ جو حالت اس وقت تک گذری تھی کہدی
طیمور نے غصہ میں آکے کہا کہ تو نے مجھے بتایا ہے لاحول اسنے کہا تو اپنا حربہ لا طیمور نے کہا ہم اہل اسلام
سے ہیں بت پرستی نہیں کرتے اسنے کہا ہم بھی بت پرستی نہیں کرتے طیمور کو اور غصہ زیادہ ہوا کہ
مشابہ ہمیں آتی ہیں اسنے بھی یہی کلمہ کہا بس طیمور نے تلوار تو نہ کھینچی دوڑ کے تھپڑ مارا کہ ہم سے
اس طرح کی گفتگو اسنے بھی ہاتھ اٹھایا تھا کہ تھپڑ ماروں طیمور نے ہاتھ پکڑ لیا وہ لپٹ پڑا
کشتی ہونے لگی جب طیمور غصہ کرکے یہ دیکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ اٹھا لوں وہ بھی پینترا کاٹ کے
طیمور کو اسی قدر لے دوڑتا ہے دونوں میں جھٹکے چل رہے ہیں اب دیکھنے والوں کو یہ بھی محسوس
نہیں ہوتا کہ طیمور اصلی کون ہے اور طیمور نقلی کون ہے یہاں تک کہ شام ہوتے ہی طیمور نقلی
نے طیمور اصلی کو بھی باندھا اور لیکر لشکر اسلام کی طرف چلا اہل اسلام یہ سمجھے کہ ہمارے طیمور
نے زیر کیا ہے نعرے خوشی کے بلند ہوئے اس وقت طیمور نقلی ہنستا ہوا پلٹا اور سامنے
نقاش صورت کش کے لیجا کر طیمور نقلی نے طیمور اصلی کو ڈال دیا اور آپ جانب صحرا چلا گیا اسوقت
معلوم ہوا کہ طیمور بھی اسیر ہوگیا اہل اسلام کو کمال صدمہ ہوا نقاش صورت کش نے انکو
بھی قندیل میں بند کیا اور کہا کہ یا امیر اب ہم انکو لیے جاتے ہیں اگر آپ کو کچھ دعویٰ ہے تو
آکر پاکر لیجیگا یہ کہکر اپنے عرشہ کو اڑایا اور جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوا غاطلان وزیر گوش
چلایا کہ آنسو چلے اور ہمارے مددگار کو بھی رنجیدہ کر گئے اب ہم کیا کریں ان اہل اسلام کو کون
روکنے والا ہے نقاش نے جواب دیا کہ تم پھر نامہ لکھ کر بلا لو ہمیں زیادہ ٹھہرنے کی اجازت
نہیں ہے یہ کہتا ہوا یہ تو قطعہ ابر اڑا کے ہوا سے روانہ ہوگیا مختصر ان مفارقت عزیزان میں
دل پکڑا کے رہ گئے اور غاطلان بادشاہ طبل بازگشت بجا کر میدان سے پھر گیا اور شام کو بھی طبل

جنگ نہ ہوا لیکن سختگان نے ساریق سے کہا کہ یہاں کا معاملہ پھر تنگ ہی اب کچھ نہین ہو ایک سردار
کچھ ہی وہ ایک سد اندازی کر سکتا ہی بعد اسکے خاتمہ ہی ساریق نے کہا کہ ای سختگان اب روپیہ کبھی نہوگا
سختگان نے کہا کہ اس سردار کو بھی اسیر ہوجانے دیجیے بعد آسکے شب کو غلطان شاہ پر شبخون مارے
خزانہ اسکا لوٹ لیجیے اور اسی طرف چلیے جہان کا اس ساحر نے نام لیا تھا کہ وہ مقام ذرا مستحکم و مضبوط
معلوم ہوتا ہی ساریق نے اس رائے کو پسند کیا غرضکہ دوسرے روز ساریق اور غلطان شاہ
ایک ہی بارگاہ مین بیٹھے ہین سرداران ساریق بھی جمع ہین افواج گرد بیٹھا ہی غلطان شاہ نے
کہا کہ ہم خداپرستون کے مقابلے مین کچھ ہمت رکھتے ہو افواج گرد نے کہا اصل تو یہ ہی کہ صاحبقران
نے تمام عالم کو مطیع بنایا ہی ایسے ایسے جوان اسکے لشکر مین ہین کہ کبھی نہ دیکھے تھے یہ تو مین نہین
کہہ سکتا کہ تنہا سب پر غالب آؤنگا مگر تماشہ دیکھیے کیا ہوتا ہی باتین ہو رہی تھین کہ جانب صحرا سے
بگولہ گرد کا نمایان ہوا اسپ و [illegible] دیکھنے لگے گمان ہوا کہ کوئی قاصد آتا ہوگا جب قریب پہونچا تو دیکھا کہ ایک
مرد قوی ہیکل دیو پیکر بڑی بڑی مونچھین کھچڑی بال مونچھون کے کچھ سپید کچھ سیاہ گرگدن مست پر سوار
آلات حرب و ضرب سے آراستہ نمایان ہوا اور قریب آکے پوچھا کہ بارگاہ خداوند باختر کی کہان
ہی لوگون نے بتایا جس وقت وہ دروازہ بارگاہ پر پہونچا تو ساریق نے پہچانا کہ یہ طوفان دریاموج
ہی بس بیتاب ہوکے پکارا کہ ای بندہ مین تو کہان تھا کیا تیری خدائی سے ترک کیا تھا طوفان دریاموج
نے سلام کیا اور کہا کہ ای بادشاہ میرے زمانے مین تو نے دعوا ے خداوندی نہین کیا تھا بلکہ تو
بادشاہ تھا اور مین تیرا سالار لشکر تھا جیسے ہی مہلیل جادو کے دام تزویر مین پھنسا اسوقت سے مجھے
خبر نہین کہ گلستان باختر مین کیا ہوا مین تجھے ہمیشہ سمجھایا کیا کہ مثل اپنے بھائی کے دعوا ے
خداوندی نکرنا ورنہ تباہ ہوگا بادشاہی بھی خدائی سے کم نہین ہی جاہ و جلال عیش و راحت رعب و
داب سب وہی رہتا ہی نہ کچھ کم ہوجاتا ہی نہ زیادہ ہوجاتا ہی تو ایسا اسے کو قبول کیا کہ خداوند کہلانا
اگر تو اس دعوے سے باز آ تو مین تیری طرف سے آج بھی جانبازی کرنے کو موجود ہون سختگان نے
چپکے سے کہا کہ زبانی اقرار کر لیجیے مین کیا نقصان ہی اسکی لڑائی کا بھی تماشہ دیکھیے پھر جو کچھ ہونا ہی
معلوم ہی ساریق نے کہا کہ مین نے اپنی عادت موجودہ کے موافق تمکو بندہ کی لفظ سے یاد کیا
اب مین تمکو اس لفظ کے ساتھ نہ منسوب کیا کرونگا طوفان دریاموج مرکب سے اترا اور آستین
دنگل پر بیٹھ گیا تمام سردار طوفان دریاموج کی طرف متوجہ ہو گئے کہ اس آخری جوانی پر بھی کیا عالم
ہی جبتو مہلیل نے ابروسی ساحرہ اسپر مرتی ہی ہرکارون نے یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچائی کہ
کوئی سردار طوفان دریاموج آیا ہی ہمنے آج تک ایسا سردار نہین دیکھا کسی وقت مین وہ
لشکر ساریق کا سردار تھا یہ سنکے بہت رعد آواز نے کہا کہ یا صاحبقران واقعی مین کہ
طوفان دریاموج بے بدل سردار ہی اگرچہ میرے آسکے کبھی مقابلہ نہین ہوا لیکن یہ سمجھ
لیجیے کہ مین نیستی قدرت کہلاتا تھا اور وہ زور سلطنت کہلاتا تھا امیر بھی یہ سنکے طوفان
دریاموج کے مشتاق ہوے اور نہنگ بن طوفان بیتاب ہوکے اپنے مقام سے اٹھا
اور صاحبقران سے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو مین جاکے ایک نظر دیکھ آؤن کہ وہ میرا باپ ہی
مین اسکا فرزند ہون جب وہ [illegible] برس کا تھا اس وقت سے مین نے اپنے باپ کو نہین دیکھا
ہی صاحبقران نے اجازت دی اسی وقت بہت رعد آواز نے عرض کی کہ مجھے اجازت

ہو تو مین بھی جاؤن صاحبقران نے فرمایا کہ جاؤ کچھ مضایقہ نہین ہی اسیوقت نہنگ بن طوفان اور
برہوت رعد آواز تھوڑے تھوڑے سے سوار ساتھ لیکے جانب لشکر ساریق روانہ ہوے یہ
خبر ہرکارون نے ساریق کو دی کہ دو سردار لشکر اسلام سے اس طرف آتے ہین جنمین ایک وہ شخص
ہی جو بلقب قدرت کہلاتا تھا اور ایک سردار کا نام نہنگ ہی یہ سنکے طوفان دریا موج کا دل
بیتاب ہوا ساریق نے اپنے سردارون کو واسطے استقبال کے روانہ کیا مگر دنگل نہ سمجھوا جسوقت
یہ دونون داخل بارگاہ ہوے تو طوفان دریا موج بھی برہوت رعد آواز کی تعظیم کو اٹھا
اور نہنگ دوڑ کے اپنے باپ سے لپٹ گیا طوفان دریا موج نے فرزند کو سینے سے لگایا
اور سب سردار آکر اپنے اپنے دنگل پر بیٹھ گئے برہوت رعد آواز نے دیکھا کہ کوئی دنگل خالی
نہین ہی مین کہان بیٹھونگا اور نہنگ کہان بیٹھے گا لیکن جو دو سردار برابر طوفان دریا موج کے
بیٹھے تھے نام ایک کا سوحان شیر صولت اور دوسرے کا نام ہیجان شیر صولت تھا ان دونون
سے برہوت رعد آواز نے کہا کہ جاکر ہمارے ساتھ کے سوارون سے کہدو کہ ہم ذرا یہان زیادہ
بیٹھینگے تم پلٹ جاؤ یہ دونون سادگی کے ساتھ اٹھ کر دروازہ بارگاہ کی طرف گئے یہان ایک دنگل پر
برہوت رعد آواز بیٹھ گیا اور دوسرے دنگل پر ہاتھ پکڑ کے نہنگ کو بٹھا لیا طوفان
دریا موج سے ساریق نے شکایت کی کہ یہ دونون مجھ سے برگشتہ ہوکر میرے دشمن سے شریک
ہوے برہوت کو مین نے لقب قدرت کا خطاب دیا بعد تمہارے فوج کا سالار کیا اگر اسنے
بھی مجھ سے روگردانی کی اور تمہارا فرزند بھی برگشتہ ہو گیا طوفان دریا موج نے کہا کہ بہادرون کا
شیوہ یہی ہی کہ جس سے زیر ہو اسکی اطاعت کی اب اگر مین زندہ ہون تو ان سبکو زیر کرکے
پھر اپنا مطیع بناؤنگا جو میرا مطیع ہوا وہ آپکی اطاعت کرے گا بعد اسکے برہوت رعد آواز سے
کہا کہ تم کہان آگئے برہوت رعد آواز نے کہا کہ تمکو اک مدت سے نہ دیکھا تھا تمہاری خبر سنکے دیکھنے
کو جی چاہا اسکے سوا اور کوئی غرض نہ تھی طوفان دریا موج نے کہا کہ اے برہوت رعد آواز
مین نے سنا ہی کہ آج کل لشکر اسلام مین بچے بچے ہین جسقدر بوڑھے تھے وہ سب خانہ کعبہ کو
چلے گئے کوئی ہمارا ہمسن بھی ہی برہوت رعد آواز نے کہا کہ ہان دو شاہزادے ایک کا نام
آفتاب انجم طلعت اور دوسرے کا نام شہنشاہ گوہر کلاہ ہی انکے علاوہ سب نوجوان ہین
اور صاحبقران تک نوعمر ہین اور مین جسکا غلام ہون وہ تو سب سے کمسن ہی جسوقت آپنے مجھکو
اور تمہارے فرزند کو زیر کیا ہی تو مین آسکا بارہ تیرہ برس سے زیادہ نہوگا یہ سنکے طوفان دریا موج
کو نہایت تعجب ہوا اور کہا کہ ہم بھی اس لڑکے کو دیکھنا چاہتے ہین برہوت رعد آواز نے کہا
کہ اس شہریار کا دیدار اب ممکن نہین اسلیے کہ کل کی میدان داری مین وہ بھی اسیر ہوا ایک ساحر
طلسم زلزلہ سے آیا تھا وہ چند سرداران نامی سوا لشکر اسلام سے گرفتار کرکے چلا گیا اب شاہزادہ
طلسم شہر [illegible] سے سوا طلسم زلزلہ کے ملاقات ہوگی کہا خیر دیکھا جاے گا بعد کچھ دیر کے نہنگ
بن طوفان اپنے باپ سے رخصت ہوا طوفان دریا موج نے کہا کہ اے فرزند یہ معاملہ جنگ کا
ہی جنگ کے دو سر ہوا کرتے ہین شاید مین اس لڑائی مین مارا جاؤن تو مین تجھ سے کہے دیتا ہون کہ ایک
بہن تیری بیاہنے کے قابل ہی اور مہلیل [illegible] ابرو کے بطن سے ہی نام اسکا ماہیان زرہ پوش
ہی اسنے سحر و ساحری کو خود بھی پسند نہین کیا اور مین نے بھی اسے ساحرہ ہونے کی آفت سے

بجا یا یہان فن سپہگری کو خوب جانتی ہے آسکا خیال رکھنا تھا نہ گفت مین طوفان معہ بہروبت
رعد آواز رخصت ہو کر جانب لشکر اسلام روانہ ہوئے اور آ کر تمام کیفیت ملاقات صاحبقران
عالی شان سے بیان کی صاحبقران کو اور بھی اشتیاق طوفان و دریا موج کا ہوا جب شام ہوئی
تو ساریق نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ زرین پہ چوب لگی اور آواز نقارہ کی گونجی
خبر امیر کشور گیر کو ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو
دونون لشکر میدان مصاف مین آ کر صف آرا ہوئے اب تمام اہل اسلام نے طوفان و دریا موج
کو دیکھا اور طوفان و دریا موج نے اہل اسلام کو دیکھا بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جسوقت
نقیب نقیب و چکے نکل گئے تو طوفان و دریا موج نے مرکب کو اپنے بڑھایا اور سامنے تخت ساریق
کے آ کر اجازت مانگی ساریق نے اجازت دی طوفان و دریا موج میدان مین آیا سر پا میدان
کا دکھایا نیزے کے ہاتھ اس خوبصورتی سے نکالے کہ دیکھنے والے وجد کرنے لگے کہ اتنے بڑے
تن و توش پہ پھرتی سے مرکب پھرتا ہے جب غرق عرق ہو لیا تو نیزہ زمین پہ گاڑا اور دم کو آراستہ
کر کے آواز دی کہ یا امیر جسکو ہمسے مقابلے کے واسطے بھیجئے اسکا مجھ کو ڈر ہے اسلیے کہ بچون سے
لڑتے مجھے شرم آتی ہے اس وقت شہنشاہ گوہر کلاہ نے قصد نکلنے کا کیا تھا کہ آصف انجم طلعت نے
مرکب کو بڑھا دیا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آ کر اجازت میدان مانگی فرمایا جاؤ خدا حافظ
نگہبان ہے آصف انجم طلعت سلام رخصت کر کے راہی میدان کارزار ہوئے جسوقت طوفان
و دریا موج نے آصف انجم طلعت کو دیکھا پوچھا کہ آپ صاحبقران سے کیا قرابت رکھتے ہین فرمایا
مین صاحبقران کا بھائی ہون اور پوتا ہون گرشاسپ زمان ایرج نوجوان کا یہ سنکے طوفان
و دریا موج نے کہا کہ آپ ابتدا کیجئے یا مین کرون فرمایا کہ ہمیشہ سے ہمارا دستور نہین ہے تم اپنا وار کرو
اگر خداوند عالم تمھارے حربے سے بچائے گا تو خیر دیکھا جائے گا یہ سنکے طوفان و دریا موج
نے نیزہ سنبھالا اور آواز دی کہ ہوشیار رہیے گا اور سینے پر وار کیا آصف انجم طلعت نے
نیزہ کو نیزہ پر لیا طعنین چلنے لگین دیر تک رد و بدل رہی شروع ڈیڑھ سو طعن کے بعد
آصف انجم طلعت نے سنان نیزہ نکال دی طوفان و دریا موج نے ڈانڈ پر ڈانڈا اس
زور سے مارا کہ دونون ڈانڈین ٹوٹ گئین اب اسنے آرا لیکر سے اپنا گرز لیا اور سر پر چرخ
دیکر سر پہ آصف انجم طلعت کے وار کیا آصف انجم طلعت نے اپنی گرز کو اٹھاکر ضربت
کی پناہ کیا لیکن گرز پر گرز جو پڑا تا سو تو یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا آگ تڑاقا ہوا شعلہ فلک کو
نکل گیا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا طوفان و دریا موج ضرب لگا کر
الگ ہٹا اس طرف سے صاحبقران نے اپنے عیار کو واسطے خبر کے روانہ کیا طفیوربادیہ گرد
نے آ کر گرد کو پانی کے چھینٹے دے کر بٹھا لا آصف انجم طلعت نے مرکب سے نکالنے
کا قصد کیا تھا دیکھا کہ مرکب شکست ہو گیا ہے بس کود کے مرکب سے اترا کھینچی طوفان نے جلدی
سے زین خالی کی اور کہا کہ کیا ارادہ ہے ابھی آصف انجم طلعت طوفان و دریا موج سے دست
وگریبان ہوئے کشتی ہونے لگی سرداران لشکر قریب آ کر تماشہ کشتی کا دیکھنے لگے تمام دن کشتی
رہی تمام رات کشتی رہی قضا کے کار و اتفاقات روزگار کہ پانو آصف انجم طلعت کا
موش خانہ مین جا کر کودا دفعتاً ہاتھ پانون مین رعشہ پیدا ہو گیا رنگ زرد ہو گیا پوچھا طوفان

دریاموج نے کہ کیا حالت ہے فرمایا میرا بازو ٹوٹ گیا ہے طوفان دریا نے چھوڑ کے علیحدہ کھڑا ہو گیا اور
کہا کہ جب آپ کو صحت ہو لیکن اُس وقت مقابلہ کیجئے گا اہل اسلام آصف انجم ظلمت کو اُٹھا لے گئے
طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھرے طوفان دریاموج نے ایک روز آرام لیا پھر
طبل جنگ بجوا دیا لشکر صاحبقران میں نقارۂ رزمی بجا صبح کو طوفان دریاموج میدان میں
آکر پھر مبارز طلب ہوا آج شاہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ کی فوج علم جلوہ گری پر آئی اور انھوں
نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے بادشاہ کے آکر سلام رخصت کیا بادشاہ اسلام نے اجازت دی
شہنشاہ گوہر کلاہ نے سامنے طوفان دریاموج کے آکر اپنا حسب ونسب بیان کیا بعد گفتگو نوبت
نیزہ بازی کی آئی کام نہ نکلا آخر طوفان دریاموج نے گرز مارا انکا بھی مرکب مارا گیا دوسرا مرکب
طلب کرکے انھوں نے ضرب لگائی طوفان دریاموج کا کرگدن بھی کام آیا اُسنے بھی دوسرا
مرکب منگایا نوبت شمشیر زنی کی آئی طوفان نے تیغہ آبدار کا وار شہنشاہ گوہر کلاہ نے سپر کو چہرہ
کی پناہ تیغہ لنگر دار تھا سپر کٹی تیغہ خود پر بیٹھا طوفان نے جھٹکا مارا کہ تیغہ تا دو ابرو اتر آیا شہنشاہ گوہر کلاہ
نے دستانہ مارا تیغہ چھینا کہ سر سے نکلا چادر خون کی سر سے باہر آئی شہنشاہ گوہر کلاہ کو لوگ
اُٹھا لے گئے پیدا نکلے اور سرداروں نے مقابلہ کیا دن بھر کئی سردار ہاتھ سے طوفان دریاموج
کے زخمی ہوئے شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھرے سارلق طوفان
دریاموج پر سے نثار کرتا ہوا داخل بارگاہ ہوا ادھر صاحبقران طوفان دریاموج کی تعریف
کرتے ہوئے داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے وہاں طوفان نے لباس رزم اتار پوشاک بزم
پہنی دو چار جام شراب کے پیئے جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا تو حکم دیا کہ پھر طبل جنگ
اُسی وقت کوس حربی نوازش میں آیا یہاں بھی نقارۂ رزمی بجا جب صبح ہوئی تو پھر دونوں طرف
کی فوجیں میدان میں آکر صف آرا ہوئیں بعد آراستگی صفوف قتال وجدال میں نقیب
دے کر میدان سے نکل گئے تو جانب صحرا سے گرد اُڑی اور ایک نقابدار صندلی پوش پیدا ہوا
اور میدان میں آکر پکارا کہ اے گروہ خدا پرستاں میں تمہارے مقابلہ کو آیا ہوں پس نہنگ
بن طوفان نے بادشاہ اسلام سے اجازت لی اور سامنے نقابدار کے آیا بعد گفتگو کے بسیار
نوبت نیزہ بازی کی آئی ہر چند نہنگ بن طوفان نے کوشش کی کہ نیزہ ہاتھ سے اسکے
نکال دوں ممکن نہ ہوا آخر سنانیں نیزوں کی بیکار ہو گئیں اُس وقت نقابدار نے تلوار
بند دست پر ہاتھ ڈال دیا اور چاہا کہ کھینچ لوں نقابدار نے بھی کمربند پکڑ لیا کشتی ہونے لگی
دونوں جانب سے سردار قریب آکر تماشہ کشتی کا دیکھنے لگے نقابدار سے تین شبانہ روز کشتی
رہی چوتھے دن نہنگ بن طوفان نے ایک نقابدار کا توڑا دھر سے بلند کرکے زمین پر مارا اور
نقاب نوچ کے دیکھا کہ ایک کمسن عورت ہے مگر نہایت حسین نہنگ بن طوفان محو حیرت ہو گیا
اور طوفان دریاموج بسبب شرم کے غرق عرق ہو گیا گھوڑا لیکے آگھڑا کہ او شوخ دیدہ اب تو نے
جان کے ... ہماری زندگی میں میری یہ حالت ہے جب نہنگ کو معلوم ہوا کہ یہ میری بہن ہے
اور بیچ میں آ گیا ادھر ماہیان زرہ پوش نے نقاب اپنے چہرہ کی درست کی اور پشت مرکب
جانب صحرا روانہ ہوئی بیابان طوفان دریاموج میدان سے پھر گیا اور بسبب شرمندگی کے طبل
جنگ نہیں بجوایا لیکن جس وقت سے نظر صاحبقران کی ماہیان زرہ پوش پر پڑی ہے عجیب حالت ہے

بس یہ تھا کہ ساتھ اُسکے چلے جاتے اور طوفان دریا موج کو اتفاق سے یہ نوبت آگئی یہ بخار مین
بیہوش تھا بختگان نے سارلق سے کہا کہ جنکا بڑا بھروسا تھا وہ تو بیمار ہین خدا اچھا کرے تو
اچھے ہون علاوہ اسکے تیور طوفان دریا موج کے بتاتے ہین کہ یہ بھی دین اسلام اختیار کریگا
بیٹا تو اسکا مسلمان ہو ہی چکا ہی بس اب چل چلاؤ کا سامان ہے نتیجے سارلق بھی اسکے بھڑکانے مین
آگیا رات کو اپنے سرداروں کو بلا کے کہا کہ آج خزانہ غلطان شاہ کا لوٹ کے قبضہ مین کرو
اور طلسم زلزلہ کی راہ لو جب آدھی رات گذری تو سرداران سارلق نے شبخون مارا خزانہ لوٹ
کے قبضہ مین کیا اور جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوگئے یہان تمام رات آپس مین تلوار چلی جب
صبح ہوئی تو دیکھا کہ نہ سارلق ہے نہ لشکر سارلق ہے خزانہ بھی لٹ گیا بہت سے لوگ غلطان
در درگوش کے مارے گئے جس وقت یہ خبر طوفان دریا موج کو معلوم ہوئی تو اسکو سارلق
کے نام سے نفرت ہوگئی کہ اسنے یہ کیا حرکت کی اور غلطان و درگوش بھی دل مین بہت
پچھتاتا ہے مین نے اس جھگڑے کو کیون پناہ دی یہ تو دکھ ہو گیا بس رومال سے ہاتھ باندھ
کے خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا اور ساری واردات بیان کی صاحبقران نے خطا اسکی معاف
کی اور فرمایا کہ طوفان دریا موج کہان ہے غلطان شاہ نے عرض کی کہ بیمار ہے فرمایا مین اسکی
عیادت کو چلونگا ہمراہ صاحبقران کے بہت سے سردار تھے جس مقام پر طوفان تھا وہان
گئے طوفان دریا موج متوجہ ہوا صاحبقران سے اپنی حالت بیان کی امیر نے فرمایا کہ اے
طوفان دریا موج تم بڑے بہادر ہو چونکہ اب مجھے بھی تعاقب مین سارلق کے جانا
ہے اور تم علیل ہو لہذا جب صحتیاب ہو جاؤ تو طلسم زلزلہ پر آنا وہین ہمارے تمہارے ملاقات
ہوجائیگا طوفان نے منظور کیا اور باغ مہلیل سے ابرو کی طرف روانہ ہوا صاحبقران
کوچ کرکے طرف طلسم زلزلہ کے چلتے ہین اور آگے دیکھیے کیا ہو

خاتمۃ الطبع از کارپردازان مطبع

شکر لاتعداد لاتحصی اس رب حقیقی و مالک تحقیقی کا جسکے افضال بیحد و عنایات لاتعد سے یہ مجموعہ بیمثل
کتم عدم سے عالم شہود مین آیا اور درود نامحدود سرور کائنات افتخار موجودات جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر کہ جنکی ہدایت سے بے انتہا مخلوق نے نور ایمان کا شرف پایا بعد
ازین بخدمت شائقین باتمکین و ناظرین قصص رنگین کی خدمت مین یہ مژدہ فرحت افزا سنایا جاتا ہے
کہ کتاب لاجواب گلستان باختر جلد دوم جسکا سلسلہ بیان دفتر آفتاب شجاعت جلد ... سے
علیحدہ ہے جسمین متعدد داستانین رنگین و سوانحات جدید دلنشین مندرج ہین جسکا اشتیاق عرصہ سے ناظرین
شائقین قصص عجیب و حکایات لطیفہ کو بکمال خاطر تھا جسکے دریافت حال طبع کی نسبت صدہا خطوط
مطبع موصول ہوئے چنانچہ حسب ایماء مرجع اہل کمال منبع جود و نوال جناب منشی پراگ نرائن صاحب
مالک مطبع منشی نولکشور لکھنؤ و کانپور و لاہور و الہ آباد وغیرہ از تالیفات داستان گو سے شیرین
بیان فصاحت خوان فصیح البیان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو سے لکھنوی بہ تصحیح

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ملازم قدیم مطبع مرتب ہوکر ماہ مئی سنہ ۱۹۰۹ء لباس طبع سے مزین ہوکر سرمۂ چشم انتظار ناظرین با تمکین و شائقین قصص رنگین و زرنگارین ہاوی ایمنہ و کرمہ فقط

اشتہار